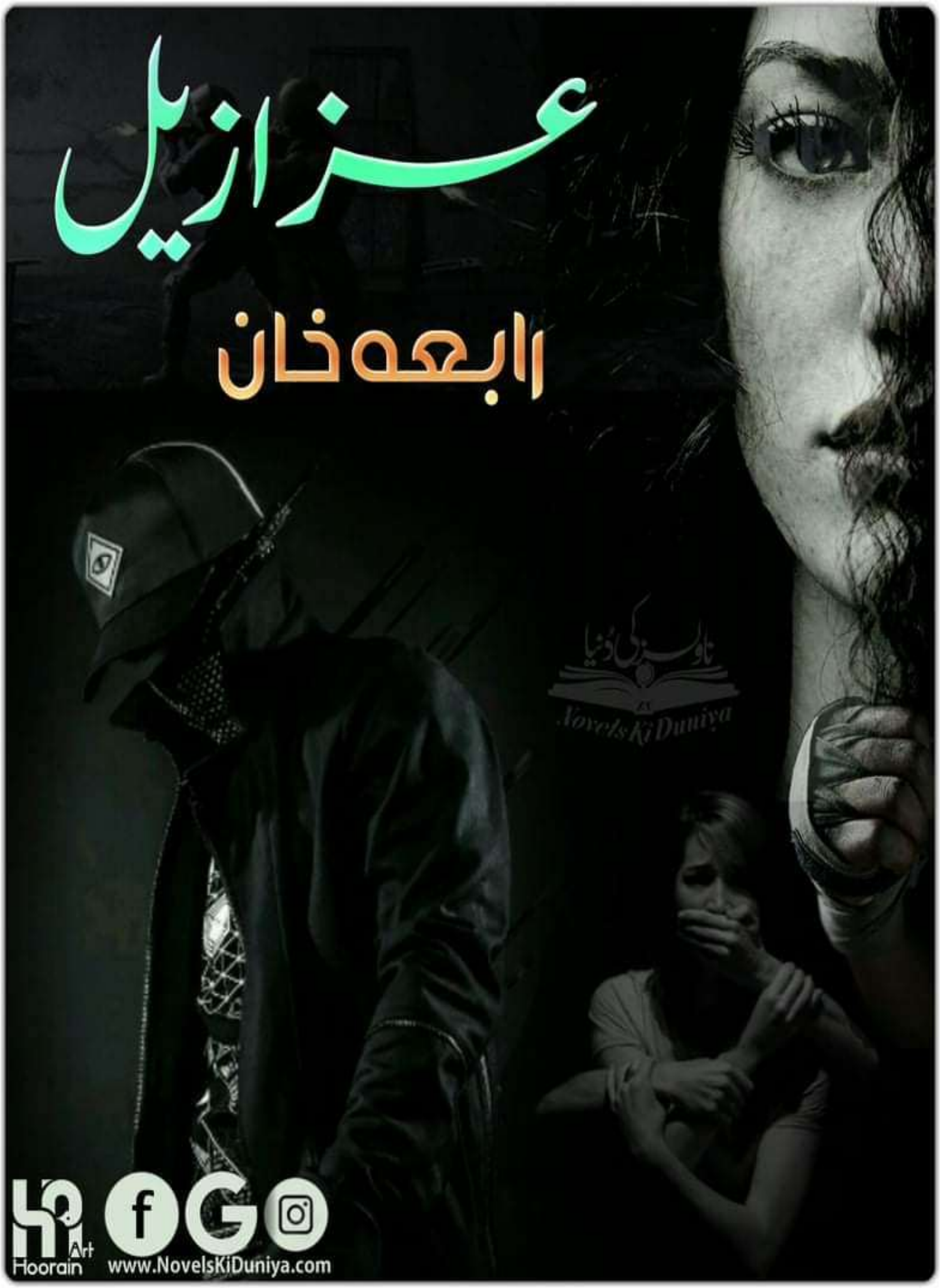
عزازیل
رابعہ خان
ناولز کی دنیا
Novels Ki Duniya
Hoorain Art
www.NovelsKiDuniya.com

نوٹ

(ویب سپیشل ناولز کی دنیا ناول)

"عزازیل از قلم رابعہ خان" ناول کے حقوق ناولز کی دنیا ویب، گروپ، پیج، یوٹیوب اور لکھاری کے پاس محفوظ ہیں۔ اگر بلا اجازت اسے کسی بھی قسم کا کاپی کیا گیا تو ادارہ ایکشن لینے کا پورا حق رکھتا ہے۔

(اسلیے احتیاط کیجیے اور اپنا اور ہمارا قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچائیے)

شکریہ۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسلامُ علَیکُم احبابــــــ۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Zoya Talib (UserName: Novelskiduniya77)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"website" اور "novels ki duniya "

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

عزازیل

از قلم: رابعہ خان

"جو زندہ رہ جائیں۔۔ ان کا مرنا یقینی ہوتا ہے۔!"

وہ ایک بہت سیاہ اور تاریک کوٹھڑی تھی۔ اس قدر تاریک کہ کوئی انسان اپنا ہاتھ نگاہوں کے سامنے لاتا تو اسے دیکھ نہ پاتا۔ اس نے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ کر دیکھنا چاہا لیکن کسی بھی جانب سے روشنی کی رمق نے ساتھ نہ دیا۔۔ سب کچھ جیسے تاریکی نے سالم نگل لیا تھا۔ کچھ بھی کسی بھی جانب باقی نہیں رہا تھا۔ اس نے اپنے جسم کو چھوا۔ اسکا لباس جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا۔ ان پھٹے حصوں پر تازہ خون کے نشانات بھی موجود تھے۔ یوں جیسے وہ بری طرح زخمی کی گئی ہو۔۔ یا اسے کچلنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہو۔

اگلے ہی پل اسے اپنے تازہ لگے زخموں میں جلن سی محسوس ہوئی تھی۔ اس نے ہذیانی انداز میں اپنے زخم کھرچ ڈالے تو انگلیاں خون سے بھر گئیں۔ اس نے ڈر کے اس خون کو اپنے گندے لباس سے صاف کرنے کی ناکام سی کوشش کی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

تاریک کوٹھڑی میں اسکی سسکیاں گونجنے لگیں۔وہ بہت ڈری ہوئی تھی۔خوفزدہ تھی۔اندیکھا سا جما تا ہوا خوف تھا جس نے سر سے پیر تک اسکا احاطہ کر لیا تھا۔اسے یہاں سے نکلنا تھا لیکن کسی بھی طرف دروازہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ہر دروازہ گویا اس سے خفا ہو کر اپنا رُخ موڑ چکا تھا۔وہ سیاہی کے بے رحم سے دائرے میں چکر کاٹ رہی تھی۔کاٹتی جا رہی تھی۔

اگلے ہی پل اسے کسی کی نگاہیں اس اندھیر کال کوٹھڑی میں بھی خود پر محسوس ہوئیں تو وہ اپنی جگہ ہی ساکت ہو گئ۔ یوں گویا جسم سے آخری قطرہ تک کسی نے سینچ ڈالا ہو۔ایک۔۔بس ایک لمحے میں اسکا سارا وجود گلیشیئر بن گیا تھا۔ سفید_یخ_بے جان

اور جیسے ہی اک ہاتھ اندھیرے میں اسکی گردن دبوچنے کے لیۓ آگے بڑھا وہ اک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

اسکی نگاہوں کے سامنے زردی مائل سا کمرہ دم سادھے کھڑا تھا۔

پسینے کے باعث بال چہرے اور گردن پر جا بجا لٹوں کی صورت چپکے ہوئے تھے اور سانس یوں چل رہا تھا گویا وہ مسافتیں بھاگ کر عبور کرتی یہاں تک پہنچی ہو۔اسکی پیشانی پسینے میں شرابور تھی۔ہتھیلیوں نے مٹھی میں لحاف جکڑ رکھا تھا اور وہ خود میں سمٹی ہوئی بستر پر کسی کمزور پتے کی مانند لرز رہی تھی۔

اس نے لرزتے ہاتھ نگاہوں کے سامنے کیۓ۔ تھکن زدہ سا اک آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھ سے گرا تھا۔ وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔وہ ان خوابوں کا سامنہ کرنا چاہتی تھی لیکن پھر کیوں_کیوں وہ ان خوابوں سے ہمیشہ روتی ہوئی اٹھتی تھی۔۔؟وہ ان آنسوؤں سے۔۔ان خوابوں سے۔۔اس زندگی سے تھکی ہوئی لگتی تھی۔تھکی ہوئی زرد سی۔۔بالکل اپنے کمرے میں روشن زرد لیمپ کی روشنی جیسی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کمزور۔۔ مدھم۔۔ خوفزدہ سی۔۔

****

سیاہ رات اپنی منزلوں سے سفر کرتی، صبح کے جامنی سے مزاج میں داخل ہو رہی تھی۔ رات اور صبح کا گہرا انیلا سا امتزاج ساری کائنات کو سحر زدہ کیے ہوئے تھا۔ دور کہیں مؤذن نیند کی قربانی دے کر بارگاہ ایزدی میں کھڑا، اپنی صدا سے لوگوں پر چھائی نیند کی کثافت زائل کر رہا تھا۔ ساری کائنات نے اس پکار پر لبیک کہا تھا۔ شبنم کے قطروں سے باوضو ہو کر۔۔ خود کو بھگو کر۔۔

وہ بھی گہرے اندھیرے میں نماز ادا کر رہی تھی۔ سیاہ دوپٹے کے ہالے میں اسکا شفاف چہرہ دمک رہا تھا۔ دھیرے دھیرے اسکے ہلتے لبوں نے دعا مانگی_ پھر اس نے گردن دائیں اور بائیں جانب پھیر کر اپنے آس پاس سلامتی بکھیر دی۔

زیر لب مدھم آواز میں تسبیح پڑھتے اس نے دعا کے لیے ہاتھوں کو بلند کیا_ دعا مانگنے کے بعد وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ ساتھ جاء نماز بھی تہہ کر کے بیڈ کے ساتھ لگی ٹیبل پر رکھی۔

کمرے میں روشن لیمپ کی زرد روشنی بکھری ہوئی تھی۔ ایسے کہ ہر شے پر زردی مائل سا رنگ چڑھا تھا۔ اسکا سنگل بیڈ ایک جانب دیوار سے لگا تھا، اسکے عین اوپر کانچ کی کھڑکی تھی اور ساتھ ہی چھوٹے ٹیبل پر پانی کا جگ، چند کتابیں اور زرد سا لیمپ روشن تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گردن دوسری جانب گھما کر دیکھا جاتا تو اندازہ ہوتا کہ وہ کمرہ زیادہ بڑا نہیں تھا لیکن پھر بھی اس میں گھٹن کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ دیوار میں جڑی لکڑی کی الماری کی جانب بڑھتے ہوئے اس نے ایک نگاہ کانچ کی کھڑکی پر ڈالی۔

فجر کا اندھیرا اب کہ آہستہ آہستہ سمٹنے لگا تھا۔ یوں جیسے سیاہی کو نا محسوس طریقے سے نگل گیا ہو۔ اس نے الماری کھول کر اندر سے اپنا دوپٹہ نکالا اور سر پر اوڑھی چادر اتاری۔ پھر اسے تہہ کر کے سلیقے سے الماری میں رکھا اور اسکا کھلا پٹ بند کرتی پلٹ گئی۔

اس کا رُخ اب کہ کمرے سے باہر کی جانب تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر اک گہرا سانس لے کر گلاب اور موتیے کی خوشبو اپنی سانس کے ساتھ اندر اتاری۔ اسکے اندر بے ساختہ ہی تازگی سی بھر گئی تھی۔ کچے بنے صحن میں گلاب اور موتیے کی خوشبو، مٹی کی سوندھی مہک کے ساتھ تحلیل ہوئی پورے گھر میں بکھری تھی۔ کیاریوں میں اگی گھاس پر شبنم کے قطرے اب تک تازہ تھے۔

اس نے ہاتھ اٹھا کر سیاہ بالوں کو جوڑے میں گوندھا اور آگے بڑھ آئی۔ جامنی سی روشنی میں اب کہ اسکا چہرہ واضح ہوا تھا۔

شفاف سادودھیا چہرہ بہت پیاری سی ساخت لیے ہوئے تھا۔ ایسے کہ اسکے رخساروں کی ہڈی ہلکی سی اونچی تھی جو اسکے چہرے کو مزید خوبصورتی بخشتی تھی۔ ستواں ناک، باریکی سے بنے ہونٹ اور گھنگھور پلکوں سے سجی سیاہ آنکھیں۔۔ لیکن یہ محض اسکے ماورائی سے نقوش نہیں تھے جو اسے منفرد بناتے تھے۔ یہ تو ان نقوش میں کھلے تاثرات تھے جو اسے ہزاروں میں ممتاز کرتے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے جوڑا باندھ کر ہاتھ آگے بڑھایا اور پھر کمرے کے بند دروازے پر دستک دی۔صوفیہ بھی جائے نماز پر بیٹھیں اپنی مناجات میں مشغول تھیں۔ اس نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا اور پھر واپس پلٹ آئی۔

انکے گھر کا نقشہ کچھ یوں تھا کہ اسے سمجھنے میں زیادہ دقت کا سامنہ نہیں کرنا پڑتا تھا۔داخلی دروازے سے اندر داخل ہو کر دیکھا جاتا تو بڑے حصے پر پھیلا کچا سا ٹکڑا نگاہوں کے سامنے آتا۔اس کچے ٹکڑے میں کیاریاں لگی تھیں اور کئی گملے اک قطار میں رکھے گئے تھے۔ اسی قطار کے دائیں جانب اک بیسن بھی تھا اور اسکے عین اوپر آئینہ لگایا گیا تھا۔

داخلی دروازے سے برآمدے تک جاتی روش پکی تھی۔پھر اونچے ستونوں پر جما قدیم سا برآمدہ مکمل سفیدی کا لباس اوڑھے کھڑا تھا۔اس جگہ سے سفید ٹائلز کا فرش، کمروں تک جاتا تھا۔برآمدے کے اندر ہی دو کشادہ سے کمرے تھے، جن کے دروازے فی الحال بند تھے۔

دائیں جانب کی سیدھ میں دیکھا جاتا تو آپکو اک چھوٹا لیکن نفیس سا کچن واضح طور پر دکھائی دے جاتا۔اس کچن میں کام کرتی نازنین کا دائیاں حصہ ہی برآمدے سے دیکھنے والے پر واضح ہو سکتا تھا۔اسی کی مخالف سمت میں چہرہ موڑ کر اگر جو آپ دیکھو تو۔۔اندازہ ہو کہ گھر کی چار دیواری بھی خاصی بلند تھی۔

کمروں سے ذرا فاصلے پر پیچھے کی جانب چھوٹی سی گلی دی گئی تھی کہ جدھر کپڑے وغیرہ دھو کر سکھائے جانے کا انتظام تھا۔ اسی گلی میں نازنین کے کمرے کی کھڑکی بھی کھلا کرتی تھی۔ وہ گھر بلاشبہ قدیم اور ذرا جدید سے طرز کا تھا۔ اسکا ایک حصہ نیا اور یخ تھا تو دوسرا پرانا اور نرم گرم سا۔۔

فجر کو بیتے وقت ہو چکا تھا اور اب کہ صوفیہ اپنے برآمدے میں لگے تخت پر بیٹھیں، قرآن کے ورق الٹ رہی تھیں۔اس نے چائے بنا کر انکے سامنے رکھی اور خود بھی ناشتہ لیے ___ وہیں تخت پر آ بیٹھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وجی سو رہا ہے امی؟ کالج نہیں جانا کیا اس نے آج؟"

اس نے نفاست سے نوالہ چباتے ہوئے ان سے پوچھا تھا۔ انہوں نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا اور پھر قرآن کو بند کر کے آنکھوں سے لگاتیں واپس رکھتے ہوئے بولیں۔

"رات بہت تیز بخار تھا اسے۔ منع بھی کیا تھا میں نے کہ اس آتی سردیوں اور جاتی گرمیوں کی بارش میں نہ نہائے لیکن یہ لڑکا میری بات مانے بھی تو سہی۔۔"

نازنین ہولے سے مسکرائی تھی۔ وجدان کی حرکتیں بھلا اس سے کب چھپی ہوئی تھیں۔ وہ اسے کس منہ سے بارش میں بھیگنے سے منع کرتی۔۔ کہ وہ تو خود بوچھاڑ دیکھ کر مچل جایا کرتی تھی۔

"تمہاری وجہ سے بگڑتا جا رہا ہے وہ۔ منع کرو تب بھی تنک کر کہتا ہے کہ نازنین پھپھو بھی تو نہاتی ہیں ناں بارش میں۔۔ آپ انہیں کیوں منع نہیں کرتیں۔ اب میں اسے کیا بتاؤں کہ اس کی نازنین پھپھو تو اس سے بھی زیادہ ضدی اور اڑیل ہے۔۔"

لیکن اب کہ وہ ہنس پڑی تھی۔ اٹھے رخساروں میں گلاب سے کھل گئے تھے۔ وہ ایسے بہت کم ہنسا کرتی تھی۔

"سمجھاؤ ذرا اسے کچھ نازو۔۔"

"جی امی۔۔ میں سمجھاؤنگی۔۔ وہ میری بات کا انکار نہیں کیا کرتا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔"

"اچھا آج کب تک آؤ گی یونیورسٹی سے؟"

"اپنے وقت پر ہی۔۔ کیوں۔۔؟"

اسکے ابرو استفہامیہ سے اکھٹے ہوئے تھے۔ امی کا ایسا سوال بہت غیر متوقع سا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آج ذرا جلدی آجانا۔۔ "

انہوں نے اس سے نگاہیں ملائے بغیر آہستہ سے کہا تو اس نے بغور انکا چہرہ جانچا۔ پھر سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔ سنجیدہ سی سیاہ آنکھیں پلٹ آئیں۔ نقوش میں گھلی نرمی سمٹ گئ۔

"شائستہ بھابھی بتا رہی تھیں کہ وہ لوگ آج آئینگے دعوت دینے۔ رضا کی شادی ہے ناں بیٹا۔ "

یہ جملہ پچھلے جملے سے زیادہ مدھم تھا لیکن پھر بھی نازنین نے اسے باآسانی سن لیا۔

"ٹھیک۔ "

اس نے بس اتنا ہی کہا۔۔

"تم ذرا وقت سے پہلے آجانا نازنین۔ یوں اس طرح اچھا نہیں لگتا پھر۔ اگر انہوں نے پہلے سے آگاہ کیا ہے تو اسکا مطلب ہے کہ وہ تمہاری موجودگی یقینی طور پر چاہتے ہیں"

وہ اسکا ہر روپ پہچانتی تھیں۔ اسی لیے یہ وضاحت بھی بے حد کمزور سی آواز میں دی۔ اس نے گہرا سانس لیا اور پھر خاموشی سے ناشتے کی ٹرے ہاتھ میں تھامے اٹھ کھڑی ہوئ۔ فجر کی ٹھنڈک میں تحلیل ہوئ پاکیزگی اب کہ آہستہ آہستہ چھٹتی جا رہی تھی۔

اور یہ قدیم سا جدید گھر اس تبدیلی کو بخوبی بھانپ لیا کرتا تھا۔ چاہے پھر وہ کیاریوں میں لگے پودے ہوں یا پھر لہلہاتے گلاب۔۔ شبنم سے بھیگی کچی مٹی ہو یا اسکے سائیڈ ٹیبل پر رکھیں کتابیں۔۔

اسکے آس پاس سانس لیتی ہر شے جانتی تھی کہ نازنین انصاری کو کیا چیز ناگوار گزرتی تھی اور کیا چیز خوشگوار۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے بھی اب کہ جوڑے سے بالوں کو آزاد کیا اور ایک بار پھر سے گہرا سانس لیتی یونی کے لی ئے تیار ہونے لگی۔

****

وہ کان کے پیچھے سیاہ لچکتی لٹ اڑستی __ لائبریری میں داخل ہوئی۔لائبریری ہمیشہ کی طرح خاموشی سے سر اٹھائے کھڑی تھی۔ ایسے کہ اسکی ایک دیوار کے ساتھ قد آور سی جدید طرز کی کھڑکیاں لگی تھیں۔ سورج کی اتھری ہوئ شفاف روشنی ان سے چھن کر لائبریری میں گرتی تھی۔ یوں گویا قدیم کتب کی جاذبیت خود میں سمو کر امر ہوئے الفاظ کو زندہ کرسکے۔ اپنی سنہری کرنوں میں لکھے گ ئے الفاظ کا رقص دکھا سکے۔۔ اپنے وجود سے سوئے الفاظ کو جگا کر ثابت کر دکھائے۔۔

لائبریری میں ترچھی ہو کر گرتی اس دھوپ کا مطلب کوئ کچھ بھی لیتا۔نازنین کے لی ئے اسکا بس یہی ایک مطلب تھا۔۔

اسی دیوار کے ساتھ کتنی میزیں اک قطار میں بہت سلیقے سے جمائی گئ تھیں۔ آگے پیچھے،اوپر نیچے۔۔وہاں ہر جگہ شیلف ہی شیلف تھے۔کتابوں کی خوشبو تھی۔۔الفاظ کی حدت فضا میں گھلی بخوبی محسوس ہوتی تھی۔۔

وہ آج ذرا وقت سے پہلے ہی چلی آئ تھی۔ان خاموش راہداریوں میں قدم قدم چلتے اس نے اپنے وجود کے اندر پلتی بہت سی الجھنیں سلجھائ تھیں۔ان کتب نے اسے ہمیشہ کی طرح اٹھا کر گرنے کی تکلیف سے آزاد کیا تھا۔۔وہ اپنے ہر کمزور لمحے میں خود بخود ان کی جانب کھنچی چلی آتی تھی۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شاید اسی لیے کہ یہ کتابیں ذلیل نہیں کیا کرتی تھیں۔ یہ تو سہارا دینے کے لیے لکھی گئ تھیں۔ نازنین کو تو کم از کم یہی لگتا تھا۔

اس نے گہرا سانس لے کر بیگ ٹیبل پر دھرا اور کرسی کھینچ بیٹھی۔ بوڑھی کتابوں نے ابرو اٹھا کر اسکی آنکھوں میں پھیلی دھندسی خاموشی بہت جلد بھانپ لی تھی۔ اسکا اندر باہر سنسان لگتا تھا۔ ماضی کے پردے پر لہراتے تلخ ایام آج بھی اتنے ہی کڑوے تھے جتنے کہ کئی سال پہلے تھے۔ سوچوں کے زہر کو خود میں اتارتی، وہ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ خود بھی ویران ہوتی جارہی تھی۔

اس نے بھاری ہوتے دل کو گہرا سانس لے کر تسلی دی۔ ٹیبل پر رکھے اپنے ہاتھوں پر اک رخسار ٹکایا اور پھر اداسی سے اس ترچھی ہو کر گرتی دھوپ کو دیکھے گئ۔

****

آج وہ لائبریری سے کچھ وقت پہلے ہی گھر چلی آئ تھی۔ گھر کے باہر کھڑیں چمچماتی گاڑیوں کو دیکھ کر اسے اندازہ ہوا کہ وہ لوگ آچکے ہیں۔ اس نے چہرے پر بشاشت لاتے، وجود پر پڑی اداسی کی تہہ کو جھڑکا۔۔ مگر روح پر لگے گھاؤ کسی گہرے زخم کی مانند تکلیف دیا کرتے تھے۔ وہ چہرے کو مسکرا تار کھ سکتی تھی لیکن اداسی کی زد میں اپنی سیاہ آنکھوں کا وہ کیا کرتی؟

اس نے گہرا سانس لے کر سر جھٹکا اور پھر دروازہ دھکیلتی اندر چلی آئ۔ کچے بنے صحن میں کمرے سے آتی خوش گپیوں کی آواز پر اس کا جی کر لایا تھا لیکن پھر بھی وہ ڈٹ کر آگے بڑھ آئ۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے کمرے کا دروازہ ہولے سے کھٹکھٹایا اور پھر اندر چلی آئی۔ تائی، تایا اور پھپھو۔۔ ہمیشہ کی طرح تمکنت سے سر اٹھائے مسکرا رہے تھے۔ شاید انکی گردن کا سریا ہی تھا کہ جس نے اسے، ان سے کوسوں دور دھکیل دیا تھا۔ وہ نازنین تھی۔۔ مضبوط اور سنجیدہ۔۔ اسکی عزت نفس کو یہ گوارا نہیں تھا کہ وہ ایسے لوگوں سے روابط رکھتی جو اسے چھوٹا گردانتے۔۔ اگر جو بس۔۔ امی درمیان میں نہ آتیں تو۔۔

اس نے ایک بار پھر سے گہرا سانس لیا تھا۔ پھر مسکرا کر سلام کرتی آگے بڑھ آئی۔

"وعلیکم سلام۔۔ کیسی ہو نازو؟ ہم تو آج کئی سالوں بعد دیکھ رہے ہیں تمہیں۔۔ "!

پہل شائستہ تائی ہی نے کہ تھی۔ وہ ادھیڑ عمر کی دکھنے میں بہت باوقار سی خاتون لگتی تھیں۔ میٹھی زبان اور کڑوے ارادوں والی شائستہ تائی۔ پہننے اوڑھنے کے معاملے نے انہیں عمر کے اس حصے میں بھی نکھار رکھا تھا۔ وہ خود کا بھرپور خیال رکھتی تھیں۔ انہیں دیکھ کر کسی کو بھی اندازہ ہو سکتا تھا کہ وہ خود سے لاپرواہ اور بیزار خاتوں ہرگز بھی نہیں تھیں۔ ابھی بھی برانڈڈ لباس اور پرس اپنے قدموں کے پاس رکھے، ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ نزاکت سے مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

وہ بھی ہولے سے مسکرائی تھی۔۔ پروفیشنل قسم کی مسکراہٹ تھی وہ۔۔ کسی بھی قسم کی گرمجوشی سے عاری۔۔ خالی سی۔۔

"بہتر تائی۔ آپ کیسی ہیں۔۔؟ میں بھی آپکو کافی سالوں بعد دیکھ رہی ہوں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور وہ جواب نہ لوٹاتی ایسا تو ممکن ہی نہیں تھا۔ کمرے میں موجود نفوس جانتے تھے کہ یہ محض خالی خولی سا جوابی تاثر نہیں تھا۔ اسکا مطلب یہی تھا کہ ماضی کی کسی بھی تلخی کو درمیان میں نہ گھسیٹا جائے نہیں تو پھر نازنین کو آپ ابھی جانتے نہیں ہیں۔

اسکا ذو معنی جواب سن کر پھپھو اور تائی بیک وقت ہنس پڑی تھی۔

"تم اب تک نہیں بدلیں نازو۔ کیسی جا رہی ہے تمہاری جاب۔۔؟ بھابھی بتا رہی تھیں کہ کام کا لوڈ کافی بڑھ چکا ہے۔ اور دیکھنے میں بھی تم پہلے سے خاصی کمزور لگ رہی ہو مجھے۔۔"

اب کہ بولنے والیں پھپھو تھیں۔ روحیلہ پھپھو۔ غیر جانبدار اور مفاد پرست سی خاتون۔ وہ ایسی عورت واقع ہوئی تھیں کہ اگر انہیں اپنی زندگی بچانے کے لیے اپنی اولاد کی جان سینچنی ہوتی تو وہ اس سے بھی دریغ نہ کرتیں۔ نازنین کو ایسے کسی بھی انسان میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسکا دل ان سے اچاٹ تھا۔۔ بیزار تھا۔

"جی پھپھو ظاہر ہے زندگی بہت تیز ہو گئی ہے۔ اس بھاگتی زندگی میں زندہ رہنے کے لیے اپنے آپ کو تو تھکانہ ہی پڑتا ہے۔ اسی لیے بس شاید۔۔ میں آپکو ذرا کمزور محسوس ہو رہی ہوں۔"

"ہاں لیکن خوبصورتی کو ذرا گرہن نہیں لگا تمہاری۔ بلکہ میں تو حیران ہوں کہ اس قدر ٹف زندگی میں بھی تم اب تک اتنی خوبصورت کیسے رہ سکتی ہو۔۔؟ "

تائی کی جانب سے کسے گئے اس جملے پر تایا کھنکھارتے ہوئے سیدھے ہو بیٹھے تھے۔ کمرے میں یکدم ہی آکورڈ سی خاموشی پھیل گئی۔ صوفیہ نے اک غیر آرام دہ سا پہلو بدلا تھا۔ ان میں اپنی بیٹی کو کسی بھی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اذیت سے گزرتا دیکھنے کی ہمت باقی نہیں رہی تھی لیکن دوسری جانب۔۔نازنین جملے کا اثر لیۓ بغیر مسکرا رہی تھی۔

"جب گرہن قدرت نے ہی حق میں نہ لکھا ہو تو کوئی نہیں لگا سکتا تائی۔اور جنہیں گرہن کا خوف ہوتا ہے اکثر وہ انہی پر وارد ہو جاتا ہے۔مجھے اس قسم کا کوئی بھی خوف لاحق نہیں۔"

وہ ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کے لیے اب کہ تایا کی جانب پلٹی تھی۔رمیز انصاری بالکل بھی نازنین کے باپ کا پرتو نہیں تھے۔بلکہ انکا تو کوئی عکس بھی جاوید انصاری کی عکاسی نہیں کیا کرتا تھا۔وہ ایک انتہائی خودغرض اور لالچی فطرت کے مرد واقع ہوئے تھے۔ نازنین کو ان سے الگ طرح کی نفرت تھی۔ گھن والی۔۔ گھٹن زدہ سی نفرت۔۔

"جاب کیسی جارہی ہے تمہاری؟ گزارہ تو ہو جاتا ہے ناں پیسوں سے؟ "

وہ تلخی سے مسکرائی تھی۔جانے انکے لیے ہمیشہ سے پیسہ ہی اہمیت کا حامل کیوں تھا۔۔؟

"جی تایا اچھا گزارہ ہو جاتا ہے۔کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی نوبت نہیں آتی۔اللہ کا شکر ہے۔۔ "

کئی سالوں کے بعد بھی اسکے پاس اپنے مخالف براجمان افراد سے کرنے کے لیۓ کوئی بات نہیں تھی۔ شاید ان کے انہی رویوں کے باعث وہ کبھی بھی ان کے ساتھ آرام دہ نہیں ہو سکتی اور نہ اسکی ایسی کوئی خواہش تھی۔ وہ چائے بنانے اٹھ کر گئی تو شائستہ یکلخت ہی صوفیہ کی جانب جھکیں۔۔

"بات چلائی کہیں تم نے نازنین کی؟"

صوفیہ نے مایوسی سے سر نفی میں ہلایا تھا۔ پھر ایک نگاہ کمرے کے بند دروازے پر ڈالی جہاں سے نکل کر وہ ابھی ابھی گئی تھی۔

"نازنین نہیں مانتی بھابھی۔ کتنے ہی رشتے آئے ہیں مگر وہ ہر ایک کو دیکھے بغیر انکار کر دیتی ہے۔ کہتی ہے کہ آپکو چھوڑ کر کہیں نہیں جاسکتی۔ "

"لو۔۔ بھلا یہ کیا بات ہوئی۔۔؟ "

شائستہ بدمزہ ہو کر پیچھے ہوئی تھیں۔

"لڑکی ہے بھابھی۔۔ اٹھائیس کی ہونے والی ہے۔۔ ابھی تو خیر سے لڑکی لگ رہی ہے کچھ سالوں میں یہ حسن گہنا گیا ناں تو کوئی بھی دروازہ پار نہ کرے گا اسکے رشتے کے لیے۔۔ تم نے کیا اسے گھر میں بٹھا کر بوڑھا کرنا ہے۔۔۔؟"

صوفیہ تو روحیلہ کی باتوں سے اور ہی بوکھلا رہی تھیں۔ نازنین کی بڑھتی عمر کی فکر تو انہیں بھی اب ہر لمحہ کھاتی جا رہی تھی لیکن وہ اس لڑکی کا کیا کرتیں جو انکی ایک نہیں سنتی تھی۔

"بس بھابھی۔۔ میں تو اسے ہر طرح سے سمجھا کر تھک چکی ہوں۔ ہر طرح گھیر چکی ہوں اسے لیکن میری بات نہیں سنتی یہ۔۔ "

انکی آنکھیں اگلے ہی پل بھیگیں تو روحیلہ نے آگے بڑھ کر انکا ہاتھ دبایا۔ مصنوعی پریشانی سے انکا بوڑھا چہرہ دیکھا۔۔

"آپ فکر نہ کریں بھابھی۔۔ہم ہیں ناں اسکے اپنے۔ہم رشتہ دیکھیں گے کسی اعلیٰ خاندان کا نازنین کے لیے۔۔ بس آپ اسے منانے کی کوشش کریں۔ باقی کام ہمارا ہے۔۔۔"

اور صوفیہ کو انکی تسلیوں پر دل ہی دل میں سکون اترتا محسوس ہوا تھا۔چلو۔۔کہیں سے تو کسی نے انہیں اپنا کہا۔۔ انہیں نہ سہی۔۔انکی بیٹی کو ہی۔۔

****

وہ سب رخصت ہوتے ہوئے تاکید سے رضا کی شادی میں آنے کا کہہ کر پلٹ گئے تھے۔ رضا، شائستہ تائی کا بڑا بیٹا تھا۔نازنین کو جانے اور کھوکھلے رشتے نبھانے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی لیکن امی۔۔وہ انکا کیا کرتی جو آج بہت دنوں بعد کھلی کھلی سی دکھ رہی تھیں۔۔

"ہم جائیں گے نازنین۔ہمیں جانا چاہیے۔۔"

وہ اسکے ہر رنگ سے واقف تھیں۔جانتی تھیں کہ اسکا کوئی ارادہ نہیں تھا۔مگر وہ سالوں کی جمی برف کو پگھلتا دیکھ رہی تھیں۔وہ اس سرد دنیا میں کسی اپنے کو ایک بار پھر سے گنوانا نہیں چاہتی تھیں۔وہ لیا دیا سارہ کر ایک بار پھر سے دیوار نہیں کھڑی کرنا چاہتی تھیں۔

"امی مجھے نہیں جانا۔"

اسکی آواز بہت سنجیدہ تھی۔اسی پل برآمدے میں وجدان چلا آیا لیکن پھر وہیں ٹھہر بھی گیا۔پھپھو کا سنجیدہ سا تاثر اور دادی کا غصے سے تمتماتا چہرہ۔۔وہ اس رویے کا عادی تھا لیکن پھر نازنین کو ہرٹ ہوتا دیکھنا اسکے لیے بہت مشکل ہوجایا کرتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اچھا۔۔ نہیں جانا تمہیں۔۔!تو پھر مت جاؤ۔۔ماں کا بول تو ویسے بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھاناں تمہارے سامنے۔جو بھی کہتی ہوں کہتی رہوں۔۔ تم تو اب بڑی ہو گئی ہو۔اپنے فیصلوں میں آزاد ہو گئی ہو۔تم اب کیوں میری کسی بھی بات پر کان دھرو گی۔۔!"

وجدان نے خوفزدہ ہو کر نازنین کی جانب دیکھا تھا۔وہ لب بھینچے بہت زخمی نگاہوں سے صوفیہ ہی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"یہ لوگ ہماری اپنے نہیں ہیں امی۔۔یہ لوگ اچھے نہ۔۔ "

"ہاں تم نے چار کتابیں پڑھ کر لوگوں کی نیتیں بھانپنے کا ہنر بھی سیکھ لیا ہے اب کہ نازنین۔لیکن یاد رکھو کہ تمہاری وجہ سے تمہارا باپ دور ہوا تھا اپنے خاندان سے۔تمہاری اس طبیعت کی وجہ سے ہم اس بیابان علاقے میں آکر رہنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ تمہارے باپ کی زندگی کو جہنم بنانے والے یہ لوگ نہیں تم تھیں۔۔"

چھن چھن کی آواز کے ساتھ اسکے اندر کچھ ٹوٹتا جا رہا تھا۔کئی کانچ اسکے دل میں بھی چبھ گۓ تھے۔ کئی کانچ خون کے ساتھ اسکی رگوں میں بھی تحلیل ہو گۓ تھے۔ سیاہ آنکھوں میں گلابی سی نمی چمکی تو وجدان یکدم ہی صوفیہ کی جانب بڑھ آیا۔ انہیں کندھوں سے تھام کر شانت رہنے کا اشارہ کیا لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی۔

"آپکو لگتا ہے میں نے جھوٹ بولا تھا اس رات۔۔؟آپکو لگتا ہے کہ میں اتنا گھٹیا الزام کسی پر بلاوجہ عائد کر سکتی ہوں امی!ٹھیک ہے اگر آپکو ایسا لگتا ہے تو۔۔مجھے بھی کوئی پرواہ نہیں کسی کی۔جو ہوا میری وجہ سے ہوا۔میں قصوروار ہوں۔۔اب خوش ہیں آپ۔۔؟یہ بھی کہہ دیں کہ بابا اور بھائی کو بھی میں نے ہی مارا تھا۔۔کہہ دیں۔۔شاید آپکے دل پر جمع بوجھ اس طرح ہلکا ہو سکے۔۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سفید ٹائلز والے برآمدے میں گویا سانس لینے میں دشواری سی ہونے لگی تھی۔

"جو ہوا وہ ہو چکا ہے۔ اب گزرے ایام پر خشک قلم پھیرنے کا کیا فائدہ نازنین! تم نے سچ بولا تھا۔۔ سچ بولا ہو گا۔۔ لیکن اس دنیا میں مزید کسی اپنے کا سہارہ لیے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتی۔ تم دونوں کی حفاظت میرے لیے کٹھن ہوتی جا رہی ہے۔ وہ سب گزر چکا ہے۔۔ ختم ہو چکا ہے۔۔ تمہاری یہ باتیں بڑھا چڑھا کر یاد رکھنے والی عادت آخر کب جائے گی۔۔!!!"

"تو آپکو مجھ پر یقین نہیں کہ میں نے سچ بولا تھا یا نہیں! آپکو بھی سب کی طرح لگتا ہے کہ میں کسی سراب کا شکار ہوئی تھی۔۔ "!

"تم پھر سے وہی کر رہی ہو۔۔ "

لیکن وہ ہاتھ اٹھا کر انہیں روک چکی تھی۔ وجدان خاموش لیکن خوفزدہ نگاہوں سے اسکا بدلتا رنگ دیکھ رہا تھا۔

"مجھے اب اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی امی۔۔ بہت شکریہ آپکی وضاحت کا۔۔"

وہ اگلے ہی پل پلٹی اور کمرے کا دروازہ اپنے پیچھے ٹھاہ کی آواز کے ساتھ بند کرتی، دروازے کے پار غائب ہو گئی۔ اگلے چند لمحوں کے لیے کچے بنے صحن والے گھر میں کسی کی بھی آواز نہ ابھری۔ کیاریوں سے لے کر کمروں تک ہر شے گویا رک سی گئی تھی۔

اور پھر صوفیہ کی رونے کی آواز ابھری۔ وہ وجدان کے گلے لگیں بہت بے بسی سے رو دی تھیں۔ وجی انہیں بہت ہولے ہولے تھپک رہا تھا۔ پھر انہیں انکے کمرے میں لے آیا۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھیں دوائیاں انہیں پانی کے ساتھ دیں اور پھر انہیں سلا کر کمرے کا دروازہ بند کرتا باہر چلا آیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکا رُخ اب کہ نازنین کے کمرے کی جانب تھا۔۔

****

وہ جب سے امی کے ساتھ بحث کر کے آئی تھی تب سے ایک ہی انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اسکے سیاہ کھلے بال چہرے پر گر رہے تھے اور خشک آنکھیں دیوار کو یک ٹک تکے جا رہی تھیں۔

دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز پر بھی اس نے سر نہیں اٹھایا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایسے طوفان کے بعد اکثر کون نمودار ہوا کرتا تھا۔۔

"کیا میں اندر آ جاؤں پھپھو؟ "

اس نے کمرے کے اندر آ کر گویا اعلان کرتے ہوئے اجازت چاہی تھی۔ نازنین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اٹھارہ سالہ نو عمر سا جوان تھا۔ بالکل نازنین جیسا۔۔ سیاہ آنکھوں اور سیاہ بالوں والا۔۔ پر کشش اور خوبصورت۔۔

"تم اندر آ چکے ہو وجی۔۔ "

اس نے ہولے سے کہا تھا۔ وہ سر ہلاتا آگے بڑھ آیا تھا۔

"آپکو کیا Anger management disorder ہے پھپھو۔۔؟ "

"فضول مت بولو وجی۔۔ "

اس نے بیڈ سے پیر اتارے تھے۔ وجدان اب کہ اسکے عین ساتھ آ بیٹھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں جانتاہوں آپ ہرٹ ہیں۔۔ "

کچھ پل بعد وہ آہستہ سے بولا تھا۔نازنین نے ابرو اکھٹے کر کے خفگی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

"کس نے کہا کہ میں ہرٹ ہوں۔۔؟کیا کبھی تم نے مجھے روتے ہوئے دیکھا ہے۔۔؟ "

وجدان خاموشی سے اسکی خشک آنکھوں کو دیکھے گیا۔اسکے سامنے ان گنت ایسے لمحات گزرے جن میں اس نے نازنین کو چھپ کر سسکتے ہوئے دیکھا تھا۔ لیکن ابھی۔۔ وہ ان سب کا اعتراف کر کے اسکا مان نہیں توڑنا چاہتا تھا۔

اسی لیۓ دھیرے سے مسکرا کر نفی میں ہلایا۔۔

"نہیں۔۔آپ مضبوط ہیں بہت۔میں نے کبھی آپکو روتے ہوئے نہیں دیکھا پھپھو۔ "

"بالکل۔تم کبھی دیکھو گے بھی نہیں۔میں ہرٹ نہیں ہوتی۔میں مضبوط ہوں بہت۔ہرٹ وہ ہوتے ہیں جو کمزور ہوں۔میں کبھی بھی کمزور نہیں تھی۔ "

"جانتاہوں آپ کمزور نہیں ہیں۔لیکن پھپھو دادی کی ایک بات ماننے میں کیا چلا جائے گا؟ آپ نے ہمیشہ اپنی مرضی کی ہے اور دادی نے آپکو کبھی بھی نہیں ٹوکا۔اب وہ عمر کے اس حصے میں ہیں جہاں انہیں ہر انکار اپنی تذلیل لگتا ہے۔آپ ایک دفعہ چلی جائیں شادی میں۔۔دوبارہ پھر کبھی مت جایئے گا۔"

اس نے گود میں رکھی مٹھی بند کی۔وجدان کی نگاہوں نے اسکی بند مٹھی سے،چہرے تک سفر کیا تھا۔

"میں نہیں جانا چاہتی وجی۔مجھے یہ لوگ نہیں پسند۔ "

"کتابیں ہمیں کیا سکھاتی ہیں پھپھو۔۔؟ کہ جو کڑوا لگے اسے بھی پی جاؤ۔ خود میں اتنی جگہ رکھو کہ ایک جہان تم میں سما سکے اور آپ سے چند گھنٹوں کا ایونٹ ہضم نہیں ہو رہا۔۔"

وہ کتابوں والی لڑکی تھی۔ اسے کتابوں سے ہی سمجھایا جا سکتا تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے گردن وجدان کی جانب پھیری اور پھر اسکے کندھے پر زوردار سی دھپ رسید کی۔

"مار کیوں رہی ہیں۔۔؟ "

"میری بلی مجھے ہی میاؤں۔۔ "

"پہلی بات یہ ہے کہ میں بلی نہیں بلا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ مجھے آپکی بلی بننے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے پھپھو۔ جتنی ظالم آپ ہیں ناں۔۔ میں بغیر کسی مالک کے ہی ٹھیک ہوں۔۔"

"کتنی باتیں آ گئی ہیں تمہیں۔۔ "

"ظاہر ہے۔ کتابیں پڑھنے والوں کو باتیں کرنا نہیں آئیں گی تو پھر کسے آئیں گی۔۔؟ ویسے کونسی کتاب پڑھ رہی ہیں آپ آجکل؟ "

اس نے ایک ہی سانس میں اس سے سوال کیا تو نازنین کی نگاہ یوں ہی ساتھ رکھے ٹیبل پر دھری کتاب پر پھسلی۔

"سر فرانز کافکا کی کتاب پڑھ رہی ہوں Metamorphosis"..

وجدان نے چہرہ ذرا آگے نکال کر اس کتاب کو دیکھا تھا۔ پھر حیران سی آنکھیں نازنین کی جانب پھیریں۔۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے آپکو بائیولوجی میں کبھی بھی اتنا انٹرسٹ نہیں تھا کہ آپ اسکے متعلق کتاب پڑھنے بیٹھ جائیں۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نازنین نے گہرا سانس بھر کر چہرہ اسکی جانب پھیرا تھا۔

"یہ بائیلوجکل سے زیادہ سائیکولوجکل ہے وجدان انصاری۔۔ "

"اوہ۔۔ "

وجی کے منہ سے بس یہی نکلا تھا۔ پھر اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر کتاب اچکی اور یونہی ورق گردانی کرنے لگا۔

"کیا مجھے پڑھنی چاہیئے یہ کتاب۔۔؟ "

اس نے کتاب کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے استفسار کیا تو نازنین نے کتاب اسکے ہاتھ سے لی۔

"ہمیں ہر کتاب پڑھنی چاہیے وجی۔ تب ہی ہم اس بات کا ادراک کر سکتے ہیں کہ کونسی کتاب کتنی گہرائی لیے ہوئی تھی اور کس کتاب میں محض ہوائی باتیں کی گئی تھیں۔ تم کتابوں کے معاملے میں کسی کی بھی رائے کا اعتبار مت کیا کرو۔ انسانی ذات کے بہت سے پوشیدہ خانے ہوتے ہیں۔ ہر خانے میں الگ طرح کی سیاہ و سفید جنگ چھڑی ہوئی ہوتی ہے۔ کسی کو ایک کتاب سے کچھ مل جاتا ہے تو کسی کو کہیں اور سے۔ مجھے جو اس کتاب سے مل رہا ہے وہ شاید تمہیں نہ ملے کیونکہ تم ابھی اتنا لینے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ لیکن پھر بھی تم اس سے کچھ نہ کچھ تو لے ہی سکتے ہو۔ اور جو تم لے سکتے ہو وہ تمہیں لینا چاہیے۔"

اسکی زبان میں کہیں بھی لچک نہیں تھی۔ نہ وہ جملے ادا کرتے ہوئے لڑکھڑاتی تھی۔ بلکہ اسکے جملے بہت صفائی سے ایک ہی ربط میں ادا ہوا کرتے تھے۔ نرمی اور سنجیدگی کا تاثر لیئے۔۔

"ٹھیک ہے پھر ڈن۔۔ ڈپٹی نذیر احمد کی توبتہ النصوح کے بعد میں یہ والی کتاب پڑھونگا۔۔ "

اور نازنین یکدم ہی ہنس پڑی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم نے ابھی تک وہ کتاب مکمل نہیں کی وجی۔۔؟ ویسے تو ایک ہی رات میں تم سارے الفاظ کھا جاتے ہو۔۔ "

وجدان کے چہرے پر کرب ناک سے تاثرات ابھرے تھے۔ پھر اس نے برا سا منہ بنا کر نازنین کی جانب دیکھا۔۔

"مشکل ہے وہ کتاب اور ذرا خشک بھی۔ میں کوشش کر رہا ہوں اسے پڑھنے کی آپ ہنسیں مت۔۔ "

لیکن وہ سر نفی میں ہلاتی ہنستی جا رہی تھی۔ اسے وجدان کے بگڑے تاثرات بہت مزہ دیا کرتے تھے۔ اکثر وہ اسے جان بوجھ کر مشکل کتابوں کے "پیش لفظ" پڑھایا کرتی تھی تا کہ بس یہ بچوں جیسے برے برے سے تاثرات سے حظ اٹھا سکے۔

"ہنستی رہا کریں پھپھو۔ اچھی لگتی ہیں آپ ہنستے ہوئے۔ "

اس نے آسودگی سے اسے ہنستے ہوئے دیکھا تو ہولے سے کہا۔ وہ اب کہ لب دبائے مسکراہٹ روکے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اچھا اب جاؤ۔۔ مجھے نماز پڑھنی ہے مغرب کی اور ہاں۔۔ "

وہ جو اٹھ رہا تھا واپس بیٹھ گیا۔

"کل کالج جا رہے ہو تم۔ اور آئندہ بارش میں نہیں نہانا۔ تبدیل ہوتے موسم کی بارش صحت کے لیے اچھی نہیں ہوتی۔ کل ہم ساتھ نکلیں گے صبح۔۔ رائٹ۔۔؟ "

آخر میں ایک ابرو اٹھا کر اس کے جواب کے لیے لمحے بھر کا توقف کیا تو وجدان نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر کمرے سے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دروازہ بند ہوتے ہی نازنین کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ اگلے ہی لمحے عنقا ہوئی تھی۔اسکی خشک آنکھوں میں بہت باریک سی نمی چمکی۔دل تکلیف سے دکھنے لگا تھا۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔رُخ دروازے کی جانب پھیرا لیکن پھر ٹھہر بھی گئی۔

ایک نگاہ پلٹ کر اس کتاب پر ڈالی۔وہ ادھ کھلی تھی اور اسکے صفحات کمرے میں چلتے پنکھے کی ہوا کے باعث پھڑ پھڑا رہے تھے۔

اس نے اگلے ہی لمحے سر جھٹکا اور وضو بنانے کچے صحن میں لگے بیسن کی جانب بڑھ گئی۔

****

رات کے اس پہر شہر کی دکانوں کی رونق میں کوئی فرق وارد نہیں ہوا تھا۔ہر جانب گہما گہمی اور انسانوں کی آمد و رفت اس بات پر شاہد تھی کہ یہ شہر والوں کے جاگنے اور کام کرنے کے وقت کا ایک اہم حصہ تھا۔

اسی مصروف شام میں،ایک جانب سڑک کنارے ہر دکان کا شٹر اونچا تھا اور دور سے دیکھنے پر وہ علاقہ کوئی بہت مصروف سی شاہراہ کا منظر پیش کیا کرتا تھا۔

اسی شاہراہ کی سیدھ میں قطار در قطار دکانیں تھیں جن میں روشن بتیاں جاگے ہوئے اور زندہ دل لوگوں کی جانب اشارہ کیا کرتی تھیں۔ دکانوں کی قطار سے کچھ ذرا آگے صاف ستھرے سے ریسٹورینٹس کی قطار شروع ہوا کرتی تھی۔ نت نئے پکوان اور گلاس ڈور سے جگمگ کرتے شفاف سرائے عوام کی دلچسپی کا خاص مرکز تھے۔

اسی شاہراہ کے آخری سرے پر اک کلینک واقع تھا۔"سارنگ کلینک"۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ ایک (Veterinarian clinic) تھا۔عام زبان میں جسے جانوروں کا اسپتال بھی کہا جاسکتا ہے۔

اسکے صاف ستھرے شیشوں سے ذرا سر ٹکا کر اگر آپ لوگ اندر کی جانب دیکھو تو آپکو دکھائی دے کہ اسی شیشے کی دیوار کے ساتھ بہت سے کانچ کے چھوٹے چھوٹے بلاکس تھے۔

ان بلاکس میں بہت سے زخمی جانور رکھے ہوئے تھے۔ زخمی کتوں اور بلیوں کو بخوبی، یوں سر ٹکا کر دیکھا جاسکتا تھا۔

اس چھوٹے سے اسپتال کا دروازہ دھکیل کر اگر اندر قدم رکھا جاتا تو اندازہ ہوتا کہ وہ کس قدر صاف ستھرا اور ہلکے رنگوں سے سجایا گیا کلینک تھا۔

شیشے کے دروازے کے عین سامنے، لکڑی کا صاف ستھرا ساڈیسک تھا، جس پر بیشتر فائلز رکھی تھیں۔ایک جانب لیپ ٹاپ بھی کھلا رکھا ہوا تھا اور اسی ڈیسک کے پیچھے ایک انتہائی وجیہہ صورت انسان براجمان، محو ہو کر کام کرنے میں مصروف تھا۔

اسکے پیچھے کھڑی دیوار مٹیالے رنگ کی تھی۔ جابجا چھوٹی بڑی پینٹنگز سے سجی وہ دیوار بلاشبہ زندگی کا پتہ دیتی تھی۔

یکایک دروازے کے اوپر لگی گھنٹی بجی جو کہ اکثر کسی کے دروازہ کھولنے پر بجا کرتی تھی۔ سارنگ نے مصروف سی سبز آنکھیں اٹھا کر آنے والے کی جانب دیکھا تو اسکا چہرہ واضح ہوا۔

وہ وجیہہ صورت تھا_ بال پیچھے کی جانب جمائے، صاف ستھرا سا۔ اسکا شخصی تاثر ایک صاف ستھرے، رحم دل سے انسان کا پڑا کرتا تھا۔

"حرم اُربی کہاں ملے گا؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

آنے والے کی آواز خاصی بھاری تھی اور جسم کسرتی لگتا تھا۔ بھاری بھرکم اور طاقتور سا۔۔

"یہ جانوروں کا کلینک ہے۔۔ یہاں آپ انسانوں کی بابت کیا پوچھنے آئے ہیں محترم؟ "

اس نے اسی سکون کے ساتھ کہا تھا۔ بنا اپنے لیپ ٹاپ کی اسکرین سے نگاہیں ہٹائے۔ آگے والا اسکے عین سامنے جھکا۔ غراتی ہوئی آواز میں اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔

"میں مذاق نہیں کررہاہوں سارنگ۔ مجھے وہ آدمی ابھی کہ ابھی چاہیئے۔۔ "

سارنگ نے "ہف" سانس لے کر نتھنے پھلاتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔ آنکھوں میں ایسا تاثر تھا جیسے کہہ رہا ہو "دفع ہو جاؤ"۔۔ لیکن کہا تو صرف اتنا ہی۔۔

"میرے یہاں صرف جانور ملتے ہیں جناب۔ ان جانوروں کے درمیان بیٹھا میں انسان دکھ رہاہوں آپکو، کافی نہیں ہے۔۔ اور یہاں کیا میں نے دوکان کھول رکھی ہے کہ کسی بھی دارز سے آپکو حرم اور جو کوئی بھی ہے وہ نکال کر دے دوں۔۔ "

لیکن اسکی چلتی زبان اگلے ہی پل ٹھہر گئی تھی۔ سامنے والے نے چمکتا روالور اسکی آنکھوں کے سامنے لہرایا اور اگلے ہی پل اسکی پیشانی پر نشانے کی صورت رکھا۔

لیکن اگلے کسی بھی عمل کی نوبت نہیں آئی۔ اک کلک کی آواز آئی اور سارنگ کے سر پر جھولتا بلب دھماکے کی صورت ٹوٹ کر نیچے گرا۔ کلینک کی ساری بتیاں اگلے ہی پل گُل ہو گئی تھیں۔

کسرتی جسم والا بندہ گھوما تو اندھیرے میں کہیں سے پستول کا دستہ اسکی کنپٹی پر زور سے آلگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگلے ہی لمحے اسے زوردار لات پڑی تو وہ اڑتا ہوا دوسری جانب ٹیبل پر جا گرا اور اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر مارنے والے کی نشاندہی کرتا کسی نے انتہائی خاموشی سے اسکی پیشانی پر پستول کی ٹھنڈی نال ٹکا دی تھی۔

"کون ہو تم۔۔؟ کس نے بھیجا ہے۔۔؟ "

بہت ٹھنڈی آواز تھی وہ۔۔ پستول کی ٹھنڈی نال سے بھی زیادہ یخ اور خاموش۔۔

"تم۔۔ حرم اُریبی ہو ناں۔۔؟ "

"چچ۔۔ کیا اتنے ایکشن کے بعد بھی یہ پوچھنے کی ضرورت ہے تمہیں۔۔؟ "

اندھیرے سے سارنگ کا بہت جلا ہوا تبصرہ ابھرا تھا۔ حرم نے اسکی پیشانی پر پستول گاڑی تو وہ یکدم بول اٹھا۔۔

"مجھے ڈرگ ڈیلر عابد یاسین کے بارے میں معلومات چاہیئے تھی۔ "

"میں نے یہاں ڈرگز کا کاروبار نہیں کھول رکھا جو تم منہ اٹھا کر کہیں سے بھی چلے آؤ گے تو میں تمہیں اگلے پچھلے کھاتوں کا حساب دیتا پھرونگا۔ شرافت سے ابھی کہ ابھی دفع ہو جاؤ۔۔ "

اسکی آواز نارمل تھی۔ اندھیرے میں اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ کس جانب کھڑا تھا اور اسکی پوزیشن کیا تھی۔ لیکن جونہی کلینک کی گل ہوئی بتیاں اگلے ہی پل روشن ہوئیں تو وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔

سوائے اوندھے ٹیبل کے اس پار گرے شخص کے۔ سارنگ نے "چچ چچ" گردن ہلائی تھی۔ گرا ہوا بندہ آنکھیں پھاڑے آس پاس دیکھنے کی سعی کررہا تھا کہ ابھی تو وہ چھلاوہ نگاہوں کے سامنے کھڑا تھا لیکن اگلے ہی پل وہ کسی خاموش سائے کی مانند گویا ہوا ہی میں غائب ہو گیا تھا۔

سارنگ نے گردن ذرا آگے نکال کر اسے دیکھا اور مسکرایا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کسی اور کے بارے میں معلومات چاہیے تمہیں، کاکے؟ "

مزے سے پوچھا۔ وہ دانت پیستا کپڑے جھاڑتا اٹھا تھا۔ پھر ایک قہر آلود نگاہ سارنگ پر ڈالی۔۔

"میں دوبارہ آؤنگا۔ بتا دینا اس حرم کو بھی۔۔ "

"میں ادھر کوئی تمہارا پیغمبر نہیں بیٹھا ہوں کہ تمہارے پیغامات اس تک پہنچاتا رہوں۔ اگر اس سے بات کرنی ہے تو خود کرو اور اگر_ اس سے بات نہیں کرسکتے تو کبھی یہاں پلٹ کر بھی مت دیکھنا۔۔"

"دیکھ لونگا میں تمہیں بھی اور اسے بھی۔۔ "

"ہاں ہاں چل۔۔ "

سارنگ نے بہت بیزار ہو کر اسے ہاتھ سے باہر نکلنے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ اگلے ہی پل ایک آخری کڑوی نگاہ اس پر ڈال کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

اس نے گہرا سانس بھر کر ایک نگاہ اس سارے پھیلاوے پر ڈالی اور پھر اگلے ہی پل آگے بڑھ آیا۔ کلینک کے اندرونی حصے میں بنی آدھی دیوار کے پار اک دروازہ تھا۔ اس نے اسے دھکیلا اور پھر چھوٹی سی اندھیر راہداری پار کرکے بڑے سے ہال نما کمرے میں داخل ہوگیا۔ اس کمرے میں جابجا چھوٹی بڑی اسکرینز نصب تھیں۔ ہر اسکرین پر سی سی ٹی وی فوٹیج کی لائیو کوریج دکھائی دے رہی تھی۔

انہی جگمگاتی اسکرینز کے سامنے وہ بیٹھا تھا۔

چہرہ جھکائے، دراز سے کچھ نکالتا ہوا۔ ٹیبل پر ایک جانب اسکا چمکتا پستول بھی رکھا ہوا تھا۔

سارنگ کچھ آگے بڑھ آیا تو اسکا چہرہ واضح ہوا۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ کم عمر تھا۔۔پچیس سال کا جوان۔۔ معصومیت اسکے تاثرات کا خاصہ تھی۔۔بھوری آنکھیں بہت سنجیدگی سے ایک فائل کی ورق گردانی کررہی تھیں۔۔وجیہہ صورت اور ممتاز سے نقوش ہر ایک کو اپنا گرویدہ کرنے کا ساہنر رکھتے تھے۔

سارنگ نے اسکے برابر رک کر ٹیبل بجایا تب بھی اس نے جھکی گردن نہیں اٹھائ تھی۔

"کیا کرتے پھر رہے ہو آجکل؟ "

"تمہارا جاننا ضروری نہیں۔جانوگے تو مصیبت میں پڑ جاؤگے اسی لیۓ بے خبر ہی رہو۔۔ "

اس نے فائل ایک جانب دھری اور چند پیپرز اس میں سے نکال کر ایک ایک کر کے پڑھنے لگا۔

"چہ۔۔ "

سارنگ نے ناک سے مکھی اڑائ تھی۔جیسے اسکی تسلی کے لیۓ یہ جواب کافی نہیں تھا۔

"اپنوں کے درمیان رہ کر کیسا لگ رہا ہے ویسے؟کیا کوئ تبدیلی محسوس ہوئ تمہیں خود کے احساسات میں؟ "

سارنگ کے اس سوال میں اب کہ واضح دلچسپی ہلکورے لے رہی تھی۔حرم نے اب بھی چہرہ نہیں اٹھایا تھا۔یونہی نچلا لب دانتوں تلے دبا کر پڑھتا رہا۔

"کوئ فرق نہیں۔۔سب ویسا ہی ہے۔۔بلکہ اپنوں کے درمیان رہ کر مجھے جتنا اجنبی محسوس ہورہا ہے۔۔پہلے ایسا کبھی محسوس نہیں ہوا۔۔ "

آخر میں اس نے استہزاء سر بھی جھٹکا تو سارنگ بدمزہ ہوا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کتنے عرصے ہم ترستے رہے فیملی کے لیئے اور اب تمہیں قدرت نے ایک تحفے میں دے دی ہے تو تم ناشکری سے باز نہیں آرہے ہو۔۔ "

"اکیلے زندہ رہنا انسان کو بہت حد بے حس کر دیتا ہے بدر۔وہ بچے جو اپنے والدین پر ایک لمبے عرصے کے لیئے انحصار کرتے ہیں اور ہر ضرورت کے وقت انکی جانب دیکھتے ہیں_ وہ ہم جیسوں سے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ہمیں اپنا ہر کام خود کرنے کی عادت ہوتی ہے۔اور جانتے ہو سب سے جان لیوا بات اس سارے عرصے میں کیا ہوتی ہے۔۔۔"

اس نے ایک فائل اٹھا کر سامنے ٹیبل پر دھری اور پھر اگلی فائل کے صفحات الٹنے لگا۔۔وہ مصروف سا بولتا جارہا تھا۔۔

"یہ کہ ہم چاہ کر بھی کسی پر بھروسہ نہیں کر پاتے۔چاہیں تب بھی نہیں۔۔مزے کی بات بتاؤں۔۔میں اپنے باپ کو اب بھی شک کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔۔اتنے عرصے کے بعد بھی۔۔"

سارنگ نے اسکی بات کے اختتام پر اک گہرا سانس بھرا تھا۔پھر سر نفی میں ہلایا۔۔اس لڑکے کا کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

"ایک نارمل زندگی کی جانب قدم بڑھاؤ حرم اور شادی کر لو۔۔ "

"نارمل زندگی تو خواب ہی رہ گئی ہے۔۔ "

"تم شادی کر لو خود ہی سیٹل ہو جاؤ گے آہستہ آہستہ۔جو کچھ ہوا تھا وہ اب پیچھے رہ گیا ہے۔کوئی بھی ہماری گھات میں نہیں بیٹھا ہوا۔سب ختم ہو چکا ہے۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جب ہمیں لگتا ہے کہ کہانی ختم ہو چکی ہے ٹھیک وہیں سے اکثر کہانی کا آغاز ہو رہا ہوتا ہے سارنگ۔۔ "

اور اب کہ ڈاکٹر صاحب چونکے تھے۔اس نے آنکھیں سکیڑ کر حرم کے جھکے سر کو دیکھا۔

"کیا مطلب ہے۔۔؟ "

"مطلب یہ ہے کہ میں نے دروازہ بند کر دیا تھا ان بے نشان گلیوں کا لیکن ان گلیوں میں اب بھی کوئی قید ہے۔مجھے اس دروازے کو بند کرنے سے پہلے اسے وہاں سے نکالنا ہو گا۔"

"حرم۔۔ "

اس نے سر اٹھایا تھا۔بھورا ار تکاز بہت نرم سا تھا۔۔روئی کے گالوں کی مانند۔۔

"کوئی زندہ رہ گیا ہے سارنگ۔۔ "

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔۔ "!

وہ ششدر رہی تو رہ گیا تھا۔لیکن حرم یونہی سکون سے بیٹھا رہا۔

"ہم نے دروازے بند کر دی ئے تھے لیکن میں نے کہا ناں_ بھیڑیے جاگ گ ئے ہیں۔ وہ سونگھ چکے ہیں کہ ایک آخری سروائیور زندہ ہے۔۔ اور وہ اسکے پیچھے آئنگے۔۔ مجھے انہیں روکنا ہو گا کیونکہ میں نے وعدہ کیا تھا۔۔ میں نے اس مرتے شخص سے وعدہ کیا تھا سارنگ۔۔وہ وعدہ ہر رات میری روح پر کوڑے برساتا ہے۔نارمل زندگی کا ہر خواب ایک بار پھر سے دھول کی نذر ہوتا جارہا ہے لیکن بس۔۔اس ایک آخری کام کے بعد میں کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھونگا۔۔یہ اب خود سے میرا عہد ہے۔۔"

لیکن وہ تو آنکھیں کھولے بے یقینی سے اسے سن رہا تھا۔اسے اسکی باتوں نے بہت پریشان کر دیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ہم اس قصے کو ختم کر چکے تھے۔ پھر اب وہ کیا چاہتے ہیں اور تم کیوں اپنی جان مصیبت میں ڈال رہے ہو حرم۔۔!؟ یہ تمہارا بلکہ ہم میں سے کسی کا بھی مسئلہ نہیں ہے کہ اگر وہ کسی کے پیچھے آتے ہیں تو۔۔ تم ابھی کہ ابھی بند کر و یہ سب اور گھر جاؤ اپنے۔۔ میں تمہیں ایک بار پھر سے نشانے پر زندہ رہتے نہیں دیکھ سکتا۔۔"

"میں وعدہ کر چکا ہوں اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔ "

لیکن سارنگ نے طیش میں آکر دونوں ہاتھ ٹیبل پر مارے تھے۔ حرم نے گہرا سانس لے کر اسی اطمینان سے اسکی جانب دیکھا۔ وہ اس سے ایسے ہی کسی رویے کی توقع کر رہا تھا۔

"وعدہ ختم ہو چکا اور جس سے تم نے وعدہ لیا تھا وہ مر چکا ہے اب۔۔ "

"وہ مر چکا ہے لیکن حرم زندہ ہے۔۔ "

اسکی بھوری آنکھیں اب بھی نرم ہی رہیں۔ سارنگ یکدم ہی سیدھا ہو گیا تھا۔ پھر ہاتھ ہوا میں لہرا کر اسے کچھ سمجھانا چاہا لیکن بے سود۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ اپنی بات کا آغاز کہاں سے کرے اور کیسے کرے۔۔

"تم پاگل ہو گیا۔۔!! مر جاؤ گے۔۔ "!

"ایسے کیسے مر جاؤنگا۔۔ "

وہ ہنسا تھا۔ لیکن سارنگ نہیں ہنس سکا۔ وہ واقعتاً پریشان ہو گیا تھا۔ حرم نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر ہولے سے بولا۔۔

"بھولو مت کہ میں زر آباد کا سب سے خطرناک شوٹر رہ چکا ہوں۔ "

"حرم یہ خطرناک ہو گا۔۔ رسکی ہے یہ سب۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جانتا ہوں۔۔ "

"پھر بھی۔۔ "!

"ہاں پھر بھی۔۔ "

کچھ لمحے کوئی کچھ نہ بولا۔سارے کلینک میں محض کتے اور بلیوں کی آوازیں گونجتی رہیں۔لیکن پھر سارنگ کی بہت تھکی تھکی سی آواز اسکے آس پاس ابھری تھی۔۔

"تم مجھے بتاؤ کہ میرے کلینک کو تباہ حال شہر میں بدلنا کب ترک کروگے۔؟جب دیکھو کوئی نہ کوئی تباہی لے کر ہی آتے ہو۔۔"

"مجھے چیزیں ایک ہی انداز میں نہیں پسند سارنگ۔جانتے ہو تم۔۔ "

"تو اسکے لیئے میرے بیچارے کلینک کو زلزلوں کی زرد میں دینا کیا فرض ہے تمہارا۔۔؟ "

اور اب کی بار وہ تپ گیا تھا۔گردن جھکا کر کاغذات کو اسکین کرتا حرم مسکرایا تھا۔پھر بھوری پر کشش سی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"سوری۔۔"

دنیا جہان کی کمینگی چہرے پر سجا کر اس نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"میرے ہاتھوں مروگے کسی دن تم۔۔میں بتائے دے رہا ہوں تمہیں۔۔ "

"تمہارے جانور انتظار کر رہے ہونگے تمہارا۔۔شاباش جاؤ۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے دل جلی مسکراہٹ چھپا کر کہا تھا لیکن سارنگ کی سرخ رنگت بتا رہی تھی کہ وہ اسکی مسکراہٹ دیکھ چکا ہے۔

اس نے شڑاپ سے اسکے ساتھ ایک فائل رکھی تو حرم نے ڈر کر ہاتھ پیچھے کیۓ۔۔

"اس دن کو اب تک کوستا ہوں میں جس دن میں نے تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔۔ لعنت ہو۔۔ تم پر۔۔ مجھ پر بھی۔۔ "

"آپ پر تو لعنت بے شمار۔۔ "

پیچھے سے ہانک لگانا اس نے اپنا فرض سمجھا تھا۔

صد شکر کہ سارنگ نے اسکی ہانک پر کان، ناک اور دل نہیں دھرا تھا نہیں تو وہ کہیں کا نہیں رہتا۔

اسکے باہر نکلتے ہی اس نے چند پرچے تازہ فائل میں لگاۓ اور پھر پستول اڑستا اٹھ کھڑا ہوا۔

جاتے جاتے اس نے یاد آنے پر اک کتاب نکال کر نگاہوں کے سامنے کی اور پھر کچھ سوچ کر مسکراتا ہوا اسے اپنے ساتھ لیۓ باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔

اس کتاب کا نام جانتے ہیں کیا تھا۔۔؟

میٹامورفوسس۔۔ جو کہ سر فرانز کافکا کی تحریر کردہ تھی۔

****

اگلی صبح بہت بوجھل تھی۔ فجر کے وقت بھی گھر پر سناٹے کا ہی راج رہا۔ نازنین نماز پڑھ کر لیٹ گئ تھی۔ اسکا دل نہیں چاہ رہا تھا کچھ بھی زبان پر رکھنے کو۔ رات امی سے کی گئ بحث کے آثار اب تک اسکی یاد کے پردے پر تازہ

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھے۔ لیکن وہ آثار صرف وہی محسوس کر سکتی تھی۔ چہرے سے اس نے، ان تمام احساسات کے آثار مٹا رکھے تھے۔

اگلے ہی پل اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تو وہ سیدھی ہو بیٹھی۔ دروازہ ادھ کھلا اور اس میں صوفیہ نمودار ہوئیں۔

انکے ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے تھی اور بھاپ اڑاتے چائے کے دو کپ اتنی دور سے بھی نازنین کو نظر آگ ئے تھے۔

"ناشتہ کرلو۔۔یونی بھی جانا ہے پھر تم نے۔۔"

وہ اندر چلی آئیں۔ اسکے عین سامنے ٹرے رکھی۔ اور پھر حسبِ عادت اسکی کتابیں اور استری شدہ کپڑے درستگی سے رکھنے لگیں۔

وہ انکی حرکات اداسی سے تک رہی تھی۔ پھر بے ساختہ ہی مسکرادی۔۔

"آپ نے کیا ہے ناشتہ ؟ "

وہ اسکے بیڈ کی جانب چلی آئیں۔ پھر اسکے سامنے بیٹھ گئیں۔ ایک ہی رات میں نازنین کو وہ بہت کمزور اور بوڑھی محسوس ہونے لگی تھیں۔ اسکے دل کو کچھ ہوا تھا۔ ڈائلاسز کی وجہ سے وہ پہلے ہی خاصی مضمحل محسوس ہوتی تھیں۔

"نہیں۔۔ تمہارے ساتھ کرونگی۔۔ مجھے پتہ ہے تمہارا_ سوکھے منہ ہی کام پر جانے کا ارادہ ہے لیکن مجھے تمہاری فکر ہے۔ ناشتہ کرو۔۔ پھر جانا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

انکی نرمی پر اسکا دل پگھل ہی تو گیا تھا۔ وہ اس سے کبھی بھی اس قدر تُرش ہو کر بات نہیں کیا کرتی تھیں لیکن اسکے ہر دفعہ کے انکار نے انہیں اندر سے خوفزدہ کر دیا تھا۔ اسے پہلے اندازہ نہیں تھا کہ اسکا انکار امی پر اس طرح کا منفی اثر ڈالتا ہو گا لیکن رات والا رویہ اسے یہ سب سمجھانے کے لیئے کافی تھا۔ اسے اس معاملے کو بہت سبھاؤ سے ہینڈل کرنا تھا۔

"امی_ میں کہہ رہی تھی کہ۔۔ ہم چلیں گے تایا کے گھر۔۔ "

اور ابھی اسکی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ صوفیہ نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید کچھ بھی کہنے سے روک دیا۔ وہ یکدم چونک کر رک سی گئی تھی۔

"تمہیں نہیں جانا تو مت جاؤ۔ میں تم پر زور زبردستی نہیں کرونگی نازو۔ کیا آج سے پہلے کبھی میں نے ایسا کیا تھا۔۔؟ نہیں بچے۔۔ بس تمہاری یہ بڑھتی عمر اور اپنی ڈھلتی عمر کا غم مجھے اندر ہی اندر کھائے جا رہا ہے۔ شاید اپنے اندر یہ باتیں کافی عرصے سے رکھتے رکھتے میں تھک گئی تھی اسی لیئے تم پر رات کو اتنا غصہ ہو گئی۔۔ تم ٹھیک ہو اپنی جگہ۔۔ ہمیں نہیں جانا چاہیے۔۔"

اور وہ اتنی بیوقوف تو ہرگز بھی نہیں تھی کہ انکی نم آنکھوں کے پار جگمگاتی خواہش کو محسوس نہ کر پاتی۔ اسے پتہ تھا کہ وہ رات بھر کس کرب سے گزری ہونگی۔۔ صرف اسکی وجہ سے۔۔ وہ سب سالوں کے کرب سے اسی کی وجہ سے تو گزرے تھے۔۔ تو کیا اب وہ تھوڑا سا بھی حصہ انکو نہیں لوٹا سکتی۔۔ کیا تھوڑا سا بھی حق نہیں تھا امی کا اس پر۔۔؟

اس نے اگلے ہی پل امی کے ہاتھ تھام لیئے تھے۔ پھر سوبر سی مسکراہٹ سجائے ہولے سے بولی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ہم چلیں گے امی۔۔ ہمیں جانا چاہی ئے۔۔ مجھے سچ میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔ "

لیکن صوفیہ کو اس پر یقین نہیں آرہا تھا۔وہ بوڑھی آنکھوں سے اسکا من موہنا سا چہرہ دیکھے گئیں۔۔

"اگر تمہیں تکلیف ہوتی ہے تو ہم نہیں جائیں گے بیٹا۔۔ "

"نہیں امی۔۔ "

وہ ہنس دی۔کسی بھی سنجیدہ معاملے کو حل کرنے کا سب سے اتھرا ہوا ہتھیار تھا یہ۔۔ ہنس دینا۔۔ دل چاہے مٹھی میں جکڑا جا رہا ہو لیکن ہنستے ہی سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔۔ ہے ناں۔۔؟ کم از کم اسے تو یہی لگتا تھا۔

"میں کوئی چھوٹی بچی نہیں ہوں امی کہ آپ مجھے یوں ٹریٹ کر رہی ہیں۔اتنی بڑی تو اب میں ہو ہی گئی ہوں کہ مجھے کوئی بھی بات یوں ہرٹ نہ کرے۔رہی بات جانے کی۔۔ تو میں بس اسی لی ئے پس و پیش کر رہی تھی کیونکہ میرا دل ان سب کی جانب سے اچاٹ ہو چکا ہے۔۔ لیکن پھر بھی۔۔ ایک آخری دفعہ کوشش کرنے میں کیا چلا جائے گا۔۔؟ ہمیں جانا چاہیے۔۔ پھر اگر کچھ برا ہوا تو اسکے بعد میں کبھی انکے گھر میں قدم بھی نہیں رکھونگی۔۔"

اور صوفیہ نے آنسوؤں سے بھری آنکھیں دوپٹے سے رگڑ ڈالی تھیں۔پھر مسکرا کر چہرہ اٹھایا۔نازنین کے شفاف سے چہرے پر اپنا بوڑھا ہاتھ پھیرا۔۔وہ انہیں بہت پیاری تھی۔۔ بہت زیادہ۔۔

"ٹھیک ہے پھر۔۔ آج شام مہندی ہے بھائی صاحب کے گھر۔۔ کوشش کرنا وقت سے پہلے ہی آجاؤ۔۔ بس اس تقریب کی ہی تو بات ہے۔۔ پھر ہم نے کونسا روز روز وہاں جانا ہے۔۔"

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر چائے گھونٹ گھونٹ حلق سے اتارنے لگی۔ اب وہ ان سے سودے سلف کی باتیں کر رہی تھی۔ کپڑوں کی باتیں۔۔ گھر کے رینوویشن کی باتیں۔۔ باتیں ہی باتیں۔۔ تاکہ جہاں وہ انہیں زخم دے چکی ہے۔۔ اسے اپنی باتوں سے بھر سکے۔۔ یہ صبح اسکی سوچ سے زیادہ نکھری نکھری اور شفاف تھی۔ رات آنے سے پہلے تک۔۔

****

ناشتے کی چہل پہل اور گھر میں پھیلی ہنگامی سی رونق سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ بلاشبہ شادی کا ہی گھر تھا۔ بہت سے مہمان سویرے ہی ناشتے کے بعد سبزہ زار پر کرسیاں بچھائے براجمان تھے اور کچھ کا ناشتہ ابھی چل رہا تھا۔ گھر میں کام کرتے ملازمین اور برق رفتاری سے آتے جاتے لوگوں کی موجودگی نے یونہی شائستہ کو مسکرانے پر مجبور کر دیا تھا۔ انکے لاڈلے سپوت کی شادی تھی۔۔ بھلا وہ خوش کیوں نہ ہوتیں۔۔ لیکن انکی خوشی اگلے ہی پل سمٹ بھی گئی تھی۔۔ وہی ایک خیال۔۔ ایک ہی خیال جس نے انہیں اپنے شوہر کی جانب سے بدمزہ کر دیا تھا۔ اس ایک خیال کے، نگاہوں کے سامنے لہرانے پر انہوں نے کڑلاتا دل لئے رمیز کی جانب دیکھا۔ جو لاؤنج میں بیٹھے، چائے کی چسکیوں سے محظوظ ہوتے، اخبار میں گم تھے۔

اور پھر شاید وہ شائستہ کی بہت غیر آرام دہ سی نگاہ ہی تھی کہ جس نے انہیں، اخبار سے نظر اٹھا کر ان کی جانب نظرِ التفات ڈالنے پر مجبور کیا تھا۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اتنی کڑی نگاہ کا کیا مطلب ہے بیگم۔۔؟"

ان کا ٹھنڈا سا انداز شائستہ کو ہمیشہ ہی زچ کر دیا کرتا تھا۔ مگر اب کہ ان سے اپنی بے چینی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔ ہیروں جڑے ہار پر بے کلی سے انگلیاں پھیرتیں، وہ انکی توجہ پر یکدم ہی بولیں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اس لڑکی اور اسکی ماں کو اس گھر کی دعوت پر بلانے کا مقصد مجھ پر اب تک واضح نہیں ہوا ہے رمیز۔ آپ کیا چاہتے ہیں۔۔؟ کیا چل رہا ہے آپکے دماغ میں۔۔؟ "

انکی بے چینی رمیز پر بہت پہلے ہی آشکار ہو چکی تھی مگر وہ نوٹس لیئے بغیر ہمیشہ نظر انداز کر دیتے۔ وہ کبھی بھی خود اپنے لیئے گڑھا نہیں کھودا کرتے تھے۔۔ جنہیں بھی ان سے مسئلہ تھا تو یہ اسکا مسئلہ تھا۔۔ رمیز کا نہیں۔۔ اور انکی یہی بے نیازی شائستہ کو کبھی کبھی کھولا دیا کرتی تھی۔۔

"وہ لڑکی میرے مرحوم بھائی کی بیٹی ہے اور صوفیہ میرے مرحوم بھائی کی بیوہ۔ انکی اس شادی میں شرکت نہ کرنے کوئی بہت ٹھوس وجہ اگر میرے پاس ہوتی تو میں ضرور انکی دعوت کو حذف کر دیتا۔۔ لیکن میرے پاس انہیں یہاں بلانے کی وجہ تھی شائستہ۔"

"اور ایسی کونسی وجہ ہے کہ جس سے میں بے خبر ہوں۔۔؟ "

بہت تنک کر استفسار کیا تھا انہوں نے۔ اپنا مشہورِ زمانہ تیکھا سا ابرو اچکا کر۔

رمیز نے ایک سنجیدہ نگاہ اٹھا کر ان پر ڈالی اور پھر اخبار کا اگلا صفحہ پلٹا۔۔

"آپکی چٹخارے دار زبان کا بہت بڑا کردار رہا تھا ویسے بیگم۔۔ "

وہ چونکی تھیں۔ پھر محتاط لیکن چبھتی ہوئی نگاہوں سے رمیز کا چہرہ دیکھا۔۔

"کیا مطلب۔۔؟ "

"مطلب صاف ہے۔ رضا کے سسرالیوں کے سامنے میرے اس مردہ بھائی کو زندہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔؟ اور انہیں یہ بتانے کی کیا ضرورت تھی کہ ہمارے کچھ رشتے دار، اسٹیٹس میں ہم سے کہیں زیادہ گرے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہوئے ہیں۔ جن کی مدد ہم رحم دلی کے تحت کر دیتے ہیں۔ یہ بھی کہ انکی زندگی کتوں سے زیادہ بدتر ہو جاتی اگر ہم انکا ساتھ نہ دیتے تو۔۔۔"

اور شائستہ کے اوپر اگلے ہی پل گھڑوں پانی پڑ گیا تھا۔ یہ تو انہیں یاد ہی نہیں تھا کہ اپنی شان و شوکت کو مقابل کے سامنے بلند کرنے کے لیئے وہ جسے زینوں کا راستہ دے چکی تھیں۔۔ وہ کوئی اور نہیں جاوید انصاری کا گھرانہ ہی تھا۔۔ بقول ان کے ذلیل گھرانہ۔۔ کم تر اور بدتر گھرانہ۔۔ ہر ایسا گھرانہ جو امیر لوگوں کو اکثر اپنی برتری اور نیک نیتی ثابت کرنے کے لیے درکار ہوتا ہے۔

"ت۔۔ تو اس سے اس دعوت کا کیا تعلق۔۔؟ "

انکا چہرہ سفید پڑ چکا تھا لیکن زبان اب بھی اسی روانی سے پھنکاری تھی۔

رمیز نے اگلے ہی پل بہت بدمزہ ہو کر انکی جانب دیکھا۔ انہیں جیسے اپنی بیوی کا ایسا احمقانہ تاثر پسند نہیں آیا تھا۔

"تو یہ کہ بیگم یہ شادی کوئی پیار و محبت کی شادی نہیں ہے کہ جس میں ہمارے سمدھی ہر کمزوری سے صرفِ نظر کر جائیں۔ یہ ایک طرح کی کانٹریکٹ میرج ہے۔ دونوں خاندان اپنے اپنے کاروباری مفاد کے لیئے اپنی اولادوں کو ایک دوسرے کے ساتھ منسلک کر رہے ہیں تاکہ آنے والے کسی بھی نقصان میں برابر خمیازہ بھگت سکیں۔ ایسی شادیوں میں اہم لوگوں کا ہونا بہت ضروری ہوتا ہے نہیں تو ہمارا دعوہ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اور میں آپکی وجہ سے ہلکا ہونا نہیں چاہتا۔ اس لڑکی اور اسکی ماں کی موجودگی اس شادی میں لازم ہے۔ اور اگر آپ بھول گئیں ہیں تو میں آپکو بتا دوں کہ وہ پچیس فیصد شیئر ہولڈرز کی مالک بھی ہے۔ جاوید مر گیا لیکن وہ اپنی بیٹی کے نام ہماری زندگی بھر کی ریاضت کا کاروبار بھی کر گیا۔۔"

انکا لہجہ آخر میں بہت کڑوا ہو گیا تھا۔ نازنین سے جتنی نفرت انہوں نے اس لمحے کی تھی شاید پچھلی پوری زندگی میں نہ کی ہو۔

شائستہ انکی پھنکار پر بہت چپ سی ہو گئی تھیں۔ پھر وہ ہلکے سے بولیں۔۔

"سوری رمیز۔۔ مجھے احتیاط کرنی چاہی ئے تھی۔۔ "

"بالکل۔۔ تمہیں بہت احتیاط سے کام لینا چاہی ئے تھا لیکن تم کتنی بھی محتاط ہو جاؤ۔۔ عورتوں کی خصلت کبھی نہیں بدلتی۔ اگلے پچھلے حساب اتارتے انہیں کچھ یاد نہیں رہتا کہ کہاں ہم کیا بول رہی ہیں۔۔ لیکن خیر۔۔"

وہ ایک بار پھر سے اخبار کھول رہے تھے۔ لیکن اب کہ انکی پیشانی کا ہر بل بہت واضح تھا۔ ہر بل کا پسِ منظر اس روشن سی صبح میں مفقود ہو کر رہ گیا تھا۔

"میں اسے اس گھر سے مانوس کرنا چاہتا ہوں۔۔ "

شائستہ نے ٹھٹک کر انکی جانب دیکھا تھا۔ انہیں لگا شاید انہوں نے کچھ غلط سن لیا ہو۔۔

"کیا کہا آپ نے۔۔؟ کسے مانوس کرنا چاہتے ہیں۔۔؟ "

"نازنین کو۔۔ "

"کیوں۔۔؟ دیکھیں رمیز میں اسے ایک لمحہ بھی اپنے گھر میں برداشت نہیں کرونگی۔۔ کہاں وہ بدبودار سے محلے میں رہنے والی لڑکی اور کہاں ہمارا یہ علیشان چمچماتا سا محل۔۔"

"چپ کرو تم بیوقوف عورت۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رمیز نے اب کہ واضح طور پر اخبار شڑپ کی آواز کے ساتھ بند کیا تھا۔ پھر ناپسندیدہ نگاہوں سے شائستہ کو دیکھا۔۔

"مجھے اس لڑکی سے وہ شیئرز واپس لینے ہیں۔ وہ میری زندگی بھر کی ریاضت ہے۔ میں یوں کسی کو منہ اٹھا کر نہیں دے سکتا۔ اتنے سالوں وہ خاموش رہی لیکن کیا اب بھی خاموش رہے گی۔۔؟ ہر گز نہیں۔ اسے اپنے بھتیجے کو پڑھانا ہو گا۔۔ اپنی شادی کے لیئے پیسہ چاہیئے ہو گا اور کیا تم صوفیہ کی بیماری سے واقف نہیں؟ ڈائلائسز پر جا چکی ہے اب وہ۔۔ سوچو۔۔ وہ لڑکی جلد یا بدیر اپنا حق مانگنے ضرور ہماری جانب پلٹے گی اور ہمیں اس سے پہلے ہی اسے گھیرنا ہو گا۔۔"

وہ پیشانی مسلتے اب کچھ پیچھے ہو کر بیٹھے تھے۔ اس ایک خیال نے انکی نیندیں تک اڑا دی تھیں۔ وہ لڑکی ابھی اس جانب متوجہ نہیں تھی لیکن وہ جلد ہی اپنا حق مانگنے چلی آئے گی اس کا اندازہ انہیں تھا۔

"لیکن ہم اس سے یہ سب کیسے لیں گے رمیز۔۔؟ وہ کوئی چھوٹی دودھ پیتی بچی نہیں ہے کہ ہم اسے جیسے چاہیں، جدھر چاہیں موڑ دیں۔۔ وہ سمجھدار اور زیرک لڑکی ہے۔۔ کبھی بھی ہماری بات نہیں مانے گی۔۔"

رمیز کے چہرہ اب کہ پتھر جیسا سخت ہو چکا تھا۔ یوں گویا پتھر ہو گیا ہو۔

"ظاہر ہے۔۔ جب وہ بات مانے گی نہیں تو ہم اس سے اپنی بات منوائینگے۔"

انکا انداز اس قدر ٹھنڈا اور پر سکون تھا کہ شائستہ کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں واضح طور پر سرد سی لہر اترتی محسوس ہوئی تھی۔

"کیسے۔۔؟"

"لوگوں سے بات کیسے منواتے ہیں شائستہ۔۔؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

انکا سوال بہت سرد تھا۔۔ سرد اور بے رحم۔۔ شائستہ کی ریڑھ کی ہڈی ایک بار پھر سنسنائی تھی۔ بہت خوفزدہ ہو کر دیکھا تھا انھوں نے رمیز کی جانب۔۔ ان کی کنپٹی کے بالوں میں سفیدی جگمگا رہی تھی۔ عمر بیت چکی تھی لیکن خون میں گردش کرتی خصلت اب تک تازہ تھی۔

"انکی کمزوریاں پکڑ کر۔۔ "

انکی پھنسی پھنسی سی آواز نکلی تو رمیز مسکرائے۔۔ گھنی مونچھوں تلے مسکراتے سرد لب۔ شائستہ کو بے ساختہ ہی جھرجھری آئی تھی۔۔

"بالکل۔۔ اور اس لڑکی کی ایک یا دو نہیں۔۔ بلکہ کئی کمزوریاں ہماری مٹھی میں ہیں۔۔ "

وہ اب خود سے ہی بڑبڑا رہے تھے۔ شائستہ نے اگلی کوئی بات نہیں کی۔ یونہی چپ کی مہر لگائے ، پتھر ہوئی بیٹھی رہیں۔ لاؤنج میں اب کہ صبح کی تازگی عنقا ہوگئی تھی اور اگر کچھ باقی رہ گیا تھا تو وہ حبس زدہ سا احساس تھا۔۔ یوں گویا فضا میں آکسیجن کی کمی واقع ہوگئی ہو۔۔

****

وہ راہداری کی سیدھ میں، بالکل برابر قدم اٹھاتی چلتی جا رہی تھی۔ ہیل کی باریک ٹک ٹک، ساتھ سے گزرتے بہت سے طلباء کے سلام کا جواب سر کے خم سے دیتی وہ ہر قدم بہت محتاط اور نپا تلا سا رکھتی تھی۔

آج اس نے، موسم کی مناسبت سے کاٹن کا بے حد نفیس سا قمیص شلوار زیب تن کر رکھا تھا۔

دوپٹہ ایک جانب کندھے پر ڈالے، وہ اس کھلتے سے جامنی رنگ میں اتنی دور سے بھی دمک رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سیاہ بالوں کو حسبِ عادت ہاف باندھے، رخسار پر لچکتی اس ایک لٹ سے بے نیاز۔۔ سنجیدہ آنکھیں لیۓ خاموشی سے چلتی وہ حسین لگ رہی تھی۔۔ بلکہ یوں کہنا چاہیۓ کہ پوری طرح سے نازنین لگ رہی تھی۔۔

راہداری کے آخری سرے پر گلاس وال سے ڈھکی وسیع لائبریری کا آغاز ہوتا تھا۔ اس نے دروازہ دھکیل کر لائبریری میں قدم رکھا اور اپنے ٹیبل کی جانب بڑھ آئی۔ لکڑی کے ڈیسک پر پہلے سے ہی چند کتب موجود تھیں، کچھ کھلی رکھی تھیں اور اسکے زیرِ استعمال کمپیوٹر کے آگے الہام بیٹھی جلدی جلدی کوئی کام سمیٹ رہی تھی۔

"اسلام علیکم۔۔ صبح ہی صبح کیا ہو رہا ہے۔۔؟ "

اس نے ہاتھ میں تھامی کتاب ٹیبل پر رکھی اور پھر گھوم کر الہام کی جانب بڑھی۔ الہام نامی لڑکی نے عینک میں ملفوف آنکھیں اس پر اٹھائی تھیں۔

"میں ان اسٹوڈنٹس کے ناموں کی فہرست دیکھ رہی تھی جو مہینے کے آخر میں کتاب ایشو کروا کر لے جا چکے ہیں اور پندرہ دن بعد بھی وہ کتاب کو ری ایشو کرواۓ بغیر اپنے پاس رکھے ہوۓ ہیں۔۔"

اوہ۔۔ اس نے سمجھ کر سر ہلایا اور پھر دوسری ڈیسک کے ساتھ لگی کرسی الہام کی جانب ہی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ اس نے ایک نگاہ الہام پر ڈالی۔ وہ آج خاصی نک سک سے تیار لگ رہی تھی۔

سلک کے اسٹائلش سے لباس میں ملبوس، بھورے گھنگھریالے بالوں کو جوڑے میں گوندھے، ہلکا پھلکا میک اپ اور باریک سا زیور پہنے۔۔ اس نے بغور اسکا معائنہ کیا تھا۔

"یہاں سے سیدھا کسی کے ولیمے پر جانا ہے کیا تم نے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے پوچھ ہی لیا۔ وہ بے ساختہ ہنس پڑی تھی۔ اس نے جلدی سے سر اٹھا کر لائبریری میں موجود جھکے سروں کی جانب دیکھا۔ الہام کے لیئے بہت مشکل ہوتا تھا اپنی ہنسی ضبط کرنا۔ نازنین کو تو اب تک شک تھا اسکے لائبریرین ہونے پر۔ کیونکہ وہ کہیں سے بھی اس شخصی تاثر پر پورا نہیں اترا کرتی تھی، جسے عموماً کتابیں پڑھنے والوں کے ساتھ منسوب کیا جاتا تھا۔

ہر دفعہ اسے، الہام کو اسکی دادی اماں والی قہقہے سے بھرپور ہنسی پر ٹوکنا پڑتا تھا۔ لیکن مجال تھی کہ وہ لڑکی باز آجاتی۔۔ ایک تو اسے بات بے بات ہنسی آیا کرتی تھی اور پھر کئی پہروں تک وہ گزرے لمحات یاد کر کے خود بھی ہنستی تھی اسے بھی ہنساتی تھی۔۔

"چچ۔۔ لائبریری کا ہی خیال کرلو۔۔ "

اس نے گھرک کر اپنے کام کار جسٹر اٹھایا اور سیاہی والا قلم انگلیوں کے درمیان حسبِ عادت پھنسا کر رجسٹر کھولے مصروف ہو گئ۔

"شاید میں اپنے ہی ولیمے پر جا رہی ہوں مگر۔۔ آہ۔۔ کون جانے۔۔ "

نازنین نے جھکا سر نفی میں ہلایا تھا۔

"بہت شوق ہے تمہیں اپنے ولیمے پر جانے کا۔ مجھے لگتا ہے کہ تمہارا داخلہ اس لائبریری میں بند کرنا پڑے گا۔ بہت ناولز پڑھنے لگی ہو اور اسکا اثر میں بخوبی دیکھ رہی ہوں۔۔ "

اس نے ایک اور "جتاتی" نگاہ اس پر ڈالی تھی۔ الہام پرجوش سی اسکی جانب جھکی۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ویسے اس میں کوئی برائی بھی نہیں کہ اگر میرے لیے کوئی سفید گھوڑے پر حسین سا جوان، دنیا سے لڑتا، صفیں کاٹتا آدھمکے۔ سوچو۔۔ میرے پڑوس میں رہتیں سکینہ، نگینہ کیسی جل بھل جائنگی۔"

"بالکل۔۔ اور وہ سفید گھوڑے والا صفیں کاٹتا کاٹتا کہیں خود بھی راستے میں کٹ کرنہ گر جائے۔ اسکی بھی دعا ساتھ ہی کرلینا۔۔"

اس نے تائیدی انداز میں سر ہلا کر کہتے الہام کا حلق تک کڑوا کردیا تھا۔

دو طرح کی لڑکیاں ہوتی ہیں جو کتابیں پڑھتی ہیں۔

ایک وہ جو الہام سی ہوں _

کتابوں میں بیان کردہ ہر تخیلاتی کہانی کو نگاہوں کے سامنے زندہ ہوکر پنپتا دیکھنے والیں۔ انکی خواہش اور امید کی روشن، دمکتی کرنوں میں پریوں کا رقص دیکھ کر سرشاری طلب کرنے والیں۔۔

اور کچھ نازنین جیسی ہوتی ہیں _

کتابوں میں بیان کردہ ہر سیاہی کو اپنی ذات کے اندھیروں میں بہتا دیکھنے والی۔ انکے لیے روشن شفاف کرنیں، شب کی زہریلی چاندنی میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔ وہ اسے بدلنا نہیں چاہتیں۔۔ وہ اس زہر کے ساتھ زندہ رہ کر مضبوطی کی کھردری چٹان میں بدل جاتی ہیں۔ پھر ان پر کوئی زہر اثر نہیں کرتا۔۔ وہ اس تریاق کو اپنی زہر خندہ چاندنی راتوں کا ہمسفر منتخب کرلیتی ہیں۔ انکے سامنے کسی بھی تخیلاتی رنگ کو حقیقی رنگوں سے بھرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔۔ اور پھر آخر کار۔۔ وہ کڑوی ہوجاتی ہیں۔۔ کڑوی۔۔ صاف گو اور سنجیدہ۔۔ جیسے وہ ہوگئی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"خواب دیکھنے پر تو پابندی نہیں ہے ناں۔۔ میں خواب ہی دیکھ لوں گی۔۔ "

اس نے سولہ سالہ دوشیزہ کی مانند ناک بھوں چڑھا کر کہا۔ اپنے سلک کے جوڑے والی تیاری جہنم میں غرق ہوتی نظر آ رہی تھی۔

نازنین کو ہنسی آ گئی۔ ایسے بچوں کی طرح چھوٹی چھوٹی معصوم حرکتیں کرتی ہوئی وہ بہت پیاری لگتی تھی۔

"ہاں۔۔ اور پھر بس خواب ہی دیکھتی رہ جانا۔۔ "

"تم نے کیا قسم کھا رکھی ہے میرا موڈ غارت کرنے کی۔۔؟ "

وہ تپ گئی تھی۔ نازنین پیچھے ہو کر بیٹھی۔ ہاتھ باندھ کر پر سکون نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"سو میں سے دس فیصد تک یہ خواب حقیقی زندگی سے قربت رکھتے ہیں۔ جن کی بقاء کا ایک وسیع حصہ دھول سی حقیقت پر مبنی ہو، تم ان پر انحصار کر کے اپنی بقیاء حقیقی زندگی ضائع کرنا چاہتی ہو؟ کوئی شہزادے نہیں ہوتے جو گھوڑوں کو ایڑھ لگاتے اپنی شریکِ حیات کی کھوج میں صفیں کاٹتے چلے آئیں۔ نکل آؤ باہر۔۔ سکینہ اور نگینہ کو جلانے کے لیئے کئی اور طرح کے ہتھکنڈے بھی استعمال کیئے جا سکتے ہیں۔۔"

لائبریری کی مقدس خاموشی کا احترام کرتے ہوئے وہ بہت دھیمے لہجے میں بول رہی تھی۔ ایسے کہ آواز صرف الہام تک ہی پہنچ پاتی۔۔ اور جو آواز اس تک پہنچ رہی تھی اس نے الہام کو بہت ہی بدمزہ کر دیا تھا۔۔

"کہیں سے نہیں لگتیں تم کتابیں پڑھنے والی لڑکی۔ یوں لگتا ہے جیسے فلسفے کے خشک اسباق کو پڑھانے والی استانی ہو۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ ہنستی ہوئی سیدھی ہو بیٹھی تھی۔

"میں کتابیں پڑھتی ہوں اور ان میں بیان کردہ تلخ حقائق کے ساتھ زندہ رہتی ہوں۔ تم کتابیں پڑھتی ہو اور کانچ سے نازک خواب بُننے پر یقین رکھتی ہو۔ اس اپروچ میں ہماری پچھلی زندگیوں کا بہت بڑا کردار ہے، الہام۔ ہم معاملات کو جس طرح دیکھتے ہیں ان میں ہمارے ساتھ پیش آئے واقعات کا بہت بڑا حصہ کار فرما ہوتا ہے۔۔"

آخر میں کندھے اچکا کر بات ختم کی تھی اس نے۔ الہام اگلے ہی پل نرم پڑ گئی۔ نازنین کی پوری نہیں تو تھوڑی بہت زندگی اسکے سامنے بھی کھلی ہوئی تھی۔

"شاید ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔ لیکن امید پر دنیا قائم ہے۔ میں اگر کسی ایسے جوان کا انتظار کرونگی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کہیں نا کہیں سے تو نمودار ہو ہی جائے۔۔ "

"اور اگر وہ نمونہ نمودار نہ ہوا تو۔۔؟ "

اس نے ایک آخری نگاہ اس پر ڈال کر محظوظ سا پوچھا تھا۔ الہام کی آنکھیں یکدم چمکیں۔ پھر وہ اپنا چاند ساعینک ناک پر درست کرتی اسکے برابر جھکی۔۔

" "تو پھپھو کا بیٹا زندہ آباد۔۔۔!!!

اور اب کہ واقعی اسکے قہقہے پر لائبریری میں موجود بہت سے نفوس نے سر اٹھا کر انکی جانب دیکھا تھا۔ نازنین نے سرخ چہرے کے ساتھ سر پورا جھکا لیا تھا اور الہام سوری کہتی اپنی ابلتی ہنسی بمشکل ضبط کر رہی تھی۔۔

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

واپسی کا سارا راستہ وہ بالکل خاموشی سے ڈرائیو کرتی آئی تھی۔ایک ہاتھ کھڑکی کے ادھ کھلے شیشے پر رکھے، چہرہ مٹھی پر ٹکائے وہ گہری سوچوں میں گم لگتی تھی۔

موسم آج خاصہ خنک محسوس ہو رہا تھا۔ بہتی ہوا میں ہلکی سی ٹھنڈ کی رمق بخوبی محسوس کی جاسکتی تھی۔ آسمان پر بکھرے روئی کے گالوں پر گرتی دھوپ کئی زاویوں سے ترچی ہو کر چمک رہی تھی۔

اسکا رُخ وجدان کے کالج کی جانب دیکھا۔ عموماً وہ وین سے ہی گھر پہنچتا تھا کیونکہ نازنین کو واپسی تک تین بج جاتے تھے۔لیکن آج امی کی خاص تاکید پر گھر جلدی واپس جارہی تھی،اسی لیئے سوچا اسے بھی ساتھ ہی لیتی جائے۔۔

کالج کے آگے گاڑی روک کر وہ باہر نکل آئی۔پھر قدم کالج کے قد آور سے گیٹ کی جانب بڑھائے اور اندر داخل ہوگئی۔ وسیع و عریض میدان پر پھیلا وہ کالج بلاشبہ بہت خوبصورت تھا۔اس نے وجدان کو لڑکوں کے جھرمٹ میں کھڑا دیکھا۔۔اور پھر چند پل یونہی ساکت کھڑی اسے دیکھتی رہی۔۔

وہ اس کے مرحوم۔۔(اپنے خیال پر اس نے سر جھٹکا تھا)کھوئے ہوئے لوگوں کو مرحوم کہنا درست تھا یا نہیں لیکن وہ شاید تسلیم کرچکی تھی کہ اسکا بھائی زندہ نہیں ہے۔۔جبھی تو وہ اتنے سال گزر جانے کے بعد بھی انکی جانب نہیں پلٹا تھا۔اگر وہ زندہ ہوتا تو کیا اپنے گھرانے سے یوں صرفِ نظر کرتا۔۔؟

کیا وہ اپنی بہن کو اس ظالم دنیا میں زندہ رہنے کے لیئے تنہا چھوڑ سکتا تھا۔۔ ؟ اسکا ایک حصہ اپنے بھائی سے بے پناہ نفرت کرتا تھا۔کہ وہ وقت کی دھول میں غائب ہو گیا اور کبھی پلٹ کر گھر والوں کی خبر گیری نہیں کی۔۔ لیکن اسکا دوسرا حصہ اپنے بھائی سے شدید محبت میں مبتلا تھا۔وہ جو لوگوں کے سامنے روتی نہیں تھی،اسے لگتا تھا کہ بھائی کے سامنے آجانے پر وہ چھوٹے بچوں کی طرح رونے لگ جائیگی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ان دو حصوں کے درمیان بٹی اسکی ذات کس اذیت کا شکار تھی یہ تو بس وہی جانتی تھی۔ آس پاس زندہ رہتے لوگوں کو یہ احساس دلاتے کہ وہ مضبوط اعصاب کی بہت کڑا ضبط رکھنے والی لڑکی ہے، مشکل نہیں تھا۔ اسے اب عادت ہو گئی تھی اس طرح زندہ رہنے کی۔۔ مشکل تو یہ تھا کہ کبھی کبھی وہ اپنی ذات کے اندر ہی گھٹنے لگتی تھی۔۔ یوں گویا کوئی اسکا دل مٹھی بھینچ رہا ہو۔۔ ہر عید، تہوار اور چاندنی راتوں میں، نگاہیں دروازے پر ٹکا کر انتظار کرنے کی تکلیف نے اسے کھوکھلا کر دیا تھا۔ وہ کھوکھلی ہوتی جا رہی تھی۔۔ مٹتی جا رہی تھی۔۔

یکایک اسے محسوس ہوا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔ اس نے یکلخت ہی گردن پھیر کر دیکھا لیکن پیچھے کوئی نہیں تھا۔ اس نے آس پاس گردن گھما کر دیکھنے والی نگاہیں تلاشی لیکن شاید یہ اسکا وہم ہی ہو۔ سر جھٹک کر کئی پل بھیگی آنکھوں سے وجی کو ہنستا دیکھتی وہ ویسے ہی جامد رہی پھر اسے دیکھ کر ہاتھ ہلایا تو وہ حیران سا آگے چلا آیا۔۔ اسکا قد نازنین سے لمبا ہو گیا تھا۔۔ سیاہ آنکھیں اس سے تعجب سے پھیلی بہت پیاری لگ رہی تھیں۔۔ وہ ہنس پڑی۔۔

"پھپھو آپ۔۔ یہاں کیسے۔۔؟ "

"جلدی گھر جا رہی تھی سوچا تمہیں بھی ساتھ لیتی جاؤں۔۔ کیسا رہا دن۔۔؟ "

نازنین نے اسکے ساتھ ہی قدم اٹھاتے پوچھا۔ وہ گردن ہلا کر اپنے گزرے دن کی بابت بتانے لگا۔ گاڑی میں بیٹھ کر سیٹ بیلٹ خود کے گرد باندھتے ہوئے اس نے بغور نازنین کا چہرہ جانچا تھا۔ وہ اسے پہلے سے زرد لگی۔۔

"آپ ٹھیک ہیں۔۔؟ "

اسکے پوچھنے پر وہ چونکی تھی۔ پھر ابرو اکھٹے کر کے ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"ہاں۔۔ کیوں۔۔ کیا ہوا۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"نہیں بس یونہی۔۔مجھے لگا شاید طبیعت ٹھیک نہیں آپکی۔۔ "

"تم اور امی تو ہر وقت بس مجھے بیمار تسلیم کرنے پر ہی مصر رہا کرو۔ "

اس نے ہنس کر کہا لیکن وہ نہیں ہنسا۔

"مزاق تھا یہ اور اس پر ہنسنا تھا۔ "

اب کہ اس نے جتاتے ہوئے کہا تو وہ ہنس پڑا۔ پھپھو کے مزاق پر اسے کبھی ہنسی نہیں آیا کرتی تھی۔ وہ زبردستی خود پر سے توجہ ہٹانے کے لیے کوئی ہلکی پھلکی سی بات کیا کرتی تھی لیکن وہ جانتا تھا کہ پھپھو کو کتنی پریشانیاں لاحق تھیں۔۔

"رات مہندی میں چلو گے۔۔؟ "

کئی پل کی خاموشی کے بعد نازنین نے ہی سوال کیا تو وجی نے نفی میں سر ہلایا۔۔

"کل میرا گرینڈ ٹیسٹ ہے۔میں نہیں جا سکتا۔ "

"اتنا تو پڑھتے رہتے ہو ہر وقت۔رات میں دو گھنٹے نکالنے سے کوئی کسر تو نہیں رہ جائے گی۔ میں بالکل اکیلی ہوں اور وہاں ہونے والی بوریت کا سوچ کر ہی مجھے غش آنے لگا ہے وجی۔۔"

"بالکل بھی نہیں۔آپکو اندازہ نہیں ہے کہ میڈیکل کالجز میں داخلہ وقت کے ساتھ ساتھ کس قدر مشکل ہوتا جا رہا ہے۔میں نے اگر نہیں پڑھا تو اسکا دیرپا اثر میرے اکیڈیمک ریکارڈ پر پڑے گا جو میں ہرگز بھی نہیں چاہتا۔اسی لیے میں بالکل بھی نہیں جاؤنگا صرف آپ جائینگی وہ بھی دادی کے ساتھ۔۔اور ایک بات اور۔۔"

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ جو روانی کے ساتھ مزے سے بول رہا تھا سانس لینے کو رکا۔ نازنین کی پیشانی پر ابلتے بلوں نے اسکے پیٹ میں گدگدی سی کر دی تھی۔ لیکن ابھی ہنسنے کا مطلب تھا ٹھیک قسم کی جھاڑ کا سامنہ کرنا۔۔ جو وہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔۔

"میں آپکی بوریت دور کرنے کا سامان ہرگز بھی نہیں ہوں۔ اسی لیے اس وجہ سے تو میں آپکے ساتھ ہرگز بھی نہیں جاؤنگا۔ یہ میری ذاتی حیثیت پر کاری وار جیسا ہوگا۔"

اس نے بگڑے بگڑے سے تاثرات لیے وجی کو دیکھا تھا۔ وہ مسکراہٹ روکتا لب دبائے کھڑکی کی جانب چہرہ کیئے، اسکی جانب سے ہونے والے وار کا منتظر تھا۔۔

"اچھا ٹھیک ہے! مت جاؤ! "

(مت جاؤ بلکہ یوں کرو بھاڑ میں جاؤ)

اس نے یہ دوسرا ان کہا فقرہ سنا تھا۔

"آپ نے محض وہاں جاکر کیمسٹری کی حد درجہ بور کلاس کی طرح حاضری نہیں لگانی ہے پھپھو۔ لوگ دعوتوں پر بلاتے ہیں تاکہ باہم تعلقات کو مزید کشیدہ ہونے سے بچا سکیں۔ آپ نے وہاں جاکر لوگوں سے گھلنا ملنا ہے۔۔ باتیں کرنی ہیں۔۔ زومبی کی طرح گردن ایک زاویے پر رکھ کر انہیں خود سے دور نہیں بھگانا۔۔"

دیکھو تو ذرا اس ٹانگ جتنے لڑکے کو۔۔ بھتیجے سے دادا ابا بنتے اسے ذرا جو وقت لگتا ہو۔۔ نازنین برے برے منہ بناتی اسکی نا ختم ہونے والی نصیحتیں سن رہی تھی۔ یہ تو طے تھا کہ وہ وہاں جاکر کسی سے بھی گھلنے ملنے کی کوشش نہیں کرے گی۔ اسکی کوشش آخری حد تک یہی ہوگی کہ وہ نہ جائے۔۔ کسی چیز کو اپنے لیے قربانی کا بکرا بنالے اور اگلے ہی پل اسکی آنکھیں چمکی تھیں۔۔ اسکا بکرا ساتھ ہی بیٹھا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم بیمار پڑ جاؤ وجی۔۔ "

دماغ میں ابھرتی نئی ترکیب کو سوچتے اسکی آنکھیں جگمگا رہی تھیں۔ وجدان نے بغور اسکے تاثرات دیکھے۔۔

"میں ہرگز بھی بیمار نہیں پڑ رہا ہوں پھپھو۔ "

وہ بیچارہ ہر وقت اسکے لیۓ بیمار پڑ پڑ کر تنگ آچکا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ نازنین لوگوں سے بھرپور تقریبات میں آنا جانا پسند نہیں کرتی تھی۔ بلکہ اسے تو انسانوں کے جھرمٹ سے ہی کوفت ہوتی تھی۔ اسی عادت کے پیش نظر جب بھی کوئی دعوت انکے گھر پر وارد ہوتی اور اسے صوفیہ کی نگاہوں سے بچنے کا کوئی حل نہ سوجھ رہا ہوتا تو وہ وجی کو بیمار کر دیا کرتی تھی۔۔ یہ بیمار ہے۔۔ اب اسکی بہت پرواہ کرنے والی پھپھو کیسے جائے گی اسے چھوڑ کر۔۔ چچ چچ۔۔

مجبوراً شادیوں، میلادوں اور قرآن خوانیوں میں صوفیہ کو ہی بدستور حاضری لگوانی پڑتی۔ لیکن اب وجدان نے اسے صفاچٹ جواب دیا تو اس نے گھورتی نگاہیں اسکی جانب پھیریں۔۔

"اپنی پھپھو کو انکار کر رہے ہو تم وجی۔۔ اتنے بڑے ہو گۓ ہو۔۔ !"

پھپھو تو امرتسر کی آخری شہزادی بنی اس پر برسنے کو تیار ہو رہی تھیں۔ لیکن اس نے بھی راجہ مہاراج سنگھ کی مانند ہاتھ اٹھا کر اسے مزید کچھ بھی بولنے سے روک دیا۔۔

"آپ جا رہی ہیں اور یہ طے ہے۔ "

"میں تمہیں کٹ کیٹ سے نوازوں گی۔۔ "

کیا تاک کر وار کیا تھا پھپھو نے۔ اس نے لب بھینچ کر بیچاری نگاہوں سے نازنین کی جانب دیکھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کتنی تیز ہیں آپ! میں پھر بھی نہیں جاؤنگا۔۔ "

اسے پتہ تھا کہ کٹ کیٹ کا کوئی ثانی نہیں لیکن پھر بھی وہ انہیں بھیجنا چاہتا تھا۔ کبھی نہ کبھی تو انہیں اپنے خول سے نکلنا ہی تھا۔۔

گھر کے باہر پہنچ کر بھی وہ دونوں بحث میں مصروف رہے۔ گھر کے اندر کچا فرش عبور کرنے سے لے کر ٹائلز کی راج دھانی تک انکے مابین تیسری جنگِ عظیم چھڑ جانے کے آثار وضاحت سے جگمگانے لگے تھے۔ یہ انکی منمناہٹ ہی تھی کہ صوفیہ ہاتھ پونچھتی، باورچی خانے سے نکل آئی تھیں۔

"یہ تم دونوں کو کیا ہوا ہے۔۔؟ "

انہوں نے دونوں کی جانب باری باری دیکھا تھا۔

"وجی بیمار ہے امی۔ دیکھیں اسے بخار ہو رہا ہے۔۔ اسکا چہرہ بھی سرخ ہو رہا ہے اور اوہ۔۔ اسکے جسم سے تو آگ کی لپٹیں اٹھ رہی ہیں۔۔ "

"میں کوئی انگیٹھی نہیں ہوں کہ مجھ سے آگ کی لپٹیں اٹھیں گی۔۔ "

کیا جواب دیا تھا اس نے۔ نازنین کو اس سنجیدگی میں بھی ہنسی آگئی تھی۔

"چپ کرو۔۔ تمہیں بخار ہے بس۔۔" اس نے بمشکل ہنسی ضبط کر کے کہا تو صوفیہ نے آگے بڑھ کر وجدان کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ اسکی پیشانی کا درجہ حرارت بالکل نارمل تھا۔ اب کہ مسکرانے کی باری وجی کی تھی۔

"مجھے کچھ نہیں ہو رہا دادی پھپھو بس زیادہ ہی حساس ہو رہی ہیں اس معاملے میں۔ اور شام میں انہیں شادی میں بھی تو جانا ہے ناں بس اسی لیئے مجھے ایک پل کے لیئے بھی چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہتیں۔ لیکن میں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اب بڑا ہوگیا ہوں۔ اپنا خیال خود رکھ سکتا ہوں۔ آپ انہیں ضرور اپنے ساتھ مہندی میں لے کر جائیے گا۔۔"

وہ آخر میں چھوٹی سے زبان دکھاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا تو ناز نین نے اپنے آخری ہتھیار کو بھی۔۔ بیچاری نگاہوں سے جاتے دیکھا۔۔ اب تو کوئی راستہ نہیں تھا اس تقریب سے بچنے کا۔۔

"تم چل رہی ہوناں شام میں نازو۔۔؟ "

صوفیہ نے ایک آخری بار یقین دہانی چاہی تو اس نے کمزور سا سر اثبات میں ہلا کر "جی امی" کہا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

****

سرِ شام ہی مغرب کی نماز کے بعد صوفیہ کی جانب کا فون کھڑ کھڑا اٹھا تھا۔ وہ برآمدے میں مغرب کی نماز کے بعد جائے نماز پر بیٹھی تھی۔ دمکتے چہرے کے گرد دوپٹہ لپیٹے، انگلیوں پر تسبیحات گنتی ہوئی۔۔

"بھابھی کا فون تھا۔ کہہ رہی تھیں وقت پر پہنچ جانا۔۔ "

صوفیہ خوشی کے باعث پھولی سانسوں کے درمیان بولتیں اسے چونکا گئی تھیں۔ سالہا سال نظر انداز کیے جانے کے بعد کوئی یونہی اچانک سے آپ پر مہربان ہو جائے تو مشکوک ہونا یقینی سی بات ہے پھر۔ وہ بھی مشکوک ہوگئی تھی۔ اسے اندازہ تھا کہ وہ اپنے تایا کے لیے کبھی بھی اہمیت کی حامل نہیں رہی تھی۔۔ لیکن پھر۔۔ وہ کیا چیز تھی۔۔ جو اسے پریشان کر رہی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کیا کسی قسم کا مفاد اسکے کھاتے میں درج تھا جس سے وہ بے خبر تھی؟ یا پھر اسکے رشتے دار واقعی ان لوگوں سے رشتہ استوار کرنا چاہتے تھے۔۔ بہت بڑی سماجی اور مالی تفریق کے باوجود بھی۔۔۔!!

اس نے پر سوچ نگاہوں سے سامنے بچھے جاء نماز کو دیکھا۔۔کچھ غلط تھا۔۔ کہیں کچھ غلط تھا یا پھر اسے غلط لگ رہا تھا۔۔وہ اندازہ نہ کر پائ۔۔

اگلے ہی پل اٹھ کر اس نے جاء نماز سمیٹا اور کمرے میں چلی آئ۔ صوفیہ اسکے پیچھے آئ تھیں۔۔

"بھابھی کا فون تھا نازو۔۔وہ وقت پر آنے کا کہہ رہی تھیں۔۔ "

اس نے خاموش نگاہوں سے انکا فرطِ جذبات سے دہکتا چہرہ دیکھا۔ اسکے اندر پھیلی خاموشی کچھ اور گہری ہو چلی تھی۔۔

"جی امی سن چکی ہوں۔۔ "

وہ یہ نہیں کہہ سکی کہ امی یہ لوگ خطرناک ہیں۔۔ یہ اچھے لوگ نہیں۔۔ ان سے دور رہنا چاہیے۔۔

اس نے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا تھا۔ یہ بس آخری دفعہ ہو گا۔۔ دوبارہ وہ انکے بنگلوں کی جانب دیکھے گی بھی نہیں۔۔

صوفیہ پلٹ گئ تو وہ خالی خالی سی بیٹھی رہ گئ۔ بے ساختہ ہی اسکی یاد کے سیاہ پردے پر اک سنہری تتلی جگمگائ تھی۔۔اس نے آنکھیں میچ لیں۔۔ تتلیاں اسکے لیۓ کبھی رنگوں کی نوید نہیں لایا کرتی تھیں۔۔ اس ایک تتلی نے اسے ہر تتلی سے بدظن کر دیا تھا۔۔ اس ایک سنہری تتلی سے ڈر کر وہ کتنی راتوں میں اٹھی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ سنہری تتلی اب بھی اسکے پیچھے تھی۔۔ پھڑ پھڑا رہی تھی۔۔

ہر جانب وہ تاریک رات بکھرنے لگی تو ناز نین گھبرا کر اپنے بستر پر اٹھ بیٹھی۔ نہیں۔۔ نہیں۔۔ نہیں۔۔ ابھی نہیں۔ اس نے بہت مشکل سے فراموش کیا تھا اس اذیت کو۔۔ وہ دوبارہ اسکا حصہ نہیں بننا چاہتی تھی۔۔ اس نے مٹھیاں بھینچ کر ان ابلتے آثار کو دبانا چاہا لیکن الجھنیں سلجھائی نہ جائیں تو خوفناک طریقوں سے انسان پر پلٹ آتی ہیں۔۔

اگلے ہی پل اسے اپنی کمر پر کسی کے ہاتھ محسوس ہوئے تو وہ ڈر کر جلدی سے بستر سے اتری۔۔ ہذیانی انداز میں اپنی کمر سے ان اندیکھے ہاتھوں کو جھٹکا تھا۔۔

اسے یاد تھا۔۔ کہ بچپن میں کسی نے اسے جسمانی زیادتی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی۔ اس تاریک کمرے میں اس انسان کے کوٹ پر جگمگاتا سنہرا سا تتلی کا بروج اسکی آنکھوں میں کندہ گیا تھا۔ اس ایک سنہری تتلی نے اسکی معصوم آنکھوں سے گویا ہر خواب کو نوچ ڈالا تھا۔

اور ایک یہ خیال کہ یہ سب اسکے ساتھ رمیز تایا کے گھر۔۔ اسکے اپنے دادا کے گھر میں ہوا تھا۔۔ اس ایک خیال نے اسے بچپن ہی میں توڑ ڈالا تھا۔۔ وہ اپنے ہی گھر کی چھت تلے محفوظ نہیں تھی۔ وہ اپنے ہی سائے سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔ اس نے کئی سال آئینہ دیکھے بغیر گزار دیئے تھے۔۔ یوں لگتا تھا کہ وہ آئینہ دیکھے گی اور اپنے عین پیچھے اسے وہ انسان بھی دکھ جائے گا جس نے اسے کئی راتیں زودوکوب کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ بچ گئی تھی۔۔وہ کسی بھی قسم کے جسمانی استحصال سے محفوظ رہی تھی۔لیکن وہ خوف۔۔اس تک آتے ہاتھوں کا خوف اسکے ساتھ بندھ گیا تھا۔اس خوف نے اسکا ساتھ نہ چھوڑنے کی قسم کھالی تھی۔اس نے اپنے والدین۔۔ اپنے گھرانے کو ذلیل کر دیا تھا۔۔کیونکہ اس واقعے کے بعد وہ تایا کے گھر میں نہیں رہ پائی۔۔

مجبوراً بابا کو اسکی وجہ سے اپنے باپ کا گھر چھوڑنا پڑا۔اپنے کاروبار تک سے ہاتھ دھونا پڑ گیا تھا انہیں اسکی وجہ سے۔۔پھر وہ زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہے۔۔انہیں کینسر کے مرض نے گھیر لیا تھا۔۔وہ ختم ہو گئے۔۔ پھر بھائی چلا گیا۔۔ وہ کبھی واپس نہ پلٹا۔۔ اسکے گھر کا ہر مرد اس سے کھو گیا تھا۔۔ اور اب اسکے پاس محض وجدان بچا تھا۔۔ وہ اسے نہیں کھونا چاہتی تھی۔ اس نے اسکی حفاظت کا ذمہ لے لیا تھا۔۔ وہ اسے ہر قیمت پر اس ظالم دنیا سے بچانا چاہتی تھی۔ وہ اسکے لئے اسکا بھائی تھا۔۔ بیٹا تھا۔۔ دوست تھا۔۔ ساتھی تھا۔۔ وہ اسکے لئے سب کچھ بن گیا تھا۔

آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے اپنی خوابی سی صورت دیکھی۔وہ خوبصورت تھی۔۔بہت خوبصورت تھی۔۔لیکن اسے اپنی صورت سے غرض نہیں تھا۔۔اس صورت کی وجہ سے اس نے بہت ظالم ہاتھوں کی رسائی خود تک برداشت کی تھی۔لوگ اسے پلٹ پلٹ کر دیکھا کرتے تھے۔انکی نگاہیں اسے چبھ جاتی تھیں لیکن بات نہ بگڑتی اگر جو۔۔اگر جو اسکے اپنے محافظ اس پر نگاہ نہ ڈالتے تو۔۔

وہ کہتی نہیں تھی۔۔لیکن وہ جانتی تھی کہ اسے زود و کوب کرنے والے ہاتھ_ اسکے اپنوں کے تھے۔

اس نے سب کو یہی بتایا کہ وہ اس گھر میں ڈر گئی ہے۔کوئی رات کو اسکے کمرے میں دبے پیر آتا ہے اور اسے تکلیف پہنچاتا ہے۔۔کسی نے اسکی بات پر یقین نہیں کیا۔سب کو لگا وہ ذہنی مریض بنتی جارہی ہے۔۔کسی نے کہا اس پر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

آسیب کا سایہ ہو گیا ہے۔۔ کوئی کہنے لگا اسے نظر لگ گئ ہے۔۔ کسی کا ماننا تھا کہ وہ ڈھکوسلہ کر رہی ہے۔۔ وہ توجہ حاصل کرنے کے لیۓ ایسے اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئ ہے۔۔

کسی نے اس پر یقین نہیں کیا۔۔ اور پھر ایک وقت بعد اس نے بولنا ترک کر دیا۔ اس نے ہر ایک کی جانب سے گہری خاموشی اوڑھ لی۔ اس نے شادی بیاہ کی تقریبات میں جانا خود پر حرام کر لیا۔ وہ لوگوں کا سامنہ کرنے سے خوفزدہ تھی۔۔ وہ ڈری ہوئ تھی۔۔ اسے ڈرایا گیا تھا۔۔ لوگ اس سے پوچھ لیں گے کہ اس رات اسکے ساتھ اس کمرے میں کیا ہوا تھا۔۔ ہاں۔۔ تب وہ کیا کرے گی۔۔؟ تب وہ انہیں کیسے قائل کرے گی کہ وہ سچ بول رہی ہے۔۔ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔۔ ستائیس سالہ نازنین انصاری آج بھی اس سب سے خوفزدہ تھی۔۔ بچپن کے ڈر کبھی نہیں مٹتے۔۔ زندہ رہتے ہیں۔۔ ہماری ذات کے چھپے خانوں میں پنپ رہے ہوتے ہیں۔۔ ہمیں اندر ہی اندر کھا رہے ہوتے ہیں۔۔

لیکن پھر اس نے خود پر خول چڑھا لیا۔ دنیا کا سامنہ ایک اسی طرح کیا جا سکتا تھا۔ مضبوطی کا ڈھونگ رچا کر۔۔ اس نے سب کو بیوقوف بنانا شروع کر دیا یہاں تک کہ خود کو بھی۔۔ وہ مضبوط ہے۔۔ اس نے ہر رات روتے ہوئے خود کا مزاق اڑایا۔۔ لیکن اس راستے کے علاوہ اسکے پاس کوئ راہ نہیں تھی۔

زمینی آئینے میں اپنا مکمل سراپا محو ہو کر دیکھتے ہوئے وہ ماضی کے بہت کمزور لمحات کی زد میں تھی۔ اس نے گلابی سی سیاہ آنکھوں سے آخری بار اپنا چہرہ دیکھا اور پھر تیار ہونے کے لیۓ پلٹ گئ۔

****

اس نے گاڑی "قصرِ انصاری" کے سامنے روکی اور پھر اگلے ہی پل دروازہ کھولے باہر نکل آئ۔ صوفیہ بھی دوسری جانب کا دروازہ کھولے، گھوم کر اسی طرف آ رہی تھیں۔ عالیشان ستونوں پر کھڑا وہ قصر، خنک سی دھندلی ہوا میں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لک چھپ رہا تھا۔اس نے بھاری ہوتے دل کے ساتھ گہرا سانس لے کر، اندر ابلتے بہت سے جذبات کو پرے دھکیلا۔۔

اسکا سینہ جیسے کسی شکنجے میں جکڑ تا جار ہا تھا اور دل تو کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچ ڈالا تھا۔اتنے سالوں بعد بھی جو ہوا تھا وہ گرد میں نہ اٹ سکا تھا۔۔وہ آج بھی روزِ اول کی مانند روشن تھا۔۔روشن رکھا گیا تھا۔۔

اس نے بہت سی گرہیں حلق سے نگل کر اندر کی جانب قدم بڑھائے تو صوفیہ بھی اسکے ساتھ ہی آگے بڑھ آئیں۔

قصر انصاری آج بھی اتنی ہی نگاہوں کو خیرہ کر دینے والی چکا چوند لیے ہوئے تھا کہ اسکی روشنیوں میں اسے اپنی آنکھیں کھلی رکھنا کٹھن لگا۔ اس نے چبھتی روشنیوں کے ساتھ اپنی آنکھیں مانوس کیں اور پھر کئی ایکڑ پر پھیلے اونچے نیچے گھاس کے قطعوں پر آگے بڑھ آئی۔دور دور تک کرسیاں لگا کر مہندی کا انتظام کیا گیا تھا۔ درختوں کی تراش خراش کے بعد انہیں باریک برقی قمقموں سے سجا کر وہ زندگی بخشی گئی تھی کہ دیکھنے والی ہر نگاہ بار بار پلٹنا اپنا فرض سمجھتی۔

لیکن وہ اس سب کو بہت غیر دلچسپی سے دیکھتی آگے بڑھ آئی تھی۔داخلی قدِ آدم دروازوں کے پار سے پر تعیش لاؤنج کا آغاز ہوا چاہتا تھا۔زرق برق، بھاری کامدار ملبوسات کی بہار میں وہ خود کو بہت بے رنگ سی تتلی محسوس ہوئی تھی۔ہر جانب شور ہنگامہ، قہقہے، بہار اور روشنیاں اتر آئی تھیں۔لاؤنج کی سیدھ میں کشادہ زینے تھے۔۔ چکر دار کشادہ زینوں کا چکر اوپری منزل کی جانب راہ ہموار کیا کرتا تھا۔

اسے ہر راستہ ازبر تھا۔۔وہ کچھ بھولی ہی کب تھی۔۔کاش کہ وہ کچھ بھول جاتی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گہرا سانس لے کر اس نے آس پاس نگاہ دوڑائی تو صوفیہ، شائستہ اور روحیلہ سے بغلگیر ہوتی دکھائی دیں۔ وہ بھی اسی سنجیدگی سے خواتین کی جانب بڑھ آئی تھی۔ پھر انکے سلام اور حال احوال کا بہت پر تکلف سا جواب دے کر لاؤنج میں لگے قیمتی صوفوں پر آبیٹھی۔۔ اس سے زیادہ مروت وہ کسی کو بھی فی الحال نہیں دکھا سکتی تھی۔۔

اس نے سیاہ گھیر دار فراک زیب تن کر رکھا تھا۔ سنہرا تنگ چوڑی دار پجامہ بہت ہلکا سا جھلکتا تھا۔ اسکے لباس کی فال ہی کچھ ایسی تھی کہ لاؤنج میں بہت سے مردوں نے اسے پلٹ پلٹ کر دیکھا۔۔ بالوں کو حسبِ عادت کھلا چھوڑے، لباس کی مناسبت سے برابر میک اپ کیے وہ ہر انداز سے پرفیکٹ لگتی تھی۔ اسے دیکھتے رہنے کو دل چاہتا تھا۔

یکایک شائستہ اپنی دو بیٹیوں کے ہمراہ اسکی جانب بڑھیں تو اس نے چہرے پر بمشکل نرمی قائم رکھی۔۔ مسکراہٹ اب بھی مفقود ہی رہی۔۔

" "ہیلو نازنین آپی۔۔ کیسی ہیں آپ۔۔؟ ماما بتا رہی تھیں آپکے بارے میں ہمیں اینڈ او مائی گاڈ۔۔ یو آر لکنگ گارجیس!!

یہ شائستہ کی چھوٹی بیٹی۔۔ نینا تھی۔۔ سترہ سال کی خوشدل اور خوش اخلاق سی لڑکی۔۔

اس نے مسکرا کر اسکا بڑھا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"ہیلو نازنین۔۔ خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔۔ "

اور یہ شائستہ کی بڑی بیٹی تھی۔ ایہا۔۔ بالکل شائستہ کا پرتُو۔۔ اسکی عقابی نگاہوں سے ہی اسکی ذہنی ساخت کا اندازہ ہوتا تھا۔ ہلکی سی طنزیہ اور ذرا مغرور مسکراہٹ ہر دم لبوں پر سجائے۔۔ وہ خود کو ہر ایک سے برتر سمجھنے والی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لڑکی تھی۔ اور شکر کہ وہ خوبصورت نہیں تھی۔۔ نہیں تو جانے وہ آسمان سے قدم اتارنا ہی بھول جاتی۔

اس نے بغور اسکا انداز جانچتے ہوئے مسکرا کر اس سے ہاتھ ملایا تھا۔ پھر سب سبزہ زار پر جانے کے لیئے شور مچانے لگے تو انہیں چار و ناچار اٹھ کر باہر آنا ہی پڑا۔ صد شکر کہ وہ اس دم گھونٹتے لاؤنج سے اٹھ کر باہر آگئی تھی۔۔ اندر تو اسے اپنا سانس پھنستا ہوا محسوس ہورہا تھا۔

سبزہ زار کی فضا خاصی خنک تھی۔ گول میزوں کے اطراف میں کرسیاں لگائی گئی تھیں اور ہر میز کو اس طرح رکھا گیا تھا کہ سامنے سجایا گیا اسٹیج ہر ایک کی نگاہوں کے لیئے واضح ہو سکے۔ اس نے ایک کونے میں لگے گول خالی میز کو دیکھا اور پھر صوفیہ کی لاکھ نصیحتوں کے باوجود بھی وہ اس میز کی جانب بڑھ ہی گئی۔ اسے عورتوں کے درمیان بیٹھنے میں دلچسپی نہیں تھی اور صوفیہ اس وقت عورتوں کے جھرمٹ میں ہی قید تھیں۔۔

کچھ ہی پل گزرے تھے فنکشن کو شروع ہوئے۔ بہت تیز بجتے میوزک کے باعث کان پڑی آواز تک سنائی نہ دیتی تھی۔ گیندے سے سجے اسٹیج پر اب کہ کزنز اپنی اپنی پوزیشنز لیئے، تیار کردہ رقص پیش کرنے کی تیاری کررہے تھے۔ وہ خالی خالی سی انکی رنگینیاں دیکھے گئی۔۔ آج وہ بھی اس سب کا حصہ ہوتی اگر جو۔۔

لیکن اسکی سوچوں کی تان اگلے ہی پل ٹوٹ گئی تھی۔ روحیلہ اپنی اکلوتی بیٹی کے ساتھ اسکی جانب بڑھ رہی تھیں۔ اس نے ایک بار پھر سے تعارف کے لیے خود کو تیار کرلیا۔۔

"اسلام علیکم نازنین آپی۔ کیسی ہیں آپ۔۔؟ مجھے تو جانتی ہیں ناں آپ۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ بھی سترہ سالہ نوعمر سی لڑکی تھی۔۔ خوش مزاج اور خوش شکل سی۔ روحیلہ نے بالخصوص اسے نازنین سے متعارف کروایا تھا۔ ثانیہ۔۔ ثانیہ نام تھا اسکا۔۔ اپنے دو بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی وہ۔۔ خاصی لاڈلی اور نازوں میں پلی۔۔ کافی دیر تک وہ اسکے ساتھ بیٹھی باتیں کرتی رہی۔۔ پھر کسی نے اسے اسٹیج سے آواز دی تو وہ معذرت کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

ایک پل کو اسے لگا کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔ اس نے جھٹ نگاہیں یہاں وہاں پھیریں۔۔ لیکن کوئی بھی اسکی جانب متوجہ نہیں تھا۔۔ گہرا سانس بھر کر اس نے نچلے لب کو دانتوں تلے دبایا۔ کئی دنوں سے اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اسے ہر پل دیکھ رہا ہے۔۔ کوئی اسکے پیچھے ہے۔۔ کوئی اسکی حرکات و سکنات پر نظر رکھے ہوئے ہے۔۔ لیکن جونہی وہ نگاہ پھیرتی۔۔ کوئی بھی آس پاس دکھائی نہ دیتا۔

خیر۔۔ اس نے سر جھٹک کر جونہی چہرہ پھیرا، رمیز تایا کو اپنی جانب بڑھتے دیکھا۔ سفید شلوار قمیص میں ملبوس، کندھوں پر کتھئی شال ڈالے، گھنی مونچھوں تلے مسکراتے لبوں کے ساتھ وہ چند لوگوں کے ہمراہ اسکی جانب بڑھ رہے تھے۔ وہ ان لوگوں کو نہیں جانتی تھی اور ابھی وہ انہیں پہچاننے کی سعی کر ہی رہی تھی کہ تایا اسکے سر پر پہنچ چکے تھے۔

"نازنین بچے۔۔ کیسی ہو۔۔؟ ان سے ملو۔۔ یہ ہیں باقر صاحب۔۔ باقر حمدانی۔ تمہارے بابا اور میرے بزنس پارٹنر۔ اور یہ انکی بیگم ہیں روبینہ حمدانی۔ لمبے عرصے تک ملک سے باہر رہے تو ہم دونوں بھائیوں نے ہی انکے حصے کا بزنس بھی سنبھالا اور اب جب کہ یہ واپس پلٹ چکے ہیں تو اپنے حصے کا کام خود دیکھنا چاہتے ہیں۔۔"

وہ بہت خوشگوار سے انداز میں اسکا تعارف ساتھ کھڑے قیمتی قمیص شلوار میں ملبوس کسی باقر صاحب سے کروا رہے تھے۔ انکی بیگم بھی انکے ساتھ ہی تھی۔ بیش قیمت لباس اور نگاہوں کو خیرہ کرتے زیورات سے لیس، وہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

خاتون بہت باوقار اور خوبصورت تھیں۔ لیکن اس نے تایا کے تعارف پر انکی جانب ایسی نگاہوں سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ۔۔ "اچھا۔۔ تو پھر آپ یہ سب مجھے کیوں بتا رہے ہیں۔۔۔"

"اسلام علیکم۔۔ خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔۔ "

حالانکہ اس کے چہرے پر کسی قسم کی خوشی رقم نہیں تھی۔ رمیز اس کے ٹھنڈے سے انداز پر کھنکھارے پھر جلدی سے مسکرائے۔۔ اس نے بغور انکا چہرہ دیکھا۔۔ بات بے بات مسکرانے والا انسان نہیں تھا رمیز۔۔ شاید ساتھ کھڑا بندہ۔۔ باقر اور جو کوئی بھی وہ تھا۔ اسکے انگوٹھے تلے تایا کی گردن دبی ہوئی تھی۔۔

"بیٹا تم سے پرسنلی ملنا چاہتے تھے باقر صاحب۔۔"

"بالکل۔۔ بلکہ یوں سمجھیں کہ آپ سے ملنے کی دیرینہ خواہش پوری ہو گئی۔ اور جیسی آپکی بابت ہم نے تعریفیں سن رکھی تھیں، مجھے ماننا پڑے گا کہ آپ ان تعریفوں سے کہیں زیادہ اونچے تخت پر براجمان ہیں۔۔"

باقر حمدانی کوئی اچھا کاروباری انسان تھا یا نہیں لیکن وہ ایک گھٹیا انسان ضرور تھا۔ اپنی بیوی کے ساتھ کھڑے ہو کر وہ اس پر ٹٹولتی نگاہ ڈال رہا تھا۔ اس نے بغور روبینہ کا سفید پڑتا چہرہ دیکھا۔ انکے چہرے پر رقصاں مسکراہٹ بے حد پھیکی پڑ چکی تھی۔ اگلے ہی پل سنجیدہ سا ابرو اٹھا کر اس نے اس فضول سے آدمی کی جانب دیکھا تھا۔

"تعجب ہے۔۔! مجھ سے ملنے والا ہر انسان کم و بیش اسی قسم کے تاثرات کا شکار رہتا ہے۔۔ لیکن صرف تب تک جب تک وہ میری اختلافِ رائے کو نہیں جان لیتا۔ جونہی اس پر آشکار ہوتا ہے کہ میں کس انداز سے لوگوں کی عزت افزائی کرتی ہوں۔۔ اگلے ہی پل اسکے خوشامد سے تاثرات ہوا ہو جاتے ہیں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ نازنین تھی۔۔اس پر ہاتھ ڈالنا آسان نہیں تھا۔ مسکرا کر بہت نرم لہجے میں بے حد سخت باتیں کرنے آتی تھیں اسے۔اگلے ہی پل باقر حمدانی نے کھنکھار کر ماحول میں پھیلی ہتک کی بُو زائل کرنی چاہی۔

"کیوں ملوانا چاہتے تھے آپ مجھے ان سے تایا۔۔؟ "

اس نے ٹھنڈی آنکھیں انکی جانب پھیریں۔رمیز کی نگاہوں میں اک سرد لہر اترتے دیکھی تھی اس نے۔یقیناً وہ انکا بنا بنایا کوئی کھیل بگاڑ رہی تھی۔۔

"کیوں کا کیا مطلب ہے بچے۔۔!تم کمپنی میں پچیس فیصد شیئر ہولڈر ہو۔ایک طرح سے تمہارا کاروباری تعلق ہے باقر صاحب سے۔اسی لیئے وہ تم سے ملنا چاہتے تھے۔ اور پھر تم ہمارے گھر کی ہی بچی ہو۔۔ جاوید کی بیٹی ہو۔ تمہارا ان معاملات میں حاضر رہنا ناگزیر ہے۔۔"

انکی سرسراتی سی مسکراہٹ نے ایک پل کو اسے تلخی سے مسکرانے پر مجبور کر دیا تھا۔

"اٹھارہ سال۔۔"اس نے کہہ کر ایک لمحے کو توقف کیا تھا۔گویا انہیں اس مدت کو جذب کرنے کا وقت دیا۔اسکی مسکراتی آنکھیں اب کہ سرد ہو گئی تھیں۔

"اٹھارہ سال بعد آپکو خیال آگیا کہ میں بھی اس کاروبار میں حصے دار ہوں اور بالخصوص اس گھر کی بیٹی بھی ہوں۔ میں آپ کے اس قدر ذمہ دارانہ رویے پر آپکو داد پیش کرتی ہوں تایا۔بلاشبہ آپ کاروباری مصروفیات کے باجود بھی اس بارِ گراں کو یاد رکھنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔۔"

اسکا طنز اس قدر گہرا تھا کہ رمیز جیسے حاضر دماغ رکھنے والے انسان کو بھی گنگ کر گیا۔باقر حمدانی نے ناسمجھی سے ساتھ کھڑے رمیز پر اک نگاہ ڈالی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"نازنین بچے ان معاملات کو کاروباری نظر سے دیکھا جاتا ہے۔۔ جذباتی رویوں کے باعث کاروبار متاثر ہو سکتا ہے۔ "

"آپ نے بجا فرمایا۔ کاروبار متاثر ہونے سے بچ گیا تایا۔ اور کاروبار کے علاوہ سب کچھ متاثر۔۔ بلکہ تباہ کُن حالت میں پہنچ گیا۔ "

اسکے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔ نرم اور ٹھنڈی سی مسکراہٹ۔ پھر وہ اسی تبسم کے ساتھ باقر حمدانی کی جانب گھومی۔

"بہت شکریہ آپکا باقر صاحب۔۔ بلکہ مجھے تو آپکا بہت ہی شکر گزار ہونا چاہی ئے۔ محض آپکے کاروباری تعلق کی وجہ سے میں اس گھر کی بیٹی بھی بن گئ اور عزت کی حامل بھی ہو گئ۔۔ نہیں تو کئ عرصے سے کسی کو یاد ہی نہیں تھا کہ کوئ انصاری کا گھرانہ بھی ہے اور اس گھر کی بیٹی بھی اسی دنیا میں سانس لے رہی ہے۔"

ماحول یکدم اسکے کہے گ ئے جملوں کے باعث تناؤ کا شکار ہوا تو رمیز اب کہ زبردستی ہنس پڑے۔ انکا سارا منصوبہ دھول میں غرق ہوتا دکھائ دے رہا تھا۔

"نازنین کچھ نالاں ہے ہم سے۔۔ کافی عرصے تک گھروں میں چلتی چپقلش کے باعث بچے اکثر اسی طرح بدظن ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن اب ہم اسکے ساتھ کھڑے ہیں۔۔ اسے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔۔"

"اب مجھے واقعی کسی کی ضرورت نہیں۔ آپکی اس کاروباری خیرات کی بھی نہیں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پھر مسکرا کر روبینہ اور حمدانی کی جانب دیکھا اور معذرت کرتی انکے درمیان سے نکل آئی۔لاؤنج میں داخل ہوتے وقت اسکا وجود طیش سے کانپ رہا تھا۔حلق میں جیسے اندر ہی اندر گزرے ایام کی کڑواس گھلتی جارہی تھی۔ضبط کے باعث اسکی آنکھیں سُرخ پڑنے لگی تھیں۔یکلخت بہت کچھ اس پر حملہ آور ہوا تھا۔

داخلی دروازے کے عقب میں اک دیوار گیر سا آئینہ جگمگا رہا تھا۔اس نے ایک پل کو رک کر اپنا سراپا دیکھا۔۔سیاہ لباس میں ملبوس،چاند سا چمکتا عکس۔۔دودھیا چہرے کے اطراف میں گرتیں سیاہ لٹیں اور کانوں میں جھولتے آویزیں۔۔وہ خوبصورت تھی۔۔خوبصورت لگ رہی تھی۔

اسے اب اچھے سے سمجھ آگیا تھا کہ وہ اس تقریب میں بصدِاصرار کیوں بلائی گئی تھی۔وہ اسے اپنے کاروباری سلسلے کے لیئے استعمال کررہے تھے۔ اور پھر انتہائی بے شرمی کے ساتھ اسے اپنے گھر کی بیٹی بھی کہہ رہے تھے۔

یکدم اسکی آنکھوں میں نمی سی چمکی۔دل کیا ابھی کہ ابھی اس گھر سے بھاگ جائے اور پھر کبھی یہاں کے لوگوں کی شکل تک نہ دیکھے۔ لیکن وہ ایسا نہ کرسکی۔ ٹھنڈے لاؤنج میں کھڑے کھڑے اسکے پیر شل ہونے لگے تھے۔دفعتاً صوفیہ اسکے پیچھے آئیں۔اس نے جلدی سے اپنی آنکھوں کے کونے صاف کیئے اور انکی جانب مسکراتی ہوئی پلٹی۔ وہ بس انہیں ہر قسم کی تکلیف سے بچانا چاہتی تھی۔۔ کیونکہ وہ۔۔ وہ اپنے بابا کو نہیں بچا سکی تھی۔

"کیا ہوا ہے نازنین۔۔؟طبیعت تو ٹھیک ہے ناں تمہاری۔۔؟ "

پریشان سے استفسار پر اس نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا اور انکے ساتھ ہی باہر کی جانب بڑھ گئ۔ وہ بار بار اس سے پوچھ رہی تھیں لیکن جب اس نے نہیں بتایا تو وہ بھی خاموش ہو گئیں۔ انہیں اندازہ تھا کہ وہ اب نہیں بتائے گی۔

****

مہندی کی تقریب اپنے عروج پر تھی۔ سنہری روشنیوں کے ہالے میں مقید وہ ماحول ہر جانب سے شور، ہنگاموں اور قہقہوں کی بازگشت سے گونج رہا تھا۔ جب سب کزنز اپنا اپنا تیار کردہ رقص پیش کر چکے تو یونہی، گول میز کے گرد لگیں بہت سی کرسیوں کی جانب سمٹ آئے۔ نت نئے رنگوں سے سجے ملبوسات میں لپٹی لڑکیاں اور سفید قمیص شلوار پر مختلف رنگوں سے آراستہ دوپٹوں کو گلے میں ڈالے لڑکے بہت پرجوش اور تمتماتے چہروں کے ساتھ ہنسنے میں مصروف تھے۔۔

"بہت مزا آیا بھئ۔۔ سب سے زیادہ زبردست پرفارمینس تو ایہا اور عدیل بھائی کی تھی۔ اور دوسرے نمبر پر جنہوں نے اسٹیج ہلایا۔۔ انکو کیسے بھلایا جاسکتا ہے۔۔ "

اسکی بات ختم ہوتے ہی بہت سے قہقہے بلند ہوئے تھے۔ کچھ نے جوڑوں میں رقص کی تیاری کی تھی اور کچھ کی سولو پرفارمینسز رہی تھیں۔ ثانیہ نے پہلے اپنے بڑے بھائی اور ایہا کا حوالہ دیا تھا اور پھر اسکا اشارہ اپنے اور نینا کے رقص کی جانب تھا۔

"جیسا ہم نے سوچا تھا اس سے کہیں زیادہ انجوائے کیا ہے میں نے تو۔۔ "

اب کہ چہک کر کہنے والی نینا تھی۔۔ آہستہ آہستہ انکی جانب اور کزنز بھی سمٹ آئے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اب مجھ سے عدیل بھائی کی شادی کے لیے انتظار نہیں ہو رہا نینا۔ماما نے کہا تھا کہ انکی شادی بھی سال کے آخر میں کرینگے لیکن بابا نے سارے بنے بنائے پلان کو کینسل کر دیا۔۔ انکا ماننا ہے کہ عدیل بھائی کو ابھی اپنے کاروبار پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔۔"

آخر میں ثانیہ نے آنکھیں گھما کر نزاکت سے کہا تھا۔اسکا بڑا بھائی خاصی لاپرواہ اور غیر سنجیدہ سی طبیعت کا مالک تھا۔ جبھی روحیلہ کے بے حد اصرار کے باوجود بھی سہیل نے اسے شادی کی اجازت نہیں دی تھی۔انکا ماننا یہی تھا کہ اسے پہلے خود کو سنوارنا چاہیے اور پھر اتنی بڑی زمہ داری کا انبار اپنے شانوں پر سوار کرنا چاہیئے۔۔ لیکن ایک عدیل تھا کہ اسے شکار پر جانے اور کلبنگ کرنے سے ہی فرصت نہیں تھی۔اسکی لاپرواہ طبیعت سہیل کے لیے اب دل کا عارضہ ثابت ہوتی جارہی تھی۔ اسی اثناء میں ایک دوسرا کزن بول پڑا۔۔ یہ ایہا کے اکلوتے ماموں شعیب کا بیٹا تھا۔۔ قابلِ قبول صورت کا بہت سوکھا سا لڑکا تھا وہ۔۔

"عدیل بھائی کی تو شادی ہوتی رہے گی پہلے یہ تو بتاؤ آپی کہ تم کب کر رہی ہو شادی۔۔؟ "

اس نے ایہا کو مخاطب کیا۔تو اس نے ہاتھ میں تھامے نازک سے جوس کے گلاس پر ایک انداز سے انگشت شہادت پھیری۔۔ پھر بابر کی جانب مسکرا کر دیکھا۔اسکا ہر انداز ہی رعونت وغرور سے بھرپور تھا۔خواہ مخواہ کوفت ہونے لگتی تھی اس سے۔۔

"اتنی بھی کوئی جلدی نہیں اب مجھے میری شادی کی۔ابھی رضا بھائی کی شادی تو طریقے سے ہو جانے دو پھر ماما میرے بارے میں بھی سوچیں گی۔۔ "

"اچھا بتاؤ۔۔خاندان میں کروگی شادی یا پھر آوٹ آف فیملی۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

یہ شعیب کا دوسرا بیٹا تھا۔ بابر سے قدرے موٹا اور چھوٹے قد کا۔ اسکے بارے میں مشہور تھا کہ وہ ہر وقت کھاتا ہوا پایا جاتا تھا۔ ٹی وی لاؤنج ہو یا پھر اسکول وین۔ گھر کا دالان ہو یا پھر مصروف سی شاہراہ۔۔ اسے ہر جگہ کھاتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ بقول بابر کے وہ دھرتی کا کھانا ختم کرنے کے لیے پیدا کیا گیا تھا۔

"اب یہ تو سوچنا ماما کا کام ہے ناں صائم۔ اس بارے میں، میں کیا کہہ سکتی ہوں۔۔؟ "

اس نے گلابی پڑتے رخسار لیئے لوگوں میں کسی کو تلاشنا چاہا لیکن نگاہیں مایوس سی پلٹ آئیں۔ جانے کہاں تھا وہ۔۔

"ڈونٹ ٹیل می کہ تم وہ اچھی والی بیٹی بن کر اپنی ماما کی ہر بات ماننے پر آمادہ ہو جاؤ گی آپی۔ ہم سب جانتے ہیں کہ تم ایسی ہرگز بھی نہیں ہو۔ یاد ہے تمہیں کالج میں ایک لڑکے پر کرش تھا۔۔ اور اور۔۔ تم نے اسے پرپوز بھی کیا تھا لیکن وہ ہی انٹرسٹڈ نہیں تھا تم میں۔۔"

بابر قہقہ لگا کر ہنس پڑا تو ایہا نے ایک سخت نگاہ اس پر ڈالی۔ ثانیہ اور نینا نے بے ساختہ ہی نگاہوں کا تبادلہ کیا تھا۔ انہیں پتہ تھا کہ ایہا اس واقعے کو لے کر کس قدر بددل ہوئی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں تھا۔ وہ مجھ میں انٹرسٹڈ تھا لیکن پھر میرا ہی انٹرسٹ اس میں ختم ہو چکا تھا۔ اور اب تم بالکل چپ رہو گے بابر۔۔ کب سے بہت فضول بکواس کر رہے ہو۔۔"

اور بابر اگلے ہی پل واقعی چپ سا ہو گیا تھا۔ اسے اندازہ تھا کہ ایہا کس قدر ظالم ہو سکتی تھی۔ اسے اسکی ہسٹری شیٹ اچھے سے حفظ تھی۔

"ویسے یہ حرم بھائی کہاں ہیں۔۔؟ نظر نہیں آ رہے مجھے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ثانیہ نے اچانک ہی کہا تو ایبہانے بھی ایک بار پھر سے نگاہیں سبزہ زار پر موجود لوگوں پر دوڑائیں۔ وہ ہوتا تو نظر آتا ناں۔۔ وہ تو کہیں تھا ہی نہیں۔

"میں دیکھ کر آتی ہوں انہیں۔۔ "

اور ابھی ثانیہ مڑی ہی تھی کہ وہ اسے دور سے چلتا ہوا دکھائی دے گیا تھا۔ اس نے زور سے ہاتھ ہلا کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا اور پھر ہاتھ سے ہی اسے اشارہ کر کے یہاں آنے کی دعوت دی تھی۔

ایبہا کی آنکھوں میں اڈتی چمک مزید بڑھ گئی۔ اسکی آنکھیں جگمگ کرنے لگی تھیں۔ لبوں پر آپ ہی آپ تبسم سا بکھر گیا اور ساری بے نیازی عنقا ہونے لگی۔۔

وہ دور سے چلا آرہا تھا۔ اونچا سا مضبوط سراپا لیے۔ گھنے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتا۔ سنہری قمقموں میں خود بھی سنہرے سے رنگ کا عکس۔۔ وہ اس خاندان کا سب سے وجیہہ مرد تھا۔۔ وجیہہ اور کم عمر۔ اسکے بارے میں مشہور تھا کہ وہ انتہائی عمدہ اخلاق اور خوش شکل سے نوازا گیا تھا۔ جن سے بھی ملتا انہیں اپنا گرویدہ کر لیتا۔ لوگ مڑ مڑ کر دیکھا کرتے تھے اسے۔۔ ابھی بھی بہت سی نگاہوں نے اسکے ثبت قدموں کی پیروی کی تھی۔

وہ پاس چلا آیا تو ایبہا ہی نے سب سے پہلے مسکرا کر بات کا آغاز کیا۔ وہ یوں ہی بات بے بات حرم کو مخاطب کیا کرتی تھی۔

"کہاں ہو کب سے۔۔؟ ہم نے عمدہ قسم کی پرفارمینسز دیں اور تم جانے کہاں غائب تھے۔۔؟ کیا پھر سے تمہیں کسی خاتون نے اپنے پاس بٹھا لیا تھا۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے بہت بے باک سے سوال پر وہ ہنس پڑا تھا۔ پھر بھوری آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔ ایبہا کے ہر جانب جیسے روشنی سی بکھرنے لگی تھی۔

"مجھ پر بہت سی خواتین کی عقابی نگاہیں تو تھیں لیکن میں پھر بھی دامن بچا کر نکل آیا وہاں سے۔ "

"اوہ۔۔ اب رہنے بھی دو حرم۔۔ یہاں ہم سب جانتے ہیں کہ تم کتنے کائنڈ اور کیئرنگ ہو۔ تم سے کسی کو بھی ڈھنگ سے برابر جواب دینا نہیں آیا ہو گا اور اسی لیے اب تم اپنی خفت چھپانے کے لیٔے ہمارے سامنے یوں ایکٹ کر رہے ہو جیسے ہمیں تو پتہ ہی نہیں چلے گا۔"

وہ ایک بار پھر سے ہنس دیا تھا۔ یہ لڑکا بات بے بات ہنسا کرتا تھا۔ شاید اسی لیٔے وہ سب کا پسندیدہ تھا۔

"ویسے کیا آپ لوگ ان کو جانتے ہیں۔۔؟ "

ثانیہ نے ابرو کے اشارے سے دور بیٹھی، سیاہ جوڑے میں ملبوس نازنین کی جانب اشارہ کیا تھا۔ سب کی گردنیں یکبارگی ہی گھومیں۔ وہ بالوں کو مخروطی انگلیوں سے کان کے پیچھے اڑستی، کسی خاتون سے بات کر رہی تھی۔ اتنی دور سے بھی اسکے انداز کی سنجیدگی اور متانت بخوبی محسوس ہوتی تھی۔۔ جیسے وہ بہت باوقار اور سمٹی ہوئی رہی ہو۔

"نہیں۔۔ کون ہیں یہ۔۔؟ پہلے تو کبھی انہیں تقریبات میں نہیں دیکھا میں نے۔۔ "

حرم کے دلچسپ سے تبصرے پر ایبہا نے یکلخت ہی لب بھینچ لیٔے تھے۔ شاید اسی لیٔے کہ وہ کسی کے بارے میں اتنی دلچسپی سے کبھی گویا نہیں ہوا تھا۔۔ اور خاص کر کسی لڑکی کے لیٔے تو کبھی نہیں۔۔ اور اسکے لیے تو ہرگز بھی نہیں۔۔ کتنی کوششیں کی تھیں اس نے حرم کو اپنی جانب متوجہ کرنے کی لیکن مجال تھی کہ وہ کبھی اسکی جانب ویسے دیکھ لیتا جیسے وہ چاہتی تھی۔ وہ اسکے ساتھ روکھا کبھی نہیں رہا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کسی کے ساتھ بھی نہیں رہا کرتا تھا۔۔بس وہ بے نیاز تھا۔۔شاید اسے اپنے وجود کی تمام تر رعنائیوں کا علم تھا۔ اسے اس لمحے نازنین سے حد درجہ حسد محسوس ہوا تھا۔

"یہ جاوید ماموں کی بیٹی ہیں حرم بھائی۔ آپ تو عرصے سے لندن میں مقیم رہے اور اس سے پہلے تو آپ ہمارے ساتھ رہتے ہی نہیں تھے۔اسی لیے آپ نہیں جانتے انہیں۔۔اور نہ وہ یہاں آتی جاتی ہیں۔۔"

ثانیہ نے کہہ کر ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اپنے پیر ہیلز سے آزاد کیے تھے۔ آہ۔۔ درد کرتے پیروں کو کچھ آرام ملا۔۔

"کیوں۔۔؟ یہاں کیوں نہیں آتی جاتیں۔۔؟ "

اس نے چونک کر اپنی بھوری نگاہیں اس سراپے سے ثانیہ کی جانب پھیری تھیں۔ثانیہ نے لاعلمی سے کندھے اچکائے تو نینا بول پڑی۔۔

"ماما بتا رہی تھیں کہ وہ پہلے یہیں رہا کرتی تھیں اپنے والدین کے ساتھ لیکن پھر انہیں کوئی ذہنی بیماری ہو گئی اور جاوید چاچو کو یہ گھر چھوڑ کر جانا پڑا۔۔ "

نینا جتنا جانتی تھی اتنا اسکے گوش گزار کر چکی۔

"لیکن وہ تو بالکل ٹھیک ٹھاک لگ رہی ہیں۔ بلکہ آئی مسٹ سے کہ وہ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔ "

پیچھے سے بابر کی حیران سی آواز ابھری تو نینا نے گھور کر اسے دیکھا۔وہ جھینپ کر ہنس دیا تھا۔البتہ حرم اب تک نازنین کو ہی تک رہا تھا۔سوچتی نگاہیں اس نے ایک بار پھر سے ثانیہ کی جانب گھمائیں۔۔

"تو یہ اتنا دور کیوں بیٹھی ہیں۔۔؟ تم لوگوں سے زیادہ بات چیت نہیں کیا انکی۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ یہاں آتی جاتی نہیں ہیں اور بڑی ہیں تو شاید اسی لیے بہت ریزرو بھی رہتی ہیں۔ ایک سے زائد فضول بات کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی انکے سامنے۔۔ "

ثانیہ نے کہہ کر ایک بار پھر سے نازنین کی جانب دیکھا تھا۔وہ اب بہت بے دلی سے موبائل میں مصروف دکھ رہی تھی۔

"کوئی بیماری نہیں اسے۔سب بہانے ہیں لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے۔ "

ایبہانے جل کر تبصرہ کیا تو حرم نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔جیسے اسکے انداز کو سمجھ نہ پایا ہو۔

"کیا مطلب۔۔؟ "

"مطلب صاف ہے۔اسے لگتا ہے کہ پوری دنیا میں بس وہی خوبصورت ہے اسی لیے وہ اپنے آس پاس کسی بھی انسان کو منہ نہیں لگاتی۔ اسٹریٹیجی ہوتی ہے یہ بھی لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے کی۔ جب آپ توجہ حاصل کرنے کی سعی نہ کررہے ہو تب ہی آپکو سب سے زیادہ توجہ ملتی ہے۔۔"

اس نے کڑوے انداز میں کہہ کر ثانیہ کے برابر رکھی کرسی پر بیٹھتے ہی رُخ نازنین کی جانب سے پھیر لیا تھا۔یہ لڑکی اسے پہلی ہی ملاقات سے پسند نہیں آئی تھی۔

"واہ۔۔کیا زبردست اٹریٹیجی ہے ویسے۔۔کیوں نہ آپی تم بھی اسی آزمودہ سے نسخے کو آزما کر بہت سی توجہ حاصل کرلو۔۔ "

بابر کی زبان میں ایک بار پھر سے خارش ہوئی تھی۔ایبہانے اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھا تو سب ہنس پڑے۔حرم نے مسکراتے ہوئے ایبہا کی جانب دیکھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں نے صرف سن رکھا تھا کہ لڑکیاں ایک دوسرے سے حد درجہ جیلس رہتی ہیں لیکن یہ تو میں نے آج دیکھ بھی لیا۔۔ "

"میں اور اس سے جیلس ہونگی۔۔ ہونہہ۔۔ میرا معیار ابھی اس قدر نہیں گرا حرم اُربی۔۔ "

اس نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ ذرا تیز لہجے میں کہا تو حرم نے دونوں ہاتھ سرنڈر کے سے انداز میں اٹھائے۔۔

"معافی۔ میں آلریڈی گرم ماحول کو مزید ہوا نہیں دینا چاہتا۔۔ لیکن ایک بات سچ ہے۔۔ وہ بہت بے ضرر لگ رہی ہیں دکھنے میں۔ تمہیں اتنے جلدی اندازے قائم نہیں کرنے چاہیے کسی کی بارے میں۔۔"

"اچھا وہ بے ضرر لگ رہی ہیں تو تم انہی کے پاس جا کر کیوں نہیں بیٹھ جاتے۔۔ یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟ "

وہ ہتھے سے اکھڑی تو ثانیہ نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ نینا تو اپنی بہن کے ہر وقت کے شکایتی رویے سے تنگ آچکی تھی لیکن حرم بنا اثر لیے مسکراتا رہا۔

"اچھا بابا بس۔۔ مزاق کر رہا تھا میں۔۔ "

"ایسا کوئی مزاق نہ کیا کرو۔۔ اور انکے بارے میں تو ہرگز بھی نہیں جو مجھے زہر لگتے ہیں۔۔ "

اس نے حرم کے نرم سے انداز پر نروٹھے پن سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا کر مسکراتے ہوئے اسکی یقین دہانی کروائی تھی۔ پھر یونہی نگاہ دور بیٹھی لڑکی پر ڈالی۔۔ اسی پل نازنین نے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔ وہ اس ارتکاز کو توڑ نہیں سکا۔۔ نازنین نے ہی بیزاریت سے نگاہیں پھیر لی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگلے ہی پل مہندی کی رسم کا آغاز ہوا تو رضا کو سامنے اسٹیج پر لا کر بٹھایا گیا۔ ماند پڑتے کزنز کے چہرے کھل اٹھے تھے۔ وہ سب ایک ساتھ ہی اسٹیج کی جانب بڑھے تھے۔ حرم نے یونہی چہرہ موڑ کر بس اس شور ہنگامہ کرتے لوگوں کو دیکھا تھا۔ اب وہ بالکل بھی نہیں مسکرا رہا تھا۔۔ بلکہ اسکا چہرہ بے تاثر ہو گیا تھا۔۔ یوں گویا کبھی اس پر کوئی تاثر رقم ہی نہ ہوا ہو۔ گول میزیں خالی ہونے لگیں اور مہمان باری باری رسم کے لیئے اسٹیج کی جانب بڑھنے لگے۔۔

اس نے سوچتی نگاہیں نازنین کی طرف موڑیں۔ وہ تنہا بیٹھی رہ گئی تھی۔

اس نے لمحے کے ہزارویں حصے میں فیصلہ کیا اور اسکی جانب بڑھ آیا۔

****

ایک رات قبل۔۔

دراز قد سے لڑکے نے چہرے پر سیاہ ماسک چڑھایا اور پھر نپے تلے قدم برابر اٹھاتا، مختلف گلیوں میں آگے بڑھتا رہا۔ وہ گہری سیاہی میں چلتا، اسی سیاہی کا حصہ لگ رہا تھا۔ گلیاں تنگ اور تاریک تھیں۔۔ کچھ آگے چل کر بیشتر کیفیز اور ریسٹورینٹس کا آغاز ہوا کرتا تھا۔ لیکن یہاں پر قدم رکھتے ہر انسان پر یہ حقیقیت آشکار تھی کہ وہ کھانا کھلانے یا پھر عام تفریحی مقامات سے خاصے اوپر کے دھندوں میں ملوث اڈے تھے۔ ان ریسٹورینٹس کے تہہ خانوں میں جو کاروبار سانس لے رہے تھے وہ کسی بھی معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کر دینے کے لیئے کافی تھے۔

مختلف عورتیں، نیم برہنہ سے ملبوسات میں اسکے آس پاس سے گزرنے لگیں۔ کسی نے نشے میں دھت مردوں کو کندھے سے تھام کر سہارا دے رکھا تھا تو کوئی بھاؤ تاؤ کرنے میں مصروف تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے سر پر ڈلی پی کیپ کو دو انگلیوں سے مزید برابر کیا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ایک کیفے کا دروازہ دھکیلتا اندر چلا آیا۔ پسِ منظر میں بجتے مدھم سے میوزک اور نرم گرم سے ماحول میں بہت سے لوگ بھاپ اڑاتی کافی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ان کے باتیں کرنے کی آواز بھنبھناہٹ کی صورت محسوس ہوتی تھی۔ اس نے مدھم زرد روشنیوں سے منور اس کیفے کو پار کیا اور پھر پچھلے حصے میں جالیوں سے بند کی ئے گ ئے دروازے کی جانب چلا آیا۔ دروازے کے عین آگے سیاہ تھری پیس سوٹ میں سیکیورٹی اہلکار ایستادہ تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر بیسمنٹ کا دروازہ کھولنا چاہا تو اہلکار نے اسکے آگے ہاتھ لمبا کر کے اسے اگلے ہی پل روک دیا۔

"کارڈ۔۔؟ "

یہاں کے داخلے کے لی ئے ایک مخصوص کارڈ بھی درکار ہوتا تھا۔ ہر تہہ خانے میں بنے دروازے کے لی ئے اس قسم کے حفاظتی کارڈز رکھے جاتے تھے تاکہ کوئ مشکوک انسان وہاں داخل نہ ہوسکے۔ وہ "وائٹ کالرز" کی جگہ تھی۔ دن کی روشنی میں سفید دامن سے آرستہ افراد اکثر شب کی تاریکی میں ایسی رنگین جگہوں پر ہی پائے جاتے تھے۔

اس نے بھوری آنکھوں سے دروازے میں ایستادہ فرد کی جانب دیکھا تھا۔ پھر برق رفتار سے اہلکار کی شہہ رگ کے قریب نازک جگہ پر بندھ مٹھی کی پشت اس انداز سے ماری کہ وہ اگلے ہی پل بیہوش ہو کر پورے قد کے ساتھ زمین پر آ گرا تھا۔ اسکے اوپر سے گزر کر اس نے دروازہ وا کیا اور پھر ناگوار سی بہت تیز بُو اسکے نتھنوں سے ٹکرائ تھی۔

مختلف رنگوں سے جگمگاتے اس مے خانے میں ہر جانب ہی لوگ ٹولیوں میں بٹے ہوئے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے کئی نامور چہروں کو بھی ان رنگ برنگی روشنیوں کی زد میں لڑکھڑاتے دیکھ لیا تھا۔ محتاط نگاہوں سے آس پاس دیکھتے وہ جانی پہچانی سی سمت میں آگے بڑھ آیا۔ بڑے ہال کے وسط ہی میں بہت سی شیشے کی میزیں لگی تھیں اور اطرافی کرسیوں پر براجمان لوگ، جوا کھیلنے اور شراب نوشی میں غرق دکھائی دیتے تھے۔ اس نے گردن گھما کر اطراف کا جائزہ لیا۔

بڑے سے ہال نما کمرے کے اوپر چکر دار ریلنگ تھی۔ اسکی نگاہوں نے اس تہہ خانے کی چھت کو بغور دیکھا۔ نکلنے کا کوئی راستہ۔۔ بیک ڈور۔۔ کچھ تو ہو گا۔۔ ہر جگہ بیک ڈور رکھنے کی اسے اتنی عادت ہو چکی تھی کہ اب پچھلے دروازے کی بابت سوچے بغیر اسکا کوئی کام آگے بڑھتا ہی نہیں تھا۔ غیر قانونی اور جرائم پیشہ افراد کی زندگی میں "بیک ڈور" ایک اصطلاح تھی۔ ایسے "خفیہ راستے یا پھر پچھلے دروازے" جس سے بہ وقتِ ضرورت خاموشی سے نکل کر خود کو بچایا جا سکتا تھا۔

اس نے گردن گھما کر زینے تلاشے اور پھر تیزی سے لوگوں کے درمیان سے نکلتا، زینے پھلانگتا اوپر بڑھ آیا۔ یہاں بھی ماحول ہر کلب کی مانند ہی تھا۔ اس نے ہر شے نظر انداز کی اور پھر رنگ برنگی روشنیوں سے چھم چھم کرتی طویل راہداری میں آگے بڑھ آیا۔۔ اس راہداری کے اطراف میں کمرے تھے۔۔ ہر کمرے کا دروازہ بند تھا۔۔ اس نے لمبے لمبے ڈگ بھرے اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر ایک جانے پہچانے سے کمرے کا دروازہ دھاڑ سے وا کیا۔

اگلے ہی پل بہت بدمزہ ہو کر اس نے چہرہ پھیرا تھا۔ دو لڑکیاں نازیبا سے ملبوسات میں اس شخص کے دائیں اور بائیں جانب براجمان تھیں۔ کسی اجنبی کو یوں کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر وہ بے ساختہ گھبرا کر اس شخص سے دور ہٹی تھیں۔

"کون۔۔کون ہو۔۔؟ "

"بالکل۔۔یہی بتانے تو آیا ہوں میں یہاں تمہیں۔۔ "

اس نے سکون سے آگے بڑھ کر ایک زناٹے دار چانٹا اس شخص کے رخسار پر رسید کیا تو اسکا پورا چہرہ گھوم کر رہ گیا۔ لڑکیوں کی دبی دبی سی چیخیں گونجی تھیں۔اس نے پر سکون سی ٹانگ صوفے پر رکھی اور جھک کر اس شخص کی آنکھوں میں جھانکا۔۔

"زیروکس کے لیۓ کام کررہا ہے اور کب سے۔۔؟ "

"یہ کانفیڈینشل ہے میں ایس۔۔ "

اگلے ہی پل چٹاخ کی ایک اور آواز اس بے تکے سے کمرے میں گونجی تھی۔

"کانفیڈینشل کی ایسی کی تیسی۔۔ "

اس نے اسے گریبان سے پکڑ کر کھڑا کیا اور ہلکا سا مسکرا کر اسے دیکھا۔پھر بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اسے کھینچ کر دیوار میں دے مارا۔لڑکیاں تھر تھر کانپتی اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔وہ آرام سے انکی جانب پلٹا۔۔پھر مسکرایا۔۔کیا معصوم لگتا تھا مسکراتے ہوۓ۔

"آرام سے بیٹھیں آپ لوگ۔۔میں بلاوجہ کسی کو کچھ نہیں کہتا۔ابھی بس تھوڑا سا کام کر کے میں چلا جاؤنگا پھر آپ اپنا شوق،شوق سے پورا کر لیجیۓ گا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مزے سے کہہ کر اس نے نیچے گرے، کراہتے شخص کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھ کر اسکا چہرہ ٹھوڑی سے تھاما۔۔ پھر ایک جھٹکا دے کر اسکی گردن کو اس انداز سے بل دیا کہ کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ باہر بجتے دھم دھم کرتے میوزک کے باعث کسی کو بھی اسکی آواز باہر جاتی ہوئی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

"ٹیکسٹائل انڈسٹری کے مالکان کے لیئے کام کر رہا ہے وہ اتنا تو مجھے علم ہے۔۔ لیکن خصوصی طور پر کسے اپنی خدمات سے نواز رہا ہے؟۔۔ بس یہ پتہ کرنا ہے۔۔ اور اب میں بالکل آخری دفعہ پوچھونگا۔۔ اسکے بعد بھی اگر تمہارے منہ سے بھاپ نہ نکلی تو میں تمہاری آخری انگلی سے شروع کرونگا۔۔ اس طرح۔۔ کہ کبھی تم اپنے ہاتھ کو دوبارہ استعمال کرنے کے قابل نہیں رہوگے۔۔"

اسکی آواز میں وارننگ لہرا رہی تھی۔ بے دم ہوتے شخص نے خوفزدہ نگاہوں سے اسکا چہرہ دیکھا تھا۔۔ پھر بے تحاشہ کپکپاتے ہاتھوں کا سہارا لیتا بمشکل سیدھا ہو بیٹھا۔۔ اسکی کنپٹی سے خون کی دھار بہہ کر قطرہ قطرہ فرش پر گر رہی تھی۔ بھاری ہاتھ پڑنے کی وجہ سے اسکا رخسار سرخ ہو کر ہلکا سا سوجا ہوا الگ رہا تھا۔

"وہ۔۔ وہ مجھے ماردیں گے جان سے۔۔ ا۔۔ اگر میں نے بتادیا تو۔۔ "

اسکی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔ اس نے بیزار سی سانس خارج کی تھی۔

"تم میرے کام کو اب بور کر رہے ہو۔ یا تو تم اپنے دونوں ہاتھوں سے ہاتھ دھو بیٹھو یا پھر۔۔ اوکے۔۔ میں سمجھ گیا کیا چاہتے ہو تم۔ "

اس نے جینز کی جیب میں اڑسا چھوٹا سا پلاس برآمد کیا تو اس شخص کی خوف سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔۔

"بتا۔۔ بتا رہا ہوں۔۔ خدا کے لیئے میرے ہاتھ سلامت رہنے دو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بولو۔۔ "

"وہ زیرو ہے۔اسکا اصل نام کوئی نہیں جانتا۔باقر حمدانی کے لیئے کام کر رہا ہے وہ۔۔ "

"کس قسم کا کام۔۔؟ "

اسکی سپاٹ آواز ابھری تھی۔

"اسے بالخصوص زر آباد میں بچ جانے والوں کے گھرانوں کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ "

"کس نے دیا ہے۔۔؟ "

"پلیز۔۔ مجھ۔۔ "

"میں نے پوچھا کس نے حکم دیا ہے۔۔؟ "

"احمد لغاری نے۔وہ اس سارے میس کو سمیٹنے کی کوششوں میں سر گرداں ہے۔انہیں اپنا "آرگن ٹریفکنگ" کا کاروبار بھی جلد ہی منظر عام سے اوجھل کرنا ہے۔کیونکہ پولیس حکام کی جانب سے بہت سخت احکامات صادر کیئے گئے ہیں۔ ہر انڈر گراؤنڈ بزنس کو کھود کر انہیں انجام تک پہنچایا جا رہا ہے۔اسی لیئے بہت جلدی میں زیرو کو ہائیر کیا گیا ہے اس کام کے لیئے۔ جتنا جلدی ہوسکے گا وہ اس کام کو سمیٹ کر فارغ ہو جائے گا۔۔ اور۔"

"اور پھر۔۔؟ "

اس نے اٹھتے ہوئے اک آخری سرد نگاہ اس پر ڈالی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پھر وہ ملک سے بھاگ جائے گا۔ "

"کس ملک۔۔؟ "

"مجھے نہی۔۔ "

لیکن وہ اسکی چھوٹی انگلی بہت بے دردی سے مروڑ چکا تھا۔ چیخ چیخ کی آوازوں کے ساتھ اس انسان میں باقی طاقت کا آخری قطرہ بھی جیسے نچڑ کر رہ گیا تھا۔

سری۔۔ سری لنکایا۔۔ یا پھر شاید کوریا بھاگ جائے وہ۔ اسکے مالکان اسے بخوشی کسی بھی ملک میں سیٹل کروانے کے لیئے ہامی بھر چکے ہیں۔ بلکہ پیپر ورک تک کی کارروائ مکمل ہو چکی ہے۔ صرف ایکشن تک کا انتظار کر رہے ہیں سب۔

"کتنے گھرانوں کا حکم صادر کیا گیا ہے۔۔؟ "

"صرف ایک آخری۔۔ انصاری کا گھرانہ رہتا ہے ".

اس نے اگلے ہی پل اپنے جیب سے ریوالر نکالا اور چند قدم پیچھے ہٹا۔ سہمی سی لڑکیوں کی چیخیں اب کہ ہر جانب گونجنے لگی تھیں۔ زمین پر ادھ موا ہو کر گرا شخص بھی اس سے گویا بھیک مانگ رہا تھا۔ اس نے بے تاثر نگاہوں سے اسکی ٹانگ پر نشانہ رکھا اور پھر جب وہ کمرے سے باہر نکلا تو ہر جانب خون کی بُو پھیلی ہوئ تھی۔

کمروں میں سی سی ٹی وی کیمروں کو خصوصی طور پر نہیں لگایا گیا تھا لیکن راہداریوں میں انکا اہتمام بالخصوس کیا گیا تھا۔ اکثر لوگ ایسی جگہوں پر محض اپنے ایلی بائیز بنانے آیا کرتے تھے تاکہ جرم کے ثابت ہوتے ہی، ٹھوس

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ثبوتوں کے تحت اپنا بچاؤ کر سکیں۔ اس نے ٹھوڑی تک کھینچا گیا نقاب دو انگلیوں سے پکڑ کر اونچا کیا اور پھر خفیف سی نگاہ کیمروں پر ڈال کر کیپ درست کرتا باہر نکل گیا۔

اسے مارنے کا حکم نہیں تھا۔ اور نہ کبھی اس نے یہ اپنے لیئے چنا تھا۔ لیکن کچھ باتوں کے فیصلے وہ خود کیا کرتا تھا۔

اسے اس شخص کے توسط سے یہ بات ان بلند کرسیوں پر براجمان اونچے لوگوں تک پہنچانی تھی کہ وہ جسے مرا ہوا تصور کر کے اپنی کھوج ختم کر چکے تھے، وہ درحقیقت زندہ ہو کر ان پر پلٹ رہا تھا۔ اور کیا خبر کہ وہ کبھی مرا ہی نہ ہو۔

باہر نکلتے ہوئے اسکی نگاہیں سپاٹ تھیں اور چہرہ سفید تھا۔۔ لٹھے کی مانند سفید اور بے جان۔۔

اسی پل کسی نے خشک قلم اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ انگلیوں کے درمیان پھنسے اس خشک قلم کی سیاہی گویا وقت کی دھول نے اپنے اندر سینچ لی تھی۔ اور اب۔۔ اس قلم نے۔۔ وارد ہوتے وقت کی سیاہی۔۔ کورے صفحے پر بکھیرنی تھی۔۔ کہانیوں کے صفحات خالی رہ جائیں تب بھی وہ حقیقت میں دوام کی سی صورت بہنے لگتی ہیں لیکن۔۔ پھر۔۔ کچھ کہانیاں لکھی جاتی ہیں۔۔ لکھی جانے لگتی ہیں۔۔ کسی سحر کی مانند۔۔ امر ہونے کے لیئے۔۔

اور نازنین نہیں جانتی تھی کہ اسکی کہانی بھی شروع ہو چکی تھی۔ اسکے ادراک سے کہیں پہلے!!!

نقاب پوش لڑکا دور ہوتا جا رہا تھا۔ سیاہیوں میں اسکا وجود واضح نہیں تھا۔ لیکن پیچھے بھاگتی زندگی میں کسی نے اسی تہہ خانے کا دروازہ ایک بار پھر سے پار کیا تھا۔ وہ بھوری آنکھوں والا نہیں تھا۔۔ بلکہ مشہور تھا کہ اسکی آنکھیں کتھئ تھیں۔۔ گہری کتھئ!

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

****

حرم نے اپنے قدموں کا رُخ، اس سیاہ جوڑے میں ملبوس بہت بیزار لڑکی کی جانب پھیرا تھا۔

"اسلام علیکم۔۔ "

اس نے دیکھا کہ یکدم ہی نازنین نے چونک کر گردن اٹھائی۔اسکی سیاہ آنکھوں میں پھیلی حیرت اس قدر تھی کہ کوئی بھی لمحے بھر کو ٹھہر سکتا تھا۔۔وہ کسی کو بھی ساعتوں کے لیئے ساکت کرنے کی صلاحیت سے بہرہ مند تھی۔۔ لیکن۔۔ لیکن اسے اس لڑکی کی خوبصورت آنکھوں نے نہیں بلکہ۔۔اسے تو۔۔اسکے بہت جانے پہچانے سے تاثر نے گنگ کر دیا تھا۔وہ بے یقینی سے پھیلی آنکھیں لیئے چند پل کے لیے گویا جامد ہو کر رہ گیا تھا۔۔ اسے لگا وہ ہل نہیں سکے گا۔۔ سانس نہیں لے سکے گا۔۔ پلک نہیں جھپک سکے گا۔۔

"وعلیکم سلام۔۔ "

نازنین نے قدرے ناگواری سے جواب دیا تھا۔وہ اسکا گنگ سا تاثر دیکھ کر گویا چیخ گئی تھی۔پہلے تایا پھر وہ گھٹیا انسان حمدانی اور اب یہ جانے کون سا انداز تھا فلرٹ کرنے کا۔۔

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ آپ کون ہیں۔۔؟ "

اس نے لہجے کو حتی الوسع ساکن رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن پھر بھی۔۔اسکی بہت باریک سی کڑواس حرم کو بخوبی محسوس ہوئی۔وہ جیسے اپنے ٹرانس سے یکدم جاگا تھا۔۔پھر معذرت خواہانہ سا اسکی جانب دیکھا۔۔

"سوری۔۔وہ۔۔مجھے لگا کہ آپ وہ ہیں۔۔ "

اسکے بے تکے سے جواب پر اس لڑکی کی پیشانی تعجب سے چمکی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا مطلب۔۔؟ کون۔۔؟ "

"نہیں میرا مطلب ہے کہ میں کسی کو جانتا ہوں جو آپ جیسی دکھتی ہیں۔۔ "

گو کہ اسکے اعصاب اب تک جمود کا شکار تھے مگر اس نے پھر بھی ہلکا پھلکا سا تاثر دے کر اپنا پچھلا رویہ زائل کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔۔

"تو۔۔؟ "

بہت اجنبی سا "تو"۔۔ موصول ہوا تھا اسے۔

"تو یہ کہ اس طرح ہی لوگوں کے درمیان باہمی تعلقات استوار ہوتے ہیں۔ "

"لیکن مجھے تو کسی سے بھی تعلق استوار کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں۔ "

"آپ کی دلچسپی کا مرکز کیا ہے پھر۔۔؟ "

"میری دلچسپی کا مرکز جو بھی ہو اس سے آپکو سروکار نہیں ہونا چاہیئے۔۔" روکھا سا کہا تو وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔ اسے جیسے اسکی رکھائی بہت بھائی تھی۔

"آپ تو غصے میں آ گئیں۔۔ "

"ظاہر ہے۔ ایسی بے تکی سی گفتگو برتنے والوں کے سامنے انسان چاشنی کے ڈھیر لیئے تو نہیں کھڑا ہو سکتا۔۔ "

"چلیں پھر کوئی "تک" کی گفتگو کر لیتے ہیں۔ "

"مجھے آپ سے کوئی گفتگو نہیں کرنی۔ نہ تک کی اور نہ بے تکی۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پھر یہ تو آپ کی بے رُخی گردانی جائے گی، نازنین۔۔!" اور اس اجنبی شخص کے منہ سے اپنا نام سن کر وہ لمحے بھر کو ایک بار پھر سے متعجب ہوئی تھی۔

"آپکو۔۔ آپکو میرا نام کس نے بتایا۔۔؟ "

اسکا لہجہ تیز ہوا۔

"آپ مجھے قرابت دار تسلیم کریں یا نہ کریں لیکن میں۔۔ تہے دل سے آپکو رشتے دار مان چکا ہوں۔۔ "

"کیا مطلب ہے اس فضول سی بات کا۔۔؟ "

اسکے انداز سے لگتا تھا کہ وہ ضبط کے بالکل آخری مراحل پر تھی۔ حرم نے اسے مزید زچ کرنا مناسب نہ سمجھا۔۔

"میں حرم ہوں۔ حرم اُربی۔۔ آپکی پھپھو کا بیٹا جو پچھلے چار سالوں سے لندن میں مقیم تھا اور اب پلٹا ہے۔۔ لیکن کیا نابلد ہو کر پلٹا ہے کہ اسے تو اپنے لوگ ہی اپنا تسلیم کرنے کے لیئے تیار نہیں۔"

اوہ۔۔ اور نازنین پر اسکا تعارف سنتے ہی گھڑوں پانی پڑ گیا تھا۔ اس نے خفت سے پلکیں جھپکائیں۔

"آپکو۔۔ پہلے بتانا چاہیئے تھا۔۔ "

اسکی آواز اب کہ آہستہ تھی لیکن بے لچک ہی رہی۔ وہ ہلکے کندھوں کے ساتھ اسکے عین سامنے لگی کرسی پر بے تکلفی سے بیٹھ گیا تھا۔

"آپ اس قدر بیزار بیٹھی ہیں کہ کوئی خواہ مخواہ ہی آپکی جانب متوجہ ہو سکتا ہے۔ مجھے لگا کہ شاید آپکو کسی نے کھاتے میں نہیں لیا تو کیوں نہ میں ہی آپکو ذرا کمپنی دے دوں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نازنین خاموش رہی۔خاموشی سے سامنے اسٹیج پر مچے شور ہنگامے کو دیکھے گئ۔شائستہ اور رمیز،رضا کا منہ میٹھا کروا رہے تھے۔ایک جانب لڑکیاں مختلف رسومات کے لیۓ بے تاب سی کھڑی تھیں اور ٹھیک اسکے عین مقابل لڑکے موقع کی مناسبت سے فقرے کستے سب کو ہنسا رہے تھے۔

وہ ایک مکمل منظر تھا۔۔ایک مکمل گھرانہ۔۔وہ اس مکمل گھرانے میں بہت نامکمل سی لگ رہی تھی۔اسکی جگہ ان حلقوں میں نہیں تھی۔۔بلکہ اسکی جگہ تو اب کہیں بھی نہیں تھی۔

سامنے بکھرے منظر نے اسکی آنکھوں میں گزرے ایام کا دھواں سا بھر دیا تو وہ نگاہ پھیر گئ۔آنکھیں جلنے لگی تھیں۔۔جلن رگوں میں سرایت کر رہی تھی۔۔حرم نے اسکی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔پھر حیرت سے نگاہیں اسکی جانب پھیریں۔۔

"ایک بات پوچھوں۔۔برا تو نہیں مانگیں گی۔۔؟ "

اس نے ہچکچاتے ہوۓ معصوم بچوں کی طرح پوچھا تو نازنین نے اسکی جانب دیکھا۔۔بہت اداس آنکھیں تھیں وہ۔حرم سانس تک لینا بھول گیا۔

"پوچھیں۔۔ "

جانے کس دل سے اجازت دی تھی اس نے حرم کو۔

"آپ۔۔اتنی دور کیوں بیٹھی ہیں۔۔؟مطلب آپکے تایا کا بیٹا ہے وہ۔۔فرسٹ کزن ہے آپکا لیکن آپ تو اس قدر اجنبی لگ رہی ہیں اس محفل میں کہ حد نہیں۔۔ "

وہ خاموشی سے اس مکمل منظر کو دیکھے گئ۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اجنبی لگ نہیں رہی۔میں اجنبی ہوں۔۔ "

"مجھے پتہ ہے کہ میں پہلی ملاقات میں کچھ زیادہ ہی پوچھ رہاہوں لیکن اتنا ریزورو رہنے کی وجہ۔۔؟ "

اسکے سوال پر نازنین نے گہرا سانس لیا تھا۔ پھر نگاہیں اسکی جانب پھیریں۔

"میں ایسی ہی ہوں۔۔ "

"وجہ۔۔؟ "

"ہر چیز کے لیئے وجہ کا درکار ہونا ضروری نہیں۔۔ "

"غلط۔۔"حرم نے نفی میں سرہلایا تھا۔ پھر بھوری کانچ سی آنکھیں ہلکا سا مسکرائیں۔۔"یہ دنیا (cause and effect)کے اصول پر چلتی ہے۔ ہر شے کی وجہ ہوتی ہے۔ وجہ نہیں ہو گی تو اس شے کا وجود ہی باقی نہیں رہے گا۔رہ ہی نہیں سکتا۔ آپ بغیر کسی وجہ کے کوئی کام نہیں کرسکتے۔ آپ یہاں اس ویرانے میں بیٹھی ہیں۔ سب سے الگ تھلگ۔۔ اس کی ایک "بیک اسٹوری" ہو گی۔ کوئی پسِ منظر ہو گا۔ بغیر کسی بیک اسٹوری کے موجودہ اسٹوری کا دوام ممکن نہیں۔"

کہہ کر معصومیت سے آنکھیں جھپکائیں جیسے چلیں۔۔ اب تو مجھے بتا ہی دیں کہ وہ بیک اسٹوری کیا ہوئی۔ نازنین سیدھی ہو بیٹھی تھی۔ پھر گردن ذرا ڈھلکا کر اسے دیکھا۔۔

"مان لیا بیک اسٹوری ہے بھی۔۔ لیکن وہ میں آپکو کیوں بتاؤنگی۔۔؟ "

"آپ نے مان لیا بیک اسٹوری ہے۔ مجھے بس یہی منوانا تھا۔۔ "

وہ مسکرایا تو نازنین چونکی۔ اس کی بات گہری تھی۔ اسے اگلا سوال اٹھانے میں وقت لگا۔۔

"اس سے آپکو کیا فائدہ ہو گا۔۔؟ مطلب میرے ماننے سے آپکو میری بیک اسٹوری پتہ تو نہیں چل جائے گی۔۔ "

اسکی آنکھوں میں کچھ طنز اور کچھ ٹھنڈک تھی۔ حرم ہنس دیا۔ پھر اسے دیکھا۔۔ وہ محظوظ لگ رہا تھا۔

"آپکو اندازہ نہیں ہے کہ کہانیاں کس طرح اپنا وجود بیان کرتی پھرتی ہیں۔ آپ نہیں بتائیں۔۔ اگر مجھے جاننا ہوا تو میں کہانی کے کسی اور کردار سے رابطہ کر لو نگا۔۔ میرے لیے چھاننا مسئلہ نہیں۔۔"

"جن کہانیوں پر موم کی مہر لگا کر انہیں بند کر دیا جائے انہیں کھولنا جرم ہوتا ہے۔۔ "

وہ بہت آہستہ سے بولی تھی۔

"میں کبھی کسی کی موم لگی مہر کہانی کو نہیں کھولا کرتا۔ میں کمزور دل کا انسان ہوں۔۔ میں ڈر جاتا ہوں۔۔ "

اور وہ پہلی دفعہ مسکرائی تھی۔

"آپ لندن سے پڑھ کر آئے ہیں یا جامعتہ الرشید سے۔ بڑے شریف ہیں۔۔ "

وہ اسکی بات سن کر ہنسے بنا نہ رہ سکا۔ پھر نظریں اس پر اٹھائیں۔ وہ پہلے سے خاصی آرام دہ لگ رہی تھی۔ گو کہ اسکی خوفزدہ نگاہیں اب بھی آس پاس ہر منظر سے بچ رہی تھیں۔ لیکن اب کہ وہ پہلے سے بہتر دکھ رہی تھی۔

اسی منظر کو دور سے دو نگاہیں بہت چبھتے سے انداز میں تک رہی تھیں۔ ایبھا کے ہاتھ میں بھائی کی جانب سے دی گئے چند نوٹ تھے۔ اس نے مٹھی زور سے بند کی تو نوٹ مڑ تڑ کر رہ گئے۔ اسکی آنکھوں میں جلن سی مچ گئی تھی۔۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جلن اسکے حلق تک کو کڑوا کر گئی تھی۔ جس توجہ کے لیئے وہ کئی مہینوں سے جست لگا رہی تھی۔۔ کئی دنوں سے کوشش کر رہی تھی۔۔ وہی توجہ اب کسی کو بغیر مانگے ہی مل رہی تھی۔ یہ اس سے برداشت کہاں ہونا تھا بھلا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے دانتوں کو سختی سے جماتے ہوئے پیر اسٹیج سے اتارے اور عین اسکے سر پر جا پہنچی۔وہ اسکے یوں آناً فاناً آنے پر چونکا تھا۔نازنین بھی اسے نگاہیں اٹھائے دیکھنے لگی تھی۔

"تم اب یہاں بیٹھ گئے۔! وہاں اسٹیج پر سب تمہارا انتظار کررہے ہیں اور تم اپنوں کو نظر انداز کی ئے غیروں کی طرح ایک کونے میں جم کر بیٹھے ہو۔۔"

وہ کہہ حرم کورہی تھی لیکن سنانازنین کورہی تھی۔نازنین کا چہرہ سپاٹ ہی رہا۔پچھلے لمحوں کا تبسم غائب ہوچکا تھا۔۔ تلخی واپس آچکی تھی۔۔حرم نے سکون سے ایبہا کی جانب دیکھا۔۔

"ایک کونے میں جم کر بیٹھنے والا غیر کیسے ہوگیا آپی۔۔؟وہ جتنی بھی کوششیں کرلے۔۔لیکن وہ کبھی غیر نہیں ہوسکتا۔۔ "

اوروہ جو چہرہ جھکائے اپنا فراک درست کررہی تھی۔۔ جم سی گئ۔۔ ایک پل کو چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا لیکن وہ ایبہا کی جانب متوجہ تھا۔ اسکے ماتھے پر گرتے بال اسے لا ابالی اور غیر سنجیدہ سا ظاہر کرتے تھے لیکن وہ اتنا لا ابالی نہیں تھا۔ کچھ تھا جو نازنین کو چونکا گیا تھا۔

"کیوں نازنین۔۔؟ "

پھر مسکرا کر اس سے پوچھا تو اس نے بھی بمشکل مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا۔ایبہا نے سرد نگاہیں اب کہ اسکی جانب پھیری تھیں۔

"جب اپنے خود ہی کسی کونے کھدرے میں بیٹھنے کو ترجیح دیں تو ایک وقت بعد وہ غیر ہی تسلیم کی ئے جاتے ہیں۔ اپنا ہونے کی بھی ایک ایکسپائیریشن ڈیٹ ہوتی ہے حرم۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ آخر میں طنزیہ مسکرائی تھی۔ حرم جو چہرہ بند مٹھی پر ٹکائے ترچھا ہو کر سر پر کھڑی ابیہا کو دیکھ رہا تھا۔۔ یکدم ہنسا۔۔ پھر نفی میں سر ہلا کر چہرہ اٹھایا۔۔ بھوری کانچ سی آنکھیں ذہین لگتی تھیں۔۔

"اپنا ہونے کی ایکسپائیریشن ڈیٹ نہیں ہوا کرتی آپی۔۔ غیر ہونے کی ایکسپائیریشن ڈیٹ ہوتی ہے۔۔ "

اور وہ جانتا تھا کہ اس نے ابیہا کو لاجواب کر دیا ہے۔ اور لاجواب تو اس نے نازنین کو بھی کر دیا تھا۔ وہ یوں بند مٹھی پر اپنا چہرہ ٹکائے ایسی باتیں کررہا تھا جو آگے والے کو چونکانے کے لیۓ کافی تھیں۔

"تم چل رہے ہو میرے ساتھ یا نہیں۔۔؟ "

اس نے ہاتھ آگے بڑھائے تھے لیکن حرم نے اپنا ہاتھ پیچھے کرلیا۔۔ ایک پل لگا تھا اسکے بھورے ارتکاز کو سنجیدہ ہونے میں۔ اور کچھ تھا جس نے ابیہا کو بھی پیچھے ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ سب کے ساتھ ہنستا بولتا تھا لیکن اسکا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ یونہی ہر ایک کو اجازت دے دیتا۔ اس نے پہلے دن ہی ان سب کو باور کروادیا تھا کہ اسے نہیں پسند کوئی اسے چھوئے۔۔ شاید ابیہا لمحے بھر کو یہ بات بھول گئ تھی۔۔

"چل رہا ہوں بابا۔۔ اچھا نازنین۔۔ "

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔ نازنین نے اپنا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔ امید ہے آئندہ بھی آپ سے ملاقات ہوتی رہے گی۔۔ "

اس نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔ وہ دونوں اگلے ہی پل پلٹ گۓ تو وہ ایک بار پھر سے خالی سی اس ویرانے میں بیٹھی رہ گئ۔ اگلی ملاقات کا موقع تو تب آنا تھا کہ جب وہ دوبارہ اس گھر میں قدم

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رکھتی۔۔اس نے آج ہی۔۔اسی پہر فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ دوبارہ کبھی اس گھر میں قدم نہیں رکھے گی۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔

****

اسی رات شہر کی ایک کاروباری شاہراہ پر واقع، اس اونچی عمارت میں ہر جانب خاموشی اور اندھیرا تھا۔وہ شیشوں سے ڈھکی ن ئے طرز کی بنی باوقار سی عمارت تھی۔۔ اس عمارت کے شیشے کے دروازے دھکیل کر اگر اندر قدم رکھا جاتا تو کچھ بھی واضح طور پر دکھائی نہ دیتا۔ بس اک وسیع ہال کا گمان ہوتا تھا۔۔ گولائی میں بنے اس وسیع ہال سے کئی راستے نکلتے تھے۔ انہی راستوں پر وہ بھی بڑھا چلا آرہا تھا۔پھر کئی قدم چل کر لابی میں آنکلا۔۔لابی کے اطرافی جانب بہت سی لفٹس بھی لگی تھیں۔اس نے اپنے خاموش قدم انکی جانب پھیرے۔پھر ورکرز لفٹ میں قدم رکھا اور چوتھے فلور کو جاتا بٹن دبا کر لفٹ کے دروازے بند ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

ایک۔۔۔دو۔۔۔ تین۔۔چار۔۔

اور ٹن کی آواز کے ساتھ لفٹ کا دروازہ کھلا تو اندر موجود پستہ قد شخص باہر چلا آیا۔یہاں بھی لابی سنسان پڑی تھی۔اسکے طویل سر پر آخر میں اک آفس واقع تھا۔اس نے ہاتھ میں تھامے سوٹ کیس کو دوسرے ہاتھ میں منتقل کیا اور پھر آفس کا دروازہ دھکیلتا اندر چلا آیا۔

اندر کوئی دراز قد سا آدمی پہلے سے موجود تھا۔بڑے بڑے سے گلاس والز سے شہر کا نظارہ کرتا وہ بہت خاموش دکھتا تھا۔یوں جیسے پہلے کبھی اسکے لبوں سے کوئی لفظ آزاد نہ ہوا ہو۔گہرے اندھیرے کے باعث اسکا چہرہ واضح نہیں تھا اور نہ ہی اس آفس کا اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کس طرز پر مبنی ہے۔بس اک خوشبو سی تھی اسکے آفس میں۔۔ دولت کی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

خوشبو۔۔بغیر دیکھے بھی اندازہ کیا جاسکتا تھا کہ اس آفس میں رکھی ہر شے قیمتی تھی۔۔۔بے حد قیمتی۔۔لوگوں کے اعضاء فروخت کرکے خریدی گئی اشیاء تھیں وہ۔۔قیمتی بھلا کیسے نہ ہوتیں۔۔

"کہو جمشید۔۔ "

اسکی آواز کھردری تھی۔۔۔بے جان سی۔۔

"زیرو کے بارے میں کوئی معلوم کروا رہا ہے، صاحب۔۔ "

"کون ہے۔۔؟کس نے جرات کی ہے۔۔؟ "

"سی سی ٹی وی فوٹیج میں اسکا چہرہ تو واضح نہیں لیکن وہ دراز قد کا بہت اچھا توازن رکھنے والا بندہ ہے۔۔ "

پستہ قد جمشید نے مؤدب سا کہہ کر گردن جھکا دی تھی۔

"اچھا توازن۔۔؟ "

اسے جیسے یہ بات سمجھ نہیں آئی تھی۔

"جی سر۔وہ اپنے پیروں پر جم کر کھڑا ہونے والا مرد ہے۔کوئی اسکے ساتھ سے ٹکر مار کر گزرنا چاہے تو گزر نہیں سکتا۔وہ بالکل آخری لمحات میں اپنا شانہ پیچھے کرلیتا ہے۔کہیں سے کوئی دھکا یا جھٹکا آ لگے تو اسکا توازن برقرار رہتا ہے، ہلتا نہیں۔۔"

دراز قد سے درمیانی عمر کے شخص نے دلچسپی سے ابرو اوپر کو اٹھائے تھے۔

"کیا پوچھنے آیا تھا وہ۔۔؟"

"یہی کہ زیرو کس کے لیئے کام کر رہا ہے۔۔ کب تک کام کر لے گا۔۔ کس نے حکم دیا ہے اسے کام کا اور کام کے بعد وہ کس ملک میں پناہ لے گا۔۔ "

"خاصہ منجھا ہوا لگ رہا ہے وہ اپنے کام میں۔ پہلی چار باتیں پوچھی اس نے اور وہ بھی بہت اہم۔ یہاں وہاں کی باتوں کو درمیان میں نہیں آنے دیا۔۔ اسکا مطلب ہے کہ وہ ہمارے حلقوں سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہمارے یہاں کام کیسے کیا جاتا ہے۔۔"

جمشید نے محض سر ہلایا تھا۔

"عدنان کا کیا بنا۔۔؟ "

"اسکی ٹانگ میں گولی ماری گئی ہے۔ اور اس انداز سے ماری گئی ہے کہ کوئی بہت ٹرینڈ شوٹر ہی ایسے مار سکتا ہے۔۔ محض گوشت میں۔۔ کسی رگ کو نقصان نہیں پہنچا اس کی۔۔ شوٹنگ رینج بھی بالکل برابر تھی۔ کسی اناڑی کے ہاتھ میں نہیں تھا ریوالور۔۔ اسے پتہ تھا کہ وہ کیا استعمال کر رہا ہے۔۔"

ہوں۔۔۔ اس شخص نے ہنکارا بھرا تھا۔

"کیا کیا اگلا عدنان نے۔۔؟ "

"سب کچھ۔۔ جتنا وہ جانتا تھا سب کچھ اگل آیا ہے وہ۔ ہمیں اسے کام پر رکھنے سے پہلے پرکھنا چاہیئے تھا۔ "

"اسکا منہ بند کرواؤ اور ان دو لڑکیوں کا بھی بندوبست کرو جو اس رات اسکے ساتھ تھیں۔ اور ہاں۔۔ زیرو کو بولو چند دن کے لیئے منظر عام سے غائب ہو جائے۔ ابھی درست وقت نہیں۔ پہلے کام میں روڑے اٹکانے والے شخص کو ڈھونڈو اور پھر انصاری کے گھرانے کا کام تمام کرنا۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

یہ آخری بات عندیہ تھی کہ اب جمشید پلٹ جائے اور اس نے کیا بھی یہی۔ سر ہلا کر مؤدب سا پلٹ گیا۔ نیم تاریک کمرے میں وہ شخص اب تک گلاس ونڈو سے باہر جگمگاتے شہر کو تک رہا تھا۔

****

وہ واپسی کے لیے گاڑی میں آ کر بیٹھی تو صوفیہ نے پلٹنے میں خاصہ وقت لگایا۔ انہیں غالباً شائستہ نے روک لیا تھا تاکہ اگلے دن کی تقریب کے لیے انہیں راضی بہ رضا آنے کے لیے قائل کر سکتیں۔۔ اور شاید نازنین کو لانے کے لیے بھی انہیں تاکید کی جا رہی تھی۔ بہر حال جو بھی تھا۔وہ مزید اس گھر میں نہیں رک سکتی تھی۔۔سانس نہیں لے سکتی تھی۔اسکا دم گھٹتا تھا ایسے کسی بھی ماحول میں۔۔اور خاص کر وہ ماحول جو اسے، اسکے ٹوٹے بکھرے بچپن کی یاد دلایا کرتا تھا۔۔

"بھابھی بہت خوش ہوئیں ہیں تمہارے اور میرے شرکت کرنے پر۔۔مجھے تاکیداً کہہ رہی تھیں کہ بارات میں تو آپ نے لازمی شریک ہونا ہے۔۔اور ساتھ وجدان کو بھی لانا ہے۔۔"

وہ گاڑی میں بیٹھتے ہی بولنے لگی تھیں۔انکا خوشی سے دمکتا چہرہ دیکھ کر نازنین کے اندر پھانس سی ابھری تھی۔ دل کے کہیں اندر بہت گہری تکلیف نے سر اٹھایا تھا۔یہ لوگ اسکی کمزوریوں سے واقف تھے۔وہ اپنی ماں کے لیے۔۔ اپنے بھتیجے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتی تھی۔ ہاں وہ انکے لیے کچھ بھی کر گزرنے کو تیار تھی۔۔ اور یہ لوگ۔۔ یہ گھٹیا لوگ اسے انہی سے آزما رہے تھے۔۔

اس نے صوفیہ کے تمتماتے رخسار دیکھے تو اپنی ہر سوچ پر کف افسوس مل کر رہ گئی۔۔اسکی ماں آج بہت دنوں۔۔ بلکہ بہت سالوں بعد اسے خوش نظر آئی تھی۔۔کیا وہ ان سے انکی یہ خوشی چھین سکتی تھی!کیا وہ یہ کر سکتی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے بمشکل تھوک نگل کر مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور اگنیشین میں چابی گھمائی۔ سارے راستے اس نے امی کی باتیں سنیں۔ وہ اسے ہر بچھڑی خاتون کے اگلے پچھلے قصائص سے بہرہ مند کر رہی تھیں۔وہ بھی سر اثبات میں ہلا کر بظاہر دلچسپی سے سنے گئی۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اسکے پاس اور کوئی راہ نہیں۔۔وہ چاہے تب بھی اس سب سے رُخ نہیں موڑ سکتی تھی۔۔

"کیا تم حرم سے ملیں۔۔روحیلہ کا بیٹا۔۔جو کچھ ماہ پہلے ہی لندن سے پڑھ کر پلٹا ہے۔ "

انکے پوچھنے پر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

"کتنا پیارا بچہ ہے ماشاء اللہ۔۔لگتا ہی نہیں کہ روحیلہ کا سوتیلا بیٹا ہے وہ۔ اس قدر گہری الفت تھی ان دونوں ماں بیٹا میں کہ حد نہیں۔۔ سہیل نے اتنے عرصے اسے اپنے گھرانے سے چھپائے رکھا۔ اسے تو گویا اتنی جد و جہد کا صلہ مل گیا ہو گا۔۔"

"ہم ظاہر کو دیکھ کر کیسے کہہ سکتے ہیں امی کہ وہ خوش ہو گا یا پھر پھپھو نے اسے قبول کر لیا ہو گا۔۔باطن کا حال تو وہ جانتا ہے یا پھر اللہ۔۔اور روحیلہ پھپھو کی عادت سے واقف نہیں ہیں کیا آپ۔۔؟اپنے گھر میں کسی چیونٹی تک کو برداشت نہیں کرتیں وہ، کجا یہ کہ اپنے شوہر کی دوسری اولاد کو قبول کریں۔۔"

"لیکن روحیلہ تو اسکی تعریفیں کر کر نہیں تھک رہی تھی۔۔ "

وہ انکے جواب پر ہولے سے مسکرائی تھی۔

"یہ امیر لوگ بہت عجیب ہوتے ہیں امی۔ انہیں اپنے فیملی سسٹم کو مضبوط دکھانے کا بہت شوق ہوتا ہے خواہ اندر سے انکے رشتے کتنے ہی کھوکھلے ہوں۔۔باہر والوں کے لیئے انکا گھرانہ "آئیڈیل" ہونا چاہیئے۔ وہ اسے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

آئیڈیل کیوں رکھتے ہیں تاکہ انکی بزنس ڈیلنگز پر کوئی فرق نہ پڑے۔۔ ہم انہیں انکے ظاہر سے نہیں جانچ سکتے۔۔ بظاہر بہت صاف نظر آنے والے لوگ بھی بہت میلے ہوتے ہیں۔۔"

لیکن صوفیہ کو اسکی بات پسند نہیں آئی تھی۔ناگواری سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"ہر ایک کو شک کی نگاہ سے نہ دیکھا کرو نازو۔۔ "

"یہ شک نہیں ہے امی۔۔ یہ حقیقت کی نگاہ ہے۔۔"

"حقیقت کا ہمیشہ کڑوا ہونا ضروری نہیں ہوتا ہے۔۔"

وہ دوبدو بولیں تو اس نے گہرا سانس لیا۔ پھر احتیاط سے موڑ کاٹا۔

"مجھے حقیقت کو کڑوا کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے امی۔ میں نے بس جو اپنی زندگی، اپنے مشاہدے اور اپنی کتابوں سے سیکھا ہے۔۔وہ آپکو بتادیتی ہوں۔ "

"ایک تو تمہاری یہ کتابیں۔۔ زہر لگتی ہیں مجھے یہ موئی کتابیں۔۔ بگاڑ دیا ہے تمہیں ان کتابوں نے۔۔ "

وہ انکے بے حد دل جلے سے تبصرے پر ہنس دی تھی۔ جانتی تھی کہ صوفیہ کی کتابوں سے کبھی نہیں بنی لیکن ایک وہ تھی کہ اسکا کتابوں کے بغیر گزارہ ہی نہیں تھا۔

"امی میری کتابوں کو کچھ نہ کہیں۔۔ بہت ساتھ دیا ہے میرا انہوں نے۔ ہر اندھیرے میں روشنی کے کوندے کی مانند لپکی ہیں میری رہنمائی کرنے۔ تب بھی۔۔ جب ہمارے "اپنوں" نے ہمیں چھوڑ دیا تھا۔"

اسکی آواز میں رنج کی کوئی رمق نہیں تھی۔ نارمل سے انداز میں ڈرائیو کرتے ہوئے۔۔ وہ بہت نارمل سی بات کررہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اگر انہوں نے ہمیں چھوڑ بھی دیا تھا تو کیا ہوا۔۔؟ اس وقت کے حالات ہی ایسے تھے کہ کوئی بھی انکی جگہ ہوتا تو یہی کرتا۔۔ انہوں نے وہ کیا جو انہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔ لیکن اب تو انہیں احساس ہو چکا ہے ناں ہمیں چار و ناچار پسِ پشت ڈالنے کا۔۔ اب جب وہ گرمجوشی سے اپنا ہاتھ ہماری جانب بڑھا رہے ہیں تو ہم کیوں ناشکری کی چادر اوڑھ کر اس بڑھتے ہاتھ کو جھٹلا دیں۔۔! یہ ہماری بہت بڑی بیوقوفی گردانی جائیگی نازو۔۔۔"

انکی آنکھوں پر رویوں کی پٹی بندھ چکی تھی۔ اور نازنین چاہ کر بھی اس پٹی کو نہیں کھول پا رہی تھی۔ شاید ایسا ہی ہوتا ہو۔۔ جب زندگی نے بہت عرصے تک آپ پر ہاتھ تنگ کرر کھا ہو تو ایک وقت بعد انسان اپنی فطرت کے باعث حریص ہونے لگتا ہے۔۔ وہ کسی کھلے لمحے میں زندگی سے وہ سب کچھ بٹور لینا چاہتا ہے جو زندگی نے اس پر پچھلے کئی ایام سے تنگ کرر کھا ہوتا ہے۔ صوفیہ کو الزام دینے کے لیے اسکے پاس کوئی جواز باقی نہیں رہا تھا۔ اس قدر حریص ہونے کا تو حق خیر انہیں بھی تھا۔

اس بات کے جواب میں بھی وہ خاموش ہی رہی۔ اس نے دوبارہ کوئی بات کر کے انکی بات سے اختلاف کرنا مناسب نہ سمجھا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی وہ وجدان کی جانب بڑھیں تا کہ اسے آج کی روداد سنا سکیں۔ اس نے گہرا سانس لے کر انکے پر جوش سے انداز کو دیکھا اور پھر اپنے کمرے کی جانب چلی آئی۔

آہستہ سے دروازہ وا کیا اور سست قدم اندر کی جانب بڑھائے۔ اندر آ کر وہ لباس تبدیل کیئے بغیر اپنے بستر پر دراز ہو گئی تھی۔ کھلے بال لہرا کر پھسلتے ہوئے زمین سے آ لگے۔ ایک آنسو ٹوٹ کر کنپٹی میں جذب ہوا۔۔ آنکھیں سرخ ہو گئیں۔۔ سانس گھٹنے لگا۔۔

"میں۔۔ میں ڈر گئی ہوں بابا۔۔ کو۔۔ کوئی مجھے ڈرا رہا ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

زرد کمرے میں روشن لیمپ کی روشنی سر سرا اٹھی تھی۔وہ یونہی چھت کو تکتی رہی۔کئی ایام نظروں کے سامنے سے گزر رہے تھے۔۔

"مجھ۔۔مجھے لگتا ہے کوئی میرے کمرے میں آتا ہے بابا۔۔وہ مجھ سے زبردستی کرتا ہے۔۔میرا گلا گھونٹتا ہے۔۔ میں مر رہی ہوں۔۔میں مرتی جا رہی ہوں۔۔مجھے بہت بہت ڈر لگ رہا ہے۔"

دس سالہ نازنین جاوید کے سامنے گھٹنوں کے بل گری رو رہی تھی۔جاوید بے بسی سے اسے تک رہے تھے۔

اس نے آنکھیں کھول دیں۔بہت سے آنسو خاموشی کے ساتھ اسکے بالوں میں جذب ہوتے جا رہے تھے۔گھنگھور پلکوں سے سجی آنکھیں ضبط کی شدت سے گلاب رنگ دکھ رہی تھیں۔۔تکلیف سوا ہو رہی تھی اور گلا اس قدر ضبط پر دکھنے لگا تھا۔اس نے محسوس کیا جیسے کوئی گیلی شے اسکے حلق میں اترنے لگی ہے۔وہ حلق میں گرتے ان آنسوؤں کی عادی تھی۔۔وہ ہر اس شے کی عادی تھی جس سے تکلیف کا کوئی بھی عنصر وابستہ کیا جا سکتا تھا۔

رات قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی۔۔پگھلتی جا رہی تھی۔۔

اسی پہر حرم نے اپنے کمرے کی جانب رُخ موڑا اور پھر بجتے فون کو نگاہوں کے سامنے کیا۔

"بولو سارنگ۔۔؟"

اس نے کمرے میں داخل ہو کر محتاط نگاہوں سے جائزہ لیا تھا۔پھر بنا چاپ پیدا کیے کھڑکی تک چلا آیا۔ دیوار گیر شیشے کے دروازے سے ڈھکی کھڑکی پر بھاری پردہ گرا تھا۔۔اس نے پردے کو دو انگلیوں سے پرے کیا۔۔ اور باریک سی جھری سے گھر کے پچھلے دالان کو دیکھنے لگا۔۔

"کون لوگ تھے۔۔؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سارنگ کی کسی بات کے جواب میں اس نے انتہائی خاموشی سے کہا تھا۔یوں گویا وہ سرگوشی میں خود سے ہی محوِ گفتگو ہو۔۔

"کوئی میرے کمرے میں بھی آیا تھا۔۔ لیکن وہ جو کوئی بھی تھا جا چکا ہے۔ "

اب کہ شاید دوسری جانب موجود سارنگ بھی چونکا تھا۔اس نے گہرا سانس لے کر نگاہ کمرے پر ڈالی۔۔

"مجھے کمرے کو دیکھنا پڑے گا سارنگ۔رکھتا ہوں کچھ دیر بعد بات کریں گے۔وہ اگر کچھ لے کر گیا ہے تب بھی معلوم ہو جائے گا اور اگر کچھ رکھ کر گیا ہے تب بھی اندازہ ہو جائے گا۔ اور ہاں راحت مظہر کے بارے میں جو معلومات میں نے تم سے مانگی تھیں۔۔ اسکا کیا بنا۔۔؟"

اس نے آگے بڑھ کر سنگھار آئینے پر دھری چیزیں الٹ پلٹ کر دیکھیں۔اسکی زیرک نگاہیں ہر شے اسکین کرتی ہوئی گزر رہی تھیں۔اسے اپنے کمرے کی ہر شے اور اسکے رکھنے کا طریقہ حفظ تھا۔یہ انکی ٹریننگ کا حصہ رہا تھا۔۔وہ اپنے کمرے کو ایک ہی زاویے پر رکھتے تھے تاکہ جونہی کوئی تبدیلی وارد ہو انہیں اندازہ ہو جائے۔ اور اس نے یہ طریقہ اس قدر فطری رکھا تھا کہ کسی کو بھی اسکی جانب سے کوئی کھٹکا نہیں ہوتا تھا۔ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

"کوشش کر کے جلد مجھے معلومات دے دو۔مجھے کچھ کام کرنے ہیں۔رکھتا ہوں اب۔۔ "

اس نے فون رکھا اور پھر آہستہ سے جھکا۔۔اسکے بیڈ کے عین نیچے انگشتِ شہادت کے اوپری حصے جتنا وائس ٹرانسمٹر چسپاں تھا۔اسکی جلتی بجھتی سرخ بتی اس بات پر گواہ تھی کہ جتنی باتیں بھی وہ کر چکا ہے کوئی دوسری جگہ۔۔بہت آرام سے ان باتوں کو نہ صرف سن سکتا ہے بلکہ ریکارڈ بھی کر سکتا ہے۔۔اسے اسکے خلاف استعمال

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بھی کر سکتا ہے۔۔اس نے اس ننھے سے ٹرانسمٹر کو وہیں لگے رہنے دیا اور اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ پھر بیزار سا سانس خارج کیا۔۔

ان پچھلے سالوں میں وہ اتنے ٹرانسمٹرز لوگوں کی گاڑیوں، کمروں اور بیشتر چیزوں میں اٹکا چکا تھا کہ اسے ان بگز کو ٹِرک کرنا اب مشکل نہیں لگتا تھا۔

آگے بڑھتے ہوئے اس نے درمیانی فاصلہ عبور کیا اور کمرے کا دروازہ بند کرتا باہر نکل آیا۔ زینے اترتے وقت اسکی نگاہیں پلٹ آئی تھیں۔ مسکراتا ہوا حرم، نرم بھورا ارتکاز لیئے واپس آچکا تھا۔

یکایک اسے سیاہ آنکھیں یاد آئیں تو وہ اپنی جگہ ہی جم سا گیا۔ زینے اترتے اسکے قدم اگلے ہی پل ٹھہر گئے تھے۔

اتنی مماثلت۔۔ کیا اتنی مماثلت حقیقی ہو سکتی تھی۔۔؟ یا پھر ہر جانب اسے دیکھتے دیکھتے اب وہ ہر دوسری سیاہ آنکھیں رکھنے والی لڑکی میں اسے دکھائی دینے لگی تھی۔۔! اسے بہت کم چیزیں ایسے گنگ کیا کرتی تھیں اور بلاشبہ نازنین ان میں سے ایک تھی۔ اسکے ساتھ بیٹھنے اور باتیں کرنے تک ہر چیز اس کی طے کردہ تھی لیکن۔۔ لیکن اس دوران حیران ہونا اور یوں سیاہی کا اسیر ہونا اسکے پلان کا حصہ نہیں تھا۔ اور تاریخ گواہ تھی کہ جو چیزیں اسکے پلان کا حصہ ہوئے بغیر انکا حصہ بن جاتی تھیں۔۔ وہ کبھی بھی اسکے لیئے اچھائی کی ضامن نہیں ہوا کرتی تھیں۔۔

اس نے سر جھٹک کر اگلے ہی پل قدم آگے بڑھائے تھے۔ نازنین اب تک چھت کو تک رہی تھی۔ خالی خالی خشک نگاہوں سے۔۔ یہ جانے بغیر کہ کوئی تھا جو اسکی گھات میں بہت خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ لڑکی تو تم سے حد درجہ بد ظن لگ رہی تھی، رمیز۔۔ کیا یہی دکھانے کے لیے تم نے اسے اس مہندی میں بلوایا تھا۔۔؟ اور تمہاری یہ خوش فہمی کب ختم ہو گی کہ وہ تمہیں جاوید کی جائیداد کا آدھا حصہ بھی دے دیگی۔۔؟ کیا وہ تمہیں بچی لگ رہی تھی۔۔؟ کیونکہ مجھے تو وہ ہر گز بھی بچی نہیں لگ رہی تھی۔۔"

باقر نے انتہائی سرد نگاہوں سے رمیز کا خاموش چہرہ دیکھا تھا۔ نازنین سے ہوئی عزت افضائی کے بعد سے وہ عجیب سا خاموش لگ رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر درمیانہ ٹیبل بجایا تھا۔۔ سامنے براجمان رمیز نے پر سکون نگاہیں اس پر اٹھائیں۔۔

"وہ لڑکی قانونی کارروائی کا حق رکھتی ہے رمیز۔ اس پر ہاتھ ڈالنا آسان نہیں ہو گا۔ اسکے پاس ہی تمام کاغذات موجود ہیں۔ اور پھر ابھی ہم بھی کوئی اسکینڈل برداشت نہیں کر سکتے۔ جانتے ہو ناں راحت مظہر کے سیاسی کیریئر کا آغاز حال ہی میں ہوا ہے۔ اسے بھنک بھی پڑ گئی ناں ہماری اس بیوقوفی کی۔۔ تو وہ ہمیں جو فنڈز دینے کا وعدہ کر چکا ہے اس سے فوراً مکر جائے گا۔۔"

پریشانی سے چمکتی پیشانی مسلتا وہ دھیمے لہجے میں بول رہا تھا۔ آس پاس پھیلی تاریکی میں محض انکے درمیان رکھا میز ہی واضح تھا۔ وہ دونوں اطراف میں لگی کرسیوں پر براجمان تھے۔

"میں اسے آخری دفعہ بہت طریقے سے قائل کرنے کی کوشش کرونگا۔۔ وہ تب بھی نہیں مانی تو میرے پاس آخری راہ کے علاوہ کوئی راہ نہیں ہو گی۔۔"

اسکی برف سی ٹھنڈی آواز ابھری تھی۔ آنکھوں سے دہکتے انگاروں کی سی لپٹیں اٹھ رہی تھیں لیکن لب خاموش تھے۔ بالکل ایک سیدھی لکیر میں خاموش۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جو بھی کرنا ہے جلدی کرو۔ مجھے آگے لوگوں کو جواب دینا ہے۔ ہماری دھیمی رفتار کہیں ہمارے لیے کسی بڑے نقصان کا باعث نہ بن جائے۔ "

"کچھ نہیں ہو گا۔۔" اندھیرے میں وہ اپنی نشست پر سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائیں۔۔ اسکے ملتے ہاتھ ہلکی سی روشنی میں دکھائی دی ئے تھے۔

"تمہارا شاہی آجکل کیا کام کر رہا ہے۔۔؟ "

"کچھ خاص نہیں۔۔ فی الحال تو انڈر گراؤنڈ ہے۔ اسکے حصے کا کوئی کام نکل کر آئے گا تب ہی وہ منظرِ عام پر دکھائی دیتا ہے۔۔ کیوں۔۔؟ "

آخر میں باقر حمدانی چونکا تھا۔ لیکن رمیز یونہی بیٹھا رہا۔۔ بنا کسی جنبش کے۔۔

"مجھے عنقریب اسکی ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔ "

"جو بھی کرنا چاہتے ہو کر لو لیکن اس لڑکی سے وہ کاغذات مجھے لا کر دو۔ اور کوئی ایسی غلطی مت کر بیٹھنا جس کا خمیازہ بھیانک صورتوں میں بھگتنا پڑے تمہیں بھی اور۔۔ مجھے بھی۔۔"

وہ آخری بات کر کے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر سیدھ میں جا کر دروازہ کھولتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ اسکے جاتے ہی رمیز نے ناپسندیدہ نگاہوں سے بند ہوئے دروازے کی جانب دیکھا تھا۔۔ پھر بھینچی مٹھی زور سے میز پر ماری۔۔ ایک ۔۔ دو۔۔ تین۔۔ اسکا بس نہ چلتا تھا کہ یہ ٹیبل نازنین کے سر پر توڑ ڈالے۔ اس دو ٹکے کی لڑکی نے محض چند لمحات میں اسے باقر حمدانی کے سامنے صفر کر دیا تھا۔۔

اسکے اندر لاوہ سا ابلنے لگا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تاریک کمرے میں وہ اسی تاریکی کا سا چہرہ لیے براجمان تھا۔ جاوید مر گیا تھا۔۔ لیکن ایک ناسور کو وہ اسکے گلے کا طوق بنا گیا تھا۔۔ اس نے اب ہر گزرتے لمحے میں جاوید سے نفرت کرنی تھی۔۔

****

کتنی ساعتیں وہ یونہی بے سدھ لیٹی رہی اسے علم نہ ہو سکا۔ اس نے ہولے سے اٹھ کر گھڑی کی جانب نگاہ کی تو حیران رہ گئی۔ رات کا ایک بج رہا تھا۔۔ یکایک دروازے پر دستک ہوئی تو وہ چونک گئی۔۔ اگلے ہی پل اسکے کمرے میں وجدان انتہائی خاموشی سے داخل ہو رہا تھا۔ آہستگی سے داخل ہو کر اس نے دروازے کو بے حد محتاط سے انداز میں پیر سے بند کیا۔۔ ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھامے۔۔ ہلکی سی زبان باہر کو۔۔ محتاط اور پیارا سا وجی رات کے ایک بجے اسکے سامنے کھڑا تھا۔

"کیا میں کمرے میں آ جاؤں پھپھو۔۔؟ "

وہیں کھڑے کھڑے معصومیت سے اجازت چاہی تو نازنین گیلی آنکھیں لیے ہنس دی۔ حلق میں گرہیں گہری ہونے لگی تھیں لیکن وہ بمشکل آنسو پرے دھکیلتی ہنستی جا رہی تھی۔۔

"تم کمرے میں آ چکے ہو وجی۔۔ "

وہ اسے ہنستا دیکھ کر ہلکا دل لیے پاس چلا آیا تھا۔ پھر بتیسی کی بھرپور نمائش کرتے ہوئے بیڈ پر بیٹھا۔ سیاہ پر کشش نگاہیں نازنین پر جمائیں۔۔

"مجھے پتہ ہے آپ نے کھانا نہیں کھایا ہو گا۔ اسی لیے دادی کے سارے قصے کہانیاں سننے کے بعد میں انتہائی جاسوسی انداز میں بنا آواز پیدا کیے آپ کے لیے کھانا نکال لایا ہوں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جاسوسی انداز میں کیوں۔۔؟ "

اس نے گیلی آنکھیں خفیف سے انداز میں رگڑ کر اسے دیکھا تھا۔

"اگر دادی دیکھ لیتیں تو انہیں بتانا پڑتا کہ اس پہر کون کھانا کھا رہا ہے۔سوچیں اگر انہیں بتا دیا جاتا کہ انکی انتہائی لاڈلی، بگڑی ہوئی، ضدی اور اڑیل صاحبزادی نے کھانا نہیں کھایا ہے تو وہ کیسا ردعمل دیتیں۔۔؟یقیناً آپ تفصیلات سننے میں دلچسپی نہیں رکھتی ہونگی۔۔"

وہ اسکے ڈرامائی انداز پر ایک بار پھر سے ہنس دی تھی۔وہ صرف اسی کے ساتھ ایسے ہنسا کرتی تھی۔اور لوگوں کے لیے اسکا ہنستا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھنا ناممکنات میں سے تھا۔۔

"کتنی باتیں آگئی ہیں تمہیں وجی۔کہاں سے لاتے ہو اتنی باتیں۔۔؟ "

"کیا مطلب کہاں سے لاتا ہوں۔۔؟آپکو میرے ذہین ہونے پر شک ہے کیا پھپھو۔۔؟ "

خفا سے ابرو سکیڑ کر پوچھا تھا اس نے۔نازنین نے بمشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی۔پھر تپانے والے انداز میں اسے دیکھا۔

"تمہاری ذہانت پر شک نہیں۔ہاں البتہ تمہارے مجھ سے زیادہ ذہین ہونے پر شک ہے مجھے۔ "

"آپ اور ذہین۔۔بس رہنے ہی دیں پھپھو۔۔"

"ارے۔۔پھپھو سے ایسے بات کرتا ہے کوئی۔۔؟ "

"اور بھتیجے سے کیسے بات کرتے ہیں۔۔؟علم ہے کچھ آپکو۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں نے کہاں کچھ غلط بولا ہے۔۔؟"

بے نیازی سے کندھے اچکا کر کہا۔ ساتھ ہی وہ اسکا لایا کھانا بھی بہت رغبت سے کھانے لگی تھی۔ وجدان نے اسے کھانا کھاتے دیکھا تو سکون کا سانس خارج کیا۔ پھر مسکرایا۔

"کیسے تھے وہاں سب۔۔؟ یقیناً انتہائی پلاسٹک ہونگے۔۔ "

"بالکل۔۔ اتنے مصنوعی انداز تھے سب کے وجی۔۔ کہ میرا دل گھٹنے لگا تھا۔ ہر بات، ہر وضع اور ہر انداز اس قدر طے شدہ تھا کہ مجھے الجھن ہونے لگی تھی۔ "

"کسی نے کچھ کہا تو نہیں آپکو۔۔؟ "

اس نے ہاتھ روک کر چونکتے ہوئے دیکھا تھا اسکی جانب۔ وہ متفکر سا پوچھ رہا تھا۔ معصوم سیاہ آنکھوں میں فکر ہلکورے لے رہی تھی۔۔ نازنین کا دل جانے کیوں اگلے ہی پل پسیج گیا تھا۔ وہ ہولے سے مسکرائی تھی۔۔

"کسی نے کچھ نہیں کہا۔ سب اچھا تھا۔۔ ٹھیک تھا۔۔۔ "

اس نے سکون سے کہہ کر آخری نوالہ لیا اور پھر ٹرے سمیٹ کر ایک طرف رکھ دی۔ اس نے تایا اور باقر حمدانی سے ہوئی گفتگو، نامحسوس طریقے سے حذف کر دی تھی۔ وہ بلاوجہ اس پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔ لیکن وجدان کی تسلی نہیں ہوئی تھی شاید۔۔

"سچ بتائیں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بالکل سچ بتا رہی ہوں میں۔ اب تم جا کر سو جاؤ کیونکہ صبح کالج بھی جانا ہے۔ اور کھانے کے لیے بہت سارا تھینکس۔۔"

اس نے اسکے گال پر چٹکی کاٹی تھی۔ وہ سرخ ہو کر یہاں وہاں دیکھنے لگا تو ناز نین ہنس پڑی۔ وہ آج بھی اتنا ہی چھوٹا سا تھا۔۔

"مجھے نیند نہیں آ رہی پھپھو۔۔ کیا میں آج یہیں سو جاؤں۔۔؟"

اس نے پوچھا تو ناز نین نے بخوشی اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر بعد اب وہ دونوں کچھ اس طرح لیٹے تھے کہ وجدان نے اپنا بستر زمین پر ڈالا ہوا تھا اور ناز نین بیڈ پر دراز تھی۔ اس کے بال بیڈ سے نیچے جھول رہے تھے اور وجدان ان سے کھیل رہا تھا۔ یہ اسکی بہت پرانی عادت تھی۔۔ اسکے بالوں سے کھیلنا۔۔ اسے اپنی پھپھو کے لمبے خوبصورت بال بہت پسند تھے۔۔

"سو جاؤ لڑکے۔۔"

"نیند نہیں آ رہی۔۔"

اسکی آواز ابھری۔ ناز نین نے کروٹ اسکی جانب لی۔

"کیوں نیند نہیں آ رہی۔۔؟"

"مجھے کہانی سننی ہے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایک پل کو اسے لگا گویا وہ اٹھارہ نہیں آٹھ سال کا وجدان ہو۔وہی جسے کہانی سنے بغیر نیند نہیں آیا کرتی تھی۔وہی جو دادی کی کہانیوں کے باوجود بھی، آدھی رات کو اپنا بستر سمیٹے اسکے کمرے میں آدھمکتا تھا۔۔کیونکہ بقول اسکے۔۔ دادی کی کہانیاں بہت بور تھیں۔پھپھو کی کہانیوں کا چارم ہی الگ تھا۔۔

"بڑے ہو جاؤ اب۔۔"

"پلیز ایک۔۔بس ایک کہانی۔۔چھوٹی سی۔۔"

نازنین نے اسکے اصرار پر گہرا سانس لیا تھا۔پھر سیدھی ہو گئی۔چھت کو تکنے لگی۔۔اک کہانی نے بہت چپکے سے اسکی یادوں کا احاطہ کیا تھا۔کھڑکی کے راستے کمرے میں گرتی چاندنی میں اسکی بہت اداس سی آواز ابھری تھی۔۔

"وہ ایک بہت تھکا ماندہ سا آدمی تھا وجدان۔وہ زندگی سے تھک گیا تھا۔اسکے سر پر کاموں کا انبار تھا۔وہ ہر دن اتنے کام سمیٹتا تھا لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ رہ ہی جاتا۔۔گھر والوں کا اکلوتا سہارہ تھا وہ۔۔ذمہ داریوں سے منہ موڑ کر کہیں نہیں جاسکتا تھا۔۔اسکے حصے کی خوشیاں کاموں کی دھول میں تحلیل ہو کر عنقا ہوتی گئیں۔۔اسکی سکت تھمنے لگی تھی۔۔وہ اس ہر لمحے کی ذمہ داری سے تھک چکا تھا۔۔پھر ایک دن وہ صبح اٹھا۔۔تو کیا دیکھتا ہے کہ اسکا وجود کسی جانور کی شکل اختیار کر چکا ہے۔وہ رات ہی رات میں ایک کیڑے میں تبدیل ہو گیا تھا۔۔ایک مکروہ سے کیڑے میں۔۔"

وہ لمحے بھر کو ٹھہری تو ساکت فضا نے اک ابرو اٹھا کر اسکی جانب دیکھا تھا۔اسکی نگاہوں کے سامنے اپنی ساری زندگی کسی فلم کی مانند گردش کرنے لگی تھی۔۔وہ ڈر کر اپنے کمرے سے بھاگ رہی تھی۔۔وہ بابا کے سامنے گری رو رہی تھی۔۔وہ اب خاندان بھر کی چبھتی ہوئی نگاہوں کا مرکز تھی۔۔اسے ذہنی مریض قرار دیا جا رہا تھا۔۔اسے اب ماہرِ نفسیات کے پاس لے جایا جا رہا تھا۔۔وہ اپنے حلقے میں بیمار ذہن رکھنے والی بچی تسلیم کی جا رہی تھی۔۔وہ بھی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایک انسانی صورت رکھنے والی کمزور سی کیڑی میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔۔اس نے اپنے باپ کو کم سنی میں ایڑیاں رگڑ کر مرتے دیکھ لیا تھا۔۔اس نے اپنے بھائی کو کھو دیا تھا۔۔اس نے اپنی ماں کو بیماریوں کی زد میں دے دیا تھا۔۔

وجدان جو اپنے بستر پر دراز تھا مسحور سا سنے گیا۔۔چاندنی کمرے میں کسی اداس روشنی کی مانند تحلیل ہونے لگی تھی۔۔

"وہ ایک کیڑا بن گیا وجدان۔۔پھر وہ اپنے گھر والوں کے کام کا نہیں رہا۔۔ہر رات وہ اسی اذیت میں کاٹتا تھا کہ وہ کیا بن گیا ہے۔اسکے اوپر لدا بوجھ اسکی کمر توڑنے لگا تھا۔اسکے حالات نے اسے کیڑے میں تبدیل کر دیا تھا۔ حالات انسان کو انسان سے جانور میں تبدیل کر دیتے ہیں۔۔حالات انسان کو کُرید کر اسکے اصل سے ملوا دیتے ہیں۔وہ بھی اپنے اصل سے مل گیا تھا۔۔اور جانتے ہو وجی۔۔اپنے اصل سے ملنے کے بعد اس پر جو آشکار ہوا وہ بہت تکلیف دہ تھا۔۔!!"

اسکی آواز میں جہانوں کی اداسی سمٹ آئی تھی۔ بہتی چاندنی رات کے زہر میں بدلنے لگی۔ہر جانب چھایا فسوں ماند پڑنے لگا تھا۔

"اس پر آشکار ہو گیا کہ اسکی بہن، اسکی ماں اور اسکے گھر والے سب اپنے اپنے کام بخوشی سر انجام دے رہے تھے۔ وہ اسکے بغیر بھی زندہ رہ رہے تھے۔وہ اسکے بغیر بھی اپنے کام کر سکتے تھے لیکن جب تک وہ انہیں میسر تھا تب تک وہ اس سے کسی گدھے کی طرح کام لیتے رہے تھے۔۔وہ اسکی خوشیوں کو کھا گئے تھے۔ وہ اسکی جوانی کو دیمک کی طرح چاٹ گئے تھے۔وہ سب کام کر سکتے تھے لیکن وہ اسکی موجودگی میں کام نہیں کر رہے تھے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی سیاہ آنکھوں میں گلابی سی نمی گھلنے لگی تھی۔ وجدان پھیلی پھیلی آنکھیں لیے چھت کو تک رہا تھا۔ کمرہ دم سادھے اسکی کہانی کا اختتام سننے کو بے تاب لگتا تھا۔۔

"پھر ایک دن۔۔ وہ اسی حالت میں مر گیا۔۔! اور کہانی ختم ہو گئ۔۔! "

سارے کمرے کی فضا میں اس قدر گہری خاموشی گُھل گئ تھی کہ دو نفوس کی سانسوں تک کی آواز با آسانی سنائ دینے لگی تھی۔

"یہ ایک ڈارک کہانی تھی پھپھو۔۔ کیا آپ کو پتہ ہے۔۔؟ "

وجدان کی آواز کچھ لمحوں بعد ابھری تھی۔ لیکن نازنین نے اسے جواب نہیں دیا۔ کروٹ بدل کر خاموشی سے آنکھیں مُوند گئ۔ اسے اکثر کہانیاں یونہی تکلیف میں چھوڑ جایا کرتی تھیں۔ وجدان نے اسے کروٹ تبدیل کرتے محسوس کر لیا تھا اسی لیے مزید اس سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی۔۔ اسے پھپھو نے ہمیشہ کی طرح حیران کر دیا تھا۔ جانے پھپھو کے پاس ہمیشہ اتنی اداس کہانیاں کہاں سے آجایا کرتی تھیں۔۔۔؟ جانے پھپھو کو "ہیپی اینڈنگ "والی کہانیاں کیوں نہیں آتی تھیں۔۔؟ جانے پھپھو کیوں ہمیشہ ایسی کہانیاں ڈھونڈ لیا کرتی تھیں جن میں انسانی تاریکی کے سیاہ پہلو موجود ہوتے تھے۔۔؟

وہ چھت کو تکتا خاموشی سے بہتے خیالات کی زد میں قید لگتا تھا۔ اور نازنین اپنے وجود کو چُھو کر محسوس کر رہی تھی۔۔ کیا وہ اب تک انسان ہی تھی۔۔؟ صد شکر کہ وہ اب تک انسان ہی تھی۔۔ !!

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگلی صبح بھی ویسی ہی طلوع ہوئ جیسی ہونی چاہیئے تھی۔ اس نے وجدان کو کالج ڈراپ کیا اور پھر یونی چلی آئ۔ آج وجدان کی وین نہیں آئ تھی لیکن اسکا ٹیسٹ تھا سو اسکا جانا بے حد اہم تھا۔ آج یونی میں بھی کام بہت زیادہ تھا۔ اسے سر تک اٹھانے کی فرصت نہ مل سکی۔ کتابوں کو ترتیب وار شیلف میں لگانے کے لیئے وہ اٹھی اور پھر کئ گھنٹوں اسی کام میں جُتی رہی۔ کچھ نئ کتب کا اضافہ بھی کیا گیا تھا سو انہیں بھی ٹھکانے لگانے کا ذمہ اس کے سر تھا۔ الہام کتابیں ایشو کر کے طلباء کو دے رہی تھی۔۔ ساتھ ساتھ تاکید بھی جاری تھی کہ وہ اسے وقت پر دے جائیں۔۔ لیکن ایسا بہت کم ہوا کرتا تھا۔اکثر طلباء لی گئ کتابیں دینا بھول جاتے تھے اور پھر انہیں کلاسس میں جا جا کر اس جانب توجہ کرنے کے لیئے کہا جاتا تھا۔ امتحانات کا دور دورہ شروع ہونے والا تھا اسی لیئے لائبریری کی جانب آمد و رفت بڑھ چکی تھی۔۔

اس نے کتب کو ترتیب وار متعلقہ شیلفز تک پہنچایا، پھر فہرست تیار کرنے لگی کہ کونسی کتاب کس جگہ ملے گی۔

چھٹی کا وقت ہوا تو آہستہ آہستہ لائبریری سے طلباء کا رش کم ہوتا گیا۔وہ، الہام اور چند ایک کولیگ البتہ اب تک لائبریری ہی میں تھے۔

"لنچ پر چل رہی ہو۔۔؟ "

الہام نے کندھے سے بیگ ٹانگتے ہوئے کہا تو اس نے بھی گردن پیچھے پھینک کر لمحے بھر کے لیئے دکھتی گردن سستائ تھی۔ پھر اسے دیکھا۔۔

" کینٹین چلو کچھ کھا لیتے ہیں۔ کب سے کام میں مصروف ہو۔۔"

"لیکن اب بھی کام رہتا ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے کتابوں کے بھاری کارٹنز کو دیکھا تھا جو اب بھی اپنی جگہوں سے دور تھے اور انہیں رکھنا اسکی ذمہ داری تھی۔

"ہو جائے گا یہ کام نازنین، پہلے چل کر کچھ کھالو۔ ویسے بھی صحت دن بدن گرتی جا رہی ہے تمہاری۔ گھر پر تو کھانا ڈھنگ سے کھاتی ہو ناں تم۔۔؟ "

راہداری میں ساتھ ساتھ قدم اٹھاتے الہام نے اسکی جانب دیکھ کر استفسار کیا تھا۔ اس نے گہرا سانس لیا۔

"میں کھاتی ہوں۔۔ "

"میں نے پوچھا ہے ڈھنگ سے کھاتی ہو۔۔؟ "

اس نے آدھے چاند جیسا عینک ناک پر ذرا نیچے کر کے اسے گھورا تھا۔ وہ ہنس دی۔۔

"ڈھنگ کا نہیں پتہ مجھے۔۔ بس اتنا پتہ ہے کہ جو بھی پکتا ہے کھالیتی ہوں۔۔ "

"آخری دفعہ کب تم نے اپنا پسندیدہ کھانا بہت رغبت سے کھایا تھا نازنین۔۔؟ "

اس نے افسوس سے گردن ہلا کر اسکی لاپرواہی پر چوٹ کی تھی۔ نازنین کے چہرے پر جانے کیوں اک سایہ سا لہرایا۔ اس آخری رغبت سے کھائے کھانے کے ساتھ جو تکلیف دہ یادیں وابستہ تھیں، وہ انہیں یاد بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

وہ کینٹین چلے آئے۔ دوپہر کا وقت اور طلباء کی کلاسس نہ ہونے کے باعث وہاں بھی رش نہ ہونے کے برابر تھا۔ چند ایک طلباء ٹولیوں میں بٹے دور لگی میزوں پر بیٹھے تھے اور باقی آبنوسی میزیں خالی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

الہام اور وہ شیشے کے ساتھ لگی میز کی جانب بڑھ آئیں۔ اپنے لیے پینا کولاڈا اور نازنین کے لیے فرائز کا آرڈر دے کر وہ اب کہ پوری توجہ سے اسکی جانب گھومی تھی۔۔

"اب بتاؤ مجھے کہ کیا چل رہا ہے تمہارے اس دماغ میں۔۔؟ "

اسکے پوچھنے پر وہ چونکی تھی۔ پھر سیاہ لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا اور دور تک پھیلے سبزہ زار پر بہتی نرم ہوا کو دیکھے گئ۔ الہام نے اسے ہر جانب سے گھیر لیا تھا۔ اب اسکا رُخ کسی اور جانب موڑنا ناممکن تھا۔ اسی لیے اس نے بتادینا ہی درست سمجھا۔۔

"امی کو ڈائلاسز پر آنا پڑ گیا ہے یہ تو جانتی ہوناں تم۔ لیکن میری تنخواہ اتنی نہیں ہوتی کہ میں ہر مہینے کے لیے با آسانی انکے میڈیکل اخراجات پورے کر سکوں۔ وجدان کی پڑھائی اور پھر گھر کے خرچوں کو چلانا کٹھن لگ رہا ہے مجھے۔۔"

اسکی بات سن کر وہ چند لمحے بالکل چپ سی ہوئی اسے دیکھتی رہی۔

"پھر کیا سوچ رہی ہو تم۔۔؟ کس طرح پورے کرنے ہیں تمام اخراجات۔۔ ایسا کرو مجھ سے ادھار۔۔ "

"اسکا کوئی فائدہ نہیں ہے الہام۔۔" اس نے درمیان میں ہی اسکی بات کاٹ دی تھی۔ "میں کب تک تم سے ادھار لیتی رہونگی۔۔؟ ادھار لینا اس مسئلے کا حل نہیں ہے۔ مجھے کچھ اور سوچنا ہوگا۔۔"

"پھر کیا کر سکتی ہو تم اسکے علاوہ۔۔؟ "

وہ فکرمندی سے انگلیوں کو باہم پھنساتی آگے ہو بیٹھی تھی۔ ظفر نے اسی وقت انکے درمیان حائل ٹیبل پر آرڈر لا کر رکھا تھا۔ ٹھنڈا ٹھار پینا کولاڈا الہام کے لیے اور خستہ زرد سے فرائیز نازنین کے لیے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"سوچ رہی ہوں کسی انسٹیوٹ میں پارٹ ٹائم جاب کرلوں۔۔ "

ایک چپس منہ میں رکھتے ہوئے اس نے کہا تو الہام نے بھی سر ہلایا۔

"یہ ٹھیک رہے گا لیکن ادھر بھی سارا دن کام کرتی ہو۔ قریباً تین بجے گھر کے لیے نکلتے ہیں ہم یہاں سے۔ پھر ایک اور کام کے ساتھ تم سب کچھ لے کر چل سکو گی۔۔؟ اپنی صحت کا بھی خیال رکھو نازنین۔۔"

اس نے اسے سمجھانا چاہا لیکن وہ جانتی تھی کہ اس راستے کے علاوہ وہ کوئی اور راستہ نہیں تلاش سکتی تھی۔

"میرے پاس خود کے لیے وقت نہیں ہے الہام۔ امی اور وجی کی ذمہ داری میرے سر ہے۔ اگر انکے ڈائلائسز ٹریٹمینٹ میں ذرا بھی ناغہ ہوا تو امی کی صحت بہت بری طرح متاثر ہوگی اور وجی۔۔ اسکے ڈاکٹر بننے کے۔۔ کسی اچھے ادارے میں پڑھنے کے خواب کو میں ایسے نہیں کچل سکتی۔ مجھے کام کرنا ہوگا اور بہت کرنا ہوگا۔۔"

"لیکن نازنین تم خود کو بھی تو دیکھو۔ تم اکیلی جان کیا کیا کر سکتی ہو۔۔؟"

اسکی پیشانی پر فکر چمک رہی تھی۔ مقابل بیٹھی لڑکی تھکا تھکا سا مسکرائی تھی۔

"اپنوں کے لیے سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ اگر میں نے انہیں اس قسم کے اوقات کی زد میں دے دیا ہے تو انکی پریشانیاں اپنے سر لیتے مجھے بارِ گراں کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔۔ یہ مجھے ہی کرنا ہوگا۔۔"

"لیکن تم۔۔ تمہاری زندگی۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی عینک کے پار چمکتی آنکھیں سنجیدہ تھیں اور چہرہ متفکر لگتا تھا۔نازنین اسکی بہت اچھی دوست تھی۔۔وہ اسکے لیۓ پریشان ہو گئی تھی۔۔

"میری زندگی۔۔ "

وہ چند پل باسی پڑتے فرائیز کو دیکھے گئی۔وہ اپنے عین وقت پر درمیان سے زرد اور کناروں سے خستہ لگتے تھے لیکن جونہی ارد گرد کی ہوا کا سامنہ کرنا پڑا وہ باسی ہونے لگے۔جو بھی شے اپنے مقررہ مدار سے ہٹ جائے وہ یونہی باسی، بے رونق اور بے ذائقہ ہو جایا کرتی ہے۔

"میری زندگی کچھ نہیں ہے۔مجھے امی اور وجدان کے لیۓ زندگی گزارنی ہے۔"

"تم یہ غلط کر رہی ہو۔مانا کہ انکا حق تم پر ہے لیکن ایسا نہیں ہے ک تمہارا حق تم پر ختم ہو چکا ہے۔۔ "

"میں اپنی خوشی سے یہ سب کر رہی ہوں الہام۔۔ "

اسکی آواز مدھم تھی لیکن پھر بھی الہام کی سماعت نے اسے جالیا۔وہ اسکے جواب پر گہرا سانس بھر کر رہ گئی تھی۔

"خوشی اور مجبوری میں فرق ہوتا ہے۔اور اپنے ساتھ زیادتی کرنے میں اس سے بھی بڑا فرق ہوتا ہے۔تم اب تک خود کو موردِ الزام ٹھہراتی ہو "!

"ایسا نہیں ہے۔۔ "

" ایسا ہی ہے۔تم اب بھی پچھلے ایام کی زد میں ہو۔تم اب بھی خود کو الزام دے رہی ہو کہ اگر تم امی یا ابو یا پھر وجدان کی زندگی میں نہ ہوتیں تو وہ ایک بہتر جگہ، بہترین زندگی سے ہمکنار ہوتے۔لیکن ایسا نہیں ہے نازنین۔۔ تم اس سب میں وکٹم ہو نہ کہ ملزم۔۔!"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

آس پاس کھلی فضا میں سانس لینا دوبھر ہونے لگا تھا۔اس نے بمشکل حلق میں جمع ہوتی گرہیں نگلیں اور الہام کی جانب دیکھا۔ اسکی آنکھوں میں پانی نہیں تیر رہا تھا۔۔وہ آنکھیں خشک تھیں۔۔

"میں وکٹم ہوں ملزم ہو یا پھر کرسڈ ہوں اس سب بحث میں مجھے نہیں پڑنا۔ میں بس اتنا جانتی ہوں کہ اگر میں کسی واقعے یا پھر حادثے کی وجہ بنی ہوں تو مجھے بہت طریقے اور سبھاؤ سے اسکی ذمہ داری قبول کرنی چاہیئے۔ میں امی اور وجدان کی حالت کی ذمہ دار ہوں الہام اس حقیقت کو تم نہیں جھٹلا سکتیں۔۔اور اس حقیقت کو قبول کرنے کے بعد میرے پاس کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا اپنی زندگی،اپنے لیئے جینے کا۔۔"

اسکا سنجیدہ سا انداز پلٹ آیا تھا۔کچھ لمحوں پہلے کی کمزوری عنقا ہو گئی۔اپنی ذات سے سرزد ہوئی کوتاہیوں پر وہ یونہی اکثر سردمہری سی ہو جایا کرتی تھی۔الہام نے اسکا ایسا انداز دیکھا تو مزید اس موضوع پر بات کرنا درست نہ سمجھا۔

"اچھا پھر کچھ نظر میں ہے کہ کہاں جاب کرنی ہے۔۔؟کوئی ادارہ یا پھر ٹیوشن سینٹر وغیرہ۔۔؟"

"سوچ رہی ہوں سر آفتاب کی آفر دیکھ لوں۔انہوں نے مجھے شام میں کلاسس لینے کا کہا تھا لٹریچر کی۔اگر معقول معاوضہ ہوا تو پھر دیر نہیں کرونگی۔۔"

الہام نے بھی اثبات میں سر ہلا کر تائید کی۔وہ دونوں پھر آپس میں باتیں کرتی رہیں اور کچھ دیر بعد وہاں سے اٹھ آئیں۔۔

****

"انصاری ہاؤس" کی چہل پہل اور ہر جانب پھیلی موہوم سرگوشیاں اس بات پر شاہد تھیں کہ گھر کے مکینوں کے علاوہ مہمان بھی قلیل مدت کے لیئے اس گھر کا حصہ تھے۔ ایہا دن چڑھے اٹھی تھی۔ بالوں کا گول

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مول سا جوڑا باندھے، ہاتھ کی پشت سے جمائی روکتی وہ شائستہ کے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ ہلکے نیلے رنگ کے نائٹ سوٹ میں اب تک ملبوس تھی۔

اس نے دروازہ تک کھٹکھٹانے کی زحمت نہ کی تھی۔سیدھی ہی اندر چلی آئی اور آکر دھم سے بیڈ پر گر سی گئ۔

شائستہ جو کمرے کے اندر ہی بنے ڈریسنگ روم میں کھڑیں، وارڈراب کا دروازہ بند کر رہی تھیں۔اس آواز پر چونک کر پلٹیں۔وہ نفیس سا لباس زیب تن کی ئے نک سک سے تیار لگ رہی تھیں۔پھر اسے بیڈ پر دراز دیکھ کر سر نفی میں ہلاتی پاس چلی آئیں۔۔ مسکرا کر آبی کو دیکھا۔

"اٹھ گئیں جناب۔۔ نینا مجھ سے پوچھ رہی تھی کہ تمہیں اٹھاؤں یا نہیں۔۔ پھر میں نے انکار کر دیا۔۔اچھا ہوا فریش ہو کر اٹھی ہو بالکل۔۔ "

انہوں نے اسکے ساتھ بیٹھتے ہوئے، اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھے تھے۔ وہ بیزار تھی۔۔ بیزار ہی رہی۔ اسکے بگڑے بگڑے سے تاثرات شائستہ کو کچھ اور ہی کہانی سنانے لگے تھے۔

"کیا خاک نیند آئی ہے مجھے۔۔ "

اس نے کہہ کر سر جھٹکا تو وہ چونکیں۔پھر ابرو نا سمجھی سے سیکڑ کر اسے دیکھا۔

"کیوں بھئ۔۔؟اتنی دیر تو سوتی رہی ہو۔۔ "

"مجھے بس ایک بات پوچھنی ہے ماما کہ وہ عورت ہمارے گھر کے۔۔انتہائی ذاتی فنکشن میں کس خوشی میں نمودار ہوئی تھی؟اسے دعوت دی کس نے تھی؟اور وہ بھوکے غریب لوگ۔وہ جنہیں ہم نے سالہا سال منہ نہیں لگایا، لیکن جونہی پلٹ کر غلطی سے دعوت کیا دی۔۔وہ تو تیار ہی بیٹھے تھے۔فوراً سے پہنچ گ ئے۔۔"

شائستہ اب تک اسے کم فہمی سے تک رہی تھیں۔ انہیں اندازہ نہ ہو سکا کہ وہ کس کے متعلق بات کر رہی ہے۔۔

"کیا مطلب آپی۔۔ کس کی بات کر رہی ہو بیٹے۔۔ "

اور ایبہا نے انہیں خونخوار نگاہوں سے دیکھا تھا۔ تیوری چڑھا کر بہت بد تمیزی سے۔ اس طرح جیسے والدین کو کبھی نہیں دیکھنا چاہیئے۔

"ماما فار گاڈ سیک یار!! اتنی معصوم نہ بنیں۔ آپ جانتی ہیں کہ میں کن کی بات کر رہی ہوں۔ وہ نازنین۔۔ وہ کیا کر رہی تھی کل کے فنکشن میں؟ "

اور اب کہ شائستہ نے گہرا سانس لیا تھا۔ پھر اسے دیکھا۔

"بیٹا کچھ وجوہات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ہمیں سب کو ساتھ لے کر چلنا پڑتا ہے۔ تمہارے ڈیڈ کی بھی کچھ مجبوریاں تھیں۔ "

"اور انکی ایسی کیا مجبوری آڑے آ گئی تھی کہ صدیوں پرانی رشتے داری کو یوں منظرِ عام پر لانا پڑا۔۔! پہلے تو کبھی کوئی نام تک لینا پسند نہیں کیا کرتا تھا اس گھر میں ان کا۔ "

"پہلے کی بات اور تھی۔ وقت بدلتا ہے تو مفاد اور اغراض میں تغیرات واقع ہو جاتے ہیں۔ اور ایک کاروباری شخص کے لیئے تو مفاد کا پیمانہ اتنی ہی تیزی سے بدلتا ہے جتنی تیزی سے اس دنیا میں سانس لیتی زندگی بدلتی ہے۔ کاروباری لوگوں کے لیئے محض تبدیلی کے ساتھ "ایڈجسٹ" کرنا اہم ہوتا ہے بیٹا۔۔ اگر وہ اس سب میں اپنے جذبات کو جگہ دیں گے تو بزنس کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اور بس پھر بزنس ہی ترقی کرتا ہے ماما۔ گھر میں پلتے انسانوں کی زندگی ایک ہی نقطے پر ساکت رہ جاتی ہے۔ ڈیڈ اس ترقی کے لیے کوئی پیش قدمی کیوں نہیں کیا کرتے؟ "

اس نے بلاشبہ بہت کڑا طنز کیا تھا۔ لمحے بھر کو شائستہ نے اس سے نگاہیں چرائی تھیں۔ پھر صلح جو سے انداز میں مسکرا کر اسکے رخسار کو چھوا۔

"ہوا کیا ہے۔۔؟ تم کب سے متاثر ہونے لگیں لوگوں کی موجودگی سے؟ جس آپی کو میں جانتی ہوں وہ تو لوگوں کو ایسے نظر انداز کرتی ہے جیسے وہ زندہ ہی نہ ہوں۔۔ اب ایسا کیا ہو گیا ہے کہ اس قدر غصہ آرہا ہے۔۔؟"

انکی بات پر وہ یکدم سیدھی ہو بیٹھی تھی۔ پھر بے چینی سے لب کاٹنے لگی۔ وہ ایسے بہت کم نروس ہوا کرتی تھی۔

"ماما۔۔ میں حرم کو پسند کرتی ہوں۔۔ آئی لائک ہم!"

ایک پل کو تو مقابل براجمان خاتون نے ابرو حیرت سے اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ وہ اس سے ایسی کسی بات کی توقع نہیں کر رہی تھیں۔ پھر وہ مسکرا دیں۔۔ جیسے اسکے اعتراف سے خوشگوار سی حیرت نے انکا احاطہ کیا ہو۔۔

"رئیلی۔۔؟ "

انکے استفسار پر وہ جلدی سے سر ہلا کر مسکرانے لگی تھی۔ وجود میں پھیلی تلخی لمحوں ہی میں زائل ہو گئی تھی۔ یوں گویا کڑوی سی زندگی میں کوئی میٹھا سا عطر گھول گیا ہو۔

"کب سے۔۔؟ بتایا کیوں نہیں مجھے۔۔ "

"آپ اس سب کو چھوڑیں ماما۔ یہ میں آپکو بعد میں بتادونگی۔۔ مسئلہ یہ ہے کہ حرم کو میں نے نازنین میں دلچسپی لیتے دیکھا ہے۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ اسے جانتا تک نہیں ہے آپی بیٹا۔وہ اس میں کیسے دلچسپی لے سکتا ہے۔۔؟اور نازنین اس سے بڑی ہے۔دو سال بڑی ہے وہ اس سے۔۔ "

لیکن انکی تاویل پر اسکا دل صبر نہیں ہو رہا تھا۔اس نے حرم کی محظوظ اور سراہتی نگاہ دیکھی تھی۔وہ نازنین کو اگر پسند نہ بھی کرتا تو آگے امکان یہی تھے کہ وہ اسے پسند کرنے لگے گا۔اور اسے اسی ایک امکان نے خوفزدہ کر دیا تھا۔

"ماما مجھے کچھ نہیں پتہ۔۔آپ اس نازنین کا داخلہ ہمارے گھر میں بند کروائیں۔میں اس کی جانب سے ان سیکیور ہو رہی ہوں۔۔ "

لیکن شائستہ نے انتہائی سکون سے آگے بڑھ کر اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔پھر اپنی شاطر چمکتی آنکھیں اسکے چہرے پر جمائیں۔لبوں کی تراش میں پر اسرار سا تبسم گھلا تھا۔وہ انہیں نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔

"میں نے کچھ پلان کیا ہے آپی۔۔کچھ بہت مزے کا۔تم بس تھوڑا سا انتظار کرو۔۔ تحمل سے کام لو۔۔میں اسے زندگی کا وہ سبق آموز سارا ستہ ازبر کرواؤنگی کہ وہ کبھی اس گھر میں قدم رکھنے کا سوچے گی بھی نہیں۔۔ "

"کیا مطلب۔۔؟کیا پلان ہے۔۔؟اور میرے بغیر کیسے پلان کر لیا آپ نے ماما۔۔ !"

وہ ان پر خفا ہوئی تھی۔شائستہ مسکرا کر سیدھی ہو بیٹھیں۔یونہی کان میں لٹکتے نازک سے آویزے پر انگشتِ شہادت پھیری۔آنکھوں کی الوہی چمک ایبہا سے چھپی نہ رہ سکی تھی۔

"جانتی ہو کمزرو عورت کون ہوتی ہے آپی۔۔؟ "

وہ سنگھار آئینے میں نظر آتے اپنے تر و تازہ سے سراپے کو تکتے ہوئے بہت جاذبیت سے بولی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ جو بیوقوف ہو۔۔ "

اسکے جواب پر انہوں نے ہولے سے گردن ہلائی تھی۔ مسکراہٹ اب تک لبوں پر رقصاں تھی۔

"وہ جو عقل مند ہو۔ "

انکے جواب پر وہ حیران ہوئی تھی۔

"عقل مند عورت کمزور کیسے ہوسکتی ہے ماما۔۔؟ کس طرح کی منطق ہے یہ۔۔؟ "

"ہوتی ہے بیٹے۔ عقل مند عورت بہت کمزور ہوتی ہے۔ ویسے ہی جیسے ذہین لوگ اکثر ڈپریشن اور گھٹن کا شکار رہتے ہیں۔۔" لمحے بھر کے توقف کے بعد وہ بولیں تو آواز سرد محسوس ہوتی تھی۔۔ "نازنین عقل مند ہے۔ وہ جتنی عقل رکھتی ہے اس سے کہیں زیادہ اپنی ذات کے اندر دکھوں کو جگہ دے سکتی ہے۔ کیونکہ عقل انسان کو جمع تفریق کرکے دیتی ہے۔ صحیح اور غلط کی۔ صاف اور میلے کی۔ وہ خوفزدہ رہتی ہے۔ اپنی عزت سے۔۔ سینت سینت کر رکھی جوانی سے۔۔ اپنی قربانیوں کے ضائع ہوجانے سے۔۔ ایسی عورت کمزور ہوتی ہے بہت۔۔ اور ہم اسے اسکی کمزوری سے ہی قابو کرسکتے ہیں۔ ہم اسے اسکی طاقت سے نہیں پکڑ سکتے۔ اسکی طاقت کا مقابلہ ہم نہیں کرسکتے لیکن اسکی کمزوری کو اپنی طاقت بناسکتے ہیں۔ انسانوں کی کمزوری ہی بہت سے انسانوں کی طاقت ہوتی ہے۔۔"

انہوں نے کہہ کر اسکی جانب دیکھا تھا۔۔ پھر ہولے سے مسکرائیں۔۔ سرد آنکھیں مسکراتے ہوئے بھیانک لگا کرتی تھیں۔

"اور جانتی ہو نازنین کی کمزوری کیا ہے۔۔؟ "

ایہانے میکانکی سے انداز میں سر نفی میں ہلادیا تھا۔ اسے نہیں پتہ تھا کہ اسکی کمزوری کیا تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تعلق۔۔!"

"تعلق۔۔؟"

اس نے سوالیہ سا دہرایا تھا۔۔

"وہ لوگوں سے تعلق نہیں گانٹھا کرتی لیکن جن سے گانٹھ لیتی ہے۔۔وہ انہیں کبھی نہیں چھوڑ سکتی۔۔"

"آپ کیا پلان کر رہی ہیں ماما۔۔؟"

"تمہارا راستہ ہموار کر رہی ہوں۔بس ساتھ دینا اور انجوائے کرنا۔ کمزوریاں بہت دلچسپ ہوتی ہیں۔ انکا وجود تھرل کا باعث ہوتا ہے۔اس تھرل کو مانجھ کر منظرِ عام پر لانے والا آرٹسٹ ہوتا ہے۔۔ ظالم آرٹسٹ۔۔اور مجھے ایسا آرٹسٹ بننے میں کوئی عار نہیں۔"

"پھر کب تک انتظار کروں میں۔۔؟"

اس نے پرجوش ہو کر پوچھا تھا۔

"بس تھوڑا سا۔۔"

بند کمرے میں وہ دونوں اب تک مدھم سرگوشی میں باتیں کر رہی تھیں۔کوئی اگر انکے کمرے میں قدم رکھتا تو اسے سانس لینے میں دشواری ہو جاتی کیونکہ کمرے کی فضا میں۔۔کاٹ دار ارادوں کی بدنیت سے بُو بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ شام تک واپس پلٹی تو تھکن سے چُور ہو چکی تھی۔ اس نے سر آفتاب کی آفر کو قبولنے کی ہامی بھر لی تھی اور چونکہ ٹیچر کی کمی تھی تو اسے آج ہی کلاس بھی لینی پڑی تھی۔ گھر پہنچتے پہنچتے اسے چھ بج گئے تھے۔ دور کہیں مغرب کی اذانیں بھی گونج رہی تھیں۔ صوفیہ کو اس نے فون پر آگاہ کر دیا تھا، اسی لیے وہ بھی بنا کسی پریشانی کے اسکا انتظار کرتی رہی تھیں۔

اس نے گھر آکر کھانا کھایا، وضو بنایا اور پھر چند لمحات کے لیے کمرے میں آکر خاموشی سے لیٹ گئی۔ جوڑ جوڑ تھکن سے دکھنے لگا تھا۔ سونے پر سہاگہ رات کو رضا کی بارات میں بھی شرکت کرنی تھی۔۔ وہ اب کہ واضح طور پر کرّاہی تھی۔

"کیا ہوا پھپھو۔۔؟ ایسا کیا سوچ رہی ہیں کہ آپکی کرّاہ مجھے برابر کمرے تک سنائی دے گئی۔۔ "

جینز پر بٹن شرٹ پہنے، بالوں کو کم عمر لڑکوں کی مانند ماتھے پر بکھیرے وہ دروازے میں ایستادہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

"مجھے سونا ہے۔۔ "

"تو سو جائیں۔۔ "

"پھر کبھی نہیں اٹھنا۔۔ "

اور وجدان نے وہیں کھڑے کھڑے گہرا سانس لیا تھا۔

"اس قسم کی مایوس کُن باتیں کر کے تھکتی نہیں ہیں آپ۔۔؟ "

"میں کب مایوس ہوئی۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے سر اٹھا کر خفگی سے دیکھا تھا اسے۔

"ابھی کیا کر رہی ہیں آپ۔۔؟ "

"مجھے بارات میں نہیں جانا۔مایوس نہیں ہوں میں۔بس مجھے وہاں نہیں جانا جہاں میں نہیں جانا چاہتی۔۔ "

"آپ واقعی نہیں جانا چاہتیں۔۔؟ "

اس کے پوچھنے پر وہ جو چھت پر گھومتے پنکھے کو تک رہی تھی۔ہلکا سا ٹھٹکی۔۔پھر یونہی لیٹے لیٹے گردن ایک بار پھر سے اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"مجھے سچ میں نہیں جانا۔۔ "

آواز بالکل ہلکی کرلی۔کہیں امی سن لیتیں تو اور ہی مصیبت آجانی تھی۔

"اگر میں آپکی جگہ چلا جاؤں تو بدلے میں آپ مجھے کس چیز سے نوازیں گی۔۔؟کیونکہ آپ جانتی ہیں کہ میں کوئی بھی کام اپنا الاؤنس طے کیۓ بغیر نہیں کیا کرتا۔۔ "

وہ یکدم بستر پر اٹھ بیٹھی تھی۔تھکے تھکے سے چہرے پر اک چمک سی لہرائی۔۔لب بے ساختہ ہی مسکرا اٹھے۔۔سیاہ آنکھیں پھیل گئیں۔۔وجدان نے بمشکل اپنی ہنسی روکی تھی۔پھپھو جتنا سنجیدہ کوئی نہیں تھا لیکن پھپھو جتنا غیر سنجیدہ اور بچوں کی طرح خوش ہونے والا بھی اس نے کوئی نہیں دیکھا تھا۔

"کیا چاہیۓ بولو۔۔ "

"آپ کیا دے سکتی ہیں۔۔بتائیں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایک ابرو اٹھا کر کسی منجھے ہوئے کون آرٹسٹ کی مانند ڈیل کرنا چاہی۔ نازنین نے خفا آنکھوں سے دیکھا تھا اسے۔۔

"کتنے تیز ہو گئے ہو تم۔۔ !"

"میں کوئی چھرا نہیں ہوں جو تیز ہو جاؤنگا۔ "

نازنین کو ہنسی آ گئی۔ خود کو آس پاس کی چیزوں سے تشبیہ دینے کی عادت وجدان میں بچپن سے تھی۔ پھپھو۔۔ میں کوئی بکرا نہیں ہوں جو دو ٹانگیں اٹھا کر دیوار کے اس پار دیکھ لوں۔۔ پھپھو۔۔ میں کوئی مچھر نہیں ہوں جو آپ کے کان میں یوں بھنبھناتا رہوں۔۔ حالانکہ رات کو اس سے کہانی سنتے ہوئے وہ نیند میں اکثر اسی قسم کی آوازیں نکال رہا ہوتا تھا۔ وہ غصے میں آ کر اسے اپنے بستر سے نکلنے کا کہتی لیکن وہ اس میں اور سمٹ جاتا۔ وہ بچہ اب کتنا بڑا ہو گیا تھا۔ اسے اپنے کندھوں سے ہر بوجھ اترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"تم چلے جاؤ۔۔ وہاں سے آ کر مجھے بتا دینا جو بھی چاہیے تمہیں۔ میں ہر معاوضے کے لیے تیار ہوں۔۔ "

"پکا۔۔؟ آپ کے پاس انکار کا کوئی حق نہیں رہے گا پھر۔ اور اگر آپ نے اپنی ذہانت سے پینترا بدلنا چاہا تو پھر اچھا نہیں ہو گا پھپھو۔۔ "

وہ کہہ کر یعنی دھمکا کر کمرے سے باہر نکلا تو وہ دیر تک اسکے انداز پر ہنستی رہی۔ یہ وجی بھی ناں۔۔ اس نے بستر سے پیر اتارے اور الماری کی جانب بڑھ آئی۔ مغرب کی نماز کا وقت اب تک تازہ تھا۔

****

رضا کی مہندی والے دن۔۔۔

وہ "شوٹنگ کلب" میں موجود تھا۔ اس شوٹنگ کلب کا نقشہ کچھ اس قدر ذہانت سے ترتیب دیا گیا تھا کہ وہاں موجود بہت کم جگہ میں بھی واش رومز، کنٹرول روم اور ریسٹ روم با آسانی بنا ہوا تھا۔ گردن گھما کر دیکھا جاتا تو ہر جانب پری کاسٹ کنکریٹ کی دیواریں نظر آتیں۔ وہ ناقابلِ دخول دیواریں تھیں۔ اکثر شوٹنگ کلبز کی دیواریں اسی قسم کے مواد سے کھڑی کی جاتی تھیں۔ حفاظتی طور پر بھی اور تکنیکی لحاظ سے بھی۔ کیونکہ غلط یا چُوکے ہوئے شوٹ کا واپس پلٹنا بے حد خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ اسی لیئے اس قسم کے مواد کا استعمال کیا جاتا تھا جو ایک بالکل محفوظ شوٹنگ کلب کا نقشہ کھینچ سکے۔

وہ تہہ خانے میں بنا، نجی شوٹنگ کلب تھا۔ حرم اکثر مشق کرنے کے لیے یہاں چلا آتا تھا۔ یہ جگہ اس کے لیے بے ذہنی سکون کا باعث ہوا کرتی تھی۔ کیوں۔۔؟ کیا مجھے بتانے کی ضرورت ہے۔۔!

ہتھیار اور انکا استعمال کسی نشے کی صورت انسانی نفسیات کا احاطہ کرتے ہیں۔ ان کے استعمال میں مہارت حاصل کرنا اور اپنے طے شدہ ہدف کو ایک ہاتھ کی جنبش سے پاٹ لینے کی چاہ کا ادراک صرف وہی انسان کر سکتا ہے جو ان ہتھیاروں سے مانوس رہا ہو۔ جس نے انکے ساتھ زندگی کے سیاہ و سفید ایام کا سامنہ بڑی بہادری سے کیا ہو۔ ہتھیار زندگی دیا کرتے ہیں۔۔ اور موت بھی۔۔!

کنٹرول روم اور ریسٹ روم ساتھ ساتھ ہی بنے تھے۔ کنٹرول روم کی دیواریں بُلِٹ پروف تھیں۔ اک تنگ سا دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا جاتا تھا اور ساتھ ہی اس دروازے کے عین برابر میں چھوٹی سی کھڑکی تھی۔۔ ریسٹ روم بالکل ایک طرف بنایا گیا تھا اور واش رومز عقبی طرف کو تھے۔ یہاں سے دیکھنا ممکن نہیں تھا، اس کے لیئے داخلی دروازے کے ساتھ سے نکلتی دوسری راہداری سے ہو کر گزرنا پڑتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کنٹرول روم کے عین سامنے شوٹنگ لینز اک قطار میں بنائے گ ئے تھے۔ ان جگہوں پر شوٹرز کھڑے ہو کر نشانہ لیا کرتے اور سامنے موجود "ٹارگٹ" ہی انکا نشانہ ہوا کرتا تھا۔ ٹارگٹ، لینز سے اک طے شدہ فاصلے پر تھے۔ جہاں سے شوٹنگ رینج برابر آتی اور ہتھیار کی صلاحیت کے مطابق شوٹر باآسانی اہداف طے کر سکتا۔

وہ بھی ان لینز میں سے ایک کے سامنے کھڑا تھا۔ آنکھوں پر حفاظتی چشمہ لگائے، دائیاں ہاتھ مضبوطی سے لمبا کی ئے۔۔ بھوری نگاہوں کو سنجیدگی سے سامنے جھولتے ٹارگٹ پر مرکوز کی ئے۔ وہ اک ڈسپوزیبل کاغذ کا ٹارگٹ تھا، جس پر انسانی جسم کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ اس نقشے میں کئی دائرے کھینچے گ ئے تھے۔ ہر دائرے کی اپنی اہمیت تھی لیکن سب سے اہم اور باصلاحیت شوٹر وہی گردانا جاتا تھا جو چھوٹے دائرے کے عین بیچ میں، بنا چُوکے نشانہ لے سکے۔

اس نے ابھی انگشتِ شہادت سے ٹرگر کو چھوا ہی تھا کہ اسکا فون بج اٹھا۔ کان میں لگے نازک آلے کو دبا کر اس نے متوقع کال ریسیو کی تھی۔

"بولو۔۔ "

"جو کام میں نے تمہیں کہا تھا۔۔ کیا تم اسکے لی ئے راضی ہو۔۔؟ "

آگے والے کی چاک وچوبند سی آواز اسکی سماعت میں گھلی تو اسکی نگاہیں اگلے ہی لمحے سخت ہو گئیں۔ ہتھیلی میں قید پستول پر گرفت بڑھ گئ۔

"میں ایسا کام کیوں کرونگا، طالوت؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیونکہ تم اس کام کے لیئے چُنے گئے ہو۔۔ "

بہت پر سکون سا جواب موصول ہوا تھا اسے۔اس نے لب بھینچ لیے۔

"میں چُنا نہیں گیا ہوں۔مجھے نشانے پر رکھوایا گیا ہے۔کیوں کیا تم نے ایسا۔۔؟ "

"میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ "

"انسان کے پاس ہمیشہ راستہ ہوتا ہے۔وہ اگر تلاش کرنے میں کوتاہی برتے تو یہ اسکی بدنیتی گردانی جاتی ہے۔۔ "

"تم سمجھ رہے ہو کہ میں بدنیتی سے کام لے رہا ہوں۔۔ "

اس جانب سے گونجتی آواز میں طیش ابھرا تھا۔اس نے گہرا سانس لیا اور پھر یکدم ٹرگر دبا دیا۔چوتھا دائرہ۔۔اسکا نشانہ چوتھے دائرے پر لگا تھا۔

"چوتھا دائرہ۔۔۔کیا میں درست اندازہ لگا رہا ہوں؟ "

اس نے شاید فائر کی آواز سن لی تھی اور جس طرح وہ فاتحانہ سے انداز میں بغیر دیکھے اسے اسکا نشانہ بتا رہا تھا۔وہ تو بہت ہی محظوظ کن لمحہ تھا۔۔لیکن حرم حیران نہیں ہوا۔۔

"ذہنی انتشار کا شکار ہو تم اُریبی۔۔ "!

"بکواس بند کرو اپنی۔۔ "!

اس نے ایک بار پھر سے نشانہ لے کر فائر کیا اور اس بار وہ اپنے ہدف کے قریب ہو گیا۔اسکا فائر عین تیسرے دائرے کے وسط میں جا لگا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیوں منتخب کیا مجھے تم نے۔۔؟ "

"تم جتنا باصلاحیت کوئی دوسرا نہیں۔ یہ کام ذمہ داری اور باریک بینی کا ہے۔ میں کسی ٹرینی کو نہیں دے سکتا۔ مجھے "پرو" چاہیئے۔ "

"جیسے میں تو تمہیں جانتا ہی نہیں ہوں ناں۔۔ "!

اس نے تلخی سے مسکرا کر سر جھٹکا تھا۔ دوسری جانب طالوت ہنس دیا تھا۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی پکڑا جائے گا۔

"جانتے ہو انسان کب بے خوف ہو کر کام کیا کرتے ہیں۔۔؟ "

"بالکل۔۔ جب وہ خوف کے اک گہرے سمندر کو پاٹ کر آئے ہوں۔۔"

اس نے ٹرگر دبایا اور نشانہ دوسرے دائرے کے وسط میں جا لگا۔ اسکا ذہنی انتشار اب کہ سمٹ رہا تھا۔ نشانے درست ہو رہے تھے۔ ہاتھ میں تھامے ہتھیار نے ابرو اٹھا کر فخر سے اسے دیکھا تھا۔

"ہم جذباتی طور پر جن واقعات، انسانوں یا پھر جگہوں سے وابستہ ہوتے ہیں ناں اُریبی۔۔! ہم محض انہیں ہی اپنی حیات کی تمام تر طاقتیں لگا کر بچانے کی جرأت کرتے ہیں۔۔ کر سکتے ہیں۔۔ ایموشنل اٹیچمینٹ بہت طاقتور ہوتی ہے۔ سمندر میں کھڑی ظالم چٹانوں تک کو ہلا دیتی ہے۔۔"

اسکا ٹرگر کو دباتا ہاتھ لمحے بھر کے لیئے ساکت ہو گیا تھا۔ ابرو حیرت سے اوپر کو اٹھے تھے اور آنکھوں کی پتلیاں ایک ہی نقطے پر ٹھہر گئی تھیں۔

"کیا کہنا چاہتے ہو سیدھی طرح کہو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی بہت سرد آواز ابھری تھی۔ طالوت نے دوسری جانب گہرا اسانس لیا تھا۔ پھر وہ بولا۔۔ آواز اس قدر ہلکی تھی کہ حرم کو لمحے بھر کے لی ئے خوفزدہ کر گئ۔۔

"تمہارے وعدے کو نبھانے کا وقت آ گیا ہے حرم! وہ وعدہ جو کئ ایام پہلے طے پا گیا تھا اور اب وقت کی دھول میں کھو کر عنقا ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ لیکن کیا میں تمہیں بتاؤں کہ سروائیور زندہ رہ جائے تو قاتل کی موت ہو جایا کرتی ہے۔۔"

اسکی آنکھیں اب تک ساکت تھیں۔ لب ادھ کھلے رہ گ ئے تھے اور لمبا کیا گیا دائیاں ہاتھ شل ہونے لگا تھا۔

"وہ لڑکی۔۔! وہ لڑکی زندہ ہے اور اسکی موت کا عندیہ جاری کر دیا گیا ہے۔ کیا تمہیں اب بھی لگتا ہے کہ میں نے تمہیں چن کر غلط کیا؟ اگر تمہیں ایسا لگتا ہے تو تم اس کیس سے ہاتھ ہٹا لو۔ مجھے مجبوراً معارج سے بات۔۔"

"میں تیار ہوں۔۔"

اگلے ہی لمحے اسکی بے تاثر سی آواز ابھری تھی۔ ماتھے پر گرے، گہرے رنگ کے بالوں سے جا ملے ابرو اپنی جگہ واپس آگ ئے۔ حیرت تھم گئ۔۔ حقیقت پلٹ آئ۔۔ شوٹرز کو اتنی ہی حیرت ہوا کرتی تھی بس!

"کیا تم میرے مطالبے کی توقع کر رہے تھے۔۔؟"

اسکے ٹھنڈے رد عمل کر یقیناً دوسری جانب موجود شخص متعجب ہوا تھا۔ اس کے لبوں کی تراش میں بہت ہلکا سا تبسم اترا۔۔ بھوری پر کشش آنکھیں، اس آخری دائرے پر جم سی گئیں۔

"نہیں۔ شاید ہاں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"نہیں بدلے تم آج بھی۔۔ویسے ہی ہو جیسے کئی سال پہلے تھے۔"

طالوت محظوظ سا ہنس رہا تھا۔ اس نے ٹرگر دبایا اور اب کہ شوٹ عین تنگ سے دائرے کے وسط میں سوراخ کر گیا۔ پستول کی نال سے لمحے بھر کو ہلکا سا دھواں اٹھ کر فضا ہی میں تحلیل ہو گیا تھا۔ اس نے ہاتھ نیچے کر لیا۔ بے تاثر آنکھیں اب تک اس دائرے پر جمی تھیں۔

وہ پہلا دن تھا جب اس نے نازنین کا پیچھا کیا تھا۔ کیونکہ اسکے مرتے ہوئے بھائی نے اپنے خون آلود ہاتھوں سے اسکے ہاتھ تھام رکھے تھے۔ وہ مرتا ہوا شخص کہیں آج بھی اسکے آس پاس زندہ تھا۔

اس نے اپنی بہن کی حفاظت کے لیے اس سے مرتے ہوئے آخری دفعہ بھیک مانگی تھی۔ وہ اس وقت محض بیس سال کا تھا۔ اس کے کم سن ہاتھوں نے اس خون آلود شخص کے ہاتھ بہت مضبوطی سے تھام رکھے تھے۔ اسے لگا تھا کہ شاید اسکے مضبوطی سے پکڑے رہنے پر وہ بچ جائے گا لیکن وہ نہیں بچا۔۔ وہ مر گیا تھا۔۔ وہ اس رات ہی ختم ہو گیا تھا۔۔ لیکن پھر وہ کبھی اس کے دماغ سے نہ نکل سکا۔

اس نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ اس وعدے کی تعبیر سے خوفزدہ ہو کر گزارا تھا۔ اسے لگا یہ سب وہم ہو گا۔۔ ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی کو محض وہ ایک "گھرانہ" یاد رہ جائے۔۔ لیکن وہ غلط تھا۔ طالوت ٹھیک ہی کہتا تھا شاید۔۔ قاتل اپنے سروائیورز کو نہیں بھولا کرتے۔ وہ اپنی ذات کو بھلا سکتے ہیں لیکن اپنے کام میں موجود کسی جھول کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اور بلاشبہ۔۔ نازنین اس کام میں سب سے بڑا جھول تھی۔

وہ پہلا دن تھا جب وہ اس لڑکی کے پیچھے گیا تھا۔ وہ کس یونیورسٹی میں ملازمت کیا کرتی تھی، اسکے تعلقات کیسے تھے، اسکے اطوار، عادات، معاملات کو حل کرنے کی صلاحیت، روٹین۔۔ اسے حفظِ ماتقدم کے طور پر ان سب نکات کو حفظ کرنا تھا۔ اس نے سارنگ سے کہہ کر بنیادی معلومات نکلوائیں اور پھر وہ گھر تک اسکا پیچھا کرتا رہا۔ وہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس سے ایک خاص فاصلے پر تھا۔ اسکی گاڑی کے پیچھے۔۔وہ کسی کالج کے سامنے اتری تو حرم بھی محتاط سا اتر آیا۔ وہ محتاط تھا۔۔ اس دنیا میں کونسا انسان کس حقیقت کے ساتھ جی رہا ہے، کوئی ادراک نہیں کر سکتا۔ اسے اس لڑکی کو محض شک کی نگاہ سے دیکھنا تھا۔ تنقیدی نگاہ سے۔۔ تا کہ وہ اسی حساب سے اپنا اور اسکا تعلق استوار کر سکے۔ وہ نرم ہو گی تو اسے سخت رہنا پڑے گا۔۔ وہ سخت ہو گی تو وہ نرم ہو جائے گا۔۔ دو مخالف سرے ایک دوسرے کو اپنی جانب کھینچا کرتے ہیں۔۔ انسانوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ درکار تھا۔۔

وہ ابھی اسکے پیچھے ہی تھا۔ خاموشی سے اس پر نظر رکھے ہوئے۔۔ لیکن اس لڑکی نے یکلخت ہی چہرہ پھیر کر دیکھا۔۔ شاید وہ محسوس کر چکی تھی کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔۔ کسی نے اس پر چیک رکھا ہوا ہے۔ اس نے فوراً سے اپنا سراپا کالج کے قد آدم سے گیٹ کی اوٹ میں کر لیا تھا۔ وہ اتنی بھی بے خبر نہیں تھی جتنا وہ اسے گردان رہا تھا۔ اسکی حساسیت بلاشبہ حرم کے لیئے مسئلہ کھڑا کر سکتی تھی۔ اگلے ہی پل وہ اپنی کار کی جانب آیا اور نشست پر پیچھے ہو بیٹھا۔ اسے اپنی آنکھیں کھلی رکھنی تھیں اور چوکنا رہنا تھا۔

****

شام تک وہ اسکے پیچھے رہا اور پھر سارنگ کے کلینک چلا آیا۔ سارنگ اسکا بہت گہرا اور اچھا دوست تھا۔ انکی ٹریننگ ساتھ ساتھ ہوئی تھی اور وہ عرصہ ء دراز سے ساتھ ہی کام کر رہے تھے۔ لیکن پھر سارنگ کی جانوروں میں گہری دلچسپی کے باعث اس نے ویٹرائنری (جانوروں کا ڈاکٹر) بننا پسند کیا تھا۔ کافی عرصے تک وہ اس سے رابطے میں نہ رہ سکا کیونکہ وہ ملک سے باہر پڑھنے گیا ہوا تھا اور حرم پاکستان میں ہی تھا۔۔ اپنے "بہت پیار کرنے والے" گھرانے کے ساتھ۔ یہ فقرہ اکثر وہ آنکھیں گھما کر سوچا کرتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس رات وہ اسکے کلینک تو چلا آیا لیکن پھر وہی۔۔ کوئی اسکے پیچھے تھا وہ محسوس کر چکا تھا۔ اس نے کلینک میں داخل ہو کر سارنگ کی جانب دیکھے بغیر قدم عقبی راہداری کی جانب تیزی سے بڑھائے۔۔ سارنگ نے حیرت سے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔

"کیا۔۔ کہاں۔۔؟ "

لیکن اگلے ہی پل اس نے سمجھ کر سر بھی ہلا دیا تھا۔ یہ حرم اور اسکی دشمنیاں! تنگ آگیا تھا وہ اسے اپنے کلینک میں چھپا چھپا کر۔۔ اور ایک وہ تھا ناشکرا ذلیل دوست!! کہ ہر دفعہ اسکے کلینک کی وہ حالتِ زار کر کے یہاں سے جاتا کہ سارنگ اپنا سر پیٹ کر رہ جاتا۔ پھر خود سے عہد باندھتا کہ اب وہ اسے پناہ ہرگز نہ دے گا۔۔ لیکن اگلی دفعہ پھر یہی ہوتا اور اسے پناہ نہ دینے کے وعدے یونہی چلتے رہتے۔۔

سارنگ کے کلینک کو تباہ کرنے کے بعد وہ سیدھا گھر چلا آیا تھا۔ سہیل کو اپنے دن بھر کی روداد سنائی تھی۔ وہ کہاں رہا، کیا کرتا رہا، کدھر کھپتا رہا۔ رات رضا کی مہندی بھی تھی۔ جانے نازنین وہاں آتی بھی یا نہیں۔۔ اسے اس بابت کچھ بھی پتہ نہیں تھا۔ اور نہ اس نے کسی سے پوچھنا گوارا کیا۔۔ اس گھر میں تو وہ نازنین کو جانتا تک نہیں تھا ناں!! اسے اپنی اس "بیک اسٹوری" کے ساتھ اب آخر تک چپکے رہنا تھا۔

صد شکر کے مہندی میں جانے والے شور ہنگامے کے باعث کسی نے اور خاص کر سہیل نے اس سے استفسار نہیں کیا تھا کہ وہ دن بھر کہاں رہا؟ سہیل اور حرم کی کہانی آپکو بعد میں سنائی جائیگی، پہلے اس بات کی طرف آتے ہیں کہ وہ اس مہندی کی تقریب کو کس طرح نازنین سے شناسائی قائم کرنے کے لیئے استعمال کر سکتا ہے۔۔ اور پھر اگلے ہی پل اسے حل سوجھ گیا۔۔ !

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ مہندی میں چلا آیا تھا۔اس نے اک خاص فاصلے سے داخلی دروازے پر نظر رکھی ہوئی تھی۔وہ اندر آتی تو اسے پتہ چل جاتا اور اگلے ہی پل اسے پتہ چل گیا۔۔کیونکہ وہ ایک ادھیڑ عمر خاتون کے ساتھ اندر داخل ہوئی تھی۔ چہرے پر ڈھیروں سنجیدگی اور بیزاریت سجائے۔۔ وہ اپنی جگہ ہی خاموشی سے کھڑا اسے دیکھے گیا۔۔یوں گویا کئی برسوں پہلے کئے وعدے کے زیرِ اثر ان سنہری قمقموں تلے بھیگ رہا ہو۔۔

اس نے اگلے ہی پل قدم اسکی جانب اٹھائے لیکن اوہ نو۔۔! ایک خاتون اسے روک چکی تھیں۔۔ اب وہ کیا کرے!!! اسکا دل چاہا اپنے بال نوچ لے لیکن یہ ممکن نہیں تھا۔۔کیونکہ وہ۔۔وہ تو خوش اخلاق اور خوش شکل ساحرم تھا ناں۔۔۔وہ ایسا تھا یا نہیں لیکن اس سمے اسکا ہر قسم کی خوش اخلاقی پر لعنت بھیجنے کو دل چاہا تھا۔۔ !!!

اس نے جلد از جلد اس خاتون سے بمشکل اپنی جان چھڑانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ پھر بھی اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔خاندان بھر کی خواتین کی آنکھوں میں چمکتا تارا تھا وہ۔۔بقول روحیلہ کے۔۔سب اس پر نگاہیں جمائے ہوئے تھیں تاکہ اپنی بیٹیوں کے لیے رشتے کی بات کرتے ہوئے وہ حرم کو اپنی جانبداری کے لیئے استعمال کر سکیں۔

اگر جو وہ انہیں بتا دیتا کہ وہ ایک نجی ایجنسی کا گن مین تھا۔۔اگر جو وہ انہیں بتا دیتا کہ اسے خاص کاموں کے لیے ہائیر کیا جاتا تھا۔۔اگر جو وہ انہیں بتا دیتا کہ وہ ایک "ڈیڈلیسٹ شوٹر" تصور کیا جاتا تھا۔۔تو شاید ہاں۔۔پھر وہ مائیں اسکی جانب دیکھنے کی غلطی ہرگز بھی نہ کرتیں۔اور "رشتے" گانٹھنے والی نگاہ سے تو کبھی بھی نہیں۔۔

اسکے بڑے بھائی کی جانب خاندان کی کوئی بھی خاتون نگاہ کرنے سے گھبراتی تھی۔شاید اس لیے کہ اسکی عادات مشکوک اور اطوار عامیانہ رہا کرتے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس کے برعکس حرم کا انداز بالکل مختلف تھا۔ وہ ذمہ دار اور سمجھدار لگتا تھا۔ اس نے سہیل کے ساتھ بھی کاروبار میں بے حد اہم کردار ادا کیا تھا۔ سہیل اب اپنے بڑے سپوت پر انحصار کرنے کے بجائے اس پر بھروسہ کیا کرتے تھے۔ اسے ناگزیر میٹنگز میں شرکت کے لیے بالخصوص پہلے سے آگاہی دیا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ اپنے کلائنٹس سے حرم کو بطور ذمہ دار بیٹے کے متعارف کروایا کرتے تھے۔

اسی بنیاد پر اسکا بڑا بھائی اسے ناپسند کرنے لگا تھا۔ وہ اس ناپسندیدگی کو بہت پہلے سے محسوس کر چکا تھا لیکن اس نے اپنا انداز بے نیاز رکھا ہوا تھا۔ اسے فرق نہیں پڑتا۔۔ اس نے ہر ایک کو یہی باور کروایا۔۔ جن سے اسکی جذباتی وابستگی نہیں تھی وہ ویسے بھی ایسے لوگوں کو کسی کھاتے میں نہیں لیا کرتا تھا۔ روحیلہ نے البتہ شروع کے چند سالوں میں اس سے خاصہ روکھا سارویہ رکھا تھا۔ کیوں؟

کیونکہ وہ سہیل اُربی کا بیٹا تھا۔۔ محض انکا ہی۔۔ وہ ان کی دوسری بیوی سے تھا۔۔ دوسری بیوی جنہیں سہیل نے شہر سے کہیں دور اک گاؤں میں روپوش رکھا ہوا تھا۔ وہ انکے والدین کے اصرار پر کی گئ شادی تھی۔ وہ اس شادی سے خوش نہیں تھے۔ انکی خواہشات اور آرزوئیں بہت بلند تھیں۔ وہ کسی گاؤں نما شہر میں رہنے والی لڑکی کے ساتھ تعلق استوار کرکے اپنا مستقبل تاریکی کی نذر نہیں کر سکتے تھے۔ اسی لیے وہ انہیں چھوڑ کر شہر چلے آئے۔ یہاں آکر انہوں نے روحیلہ سے شادی کرلی۔ انکے پاس ان دنوں اگرچہ کوئی لمبا چوڑا کاروباری یا مالی حصہ نہیں تھا لیکن وہ دِکھنے میں بہت پرکشش اور خوبصورت تھے۔ یوں گویا حرم کی جوانی عین سامنے رکھ دی گئ ہو۔۔

شہری زندگی میں ترقی کرتے وہ اپنے اس بیٹے کو بھول گئے تھے جو گاؤں نما شہر میں بہت خاموشی سے بڑا ہورہا تھا۔ روحیلہ جلد ہی امید سے ہوگئ تھیں جبکہ حرم کی والدہ کو خدا نے دو سال بعد حرم سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نوازہ تھا۔ وہ اس میں بھی خوش تھیں۔ خوش رہنا جانتی تھیں۔ پھر زندگی نے کچھ یوں موڑ کاٹے کہ اسے شہر آنا پڑا اور پھر نہ صرف اپنا تباہ حال علاقہ چھوڑنا پڑا بلکہ یہیں آکر رہنا اسکے لیے ازحد ضروری ہو گیا۔ شروع شروع میں گھر کا ہر فرد اس سے نفرت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ سہیل کی نگاہوں میں بھی چبھتا تھا۔ لیکن پھر ہر وقت گزر گیا۔۔ گزرے ایام میں اس نے اپنی جگہ بنالی۔۔بقول طالوت کے۔۔اسے جگہیں بنانا آتی تھیں۔۔

روحیلہ بھی وقت کے ساتھ ساتھ اسکے لیے نرم پڑتی جارہی تھیں۔ وجہ اسکی نرم اور خیال رکھنے والی طبیعت تھی۔

جب انکا اپنا بیٹا ان پر ایک سے دوسری نگاہ ڈالنے کو اہم خیال نہیں کرتا تھا تب حرم نے ان کا خیال رکھا تھا۔ وہ اسکے اس قدر احترام پر دن بدن اسکے لیے اپنے دل میں گداز محسوس کرنے لگی تھیں۔

سہیل کا پہلے پہل تو کوئی لمبا چوڑا کاروبار نہیں تھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ انکا کاروبار دن رات کی محنت اور توجہ سے چمک اٹھا تھا۔ وہ پلاٹنگ کا کام کیا کرتے تھے۔ اوائل دنوں میں تو انکے پاس محض ایک پلاٹ تھا جسے انہوں نے بیچ کر اس کام کا سنگ میل طے کیا تھا۔ گزرتے وقت کے ساتھ، جونہی کاروبار میں برتری میسر آئی تو انہوں نے اپنی ایک چھوٹی سی کمپنی کا افتتاح بھی کر لیا۔ اس چھوٹی سی اور کمزور کمپنی کو مضبوطی کا سفر طے کرتے بہت سے لوگوں نے اپنی نگاہوں سامنے دیکھا تھا۔

انہوں نے اپنی جوانی صرف کی تھی اس کاروباری سفر کو طے کرنے میں۔ لیکن بڑے بیٹے کی لاپرواہی نے انہیں بے حد دکھ پہنچایا تھا۔ اب انکے لیے ایک آخری امید حرم تھا جسے وہ کھونے سے ڈرتے تھے۔ اسی لیے اب اس پر سختی سے چیک رکھنا شروع ہو چکے تھے۔ وہ انہیں اپنی کاروباری ضروریات کے لیے درکار تھا۔ لیکن اب وہ انہیں کیا بتاتا کہ وہ محض انکا بیٹا نہیں تھا۔۔ بلکہ اسکے کھاتے میں اور بھی بہت سے لوگوں کی قرض رقم تھے۔ انہی قرضوں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

کو اتارنے نے لیے اس نے یہ آخری کام کرنے کی ہامی بھری تھی۔۔ اور بس۔۔ اب وہ اس آخری کام کے بعد کبھی بھی اس زندگی کی جانب پلٹ کر دیکھنے والا نہیں تھا۔

زمینی فیصلے طے ہو جائیں تب بھی آسمانی فیصلوں کو مات نہیں دے سکتے۔۔ اسے بھی اندازہ تھا کہ وہ کس کام کی جانب بڑھ رہا ہے۔۔

وہ خاتون سے اپنا دامن بچا کر گھر کے افراد کی جانب بڑھ آیا۔ ایہا اسے پسند کرتی تھی۔۔ وہ جانتا تھا۔۔ لیکن وہ ایہا کو پسند نہیں کرتا تھا۔۔ اسے یہ بھی معلوم تھا۔۔ وہ اسے پسند نہیں کر سکتا تھا۔۔ چاہ کر بھی نہیں۔۔ کیونکہ اسکی نگاہوں میں کئی سال پہلے کوئی اور ہی اپنی جگہ بنا گیا تھا۔ اب اسکی نگاہوں کو کوئی بھی رنگینی خیرہ نہیں کیا کرتی تھی۔۔ کسی رنگینی کا آخر ان سیاہ آنکھوں سے مقابلہ ہی کہاں تھا۔۔ لیکن پھر ہر وہم کی طرح اسکا یہ وہم بھی سمٹ گیا۔ ٹوٹ گیا۔۔ دھول بن کر ہوا میں تحلیل ہو گیا۔۔

اس نے گردن پھیر کر نازنین کو دیکھا اور اپنی جگہ ہی جم سا گیا۔ اپنے کندھوں پر اگلے ہی پل بہت بھاری بوجھ محسوس ہوا تھا اسے۔۔ کیا وعدے اس قدر گہرا اثر رکھتے ہیں؟ اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ پھر موقع تلاش کر کے وہ اسکی جانب چلا آیا۔۔ اسے اس سے تعلق استوار کرنا ہی تھا تا کہ وہ اسکی مدد کر سکے۔۔ تا کہ وہ اسے بچا سکے۔۔ وہ اسے بچانا چاہتا تھا۔۔ اسی لیے نہیں کہ اسے ہر راہ گزر کو بچانے کا کوئی شوق تھا۔۔ محض اس لیے کہ اس نے وہ وعدہ کرنے کی غلطی کا ارتکاب کر لیا تھا۔ اسے اب ایک طرح سے اپنی غلطی سُدھارنی تھی۔

وہ پاس چلا آیا۔۔ اسے مخاطب کیا۔۔ اور پھر اسے لگا کہ وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گا۔ جو مر جائیں کیا زندہ ہو کر واپس آسکتے ہیں؟ اسکی بھوری آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہو کر درد کرنے لگی تھیں۔۔ سیاہ آنکھیں زندہ ہو گئی تھیں۔۔ سیاہ آنکھیں اسکے عین سامنے تھیں۔۔ وہ آنکھیں جنہیں ڈھونڈنے کے لیے اس

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نے ہر رات تاریک گلیوں کو ٹٹولتے ہوئے گزاری تھی۔۔ وہ آنکھیں۔۔ وہ اسکے سامنے تھیں۔۔ کیا اس لڑکی کو کچھ علم تھا؟ وہ اتنی بے خبر کیوں لگ رہی تھی؟ بلکہ وہ تو بہت اداس لگ رہی تھی۔۔ اگلے ہی پل اسکی سیاہ آنکھوں نے رنگ بدلا اور اب وہ طیش سے جگمگا رہی تھیں۔۔

اسے خود کو سنبھالنے میں وقت لگا۔۔ وہ اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔۔ شاید اسکی محویت کے باعث وہ چڑ گئی تھی۔ اسکا چڑنا بنتا تھا۔۔ وہ اسے دیکھ ہی اس طرح رہا تھا کہ کسی کا بھی پارہ آسمان پر چڑھ سکتا تھا۔۔

اس نے خود کو سنبھال ہی لیا۔ اس سے بات کرنے کی کوشش کی اور غیر متوقع طور پر وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔ صد شکر کہ وہ اسکے سامنے اپنا پہلا تاثر زائل کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ شاید اس لیے کہ نازنین بذاتِ خود اسکی جانب ٹھیک سے متوجہ نہیں تھی۔۔ وہ اداس لگ رہی تھی۔۔ تھکی ہوئی بھی۔۔ غم و غصے کا شکار بھی۔۔ اور آخر میں کسی گہری تکلیف کا حصہ بھی۔۔

پھر ایبہا آ گئی اور اسکا مزید بات کر کے درمیان میں حائل خلیج پاٹنے کا پلان دھرا کا دھرا رہ گیا۔ وہ ایبہا کے ساتھ وہاں سے اٹھ آیا لیکن اسے سانس لینے میں بدستور دشواری سی ہونے لگی تھی۔ اس نے ایبہا کے ساتھ اسٹیج تک پہنچ کر معذرت کر لی اور پھر لاؤنج کا داخلی دروازہ پار کر کے، عقبی رہداری سے ہوتا ہوا واش رومز کی جانب بڑھ آیا۔

اس نے اندر آتے ہی واش بیسن پر جھک کر چہرے پر پانی کے چند چھینٹے مارے تھے۔ پھر ضبط سے بیسن کے کناروں کو تھاما۔ اسکی گردن کے آس پاس رگیں تن گئی تھیں اور آنکھیں سرخ ہونے لگی تھیں۔ اسکے ساتھ اکثر ایسے ہو جایا کرتا تھا۔۔ عموماً وہ تب اس قسم کی تکلیف کا شکار ہوتا تھا جب "اس سے" وابستہ کوئی چیز اسے بری طرح سے متاثر کر جایا کرتی تھی۔ اور ابھی نازنین کی سیاہ آنکھوں کا سامنہ کرنے کے بعد وہ ایسی ہی کسی اذیت ناک کیفیت کے زیرِ اثر تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے بمشکل گہرے سانس لے کر خود کا سانس بحال کیا تھا۔ پھر ایک ہاتھ سامنے لگے شیشے پر رکھا۔۔ وہ بے دم ہونے لگا تھا۔۔ ذہن کی طنابیں گہرے ضبط کے باعث کھنچنے لگی تھیں۔۔ رگوں میں جلن کا سا احساس اترنے لگا۔۔ ساری دنیا تاریک محسوس ہونے لگی تھی۔۔

اس نے ایک بار پھر سے چہرے پر پانی کے چند چھینٹے مارے۔ ماتھے پر گرتے بال گیلے ہونے کے باعث نوکوں کی صورت اسکی آنکھوں کے سامنے لہرا رہے تھے۔ اس نے ساتھ لگے اسٹینڈ پر لٹکا تولیہ کھینچ کر اتارا اور چہرہ خشک کرنے لگا۔۔ پھر ایک آخری نگاہ اپنے شکستہ سے سرخ چہرے پر ڈالی اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔

جانتے ہیں وہ کون تھی جو اسے اکثر یوں بے دم کر جایا کرتی تھی۔۔؟ وہ ایک سیاہ آنکھوں والی لڑکی تھی۔۔ جو کہ۔۔ مر گئی تھی۔۔ وہ اسکی آنکھوں کا پہلا خواب تھی۔۔ جس کی تعبیر تک نوبت ہی نہیں آئی تھی۔۔ !!

****

آج۔۔

صوفیہ خلافِ توقع اس سے بحث کیے بغیر ہی وجدان کے ساتھ باآسانی چلی گئی تھیں۔ اسے حیرت بھی ہوئی۔۔ جانے وجدان نے انہیں کیسے اکیلے جانے پر قائل کیا ہو۔۔ لیکن وہ اس گھٹن زدہ سی تقریب میں نہ جانے کے باعث اس قدر مطمئن اور خوش ہو گئی تھی کہ شدید اعصابی تھکن کے باوجود اس نے خود کو بہت چاک و چوبند محسوس کیا۔ امی اور وجدان جا چکے تو وہ عشاء کی نماز کا وضو کرنے صحن میں لگے بیسن کی جانب بڑھ آئی۔

سیاہ لچکدار بالوں کو جُوڑے میں قید کیے وہ بہت سکون سے اپنا ایک ایک عضو بھگوتی جا رہی تھی۔ کیاریوں میں لگے گلاب کے پھولوں کی مہک نے جھولتی ہوا کے باعث ہر شے کا احاطہ کر رکھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے پیر دھوئے اور بر آمدے کی جانب چلی آئی۔ تخت کے ساتھ ہی کرسیاں اور میز لگی تھی۔ اسکا دوپٹہ ایک کرسی پر رکھا جھول رہا تھا۔ اس نے دوپٹہ اٹھایا اور پھر اسے چہرے کے گرد تہوں کی صورت باندھنے لگی۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس نے کچن کا رُخ کیا۔ اسکا ارادہ چائے بنا کر پینے کا تھا۔ اتنے دنوں کی غفلت کے بعد وہ آج خود کو خصوصی طور پر وقت دینا چاہتی تھی۔ لیکن پھر جونہی اگلے پل دروازہ بجا وہ چونک گئی۔ اسے امید نہیں تھی کسی کے بھی آنے کی۔۔ اس نے چائے کی آنچ مدھم کی اور پھر کندھوں پر ڈلا دوپٹہ درست کرتی آگے بڑھ آئی۔

"کون۔۔؟ "

"میں ہوں۔۔ حرم۔۔ "

اسکے ابرو بے ساختہ ہی اکھٹے ہوگۓ تھے۔ وہ شاید اسکی توقع نہیں کررہی تھی۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔ وہ سامنے ہی کھڑا تھا۔۔ جینز اور سفید ٹی شرٹ پر بھوری جیکٹ پہنے۔۔

"آپ یہاں۔۔ " !

وہ اس قدر بے یقین تھی کہ ٹھیک سے کوئی تاثر بھی نہ دے پائی۔ وہ اسکی حیرت پر خجل سا ہنس دیا تھا۔ پھر سر کھجایا۔۔

"کیا میں اندر آسکتا ہوں۔۔؟ "

اس نے پوچھا۔ وہ یوں بے وقت آنے پر بہت شرمندہ سا لگ رہا تھا۔ نازنین نے اسکے کان سرخ ہوتے دیکھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"نہیں۔۔ "!

"نہیں۔۔؟ "!

وہ اسکی صاف گوئی پر بے حد متعجب ہوا تھا۔ لیکن نازنین یوں ہی دروازے کے پٹ کو پکڑے کھڑی رہی۔ اسے اندر آنے کا راستہ دیا نہ ہی واسطہ۔۔

"جی۔۔ نہیں۔۔ "

"کیوں۔۔؟ "

اسے دکھ ہوا تھا۔ لیکن نازنین کو ایسے کسی دکھ کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

"میں گھر میں اکیلی ہوں۔ اسی لیے آپ اس وقت گھر میں نہیں آسکتے۔ اگر آپکو آنا ہو تو امی یا پھر وجدان کی موجودگی میں آیئے گا۔ "

اور ابھی وہ سپاٹ سا کہہ کر دروازہ اسکے منہ پر ہی بند کر کے پلٹنے لگی تھی کہ وہ یکدم بول پڑا۔۔

"سوری۔۔ ایم رئیلی سوری اگر میرا یوں آنا آپکو بُرا لگا ہو تو لیکن میں۔۔ زخمی ہوں۔۔ "

اس نے اپنی خون آلود ہتھیلی نازنین کے سامنے کی تو اس نے بے ساختہ ہی حیرت سے دروازہ کھول دیا۔ اسکا ہاتھ زخمی تھا اور اسکی ہتھیلی پر لگے زخم سے خون بہہ کر دروازے کی دہلیز پر قطرہ قطرہ گرنے لگا تھا۔ وہ چپ سی ہو گئ۔۔ وہ ڈری ہوئی نہیں لگ رہی تھی۔۔ وہ بس محتاط لگ رہی تھی۔ حرم نے بغور اسکے بدلتے تاثرات دیکھے تھے۔ پھر اگلے ہی پل پیچھے ہوا۔

"کوئی بات نہیں۔۔ اگر۔۔ آپ کمفرٹیبل نہیں ہیں تو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"نہیں۔۔رکیں۔۔"

وہ پلٹ گیا تھا لیکن پھر اگلے ہی پل اسکی آواز سن کر اسے رکنا پڑا۔وہ بہت سخت تھی۔۔سخت دکھائی دیتی تھی۔۔ لیکن اس سمے وہ کچھ پریشانی سے اسکی ہتھیلی پر آئے گھاؤ کو تک رہی تھی۔

"اندر آجائیں۔۔خون بہت بہہ رہا ہے۔۔"

وہ پیچھے ہوئی۔۔دروازے کو تھاما ہوا پٹ کھول دیا۔حرم نے ایک لمحے کو رک کر اسے دیکھا تھا۔

"آپ شیور ہیں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔۔؟"

اسکے پوچھنے پر ناز نین نے بے حد چونک کر اسکی جانب دیکھا تھا۔پھر سیاہ آنکھوں کو اسکی بھوری آنکھوں پر جمایا۔۔

"یہ تو آپکی موجودگی پر منحصر ہوگا کہ کوئی مسئلہ کھڑا ہوتا ہے یا نہیں۔خیر۔۔آپ آجائیں۔۔زخمی ہیں آپ۔۔ اس زخم کو ٹریٹ کریں اور اگلے کسی بھی پل کے لیے ٹھہرے بغیر چلے جائیے گا۔اس سے زیادہ مروت کی توقع مجھ سے رکھنا بیکار ہوگا۔۔"

اب کے واقعی حیرت سے اسکے ابرو اوپر کو اٹھے تھے۔اس نے کسی کو بھی اپنی حدود کا تعین اس قدر قطعیت سے کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسکے بعد وہ دروازے پر ٹھہرے بغیر آگے بڑھ آئی تو وہ بھی سر کے پیچھے ہاتھ پھیرتا اندر چلا آیا۔اس نے گردن پھیر پھیر کر اس گھر کے نقشے کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ حفظ کرنے کی کوشش بھی کی تھی۔اگر وہ اسے حفظ کی ئے یا پھر سمجھے بغیر چلا جاتا تو یقیناً سارنگ نے اسکا سر پھاڑ دینا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ کچے فرش پر ہی گومگوں کی سی کیفیت میں ایستادہ رہا۔ اندر جائے یا نہیں۔۔ قدم بڑھائے یا پلٹ جائے۔۔ زندگی میں پہلا لمحہ تھا جس نے حرم اُربی کو ہچکچاہٹ کا شکار کیا تھا۔ وہ فرسٹ ایڈ کا باکس لیے کمرے سے باہر نکلی تو اسے اب تک داخلی دروازے کے آگے جما دیکھ کر حیران ہوئی۔۔

"کیاہوا۔۔؟ آپ وہاں کیوں کھڑے ہیں۔۔ اندر آجائیں۔۔ "

وہ لبوں پر زبان پھیرتا آگے بڑھ آیا۔ وہ فرسٹ ایڈ باکس کھول کر تخت پر رکھ چکی تھی۔ اس نے کھلے باکس سے نگاہیں ساتھ کھڑی نازنین کی جانب پھیری تھیں۔ پھر آگے بڑھا۔۔ تخت پر جا بیٹھا۔۔ معصوم بچوں کی طرح بھوری آنکھوں سے نازنین کو دیکھا۔ لیکن وہ اسے دیکھے بغیر کچھ یاد آنے پر کچن کی جانب پلٹ گئی تھی۔ واپس پلٹی تو اسکے ہاتھ میں چائے کا بھاپ اڑاتا کپ تھا۔

وہ ایک ہاتھ سے بمشکل اپنا زخم صاف کرنے کے بعد اس پر دوائی لگانے کی تگ و دو کا شکار لگ رہا تھا۔ اس نے کوفت زدہ سا گہرا سانس خارج کیا اور پھر اسکے برابر آبیٹھی۔ حرم نے چونک کر سر اٹھایا تھا۔ وہ چائے تخت پر رکھ کر اب اسکا ہاتھ، اپنے ہاتھ میں لیے سنجیدہ چہرے کے ساتھ زخم پر مرہم رکھ رہی تھی۔ پھر احتیاط سے روئی لگا کر اس پر پٹی باندھنے لگی۔

"آپ بارات میں نہیں گئیں۔۔؟ "

"حالانکہ اصولاً آپکی موجودگی اس جگہ یقینی ہونی چاہیے لیکن میں نے آپ سے اس بابت استفسار نہیں کیا۔ کیوں۔۔؟ تاکہ آپ بھی مجھ سے اس طرح کا کوئی ذاتی سوال کرنے کی جہد کو اپنے ذہن سے نکال دیں۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پٹی باندھ کر اس نے لمبی پٹی کو چھوٹی سے قینچی سے کاٹا۔وہ مصروف سی بولتی جارہی تھی۔

"یہ آپ ہر وقت اتنے غصے میں کیوں رہتی ہیں۔۔؟ایسے جیسے میں نے آپکی کوئی جدی پشتی زرعی زمین ہتھیالی ہو۔۔ "!

اس نے اب کہ خفا ہو کر کہا تھا۔نازنین کو وہ اس لمحے بالکل وجدان جیسا لگا تھا۔اسی کی طرح مثالوں سے خود کو تشبیہہ دے کر سمجھاتا ہوا۔

"آپ جاسکتے ہیں اب۔ "

اس نے اسکی پچھلی بات کا جواب دیئے بغیر بے حد سکون سے کہا تھا۔ وہ اگلے ہی پل اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں بمشکل آپ سے کوئی ایک دفعہ ملا ہوں۔ایک آدھ ملاقات وہ بھی چند سوالوں کے گرد گھومتی ہوئی۔۔ لیکن میری جانب سے آپکا اس قدر ان سیکیور رویہ مجھے سمجھ نہیں آرہا۔۔کیا آپ مجھے جانتی ہیں کہ میں کس طبیعت کا بندہ ہوں۔۔؟"

وہ اسکے ایسے انداز پر گویا دل برداشتہ ہو گیا تھا۔

"آپ کی جانب سے ان سیکیور ہونے کے لیے مجھے صرف ایک وجہ درکار ہے کہ آپ میرے لیے اجنبی ہیں۔میں آپکو نہیں جانتی اور جسے میں نہیں جانتی انکے ساتھ سیکیور رہنے کا شوق میں ہرگز بھی نہیں پالتی۔۔وہ غیر ہوتے ہیں۔۔غیر ہی رہتے ہیں۔۔"

کس قدر بے رحم تھی وہ الفاظ کے ساتھ۔چند لمحات کے لیے تو اس سے کوئی جواب ہی نہ بن پڑا۔

"غیروں کو اپنا بنایا جائے تو وہ اپنے بھی بن جاتے ہیں۔ "

"میں نے اپنوں کو غیر ہوتے دیکھا ہے۔اور جب سے میں نے یہ دیکھا ہے تب سے غیروں کو اپنانے کی ہر خوش فہمی پر قفل لگا چکی ہوں میں۔۔ "!

"اس قفل تلے آپکا دم گھٹ سکتا ہے۔ "

"آپ سمجھیں دم گھٹ چکا ہے۔ "

ایک لمحے کا توقف کیے بغیر وہ اسے یوں دو بدو جواب دے رہی تھی کہ وہ حیران ہوئے بنا نہ رہ سکا۔چند پل کے لیے سفید ٹائلز والے برآمدے میں گہری خاموشی سی پھیل گئ۔ڈھلتی عشاء میں گویا ہر جانب دھند سی اترنے لگی۔۔وہ تخت پر بیٹھی اسے چہرہ اٹھائے دیکھ رہی تھی اور وہ سفید ستون کے برابر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ بہتے وقت نے ابرو اٹھا کر دو نفوس کی جانب نگاہ کی اور پھر ہولے سے مسکراتا ہوا دھند میں تحلیل ہو کر عنقا ہو گیا۔

"مجھے پتہ ہے تمہیں یہاں بھیجا گیا ہے۔تا کہ وہ لوگ مجھے استعمال کر سکیں۔لیکن میں تمہیں پہلی اور آخری دفعہ سمجھا رہی ہوں۔ "

وہ اٹھ کھڑی ہوئ تھی۔ پھر سرد تاثرات لیے اسکے عین سامنے آ کھڑی ہوئ۔وہ ساکت ہوا تک رہا تھا اسے۔

"ابھی کے ابھی واپس پلٹ جاؤ اور جا کر کہو ان لوگوں سے کہ نازنین انصاری۔۔اب اپنے ساتھ یا پھر اپنے گھرانے کے ساتھ۔۔کوئ بھی ظلم قطعاً برداشت نہیں کرے گی۔جا کر کہہ دینا انہیں۔۔اور ہاں۔۔کل تک میں واقعی تمہیں ان سب سے الگ سمجھ رہی تھی۔کیوں۔۔؟شاید صرف اس لیے کہ مجھے لگا تم ان کھوکھلی عمارتوں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

میں زندہ نہیں رہے ہو تو تم ان جیسے نہیں ہو سکتے۔۔ لیکن تم بھی۔۔ انہی جیسے ہو۔۔ آئندہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا حرم۔۔ مجھے کوئی دلچسپی نہیں تم سے یا پھر ان سے کسی بھی قسم کا تعلق استوار کرنے میں۔۔"

وہ گھومی تو اسکے جوڑے میں قید بال کھل کر کمر پر بکھر سے گئے۔ وہ سفید ستون کے ساتھ کھڑا سفید ہوتا جارہا تھا۔ پھر باہر کی جانب قدم پھیرے۔۔ ایک نگاہ پھیر کر نازنین کو دیکھا۔۔ وہ بے تاثر چہرہ لیے تخت پر بیٹھی گرم گرم ابلتی چائے حلق سے اتار رہی تھی۔ اس بھورے مائے کی مانند اسکی روح کا ہر عکس دہک رہا تھا۔ وہ محسوس کر سکتا تھا۔

اگلے ہی پل وہ پلٹا اور تیزی کے ساتھ کچی روش عبور کر گیا۔ اس قدیم سے جدید بر آمدے میں اب محض نازنین براجمان تھی۔۔ اپنی تمام تر تنہائیوں کے ساتھ۔۔

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُم احباب۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name @zoyatalib77) Facebook page :- Novels ki duniya

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"website" اور **"novels ki duniya "**

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

رات گۓ تک وہ کتابیں پڑھتی رہی۔۔اندر باہر خاموشی پھیل جاۓ تو کتابوں میں بولتے الفاظ اس خلاء کو بھرنے میں معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔ اس نے بھی اپنی بیساکھی تلاش لی تھی۔

صوفیہ اور وجدان بھی گیارہ بجے تک لوٹ آۓ۔ وہ آتے ہی اسکے کمرے میں چلی آئ تھیں۔ اس نے کتاب سے نگاہ اٹھا کر انہیں دیکھا۔ ہلکا سا مسکرائ۔۔وہ بھی دھونکنی کی مانند چلتے سانس کے ساتھ اسکے عین سامنے آ بیٹھی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"نازنین۔۔رشتے والے آرہے ہیں کچھ دنوں میں۔۔"

لیکن انکی بات سن کر اگلے ہی پل اسکے لبوں پر رقصاں نرم سا تبسم غائب ہو گیا تھا۔اس نے ناسمجھی سے ابرو اکھٹے کر کے انہیں دیکھا۔اور۔۔اور پھر اگلے ہی پل اسکی آنکھوں میں پھیلا ناسمجھ سا تاثر زائل ہو گیا۔۔

"کس کا رشتہ۔۔؟اور یہ رشتہ بھی یقیناً آپکو شائستہ تائی نے بتایا ہو گا امی۔۔"!!

"ہاں بیٹا۔۔بہت اچھے لوگ ہیں۔۔لڑکا بالکل تمہارے قابل ہے۔آج میں اسکی والدہ سے بھی مل آئی ہوں۔رضا کی شادی میں آئی ہوئی تھیں وہ۔کیا باوقار سلیقے والی خاتون ہے۔۔ہر انداز سے قابل ہیں تمہارے۔۔راج کرو گی تم اس گھر میں۔۔"

لیکن وہ تو یکلخت ہی بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔یوں گویا کسی زہریلے جانور نے ڈس لیا ہو اسے۔صوفیہ نے اسکے انداز کو ناسمجھی سے دیکھا۔

"کیا مطلب ہے آپکا۔۔؟آپ انہیں ہاں کر آئی ہیں اور کس کی اجازت سے۔۔؟"

"کس کی اجازت سے۔۔؟اچھا۔۔تو اب مجھے تمہارے بارے میں بات کرنے کے لیے بھی تمہاری اجازت لینی ہو گی نازنین۔۔!اس قدر ہلکا کر رہی ہو تم اپنی ماں کو۔۔"!

انکی خوشی کو زہر کر دیا تھا نازنین کی بات نے۔کمرے کے ادھ کھلے دروازے کے پار وجدان بہت خاموشی سے کھڑا تھا۔اسکے چہرے پر بے بسی تھی اور انداز میں عجیب قسم کی نقاہت۔۔اسے جیسے نازنین کا رویہ تکلیف دے رہا تھا۔وہ کیوں محض انکا سوچ رہی تھی؟وہ اپنے لیے کیوں کچھ نہیں سوچا کرتی تھی۔۔؟اسکے کندھوں پر یکدم ہی بہت سا بوجھ آن گرا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"امی بات یہ نہیں ہے۔ وہ لوگ اچھے نہیں ہیں امی۔ شائستہ تائی اچھی عورت نہیں ہیں۔ آپ۔۔ آپ پلیز میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔ وہ ہمیں خوش اور پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتیں۔ وہ کیا۔۔ خاندان کا کوئی بھی فرد ہماری بہتری یا بھلائی میں حصے دار نہیں ہے۔۔ یہ سب فریب ہے۔۔ جال ہے۔۔ آپ پلیز انہیں منع کر دیں۔۔"

لیکن صوفیہ کی زخمی آنکھیں دیکھ کر لگتا تھا گویا اسکے الفاظ نے انہیں اندر تک مایوسیوں کی اتھا گہرائیوں میں اتار دیا ہو۔۔

"ایک دفعہ رشتہ دیکھنے میں کوئی قباحت نہیں۔۔"

"لیکن مجھے شادی نہیں کرنی امی۔۔ آپکی ذمہ داری ہے مجھ پر۔۔ وجدان ابھی چھوٹا ہے۔ وہ اکیلا ہے۔۔ کم سن ہے۔۔ مجھے ابھی اسے اپنے پیروں پر کھڑا کرنا ہے۔۔ میں یوں آپ لوگوں کو چھوڑ کر اپنے لیے خوشیاں نہیں تلاش کر سکتی۔ میں یہ نہیں کر سکتی امی۔۔"

اس نے انکے پیروں کے پاس بیٹھ کر بہت بے تابی سے انکے ہاتھ تھام لیے تھے۔ لیکن انہوں نے اگلے ہی پل اس سے اپنے ہاتھ چھڑائے تھے۔۔ اسکے ہاتھ خالی رہ گۓ۔۔ کچھ ٹوٹ کر اندر ہی اندر ڈوبنے لگا۔۔ وجدان کی آنکھ سے اک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔

"تم کیوں نہیں تلاش کر سکتی اپنی خوشیاں۔۔؟ کیا تمہارا زندگی پر کوئی حق نہیں ہے۔۔؟ وجدان یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ اسکی پھپھو اپنی بھری جوانی اسکی جوانی سنوارنے کے لیے صرف کر دے۔۔ کیا تم ہمیں اتنا خودغرض سمجھتی ہو نازو۔۔! تمہیں لگتا ہے کہ ہم تمہاری خوشیوں کے درمیان آ کر انہیں تم تک آنے سے روکے ہوئے ہیں۔۔ کیا تمہاری نظر میں ہم دونوں کا اس قدر گرا ہوا مقام ہے۔۔!"

صوفیہ کے عجیب دلخراش لہجے میں کہی گئیں باتیں اسکے اندر تک سوراخ کر گئ تھیں۔تکلیف لمحے بھر کو اس قدر گہری ہوئ کہ اسے اپنے سینے میں واقعتاً درد محسوس ہونے لگا تھا۔وجدان کی آنکھوں سے آنسو متواتر بہنے لگے تھے۔اسکا سینہ بھی تکلیف سے درد کرنے لگا تھا۔وہ نازنین کا حصہ تھا۔۔اسکی تکلیف اسے اپنے اندر اترتی ہوئ محسوس ہوتی تھی۔یوں گویا ایک حصے کے زخم زخم ہونے پر جسم کا ہر حصہ محض اس حصے کی تکلیف کو محسوس کرنے پر مجبور کر دیا جاتا ہو۔

"نہیں امی۔۔ "

اسکی بے حد پھنسی پھنسی سی آواز نکلی تھی۔

"ایسا نہیں ہے۔۔ "

اس نے خود کو کہتے سنا۔وہ تھک رہی تھی۔ہر ایک کو پرے دھکیلتے دھکیلتے وہ ہلکان ہونے لگی تھی۔

"پھر کیسا ہے نازنین۔۔؟ساری عمر کٹ گئ میری، محض تمہاری تکلیف دیکھتے دیکھتے۔اب میں تمہاری خوشیاں دیکھنا چاہتی ہوں۔میں تمہارے لیے حریص ہو رہی ہوں۔۔تم سمجھو میں لالچی ہو رہی ہوں۔۔لیکن مجھے اس پر کوئ شرمندگی نہیں۔زندگی پر تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کسی بھی دوسرے انسان کا ہو سکتا ہے۔مجھے تمہارے باپ کو بھی منہ دکھانا ہے بیٹا۔۔تمہیں پتا ہے بغیر اگر میں مر گئ تو شاید کبھی سکون کی قبر میں نہیں لیٹ پاؤ نگی۔۔"

وہ رو رہی تھیں۔اس نے نفی میں سر ہلا کر انہیں مزید کچھ بھی تکلیف دہ کہنے سے روکا تھا۔سینے میں ہوتا درد اب کہ ہر رگ میں خون کی گردش کے ساتھ بہنے لگا تھا۔وجدان نے اپنا ماتھا دروازے سے ٹکایا اور بے آواز روئے گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بس۔۔اس ایک رشتے کے لیے ہاں کہہ دو نازنین۔میں اب تم پر مزید کوئی بوجھ نہیں ڈالنا چاہتی۔میں اس تکلیف کے ساتھ نہیں مرنا چاہتی۔۔"

اسی پہر وجدان پلٹ کر اپنے کمرے میں چلا آیا تھا۔پھر خاموشی سے اپنے بستر پر لیٹ گیا۔اس نے اپنی دونوں ٹانگیں سمیٹ کر سینے سے لگالی تھیں۔ہچکیوں کو بمشکل قابو کرتا وہ تکلیف کی سب سے گہری کھائی میں سانس لے رہا تھا۔پھپھو اسکی وجہ سے اپنی زندگی سے محروم رہی تھیں۔۔پھپھو اسکی وجہ سے اپنی زندگی نہیں جینا چاہتی تھیں۔۔پھپھو اس کی وجہ سے۔۔

لیکن اب ہر سوچ آنسوؤں کی نمی سے دھندلاتی جارہی تھی۔ساتھ کمرے میں وہ اب تک خالی خالی نگاہوں سے صوفیہ کا گیلا چہرہ تک رہی تھی۔پھر آہستہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں۔۔میں آپکو صبح جواب دیتی ہوں امی۔پلیز اس وقت مجھے اکیلا چھوڑدیں۔۔"

اسکی آواز پر وہ بھی آہستگی سے اٹھ کر کمرے سے باہر کی جانب بڑھ گئی تھیں۔وہ بے دم سی ہو کر بے ساختہ بیڈ کے ساتھ گر سی گئی۔آنسو ٹپ ٹپ بہہ کر ٹائلز پر گرنے لگے تھے۔اس گھر میں موجود تینوں نفوس گہری تکلیف میں تھے۔۔

وہ تینوں ایک دوسرے کے لیے زندہ تھے۔۔لیکن پھر بھی کہیں اندر وہ آہستہ آہستہ ایک دوسرے کے لیے مر رہے تھے۔وجدان نے پاؤں سمیٹ کر اب تک سینے سے لگا رکھے تھے۔صوفیہ برآمدے میں لگے تخت پر بیٹھیں بلند آواز سے رو رہی تھیں۔۔اور وہ۔۔اس کے محض آنسو گر رہے تھے۔اسکے محض آنسو ہی گرتے تھے۔ اتنے سالوں سے روتے ہوئے اس نے خود کو اس انداز سے ٹرین کیا تھا کہ کبھی اسکی آواز ہلکی سی ہچکی سے زیادہ بلند نہیں ہوئی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ٹھنڈے ٹائلز پر بیٹھی وہ بھی کہیں اندر تک ٹھنڈی ہوتی جا رہی تھی۔ کیونکہ سب کچھ ایک بار پھر وہیں سے گھوم رہا تھا جہاں سے چلا تھا۔۔ اور اسے۔۔ اسے آنے والی ہر ساعت خوفزدہ کر رہی تھی۔۔

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

وہ گاڑی میں آ کر بیٹھا تو چند پل خالی خالی نگاہوں سے اسٹیرنگ کو دیکھے گیا۔ اسکے کان میں باریک سا کمیونکیٹر لگا ہوا تھا۔ چونکہ وہ خاکستری رنگ کا تھا تو اندازہ نہ ہوتا تھا کہ کوئی آلہ بھی اسکے کان میں لگا ہوا ہے۔ وہ ایک بے حد حساس مائیکروفون سے آراستہ کمیونکیٹر تھا۔ اسکا ایک حصہ سارنگ کے کان میں لگا تھا اور یقیناً وہ نازنین کے ساتھ ہوئی ساری گفتگو با آسانی سنتا رہا تھا۔

"وہ اس قدر بدگمان کیوں لگ رہی ہیں۔۔؟ "

سارنگ اسکے کان میں بولا تھا۔ اس نے گہرا سانس لے کر پٹی بندھے ہاتھ کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ پھر کندھے اچکائے۔۔

"وہ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ انہیں لگتا ہے کہ شاید مجھے انکے رشتے داروں نے بھیجا ہے۔۔ تاکہ انہیں رضا کی بارات میں قائل کر کے لے جا سکوں۔ یقیناً مہندی والے دن کچھ ایسا ہوا ہے جو میری نظروں سے چُوک گیا ہے۔۔ "

"کیا مطلب۔۔؟ "

"مطلب سیدھا سا ہے۔ کوئی انہیں اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنا چاہتا ہے جس سے وہ بخوبی واقف ہیں۔ اب جبکہ وہ اس بات سے واقف ہیں تو وہ ہر ایک کو شک کی نگاہ سے دیکھ رہی ہیں۔ دوسرے معنوں میں کانشیس ہیں۔۔ "

"پھر اب۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سارنگ کی سوالیہ سی آواز اسکے کمیونکیٹر میں ایک بار پھر سے گونجی تھی۔

"اب یہ کہ میرا زخم بیکار جاچکا ہے۔ "

"کوئی دوسرا راستہ ہے ان تک پہنچنے کا۔۔؟ "

"راستہ تو ہمیشہ ہوتا ہے۔بس ہمیں نظر دیر سے آتا ہے۔۔ "

"کیا کرنا چاہتے ہو۔۔؟ "

اسکے استفسار پر وہ کافی دیر تک خاموشی سے لب سکیڑے بیٹھا رہا۔آنکھیں چھوٹی کی ہوئے وہ اسکے ہر رویے کا ایک بار پھر سے تجزیہ کر رہا تھا۔وہ اس برآمدے میں بیٹھے زخمی سے معصوم حرم سے قدرے مختلف لگ رہا تھا۔ ایک دم گہرا اور سنجیدہ سا۔۔

"تم نے اسکی ہسٹری شیٹ نکالی تھی۔کیا کچھ ملا وہاں سے۔۔؟ "

"کچھ خاص نہیں۔بس یہی ملا کہ وہ پہلے اپنے دادا کے گھر میں رہا کرتے تھے لیکن پھر کچھ وجوہات کی وجہ سے۔۔ اب مجھے وجوہات نہیں پتہ ہیں۔اور جن لوگوں سے میں نے معلومات اکھٹی کی ہیں۔۔انہیں بھی ان وجوہات کے بارے میں علم نہیں تھا۔شاید کوئی بہت اندر کی بات ہے۔۔خیر۔۔وہ پھر وہاں سے اس محلے میں آکر رہنے لگے تھے۔وہ قریباً اٹھارہ سال سے اسی محلے میں رہائش پذیر ہیں۔۔"

وہ شاید کسی پرچے سے ساری معلومات پڑھ کر اسے سنا رہا تھا۔وہ نچلا لب دبائے، سوچتی نگاہوں سے سامنے لگے شیشے سے باہر تک رہا تھا۔

"کچھ اور۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اور تو کچھ۔۔ ارے ہاں۔۔ "

اسے جیسے یکدم ہی کوئی بے حد دلچسپ معلومات یاد آئی تھیں۔اس نے اگنیشین میں چابی گھمائی۔

"وہ کافی عرصے تک ماہرِ نفسیات سے سیشنز لیتی رہی ہیں۔۔ "

چابی گھماتا اسکا ہاتھ اگلے ہی پل تھم گیا تھا۔ابرو بے ساختہ اوپر کو اٹھے اور آنکھوں میں گہری حیرت نے سر اٹھایا۔۔

"اچھا۔۔!اسٹرینج۔۔کونسے سائکائٹرسٹ کے پاس۔۔؟اور سیشنز کس حوالے سے لیے انہوں نے۔۔؟ "

"میں نے اس ماہرِ نفسیات کی بابت چھاننے کی کوشش کی تو پتہ چلا وہ عرصہ ءدراز سے پاکستان چھوڑ کر اسکاٹ لینڈ شفٹ ہو چکے ہیں۔اور جہاں تک بات سینشنز کی ہے تو انہیں شاید PTSD تھا۔وہ تھراپی سیشنز لیا کرتی تھیں۔ "

پی ٹی ایس ڈی؟اس نے نا سمجھی سے دہرایا۔

"کیا یہ معلوم ہوا کہ کس قسم کے ٹراما کا شکار رہی تھیں وہ۔۔؟ "

"نہیں۔۔ "

دوسری جانب سے سارنگ کی پھیکی سی آواز ابھری تھی۔

"اس بارے میں مجھے کچھ نہیں ملا۔اس بارے میں صرف ہمیں وہ خود یا پھر ان سے جڑا کوئی قریبی شخص بتا سکتا ہے۔لیکن تم کیا کروگے اس بارے میں جان کر۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میرے لیے انکی نفسیاتی حالت سمجھنا بہت ضروری ہے۔ نہیں تو میں انہیں اپروچ نہیں کر سکو نگا۔ وہ خول میں قید ہیں۔۔ مجھے انہیں بچانے کے لیے اس خول کو توڑنا ہی پڑے گا۔ خیر۔۔ یہ بتاؤ۔۔ زیرو کے حوالے سے کچھ خبر ملی۔۔؟"

سارنگ نے ایک بار پھر سے گہرا سانس لیا تھا۔

"نہیں۔۔ وہ بالکل خاموش ہے۔۔ اور مجھے بالکل بھی اچھی فیلنگ نہیں آ رہی حرم۔ کہیں کسی بلڈنگ سے کھڑا ہو کر وہ انہیں گولیوں سے بھون دے گا تو ہم کیا کر لیں گے۔۔؟"

"وہ ایسا نہیں کرے گا سارنگ۔۔ "

اس نے کہہ کر اگنیشین میں چابی گھمائی تو سر دپڑتے انجن میں زندگی کی حرارت دوڑ اٹھی۔

"تمہیں کیسے معلوم۔۔؟ "

" قاتل، قتل کرنے پر آمادہ ہو تو اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ اور اگر اس آمادگی کے باوجود بھی وہ وقت لے رہا ہے تو اسکا ایک ہی مطلب ہے۔ وہ ہمارے موو(move) کو محسوس کر چکا ہے۔ پہلے وہ محتاط نہیں تھا لیکن اب وہ محتاط ہو گیا ہے۔ وہ پریڈکٹ کرے گا۔۔ پھر پلان۔۔ اور پھر پلے۔۔!"

اس نے بات ختم کر کے آہستہ سے اپنے کان میں جمانازک سے آلہ نکال کر سامنے ڈیش بورڈ پر ڈال دیا تھا۔ اسکی بھوری آنکھیں گہری سیاہی مائل دکھ رہی تھیں۔ اس نے اگلے ہی لمحے گاڑی کے ساتھ لگے شیشے پر نگاہ ڈالی اور گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔ ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھاتا اب وہ بے حد تیزی سے گاڑی نکال لے گیا تھا۔

****

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کچے صحن والے گھر میں ہر جانب خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔اس خاموشی کا اثر اس قدر گہرا تھا کہ در و دیوار، کیاریوں میں لگے پودے، آس پاس پھیلی ٹھنڈی سی فجر اور آسمان سے برستی وہ نیلی روشنی بھی اسکی چھاپ سے پہلو تہی نہیں کر پائی تھی۔وہ ناشتہ کیے بغیر۔۔کسی سے بھی بات کیے بغیر۔۔وقت سے ایک گھنٹہ پہلے ہی یونی چلی آئی تھی۔۔

راہداریوں میں پھیلی خنکی میں اسے اپنا آپ سرد پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔اس نے آگے بڑھ کر لائبریری کا دروازہ دھکیلا اور پھر چند پل خالی خالی سی چوکھٹ پر ہی کھڑی رہی۔لائبریری کے اندر قدیم کتب کی مہک نے بسیرا کر رکھا تھا۔۔سورج کی کرنیں چونکہ ابھی تک پوری طرح سے ابھری نہیں تھیں اسی لیے لائبریری میں لگے بڑے شیشوں والی کھڑکیاں اس چمک سے لاتعلق سی دکھ رہی تھیں۔یوں گویا کھو کھلی سی ہو گئی ہوں۔۔انکا عکس۔۔انکی خوبصورتی۔۔انکی نزاکت۔۔ان کرنوں سے تھی۔۔جو اپنے وقت سے چند قدم پیچھے تھیں۔۔عقب میں۔۔کہیں کسی پسِ منظر کا حصہ۔۔

"وجدان۔۔اور۔۔صوفیہ۔۔تمہاری ذمہ داری ہیں۔۔"

اسکی سماعت میں جاوید کے آخری الفاظ اترے تھے۔تکلیف سوا ہونے لگی۔۔کتابوں کی خوشبو نے لمحے بھر کو اسکا دم گھونٹ دیا تھا۔وہ اپنا بیگ ٹیبل پر گویا پھینکتی ہوئی باہر چلی آئی تھی۔اس نے باہر راہداری میں کھڑے ہو کر گہرے گہرے سانس لیے۔۔ذمہ داریاں بہت وزنی ہوتی ہیں۔۔بعض اوقات انسان کی سانسوں کا تسلسل تک درہم برہم کر دیتی ہیں۔۔کی ئے رکھتی ہیں۔۔

اس نے اپنی پشت دیوار سے ٹکائی اور پھر سفید پڑتے لبوں پر زبان پھیرنے لگی۔کیا کرنا چاہیئے اسے۔۔؟ کیا ہامی بھر لینی چاہیئے۔۔؟ کیا ہر دفعہ کا انحراف گناہ کی سی صورت نہیں رکھتا۔۔؟ کیا والدین کی تکلیف کا باعث بننے کا کوئی خمیازہ نہیں بھگتنا پڑتا۔۔؟ وہ اپنے باپ کو۔۔اپنی ماں کو۔۔اپنے پورے گھرانے کو ذلت کے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

عذاب سے دوچار کرتی آئی تھی۔۔ اس پر لازم تھا کہ وہ انکی ہر بات مانتی۔۔ انہیں خوش رکھتی۔۔ انہیں خوش رکھنے کے لیے وہ اپنی حیات تک وقف کر دیتی شاید تب بھی وہ انکا قرض نہیں اتار سکتی تھی۔۔

اسے یکلخت ہی اپنے کندھوں پر بے تحاشہ بوجھ محسوس ہوا تھا۔ اس نے بند مٹھی سینے پر رکھی۔۔ اسے خود کو سنبھالنا ہی تھا۔ خود کو سنبھالنے کے لیے تو کوئی شانہ میسر نہیں آیا کرتا تھا۔ خود کو اٹھانے کے لیے اپنے ہی زخمی ہاتھوں کا سہارہ درکار تھا۔ کسی تاریک کوٹھڑی سے باہر کا راستہ اپنے ہی زخمی تلووں پر چل کر عبور کرنا تھا۔۔ اسے اس بکھرتی خنک سے صبح میں اپنا جوڑ جوڑ زخمی محسوس ہوا تھا۔

اس نے آنکھیں مُوند لیں۔

وہ جاوید کی گود میں سر رکھے لیٹی ہوئی تھی۔ وہ اسکے سیاہ بال سہلا رہے تھے۔ اور شاید وہ اسے کوئی کہانی بھی سنا رہے تھے۔ وہ ہمیشہ انکی کہانیوں پر حیران ہوا کرتی تھی۔ جانے بابا کے پاس اتنی اداس اور تکلیف دہ کہانیاں کہاں سے آجایا کرتی تھیں؟ وہ ان سے اکثر پوچھتی کہ کچھ کہانیوں کا اختتام خوشگوار کیوں نہیں ہوتا۔۔ تو وہ کہتے تھے کہ۔۔ کچھ کہانیاں آغاز کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔ انکا انجام بھی ویسا ہی ہوتا ہے جیسا انکا آغاز ہوا کرتا ہے۔۔ وہ اداس ہوتی ہیں۔۔ اداس ہی رہتی ہیں۔ انکی خوشگواریت بس اتنی ہی ہوتی ہے کہ وہ ختم ہو جاتی ہیں۔۔ اگر وہ دوام کی سی صورت طویل سے طویل تر لکھی جاتیں تو قاری کے لیے ذہنی اذیت کا باعث بن جاتیں۔۔

"وہ کہانیاں اچھی ہوتی ہیں نازنین جو ختم ہو جائیں۔ وہ کہانیاں جو اپنے چکر دار سے چکر کو گھماتی رہتی ہیں۔۔ انکے آخری سرے پر ہمیشہ کوئی نہ کوئی بچ ہی جاتا ہے۔ اس بچ جانے کی اور بھری دنیا میں تنہا رہ جانے کی اذیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے انہی کہانیوں کا سامنہ کیا کرو جن کا سامنہ تم کر سکو۔۔ ان کہانیوں کو مت چھوا کرو جن کا وزن تم برداشت نہ کر پاؤ۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے آنکھیں کھول دیں۔یاد دھول بن کر فضا میں تحلیل ہو گئی۔وقت گزر گیا اور تکلیف باقی رہ گئی۔ہر آخری چکر پر تکلیف ہمیشہ باقی رہ جایا کرتی تھی۔اسکی آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے تھے۔اب وہ بابا کو کیا بتاتی کہ وہ تو ایسی ہی کسی کہانی کا حصہ بنتی جا رہی تھی کہ جس میں وہ آخری سرا تھی۔۔آخری چکر تھی۔۔آخری سرے پر تنہا کھڑی رہ گئی تھی۔۔

وہ بابا کی گود میں ایک بار پھر سے رکھ کر بے خبر سونا چاہتی تھی۔جیسے وہ بچپن میں بس اسی ایک آغوش میں خود کو محفوظ محسوس کیا کرتی تھی۔بھری دنیا اسکے لیے زندان تھی اور بابا کی گود۔۔اس زندان میں تازہ روشنی کا دروازہ تھی۔۔وہ اس روشنی کو اب کہاں تلاش کرتی۔۔وہ تو اپنی روشنی بہت پہلے کھو چکی تھی۔۔اپنے ہاتھوں سے کھو چکی تھی۔

یکایک اسے محسوس ہوا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔یہ اس ہفتے میں کوئی تیسری بار محسوس ہو رہا تھا اسے۔صبح کے اس پہر یونیورسٹی میں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔اس نے قدم ذرا آگے بڑھائے۔۔ اگلے ہی پل کوئی اسے راہداری کے دوسرے سرے پر بھاگتا ہوا محسوس ہوا تھا۔یوں گویا وہ پکڑے جانے پر اپنا آپ بچاتا ہوا بھاگ رہا ہو۔۔

"رکو۔۔کون ہے وہاں۔۔؟ "

اس نے آواز دی اور ساتھ ہی قدم بھی اسکے پیچھے بڑھا دیئے۔بھاگتی ہوئی وہ اب یونی کے عقبی برآمدے میں آ نکلی تھی۔اس نے گردن گھما گھما کر اس سنسان سی ٹھنڈی کشادہ راہداری کو دیکھا۔وہاں کسی انسان کا وجود نہیں تھا لیکن اس نے کسی کو دیکھا تھا اتنا اسے علم تھا۔اگلے ہی پل کوئی اسکے پیچھے سے ہوا کے جھونکے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کی صورت گزرا تو اسکے بال لہرائے۔۔۔ کوئی اسکے بالکل۔۔ برابر سے بنا ٹکرائے گزر گیا تھا۔۔ وہ خوفزدہ ہو کر پلٹی تھی۔

"کون ہے۔۔؟ "

اسکی آواز خوفزدہ نہیں لگ رہی تھی۔۔ لیکن اسکی آواز بے خوف بھی نہیں لگ رہی تھی۔وہ محتاط سی قدم اٹھاتی ذرا آگے بڑھ آئی۔اور پھر اگلے کئی لمحے وہ لائبریری کے دروازے کے عین سامنے چوکنا سی کھڑی رہی۔اس ایک اندیکھے سے وجود نے اس کے اندر بے چینی سی بھر دی تھی۔کچھ دیر بعد ورکرز چلے آئے اور پھر اگلے کئی لمحات میں یونی کے داخلی دروازے سے بہت سے طلباء اندر آتے ہوئے دکھائی دئیے تھے اسے۔۔ اس نے سکون کا سانس خارج کیا اور پھر کام کی جانب متوجہ ہو گئی۔لائبریری میں اگلے کئی گھنٹوں تک اب اسے کتب کو اپنے متعلقہ شیلفز تک پہنچانا تھا۔ اس نے ایک نظر ادھ کھلے کارٹنز کو دیکھا اور پھر گہرا سانس بھرتی قریب چلی آئی۔گو کہ اسکے وجود پر خوف کی ہلکی سی تہہ اب تک جمی تھی لیکن کام کی مصروفیت میں اسے آہستہ آہستہ وہ احساس بھولتا جا رہا تھا۔۔کسی کو دیکھ لینے کا احساس۔۔

****

صاف ستھری سی سڑک کے اطراف میں بہت سی دکانوں کے شٹر گرے ہوئے تھے اور بیشتر دکانوں کے شٹر اٹھائے جا چکے تھے۔ دکانوں کی قطار کے بعد، نفاست سے سجے ریسٹورینٹس کی قطار شروع ہوا کرتی تھی۔ صبح کی پڑی اوس کے باعث تارکول کی صاف ستھری سڑک نم نم سی محسوس ہوتی تھی۔

ثانیہ گھبرا کر اس شیشوں سے ڈھکے کلینک میں داخل ہوئی تھی۔اسکے ہاتھ میں زخمی سا کتا بھی تھا۔سڑک کنارے چلتے چھوٹے سے پیارے کتے کو کسی گاڑی سے ٹھوکر لگ گئی تھی اور وہ بری طرح زخمی لگتا تھا۔سارنگ نے اس

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وقت تک کلینک پر "اوپن" کا بورڈ نہیں لگایا تھا۔ وہ اسی وقت کلینک پر آیا تھا۔ دروازے کے اوپر لگی گھنٹی بجی تو وہ جو جھکا سر لیے فائل دیکھ رہا تھا۔۔ میکانکی انداز میں بولا۔۔

"ابھی کلینک اوپن۔۔ "

لیکن جونہی اس نے سر اٹھایا سبز آنکھیں پریشانی سے لمحے بھر کو پھیل گئیں۔ ایک لڑکی ہاتھ میں زخمی کتا لیے اسکے سامنے کھڑی تھی۔ وہ جلدی سے اٹھا اور اسکے ہاتھ سے کتا لیے اپنے آپریٹنگ ٹیبل پر لٹایا۔

"کیا ہوا ہے اسے؟ یہ ٹھیک تو ہو جائے گا ناں۔۔ ؟ "

وہ بہت پیاری سی لڑکی تھی۔ کندھے پر ٹنگے بیگ کو ہاتھ سے ٹھیک کرتی، فکرمندی سے سارنگ ہی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"جی جی۔۔ یہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔ پریشان نہیں ہوں آپ۔ کہاں سے ملا ہے یہ آپکو؟ یوں لگ رہا ہے جیسے کسی گاڑی سے بری طرح ٹکرا کر گرا ہے یہ۔ "

اس نے بغور کتے کا معائنہ کرتے ہوئے اسکے زخمی پیر پر پٹی باندھنے سے قبل دوائی لگائی تھی۔ کتا بنا کسی پس و پیش کے پڑا رہا۔ شاید وہ درد کی شدت سے بیہوش ہو گیا تھا۔ ساتھ کھڑی لڑکی گردن پریشانی سے جھکائے اب کہ کتے ہی کو دیکھ رہی تھی۔ سارنگ نے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور ہولے سے مسکرا دیا۔۔

"یہ ٹھیک تو ہو جائے گا ناں؟؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پچھلا سوال ایک بار پھر سے دہرایا تھا اس نے۔ سارنگ نے سر اثبات میں ہلایا اور پھر کتے کو بہت احتیاط سے اٹھا کر ایک خالی سے شیشے کے بلاک میں رکھ دیا۔ وہ اب مدھم سانسیں لیتا دوائیوں کے زیر اثر سویا ہوا لگ رہا تھا۔

"بہت شکریہ ڈاکٹر۔۔۔ "

ثانیہ یکدم رکی تو وہ مسکرایا۔۔

"سارنگ۔۔ سارنگ بدر۔۔ "

اوہ۔۔ اس کی بوکھلاہٹ اب کہ قدرے کم ہو گئی تھی۔ وہ یقیناً کتے کو زخمی دیکھ کر بوکھلا گئی تھی لیکن اب اسکا اعتماد آہستہ آہستہ بحال ہو رہا تھا۔

"یہ مجھے سڑک کے اطراف میں ملا تھا۔ مجھے نہیں پتہ کہ اسے کیا ہوا ہے لیکن اسکی مدھم سانسوں سے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی حادثے کی زد میں آ گیا ہو۔۔ زیادہ تکلیف تو نہیں ہو گی ناں اسے۔۔؟ یہ ٹھیک ہو جائے گا ناں۔۔ "؟

اور وہ اس صبح بے حد کھل کر مسکرایا تھا۔ اسے ہر وہ انسان پیارا لگتا تھا جسے جانوروں کی فکر تھی۔۔ جسے جانوروں سے محبت تھی۔۔ اسکے دل میں اس لڑکی کے لیے بہت نرم سا گوشہ بن گیا تھا۔ پہلی ہی ملاقات میں۔۔

"یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ اکثر ہو جاتے ہیں ایسے حادثات۔ اور ایسے پالتو جانوروں کے ساتھ تو ضرور ہوتے ہیں جنہیں چھوڑ دیا جائے۔۔ کئی سال پال کر زندگیوں سے بے دخل کر دیا جائے۔ وہ چونکہ سڑک کی سخت زندگی کے عادی نہیں ہوتے تو ایسے حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں۔"

اس نے نرمی سے کہا اور اپنے ڈیسک کی جانب چلا آیا۔ وہ بے چینی سے اسکے ڈیسک کی جانب بڑھ آئی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کوئی اتنے پیارے کتے کو بے دخل کیسے کر سکتا ہے۔۔؟اور پھر یوں پال کر کیسے چھوڑ سکتا ہے۔۔؟ "

اس نے یکلخت ہی سر اٹھا کر اس لڑکی کی جانب دیکھا تھا۔وہ اسکی بات سن کر گہری تکلیف میں گھِر گئی تھی۔اس نے ناسمجھی سے مسکرا کر اسکی جانب دیکھا۔

"انسان تو چھوڑتے رہتے ہیں۔بے دخل کرتے رہتے ہیں۔نئی زندگی بناتے رہتے ہیں۔جانوروں کے لیے بہت نارمل سی بات ہے یہ۔۔ "

"اتنا ابنارمل رویہ،نارمل کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟ "

اس کی بات سن کر وہ حیران سا مسکرایا تھا۔

"آپ پریشان نہیں ہوں۔وہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔ "

اس نے آہستہ سے کہہ کر سر اثبات میں ہلایا گویا اسکی یقین دہانی کروانی چاہی۔وہ بھی اگلے پل ہلکے کندھے لیے ہولے سے مسکرادی تھی۔

"بہت شکریہ ڈاکٹر سارنگ۔میں جلد ہی اسے دیکھنے آؤنگی۔ "

پھر وہ جلدی سے گھڑی دیکھتی باہر کی جانب بڑھنے لگی تھی کہ اگلے ہی پل ٹھہر گئی۔

"آپ اسے ایک ہفتے بعد لے جاسکتی ہیں۔اور اسکی فیس بھی تب ہی دے دیجیئے گا۔۔ "

اور وہ جو اپنا بیگ کھولے پرس نکالنے لگی تھی یکدم رک گئی۔شکر گزار سا مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر باہر کی جانب بڑھ گئی۔سارنگ ایک بار پھر سے اپنے ورکنگ ٹیبل کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

****

وجدان صوفیہ کے سامنے تخت پر براجمان ناشتہ زہر مار کر رہا تھا۔ صوفیہ لبوں پر قفل لگائے کسی غیر مرئی نکتے کو تک رہی تھیں۔ اس نے محتاط سی نگاہیں اٹھا کر انکی جانب دیکھا اور پھر ہاتھ ہلکا سا آگے بڑھا کے انکے ہاتھ کو چھوا۔۔ وہ جیسے کسی خیال سے چونکی تھیں۔۔ اسکی جانب دیکھ کر تھکا تھکا سا مسکرائیں۔

"دادو جان۔۔ آپ ناشتہ کیوں نہیں کر رہی ہیں۔۔؟ "

وہ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر سیدھی ہو بیٹھی تھیں۔ وجدان کو انکا رنگ پہلے سے خاصہ نچڑا ہوا اور پھیکا لگ رہا تھا۔ اسے صوفیہ پہلے سے کہیں زیادہ بیمار اور بوڑھی دکھائی دینے لگی تھیں۔

"میرا دل نہیں چاہ رہا وجدان بچے۔ تم کرو ناشتہ اچھے سے۔۔ آج ٹیسٹ دینا ہے ناں تمہیں۔ "

"آج نہیں ہے دادو ٹیسٹ۔۔ کل تھا۔۔ "

اس نے آہستہ سے تصحیح کی تو وہ ہولے سے مسکرائیں۔ پھر بمشکل دکھتے گھٹنوں کو سیدھا کرنے لگیں۔ انکی ٹانگوں میں اب اکثر بہت تکلیف رہنے لگی تھی۔

"آپکو نہیں لگتا دادو۔۔ کہ ہم پھپھو کے ساتھ تھوڑی۔۔ تھوڑی زیادتی کر رہے ہیں۔۔؟ "

اس نے انکی جانب سیاہ ذہین آنکھوں سے دیکھ کر پوچھا تھا۔ جانے اسے کیسے اندازہ ہو جاتا تھا زیادتیوں کا۔۔ ظلم کا۔۔ کیا اتنی سی عمر میں ان سب تلخیوں کا اندازہ ہونا اسکے ساتھ ناانصافی نہیں تھی۔۔؟

"ہم اسکی بھلائی سوچ رہے ہیں وجدان بچے۔ ہم اسکے لیے زیادتی کا باعث کیسے بن سکتے ہیں۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"زیادتی کا مطلب کیا ہوتا ہے دادو۔۔؟ کسی کے حق میں کمی کرنا یا پھر کسی کے حق میں اسکے حق سے زیادہ مفید ثابت ہونا۔ بعض اوقات بہت زیادہ افادیت انسان کے لیے زہر ثابت ہوتی ہے۔ پھپھو نے زندگی جیسے گزاری ہے یا پھر یوں کہنا چاہیے کہ زندگی نے جس طرح انہیں ایک مخصوص سانچے میں ڈھالا ہے۔۔ اسکے بعد انہیں کسی اور ساخت میں ڈھالنا، انکے ساتھ زیادتی کرنے کے مترادف ہے۔۔"

صوفیہ اسکی باتوں پر لمحے بھر کو حیران ہوئی تھیں۔ انکے بوڑھے چہرے پر پھیلیں فکر کی لکیروں میں زندگی کے کئی تلخ ایام پوشیدہ تھے۔

"یہ کیسے بھلا۔۔؟ "

انکے استفسار پر وہ اپنے یونیفارم کی آستینیں برابر کرتا بولنے لگا۔ وہی نازنین کا سا انداز۔۔ مصروف سا بولنے والا۔۔ پھر بھی پیارا لگتا۔۔

"یہ ایسا ہی ہے دادی جیسے کسی کانچ کے بہت پیارے سے مجسمے کو اپنی چاہ کے مخصوص مجسمے میں ڈھالنے کی کوشش کرنا۔ ایسے مجسمے ٹوٹ جاتے ہیں۔ ہاتھ زخمی ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ کبھی وہ شکل اختیار نہیں کرتے جو انسان نے پہلے سے ذہن نشین کی ہوئی ہوتی ہے۔ ایسے مجسموں کو قبول کرنا ہوتا ہے۔ انکی کمزوریوں اور سیاہیوں کے ساتھ۔"

وہ آخر میں ہلکا سا مسکرایا تھا۔ صوفیہ کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔ پھر وہ دوپٹے سے آنسو پونچھ کر جلدی سے مسکرائیں۔۔ اتنی پیاری صبح کو۔۔ اتنی پیاری باتوں کے بعد وہ آنسوؤں کی نذر نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

"تم کب اتنے بڑے ہو گئے ہو وجدان میرے بیٹے۔ مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا۔۔ "

"لیکن مجھے اچھے سے پتہ چلا ہے دادی۔ میں نے بہت مشکل سے برداشت کی ہیں آپکی کہانیاں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور وہ جو دوپٹے سے آنکھیں رگڑ رہی تھیں یکدم ہنس پڑیں۔ انکے چہرے پر ہنسی دیکھ کر وجدان انصاری کے اوپر سے ایک بوجھ ہٹا تھا۔ وہ اٹھ کر انکے قریب ہوا۔۔ پھر انہیں اپنے ساتھ لگایا۔۔

"ہم پھپھو کے ساتھ زیادتی نہیں کریں گے دادی۔ ہمیں انکی تکلیف نہیں خوشی عزیز ہے۔ وہ جو بھی کرنا چاہتی ہیں ہم انہیں کرنے دیں گے۔۔ بس چند سالوں کی بات ہے۔۔ میں ڈاکٹر بن جاؤنگا تو انہیں ایک لمحے کے لیے بھی کام نہیں کرنے دونگا۔ ہم بہت دھوم دھام سے شادی کریں گے انکی۔۔ اب آپ نے پریشان نہیں ہونا ہے دادو۔۔ اور کوئی اچھی سی کہانی سوچ رکھیں۔۔ رات مجھے نیند نہیں آتی اور پھپھو غصہ ہیں تو کہانی نہیں سنائیں گی۔۔"

اس نے اپنا بیگ اٹھایا اور باہر کی جانب بڑھ آیا۔ اسی پل اسکی وین کا ہارن گھر کے اندر تک محسوس ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ ہلایا اور پھر صوفیہ سگ سر پر پیار لیتا داخلی دروازہ عبور کر گیا۔ وہ اداسی سے جاتا دیکھتی رہی تھیں۔ آج کی صبح انہیں رات سے خاصی بہتر محسوس ہو رہی تھی۔

****

تین بجے تک وہ الہام کے ساتھ لائبریری ہی میں مصروف رہی۔ پھر الہام چلی گئ تو اسے پھر بھی یونی میں ہی رکنا پڑا۔ اسکی نئ ملازمت کے باعث اسے اب پانچ بجے تک گھر جانا تھا۔ وہ چونکہ انگریزی میں ماسٹرز کر چکی تھی اسی لیۓ معقول معاوضے پر تین بجے کے بعد اسکے ذمے ایک خاص کلاس رکھی گئ تھی۔

اس نے ریسٹ روم میں نماز ادا کی اور پھر اپنی متوقع کلاس کی جانب بڑھ آئ۔ ابھی وہ راستے ہی میں ہی تھی کہ اچانک سامنے سے آتی کسی لڑکی سے بری طرح ٹکرائ۔ وہ لڑکی اس سے ٹکرا کر پیچھے کی جانب گر گئ تھی۔ اس نے اگلے ہی پل اسے ہاتھ دے کر اٹھانا چاہا تو اسکا چہرہ دیکھ کر چونک اٹھی۔ وہ شانزے تھے۔۔ شانزے ابراہیم۔۔ نازنین اسے جانتی تھی۔ وہ انتہائ خوبصورت لڑکی تھی۔ اسٹیپس میں کٹے اسکے سیاہ بال چہرے کے اطراف میں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گرا کرتے تھے۔ وہ لائبریری میں اسے اکثر دیکھ چکی تھی۔ وہ جب فریشر تھی تب بے حد چہکا کرتی تھی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس نے شانزے کا پھیکا پڑتا روپ بخوبی محسوس کر لیا تھا۔ وہ اب ہر لمحہ خوفزدہ رہا کرتی تھی۔۔ ناخن کترتی ہوئی۔۔ بالوں کو بے چینی سے کان کے پیچھے اڑستی ہوئی۔۔ اس وقت بھی وہ اس قدر مخبوط الحواس تھی کہ نازنین چونک سی گئی۔

"شانزے۔۔ شانزے ابراہیم رائٹ۔۔؟ طبیعت تو ٹھیک ہے ناں آپکی۔۔؟ "

اس نے اسے ہاتھ دے کر اٹھایا لیکن وہ اگلے ہی پل گڑبڑا کر اپنا ہاتھ چھڑا گئی تھی۔ نازنین کے ابرو نا سمجھی سے اوپر کو اٹھے تھے۔۔

"آپ ٹھیک ہو ناں شانزے۔۔؟ کہاں سے آ رہی ہو۔۔؟ اور یہ رنگت کیوں اس قدر زرد پڑ رہی ہے۔۔؟ "

اسکے استفسار پر لڑکی نے حواس باختہ ہو کر اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔ یوں گویا اس پر پھیلا تاثر زائل کرنا چاہا۔۔ لیکن نازنین کی جانچتی نگاہوں سے اسکا کوئی بھی رد عمل پوشیدہ نہ رہ سکا تھا۔۔

"ن۔۔ نہیں میم۔۔ میں بس گھر جا رہی ہوں۔ دیر ہو رہی ہے مجھے۔۔ "

اور اگلے ہی پل وہ اسکے ساتھ سے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ گزر کر آگے بڑھ چکی تھی۔ اس نے اسے روکنا چاہا لیکن وہ تقریباً بھاگتے ہوئے راہداری عبور کر گئی تھی۔ وہ آنکھوں کی پتلیوں میں ڈھیروں نا سمجھی لیے، اس لڑکی کو پلٹ کر جاتا دیکھتی رہی۔ کچھ تھا جو اسے ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔ اگلے ہی پل اس نے گہرا سانس لیا اور پھر کلاس کی جانب بڑھ آئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

قریباً پانچ بجے وہ فارغ ہوئی تھی۔کلاس سے طلباء اسے سلام کہتے ہوئے باہر نکلتے جارہے تھے۔ وہ بھی سر کے خم سے جواب دیتی، اپنا بیگ اور کتابیں سمیٹ کر ہاتھ میں لی ۓ۔۔ جانے کے لیے تیار لگ رہی تھی۔ اس نے بھی طلباء کے ساتھ ہی قدم باہر کی جانب بڑھائے اور جونہی آگے بڑھنے لگی تو اگلے ہی پل حیران سی ٹھہر گئی۔

وہ ایک مضبوط سے ستون کا سہارہ لیے کھڑا تھا۔جنیز پر ٹرٹل نیک سوئٹر زیب تن کی ۓ۔۔ ہلکی سی ٹھنڈ کے باعث گہرے رنگ کی جیکٹ پہنے۔ اس نے اسکی جانب دیکھا تو ابرو تن گ ۓ۔ نگاہیں بے تاثر ہو گئیں۔ پانچ بجے کا موسم بے حد خوشگوار ہورہا تھا۔ ہر جانب سرمئی سا اندھیرا تحلیل تھا اور خنک سی ہوا میں گیلی مٹی کی خوشبو بخوبی محسوس ہورہی تھی۔

حرم نے اسے دروازے میں ایستادہ دیکھا تو سیدھا کھڑا ہو گیا۔لاپرواہی تھم گئی۔۔اس نے اگلے ہی لمحے لبوں پر زبان پھیری اور جیسے ہی وہ بات کرنے آگے بڑھا نازنین ایڑیوں پر گھوم کر آگے بڑھ چکی تھی۔وہ اسکے پیچھے تیزی سے لپکا تھا۔۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟ "

"آپ سے ملنے آیا ہوں۔۔ "

وہ بے ساختہ رکی تو اسے بھی رکنا پڑا۔کتابوں کو سینے سے لگائے، دائیں کندھے پر پرس ٹانگے، سیاہ بالوں کو ہاف باندھے۔۔اس ایک لچکتی لٹ سے بے خبر۔۔ حرم کے ذہن سے الفاظ محو ہونے لگے تھے۔ساری ترتیب گڈمڈ ہورہی تھی۔۔سیاہ آنکھوں کو دیکھ کر خود پر قابو رکھنے کے سارے ارادے ہوا ہوتے محسوس ہوئے تھے اسے۔۔

"لیکن مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی ہے۔اسی لیے بغیر کسی بدمزگی کے ابھی پلٹ جاؤ۔۔ "

وہ سخت لہجے میں کہہ کر آگے بڑھی تو اس نے بھی قدم ایک بار پھر سے اسکے ہم آنگ کر لی ئے۔ خنک ہوا کا تیز جھونکا ان دونوں کو چھو کر گزر گیا تھا۔ راہداری سنسان تھی۔۔ اور وہ دونوں اجنبیوں کی مانند سرمئی سے اندھیرے کو نظر انداز کی ئے تناؤ کے زیرِ اثر لگ رہے تھے۔

"آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔ "

"مجھے ٹھیک سمجھنے کا کوئی شوق نہیں۔۔ "

"ایک بار میری بات تو سن لیں نازنین۔۔ "

"مجھے تمہاری کوئی وضاحت نہیں چاہی ئے حرم۔ پلیز۔۔ معاملات کو مزید مشکل مت بناؤ۔ "

"میں آسانی پیدا کرنا چاہ رہا ہوں۔ مشکل آپ بنا رہی ہیں۔۔ "

اس نے آنکھیں ضبط سے بند کی تھیں پھر رک کر اگلے ہی پل اسکی جانب گھومی۔ بھوری آنکھوں نے سیاہ ارتکاز سے جانے کیوں دل ہی دل میں پناہ طلب کی تھی۔اور کچھ آنکھیں ہوتی ہیں جن سے پناہ طلب کرنی ہی چاہی ئے۔۔

"مجھے اس بحث میں نہیں پڑنا کہ کون کیا کر رہا ہے اور کیا نہیں۔ میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی اور یہ میں تمہیں بتا چکی ہوں۔۔ "

"آپ نے میری بات سنی ہی نہیں ہے۔مجھے اس دن کسی نے نہیں بھیجا تھا اور نہ میں کسی سازش کا حصہ رہا ہوں۔یہ دیکھیں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے اپنا زخمی ہاتھ اسکی نگاہوں کے سامنے کیا تھا۔سفید پٹی بندھے ہاتھ کو ایک لمحے کے لیے نازنین نے یونہی دیکھ لیا تھا۔پھر اسکی جانب نگاہیں پھیریں۔۔

"میرا ہاتھ واقعی زخمی ہوا تھا اس دن۔اور خون بہت زیادہ بہنے کی صورت میں مجھے آپکے گھر کا رُخ کرنا پڑا۔میں اس وقت کسی کام سے اس علاقے میں موجود تھا۔اگر مجھے یہ زخم نہ لگتا تو میں کبھی آپکے گھر کا دروازہ نہیں کھٹکھٹاتا۔سچ میں۔۔بلیو می۔۔"

وہ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھے گئ تھی۔پھر یکلخت اسے جواب دیے بغیر آگے بڑھ گئ۔وہ بے ساختہ ہی اسکے پیچھے آیا تھا۔

"میں نے تمہاری جانب کی وضاحت سن لی۔اسی لیے اب میرا پیچھا چھوڑ دو۔"

"میں نے یہ وضاحت اس لیے دی ہے تاکہ ہمارے درمیان پھیلی غلط فہمی زائل ہو سکے۔"

"تم ہمارے مابین پھیلی غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے اس قدر بے چین کیوں ہو۔۔؟کیا ہو تم میرے لیے۔۔؟ محض میری پھپھو کے سوتیلے بیٹے۔جب مجھے اپنی سگی پھپھو سے ہی کوئ غرض نہیں تو انکی سوتیلی اولاد سے کیونکر کوئ بیر ہو گا۔۔؟کیا میرے اس رویے کا اب تمہارے سامنے کوئ "سینس" بنا۔۔؟"

اس نے آخر میں سر جھٹک کر جتاتے ہوئے پوچھا تھا۔ وہ اس کے بے رحم الفاظ پر اب کہ واقعتاً حیران ہوا تھا۔

"آپ میری سوچ سے بھی زیادہ ظالم ہیں۔کچھ شک نہیں کہ آپکے اپنوں نے آپکو یوں اپنے گھرانے سے بے دخل کر دیا تھا۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور وہ جانتا تھا کہ اسکے الفاظ بلاشبہ بہت بے رحمی سے نازنین کی سماعت کو زخمی کرتے ہوئے گزر گ ئے تھے۔ نازنین ٹھہر گئی۔۔ چند پل سپاٹ نگاہوں سے سامنے دیکھتی رہی۔۔ اسکا تنفس تیز ہو رہا تھا۔ دانت پر دانت جمے ہوئے لگتے تھے۔۔ اگلے پل اس نے حرم کی جانب چہرہ گھما کر دیکھا۔۔ اسکی سیاہ آنکھیں اس قدر زخمی لگ رہی تھیں کہ حرم پلک تک جھپکنا بھول گیا۔

"میرے سامنے آئندہ مت آنا حرم۔ یہ میری پہلی اور آخری وانگ ہے۔۔ "!

اس نے ہلکی سی سرد آواز میں کہا اور اس قدر زور سے ہیل راہداری کے چکنے فرش پر رکھی کہ در و دیوار تک سہم کر تکنے لگے تھے اسے۔ اسکی ٹک ٹک دور تک سنائی دے رہی تھی۔۔ حرم سے جاتا ہوا دیکھتا رہا۔۔ ٹھنڈی راہداری میں اک سرد سا جھونکا داخل ہوا تھا۔۔ وہ دوسری جانب مڑ گئی۔۔ لیکن وہ تب بھی اسی طرح ایستادہ رہا۔۔ بنا جنبش کے۔۔ !

****

وہ گاڑی میں آکر بیٹھی اور پھر گلابی سی زخمی آنکھوں سے اسٹیرنگ وہیل کو تھامے رہی۔ اسکی رگوں میں گردش کرتا خون تیزی کے ساتھ اسکے دل کے آس پاس اکھٹا ہو رہا تھا۔ رخسار طیش سے دہک کر گلابی ہو رہے تھے اور لب سفید پڑ رہے تھے۔ اس نے اپنے کمزور لمحات میں خود کو سنبھالنا سیکھا تھا۔۔ لیکن اپنے طاقتور لمحات میں بھی خود کو کمزور محسوس کرنا محض اسکا ہی خاصہ تھا۔

وہ جانے کتنی ہی دیر اس وہیل کو سختی سے تھامے بیٹھی رہی۔۔ اتنی سختی سے کہ اسکی ہتھیلیوں میں پسینہ آنے لگا۔۔ لمحات کی گنتی اسے بھولتی جا رہی تھی۔۔ آنکھوں کی پتلیاں ساکت تھیں اور لمحہ بہ لمحہ وہ اس سرمئی سے اندھیرے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

میں سیاہ پڑتی جارہی تھی۔ اسکے ارد گرد کچھ تحلیل ہو رہا تھا۔ کچھ بہت کڑوا اور چبھتا ہوا۔ اسے لگتا تھا کہ ہر دفعہ اس رات کو یاد کرنے پر وہ بکھر جائے گی۔۔ ٹوٹ جائے گی۔۔ مسمار ہو جائے گی۔۔ مسل دی جائے گی۔۔

لیکن ایسا نہیں ہوتا تھا۔ انسان ایک وقت تک روتا ہے۔۔ ایک وقت بعد آنسو خشک ہو جاتے ہیں اور روح کو جھلساتی آگ انسان کا احاطہ کر لیتی ہے۔ ہمیشہ اس رات کو۔۔ اور اس جیسی ہر رات کو یاد کرنے پر اب اسے رونا نہیں آتا تھا۔۔ بلکہ اب اسکا وجود ایک تباہ کن آگ میں جھلستا رہتا تھا۔ وہ اندر ہی اندر بھسم ہوتی جارہی تھی۔۔ جلتی جارہی تھی۔ اسے آگ نے جلا کر جاکستر کر دیا تھا۔۔

اس نے میکانکی انداز میں سامنے لگے شیشے سے آنکھیں ہٹائے بغیر اگنیشین میں چابی گھمائی اور پھر زن سے گاڑی آگے بڑھا لے گئی۔۔ راستے پر گاڑی ڈالتے ہوئے اس نے ہمیشہ کی طرح اپنے ساتھ ہوئے ظلم کو نہ معاف کرنے کی قسم کھائی تھی۔

وہ اس ایک انسان کو کبھی معاف نہیں کر سکتی تھی۔۔ کبھی بھی۔۔ اگر زندگی نے کبھی بھی اس ایک انسان کو اسکے عین سامنے لا کر کھڑا کیا تو وہ ضرور اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کرے گی۔۔ وہ ضرور اسے تباہ کر دے گی۔۔ جیسے اس نے اسکی زندگی تباہ کر دی تھی۔۔

سفید پڑتے چہرے اور زہر خندہ سی سانسوں کے درمیان اک عہد تھا جو ایک بار پھر سے اپنی منازل طے کرنے لگا تھا۔

****

اٹھارہ سال قبل۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رمیز اور جاوید میں محض ایک سال کا فرق تھا۔ انکی شادیاں بہت چھوٹی عمروں میں کی گئ تھیں۔ کاروباری اور کسی بھی مالی تفریق کو مبین انصاری نے کبھی اپنی اولادوں کے درمیان نہیں آنے دیا تھا۔ وہ ٹیکسٹائیل انڈسٹری کے اونر تھے اور انکے دونوں بیٹوں کے حصوں میں برابر کاروبار اور مال تقسیم کیا گیا تھا۔ لیکن کہیں اندر مبین اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ رمیز لالچی طبیعت رکھنے والا شاطر انسان واقع ہوا ہے۔ وہ اگرچہ انکا اپنا بیٹا تھا لیکن وہ اسکی خصلت سے آگاہ تھے۔ اور وہ اس بات کو بھی جاننے والے تھے کہ جاوید۔۔ اپنے بڑے بھائ کے بالکل برعکس طبیعت رکھنے والا بے حد نرم اور خاصہ قناعت پسند واقع ہوا تھا۔ وہ جتنا ہے جو ہے پر راضی رہنے والا انسان تھا۔۔ لیکن رمیز ایسی کسی بھی بکواس کو ماننے پر تیار نہیں تھا۔۔ اسکے کاروبار کی ترقی اور مادیت پسندی کے جانب بڑھتے رجحان نے مبین کو جانے کیوں بے حد محتاط کر دیا تھا۔۔

اسی احتیاط کے پیشِ نظر انہوں نے بارہا ڈھکے چھپے الفاظ میں جاوید کو اپنے بڑے بھائ سے محتاط رہنے کے لیے کہا تھا لیکن وہ انکی بات نہیں سمجھ سکے۔۔ وہ اپنے اتنی محبت کرنے والے بھائ کی جانب سے مشکوک کیسے ہو سکتے تھے؟ انکے پاس اپنے قریبی رشتوں سے بد ظن ہونے کا کوئ جواز نہیں تھا۔ لیکن ایک دن مبین نے انکا ہاتھ تھام کر انہیں اپنے آفس ہی میں روک لیا تھا۔۔ جاوید چونک کر رک سے گۓ۔۔ پھر اپنے فکرمند سے والد کی جانب حیران نظروں سے دیکھنے لگے۔۔

"میں نے تمہیں ہزار دفعہ کہا ہے جاوید۔۔ کہ محتاط رہا کرو۔۔ تمہارا اس قدر گہرا اطمینان اور بھروسہ کہیں تمہیں نقصان نہ پہنچا دے۔۔ "

وہ انکی بات نہ سمجھ سکے۔ سیاہ آنکھوں سے انہیں دیکھے گۓ۔۔ انکی سیاہ آنکھیں بالکل نازنین کی آنکھوں کا عکس تھیں۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"باباجان میں آپکی باتوں کا مطلب سمجھ نہیں پارہاہوں۔ آپ مجھے بہت دفعہ روک کر اس قسم کی مشکوک باتیں کرچکے ہیں۔ مجھے صاف صاف بتائیں کہ مسئلہ کیاہے۔۔؟ کیاکوئی میری وجہ سے آپکو بلیک میل کررہاہے۔۔؟ یا میری وجہ سے آپکو دھمکیاں موصول ہورہی ہیں۔۔؟ مجھے کھل کر بتائیں باباجان۔۔ مجھے آپکا یہ رویہ اب پریشان کررہاہے۔۔"

وہ پہلے ہی اپنے بڑے بیٹے طلحہ کی وجہ سے خاصے پریشان رہنے لگے تھے۔ وہ نشہ کرنے لگا تھا۔ راتوں کو دیر دیر سے گھر آنے لگا تھا۔۔ گھر میں آکر توڑ پھوڑ کرنے لگا تھا۔۔ ایسے میں انکے لیے اب مبین کی ذومعنی باتوں کو نظرانداز کرنا کٹھن ہوتا جارہا تھا۔

"میں جو کہہ رہاہوں اسے سمجھنے کی کوشش کرو، جاوید۔۔! اپنی آنکھیں کھلی اور حواس کو چوکنا رکھو۔۔ یہ دنیا بہت ظالم ہے۔۔ بہت ظالم ثابت ہوسکتی ہے۔۔ "

وہ بولے تو جانے کیوں آواز میں عجیب سی لڑکھڑاہٹ عود آئی۔ جاوید کی آنکھوں میں پھیلی ناسمجھی کو پریشانی نے چھوا تھا۔۔

"مجھے کھل کر بتائیں باباجان۔ میرے پاس اتناوقت نہیں ہے کہ آپکی پہیلیوں کو سلجھاتا رہوں۔ میری زندگی پہلے ہی میری اولاد کی وجہ سے عذاب کا گڑھا بنتی جارہی ہے۔ پلیز مجھے واضح الفاظ میں بتائیں کہ مسئلہ کیاہے۔۔؟"

وہ اپنے پریشان حال سے بیٹے کا چہرہ چند لمحات تکتے رہے اور پھر آگے بڑھ کر آہستہ سے انکے ہاتھ اپنے بوڑھے ہاتھوں میں تھامے۔ جاوید کو انکاانداز سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"تمہارابھائی۔۔ تمہاری پیٹھ میں چھُرا گھونپ رہاہے جاوید۔۔! آنکھیں کھولو اپنی۔۔ "!

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جاوید کو سمجھ نہیں آیا کہ اگلے لمحات میں کونسا تاثر درکار ہے۔انہیں سمجھ نہیں آیا کہ مبین کی اس بے تکی سی بات کا کیا جواب دیں۔۔انہیں اگلے کئی پل تک اندازہ نہ ہو سکا کہ کیا کہا جانا چاہی ئے۔۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بابا جان۔۔؟وہ میرے بڑے بھائی ہیں۔محافظ ہیں میرے۔۔ہمیشہ میرے ساتھ کھڑے رہے ہیں۔۔اچھے برے میں۔۔سیاہ اور سفید میں۔۔اگر انہیں ایسا ہی کچھ کرنا ہوتا تو وہ کبھی میری پریشانیوں میں پشت پناہی کا باعث نہ بنتے۔۔"

"وہ تمہاری پشت پناہی کبھی نہیں کر رہا تھا جاوید۔۔وہ تمہاری کمر توڑنے کا سامان اکھٹا کر تا رہا ہے۔"!

مبین نے ماتھے پر چمکتا پسینہ صاف کرتے ہوئے بے حد سیاہ لہجے میں کہا تو جاوید اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اگلے ہی پل طیش بے حد خوفناک انداز میں ان پر حملہ آور ہوا تھا۔

"آپکا مسئلہ کیا ہے بابا۔۔؟آپ کیا اپنے بڑھاپے میں سٹھیاگ ئے ہیں!! ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی کے لیے ایسا کیسے سوچ سکتا ہے۔۔!کیا یہ کوئی فلم چل رہی ہے۔۔؟ یا آپ آجکل کچھ زیادہ ہی بڑھاپے کے زیرِ اثر الٹی سیدھی باتیں سوچ کر ہم دونوں کے درمیان فساد برپا کرنا چاہتے ہیں۔۔؟ میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں اسی لیے آپکو خدا کا واسطہ۔۔!!"

انہوں نے ہاتھ جوڑ کر زور سے ماتھے پر رکھے تھے۔

"خدا کا واسطہ آپکو میرا پیچھا چھوڑ دیں۔۔!اور آئندہ مجھ سے بھائی جان کے بارے میں اس قسم کی گھٹیا بات ہرگز بھی مت کیجی ئے گا۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ پھنکارے اور پھر اگلے ہی پل ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے آفس سے باہر کی جانب بڑھ گ ئے۔ انہیں مبین کی باتوں کے باعث اپنا سانس بند ہوتا ہوا محسوس ہورہا تھا۔ مبین خوفزدہ نگاہوں سے بند ہوتے دروازے کو دیکھے گ ئے۔۔ یہ جانے بغیر کہ کوئی سی سی ٹی وی فوٹیج سے انہیں باآسانی اپنے آفس میں بیٹھاتک رہا تھا۔۔نہ صرف وہ انسان انہیں دیکھ سکتا تھا بلکہ انکی باتیں اور انکشافات بھی وہ بے حد آسانی کے ساتھ سن چکا تھا۔

رمیز نے سپاٹ چہرے کے ساتھ ہاتھ آگے بڑھایا اور پھر لیپ ٹاپ کی اسکرین کو نیچے کر دیا۔سامنے چلتا منظر غائب ہو گیا۔۔اور پھر اگلے روز مبین کی لاش انکے کمرے سے ملی تھی۔۔ٹھنڈی۔۔خون آلود اور بے جان لاش تھی وہ۔۔ !

****

مبین کی اچانک اور پراسرار سی موت انصاری ہاؤس پر بجلی بن کر گری تھی۔جاوید کو تو گویا سانپ سونگھ گیا تھا۔ فورینسک رپورٹ میں معلوم ہوا کہ وہ رات کو اندھیرے میں کسی شے سے ٹکرا کر گرنے کے باعث مرے تھے۔ یوں کہ وہ اپنے بستر سے اٹھے ہوں اور ساتھ رکھی کسی چیز سے ٹکرانے پر اپنا توازن قائم نہ رکھنے کی صورت میں گر گ ئے ہوں۔۔ اور پھر گرتے ہی کوئی بہت بھاری سی چیز انکے سر پر آلگی ہو۔۔

جاوید انکی موت کی صبح انکے کمرے کی جانب بڑھ رہے تھے تاکہ اپنے کل کے بدتمیز رویے پر ان سے معافی طلب کر سکیں۔وہ کبھی بھی ضبط کا دامن یوں ہاتھ سے نہیں جانے دیا کرتے تھے لیکن چونکہ بہت سی چیزیں انکے اعصاب پر سوار تھیں سوان سب کا باہر نکلنا یقینی سی بات تھی۔اگلے ہی پل انہوں نے کمرے کا دروازہ وا کیا اور

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پیچھے گرتے گرتے بچے۔۔خون کی بہت تیز بُو انکے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔اور پھر انکی آنکھوں نے اپنی زندگی کا انتہائی تکلیف دہ منظر دیکھا۔۔

مبین اوندھے منہ گرے ہوئے تھے۔ انکے سر سے بے تحاشہ خون نکل کر سفید ٹائلز والے فرش پر پھیلا ہوا تھا۔ سفید فرش پر پھیلا تازہ سرخ خون تھاوہ۔۔اگلے ہی پل وہ ہذیانی انداز میں دوڑتے ہوئے اندر کی جانب بھاگے تھے۔ انہیں یاد تھا کہ مبین کی جانب بھاگتے ہوئے انکے پیر خون میں بھر گئے تھے۔۔ انہوں نے ہاتھ آگے بڑھا کر اوندھے پڑے مبین کو سیدھا کیا تھا۔۔ انکا اپنا چہرہ سفید سے نیلا پڑتا جارہا تھا۔۔ہاتھ بے تحاشہ کانپ رہے تھے اور حلق میں کانٹے اگ آئے تھے۔

اگلے کئی دن تک انہیں کچھ یاد نہ رہا۔۔نہ اولاد کے جھمیلے۔۔نہ کاروباری الجھنیں۔۔نہ رشتے ناتے۔۔نہ زندگی کا کوئی اور پہلو۔۔سب جیسے باباجان کے ساتھ ہی قبر میں دفن ہو گیا تھا۔سب جیسے انکے ساتھ ہی مر گیا تھا۔۔وہ اگلے ہفتے انکی تازہ قبر پر گئے اور خاموشی سے رو کر واپس پلٹ آئے۔۔ لاؤنج ہی میں انہیں فکر مند سے رمیز مل گئے تھے۔

"کہاں گئے تھے تم۔۔؟ "

رمیز کی آواز طیش سے بلند ہوئی تھی۔انہوں نے مردہ سی آنکھیں اٹھا کر اپنے بڑے بھائی کو دیکھا تھا۔لاؤنج ہی میں ایک جانب شائستہ کے ساتھ صوفیہ براجمان تھیں۔انکا پریشان حال سا چہرہ پچھلے ایام کی ساری کارروائی بیان کر رہا تھا۔نازنین بھی صوفے پر ساتھ ہی بیٹھی تھی۔وہ اس وقت دس سال کی تھی۔۔ساراگھرانہ اس اچانک موت پر بوکھلایا بوکھلایا سا لگتا تھا۔۔

"باباجان سے ملنے گیا تھا۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سرد سا کہہ کر وہ آگے بڑھے تو اگلے ہی لمحے رمیز نے آگے بڑھ کر انکا ہاتھ زور سے تھاما۔ پھر انہیں اپنی جانب پوری قوت سے گھمایا۔

"اپنے گھرانے کی کچھ فکر ہے تمہیں یا نہیں۔۔! مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا۔۔نہ ہی یہ دنیا کسی کے جانے سے رک جاتی ہے۔۔! یوں غمزدہ رہ کر۔۔ سوگ رچا کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو تم۔۔؟"

وہ پوری قوت سے جاوید پر دھاڑے تو لاؤنج میں براجمان دونوں خواتین سہم اٹھیں۔ نازنین نے بھی خوفزدہ نگاہوں سے جاوید کا تیخ چہرہ دیکھا تھا۔ اسے بابا بہت بدلے ہوئے لگ رہے تھے۔۔

"ہاتھ چھوڑیں میرا آپ۔۔ "!

اگلے پل جاوید بھی اپنی پوری طاقت سے ان پر چلائے تھے۔ گھر کے ملازمین لاؤنج میں سمٹ آئے۔ اپنے کمرے میں موجود طلحہ باہر نکل آیا تھا۔۔ بارہ سالہ رضا بھی سہما سا لاؤنج ہی میں چلا آیا تھا۔۔

"میرا باپ مجھے معاف کیئے بغیر جاچکا ہے اس دنیا سے۔۔! میں معافی تک نہیں مانگ سکا بابا جان سے۔ ایک آخری دفعہ بات تک نہیں کر سکا ان سے میں۔۔! جب وہ اپنے کمرے میں گرے ہونگے اس وقت میں اپنے کمرے میں خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔ انہیں آخری لمحات میں میری ضرورت تھی لیکن میں انکے پاس نہیں تھا بھائی جان۔۔!! ایسے میں آپ چاہتے ہیں کہ میں ایک ہفتے کا بھی سوگ نہ مناؤں۔۔؟ اپنی دنیا میں اس قدر مگن ہو جاؤں کہ اس آخری معافی کو بھی بھول جاؤں جو میں ان سے اس رات مانگ نہیں سکا تھا۔۔!!!!"

کئی دنوں کا پکتا لاوہ اگلے ہی پل انکے اندر سے ابل پڑا تھا۔ لیکن رمیز کی جانب سے پڑے ایک بھاری ہاتھ نے انکے چودہ طبق اگلے ہی پل روشن کر دیئے تھے۔ خواتین اپنی چیخ دباتی یکدم اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ گھر کے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ملازمین نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیے تھے۔۔ لاؤنج میں گردش کرتی ہر شے اگلے ہی پل ساکت ہو گئی تھی۔

"بکواس بند کرو اپنی تم۔۔! یہاں سب کو بابا کی موت کا غم ہے لیکن کوئی بھی تمہاری طرح جوگ لے کر نہیں بیٹھا۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ موت کا ایک وقت معین ہے۔ کوئی بھی انسان اسے نہیں روک سکتا۔ تم بھی بابا کی موت کو نہیں روک سکتے تھے۔۔ ہم میں سے کوئی بھی ایسا کچھ نہیں کر سکتا اسی لیے اپنی بکواس بند رکھو بالکل۔"

وہ آخر میں انگشتِ شہادت اٹھا کر انہیں تنبیہ کر رہے تھے۔ جاوید نے زخمی پڑتی گلابی آنکھوں سے انہیں دیکھا اور اگلے ہی پل لمبے لمبے ڈگ بھرتے درمیانی راستہ عبور کر کے لاؤنج سے باہر نکلتے چلے گئے۔ اگلے ہر لمحے میں انصاری گھرانے میں پھیلا سناٹا بڑھتا جا رہا تھا۔ یوں گویا۔۔ مبین کی موت کا ماتم آج ہی ہوا ہو۔۔

****

رمیز کا بڑا بیٹا ظفر اور طلحہ ایک ہی عمر کے تھے۔ ان دونوں کی شادی بھی ایک ہی عمر میں ہوئی تھی۔ لیکن پھر کچھ معاملات کے باعث ظفر اپنی فیملی سمیت ولایت سدھار گیا اور رمیز تایا کو اسکی غیر موجودگی پر اک بہت بڑے جھٹکے کا سامنہ کرنا پڑا۔ چونکہ انکی اور جاوید کی شادیاں بہت چھوٹی عمروں میں ہوئی تھی تو انکی اولادیں عین جوانی میں بھی انکے کندھوں تک آتی تھیں۔ وہ ولایت کیا گیا کہ پیچھے مڑ کر کبھی اپنے گھرانے کی جانب نگاہ کرنا تک گوارہ نہ کیا۔ تایا نے اس سے اپنے سارے رشتے ناتے توڑ ڈالے۔۔ اس سے اپنا ہر رشتہ ختم کر لیا۔ خون کا رشتہ بھی۔۔ انکا اب صرف ایک ہی بیٹا تھا اور وہ تھا رضا۔۔ رضا نازنین سے دو سال بڑا تھا۔ یعنی جب وہ دس سال کی تھی تب رضا بارہ سال کا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

طلحہ کی بیوی اس سے امید سے تھی۔ وہ بائیس سالہ خوبرو نوجوان تھا جس کی جوانی کو نشے کے باعث اب کہ آہستہ آہستہ زنگ لگتا جارہا تھا۔ وہ شادی سے پہلے بہت بہتر تھا۔۔ لیکن پھر بہت آہستگی سے جانے وہ کیسے نشے کا عادی ہوگیا۔ پہلے وہ کئی گھنٹوں تک آفس اور گھر سے غائب رہتا لیکن پھر یہ معمول بن گیا۔۔ وہ اب کئی کئی راتیں گھر سے باہر گزارنے لگا تھا۔ کوئی اس سے استفسار نہیں کرسکتا تھا۔ وہ ہر لمحہ کاٹنے کو دوڑتا۔۔ ہر ایک کے ساتھ جھگڑنے کو ہر لمحہ تیار رہتا۔۔ اسکے اسی غیر زمہ دار اور خوفناک رویے کے باعث جاوید اب ہر لمحہ پریشان رہنے لگے تھے۔۔ وہ غمگین اور خاموش رہنے لگے تھے۔

انکا اور طلحہ کا آئے دن جھگڑا ہونے لگا تھا۔ آئے دن گھر۔۔ گھر نہ لگتا۔۔ بلکہ کوئی اکھاڑا لگتا جس میں وہ اس پر چیخ رہے ہوتے اور جواباً وہ بھی اتنی ہی بدتمیزی سے زبان درازی کررہا ہوتا۔۔ گالیاں نکال رہا ہوتا۔۔ سارے گھرانے پر لعنتیں بھیج رہا ہوتا۔۔

اسے اکیلا چھوڑ دیا جائے۔۔ اسے اسکے حال پر رہنے دیا جائے۔۔ اسے اسکے اعمال پر چار لوگوں کے درمیان ذلیل نہیں کیا جائے۔۔ یہی مطالبہ تھا اسکا۔ لیکن اب ایسا ممکن نہیں تھا۔ جاوید اسے پہلے پہل تو خاموشی سے دیکھتے رہے لیکن جونہی وقت گزرنے لگا۔۔ وہ باپ بننے کے قریب ہوگیا تو ان سے مزید اسکا یہ رویہ دیکھنا برداشت سے باہر ہوتا گیا۔

وہ اسے ہر طرح قائل کرچکے تھے۔ ہر طرح سے سمجھا چکے تھے۔۔ وہ اسے دھمکیاں تک دے چکے تھے لیکن اسکی جانب سے کچھ بھی درست کرنے کے لیے قدم نہیں اٹھایا جارہا تھا۔

وہ دن بدن انکے لیے ناسور بنتا جارہا تھا۔ سونے پر سہاگہ وہ اس جوانی میں تنہا نہیں تھا۔ اسکی ایک عدد بیوی تھی اور وہ ماں بننے والی تھی۔۔ اسے طلحہ کی ضرورت تھی۔۔ لیکن طلحہ کو کسی کی ضرورت نہیں تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گھر کے حالات دن بدن اکھڑتے جا رہے تھے۔ ہر لمحے کا تناؤ فضا میں محسوس کیا جا سکتا تھا۔ جاوید کمزور پڑنے لگے۔ وہ اس سب کو سنبھالتے سنبھالتے ہلکان ہو رہے تھے۔ انہیں بیٹا چاہیئے تھا۔۔ انہیں سہارے کی ضرورت تھی۔۔ انکے ناتواں کندھوں میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ کاروباری الجھنوں کے ساتھ ساتھ گھریلو زہر ہوتی زندگی میں بھی توازن قائم رکھ سکیں۔۔ یہ انکے ساتھ زیادتی تھی۔۔ زیادتی ہو رہی تھی۔۔ لیکن وہ کس سے کہتے۔۔؟ انکے پاس سننے والا کوئی نہیں تھا۔

رمیز اسکا ہمدرد تھا لیکن وہ بھی اب طلحہ کے لگائے ہر روز کے تماشے سے پک چکا تھا۔ اسکے اپنے مسئلے تھے۔ وہ اپنے بھائی کے "نشئی" بیٹے کے لیے اپنا سکون نہیں تباہ کر سکتا تھا۔ یہی حال شائستہ کا تھا۔ وہ اب صوفیہ سے انکے مسائل کے بارے میں استفسار کرنا بھی گوارہ نہیں کیا کرتی تھیں۔ انکے لیے اب یہ روز کی بات تھی۔۔ روز کا تماشہ تھا۔۔

ایسے میں مبین کی ذو معنی اور پریشان کر دینے والی باتوں نے جاوید کو ہتھے سے ہی اکھاڑ دیا تھا۔ اس دن وہ پہلی دفعہ اپنے باپ پر یوں چلائے تھے۔ ان پر برسے تھے۔۔ ان سے بدتمیزی کر آئے تھے۔۔ لیکن پھر جلد ہی انہیں اپنی کوتاہی کا احساس ہو چلا۔۔ وہ معافی مانگنے کے لیے آگے بڑھے لیکن مانگنے سے قاصر رہے۔ جو فیصلے طے ہو کر آسمانِ دنیا سے زمین پر بھیجے جائیں۔۔ انسانوں کی مجال کے اسے بدل سکیں۔۔ وہ بھی اس تا عمر کے پچھتاوے کے درمیان معلق رہ کر زندہ رہنے والے تھے۔ وہ اب کہاں سے مبین جیسا شفیق باپ لا سکتے تھے۔۔؟

سب کچھ ایک ہی دن۔۔ ایک ہی رات میں اجڑ کر رہ گیا تھا۔ انکی زندگی سے شادابی تو خیر روٹھ ہی چکی تھی لیکن پھر بھی بابا جان کی نرم گرم سی چھایا انکے لیے ہمیشہ تقویت کا باعث ہوا کرتی تھی۔ اب وہ تقویت ختم ہو چکی تھی۔۔ اب سہی معنوں میں وہ جھلستی دھوپ تلے گھسیٹ لیے گئے تھے۔۔ انکی زندگی بے معنی ہو گئی۔۔ نازنین۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

صوفیہ۔۔ ارم (طلحہ کی بیوی) اور اس آنے والی ننھی جان کی ذمہ داری کسی عذاب کی سی صورت انہیں اپنے شانوں پر محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ اب سارا سارا دن بابا جان کی قبر پر پہرہ دیا کرتے تھے۔ انکے لیے وہ آخری معافی بہت اہم تھی۔۔ وہ معافی جو ان سے رہ گئی تھی۔۔ باپ روٹھ کر دنیا سے چلا جائے تو سینہ کسی گہری تکلیف کے شکنجے میں آ کر بھنچنے لگتا ہے۔۔ سب کچھ دھول کی مانند اڑتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔۔

وہ انکی بھلائی کی بات کر رہے تھے۔ وہ آخر تک انکی اچھائی کے لیے متفکر تھے۔ لیکن پھر انہوں نے کیا کیا؟ انہوں نے سب کچھ الٹ دیا۔۔ انہوں نے زندگی بھر کا پچھتاوا اپنے گلے میں طوق کی صورت لپیٹ لیا۔۔!!!

بھائی جان کے ساتھ گرما گرمی کے بعد وہ اگلے پورے دن اپنے کمرے سے باہر نہ نکلے۔ انکی آنکھوں سے اب کسی بھی لمحے کے لیے نمی نہیں سمٹا کرتی تھی۔ اور شاید یہ انکی ذہنی حالت ہی تھی کہ کسی نے بھی انہیں ڈسٹرب کرنا مناسب نہ سمجھا۔۔

رات کے کسی پہر وہ اپنے بستر سے اترے۔۔ شکستہ قدموں سے رمیز کے کمرے کی جانب بڑھے۔۔ بابا جان کے بعد اگر کوئی انکا سایہ رکھتا تھا تو وہ جاوید کے لیے رمیز تھا۔۔ وہ انہیں نہیں کھونا چاہتے تھے۔ وہ انکے ساتھ کم از کم اپنا رشتہ گانٹھے رکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اسٹڈی کا دروازہ ہولے سے بجایا اور پھر اندر چلے آئے۔ رمیز حسبِ عادت اپنی راکنگ چیئر پر جھول رہے تھے۔ سوچتی نگاہیں کسی نکتے کو تک رہی تھیں۔ اسکی جھولتی کرسی اس آواز پر رک سی گئی۔۔ اور پھر جاوید انکے قریب چلے آئے۔۔

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

ایک ہفتہ قبل کی رات۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رمیز کے چہرے پر لگتا تھا کسی نے سفید پینٹ پھیر دیا ہو۔اسکا چہرہ انسانی چہرہ تو ہر گز نہ لگتا تھا۔اس پر عجیب سے جانوروں والے تاثرات رقم تھے۔۔بہت عجیب سے۔۔انسانی تاثرات سے کہیں پرے۔۔اس نے ساتھ ساتھ قدم اٹھاتے احمد لغاری کی جانب نگاہ اٹھائی۔۔وہ دراز قد تھا۔۔لبوں کو ایک سیدھی لکیر میں بند کیئے۔۔ یوں گویا وہ بولنا جانتا ہی نہ تھا۔۔ اسکا جسم بے حد مضبوط اور کسرتی لگتا تھا۔۔ پینتیس سالہ بانس جیسا لمبا مرد تھا وہ۔۔ سوٹڈ بوٹڈ سا۔۔ چوکنا اور سپاٹ۔۔

وہ انتہائی خاموشی کے ساتھ گھر چلا آیا۔۔آج اسکا سامنہ جاوید سے بھی نہیں ہوا تھا۔وہ اپنے مسائل میں الجھا ہوا تھا۔اسے جاوید سے کوئی خطرہ لاحق نہیں تھا۔اسے جس سے خطرہ لاحق تھا وہ اپنے کمرے میں موجود تھا۔۔اور اسے آج جاکر اس سے بات کرنی ہی تھی۔ہاں۔۔ محض بات۔۔اسکے دماغ میں کوئی ایسا ویسا خیال اس وقت تک نہیں آیا تھا۔

وہ اندھیر پڑتی یخ راہداری سے گزر کے انکے کمرے تک چلا آیا۔وہ اپنے بیڈ پر دراز شاید سو رہے تھے۔رمیز انتہائی خاموشی سے۔۔بنا چاپ پیدا کیئے اندر چلا آیا۔۔ اب وہ انکے سر پر کھڑا تھا۔۔ اندھیر کمرے میں محض چاند کی روشنی کھڑکی سے اندر کو گر رہی تھی۔۔ایسے میں وہ سفید چہرہ لیے۔۔سرخ آنکھوں کے ساتھ۔۔یک ٹک۔۔مبین کو تکتا جا رہا تھا۔۔وہ بلاشبہ اس سمے انسان نہیں لگ رہا تھا۔۔وہ تو شاید جانور بھی نہیں لگ رہا تھا۔۔

اسکا مستقل ارتکاز تھا یا کیا۔۔ مبین کی آنکھ یکدم کھلی تھی۔وہ اپنے بستر پر یکدم اٹھ بیٹھے۔۔ تھوڑا سا سمٹ کر وہ پیچھے بھی ہوئے تھے۔ انہیں اپنی اولاد سے اس وقت بہت زیادہ خوف محسوس ہوا تھا۔

"اس وقت تم میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو رمیز۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

انکے سختی سے کہنے پر رمیز یکدم ہنس پڑا۔ پھر وہ کتنی ہی دیر تک ہنستا رہا۔ اسکی ہنسی سن کر بھیڑیے کی ہنسی کا گمان ہوتا تھا۔۔

"آپ نے ہمیشہ یہی کیاناں باباجان۔ مجھ میں اور اس میں فرق کیا۔ مجھے میری فطرت کے باعث ہمیشہ جھٹلاتے رہے اور اسے اسکی نیک طبیعت کے باعث ہمیشہ خود سے قریب کرتے رہے۔ آپکا کاروبار ہو۔۔ زمینیں ہوں۔۔ دوست احباب کے حلقے ہوں۔۔ اہم رہنماؤں سے ملاقاتیں ہوں۔۔ ہمیشہ وہ اہم رہا ہے۔۔ ہمیشہ وہ ہی اہم رہتا ہے۔۔ میں کیوں نہیں۔۔؟ اس لیے کیونکہ میں پیدا ہی اس بدنیت سی طبیعت کے ساتھ کیا گیا ہوں۔۔؟ کیا اس لیے۔۔؟ کیا اس لیے کہ میں اچھائی کا پیکر نہیں رہا۔۔؟ کیا اس لیے کہ میں فطری طور پر ایک بدبخت انسان ہوں۔۔؟"

وہ بولتے بولتے یکلخت انکے عین سامنے جھکا تھا۔ پھر اپنی سرخ پوری کھلی آنکھیں مبین کی آنکھوں میں گاڑیں۔۔ مبین کا جسم زلزلوں کی زد میں لگتا تھا۔۔

"ت۔۔ تم غلط سمجھ رہے ہو رمیز۔۔ تم دونوں میرے بیٹے ہو۔۔ "

"جھوٹ۔۔۔!!! "

وہ یکدم دھاڑ کر سیدھا ہوا تھا۔ پھر اسی طرح مسکرایا۔۔ اسکی مسکراہٹ دیکھ کر مبین کو ہر جانب خطرے کی سرخ گھنٹی بجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔

"جھوٹ نہیں باباجان۔ رات کے اس پہر کون جھوٹ بولتا ہے ہاں؟ "

"رمیز ہم صبح بات کریں گے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"صبح۔۔وہ تو اب کبھی نہیں آنی بابا جان۔۔اب صرف رات ہی رات ہے۔۔ "

"فضول بکواس بند کرو اپنی اور میرے کمرے سے ابھی باہر نکلو۔اپنے بھائی کے لیے گڑھا کھودتے شرم نہیں آتی تمہیں؟وہ تم پر بھروسہ کرتا ہے۔۔محبت کرتا ہے تم سے وہ۔۔تمہارے احترام میں مجھ سے لڑ پڑتا ہے اور تم جیسا بدذات انسان!!!!تم جیسا انسان اسے دھوکہ دے رہا ہے۔۔"

"بدذات"۔۔وہ اس ایک لفظ کو بڑبڑا رہا تھا۔پھر دانت پیس کر مبین کی جانب دیکھا۔۔

"میں بدذات نہیں ہوں۔۔میں کم ذات نہیں ہوں بابا۔آپکا دوسرا بیٹا بس ذات میں اعلیٰ ہے۔آدم اعلی ہوتا ہے تو اس میں عزازیل کا کیا قصور؟اسے کیوں اسکی جگہ دی ئے بغیر ہر شے سے بے دخل کر دیا جاتا ہے۔۔؟وہ ابلیس کبھی نہیں بننا چاہتا تھا۔۔وہ تو اچھا بننے کی کوششوں میں ہلکان ہو رہا ہوتا ہے۔لیکن پھر۔۔"

وہ آہستگی سے کھڑکی کی جانب پلٹا تھا۔اسکا چہرہ ہر درجہ سفید محسوس ہو رہا تھا۔آنکھیں سرخ انگارہ ہو کر دہک رہی تھیں۔

"پھر اسکے مقابلے پر آدم آجاتا ہے۔جسے مٹی سے بنایا جاتا ہے۔۔جس میں وہ خصوصیات نہیں ہوتیں جن سے عزازیل بہرہ مند ہوتا ہے۔۔پھر ہر ایک کے سامنے اسے اونچا کیا جاتا ہے اور عزازیل کو نیچا۔۔سب اسکے آگے جھکنے لگتے ہیں۔۔عزازیل کی برسوں کی ان تھک محنت پر آدم پانی پھیر دیتا ہے۔یہ کیسا انصاف ہوا بابا جان؟یہ تو غلط بات ہوئی ناں۔۔ "

"کم ذات انسان۔۔ "!

مبین اپنے بستر سے اتر آئے تھے۔عین اسکے پیچھے کھڑے وہ گرجے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"خدا کے فیصلوں سے مکر کرنے والے دنیا و آخرت میں ذلت اٹھاتے ہیں۔ دنیا اور آخرت میں ذلت انکا مقدر ہوتی ہے۔ وہ عزازیل تھے۔۔ انہیں عزازیل ہی رہنا چاہیے تھا۔۔ ابلیس بننے کا فیصلہ انکا اپنا ہوتا ہے۔۔ آدم کی غلطی کہیں نہیں تھی۔ غلطی عزازیل کی تھی۔۔ خود کو نیک اور دنیا کی خلافت حاصل کر لینے کے قابل سمجھنا۔۔ کوتاہی ہے۔۔ غلطی ہے۔۔ جرم ہے۔۔ بغاوت ہے۔۔ عذاب ہے۔۔ اور یہ عذاب وہ اپنے لیے خود چنتا ہے۔۔ جو اپنے مقام کو پہچان لے وہ آدم ہوتا ہے۔۔ جو اپنے مقام کو نہ پہچان سکے وہ عزازیل سے ابلیس بن جاتا ہے۔ جو اپنی غلطی کو بھی خدا کے کھاتے میں درج کرنا چاہے وہ عزازیل نہیں رہتا۔۔ اس نے عزازیل رہنے کا ہر حق کھو دیا ہوتا ہے۔۔"

اگلے ہی پل وہ تیزی سے پلٹا تھا اور پھر ایک جانب رکھا شیشے کا گلدان اٹھا کر مبین کے سر پر دے مارا۔۔ خون کے چھینٹے اڑ کر اسکے لباس کو داغدار کر گئے تھے۔۔ عزازیل۔۔ ابلیس بننے جا رہا تھا۔۔ وہ دنیا کا عذاب اپنی ذات پر مسلط کرنے جا رہا تھا۔۔ وہ اپنے لیے ذلت چننے جا رہا تھا۔۔ بلکہ وہ ذلت چن چکا تھا۔۔

مبین اگلے ہی پل چکرا کر زمین پر گر پڑے تھے۔ سر سے ابلتے بے تحاشہ خون پر کپکپاتے ہاتھ رکھے۔۔ وہ بے یقین نگاہوں سے رمیز کو تک رہے تھے۔

"غلط! یہ سب پلان ہوتا ہے۔ سب کچھ طے شدہ ہوتا ہے۔ آدم کی برتری کے لیے عزازیل کو پیدا کیا جاتا ہے۔ عزازیل کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے۔۔ جیسے آپ ساری زندگی میرے ساتھ زیادتی کرتے رہے ہیں۔ مجھے آدم سے گلہ نہیں۔۔ مجھے اس سے نفرت ہے۔۔ شدید نفرت۔۔!"

وہ سفید چہرہ لیے جھکا اور پھر تب تک انکے سر پر وہ گلدان مارتا رہا جب تک وہ مر نہیں گئے۔ اسکا لباس خون آلود ہو چکا تھا۔۔ ہر جانب خون ہی خون پھیل رہا تھا۔۔ اس نے مبین کا خون سے بھرا سر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دیکھا۔۔ پھر ہلکا سا مسکرایا۔ اسکی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی اور رخسار پر بھی اک آنسو لڑھکا تھا۔ وہ ذہنی مریض لگ رہا تھا۔ سیاہ کمرے کی تاریکی میں اک عزازیل ابلیس بن گیا تھا۔۔

اور جانتے ہیں کیا۔۔؟ عزازیل کبھی عزازیل تھا ہی نہیں۔۔! وہ ہمیشہ سے ابلیس ہی تھا۔ بس کسی تنہا پہر میں اسکا روپ یوں واضح ہو جایا کرتا تھا۔۔ جیسے ابھی اسکا اصل روپ اس گھر کے در و دیوار نے دیکھ لیا تھا۔ اس نے اگلے پل اٹھتے ہوئے اپنے لباس سے خون آلود ہاتھ رگڑے تھے اور پھر وہ احمد کو فون ملاتا کمرے سے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔

"ڈاکٹر سے ستار سے کہہ کر رپورٹس بدلوا لینا۔۔ میں نے جو پھیلاوا کر دیا ہے اسے آکر سمیٹ لو۔۔ "

وہ تاریک آواز کے ساتھ کہتا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا لیکن جانے کیوں اسے محسوس ہوا کہ کوئی تھا جو راہداری کی دوسری سمت اسے دیکھ کر بھاگا تھا۔ اس نے فون رکھ دیا۔۔ ہاتھ میں تھاما خون آلود گلدان ایک بار پھر زور سے تھاما۔۔ جو کوئی بھی اس قتل کا عینی شاہد تھا۔۔ اسکا آج رات مرنا یقینی سی بات تھی۔ وہ کسی بھوکے بھیڑیے کی مانند آگے بھاگا۔۔ لیکن دوسری جانب کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ پھر۔۔ اسے ایک جھلک دکھائی دی۔۔ سیاہ لمبے بالوں کی جھلک۔۔ اور۔۔ وہ۔۔ سمجھ گیا کہ عینی شاہد کون تھا۔۔؟ اس عینی شاہد کا مرنا ضروری تھا لیکن ابھی نہیں۔۔ وہ اسے اتنی آسانی سے نہیں مارے گا۔۔ لیکن وہ جلد ہی اسے مارے گا۔۔ یہ فیصلہ کر کے وہ بے فکر سا اپنے کمرے کی جانب پلٹ آیا تھا۔ نازنین نے خوفزدہ ہو کر سر باہر نکالا۔۔ اگلے ہی پل وہ بیہوش ہو کر زمین بوس ہو چکی تھی۔

پیچھے مبین کی آنکھیں اب تک بے یقینی سے کھلی ہوئی تھیں۔ ایسے جیسے انہیں مرنے کے بعد بھی یقین نہ آ رہا ہو۔ ایسے جیسے انہیں یقین کرنے میں وقت لگ رہا ہو۔۔!! ایسے جیسے سب کچھ راکھ کا ڈھیر بنتا جا رہا ہو۔۔ یا بننا شروع ہو چکا ہو۔۔!!

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋

جاوید اگلے ہی پل آگے بڑھ آئے تھے۔ پھر انکی جھولتی کرسی کے عین سامنے چلے آئے۔۔ اب وہ انکے آگے گھٹنوں کے بل بیٹھ رہے تھے۔۔ وہ شاید رو بھی رہے تھے۔۔ شاید وہ اپنے بھائی سے کچھ کہہ رہے تھے۔۔ شاید یہ کہ وہ اب تھک چکے ہیں۔۔ انہیں اپنے بھائی کی ضرورت تھی۔۔

اور اندھیر جھولتی کرسی پر موجود عزازیل سرشار سا مسکرا رہا تھا۔ شیطان نے آدم کو جنت سے نکلوا دیا تھا۔ اس نے مبین کی آغوش ان سے چھین کر انکی محفوظ جنت ان سے لے لی تھی۔۔

اب وہ ابلیس کی مانند آدم کے ساتھ زمین پر موجود تھے۔۔ برابری کے درجے پر۔۔ اب انکی ذات کو سکون میسر آیا تھا۔۔ لیکن پھر جو کھیل شروع ہو جائے اسے ختم ہونا ہی ہوتا ہے۔۔

اپنے کمرے میں موجود نازنین خوف سے لرز رہی تھی۔ اسے بہت تیز بخار تھا۔۔ جسم گویا آگ میں پھنک رہا تھا۔۔ لب سفید پڑتے جا رہے تھے۔۔ اور دنیا تاریکی کا حصہ لگ رہی تھی۔۔

اس نے دادا کی خون آلود سی موت اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتے دیکھی تھی۔۔ اور اسی رات۔۔ کوئی اسکے کمرے میں چلا آیا تھا۔۔ سنہری تتلی کا بروج اپنے سوٹ پر سجائے۔۔!!!

کیا اب مجھے بتانا چاہیے کہ اسکی عین جوانی میں اسکا مرنا اس قدر ضروری کیوں ہو گیا تھا؟ کیونکہ وہ اس رات کی عینی شاہد تھی۔ رمیز کا اسے ذہنی مریض بنانے کا ارادہ تھا۔ اور اسکے لیے اسے نازنین کو جسمانی زدو کوب سے گزارنا تھا۔۔ اسے اس لڑکی سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ اسے بس اسکے باپ سے نفرت تھی۔ وہ جاوید کو بھی اسی ذہنی اذیت

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

میں دیکھنا چاہتا تھا جس کا وہ کئی سالوں سے نشانہ رہا تھا۔ وہ اسکے گھرانے کو تباہ کرنا چاہتا تھا۔۔ بہت آہستگی سے۔۔ تنکا تنکا کر کے۔۔!

طلحہ تو ویسے بھی تباہ ہو چکا تھا۔ اب نازنین نشانے پر تھی۔۔ پھر جاوید۔۔ پھر اسکی بیوی۔۔ پھر اسکی بہو۔۔ پھر اسکا پوتا۔۔ !

لیکن انسان چال چلتے ہیں اور اللہ چال چلتا ہے۔۔

اور بلاشبہ اللہ بہترین چال چلنے والا ہے۔۔

کسی دور واقع بستی میں۔۔ حرم کو۔۔ تیار کیا جا رہا تھا۔۔ تاکہ وہ۔۔ اس آخری عینی شاہد کو زندہ رکھ سکے۔۔!

****

سنہرا تتلی والا بروج اس سیاہ کمرے میں بہت تیزی کے ساتھ چمکا تھا۔ اس قدر تیزی سے کہ نازنین کی آنکھیں لمحے بھر کو بے نور ہو گئیں۔ وہ چاندنی کے زہر جیسی روشنی تھی۔ ایسا زہر جو دماغ کے خلیوں میں اگلی کئی دہائیوں تک کے لیے خوف کی جڑوں کو گاڑ دیا کرتا تھا۔ اس کا جسم بستر کے ساتھ پوری طرح چپک کر رہ گیا تھا۔ وہ اٹھنا چاہتی تھی لیکن اٹھ نہیں پا رہی تھی۔ گویا کسی نے اسکے وجود کو بہت مضبوطی سے بیڈ کے ساتھ باندھ دیا ہو۔۔ اس نے چلانے کی کوشش کی۔۔ لیکن آواز کہیں اندر ہی گھٹ کر رہ گئی۔۔ تکلیف سوا ہونے لگی۔۔ حلق میں گرہیں بندھنے لگیں۔۔ اسکا پورا جسم بخار کی حدت سے تپ کر پھنک رہا تھا۔۔ یوں گویا اسکے وجود سے آگ کی لپٹیں اٹھ رہی ہوں۔۔ اگلے کسی بھی انسان کو جھلسانے کے لیے اسکے جسم سے اٹھتی وہ لپٹیں کافی تھیں۔۔

کسی نے اگلے ہی پل اسکے بالوں کو چھوا تھا۔۔ اسکا سانس اندھیرے میں اکھڑنے لگا۔۔ آواز اندر گھٹ کر رہ گئی۔۔ دشواری بڑھنے لگی۔ وہ ہاتھ کھردرا تھا۔۔ اسے اس ہاتھ کی سختی اس لمحے بہت محسوس ہوئی تھی۔۔

اگلے ہی پل اس نے محسوس ہوا جیسے وہ ہاتھ اسکے بالوں سے ہوتا ہوا اسکے سینے تک آرہا ہو۔۔ اس نے اس تاریکی میں اگلے ہی پل اس ہاتھ کو سختی سے پکڑ کر پرے دھکیلنا چاہا لیکن وہ ہاتھ سخت تھا۔۔ مضبوط تھا۔۔ وہ اسے نہ دھکیل سکی۔۔ اسکے کمزور ہاتھ لرزنے لگے تھے۔۔ بلکہ اسکا تو پورا وجود ہی زلزلوں کی زد میں آگیا تھا۔۔ دادا کی خون آلود لاش اسکے نگاہوں کے سامنے جھولنے لگی۔۔ دائیں۔۔ دائیں سے بائیں۔۔

سینے سے ہوتا ہوا وہ ہاتھ اب بہت بے دردی سے اسکے جسم پر پھیرا جا رہا تھا۔ اسکی ساری حیات لمحوں ہی میں ختم ہو کر رہ گئی۔۔ اسکی زندگی کی آنے والی ہر خوشی دھول کی نذر ہو گئی۔ اسکا وجود۔۔ اسکے وجود میں پلتی نسوانیت۔۔ اسکی معصومیت ہر گزرتے لمحے کچلی جا رہی تھی۔

آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھوں سے گرنے لگے تھے۔ وہ بابا کو آواز دینا چاہتی تھی۔ وہ بہت زور زور سے چلا کر رونا چاہتی تھی۔۔ وہ اس مکروہ شخص کو خود سے کہیں بہت دور دھکیلنا چاہتی تھی۔۔ وہ اس کی گرفت سے نکل کر کسی غار میں چھپ جانا چاہتی تھی۔۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکی۔۔

ہر لمحہ عذاب تھا۔۔ عذاب کی صورت اس پر اتر رہا تھا۔ وہ شخص بے دردی سے اسکے اوپر جھکا تو وہ چیخ کر اٹھی۔ اپنے معصوم ہاتھوں سے اس نے اسے دور دھکا دینا چاہا تو سنہرا تتلی کا تیز دھار سا بروچ اسکی ہتھیلی میں کھب گیا۔۔ وہ نرم گوشت کے اندر تک پیوست ہو گیا تھا۔۔ اسے اپنے ہاتھ پر کچھ چپ چپا محسوس ہو رہا تھا۔۔ وہ خون تھا۔۔ جو اندھیرے میں بھی سیاہی مائل دکھ رہا تھا۔۔ اسکی ہتھیلی بری طرح زخمی ہو گئی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس شخص نے اسکے دونوں ہاتھوں کو بری طرح پکڑا تو اسکی دل خراش چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ اسے لگا۔۔ کہ اس گرفت میں اسکی کلائیاں ٹوٹ کر رہ گئی ہوں۔۔ وہ اب اسکی گردن پر جھکا اسکی ذات سے ساری عزت چھین لینے کے درپے تھا کہ وہ اگلے ہی پل جانے اسے کیسے دھکیل کر بیڈ سے کودی۔۔ وہ کسی جنگلی بھینسے کی مانند اس پر جھپٹا تھا۔ اور جلدی میں جیسے ہی اسکی ٹانگ پکڑی تو وہ اگلے ہی پل اوندھے منہ جا گری۔۔ اسکی ٹھوڑی زمین پر بہت بری طرح آلگی تھی۔۔

اسکے منہ سے اگلے ہی پل خون ابلا تھا۔ یقیناً گرنے کی وجہ سے اسکا جبڑہ دانتوں کی وجہ سے زخمی ہو کر پھٹ چکا تھا۔ وہ یکلخت ہی تیزی سے مڑی لیکن اس شخص نے آگے بڑھ کر اسے بالوں سے جکڑا تھا۔۔ اب کہ وہ زور سے چلا اٹھی۔۔ اس نے آو دیکھا نہ تاؤ۔۔ ایک بھاری ہاتھ کا چانٹا رکھ کر اسکے معصوم رخسار پر مارا تو وہ چکرا کر نیچے جا گری۔۔ ہونٹ پھٹنے کی صورت میں خون پتلی دھار کی صورت بہہ نکلا تھا۔۔

اسکے کھلے بال خون میں لت پت ہو گئے تھے۔ لباس جگہ جگہ سے کھینچا تانی کے باعث پھٹ گیا تھا۔۔ ہتھیلی پر لگا زخم بے حد تکلیف دے رہا تھا۔۔ وہ زخم زخم ہو گئی تھی۔۔ اسکا پورا جسم کسی پکے دانے کی مانند تکلیف دینے لگا تھا۔ اس نے اٹھنا چاہا لیکن قدموں نے جواب دے دیا۔۔

آنسوؤں سے بھری آنکھوں کے سامنے بار بار دادا کا خون آلود ساوجود گھوم رہا تھا۔۔ خون۔۔ بہت سارا خون۔۔ اپنے جسم پر لگا خون۔۔ اندھیرے میں کھڑے شخص کا خوف۔۔ تایا کا سفید سا سرد چہرہ۔۔ وہ خون آلود گلدان۔۔ اسکا پکڑا جانا۔۔ طلحہ بھائی۔۔ بابا۔۔

خوف۔۔ خوف۔۔ خوف۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

یکدم اسکے منہ سے قے ابل پڑی تھی۔ جو کچھ بھی اسکے معدے میں تھا وہ سب باہر نکل گیا تھا۔ بند کمرے میں قے اور خون کی بُو پھیل کر سانس لینا محال کر رہی تھی۔ وہ شخص اپنا لباس جھاڑتا ہوا اسکے اوپر سے گزرا اور پھر اپنے پیچھے اسکا دروازہ بھی آہستہ سے بند کر دیا۔۔ اس پر یہ حقیقت بہت سالوں بعد آشکار ہوئی تھی کہ وہ محض اسے ذہنی اذیت سے دوچار کرنے آیا تھا۔۔ وہ کبھی بھی اسے جسمانی زیادتی کا نشانہ نہیں بنانا چاہتا تھا۔۔

وہ جانے کتنے ہی پہر بے دم سی پڑی رہی۔۔ سرد سے خوف نے اسکے سارے وجود کو جما کر رکھ دیا تھا۔ اسکا جسم اگلے پل جھٹکے کھانے لگا۔۔ اس پر خوف شدید طریقے سے حملہ آور ہوا تھا۔ وہ دس سال کی بچی تھی۔۔ محض دس سال کی کم سن اور کمزور سی لڑکی۔۔ اور وہ دس سالوں ہی میں کچل دی گئ تھی۔۔ ہر جانب اک نا ختم ہونے والا ڈر پھیل گیا تھا۔۔ اسکا کمرہ چونکہ راہداری کے بالکل آخری سرے پر تھا تو کسی نے اسکی وہ ایک چیخ بھی نہ سنی۔۔

بڑے گھروں سے اس لمحے جتنی نفرت نازنین نے کی تھی۔۔ شاید ہی کسی اور نے کی ہو۔۔!

اور پھر لمحوں کے کئ حصوں میں اسکی آنکھیں بند بند ہونے لگیں۔۔ ساری دنیا تاریکی میں ڈوب گئ۔۔ ختم۔۔ دی اینڈ!

****

اگلی صبح جب اسکی آنکھ کھلی تو وہ اسپتال کی سفید بے رونق چھت تلے دراز تھی۔ اس نے گردن دائیں بائیں گھما کر دیکھا۔۔ وہ شاید جاوید کو تلاش رہی تھی۔ دفعتاً اسے اپنے ہاتھ پر کچھ محسوس ہوا۔۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر دیکھا تو اس میں کئ سوئیاں لگی تھیں۔ اس نے گردن آس پاس گھما کر دیکھا لیکن اس مٹیالے رنگ کے کمرے میں کوئ بھی موجود نہیں تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکا سارا وجود جلنے لگا تھا۔ ہر جانب وہ لمس سلگنے لگا۔۔ اس نے ہذیانی انداز میں اپنے ہاتھ سے سوئیاں نوچی۔۔ پھر دوڑتی ہوئی واش روم کا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہو گئی۔۔ سامنے لگے شیشے میں اس نے اپنا چہرہ لمحے بھر کو رک کر دیکھا تھا۔ کس قدر مکروہ چہرہ تھا وہ۔۔ اس نے پاگلوں کی طرح اپنا چہرہ نوچ ڈالا۔۔ پھر وہ اسی طرح آگے بڑھی۔۔ شاور چلا کر اب وہ اسپتال کے گاؤن ہی میں بھیگ رہی تھی۔۔ وہ شاید رو بھی رہی تھی۔۔ اس نے اپنی گردن رگڑ ڈالی۔۔ اپنے ہاتھوں کو اس نے ناخنوں سے رگڑ کر زخمی کر لیا تھا۔۔ وہ بس صاف ہونا چاہتی تھی۔۔ وہ اس لمس کو اپنے جسم سے مٹانا چاہتی تھی۔۔ وہ بس مرنا چاہتی تھی۔۔

شاید کوئی کمرے کا دروازہ کھول کر اسی پل اندر داخل ہوا تھا۔ اس نے توجہ نہیں کی۔۔ صاف۔۔ صاف۔۔ وہ پہلے کی طرح ہونا چاہتی تھی۔۔ صاف بالکل۔۔ صاف۔۔ معصوم۔۔ ان چھوئی۔۔ گردن ہذیانی انداز میں رگڑنے کے باعث اب جلد پھٹ رہی تھی اور ہلکا ہلکا خون بھی شاور کے پانی تلے گرنے لگا تھا۔

کسی نے اگلے ہی لمحے دھاڑ سے واش روم کا دروازہ کھولا تھا۔ نازنین نے سہم کر اس جانب دیکھا۔۔ وہ اب ڈرتی ہوئی پیچھے جا رہی تھی۔۔

"نہیں۔۔ میں۔۔ بابا مجھے صاف کریں۔۔ میں گندی ہو گئی ہوں۔۔ بابا مجھے صاف کریں۔۔ "

وہ پاگلوں کی طرح چلا رہی تھی۔ رو رہی تھی۔۔ جاوید نے آگے بڑھ کر شاور بند کیا اور پھر اسے کھینچ کر خود سے لگایا۔۔ لیکن وہ انکے ہاتھوں میں بیہوش ہو گئی تھی۔

پھر ہر لمحے۔۔ زندگی کے ہر دن اسی طرح ہونے لگا۔ وہ ایک ہفتے بعد ڈسچارج ہو کر گھر آ گئی تھی۔ وہ خاندان بھر میں ذہنی مریض مشہور ہوتی جا رہی تھی۔ سب اسے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسے یاد تھا جب وہ لڑکھڑاتی ہوئی گھر کے اندر داخل ہوئی تھی تب شائستہ تائی نے کس طرح رضا اور ایہا کو کمرے کے اندر بند کر دیا تھا۔ وہ خود بھی ایک جانب سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ گویا اسکے قریب آنے پر وہ کچھ بہت مکروہ محسوس کر لیں گی۔ اسے ہر ایک کا رویہ بہت سرد لگا تھا۔ یہاں تک کہ صوفیہ کا بھی۔۔ طلحہ تو اسکی جانب اس قدر نفرت سے دیکھنے لگا تھا کہ حد نہیں۔۔

اسے جاوید کمرے تک لائے۔۔ پھر اسے بستر پر لٹایا۔۔ وہ خاموشی سے لیٹ گئی۔۔ وہ اسے پیار کر کے۔۔ تسلی دے کر چلے گ ئے۔۔

کاش کہ اسکی تسلی کسی چیز سے ہو سکتی۔ اس نے بند دروازے کو دیکھا۔۔ پھر آہستہ سے اپنے پیر بستر سے اتارے۔ اب اسکا رخ واش روم کی جانب تھا۔۔ اب وہ شاور تلے بھیگ رہی تھی۔ اس نے ایک بار پھر سے خود کو ہذیانی انداز میں صاف کرنا چاہا۔۔ ہاتھوں سے ایک بار پھر سے خون آنے لگا تھا۔ ہر جانب وہ سیاہ رات تحلیل ہونے لگی۔۔ سب کچھ بکھرنے لگا۔۔ وہ ٹوٹنے لگی تھی۔۔ بھیگتے بھیگتے اسکے پیروں سے یکدم جان ختم ہوئی تو وہ وہیں فرش پر گر سی گئی۔۔ اسے اب تک اس فرش کا سرد سا تاثر یاد تھا۔۔ وہ اس یخ شاور تلے اب رو رہی تھی۔۔ بہت زور زور سے۔۔ چلا چلا کر۔۔ اس نے اپنے بال نوچ لیے۔۔ اس نے اپنا ہر عضو بار بار رگڑ ڈالا۔۔ وہ ذہنی مریض بن رہی تھی۔۔ وہ ذہنی مریض بنتی جا رہی تھی۔

ایک بار پھر سے اسے محسوس ہوا جیسے جاوید اسے اٹھا رہے ہوں۔۔ اب وہ اسے لباس تبدیل کرنے کا کہہ رہے تھے۔۔ وہ مردہ وجود لیے لباس تبدیل کرنے لگی۔۔ اب وہ اسے بیڈ پر ایک بار پھر سے لٹا رہے تھے۔ اس پر لحاف ڈال رہے تھے۔۔ اسے دوائیاں دی گئی تھیں۔۔ وہ اسکے سرہانے بیٹھے رہے۔۔ انکے چہرے پر فکر کی کئی لکیریں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ اپنی معصوم سی نازنین کو اس طرح ٹوٹتا بکھرتا نہیں دیکھ پا رہے تھے۔ دو ہفتوں پہلے تو بابا کی

موت کا صدمہ لگا تھا۔ابھی وہ اس صدمے سے ٹھیک طرح سے نکلے نہ تھے کہ انہیں نازنین کی حالت نے گنگ کر دیا تھا۔

وہ انہیں ایک ہفتے پہلے اپنے کمرے کی دہلیز پر بیہوش ملی تھی۔وہ اسے لے کر اسپتال بھاگے تھے۔ڈاکٹر زنے بغور اسکے وجود کا معائنہ کیا اور پھر ایک نگاہ اٹھا کر سامنے بیٹھے جاوید کو دیکھا۔۔

"آپکی بیٹی کیا ذہنی مریض ہے؟ "

انکا سوال ایسا تھا کہ جاوید کے ابرو تن سے گئے۔

"کیسا گھٹیا سوال کر رہے ہیں آپ مجھ سے؟میری بیٹی ذہنی مریض ہرگز بھی نہیں ہے۔! "

انکے سختی سے کہنے پر ڈاکٹر اپنی کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔پھر بغور انہیں دیکھتا رہا۔۔

"آپکی بیٹی نے یہ زخم خود کو۔۔خود دیے ہیں۔۔ !"

انکی بات پر وہ گنگ سے انہیں دیکھے گئے تھے۔پھر طیش سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کیا بکواس ہے یہ۔۔آپ ڈاکٹر ہیں بھی یا نہیں۔۔!میری بیٹی کو کوئی بھی ذہنی مرض لاحق نہیں۔۔وہ بالکل ٹھیک ہے۔ "

"اچھا۔۔!اگر وہ ٹھیک ہے تو پھر اسکے جسم پر کسی اور انسان کے ہاتھوں کے نشان کیوں نہیں ملے؟ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے اس نے اپنا گلا خود دبانے کی کوشش کی ہو۔جیسے وہ خود کو اذیت دیتی رہی ہو۔ایسے جیسے کسی ذہنی ٹراما کے باعث وہ اس قسم کی کیفیت کا شکار ہو۔۔lucid dream ۔۔یہ ایک طرح کی ذہنی کیفیت کا نام ہوتا ہے جس میں انسان خواب دیکھ رہا ہوتا ہے۔لیکن وہ حقیقت ہوتی ہے۔وہ حقیقت میں ہوتا ہے لیکن اسکی فیل ایسی

ہوتی ہے جیسے وہ خواب میں ہو۔اس طرح وہ خود کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔سب کچھ ایسے امیجن کر کے جیسے وہ خواب دیکھ رہا ہو۔۔"

جاوید نے لب بھینچ لیے تھے۔پھر پھنکارتی آنکھوں سے ڈاکٹر کا چہرہ دیکھا۔

"میری بیٹی ذہنی مریض نہیں ہے اور یہ بات میں آپکے گوش گزار کر چکا ہوں۔۔اسی لیے مجھے آپکے پاس سے اسکا علاج نہیں کروانا۔میں اسے کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھا سکتا ہوں۔۔"

"جو دوسرا ڈاکٹر کر سکتا ہے جاوید صاحب۔۔وہ میں بھی کر سکتا ہوں۔۔ "

وہ جو پلٹنے لگے تھے اگلے ہی پل ٹھہر سے گئے۔ پھر گردن پھیر کر چبھتی آنکھوں سے انکا چہرہ دیکھا۔ ڈاکٹر باسط کے چہرے پر پھیلی ہمدردی دیکھ کر انکے ماتھے پر ابھرے بلوں میں کمی واقع ہوئی تھی۔

"کیا مطلب ہے آپکا۔۔؟ "

"اسکا مطلب صاف ہے۔آپکی بیٹی ٹراماٹائز ہوئی ہے۔۔وہ بھی بری طرح۔۔آپکا یہ رویہ اسکے لیے ذہنی بیماریوں کا باعث بن سکتا ہے۔اسے کسی اچھے سائیکیٹرسٹ کو دکھائیں۔مجھے لگتا ہے کہ اب آپکو حقیقت قبول کر لینی چاہیے۔۔"

"کیسی حقیقت۔۔؟ "

بہت پھنسی پھنسی سی آواز نکلی تھی جاوید کی۔انکی آنکھوں میں اگلے ہی پل نمی سی گھل گئی تھی۔

"یہی حقیقت کہ آپکی بیٹی مینٹلی اِل ہے۔یہ آپ جتنا جلدی قبول کر لیں گے اتنا ہی آپکے اور آپکی بیٹی کے حق میں بہتر ہوگا۔میں ایک سائیکٹرٹ آپکو سجیسٹ کر رہا ہوں۔۔برائے کرم وہاں نازنین کو دکھایا جائے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

انہوں نے سفید کاغذ پر چند لفظ گھسیٹ کر انکی جانب بڑھائے تھے۔ جاوید نے مردہ ہاتھوں سے اس پرچی کو تھام لیا۔ وہ خالی خالی نگاہوں سے ہاتھ میں پکڑے کاغذ کو سر جھکائے دیکھتے رہے۔ انکی زندگی چند ہی دنوں میں کیا سے کیا ہوگئی تھی۔ ڈاکٹر باسط انہیں تنہا چھوڑ کر باہر کی جانب بڑھ گ ئے تھے۔ پھر وہ راہداری میں چند قدم چل کر دائیں جانب کو مڑے۔۔ دائیں سے ذرا آگے چل کر اب وہ بائیں جانب پلٹ رہے تھے۔۔ انکی پیشانی پر پسینے کے چند قطرے بخوبی دیکھے جاسکتے تھے۔۔ خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے وہ جونہی دوسری جانب کو مڑنے لگے تو ٹھہر گ ئے۔۔

وہاں احمد کھڑا تھا۔۔ سوٹڈ بوٹڈ۔۔ لش ساتھری پیس سوٹ پہنے۔۔ بالوں کو پیچھے جمائے۔۔ سپاٹ اور دراز قد۔۔ وجیہہ سا۔۔

"س۔۔ سر جیسا آپ نے کہا تھا ویسا ہی کیا گیا ہے۔۔ "

ڈاکٹر باسط کی زبان میں جانے کہاں سے اس قدر لکنت عود آئی تھی۔ احمد سرد آنکھیں لیے اسکے عین سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ اسکی آنکھیں اس قدر سرد تھیں کہ ڈاکٹر باسط کو اپنا حلق تک خشک ہوتا محسوس ہوا تھا۔

"اگر۔۔ تمہاری جانب سے کوئی بھی ہمدردی جتائی گئی۔۔ یا پھر تم نے انہیں اصل رپورٹس دکھانے کی کوشش کی۔۔ یا پھر کسی بھی طرح تھرڈ وہیل بننے کا سوچا۔۔ تو وہ بچی جو اسکول میں موجود تیسری جماعت میں پڑھ رہی ہے۔۔ وہ گھر نہیں پہنچ سکے گی۔۔ بلکہ تمہارے لیے ساری زندگی اسکا چہرہ تک دیکھنا محال ہو جائے گا۔۔ اسی لیے۔۔"

وہ ذرا اور پاس آیا۔ کھردری سی آواز ڈاکٹر باسط کے حواس گنگ کر گئی تھی۔۔ اب اس نے اپنے ہاتھوں سے انکی ٹائی کی گرہ پکڑی تھی۔ پھر سرد آنکھیں ان پر جما کر اسکی گرہ کو ہلکا سا جھٹکا دیا تو باسط یکدم کھانسے۔۔ انہیں سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھی۔۔ آنکھیں بند گرہ پر ابلنے لگیں۔۔

"اپنا منہ بند رکھنا۔ اسی میں بھلائی ہوگی تمہاری۔۔ "

اگلے ہی پل اس نے گرہ چھوڑ دی تھی۔ پھر وہ کوٹ کا بٹن بند کرتا انکے ساتھ سے نکلتا چلا گیا۔ آگے بڑھتے ہوئے ایک لمحے کو وہ ڈاکٹر باسط کے کمرے کے سامنے رکا تھا۔۔ پھر دروازے میں لگے گول شیشے سے اندر کو جھانکا۔۔ وہاں جاوید سر جھکائے اب تک کھڑے تھے۔۔ کسی شکستہ حال باپ کا سا روپ لیے۔۔

اس نے اگلے ہی لمحے نظروں کا زاویہ سیدھ میں پھیرا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا راستہ عبور کرتا گیا۔ ٹھڈی راہداری ویسے ہی سنسان رہ گئی۔

****

وہ گھر چلے آئے۔ پورے ایک ہفتے سے وہ آفس نہیں گئے تھے۔ نازنین کی پریشانی اور پھر طلحہ کے ساتھ ہوتے آئے دن کے جھگڑوں نے انہیں نڈھال کر دیا تھا۔ وہ اسے سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔۔ وہ اس سے بات کر کے اب ان مسائل کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ طلحہ انکی جگہ آفس جائے۔۔ وہ انکی کمی کو پورا کرے۔۔ وہ انکا ساتھ دے۔۔ یہ بلاشبہ ایک مشکل وقت تھا لیکن کوئی بھی انکے ساتھ نہ کھڑا تھا۔۔ رمیز نے تو ایک سے دوسری دفعہ نازنین کے بارے میں پوچھنا تک گوارہ نہ کیا تھا۔ شائستہ اب اپنے بچوں کو نازنین سے دور رکھا کرتی تھیں۔۔ وہ خود بھی صوفیہ کی طرف چکر لگانے سے گریز برت رہی تھیں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

انہیں سب دکھ رہا تھا۔وہ اندھے نہیں تھے کہ انکے رویوں کو سمجھ نہ پاتے۔جانے کیوں۔۔اچانک ہی انہیں مبین کا بہت فکر مند سا چہرہ نظر آیا تھا۔۔کیسے وہ انکے لیے پریشان تھے۔۔کیسے وہ انہیں رمیز کی جانب سے خبردار کررہے تھے۔۔کیا یہ سب۔۔کیا یہ۔۔؟وہ کڑی سے کڑی ملانے کی کوششیں کرتے لیکن ہر کڑی کہیں نہ کہیں سے ٹوٹ جاتی۔۔ایک سرا دوسرے سے جڑنا چاہتا لیکن قاصر رہتا۔۔

اگلے ہی پل وہ صوفے پر سیدھے ہو بیٹھے تھے۔کیا وہ اپنے بھائی پر شک کررہے تھے۔۔؟کیا وہ اپنے ساتھ دینے والے بھائی پر شک کی نگاہ ڈال رہے تھے۔۔؟انہوں نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔۔کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔روح بوجھ تلے دبی تھی اور سانسوں میں پھیلی بے چینی اب رگ وپے میں سرایت کرتی جارہی تھی۔

اسی لمحے صوفیہ کمرے میں چلی آئی تھیں۔پھر فکر مند سی انکے برابر آبیٹھیں۔۔جاوید نے یونہی چہرہ اٹھا کر انہیں دیکھ لیا تھا۔۔

"خاندان بھر سے مجھے فون موصول ہورہے ہیں جاوید۔۔سب نازنین کی ذہنی حالت کا پوچھ رہے ہیں۔۔!مجھے حیرت ہورہی ہے کہ ان سب کو کس نے بتادیا۔۔ "!

انہوں نے گہرا سانس لیا تھا۔ان پر واضح تھا کہ خاندان بھر میں خبریں پھیلانے والا کون تھا۔وہی جنہیں آئے دن کوئی نہ کوئی ڈرامہ درکار ہوتا تاکہ وہ اپنی بوریت کچھ کم کرسکیں۔۔شائستہ بھابھی۔۔ !

"تم جانتی ہو کہ کس نے بتایا ہوگا۔ "

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔بھابھی بہت فکر مند ہیں نازنین کے بارے میں۔دن میں کتنی ہی دفعہ وہ مجھ سے اسکے بارے میں پوچھتی ہیں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"صرف اسی لیٔے تاکہ وہ عورتوں کے ساتھ مل کر اس بارے میں گوسپ کر سکے۔ ہماری بچی کے لیے سب شیطان بن گ ئے ہیں۔۔ "

"آپ غلط۔۔ "

"چپ رہو۔۔! "

انہوں درشتی سے انکی بات درمیان ہی میں کاٹ دی تھی۔ صوفیہ سہم کر انکی جانب دیکھنے لگیں۔۔

"بھابھی سے نازنین کے بارے میں کوئی بھی بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ پوچھیں تو بس اتنا کہہ دینا کہ وہ ابھی دوائیاں لے رہی ہے۔۔ جلد ٹھیک ہو جائے گی۔۔ اور اب میں مزید اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔"

وہ یکدم اٹھ کھڑے ہوئے تو صوفیہ انکے رویے پر ہک بک بیٹھی رہ گئیں۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا تھا۔۔ پھر دروازہ کھولے شمسہ نمودار ہوئی۔۔ اسکا رنگ اڑا ہوا تھا اور حالت غیر لگ رہی تھی۔

"یہ تمہیں کیا ہوا۔۔؟ "

"وہ بی بی۔۔ وہ ارم باجی۔۔ طلحہ بھائی نے انہیں مارا ہے تو وہ بیہوش ہو گئیں ہیں۔۔ "

اور وہ اگلے ہی پل ہڑبڑا کر باہر کی جانب بھاگی تھیں۔ جاوید جو ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ رہے تھے اگلے ہی پل جھٹکے سے پلٹے۔۔ پھر باہر کی جانب بھاگے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ارم کے کمرے کی حالت نا قابلِ بیان تھی۔ ہر جانب ٹوٹے بکھرے کانچ۔۔ الٹی پڑی کرسیاں۔۔ پھٹے ہوئے بستر۔۔ پھیلاوا۔۔ اور ان ٹوٹے کانچوں پر گری ارم۔۔! وہ امید سے تھی اور اسکی حالت اس سے حد درجہ پیچیدہ ہو گئی تھی۔ انکے گھر پر اس سے زیادہ قیامت نہیں آسکتی تھی۔۔

کیونکہ ارم مر گئی تھی۔۔ اور وہ وجدان کو جنم دے گئی تھی۔۔! جس بچے کے لیے وہ نازنین، صوفیہ کے ساتھ جا کر بڑے چاؤ سے شاپنگ کیا کرتی تھی۔۔ جس بچے کے لیے وہ دن رات دعائیں مانگا کرتی تھی۔۔ جس بچے کے لیے اس نے قبل از وقت نام سوچ رکھا تھا۔۔ جس بچے کے ساتھ وقت بتانے کے کئی خواب اسکی آنکھوں کا حصہ بننے لگے تھے۔۔ جس بچے کا واسطہ دے دے کر اس نے طلحہ کو واپس پلٹ آنے کے لی ئے بارہا کہا تھا۔۔

وہ اس بچے کو دیکھے بغیر۔۔ ہاتھ میں لیے بغیر۔۔ محسوس کی ئے بغیر۔۔ خود سے لگائے بغیر۔۔ مر چکی تھی۔۔! وہ مر گئی تھی۔۔ اور اسکے مرتے ہی۔۔ جاوید کا گھرانہ تنکا تنکا بکھر چکا تھا۔۔

وہ دو ہفتوں میں اس گھر کا دوسرا جنازہ تھا۔۔ انتہائی سرد۔۔ بھیانک اور خاموش جنازہ۔۔!!!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ---

اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب ---- "

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ---- "

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name @zoyatalib77) Facebook page :- Novels ki duniya

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

اسے یاد تھا کہ وہ ارم کے یخ جنازے کے سرہانے کس طرح کھڑی تھی۔اسکے بالوں کی لٹیں چہرے کے اطراف میں گر رہی تھیں۔۔سیاہ آنکھیں بالکل کسی گہرے کھنڈر کا سا مظاہرہ کر رہی تھیں۔ہاتھ بار بار دھونے کے باعث حد درجہ سرخ ہو رہے تھے۔۔ جسم کا ہر عضو زخمی ہو چکا تھا اور اب بری طرح درد کر رہا تھا۔ایک دس سالہ بچی۔۔ اپنی بہت پیار کرنے والی بھابھی کے سرہانے گردن جھکائے کھڑی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ بہت چھوٹی تھی۔۔ دیکھنے میں بے حد کمزور۔۔ چھونے پر ٹوٹ جانے والی۔۔ نازک۔۔ قابلِ رحم۔۔ قابلِ ترس۔۔

جنازے کے اطراف میں براجمان لوگ بوکھلائے بوکھلائے سے دکھ رہے تھے۔ اس دفعہ جنازے میں لوگوں کی تعداد بھی کافی کم تھی۔ یہاں تک کہ ان کے خاندان کے اہم لوگوں نے بھی آنا گوارہ نہیں کیا تھا۔

وہ سب اس گھرانے سے خوفزدہ ہوگئے تھے۔ یہ گھرانہ تو۔۔ آسیب زدہ لگتا تھا۔ ان پر کسی گہرے سیاہ علم کا ورق چڑھا محسوس ہوتا تھا۔۔ وہ سب ذہنی بیمار دکھائی دینے لگے تھے۔۔شائستہ بھی ارم کی اچانک موت پر خوفزدہ ہوگئی تھیں۔انکے گوسپ کرنے کے لیے بہت اچھے مواقع درکار تھے لیکن یہ بات اب گوسپ سے کہیں زیادہ سنجیدہ ہوتی جارہی تھی۔وہ رمیز سے گھر بدلنے کو کہتیں تو وہ انہیں بے حد بری طرح جھٹک دیتے۔ اس ساری کارروائی۔۔ اس گھر۔۔ اس کاروبار۔۔ایک دنیا پر حکومت کرنے کی چاہ۔۔اور جاوید کو سسک کر مرتا ہوا دیکھنے کی جھلستی خواہش۔۔وہ یہ سب اپنی بیوی کے کہنے پر غرق نہیں کرسکتے تھے۔وہ بھلا اپنی عمر بھر کی ریاضت پر آخرلات کیسے مار سکتے تھے۔!

البتہ خاندان بھر میں اپنے بھائی کو ذلیل کروانے اور اسکے گھرانے کو منحوس ثابت کرنے کا عہد وہ بخوبی نبھارہے تھے۔کیونکہ اب انکی ایک بیٹی نفسیاتی امراض میں مبتلا ہورہی تھی۔۔ایک بیٹا نشے کا اس حد تک عادی تھا کہ اس نے ایک جان لے لی تھی۔۔ پھر انکے گھرانے میں کچھ ہی دن پہلے مبین انصاری کا خون آلود ساوجود بھی موجود رہا تھا۔۔اب ایک اور بچہ بھی جاوید کے گھرانے کا حصہ بن گیا تھا۔۔وہ بچہ اب اس ماں کے سرہانے رکھا گیا تھا۔سفید سے لباس میں لپیٹ کر۔۔وہ اتنا چھوٹا،پیارا اور کمزور تھا کہ اسے دیکھ کر ہی جلتی ذات کو قرار آنے لگتا تھا۔۔ قرار۔۔جس کے ساتھ بے سکونی کا عنصر ہمیشہ چمٹا رہتا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ رات بہت سیاہ تھی۔ ایک چلتی پھرتی، خوش اخلاق سی پیاری لڑکی اس دنیا سے جا چکی تھی۔ اس نے خالی خالی نگاہوں سے جنازہ اٹھتے ہوئے دیکھا۔۔ اندر موجود دس سالہ لڑکی اپنی ذات میں اندر ہی اندر لرز رہی تھی۔ اسکی ہتھیلیوں میں پسینہ آگیا تھا۔۔ پیشانی پر پسینے کی کئی بوندیں ابھر آئی تھیں۔۔ صوفیہ کھنڈر سا وجود لیے ایک جانب بیٹھی ہوئی تھیں۔۔ جاوید کے جسم سے تو کسی نے خون کا آخری قطرہ بھی نچوڑ لیا تھا۔ وہ حد درجہ سفید لگ رہے تھے۔۔ ان کی ذات سے واقعی خون کا آخری قطرہ تک سمٹ گیا تھا۔۔

دو دن بعد جب طلحہ لڑکھڑاتا ہوا گھر میں داخل ہوا تو جاوید نے آگے بڑھ کر ایک زوردار تمانچہ اسکے رخسار پر رسید کیا تھا۔۔ وہ چونکہ نشے میں تھا۔۔ سوکھو کھلا وجود لیے پیچھے کی جانب گرا۔۔ ساتھ وہ منہ سے گالیاں بھی نکالتا جا رہا تھا۔۔ وہ شاید جاوید کو دیکھ کر کچھ بک بھی رہا تھا۔ شائستہ تائی اپنے پورشن میں نمودار ہوئیں۔۔ نازنین بیچ پڑتی ریلنگ کے ساتھ آکھڑی ہوئی۔۔ اسے یاد تھا کہ اسکے ہاتھ اس رات بے حد لرزش کا شکار تھے۔۔ اسکی کمزور ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔۔ حلق خشک ہو رہا تھا۔۔ صوفیہ کے ہاتھ میں وجدان تھا۔۔ وہ بھی کمرے کے دروازے میں کھڑی تھیں۔۔ کئی آنسو ٹوٹ کر انکی آنکھوں سے گرے تھے۔۔ رضا بھی سہما سا اپنی ماں کے پیچھے آکھڑا ہوا تھا۔

"میرا۔۔ پیچھا چھوڑ دو سب۔۔! "

لیکن جاوید اسے نہیں سن رہے تھے۔ وہ اس پر جھکے اور پھر اسے تب تک مارتے رہے جب تک انکے ہاتھوں سے جان نہ ختم ہو گئی۔ وہ نشے میں تھا۔۔ اسکی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔ یکدم اس نے جاوید کو دھکیلا تو وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوئے۔۔ انکا پورا وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔ طیش کی شدت اس قدر تھی کہ انکا چہرہ سرخ بھبھوکا ہو رہا تھا اور آنکھیں زخمی سی انگار رنگ دکھ رہی تھیں۔

"او بد بخت انسان۔۔!! اللہ تجھے غرق کرے۔۔ اللہ کا کڑا عذاب نازل ہو تجھ پر طلحہ۔۔ "!!

انکی بد دعاؤں میں آسمان سے زمین تک اک لرزش گزری تھی۔ صوفیہ نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔۔ انکے آنسو بے تحاشہ ہو کر گرنے لگے تھے۔۔ نازنین کی آنکھیں بھل بھل بہنے لگیں۔ شائستہ دم سادھے ساری کارروائی تک رہی تھیں۔

"تو اپنی بیوی کا قاتل ہے! اور ایک قاتل کو میں اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔ میں کبھی ایک قاتل بدبخت اور حرام پینے والے کے ساتھ ایک چھت تلے نہیں رہ سکتا۔! کچھ دیر میں پولیس آنے والی ہے۔۔ تجھے گرفتار کر کے لے جانے کے لیے۔۔ یہ ایک آخری داخلہ تھا تیرا اس گھر میں طلحہ!! آج سے تیرا باپ۔۔ تیرے لیے مر گیا۔۔ آج سے طلحہ انصاری اپنے باپ کے لیے غرق ہو گیا۔۔!!"

انکی آواز آخر میں لرزی تھی۔ طلحہ کی سرخ آنکھوں سے نشے کا پانی اترنے لگا۔ وہ منہ کھولے ساکت پتلیوں کے ساتھ صوفیہ کے ہاتھ میں تھامے وجدان کو دیکھے گیا۔۔ اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ارم اس طرح بھی مر سکتی ہے۔ اسے یہ سب سمجھنے میں وقت لگ رہا تھا۔۔ دقت کا سامنہ ہو رہا تھا۔۔

"ارم۔۔ ارم کہاں ہے۔۔؟ "

وہ زمین پر ہاتھ رکھ کر سہارہ لیتا بمشکل کھڑا ہو پا رہا تھا۔ جاوید نے آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں۔۔ نازنین کو اتنی دور سے بھی ان بند آنکھوں سے کئی آنسو گر کر کنپٹی میں جذب ہوتے محسوس ہوئے تھے۔ وہ بہت اذیت ناک لمحہ تھا۔۔ وہ سانسوں کو زہر زہر کر دینے والا لمحہ تھا۔۔ وہ انکشاف کا لمحہ تھا۔۔ وہ عذاب کا لمحہ تھا۔۔

"قبر کی مٹی تلے سو رہی ہے ارم! دفنا آیا ہوں میں اسے۔ اور جلد ہی تمہاری قبر پر بھی فاتحہ پڑھنے کا وقت مجھ پر وارد ہو گا طلحہ اور اللہ کی قسم!۔۔ میں تیری قبر پر ایک نگاہ تو کیا تھوکنا تک گوارہ نہیں کرونگا۔۔!! تو نے سب ختم کر دیا طلحہ۔۔ تو سب خوشیوں کو کھا گیا۔۔ تو ناسور ثابت ہوا۔۔ تو گدھ ثابت ہوا۔۔!"

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اب رو رہے تھے۔انکی آنکھوں سے ابلتے آنسو بہت تیزی کے ساتھ انکے چہرے کو بھگوتے ہوئے گرتے جارہے تھے۔ ایک باپ اپنے بیٹے کو کھونے جارہا تھا۔ کھونے کا عندیہ جاری کررہا تھا۔۔وہی بیٹا جسے انہوں نے انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا تھا۔۔وہی بیٹا جس کے ساتھ وہ کئی گھنٹے سیر کے لیے نکل جایا کرتے تھے۔وہی بیٹا جس کے لیے انکی آنکھوں نے بہت سے خواب سجائے تھے۔ وہی بیٹا اب انکی آنکھوں کا خنجر ثابت ہورہا تھا۔۔ وہ انکی آنکھوں میں کھبا ایک تیز دھار سا چھرا تھا جس نے انکی آنکھوں سے بینائی سینچ لی تھی۔۔انہیں خون کے آنسو رلانے کے لیے پیدا ہوا تھا وہ۔۔

"ارم۔۔ارم۔۔وہ کیسے۔۔؟ "

طلحہ اس قدر بے یقین تھا کہ پلک تک جھپکنا اسکے لیے محال ہونے لگا تھا۔وہ جہاں کا تہاں رہ گیا تھا۔اسکے قدم فرش کے ساتھ جم گئے تھے۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔۔میں نے اسے نہیں مارا۔۔ "

اگلے ہی پل گھر کے باہر کئی گاڑیاں ایک ساتھ رکنے کی آوازیں آئی تھیں۔پھر دروازے تیزی کے ساتھ کھل کر بند ہونے کی آوازیں۔۔پھر بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں۔۔ اور اگلے ہی پل پولیس کی بھاری نفری گھر کے عین اندر موجود تھی۔انکے ہاتھ میں ہتھکڑیاں تھیں۔۔اریسٹ وارنٹس اور مختلف اسلحے سے لیس وہ پوری تیاری کے ساتھ طلحہ کو گرفتار کرنے آئے تھے۔

اس نے خوفزدہ نگاہوں سے پلٹ کر اس نفری کو دیکھا۔۔پھر چہرہ پھیر کر بے یقینی سے جاوید کی جانب دیکھنے لگا۔۔ انہوں نے آنسو صاف کر لیے تھے اور اب وہ چہرے پر کسی کھردری اور ظالم چٹان کی سی سختی لیے کھڑے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"یہی ہے وہ قاتل جس نے میری بیٹی کو قتل کیا ہے۔مہربانی کر کے اسے میرے گھر سے جلد از جلد لے جایا جائے۔ اسے میری نظروں سے دور کر دیا جائے۔میں اسکی نجاست کو مزید اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔"

وہ سپاٹ سا بول کر سامنے دیکھنے لگے تھے۔اب انکی آنکھیں خشک تھیں۔۔خشک اور بے رحم۔۔

"اسکی پھانسی میں تاخیر میں ہر گز برداشت نہیں کرونگا آفسر۔۔اسے تختہ ءدار پر لٹکایا جائے۔۔ اور اسکے چہرے پر کسی بھی سیاہ کپڑے کو ڈالنے سے پرہیز کیا جائے۔۔ میں وہ ایک آخری اذیت اسکی آنکھوں میں دیکھنا چاہتا ہوں۔۔"

اے ایس پی فردوس نے اگلے ہی پل چونک کر جاوید کی جانب دیکھا تھا۔وہ انہیں ایک لمحے کے لیے بالکل بھی نارمل نہیں لگ رہے تھے۔یا شاید یوں کہنا چاہیئے کہ وہ اس لمحے باپ نہیں لگ رہے تھے۔

اگلے ہی پل پولیس اہلکار اب طلحہ کو ہتھکڑیاں لگا رہے تھے۔وہ اپنے ہاتھ چھڑا رہا تھا۔۔چلا رہا تھا۔۔ارم کی موت پر اسکی بے یقینی اب تک ہلکورے لے رہی تھی۔اسے جیسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ سب ان چند دنوں میں ہو گیا ہے۔لیکن یہ سب ہو چکا تھا۔۔اور پھر اس قدیم سے ظالم گھر نے طلحہ کی گرفتاری بھی دیکھی۔۔اسکا واویلا۔۔اسکا قیامت مچانا بھی دیکھا۔۔اگلے چند لمحات میں سب کچھ سمٹ چکا تھا۔۔گھر خالی ہو گیا تھا۔۔سب ختم ہو گیا تھا۔۔ راکھ کا ڈھیر۔۔خلاص۔۔تباہ۔۔

جاوید نے اپنے قدموں کا رُخ اپنے کمرے کی جانب پھیرا تھا۔پھر وہ اپنے پیچھے دروازہ بند کر گۓ۔ صوفیہ دہلیز پر ہی بیٹھتی چلی گئ تھیں۔ انکے آنسو وجدان کے معصوم چہرے پر برابر گرتے جا رہے تھے۔ وجدان بھی رونے لگا تھا۔ شائستہ کی آنکھوں میں بھی ہلکی سی نمی چمکی تھی۔۔ نازنین ریلنگ کے ساتھ ہی جمی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رہ گئی تھی۔۔ اسکی آنکھیں رو رو کر تھکن زدہ لگ رہی تھیں۔ اسکا پورا وجود ہی ان دیکھی سی تھکن سے چور چور ہو رہا تھا۔۔

گھرانے تباہ ہو جائیں تو ان سے اذیت ناک کوئی وقت نہیں ہوا کرتا۔ وہ وقت بھی اسی قدر ظالم اور ہر قسم کے رحم سے خالی تھا۔

اسٹڈی میں راکنگ چیئر پر اب تک کوئی جھول رہا تھا۔ اسکا چہرہ مسکرا نہیں رہا تھا۔۔ آنکھیں بے تاثر تھیں۔۔ وجود کھنڈر سا لگ رہا تھا۔ کیا انتقام لے لیا گیا تھا؟ یا ابھی کوئی اور تباہی باقی تھی۔۔؟ انکی جھولتی کرسی ایک پل کو تھم سی گئی۔۔ اپنے اور جاوید کے بچپن کی ایک بہت پیاری یاد نے انکی نگاہوں میں بسیرا کیا تھا۔ تب جب وہ بابا کے سامنے ہمیشہ انکی حمایت کیا کرتے تھے۔ انکے سینے میں ایک شدید تکلیف کی لہر نے سر اٹھایا تھا۔۔ ابلیس میں عزازیل کی باریک سی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔۔

لیکن پھر اگلے ہی پل دل پر جمی سیاہی غالب آ گئی۔۔ سفیدی گھل گئی۔۔ عنقا ہو گئی۔۔ انسان کا اصل اسکے سراب پر حاوی ہو گیا۔ کرسی ایک بار پھر سے جھولنے لگی تھی۔۔ اور پھر ابلیس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر حد پار کر جاتا ہے۔۔ اسکی قابلِ ترس بات یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی ہر غلطی کا قصوروار خدا کو ٹھہراتا ہے۔۔ پھر وہ انسانوں کو آمادہ کرتا ہے کہ وہ اسے درست اور حق بجانب مانیں اور بہت سے انسان پھر اسے حق بجانب تسلیم کر لیتے ہیں۔۔ اور پھر وہ بھی ابلیس بن جاتے ہیں۔۔ شیطان کا روپ۔۔ انسانوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو شیاطین ہیں۔۔ اے لوگو! خبردار رہو۔۔ شیطان کے جال میں مت پھنسو۔۔ وہ انسان کے خیالات کو مینیوپلیٹ کر دیتا ہے۔۔ حقیقت سراب لگنے لگتی ہے اور سراب حقیقت۔۔! پھر پھل کھا لیا جاتا ہے اور جنتیں چھن جاتی ہیں۔۔ انسان بے لباس ہو جاتا ہے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جیسے ابھی رمیز بے لباس ہوتے جارہے تھے !

کمرے کی فضامیں بہت سے آنسوؤں کی نمی تھی۔اور وہ ایسے آنسو تھے جو بہائے نہیں جاتے تھے۔ جاوید بیڈ پر چت لیٹے سرخ پڑتی آنکھوں سے چھت کو تکتے جارہے تھے۔

اندھیرے میں جھولتی کرسی اب کے تیزی اختیار کرتی جارہی تھی۔یہ جنگ تھی۔۔ایسی جنگ جس کا انت بہت بھیانک اور سیاہ تھا۔یہ جنگ آدم سے شروع ہوئی تھی۔۔اس جنگ کو انسانوں کی بقاتک زندہ رہنا تھا۔۔

انصاری ہاؤس میں پہلے کبھی اس قدر بھیانک خاموشی نہیں پھیلی تھی جیسی اس سمے پھیلتی جارہی تھی۔ہر در و دیوار میں سیاہی گھلنے لگی تھی۔اس گھر کی دیواریں زہر آلود ہوگئ تھیں۔یوں گویا کسی نے اسکی بنیادوں میں نفرت کا زہر گھول کر اسے کھڑا کیا ہو۔ایسی نفرت جو جہنم کی سیاہ گھاٹیوں میں جا کر ہی ختم ہوسکتی تھی۔۔اس نفرت کا دنیا میں تو کم از کم کوئی راستہ واضح نہیں تھا۔۔

****

اسکے خوفناک ہیولے بڑھتے جارہے تھے۔وہ اب ہر لمحہ پیر سمیٹ کر گھٹنوں سے لگائے رکھتی تھی۔ سختی سے۔۔ اپنے آس پاس ہر لمحہ چوکنا رہنے لگی تھی۔ ایک رات کا عذاب اب اس پر ہر رات مسلط رہنے لگا تھا۔

اکثر راتوں میں ڈر کر وہ جاوید کے کمرے کی جانب بھاگنے لگی تھی۔اسے خاندان کے ہر مرد کی آنکھیں بہت چبھنے لگی تھیں۔اسکے سیشنز بھی ساتھ ساتھ جاری تھے۔۔لیکن ماہرِ نفسیات کا کہنا تھا کہ اسکی رہائش تبدیل کرنا ضروری

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھا۔وہ اس گھر میں بیمار ہوئی تھی۔۔وہ اس گھر میں صحت یاب نہیں ہو سکتی تھی۔۔وہ اس گھر سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔اسے ہر بند دروازے کے پار سے اپنی چیخیں سنائی دینے لگی تھیں۔

رمیز اور شائستہ نے بالکل ہی جاوید کی جانب سے رخ پھیر لیا تھا۔وہ انکے لیے نا ہونے کے برابر ہو چکے تھے۔اور جاوید کو اب رہ رہ کر مبین انصاری کی ایک ایک بات یاد آنے لگی تھی۔آفس میں بھی سب لوگ جاوید سے کھنچے کھنچے رہنے لگے۔اور جاوید کو بنا معلومات کی ئے اندازہ تھا کہ وہ کس کے جانبدار تھے۔وہ سب اب طاقتور سے رمیز کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے تھے۔وہ سب اب کمزور سے جاوید کے ساتھ کھڑا ہونا اپنی توہین سمجھتے تھے۔

نازنین کی بڑھتی ذہنی اذیت کے پیشِ نظر انہیں اپنے باپ کا گھر چھوڑ دینا ہی مناسب لگا تھا۔وہ مزید اس گھر میں رہ کر اپنی اولاد کو پاگل ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتے تھے۔

وہ کسی پوش علاقے میں گھر تلاش کر رہے تھے لیکن گھر بڑے تھے۔انکے اندر کئی کمرے تھے اور ضرورت سے زیادہ جگہ تھی۔نازنین ایسی جگہوں سے خوفزدہ تھی۔۔اسے چھوٹا گھر چاہی ئے تھا۔جس میں وہ جب بھی چلا کر اپنے والدین کو آواز دے تو وہ اسے سن سکیں۔۔

رانا عبید کے کہنے پر وہ انکے محلے چلے آئے۔سفید ستونوں والا، کچے برآمدے سے سجا یہ گھر بہت اچھی حالت میں تھا۔صاف ستھرا اور انکی ضرورت کے عین مطابق۔۔وہ اپنے گھرانے کے ساتھ اس گھر میں منتقل ہو گ ئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رانا صاحب انکے والد مبین انصاری کے جگری دوست تھے۔وہ اسی لیے جاوید سے بھی خاصی گہری الفت رکھا کرتے تھے۔جاوید کو بھی ان میں مبین کی شبیہہ دکھائی دیتی تھی۔۔وہ انکے ساتھ بے حد سکون محسوس کیا کرتے تھے۔اس گھر میں منتقلی کے اگلے ہی دن انہیں معلوم ہوا کہ طلحہ جیل توڑ کر بھاگ چکا ہے۔

یہ انکے گھرانے کے لیے بہت بڑا جھٹکا تھا۔صوفیہ امیدیں لگا بیٹھیں کہ شاید وہ انکے گھر چلا آئے۔۔ ان سے ملنے۔۔ لیکن وہ نہیں آیا۔۔ وہ کبھی واپس نہیں آیا۔۔ جاوید ٹوٹ چکے تھے۔۔ لیکن وہ اپنی بیمار بیٹی کے لیے زندہ رہنا چاہتے تھے۔۔ وہ اپنے پیارے سے پوتے کے لیے جینا چاہتے تھے۔ انہوں نے اس گھر سے نکلتے وقت۔۔بس ایک آخری دفعہ رمیز کی اسٹڈی کا رُخ کیا تھا۔انہیں لگا کہ شاید وہ اپنے بھائی کو روک لیں۔۔شاید وہ انہیں کہہ دیں کہ میں تمہارے ساتھ اس کٹھن وقت میں کھڑا ہوں۔۔انہیں رمیز کی مالی مدد درکار نہیں تھی۔انہیں رمیز کا شفیق سایہ درکار تھا۔وہ جس جھلستی دھوپ میں گھسیٹ لیے گئے تھے۔ انہیں بس اس دھوپ میں کسی شجر کا گمان درکار تھا۔ لیکن رمیز گمان کا سا کام بھی سر انجام نہیں دینا چاہتے تھے۔ وہ ان سے بیزار تھے۔۔ وہ انکے فیصلوں پر راضی تھے۔ غیروں کی طرح انہیں بھی گھر چھوڑ کر جانے والے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔

"میں جارہاہوں بھائی۔۔ "

وہ کوئی کتاب سامنے کھولے پڑھ رہے تھے۔انکی آواز پر لمحے بھر کو خفیف سی گردن اٹھائی اور پھر اگلے ہی پل گہرا سانس لے کر اثبات میں سر بھی ہلا دیا۔یہی انکا ردعمل تھا۔۔یہی انکا جواب تھا۔

"خدا حافظ بھی نہیں کہیں گے بھائی؟ "

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور انکے حلق میں یہ کہتے ہوئے بے حد خوفناک سا پھندا لگا تھا۔ وہ آنسوؤں کا پھندا تھا۔۔ بچپن کی مٹی مٹی سی پیاری یادیں انکے آس پاس رقص کرنے لگی تھیں۔ وہ رمیز سے پیار کرتے تھے۔ وہ انکے چھوٹے بھائی تھے۔۔ لیکن انکا سرد رویہ دیکھ کر انہیں اپنی کمر ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

"یہاں سے جانے کا فیصلہ تمہارا اپنا ہے۔۔ "

غیر جانبدار سی آواز اسٹڈی کی سرد فضا میں گونجی تھی۔ماتھے پر بے شمار بل لیے۔۔وہ اب بھی مصروف سے کتاب ہی کی جانب متوجہ تھے۔۔

"چلتا ہوں۔۔ خدا حافظ بھائی۔۔ "

کچھ لمحات انہیں گیلی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد وہ واپس پلٹ آئے تھے۔رمیز نے انکے جانے کے بعد ایک نگاہ اٹھا کر بند دروازے پر ڈالی اور پھر سے کتاب کی جانب متوجہ ہو گئے۔ یہ انکے لیے اس سے زیادہ دلچسپ نہیں ہو سکتا تھا۔

اور پھر اس رات ایک مرد اپنے باپ کی قبر پر بیٹھا کئی پہروں تک روتا رہا تھا۔انکی کہانی کا آغاز تو کبھی اتنا اداس نہیں تھا۔۔ لیکن پھر اسکا انجام کیوں اتنا بھیانک دکھائی دے رہا تھا؟ وہ بچوں کی طرح چہرہ چھپائے رو رہے تھے۔۔ انہوں نے مبین کو کھو دیا تھا اور شاید اب وہ اپنے بھائی کو بھی کھو چکے تھے۔۔ ہاں۔۔ اب وہ بالکل تنہا تھے۔۔ اس قبرستان میں پھیلی بھیانک خاموشی کی سی تنہائی لیے۔۔ !

اگلے دن وہ آفس پہنچے لیکن جس جھٹکے کا انہیں سامنہ کرنا پڑا وہ بہت گہرا تھا۔انکی ذات کو کنگال کر گیا تھا وہ آخری جھٹکا۔۔۔!!!

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

****

اس نے گاڑی روکی تو وہ اپنے گھر کے عین سامنے کھڑی تھی۔ چونک کر اس نے سامنے لگے شیشے سے پار دیکھا تھا۔۔ یہ رات اس قدر گہری کیسے ہو گئی تھی! کیا وہ سڑکوں پر پھرتی رہی تھی۔۔ یکلخت ہی اسے اپنے رخساروں پر کچھ گیلا سا محسوس ہوا تھا۔ اس نے چونک کر اپنے رخسار چھوئے۔۔ وہ بھیگے ہوئے تھے۔۔ وہ روتی رہی تھی! کیا وہ سارے راستے رو رہی تھی! اس نے ہتھیلوں کی پشت سے گال رگڑ کر صاف کی ئے اور دروازہ کھولے باہر چلی آئی۔

گھر کے کچے صحن میں۔۔ وجدان پھولوں کے پاس مٹی برابر کر رہا تھا۔۔ اسے وہ سفید لباس میں لپٹا چھوٹا سا گُڈا یاد آگیا۔۔ وہ چھوٹا سا پیارا گُڈا اب کتنا بڑا ہو گیا تھا۔

اسکا ارتکاز ہی تھا کہ وجدان نے اگلے ہی پل چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا اور حیران سا اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر سیاہ آنکھیں تیزی سے جھپکائیں۔۔ لب آپس میں مس کی ئے۔۔ غصہ ابھرنے لگا۔۔

"کہاں تھیں آپ اتنی دیر تک؟"

اسکی دادا ابا والی تفتیش پر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرائی تھی۔ پھر اسے جواب دی ئے بغیر آگے بڑھ آئی۔ وہ اسکے پیچھے لپکا تھا۔

"کہاں تھیں آپ؟ میں کتنا پریشان ہو رہا ہوں کب سے آپکے لیے پھپھو! ہم نے محض رشتے کی بات کی تھی۔ ہم نے شادی کی تاریخ طے نہیں کر دی تھی۔ اور فون۔۔ فون کہاں ہے آپکا۔۔! کچھ اندازہ بھی ہے کہ میں کس قدر پریشان رہا ہوں سارا دن آپکے لی۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور اسکے لفظ اگلے ہی پل ٹوٹ کر رہ گ ئے تھے۔ وہ آگے بڑھ کر اسے گلے لگا چکی تھی۔ و.جی کا منہ ادھ کھلا رہ گیا تھا اور سیاہ آنکھیں ایک ہی نکتے پر ساکت رہ گئی تھیں۔

"پھپھو "!

اسکی بہت کمزور سی لرزتی آواز ابھری تھی۔ آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔۔ حلق میں کچھ اٹکنے لگا تھا۔ وہ اس سے الگ ہوئی پھر مسکراہٹ دبا کر اسکا چہرہ دیکھا۔ گو کہ اسکی آنکھیں اب تک رونے کے باعث گیلی ہو کر چمک رہی تھیں۔۔ لیکن وہ پھر بھی مسکرا رہی تھی۔۔ کسی ایک کو تو مسکرانا ہی ہوتا ہے ناں۔۔! وہ کیوں نہ سہی !

"میرے خلاف جاؤ گے تو یہ سب برداشت کرنا ہی پڑے گا تمہیں۔ "

اس نے بے نیازی سے کہہ کر شانے اچکائے تھے۔ پھر پلٹ کر اپنا کندھے پر ٹنگا پرس کرسی پر ڈالا۔۔ پیر چڑھا کر اوپر تخت پر بیٹھی۔۔ بہت تھکا دینے والا دن تھا۔۔ اسے یوں گھر کی پرسکون شام میں بیٹھنا سکون دے گیا تھا۔

"میں کیسے نہیں سمجھ سکتا آپکو پھپھو۔۔! ہمیشہ سے میں آپ ہی کے ہاتھوں ٹُلی جو ہوتا آرہا ہوں۔ مجھے تو اب اسکی عادت ہو جانی چاہیئے لیکن ظلم کی عادت اب کوئی کیسے ڈالے۔۔!!"

"ظلم کی نہیں۔۔ "

وہ اسکے ساتھ تخت پر خفا خفا سا بیٹھ گیا تھا۔ نازنین ہلکا سا آگے ہوئی۔۔ اسکے ماتھے پر بکھرے بالوں میں ہاتھ پھیر کر انہیں مزید بکھیرا۔۔

"صرف پھپھو کے ظلم کی عادت ڈالو و.جی۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مزے سے کہا۔

"بہت اچھا طریقہ ہے ویسے اپنا چورن بیچنے کا۔۔ "

اس نے جل کر کہا تو وہ اب کہ ہنسی دباتی پیچھے ہو بیٹھی تھی۔اسی پہر داخلی دروازے سے صوفیہ اندر داخل ہوئی تھیں۔اسے تخت پر بیٹھا دیکھ کر ٹھٹک سی گئیں۔۔پھر پاس چلی آئیں۔۔سفید چادر کے ہالے میں لپٹا انکا سراپا آج بھی دمکتا تھا۔

"اتنی دیر کہاں لگا دی نازو؟ کم از کم فون کر کے ہی اطلاع کر دیا کرو۔میں اور وجدان سوکھ گئے تھے انتظار میں۔۔ "

اس نے مسکرا کر انکی جانب دیکھا تھا۔کل کی بد مزگی کہیں کھو گئی تھی۔وہ بے حد نارمل لگ رہی تھی۔اسے نارمل دیکھ کر صوفیہ اور وجدان نے پر سکون سی سانس خارج کی تھی۔۔

"امی مجھے بتانا یاد نہیں رہا۔سوری۔۔بس کام کچھ زیادہ تھا یونیورسٹی میں تو دیر ہو گئی۔آئندہ سے نہیں ہو گا ایسا۔۔ "

"اچھا کھانا لگا دوں؟ "

"جی لگا دیں۔۔میں ہاتھ دھو کر آتی ہوں۔اور ہاں امی۔۔ "

صوفیہ جو اگلے ہی لمحے پلٹنے لگی تھیں ٹھہر سی گئیں۔پھر اسے دیکھا۔وہ اب دونوں ہاتھوں سے حسبِ عادت بالوں کو سمیٹ کر جوڑا بنا رہی تھی۔

"شائستہ تائی سے کہہ دیں رشتے کا۔ایک دفعہ دیکھ لینے میں کوئی قباحت نہیں۔اگر وہ شخص میری کچھ شرائط پر راضی ہو گیا تو میں ہاں کرنے میں کوئی تردد نہیں کرونگی۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ پر سکون سے انداز میں کہہ کر کچے صحن میں لگے بیسن کی جانب بڑھی تو صوفیہ اور وجدان نے یکدم چونک کر ایک دوسری کی جانب دیکھا۔۔ پھر دونوں نے ایک ساتھ ہی اس جُوڑے والی لڑکی کو دیکھا جو اپنا فیصلہ سنائے اب آسانی کے ساتھ ہاتھ دھو رہی تھی۔

صوفیہ نے اگلی کوئی بات کی بغیر قدم کچن کی جانب بڑھائے تاکہ کھانا گرم کر سکیں۔ لیکن اب انکے لبوں سے مسکراہٹ نہیں ہٹ رہی تھی۔ آج بہت دنوں بعد سفید ستونوں والے گھر میں ایک ساتھ کھانا کھایا جانا تھا۔۔ خوشگوار اور ہلکے پھلکے سے ماحول میں۔۔

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی۔۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔۔

وہ یونی کے بعد بھی ایک فاصلے پر ناز نین کے پیچھے ہی تھا۔اور اسکے پیچھے چلتے ہوئے وہ گہری حیرت کا شکار بھی ہوا تھا کہ وہ اتنی سڑکیں کیوں ماپ رہی تھی؟ کیا وہ ذہنی انتشار کا شکار تھی؟ گڈ۔۔ اگر ایسا تھا تو اس تک پہنچنے کے راستے آسان ہوتے جائیں گے۔اس نے سر ہلا کر خود کو سراہا تھا۔پھر گاڑی سڑک کے اطراف میں ایک طرف روک کر اتر آیا۔اب کلینک تک اسے خود چل کر جانا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے کلینک کا دروازہ کھولا تو اسکے اوپر لگی گھنٹی بج اٹھی۔ سارنگ جو شیشے کے بلاکس کے سامنے ایستادہ تھا، چونکا۔۔ گردن پھیر کر اسکی جانب دیکھا۔۔ ساتھ ہی اسے مشکوک آنکھوں سے گھورا بھی۔۔ اس نے اسکی نگاہ کو یوں نظر انداز کیا گویا دیکھا ہی نہ ہو۔ وہ کھولتا ہوا آگے بڑھ آیا تھا۔

"تم نے کمیونکیٹر کیوں نکال دیا تھا؟ مجھے بھی سننا تھا کہ وہ کیا جواب دیتی ہیں! "

اس نے اپنی زبان منہ میں ایک طرف پھیری۔ ایسے کہ اسکا رخسار ایک جانب سے ابھرا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔ اور چہرے پر تاثرات ایسے تھے کہ "ہٹوناں یار سامنے سے۔۔"

"کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔۔! "

اس نے تنک کر پوچھا تو اس نے بیزار ہو کر اسے ہاتھ سے پرے کر دیا تھا۔ پھر جا کر دور لگے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔ ٹانگیں سامنے پھیلا لیں۔۔ سامنے لگے ٹی وی پر کوئی فلم چل رہی تھی۔ سارنگ نے گہرا سانس لیا اور پھر احتیاطاً دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔۔ کہیں کوئی پھر سے اسکے کلینک کو تباہی کے دہانے پر ڈالنے تو نہیں آ رہا تھا ناں!

"کوئی نہیں ہے۔۔ مت پریشان ہو۔۔ "

اسکی آواز ابھری تھی۔ وہ دروازہ ٹھیک سے بند کرتا اندر چلا آیا۔ کلینک بند ہو چکا تھا اور سڑک کی روشنیاں ماند پڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔۔

"تو۔۔ کیا بات ہوئی تمہاری ان سے۔۔؟ "

"کچھ خاص نہیں۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے کہہ کر ریموٹ اٹھایا اور پھر چینل سرچ کرنے لگا۔ سارنگ کی گھوری پر اسے ریموٹ رکھ کر انسانوں کی طرح بتانا ہی پڑا۔

"وہ ایک لڑکی کی کمزوری تھی سارنگ بدر! مجھے اس کیس کو سالو کرنا ہے لیکن کسی کی کمزوریوں یا پھر خامیوں کو سرِ عام نہیں گھسیٹنا۔ تمہیں جتنا جاننا چاہیے تھا تم جان چکے۔۔ جہاں مجھے لگا کہ اس بات کو پسِ پردہ ہی رہنے دینا چاہیئے وہاں میں نے تم سے رابطہ منقطع کرلیا۔۔ سمپل۔۔"

پرسکون سا کہہ کر وہ ایک بار پھر سے ٹی وی دیکھنے لگا تھا۔ صبح والے لباس میں ملبوس۔۔ بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتا ہوا۔۔ کچھ کچھ الجھا ہوا۔

"میں کوئی ایرا غیرا نہیں ہوں حرم اریبی۔۔! میں بھی تمہارے ساتھ اس کام میں حصے دار ہوں۔ "

سارنگ کو شاید اسکی بات بری لگ گئی تھی۔ جبھی وہ خفا سا کہہ کر منہ بنائے پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ اس نے اپنا سفید گاؤن ایک جانب رکھا ہوا تھا اور اب وہ جینز اور بٹن شرٹ میں ملبوس تھا۔ حرم نے ایک خفیف سی نگاہ ڈالی تھی اس پر۔

"کچھ اصول ہوتے ہیں ہر کام کرنے کے۔ جو چیز غلط ہے وہ غلط ہے۔ "

"غلط اور درست کا فرق ہمیشہ تمہیں میرے ساتھ ہی کیوں نظر آتا ہے !"

حرم نے اب کہ بہت ضبط والی نگاہ سے نوازا تھا اسے۔ وہ سبز آنکھیں ٹی وی کی اسکرین پر جمائے بولا تھا۔

"چپ کرجاؤ۔۔ تم میری بیوی نہیں ہو۔ "

"مجھے تمہاری بیوی بننے کا کوئی شوق بھی نہیں ہے۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"استغفر اللہ۔۔!"

حرم زیرِلب بڑبڑایا تھا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر سامنے چلتا ٹی وی ریموٹ سے بند کر دیا۔ چند لمحات کے لیے پورے کلینک میں خاموشی پھیل گئی تھی۔ وہ اپنے جوتے کی نوک کو خاموشی سے دیکھے گیا۔ پھر ہولے سے بولا۔۔

"اسکی آنکھیں سیاہ ہیں۔ کسی سیاہ رات کی مانند سیاہ اور روشن۔۔"

اور سارنگ بدر لمحے کے ہزارویں حصے میں چونکا تھا۔ پھر آہستہ سے سیدھا ہو بیٹھا۔

"کیا مطلب۔۔؟ کیا کہنا چاہ رہے ہو۔۔؟"

"کیا ایسی کوئی تھیوری نہیں جو ہمیں بتا سکے کہ مرے ہوئے لوگ زندہ ہو کر واپس آسکتے ہیں؟ یا کوئی ایسا مذہبی عقیدہ۔۔ کوئی فرضی داستان۔۔؟ سائنس کا کوئی قانون۔۔ کیا کچھ بھی ایسا نہیں ہے جو اس بات کو جسٹفائی کر سکے۔۔۔؟"

وہ اپنے جوتے کی نوک کو تکتا بولتا جارہا تھا۔ یوں گویا وہ ہم کلامی کر رہا ہو۔ سارنگ کی آنکھوں میں اگلے ہی پل اسکے لیے ترحم اترا تھا۔

"جو مر جائیں وہ کبھی زندہ ہو کر نہیں آسکتے۔ موت کے بعد اس دنیا کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا جاتا ہے۔ لیکن تم کیوں جسٹیفیکیشن چاہتے ہو؟ کیا تم خود بھی انوالو ہو رہے ہو اس سارے کیس میں۔۔؟"

"نہیں۔۔" اس نے گہرا سانس لے کر ٹی وی کی سیاہ اسکرین کی جانب دیکھا تھا۔

"مجھے ان سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔"

وہ زیرِلب بڑبڑایا تھا۔ سارنگ نے ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کس سے۔۔؟نازنین سے ؟خیر۔۔ "

وہ اثرلیے بغیر سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ پھر یونہی گردن ترچھی کیے اسکی جانب دیکھا۔وقت بدلا۔۔ماند پڑتی روشنیاں ہر جانب سمٹ آئیں۔۔گرا ہوا فرشتہ زمینی راستوں پر سفر کرتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

"ایک بات بتاؤں تمہیں حرم۔تم نہ تو انہیں ہرٹ کرنے پر پریشان ہو اور نہ ہی کسی بات نے تمہیں الجھایا ہوا ہے۔تم بس اپنے اندر کی اس بے حسی کو کسی طرح جگانا چاہتے ہو۔تم وہ سب محسوس کرنا چاہتے ہو جو تم سے ایک عرصے پہلے کھو گیا تھا۔تم کسی کے لیے پریشان نہیں ہو۔تم کسی کے لیے پریشان نہیں ہوتے۔تم اس آخری وعدے کو بھی نبھانے پر اسی لیے آمادہ ہوئے ہو تاکہ اپنے اندر موجود اس "نا محسوس" ہونے والے گلٹ سے آزادی حاصل کر سکو۔۔مجھ سے اچھا تمہیں کوئی نہیں جان سکتا۔۔"

وہ پر سکون سا کہہ کر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔حرم نے بھوری آنکھیں اس پر اگلے ہی پل اٹھائی تھیں۔اور یہ آنکھیں پچھلی پریشان آنکھوں سے قدرے مختلف تھیں۔۔وہ اب کہ شُوٹر کی آنکھیں تھیں۔۔ٹھنڈی اور بے رحم حد تک پر سکون۔۔

"تم عجیب ہو۔مجھے کبھی کبھی جھرجھری آجاتی ہے تم سے۔۔ "

اور حرم جانتا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا تھا۔وہ پیچھے ہو کر بیٹھا۔۔پھر دلچسپی سے ہاتھ سینے پر باندھ لیے۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں نے ان سے کیا بات کی ہو گی ؟ "

"دلچسپ سوال پوچھا ہے تم نے۔۔"وہ بھی اب کہ آرام دہ سا پیچھے ہو بیٹھا تھا۔پھر چند پل اسکے بھورے ارتکاز کو دیکھے گیا۔۔ہلکا سا مسکرایا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے پتہ ہے کہ تم نے انکے سب سے گہرے زخم پر چوٹ کی ہو گی۔ تم نے پلان کیا۔۔ پھر پریڈکٹ اور پھر پلے۔۔! تم نے انہیں خول سے باہر نکالنا چاہا ہو گا۔ انسان جانتے ہو سب سے کمزور کس لمحے میں ہوتے ہیں۔۔؟"

وہ ویسے ہی روانی سے بولتا جا رہا تھا۔

"جب وہ غمزدہ ہوں۔۔ یا کسی گہرے غم کے زیرِ اثر ہوں۔۔ کسی بہت گھائل سے جذبات کے اندر انکا وجود سانس لے رہا ہو۔ تب۔۔ انسان۔۔ سب سے زیادہ۔۔ کمزور ہوتے ہیں۔ اسی لیے غصے سے پناہ مانگنے کا کہا گیا ہے۔۔ کیونکہ یہ ایک بہت طاقتور جذبہ ہوتا ہے۔۔ اس قدر طاقتور کہ یہ انسانی جسم سے ساری طاقت کسی بجلی کے کرنٹ کی مانند سینچ لیتا ہے۔ جو غصے کو پچھاڑ دے۔۔ اسے طاقتور قرار دیا گیا ہے۔۔ جو غصے کے آگے سرنڈر کر دے۔۔ اسے کمزور گردانا گیا ہے۔۔ تم نے بھی یہی ٹرک استعمال کی ہے اُربی۔۔! میں بیوقوف ہرگز بھی نہیں ہوں۔۔"

حرم کے چہرے پر بہت ٹھنڈے سے تاثرات رقم تھے۔ جیسے وہ یہ سب جانتا تھا۔ اسے پتہ تھا کہ وہ کیا کر تا رہا تھا۔

"کیا تم نے میٹا مورفوسس کا نام سنا ہے سارنگ؟۔۔"

اسکے سوال پر سارنگ کی آنکھیں ایک پل کو ناسمجھی سے سکڑی تھیں۔ اسے لمحے بھر کے لیے اسکے سوال کا اندازہ نہ ہو سکا۔ وہ کیا سمجھانا چاہ رہا تھا؟ کیا وہ نتیجے پر پہنچنے کا راستہ واضح کرنے لگا تھا؟ اسے حرم کو سمجھنے میں کبھی کبھی یونہی دقت کا سامنہ کرنا پڑتا تھا۔

"یہ ایک بائیولاجکل پراسس ہے۔ جس میں جاندار خاص کر جانور اپنی ظاہری ہیئت تبدیل کرتے ہیں۔ جیسے جیسے انکا ماحول ان پر اثر انداز ہوتا ہے وہ اپنی شکل پچھلی شکل سے بالکل مختلف ہیئت میں ڈھال کر مکمل ہو جاتے ہیں اور۔۔۔ اور۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بولتے بولتے اسکے الفاظ گویا لبوں پر ہی دم توڑ گئے تھے۔ اسکے لب ادھ کھلے تھے اور آنکھوں میں کچھ لہرایا تھا۔۔ کچھ بہت بے یقین سا۔۔ حرم ویسے ہی ہاتھ باندھے اسے تک رہا تھا۔ پھر آہستہ سے بولا۔۔

"یہ محض بائیولاجکل نہیں ہے سارنگ۔ یہ سائیکولاجکل ہے۔ اس میں ایک بہت گہرا نفسیاتی پہلو پنہاں ہے۔ انسان اپنی ہیئت مکمل طور پر تبدیل نہیں کیا کرتے۔ لیکن وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ اسکی نفساتی یا پھر ذہنی شخصیت تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اور بعض دفعہ وہ نفسیاتی تبدیلی اس قدر طاقتور ہوتی ہے کہ انسانی عادات واطوار کو مکمل طور پر کسی جانور میں تبدیل کر دیتی ہے۔ ایک بندہ اگلی صبح اٹھ کر کیڑا بن جاتا ہے۔۔ دوسرے الفاظ میں جانور۔۔ جانتے ہو کیوں؟ کیونکہ وہ نفسیاتی طور پر اندر ہی اندر ایک کمزور کیڑے میں پہلے ہی تبدیل ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ کمزور ہوتا ہے۔۔ جب آپ کمزور ہوتے ہیں تو آپ پر کوئی بھی شے حملہ آور ہو سکتی ہے۔۔ آخر کار انسان اپنے اصل کی طرف لوٹ آتا ہے۔ جو چیز اسکے اندر چھپی ہوئی ہوتی ہے وہ باہر نکل آتی ہے۔ میں نے بھی انکے ساتھ یہی کیا ہے۔ میں نے انکے اندر سوئے ہوئے اس ایک سیاہ حصے کو جگانے کی کوشش کی ہے جو انہیں ایک آخری اور حتمی شکل دے گا۔۔"

وہ کہہ کر سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ سارنگ چند پل کے لیے اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا۔۔

"تم اتنے بے رحم کیسے ہو سکتے ہو؟ تم کسی کے اتنے کمزور جذبے کو کیسے استعمال کر کے انہیں مزید کمزوری کی جانب دھکیل سکتے ہو؟ کیا تمہیں خوف نہیں آتا۔۔۔؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں نے تمہیں کہا تھاناں کہ مجھے انکی نفسیات سمجھنے کی ضرورت ہے۔اگر میں انکی نفسیات نہیں سمجھ پاتا تو شاید انہیں گھیر کر کمزور بھی نہیں کر پاتا۔مجھے انہیں کمزور کرنا تھا۔۔تاکہ وہ مجھے یاد رکھیں۔۔میرے بارے میں سوچیں۔۔نفرت سے ہی سہی۔۔"

"پوائنٹ کیا ہے۔۔؟ "

"میں انکے غصے کو استعمال کرنا چاہتا ہوں۔وہ حالات کی ستائی ہوئی ہیں۔وہ اپنے سامنے بہت کچھ ہوتا ہوا دیکھ چکی ہیں۔۔وہ باہر سے مضبوط ہیں۔۔لیکن اندر سے وہ کمزور ہیں۔۔کھوکھلی ہیں۔۔بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ وہ اپنی اصل شکل میں نہیں ہیں۔مجھے انکے اصل کو باہر نکالنا تھا۔اور وہ کسی کمزور لمحے کے زیرِ اثر میں دیکھ چکا ہوں۔۔"

"ایسا کرنے کی وجہ؟ "

اس نے اسکے سوال پر شانے اچکائے تھے۔

"انسان کا سب سے بڑا مسیحا وہ خود ہوتا ہے سارنگ!نازنین نے اپنا مسیحا ڈھونڈنا ترک کر دیا ہے جبکہ وہ تو خود ہی سب سے بڑی سروائیور رہی ہیں۔وہ خود اپنا مسیحا ہیں۔۔لیکن وہ نہیں جانتیں۔"

"تم کیا کرنا چاہتے ہو۔۔؟ "

"اداکاری۔۔ "

"کیا۔۔؟!!! "

وہ اسکے جواب پر بھک سے اڑا تھا۔ پھر ابرو نا سمجھی سے اکھٹے کی ئے آگے ہو بیٹھا۔ اسے بات اب کچھ کچھ سمجھ آرہی تھی۔

"میں اداکاری کرونگا۔۔ کہ میں انکا مسیحا ہوں۔۔ انکا سب سے بڑا ہمدرد۔۔ لیکن ایسا نہیں ہوگا۔ آدم کو پیدا کیا جائے تب ہی عزازیل کی حقیقت کا ادراک ہوتا ہے۔ میں کاز کا کام کرونگا۔۔ وہ ایفیکٹ کا کام کرینگی۔۔ میں وجہ بنونگا۔۔ وہ نتیجہ ثابت ہونگی۔۔"

سارنگ ہونٹوں پر بند مٹھی رکھے گہری سوچ میں گم تھا۔ حرم اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر سر جھکا کر اسے دیکھا۔

"کچھ دنوں میں سب کچھ اپنی جگہ درستگی سے آلگے گا بدر۔ پھر تمہیں الجھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ مجھے مزید انکی زندگی سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔ میرا کام محض اتنا ہے کہ میں انہیں ہر فائر ہوتے گن شاٹ سے بچا سکوں۔ بس۔"

"لیکن تم مجھے صرف یہ تو کرتے ہوئے نظر نہیں آرہے حرم۔۔! مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ تم دن بدن اس سارے میس میں اپنے آپکو انوالو کرتے جارہے ہو۔۔"

اسکی بات سن کر اس نے گہرا سانس لیا تھا۔

"شاید میں اس میس میں کہیں پہلے سے انوالو ہوں سارنگ۔ لیکن خیر۔۔ مجھے اس بات نے کبھی حیران نہیں کیا۔۔ میں ہمیشہ کسی نہ کسی میس میں انوالو رہتا ہی ہوں۔۔ میں حیران صرف اس بات پر ہوں کہ وہ اپنا حق مانگنے کیوں نہیں گئیں۔۔؟ جتنا میں جانتا ہوں جاوید صاحب کی بہت سی زمینیں اور شیئرز ہیں۔۔ وہ کیوں ایک معمولی سی جاب کررہی ہیں؟ جبکہ وہ ایک بہت بڑی پراپرٹی کی مالک ہیں۔۔!"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"توتم۔۔ تم انہیں۔۔ انہی کے لیے استعمال کر رہے ہو؟؟ "

اس نے سمجھتے ہوئے جلدی سے الفاظ جوڑ کر سوال اٹھایا تھا۔ اسکی جانب دیکھتا حرم پہلی دفعہ مسکرایا تھا۔

"میں امید کرتا ہوں کہ سارنگ بدر کو میری باتیں اس سے بھی جلدی سمجھ آجائیں۔ "

"کیا ایسا ہی ہے۔۔؟ "

سارنگ کی سبز آنکھیں حیرت سے جگمگا رہی تھیں۔ حرم نے جھک کر ٹیبل سے سیاہ کیپ اٹھائی پھر اسے سر پر جما کر پہننے لگا۔

"بالکل۔۔ میں انہیں غصہ دلا رہا ہوں۔ میں انہیں احساس دلاؤنگا کہ وہ اپنے لیے کچھ بہت بہتر سمیٹ سکتی ہیں۔۔ پھر انکا یہی غصہ۔۔ انہیں اپنا حق دلوائے گا۔۔ وہی حق جسے دینے کے لیے انکے اپنے تیار نہیں ہیں۔ میں کچھ نہیں کرونگا۔۔ میں اسٹیج کے پیچھے ہوں۔۔ جو کرینگی وہ خود کرینگی۔ مجھے اپنی جان خطرے میں ڈالنے کا کوئی شوق نہیں۔۔ چلتا ہوں۔۔"

وہ اگلے ہی پلٹا اور بجلی کی تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔ سارنگ خاموشی سے اسکی پشت کو تب تک دیکھے گیا جب تک وہ دروازے کے پار او جھل نہ ہو گیا۔ اسکی آنکھوں کے آگے ایک بہت پرانا۔۔ لیکن بہت نرم گرم سا منظر لہرایا تھا۔۔

وہ قریباً دس سال کا تھا۔۔ حرم اسکا ہم عمر تھا۔ بالکل اسکے جتنا۔۔ قد میں بھی اور جسامت میں بھی۔۔ اسی کی مانند کمزور۔۔ اسے یاد تھا کہ پہلی دفعہ جب طالوت نے انکے ہاتھ میں گنز تھمائی تھیں تو انکے ہاتھ کیسے کپکپا رہے تھے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لیکن آج۔۔اس پہر۔۔اسے اندازہ ہوا تھا کہ طالوت کی دی گئی تربیت نے ان عام سے بچوں کو کتنا گہرا اور عمیق بنا دیا تھا۔

وہ چند پل صوفے پر براجمان رہا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

****

وہ کلینک سے نکل کر گاڑی میں آبیٹھا۔ پھر چند پل یونہی بیٹھا رہا۔۔جانے کیوں اسکے سامنے وہ زخمی سی سیاہ آنکھیں لہرائی تھیں۔ اس نے سر جھٹکنا چاہا لیکن ہر دفعہ کی کوشش پر وہ ارتکاز اتنی ہی تیزی سے اسکے اردگرد تحلیل ہونے لگتا تھا۔ یہ کیا ہو رہا تھا؟ اسے جذباتی وابستگی تکلیف پہنچا سکتی تھی۔۔اسے ایموشنل اٹیچمینٹ مہنگی پڑ سکتی تھی۔۔کیا مصیبت ہے یار؟ وہ زیرلب بڑبڑایا۔۔پھر گہرا سانس لے کر گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔ اگلے ہی پل اسکا موبائل بجنے لگا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ وہیل تھامے رکھا اور پھر دوسرے ہاتھ سے سامنے رکھا فون اٹھا کر نگاہوں کے سامنے کیا۔۔جگمگاتی اسکرین پر ابھرتے چند ہندسوں نے اگلے ہی پل اسکی پیشانی شکن آلود کر دی تھی۔ اس نے فون کان سے لگایا۔۔

"بولو۔۔"

آگے والے کی بات سن کر اسکی آنکھوں میں ایک سرد سی لہر اتری تھی۔ پھر اس نے فون ڈیش بورڈ پر ڈال کر گاڑی ریورس کی اور جانے پہچانے راستوں پر بڑھتا گیا۔۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کچھ دیر کی ڈرائیو کے بعد وہ ایک تراشیدہ اور نجی فارم ہاؤس کے سامنے اپنی گاڑی روک رہا تھا۔ اس نے کھڑکی سے ایک نظر اس فارم ہاؤس کے آہنی دروازے کی جانب دیکھا اور پھر گاڑی کا دروازہ کھولتا باہر نکل آیا۔ اب اسکے قدموں کا رُخ اندر کی جانب تھا۔۔ سر پر کیپ پہنے۔۔ جینز اور جیکٹ میں ملبوس۔۔ وہ حسبِ عادت پھرتی سے قدم اٹھا رہا تھا۔ ابھی وہ راہداری کے ایک سرے پر ہی تھا کہ اسے ہال میں بجتے تیز میوزک کی آواز یہاں تک سنائی دے رہی تھی۔ داخلی دروازے پر گارڈز کھڑے تھے۔۔ انہوں نے اسکے آگے ہاتھ لمبا کر کے اسے روکنا چاہا تو اس نے اگلے ہی پل ایک زور دار مکا اسکے منہ پر دے مارا۔۔ جبڑے پر لگے مکے کے باعث گارڈ ہال کے اندر لڑکھتا ہوا گرا تھا۔۔ سامنے فلور پر ناچ ناچ کر پاگل ہوتے لڑکے لڑکیاں یکدم تھم سے گئے تھے۔ ڈی جے نے یکدم ہی میوزک دھیما کر دیا تھا۔

اگلا گارڈ اسکی جانب بڑھا تو اس نے اسے گریبان سے پکڑ کر دیوار میں دے مارا۔ اسکے چہرے پر سرد سی سرخی تھی۔۔

اور پھر اس نے اگلے ہی پل اسے ڈھونڈ لیا جس کے لیے وہ یہاں آیا تھا۔ ثانیہ۔۔ ثانیہ بنا دوپٹے کے۔۔ برہنہ بازو والے لباس میں ملبوس۔۔ گہری سرخ لپ اسٹک لگائے فلور پر کسی لڑکے کے ساتھ ناچنے میں مصروف تھی۔۔ اسے دیکھ کر اسکا سانس تک خشک ہو گیا تھا۔۔

"کون ہیں آپ۔۔؟ اور فارم ہاؤس میں کیسے داخل ہوئے ؟ جانتے ہیں میرے پاپا کون ہیں ؟ ایک کال پر آپکے ساتھ آپکا خاندان تک تباہ ہو سکتا ہے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ امیر باپوں کی بگڑی اولادیں تھیں۔ثانیہ کے ساتھ فلور پر ناچتا لڑکا ہی یہ جملے پھینکتا ہوا اسکی جانب بڑھ رہا تھا۔ اس نے سرخ آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا۔۔پھر اسے ایک طرف کو دھکیل کر ثانیہ کی جانب بڑھا اور اسے کلائی سے پکڑ کر اپنے ساتھ لیتا واپس پلٹا۔۔وہ لڑکا یکدم ہی اسکے راستے میں ایستادہ ہو گیا تھا۔۔

"میری گرل فرینڈ کو ہاتھ کیسے لگایا آ۔۔"

لیکن اسکا جملہ مکمل نہ ہو سکا تھا۔اگلے ہی پل آہنی ہاتھ کا مکا اسکے منہ پر پڑا تو اسے عین روشنیوں میں تارے دکھائی دے گئے تھے۔ وہ لڑھک کر بری طرح پیچھے جا گرا تھا۔اس نے ایک آخری نگاہ اس جھلملاتے سے ماحول پر ڈالی اور پھر ثانیہ کو کلائی سے پکڑے آگے بڑھ آیا۔وہ اس قدر تیزی سے قدم اٹھا رہا تھا کہ ثانیہ کو اسکا ساتھ دینے میں بہت تکلیف کا سامنہ کرنا پڑا۔۔کہیں تو وہ گرتے گرتے بچی تھی۔اس نے اسے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بٹھایا اور پھر گاڑی زن سے لیے آگے بڑھ گیا۔۔

ثانیہ کا دل کانوں میں دھک دھک کر رہا تھا اور آنسو تو آنکھوں سے باہر آنے کو بے تاب ہونے لگے تھے۔

"کیوں لائے ہیں آپ مجھے وہاں سے۔۔؟ جب میری پرواہ کسی کو نہیں ہے تو مجھے بھی کسی پرواہ نہیں بھائی۔۔!آپ مجھے ابھی کہ ابھی واپس چھوڑ کر آئیں۔۔"

وہ روتے ہوئے ساتھ ساتھ اس پر چلا بھی رہی تھی۔ حرم نے کوئی رد عمل نہ دیا۔۔ اسکے ہونٹوں سے لگتا تھا گویا قیامت تک کوئی لفظ آزاد نہ ہو گا۔۔

"میں نے کہا گاڑی روکیں۔۔روکیں ابھی۔۔مجھے نہیں جانا آپکے ساتھ۔۔دروازہ کھولیں۔۔یہ کیوں بند کیا ہے۔۔؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ ہذیانی انداز میں ساتھ ساتھ دروازے کے لاکس بھی کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ بہت سے آنسو بیک وقت اسکی آنکھوں سے ٹوٹ کر گر رہے تھے۔ حرم کی جانب خاموشی رہی۔۔

"سن کیوں نہیں رہے ہیں آپ؟ آپ بھی سب جیسے ہیں بھائی۔۔ سب کی طرح آپ نے بھی مجھے ایک طرف ڈال دیا ہے۔ جیسے اسٹور میں فضول سامان ڈال دیتے ہیں۔۔ تاکہ وہ نظروں سے اوجھل رہے۔۔ جب ضرورت پڑے تب اسے نکال لیا جائے۔۔"

وہ اب اسکے شانے پر مٹھیوں سے مار رہی تھی۔ بری طرح رونے کے باعث اسکی پلکوں پر لگا مسکارا پھیل کر رخساروں کو سیاہ کر گیا تھا۔

"وہ سب میرے دوست ہیں۔۔ وہ سب مجھے سمجھتے ہیں۔۔ انہیں مجھے سننے کے لیے بہت دقت کا سامنہ نہیں کرنا پڑتا۔ وہ آپ لوگوں سے کہیں گنا بہتر ہیں بھائی۔ اتاریں مجھے ابھی۔۔ اس جنگل میں اتار دیں۔۔ مجھے مرنا ہے۔۔"

وہ اب ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رونے لگی تھی۔ اور اب کہ اس نے بیک ویو میں مرر میں اسکی ٹوٹی بکھری سی حالت دیکھی تو ایک پل کو آنکھیں نرم ہو گئیں۔ اس نے خاموشی سے گاڑی ایک جانب کو روک دی تھی۔ ثانیہ نے گاڑی رکنے پر چونک کر آس پاس دیکھا تھا۔ لیکن دروازہ کھول کر باہر نکلنے کی ہمت اب بھی اس میں نہیں تھی۔

حرم نے گہرا سانس لیا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اسکی جانب کا دروازہ کھولا۔۔

"باہر نکلو۔۔"

"ن۔۔ نہیں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ خوفزدہ سی منمنائی تھی۔ وہ جھکا اور پھر اسے ہاتھ سے پکڑ کر باہر نکالا۔۔ پھر دروازہ بند کر کے اسکی جانب پلٹا۔ پھیلے مسکارے کے ساتھ ہچکیوں سے روتی ہوئی وہ بہت معصوم لگ رہی تھی۔ اس نے اگلے ہی پل اپنی جیکٹ اتار کر اسکے شانوں پر ڈالی۔۔

"گردن گھما کر دیکھو کس قدر سنسان راستہ ہے یہ۔ اطراف میں گھنے جنگل ہیں اور ان جنگلوں میں بھیڑیے یا پھر شیر کا ہونا یقینی سی بات ہے۔ رہنا ہے یہاں تمہیں۔۔؟ چھوڑ دوں یہاں تنہا؟ "

وہ بہت ہی سنجیدہ تھا۔ ثانیہ پہلے اسے خوفزدہ نگاہوں سے تکتی رہی اور پھر یکدم ہی بلند آواز سے رونے لگی۔ اسکے رونے کی بھیں بھیں آوازیں اس تاریک جنگل میں بخوبی گونجنے لگی تھیں۔

"بند کرو۔۔ رونا بند کرو۔۔ "

اسکی بہت بیزار آواز ابھری تھی۔ اور ثانیہ نے چپ ہونے کے بجائے اور زور و شور سے رونا شروع کر دیا تھا۔

"جب آپکی بیوی روئے گی ناں۔۔ تب پوچھو نگی۔۔ کہ انہیں ایسے بولتے ہیں آپ یا نہیں۔۔ "

"روتے ہوئے لڑکیاں بہت زہر لگتی ہیں۔ اور ایسے بھیں بھیں کر کے روتی ہوئی تو بہت ہی عجیب الخلقت ہونے کا مظاہرہ کر رہی ہوتی ہیں وہ۔ "

"آپ چپ رہیں۔۔ "

"تم چپ رہو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگلے ہی لمحات میں وہ دونوں گاڑی کے ساتھ پشت ٹکائے یخ سڑک پر اکڑوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ثانیہ کی آنکھیں رو رو کر خشک ہوچکی تھیں اور اب وہ اداسی سے اس گھنے جنگل کو تک رہی تھی۔

"میں نے منع کیا تھا ناں اس قسم کی پارٹیز میں شرکت کرنے سے؟ اور وہ کون گدھا تھا جو تمہیں اپنی گرل فرینڈ کہہ رہا تھا۔۔؟ "

وہ اسکے انداز پر ہنس پڑی تھی۔ پھر خشک آنسوؤں کے نشانات لیے چہرہ اسکی جانب پھیرا۔۔

"وہ میرا بہت اچھا دوست ہے۔ اسے بہت شوق ہے مجھے پروٹیکٹ کرنے کا۔۔ تو جب بھی اس طرح کا کچھ مسئلہ ہوتا ہے وہ سہولت سے مجھے گرل فرینڈ کہہ دیتا ہے۔۔ "

"بھائی مرا نہیں ہے ابھی تمہارا کہ تمہاری حفاظت کوئی اور کرے گا۔ آئندہ میں اس قسم کا کوئی بھی گھٹیا دوست نہ دیکھوں تمہارا۔۔"

اسکا لہجہ اس قدر سخت اور حتمی تھا کہ ثانیہ نے جلدی سے شرمندہ سا سر ہلا دیا۔ پھر ہونٹ آپس میں مس کرنے لگی۔۔ انگلیاں باہم پھنسا کر کھولیں۔۔ وہ اپنے گھر کا اگنورڈ بچہ تھی۔ اسے توجہ چاہیئے تھی۔۔ ماں باپ کی۔۔ بھائیوں کی۔ لیکن اسے وہ توجہ نہیں مل رہی تھی۔ روحیلہ کو ہائی کلاس پارٹیز میں شریک ہونے اور این جی اوز کے لیئے فلاحی کام کرنے سے فرصت ملتی تب ہی تو وہ اپنے گھر کی فلاح کے بارے میں سوچ سکتی تھیں ناں۔۔ لیکن ایسا ممکن نہیں تھا۔۔ اور سہیل کو تو اپنی کاروباری الجھنیں اس طرح الجھائے رکھتی تھیں کہ وہ تینوں میں سے کسی کو بھی وقت نہ دے پاتے تھے۔۔

امیر لیکن ٹاکسک گھرانوں کے بچے یونہی اپنے لیے مصروفیات یا پھر نرم گرم سا احساس ڈھونڈنے کے لیے عامیانہ سی دوستیوں میں ملوث ہو جایا کرتے تھے۔۔وہ بھی توجہ کی بھوکی تھی۔۔ لیکن اب یہ پارٹیز ہی اسکے پاس آخری راستہ تھیں اپنی تنہائی کو دور کرنے کے لیئے۔۔

"میں بہت اکیلا محسوس کرتی ہوئی ہوں بھائی۔ایسے جیسے اس بھری دنیا میں میرا کوئی نہیں ہو۔۔ جیسے میری کسی کو پرواہ نہیں ہو۔۔ جیسے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔۔نہ بابا کو میری ضرورت ہے۔۔نہ ماما کو۔۔نہ بڑے بھائی جان کو اور نہ ہی آپکو۔۔مجھے اپنا آپ بوجھ لگنے لگا ہے۔مجھے اپنا آپ بہت کم مایہ اور بیکار محسوس ہونے لگا ہے۔جانتے ہیں میری ایک دوست ہے انم۔۔اسکا گھر اتنا بڑا نہیں۔دو کمرے ہیں اسکے گھر میں۔۔کھلے صحن کی گنجائش نہیں وہاں اور لان کا تو تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔۔لیکن میں جب جب اسکے گھر میں جاتی ہوں مجھے اتنا سکون ملتا ہے کہ حد نہیں۔۔اسکا گھر وارم ہے۔۔اور میں حیران ہوتی ہوں کہ ہمارا گھر اتنا سرد کیوں؟"

وہ اداسی سے بولتے بولتے سانس لینے کو رکی تھی۔حرم اپنے انگوٹھے کی کھال انگشتِ شہادت سے کترتا جارہا تھا۔۔ خاموش چہرہ لیے۔۔

"ہمارا گھر سرد اس لیے ہے بھائی کیونکہ ہماری ماما نے اس میں ہر چیز لا رکھی ہے۔اور بس چیزیں ہی چیزیں ہیں۔۔ہر طرف۔۔ہر جگہ۔۔چیزوں کی زیادتی سے جانتے ہیں کیا ہوتا ہے؟ احساس ختم ہونے لگتا ہے۔۔نرم گرم سی آغوش سمٹنے لگتی ہے۔۔ماما کو جو وقت ہمیں دینا چاہیئے وہ سارا وقت ماما بس چیزوں کو صاف کرنے۔۔انہیں یہاں سے وہاں۔۔ وہاں سے یہاں رکھنے میں صرف کر دیتی ہیں۔۔ پھر ہمارے جیسے بچے توجہ کے لیے یہاں وہاں بھٹکنے لگتے ہیں۔۔یوں گویا اپنے گھر کا راستہ بھول گئے ہوں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر رخسار پر پھسلا تھا۔ حرم اب تک کھال ادھیڑ رہا تھا۔ ایسے کہ اسکا گلابی سا گوشت نظر آنے لگا تھا۔

"اسی لیے آپ مجھے پوری طرح سے بلیم نہیں کرسکتے۔ آپ بھی تو کتنے عرصے گھر سے دور رہے ہیں بھائی۔۔ کیا آپ میری بات نہیں سمجھ سکتے۔۔؟"

"میں سمجھ گیا ہوں۔ "

اسکے کہنے پر ثانیہ پھیکا سا مسکرائی تھی۔ پھر اسکی جانب دیکھا۔۔

"یہی تو مسئلہ ہے۔۔! آپ سمجھ گئے ہیں۔ لیکن آپ بس سمجھتے ہی ہیں۔۔ آپ محسوس نہیں کرپاتے۔۔ "

اسکا کھال کو کترتا ہاتھ ساکت ہو گیا تھا۔ اس نے بھوری آنکھیں ثانیہ کی جانب پھیریں۔۔

"جبھی تو کہہ رہا ہوں کہ سمجھ گیا۔ تم اس بات کو سمجھنے کے بجائے محسوس کررہی ہو۔ جذبات انسان سے ہمیشہ غلطیاں کرواتے ہیں۔ تم اسے محسوس کرنے کے بجائے بس ایک دفعہ تنقیدی نگاہ سے دیکھو۔۔ شاید پھر تم کبھی ایسی پارٹیز میں شرکت نہیں کروگی۔۔"

"جذبات سائنس نہیں ہوتے بھائی۔۔ یہ سیدھے اور واضح نہیں ہوتے۔ یہ تاریک اور گنجلک ہوتے ہیں۔ آپ انکی خامیاں گردان کرا نہیں ترک نہیں کرسکتے۔ انسان اگر اتنے آسان ہوتے تو شاید دنیا میں کوئی مسئلہ نہ ہوتا۔۔"

"اور اس آڑ میں ہر انسان اپنے اچھے اور برے محسوسات کی پیروی کرتے ہوئے کیا سے کیا بن جاتا ہے۔ اب ایسے میں وہ انسان زیادہ بہتر ہوا جو اس بات کو سمجھ کر پہلے ہی زینے پر ٹھہر گیا ہو۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ شُوٹر ہیں۔۔ آپکا قصور نہیں۔۔ "

وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ حرم نے آنکھیں گھماتے ہوئے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"اس کا اس سب سے کیا لینا دینا۔۔؟ "

"لینا دینا ہے ناں۔۔ جب آپ اپنے ٹارگٹ پر نظریں رکھتے ہیں۔۔ اور محض اس ایک ہی نشانے پر یکسوئی سے شوٹ کرنے کی مشق پر روز کرتے ہیں تو آپ کے ڈسٹریکٹ ہونے کے مواقع بہت کم ہو جاتے ہیں۔ آپکے آس پاس کی ہر چیز دھندلا جاتی ہے اور اگر کچھ واضح رہ جاتا ہے تو وہ ہوتا ہے سامنے جھولتا ٹارگٹ۔۔ ایسے انسانوں کی یکسوئی بے حد اہم کردار ادا کرتی ہے انکی زندگی ترتیب دینے میں۔۔ اب چلیں۔۔ مجھے سونا ہے۔۔ "

اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور پھر اندر آ بیٹھی۔ حرم بھی ہاتھ جھاڑتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر اگلی نشست پر بیٹھ کر گاڑی کو گھر کے راستے پر ڈال دیا۔

کیا شوٹرز واقعی اتنے یکسُو اور نگاہ بالکل سیدھ میں رکھنے والے ہوتے ہیں؟ اگر ایسا تھا تو اس شوٹر کو وہ سیاہ آنکھیں کیوں ڈسٹرب کر رہی تھیں؟ یا پھر شاید یوں کہنا چاہیے اسکے سامنے جھولتا نشانہ دھندلا رہا تھا۔۔ کیونکہ جب آس پاس کی چیزیں روشن لگنے لگیں تو سیدھ میں جاتا راستہ دھندلا جاتا ہے اور انسان بھٹک جاتا ہے۔۔

شاید وقت کے گھومتے پہیے میں وہ بھی بھٹکنے جا رہا ہو۔۔ لیکن کون جانے؟

****

وہ ایک بار پھر سے وجدان کے ساتھ تھی۔ لیکن اب کہ انکی چارپائیاں کچے صحن میں لگی تھیں۔ چاندنی رات اور ستاروں کی چادر کے عین نیچے۔۔ آسمان پر تارے یوں چمک رہے تھے گویا موتی لڑیوں میں کئی قصے پہناں ہوں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایک ستارہ دوسرے سے سرگوشی پر انہیں اپنی داستان گوش گزار کرتا ہو اور پھر سب مل کر اک حسین داستان تلے دمکتے ہوں۔۔ آسمانی گہرے رنگ کی چادر پر ان تاروں کو کمال مہارت سے ٹانکا گیا تھا۔۔ وہ مصور کی سحر زدہ سی مصوری کی عملی تصویر تھے۔

"آپ اتنی جلدی راضی کیسے ہو گئیں پھپھو؟ "

"کیا میں اتنی جلدی راضی نہیں ہو سکتی وجی؟ "

"نہیں۔۔ "

"کیوں؟ "

"کیونکہ آپ کبھی اتنی جلدی ہامی بھرنے والوں میں سے ہرگز بھی نہیں ہیں۔ "

"وقت آپکے پاس کوئی راستہ نہیں چھوڑتا۔ "

"وقت ہمارا غلام ہوتا ہے پھپھو۔۔ ہم اسکے نہیں۔۔ "

"وقت ہمارا غلام کیسے ہو سکتا ہے بھلا۔۔؟ "

"ہمارے اعمال وقت کی گردشوں میں سفر کرتے ہیں۔ پھر وہ گردشیں ہمارے اعمال کے عوض بندھ جاتی ہیں۔ ہم اس وقت کو اپنا غلام بنالیتے ہیں۔۔ تاکہ وہ ہمیں ہمارا بدلہ لوٹا سکے۔ ہمیں وہ دے سکے جو ہم نے اسے دیا ہے۔۔۔"

اسکی بات پر ناز نین نے بہت حیران سی نظریں اسکی جانب پھیری تھیں۔ تاروں بھری رات تلے ہر جانب سے گویا سحر کی طلسماتی سی فضا تحلیل ہونے لگی تھی۔ جانے اس لڑکے نے اتنی مشکل باتیں کہاں سے سیکھ لی تھیں؟

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں اپنی زندگی میں آگے بڑھنا چاہتی ہوں۔ میں اپنے بستر کے نیچے چھپے ہر اس مانسٹر (شیطان) سے تھک چکی ہوں وجی۔ شاید یہ سب میرے لیے بہتری کی ضمانت ثابت ہو۔۔"

اس نے چہرہ آسمان کی جانب پھیر کر دھیرے سے کہا تھا۔ وجدان اسکی بات سن کر تلخی سے مسکرایا۔ اس تلخی میں جانے کیوں گہری اداسی بکھرنے لگی تھی۔

"ہم اپنے بستر تلے ہر اس مانسٹر سے ڈرنا چھوڑ دیتے ہیں پھپھو، جب ہمیں ادراک ہوتا ہے کہ وہ مانسٹر تو وہاں تھے ہی نہیں۔۔ وہ تو ہم میں تھے۔۔ ہمارے اندر۔۔ ہمارا عکس۔۔ بلکہ ہم ہی۔۔"

سیاہ رات میں بے شمار سنہری سی تتلیاں اک ساتھ جھونکے کی صورت اس پر حملہ آور ہوئی تھیں۔ اسکی آنکھیں ایک بار پھر سے اندھیرے میں ڈوبنے لگیں۔ اسکی گردن پر ایک بار پھر سے وہ لمس سلگنے لگا تھا۔ اس نے غیر ارادی طور پر اپنی گردن ہاتھ سے چھپانے کی کوشش کی تھی۔

"میں مانسٹر نہیں بننا چاہتی۔۔ "

"کوئی بھی مانسٹر نہیں بننا چاہتا پھپھو۔ "

وجدان کی آواز بہت ہلکی تھی۔ اب کہ اس نے نازنین کی جانب چہرہ پھیرا تھا۔

"پھر ہم وہ کیوں بن جاتے ہیں۔۔؟ "

"کیونکہ ہم زخمی ہوتے ہیں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ یکدم اپنے بستر پر اٹھ بیٹھی تھی۔ اسے سانس لینے میں دشواری سی ہونے لگی تھی۔ ایک پل کو اس نے خوفزدہ نگاہوں سے وجدان کا چہرہ دیکھا تھا اور ایک۔۔ بس ایک لمحے کے لیے وہ اسے وجدان نہیں لگا تھا۔۔ بس ایک لمحے کے لیے وہ اسے عجیب سا لگا تھا۔۔

"پلیز وجدان۔۔ "

"آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ اب کسی بھی حادثے کا ذمہ دار خود کو نہیں ٹھہرائنگی۔۔ "

اس نے بہت مان سے یہ وعدہ نازنین سے مانگا تھا۔ وہ اسے چند پل چپ چاپ نگاہوں سے دیکھے گئی۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ وجدان کو کیا جواب دینا چاہیے۔۔

"آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ اب آپ خوش رہیں گی۔ اب آپ اپنے بارے میں بھی سوچیں گی۔ اور آپ اب مزید کسی بھی تکلیف پر خود کو ٹارچر نہیں کریں گی پھپھو۔۔ آپ ایک نارمل زندگی کی جانب قدم بڑھائنگی۔۔ وعدہ کریں مجھ سے۔۔"

وہ اب اسکی چارپائی کے عین سامنے پنجوں کے بل آ بیٹھا تھا۔ اپنے دونوں ہاتھ اسکے سامنے پھیلائے۔۔ تاکہ وہ اس سے وعدہ لے سکے۔ نازنین نے اسکے ہاتھوں کو دیکھا۔۔ پھر اسے۔۔ اور پھر وہ آہستہ سے مسکرادی۔۔ سنہری تتلیاں پلٹ گئیں۔۔ ہواؤں کی سیاہی کا رخ بدل گیا۔۔ وجدان تھا۔۔ وجدان اسکے پاس تھا۔۔ اس نے گیلی آنکھیں لیے۔۔ اپنے دونوں ہاتھ اسکے ہاتھوں میں تھمائے اور پھر سر اثبات میں ہلا کر دل سے مسکراتے ہوئے وہ اب بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔ بہت پر سکون سا۔۔

اس رات اسے بہت اچھی نیند آئی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگلی صبح وجی اور وہ ایک ساتھ نکلے تھے۔وہ جلدی جلدی چائے حلق میں انڈیلتی امی کی صلاواتیں سن رہی تھی اور پھر وجدان کو لیے وہ ایک بار پھر سے یونی کی جانب بڑھ رہی تھی۔

امی نے رات ہی شائستہ تائی کو فون کر دیا تھا تاکہ وہ رشتے والوں کو لاسکیں۔۔اور پھر انہوں نے ہامی بھر لی تھی۔

اسے آج وقت سے پہلے گھر پہنچنا تھا۔۔وہ اس جانب سے بہت خوش گمان نہیں تو بہت بدگمان بھی نہیں تھی۔۔

وہ ایک اچھی امید لگانا چاہتی تھی۔۔وہ ان سب کو ایک موقع اور دینا چاہتی تھی۔راستے بھر وجدان اسے ہنساتا رہا۔۔اور وہ ہنستی رہی۔۔پھر اسے کالج چھوڑ کر یونی چلی آئی۔

آج کا دن خاصہ کھلا کھلا اور موسم جگمگا رہا تھا۔ہوا میں گھٹن نہیں محسوس ہوتی تھی۔۔

اس نے اپنی کتابیں لیں اور پھر راہداری میں سر کے خم سے طلباء کے سلام کا جواب دیتی گزرنے لگی۔۔لیکن پھر۔۔اس نے وہ دیکھ لیا جو اس صبح کو ہر لحاظ سے کڑوا کر گیا تھا۔۔جو اس صبح کو گھٹن میں مبتلا کر گیا تھا۔

****

وہ کچھ کتب کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیے راہداری میں قدم اٹھاتی تیزی سے بڑھی چلی آرہی تھی۔۔دفعتاً اسکے چلتے قدم تھم سے گئے۔۔ اگلے ہی پل وہ برف بن گئی تھی۔۔ اس نے اپنے دائیں جانب گردن پھیر کر دیکھا اور پھر اسکی رگوں میں بہتا خون ابل پڑا۔۔ کنپٹی میں بہتے سیال میں یکدم گویا ہلچل سی مچ گئی تھی۔

"شانزے۔۔ !"

"شانزے ابراہیم۔۔ !!!"

اس نے اب کہ اس قدر درشتی سے اس لڑکی کو پکارا تھا کہ وہ اچھل پڑی۔۔اور اچھل تو ساتھ کھڑا فصیح ذولفقار بھی گیا تھا۔شانزے ایک خوبصورت لڑکی تھی۔۔اسٹیپ میں کٹے اسکے سیاہ بال اسکے چہرے کے اطراف میں گرا کرتے تھے۔لیکن وہ خوبصورت لڑکی اس قدر خوفزدہ لگ رہی تھی گویا اس نے اپنی نگاہوں کے سامنے موت کے فرشتے کو دیکھ لیا ہو۔۔وہ اگلے ہی پل اسکی جانب بھاگ کر آئی تھی۔۔اور پھر بے ساختہ ہی اسکے پیچھے چھپ گئی۔۔ وہ بہت ڈری ہوئی لگ رہی تھی۔نازنین پر اسکے پچھلے رویے کی وجہ بھی اب کہ واضح ہو گئی تھی۔

وہ راہداری کا ایک بے حد سنسان حصہ تھا۔یہاں پر طلباء کی آمدورفت بے حد کم تھی۔اور اسی تنہائی سے فائدہ اٹھا کر فصیح نے شانزے کو زودوکوب کرنے کی کوشش کی۔۔وہ اگلے ہی پل آگے بڑھی،ہاتھ میں پکڑی کتابیں راہداری میں رکھی کرسی پر گویا پھینکی اور پھر اگلے ہی لمحے اس نے فصیح ذولفقار کو ایسا چانٹا رسید کیا تھا کہ اسکی سات پشتوں میں بھی کسی کو ایسا زناٹے دار چانٹا نہیں پڑا ہو گا۔

پیچھے سے شانزے کی دبی دبی سی چیخ گونجی تھی۔فصیح نے حیرت سے اپنے سرخ رخسار پر ہاتھ رکھ کر اسکی جانب دیکھا تھا۔وہ کچھ خوفزدہ اور گڑبڑایا ہوا لگتا تھا۔

اس نے اگلے ہی پل اسکے دوسرے رخسار پر بھی کم وبیش اسی قسم کا زوردار تھپڑ مارا تھا۔اسکے نازک ہاتھوں میں جانے اس قدر ہمت کہاں سے آگئی تھی۔۔لیکن وہ اتنا جانتی تھی کہ ایسے لوگوں کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ایسے لوگوں کو نوچ کھانا چاہیئے۔۔کسی بھوکے شیر کی مانند انکی چمڑی ادھیڑ دینی چاہیئے۔۔اس نے بھی یہی کیا تھا۔۔اگلے ہی پل اس نے فصیح کو گریبان سے پکڑا اور گھسیٹتی ہوئی یونی کے وسط میں لیے آگے بڑھتی گئی۔۔

ساتھ چلتے طلباء اور اساتذہ چہرے اٹھائے اسے دیکھنے لگے تھے۔ لیکن وہ نہیں رکی۔۔ اسکے چہرے پر ایسی سختی تھی کہ کوئی بھی دیکھتا تو ڈر جاتا۔۔ سب درمیان سے ڈر کر ہٹتے ہوئے انہیں راستہ دے رہے تھے۔۔ فصیح نے یکدم اس سے اپنا گریبان چھڑایا تھا۔

"میرے گریبان پر ہاتھ ڈالنے کا حق کس نے دیا ہے آپکو۔۔؟؟ "

وہ اب خاصہ سنبھل چکا تھا اسی لیے گڑبڑانے کے بجائے اس نے اپنی آواز کو قدرے بلند کیا۔۔ نازنین نے اگلے ہی پل اسے آگے بڑھ کر تیسرا چانٹا مارا تھا۔۔ اس قدر طاقت سے کہ دور بیٹھے کبوتر بھی اس آواز پر گھبرا کر اڑ گ ئے تھے۔۔

"اپنی بکواس بند کرو تم۔۔!۔۔" وہ غرّائی تو آواز بے حد پھٹی پھٹی سی نکلی۔۔ اس پر شدت سے کوئی چیز گویا حملہ آور ہوئی تھی۔ شانزے ایک جانب کھڑی لرز رہی تھی۔۔ دوسری جانب ساری یونی رک کر اسے دیکھ رہی تھی لیکن اسے پرواہ نہیں تھی۔ وہ کئی سالوں پہلے جس ظلم کو نہیں روک پائی تھی۔۔ وہ کئی سالوں بعد اب ہر اس ظلم کو روک لینا چاہتی تھی۔۔ وہ اپنی طرح کسی کو ذہنی اور نفسیاتی اذیت کا شکار نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔ "!!

وہ اس پر دھاڑ کر آگے بڑھا لیکن پھر کسی کا ہاتھ اس تک نہ آسکا۔ اس نے پیچھے ہو کر یکلخت ہی آنکھیں میچ لی تھیں۔۔ اور جب اس کے چہرے تک کوئی ہاتھ نہیں آیا تو اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔۔ اسکے عین سامنے کوئی اپنی پشت کیے کھڑا تھا۔ اسکے گہرے رنگ کے بال اور اونچا سراپا بہت جانا پہچانا سا تھا۔ اسے کچھ وقت لگا تھا اسے پہچاننے میں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ کیاہے ناں کہ اس یونیورسٹی کی ہر راہداری میں سی سی ٹی وی کیمرے لگے ہیں۔ ہر راہداری کو کچھ یوں ترتیب دیا گیاہے کہ اسکا ہر حصہ واضح طور پر کیمرے کی آنکھ سے دکھائی دیتاہے۔ پھر ہوتا کچھ یوں ہے کہ کیمرے کی آنکھ کے پیچھے دیکھتی آنکھیں ہرگز اندھی نہیں ہوتیں۔ اور پھر جوان آنکھوں نے دیکھا ہوتا ہے۔۔ اکثر انکی گواہیوں سے آپ جیسے چھوٹے چھوٹے ٹھر کی سُولی چڑھ جاتے ہیں۔۔"

وہ بول رہا تھا۔ اور وہ بے حد روانی سے بول رہا تھا۔ اسکی زبان میں کہیں لکنت کا شائبہ تک نہ تھا۔ لمحے بھر کا عمل تھا۔ اسے یاد آگیا کہ وہ کون تھا۔

وہ زر آباد کا شوٹر تھا۔۔! حرم اُریبی۔۔ !

پچاس طلباء اور کئی اساتذہ کے درمیان اس نے ایچ او ڈی، فصیح ذولفقار کو تین تھپڑ مارے تھے! وہ عام سے پروفیسر ہوتے تو شاید تب بھی بات دب جاتی لیکن ایسا نہیں تھا۔ وہ ایک قابلِ قدر ڈیپارٹمنٹ کے بہت اثر ورسوخ رکھنے والے ایچ او ڈی تھے۔۔! جسکا مطلب تھا کہ یونی میں بھی انکا حلقہ ءاحباب بہت وسیع تھا اور وہ صحیح غلط سے مبرا ہو کر سر فصیح کی پشت پناہی کرنے والے تھے۔ سونے پر سہاگہ شانزے ابراہیم بھی ڈر کر راہداری سے بھاگ گئ تھی۔ بہت سے طلباء نے اسے روکنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن وہ نہیں رکی۔۔ اسکی ذہنی حالت اس سارے قصے کے بعد کسی بھی طرح درست نہیں تھی۔ اب نازنین اکیلی تھی۔۔ بالکل اکیلی۔۔ بغیر کسی ثبوت اور گواہ کے۔۔ وہ ایک پروفیسر کو تین۔۔ تین چانٹے مارنے کا جرم کر چکی تھی۔

اسکے جارحانہ سے ردعمل پر۔۔ یہ مسئلہ بہت خوفناک صورت اختیار کر گیا تھا۔ یہاں اسکی جاب جانے کا خطرہ بھی یکلخت ہی سر پر کسی تلوار کی سی صورت لٹکنے لگا تھا۔ حرم نے عین موقع پر پہنچ کر انکا اٹھتا ہاتھ روک تو لیا لیکن پھر وہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس پروفیسر کو یونیورسٹی انتظامیہ کے سامنے اپنا مسئلہ رکھنے سے روک نہیں پایا۔اس نے پلٹ کر "اوہو۔۔ ناز نین۔۔اب آپ کیا کریں گی۔۔؟"والی نظروں سے دیکھا تھا اسے۔

ناز نین کے چہرے پر تاثرات ایسے تھے کہ وہ اس پروفیسر کو تین چار۔۔اور چانٹے اسی قوت سے لگا سکتی تھی۔ لیکن اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی تھی۔یکدم ہی یونی کی فضا میں بہت سی سرگوشیاں تحلیل ہونے لگی تھیں۔ اسکا نام جو بہت سے طلباء کے علم میں نہیں تھا اب پتہ چل چکا تھا۔اس کے تین چانٹوں نے اسے کسی وائرل وڈیو سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ مشہور کر دیا تھا۔لیکن اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔۔وہ ناز نین تھی۔۔وہ اکھاڑ کر پھینکنا جانتی تھی۔

اس نے انتہائی سکون کے ساتھ اپنے قدم لائبریری کی جانب پھیرے تھے۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ جو وہ کر چکی ہے وہ سب کسی طوفان کو دعوت دینے کے لیے یقیناً کافی ہو گا۔ لیکن جب آپ خود طوفان ہوں تو پھر۔۔ آپ کو کسی طوفان سے نہیں ڈرنا چاہیے۔۔یہ اسکا ماننا تھا۔یا تو آپ طوفان سے ڈر کر کسی تہہ خانے میں چھپ جائیں۔۔یا پھر آپ خود طوفان بن جائیں۔۔فیصلہ ہمیشہ انسان کے حصے ہی میں ہوا کرتا تھا۔

وہ ایک بار پھر سے اسکے ساتھ ساتھ قدم ملانے لگا تھا۔اس نے تیوری چڑھا کر برابر چلتے حرم کو دیکھا۔وہ مسکراتے ہوئے کان کی لو کھجانے لگا۔۔

"آپ مانیں یا نہ مانیں۔۔لیکن آپ بہت غلط جگہ پھنس گئی ہیں ناز نین۔۔ "

"نام مت لو میرا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ پھنکاری تو حرم نے ہونٹوں پر ابھرتی محظوظ سی مسکراہٹ بمشکل روکی۔ یہ لڑکی گزرتے ہر پل میں اسے حیران کر رہی تھی۔ طلباء مڑ مڑ کر اسے دیکھتے تھے اور بہت سے تو اب خاصے محتاط بھی ہو گئے تھے۔ کچھ کی نگاہوں میں اسکے لیے بڑھتی ہوئی عزت بخوبی دیکھی جاسکتی تھی۔۔ وہ سب بھی شاید فصیح کے ستائے ہوئے تھے لیکن اپنی کم ہمتی کے باعث یوں منظرِ عام پر آ کر چانٹا لگانے کی جرأت وہ ہر گز بھی نہیں کر سکتے تھے۔۔

"اب کیا کرنے کا ارادہ ہے آپکا؟ ایک ایچ او ڈی کو بغیر کسی کلو (ثبوت) کے تین چانٹے مار چکی ہیں آپ۔ آپکی جاب کو خطرہ ہو سکتا ہے۔۔ آپکے سوشل اسٹیٹس کو خطرہ ہو سکتا ہے۔۔ وہ آپکو ذاتی طور پر نشانہ بنا سکتا ہے۔۔ وہ آپکو اس یونی سے کسی اسکینڈل کے تحت نکلوا سکتا ہے۔۔ سوچیں۔۔ کیا کیا ہو سکتا ہے آپکے ساتھ۔۔ ڈر نہیں لگتا آپکو۔۔؟؟"

وہ اسکے ساتھ ساتھ قدم اٹھاتا مزے سے اسے آنے والے نقصانات سے بہرہ مند کر رہا تھا۔ جیسے وہ خود کوئی مافیا کا لائیر ہو۔۔ یہ سب ہو سکتا ہے آپکے ساتھ۔۔ کیا رائے ہے آپکی محترمہ۔۔؟ اور محترمہ نے اگلے ہی پل اسکی جانب گردن پھیری تھی۔۔ پھر اس ایک لچکتی لٹ سے بے نیاز کہنے لگی۔۔

"میری جاب۔۔ سوشل اسٹیٹس۔۔ ذات یا پھر گھرانے پر ایک انگلی رکھ کر تو دکھائیں وہ۔۔ اگر میں نے انہیں ایک ہی رات میں تباہ نہ کر دیا تو۔۔ "

"تباہ۔۔ ایک رات میں تباہ! یہ بہت بڑی بات ہے مس نازنین۔۔ کیا کریں گی آپ۔۔؟ "

اور اب کہ اسکے کان پوری طرح سے کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ اسکے جواب کا منتظر تھا۔ نازنین اگلے ہی پل رک گئی تھی۔ ہیل کی ٹک ٹک بھی ساتھ ہی تھم چکی تھی۔ پھر وہ اسکی جانب گھومی۔۔ ہلکا سا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مسکرائی۔۔ حرم اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔ وہ مسکرا رہی تھی لیکن یہ کیسی آنکھیں تھیں کہ جن تک مسکراہٹ کی رسائی ممکن نہیں تھی؟

"میں اگر لائبریرین نہ ہوتی تو شاید رائٹر ہوتی۔ اور جانتے ہو میں کس یانر اپر لکھنا پسند کرتی؟ کرائم تھرلر پر۔۔ میں نے اتنی کتابیں پڑھی ہیں ناں کہ سوچ ہے تمہاری۔ مجھے لوگوں کو انکی کمزوریوں سے ہینڈل کرنا آتا ہے۔۔ ان کمزوریوں کو درست جگہوں پر استعمال کرنا بھی آتا ہے۔۔ ان نشانات کو سرعام گھسیٹنا بھی آتا ہے۔۔ وہ فصیح۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ شانزے ابراہیم اسکا پہلا شکار ہوگی؟ ہرگز بھی نہیں۔۔ اس یونی میں ہر پانچویں لڑکی اسکا نشانہ بنی ہوگی۔۔ یا پھر اس بارے میں معلومات رکھتی ہوگی۔۔ اور اگر میرا مسئلہ اس سے بھی سالو نہ ہوسکا تو تم جانتے نہیں ہو کہ میں اس سے بھی زیادہ ظالم ثابت ہوسکتی ہوں۔ اب میرا راستہ چھوڑو اور اپنی ممی ڈیڈی روٹین کی جانب واپس پلٹ جاؤ۔۔!"

وہ الفاظ کے ساتھ اچھی تھی۔۔ حرم کو پتہ تھا۔۔ لیکن وہ تکلیف دینے کی حد تک اچھی کیوں تھی۔۔؟ یہ حرم کو نہیں پتہ تھا۔ اور جو آخر میں اس نے طنز کیا تھا اس پر۔۔ اسکے کان بے ساختہ ہی سرخ ہوگئے تھے۔۔ پھر وہ رکی نہیں۔۔ اگلے ہی پل لائبریری کو جاتی راہداری میں قدم اٹھاتی آگے بڑھنے لگی۔ اس نے حیرت سے مسکرا کر سر کے پیچھے ہاتھ پھیرا اور پھر واپس پلٹ گیا۔۔ اب اسکا رُخ یونیورسٹی کے کنٹرول روم کی جانب تھا۔ چوری چھپے تالے توڑ کر غیر قانونی کام کیے بغیر اسے اپنا کھانا ہضم ہی کہاں ہوتا تھا بھلا۔۔

****

پہلے پہل تو الہام کو خبر نہ ہوئی کہ جو محترمہ انکے برابر میں براجمان بہت تحمل اور سکون سے کتاب میں غرق دکھائی دے رہی ہیں۔۔ وہ باہر کسی پروفیسر کا کان بجا کر آئی ہیں۔۔ لیکن لائبریری میں آتے طلباء سے اسے معلوم ہوگیا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کہ نازنین نے اصل میں کونسے گل کھلائے تھے۔۔ بقول اسکے۔۔ اسے ویسے بھی پھول اگانے اور گل کھلانے کا بہت شوق تھا۔

اس نے اگلے ہی پل اسے کلائی سے تھاما اور پھر لوگوں سے بچتی بچاتی بیسمنٹ کا دروازہ کھول کر اسے زینوں تک لے آئی۔

پھر آنکھیں پوری کھول کر اسے دیکھا۔۔

"تمہارا دماغ درست ہے۔۔! تم نے پروفیسر فصیح کو۔۔ او مائی گاڈ۔۔ تم نے انہیں تین تھپڑ مارے۔۔ نازنین " !!!

"شکر کرو کہ وہ ابھی تک زندہ ہے۔ ویسے میرا کوئی ارادہ نہیں تھا اسے زندہ رکھنے کا۔ "

وہ اب بیزار ہونے لگی تھی۔ سب اسے غلط کہہ رہے تھے۔ سب اسکی مذمت کر رہے تھے۔ بجائے اسکا ساتھ دینے کے سب اسے اسکے عمل پر ملامت کر رہے تھے۔ دنیا تو اٹھارہ سال بعد بھی ویسی ہی تھی جیسی اٹھارہ سال پہلے۔۔

"تم پاگل ہو گیا۔۔!!! تمہاری جاب جا سکتی ہے! بہت مسائل کھڑے ہو سکتے ہیں نازنین! تمہیں ابھی اندازہ نہیں ہے کہ وہ کتنے بارسوخ اور خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں تمہارے لیے۔۔ "

"مجھے کوئی پرواہ نہیں۔۔ "

اور الہام نے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔ پھر ناک پر جمی چاند نما عینک کے پار سے اسکی جانب فکر مندی سے دیکھا۔

"وہ لڑکی کہاں ہے جس کے ساتھ انہوں نے ایسے کیا۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے بمشکل اپنے چھوٹتے اعصاب پر قابو پا کر اب کہ ذرا سمجھدار سا سوال کیا تھا لیکن نازنین کے جواب پر اسکا رہا سہا اطمینان بھی بھک سے اڑ گیا تھا۔

"وہ بھاگ چکی ہے۔۔ "

"کیا "!!!

الہام نے اتنی زور سے کہا کہ اسے اپنے کان پر ہاتھ رکھنا پڑا۔۔ وہ اب ایک ہاتھ سر پر رکھے اور دوسرا کمر پر ٹکائے بالکل سر جاڑ منہ پھاڑ کھڑی لگ رہی تھی۔ نازنین کو اسے ایسے دیکھ کر ہنسی آئی تھی۔

"ہمارے پاس جب وکٹم کی گواہی ہی نہیں ہوگی تو ہم کیسے اپنا آپ سچ ثابت کریں گے نازنین۔۔! تمہیں اس مسئلے میں اپنا آپ انوالو نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ یہ تمہارا مسئلہ نہیں تھا۔۔ تمہاری زندگی میں اپنے مسائل کی کمی نہیں ہے کہ تم دوسروں کے مسائل کا بارِ گراں بھی اپنے سر پر یوں مسلط کرتی پھرو۔۔"

الہام کو اس پر غصہ ہی آ گیا تھا۔ اس نے گہرا سانس لے کر سکون سے اپنی اکلوتی دوست کی جانب دیکھا تھا۔

"یہ محض اسکا مسئلہ نہیں تھا الہام! یہ میرا مسئلہ تھا۔۔ یہ تمہارا مسئلہ ہے۔۔ یہ اس ادارے میں زیرِ تعلیم ہر لڑکی۔۔ ہر لڑکے کا مسئلہ ہے۔۔ یہ اس شہر میں رہتی۔۔ اس ملک میں پلتی۔۔ اس دنیا میں زندہ رہتی ہر عورت کا مسئلہ ہے۔ یہ گھر کا نہیں۔۔ یہ ایک پوری قوم کا مسئلہ ہے۔۔ ہمارے ان طے شدہ فیصلوں نے ہمیں جس نہج پر لا کر کھڑا کر دیا ہے وہ پہلے ہی بہت بھیانک صورت اختیار کر چکی ہے۔ اسے مزید تباہ کُن صورت کی جانب مت دھکیلو۔۔ ہراسمنٹ کبھی بھی فرد کا مسئلہ نہیں ہوتی الہام! ہراسمنٹ اس معاشرے میں پلتے ہر انسان کا مسئلہ ہوتی ہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جسم کے اگر کسی ایک حصے میں ناسور پلنے لگے تو اسے کاٹ کر پھینک دینا چاہیے۔ اس ناسور کی تکلیف سارے جسم میں پھیلنے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ اور ایسے افراد۔۔ معاشرے کا ناسور زدہ حصہ ہوتے ہیں۔۔ انہیں کاٹ کر پھینکا نہ جائے تو یہ معاشرے کی جڑوں کو دیمک کی طرح چاٹ جاتے ہیں۔۔ کھوکھلا کر دیتے ہیں۔۔

ہراسمنٹ کا نشانہ بننے والی ہر لڑکی اور نشانہ بننے والا ہر لڑکا پھر نفسیاتی اور ذہنی اذیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ انکی زندگیاں عذاب کا گڑھا بن جاتی ہیں۔۔! کیا تم چاہتی ہو کہ میں اس سب کو نظر انداز کر دوں؟ کیا تم چاہتی ہو کہ جو میرے ساتھ ہو چکا وہ میں کسی اور کے ساتھ ہوتا دیکھ کر آنکھیں بند کر لوں۔۔ جو لوگوں نے میرے ساتھ کیا میں بھی ویسا ہی سلوک برتوں۔۔؟ پھر فرق کہاں ہو گا؟ فرق کی لکیر کو کون قائم رکھے گا؟ کیا دیکھنے والا اور اندھا برابر ہو سکتا ہے۔۔؟ کیا مردہ اور زندہ برابری کی سطح پر آسکتے ہیں؟ "

اس کا سانس بری طرح پھول گیا تھا۔ حلق میں بہت سے کانٹے اگ آئے تھے۔ سانس چڑھ گیا تھا۔ وہ دوسروں کے لیے بولتے ہوئے نہیں تھکتی تھی۔ وہ اپنے بارے میں بولتے ہوئے تھکن کا شکار ہو جایا کرتی تھی۔ الہام چند پل اسکی باتوں پر گنگ سی کھڑی رہ گئی اور پھر نازنین نے مزید کچھ نہیں کہا۔۔ وہ اپنا تمتماتا چہرہ لیے اوپر کی جانب بڑھ گئی تھی۔

سنہری تتلی کہیں پسِ منظر میں پھڑ پھڑائی تھی۔ اسکی گردن پر جلن سوا ہونے لگی تھی۔ اس نے بے ساختہ ہی اس سلگتی گردن پر ہاتھ پھیرا تھا۔ ظلم ساتھ رہتا ہے۔۔ اور ظلم کو صرف حق کی آواز ختم کر سکتی ہے۔۔

اس نے بھی دانت جمائے اور پھر گردن اٹھائی۔ وہ گردن اٹھا سکتی تھی۔ وہ شانزے نہیں تھی۔۔ وہ نازنین تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

وہ دبے قدموں کنٹرول روم سے سی سی ٹی وی فوٹیج کی ایک کاپی، اپنے ساتھ یو ایس بی میں لیے واپس آ گیا تھا۔ اتنا تو اسے یقین ہو چلا تھا کہ وہ لڑکی کسی تھرڈ گریڈ کی بچی نہیں تھی۔ وہ اپنا آپ سنبھالنا جانتی تھی۔ بس اسے اسکی ایک بات پسند نہیں آئی تھی۔۔ وہ دوسروں کے مسائل میں خود کو الجھا لیا کرتی تھی۔۔ جو کہ بلاشبہ کوئی اچھی عادت نہیں تھی۔ اگر آپ نے پر سکون رہنا ہے اور ایک قابلِ قدر زندگی بسر کرنی ہے تو اپنے کام سے کام رکھنا ہو گا۔۔ جونہی آپ دوسروں کے مسائل حل کرنے کے لیے انہیں آسانیاں فراہم کریں گے تو آپکی اپنی زندگی عذاب میں آجائے گی۔ اور اسے ایسے کسی عذاب کو بلاوجہ اپنے سر لینے کا کوئی شوق نہیں تھا۔

اس نے گھر کے اندر قدم رکھا تو قریباً دوپہر سر پر چڑھی محسوس ہونے لگی تھی۔ اس نے آس پاس چہرہ گھما کر دیکھا اور پھر اسے لاؤنج ہی میں روحیلہ نظر آ گئی تھیں۔۔ وہ پاس چلا آیا۔۔ پھر لاپرواہی سے انکے عین سامنے ٹانگیں چڑھا کر سینٹرل ٹیبل پر رکھیں اور آرام دہ سا ہو کر بیٹھا۔ وہ اپنے موبائل کی اسکرین پر انگلی پھیر رہی تھیں۔ اسکی موجودگی پر ایک پل کو نگاہ اٹھائی۔۔

"کہاں تھے صبح سے؟ "

"ڈیڈ کے آفس گیا تھا۔ "

انہوں نے اب کہ ناک پر جما چشمہ دو انگلیوں سے نیچے کیا تھا۔ پھر جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"کل رات کو ثانیہ کہاں گئی تھی؟؟ "

"اپنی دوست کے گھر۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے سہولت سے جھوٹ بولا۔روحیلہ نے اب کہ موبائل ایک جانب رکھ دیا تھا۔پھر چشمہ اتار کر ہاتھ میں پکڑا۔انکی آنکھوں میں اترتی سختی پر وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"تم اب مجھ سے جھوٹ بولو گے۔۔"!

"میں آپ سے جھوٹ کیوں بولونگا۔۔مام۔۔؟وہ اپنی دوست کے گھر گئی تھی۔آپ کیا سننا چاہتی ہیں اسکے علاوہ۔۔؟ "

بھوری آنکھوں میں سکون ہی سکون تھا۔جانے وہ اتنا پرسکون کیسے رہ لیتا تھا؟روحیلہ کو اسکے آرام دہ سے جواب نے طیش دلا دیا تھا۔

"اچھا۔۔تو وہ اپنی دوست کے گھر گئی تھی!پھر میرے پاس صبح رمیز بھائی کا فون کیوں آیا تھا؟کہ آپکے لاڈلے صاحب زادے نے انکے بزنس پارٹنر باقر حمدانی کے بیٹے کو مکا مارا ہے۔"

اور وہ اگلے ہی پل بھک سے اڑا تھا۔پھر سر کھجایا۔۔

"وہ۔۔آں۔۔وہ نشے میں تھا۔۔ "

"تو تم اسے ہوش میں لا رہے تھے؟ "

اسکے بھونڈے سے جواب پر روحیلہ نے چڑ کر کہا تو اسے ہنسی آگئی۔اس نے بمشکل اپنے لبوں پر ابھرتی مسکراہٹ چھپائی تھی۔قربان جائے وہ اپنے آس پاس پلتی عورتوں کی ذہانت پر۔۔ ایک نے صبح ہی صبح پروفیسر کا کان لال کر دیا تھا تو دوسری اسے تفتیش کے کٹہرے میں کھڑا کیے وہ سوال کر رہی تھی جن کے جواب اس نے کبھی سیدھے نہیں دینے تھے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ ثانیہ کو بلا کر اس سے پوچھ لیں مام۔ وہ اپنی دوست کے گھر ہی گئ تھی۔ اگر میں جھوٹا ہوا تو جو سزا آپ دینگی میں وہ قبول کرلونگا۔۔ "

اس نے ایک بار پھر سے پیر سینٹرل ٹیبل پر رکھے تھے۔ وہ چند لمحات کے لیے اسے مشکوک آنکھوں سے گھورتی رہیں پھر میری کو آوازیں دینے لگیں۔

"جاؤ۔۔ ثانیہ کو اپنے کمرے سے بلا کر لاؤ۔۔ "

وہ ایک عیسائ میڈ تھی۔ پڑھی لکھی اور صاف ستھری۔ انکے حکم پر سر ہلاتی پلٹی تو وہ ایک بار پھر سے حرم کی جانب متوجہ ہوئیں۔

"کیوں مارا تم نے انکے بیٹے کو۔۔؟ کیا تم بھی اب مجھے ساحل کی طرح پریشان کروگے حرم؟ یہ کیا بچکانہ سا رویہ تھا تمہارا؟ رمیز بھائ کو تم بہت پسند ہو۔ اور انکے سامنے تمہارا ایسا امیج بننا ناقابلِ قبول سی بات ہے۔۔ اب جا کر انکے آفس میں معذرت کر آنا۔۔ غلط فہمی ہوگئ ہے تو اسے ختم کرنا ضروری ہے۔۔"

اس نے اگلے ہی پل چہرہ اٹھایا تھا۔ پھر نا سمجھی سے ابرو سکیڑے۔۔ پیر سینٹرل ٹیبل سے اتار لیے۔۔

"اور۔۔ میں انہیں۔۔ کیوں پسند ہوں؟ "

انگشتِ شہادت سے اپنی جانب اشارہ کر کے پوچھا تھا اس نے۔ اسکے سوال پر روحیلہ پل بھر کو گڑبڑائ تھیں۔ لیکن پھر اگلے ہی پل سنبھل بھی گئیں۔ اس نے انکا گڑبڑا کر سنبھلنا بخوبی محسوس کرلیا تھا۔ اسکے ماتھے پر ایک نامحسوس سی لکیر ابھری تھی۔

"تم ایک ذہین اور محنتی لڑکے ہو۔ایک کمتر جگہ سے آنے کے بعد بھی تم عیاشیوں میں پڑنے کے بجائے اپنے باپ کا ساتھ دے رہے ہو۔۔ رشتوں کی قدر کررہے ہو۔ خاندان بھر کو ساتھ لے کر چل رہے ہو۔۔ ظاہر ہے ایسے میں تم ہر ایک کی نگاہوں کا مرکز بنے ہوئے ہو۔۔ جیسے سب تمہیں پسند کرتے ہیں ویسے ہی وہ بھی تمہیں پسند کرنے لگے ہیں۔۔"

انکی طویل سی وضاحت پر اس نے گہرا سانس لیا اور پھر بالوں میں ہاتھ پھیر کر انہیں پیچھے دھکیلا۔اسی اثناء میں ثانیہ اسے چکر دار زینے اترتی ہوئی دکھائی دی تھی۔اس نے سیاہ قمیص کے ساتھ چست ٹائٹس پہن رکھی تھی۔گوری رنگت پر بھورے گھنگھریالے بال چہرے کے اطراف میں گر رہے تھے۔وہ بلاشبہ بہت پیاری تھی۔۔اسکی حرم جیسی بھوری آنکھیں خوفزدہ لگ رہی تھیں البتہ۔۔وہ یقیناً روحیلہ کی سخت سی نگاہیں محسوس کرچکی تھی۔

وہ انکے صوفے کے عین سامنے آکر کھڑی ہوئی تو روحیلہ نے اپنا رُخ اسکی جانب پھیرا۔وہ انگلیوں کو پھنسائے، خشک لبوں پر زبان پھیر رہی تھی۔۔

"کہاں گئی تھیں تم کل رات؟"

انکے سپاٹ سے استفسار پر اس نے بمشکل تھوک نگلا تھا۔پھر جیسے ہی سفید پڑتے لبوں پر زبان پھیر کر کچھ کہنا چاہا حرم بول پڑا۔۔

"تم راہمہ کے گھر گئی تھیں بتاؤ ناں مام کو۔۔اور راہمہ سے تمہاری لڑائی ہوگئی تھی اسی لیے تم نے وہاں سے آنے کے لیے مجھے بلایا تھا۔۔اب بتاؤ۔۔کہ میں تمہیں تمہاری دوست کے گھر سے لے کر آیا تھا۔۔کہیں اور سے نہیں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے کہنے پر وہ حیران آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی تھی۔ اسے اپنی سترہ سالہ زندگی میں کوئی بھی راہمہ دوست یاد نہیں آرہی تھی۔۔ اف۔۔ اسکے رخسار گلابی ہوگئے تھے۔ روحیلہ تپ کر حرم کی جانب گھومیں۔۔

"اسکے منہ میں الفاظ دینا بند کرو حرم۔۔ "!

"وہ کوئی چھوٹی بچی نہیں ہے مام کہ میں اسے الفاظ دے کر کچھ بلواؤنگا۔ "

"جی۔۔جی ماما۔۔ میں ر۔۔ راہمہ کے گھر ہی گئی تھی۔ پھر۔۔ لیکن پھر میں وہاں سے جلدی آگئی۔۔ بھائی لینے آئے تھے مجھے۔۔ "

"ویسے یہ کونسی دوست ہے تمہاری جسے میں نہیں جانتی؟ "

اسکی پھیکی سی صفائی نے روحیلہ کو ذرہ بھر بھی متاثر نہیں کیا تھا۔ حرم نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا تھا۔ اسے اسکا اشارہ سمجھ نہیں آیا۔۔

"آپ نہیں جانتیں اسے۔ وہ ابھی کالج میں میری دوست بنی ہے۔ "

"لڑائی کس بات پر ہوئی۔۔؟ "

"اس نے میرے جیسا ڈریس پہنا ہوا تھا۔ وہ مجھے اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ تو۔۔ تو ہماری لڑائی ہو گئی۔۔ "

حرم نے اپنا سر پیٹ لیا تھا۔ ایک جیسے کپڑے پہننے پر کون لڑتا ہے؟ کاش کوئی اسے بتا دیتا کہ ہم لڑکیوں کو ایسے ہی بس موقع چاہیے ہوتا ہے جلنے اور لڑنے کا۔

"اور پھر تم وہاں سے آگئیں "!

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

انہوں نے طنزاً پوچھا تو ثانیہ بیوقوفوں کی طرح سر اثبات میں ہلانے لگی۔ حرم کو اپنی جگہ سے اٹھنا ہی پڑا۔۔ پھر وہ اسکے برابر میں جا کھڑا ہوا۔ اپنا بازو اسکے گرد سمیٹا۔

"کوئی تصویر ہے تم دونوں کی ساتھ؟ تمہیں بہت شوق ہے سیلفیز لینے کا۔۔ کوئی ایک تصویر تو ہو گی اس "راہمہ" کی۔۔ "

اور اب کہ ثانیہ کے ہاتھ کانپنے لگ گ ۓ تھے۔ حرم نے اسکا بازو ہلکے سے دبایا تو اس نے چونک کر چہرہ اٹھایا۔۔ پھر اسے دیکھا۔۔ وہ اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ کھل کر مسکراتا ہوا۔۔

"ہم ضرور آپکو تصویر دکھائیں گے مام۔۔ بلکہ میں تو ایسا کرونگا کہ ان دونوں کی تصویر کسی اسٹوڈیو میں کھنچوانے کے بعد بڑے سے فریم میں کروادونگا۔ پھر ہم اسے لاؤنج کی وال پر لگا دیں گے۔۔ تاکہ آتے جاتے آپکی راہمہ پر نظر پڑتی رہے۔۔ کیا خیال ہے۔۔۔؟"

ثانیہ کو اسکے انداز پر بے ساختہ ہنسی آئی تھی۔ اور مسکراہٹ تو روحیلہ کے لبوں پر بھی چمکی تھی لیکن وہ اسے کمال مہارت سے چھپا گئیں۔

"تم دونوں الٹے کاموں سے باز آجاؤ۔ میں مصروف رہتی ہوں لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تم لوگوں سے غافل ہوں۔۔ آئندہ اس طرح کا کچھ بھی مشکوک عمل مجھے پتہ چلا تو تم دونوں کی خیر نہیں ہے۔۔"

ان کی جانب سے پڑی جھاڑ پر سر دھنتا وہ اسے اپنے ساتھ لیے زینوں کی جانب بڑھ آیا تھا۔

"یہ راہمہ کون ہے بھائی۔۔؟ کہیں آپ کسی کو پسند تو نہیں کرنے لگے۔۔؟ "

وہ چہرہ اٹھائے اسکی جانب دیکھتی دھیمی سرگوشی میں کہہ رہی تھی۔ اور اسکی نگاہوں کے سامنے ایک۔۔ بس ایک لمحے کے لیے وہ سیاہ بالوں والی۔۔ ظالم شہزادی لہرائی تھی۔ پھر وہ ہولے سے مسکرایا۔۔ اس کا بازو اب تک ثانیہ کے گرد تھا۔

"مجھے کیا پتہ یار یہ راہمہ کون ہے۔ اور نہیں۔۔ میں کسی کو پسند نہیں کرنے لگا۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں۔۔ "

"جلدی سے کرلیں پسند اپنے لیے کسی کو۔ ماما آپکی شادی ایہہا سے کروادینگی نہیں تو۔۔ "

اور اسکے چلتے قدموں کو یکدم ہی بریک لگا تھا۔ پھر اس نے حیران سی آنکھیں ثانیہ کی جانب پھیریں۔۔

"کیا مطلب۔۔؟ "

"مطلب یہ کہ تین چار دن سے ماما اور شائستہ مامی کے درمیان ایہہا کی شادی کو لے کر مذاکرات چل رہے ہیں۔ اور جہاں تک مجھے پتہ ہے وہ آپکے لیے ہامی بھر بھی چکی ہیں۔۔"

"مجھ سے پوچھے بغیر۔۔؟ "

اسکی پیشانی پر بل ابھر آئے تھے۔ ثانیہ نے لاعلمی سے کندھے اچکائے تھے۔ پھر اپنے کمرے کی جانب پلٹ گئ۔ وہ گہرا سانس لیتا ریلنگ کے ساتھ ہی کھڑا رہ گیا تھا۔ اسکی سکڑی آنکھیں دور دیکھ رہی تھیں۔ پھر وہ بھی اپنے کمرے کی جانب خاموشی سے بڑھ آیا۔۔ یہ عورتیں آخر کیا کررہی تھیں اسکے پیچھے؟

❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شائستہ کے قدم رمیز کی اسٹڈی کی جانب تھے۔وہ حسبِ عادت اپنی راکنگ چیئر پر جھول رہے تھے۔۔ہاتھ میں ایک عدد کتاب تھامے۔۔آنکھوں پر نظر کا قیمتی فریم سے آراستہ چشمہ لگائے۔۔

انکی اسٹڈی میں اس قدر خاموشی ہوا کرتی تھی کہ کبھی کبھی شائستہ کا دم گھٹنے لگتا تھا۔وہ جدید طرز کی بہت قدیم سی اسٹڈی تھی۔اس میں بیٹھا شخص۔۔راکنگ چیئر پر عرصہ ءدراز سے جھول رہا تھا۔۔اسکی عمر میں واقع ہوتے تغیرات کو اس اسٹڈی نے بخوبی دیکھا تھا۔

انہوں نے چائے لا کر ایک چھوٹے سے ٹیبل پر رکھی۔ رمیز نے تب بھی سر نہ اٹھایا تھا۔ ویسے ہی کتاب پڑھتے رہے۔انکی کنپٹی میں چاندنی چمک رہی تھی اور لبوں پر گہرا سکوت رقم تھا۔

شائستہ انکے سامنے لگے سنگل صوفے پر بیٹھ گئیں۔اسکا مطلب یہی تھا کہ وہ ان سے کچھ بات کرنا چاہتی تھیں۔

رمیز نے ایک بے تاثر سی نگاہ اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"کیا بات ہے بیگم۔۔؟ "

"میں نازنین کے لیے ایک رشتہ لے کر جارہی ہوں۔۔ "

وہ جو دوبارہ گردن جھکا کر کتاب پڑھنے لگے تھے ٹھہر گئے۔۔ بے یقین سی نگاہیں شائستہ پر اٹھائیں۔۔اگلے ہی پل انکی پیشانی لکیروں کی جال سے بھر گئی تھی۔ انہیں جیسے شائستہ کی بات بے حد ناگوار گزری تھی۔

"جب تم جانتی ہو کہ میں اپنا کام کر رہا ہوں تو تم کیوں اس کام میں دخل اندازی کر رہی ہو شائستہ ؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دوسری جانب شائستہ نے انکی جانب ٹھنڈی آنکھوں سے دیکھا تھا۔سیاہ اسٹائلش سے لباس میں ملبوس۔۔چہرے پر جمے میک اپ کے باوجود بھی وہ اس سمے بوڑھی دکھائی دینے لگی تھی۔

"وہ میری ایہا کے راستے میں آرہی ہے۔جو بھی میری اولاد کے راستے میں آئے گا میں اسے سبق ازبر کروائے بغیر جانے نہیں دے سکتی۔۔"

"اس ساری بکواس کا کیا مطلب ہے۔۔؟"

وہ کتاب بند کر کے سیدھے ہو بیٹھے تھے۔چائے کی بھاپ فضا میں گھل کر غائب ہوچکی تھی۔ اب اسٹڈی کی مانند ہر شے کا ماحول ٹھنڈا پڑتا جارہا تھا۔

"اس ساری بکواس کا مطلب یہی ہے رمیز کہ آپ ہمیشہ سے اپنی من مانی کرتے آرہے ہیں۔ آپ نے اس لڑکی کو ہمارے گھر کے انتہائی ذاتی فنکشن میں دعوت دے ڈالی۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں اسے پسند نہیں کرتی۔ وہ میرے بچوں کو دبا دیتی ہے۔وہ اپنی خوبصورتی کی وجہ سے ہمیشہ میری بچی کو پسِ منظر میں دھکیل دیتی ہے۔ اور اب یہ ایک بار پھر سے ہونے جارہا ہے تو میں برداشت نہیں کرونگی۔۔میں اسے ایہا کا حرم نہیں چھیننے دونگی۔۔"

"ایہا کا حرم۔۔؟"

وہ ناسمجھی سے بڑبڑا کر سیدھے ہو بیٹھے تھے۔شائستہ تلخی سے مسکرائیں۔۔پھر سرد آنکھوں سے انکی جانب دیکھا۔۔

"آپ اپنی کاروباری مصروفیات تلے اس قدر دبے ہوئے ہیں رمیز کے آپکو اپنے بچوں کی پسند و ناپسند کا کوئی ادراک ہی نہیں۔ ایہا حرم کو پسند کرتی ہے لیکن حرم۔۔ وہ نازنین میں دلچسپی لینے لگا ہے۔ سلیم

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نے مجھے بتایا ہے کہ وہ بارہا اسکی یونیورسٹی اور گھر سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ ان سب باتوں کا مطلب میں کیا لوں؟"

لیکن رمیز کو تو جیسے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔ وہ ساکت پتلیاں لیے بالکل جمود کا شکار لگ رہے تھے۔ حرم اور نازنین۔۔؟

"وہ اس تیسرے گھر کی لڑکی میں بھلا کیوں دلچسپی لے گا؟ تب جب کہ وہ اس سے بڑی ہے۔ وہ کیوں اس مڈل کلاس گھر میں رہنے والی ایک کم مایہ سی لڑکی کو پسند کرے گا۔۔؟ اور تمہیں کیسے پتہ کہ انکے درمیان ایسا ہی کوئی رشتہ ہے۔۔؟ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔۔"

شائستہ انکی وضاحت پر تلملا کر پہلو بدل گئی تھیں۔ پھر گلابی آنکھوں سے انکا چہرہ دیکھا۔

"اپنے بھائی کو تو قتل کر ہی چکے ہیں آپ رمیز! پھر اسکی اولاد کو اتنی آسانی کیوں فراہم کر رہے ہیں آپ؟ "

انکا انکشاف تھا یا کیا۔۔ وہ ادھ کھلے لبوں کے ساتھ شائستہ کا چہرہ دیکھ کر رہ گئے تھے۔ انکے سر پر گویا اسٹڈی کی چھت آگری تھی۔

"تمہیں کیسے۔۔؟ "

"میں اندھی نہیں ہوں رمیز۔۔ جب شوہر آدھی راتوں کو بستر چھوڑ کر اٹھے تو بیوی کو خبر ہو ہی جاتی ہے۔ میں نے کبھی آپکے سامنے کہا نہیں۔۔ لیکن میں جانتی ہوں کہ بابا کے کمرے میں اس رات کون تھا۔۔ وہ خون آلود گلدان ۔۔ وہ سب۔۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔ آپکو لگتا ہے کہ اب آپ مجھے روک سکتے ہیں؟ میں ہرگز بھی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نہیں رکنے والی۔ مجھے اس نازنین سے کوئی لینا دینا نہیں ہے لیکن اگر وہ ایہاک کے لیے کسی پریشانی کا باعث بنی تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑونگی۔۔"

وہ اگلے ہی پل اٹھ کھڑی ہوئی تھیں لیکن پھر رمیز نے بجلی کی تیزی کے ساتھ انکی کلائی پکڑی تھی۔ پھر انہیں اپنی جانب کھینچا۔۔ انکے دانت ضبط سے جمے لگتے تھے۔۔ پیشانی کی ایک رگ شدید طیش کے باعث پھڑک رہی تھی۔ چہرہ ہر قسم کی انسانیت سے عاری ہوتا جارہا تھا۔

"اگر۔۔ تمہارے منہ سے ایک بھی۔۔ لفظ نکلا۔۔ تو تمہارا قتل میں اپنے ہاتھوں سے کرونگا شائستہ۔ خبردار جو تم نے مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کی تو۔۔ "

انہوں نے شائستہ کی ٹھوڑی سختی سے پکڑ کر جھٹکا دیا تو شائستہ نے انہیں پیچھے کی جانب دھکیلا۔ وہ راکنگ چیئر پر گر گئے تھے۔ پھر بے یقین سا چہرہ اٹھایا۔۔

"دم گھٹتا ہے میرا آپکو اپنا شوہر کہتے ہوئے رمیز۔ اس ایک رات کے بعد میں کبھی آرام سے آپکے برابر میں نہیں سو سکی۔ مجھے ہمیشہ یہی ڈر رہتا تھا کہ شاید کبھی آپ مجھے اور بچوں کو بھی اسی طرح قتل کردیں گے۔ اور ویسے آپ سے کچھ بعید بھی نہیں۔۔ جانور ہیں آپ۔۔ انسان کہلانے کے لائق نہیں۔۔"

وہ روتے ہوئے اگلے ہی پل پلٹی تھیں۔۔ اور پھر اسٹڈی سے باہر کی جانب بڑھ گئیں۔ رمیز کا چہرہ سیاہ پڑتا جارہا تھا۔ یوں گویا وہ آہستہ آہستہ گلنے سڑنے لگا ہو۔

ایک اور گواہ۔۔ ایک اور عذاب۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایک گواہ کی زندگی کو تو وہ عذاب کا ابلتا ہوا گڑھا بنا ہی چکے تھے لیکن اب وہ اس گواہ کا کیا کرتے جو ان کے گھر میں زندہ تھا۔۔ سانس لے رہا تھا۔۔ شائستہ تو اب انکے لیے ٹک ٹک کرتا بم ثابت ہونے والی تھیں۔

اور پھر قتل تو وہ ہوتا ہے جس کے آثار فضا میں ساکت ہو جاتے ہیں۔ قتل نہیں مٹا کرتے۔۔ سالم رہتے ہیں۔۔ تازہ رہتے ہیں۔۔ کئی صدیوں بعد بھی۔۔

****

تین چار گھنٹے تو یونی میں خوب اس تماشے کا چرچا ہوا لیکن کسی بھی پروفیسر کی ہمت نہ ہو سکی اس تک آنے کی۔۔ البتہ اسے یونی انتظامیہ نے کل شام طلب کر لیا تھا۔ اپنے ثبوت اور وضاحتوں کے ساتھ۔۔ اگر وہ فصیح ذوالفقار کو مجرم ثابت نہ کر پائی تو پھر اسے تمام طلباء اور اساتذہ کے سامنے فصیح سے معافی طلب کرنی ہوگی۔ جو کہ وہ کبھی بھی کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اگر اس نے معافی نہیں مانگی تو ایسی صورت میں اسے یونی سے نکالا بھی جا سکتا تھا۔ اسکے پاس شانزے کا کوئی کانٹیک نمبر بھی نہیں تھا۔ مسئلہ اتنی پیچیدگی اختیار کر گیا تھا کہ اسے سر آفتاب نے بھی اپنے آفس بلایا۔۔ اسے سمجھایا کہ وہ اپنا الزام واپس لے لے۔ معافی مانگ کر اس قصے کو ردع دفع کرے لیکن ایسا کرنا اسکے لیے ممکن نہیں تھا۔ یہ محض اسکے ماضی کا ہی نہیں بلکہ اسکی عزت نفس اور انا کا بھی مسئلہ تھا۔۔ یہ اسکی ناک کا مسئلہ تھا جو کہ اسے بہت عزیز تھی۔۔ وہ اس گھٹیا پروفیسر کے سامنے معافی نہیں مانگ سکتی تھی۔

لیکن اسکے پاس تو کوئی گواہ کوئی ثبوت بھی نہیں تھے۔ یا اللہ وہ کیا کرے گی؟ وہ کہاں جائے گی۔۔؟

اس کے سر پر بہت سا بوجھ بڑھ گیا تھا۔۔ کندھے بے حد بھاری محسوس ہونے لگے تھے۔ سانس لینے میں دشواری سی ہونے لگی تھی۔ کلاس سے فارغ ہونے کے بعد جب وہ اپنا بیگ سمیٹ رہی تھی تو ایک اسٹوڈنٹ اسکی جانب بڑھ آیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مس ناز نین۔۔ کیا میں آپ سے ایک لمحے کے لیے بات کر سکتا ہوں۔۔ "

"جی کہیں۔۔ "

اس نے اگلے ہی پل سر اٹھایا تھا۔ وہ دراز قد لگ بھگ پچیس چھبیس سالہ لڑکا تھا۔ بالوں کو ایک جانب جمائے۔۔ کان میں ایک عدد ٹاپس پہنے۔۔ رف جینز اور شرٹ جیکٹ میں ملبوس۔۔

اسکے اٹھے نقوش اور پر کشش سی آنکھوں نے اسے مزید جاذب نظر بنا دیا تھا۔ لیکن وہ ناز نین کو پہلی نظر میں بہت عجیب سا لگا تھا۔ بے حد عجیب۔۔ گندا والا عجیب۔۔

"آپ وہی ہیں ناں جنہوں نے ایک پروفیسر کو بھرے پنڈال میں تین تھپڑ مارے تھے۔۔؟ "

اسکی ایک جانب کو اٹھی مسکراہٹ اور محظوظ سے تاثرات نے ناز نین کے سامنے اسے مزید ناگوار ظاہر کیا تھا۔ اس نے سپاٹ آنکھوں کے ساتھ بیگ کی زپ "شو" کی آواز کے ساتھ بند کی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جی میں وہی ہوں۔ کیا آپکو بھی کوئی پرابلم ہے۔۔؟ "

اس نے ایسے پوچھا تھا جیسے کہہ رہی ہو۔۔ " کہو تو تمہیں بھی ایک عدد چانٹہ رسید کر ہی دوں۔۔ "

"ویسے آپ جتنی بیوقوف لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ دوسروں کے مسئلوں میں کون ہاتھ ڈالتا ہے؟ پڑھاتی آپ ادب ہیں لیکن عقل کا کوئی کام نہ کرنے کو اپنے لیے پہلے سے تجویز کر رکھا ہے کیا آپ نے۔۔؟"

اسکے جملوں پر ناز نین کا رنگ سرخ تانبے کی مانند تمتما اٹھا تھا۔

"کیا میں نے آپ سے آپکی رائے مانگی۔۔؟ "

"لیکن میں تو۔۔"

"کیا میں نے رائے مانگی۔۔؟ "

اب کہ اس نے اتنی بلند آواز کے ساتھ کہا تھا کہ کلاس سے باہر نکلتے طلباء بھی رک رک کر ان دونوں کی جانب دیکھنے لگے تھے۔لڑکا اسکی بلند آواز پر محظوظ ہوا تھا۔

"ویسے میں نے کسی ادبی انسان کو اتنی بے ادبی سے بات کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ نو ڈاؤٹ آپ ایک ن ئے طرز کا آخری پیس ہیں۔۔ "

"جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے آپکو خود سے بات کرنے کی اجازت نہیں دی۔اسی لی ئے آئندہ مجھ سے اس قسم کی گھٹیا بات کرنے سے قبل سوچ لیجی ئے گا۔۔ کیونکہ میں اب بھی وہی ہوں جس نے بھرے پنڈال میں تین۔۔ تین تھپڑ مارے تھے۔۔"

اسکے کڑوے سے طنز پر لڑکے کے کان تو ضرور سرخ ہوئے تھے لیکن وہ پھر بھی ہنس پڑا۔ پھر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"میں آپکے اس بیوقوفانہ رویے پر بھلے ہی مایوسی کا شکار ہوا ہوں۔۔ لیکن مجھے آپکی جرأت نے اچھا خاصہ متاثر کیا ہے میڈم۔۔اس پروفیسر کو تین چار گرم ہاتھ اور لگنے چاہی ئے تھے۔"

اسکا انداز نازنین کو مزید سلگا گیا تھا لیکن وہ پھر بھی اسکی بات کا جواب دی ئے بغیر نہیں ٹل سکتی تھی۔

"آپکو جو بھی بات مایوس کرے یا محظوظ۔۔یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔۔ آئندہ مجھ سے اس انداز میں بات مت کیجیے گا۔۔ "!

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور اس نے اتنی قطعیت سے چبا کر کہا تھا کہ سامنے کھڑے لڑکے کا چہرہ پل بھر کو پھر سے سرخ ہوا۔ ناز نین کے انداز پر دوبارہ اسکی ہمت نہ ہوئی کہ اسے روک سکے۔ اور کچھ لوگ ہوتے ہیں کہ جن کی تنبیہہ کے بعد ایک سے دوسری بات کرنے کی ہمت نہیں ہوا کرتی۔

وہ تھکی تھکی سی گھر چلی آئی تھی۔ کل امی کو ڈائلائسز یونٹ بھی لے کر جانا تھا۔ صد شکر کہ کل یونی کی چھٹی تھی تو ایک دن کا ریسٹ اسے مل گیا تھا۔ لیکن پھر صبح والا مسئلہ۔۔ اسے ن ئے سرے سے تھکن ہونے لگی تھی۔۔

گھر آ کر بھی وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی آئی۔ کتنی ہی دیر ایک ہی کروٹ پر بنا کسی جنبش کے دراز رہی۔ مضبوط لوگوں کا یہی مسئلہ ہوتا ہے۔ وہ مضبوط رہنے کے بعد بے حد تھکن کا شکار ہو جایا کرتے ہیں۔ اسے بھی ایسی ہی کسی تھکن نے گھیر لیا تھا۔

صوفیہ اسکے کمرے میں جھانکیں۔۔

"ناز نین۔۔ رشتے والے پرسوں آئیں گے۔۔ آج شائستہ بھابھی کا فون آیا تھا۔۔ کچھ مصروفیات کی وجہ سے وہ لوگ نہیں آ سکے۔۔ "

ہوں۔۔ اس نے محض ہنکارا بھرنے پر ہی اکتفا کیا۔ صوفیہ نے اسے مزید ڈسٹرب کرنا مناسب نہ سمجھا۔ انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ تھکی ہوئی ہے۔ اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ کیا کر آئی تھی پیچھے۔۔۔

مغرب کی اذانیں کہیں دور گونجی تھیں۔ وہ بمشکل اٹھی۔۔ پھر خود کو گھسیٹتے ہوئے بیسن تک لے کر گئی۔۔ وضو بنایا اور اپنے کمرے میں دوبارہ چلی آئی۔۔

اسکے سامنے کوئی بھی حل نہیں تھا۔ اسکی آنکھیں اداسی اور مایوسی کی گہری چھاپ کے زیرِ اثر دکھ رہی تھیں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نماز پڑھنے کے بعد وہ جائے نماز پر خالی خالی سی بیٹھی رہی۔ کوئی حل۔۔ کوئی راستہ۔۔ کوئی روشنی۔۔ کوئی سرا۔۔

اس نے گردن کے پیچھے ہاتھ رکھ کر سر کو ہلکی سی جنبش دی۔ کنپٹیوں سے درد اب پٹھوں میں اترتا جارہا تھا۔ اسکی تھکن بڑھتی جارہی تھی۔ اگلے ہی پل اس نے گہرا سانس لیا اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ اسے یقیناً اب دوسری جگہ جاب کرنے کے بارے میں سوچ ہی لینا چاہیئے۔۔

****

اترتی شام میں اسکے کلینک کی بتیاں ایک بار پھر سے روشن ہونے لگی تھیں۔ سڑک پر روشن دکانوں کی روشنیوں نے ہر جانب چہل پہل سی بکھیر رکھی تھی۔ وہ بھی آپریشن ٹیبل پر ایک پیارے سے پپی کو لٹائے اسکا معائنہ کررہا تھا۔ یہ وہی کتا تھا جسے ایک لڑکی اسکے کلینک لے کر آئی تھی۔

ہاتھوں میں دستانے پہنے۔۔ چہرے پر سفید ماسک لگائے۔۔ اسکی سبز آنکھیں سنجیدہ دکھتی تھیں۔

اسی پل اسکے دروازے کے اوپر لگی گھنٹی بجی تھی۔ اس نے ایک پل کو چہرہ اٹھا کر دیکھا۔۔

بھورے گھنگریالے بالوں کو ہاف باندھے، سیاہ لباس میں گورا گلابی سا چہرہ لیے وہی لڑکی اسکے کلینک میں داخل ہوئی تھی۔

سارنگ ایک پل کو اس سے نظریں نہیں ہٹا سکا۔ وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ اسکی توجہ بھٹکنے لگی۔ اسے دیکھ کر وہ اپنے کندھے پر لٹکا لمبی اسٹریپ والا پرس درست کرتی آگے بڑھ آئی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ہیلو۔۔ابھی میں آپکے لائے پیشنٹ کو ہی چیک کر رہا تھا۔اور اوہ۔۔اب یہ پیشنٹ نہیں رہا۔اب یہ پہلے سے کافی بہتر ہو چکا ہے۔ "

"اوہ۔۔تھینک یو سو مچ ڈاکٹر سارنگ۔کیا میں اسے اپنے ساتھ لے جا سکتی ہوں اب۔۔؟ "

وہ بچوں کی طرح خوش ہو کر آپریٹنگ ٹیبل پر رکھے پپی کو دیکھنے لگی تھی۔ساتھ ساتھ وہ اسے ڈرتے ڈرتے چھو بھی رہی تھی۔سارنگ اسکے معصوم سے عمل پر مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔ صد شکر کہ اس نے ماسک پہن رکھا تھا۔ نہیں تو ابھی اپنے گلابی سے گال وہ کیسے چھپا پاتا۔ بقول حرم کے۔۔ وہ تو کسی لڑکی سے بھی زیادہ شرماتا تھا۔ اسی پل اس لڑکی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

"اوہ۔۔ڈاکٹر۔۔میں نے پچھلی دفعہ بھی آپکی فیس نہیں دی تھی۔جو بھی اماؤنٹ ہے پلیز مجھے بتائیے۔ "

"دیکھیں آپ یہاں پر پہلی دفعہ آئی ہیں۔دوسری بات آپکے دل میں جانوروں کے لیے بہت سارا پیار اور احترام ہے۔اسی لیے۔۔میں آپکو چارج نہیں کرونگا۔۔بلکہ میں ابھی بس میں اپنے لیے کافی بنانے ہی جا رہا تھا۔اگر آپ ایک کپ کافی پی لیں گی تو مجھے لگے گا میں نے فیس لے لی۔۔"

اسے یہ کہنے کے بعد خود بھی حیرت ہوئی تھی۔وہ کبھی کسی کلائنٹ کو یوں سرِراہ کافی کی پیشکش نہیں کیا کرتا تھا۔ اسکی بات سن کر گھنگھریالے بالوں والی لڑکی بھی بے حد حیران ہوئی تھی۔۔ لیکن پھر۔۔جانے کیا سوچ کر اس نے بھی سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔۔وہ اب کہ دل سے مسکراتا ہوا الیکٹرک کیٹل کی جانب پلٹا تھا۔

"تھوڑا سا ویٹ کریں وہاں آپ۔۔میں ایک منٹ میں آتا ہوں۔ویسے آپکا نام کیا ہے۔۔؟ "

"ثانیہ۔۔ثانیہ اربی۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اپنے پپی کے ساتھ کھیلتی ہوئی دور لگی کرسی پر جا بیٹھی تھی۔ لیکن سارنگ اس "اریبی" نام پر چونک کر رہ گیا تھا۔ کیا وہ حرم کی کچھ لگتی تھی؟ اس نے ایک پل کو ٹیبل کے ساتھ لگی کرسی پر براجمان لڑکی کو دیکھا لیکن پھر سر جھٹک دیا۔ کیا کوئی دوسرا اریبی نہیں ہو سکتا اس دنیا میں۔۔! اور اللہ نہ کرے کہ وہ حرم کی کچھ لگے۔ توبہ۔۔ اس کے لیے ایک حرم کے ساتھ زندہ رہنے مشکل تھا کجا یہ کہ اسے کوئی اسکے خاندان کی مل جائے۔۔

اگلے لمحات میں وہ اسکے سامنے کافی رکھ رہا تھا۔ پھر اپنی کافی سامنے رکھ کر ٹیبل کے اس پار لگی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ثانیہ کسی گہری سوچ میں گم کتے کے نرم بال سہلا رہی تھی۔

"کیا کتوں کی بھی یادداشت انسان جیسی ہوتی ہے ڈاکٹر۔۔؟ "

اس نے آہستگی سے پوچھا تو سارنگ چونکا۔ پھر اسکی اداس آنکھوں کی جانب آرام سے دیکھا۔۔

"نہیں۔ انکی یادداشت انسانوں جیسی نہیں ہوتی۔۔ "

"اوہ۔۔ شکر۔۔ "

وہ اسکے شکر کرنے پر ناسمجھی سے مسکرایا تھا۔ ثانیہ نے اسکی سوالیہ سی سبز آنکھیں دیکھیں تو ہولے سے بولی۔

"خدا کا شکر ہے کہ کتوں کو یاد نہیں رہتا کہ کون انکا مالک کتنے عرصے تک رہا ہے۔ کس نے انہیں کتنا عرصہ پال کر چھوڑ دیا ہے۔۔ گھر بدر کر دیا ہے۔ کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے ناں ایسی تکلیف دہ یادوں کے ساتھ زندہ رہنا۔۔ "

سارنگ اسکی بات سن کر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ پھر سبزہ زار سے بھی کہیں زیادہ گہری سبز آنکھوں میں اک تاثر سا اترا۔۔ چھوڑ دیئے جانے کا تاثر۔۔ لیکن وہ تکلیف کا شکار نہیں ہوا تھا۔ وہ شاید اب اس تکلیف کا عادی ہو گیا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کتوں کی میموری انسانوں جیسی نہیں ہوتی۔ اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ سب بھول جاتے ہیں۔ اسکا مطلب ہے کہ انکی یادداشت انسانوں جیسی کمزور نہیں ہوتی۔۔ "

ثانیہ نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔ اسکی سبز چمکتی آنکھوں نے ثانیہ کو کئی لمحوں تک کے لیے پلکیں تک نہ جھپکانے دیا۔

"کتوں کے امپرنٹس ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ کوئی یاد انکی یادداشت کے پردے پر امپرنٹ ہو جائے تو کبھی نہیں مٹا کرتی۔ انکی یادداشت کسی بھی انسان کی یاددشت سے کئی گنا مضبوط اور طاقتور ہوتی ہے۔ کتے کبھی نہیں بھولتے کہ انہیں کس نے پالا تھا اور کس نے چھوڑ دیا تھا۔۔ کتے ساری زندگی اس اذیت میں گزار دیتے ہیں۔ کتے کچھ نہیں بھولتے۔۔ "

کلینک کی شیشے کی دیواروں پر کئی لمحے گر کر پگھلتے چلے گ ئے۔ ثانیہ اسکی بات پر کوئی رد عمل نہ دے پائی۔ وہ لاجواب ہو گئی تھی۔۔

"یہ زیادتی ہے۔۔ "

اسے تکلیف ہوئی تھی۔ سارنگ نے گہرا سانس لے کر اپنی کافی سے آخری گھونٹ بھرا اور پھر خالی کپ ٹیبل پر رکھ دیا۔

"یہ زیادتی نہیں ہے۔ یہ ایک طرز ہے جس پر کتے پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ اس ایک خاص طرز کے باعث کئی جانوروں میں اپنا مقام بہت بلند اور اونچا رکھتے ہیں۔ لیکن پھر جنہیں مقام دیا جائے۔۔ انہیں اس مقام کا وزن بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور وہ ایک بار پھر سے لاجواب ہو گئ تھی۔ پھر اداس سا مسکرائی۔۔

"میں آپ سے جانوروں کے حوالے سے نہیں جیت سکتی۔ آپ ویٹ ہیں۔۔ مجھے تو الف ب بھی نہیں پتہ اس فیلڈ کی۔ "

وہ اسکی بات سن کر ہنس دیا تھا۔

"آپکو مجھ سے جیتنے کے لیے الف ب پتہ ہونے کی ضرورت ہے بھی نہیں۔۔ خیر۔۔ دوبارہ ضرور آیئے گا۔۔ آپکے ساتھ کافی پی کر بہت اچھا لگا۔ "

اسکی ذو معنی بات جانے اس لڑکی کو سمجھ آئ بھی تھی یا نہیں لیکن وہ سر ہلا کر مسکراتی ہوئ۔ پپی کو اپنے ہاتھوں میں پھنسائے باہر کی جانب بڑھ گئ تھی۔ سارنگ چند لمحات چپ سا بیٹھا رہ گیا۔ یہ کلینک آج سے پہلے کبھی کسی کے جانے پر اتنا خالی نہیں لگا تھا اسے۔۔ شیشے سے ڈھکے اس کلینک میں سنہری سی روشنی بہت تیزی سے تحلیل ہونے لگی تھی۔

****

اس نے وجدان کے کمرے میں جھانکا۔ صوفیہ برابر گھر میں مہندی کی تقریب میں گئ ہوئ تھیں۔ وہ تھکی ہوئ تھی سو نہ جا سکی اور وجدان حسبِ عادت اپنے لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھا پڑھنے میں مصروف تھا۔ وجدان کا کوئ علحیدہ کمرہ نہیں تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

صوفیہ کا کمرہ خاصہ بڑا تھا۔ اسکے ایک سرے پر وجدان کا سنگل بیڈ لگا ہوا تھا۔ اس بیڈ کے ساتھ ہی ذرا آگے اسکا اسٹڈی ٹیبل رکھا گیا تھا۔ اس ٹیبل پر ہمہ وقت لیپ ٹاپ اور کتابیں کھلی ہوئی ملتی تھیں۔ اور کرسی پر بیٹھا۔۔ آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے۔۔ وجدان ہمیشہ پڑھتا ہوا نظر آتا تھا۔

اسی کمرے کے دوسرے سرے پر صوفیہ کا سنگل بیڈ تھا۔ انکی جاء نماز، تسبیحات اور دوائیاں وغیرہ سائیڈ ٹیبل پر رکھی دکھائی دیتی تھیں۔

وہ اندر چلی آئی۔۔ اس نے تنگ پجامے کے ساتھ لمبی قمیص زیب تن کر رکھی تھی۔ وہ سرمئی رنگ کا لباس تھا جو اس پر بے حد جچتا تھا۔ بالوں کو جوڑے میں لپیٹے۔۔ ہمیشہ کی طرح خوبصورت اور دمکتی ہوئی۔۔

"آہم۔۔۔وجدان۔۔ "

"میں مصروف ہوں۔۔ "

اسکے بولنے سے قبل ہی وہ بول اٹھا تھا۔ اس نے ابرو سکیٹر کر اس بدتمیز کو دیکھا۔ پھر پاس چلی آئی۔ اس کے بیڈ پر بیٹھی۔ وجدان نے یونہی مشکوک سی خفیف نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

"وجدان۔۔ وہ۔۔ میں نے ایک پروفیسر کو تھپڑ مار دیا ہے یونی میں۔۔ "

مزے سے کہا۔ وہ جو کھٹا کھٹ کچھ ٹائپ کرتا جا رہا تھا یکدم ساکت ہوا۔ پھر سر اٹھا کر بے یقین نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"آپ نے کس کو کیا کر دیا۔۔؟ "

عینک کے پار سے جھانکتی بے یقین آنکھوں کے ساتھ سوال کیا تھا اس نے۔ نازنین نے گہرا سانس لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں نے فصیح ذالفقار ایچ او ڈی حضرت کو تین تھپڑ مارے ہیں وجدان۔ وہ بھی بھری یونی میں۔۔ پچاس طلباء اور دس اساتذہ کرام کے سامنے۔۔ "

کئی لمحات تک تو وجدان بالکل ساکت سا بیٹھا رہا۔ اسے یہ نئی ملی معلومات پر اسس کرنے میں وقت لگ رہا تھا۔

نازنین نے آرام سے پیر اوپر کو چڑھا لیے۔ پھر رخسار پر جھولتی لٹ کان کے پیچھے اڑسی۔۔

"واٹ۔۔!! ایسا کیا ہو گیا تھا پھپھو کہ آپ نے۔۔ خدایا۔۔ ایک نہیں تین تین تھپڑ لگا دیے "!

"وہ ایک گھٹیا انسان ہے۔ "

"تو یہ آپکا مسئلہ نہیں ہے پھپھو۔۔ "

"وہ ایک لڑکی کو دن کی چڑھی روشنی میں ہراساں کر رہا تھا وجی۔ میں نے اسے رنگ ہاتھوں پکڑا اتھا۔ پھر مجھ سے رہا نہیں گیا۔ "

"تو آپکو اس کی شکایت یونیورسٹی انتظامیہ سے کرنی چاہیئے تھی۔ یوں قانون کو ہاتھ میں لینے سے چیزیں بگڑتی ہیں بجائے سنورنے کے۔ آپکو اتنا Impulsive نہیں ہونا چاہیے۔ "

وہ ایک بار پھر سے دادا ابا بنا اسے نصیحتیں کرنے لگا تھا۔ نازنین اپنے ہاتھوں کو تکتی رہی اور اسکی نصیحتیں سنتی رہی۔ پھر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ فکر مند لگتا تھا۔۔

"مسئلہ یہ نہیں ہے وجدان۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس نے میری شکایت یونی انتظامیہ سے کر دی ہے اور اب مجھے کل شام طلب کر لیا گیا ہے۔ مجھے اپنا دفاع کرنا ہو گا۔۔ مجھے یہ ثابت کرنا ہو گا کہ میں سچ بول رہی ہوں۔۔ اگر میں ایسا نہ کر سکی تو مجھے اس سے معافی مانگنی ہو گی۔۔ اور اگر میں نے معافی نہیں مانگی تو وہ مجھے یونی سے نکال دیں گے۔ "!

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"گاڈ۔۔ "!!

وجدان کو سمجھ نہیں آیا کہ اتنے سارے مسائل کا سامنہ ایک ساتھ کیسے کرے۔ اسکا سر گھوم کر رہ گیا تھا۔ پھر وہ سیدھا ہو بیٹھا۔۔ ناز نین کی جانب سنجیدگی سے دیکھا۔۔

"نام کیا ہے اس پروفیسر کا۔۔؟ "

وہ اپنے لیپ ٹاپ کی جانب پلٹ گیا تھا۔ پھر جلدی جلدی کچھ ٹائپ کرنے لگا۔ اسکی انگلیاں مہارت سے کی بورڈ پر چل رہی تھیں۔

" فصیح ذولفقار۔ ایچ او ڈی ہیں بی بی اے ڈیپارٹمنٹ کے۔ "

وہ اٹھ کر اسکی کرسی کے پیچھے آ کھڑی ہوئی تھی۔ پھر جھک کر اسکرین پر نگاہیں جمائیں۔ اگلے ہی پل یونیورسٹی کے تمام اساتذہ فہرست کے ساتھ سامنے اسکرین پر دکھائی دینے لگے تھے۔ اس نے ہاتھ لمبا کر کے فصیح ذولفقار کی جانب اشارہ کیا۔۔

"تم کیا کر رہے ہو۔۔؟ "

"مت بھولیں کہ اگر میں میڈیکل کی تیاری نہیں کر رہا ہوتا تو میں اس دنیا کا سب سے خطرناک ہیکر ثابت ہوتا۔ "

ناز نین نے یکدم ہی آنکھیں کھول کر اسکی جانب دیکھا تھا۔

"یہ غیر قانونی ہو گا وجی۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔۔ یہ غلط ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ اسکے ذریعے اپنا آپ سچ ثابت کریں گی۔ آپ اپنا دفاع کریں گی۔ آپ خود کو بچائینگی۔ اور جو اس نے کیا اسے اسکی سزا دلوائنگی۔ اگر کوئی بہت ہی قانونی کام انتہائی غیر قانونی طریقے سے کیا جائے تو وہ غلط نہیں ہوتا پھپھو۔۔کچھ فیصلے انسان کو نہ چاہتے ہوئے بھی لینے پڑتے ہیں۔۔"

وہ تیزی سے ٹائپ کرتا مصروف سا بولتا جارہا تھا۔نازنین نے اسکے بالوں سے بھرے جھکے سر کو دیکھا۔پھر ہلکا سا مسکرائی۔۔

"تم کیا کرنے لگے ہو۔۔؟ "

"میں انکا لیپ ٹاپ ہیک کرنے لگا ہوں۔ یہ جو ای میل دیکھ رہی ہیں ناں آپ۔ سب سے پہلے ہم اس میل کے ذریعے اسے ایک میسج بھیجیں گے۔ وہ ایک ایسا پیغام ہو گا کہ جسکے کھولتے ہی انکا پورا سسٹم ہیک ہو جائے گا۔ کیونکہ میں نے اس پیغام کے ساتھ ایک ریٹ باندھ کر بھیجا ہو گا۔ پھر ہم پوری طرح سے انکی ڈیوائس کو کنٹرول کر سکیں گے۔ ہم انکی انتہائی ذاتی فائلز اور تصاویر تک بھی رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔۔"

وہ اب کہ آنکھیں پوری کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ اتنا خطرناک ثابت ہو سکتا تھا اسے اندازہ نہیں تھا۔

"کیا اسے پتہ نہیں چلے گا۔۔؟ "

"نہیں۔۔ اسے بس ہمارا وہ میسج کھول کر دیکھنا ہو گا۔ اگر اس نے نہیں دیکھا تو پھر کوئی چانس نہیں۔۔ لیکن اگر دیکھ لیا تو پھر اسکی خیر نہیں۔۔ "

"کتنے وقت تک ہو جائے گا یہ کام۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لیپ ٹاپ کی اسکرین پر جابجا کئی قطاروں میں سبز ہندسے لکھے اوپر کی سمت جانے لگے تھے۔ اسے ایک بھی لفظ سمجھ نہیں آیا لیکن وجدان بغیر رکے کی بورڈ پر انگلیاں چلا رہا تھا۔

"یہ رسکی کام ہیں پھپھو۔ کئی کئی دن لگ جاتے ہیں اس میں۔ ہیکرز جتنے خوش قسمت ہوتے ہیں اتنے ہی بد قسمت بھی ہوتے ہیں۔ لیکن میں کوشش کرونگا کہ کل شام تک آپکو کچھ نہ کچھ مواد نکال کر دے سکوں۔ لیکن اگر میں آپکی کوئی مدد نہ کر سکا تو۔۔ سوری۔۔"

اس نے ایک پل کو سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ نازنین نے جھک کر اسے خود سے لگایا اور پھر بیڈ پر بیٹھ کر اسکی کارروائی دیکھنے لگی۔ وہ اپنے کام میں ماہر لگتا تھا۔ وہ ذہین تھا۔۔ بہت ذہین تھا۔۔ جینئس۔۔ بس خدا کبھی اسے کسی ایسے راستے پر نہ ڈالے جس سے واپس پلٹنا اسکے لیے مشکل ہو جائے۔۔ وہ اس کی مہارت سے چلتی انگلیاں دیکھ کر خوفزدہ ہوئی تھی۔ کچھ کچھ وہ طلحہ جیسا لگنے لگا تھا۔ کبھی کبھی وہ اسے وجدان نہیں لگا کرتا تھا اور نازنین جانتی تھی کہ اسکی وجہ کیا تھی۔۔ !

وہ اپنی ذہانت کی وجہ سے اندر کہیں سے "ڈارک" تھا۔ ایک سیاہ حصہ اسکی ذات میں چھپا ہوا تھا۔ وہ واضح نہیں تھا لیکن کسی خاص لمحے میں وہ اس پر پوری طرح سے حاوی ہو سکتا تھا۔۔ نازنین جانتی تھی۔۔

جیسے معصوم سے عزازیل پر۔۔ ابلیس حاوی ہو گیا تھا۔۔ !

اس نے گھبرا کر سر جھٹکا اور پھر آگے بڑھ کر اسے کام کرتا دیکھنے لگی۔ لیپ ٹاپ کی سیاہ اسکرین پر کئی ہندسے اوپر کی سمت بڑھ رہے تھے اور کچھ کا بڑھنا ابھی باقی تھا۔۔

* * * * * * * * * * * * * * *

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رات دیر تک وجدان کے ساتھ مصروف رہنے کے بعد وہ فجر پڑھ کر ہی سوئی تھی۔ پھر دس بجے تک اٹھ بھی گئی۔ اسکی نیند گہری نہیں تھی اور نہ ہی اسے زیادہ نیند آتی تھی۔

ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد اس نے وجدان کے کمرے میں جھانکا۔۔وہ اب تک لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھا ٹائپ کرتا جارہا تھا۔ اسکے چہرے سے تھکن کے بجائے وحشت سی ٹپک رہی تھی۔۔ کام نہ ہونے کی مایوسی نے اسے بے چین کر دیا تھا۔ وہ آگے بڑھ آئی۔۔پھر یکدم ہی ہاتھ آگے بڑھا کر اس کی لیپ ٹاپ اسکرین نیچے گرادی۔ اس نے ہڑبڑا کر نازنین کو دیکھا تھا۔۔

"پھپھو۔۔کام بس ہونے ہی والا تھا۔۔ "

"مجھے نہیں کروانا کوئی بھی کام۔ اٹھو۔ ناشتہ کرو۔۔ حالت درست کرواپنی۔ آج چھٹی کا دن ہے۔ آرام کرو نہ کہ یوں اپنے آپ کو ٹارچر کرو۔۔ اٹھ جاؤ اب یہاں سے۔۔میں اب تمہیں لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھا ہوا نہ دیکھوں۔۔"

وہ اب آگے بڑھ کر اسکے بیڈ کی حالت درست کررہی تھی۔ پھر اسکی الماری سے کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھے اور اسکی جانب دیکھا۔ وہ چشمہ اتارے آنکھیں مسل رہا تھا۔

"پھپھو آپکی جاب چلی جائے گی۔ بجلی کا بل۔۔ گیس کا بل۔۔ گھر کا خرچ۔۔ دادی کا علاج اور مہنگی دوائیاں۔۔ یہ سب کیسے کرینگی آپ۔۔؟ "

اسکی سیاہ آنکھوں میں بے حد پریشانی عود آئی تھی۔ نازنین نے گہرا سانس لیا اور پھر پاس چلی آئی۔ بیڈ پر بیٹھ کر اسکی کرسی اپنی جانب پھیر لی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم کیا سمجھتے ہو اپنی پھپھو کو۔۔؟ "

اس نے متانت سے پوچھا تو وہ گھنگھور پلکوں سے سجی آنکھوں سے اسے چند پل دیکھے گیا۔ پھر ہولے سے بولا۔۔

"آپ واریئر ہیں۔۔ فائٹر ہیں آپ۔۔ "

"بالکل۔۔ کیا کبھی فائٹر کو تم نے حالات سے گھبرا کر اپنے خیمے کی جانب بھاگتے دیکھا ہے۔۔؟ "

"نہیں۔۔ "

"پھر تمہیں کیوں لگ رہا ہے کہ تمہاری پھپھو ڈر جاجائے گی یا پھر گھبرا جائیگی۔۔؟ کیا کبھی تم نے مجھے گھبراتے ہوئے دیکھا ہے۔۔؟ "

اسکی آنکھوں میں ہلکورے لیتی اٹل سی مضبوطی نے وجدان کو ہمیشہ کی طرح حیران کر دیا تھا۔۔لاجواب کر دیا تھا۔۔

"نہیں۔۔ "

اس نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا تھا۔وہ مسکرا کر سیدھی ہو بیٹھی۔اسکے چہرے پر فکر کا شائبہ تک نہ تھا۔نہ آنکھیں بوکھلائی بوکھلائی لگ رہی تھیں۔۔نہ ہی اعصاب کسی تھکن کا شکار دکھ رہے تھے۔وہ باوقار تھی۔۔وہ ایسی مشکلات میں اپنا وقار ہاتھ سے جانے نہیں دیا کرتی تھی۔۔اگر وہ گھبرا کر ہاتھ پیر چھوڑ دیتی تو پھر وہ نازنین تو نہ ہوتی ناں۔۔!

"اسی لیے اب اپنی پھپھو پر بھروسہ رکھو اور اٹھ کر ناشتہ کرو۔۔میں سب سنبھال لونگی۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ ہلکا سا مسکرایا اور ابھی اگرچہ اسکا دل بھاری ہو رہا تھا لیکن وہ پھر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ نازنین کا بھتیجا تھا۔ اسے ہمت دکھانی ہی تھی۔

"آج مجھے امی کو ڈائیلائسز یونٹ بھی لے کر جانا ہے۔ اور ساتھ میں کتنے کام ہیں۔ کل تمہیں پتہ ہے رشتے والے آرہے ہیں۔۔ اور سوچو اگر میری شادی ہو گئی تو لہنگا تمہیں ہی پکڑنا پڑے گا۔۔ کیونکہ میری نہ تو دوستیاں ہیں اور نہ ہی کزنز کا جھمیلا۔۔ لیکن ایک منٹ کے لیے سوچو کہ تم میرا لہنگا اٹھا کر میرے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے کیسے لگو گے۔۔؟"

اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دیا تھا۔ اسے ہنستا دیکھ کر نازنین بھی ہنس پڑی تھی۔ یہ صبح اتنی بوجھل نہیں تھی جتنی اسے محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے بیڈ سے کپڑے اٹھائے اور آگے بڑھ آیا۔

****

نازنین صوفیہ کو لیے یونٹ چلی آئی۔ امی کو روم میں لے جایا گیا تو وہ راہداری ہی میں بیٹھی رہ گئی۔ سبز رنگ کے لباس میں ملبوس۔۔ گلے میں سبز ہی دوپٹہ لیے۔۔ بالوں کو عادت کے برخلاف فرانسیسی طرز کی چوٹی میں گوندھے۔۔ وہ راہداری میں لگی کرسیوں پر براجمان اس عام سے لباس میں بھی خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس نے اگلے ہی لمحے سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا تھا۔

وجدان کے سامنے تو اس نے خود کو بے حد مضبوط اور ناقابلِ تسخیر سی لڑکی ثابت کر لیا تھا لیکن اب وہ واقعتاً اس مسئلے سے کیسے نبٹے گی۔۔ اسے اندازہ نہیں تھا۔ جاب کا ہونا بہت ضروری تھا۔۔ جاب کا جانا موت کے مترادف تھا۔ اس بھری دنیا میں زندہ رہنا آسان نہیں تھا۔ یکدم ہی اسے جاوید کی بے طرح سے یاد آئی تھی۔ انکی آغوش۔۔ انکا وجود۔۔ انکا ہونا ہی اسکے لیے کسی پشت پناہی کا سا کام دیا کرتا تھا۔ اب وہ بالکل اکیلی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے ہاتھوں میں گرے سر کو انگلیوں سے دبایا لیکن پریشانی اب ہر جانب تحلیل ہونے لگی تھی۔ بابا بہت زیادہ یاد آنے لگے تھے۔ اسے وہ دن یاد تھا جب بابا دوبارہ اپنے آفس گ ئے تھے۔۔ وہ گرمیوں کے دن تھے جب وہ اس کچے صحن والے گھر میں نئے نئے شفٹ ہوئے تھے۔

جاوید اگلی صبح اسے دوائیاں دے کر آفس کے لی ئے نکلے تھے۔۔ راہداری میں ہر جانب وہ حبس زدہ سی صبح بکھرنے لگی تھی۔۔ اس یخ راہداری میں بیٹھے اسے اپنا وجود بھی اتنا ہی گھٹن زدہ محسوس ہونے لگا تھا۔۔

اسکے پیچھے حرم نے اسکے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔ اگلے ہی پل تولی ئے سے اپنے بال رگڑتا وجدان دروازہ کھولے اس کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔۔ وجدان اسے دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔ کیونکہ وہ حرم سے رضا کی بارات میں ملا تھا۔۔ اور وہ یہ جاننے سے قاصر تھا کہ وہ اس سے اسکے گھر کے سامنے کھڑا کیا کر رہا تھا۔۔؟

****

جاوید نے گھر سے قدم باہر کی جانب بڑھائے اور پھر آفس کے لیے نکل پڑے۔ وہ پانچ مئی کی بے حد گرم سی صبح تھی۔ گرمی کی شدت اس قدر تھی کہ کچھ بھی سجھائی نہ دیتا تھا۔ وہ آفس کے سامنے گاڑی روک کر اتر آئے۔۔ لیکن پھر انہیں اندر آنے کی اجازت نہیں دی گئی۔۔

وہ دروازے میں ایستادہ سیکیورٹی اہلکار سے لڑ رہے تھے کہ انہیں اندر جانے دیا جائے۔۔ یہ انکا آفس ہے۔۔ یہ انکے باپ کا آفس ہے۔۔ وہ یہاں سے نہیں ٹل سکتے۔ لیکن ہر بات اور ہر انکشاف بیکار تھا۔ انکے داخلے کا حکم حذف کر دیا گیا تھا۔ انہوں نے گارڈ کے ساتھ زبردستی کی تو پھر اہلکاروں نے بھی انہیں پیچھے دھکیل دیا۔۔ انکی پشت بہت زور سے گاڑی کے ساتھ آلگی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسی لمحے سامنے زینوں سے کئی آدمیوں کی معیت میں رمیز اترتے ہوئے دکھائی دیئے۔ جاوید انہیں دیکھ کر ایک بار پھر سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ وہ اب شیشے کے دروازے کے ساتھ لگے زور زور سے چلا کر انہیں اپنی جانب متوجہ کر رہے تھے۔۔

"بھائی۔۔ رمیز بھائی۔۔ بھائی میری بات سنیں ایک دفعہ۔۔ خدا کے لیے یہ ظلم مت کریں۔۔ رمیز بھائی۔۔"

رمیز ساتھ چلتے باقر حمدانی سے ہنس کر کوئی بات کر رہے تھے۔ جونہی انکی نظر جاوید پر پڑی تو آنکھوں میں ایک سرد سی لہر اتری۔۔ ہنسی سمٹ گئی۔۔ تمسخر نے جگہ لے لی۔۔ انہوں نے آنکھ کے اشارے سے ساتھ چلتے احمد کو متوجہ کیا تو وہ سر ہلا کر سمجھتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ آیا۔۔

جاوید اب تک دروازے سے لگے انہیں پکار رہے تھے۔ لیکن اب جاوید کی پکار کسی بھی سمت سے رمیز کے کانوں تک پہنچنے والی نہیں تھی۔ وہ اپنی سماعت کا ہر دروازہ جاوید کی جانب سے بند کر چکے تھے۔ اور پھر وقت نے دیکھا کہ احمد نے کیسے جاوید کو پرے دھکیلا تھا۔۔ وہ اب جاوید کو جوتوں کی ٹھوکروں سے مار کر دور ہٹا رہا تھا۔۔ جاوید اسکا مقابلہ نہیں کر پائے۔۔ وہ اس جیسے ٹرینڈ اور مضبوط آدمی کا مقابلہ کرنے کی ہمت خود میں محسوس نہیں کرتے تھے۔۔

رمیز کے ساتھ کھڑے افراد اس انڈسٹری میں شیئر ہولڈرز تھے۔ وہ سب کبھی جاوید کے بہت اچھے ساتھی رہ چکے تھے۔ وہ اس وقت آگے بڑھ کر رمیز کا ظالم ہاتھ روک سکتے تھے لیکن کوئی بھی آگے نہ بڑھا۔۔ کسی نے بھی رمیز کے سامنے آواز اونچی کرنے کی جرأت نہ کی تھی۔ وہ وقت کا فرعون تھا۔۔ وہ وقت کا بادشاہ تھا۔۔ اسکے سامنے آواز بلند کرنے کا مطلب تھا اپنا سر تن سے جدا کرنا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جاوید اب سڑک پر گرے گہرے گہرے سانس لے رہے تھے۔ انکی آنکھوں سے آنسو اس قدر تیزی سے گر رہے تھے کہ حد نہیں۔ دھوکہ کبھی غیروں کی جانب سے نہیں آیا کرتا۔۔ دھوکہ۔۔ غداری۔۔ اور پیٹھ میں چھرا گھونپنا اپنوں کا خاصہ ہوا کرتا ہے۔ انکی پیٹھ میں بھی اسی طرح کا کوئی بہت تیز دھار چھرا گھونپا گیا تھا۔ انہیں اپنے پورے جسم میں درد، خون کے ساتھ بہتا محسوس ہونے لگا تھا۔ انہیں لگا تھا کہ انکی رگیں درد سے پھٹ جائنگی۔

شیشے کے پار کھڑے رمیز کی سرد آنکھیں جاوید کو تک رہی تھیں۔ انکے اندر سکون ہی سکون اترنے لگا تھا۔۔ یہی تو چاہا تھا انہوں نے ساری زندگی۔۔ جاوید کو ذلیل ہوتے دیکھنا۔۔ جاوید کو ذلت کے ساتھ زندہ رہتے دیکھنا۔۔ جاوید کی زندگی کو زخم زخم کر دینا۔۔

شیشے کے اس پار سڑک پر گرے ایک بھائی نے آج اپنا بڑا بھائی کھو دیا تھا۔ حسد نے سب کچھ تباہ کر دیا۔ گھرانوں کی خوشیوں کو آگ کی نذر کر دیا تھا۔ وہ بیٹی جس نے اپنے لیے شہد سے میٹھے گھر سنوارنے تھے۔۔ وہ بیٹی اب ساری زندگی ان ذہنی امراض سے مقابلہ کرتی رہے گی۔۔ وہ بیٹا جس نے جاوید کا سہارا بننا تھا۔۔ اس بیٹے نے جاوید کو ادھ موا کر دیا تھا۔۔ وہ باپ جنہوں نے انہیں اس جھلساتی زندگی میں اپنا سایہ فراہم کرنا تھا۔۔ وہ جانے کیسے رات کی گھنیر تاریکی میں انہیں چھوڑ کر جا چکے تھے۔۔

انکے ہر جانب اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔۔ ہر سمت میں درد پھیلنے لگا تھا۔۔ ہر جانب بس تکلیف ہی تکلیف تھی۔۔

"میری بیٹی۔۔ بھائی۔۔ میری بیٹی مر جائے گی۔۔ خدا کے لیے۔۔ "

رمیز نے سر جھٹکا اور پھر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پلٹ گئے۔ جاوید روتے رہے۔۔ سڑک پر چلتے بہت سے لوگ اب اس تباہ حال شخص کو دیکھ کر رکنے لگے تھے۔ وہ قابلِ رحم لگ رہے تھے۔۔ وہ قابلِ ترس

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بنادیے گئے تھے۔ اس رات وہ سڑکوں پر گاڑی لی ئے بے تاثر سے گھومتے رہے۔ انکا جوڑ جوڑ درد کر رہا تھا لیکن وہ اس درد کو ماننے پر تیار ہی نہیں تھے۔ وہ گھر چلے آئے۔۔ لیکن وہ گھر بھی اتنی دیر سے پلٹے تھے کہ سب سو چکے تھے۔ وہ تھکن سے چور وجود لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھ آئے۔۔

پھر اپنے پیچھے دروازہ بند کر لیا۔ اب انکے کمرے سے ہچکیوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ بہت تکلیف دہ آواز تھی وہ۔۔ دروازے کے اس پار کھڑی نازنین کے ہاتھ پاؤں لرزنے لگے تھے۔ اس نے کبھی جاوید کو یوں روتے بلکتے نہیں دیکھا تھا۔ اسکے اندر بہت گہری سی اذیت نے سر اٹھایا تھا۔ اسکے سینے میں بے تحاشہ درد اٹھا تھا۔۔ کرب کے باعث اسکی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ وہ دروازے سے سر ٹکائے بے آواز رونے لگی تھی۔ رات قطرہ قطرہ پگھلنے لگی۔۔ اس رات تلے وہ دونوں بھی پگھلتے جا رہے تھے۔۔

باپ کو روتا دیکھنے کی اذیت سے زیادہ کبھی کوئی اذیت نہیں ہوا کرتی۔ اپنی مضبوط سی چھت کو تباہ کُن صورت میں دیکھنے سے زیادہ کرب ناک کوئی لمحہ نہیں ہوا کرتا۔

وہ پوری رات آنسوؤں کی نذر ہو گئی تھی۔ صبح جب وہ کمرے سے باہر نکلے تو انکی آنکھیں سرخ تھیں۔ نازنین انکے بند دروازے کے پار ہی سو گئی تھی۔ انہوں نے اسے ایسے خود میں سکڑ کر سوتے ہوئے دیکھا تو اذیت نئے سرے سے ہونے لگی۔ اگلے ہی پل انہوں نے جھک کر اسے خود سے لگایا تھا۔ وہ اس گرم سے موسم میں بھی حد درجہ ٹھنڈی محسوس ہو رہی تھی۔

جاوید نے اسے گود میں اٹھایا اور پھر اپنے کمرے میں لا کر بیڈ پر لٹا دیا۔ اب وہ اس پر لحاف ڈال رہے تھے۔ اب وہ اسکے سرہانے بے حد آہستگی سے بیٹھ رہے تھے۔۔ نازنین کے خوبصورت آنکھوں کے نیچے سیاہ گڑھے پڑ چکے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھے۔ چہرہ کسی ڈھانچے کا سا منظر پیش کرنے لگا تھا۔۔ بالوں میں جگہ جگہ گرہیں پڑی ہوئی تھیں۔۔ اسکی کلائیاں کسی سوکھیے کے مریض کی مانند دکھنے لگی تھیں۔۔ انہیں اسے ایسے دیکھ کر بہت تکلیف ہوئی تھی۔

وہ ہولے سے جھکے اور پھر اسکی پیشانی کو چوم لیا۔ اگلے کئی لمحات تک وہ اسکے ساتھ ہی بیٹھے رہے تھے۔۔ پھر ناشتہ کیے بغیر ہی گھر سے نکل آئے۔ لیکن انہیں اندازہ نہیں تھا۔۔ کہ وہ کس چیز کا سامنہ کرنے والے ہیں۔۔

****

انکے بینک اکاؤنٹس فریز کر دیئے گے تھے۔ انکے پاس اب جو بھی رقم گھر پر موجود تھی۔۔ بس وہی کُل اثاثہ رہ چکی تھی۔ پے در پے لگتے جھٹکوں کے باعث انکا دماغ سُن سا ہو گیا تھا۔ وہ آفس جانے کے بجائے خاموشی سے گھر چلے۔۔ کتنے ہی دن تک انکا بخار نہیں اترا تھا۔ انکی طبیعت اب حد درجہ خراب رہنے لگی تھی۔ وہ کسی سے بھی بات کیے بغیر کئی دن اپنے کمرے میں پڑے رہتے تھے۔۔

لیکن پھر ان کی ناک اور منہ سے خون آنے لگا۔ انہیں بارہا اس چیز کی شکایت ہو چکی تھی۔ وجود کھانا کھانے کے باوجود بھی کھنڈر بنتا جا رہا تھا۔ مستقل طور پر خون آنے کی وجہ سے انہیں ڈاکٹر کے پاس جانا ہی پڑا۔۔ انہوں نے چند ٹیسٹ کروانے کا کہا تو صوفیہ نے چند پیسے پڑوسیوں سے ادھار کر کے وہ بھی کروا لیے۔۔

لیکن جو خبر انکی منتظر تھی۔۔ وہ ان پر۔۔۔ اس کچے صحن کی چھت گرا دینے کے لیے کافی تھی۔۔ کیونکہ۔۔ جاوید کو۔۔ بلڈ کینسر ہو گیا تھا۔۔ !

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

زمین و آسمان بھی اگر اپنے مدار میں ساکت ہو جاتے تب بھی اسے اتنی حیرت نہیں ہوتی جتنی جاوید کے مرض پر ہوئی تھی۔اس نے تو سوچا تھا کہ زندگی میں اب کچھ سکون آجائے گا۔۔ لیکن زندگی تو بے رحمی سے اسے۔۔ اسکے گھرانے کو روندتی چلی جارہی تھی۔۔ اسکی سانسوں کا دھیان کیے بغیر۔۔ اسکی معصومیت۔۔ اسکی کم سنی کی جانب متوجہ ہوئے بغیر۔۔

کیا یہ درست ہو رہا تھا۔۔؟ وہ بابا کا سامنہ کیسے کرے گی۔۔؟ وہ اس عذاب کا باعث بنی تھی۔ بلکہ وہ تو انکے لیے عذاب ہی ثابت ہوئی تھی۔۔وہ اب کہاں جائے گی۔۔ وہ اپنا مکروہ چہرہ اب آئینے میں کیسے دیکھے گی۔۔؟ اسے یاد تھا کہ اس رات اس نے اپنا وجود ایک بار پھر سے رگڑ ڈالا تھا۔۔ وہ خود کو اذیت دینا چاہتی تھی۔۔وہ خود کو ختم کرلینا چاہتی تھی۔وہ بابا کا سامنہ کرنے سے پہلے۔۔اسی کمرے میں۔۔دادا کی طرح۔۔مر جانا چاہتی تھی۔۔

اس نے اپنے جسم سے وہ مکروہ ہاتھ ایک بار پھر سے پرے دھکیلے تھے۔اسکی گردن پر جابجا وہ نشان دہکنے لگے تھے۔اسکی انگلیاں زخمی گردن رگڑنے کے باعث خون سے بھر گئی تھیں۔ لیکن وہ نہیں روئی۔۔اسے رونا نہیں آرہا تھا۔۔اسے غصہ آرہا تھا۔۔زندگی میں پہلی بار اسے شدید غصہ آرہا تھا۔اپنے ساتھ ہوئی ناانصافی پر۔۔اپنے ساتھ ہوئی زیادتی پر۔۔پھر وہ کمرے کے عین وسط میں گر سی گئی۔

اسکے سر پر سارا آسمان گھومنے لگا تھا۔اسکی بند بند آنکھوں سے اگلے ہی پل آنسو ٹپک پڑے تھے۔۔پھر آنسو نہیں رکے۔۔اسکا دامن آنسوؤں سے گیلا ہونے لگا۔۔اس نے زندگی میں پہلی بار بغیر آواز کے رونا اس رات سیکھا تھا۔ اس نے زندگی میں پہلی بار محض آنسو بہانا اس رات جانا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس کچے صحن والے گھر میں اس رات کسی نے کھانا نہیں کھایا تھا۔نہ ہی اس گھر میں رونے کی آوازیں گونجنے لگیں۔۔نہ ہی کسی قسم کا بین سنائی دیا۔۔وہ گھر سنسان ہو گیا تھا۔۔اور جانتے ہیں کیا۔۔سنسان گھروں سے زیادہ بھیانک اور کچھ نہیں ہوا کرتا۔۔خاص کر تب جب اس گھر میں انسان زندہ ہوں لیکن انکی موجودگی زندہ لاشوں سے عبارت ہونے لگے۔

جاوید اگلے ہی پل اپنے بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ چند ایک دنوں میں ہی اس قدر بوڑھے اور کمزور لگنے لگے تھے کہ ان پر پچھلے جاوید کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا۔ ان کا رُخ باہر کی جانب تھا۔۔ کچے بنے صحن سے بمشکل وضو کرکے وہ برآمدے میں آکھڑے ہوئے۔۔ صوفیہ انکے لیے جاء نماز بچھا رہی تھیں۔ وہ اس پر کھڑے ہوگئے۔۔ پھر وہ اگلے کئی گھنٹوں تک نماز پڑھتے رہے۔۔ انکی نماز میں بندھتی ہچکیوں پر صوفیہ رونے لگی تھیں۔ نازنین اپنے کمرے سے باہر نہ نکلی۔ وہ بابا کا سامنہ کرنے کی ہمت خود میں نہیں پاتی تھی۔۔

مردہ وجود لیے وہ دروازے سے لگ کر بیٹھی بابا کی ہچکیاں سنتی رہی۔۔اسکے اپنے آنسو جابجا گرتے جارہے تھے۔ تخت پر ہی وجدان بھی سفید سے کپڑے میں لپیٹ کر رکھا گیا تھا۔۔وہ بھی رونے لگا تھا۔۔پھر جاوید نے اپنی نماز سے سلام پھیر لیا۔۔دعا مانگی۔۔اور اپنے گھر والوں کی جانب پلٹ آئے۔۔

کمرے کا دروازہ کھول کر ادھ مری سی نازنین کو اٹھایا۔۔اسکے زخم صاف کیے۔۔اسے پیار سے خود میں بار بار بھینچا۔۔اسکے بال چومے۔۔اسے خود سے لگا کر تسلی دی۔پھر وہ اسے کمرے سے باہر لے آئے۔ صوفیہ کو کھانا لگانے کے لیے کہا۔۔ اب وہ وجدان کو گود میں لیے۔۔اسکے ساتھ باتیں کرتے ہوئے ہنس رہے تھے۔ نازنین انہیں ایسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ لیکن جانے کیوں۔۔ اسکی آنکھیں خشک نہیں ہورہی

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھیں۔۔ یہ آنکھیں اب کبھی خشک نہیں ہونے والی تھیں۔ بابا کے پاس چھ مہینے کا وقت تھا۔۔ اور وہ اس وقت میں اپنے گھرانے کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا چاہتے تھے۔۔ اپنی طبیعت مزید بگڑنے سے قبل ہی وہ اپنے گھر والوں کا مستقبل محفوظ کر لینا چاہتے تھے۔ اسکے لیے انہیں کسی کا سامنہ کرنا تھا۔۔ یقیناً اپنے بھائی کا۔۔

وہ اب شفیق کے ساتھ ہر دم رہنے لگے تھے۔ شفیق ریلوے میں ملازم تھے۔ وہ اکیلے رہتے تھے۔ انہیں اپنے روزگار کا جو بھی پیسہ ملتا وہ اس میں سے جاوید کی مدد ضرور کیا کرتے تھے۔ پھر کئی دن تک وہ کاموں میں مصروف رہے۔۔ جانے وہ کہاں مصروف رہنے لگے تھے۔۔ شاید وہ اپنے وقت سے پہلے۔۔ حقیقت پسندی کے ساتھ۔۔ اپنے بچوں کا مستقبل محفوظ کر رہے تھے۔۔ انہیں یہ جلد از جلد کرنا تھا۔۔ کسی کی نگاہ میں آنے سے پہلے۔۔

اب ہر رات نازنین انکے سرہانے سونے لگی تھی۔ وہ ان سے کہانیاں سننے لگی تھی۔ وہ انکے ساتھ بہت سی کہانیوں پر تبصرے کیا کرتی تھی۔ اسے یقین ہو چلا تھا کہ جاوید اسے چھوڑ کر جانے والے نہیں۔۔ اس نے ہر گزرتے لمحات میں انکے ساتھ کے لیے دعا مانگی تھی۔۔ کیا اللہ دعاؤں کو یوں نظر انداز کر دے گا۔۔؟ اسکا یقین بڑھنے لگا۔۔ وہ اپنے بابا کو نہیں کھوئے گی۔۔ ایسا تھا۔۔ ہاں ایسا ہی تھا۔۔ ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔۔

جاوید کی حالت دوائیوں کے زیرِ اثر تو سنبھلی رہتی لیکن اب انکی حالت بھی دن بدن بگڑتی جارہی تھی۔ پیٹ میں اٹھتی تکلیف۔۔ ناک اور منہ سے بہتا خون۔۔ اب ہر وقت کا قصہ تھے۔۔ لیکن وہ مضبوطی کے ساتھ اپنے مرض سے لڑتے جا رہے تھے۔ وہ اس سے لڑنا چاہتے تھے۔۔ وہ ابھی اپنے گھرانے کے لیے زندہ رہنا چاہتے تھے۔۔

لیکن پھر۔۔ بہت برا ہوا۔۔ زندگی نے انکے ساتھ کبھی رحم نہیں برتا تھا۔۔ وہ ایک آخری بار۔۔ رمیز سے ملنے گئے تھے۔۔ وہ ان سے آخری دفعہ بات کرنے گئے تھے کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ وہ جلد ہی اس دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں۔۔ وہ ان سے ایک آخری دفعہ ملنا چاہتے تھے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور نازنین کو یاد تھا۔۔ کہ بابا۔۔ اس رات گھر قدموں پر چل کر واپس نہیں آئے تھے۔۔ بلکہ انکے محلے کی تنگ گلی میں۔۔ اک ایمبولینس اپنا بے رحم سا سائرن بجاتی ہوئی داخل ہوئی تھی۔۔ وہ ایسا سائرن تھا کہ جس کی گونج نازنین کے کانوں میں اب تک سنائی دیتی تھی۔۔ اس نے بابا کو کھو دیا تھا۔۔ اور اسکے بعد ہر دن۔۔ ہر گھڑی۔۔ اور گزرتا ہر پل تاریک تھا۔۔ سیاہ۔۔ سرد۔۔ کٹھن۔۔ !

****

راہداری میں وہ اب تک بیٹھی ہوئی تھی۔ اٹھائیس سالہ نازنین آج سے اٹھارہ سال پہلے کی نازنین سے خاصی مختلف لگتی تھی۔۔ وہ مضبوط تھی۔۔ وہ کڑوی ہو گئی تھی۔۔ وہ سخت ہو گئی تھی۔۔ وہ سرد ہو گئی تھی۔۔ اور تھوڑی بے رحم بھی ہو گئی تھی۔۔

اس کی آنکھیں اب ضبط سے سرخ ہو جایا کرتی تھیں لیکن ان سے۔۔ اسکی اجازت کے بغیر پانی نہیں ٹپکا کرتا تھا۔۔ اس نے زندگی کے بہت سے سخت پہر دیکھے تھے۔۔ اسے اب زندگی کے کسی پہر سے خوف نہیں آیا کرتا تھا۔۔ آپکے پاس محض دو راستے ہوتے ہیں۔۔ یا تو آپ زندگی کی بے رحمی پر ٹوٹ کر بکھر جائیں۔۔ یا پھر کھردری سی ظالم چٹان میں بدل جائیں۔۔ اس نے اپنے لیے ظالم چٹان چن لی تھی۔۔

اس نے اپنی ذات کے ٹوٹے حصوں کو سمیٹ کر اپنی ذات کو کھڑا کیا تھا۔۔ کیا آپکو لگتا ہے کہ وہ اتنی آسانی سے ٹوٹنے والی تھی۔۔؟

لیکن جب اس نے ہاتھوں سے سر اٹھایا تو اسے اپنی آنکھیں گیلی محسوس ہوئی تھیں۔ بابا کی تکلیف ایک ایسی واحد تکلیف تھی جو اسے کمزور کر دیا کرتی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے سر کی پشت کرسی سے ٹکایا اور پھر گیلی آنکھوں سے راہداری کی چھت کو دیکھے گئی۔ اگر حرم ان آنکھوں کو تکتا تو جان لیتا کہ ان تک مسکراہٹ کی رسائی کیوں ممکن نہ تھی۔

****

"تم اپنی پھپھو کی مدد کرنا چاہتے ہو۔۔؟ "

وہ گھر کے برآمدے میں کرسی پر اسکے عین سامنے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا ہوا تھا۔ وجدان کی آنکھیں اگلے ہی پل سکڑ گئیں۔۔

"آپکو۔۔کیسے۔۔؟ "

اس نے لاپرواہی سے ہاتھ جھلایا تھا۔

"میرا دوست اتفاق سے اسی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے جہاں تمہاری پھپھو جاب کرتی ہیں۔ جس دن انہوں نے پروفیسر کو تھپڑ مارا میں وہیں موجود تھا۔ "

"تو آپ پھپھو کی مدد کیوں کرنا چاہتے ہیں۔۔؟ "

وجدان نے اسکی بات کا اثر لیے پوچھا تھا۔ حرم کی آنکھوں میں نا سمجھی سی اتری۔۔

"کیا مطلب۔۔؟ تم نہیں چاہتے کہ میں انکی مدد کروں۔۔؟ "

"اصولاً مدد کرنے کے لیے آپکے پاس کوئی موٹو (جواز) ہونا چاہیے۔ انسان بغیر کسی وجہ کے۔۔ اپنے آپ کو کبھی دوسروں کے مسائل میں نہیں الجھایا کرتے۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اسکی بات سن کر زبردستی ہنس پڑا تھا۔ لعنت ہو۔۔ اب وہ کیا کرے گا۔۔ !

"میں ایک اچھا انسان ہوں۔ میں تمہاری پھپھو کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔۔ "

اسکی بھوری آنکھوں میں دنیا جہان کی سچائی سمٹ آئی تھی۔ ادھ کھلے لبوں کو دیکھ کر بچوں کی سی معصومیت کا گمان گزرا کرتا تھا۔۔ وہ پچیس سال سے۔۔ پانچ سال کا بننے میں وقت ہی کہاں لیا کرتا تھا۔۔ وجدان نے اب بھی اسکی بات کا کوئی اثر نہ لیا۔۔ یونہی بیٹھا رہا۔۔

"اور آپ چاہتے ہیں کہ میں آپکی اس وضاحت پر یقین کر لوں۔۔؟ "

وہی ٹھنڈی سی۔۔ جانی پہچانی سی ٹون۔۔ وہ نازنین جیسا تھا۔۔ لیکن اسکے جتنا بے رحم اور جلدی رد عمل دینے والوں میں سے نہیں تھا۔ اسکی ذہین آنکھیں پر سکون دکھتی تھیں۔۔ نازنین کی آنکھوں میں ایسا سکون مفقود تھا۔۔

"پھر تم کس وضاحت پر یقین کرنا چاہتے ہو بچے۔۔؟ "

"اس وضاحت پر جو کوئی منطق رکھتی ہو اور مجھے بچہ ہرگز نہ کہا جائے۔۔ "

وہ شاید برا مان گیا تھا۔ حرم نے گہرا سانس لے کر ایک بار پھر سے کوشش کرنی چاہی تھی۔

"کیا تم صرف اس بات پر یقین نہیں کر سکتے کہ میں ایک اچھا انسان ہونے کے ناتے۔۔ تمہاری دادی پھپھو کا سوتیلا بیٹا اور تمہاری پھپھو کا رحم دل کزن ہونے کی وجہ تمہاری مدد کر رہا ہوں۔۔؟"

"نہیں۔۔ "

کھٹاک سے جواب آ کر اس کے سر پر لگا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ستر فیصد انسان محض انہی کاموں میں ہاتھ ڈالتے ہیں جن سے انہیں سروکار ہو۔ تیس فیصد انسان دوسروں کے مسائل میں صرف اسی لیے دلچسپی لے رہے ہوتے ہیں جب انکا کوئی فائدہ اس جانب نکل رہا ہو۔۔اور دس فیصد انسان۔۔ محض اپنا فارغ وقت گزارنے کے لیے۔۔یا پھر اپنی بوریت دور کرنے کے لیے دوسروں کے مسائل میں ہاتھ ڈالتے ہیں۔۔ آپ ان سب میں سے کونسی قسم سے تعلق رکھتے ہیں۔۔؟"

"تم نے کیا گوگل گھول کر پیا ہوا ہے۔۔ تیس فیصد یہ۔۔پچاس فیصد وہ۔۔ "

"میں ابھی آپ پر پورا گوگل الٹ بھی سکتا ہوں اسی لیے ہم اس طرف نہیں جائینگے۔مجھے جلد از جلد اپنے کام کرنے کی وجہ بتائیں نہیں تو میں پھپھو سے آپکی شکایت کردونگا۔۔"

"لو۔۔تمہاری پھپھو سے ڈرتا ہوں میں۔۔ "

اس نے ناک سے مکھی اڑائی تھی۔

"ان سے ایک دنیا ڈرتی ہے۔۔اور آپ بھی یقیناً ڈر ہی جائینگے۔۔ "

"زیادہ بولو مت بچے۔۔ "

"آپکا حلیہ پہلے ہی مشکوک ہے۔۔مزید میں آپ پر کسی ویلڈ وضاحت کے بغیر یقین نہیں کرنا چاہتا اور میں بچہ ہرگز بھی نہیں ہوں۔۔ "

"مشکوک۔۔کیا مطلب مشکوک۔۔؟ "

اس نے چونک کر پوچھا تو وجدان نے گردن ایک جانب کو ڈھلکائی۔بغور اسکا جائزہ لینے لگا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پہلی بات۔۔ آپ ایک امیر باپ کے بیٹے ہیں۔زیادہ تر آپکا تعلق بزنس ڈیلنگز سے ہونا چاہیے لیکن پھر بھی آپ کی انگلیوں پر یہ مخصوص سا نشان ہے جو کہ شوٹرز کی انگلیوں پر ہوتا ہے۔دوسری بات۔۔ آپکا انداز بہت محتاط ہے۔۔ جیسے آپ کا ہر عمل طے شدہ ہو۔۔ تیسری اور آخری بات۔۔ آپ بیوقوف ہرگز بھی نہیں لگتے جو بلاوجہ خود کو دوسروں کے مسائل میں گھسیٹ لیں۔۔ اب بتائیں۔۔ کیوں آئے ہیں آپ یہاں۔۔؟"

اور وہ منہ کھولے اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔۔

"تم نے میڈیکل کی تیاری کیا سوچ کر کرنی شروع کی ہے۔۔؟ کسی ایجنسی میں داخلہ کیوں نہیں لیا تم نے۔۔۔؟ "

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔۔ "

اور حرم پیچھے ہو بیٹھا تھا۔پھر گہرا سانس لے کر اسکی جانب دیکھا۔اب اسکی آنکھیں سنجیدہ تھیں۔

"میں چاہتا ہوں کہ انکی جاب نہ جائے۔ انکے پاس محض یہی جاب ہے جس کے ذریعے وہ تمہاری پڑھائی اور مامی کا علاج کرواسکتی ہیں۔ میں جب صوفیہ مامی سے مہندی میں ملا تھا تب انہوں نے مجھے بتایا تھا اپنے حالات کے بارے میں۔میں انکی تھوڑی سی مدد کرنا چاہتا ہوں وجدان۔۔ سچ میں۔۔"

وہ چند پل اسے مشکوک آنکھوں سے گھورتا رہا اور پھر گہرا سانس لے کر سیدھا ہو بیٹھا۔

"کیا کرنا ہو گا مجھے۔۔؟ "

اور حرم اب کہ کھل کر مسکرایا تھا۔پھر آرام دہ سا ہو کر کرسی کی پشت سے کمر ٹکا کر بیٹھا۔

"تم کمپیوٹرز کے ساتھ اچھے ہو۔۔ ہے ناں۔۔؟ "

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ثانیہ اپنے کمرے میں موجود، پپی کو گود میں لیے کھیل رہی تھی۔ جب سے اسے یہ کتا ملا تھا تب سے اسکی ساری تنہائی دور ہو گئی تھی۔ وہ جو توجہ کے لیے اپنے ماں باپ کے سامنے بارہا شکایت کر چکی تھی اب کافی بہتر محسوس کر رہی تھی۔ اسے اپنے پپی کے علاوہ اور کسی کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ گو کہ وہ محض ایک ہی دن سے اسکے پاس تھا لیکن اسے بہت اچھا لگ رہا تھا اس کے ساتھ رہنا۔۔ اس نے اسکا نام بھی رکھ لیا تھا۔۔ "اپالو"

اپالو اب سوتے جاگتے۔۔ اٹھتے بیٹھتے ہر دم اسکے ساتھ پایا جانے لگا تھا۔ وہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ رہی ہوتی یا لاؤنج میں لگے قد آدم آئینے کے سامنے ایستادہ رہتی۔۔ وہ سبزہ زار پر چہل قدمی کر رہی ہوتی یا کتابوں میں سر دیئے بیٹھی ہوتی۔۔ اپالو کی موجودگی اب ہر جگہ یقینی ہوتی جا رہی تھی۔۔

حرم نے اسے دیکھا تو آنکھیں گھما کر کہا تھا کہ "ثانیہ کیا یہ کافی نہیں ہے کہ ہم تمہیں پال رہے ہیں۔۔؟" اور وہ اسے منہ چڑا کر اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔ بھائی کے پاس کوئی اپالو نہیں تھا۔۔ شاید وہ اسی لیے اس سے جل رہا تھا۔ ہی ہی ہی۔۔ اس نے اگلے ہی پل اپالو کو بانہوں میں بھینچا اور پھر بستر تک چلی آئی۔ اگلے ہی پل اسکے کمرے کا دروازہ بجا تھا۔ اس نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔۔ وہاں سہیل کھڑے تھے۔۔ ہاتھ میں تھامے موبائل پر نگاہیں مرکوز کیئے۔ وہ شاید کسی کو ڈھونڈ رہے تھے۔۔

"حرم۔۔ یہاں ہے کیا۔۔؟ "

انہوں نے وہیں سے پوچھا تو اسکی آنکھوں میں جلتی جوت بجھ سی گئی۔ سہیل کو دیکھ کر لبوں پر آ جانے والی بے ساختہ سی مسکراہٹ یکدم ہی پھیکی پڑ گئی تھی۔

"بھائی۔۔ یہاں نہیں ہیں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسے امید تھی کہ وہ اندر چلے آئینگے۔۔ وہ اسکے ساتھ بیٹھ کر بھلے ہی چند لمحات کے لیے۔۔ لیکن بات تو کریں گے۔۔ اتنے سال ہو چکے تھے ڈیڈ کو اسکا کمرہ دیکھے ہوئے۔ شاید آج وہ اندر چلے آئیں۔۔

"ٹھیک۔۔ "

انہوں نے اگلے ہی لمحے کمرے کا دروازہ بند کیا اور اس سے کوئی بھی بات کیے بغیر چلے گ ئے۔ وہ بے یقینی سے دروازے کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔ اسکے اندر تنہائی کی تکلیف پھیلنے لگی۔۔ آنکھوں میں آنسو بھر گ ئے۔۔

"تم نے دیکھا اپالو۔۔ کوئی بھی مجھ سے پیار نہیں کرتا۔۔ سب کو حرم بھائی اور سہیل بھائی کی فکر ہے۔۔ کسی کو یہ یاد تک نہیں کہ انکی کوئی بیٹی بھی ہے۔۔ "

اس نے آنکھوں سے گرتے آنسوں اگلے ہی پل رگڑ ڈالے تھے۔ اپالو اسے پیاری سی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ ان آنکھوں میں ثانیہ کو اپنے لیے واضح طور پر فکر محسوس ہوئی تھی۔ اس نے اپالو کو ایک بار پھر سے اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔۔

"ثانیہہہہہہہہہہہہہہ۔۔۔ "

"ثانیییییییی "

"اپالووووووووو "

حرم آچکا تھا۔ اور وہ اپنے آنے کی اطلاع اکثر یونہی دیا کرتا تھا۔ اسے اونچی آواز سے پکار کر۔۔ اس نے سر نہیں اٹھایا۔۔ گھٹنے پر چہرہ رکھے دوسری جانب دیکھے گئی۔ اسے ابھی کسی کو بھی نہیں دیکھنا تھا۔ لیکن بے سود۔۔ حرم کے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہوتے ہوئے ایسا ممکن نہیں تھا۔۔ اگلے ہی پل اسکے کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھلا تھا۔ وہ اندر چلا آیا۔۔

"جانتی ہو آج میں کس سے ملا۔۔ ایک بہت ہی عجیب سی مخلوق سے۔ اس بندے نے گوگل کو گھول کر پیا ہوا تھا۔ اور تو اور۔۔ اسے صرف دیکھ کر ہی پتہ چل گیا تھا کہ میں شوٹر ہوں۔۔ ادھر دیکھو ذرا۔۔ میری شکل دیکھ کر بتاؤ کہ میں قابلِ بھروسہ نہیں لگتا کیا۔۔؟ غنڈہ تو نہیں لگتا تھا ناں میں شکل سے۔۔ ثانیہ تم ایس۔۔۔"

اور اس نے بولتے بولتے جونہی اسکے کندھے کو چھوا وہ بے ساختہ ہی روتے ہوئے اٹھ کر اس سے لپٹ گئ۔ وہ ساکت رہ گیا تھا۔۔ الفاظ منہ میں ہی ٹوٹ کر رہ گ ئے۔۔ بھوری آنکھوں میں فکر سی چمکی۔۔ اس نے ثانیہ کو کندھوں سے تھام کر خود سے الگ کیا تھا۔۔ پھر اسکا دہکتا چہرہ اور گلابی آنکھیں دیکھیں تو بھونچکارہ گیا۔

"ثانیہ۔۔! کیا ہوا ہے۔۔؟ "

"بھائ۔۔ بابا کیوں۔۔ کیوں ہمیشہ میرے ساتھ ایسے کرتے ہیں۔؟ "

وہ ایک بار پھر اس سے لپٹ گئ تھی۔ اس نے گہرا سانس لیا۔۔ آہستہ سے اسکے بالوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔ پھر دھیرے دھیرے اسکے سر کو سہلانے لگا۔

"ہوا کیا ہے۔۔؟ "

بہت آہستہ سے پوچھا۔ ثانیہ کا پورا وجود زلزلوں کی زد میں لگتا تھا۔ یوں گویا وہ بہت گہری تکلیف سے گزر رہی ہو۔ اسے لمحے بھر کو اس چھوٹی سی لڑکی پر ترس آیا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بابامیرے کمرے میں آئے بھائی اور صرف آپکا پوچھ کر چلے گ ئے۔ وہ اندر نہیں آئے۔۔ مجھ سے بات تک نہیں کی۔۔ مجھے دیکھا تک نہیں۔۔ میں کیا ہوں بھائی۔۔؟ میں کیا ہوں انکے لیے۔۔"

وہ رو رہی تھی۔اس نے ایک بار پھر سے گہرا سانس لیا اور آہستگی سے اسکا سر سہلاتا رہا۔کافی دیر بعد اب وہ بس خاموشی سے اسکے ساتھ لگی ہوئی تھی۔آنسو خشک ہو چکے تھے۔بس انکے نشان باقی رہ گ ئے تھے۔

"کچھ کھایا ہے تم نے۔۔؟ "

اس نے ثانیہ کو خود سے الگ کیا۔وہ اسے خاصی زرد سی لگی تھی۔

"نہیں۔۔ بھوک نہیں مجھے۔۔ "

"میں کھانا بھجواتا ہوں انسانوں کی طرح کھالینا۔اور یہ اپالو کو کس لیے لے کر آئی ہو جب میرے ہی گلے لگ کر رونا ہے تم نے تو۔۔؟ "

"بھائی۔۔ "!

اور وہ ہنستا ہوا پیچھے ہو بیٹھا تھا۔پھر مسکرا کر اسکی جانب دیکھا۔آگے جھکا۔۔اسکا یخ ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔۔چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ثانیہ اسی کی جانب متوجہ تھی۔۔

"ایک بہت اہم بات بتانے لگا ہوں میں تمہیں۔۔ "

ثانیہ بھوری سی بڑی بڑی آنکھیں کھولے دیکھ رہی تھی اسے۔گورے گلابی سے چہرے پر اسکی خوبصورت کانچ سی آنکھیں بہت پیاری لگتی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں ایک ایسے لڑکے کو جانتا ہوں جو بالکل تمہاری طرح تھا۔ بالکل تمہاری طرح ہی وہ بھی اپنے والد کی توجہ کے لیے سسکتا تھا۔ اسے بس وہ ایک محبت بھری نگاہ چاہیئے تھی۔۔ اسے بس وہ ایک نرم گرم سے لمس کا احساس چاہیے تھا۔۔ وہ محسوس کرنا چاہتا تھا کہ اس آغوش میں پناہ لے کر کیسا لگتا ہے۔ لوگ کہتے تھے باپ کا سایہ اور توجہ اولاد کے لیے بے حد اہم ہے۔ یہ اولاد کا حق ہے۔۔ یہ اسکی بنیاد ہے۔۔۔"

وہ لمحے بھر کو ٹھہرا تھا۔ نگاہوں کے سامنے کئی سال پرانا۔۔ گرد میں اٹا منظر لہرایا تھا۔ وہ شیشے کے سامنے کھڑا تھا۔۔ اسے یاد تھا کہ وہ رو رہا تھا۔۔ اسے یاد تھا کہ اسکے سینے میں ایک گہری سی تکلیف نے سر اٹھایا تھا۔۔ سہیل نے کبھی اسے آگے بڑھ کر خود سے نہیں لگایا تھا۔ وہ سال میں ایک دفعہ انکی طرف چکر لگایا کرتے تھے اور وہ بھی محض صحن میں چند لمحات بیٹھ کر واپس پلٹ جاتے۔ جس رات وہ پلٹتے اسے ہمیشہ بخار آگھیرتا تھا۔۔ وہ کمزور تھا۔۔ وہ ایک کمزور بچہ رہا تھا۔ اسکا اندر اپنے باپ کے لیے بلکتا تھا۔۔ وہ محض انکی ایک نگاہ کے لیے کئی گھنٹوں دروازے کے پیچھے کھڑے ہو کر انتظار کیا کرتا تھا۔۔ وہ آتے۔۔ صحن میں لگی چارپائی پر چند لمحات کے لیے بیٹھتے۔۔ ادھر ادھر بیزار سی نگاہ ڈالتے۔۔ پھر انہیں کمزور سا حرم دروازے کی اوٹ میں چھپا نظر آجاتا۔۔ اسکی آنکھوں میں خود ترسی دیکھ کر بھی سہیل نے ہمیشہ آنکھیں بند کی تھیں۔۔

اسے کچھ نہیں بھولا تھا۔۔ اسے سب یاد تھا۔۔ اور اب اسے ثانیہ کو دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ اکیلا اس سب کا نشانہ نہیں بنا تھا۔

"وہ لڑکا بہت کمزور تھا ثانی۔ تم سے کہیں زیادہ کمزور، پژمردہ اور کھوکھلا۔ اس نے اپنی زندگی کی کئی راتیں اسی طرح سسکتے ہوئے گزاری تھیں۔ اس نے اپنے بخار میں پھنکتے وجود کو یونہی سڑکوں پر بے دردی سے رول دیا تھا۔ وہ ایک حساس بچہ تھا۔۔ اسکی حساسیت نے اسے تباہ کر دیا تھا۔۔ لیکن پھر۔۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پھر۔۔؟ "

ثانیہ نے یکدم بے چینی سے پوچھا تھا۔ حرم ہلکا سا مسکرایا۔ اپنے ہاتھ میں دبا اسکا ہاتھ دبایا۔ ثانیہ کے اندر یکدم سکون سا اترا تھا۔ بھائی تھا۔۔ حرم بھائی اسکے پاس ہی تھا۔ اسکی آنکھوں میں ایک بار پھر سے آنسو جمع ہونے لگے تھے۔

"پھر کسی نے اس بچے سے کہا کہ اپنی زندگی کو کبھی یوں کسی کی توجہ کے لیے ذلیل نہیں کیا کرتے۔ انسان عزت کے ساتھ پیدا کیے گۓ ہیں۔۔ اسکے ساتھ بے عزتی کا رویہ رکھنے والا سب سے بڑا گنہگار ہوتا ہے۔ تم خود کے لیے کافی ہو۔۔ انسان بہت ظالم مخلوق ہے۔۔ اسے کسی کی ضرورت نہیں ہوتی۔۔"

یہ الفاظ کہتے ہوۓ بھی اسکی سماعت میں طالوت کے انہی جملوں کی بازگشت بخوبی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ بستی کے داخلی دروازے پر۔۔ اوندھے منہ گرا ہوا تھا۔۔ اسکا وجود گرد میں اٹ چکا تھا۔۔ اسکے آنسو مٹی میں جذب ہوتے جا رہے تھے۔۔ اسے یاد تھا کہ طالوت نے اسے کیسے ہاتھ دے کر اٹھایا تھا۔ اسکے خاک آلود لباس سے گرد جھاڑی تھی۔

"اور جانتی ہو پھر کیا ہوا۔۔؟ "

اسکی بھوری آنکھوں کی نرمی میں ایک احساس سا گھلا تھا۔ بے نیازی کا احساس۔۔ خود کو کافی ہونے کا احساس۔۔ کسی کی توجہ حاصل نہ کرنے کا احساس۔۔ ٹھنڈا سا احساس۔۔ وہی احساس جو اب اسکی آنکھوں کو۔۔ حرم کی آنکھیں بناتا تھا۔۔ وہی احساس جو اسے شوٹر بناتا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پھر اس نے کبھی پلٹ کر اس جانب نہیں دیکھا۔اس نے ہر داخلی دروازے کی جانب نگاہیں لگانے کے خیال کو جھٹک دیا۔اس نے توجہ حاصل کرنے کی کوششیں ترک کر دیں۔وہ آزاد ہو گیا۔۔اسے اندازہ ہو گیا کہ کچھ چیزیں طے شدہ ہوتی ہیں۔۔کچھ چیزوں کا ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔۔اگر اس لڑکے کو اپنے باپ کی توجہ مل جاتی تو وہ مکمل ہو جاتا ثانیہ۔اگر وہ مکمل ہو جاتا تو پھر وہ بھی ساحل بھائی کی مانند اپنا سارا حال کلبنگ اور پیسہ اڑانے میں غرق کر دیتا۔۔لیکن وہ نامکمل رہا۔۔وہ کمزور رہا۔۔اور مضبوط بننے کے لیے کمزور ہونا ہی پڑتا ہے۔آج وہ ایک قابل انسان ہے۔۔جو کسی کے سہارے کے بغیر اپنے سہارے پر اٹھنا چاہتے ہیں وہ آخر کار بہت قابل بن کے نکلتے ہیں۔۔تم سمجھو تمہارے لیے یہ ایک گولڈن چانس ہے۔۔خود کو اس بھٹی سے کندن بنا کر نکالنے کا گولڈن چانس۔۔"

ثانیہ اسے دیکھ کر ہولے سے مسکرادی تھی۔اس نے اپنی بھیگی آنکھیں ایک عزم سے رگڑ کر صاف کیں۔پھر جگمگاتے چہرے کو اسکی جانب پھیرا۔۔

"اگر میں اس لڑکے سے مل سکتی بھائی۔۔تو اسے یہ ضرور بتاتی کہ میں اس پر فخر کرتی ہوں۔خود کو مٹی میں رولنے کے بجائے۔۔ کھڑا کر کے زندہ رکھنے کے لیے بہت ہمت چاہیئے۔۔ اور اس نے وہ ہمت دکھائی تھی۔۔ وہ قابلِ فخر ہے۔۔ قابلِ عزت۔۔"

اور اس نے ثانیہ کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو ہولے سے خود بھی مسکرادیا۔ اسکے اوپر سے بوجھ سرک گیا تھا۔ ثانیہ بہتر محسوس کر رہی تھی۔اسکے لیے یہی کافی تھا۔

لیکن پیچھے۔۔بستی کی داخلی سڑک پر۔۔ایک بھوری آنکھوں والا بچہ۔۔اب تک طالوت کا ہاتھ تھامے۔۔اپنے خاک آلود لباس کی پرواہ کیے بغیر قدم اٹھا رہا تھا۔۔کچھ راستے نامکمل رہتے ہیں۔۔انہیں نامکمل ہی رہنے دینا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

چاہیئے۔۔ یہ اسکا ماننا تھا۔۔کیونکہ جو مکمل ہوجائیں۔۔وہ کھوکھلے رہ جاتے ہیں۔۔خالی۔۔بیکار۔۔زرد۔۔بے رونق۔۔

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ۔۔۔

شکریہ-----

ثانیہ کے کمرے سے نکلنے کے بعد اسکا رُخ اب سہیل کے کمرے کی جانب تھا۔ پچھلے رویے کے برعکس اسکا چہرہ کسی بھی قسم کی مسکراہٹ سے عاری لگ رہا تھا۔ نقوش میں اجنبی سی سختی گھلی ہوئی تھی۔۔ جبڑے بند تھے۔۔ آنکھوں میں سپاٹ سی سرخی تھی۔

اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور پھر اجازت ملنے پر اندر چلا آیا۔ سہیل بیڈ پر نیم دراز موبائل میں مصروف تھے۔ اسکے آنے پر ایک نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ انہیں اسکا چہرہ معمول سے مختلف لگا۔۔

"کیوں کرتے ہیں آپ ایسے۔۔؟ "

اس نے انکے سر پر پہنچ کر کہا تھا۔ وہ نا سمجھی سے چہرہ اٹھائے اسے دیکھنے لگے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"کیا۔۔؟کس بارے میں بات کر رہے ہو۔۔؟ "

"ثانیہ کے ساتھ کیوں کرتے ہیں ایسے آپ۔۔؟کیا ایک بچے کے ساتھ ایسا کر کے آپکی تسکین نہیں ہوئی۔۔؟ "

سہیل کے چہرے پر مزید اچنبا پھیل گیا تھا۔لیکن پھر اگلے ہی لمحے انہیں اسکی بات بھی سمجھ آگئی۔وہ گہرا سانس لے کر پیچھے ہو بیٹھے۔

"مجھے ایسی اولاد میں کوئی دلچسپی نہیں جو میرے لیے باعثِ فخر نہ ہو۔۔ "

انکی بے رحم سی یخ آواز پر اسکے تاثرات مزید سخت ہو گئے تھے۔ اس نے اپنی بھوری آنکھیں انکی آنکھوں میں گاڑھی تھیں۔

"اولاد کے فخر کے لیے محض یہی بات کافی ہے ڈیڈ۔۔ کہ وہ آپکی اولاد ہے۔۔کیا آپکے لیے۔۔ آپکے اپنے اعمال قابلِ فخر نہیں۔۔؟ "

اسکے بے باک سے تمانچے نے سہیل کا چہرہ اگلے ہی پل سرخ کر دیا تھا۔وہ اسکے کاری وار پر بلبلائے تھے۔

"حرم "!!

"میں آپکو پہلی اور آخری دفعہ وارن کرنے آیا ہوں ڈیڈ۔۔!ثانیہ کو اس سب بکواس میں مت گھسیٹیں۔وہ چھوٹی ہے۔۔وہ کمزور اور حساس ہے۔آپکی توجہ اسکے لیے بہت اہم ہے۔اپنے باپ ہونے کے فریضے کو سمجھیں اور اسے وہ توجہ دیں جو اسکا حق ہے۔اور۔۔مجھے۔۔۔مت اکسائیں۔۔کہ میں آپکو۔۔زر آباد والا۔۔وہ حرم بن کر دکھاؤں۔۔جس سے لوگ پناہ طلب کیا کرتے تھے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے ایک آخری سرد نگاہ ان پر ڈالی تھی اور پھر پلٹ گیا۔ سہیل اسکے آخری جملے پر گنگ سے ہو گئے تھے۔ انکا جیسے کسی نے اندر تک خون نچوڑ لیا تھا۔ حرم۔۔ انکے لب بے آواز ہلے تھے۔

وہ باہر نکلا اور پھر راہداری میں آگے بڑھتا گیا۔ اسکا چہرہ اس قدر سفید لگ رہا تھا کہ حد نہیں۔ کمزور اور زخمی جانوروں کو نہیں چھیڑنا چاہئے۔۔ وہ زخم مندمل ہونے کے بعد بھی اسکی جلن کو یاد رکھتے ہیں۔ اسکی یاد کے پردے پر بھی بہت سے زخم تھے۔۔ جن کا بھرنا ممکن نہ تھا۔۔ جن کے بھرنے کی کسی بھی امید کے ساتھ زندہ رہنا فضول تھا۔

اس نے قدم زینوں سے اتارے اور پھر اسے لاؤنج ہی میں ایہا اور نینا داخل ہوتے ہوئے دکھ گئیں۔ ایہا اسے دیکھ کر یکدم کھل سی گئی تھی۔

اور ابھی وہ آگے بڑھ کر اسے متوجہ کرنے ہی لگی تھی کہ وہ اسکے برابر سے یوں گزرا گویا اسے دیکھا ہی نہ ہو۔ ایہا تو ایہا۔۔ نینا بھی اسکے عمل پر بھونچکی رہ گئی تھی۔۔ دونوں نے بے یقینی سے پلٹ کر اسکی پشت کو دیکھا تھا۔

"انہیں کیا ہوا۔۔؟ "

نینا کے منہ سے بے ساختہ ہی سوال پھسلا تھا لیکن غلط ہوا۔۔ ایہا کے چہرے پر سختی پھیل چکی تھی۔ آنکھوں میں نفرت سی ہلکورے لینے لگی۔ ایک بار پھر اس نے پلٹ کر حرم کو دیکھا تھا۔۔ وہ اب اپنی گاڑی نکال کر زن سے آگے بڑھ گیا تھا۔ اس نے چہرہ واپس پھیر لیا۔۔ تازہ اسٹریٹ کیے بال لہرا کر اسکے کندھوں پر آگرے تھے۔

دوسری جانب وہ کمیونکٹر کان میں لگا رہا تھا۔ اسکا ایک سرا وجدان کے کان میں تھا۔

"ہمیں تمہاری پھپھو کے بعد نکلنا ہے۔۔ اور ان سے پہلے واپس پہنچنا ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

اس نے کہا اور پھر اگلے ہی پل ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھا دیا۔ اسکا چہرہ اب تک سپاٹ تھا۔۔

****

شام کے سائے گہرے ہو گئے۔ بھاری پردے گرا دیے گئے۔۔ مغرب کے ڈھلتے اندھیرے میں یونی کی راہداری میں وہ خاموشی سے کھڑی تھی۔ یونیورسٹی شام کے اس پہر بے حد سنسان لگ رہی تھی۔۔ خالی۔۔ سرد۔۔ اجنبی۔۔

اس نے سیاہ ہائی ہیلز کے ساتھ سبز لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ بالوں کو تازہ فرنچ میں گوندھے۔۔ مضبوطی سے قدم اٹھاتی ہوئی۔۔

اسکے پاس اپنی صفائی میں دینے کے لیے کوئی ثبوت نہیں تھے۔۔ اسکے پاس گواہ نہیں تھے۔۔ اسکے پاس فصیح کو جھوٹا اور خود کو سچا ثابت کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔ لیکن وہ ڈر کر پیچھے نہیں ہٹے گی۔۔ وہ آخر تک انکا مقابلہ کرے گی۔۔

اسکی گردن پر وہ کھردرا سا لمس لمحے بھر کر دہک کر ماند پڑ گیا تھا۔ اس نے ہولے سے اپنی گردن کو چھوا۔ نگاہوں میں تکلیف سی بھر گئی۔۔ لیکن اسکے قدم نہ رکے۔ سروائیورز بلاشبہ بہت سخت جان ہوا کرتے ہیں۔ انہیں کوئی موت نہیں دے سکتا۔

اس نے میٹنگ روم کی سامنے چند پل رک کر گہرے گہرے سانس لیے تھے۔ پھر نگاہیں اٹھائیں اور دروازہ دھکیلے اندر چلی آئی۔ میٹنگ روم کی گول میز کے گرد پروفیسرز، پی وی سی، ایچ او ڈیز، یونی انتظامیہ کے صدر۔۔ یہاں تک کہ ہر اہم بندہ موجود تھا۔ اسی گول میز کے پیچھے سامنے ایک بڑی سی اسکرین نصب تھی۔ وہ میٹنگ روم تھا اور

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اکثر مختلف پالیسیز پر یہاں بات ہوا کرتی تھی۔اس نے ایک نگاہ حاضریں پر ڈالی۔۔پھر آگے بڑھ آئی۔۔ان سب کے مقابل لگی واحد کرسی کھینچ کر اعتماد سے بیٹھ گئی۔اسکے عین سامنے فصیح ذولفقار براجمان تھا۔۔اسے تمسخرانہ سا مسکرا کر دیکھتا ہوا۔

"یہاں پر موجود ہر شخص اس مسئلے سے بخوبی آگاہ ہے محترمہ نازنین۔۔ "

بات کا آغاز کونسل کے صدر "زبیر اعوان" نے کیا تھا۔پھر وہ مزید کہنے لگا۔۔

"آپ نے نہ صرف بنیادی حقوق کی پامالی کی ہے بلکہ کئی طلباء اور بیشتر اساتذہ کرام کے سامنے ایک قابلِ قدر استاد پر ہاتھ اٹھایا ہے۔بنا کسی جواز اور بغیر کسی قابلِ اعتماد وجہ کے۔آپ جانتی ہیں ناں کہ آپکا عمل قابلِ مذمت ہے۔ایسے جارحانہ ردعمل پر آپکو ادارے سے نکالا بھی جاسکتا ہے۔کیا آپ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہیں گی۔۔؟"

زبیر سپاٹ سی آواز میں کہہ کر خاموش ہو گیا تھا۔وہ سب فصیح کے ساتھی تھے۔وہ کبھی اسکے خلاف نہیں جاسکتے تھے۔نازنین نے پر اعتماد نگاہیں اٹھا کر سامنے براجمان زبیر کو دیکھا تھا۔

"ہر عمل کی وجہ ہوتی ہے زبیر صاحب۔آپکو لگتا ہے کہ میں ایک استاد پر بلاوجہ ہاتھ اٹھاؤنگی۔۔؟یقیناً ایسے غیر فطری عمل کے پیچھے بہت پیچیدہ سی وجہ کار فرما ہو گی۔اس وجہ کو سامنے لانے کے لیے آپ اپنی یونیورسٹی کے سی سی ٹی وی کیمروں کی پڑتال کر سکتے ہیں۔ہر گزرتی لڑکی کو۔۔اپنے آفس میں بہانے سے بلوا کر۔۔اسے جسمانی اور ذہنی اذیت کا شکار کرنے والے شخص کو اگر آپ میں سے یہاں بیٹھا کوئی بھی انسان استاد مانتا ہے تو پہلے پہل اسکا یقین لعنت کا مستحق ہے۔۔میں ہر اس شخص پر لعنت بھیجتی ہوں جو ایسے کسی درندے کو استاد ہونے کا درجہ دیتا ہے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے الفاظ پر فصیح کا چہرہ اگلے ہی پل سرخ پڑ گیا تھا۔ لیکن زبیر اعوان بنا اثر لیے بیٹھا رہا۔ پھر وہ ہلکا سا آگے کو جھکا۔۔

"کیا آپ بغیر کسی ثبوت اور گواہ کے یہ باتیں کر رہی ہیں محترمہ؟ اگر ایسا ہے تو انتظامیہ کے پاس آپکو اس ادارے سے بے دخل کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ جائے گا۔۔"

"جرم ہوتا ہے تو گواہ اور ثبوت کا ہونا یقینی سی بات ہے۔ اس یونیورسٹی میں فصیح ذولفقار کی زیادتی کا نشانہ بنی لڑکی "شانزے ابراہیم" ایک چلتا پھرتا ثبوت ہے۔ "

"کیا وہ آپکے ساتھ آئی ہیں۔۔ گواہی دینے۔۔؟"

ایک بار پھر سے سوال ہوا تھا۔

"وہ یہاں کیسے آئے گی جب اسے بری طرح ڈرا کر پیچھے دھکیلا گیا ہو گا۔ وہ کیا اس معاشرے کی کوئی بھی لڑکی پروفیسرز کی اس معیت میں شرکت کرنے سے کترائے گی۔۔ گھبرائے گی۔۔ کیونکہ آپ لوگوں نے ہمیشہ جرم کا ساتھ دیا ہوتا ہے۔ آپ نے کبھی مجرم کے جانب کی کہانی سننے کو اہم نہیں جانا ہوتا۔ ہمارے پاس ثبوت تھے۔۔ اس یونیورسٹی کی راہداری میں لگے کیمرے۔۔ لیکن نااہلی کی انتہا تو یہ ہوگی کہ ان کیمروں سے ہر اس فوٹیج کا وجود مٹا دیا گیا ہو گا۔۔ تاکہ ہر دفعہ کی طرح اس دفعہ بھی اس معاملے کو مخملی سے کپڑے میں لپیٹ کر ایک جانب ڈال دیا جائے۔"

اسکی آواز بولتے بولتے بلند ہو گئی تھی۔ ایک پل کے لیے میٹنگ روم میں سناٹا چھا گیا تھا۔ کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ اسکے سامنے بات کر سکے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"لیکن یہ سب باتیں جھوٹ بھی تو ہو سکتی ہیں مس نازنین۔ کوئی شخص اگلے ہی پل اٹھ کر آپ پر بھی یہی الزام عائد کر سکتا ہے۔ لیکن ہم اسے ثبوتوں اور گواہوں کے بغیر قبول نہیں کر سکتے۔ ہم آپکے جذبات کی قدر کرتے ہیں لیکن یہ معاملہ کچھ اور نوعیت کا ہے۔۔"

اسکے دانت طیش سے جم گئے تھے۔ اسکا دل کیا ایک اور چانٹا فصیح کے گال پر رسید کر دے۔ وہ اسے دیکھ کر فاتحانہ سا مسکرا رہا تھا۔ وہ جیت رہا تھا۔۔ وہ جیت چکا تھا۔۔ نازنین کی گردن پر موجود لمس دہکنے لگا تھا۔ اسکی آنکھوں میں دھواں سا بھر گیا۔۔

"ادارے کے اندر اگر ایسا گھناؤنا عمل ہو رہا ہے تو یہ ادارے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس عمل کا قلع قمع کرنے کی جہد کو خود پر ملزوم کر لے۔ ثبوت اور گواہ ڈھونڈنا آپکی ذمہ داری ہے زبیر صاحب۔"

اور زبیر اسکی بات پر اگلے ہی لمحے ہنس دیا تھا۔ وہ شاید اسکے جذباتی ردعمل سے محظوظ ہو رہا تھا۔ اسکا چہرہ ہتک سے سرخ ہوا۔۔

"ہمیں ایسی کوئی بھی شکایت موصول نہیں ہوئی مس نازنین جس کو بنیاد بنا کر ہم کارروائی کریں۔ جب جرم کا پرچہ ہی نہیں کٹا تو کیسا انصاف۔۔ کہاں کی کارروائی۔۔ کیا آپکے پاس اپنی صفائی میں کہنے کے لیے مزید کچھ ہے۔۔؟"

اس سے آخری دفعہ پوچھا گیا تھا۔ اس نے گہرا سانس لے کر کہنا چاہا لیکن کہنے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا اسکے پاس۔ وہ خاموش رہ گئی۔۔ سب اسکے ہاتھ سے پھسل رہا تھا۔ وہ شانزے کو انصاف نہیں دلا سکی۔۔ وہ اسے کیا۔۔ وہ تو خود کو کبھی انصاف نہیں دلا سکی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میٹنگ اس نہج پر پہنچ چکی ہے جہاں فصیح ذولفقار کے خلاف کوئی ثبوت اور گواہ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نازنین کے عمل نے ادارے کی ساخت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اسی لیے انہیں اس ادارے سے بے دخل کیا جاتا ہے۔۔"

لیکن ابھی زبیر اعوان کی بات بیچ میں ہی تھی کہ میٹنگ روم کی زرد بتیاں گل ہو گئیں۔ سب نے یکلخت ہی چہرے اٹھا کر اوپر دیکھا تھا۔ کمرے میں ایک ہماہمی سی مچ گئی تھی۔ پھر اگلے ہی لمحے سامنے نصب بڑی سی اسکرین روشن ہوئی۔۔ سب نے چونک کر اسکی جانب دیکھا تھا۔ پھر اس اسکرین پر کچھ ابھرا۔۔ چلتے پھرتے انسان۔۔ فصیح ذولفقار کا مکروہ وجود۔۔ وہ شانزے کو دیوار سے لگائے اسے زود و کوب کر رہا تھا۔۔ پھر وہ راہداری کے اس حصے کی جانب آنکلی تھی۔۔ اس نے آگے بڑھ کر کتابیں کرسی پر پھینکیں اور اسے زوردار ساچانٹا لگایا۔۔

کمرے میں پھیلے اندھیرے کے باوجود بھی اسے اس روم میں براجمان ہر شخص کا چہرہ سیاہ پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ بے یقینی سے جم کر رہ گئی تھی۔

"یہ کیا بکواس ہے۔۔ بند کرو اسے۔۔ یہ کس نے چلایا۔۔ یہ مجھے پھنسوانے کی سازش کی جا رہی ہے۔۔ زبیر اسے بند کرواؤ۔۔"

اور زبیر اعوان گھبرا کر اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔ سب چہرے پھیرے بے یقینی سے سامنے چلتی وڈیوز کو تک رہے تھے۔ فصیح ذولفقار نے بے ساختہ ہی اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کیا تھا۔ اسے ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔ لیکن وہاں محض راہداری کی فوٹیج نہیں تھی۔۔ وہاں اسکے آفس کی فوٹیجز بھی قطار در قطار آرہی تھیں۔ کچھ ایسی وڈیوز تھیں کہ سب نے ایک دوسرے سے نگاہیں چرائی تھیں۔۔ نازنین کا چہرہ ان سب وڈیوز کو دیکھ کر بے ساختہ ہی گلابی ہو گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسی لمحے میٹنگ روم کے بند دروازے کے پار سے حرم گزرا تھا۔۔ مسکراتا ہوا۔۔ سر پر کیپ اور چہرے پر ماسک چڑھائے۔۔ وجدان کنٹرول میں بیٹھا۔۔ سر پر سیاہ ہڈ ڈالے ایک کے بعد ایک وڈیوز اپنے لیپ ٹاپ پر چلاتا جا رہا تھا۔ اس نے میٹنگ روم کا سسٹم ہیک کر لیا تھا اور اب وہ اسے جیسے چاہے کنٹرول کر سکتا تھا۔

میٹنگ روم کی گل بتیاں اپنی تمام تر روشنیوں کے ساتھ واپس آچکی تھیں۔ پیچھے اسکرین پر اب تک فوٹیجز چلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔۔

"کیا اب میں کسی گواہ اور ثبوت کو لاؤں۔۔ زبیر صاحب۔۔؟ "

"بکواس بند رکھو اپنی تم۔۔ یہ۔۔ یہ سب مجھے پھنسانے کے لیے ہے۔۔ یہ میں نے نہیں کیا۔۔ میرا یقین کرو۔۔ تمہیں۔۔ تمہیں اس ادارے سے بے دخل کرنے کا فیصلہ لیا جا چکا ہے۔۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔ "

لیکن وہ مسکرائی تھی۔ پھر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھی۔۔ ٹھنڈی بے رحم آنکھوں سے فصیح کو دیکھا۔

"آپ میری جاب کو ہاتھ تو لگا کر دکھائیں۔۔ آپ سب۔۔ "

اس نے انگشتِ شہادت سے گولائی میں براجمان ہر شخص کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔

"آپ سب کو اپنی جاب سے ہاتھ دھونا پڑے گا پھر۔ کیونکہ یہاں سے نکلتے ہی میں کرونگی یہ۔۔ کہ سب سے پہلے میڈیا بلاؤنگی۔۔ پھر اس قابلِ قدر یونیورسٹی کے سامنے پریس کانفرنس کرونگی۔۔ پھر یہ فوٹیجز میں ٹاک شوز میں گھنٹوں بولنے والے اینکرز کو فراہم کرونگی۔۔ اور جانتے ہیں ناں آجکل فیمنسٹ تحریک کس قدر متحرک ہے۔۔ پھر کوئی یہ نہیں دیکھے گا کہ یہ وچ ہنٹ ہے یا نہیں۔ سب ان ثبوتوں پر یقین کریں گے۔۔ آپکا ادارہ اگر میڈیا کی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نگاہوں میں ایک دفعہ آگیا تو پھر اسے آسانی کے ساتھ ہاتھ سے جانے نہیں دیا جائے گا۔۔ والدین کے ہاتھ میں داخلے کے فارمز کچرے کی نذر ہو جائینگے۔۔ اور آپ سب۔۔ "

وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ حرم اور وجدان کنٹرول روم میں بیٹھے سامنے چلتی اسکرین پر اسے دم سادھے تک رہے تھے۔ وہ بھوکی شیرنی لگ رہی تھی۔۔ یوں لگتا تھا سب کو پھاڑ کھائے گی۔۔

"آپ سب سڑک پر آجائینگے۔ میں آپ سب کو سڑکوں پر گھسیٹونگی۔ اسی لیئے میری جاب پر میلی نگاہ ڈالنے کے بارے میں سوچیئے گا بھی نہیں۔۔ نہیں تو ابھی۔۔ آپ نازنین انصاری کو جانتے نہیں ہیں۔۔"

اس نے اپنے سامنے رکھا پرس جھپٹا اور پھر کندھے پر ڈھلکا دوپٹہ ڈال کر پلٹ گئی۔ میٹنگ روم گویا گہری کھائی میں غرق ہو گیا تھا۔ صرف اسکی ہیل کی ٹک ٹک محسوس ہوتی تھی۔ وہ راہداری میں آنکلی۔۔ اسکا سانس بری طرح پھولا ہوا تھا۔ اگلے ہی پل اسے اپنے پیچھے کسی کے بھاگتے قدموں کی چاپ محسوس ہوئی تھی۔ وہ پلٹی اور پھر فصیح کو اپنی جانب طیش سے بڑھتا دیکھ کر ساکت ہو گئی۔ اس نے نازنین کو ہاتھ سے کھینچ کر دیوار سے لگایا ہی تھا کہ کہیں سے اسے زوردار لات آلگی۔۔ وہ اڑتا ہوا دور گرا تھا۔۔

اور پھر اندھیرے سے کوئی روشنی میں آیا۔۔

اسکے کان میں موجود ٹاپس لمحے بھر کو چمکا تھا۔ بال ماتھے پر گر رہے تھے۔۔ جینز۔۔ جیکٹ میں ملبوس وہ وہی لڑکا تھا جس نے نازنین کو اس دن روک کر غصہ دلا دیا تھا۔۔

راہداری کے دوسرے سرے پر۔۔ کنٹرول روم کے دروازے کے سامنے کھڑا حرم ساکت رہ گیا تھا۔ نازنین دیوار سے لگی سانس روکے اس لڑکے کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ زاویار تھا۔۔زاویار سلطان۔۔زر آباد میں بچ جانے والا ایک اور سروائیور۔۔

اس بستی میں محض تین سروائیورز بچے تھے۔۔

حرم اربی۔۔

سارنگ بدر۔۔

اور۔۔

زاویار سلطان۔۔ !

اس نے ایک ابرو اٹھا کر دوسرے سرے پر کھڑے بے یقین سے حرم کو دیکھا اور پھر ایک جانب کو اٹھی مسکراہٹ اسکے وجیہہ سے چہرے پر ابھری تھی۔وہ آگ سی برف مسکراہٹ تھی۔وہ دشمنی کی مسکراہٹ تھی۔۔

تکون شروع ہو چکا تھا۔۔اور اسکے تین سروں پر۔۔تین لوگ قید ہو گئے تھے۔ اور پھر جو زندہ رہ جائیں۔۔ انکا مرنا یقینی ہوتا ہے۔۔ !

ٹاپس والے لڑکے کی مسکراہٹ اگلے ہی لمحے سمٹ گئ تھی۔اسکی نگاہوں نے راہداری کے ایک سرے سے، درمیانی خلاء تک سفر کیا تھا۔ فصیح درمیان میں کراہ رہا تھا۔۔اس نے ایک نگاہ دیوار کے ساتھ لگی۔۔ساکت سی نازنین پر ڈالی اور پھر۔۔ہلکا۔۔بالکل ہلکا سا مسکرایا۔۔

اگلے ہی پل اس نے چند قدموں کا فاصلہ عبور کیا اور پھر جھک کر فصیح کو گریبان سے بھینچ کر اٹھایا۔ڈھلتی مغرب اب باسی ہو چلی تھی۔۔اور اس مبہم سے اندھیرے میں راہداری کی دودھیا روشنی تلے اسکی آنکھیں واضح ہوئی تھیں۔۔وہ گہری کتھئی آنکھیں تھیں۔۔کیا تمہیں یاد ہے کہ کتھئی آنکھیں کس کی تھیں۔۔؟

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے پانچ انگلیوں کا جمامکا فصیح کے جبڑے پر پوری قوت سے مارا تو وہ توازن بر قرار نہ رکھنے پر پیچھے کی جانب لڑھکا۔ اسکے ہاتھ فولاد کے بنے لگتے تھے۔۔ انکی فولادی قوت عام انسانی ہاتھوں سے کہیں زیادہ محسوس ہوتی تھی۔

نازنین آنکھیں کھولے اسے فصیح کی درگت بناتا دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے فصیح کو رخسار پر ایسا چانٹا رسید کیا تھا کہ وہ سیدھا اسکے قدموں میں آگرا۔۔ وہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔ فصیح کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔ پے در پے پڑنے والے مکوں نے اسکے چہرے کے زاویے بگاڑ کر رکھ دیئے تھے۔

اسی پل زاویار نے ماتھے پر گرے بالوں کو ہاتھوں سے پرے دھکیلا۔۔ پھولا سانس لیے وہ اب فصیح سے شاید کچھ کہہ رہا تھا۔۔

"معافی مانگو۔۔ "

"میں۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ مجھے جانے دو۔۔ "

وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا، تباہ کن سی حالت میں ہاتھ جوڑے۔۔ زاویار سے معافی مانگنے لگا تھا۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسکا رخسار نازنین کی جانب گھمایا۔۔

"ان سے مانگ معافی۔۔ "

نازنین نے گہرا سانس لے کر ایک نظر زاویار کو دیکھا تھا۔ پھر وہ ایک قدم آگے بڑھ آئی۔۔ اپنی سیاہ آنکھیں اسکی آنکھوں پر جمائیں۔ اسکے ارتکاز پر زاویار نے محظوظ سے ابرو اٹھائے تھے۔

"اس تماشے کو بند کرو۔ "

"کیا ہوا۔۔؟ معافی پسند نہیں آرہی کیا آپکو۔۔؟؟ خواہ مخواہ اتنی مار کھالی بیچارے نے۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے اگلے ہی پل فصیح کا گریبان اپنی گرفت سے آزاد کیا تھا۔ وہ جھولتا ہوا منہ کے بل زمین کی جانب لڑھکا تھا۔ پھر گرتا ہوا راہداری عبور کر کے بھاگ گیا۔ زاویار نے اسکی جانب چہرہ گھمایا۔۔

"میں نے تمہیں اسے مارنے کے لیے نہیں کہا تھا۔ سو۔۔ تمہارا میری جانب کوئی بھی قرض نہیں نکلتا۔۔ "

"کیا آپکو مجھے "شکریہ" نہیں کہنا چاہیئے۔۔؟ "

کتھئی آنکھوں میں حیرت سی بھر گئی تھی۔

"شٹ اپ۔۔ "!

"آپ تھینک یو کہہ رہی ہیں لیکن مجھے شٹ اپ سنائی دے رہا ہے۔ "

اس نے چھوٹی انگلی اپنے کان میں ڈال کر زور زور سے ہلائی تھی۔ یوں گویا وہ اپنا کان صاف کر رہا ہو۔ تا کہ اسے ٹھیک سے سنائی دے سکے۔

"میں شکریہ محض انہی لوگوں کا ادا کرتی ہوں جن سے میں اپنا کوئی کام کرنے کا خود کہتی ہوں۔ میں راہ چلتے لوگوں کی شکر گزاری کا شوق ہر گز نہیں پالتی۔۔ "

"حالانکہ راہ گیروں کی شکر گزاری اور مہمان نوازی ہر انسان پر لازم ہوتی ہے میڈم۔۔! ان کی بد دعائیں اور دعائیں بہت پُر اثر ہوا کرتی ہیں۔ آپ مطمئن ہیں کہ کبھی اس راہ گیر کو جھڑکنے پر افسوس نہیں کریں گی۔۔؟"

اسکی جانی پہچانی سی مسکراہٹ ایک بار پھر سے لبوں پر بکھر گئی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس نے نازنین کو زچ کر دیا ہے۔ وہ چند پل بھینچے لبوں کے ساتھ اسے دیکھتی رہی اور پھر اگلے ہی پل پلٹ گئی۔ وہ اسکے پیچھے ہی بڑھ رہا تھا۔

"آپ کو افسوس نہیں ہو گا۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی آواز کہیں پاس ہی گونجی تو ناز نین طیش سے بل کھا کر گھومی۔ اگلے ہی پل راہداری میں فصیح بہت سے پروفیسرز کو اپنے ساتھ لیے اسی طرف آرہا تھا۔ اس نے چونک کر دوسری جانب دیکھا۔۔ اور پھر جونہی چہرہ گھمایا وہ غائب ہو چکا تھا۔ اس نے حیرت سے یہاں وہاں دیکھا لیکن اس لڑکے کا نام و نشان تک وہاں نہیں تھا۔۔ یوں گویا وہ کبھی وہاں موجود ہی نہ تھا۔۔ جانے کیوں۔۔ لیکن بس ایک پل کو اسکی ریڑھ کی ہڈی سر سرا اٹھی تھی۔

"وہ۔۔ وہ ابھی یہیں تھا۔۔ اسی نے میری یہ حالت کی ہے۔۔ کہاں گیا۔۔ وہ ابھی تک تو یہاں کھڑا تھا۔۔"

فصیح غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ اس نے اسکی بکھرتی حالت کو دیکھا اور پھر سکون سے رُخ موڑے پلٹ گئ۔ اسکے سر پر اعصابی تھکن سوار تھی اور ذہن تناؤ کا شکار لگتا تھا۔ راہداری میں اپنے پیچھے کھڑے تماشے پر لعنت بھیجتی وہ آگے ہی آگے بڑھتی جارہی تھی۔

دوسری جانب حرم جو ساکت سا دروازے ہی میں ایستادہ تھا اگلے ہی پل سنبھل گیا۔ اسکی آنکھوں میں ایک چبھن سی ابھری تھی۔۔ کان غصے کے باعث سرخ پڑنے لگے تھے اور گردن کے آس پاس بچھی رگیں اکڑی ہوئی معلوم ہونے لگی تھیں۔ اس نے وجدان کو ساتھ لیا اور پھر گاڑی میں آبیٹھا۔ گاڑی میں نامحسوس سی خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔ وجدان جو اسکے برابر نشست پر بیٹھا تھا۔۔ ہچکچا کر اسکی جانب گھوما۔۔

"تھینک۔۔ تھینک یو حرم بھائی۔۔ پھپھو کی مدد کرنے کے لیے۔ اگر آج آپ نے مجھے وہ ثبوت نہ دیئے ہوتے تو پھپھو اپنے حق میں کسی بھی گواہی کو درست ثابت نہیں کر سکتی تھیں۔"

اسکی آواز پر حرم نے گہرا سانس لیا تھا۔ گو کہ اسکے اعصاب اب تک منجمد تھے لیکن وجدان کی بات پر اس نے ہلکا سا سر ہلا دیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے لگتا ہے انہیں ہماری ضرورت نہیں تھی وجدان۔ وہ اپنا دفاع کرنا اچھے سے جانتی ہیں۔ "

وجدان نے اسکی بات پر اداس سی آنکھیں کھڑکی سے باہر کی جانب پھیری تھیں۔ حرم نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"کسی کی ضرورت نہ ہونا بھی انسان کو کتنا قابلِ رحم بنا دیتا ہے ناں۔۔ "!

وہ اس بچے کے زیرک سے مشاہدے پر ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"حالانکہ اسی قابلِ رحم حالت سے بچنے کے لیے انسان مضبوطی کا خول خود پر چڑھاتے ہیں۔ لیکن خول تو پھر خول ہوتا ہے۔۔ اسے ایک دن چٹخنا ہی ہوتا ہے۔۔ "

"مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔۔ میں نے بھلے ہی پھپھو کی مدد کی ہے لیکن ان سے پوچھے بغیر اور انکے علم میں لائے بغیر کی ہے۔ اگر انہیں پتہ چلا تو وہ بہت غصہ ہونگی۔۔ "

"کون بتائے گا انہیں۔۔؟ "

حرم نے بہت سکون سے پوچھا تھا۔ وجدان نے اسکی جانب آنکھیں گھمائیں۔۔

"اگر انہیں کہیں اور سے پتہ چل گیا تو۔۔؟ "

"اس مسئلے کے حل میں صرف دو ہی لوگ انوالو تھے وجدان۔ ایک تم اور دوسرا میں۔ میں اپنی ذمہ داری نبھاؤنگا اور تم اپنی۔ اس میں کہیں الجھاؤ نہیں۔ ہماری کور اسٹوری ہر جھول سے پاک ہے۔"

"کور اسٹوری۔۔ اممم۔۔۔ یہ اصطلاح تو جاسوس استعمال کرتے ہیں ناں۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"غلط۔۔" حرم نے موڑ کاٹا تھا۔۔ "یہ اصطلاح ہر وہ انسان استعمال کرتا ہے جو جھوٹ بولتا ہو۔ جھوٹ کے لیے بیک اسٹوریز تیار کرنی پڑتی ہیں تاکہ اس جھوٹ کو وہ قابلِ یقین بنا سکیں۔ دوسرے الفاظ میں اسے تاؤیل بھی کہا جاتا ہے۔۔ یہ ایک ایسی بات ہوتی ہے جو جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی وجہ فراہم کرتی ہے۔۔"

"توبہ۔۔ آپ تو جدی پشتی جھوٹے لگتے ہیں۔۔ "

اور وہ بے ساختہ ہی ہنس دیا تھا۔ "حرم جھوٹ ایسے بولتا ہے جیسے انسان سچ بھی نہیں بولتے۔۔" یہ جملہ اسے طالوت اکثر کہا کرتا تھا۔ ٹھیک ہی کہا کرتا تھا ویسے وہ۔۔

"میں جھوٹا نہیں ہوں بچے۔۔ بس مجھے اپنی تاؤیل پر اتنا یقین ہوتا ہے کہ وہ نا چاہتے ہوئے بھی سامنے والے کو سچ لگنے لگتی ہے۔ جھوٹ کا یقین دلانے کے لیے پہلے آپ کو خود اپنے جھوٹ کا یقین کرنا پڑتا ہے۔ تب ہی وہ سامنے والے کے لیے قابلِ یقین ثابت ہو سکتا ہے۔۔"

وجدان آنکھیں پھیلائے اسکی جانب دیکھنے لگا۔ وہ محلے کی گلی سے باہر گاڑی روک رہا تھا۔

"آپ وہ نہیں ہیں جو نظر آتے ہیں۔۔ "

اس نے چونک کر چہرہ اٹھایا تھا۔ پھر حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔

"کیسے۔۔؟ "

"آپکو دیکھ کر جھوٹی نہیں۔۔ سچی باتوں کا خیال آتا ہے۔ جیسے کہ انسانی ہمدردی۔۔ مخلوقِ خدا کی خدمت کرنے کا جذبہ۔۔ سائل کی مدد کرنے والے بے حد رحم دل سے حرم بھائی۔۔ لیکن شاید۔۔ آپ اندر کہیں کسی بیک اسٹوری کے ساتھ جڑے ہوئے ہوں۔۔ اور یہ سب آپکے کور کا حصہ ہو۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسے موقع دیئے بغیر اس نے اگلے ہی لمحے چہرے پر ہڈ گرایا اور پھر گاڑی سے اتر گیا تھا۔ وہ چند پل اسٹیرنگ وہیل کو تھامے جما سا بیٹھا رہا۔ یہ وجدان۔۔ کتنی آسانی سے انسانوں کے اندر جھانک جاتا تھا یہ لڑکا۔۔ اس نے ایک سیاہ نگاہ اس پر ڈالی اور پھر گاڑی تیزی سے گھما کر نکل گیا۔

ساتھ ساتھ وہ طالوت کو بھی فون ملا رہا تھا۔ اس نے کان سے کمیونکیٹر نوچ کر نکالا اور پھر بلیوٹوتھ لگا کر دور جاتی گھنٹی کو سنے گیا۔۔ تیسری گھنٹی پر فون اٹھالیا گیا تھا۔

"کیسے ہو حر۔۔ "

"زاویار یہاں کیا کر رہا ہے۔۔؟ "

اس نے تیزی سے طالوت کی بات کاٹی تھی۔ دوسری جانب وہ لمحے بھر کو خاموش ہوا۔

"زاویار۔۔؟ "

"ہاں زاویار۔۔ وہ۔۔ یہاں کیا کر رہا ہے۔۔؟ وہ میرے دائروں میں کیسے داخل ہو رہا ہے۔۔؟ اسے کس نے بتایا کہ میں ایک اہم کام سرانجام دے رہا ہوں۔۔؟ وہ میرے سر پر پہنچ کر سارا کھیل بگاڑ چکا تھا۔۔ "

چند پل طالوت کی جانب سے کوئی بھی جوابی کارروائی نہیں کی گئی۔ وہ خاموش تھا اور حرم کو اسکی خاموشی پر طیش چڑھ رہا تھا۔

"اب کچھ بول کیوں نہیں رہے ہو۔۔؟ "

"تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا وہ۔ اپنے کام کے لیے نمودار ہوا ہے منظرِ عام پر۔۔ "

"اسکا مطلب ہے کہ یہ سب تمہارے علم میں تھا۔۔ تمہیں پتہ تھا کہ وہ یوں منظرِ عام پر دکھائی دے گا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور طالوت نے دوسری جانب گہرا سانس لیا تھا۔ اس نے گاڑی سڑک کے ایک سنسان سے کنارے پر روک دی تھی۔ اسکی بھوری آنکھیں سیاہی مائل دکھ رہی تھیں اور پیشانی پر رگوں کا جال سا بُن گیا تھا۔

"اگر یہاں پر موجود کسی بھی انسان کو نقصان پہنچاناں۔۔ تو خدا کی قسم۔۔ میں اپنے ہاتھوں سے زاویار کا وجود چھلنی کر دونگا۔ میں اسے ایسی بے رحم موت دونگا کہ کائنات کی کسی مخلوق نے ایسی موت کا سامنہ نہیں کیا ہو گا۔۔ بتا دینا اسے۔۔"

اس نے اگلے ہی پل کان سے بلیوٹوتھ بھی نوچ کر اتار دیا تھا۔ پھر اسے سامنے ڈیش بورڈ پر ڈال دیا۔ پھر نشست کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موندلیں۔۔ لیکن بار بار نازنین کی زخمی سی آواز اسکی سماعت میں گونج رہی تھی۔ اسکی سیاہ آنکھیں۔۔

ان سیاہ آنکھوں میں چمکتی باریک سی نمی۔۔

یکدم اسے محسوس ہوا جیسے گاڑی میں آکسیجن کی کمی ہو گئی ہو۔۔ وہ دروازے کھولے باہر نکل آیا۔۔ اسکے پھیپھڑے ہوا کے لیے جدوجہد کر رہے تھے۔ گہرے گہرے سانس لے کر وہ خود کو نارمل کرنے لگا تھا۔

یاد کے کئی اوراق پھڑ پھڑانے لگے۔۔

اسے اپنے بچپن کا ہر ورق بہت سلیقے سے حفظ تھا۔ وہ ایک چھوٹی سی بستی کا رہائشی تھا۔ یہ بستی خاص کر ان عورتوں کے لیے شہرت رکھتی تھی جو کسی بھی سربراہ کے بغیر اپنے خاندان کی کفالت کرنے کا بیڑا اپنے شانوں پر اٹھایا کرتی تھیں۔ وہ ہمیشہ سے ایک کمزور اور حد درجہ حساس بچہ رہا تھا۔ اسکی ماں اکیلی رہا کرتی تھیں۔۔ انکے لیے شوہر کا ہونا اور نہ ہونا برابر تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے محلے میں پلتا ہر بچہ ہی کم و بیش باپ کی آغوش کا بھوکا تھا۔ وہ ایک ایسی بستی تھی جسے عورتیں ہی چلایا کرتی تھیں۔ اس بستی کو قصبہ کہنا زیادہ درست ہو گا کیونکہ وہ علاقہ زیادہ وسیع نہیں تھا۔ نہ ہی اس میں گھروں اور خاندانوں کی بہتات تھی۔ وہ سبزہ زار سے مزین، بہتے چشموں کا خزانہ خود میں سموئے ایک انتہائی خوبصورت قطعہ تھا۔ اس میں پلتے لوگوں کی نیتیں صاف اور اطوار پاکیزہ تھے۔ یہاں کوئی خطرہ نہ تھا۔۔ نہ ہی کسی کی غلیظ نگاہوں کا مرکز تھا انکا علاقہ۔۔ زر آباد کا وہ چھوٹا سا شفاف علاقہ اپنی مثال آپ تھا۔

سہیل کا انکی جانب آنا۔۔ نہ آنے کے برابر تھا۔ وہ سال میں ایک دفعہ چلے آتے اور صحن میں بیٹھ کر کئی لمحات بعد واپس بھی پلٹ جاتے۔۔ انکی دنیا۔۔ اس الگ تھلگ۔۔ شہر سے کئی میل کے فاصلے پر واقع بستی سے خاصی مختلف تھی۔۔ وہ اس گاؤں نما بستی کے لوگوں سے مانوس نہیں ہونا چاہتے تھے۔۔

اور نہ ہی کبھی رانا نے انہیں اس بات پر مجبور کیا تھا۔۔ وہ کبھی ان کے خوابوں کے درمیان نہیں آئی تھیں۔۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے ہر خواب۔۔ ہر ارمان، اور ہر خواہش کا گلا دبا کر۔۔ اپنے اندر ہی دفن بھی کر لیا تھا۔۔ لیکن وہ اپنے اس حساس سے بچے کا کیا کرتیں۔۔؟ جو دن بدن سہیل کی توجہ کے لیے جھلستا جا رہا تھا۔۔ وہ اندر ہی اندر ختم ہونے لگا تھا۔۔ اب اسے آئے دن بخار رہتا اور صحت بھی تیزی کے ساتھ گرتی چلی جاتی۔۔

ایک دن سہیل اپنی چمچماتی گاڑی میں شہر کو واپس پلٹ رہے تھے کہ وہ رانا کی آغوش سے نکل کر اس گاڑی کے پیچھے دوڑتا گیا۔۔ رانا اسے آوازیں دے کر بلاتی رہ گئیں لیکن وہ انکی آواز پر نہیں رکا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس سمے اس کی عمر دس سال تھی۔۔ مستقل بیمار رہنے کے باعث جسم پر چڑھا گوشت بمشکل ہڈیوں کے ڈھانچے کو چھپانے میں مددگار ثابت ہورہا تھا۔ وہ ننگے پیر انکی دھول اڑاتی گاڑی کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔۔ وہ شاید رو بھی رہا تھا۔۔ انہیں پکار بھی رہا تھا۔۔

سہیل نے ماتھے پر بل ڈال کر ایک نگاہ شیشے پر ڈالی اور پھر ڈرائیور کو گاڑی مزید تیزی سے نکالنے کا اشارہ کیا۔۔ اسکی رفتار گاڑی کی رفتار سے میل نہیں کھائی تو وہ کسی پتھر سے ٹکرا کر بری طرح دھول سے اٹی زمین پر آگرا۔۔ اسکا چہرہ مٹی میں اٹ چکا تھا۔۔ لباس خاک آلود ہو گیا تھا۔۔ اسکے گرم گرم آنسو مٹی میں جذب ہورہے تھے۔۔ وہ بری طرح رو رہا تھا۔۔ سینے میں اٹھتی شدید تکلیف اور سر میں ابھرتے درد نے اسکے لیے پل بھر کو دنیا دھندلا دی تھی۔۔

پھر کسی نے اسے آواز دی۔۔ وہ چونکا۔۔ اپنا سر مٹی سے اٹھا کر اس شخص کی جانب دیکھا۔۔ وہ ایک پینتیس سالہ بہت اونچا سا مرد تھا۔۔ اسکا جسم کسرتی تھا اور آنکھیں گہری سرمئی تھیں۔۔ مسکراتے چہرے پر عجیب سی نرمی لیے وہ شخص اسے پہلی ہی نظر میں بہت اچھا لگا تھا۔۔

یہ اسکا اور طالوت کا پہلا سامنہ تھا۔ پھر اس نے حرم کی جانب ہاتھ بڑھایا تو جانے اس نے کیسے آگے بڑھ کر وہ ہاتھ تھام لیا تھا۔ طالوت نے اسے اپنے پیروں پر بمشکل کھڑا کیا حالانکہ اسکے قدم اس سمے بری طرح لرز رہے تھے۔۔ پھر وہ اسکے سامنے گھٹنوں کے بل جھکا۔۔ اسکے لباس سے گرد جھاڑی۔۔

"کسی کے پیچھے خود کو اتنا ذلیل نہیں کیا کرتے حرم۔۔! یہ انسان کی توہین ہے۔۔ "

اپنا نام اس اجنبی کے منہ سے سن کر اسکی بھوری آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تمہیں۔۔میرا نام کیسے پتہ۔۔؟"

"مجھے تو یہ بھی پتہ ہے کہ تم رانا بیگم کے بیٹے ہو۔۔یہ بھی کہ تمہارے بابا کا نام سہیل اریبی ہے۔۔یہ بھی کہ تمہارے دادا ایک نجی ایجنسی کے گن مین تھے۔۔"

وہ اسکے انکشافات سن کر گنگ رہ گیا تھا۔اتنا تو اسے بھی اپنے دادا کے بارے میں نہیں پتہ تھا۔زندگی میں پہلی دفعہ اسکے آنسو کسی اجنبی نے خشک کی ئے تھے۔۔ پھر وہ اجنبی اسکی زندگی کا ایک ایسا گہرا حصہ ثابت ہوا کہ اس نے طالوت کے بغیر اپنی زندگی تصور کرنا ہی چھوڑ دی۔ وہ اسکے لیے اسکا دوست۔۔ اسکا ساتھی۔۔ اسکا دشمن۔۔ اسکا استاد۔۔ اسکا سب کچھ بن گیا تھا۔

طالوت اسکے دادا کا شاگرد رہا تھا۔اسکے دادا ایک نجی ایجنسی کے شوٹر رہے تھے۔اور سہیل کی شادی چونکہ انہوں نے خود کروائی تھی تو وہ اس سہیل کی نفرت سے بھی بخوبی واقف تھے۔۔ سہیل اپنے اس گھرانے کو ناپسند کرتا تھا۔۔وہ اس بستی میں واقع گھرانے کو مکروہ سمجھتا تھا۔۔دادا کو سب پتہ تھا۔۔اسی لیے دادا نے اپنے سب سے قابل شاگرد کو حرم کی ذمہ داری سونپی تھی۔مرنے سے قبل انکی زبان پر اپنے پوتے کا ہی نام تھا۔۔یہ اس نے طالوت سے سن رکھا تھا۔۔

طالوت اب خود بھی اس بستی سے ذرا فاصلے پر ایک ایجنسی میں ٹریزر تھا۔وہ ادھر بہت سے بچوں کو شوٹنگ کی ٹریننگ دیا کرتا تھا۔وہ ایک خاص قسم کی ایجنسی تھی۔۔اس میں ہاسٹل تھا۔حرم،زاویار اور سارنگ جیسے بچوں کے لیے رہنے کی جگہیں تھیں۔۔اس ایجنسی کا اپنا ایک اسکول بھی تھا جس میں وہاں رہتے بچے زیرِ تعلیم تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لیکن اب طالوت کو اس بستی کے تین مزید بچوں کو بھی ٹریننگ دینی تھی۔۔ اسے ایسے بچوں کو مضبوط بنانا تھا جو اندر سے کھوکھلے ہوتے جا رہے تھے۔۔ ان بچوں کے اپنوں نے اس پر بہت سے قرض چڑھا رکھے تھے۔۔ اسے ان قرضوں کو ایسے ہی اتارنا تھا۔۔

سب سے پہلے اس نے حرم کو ڈھونڈا۔ پھر سارنگ کو۔۔ جسکے والدین نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ وہ اس علاقے میں ایک بوڑھی عورت کے ساتھ رہا کرتا تھا جس کی اولاد نے اسے بہت پہلے ہی گھر بدر کر دیا تھا۔ اور تیسرا۔۔ زاویار۔۔ جو حرم کی طرح اپنی ماں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔۔ کیونکہ اسکا باپ اسے اور اسکی ماں کو بہت پہلے ہی چھوڑ کر جا چکا تھا۔

اگلے دن طالوت اسکے گھر چلا آیا۔ رانا کو اسکے دادا کے بارے میں بتایا تو وہ پہلے سے انکے بارے میں علم رکھتی تھیں۔۔ دادا بارہا طالوت کا ذکر انکے سامنے کر چکے تھے۔ وہ اسکی ماں سے اجازت لینے آیا تھا۔۔ اسے اپنے ساتھ لے جانے کے لیے۔

رانا پہلے پہل تو تردد کا شکار ہوئیں لیکن پھر چونکہ یہ انکے مرحوم سسر کا قول تھا تو اسے ٹال نہ سکیں۔ ویسے بھی وہ اس بستی میں رہتے ہوئے کسی قابل نہیں ہو سکتا تھا۔ بہتر یہی تھا کہ وہ اس ایجنسی میں جا کر پڑھ لکھ جاتا۔

اس نے اپنا سامان باندھ لیا۔۔ وہ بستہ اٹھائے اگلے دن طالوت کے ساتھ نکل آیا۔۔ لیکن وہ اس راستے پر اکیلا نہیں تھا۔۔ اسکے ساتھ دو اور بچے بھی اسکے ہم عمر ہی تھے۔۔ اسے انکے نام نہیں پتہ تھے۔۔ اسے ان دونوں کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں تھا۔۔

لیکن وہ دونوں آگے جا کر اسکی زندگی کا ایک اہم حصہ ثابت ہونے والے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سارنگ تو اس سے بھی زیادہ کمزور تھا۔ وہ ڈرا ڈرا سا رہتا۔ کسی سے ایک سے زائد بات کرنے سے کترایا کرتا۔ زاویار البتہ ان دونوں سے خاصہ مضبوط اور مزاج کا تیز تھا۔۔ اسکی اکثر بچوں سے لڑائی ہوتی رہتی تھی۔۔ ہمیشہ ہی وہ کسی نہ کسی جھگڑے میں ملوث ہوتا تھا۔۔ ہمیشہ ہی اس نے کسی کا دانت یا پھر ہڈی توڑنی ہوتی تھی۔ حرم مزاج کا ٹھنڈا تھا۔۔ اسے جلدی غصہ نہیں آیا کرتا تھا۔ چھوٹی سی عمر میں بھی اسے معاملات سلجھانے اور مسائل سے نبٹنا آتا تھا۔

وہ تین بہت مختلف لوگ تھے۔۔

وہ تینوں ایک دائرے میں اکھٹے کر دی ئے گ ئے تھے۔۔

انہیں۔۔ ان دائروں میں ایک دوسرے کا معاون ثابت ہونا تھا۔۔

ایک ٹھنڈا مزاج رکھنے والا انتہائی نرم سا تھا۔۔ جسے پر سکون دماغ سے بڑے مسائل حل کرنے آتے تھے۔۔ حرم۔۔ آنے والے وقتوں میں اس ایجنسی کا بے رحم شوٹر!

ایک مخلوقِ خدا کی خدمت کا جذبہ اپنے اندر لی ئے پیدا ہوا تھا۔۔ جانوروں کا دیوانہ۔۔ ذہین اور محتاط۔۔ سارنگ۔۔

اور ایک خاصہ تیز اور طیش کا دلدادہ سمجھا جاتا تھا۔۔ جسے اپنے منہ سے زیادہ ہاتھوں سے بات کرنے کی عادت تھی۔۔ جو کہ اس ایجنسی کا سب سے خطرناک "فسٹ فائیٹر" بننے والا تھا۔۔ زاویار۔۔

ایجنسی کے اندر ہی انکے رہنے کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ یہاں پر انکی مکمل ٹریننگ کا بیڑا طالوت نے اٹھایا تھا۔۔ اب اسے ہی ان تینوں کا سرپرست ثابت ہونا تھا۔ اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان تینوں کو ٹریننگ کی ایسی کیا خاص ضرورت تھی؟ تو جواب یہ ہے کہ انکے گھرانے کا کوئی ایک فرد کسی غیر قانونی سرگرمی میں ملوث تھا۔ ان

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

غیر قانونی سرگرمیوں میں کام کرنے والوں کی گہری دشمنیاں تھیں۔۔ان گہری دشمنیوں سے حفاظت کے لیے ان بچوں کو اپنا اور اپنے گھر والوں کا محافظ ثابت ہونا تھا۔۔بس یہیں سے انکے اس سفر کا آغاز ہوا تھا۔۔

اس ایجنسی کا پہلا دن ان میں سے کسی کو بھی آج تک نہیں بھولا تھا۔طالوت نے انکے کمرے کی بتی جلائی اور پھر عین ٹھنڈ میں ان پر سے لحاف کھینچ لیے۔۔

وہ کسمسا کر بستر میں مزید دھنسنے لگے لیکن وہ انہیں اٹھا کر بستر سے نیچے اتار چکا تھا۔حرم اور سارنگ تو خاموشی کے ساتھ بستر سے نکل آئے لیکن پھر ایک زاویار جیسا گدھا بھی تو انکے ساتھ تھا۔

وہ طالوت پر پوری قوت سے چلایا تھا۔۔اور اگلے ہی پل اسے پوری قوت سے چانٹا بھی پڑ چکا تھا۔۔

" دس راؤنڈ آوٹ ڈور شوٹنگ کلب کے۔۔اور ٹھنڈے پانی میں بیس ڈبکیاں۔۔ناؤ۔۔!!!

ان تینوں نے طالوت کا ایسا سخت روپ اس دن پہلی دفعہ دیکھا تھا۔انہیں ایجنسی کا مخصوص لباس بھی فراہم کیا گیا تھا۔وہ اور سارنگ اس لباس کو زیب تن کیئے آوٹ ڈور شوٹنگ رینج میں کھڑے تھے اور زاویار چہرے پر اس بچپن میں بھی بڑوں کی سی سختی لیے بھاگ کر چکر لگاتا جا رہا تھا۔۔

ان دونوں نے طالوت کی روگردانی کرنے سے پہلے ہی دن توبہ کر لی تھی۔وہ پہلا دن تھا جب اسکے معصوم ہاتھوں نے بندوق کو تھاما تھا۔۔اسے آج بھی یاد تھا کہ اسکے ہاتھ اس پہلے دن کانپ رہے تھے۔طالوت اسکے کھڑے ہونے کی پوزیشن کو درست کر رہا تھا۔۔پھر وہ اسے نشانے پر اپنی نگاہیں مرکوز رکھنا سکھا رہا تھا۔۔پھر وہ اسے جھک کر اپنا بچاؤ کرنے کی مشق کر کے دکھا رہا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ان تینوں کی فیس کی ادائیگی بھی طالوت کے ذمے تھی۔ وہ اس ایجنسی میں اسکے بچے گردانے جاتے تھے۔ اور وہ جتنا نرم ٹریننگ سینٹر سے باہر رہا کرتا تھا۔۔ اتنا ہی سخت وہ انکے ساتھ اس سینٹر کے اندر رہا کرتا تھا۔۔ وہ اس کی ذمہ داری تھے۔۔ اور ذمہ داریاں کڑی نگرانی کے بغیر کہاں نبھائی جاتی ہیں !

لیکن وہ تینوں ابھی تک ایک دوسرے سے مانوس نہیں ہو پائے تھے۔ سارنگ ڈرتا تھا۔۔ حرم خاموش رہتا تھا۔۔ اور زاویار کو جھگڑنے سے فرصت نہیں ہوا کرتی تھی۔۔

لیکن پھر ایک ایسا دن ان پر وارد ہوا جس کے بعد انکی دوستی نے ایک نیا رُخ اختیار کر لیا۔۔ وہ دن اسکی زندگی کا خوشگوار ترین دن تھا۔۔ اگرچہ اس دن کا آغاز بہت برا ہوا تھا۔۔ لیکن اسکا اختتام بہت اچھا تھا۔۔ اور جسکا اختتام خوشگوار ہو۔۔ ان پر آغاز کا کوئی سایہ نہیں ٹھہر سکتا۔۔ !

****

ایجنسی میں اور بھی بہت سے بچے شوٹنگ کے لیے آیا کرتے تھے۔ کچھ ان کی طرح ہی اسکے ہاسٹل میں رہائش پذیر تھے۔ مسئلہ یہ ہوا کہ اس دن برابر کمرے میں موجود لڑکوں نے حرم کی بندوق کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر کے اسے کہیں چھپا دیا تھا۔ شام میں جب وہ اسکول کی پڑھائی کے بعد اپنے کمرے میں چلا آیا تو اسے اپنی گن نہیں ملی۔۔ اس نے ڈبل بیڈز تلے، اپنے اسٹڈی کے درازوں میں اور ایک عدد مشترکہ الماری میں۔۔ ہر جگہ تلاشنے کے بعد مایوسی اختیار کر لی۔۔ طالوت نے اسے حسبِ عادت شوٹ کی مشق کے لیے بلایا تو اسکے ہاتھ خالی تھے اور سر شرمندگی سے جھکا ہوا تھا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟ گن کہاں ہے تمہاری۔۔؟ "

اور اسے یاد تھا کہ اسکا سر مزید جھک گیا تھا۔ طالوت اٹھ کھڑا ہوا۔۔ اور پھر اس نے زندگی میں پہلی دفعہ حرم کے منہ پر زوردار تھپڑ رسید کیا تھا۔ اسکا چہرہ ہتک سے سرخ ہو چکا تھا۔ آس پاس کھڑے کئی اور لڑکوں کے درمیان اسے سخت ہاتھ کا بھاری چانٹا پڑا تھا۔۔ اس چانٹے کا نشان اسے اپنے رخسار پر اب تک محسوس ہوتا تھا۔

"اپنے ہتھیاروں کی حفاظت نہیں کر سکتے تو اپنے گھرانے کی اور اپنی کیا حفاظت کرو گے تم۔۔؟ "

وہ پھنکارا تھا۔ اسکی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر رخسار پر پھسلا۔۔ طالوت نے اسکی ٹھوڑی پکڑ کر بے رحمی سے چہرہ اونچا کیا تھا۔۔ اسکی سرمئی آنکھوں میں پہاڑوں کی سی سختی دیکھ کر حرم کا اندر باہر لرز کر رہ گیا تھا۔ خوف سے اسکا سانس اکھڑنے لگا۔۔

"میری آنکھوں میں دیکھو۔۔ "!

اور اس نے لرزتی پلکیں بمشکل اٹھا کر طالوت کی جانب دیکھا تھا۔ وہ ان آنکھوں میں دیکھتا رہا۔۔ یہاں تک کہ اسکے آنسو خشک ہو گئے۔۔ اسکے اندر خاموشی سی پھیلنے لگی۔۔ اسکے اندر مچلتا خوف پانی کی طرح بہنے لگا۔

"آج رات کی نیند بھول جاؤ۔۔ آج تم پوری رات جاگ کر اس شوٹنگ رینج میں اپنی گن کے ساتھ پریکٹس کرو گے حرم ارہبی۔۔! اور اپنے ہتھیار کو ڈھونڈو۔۔ جس نے ہتھیار کو ہاتھ لگانے کی ہمت کی ہے اسے سبق سکھاؤ۔۔ لڑکیوں کی طرح رونا بند کرو۔۔ "!

اس نے اسے ٹھوڑی سے پکڑ کر ہی پیچھے کی جانب دھکا دیا تھا۔ وہ چہرہ جھکائے اس میدان میں تب تک کھڑا رہا جب تک سب پلٹ نہ گئے۔ رات گہری ہونے لگی تو اسے طالوت کی جانب سے ایک اور گن عارضی طور پر دے دی گئی۔۔ تاکہ وہ اسکے ساتھ اپنی مشق کو جاری رکھ سکے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسے یاد تھا کہ اس رات سر مشتاق اسکے سر پر مسلط کیے گ ئے تھے۔ وہ اس ایجنسی کے جلاد تصور کیے جاتے تھے۔۔ انہوں نے ہر چوکتے نشانے پر اسکی کمر کا کوئی حصہ خالی جانے نہیں دیا تھا۔۔ وہ باریک سی لکڑی سے کمر کے مخصوص حصے پر مارا کرتے تھے۔۔ اور ہلکی سی کراہ پر ایک اور وار کے لیے مقابل کو تیار رہنا پڑتا تھا۔۔

اس نے اس رات جان لیا تھا کہ تکلیف پر خاموش رہنے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ اس نے اس رات جان لیا تھا کہ اپنے کام کے ساتھ کمٹڈ رہنے کی اذیت کس چیز کا نام ہے۔۔ وہ محض دس سال کا تھا۔۔ اور زندگی نے اسے دس سال ہی میں بہت ظالم روپ سے آشنا کروا دیا تھا۔ وہ پوری رات اپنی گن کے ساتھ مصروف رہا۔۔ اسے یہ ہتھیار اچھے لگنے لگے تھے۔۔ اسے ان ہتھیاروں سے انسیت محسوس ہونے لگی تھی۔۔ اسکے ہاتھوں کی لرزش سمٹ رہی تھی۔۔ اسکے اندر کا خوف زائل ہونے لگا تھا۔۔

دور بالکنی سے طالوت اسکی سخت تربیت کو بے تاثر نگاہوں سے تکتا رہا۔۔ پھر ہولے سے مسکرا کر اندر چلا آیا۔ وہ ہیرا تھا۔۔ لیکن کوئلے کی شکل میں۔۔ اس کی سخت تربیت اسے تراش کر ہیرے میں تبدیل کرنے والی تھی۔۔ اور طالوت کو اسے کوئلے سے ہیرا بنتے دیکھنے کی جلدی ہرگز بھی نہیں تھی۔۔

وہ اس بچے کو مستقبل کا ایک خطرناک شوٹر تصور کرتا تھا۔ اور پھر گزرتے اوقات نے دیکھا کہ زرآباد کی بستی میں اس سے زیادہ ظالم کوئی شوٹر پیدا نہ ہو سکا۔۔ !!!

****

اگلے دن اسکے جسم کا ہر حصہ بے طرح درد کرنے لگا تھا۔ وہ اپنے بستر پر دراز ہونے سے قاصر تھا۔۔ کیونکہ اسکی کمر زخمی ہو چکی تھی۔۔ اور بعض زخموں سے تو خون بھی رس رہا تھا۔۔ اس نے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا ہاتھ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شانے کے اوپر سے گھمایا۔۔ اور بمشکل اپنی پیٹھ پر آئے زخموں پر مرہم لگانے لگا۔۔ اسے اپنے زخموں پر مرہم لگانے کی عادت ڈالنی ہی تھی۔۔

تازہ زخموں میں ہوتی جلن کے باعث اسکی آنکھوں میں آنسو سے بھر گئے تھے۔ اس نے آگے جھک کر بیسن کے کناروں کو تھاما۔۔ اپنے دانت جما لیے۔۔ وہ نہیں روئے گا۔۔ وہ رونے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔۔ اسکی آنکھیں ضبط سے سرخ پڑنے لگیں۔۔

یہ وہ پہلا زخم تھا جس پر اس نے مرہم خود رکھا تھا۔۔ اب اسے آخر تک یہ مرہم خود پر رکھنے ہی تھے۔ بقول طالوت کے۔۔ جو زخمی ہونے کا ہنر رکھنا جانتا ہو، اسے مرہم رکھنے کا ہنر بھی سیکھ لینا چاہیئے۔ کیونکہ زخم اور مرہم ایک دوسرے سے جدا نہیں کیے سکتے تھے۔۔

سارنگ نے اسکی سرخ پشت دیکھی تو اسکی آنکھوں میں آنسو سے بھر گئے۔۔ زاویار بھی اسی لمحے کمرے میں چلا آیا تھا۔۔ اسکی پشت کو بغور دیکھا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟ "

"جلاد۔۔ "

اس نے بے تاثر سا کہا تھا۔ زاویار کے لب "اوہ" میں سکڑے تھے۔ سارنگ نے آنسو صاف کر کے اسکی پشت کو ایک بار پھر سے دیکھا۔۔

"بہت تکلیف ہو رہی ہو گی ناں۔۔ "

زاویار اور حرم نے اسکے بے تکے سے استفسار پر ایک ساتھ ہی آنکھیں گھمائی تھیں۔

"کوئی کام ہے تمہیں رونے کے علاوہ۔۔؟ "

زاویار نے بیزار سی نگاہ اس پر ڈالی تو سارنگ نے ناراض ہو کر چہرہ ہی پھیر لیا۔۔ "چلو جی"۔۔یہی نکلا تھا بس زاویار کے منہ سے۔۔

"میرا ہتھیار نہیں مل رہا۔۔پورے کمرے میں دیکھ لیا ہے میں نے۔۔کیا تم لوگوں نے دیکھا۔۔؟ "

اس نے پوچھا تو ان دونوں نے نفی میں سر ہلا دیا۔وہ دونوں لاعلم تھے حرم جانتا تھا۔زاویار نے بغور اسکی پشت دیکھی تھی۔۔پھر ہولے سے بولا۔۔

"برابر والوں کے یہاں دیکھو۔تم ایک اچھے شوٹر ہو۔۔بہت سے ٹرینیز جلتے ہیں تم سے۔۔ "

اسکی بات پر وہ اور سارنگ دونوں چونکے تھے۔

"کیا مطلب۔۔؟ "

"اتنے بدھو کیوں ہو تم دونوں۔۔؟وہ تمہیں طالوت کی نگاہوں میں گرانا چاہتے ہیں۔جو تم انکی نگاہوں میں ہو۔۔ وہ وہاں اپنا مقام دیکھنا چاہتے ہیں۔۔ہوش میں آؤ۔ "

اس نے ایسی نہج پر پہلے کبھی نہیں سوچا تھا۔اسی شام وہ دبے قدموں برابر والوں کے کمرے کا دروازہ کھولے اندر چلا آیا تھا۔یہ پہلا کمرہ تھا جو اس نے بنا کسی اجازت کے چھان مارا تھا۔اسے یاد تھا کہ اسکی پیشانی پر پسینے کی بوندیں ابھری ہوئی تھیں اور سانس بھی چڑھا ہوا تھا۔۔لیکن گزرتے وقت میں اس نے اتنے کمروں کو بنا اجازت کے چھان لیا تھا کہ اب اسے سائے کی طرح کہیں بھی داخل ہوتے وقت دقت کا سامنہ نہیں کرنا پڑتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

خیر۔۔اس کمرے میں روشنی گل ہونے کی وجہ سے خاصہ اندھیرا تھا۔اسکے ہاتھ لرز رہے تھے۔۔ماتھے پر بار بار پسینے کی بوندیں نمودار ہو رہی تھیں۔۔لیکن وہ پھر بھی اپنے اعصاب پر قابو رکھتے ہوئے ایک ایک دراز کھول کر دیکھتا جا رہا تھا۔۔اور پھر آخری دراز میں۔۔کپڑوں تلے اسے اپنا ہتھیار مل ہی گیا تھا۔۔اس نے جیسے ہی ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھایا کسی نے کمرے کی بتیاں روشن کر دیں۔۔پھر انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔۔اسے گھسیٹ کر راہداری میں لے آئے ۔۔ وہ اس سے عمر میں بڑے اور تگڑے لڑکے تھے۔۔حرم انکے مقابلے پر کمزور تھا۔۔

اور پھر دور سرے پر زاویار سارنگ کے ساتھ نمودار ہوا تھا۔۔پہلے تو وہ لڑکوں کی لاتوں کے درمیان حرم کو دیکھ کر جم سا گیا تھا اور پھر حرم کو یاد تھا کہ اس نے راہداری کے اس سرے سے ہی۔۔ان لڑکوں کو۔۔گالی دی تھی۔۔وہ بہت خراب گالی تھی۔۔لیکن وہ زاویار تھا ناں۔۔اس سے کچھ بعید نہیں تھا۔۔

پھر وہ بھاگتا ہوا آگے آیا اور اچھل کر ایک لڑکے کو ایسی لات ماری کہ وہ اپنے ساتھی سمیت اڑتا ہوا دور جا گرا تھا۔اس نے حرم کے گریبان پر جھکے لڑکے کو مار مار کر ادھ موا کر دیا تھا۔۔حرم بھی اٹھ کھڑا ہوا۔۔اور پھر اس نے بھی اپنی مٹھیاں بند کر لیں۔۔انہیں گھما گھما کر مارتے ہوئے اس نے ان لڑکوں کے چہرے سرخ کر دیے تھے۔۔

کسی نے انکی ہاتھا پائی کی شکایت طالوت سے کر دی تھی۔وہ اگلے ہی پل گلے میں لٹکی سیٹی بجاتے ہوئے راہداری میں نمودار ہوا تھا۔۔راہداری کی حالت قابلِ دید تھی۔۔سارنگ کے ہاتھ میں کرسی تھی جو اس نے مقابل ساتھی پر بلند کر رکھی تھی۔اسکی ناک سے خون نکل کر لبوں پر لگ گیا تھا۔۔زاویار ایک لڑکے پر بیٹھا اسکے چہرے کو مکوں سے مسخ کر دینے پر تلا ہوا تھا۔۔اور حرم۔۔اس نے ایک لڑکے کو حلق سے پکڑ کر دیوار سے لگا رکھا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایک مکا جو ابھی اس نے مارنا تھا وہ ویسے ہی فضا میں معلق رہ گیا تھا۔۔طالوت نے بے حد ٹھنڈی نگاہوں سے ان سب کو دیکھا تھا۔ یہ لڑکوں کا ہاسٹل تھا اور بلا شبہ یہاں ایسے جھگڑے ہوتے رہتے تھے۔

"حرم۔۔سارنگ اور زاویار۔۔تینوں میرے آفس میں ابھی کے ابھی آئیں۔۔ "

کچھ ہی دیر میں وہ تینوں اپنے پھٹے ادھڑے گریبان لیے، بہتے خون کو آستینوں سے رگڑتے طالوت کے آفس میں اسکے سامنے کھڑے تھے۔۔

"یہ سب کیا بیہودگی تھی۔۔؟ "

"یہ بیہودگی انہوں نے شروع کی تھی۔۔ "

سب سے پہلا جواب حرم کی جانب سے موصول ہوا تھا۔طالوت نے محظوظ نگاہوں سے دیکھا تھا اسے۔یہ لڑکا تبدیل ہو رہا تھا۔۔یہ وہ بن رہا تھا جو طالوت اسے بنانا چاہتا تھا۔

"اور پھر۔۔؟ "

"پھر ختم ہم نے کر دیا۔ختم کرنے والے کی ہی جیت ہوتی ہے۔۔ "

یہ جواب زاویار کی جانب سے ملا تھا اسے۔ایسا جواب اسی کی جانب سے آسکتا تھا۔اس نے سر ہلا کر سمجھتے ہوئے نگاہیں ڈرے سہمے سے سارنگ کی جانب پھیریں۔۔

"میں نے کچھ نہیں کیا ہے سر۔۔یہ۔۔یہ دونوں مجھے خراب کر رہے ہیں۔۔مجھے انکے ساتھ نہیں رہنا۔۔ "

"بالکل۔۔"طالوت نے مسکرا کر ایک بار پھر سے سر ہلایا تھا۔پھر ان تینوں کی جانب باری باری دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"دس راؤنڈ آوٹ ڈور سینٹر کے۔۔اور رات کا کھانا بند۔۔اب آپ تینوں جاسکتے ہیں۔۔ "

اور وہ تینوں سر جھکائے پلٹ آئے تھے۔ سارنگ ایک بار پھر سے روتا ہوا ان دونوں کو کوس رہا تھا۔ زاویار نے اسے گردن سے دبوچ کر خود سے قریب کیا۔۔

"چھوڑو۔۔ چھوڑو مجھے۔۔ "

"اپنا منہ بند رکھو نہیں تو ان لڑکوں سے زیادہ مارونگا تمہیں۔۔ سمجھے۔۔ "

اس نے اپنی کنچئی آنکھوں سے اسے گھور کر دیکھا اور پھر اسکی گردن کو جھٹکا دیا تو سارنگ سہم سا گیا۔ان سے دو قدم آگے چلتے حرم نے سر ہلایا تھا۔۔ان دو گدھوں کے ساتھ جانے وہ کیسے رہنے والا تھا؟

دن چڑھی جھلستی دھوپ تلے وہ تینوں گراؤنڈ کی دوڑ لگا رہے تھے۔سارنگ تو ہر دو راؤنڈز بعد وقفہ لیا کرتا تھا لیکن حرم اور زاویار کے اندر بھری توانائی ناقابلِ یقین تھی۔اس رات وہ اپنے خالی معدوں کو ہاتھ سے پکڑے بستروں پر لوٹ رہے تھے۔ بھوک بھوک بھوک۔۔

"تم دو جنگلیوں کی وجہ سے میں بھی کھانے سے محروم رہا ہوں۔۔ "

وہ ایک بار پھر سے کرّاہ رہا تھا۔زاویار، حرم کے بستر پر کود پڑا۔

"کیا ضرورت تھی اپنی منحوس گن کو یوں چوراہے پر رکھنے کی۔۔؟ "

اس نے اپنی ٹانگوں میں حرم کا سر پھنسا کر مروڑا تو وہ کراہا۔پھر اس نے اسے بستر سے دھکا دیا تو وہ لڑھکتا ہوا زمین پر جا گرا۔ان دونوں کی ہاتھا پائی پر سارنگ کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا سوائے اسکے کہ وہ بھی انکے اوپر کود پڑتا۔۔ اور پھر اس نے بھی وہی کیا۔۔ وہ ان دونوں کے اوپر اپنے بیڈ سے کود گیا۔۔وہ تینوں اب زمین پر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لوٹ پلوٹ ہوتے ہوئے گتھم گتھا تھے۔۔ پھر ان تینوں نے ایک فیصلہ لیا۔۔ ہاسٹل کے مشترکہ باورچی خانے سے کھانا چرا کر کھانے کا فیصلہ۔۔

لیکن برا ہوا۔۔وہ باورچی ہارون کے ہاتھوں پکڑے گئے۔۔ ایک بار پھر سے ڈیٹینشن ان تینوں کا انتظار کر رہی تھی۔۔

"سزائیں دینے والے کو شرم آگئی ہے لیکن تم تین بے شرموں کو ذرا جو حیا آتی ہو۔۔ "

یہ جملہ طالوت اب انہیں اکثر کہنے لگا تھا۔ان کے جسم مضبوطی اختیار کرنے لگے تھے۔وہ قد نکال رہے تھے۔۔ بڑے ہو رہے تھے۔۔پٹھے اپنی جگہوں پر برابری سے جمے ہوئے تھے۔۔ ان تینوں کا توازن بہت اچھا تھا۔۔ وہ باآسانی گرا نہیں کرتے تھے۔ دھکا لگنے پر بھی انکا توازن برقرار رہتا تھا۔

مہینوں میں کبھی وہ اپنے گھر چلے آتے تھے۔چند دن ٹھہرتے اور پھر واپس اپنی دنیا کی جانب پلٹ جاتے۔

انکی ڈیٹینشنز بڑھتی جا رہی تھیں۔۔اور سب سے زیادہ پینالٹی زاویار کو موصول ہوتی تھی۔۔بقول حرم کے۔۔ اسکے اندر انسانی روح تو ہرگز بھی موجود نہیں تھی۔۔اسکے اندر کسی جن بھوت کی روح نے بسیرا کر رکھا تھا۔

وہ بور ہوتا تو کینٹین میں بیٹھے بیٹھے اپنی ٹانگ کرسی سے ذرا باہر نکال دیتا۔سامنے سے بے خبر چلتے لڑکوں میں سے کوئی اسکی ٹانگ کی وجہ سے الجھ کر کھانے کی ٹرے سمیت اوندھے منہ جا گرتا تھا۔۔ پھر کینٹین۔۔ کینٹین نہ رہتی۔۔وہ اکھاڑہ بن جاتی۔۔اور سب بنا دیکھے جانتے تھے کہ اسے اکھاڑے میں تبدیل کرنے والی مخلوق کا نام کیا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کہیں لڑکے جھنڈ کی صورت کھڑے ہوتے تو دور سے دیکھنے والوں کو اندازہ ہوتا کہ یقیناً اس جھنڈ کو اکھٹا کرنے والا۔۔زاویار سلطان۔۔ہی ہو گا۔۔اس نے غصے میں آ کر کسی کا دانت توڑ دیا ہو گا یا پھر۔۔کسی کی پسلی۔۔شاید۔۔دیکھنے والے اثر لیے بغیر شانے اچکا کر گزر جاتے۔۔

وہ جھگڑے کرنے اور ہاتھوں سے لڑنے میں مہارت رکھنے والا لڑکا مشہور ہو گیا تھا۔سب لڑکے اس سے اب دبتے تھے۔۔وہ ایک بے تاثر سا ابرو اٹھا کر دیکھتا اور پھر سب اپنی پناہ گاہوں کی جانب پلٹ جانے ہی میں عافیت محسوس کرتے۔۔

حرم ان دونوں سے زیادہ ذہین تھا۔۔اسکی شوٹنگ اسکلز اس قدر اچھی تھیں کہ اس پوری ایجنسی میں اب کوئی بھی ٹرینی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔آٹو میٹک، سیمی آٹو میٹک، شاٹ گنز، رائفل، اسنائپر، روالور، پسٹل۔۔غرض یہ کہ اسے چھوٹے سے چھوٹا۔۔اور بڑے سے بڑا ہتھیار ہینڈل کرنا آتا تھا۔۔اور یہ اس نے ایک رات کی محنت سے ازبر نہیں کیا تھا۔۔ان ہتھیاروں کے ساتھ اچھا ہونے کے لیے اس نے اپنی زندگی کی بیشتر راتیں کالی کی تھیں۔۔کیونکہ مہارت تو خون پسینے کے بعد ہی رگوں میں دوڑا کرتی تھی۔۔اس کا تعلق کسی سست اور نکمے انسان سے ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔

زاویار کو ہتھیاروں میں کبھی اتنی دلچسپی نہیں رہی تھی۔اسی لیے وہ اس ایجنسی کا شوٹر نہیں بلکہ "فسٹ فائٹر" تصور کیا جانے لگا تھا۔اسکے ہاتھوں میں فولادی طاقت تھی۔۔اسکے مکے کھانے کے بعد کئی لڑکوں کے جبڑے اگلے کئی دنوں تک ہلتے رہتے تھے۔

اور ایک سارنگ تھا کہ جسے جانوروں کو اپنے چھوٹے سے کمرے میں لا کر رکھنے کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں تھا۔ہمیشہ اسکا اور زاویار کا جانوروں پر جھگڑا ہوا کرتا تھا۔زاویار اسٹڈی ٹیبل پر بیٹھا ہوتا اور دراز سے جھک کر قلم نکالنے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لگتا تو دراز سے ایک عدد چوزہ بر آمد ہو جاتا۔۔ وہ اپنے جوتے ڈھونڈنے بستر تلے جھکتا تو بلی کا بچہ اسکے جوتے میں منہ مارے کھانا کھا رہا ہوتا۔۔ وہ جوتا اٹھاتا اور سیدھا سارنگ کے سر پر دے مارتا۔۔ لیکن پھر بھی وہ اپنی عادت سے باز نہیں آتا تھا۔۔ غرض یہ کہ جب تک وہ اس ایجنسی میں مقیم رہے تب تک انکے کمرے میں کبوتر، بلیاں، کتے، چوزے اور رنگ رنگ کی چڑیوں نے بسیرا کئے رکھا۔۔ جہاں سارنگ وہاں جانور۔۔ جہاں جانور وہاں سارنگ۔۔ !!

حرم اور زاویار کو اپنے اندر جانوروں کے ساتھ رہنے کی عادت ڈالنی ہی پڑی۔ اب انکے ارد گرد کبوتر اڑ رہے ہوتے۔۔ چوزے انکے پیروں تلے آکر مرتے مرتے بچتے۔۔ بلیاں انکے سر پر ناچ رہی ہوتیں لیکن انکی مجال تھی کہ آواز نکال سکتے۔۔

اور ایک دن تو حد ہی ہو گئی۔۔ حرم اپنے یونیفارم کے کوٹ سے پین نکالنے کے لیے ہاتھ ڈالنے لگا تو اندر سے اسکے ہاتھ میں خرگوش کا بہت پیارا سا بچہ آ گیا۔ یقیناً سارنگ نے وہ جلد بازی میں اسکے کوٹ کی نذر کر دیا تھا۔ وہ خرگوش اتنا چھوٹا اور نرم تھا کہ حرم کلاس چھوڑے اسے دیکھنے لگا۔۔ آہستہ آہستہ ساری کلاس اس ننھے خرگوش کی جانب متوجہ ہو گئی۔۔ سر مشتاق چلاّ رہے تھے لیکن خرگوش بہت پیارا تھا۔۔ وہ چلاتے رہتے ان سب کی بلا سے۔۔

پھر زیادہ کچھ نہیں ہوا۔۔ وہ اس ننھے خرگوش کے ساتھ دھوپ میں کھڑا کر دیا گیا۔۔ اور پھر بہت آہستگی سے اسکے ساتھ زاویار بھی آ کھڑا ہوا۔۔ اس نے چہرہ پھیر کر اسے دیکھا تھا۔۔

"کیا نکلا تمہاری جیب سے۔۔؟ "

"چڑیا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سارنگ بھی ان دونوں کے ساتھ سزا میں آ کھڑا ہوا تھا۔وہ انکے پوچھنے سے پہلے ہی بتانے لگا۔۔

"میرا کبوتر پیچھے آ گیا تھا میرے۔۔ پھر کچھ نہیں ہوا۔۔ سر رمیش کمار کی وِگ لیے وہ پوری ایجنسی میں گھومتا رہا۔۔ "

حرم اور زاویار ہنستے ہنستے گرنے لگے تھے۔ان تینوں کو دور سے دیکھتا طالوت بہت ہولے سے مسکرایا تھا۔وہ تینوں اسکی محنت کا ثمر تھے۔

سارنگ منظرِ عام پر آ کر کام کرنے والا انسان نہیں تھا۔۔وہ کمپیوٹرز کے ساتھ اچھا تھا۔۔اسے ہمیشہ اسکرین کے پیچھے کا کام ہی دیا جاتا تھا۔۔

جو جس چیز میں دلچسپی رکھتا تھا طالوت نے ان تینوں کو اسی نہج کی جانب موڑ کر انہیں تیز دھار خطرناک سے ہتھیار میں تبدیل کر دیا تھا۔۔دس سال تک وہ اس ہاسٹل میں اکھٹے رہے تھے۔۔دس سالوں نے انہیں معصوم سے عمیق بنا دیا تھا۔۔گہرا بنا دیا تھا۔۔ قابل بنا دیا تھا۔۔۔اب وہ طالوت کے ساتھ اکثر بیٹھ کر چائے پی رہے ہوتے تھے۔ وہ بوڑھا ہونے لگا تھا۔۔ اور اب ان تینوں سے بے حد مانوس بھی ہو چکا تھا۔۔ وہ تینوں اپنے گھروں کی جانب پلٹتے تو طالوت کو اس ایجنسی میں خاموشی کچھ زیادہ ہی محسوس ہونے لگتی تھی۔۔وہ تینوں اس ایجنسی کا فخر تھے۔۔وہ اس ایجنسی کا خون پانی تھے۔۔وہ اس ایجنسی کی جان تھے۔۔

****

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ان تینوں نے اپنی عمروں کے ساتھ زندگی کے بیسویں سال میں قدم رکھ دیا تھا۔وہ بچے جو گرد سے اٹے لباس لیے۔۔ پھٹی چپلوں اور میلے کچیلے سے اس ایجنسی میں داخل ہوئے تھے اب خاصے بدل چکے تھے۔ وہ تینوں ہی وجیہہ تھے۔۔ جاذب نظر تھے۔۔ انکے قد کاٹھ دراز اور پر کشش تھے۔۔

حرم اب اس ایجنسی کا ایک اہم کردار گردانا جاتا تھا۔اسے طلباء کے جھگڑوں سے نمٹنے کے لیے اکثر بلایا جانے لگا تھا۔اسی دوران سہیل اسکی ایجنسی چلے آئے۔۔ انہیں شاید رانا نے حرم کی تعلیم کے بارے میں بتادیا تھا۔۔ اور وہ اپنے تجسس کے باعث اس جانب کا رُخ کیے چلے آئے تھے۔۔

وہ ایک گرم ترین دن تھا۔ فضا میں گھٹن کا احساس عام دنوں سے زیادہ محسوس ہوتا تھا۔وہ اپنے بستر پر دراز، ہاتھ میں کتاب تھامے انہماک سے مطالعے میں مصروف تھا کہ طالوت کی جانب سے اسکا بلاوہ آگیا۔۔وہ کتاب رکھ کر کمرے سے باہر چلا آیا۔۔اس نے جینز کے ساتھ بٹن شدٹ زیب تن کرر کھی تھی۔بالوں کو ماتھے پر گرائے، بھوری آنکھوں سے جائزہ لیتا وہ طالوت کے آفس میں چلا آیا تھا۔۔

لیکن پھر اندر براجمان سوٹڈ بوٹڈ سے سہیل کو دیکھ کر اسکے اعصاب اگلے ہی پل جم کر پگھلے تھے۔۔طالوت اسکے برابر سے گزر رہا تھا کہ لمحے بھر کو ٹھہر گیا۔۔ پھر گہرا سانس لے کر اسکے کندھے کو تھپتھپایا اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔وہ بے تاثر چہرہ لیے۔۔خاموشی سے سہیل کے مقابل آبیٹھا تھا۔وہ اسکی چڑھتی جوانی کو دیکھ کر حیران ہوئے بنا نہ رہ سکے تھے۔۔

"تم کتنے بڑے ہوگ ئے ہو حرم۔۔! مجھے کبھی اندازہ نہیں تھا کہ تم بڑے ہو کر اس کیر زما کے مالک ہوگے۔۔ !"

اس نے اپنی بھوری سپاٹ آنکھیں سہیل کے چہرے پر اٹھائی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیوں آئے ہیں آپ یہاں۔۔؟ "

"کیا مطلب۔۔؟ میں تم سے ملنے نہیں آسکتا کیا۔۔؟ "

سہیل کی آنکھوں میں للچاتی لالچ دیکھ کر وہ تلخی سے مسکرایا تھا۔ پھر سمجھ کر سر ہلاتا سیدھا ہو بیٹھا۔۔

"تو پھر۔۔ کیوں آئے ہیں آپ۔۔؟ "

اس نے اپنا سوال ایک بار پھر دوہرایا تھا۔ سہیل آگے ہو بیٹھے۔۔ انہیں حرم چاہیئے تھا۔۔ انہیں اپنا بزنس آسمانِ دنیا تک پہنچانے کے لیے اس ذہین آنکھوں والے لڑکے کی ضرورت تھی۔۔

"میں نے کہاناں ک۔۔۔ "

"سچ۔۔ مجھ سے صرف سچ بولیں آپ۔۔ "

اس نے اتنی قطعیت سے سہیل کی بات کاٹی تھی کہ وہ چند پل کے لیے اسے دیکھ کر رہ گئے تھے۔ پھر وہ کھنکھار کر پیچھے ہو بیٹھے۔ کوٹ کا بٹن بند کیا۔۔

"تمہیں لے جانے آیا ہوں میں اپنے ساتھ۔۔ "

حرم کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ پھر کئی لمحات تک سہیل کو خالی خالی سا تکتا رہا۔۔

"نہیں جانا مجھے۔۔ "

"حرم میں باپ ہوں تمہارا۔۔ "

"اتنے سالوں میں یاد آگیا آپکو کہ آپ باپ ہیں میرے "!

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ ایسا طنز تھا کہ سہیل کے لب اگلے ہی پل بھنچ سے گ ئے تھے۔

"مجھے تمہاری ضرورت ہے۔۔ "

"مجھے بھی آپکی ضرورت تھی۔۔ "!

اسکی آنکھیں گلابی پڑنے لگی تھیں۔ اسے اپنے بچپن کا ہر محروم لمحہ یاد آنے لگا تھا۔ اسکا دل کیا سامنے رکھا ٹیبل الٹ دے۔۔ سہیل کو دھکے مار کر اپنی ایجنسی سے اٹھا کر باہر دھکیل دے۔۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ اس نے ہتھے پر رکھی مٹھی بھینچ لی تھی۔۔

"میں جانتا ہوں میں نے غلط کیا۔۔ "

"آپ جانتے ہیں۔۔ لیکن مانتے نہیں۔۔ "

"میں مان لونگا حرم۔۔ میں ہر ظلم کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔ "

وہ "اچھا" والا ابرو اٹھا کر ایک بار پھر سے انہیں دیکھنے لگا تھا۔ اب کہ اسکی مٹھی لبوں پر بند ہو کر جم چکی تھی۔ سنہری پیشانی پر بہت سے بل بالوں تلے چھپ سے گ ئے تھے۔۔ لمحے بھر کو اسکی بھوری کانچ سی آنکھوں میں تمسخر ابھرا تھا۔۔

"کیا ازالہ کرینگے آپ۔۔؟ کیا ازالہ کر سکتے ہیں آپ۔۔؟ کیا میری بچپن کی تلخ محرومیوں کو خوشگوار سے ایام میں بدل سکتے ہیں آپ۔۔؟ ماں جی کی خوبصورت جوانی کو تنہائی کی نذر کرنے کے بعد اب آپ انکی ڈھلتی عمر میں سہارہ بننے چلے آئے ہیں۔۔ خوب۔۔ اس ازالے کی بات کر رہے ہیں آپ۔۔؟ یا پھر اپنی اترتی عمر کے لیے

ایک عدد نوکر کی ضرورت آن پڑی ہے آپکو؟ اصل میں آپکے ازالے کے بہت سے مفاہیم واضح ہورہے ہیں مجھ پر۔۔ میں آپکے دوغلے پن کی وجہ سے کسی ایک پر یقین نہیں کر پارہا۔۔"

سہیل کے لب ادھ کھلے رہ گئے تھے اور آنکھیں اسکے نو عمر سے چہرے پر ہی جم کر رہ گئی تھیں۔ جو بچہ دروازے کی اوٹ میں چھپ کر روتا رہا تھا۔۔ اس بچے نے اپنے آنسو خشک کرنا سیکھ لیے تھے۔ اور جو آنسو صاف کرنا سیکھ جائیں انہیں کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔۔ اسے بھی اب سہیل کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ وہ اگلے ہی پل سپاٹ نگاہوں سے انکی جانب دیکھتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

"مجھ سے آئندہ رابطہ کرنے کی کوشش مت کیجیئے گا۔ میں آپکا کوئی چیپ سا پیکج نہیں ہوں جسے آپ جب چاہیں اون کرلیں اور جب چاہیں اٹھا کر باہر پھینک دیں۔۔ میں۔۔ حرم ہوں۔۔اور مجھے انکی ضرورت نہیں ہے جو وقت آنے پر اپنا چہرہ دکھاتے ہیں۔"

اس نے سہیل کو بے یقینی میں غرق رہنے دیا اور پھر وہ طالوت کے آفس سے نکل آیا۔ سارنگ اور زاویار دروازے کے باہر ہی کھڑے تھے۔ اس نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا اور پھر اگلے ہی پل آگے بڑھ گیا۔ اسے یاد تھا کہ وہ اس پوری رات گراؤنڈ میں دوڑ لگاتا رہا تھا۔ اسکی بھوری آنکھیں خشک لگتی تھیں اور سانسوں میں آج بھی کہیں گزرے ایام کا زہر گھل جایا کرتا تھا۔۔ وہ بھاگ بھاگ کر مر جانے کے قریب ہونے لگا تھا۔۔ اسکے حلق میں کانٹے اگ آئے تھے۔۔ جسم ان گرم حبس زدہ سی راتوں میں پسینے سے شرابور ہونے لگا۔۔ لیکن وہ نہیں رکا۔۔ اسکی ٹانگیں درد سے ٹوٹنے کے قریب ہونے لگی تھیں۔۔ زاویار نے اسے دور سے دوڑتے ہوئے دیکھا اور پھر وہ اسکے سامنے آکھڑا ہوا۔۔ اسے دھکا دے کر گرادیا۔۔ ایک یہی طریقہ تھا اسے روکنے کا۔۔

وہ توازن برقرار نہ رکھنے پر اوندھے منہ جا گرا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

زاویار اسکے عین سر پر کھڑا تھا۔۔ حرم طیش سے اٹھا اور اسے ایک زوردار مکا مارا۔۔

"یہ مکا تمھیں اپنے باپ کو مارنا چاہیے تھا۔۔ نہ کہ مجھے۔۔ "

جواباً اس نے بھی آگے بڑھ کر حرم کو پوری قوت سے مکا مارا تھا۔ وہ پہلے ہی دوڑ دوڑ کر تھکا ہوا لگتا تھا۔۔ اس ایک مکے پر پیچھے کی جانب لڑھکا۔۔

"کیا تم اپنے باپ کے ساتھ ایسا کر سکتے ہو۔۔؟ "

وہ جو گر گیا تھا اگلے ہی پل اٹھ کر زاویار کو دوبارہ سے مکا مارا۔۔ دونوں کے ہونٹ پھٹ چکے تھے اور ان سے خون رس رہا تھا۔۔ لیکن وہاں کوئی بھی ہار ماننے کو تیار نہیں تھا۔۔ انہیں ہار ماننا نہیں سکھایا گیا تھا۔

"تم نہیں کر سکتے۔۔ تم ان سے پیار کرتے ہو۔۔ "

حرم نے تمسخرانہ سا کہہ کر اپنا پھٹا ہونٹ آستین سے صاف کیا تھا۔ زاویار نے اسے آگے بڑھ کر ایک اور مکا مارا تو وہ بری طرح سے زمین بوس ہو گیا۔۔ وہ اب حرم کے عین اوپر جا بیٹھا تھا۔۔ اسکا گریبان پکڑے اس نے جیسے ہی اس پر مکا تانا تو لمحے بھر کو ٹھہر گیا۔۔ اسے حرم کی آنکھیں گیلی محسوس ہوئی تھیں۔۔ وہ چند پل ٹھہرا رہا۔۔ اور پھر زیرِ لب اسے گالی دیتے وہ اسکا گریبان چھوڑے اسکے ساتھ ہی دراز ہو گیا تھا۔۔ پھولا سانس لیے وہ دونوں آسمان کو تک رہے تھے۔۔

"میں اپنے باپ سے نفرت کرتا ہوں حرم اریبی۔۔ اور میں اسے مار مار کر ادھ موا کرنے کی جرأت رکھتا ہوں۔۔ میں تمہاری طرح بزدل نہیں ہوں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

حرم کی آنکھ سے ایک آنسو پھسل کر کنپٹی میں جذب ہوا تھا۔ اسکے اندر سانس لیتے خوف نے ایک بار پھر سے سر اٹھایا تھا۔۔ وہ اکیلا رہ جائے گا۔۔ وہ اس بھری دنیا میں تنہا ہو جائے گا۔۔ وہ پھر کہاں جائے گا۔۔ ؟ بچپن کے خوف کبھی پیچھا نہیں چھوڑا کرتے۔۔ ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں۔۔

"ہاں۔۔ شاید میں بزدل ہی ہوں۔۔ "

"تم ہمیشہ سے بزدل ہی تھے۔۔ "

"میں اپنے باپ سے نفرت کرنا چاہتا ہوں۔۔ "

اس نے بہت ہولے سے کہا تھا۔ زاویار کو اسکی آواز بے حد زخمی محسوس ہوئی تھی۔

"یہی فرق ہے ہمارے درمیان۔۔ تم اپنے باپ سے نفرت کرنا چاہتے ہو اور میں اپنے باپ سے نفرت کرتا ہوں۔۔ "

"تمہیں ڈر نہیں لگتا۔۔؟ "

"لگتا تھا۔۔ پھر میں نے اپنے ڈر کو نگل لیا۔ ڈر کو نگلنا پڑتا ہے۔۔ نہیں تو ایک وقت بعد یہ آپکو نگل لیتا ہے۔۔ "

"میرے حلق سے یہ خوف کیوں نہیں اتر رہا پھر۔۔؟ "

"کیونکہ تم اپنے خوف کے سامنے کمزور ہو۔ جو کمزور ہو گا وہ اپنے سے طاقتور چیز کو کیسے نگل سکتا ہے۔۔؟ "

انکے پھولے سانس اپنی معمولی رفتار پر واپس آچکے تھے۔ سیاہ آسمان پر چھائی سیاہی سمٹنے لگی تھی۔۔ فجر کا جامنی سا اندھیرا فضا میں گھلنے لگا۔۔ وہ دونوں میدان ہی میں دراز رہے۔۔ سارنگ انہیں ڈھونڈتا ہوا آرہا تھا۔۔ اس نے ان دونوں کے لیے کھانا بنایا تھا۔۔ وہ اب ان دونوں کو اس کھانے پر بلانے آیا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور پھر اس صبح۔۔ تین دوستوں نے۔۔ فجر کی پاکیزہ سی ٹھنڈک میں آنسوؤں کے خشک نشان لیے۔۔ کھانا کھایا تھا۔۔ ایک دوست بھوکا رہ گیا تھا۔۔ اس کے دوسرے دوست کھانا کیسے کھا سکتے تھے۔۔ وہ صبح حرم کو بہت بھلی محسوس ہوئی تھی۔۔

کیونکہ اس صبح وہ تینوں ساتھ تھے۔۔

جب وہ تینوں ساتھ تھے تو پھر غم کس بات کا رہ جانا تھا۔۔؟

لیکن پھر کچھ چیزیں طے شدہ ہوتی ہیں۔ انکا ٹلنا ممکن نہیں ہوتا۔۔ اور پھر اسی طے شدہ قسمت نے انکی دوستی کو بھی متزلزل کر دیا تھا۔۔

****

وہ ان دنوں چھٹیوں پر اپنے گھر آیا ہوا تھا۔ اپنی ماں جی کی گود میں سر رکھ کر لیٹے وہ ان سے انکی کہانیاں سن رہا تھا۔ وہ اکثر یونہی انکی کہانیاں سنا کرتا تھا۔ وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بوڑھی ہونے لگی تھیں۔ انکی عمر ڈھلنے لگی تھی لیکن وہ پھر بھی حرم کو روزِ اول کی طرح ہی روشن لگتیں۔۔ خوشگوار لگتیں۔۔ انہیں دیکھ کر تازہ پتوں اور بہار کا خیال آیا کرتا تھا۔ اور اکثر وہ سوچ کر رہ جاتا تھا کہ سہیل نے اس بہار کو کس طرح خزاں کا رُخ دے دیا تھا۔۔

لیکن پھر اچانک ہی منظر میں روشنیاں سی گھل گئیں۔ روشنی ہی روشنی ہر جانب تحلیل ہونے لگی۔ وہ اس منظر میں ڈوبنے لگا تھا۔۔ بلکہ وہ ڈوب گیا تھا۔۔ اس لڑکی کو یاد کرنے کے بعد وہ خود کو بھول گیا تھا۔ وہ شہوار تھی۔۔ اسکی ماں جی لڑکیوں کو قرآن پڑھایا کرتی تھیں تو اسکا انکے گھر خاصہ آنا جانا تھا۔ وہ اسے کس عمر میں اچھی لگنے لگی تھی اسے یاد نہیں تھا۔۔ وہ اسکی پہلی چاہت تھی۔۔ وہ اسکی چاہت کی پہلی نگاہ تھی۔۔ لیکن وہ اس نگاہ کو یاد نہیں رکھ پایا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے بارہا اس لڑکی سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ہمیشہ شرما کر بھاگ جایا کرتی تھی۔ وہ اس سے کتراتی تھی۔۔ بلکہ وہ ہر لڑکے سے کترانے والی حیادار لڑکی تھی۔ وہ یوں آوازوں کو سن کر راستوں پر ٹھہرنے والی نہیں تھی۔ اسے یاد تھا کہ شہوار کی آنکھوں کا رنگ سیاہ تھا۔۔ بہت سیاہ۔۔ وہ ان سیاہ آنکھوں کو دیکھ کر اپنی بھوری آنکھوں سے کہیں بہت دور چلا گیا تھا۔ اس نے ماں جی سے اپنی پسند کہہ دی۔۔ اور وہ شہوار کا نام سن کر جہاں خوش ہوئی تھیں وہی حرم پر ہنس بھی پڑی تھیں۔ وہ بیس سالہ کم عمر لڑکا تھا۔۔ بھلا بیس سال میں اس کی شادی کیونکر ہو سکتی تھی؟ لیکن وہ مصر رہا۔۔

اس نے رانا کو صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ اگر شادی نہیں تو اسکی منگنی کر دی جائے۔ وہ لڑکی اس قدر خوبصورت تھی۔۔ کہ اسے ڈر تھا کوئی اس سے رشتہ گانٹھ کر حرم سے دور لے جائے گا۔۔ اور محض اس ایک خیال سے ہی اسکا سانس تک رکنے لگتا تھا۔ وہ اس سے دور رہ سکتا تھا۔۔ لیکن وہ اسے کسی اور کا ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ماں جی نے اس سے وعدہ گانٹھ لیا کہ وہ اسکا رشتہ لے کر شہوار کے لیے ضرور جائنگی اور پھر اس پوری رات وہ سو نہیں سکا۔۔ اسکی نگاہوں کے سامنے سیاہ آنکھیں تمام تر خوبصورتی کے ساتھ جگمگانے لگیں۔ وہ ان آنکھوں کا اسیر ہوتا جا رہا تھا۔۔ وہ ان آنکھوں کا عادی ہونے لگا تھا۔۔

اگلے دن اسے اپنی ایجنسی کے لیے نکلنا تھا۔ وہ اپنا سامان باندھنے لگا۔ رانا صحن میں بچھی چارپائی پر براجمان قرآن پڑھ رہی تھیں۔ وہ اب لڑکیوں کو قرآن نہیں پڑھایا کرتی تھیں۔ لیکن پھر بھی اکثر انکے یہاں پرانی طالبات ملنے آجاتیں اور انکا دن خوشگوار سی خوش گپیوں کے سائے تلے گزرتا۔ وہ دن بھی ایسا ہی دن تھا۔۔ شہوار بہت سی لڑکیوں کے ساتھ۔۔ سر پر سفید چادر اوڑھے۔۔ رانا سے ملنے آئی تھی۔۔ اس دن حرم نے موقع پا کر اسے دروازے کے پار روک لیا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور جانے کیوں۔۔اس نے کبھی شہوار سے بات نہیں کی تھی لیکن کہیں اندر سے وہ جانتا تھا کہ شہوار بھی اسے پسند کیا کرتی تھی۔یہ الہام تھا۔۔کشف یا پھر خوش فہمی۔۔جو بھی تھا۔۔اسے یہ سب سچ ہی معلوم ہوتا تھا۔۔

"بات سنیں۔۔ "

اس نے دروازے کی اوٹ سے پکارا اور ساتھ ہی اس نے سانس اوپر چڑھنے کی آواز بھی سن لی۔وہ اسکے یوں متوجہ کرنے پر یقیناً گھبرائی تھی۔

"جی۔۔ "

"میں جب بھی آپ سے بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو آپ کترا کر بھاگ کیوں جاتی ہیں۔۔؟ "

اس نے شکوہ کیا۔۔اور اسکے شکوے کا بہت گھبرایا سا جواب اسے موصول ہوا۔۔

"لڑکیوں کو کبھی راستوں میں آواز دے کر نہیں روکا کرتے۔۔کیا آپکو اتنا بھی علم نہیں۔۔ "

"میں راستے میں آواز دے کر روکنے پر مجبور کیا گیا ہوں۔آپ سے جب بھی بات کرنے کی کوشش کی آپ نے یوں نظر انداز کر دیا گویا میں کوئی انسان نہیں وہ دروازے کے ساتھ رکھا پودا ہوں۔۔"

اسکے دوبارہ کیے گئے شکوے پر دوسری جانب قلقاری سی ابھری تھی۔ اس نے پہلے کبھی یوں شفاف جھرنے جیسی ہنسی نہیں سنی تھی۔ اسکی سماعت میں رس سا گھل گیا۔۔ اور پھر۔۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی دروازے کی اوٹ سے نکل آیا۔ شہوار لبوں پر ہاتھ رکھے۔۔ سرخ چہرہ لیے بمشکل اپنی ہنسی دبا رہی تھی۔لیکن پھر یوں اسکے اچانک سامنے آجانے پر۔۔ہنسی غائب ہوئی۔۔پلکیں لرز گئیں۔وہ ادھ کھلے لبوں سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔اس نے اتنا معصوم حسن پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"لڑکیوں کو کبھی راستوں میں آوازیں دے کر نہیں روکا کرتے۔۔ "

"مجبور کیے جاتے ہیں ہم بھی۔۔ "

اسکا جوابی وار سن کر وہ زیرِ لب مسکرائی تھی۔ پھر ہولے سے بولی۔۔

"آپ نہیں جانتے۔ لڑکیاں ان آوازوں پر رک جاتی ہیں۔ اور پھر۔۔ "

"پھر۔۔؟ "

اس نے میکانکی سا استفسار کیا تو شہوار لب کاٹنے لگی۔ حرم اسکے سراپے سے اپنی نگاہیں نہیں چھڑا پایا۔۔ وہ سانس تک لینا بھول گیا۔۔ اس نے پلکیں نہیں جھپکیں۔۔ وہ اس منظر کے سامنے قید سا ہو گیا تھا۔۔

"پھر وہ اپنے گھر کے راستوں سے بھٹک کر انجان راستوں پر نکل پڑتی ہیں۔ واپسی کے سارے راستے دھول میں تحلیل ہو کر عنقا ہو جاتے ہیں اور پھر۔۔ گھر کی دہلیز کے پار موجود ہر گھر، گلی اور آماجگاہ راستہ ہی گردانا جاتا ہے۔۔ "

"ایسے میں پھر ہم جیسے لوگ کیا کریں۔۔؟ ہم کہاں جائیں۔۔؟ "

وہ بے چین سا آگے بڑھ آیا تھا۔ دروازے پر ہاتھ رکھ کر خود کو مزید آگے بڑھنے سے روکا۔۔ شہوار نے اپنا کانپتا ہاتھ دروازے کے دوسرے حصے پر رکھا۔۔ عین وہیں جہاں اسکا ہاتھ پچھلے حصے پر تھا۔

"آپ ہمیں گھروں سے باہر نکالنے کے بجائے دہلیز تک چلے آئیں۔۔ رسوا نہیں کیے جائینگے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ دو قدم پیچھے ہوئی اور پھر سیاہ آنکھیں اس پر اٹھائیں۔ زندگی میں پہلی دفعہ بھوری آنکھوں کو کسی کی آنکھوں نے اتنے قریب سے چھوا تھا۔ اس کی گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہو گئی۔ وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا۔۔ شہوار نے اس سے۔۔ اسکی ہر صلاحیت سلب کرلی تھی۔۔

"اللہ کی امان میں۔۔ "

اس نے دھیرے سے کہا اور پھر اسکے گنگ سے چہرے کو دیکھ کر ہنستے ہوئے پلٹ گئی۔ وہ اسے روکنا چاہتا تھا لیکن وہ اسے روک نہیں پایا۔ جانے کتنے ہی پہروں وہ وہیں جم کر کھڑا رہا۔ پیچھے سے پڑنے والی دھپ پر اسے ہوش آیا تھا۔

"تم کیا خلاء میں گھور رہے ہو۔۔؟ یاد نہیں ہے ہمیں ایجنسی کے لیے نکلنا ہے۔۔؟ "

سارنگ کی آواز اسکے عقب میں گونجی۔ اس نے چونک کر چہرہ پھیرا۔ اسکے ساتھ ہی زاویار بھی کھڑا تھا۔ اس نے غائب دماغی کے ساتھ سر ہلایا اور پھر ایک بار پلٹ کر اس راستے کو دیکھا جس پر شہوار اپنی خوشبو بکھیرتی پہروں قبل جا چکی تھی۔ زاویار نے اسکی آنکھوں کے تعاقب میں دیکھا اور پھر بیزار سا سانس خارج کیا۔

"یہ وہی لڑکی ہے ناں جس کی سفید چادر سے محض ایک آنکھ نظر آرہی ہوتی ہے۔۔؟ تمہیں ایسی لڑکیوں میں کب سے دلچسپی ہونے لگی۔۔؟ "

اس کے جلے سے تبصرے پر سارنگ کی جانب سے اسے کندھے پر ایک مکا پڑا تھا۔ سارنگ نے اسے آنکھوں سے حرم کی جانب اشارہ کیا۔ وہ حرم کے لیے خوش تھا۔۔ اور خوش تو زاویار بھی تھا لیکن اس خوشی کا اظہار کرنا اسکی سرشت میں شامل نہیں تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

طالوت کو حرم اب کچھ کھویا کھویا سا محسوس ہونے لگا تھا۔اس نے بارہا اسے بغور دیکھا لیکن پھر وہ ہمیشہ بات کرتے کرتے رہ جاتا۔ایک رات وہ بالکنی میں کھڑا۔۔سیاہ آسمان کو خاموشی سے تک رہا تھا کہ جب طالوت کی آواز اسکے پیچھے گونجی۔۔

"کیا ہوا ہے ار بی۔۔؟کیا سوچتے رہتے ہو آجکل۔۔؟ "

اس نے ایک نگاہ اپنے پیچھے ڈالی اور پھر سر نفی میں ہلاتے ہوئے دوبارہ آسمان کی جانب دیکھنے لگا۔

"کچھ نہیں۔۔ "

"کہیں محبت تو نہیں کر بیٹھے لڑکے۔۔؟ "

اور اسکا پریشان سا استفسار سن کر حرم سر جھٹکتے ہوئے ہنس دیا تھا۔۔

"محبت ہی ہوئی ہے۔۔ "

طالوت کو اپنا جواب مل گیا تھا۔پھر وہ اسکے برابر آکھڑا ہوا۔۔

"بات کی تم نے اس سے۔۔؟ "

"ہاں۔۔ "

"کیا جواب دیا اس نے۔۔؟ "

اسکی سرمئی آنکھوں میں جگمگاہٹ سی بھر گئی تھی۔حرم نے اسکے روشن چہرے کو دیکھا تو مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اپنے گھر کا راستہ ازبر کرنے کا کہہ گئ ہے وہ۔۔ "

اس نے فاتحانہ سی نگاہیں طالوت کی جانب پھیریں تو وہ حیران سا ہنس دیا۔ وہ اسکے لیے خوش تھا۔۔ بہت خوش تھا۔۔ وہ ان تینوں کے لیے ہمیشہ ہی خوش ہوا کرتا تھا۔۔

"رانا بھابھی کو بتایا تم نے۔۔؟ "

"ان سے تو بہت پہلے ہی کہہ دیا تھا میں نے۔۔ "

وہ ایک بار پھر سے ہنس پڑا تھا۔

"بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہے ہو لڑکے۔۔ خیر۔۔ شادی کا کھانا میری جانب سے ڈن کرو۔۔ اور اپنی زندگی بناؤ۔۔ اس لڑکی کو خوش رکھنا۔۔ اسکی حفاظت کرنا۔۔ یہ جو زندگی بھر سے محنت کرتے آرہے ہو اسے رائیگاں مت جانے دینا۔۔ اپنے گھرانے کے لیۓ محافظ ثابت ہونا۔۔"

اور وہ سر ہلاتا پلٹ آیا تھا۔ اس پوری رات وہ جاگتا رہا۔۔ شہوار کی سیاہ آنکھیں اسکی آنکھوں پر سایہ فگن رہیں۔ وہ اس سائے تلے۔۔ ساری رات سرشاری سے بھیگتا رہا اور پھر۔۔ اگلے ہفتے۔۔ وہ اس ایجنسی کو خیر آباد کہہ کر پلٹ آیا۔

آج وہ بہت خوش تھا۔ اسکے ہاتھ میں کامیابی کی سند تھی۔ وہ اس سند کو ماں جی کے قدموں میں رکھ دینا چاہتا تھا۔ وہ انہیں باور کروانا چاہتا تھا کہ وہ سرخرو ہو کر پلٹا ہے۔۔ وہ سر اٹھا کر پلٹا ہے۔۔ وہ نامراد نہیں ہوا۔۔ وہ ناکام نہیں ہوا۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لیکن پھر بستی میں داخل ہوتے ہی وہ تینوں حیران رہ گ ہئے۔ وہاں ہر جانب خون تھا۔۔ لاشیں تھیں۔۔ مغرب کے اندھیرے تلے وہ زندہ سی بستی مردوں کی بستی میں بدل کر رہ گئ تھی۔۔وہ ایک خون آلود شام تھی۔۔ وہ خون میں لت پت۔۔زخم زخم شام تھی۔۔انکی بستی پر دہشتگردوں کی جانب سے حملہ کیا گیا تھا۔۔اور وہ ایسا ظالم حملہ تھا کہ جس نے انکی بستی کو کاٹ کر رکھ دیا تھا۔

وہ تینوں اپنے گھرانوں کی جانب بھاگے۔

اور پھر۔۔دہلیز تک پہنچ کر اس نے ایک ایسے منظر کا سامنہ کیا جو اسے زندگی کے اگلے کئ سالوں تک ٹراماٹائز کر دینے کے لیے کافی تھا۔۔کیونکہ دروازے کے عین اوپر۔۔ماں جی کی خون آلود۔۔کٹی ہوئ۔۔کلائیاں۔۔پڑی تھیں۔۔!!!!

وہ سڑک پر دونوں ہاتھ رکھے جھکا ہوا تھا۔اس نے کھینچ کر سانس لیا۔اس سے زیادہ یاد کرنا اسکے لیے تباہ کن تھا۔۔ وہ مزید اس شام کی سرخی کو یاد نہیں کر پایا۔۔

حلق میں بہت سی گرہوں اور آنکھوں میں ہوتی بے طرح کی جلن نے اسکی حالت غیر کر دی تھی۔اس نے زمین پر ایک گھٹنا موڑ کر اٹھنا چاہا لیکن وہ پھر بھی اٹھ نہیں سکا۔۔اسکے قدموں سے جان سلب ہو رہی تھی۔وہ رانا کو گزرتے کسی سال میں بھول نہیں پایا تھا۔وہ اس خوفناک منظر کو اپنی یاد کے پردے سے مٹانا چاہتا تھا لیکن وہ اسکی یاد کا ایک گہرا اور خون آلود حصہ تھا۔۔وہ یاد اسکی ذات کا حصہ تھی۔وہ اپنے حصوں کو کاٹ کر کیسے پھینک سکتا تھا۔۔؟

اس نے لرزتے قدموں سے اٹھنا چاہا اور پھر بمشکل اپنی سانسوں کو زہر ہونے سے بچانے کے لیے وہ گاڑی میں آ بیٹھا۔۔اسے یاد تھا کہ ماں جی کی وہ خون آلود لاش کس قدر گرم تھی۔انہیں تازہ تازہ موت کے گھاٹ اتارا گیا

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھا۔ انکا تازہ خون بہت گرم تھا۔ وہ خون اسے اپنے ہاتھوں پر اب تک محسوس ہوتا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر رانا کا سر اپنی گود میں رکھا۔ وہ رو رہا تھا۔۔ انکی کٹی کلائیاں دیکھ کر اسکے آنسو رکنے سے قاصر تھے۔۔ وہ چیخا۔۔ اتنی زور سے گھر کی دیواریں لرز اٹھیں۔۔ اسکے اندر جیسے کچھ ٹوٹ کر ڈوبتا جا رہا تھا۔۔ وہ چیختا رہا۔۔ اسکا گلا چیخ چیخ کر بیٹھنے لگا تھا۔۔

حرم نے اس منظر کے یاد آتے ہی سر جھٹکا تھا۔ وہ مزید یہ سب یاد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس سب سے کہیں بھاگ جانا چاہتا تھا۔ اس نے اپنی زندگی میں محض دو عورتوں سے محبت کی تھی۔۔ پہلی اس کی ماں جی تھیں۔۔ اور دوسری۔۔ شہوار۔۔

شہوار کا خیال آتے ہی اس نے ایک بار پھر سے سر جھٹکا تھا۔ شدت کے باعث اسکے ناخن اسٹیرنگ وہیل میں دھنسنے لگے تھے۔

اسے اسکی وہ آخری ہچکیاں یاد تھیں۔ وہ خون میں لت پت تھی۔ اسے زیادتی کا نشانہ بنا کر یونہی ایک کمرے میں پھینک دیا گیا تھا۔ اسکی برہنہ ٹانگوں پر خون کی لکیریں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ بنا دوپٹے کے محض قمیص میں ملبوس تھی۔۔ قمیص بھی کھینچا تانی کے باعث ہر جانب سے پھٹ چکی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر چارپائی پر ڈلی چادر اتار کر اسکے کپکپاتے وجود پر ڈالی تھی۔ اسکے لمبے سیاہ بال کھل کر گردن پر چپک گئے تھے اور وہ ادھ کھلی آنکھوں سے حرم کو تک رہی تھی۔

اور وہ آنکھیں۔۔ وہ آنکھیں اس قدر زخمی تھی کہ حرم کا دل سے اب بھی انہیں یاد کرتے وقت خون رسا کرتا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اس شام کانپ رہا تھا۔۔ حرم کانپ گیا تھا۔۔ وہ اس شام۔۔ ان دل دہلا دینے والے مناظر کو دیکھ کر اندر سے ختم ہو گیا تھا۔ اسکی بھوری آنکھوں نے بہت خوفناک اور پاگل کر دینے والے مناظر کا سامنہ کیا تھا۔۔ وہ پاگل ہو گیا تھا۔۔ وہ پاگل ہونے لگا تھا۔۔

وہ لرزتا ہوا شہوار کے سرہانے بیٹھ گیا تھا۔۔ اس نے شہوار کے خون آلود ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا تو اسکی ہچکی ابھری۔۔ وہ کپکپاتے لبوں کے ساتھ شاید اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔۔ حرم کے آنسو اسکے رخسار پر گرتے جا رہے تھے۔۔ شہوار نے اسکے سفید کُرتے کو اپنی مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔

"می۔۔ میرا۔۔ بد۔۔ بدلہ حرم۔۔ حرم۔۔ "

اور اس نے موت کی آخری ہچکی لینے کے بعد گردن ایک جانب ڈھلکا دی تھی۔ وہ اسکا گال تھپتھپاتا ہوا چلا رہا تھا۔۔ وہ اسے اٹھا رہا تھا۔۔ اس نے بہت خواب دیکھے تھے۔۔ وہ ان خوابوں کو ایسے چکنا چور ہوتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔ ان خوابوں کی ٹوٹی کرچیاں اسکی آنکھوں میں کھب گئ تھیں۔ اس نے اپنے بال نوچ ڈالے۔۔ وہ شہوار کو خود سے لگا کر روتا رہا۔۔ وہ کس کس کا غم روتا۔۔!! وہ اپنی ماں جی کا غم ہی نہیں سہہ سکتا تھا کہ شہوار۔۔ وہ بھی اسکے ہاتھوں میں مر گئ تھی۔

اور زاویار۔۔ زاویار اسی دن سے اسکا دشمن بن گیا تھا۔ حرم اپنی ماں جی کے سرہانے جب پاگلوں کی طرح چلا رہا تھا تب اسکے گھر میں زاویار داخل ہوا تھا۔ اس نے زاویار کو شہوار کی جانب بھیجا۔۔ کیونکہ اسکی امی چند عورتوں کے ساتھ شہر گئ ہوئ تھیں۔ زاویار کی ماں بچ گئ تھیں۔ اسی لیے وہ شہوار کو بچا سکتا تھا۔ کیونکہ اسے بالکل آخری لمحات میں گولیاں ماری گئ تھیں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لیکن پھر زاویار وہاں گیا ہی نہیں تھا۔ حرم نے جب شہوار کے گھر کا دروازہ پار کیا تب وہاں لاشوں اور زندہ شہوار کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔۔

اس نے ایکسلیٹر پر دباؤ ڈالتے ہوئے گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔ دانت جم گ ئے۔۔ آنکھیں گلابی ہونے لگیں۔ اسکا نقصان اسکے ہاتھوں میں، اسکی آنکھوں کے عین سامنے ہوا تھا۔ اگلے کئ دنوں تک وہ پاگلوں کی طرح اس بستی کی خاک چھانتا رہا۔ وہ پاگل ہو گیا تھا۔ اسکی بکھری حالت اور الجھے بالوں کو دیکھ کر پچھلے حرم کا خیال تو ہرگز بھی نہیں آتا تھا۔ وہ تو کچھ اور ہی بن گیا تھا۔

اسکے دوستوں نے اپنے گھرانے نہیں کھوئے تھے لیکن وہ اپنی زندگی کی حیات سے محروم کر دیا گیا تھا۔

اس نے اسٹیرینگ وہیل پر غصے سے مٹھی ماری اور پھر گاڑی کا رخ سارنگ کے کلینک کی جانب موڑ دیا۔ اسے پتہ تھا کہ زاویار اس سمے اسے کہاں ملے گا۔۔

****

نازنین گھر میں داخل ہوئ اور پھر خاموشی سے کمرے میں چلی آئ۔ اسکے اندر بے پناہ تھکن نے بسیرا کر لیا تھا۔ وہ سونا چاہتی تھی۔۔ ایک لمبی پرسکون نیند لینا چاہتی تھی۔ وجدان نے اسکے کمرے کا دروازہ ہولے سے بجایا اور پھر آہستہ سے جونہی دروازہ وا کیے اندر جھانکا تو نازنین کی انتہائ تھکی تھکی سی آواز ابھری۔۔

"میں سونا چاہتی ہوں وجی۔۔ "

وہ اسے ابھی پوری بات کی تفصیل بتانے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔ وجدان نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا اور پھر دروازہ بند کیے واپس پلٹ گیا۔ وہ خاموش نگاہوں سے چھت کو تکتی رہی۔۔ کون تھا وہ۔۔؟ کس نے مدد کی تھی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس کی۔۔؟اور وہ لڑکا جو فصیح کو مار رہا تھا۔۔؟وہ وہاں کیوں موجود تھا؟اسکے آس پاس چل کیا رہا تھا آخر۔۔؟اور اگر کچھ نہیں چل رہا تھا تو اسے ایسا کیوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اسکے پیچھے ہے۔۔کوئی اسکی تاک میں ہے۔۔ کوئی گھات لگائے بیٹھا ہے۔۔ کوئی اس پر جھپٹنے کے لیے تیار ہے۔۔

اتنے سالوں سے یہ احساس ختم ہو گیا تھا۔۔ لیکن کچھ دنوں سے۔۔وہ خود کو بہت غیر محفوظ محسوس کرنے لگی تھی۔ وہ اس خوف کی جانب واپس نہیں پلٹنا چاہتی تھی۔۔وہ اب آگے بڑھنا چاہتی تھی۔۔ کم از کم وہ وجدان اور امی کے لیے کچھ کرنا چاہتی تھی۔

اس نے گہرا سانس لیا اور پھر اٹھ کر لباس تبدیل کیا۔۔وضو بنایا اور اندر چلی آئی۔۔ صوفیہ بر آمدے میں تخت پر براجمان کباب کے آمیزے بنا بنا کر گول سی تھالی میں رکھتی جا رہی تھیں۔ اسے ان کبابوں کو دیکھ کر یاد آگیا کہ کل اسکے رشتے کے لیے بھی کچھ لوگ آرہے تھے۔۔ لمحے بھر کو وہ عادت سے مجبور ہو کر کرّاہی تھی۔ صوفیہ نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"کل کونسا جوڑا پہنو گی نازو۔۔؟ "

وہ بہت خوش تھیں۔۔ انکے تمتماتے چہرے کو دیکھ کر ہی نازنین کی تھکن کندھوں سے اترنے لگی تھی۔ وہ مسکرا کر پاس چلی آئی۔۔ پھر انکے ساتھ تخت پر بیٹھ گئ۔۔

"کچھ بھی پہن لونگی امی۔۔ "

"نہیں۔۔ یہ کچھ بھی ہے کا وقت نہیں ہے۔ کچھ بہت اچھا سا پہننا۔ وہ والا پہننا جو تم نے پچھلے مہینے سلوایا تھا۔۔ ہلکے گلابی رنگ کا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ انکی معصومیت بھری فکر پر مسکرا کر اثبات میں سر ہلانے لگی تھی۔

"جیسا آپ کہیں امی۔۔ "

"ایسا رویہ نہ رکھو جیسے تم میری ہر بات مانتی ہو۔۔ "

انہوں نے کہا تو اس کی ہنسی بے ساختہ ہی ابھری۔ پھر خفا نگاہوں سے انکی جانب دیکھا۔۔

"کب بات نہیں مانی میں نے آپکی۔۔؟ "

"یہ بتاؤ مانی کب ہے۔۔؟ جب کی ہے اپنی من مانی ہی کی ہے تم نے۔۔ "

"اب رشتے کے لیے ہامی بھر تو چکی ہوں۔۔ کیا چاہتی ہیں آپ۔۔ انکار کر دوں۔۔؟ "

اور صوفیہ اسکے استفسار پر اسے بے یقینی سے دیکھ کر رہ گئی تھیں۔۔ یہ لڑکی۔۔ کیا کریں وہ اسکا۔۔ انہوں نے پرات ایک جانب رکھی اور پھر متفکر سی آنکھیں اس پر جمائیں۔

"کچھ الٹا سیدھا مت کرنا نازو۔ کل بہت اچھے سے رہنا ہے تم نے انکے سامنے۔ میں یہاں تمہارا رشتہ واقعتاً کرنا چاہتی ہوں۔ سوچو تم اپنے گھر میں خوش ہو گی۔۔ وجدان اپنی پڑھائی کر کے کچھ بن جائے گا۔۔ میں اپنے نواسہ نواسیوں کے ساتھ وقت گزار لونگی۔ سب معمول پر واپس آجائے گا بیٹا۔۔ ہماری زنگ لگی زندگیوں میں روانی سی آجائے گی۔۔"

وہ چند پل ان کی بوڑھی فکر مند سی آنکھیں دیکھے گئی تھی۔ پھر اداسی سے مسکرا کر انکا ہاتھ دبایا۔۔

"سب اچھا ہو گا امی۔ میں کچھ خراب نہیں ہونے دونگی۔ آپ میرے لیے دعا کیجیے گا۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آہاں۔۔!اور ابھی جب مجھے بات کرنی تھی تو پھپھو بہت تھک گئ تھیں۔۔جب رشتے کی بات آئ تو پھپھو کی ساری تھکن اڑنچھو ہو گئ۔۔ "

وہ یکدم بولتا ہوا آکر تخت پر اسکے برابر میں بیٹھ گیا تھا۔ساتھ ساتھ اس نے تھالی سے کباب کا مصالحہ بھی اچکا تھا۔ صوفیہ کی جانب سے اسکے ہاتھ پر تھپڑ بھی پڑ چکا تھا۔

"ہر لڑکی اپنے رشتے کے لیے خوش ہوتی ہے۔آپ زیادہ جیلس نہ ہوں محترم وجدان انصاری۔۔ "

اس نے نازنین کی جانب دلدوز نگاہوں سے دیکھا تو وہ یکدم ہنس دی۔اور ابھی اس نے ہاتھ آگے بڑھایا ہی تھا کہ دادی کی نگاہوں سے بچ کر وہ تھوڑا سا مصالحہ منہ میں ڈال سکے لیکن ہک ہاہ۔۔اسے پھر تھپڑ پڑ چکا تھا۔۔اس نے ہاتھ کی پشت سہلا کر دونوں خواتین کی جانب باری باری دیکھا۔۔

"میری تو کسی کو ضرورت ہی نہیں ہے۔۔ "

"بالکل ہے۔۔میری شادی میں لہنگا پکڑنا ہے تم نے۔۔ "

"بس لہنگا پکڑوانے کے لیے رکھا ہوا ہے آپ نے۔۔جانتا ہوں میں۔۔ "

اور وہ صوفیہ سمیت ایک بار پھر سے ہنس پڑی تھی۔پھر اٹھ کھڑی ہوئ۔۔دوپٹہ چہرے کے گرد لپیٹنے لگی۔

"امی میں تھوڑی دیر آرام کرونگی۔پھر کل کی تیاری کے لیے آپکی مدد کروادونگی۔اور تم وجی۔۔انسانوں کی طرح یہاں سے اٹھ جاؤ۔۔کل تک نہیں تو یہ کباب ہمیں تھالی میں ہرگز بھی نہیں ملیں گے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور وجدان نے اسکی تنبیہہ پر دانتوں کی بھرپور نمائش کی تھی۔ وہ مسکرا کر سر جھٹکتی کمرے کی جانب بڑھ آئی۔۔

صوفیہ اور وجدان کی پلاننگز کی آوازیں اسے کمرے تک سنائی دے رہی تھی۔ اس نے گہرا سانس لیا اور پھر آگے بڑھ کر جاء نماز بچھا لیا۔ بس ایک پل کے لیے اس نے اپنا سراپا پلٹ کر زمینی آئینے میں دیکھا تھا۔۔

سب اچھا ہو گا نازنین۔۔

سب ٹھیک ہو گا۔۔

سب اچھا ہونا چاہیئے۔۔

اگلے ہی پل اب وہ نیت باندھ چکی تھی۔

****

شائستہ سنگھار آئینے کے عین سامنے براجمان، ہاتھوں پر لوشن لگا کر مساج کر رہی تھیں۔ دفعتاً انکی نگاہ پیچھے بیڈ پر دراز رمیز پر پڑی۔۔ وہ ناک پر عینک جمائے، موبائل میں اپنی ای میلز کو انگوٹھے سے نیچے کرتے جا رہی تھے۔

"ایہا اور حرم کے لیے رشتے کی بات کر رہی تھی روحیلہ۔۔ "

یہ اس دن کے بعد آج پہلی بات تھی جو شائستہ نے شروع کی تھی۔ رمیز نے چونک کر چہرہ اٹھایا۔۔ پھر سمجھ کر اثبات میں سر ہلانے لگے۔۔

"ایہا کو کوئی اعتراض نہیں تو مجھے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے۔۔ "

انکا بہت ٹھنڈا سا جواب سن کر شائستہ تلملائی تھیں۔ وہ اپنی کرسی پر گھومیں۔۔ رخ پوری طرح سے رمیز کی جانب پھیر لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپکی بیٹی ہے ایہااور پھر بھی اس قدر غیر دلچسپی ہے آپکے انداز میں جیسے کہ وہ آپکی اولاد ہی نہ ہو۔ محض اپنے بھائی کے بچوں کی بھلائی ہی نظر آتی ہے آپکو۔۔ "

ان کے طنز پر رمیز نے پر سکون ساسپاٹ چہرہ اٹھایا تھا۔پھر بستر سے اتر کر وہ موبائل ہاتھ میں تھامے انکے عین سامنے آکھڑے ہوئے۔ ہاتھ بڑھا کر انکی ایک لٹ کان کے پیچھے اڑسی۔۔ شائستہ گلابی آنکھوں سے انکا سرد چہرہ تک رہی تھیں۔

"شائستہ۔۔ایہا، تم، نینااور رضا۔۔میر اگھرانہ ہو۔جاوید اور اسکی اولاد کو میں اپنی زندگیوں سے بہت پہلے ہی نکال کر باہر پھینک چکاہوں۔اسی لیے۔۔مجھے مت اکساؤ کہ میں اپنے پرانے طریقے پر اتر کر۔۔رات کی تنہائی میں تمہیں بھی۔۔کسی گلدان سے موت کی نذر کر دوں۔۔ آئندہ۔۔"

رمیز نے انکے کھلے بالوں کو یکلخت ہی مٹھی میں جکڑا تو شائستہ کی خوف سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔وہ ایک پل کے لیے رمیز سے خوفزدہ ہوئی تھیں۔۔

"مجھے جاوید یا اسکے گھرانے کا طعنہ ہر گز نہ دینا۔میں تمہاری یہ ہر وقت کی بکواس نہیں سن سکتا۔۔ سمجھیں۔۔ "!

انہوں نے شائستہ کے بالوں کو آخر میں جھٹکا دیا تو انکا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔وہ سیدھے ہو گئے۔۔ پھر ایک مردہ نگاہ شائستہ پر ڈال کر باہر کی جانب بڑھ گئے۔ وہ اب فون پر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کسی کو فون ملا رہے تھے۔۔ پھر کان سے لگا کر زینے اترنے لگے۔۔

"اس لڑکی کو میرے آفس بلاؤ احمد۔۔دوٹوک بات کرو اس سے۔اور اگر وہ ان کاغذات کو دینے سے انکار کر دے تو شاہی کو اشارہ کر دینا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

انہوں نے حکم دے کر فون کان سے ہٹایا تھا۔ پھر سامنے سے آتی ایبھا پر نگاہ پڑی تو چونک سے گ ئے۔۔ وہ طیش سے بل کھاتی پیر پٹختی ہوئی آ رہی تھی۔ انہیں ایک نظر دیکھا تو بگڑے چہرے پر مزید بدمزگی پھیل گئی۔ وہ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ رمیز کو ناپسند کرنے لگی تھی۔

"کہاں سے آ رہی ہو آپی۔۔؟ "

"یہ آپکا مسئلہ نہیں ہے ڈیڈ۔۔ پلیز۔۔ "!

اس نے ہاتھ جھلا کر بدتمیزی سے کہا اور پھر دھم دھم کر کے زینے عبور کرتی اوپر چلی گئی۔ وہ بے یقینی سے زینے عبور کرتی ایبھا کو دیکھ کر رہ گ ئے تھے۔ پھر سامنے سے آتی نینا نے انکے گوش گزار کیا کہ وہ حرم کے سرد رویے پر غصے میں آ گئی تھی۔ وہ بے تاثر نگاہوں سے سن کر آگے بڑھ گ ئے۔۔ یہ جانے بغیر کہ ایبھا پاگلوں کی طرح کمرے کی ہر شے الٹتی جا رہی تھی۔ وہ اب غصے میں کچھ بھی کر گزرنے کو تیار رہتی تھی۔۔ اسکا یہ رویہ نارمل نہیں تھا۔۔ یہ بہت ایب نارمل ساغصہ تھا۔۔ اسے اب نینا اور شائستہ مل کر سنبھالا کرتی تھیں۔ ابھی بھی سنگھار آئینے پر کچھ بھاری سی شے ٹکرانے کی آواز پر شائستہ اور نینا اسکے کمرے کی جانب بھاگی تھیں۔۔

اور دوسروں کی بیٹیوں کو ذہنی مریض بنانے والا نہیں جانتا تھا کہ اسکے اپنے خاندان میں ذہنی امراض کا زہر گھلتا جا رہا تھا۔۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے کلینک کا شیشے سے ڈھکا دروازہ دھکیلا اور پھر تیزی سے اندر داخل ہوا۔ زاویار اسکی توقع کے عین مطابق ٹی وی کے سامنے رکھے صوفے پر براجمان تھا۔۔ اور ابھی وہ اسکی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ درمیان میں سارنگ آگیا۔۔

"حرم آرام سے۔۔ ہم آرام سے بات کرسکتے ہیں۔۔ "

"مجھے نہیں کرنی ہے آرام سے بات سارنگ۔۔ ہٹو میرے راستے سے۔۔ "

اس نے اسے پوری قوت سے پرے دھکیلا اور پھر آگے بڑھ کر زاویار کو گریبان سے پکڑ کر کھڑا کیا۔۔ ایک نظر اسکی کتھئی آنکھوں میں دیکھا اور پھر۔۔ اگلے ہی پل اس نے ایک زوردار گھونسا اسکے جبڑے پر مارا تھا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے لگے بلاکس سے جا ٹکرایا تھا۔۔

"انکے قریب جانے کی ہمت کیسے ہوئی تمہاری۔۔ !"

اسکی آنکھیں سرخ ہورہی تھیں۔ وہ ہنس پڑا۔۔ پھر ہونٹ سے نکلتے خون کو انگوٹھے سے صاف کیا۔۔ اسے مسکرا کر دیکھا۔۔

"کیوں۔۔ میں کیوں انکے قریب نہیں جاسکتا؟۔۔ "

"بکواس بند کرو۔۔ "

وہ اسے مارنے کے لیے آگے بڑھا تو سارنگ ایک بار پھر سے درمیان میں آگیا۔

"خدا کے لیے بس کردو تم دونوں۔۔ "

اس نے دونوں کو جھڑکا تھا لیکن دو دلوں میں پکتی نفرت کی آگ نے پہلے ہی سب تہس نہس کر ڈالا تھا۔ اس نے سارنگ کو پرے دھکیلا اور پھر آگے بڑھ کر اسے گریبان سے بھینچ کر دیوار سے لگایا۔ اسکی آنکھوں میں خون سا اترا ہوا تھا لیکن زاویار اسے ٹھنڈی پر سکون نگاہوں سے دیکھتا رہا۔۔

"کیا ارادہ لے کر آئے ہو۔۔؟ اگر انہیں۔۔ ذرا سا بھی نقصان پہنچا ناں زاویار۔۔ تو میں۔۔ جان لے لونگا تمہاری۔۔ "!

اور اب کہ زاویار کی ٹھنڈی آنکھوں میں کچھ ابھرا تھا۔ کچھ گلابی سا۔۔ وہ زخمی نظر آنے لگا تھا۔ اس نے اگلے ہی پل دونوں ہاتھوں سے حرم کے ہاتھوں کو جھٹکا اور اسے گریبان سے جھپٹا۔۔ گھٹنا موڑ کر اس نے ایک زوردار لات اسکے پیٹ پر ماری تو وہ کراہ کر نیچے جھکا۔ اس نے دانت جما کر اسکا گریبان جکڑا اور پھر اسے سیدھا کر کے ایک خوفناک مکا اسکی ناک پر دے مارا۔۔ سارنگ ان دونوں کو چھڑانے کے لیے درمیان میں ایک بار پھر سے آ گیا تھا۔ لیکن وہ دونوں ایک دوسرے کو چھوڑنے پر تیار نہیں تھے۔۔ وہ خون کے پیاسے لگتے تھے۔۔

"سالے نے ایک لڑکی کے پیچھے دس سال کی دوستی کو لات ماردی۔۔ اور اب۔۔ اب بھی بکواس کر رہا ہے۔۔ "

وہ اس پر دھاڑا تو حرم نے ناک سے نکلتا خون آستین نے رگڑا اور سارنگ کو ایک جانب دھکیلا۔۔ پھر اس نے پوری وقت سے زاویار کو مکا مارا تھا۔۔ وہ لڑھک کر زمین پر جا گرا۔۔

"اس شام میں نے بھروسہ کیا تھا تم پر۔ اور تم نے میری پیٹھ میں چھرا گھونپا تھا۔ وہ زندہ ہوتی۔۔ وہ آج میرے ساتھ ہوتی لیکن تجھ جیسا دوست۔۔ خدا کسی دشمن کو بھی نہ دے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دونوں کے منہ خون سے بھر گ ئے تھے۔ زاویار اٹھا اور ابھی اس نے حرم کا گریبان جکڑ کر اس پر مکا تانا ہی تھا کہ پھر۔۔ اسکی بنجر بھوری آنکھیں دیکھ کر وہ اسے مار نہیں سکا۔ اس نے کوشش کر کے ہاتھ کی مٹھی سخت کرنی چاہی لیکن وہ اسے مار نہیں سکا۔ اس نے نہ مارنے کی بے بسی پر غصے سے اسے پرے دھکیل دیا تھا۔ کلینک میں پھولی سانسوں کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ حرم نے ایک آخری متنفر نگاہ اس پر ڈالی تھی اور پھر آگے بڑھ آیا۔۔ لیکن پھر اسکی آواز پر اسکے قدم زنجیر سے ہو گ ئے۔۔ وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا۔۔

"پسند کرتے ہو تم انہیں۔۔ "!

سارنگ نے بھی چونک کر اسکی پشت دیکھی تھی۔ وہ پلٹ نہیں سکا۔۔ وہ اس بات کا سامنہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

"محبت کرنے لگو گے عنقریب تم ان سے۔۔ "

اس نے زخمی مٹھی بھینچ لی تھی۔ پھر لبوں کو سیدھی سی لکیر میں بند کر لیا۔ گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ سیاہ آنکھیں چھم سے اسکے سامنے لہرائی تھیں۔ وہ اگلے ہی پل آگے بڑھا اور پھر شیشے کے دروازے کو پار کر گیا۔ زاویار اور سارنگ پیچھے تنہا رہ گ ئے۔۔ نازنین چھت پر گھومتے پنکھے کو تکتی رہی۔۔ اور حرم۔۔ وہ اس ساری رات سڑکوں پر بے سمت چلتا رہا۔۔

شہوار سے نازنین۔۔ اور نازنین سے شہوار تک کھینچے گ ئے دائرے میں گھومتے ہوئے۔۔ اسے احساس نہ ہو سکا۔۔ کہ وہ بھی ان سیاہ آنکھوں میں تفریق کیے بغیر۔۔ ان کا اسیر ہوتا جارہا تھا۔۔ !

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اٹھارہ سال قبل۔۔

ان دنوں جاوید زندہ تھے لیکن انکی طبیعت از حد خراب رہنے لگی تھی۔ وہ اب کھانستے تو منہ اور ناک سے اکثر خون بہہ نکلتا۔ انہی دنوں۔۔ انہیں طلحہ کے جیل توڑ کر بھاگنے کی اطلاع بھی موصول ہو گئی تھی۔ وہ دن رات اسکا انتظار کرتے رہے۔۔ وہ اسے ایک آخری دفعہ اپنی نگاہوں کے عین سامنے دیکھنا چاہتے تھے۔۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انکے پاس اب مہلت کے آثار بے حد کم تھے۔ طلحہ کو نہ گھر آنا تھا۔۔ اور نہ وہ آیا۔۔

لیکن جاوید اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھے کہ آخر طلحہ اس جیل کو توڑ کر باہر نکل کیسے سکتا تھا۔۔؟ کیا وہ اتنا طاقتور اور چاک وچوبند تھا کہ کسی بھی جیل کو توڑ کر باہر نکل سکتا۔۔؟ انکے لیے۔۔ طلحہ کی جسمانی اور ذہنی حالت کے پیشِ نظر یہ سب سوچنا انتہائی احمقانہ سا عمل تھا۔

وہ اپنی بیماری کے ہاتھوں دن بدن گھلتے جا رہے تھے۔ ناز نین۔۔ صوفیہ اور نو مولود وجدان کی ذمہ داری کا بوجھ انکے کندھوں پر بہت گہرا اثر ڈالنے لگا تھا۔۔ وہ اس بوجھ تلے دب کر ختم ہونے کے قریب ہونے لگے تھے۔

انہیں رمیز کی مدد درکار تھی۔۔ انہیں ان سے بات کرنی تھی۔۔ انہیں ان سے بات کرتے ہی بنی تھی۔۔ وہ انکے آفس چلے آئے۔۔ انکا کھنڈر وجود اور زرد سا چہرہ دیکھ کر بھی رمیز کے چہرے پر ترحم کے کوئی آثار نمودار نہیں ہوئے تھے۔۔ وہ ویسے ہی۔۔ اپنی گھومتی کرسی پر۔۔ پیچھے ہو کر ٹھنڈی نگاہوں سے جاوید کو تکتا رہا تھا۔۔ کیونکہ انہیں ایسے تکنا اسے لطف دیا کرتا تھا۔۔ اسکے اندر پلتے شیطان کے لیے انسانوں کی اذیت باعثِ تسکین تھی۔ وہ اسی تسکین کے لیے تو اب تک زندہ تھا۔۔ اسکا مرنا ممکن نہ تھا جب تک وہ جاوید کو اپنی نگاہوں کے سامنے سسک کر مرتا ہوا نہ دیکھ لیتا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بھائی۔۔میں آپکو آخری دفعہ خدا حافظ کہنے آیا ہوں۔۔ "

رمیز کے سامنے براجمان، زرد سا کھنڈر وجود لیے جاوید۔۔اپنی بے بسی کی آخری حدود پر تھے۔انکی آواز اس سے لرز رہی تھی۔۔پلکوں پر کئی آنسو ٹھہرے ہوئے تھے۔ حلق دکھنے لگا تھا۔۔

"اسکی ضرورت نہیں تھی جاوید۔مجھے کبھی بھی آخری ملاقاتوں میں دلچسپی نہیں رہی۔تم اس ملاقات کو حذف کرنے کا حق بخوبی رکھتے تھے۔۔ "

چند پل آفس کی فضا میں بے رحم سی کافور کی بو پھیلی محسوس ہونے لگی۔زہر ہوتی فضا میں جاوید کا سانس لیا جانا دشوار ہونے لگا تھا۔۔وہ یکدم کھانسے تو خون کے کئی قطرے اڑ کر انکے لباس پر گرے۔۔وہ اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے بمشکل لبوں پر جما خون صاف کر رہے تھے۔

"کیا آپ مجھ سے اتنی نفرت کرتے تھے بھائی۔۔!کیوں۔۔؟ "

خون سے بھرا منہ لیے انہوں نے انتہائی تکلیف دہ سا استفسار کیا تھا۔رمیز نے بے تاثر نگاہوں سے پہلے تو چند لمحے تک جاوید کو دیکھا اور پھر۔۔وہ ہتھیلی باہم ملاتا۔۔آگے ہو بیٹھا۔۔

"تم میرے مقابلے پر تھے۔۔تم۔۔نے میری جگہ۔۔مجھ سے چھین لی تھی۔۔تم اتنے قابل نہیں تھے جتنا قابل تمہیں گردانا گیا تھا۔بابا کے سامنے۔۔دنیا کے سامنے۔۔دنیا والوں کے سامنے تم مرکز رہے اور میں۔۔میں عرصے کی ریاضت کے بعد بھی پسِ منظر میں دھکیل دیا گیا۔۔پھر میں نے اس مسئلے کا ایک حل نکالا۔۔میں نے ایک عہد باندھا۔۔تمہیں مجھ سے کم تر اور ذلیل ثابت کرنے کا عہد۔۔!"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جاوید کی نگاہوں میں لمحے بھر کے لیے بے یقینی سی ابھری تھی۔انکی پتلیاں ساکت ہو گئی تھیں اور رگوں میں گردش کرتا خون تک جم گیا تھا۔سامنے بیٹھا یہ شخص تو ہرگز بھی انسان نہیں لگ رہا تھا۔یکدم فضا میں پھیلی کافور کی بو تیزی کے ساتھ انکے نتھنوں میں گھسنے لگی تھی۔وہ بے تحاشہ کھانستے ہوئے آگے کو جھکے تھے۔۔

"پھر میں نے اس عہد کے لیے لائحہ عمل طے کیا۔تم۔۔بابا۔۔تمہارا گھرانہ۔۔تمہاری عزتیں۔۔یہ سب میرے نشانے پر آ گیا۔میں ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن میں مجبور کر دیا گیا تھا۔مجھے بابا کو انکے فیصلوں میں غلط ثابت کرنا تھا۔۔پھر۔۔میں نے۔۔ایک رات۔۔بابا کو مار دیا۔۔"

جاوید کا پورا وجود زلزلوں کی زد میں آ گیا تھا۔انکے سامنے زمین و آسمان گرش کرنے لگے تھے۔وہ کھانستے کھانستے بے ساختہ ہی اٹھتے ہوئے اپنی نشست سے نیچے جا گرے تھے۔ انکے سینے میں شدید تکلیف ہونے لگی تھی۔ وہ اپنا سینہ مسل رہے تھے۔۔ رمیز اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔پھر وہ جاوید کے سر پر آ کھڑا ہوا تھا۔۔بالکل ویسے ہی جیسے وہ کبھی مبین کے سر پر کھڑا تھا۔پھر وہ آہستہ سے انکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا۔۔ مسکراتی آنکھوں سے انکے تکلیف دہ سے وجود کو دیکھا۔۔

"دیکھو جاوید۔۔بابا اپنے فیصلوں میں غلط تھے۔بابا کو جاننا چاہیے تھا کہ میں کبھی بھی تم سے کم تر نہیں تھا۔۔میں کسی بھی لحاظ سے تم سے چھوٹا نہیں تھا۔۔میں نے ہر معرکہ سر انجام دے کر انہیں خوش کرنے کی کوشش کی تھی جاوید۔لیکن وہ نہیں مانے۔۔اور دیکھو۔۔آج تمہاری۔۔تمہارے گھرانے کی حالت کے ذمے دار بھی وہ ہی ٹھہرے ہیں۔"

وہ یکدم اٹھا اور پھر جاوید کے چہرے پر اپنے جوتوں سے ٹھوکریں مارنے لگا۔جاوید کی نگاہیں ادھ کھلی تھی اور خون ہی خون ہر جانب پھیلنے لگا تھا۔وہ اپنے بھائی کو روکنا چاہتے تھے۔وہ انکے پیر پڑ کر معافی مانگنا چاہتے تھے۔۔وہ اپنے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گھرانے کے ساتھ کہیں غائب ہو جانا چاہتے تھے لیکن رمیز کی جانب سے ایسی کسی بھی مہلت کا امکان نہیں تھا۔۔ وہ مارتے مارتے تھک کر پیچھے ہو گیا تھا۔ پھر پیشانی پر ابھرا پسینہ آستین سے صاف کر کے ہنستا ہوا جھکا۔۔ وہ اب پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا۔۔ وہ ہنستے ہوئے ذہنی مریض لگ رہا تھا۔ اسی اثناء میں آفس کا دروازہ کھلا اور پھر احمد اندر چلا آیا۔ بے یقینی سے لمحے بھر کو اسکی نگاہیں زمین پر گرے، خون آلا وجود لیے جاوید پر پڑی تھی۔۔ پھر وہ رمیز کو دیکھنے لگا۔۔ وہ ہنستے ہنستے پاگل سا ہونے لگا تھا۔۔

"تمہارا بیٹا۔۔ اسے میں نے جیل سے نکلوایا ہے۔ اب وہ میری آرگنائزیشن کے لیے کام کرے گا۔ اب وہ بھی لوگوں کے اعضاء نکال کر انہیں فروخت کرے گا۔ اب وہ بھی فرشتوں کی فہرست سے نکل کر ابلیس کی فہرست میں آجائے گا۔۔ کیونکہ مجھے ہر اس انسان سے نفرت ہے جو نیک ہو۔ مجھے اطاعت گزاروں اور فرماں برداروں سے نفرت ہے۔۔ مجھے سرکش اور شریر لوگ پسند ہیں۔ مجھے نفرت اور حسد سے بھرپور۔۔ آگے بڑھ کر اپنا حق نوچنے والے لوگوں سے انسیت ہے۔ جو غصے میں نہیں آتے۔۔ جو معاف کر دیتے ہیں۔۔ جو حسد نہیں کرتے۔۔ جو نیک بننے کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔۔ مجھے ایسے لوگوں سے اپنی تمام ترحیات سے بڑھ کر نفرت ہے۔ نفرت ہے۔۔ نفرت۔۔ بہت نفرت ہے۔۔"

اسکی سخت ٹھوکروں سے جاوید کا چہرہ مسخ ہونے لگا تھا۔ وہ ادھ موئے ہوئے بمشکل سانس لے رہے تھے۔ آفس میں تازہ خون کی بو ہر جانب پھیلنے لگی تھی۔ احمد اب تک سن سا دروازے کے ساتھ کھڑا تھا۔۔ اسے رمیز کی ذہنی حالت قطعاً بھی درست نہیں لگ رہی تھی۔۔

اب کہ وہ گہرے گہرے سانس لیتا سیدھا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر احمد کو آنکھ سے اشارہ کیا۔۔ اور وہ تھوک نگلتا آگے بڑھ آیا۔۔ جاوید کو اٹھایا۔ اسے دو لوگوں کی مدد سے گھسیٹتا ہوا پارکنگ لاٹ تک لے کر آیا۔ رمیز بھی انکے ساتھ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ساتھ زینے اتر رہا تھا۔ آج وہ اس کہانی کا انجام اپنے ہاتھوں سے لکھنے والا تھا۔۔ آج وہ اس کہانی کو تمام کرنے والا تھا۔۔ عزازیل پوری طرح سے ابلیس بن گیا تھا۔

سڑک پر رات کے اس پہر کوئی بھی وجود نہیں تھا۔ گاڑیوں کی آمدورفت تھی اور نہ لوگوں کی۔ وہ ایک سنسان سا سیاہ حصہ تھا۔۔ احمد نے جاوید کو سڑک کے عین درمیان میں لٹا دیا تھا۔۔ وہ کپکپا رہے تھے۔۔ انکے ہلتے لب کسی کا نام لینے کی کوشش کر رہے تھے۔۔ وہ اپنے بھائی کا نام لے رہے تھے شاید۔۔ کیونکہ وہ انہیں شیطان نہیں بننے دینا چاہتے تھے۔۔ وہ انہیں روکنا چاہتے تھے۔۔

لیکن پھر کچھ کام نہ آیا۔۔

نہ آہ و بکا۔۔

نہ ہی دعائیں۔۔

نہ ہی آنسو۔۔

دور سے ہیڈ لائٹس چمکیں۔۔ یکایک آسمان سے پانی کی بوندیں برسنے لگی تھیں۔ پھر بوچھاڑ سی شروع ہو گئی۔ جاوید کے وجود پر لگا خون پانی کے ساتھ بہنے لگا۔ پھر ٹائر چرچرانے کی بہت تیز آواز آئی تھی۔ اور اگلے ہی پل رمیز کی گاڑی جاوید کو کچلتی ہوئی انکے عین اوپر سے گزر گئی تھی۔۔

یکدم ہی آسمان زور سے گرجا۔۔ یوں لگا گویا وہ نیچے آ گرے گا۔۔ ہر جانب سناٹا پھیل گیا۔۔ ہر جانب خاموشی چھا گئی۔۔ گہری۔۔ جہنم جیسی بھیانک اور سیاہ خاموشی۔۔ آسمان آج اپنی پوری طاقت سے برس رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رمیز اپنی گاڑی سے نکل آیا تھا۔۔ پھر وہ بوچھاڑ تلے چند لمحات کے لیے جاوید کے کچلے گ ئے لہولہان سے وجود کو دیکھے گیا۔۔ اور پھر۔۔ اگلے ہی پل وہ لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھ آیا تھا۔

غصہ۔۔ شیطان آگ سے بنایا گیا تھا۔۔ اور پھر یہ جس پر بھی وارد ہوا اسکے وجود کو غصے کی آگ سے بھر گیا۔۔ غصے سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔۔ غصے کو کبھی اپنے دلوں میں جگہ نہیں دینی چاہی ئے۔۔ غصہ پکتا رہتا ہے۔۔ ابلتا رہتا ہے۔۔ کسی ہانڈی کی طرح دلوں میں کھولتا رہتا ہے۔۔ اس سے پناہ طلب کرنی چاہی ئے۔۔ اس سے معافی مانگنی چاہی ئے۔۔

تڑاتڑ برستی بوچھاڑ تلے وہ اب کے جاوید کے سرہانے آبیٹھا تھا۔ اور اب۔۔ وہ بالکل۔۔ خاموش چہرہ لیے۔۔ سفید چہرے کے ساتھ انکے مسخ کیے گ ئے وجود کو تک رہا تھا۔۔!

****

نازنین نے اپنے باپ کے کچلے گ ئے وجود کو ڈولی میں پڑے دیکھا تو پاگل سی ہو گئ۔ وہ محض دس سال کی تھی۔ اس نے اپنے بال نوچ لیے۔۔ وہ اتنا چیخی کے اس کے پھیپھڑوں سے جان ختم ہونے لگی۔ اسے لگا کہ اب اسکے حلق سے خون آجائے گا۔ وہ اب بابا کو کہاں سے لائے گی؟ وہ اب جاوید کو کہاں ڈھونڈے گی۔۔؟ یاخدا وہ اب کہاں جائے گی۔۔؟؟

اس رات وہ بارش تلے بھیگتی رہی تھی۔ اس پوری رات وہ روتی رہی تھی۔ اس پوری رات اس نے اپنے ساتھ ہوئے ظلم کا ماتم کیا تھا۔۔ وہ رات اسکی زندگی کی سیاہ راتوں میں سے ایک تھی۔۔ وہ رات۔۔ اس جسمانی استحصال والی سیاہ رات سے بھی کہیں زیادہ سیاہ تھی۔ وہ آنکھوں کو اندھا اور دل کو درد سہنے کے بعد بنجر کر دینے کی حد تک سفاک رات تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کیونکہ زندگی کی کچھ راتیں بہت سفاک اور سیاہ ہوا کرتی ہیں۔۔وہ بھی۔۔ایک سیاہ۔۔سرد اور بے رحم رات تھی۔۔!

اس نے جاوید کو کھو دیا تھا۔۔اور اس نے۔۔اسی رات۔۔خود کو بھی کہیں۔۔وہیں۔۔کھو دیا تھا۔۔

****

آج۔۔

صبح کی خنک سی دھوپ میں ہر جانب زردی گھلی تھی۔۔روئی کے گالوں کی مانند نرم سی تمازت میں انسان کے اندر جمی برف پگھلنے تک کا ہنر رکھتی تھی۔یونیورسٹی میں ہر جانب خاموشی کا راج تھا۔لائبریری بھی اپنے اندر زمانوں کی داستانوں کا بوجھ سمیٹے۔۔سر اٹھائے کھڑی تھی۔۔کسی بوڑھی۔۔لیکن مضبوط عمارت کا سا تاثر لیے۔۔

اس نے بادامی رنگ کا نفیس سا جوڑا زیب تن کر رکھا تھا۔بالوں کو حسبِ عادت ہاف باندھے۔۔وہ مصروف سی کتابوں کی فہرست دیکھتی،ان کی ترتیب درست کر رہی تھی۔دور الہام بیٹھی اپنا چاند نما عینک ناک پر جمائے، سنجیدگی سے کمپیوٹر پر نگاہیں مرکوز کیے۔۔ انہاک سے کام میں مصروف دکھائی دے رہی تھی۔۔ صبح صبح کا وقت ہونے کے باعث باقی لائبریرینز ابھی تک نہیں آئے تھے اور وہ دونوں تنہا خاموشی سے اپنے کاموں میں مصروف تھیں۔

یکایک لائبریری کے دروازے کو دھکیل کر کوئی اندر داخل ہوا تو اس نے یونہی سر اٹھا کر دیکھا۔۔اور پھر ٹھہر گئی۔ لب بھینچ گئے۔۔ ابرو تن گئے۔۔ وہ مسکراتا ہوا اسکے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔۔ جینز پر شرٹ کے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اوپر بھوری جیکٹ پہنے۔۔ بالوں کو ماتھے پر گرائے۔۔ ہاتھ میں بیشتر کتب تھامے۔۔ کتھئی آنکھیں لیے۔۔

نازنین نے اس پر دوسری نگاہ ڈالنا گوارہ نہیں کیا۔وہ اپنی فہرست کے ساتھ ایک بار پھر سے مصروف ہوچکی تھی۔۔

"یہ کتابیں۔۔یہ واپس کرنے آیاہوں میں۔۔ "

"ٹھیک ہے۔آپ وہاں رکھ دیں انہیں۔۔ "

اس نے ابروسے جونہی دور ٹیبل کی جانب اشارہ کیا تو اگلے ہی پل ٹھہر گئی۔اسکی نگاہیں زاویار کے ہاتھ کی اوپری جلد پر ٹک گئی تھیں۔زاویار نے اسکی نگاہیں محسوس کر کے جلدی سے کتابیں دوسری ہاتھ میں منتقل کیں لیکن اف۔۔ اسکادوسرا ہاتھ بھی زخمی تھا۔۔ کھال ادھڑی ہوئی تھی اور اس ادھڑی کھال سے نکلا خون وہیں جم گیا۔۔یوں گویا اس نے زخم صاف کرنے کی زحمت کرنے کے بجائے بس ہاتھ دھوئے ہوں۔

"آ۔۔۔کہاں رکھوں۔۔ "

اس نے گلابی چہرے کے ساتھ پوچھاتونازنین نے ایک سنجیدہ سا ابرو اٹھا کر اسے دیکھا۔پھر گہرا سانس لے کر فہرست شیلف کے اوپر رکھ دی۔اس کے ہاتھ سے کتابیں لے کر آگے بڑھتے ہوئے ٹیبل پر رکھیں۔

"بیٹھو یہاں۔۔ "

ساتھ ساتھ ابروسے کرسی کی جانب اشارہ بھی کیا۔وہ خاموشی سے بیٹھ گیا۔۔ حیرت سے اسکی پشت کو دیکھے گیا۔۔ وہ اب اپنے درازسے جھک کر فرسٹ ایڈ باکس نکال رہی تھی۔پھر اسکے قریب چلی آئی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مانا کہ تم ابھی اپنی جوانی کے عین دنوں میں سفر کر رہے ہو لیکن اسکا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ اپنے زخم صاف کیے بنا۔۔ انہیں ادھڑا رکھو گے۔۔ اپنا نہیں تو اپنے گھر والوں کا ہی خیال کر لینا چاہیئے۔۔"

وہ سنجیدگی سے کہتی اب کھڑے کھڑے باکس کھولے دوائی نکال رہی تھی۔ وہ خود کو کتنا بھی سنجیدہ اور بے نیاز ظاہر کر لیتی لیکن سچ تو یہ تھا کہ اسے زخم دیکھ کر تکلیف ہوا کرتی تھی۔ چاہے وہ زخم کسی کا بھی ہو۔۔ اسے ہر زخم دیکھ کر اپنے زخم۔۔ بابا کے زخم یاد آیا کرتے تھے۔۔ کیونکہ اسکے پاس بھی زخم پر مرہم رکھنے والا کوئی موجود نہیں تھا۔۔ وہ ایسی کسی بھی اذیت سے سامنے والے کو بچا لینا چاہتی تھی۔ وہ اس معاملے میں بے بس تھی۔۔

"اور جن کے گھر والے ہی نہ ہوں۔ کیا انکے پاس کوئی جوازرہ جاتا ہے اپنے زخم صاف کرنے کا۔۔؟"

اس نے بڑے آرام سے پوچھ کر نازنین کو حیران کر دیا تھا۔ اسکے روئی درست کرتے ہاتھ لمحے بھر کو ٹھہرے تھے۔۔ پھر اس نے سکون سے سر اٹھایا۔۔ سیاہ آنکھیں دھوپ کے عکس میں چمک رہی تھیں۔۔ زاویار کو پلکیں جھپکانے میں وقت لگا تھا۔۔

"میں ہر گز بھی تمہارے کاؤنٹر اٹیکس کا جواب دینے نہیں کھڑی یہاں۔۔ اسی لیے۔۔ خاموشی سے بیٹھو اور اپنا ہاتھ آگے کرو۔۔"

"کیوں۔۔؟"

"کیونکہ تم میری وجہ سے زخمی ہوئے ہو۔۔"

اور وہ اگلا سانس نہیں لے سکا۔ سفید چہرے کے ساتھ اس نے سر اٹھا کر نازنین کی جانب دیکھا تھا۔۔ کیا وہ حرم اور اسکے بارے میں جانتی تھی۔؟ کیا وہ اداکاری کر رہی تھی۔۔؟ کیا اسے حرم نے اعتماد میں لے رکھا تھا۔۔!!

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا مطلب۔۔؟ "

خشک پڑتے حلق کے ساتھ اس نے لاپرواہی سے پوچھا تو نازنین آگے جھکی۔۔پھر بے حد احتیاط سے روئی پر لگی دوائی اسکی اوپری جلد پر پھیرنے لگی۔وہ اسے زخم صاف کرتے ہوئے دیکھے گیا۔۔ کسی نے آج تک اسکے زخم یوں صاف نہیں کیے تھے۔

"کل تم نے میری وجہ سے فصیح کو مارا تھا۔اسی وجہ سے زخمی ہوئے ہیں ناں تمہارے ہاتھ۔۔؟ میں اپنے اوپر احسان نہیں رکھتی۔ احسان کے بدلے احسان سے دے دیا کرتی ہوں۔ اسی لیے یہ ہرگز مت سمجھنا کہ میں کسی رحم دلی کے تحت تمہارا زخم صاف کررہی ہوں۔۔ رحم دلی کا کوئی تعلق نہیں مجھ سے۔۔"

اور اسے چہرہ اٹھا کر دیکھتا زاویار ہولے سے مسکرا دیا تھا۔اسکی آنکھیں۔۔نازنین کے رخساروں پر جھکی سیاہ پلکوں میں الجھنے لگیں۔۔ گھنگھور پلکوں کی سیاہی سے گھبرا کر اس نے اگلے ہی پل چہرہ پھیرا تھا۔

اسی پہر۔۔دروازے کے پار کھڑے حرم نے۔۔اپنے ہاتھ کی زخمی پشت نگاہوں کے سامنے کی تھی۔۔اسکی آنکھوں میں زخم سا ابھرا۔۔گردن کے آس پاس بجھی نسیں پھول سی گئیں۔۔اسے کہیں اندر تک تکلیف ہوئی تھی۔۔

وہ لائبریری کے اندر اسکا زخم صاف کررہی تھی۔اور وہ لائبریری کے باہر کھڑا زخم زخم ہو رہا تھا۔۔ !

انجانے راستوں پر قدم دھرتے جانے وہ کہاں پہنچنے والے تھے۔ لیکن اتنا تو طے تھا۔۔کہ کوئی ایک۔۔ضرور۔۔ان میں سے۔۔کسی گہری تکلیف کا شکار ہونے والا تھا۔۔کیونکہ تکون۔۔ کبھی بھی دو کے علاوہ کسی ایک سے وفا نہیں کیا کرتے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ٹھیک ہے میڈم۔۔میں خود کر لیتا ہوں۔۔ "

اس نے خوف سے دھڑکتے دل کے ساتھ کسمسا کر اپنا ہاتھ نکالا تو وہ چونکی۔

"ابھی پٹی رہتی ہے۔۔ "

"میں۔۔میں کر لونگا۔۔ "

وہ اگلے ہی پل جلد بازی میں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔نازنین نے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ اسکی سننے سے پہلے ہی آگے بڑھ چکا تھا۔ آگے بڑھتے ہوئے وہ ایک کرسی سے بری طرح ٹکرایا۔۔ پھر سر کھجاتا ہوا الجھ کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔ حرم نے اپنی پشت تیزی کے ساتھ دیوار سے لگائی تھی۔لیکن زاویار اسکی جانب متوجہ نہیں تھا۔وہ الجھتا ہوا دوسری جانب بڑھ گیا تھا۔۔

اس نے ایک نگاہ لائبریری کے شیشے سے ڈھکے دروازے پر ڈالی۔۔وہ اندر جھک کر اب کتب کی ترتیب کو آخری نگاہ دیکھ رہی تھی۔اور وہ اس دمکتی سی صبح کی مانند۔۔دمک بھی رہی تھی۔۔اس نے اگلے ہی پل اپنا سر اپا پھیرا اور پھر تیزی سے راہداری عبور کرتا چلا گیا۔

خاموش راہداری میں بکھرے زرد پتے اب تک یوں ہی بکھرے ہوئے تھے۔۔

* * * * * * * * * *

فرخندہ خالہ صوفیہ کے ساتھ کچن میں کھڑیں۔۔ہاتھ بٹا رہی تھیں۔وہ ان سے عمر میں خاصی بڑی اور سمجھدار سی بردبار خاتون تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں تو بہت خوش ہوں خالہ کہ میری نازو کا رشتہ آ رہا ہے وہ بھی اتنے اچھے گھرانے سے۔۔اب میری بچی کا بھی گھر بس جائے گا۔ "

انکی خوشی آج کوئی بھی بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔خالہ آہستگی سے مسکرائی تھیں۔۔گویا انکی جلد بازی پر۔۔

"وہ اچھے گھرانے والے ہیں تو ہماری نازو بھی کسی سے کم نہیں ہے۔لاکھوں میں ایک ہے ہماری بچی۔۔ویسے ہے کہاں۔۔؟ "

وہ انہیں آس پاس نظر نہ آئی تو آخر میں پوچھا۔

"کہاں ہونا ہے اس نے بھلا۔۔!"صوفیہ نے سر جھٹک کر ٹماٹر کٹنگ بور پر کاٹتے ہوئے کہا۔۔ "یونیورسٹی گئی ہوئی ہے۔۔ مجال ہے جو ایک دن کی بھی چھٹی کر لے یہ لڑکی۔۔ جانتی بھی ہے کہ کتنا اہم دن ہے لیکن نہیں۔۔ میرے لاکھ کہنے پر بھی چلی گئی۔۔"

"وہ خوش تو ہے ناں صوفیہ۔۔؟ "

فرخندہ خالہ کو یونہی اندیشہ ہوا تھا۔صوفیہ نے گہرا سانس لیا۔۔

"جانتی ہوں خالہ وہ خوش نہیں ہے۔مگر وہ راضی ہے۔۔اور اسکا راضی ہونا ہی بہتر ہے۔میں آج زندہ ہوں کل نہیں۔۔نہ اسکے سر پر باپ کا سایہ ہے نہ ہی بھائی کا۔۔وجدان ابھی چھوٹا ہے۔۔سوچیں۔۔اپنے گھر کی نہ ہوئی تو میری بچی کو دنیا نوچ کھائے گی۔۔"

انکی آواز میں کرب کی باریک نمی اتری تو خالہ پاس چلی آئیں۔انکا کندھا سہلا کر دلاسہ دیا۔۔

"پریشان نہ ہوا کر۔۔اللہ سب بہتر کرے گا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بس امید تو یہی ہے۔۔ "

"پھر کب آرہی ہے تمہاری جیٹھانی رشتے والوں کو لے کر۔۔؟ "

انہوں نے سنہری ہوتی پیاز میں چمچ چلاتے ہوئے پوچھا تھا۔ صوفیہ بھی آگے بڑھ آئیں۔۔

"آج شام تک۔۔ دعا کریں خالہ سب خیریت سے ہو جائے۔۔ کوئی بدمزگی نہ ہو۔۔ "

"انشاءاللہ۔۔ "

فرخندہ خالہ نے دل سے کہا تھا۔۔

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اپنے لان کے عقبی حصے میں بنے۔۔ تہہ خانے میں کھڑا تھا۔ اسکے ہونٹ اور ناک پر زخموں کے نشان تھے۔ جینز پر سفید ٹی شرٹ پہنے۔۔ اور سیاہ ہڈی کو ایک جانب کرسی پر ڈالے وہ سامنے لگے شیشے کو دیکھ رہا تھا۔ صبح والا منظر نگاہوں میں بار بار تکلیف سی بھر رہا تھا لیکن وہ پھر بھی بنا کسی تاثر کے کھڑا رہا۔

وہ زیادہ وسیع تہہ خانہ نہیں تھا۔ ایک درمیانہ سا کمرہ تھا جس کے ایک کونے میں کاٹھ کباڑ تھا۔۔ دوسری جانب ایک ٹیبل کے اوپر گلاس وال تھی۔ اس وال پر جابجا اسٹکی نوٹس۔۔ مختلف تصاویر۔۔ اور ہتھیاروں کے نام وغیرہ لکھے ہوئے تھے۔۔ نیچے ٹیبل پر مختلف قسم کے ہتھیار بھی رکھے ہوئے تھے۔۔ اس نے اپنے کان میں لگے بلیوٹوتھ کو مزید جمایا اور پھر سوچتی نگاہوں سے سامنے لگی تصاویر کو دیکھے گیا۔۔

وہ سیریل مرڈرز کی تصاویر تھیں۔ جتنے قتل پچھلے سال میں زر آباد کی بستی کے باعث ہو چکے تھے یہ سب اسکی پڑتال تھی۔ اسٹکی نوٹس پر بھی بیشتر لوگوں کے نام۔۔ ان سے جڑی اہم عادات واطوار کے بارے میں موٹی موٹی معلومات لکھی ہوئی تھیں۔۔

وہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔۔ سنجیدگی سے اس وال پر لگی ایک ایک تصویر کو تک رہا تھا۔ پھر آگے بڑھ آیا۔۔

"کیا سوچ رہے ہو۔۔؟ "

طالوت کی آواز اسکے کان میں گونجی تھی۔

" قتل کو پکڑنے کے لیے قاتل کی نفسیات کو سمجھنا ضروری ہوتا ہے طالوت۔ اور جس طرح کے قتل زیرو کے حصے میں درج ہیں وہ بہت پروفیشنل اور خوفناک ہیں۔ "

اس نے اس تصویر کو نگاہوں کے سامنے کیا۔ پھر بغور اس میں موجود انسان کے جسم پر لگے زخم کو دیکھنے لگا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تمہیں یقین ہے کہ زیرو کو ہی نازنین تک رسائی کا اسائنمنٹ دیا گیا ہے۔۔؟ "

"یہ معلومات بالکل سچ ہے۔۔ "

ٹھیک۔۔ تو پھر سب سے پہلے وہ کونسے ہتھیار کو زیادہ استعمال کرتا ہے۔۔؟ دوسرا۔۔ وہ کتنے فاصلے سے ٹارگٹ کو مارنے کا تعین کرتا ہے۔۔ تیسرا۔۔ موسم، جرم کا وقت اور پچھلے وکٹمز کی تمام معلومات چاہی ئے ہو گی مجھے۔۔ "

"جتنی معلومات میرے پاس تھی میں تمہیں دے چکا ہوں حرم۔۔ "

"لیکن اس میں بہت سی مس ڈائریکشنز ہیں۔۔ ایک جانب اسکا ٹارگٹ شاٹ گن کا شکار ہے تو دوسری جانب وہ اسنائپر رائفل استعمال کرتا ہوا نظر آرہا ہے۔

Assassinator (قاتل) اکثر ایسے کرتے ہیں تاکہ ان تک پہنچنے والوں کی سوچ کو یکسوئی حاصل نہ ہو سکے۔ وہ اپنے قتل کو کسی اور کا قتل ثابت کرنے کے لیے اس طرح کے مختلف طریقوں کا استعمال کرتے رہتے ہیں۔ "

"مطلب یہ سب قتل ایک ہی انسان نے کیے ہیں لیکن انکا تاثر ایسا دیا گیا ہے گویا یہ سب ایک نے نہیں بلکہ مختلف لوگوں نے کیے ہوں۔۔؟ "

طالوت نے سمجھ کر بات اسکے گوش گزار کی تو اس نے سر ہلایا۔ پھر آگے بڑھ کر تصویر شیشے پر چپکانے لگا۔

"لیکن یہ تو بہت مشکل ہو جاتا ہو گا۔ اپنے مخصوص انداز کو بار بار تبدیل کرنا غیر فطری ہے۔۔ اور پھر اس غیر فطری انداز کے ساتھ بھی فطری سا تاثر دینا تو اور بھی مشکل ہوتا ہو گا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اسی لیے تو انہیں خطرناک تصور کیا جاتا ہے طالوت۔ وہ ایک سوراخ سے نہیں ڈسا کرتے۔۔ وہ ایک روپ میں نہیں ہوتے۔۔ وہ بہروپیے ہوتے ہیں۔۔ آپکے ساتھ بیٹھ کر کھاتے پیتے ہیں۔۔ ہنستے ہیں باتیں کرتے ہیں۔۔ انہیں پکڑنا اگر آسان ہوتا تو کبھی کوئی کیس پولیس کے ہاتھوں سے نکل کر کولڈ کیسس کا رُخ نہ کرتا۔۔"

اس نے گہرا سانس لے کر کہا تھا۔ پھر جھک کر پسٹل اٹھائی۔۔ ہاتھ لمبا کر کے سامنے نشانہ لیا۔۔

"تمہارا کیا اندازہ ہے۔۔؟ وہ کونسے ہتھیار کو زیادہ استعمال کرنا پسند کرتا ہوگا۔۔؟ کیونکہ جتنے قتل پچھلے سالوں میں ہو چکے ہیں وہ مختلف نوعیت کے ہیں۔۔ کچھ وکٹمز کو خنجر سے نشانہ بنایا گیا ہے۔۔ کچھ کو گلا گھونٹ کر مارا گیا ہے۔۔ اور پھر زیادہ تر کو بندوق کے زور پر ہی قتل کیا گیا ہے۔۔!!!"

"یہ آخری پوائنٹ۔۔ وہ گنز کے ساتھ اچھا ہے۔۔ جبھی زیادہ تر قتل انہی سے کیے گ ئے ہیں۔۔ ایک پسٹل کی رینج کتنی ہوتی ہے۔۔؟ کم از کم سو میٹر۔۔ یہ قریب کے نشانے زیادہ اچھے سے سنبھال سکتی ہیں اور جتنے قتل زیرو کے کھاتے میں لکھے گ ئے ہیں ان میں ایک بات مشترکہ ہے۔۔ وہ قریب نہیں ایک فاصلے سے مارے گ ئے ہیں۔۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ رائفلز کا استعمال شوق سے کرتا ہوگا۔۔"

اس نے پسٹل کو رکھ کر رائفل اٹھائی اور پھر۔۔ اس بڑی سی گن کو اپنے ہاتھ پر کسی ماہر کی مانند رکھ کر نشانہ لینے لگا۔۔

"اور ہمارے پاس رائفل کی ایک عمومی رینج کیا ہوتی ہے۔۔؟ پانچ سو میٹر۔۔ لیکن۔۔ یہ خطرناک ثابت ہو سکتی ہیں۔۔ اگر نشانہ رینج سے باہر نکل کر لیا جائے تو یہ مس لیڈ کرنے کا باعث بن سکتی ہیں۔۔ ایسے میں۔۔ ہم اس تاثر کو بھی رد کر دیتے ہیں کہ اسکا پسندیدہ ہتھیار رائفل ہوگی۔۔"

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ تیزی سے گویا زیرو کی نفسیات کو ڈی کوڈ کر کے بولتا جارہا تھا۔۔

"لیکن اسنائپر رائفل۔۔ یہ ایک طویل رینج تک ٹارگٹ کو قابو رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اسکے اندر ایک خصوصی ٹیلی اسکوپ ہوتا ہے جو اسے باقی سب ہتھیاروں سے ممتاز بناتا ہے۔ اور اس کی رینج۔۔ کم از کم۔۔ دو ہزار میٹرز تک ہوتی ہے۔ ایک ایسا ہتھیار جو زیرو جیسے قاتل کے لیے باعثِ تسکین ہو اور جو اسکی فاصلے سے قتل کرنے کی خواہش کو بھی پورا کرتی ہو۔۔"

اس نے رائفل سامنے ٹیبل پر رکھی اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ ہاتھ ایک بار پھر سے جیب میں اڑس لیے۔۔ اسکا دراز قد اور مضبوط جسم مدھم روشنی میں واضح ہونے لگا تھا۔

"اریبی۔۔! اتنی تیزی سے باتوں کو ڈی کوڈ کر کے تم مجھے خوفزدہ کر دیتے ہو کبھی کبھی۔۔"

وہ طالوت کی بات سن کر تلخی سے مسکرایا تھا۔ پھر سر اٹھا کر سامنے لگی تصاویر کو باری باری دیکھا۔ رمیز انصاری، احمد لغاری، باقر حمدانی، طلحہ انصاری، وجدان انصاری۔۔ ان سب کی پوکٹ سائز تصاویر ایک گولائی میں لگی ہوئی تھیں۔۔ اور اسکے عین درمیان میں نازنین کی تصویر تھی۔ وہی جس سے اس کہانی کا آغاز ہوا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔۔؟ یہ قتل کرنے کا حکم کس لیے دیا گیا ہے۔۔؟؟ کیا صرف پیسے کے پیچھے ہاتھ ہے ان مالکان کا۔۔؟"

وہ چند پل خاموش رہا۔۔ اور پھر آہستہ سے بولا۔۔

"یہ دشمنی ہے طالوت۔۔! یہ نفرت ہے۔۔ یہ اندر پکتی سالوں کی آگ ہے، غصہ ہے۔ مجھے رمیز انصاری کے بارے میں زیادہ کچھ تو نہیں پتہ لیکن یہ شخص ان سب باتوں کا دماغ ہے۔۔ باقی اسکے کارندے اسکا دھڑ۔۔ وہ انکا

ہیڈ ہے۔۔وہ ہی سب کچھ قابو کر رہا ہے۔لیکن میں اسکی سوچ تک نہیں پہنچ پا رہا۔۔دشمنی۔۔کس بنیاد پر۔۔؟ نفرت، غصہ، گلٹ۔۔کس چیز کا۔۔؟اور پھر ناز نین جیسی لڑکی اسکے اتنے بڑے کاروبار کے سامنے کیا کر لے گی۔۔؟یہ سب باتیں ایک ہی بات کی جانب اشارہ کرتی ہیں۔۔کہ وہ۔۔حسد کا شکار ہے۔۔وہ اس سے جلتا ہے۔۔ ایک بات بتاؤ۔۔جاوید اور رمیز کا رشتہ کس قسم کا تھا۔۔؟"

اس نے رک کر پوچھا تھا۔طالوت نے دوسری جانب گہرا سانس لیا۔۔

"جہاں تک میں جانتا ہوں وہ دونوں بہت اچھے رشتے کے ساتھ رہ رہے تھے۔آفس میں بھی ورکرز معمول کے مطابق ہی یاد رکھتے ہیں جاوید کو۔۔اور پھر ہر سال رمیز جاوید کے لیے لاکھوں کا صدقہ بھی تو دیتا ہے۔۔انکے مابین رشتہ اچھا ہی ہو گا۔"

حرم نے نچلا لب دانتوں تلے دبا رکھا تھا۔کہیں سے کچھ غائب تھا۔۔اسکے دماغ میں پوری تصویر نہیں بیٹھ رہی تھی۔بھوری آنکھوں میں اک پل کو کچھ ابھرا تھا۔۔

"مجھے اسکے آفس جانا چاہیئے۔۔ "

"کس لیے۔۔؟ "

طالوت چونکا۔اس نے آگے بڑھ کر کرسی پر ٹنگا ہڈ اٹھایا اور پھر پہننے لگا۔۔

"وہ مجھے اپنا داماد بنانے کے لیے خاصہ بے تاب ہے آجکل۔۔میں اسکا یہی شوق پورا کرنے جا رہا ہوں۔۔ "

"داماد۔۔؟؟ "

"ہاں۔۔میری ماں تو میرا رشتہ تک طے کر چکی ہیں۔اب بس بر دکھاوے کی نوبت رہ گئی ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

طالوت دوسری جانب ہنس دیا تھا۔

"واقعی۔۔شادی کر رہے ہو کیا۔۔؟ "

"شادی تو کر لونگا لیکن انہیں یہ ضرور بتادونگا کہ رات کی تاریکی میں انکے آفس کے کیمروں کو دھوکا دے کر۔۔ اسکے کیبن میں موجود پینٹنگ کے پیچھے کنداں سیف کو نقلی فنگر پرنٹ سے کھول کر کاغذات کی پڑتال کرنے والا کوئی اور نہیں یہ ہونے والا داماد ہی تھا۔۔کیا خیال ہے تمہارا۔۔اس سب کے بعد مجھے قبول کر تولے گا ناں وہ۔۔؟"

اور طالوت کی ہنسی دوسری جانب نہیں رک رہی تھی۔ حرم نے بہت دنوں بعد اسکی ہنسی سنی تھی۔۔لمحے بھر کو اسکے آس پاس ایجنسی کی شامیں بکھرنے لگیں۔۔تب۔۔جب سب اچھا تھا۔۔تب۔۔جب وہ دونوں دوست تھے۔۔تب جب اس نے ماں جی اور شہوار کو نہیں کھویا تھا۔۔تب۔۔جب اس کا اتنا گہرا نقصان نہیں ہوا تھا۔۔

"مجھے یقین ہے کہ اس سب کے بعد وہ تمہیں ضرور ہی قبول کر لے گا۔۔ "

اور اب کہ حرم اسکا جواب سن کر مسکرا دیا تھا۔ پھر تہہ خانے کے زینے عبور کرنے لگا۔

"جاوید کی بیٹی۔۔وہ کیسی لڑکی ہے۔۔؟ "

اور وہ زینے چڑھتے چڑھتے ٹھہر سا گیا تھا۔ سیاہ آنکھیں۔۔گلابی نمی۔۔زخمی آواز۔۔ صبح والا منظر نگاہوں میں ایک بار پھر سے دھواں بھر گیا۔ اس نے خود پر بمشکل قابو پا کر کہا تھا۔۔

"وہ۔۔وہ بہت خوفناک ہے۔۔ "

"کیوں۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

طالوت کو ایسے کسی جواب کی توقع نہیں تھی۔ اس نے اوپر چڑھ کر تہہ خانے کو لاک کیا اور پھر سبزہ زار پر آگے بڑھ آیا۔ جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔۔ گردن جھکا کر چلتا وہ زیرِ لب بول رہا تھا۔۔

"وہ لڑکی کسی سے ڈرتی نہیں ہے طالوت۔ وہ ظالم کا منہ توڑ کر رکھ دیتی ہے۔۔ پھنکارتی ہے۔۔ ایسی سنجیدہ آنکھوں سے دیکھتی ہے کہ سانس تک رکنے لگ جاتا ہے انسانوں کا۔۔ زندگی میں اس نے کوئی سو سے اوپر چانٹے تو لوگوں کو مار ہی دی ئے ہونگے۔۔ اور زبان۔۔ بہت بے رحم ہے اسکی زبان۔۔!"

"اچھی بات ہے۔۔ اس ظالم دنیا میں رہنے کے لیے انسان کو اتنا بے رحم تو ہونا ہی پڑتا ہے۔ "

اس نے بھی بات سے اتفاق کر کے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ پھر ٹھہر کر دور سبزہ زار پر گرتی دھوپ کو دیکھنے لگا۔۔ اسکی بھوری آنکھیں دھوپ کی تمازت تلے کانچ سی دکھ رہی تھیں۔۔ وہ ایسی آنکھیں تھیں کہ ان پر عاشق ہونے کو دل چاہتا تھا۔۔

"وہ۔۔ زاویار کا کہن۔۔ "

"مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی طالوت۔۔ "

"تم کب تک اس مسئلے کو یونہی لٹکا کر رکھنا چاہتے ہو حرم۔۔؟ "

اسکی آنکھوں میں زخم زخم سا تاثر ابھر آیا تھا۔ دوست۔۔ دوست نے دھوکا دیا تھا اسے۔۔ دوست نے پیٹھ دکھائی تھی۔۔ دوست نے تکلیف کا گڑھا کھودا تھا اسکے لیے۔۔ وہ چاہ کر بھی ان کرب ناک ساعتوں کو بھول نہیں پاتا تھا۔

"جب تک میں زندہ ہوں تب تک تو یہ مسئلہ یونہی چلتا رہے گا۔۔ رکھتا ہوں اب۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور اس نے اگلے ہی لمحے کان میں لگا بلیوٹوتھ نکال کر جیب میں اڑس لیا تھا۔ پھر داخلی روش عبور کر کے اپنی گاڑی تک چلا آیا۔ اسے آج رمیز کے آفس جانا ہی تھا۔۔ اپنے اس ایک عدد مکے کی معافی مانگنے۔۔

****

رمیز اپنے آفس میں براجمان بورڈ میٹنگ کی فائلز کی ورق گردانی میں مصروف تھا۔ اسکے آفس کے اندر چھن کر آتی دھوپ بہت شفاف سا عکس اجاگر کرنے لگی تھی۔۔ اسکے سامنے قیمتی فرنیچر کا ٹیبل رکھا تھا اور ٹیبل سے پرے دو عدد کرسیاں۔۔ گھومتی بادشاہی کرسی پر وہ خود براجمان تھا۔۔

اسی پہر اسکے آفس کا دروازہ بجا تو اس نے۔۔ یس۔۔ کہہ کر اندر آنے کا عندیہ جاری کیا تھا۔۔ احمد اندر چلا آیا۔ اسکی چال بنا چاپ کے تھی۔۔ خاموش۔۔ پر اسرار۔۔ لب ایک سیدھی سی لکیر میں بند تھے اور آنکھیں سیدھ میں دیکھنے کی عادی لگتی تھیں۔۔

"کیا رپورٹ ہے۔۔؟ "

اس نے آگے بڑھ کر ایک خاکی لفافہ اسکے عین سامنے رکھا تھا۔ رمیز نے ایک نگاہ اٹھا کر احمد کی جانب دیکھا تھا۔۔ پھر سر ہلا کر سیدھا ہو بیٹھا۔۔ ہاتھ آگے بڑھا کر خاکی لفافہ کھول لیا۔۔

"وہ زر آباد میں بچ جانے والا سروائیور ہے۔ "

اگلے ہی پل رمیز نے بے یقینی سے سر اٹھایا تھا۔ اسکی آنکھوں میں اچھنبا سا ابھرا تھا۔

"وہ اس بستی میں بچ جانے والے ان تین بچوں میں سے ایک ہے۔ لیکن اسکی تعلیمی سرگرمیوں کے بارے میں کسی کو بھی علم نہیں۔ وہ کہاں پلا بڑھا۔۔ اس نے کہاں سے تعلیم حاصل کی۔۔ پھر وہ سہیل تک کیسے پہنچا۔۔ کوئی نہیں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جانتا۔۔جتنے لوگ زر آباد میں موجود تھے۔۔یا جو ہمارے لیے معاون ثابت ہو سکتے تھے وہ مر چکے ہیں۔۔اس علاقے سے دور واقع ایجنسی میں معلومات کرنے کے بعد کچھ خاص نہیں پتہ چل سکا۔۔ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی منہ کھولنے کے لیے تیار نہیں۔۔"

رمیز اپنی کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔پھر پر سوچ نگاہوں سے ہاتھ میں تھامی تصاویر کو دیکھے گیا۔۔

"ان بچوں کے گھرانے بھی نہیں بچے کیا۔۔؟ "

"نہیں۔۔ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہ سکا۔سارنگ نامی لڑکے کا خاندان تو بہت پہلے ہی منظرِ عام سے غائب رہا اور زاویار۔۔ "

احمد نے ایک لمحے کا توقف کیا تھا۔رمیز نے اک ابرو اچکایا۔۔

زاویار۔۔؟ "

"زاویار اپنی ماں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔میں نے اسکی ماں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ وہ نفسیاتی اسپتال میں داخل کر دی گئی ہے۔اسکا ذہنی توازن درست نہیں رہا۔۔"

رمیز چند لمحات تک طالوت کی تصویر کو نگاہوں کے سامنے رکھ کر دیکھے گیا۔

"یہ آدمی کون ہے۔۔؟ "

"یہ اس ایجنسی کا اونر ہے۔۔عزازیل ایجنسی کا۔لیکن یہ وہاں ایک استاد کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔کسی کو بھی اس کی اصل حقیقت کے بارے میں علم نہیں۔حرم کے دادا کا شاگرد رہا تھا یہ۔اب اپنے Dementia (نسیان) کی وجہ سے اپنے گھر میں ہی رہتا ہے۔ایجنسی کا چارج مشتاق آفندی سنبھالتا ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ہوں۔۔۔اور یہ شاگرد رہا۔۔کس کا۔۔؟"

"سلیمان اربیبی کا شاگرد تھا یہ۔وہ ایک نجی ایجنسی کا گن مین تھا۔یہ خود بھی اعلیٰ پائے کا شوٹر رہ چکا ہے۔کافی عرصے تک ایک ٹرینز کی حیثیت سے کام بھی کیا ہے اس نے۔۔"

"لڑکے کے آس پاس معلومات بہت مبہم اور نامکمل ہیں احمد۔لیکن میں نے اتنے عرصے میں کبھی اس کے اندر کوئی مشکوک بات محسوس نہیں کی۔۔کیا مجھے اس پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔۔؟"

وہ جب بھی دوراہے کا شکار ہوتا احمد کی رائے لینا ضروری سمجھتا۔۔اور تاریخ گواہ تھی کہ احمد کی رائے نے اسے کبھی رسوا نہیں کیا تھا۔۔وہ جو بولتا تھا حقیقت سے قریب تر بولتا تھا۔جذبات سے خالی بہت پریکٹل سی رائے ہوا کرتی تھی اسکی۔۔

چارلس مینسن نے اپنی پوری زندگی میں پینتیس قتل کیے۔لیکن وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ انتہائی نارمل زندگی بسر کرتا رہا۔ایڈمنڈ کیمپر قتل کیا کرتا تھا۔پھر اپنے قتل کیے گ ئے لوگوں کا سر کاٹ دیا کرتا تھا۔اس نے چھ نو عمر لڑکیوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا یہاں تک کہ اپنی ماں اور دادی کو بھی نہیں بخشا۔۔اور سب سے آخر میں۔۔ٹیڈ بنڈی۔۔وہ قتل کو آرٹ سمجھ کر قتل کرتا رہا اور نہ صرف قتل کرتا رہا بلکہ وہ ان انسانوں کا گوشت بھی کھاتا رہا۔آدم خور تھا وہ۔۔لیکن بالکل نارمل انسان کے طور پر کئی سالوں تک انسانوں کے درمیان زندہ رہا۔ہم کسی کو نہیں جانتے کہ وہ اندر سے کیا ہے۔انسان وہ نہیں ہوتے جو نظر آتے ہیں۔اور جہاں تک اس لڑکے کا تعلق ہے۔۔مجھے وہ خاصہ مشکوک لگ رہا ہے۔۔جیسے وہ کچھ چھپا رہا ہو۔۔"

رمیز بالکل خاموشی سے اسے سر اٹھا کر دیکھ رہا تھا۔پھر یکدم ہنس کر سیدھا ہو بیٹھا۔اسے احمد سے ایسے ہی کسی جواب کی توقع تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"احمد۔۔ تم اس کل کے لڑکے کو۔۔ اتنے خوفناک قاتلوں سے تشبیہ دے رہے ہو۔۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو یار۔۔ "

لیکن احمد انکی بات پر نہ ہی مسکرایا تھا اور نہ ہی اس نے کوئی خوشگوار سا تاثر دیا تھا۔ وہ سپاٹ سیدھی آنکھوں سے سامنے تکتا رہا تھا۔۔ اسے اپنی جانب سے مزید کوئی بات رمیز کے گوش گزار نہیں کرنی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ اگر تمہیں وہ مشکوک لگ رہا ہے تو تم اسکی جانچ پڑتال کر سکتے ہو۔ اپنی تسلی کے لیے۔۔ جہاں تک رہی میری بات۔۔ تو مجھے اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ سب باتیں اب قصہِ پارینہ ہیں۔ میں انکی کھوج میں پڑ کر اپنا قیمتی وقت برباد نہیں کرنا چاہتا۔ جاسکتے ہو تم۔۔"

احمد نے اسکی بات سن کر اثبات میں سر ہلایا۔ اگرچہ وہ رمیز کے اس فیصلے سے ناخوش تھا لیکن اس نے پھر بھی کبھی اپنے مالکان کی نفی کرنا نہیں سیکھی تھی۔۔

"اس لڑکی کو۔۔ کال دے دی جائے سر۔۔؟ "

رمیز نے اسکی جانب سوچتی نگاہوں سے دیکھا تھا۔ پھر اسکی نگاہیں احمد کے پیچھے دیکھنے لگیں۔۔ پیچھے۔۔ کہیں بہت پیچھے۔۔ اس ایک آخری ملاقات کی جانب۔۔ جب جاوید اس سے ملنے آئے تھے۔۔ وہ ایک یادگار ملاقات تھی۔۔ وہ ایک تلخ اور خوشگوار ملاقات تھی۔۔ وہ ایک بہترین اور بدترین ملاقات تھی۔۔ لیکن اس ملاقات کا اپنا ہی سرور تھا۔۔ اس ملاقات کا اپنا ہی لطف تھا۔۔ اپنی آنکھوں کے سامنے اس ایک جاندار وجود کو گلتے دیکھنے کا مزہ ہی الگ تھا۔۔ اسکی کیفیت کسی بھی کیفیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

خدا کو اس کے فیصلوں میں غلط ثابت کرنے کے لیے ہی تو ابلیس نے اسکی نافرمانی مول لی تھی۔۔وہ بھی اپنے باپ کو دکھانا چاہتا تھا۔۔وہ بھی مبین کو اس سمے کھڑا کر کے یہ حقیقت ازبر کروانا چاہتا تھا۔۔کہ وہ۔۔کبھی بھی جاوید سے کم تر نہیں تھا۔۔وہ جاوید کے مقابلے پر تھا۔۔وہ جاوید سے عظیم تھا۔۔لیکن پھر بھی۔۔عزازیل کی مسلسل ریاضتوں کے بعد بھی زمینی خلافت آدم کو دے دی جاتی ہے۔۔کیونکہ خدا کبھی اپنے فیصلوں میں غلط نہیں ہوا کرتا۔۔

اگلے ہی لمحے اس نے آنکھیں احمد کی جانب پھیری تھیں۔پھر اسکی لبوں کی تراش میں اک تبسم سا گھلا۔۔آدم سے اسکی جنت چھین لینے کا تبسم تھا وہ۔۔اسے اس زمینی مصائب کے حوالے کر دینے کا تبسم تھا وہ۔۔

"بالکل۔۔دیر کس بات کی۔۔؟ "

اسکے لہجے میں ایسی ٹھنڈک تھی کہ کسی کو بھی لمحے بھر کے لیے گنگ کر جاتی۔۔لیکن پھر مقابل بھی احمد تھا۔۔وہ۔۔جسے کبھی کسی ٹھنڈک نے گنگ نہیں کیا تھا۔۔وہ اسی لمحے پلٹ گیا۔اس نے آفس کا دروازہ عبور کیا اور پھر ایک پل کو چونک سا گیا۔سامنے سے حرم چلتا ہوا آ رہا تھا۔۔جیبوں میں ہاتھ اڑسے۔۔مسکرا کر سب ورکرز کو سر کے خم سے سلام کرتا ہوا۔۔ان سے جواباً مسکرا کر سلام کا جواب وصولتا ہوا۔معصوم۔۔بے ریا اور نرم سا۔۔اسی پہر وہ اپنے قدموں میں الجھا اور اوندھے منہ چکنی راہداری میں گر پڑا۔

احمد نے لمحے بھر کو آنکھیں سکیڑی تھیں۔۔جمشید نے کہا تھا کہ اس بندے کا توازن بہت اچھا تھا۔۔وہ دھکا لگنے پر بھی گرا نہیں کرتا تھا۔اور سامنے سے چل کر آتا یہ لڑکا تو اپنے ہی قدموں میں الجھ کر گرنے والا انسان تھا۔کیا اسے واقعی رمیز کی بات پر اعتماد کر لینا چاہیئے۔۔؟ یہ اس قدر بیوقوف سا لڑکا تو ہرگز بھی کسی انڈر گراؤنڈ کام کو کرنے کی صلاحیت سے بہرہ مند نہیں لگتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

حرم اب اپنے ہاتھوں پر زور دے کر اٹھ رہا تھا۔ پھر وہ ورکرز کا شکریہ ادا کرنے لگا جو اسکے گرنے پر اسکی جانب بڑھے تھے۔

احمد نے قدم آگے بڑھائے اور پھر حرم پر ایک اور نگاہ ڈالے بغیر اسکے ساتھ سے گزر گیا۔

حرم بھی آگے بڑھ آیا تھا۔ لیکن اب اسکی آنکھیں نہیں مسکرا رہی تھیں۔۔لب سیدھی لکیر میں بند ہو چکے تھے اور نگاہیں محتاط سے انداز میں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں۔

توازن قائم رکھنے والوں سے زیادہ۔۔توازن کو غیر متوازن کرنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا۔ بالکل ویسے ہی جیسے جھوٹ بولنے والوں سے زیادہ سچ کو جاننے والا کوئی نہیں ہوا کرتا۔

****

اس نے اگلے ہی پل رمیز کے آفس کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا اور پھر اندر چلا آیا۔ وہ فائلز کی پڑتال میں مصروف تھا لیکن جونہی اس نے چہرہ اٹھا کر دیکھا تو خوشگوار سی حیرت سے مسکرا اٹھا۔۔ حرم بھی گرمجوشی سے مسکرا کر قریب چلا آیا تھا۔۔ رمیز اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔ پھر مسکراتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا تو حرم نے بنا کسی توقف کے اس ہاتھ کو باآسانی تھام لیا۔۔

"بیٹھو حرم۔۔ کیسے آنا ہوا۔۔؟ اور آج کیسے شرف بخش دیا ہمارے آفس میں قدم رکھنے کا تم نے۔۔؟ "

وہ بھی مسکرا کر کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔۔ اس نے واضح طور پر رمیز کو اپنے چہرے پر لگے زخم دیکھ کر نظر انداز کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مام نے بتایا کہ کسی غلط فہمی کے تحت، میں نے باقر صاحب کے بیٹے مصعب کو مکا مار دیا ہے۔۔ مجھے بہت افسوس ہوا۔۔ میں غصے میں آکر کوئی انتہائی قدم اٹھانے والا انسان ہوں نہیں لیکن اس دن بس کچھ موڈ۔۔ ٹھیک نہیں تھا ۔۔ تو۔۔"

اس نے بات ادھوری چھوڑی تو میز ہنستا ہوا سیدھا ہو بیٹھا۔ پھر مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔ ان آنکھوں میں سب کچھ تھا۔۔ ستائش۔۔ گرمجوشی۔۔ مسکراہٹ۔۔ حرم کے لیے واضح پسندیدگی۔۔ بس حرم کو ان آنکھوں میں انسانیت کی کمی سرعت سے محسوس ہوئی تھی۔

"بھئی جب ہم اس عمر میں تھے تو اس طرح کے واقعات اکثر ہو جایا کرتے تھے۔ اور روحیلہ سے میں نے جان بوجھ کر اس طرح کی شکایت کی تھی۔۔ تاکہ تم اپنے عمل کی معافی مانگنے ہی سہی۔۔ لیکن ہمارے آفس چلے آؤ۔۔ اور دیکھو۔۔ میں اپنی کوششوں میں کبھی ناکام نہیں ہوا۔۔ اب بتاؤ۔۔ چائے لو گے یا پھر کافی۔۔؟"

اس نے کہتے کے ساتھ ہی ہاتھ فون کی جانب بڑھایا تو حرم نے مسکرا کر ہاتھ اٹھا کر انہیں کسی بھی قسم کی ضیافت سے باز رہنے کا اشارہ کیا۔۔

"میں کچھ مصروف ہوں انکل۔۔ چائے کافی کے لیے پھر کبھی ہامی بھر لی جائے گی۔۔ آپ براہ کرم مجھے باقر صاحب کے کیبن کا بتا دیجیے۔۔ مجھے ان سے معافی مانگنی چاہیے۔۔"

"اس سے تم بات کر لینا لیکن کچھ ہمارے ساتھ بھی تو بیٹھو۔ اپنی مصروفیت کے بارے میں بتاؤ۔۔ سہیل کا کاروبار کیسے رُخ اختیار کر رہا ہے۔۔؟ اور تم کیسے دیکھتے ہو کاروباری ترقی کو۔۔؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ڈیڈ کے بزنس کے ساتھ اگرچہ میں ابھی تک ٹھیک سے مانوس نہیں ہو پایا ہوں انکل۔۔ لیکن پھر بھی کچھ کچھ باتیں مجھے سمجھ آنے لگی ہیں۔ بزنس ڈیلنگز کے علاوہ بھی بہت سے کام سر انجام دینے ہوتے ہیں۔ محنت، لگن اور انتھک گرمجوشی ہی کسی بھی کاروبار کی ترقی کا پہلا زینہ ثابت ہو سکتی ہے۔۔ اسکے علاوہ کچھ بھی کاروبار کو زمین سے اٹھا کر آسمان تک نہیں پہنچا سکتا۔۔"

وہ تمتماتے چہرے کے ساتھ مسکرا کر تیز تیز بولتا جا رہا تھا اور رمیز اسکی معصومیت پر محض مسکرا کر سر اثبات میں ہلا رہے تھے۔ یہ بچہ۔۔! کیا اسکی پڑتال کرنے کو احمد کہہ رہا تھا۔۔؟ یہ احمد بھی ناں۔۔ کبھی کبھی زائد از ضرورت ہی مشکوک ہو جاتا ہے۔۔

"تم محنتی ہو حرم۔۔! اور مجھے ذہین لوگ بھی اتنا متاثر نہیں کیا کرتے جتنا محنتی کرتے ہیں۔ تم ایک ایسی جگہ سے آئے ہو جہاں پر کسی کا بھی مستقبل کسی بھی طرح محفوظ نہیں ہو سکتا تھا۔۔ لیکن پھر بھی۔۔ تم وہاں سے نکلے اور یہاں کے عیش و عشرت کے باوجود بھی تم نے بگڑنے کے بجائے مثبت پہلو کی پیروی کی۔ انسان کی اصل ہمیشہ سازگار سے ماحول میں واضح ہوا کرتی ہے۔ تب۔۔ جب وہ سب کچھ کرنے کا اہل ہو لیکن پھر بھی اپنا ہاتھ ہر اس کام سے روک لیتا ہو جو اسکے لیے درست نہیں۔ میں تم سے یقیناً متاثر ہوا ہوں۔۔ "

وہ ستائشی نگاہوں سے اسے دیکھ کر کہتا پیچھے کر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ حرم مسکرایا۔۔ پھر سر کو خم دے کر انکی جانب سے کی گئی تعریف وصولی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپکی جانب سے کی گئ اس تعریف کے لیے میرے پاس جواب میں کہنے کے لیے کچھ بھی قابلِ قدر نہیں۔۔ لیکن آپکا بے حد شکریہ انکل۔ میں ایک کامیاب بزنس ٹائکون کی جانب سے کیے گ ئے اس تعریفی کامپلیمنٹ کو اپنے لیے اعزاز گردانتا ہوں۔۔"

اسکے مقابل براجمان رمیز نے اسے سراہتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ پھر وہ ہاتھ آگے بڑھا کر ساتھ رکھا انٹر کام اٹھانے لگا۔

"جاوید انکل کے بعد تو بہت مشکل ہو گئ ہو گی آپکو اتنی بڑی انڈسٹری کے معاملات سنبھالنے میں۔۔؟ "

اور اس نے دیکھا کہ گرجوشی سے رمیز کے بڑھے ہاتھوں میں اگلے ہی پل سرد سی لہر دوڑ گئ تھی۔ اسکی نگاہیں رمیز کے ہاتھوں سے سفر کرتی اسکے چہرے کی جانب اٹھی تھیں۔ جبے دانت۔۔ ماتھے پر ابھرے بلوں میں اضافہ۔۔ ابرو کا یکلخت ہی تن جانا۔۔ لبوں کا پیچھے کی جانب بھنچ جانا۔۔ بس ایک لمحے کا کھیل تھا۔۔ وہ اگلے ہی لمحے سنبھل کر اداسی سے مسکرایا تھا۔ حرم کی آنکھوں سے اسکی وہ ایک لمحے کی پیچیدہ سی جنبش چھپی نہیں رہ سکی تھی۔ وہ بغور اسکے تاثرات دیکھ رہا تھا۔۔ لیکن جونہی رمیز نے اسکی جانب دیکھا تو وہ پریشان سا نظر آنے لگا۔۔ فکر مند سا۔۔ پیارا سا۔۔

"جاوید اور بابا کے جانے کے بعد اس انڈسٹری نے بہت خراب وقت کا سامنہ کیا ہے۔ لیکن پھر بھی میں نے اپنی بھرپور کوشش کی کہ اسے دوبارہ سے کھڑا کر سکوں۔ ان دونوں کی کمی تو کبھی کوئ پوری نہیں کر سکتا۔۔ لیکن پھر بھی میں انکے لیے جو کر سکتا تھا وہ میں نے ضرور کیا۔"

"اوہ۔۔ ایم سوری۔۔ جاوید انکل آپکے چھوٹے بھائ تھے۔۔ میں سمجھ سکتا ہوں آپکی تکلیف کو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی باتوں پر رمیز خواہ مخواہ ہی کھنکھارا تھا۔ حرم کی ٹھنڈی آنکھیں اسکے ہاتھوں پر پھسلیں۔ کرسی کے ہتھے کو رگڑتے ہاتھ۔۔ اندرونی خلفشار کی نشانی۔۔

"باقر صاحب کا آفس راہداری سے دائیں جانب ہے۔ پہلے ہاتھ پر جو پہلا آفس ہے وہ اس میں ملتے ہیں۔۔ "

وہ بمشکل مسکرایا تو حرم سر کو خم دیتا اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ شکریہ کر کے ابھی پلٹنے ہی لگا تھا کہ رمیز کی آواز پر ٹھہر سا گیا۔

"حرم۔۔ کیا تم گنز میں دلچسپی رکھتے ہو۔۔؟ "

ایک شک۔۔ ایک شبہ۔۔ بس ایک لمحے کی نگاہ تھی وہ۔ اسے اپنی پشت پر رمیز کی چھیدتی نگاہیں بخوبی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ اگلے ہی لمحے پلٹا تھا۔ انہی ٹھنڈی آنکھوں سے لمحے بھر کے لیے رمیز کی آنکھوں میں دیکھا اور پھر ناسمجھی سے مسکرا دیا۔۔

"نہیں انکل۔۔ مجھے گنز سے خوف آتا ہے۔ میں انہیں کبھی ہاتھ تک نہیں لگا سکتا۔ زر آباد میں ہونے والے واقعے کے اثرات خاصے گہرے تھے۔۔ میں تب سے ہی ہتھیاروں سے خوفزدہ رہنے لگا ہوں۔۔"

اس نے سر اثبات میں ہلا کر ایک بار پھر پلٹنا چاہا لیکن رمیز کی آواز نے اسے ایک بار پھر سے روک لیا تھا۔۔

"یہ زخم۔۔ کیسے آئے تمہیں۔۔؟ "

"میں زینوں سے گر گیا تھا انکل۔ ماں نے بتایا ہو گا آپکو کہ میں کس قدر (clumsy) ہوں۔۔ "

وہ سر کھجاتا ہوا شرمندہ سا پلٹ کر انہیں بتانے لگا تو رمیز کا قہقہہ بلند ہوا۔ ایک لمحے قبل کے شکوک وشبہات ہوا میں بہہ کر غائب ہو گئے۔ اس جیسے لڑکے پر شک کرنا بیوقوفی تو ہو سکتی ہے لیکن عقل مندی ہر گز بھی نہیں۔۔ اب کہ اس نے ایک بار پھر سے سر اثبات میں ہلایا اور پھر باہر کی جانب بڑھ آیا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

(یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔ یہ جھوٹ کیوں بول رہا ہے۔۔؟ جاوید کے ساتھ اسکا حقیقی تعلق یقیناً خوشگوار نہیں تھا۔۔ ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر ہوتا تو جاوید کا گھرانہ کبھی یوں سڑکوں پر ٹھوکریں نہیں کھا رہا ہوتا۔۔ یہ اداکاری کر رہا ہے۔۔ لیکن یہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔۔؟)

اس نے اگلے ہی پل سر جھٹکا تھا۔ پھر بنا کسی دقت کے باقر کے آفس کی جانب مڑ گیا۔۔ وہ اندر بیٹھا لیپ ٹاپ میں مصروف تھا۔ اس نے چند پل اسے دروازے میں کھڑے ہو کر دیکھا اور پھر آگے بڑھ آیا۔ باقر نے یکلخت ہی کسی کی موجودگی محسوس کر کے سر اٹھایا اور پھر حیران سا سیدھا ہو بیٹھا۔۔ وہ حرم سے رضا کی مہندی میں مل چکا تھا۔ وہ اب اسکے عین سامنے کرسی پر بیٹھ رہا تھا۔ اسکی اجازت کے بغیر۔۔ سپاٹ آنکھیں لیے۔۔

"آرگن ٹریفکنگ۔۔ غیر قانونی اسلحے فراہم کرنے کے مختلف کاروبار۔۔ ڈرگز کے ہر موجودہ دھندوں میں ملوث اور شراب خانوں کی جانب اکثر رخ کرنے والے بے حد شریف سے باقر حمدانی سے معافی مانگنے آیا ہوں میں۔۔ کیا مجھے معافی مل سکتی ہے۔۔؟"

اس نے ایک جانب گردن ڈھلکا کر انتہائی پرسکون سا استفسار کیا تھا۔ باقر جو ابھی اسے کچھ سخت سا کہنے ہی لگا تھا اپنی جگہ جم سا گیا۔۔ اسکے لب ادھ کھلے رہ گئے تھے اور آنکھیں لمحے بھر کے لیے پتھرائی تھیں۔ وہ اپنے اعصاب پر قابو رکھنے والا مضبوط بندہ تھا لیکن حرم نے اسے انتہائی غیر متوقع طور پر گھیر لیا تھا۔۔ اور اسکا اگلا۔۔ قدرتی سا ردعمل بھی اسکی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکا تھا۔۔ ردعمل۔۔ جو انسان کی اصل ہوا کرتے ہیں۔۔

"کیا چاہتے ہو۔۔؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے اپنا دفاع کرنے کے بجائے پیشانی پر بل سمیٹ کر کہا تھا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔ پھر بجلی کی تیزی سے باقر کی گردن دبوچ کر اسکا رخسار ٹیبل پر پٹخا۔ دوسرے ہاتھ سے مہارت کے ساتھ اس نے تیز دھار قلم اچک لیا تھا۔۔ اور لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ قلم اب باقر کی شہہ رگ پر رکھا بھی جا چکا تھا۔ وہ اسکی مضبوط گرفت تلے مچلنے لگا تھا۔

"مصعب سے کہو کہ ثانیہ سے دور رہے۔ نہیں تو اسکے باپ کے کچھ ایسے کاروبار بھی میری نگاہوں میں ہیں کہ اگر انکی رسائی اس دنیا تک ہو گئی تو وہ اپنا اگلا سانس تک نہیں لے سکے گا۔۔"

اس نے قلم اسکی گردن پر رکھ کر ہلکا دبایا تو باقر کی دبی دبی سی چیخ نکلی۔ وہ نازک جگہ پر تیز دھار سا قلم رکھا ہونے کی وجہ سے ہل تک نہیں پا رہا تھا۔ پھر اس نے اسکا سر بالوں سے پکڑ کر اونچا کیا اور قلم ہاتھ میں گھما کر اسکی ایک آنکھ کے بالکل قریب نشانہ لیا۔۔ باقر کا سانس تک رک گیا تھا۔۔ قلم کی نوک اسکی آنکھ سے چند انچ کے فاصلے پر تھی۔۔ حرم نے کاٹ دار آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑھی تھیں۔۔ پھر ہولے سے بولا۔۔

"مصعب کو میرا پیغام دے دینا۔ اور اگر۔۔ تم نے میری اس معافی کی خبر کسی کے بھی کان میں ڈالنے کی کوشش کی تو۔۔ "

"پل۔۔ پلیز۔۔ میں کسی۔۔ سے نہیں کہونگا۔۔ مجھے چھوڑ دو۔۔ "

اسکا سانس حرم کی گرفت تلے خشک ہوا جا رہا تھا۔ اس نے سمجھ کر سر ہلایا اور پھر پیچھے ہو گیا۔ باقر نے یکدم ہی کھل کر سانس لیا تھا۔ اسے بے ساختہ ہی کھانسی بھی آئی تھی۔۔ حرم نے آگے بڑھ کر قلم اسکے ٹیبل پر سلیقے سے رکھا اور پھر سر کو خم دیا۔۔ اپنا ہڈ درست کیا۔۔ بالوں میں ہاتھ چلا کر انہیں پیچھے کی جانب جمایا۔۔ ہلکا سا مسکرایا۔۔ اور پھر پلٹ آیا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

باقر منہ کھولے اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔اس نے کپکپاتے ہاتھ چہرے پر پھیرے تھے۔۔حرم کی بے رحمی اور پھر چہرے پر پھیلی اس ایک مسکراہٹ نے اسے سُن کر دیا تھا۔۔

اور راہداری میں قدم اٹھاتے حرم کا چہرہ بالکل سپاٹ ہو رہا تھا۔اسکا چہرہ دیکھ کر اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے۔۔

****

زاویار نے اسپتال کی راہداری میں قدم رکھا اور پھر قدم قدم چلتا آگے بڑھتا گیا۔اس نے پچھلے کئ مہینوں سے روبینہ کو نہیں دیکھا تھا۔وہ اب اس مینٹل ہاسپٹل ہی میں مستقل طور پر رہا کرتی تھیں۔انکا ذہنی توازن زر آباد والے واقعے کے بعد بری طرح متاثر ہوا تھا۔۔شروع کے کچھ سالوں تک تو وہ چیختی چلاتی رہیں لیکن پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ خاموش ہوتی گئ تھیں۔وہ اس واقعے سے قبل ہی بے حد غم زدہ اور خود ترسی کا شکار رہی تھیں۔۔انکا شوہر انہیں۔۔عین جوانی میں ایک بچے کی ذمہ داری کے ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گیا تھا۔وہ عرصے تک آئینے میں خود کو دیکھ کر ٹٹولتی رہیں۔۔وہ کہاں سے نامکمل تھیں۔۔؟وہ کہاں سے بدصورت تھیں۔۔؟انہیں کیوں چھوڑ دیا گیا تھا۔۔؟

زاویار تب انکے اس رویے پر ترش ہونے لگا تھا۔۔وہ اکثر ان سے بدتمیزی کر جایا کرتا تھا۔لیکن وہ پھر بھی اسے ساتھ لگا کر پیار کرتی رہتیں۔۔اب انہیں ایسے دیکھ کر۔۔زاویار کو اپنی ہر بدتمیزی اور تکلیف دہ رویے پر افسوس ہوتا تھا۔وہ اس گلٹ کے باعث آدھی راتوں تک میں اٹھ کر بیٹھ جایا کرتا تھا کہ کاش۔۔کاش وہ کبھی روبینہ کو اس قدر تکلیف دینے والی باتیں نہ کہتا۔۔کاش وہ خود کو چلّانے سے باز رکھ لیتا۔۔کاش وہ کبھی ایسا نہ کرتا۔۔کاش کاش کاش۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی آنکھوں میں گلابی سی نمی ابھری تھی۔ بروکن فیملیز کے بچوں کی اذیت ختم ہونے کا نام کیوں نہیں لیتی آخر۔۔؟

اور اس چھوٹے سے گھرانے کو بچانے کے باعث اس نے اپنا بہت پیارا دوست کھو دیا تھا۔ اس نے حرم کو کھو دیا تھا۔۔ کیونکہ اس دن۔۔

وہ اس دن بستی سے باہر نہیں گئی تھیں۔۔ بلکہ وہ اس روز حرم کی ماں کے ساتھ ہی انکے گھر میں موجود تھیں۔ اور انکی آنکھوں کے سامنے ہی دہشت گردوں نے رانا بیگم کی کلائیاں کاٹی تھی۔۔ انکے سامنے ہی انہیں بے رحمی سے قتل کیا گیا تھا۔۔ وہ جانے کیسے ان سے جان بچا کر بھاگ آئی تھیں۔

وہ اس دن شہوار کی جانب گیا تھا۔ وہ اسے بچانے گیا تھا۔۔ لیکن بستی سے باہر کی جانب اسے اپنی ماں بھاگتی ہوئی دکھائی دے گئی تھی۔ وہ بے کل ہو کر انکے پیچھے لپکا تھا۔ اسے شہوار بھول گئی۔۔ اسے حرم بھول گیا۔۔ اسے اپنا آپ تک بھول گیا۔۔ اسے اگر کچھ یاد رہ گیا تھا تو وہ اسکی ماں تھی۔۔

لیکن پھر وہ اپنا ذہنی توازن کبھی درست جگہ پر نہ لا سکیں۔۔ انہیں یاد نہ رہا کہ انکا کوئی ایک عدد بیٹا بھی ہے۔۔

وہ خاموش کھڑا کمرے کے پار سے روبینہ کو دیکھے گیا۔ وہ اندر بیڈ پر بیٹھیں سامنے نظر آتی مٹیالے رنگ کی دیوار کو ٹکٹکی باندھے تکتی جا رہی تھیں۔ اس نے گہرا سانس لیا۔۔ پھر دروازہ دھکیلے اندر چلا آیا۔۔ روبینہ نے اسکی جانب چونک کر دیکھا تھا۔۔ وہ انہیں دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا۔۔ شاید انہیں وہ یاد آجائے۔۔ شاید وہ اسے دوبارہ سے اپنا بیٹا کہہ سکیں۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

وہ قریب چلا آیا۔۔ پھر انکے بستر کے قریب اپنی کرسی کھینچی۔ جونہی انکے ہاتھوں کی جانب اپنے ہاتھ بڑھائے تو روبینہ نے یکلخت ہی اپنے ہاتھوں کو پشت کے پیچھے چھپالیا۔ اسکے ہاتھ خالی سے ہوا میں معلق رہ گئے تھے۔۔ پھر اس نے اپنے ہاتھ بھی پیچھے کر لیے۔۔

"کیا میں آپکو یاد آیا روبینہ۔۔؟"

اسکے پوچھنے پر بھی وہ گردن ایک جانب ڈھلکائے سامنے دیوار کو تکتی رہی تھیں۔ انکے لباس سے دوائیوں کی بہت تیز ناگوار سی بو اٹھ رہی تھی۔ ہونٹ کے ایک جانب سے تھوک نکل کر لباس پر گر رہا تھا۔۔ انکی ذہنی حالت کو پرسکون رکھنے کے لیے جو دوائیاں انہیں دی جاتی تھیں یہ سب انکے اثرات تھے۔۔ انکا جسم بھی ہولے ہولے کپکپاتا رہتا تھا۔ وہ کسی کا سہارہ لیے بغیر کھڑے ہونے سے قاصر تھیں۔

"کیا آپکو میں تھوڑا سا بھی یاد نہیں اماں۔۔؟ "

اسکے حلق میں کچھ نمکین سا گرا تھا۔ لیکن جواب ندارد۔۔ یہ وہی روبینہ تھیں جو کہ اسکی ہلکی سی چوٹ پر بلبلا جایا کرتی تھیں۔ آج وہ روبینہ اپنے اس ایک اکلوتے بیٹے کو بھول گئی تھیں۔ وہ ایک بیٹا اپنے ایک آخری رشتے کو کھوتا ہوا دیکھ کر گہری سی تکلیف کا شکار ہو رہا تھا۔

وہ انہیں یونہی دیکھتا رہا اور پھر کچھ دیر بیٹھنے کے بعد وہ وہاں سے اٹھ آیا۔ اس بستی پر وارد ہوئے عذاب نے۔۔ ایک نہیں۔۔ کئی زندگیاں تباہ کر دی تھیں۔ اور وہ۔۔ اس عذاب دینے والوں کو۔۔ عذاب دینے ہی منظرِ عام پر نمودار ہوا تھا۔۔ اس نے حرم کو اپنا یقین دلانے کی کتنی کوششیں کی تھیں۔۔ لیکن ایک وہ تھا۔۔ کہ اسکی کسی بھی بات کو سننے پر راضی نہیں تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اپنے باپ کو ڈھونڈ رہا تھا۔ وہ اس ایک شخص کو ڈھونڈ کر اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے کے لیے منظرِ عام پر نظر آیا تھا۔ جس آدمی نے اسکی ماں کو ساری زندگی عذاب کے گڑھے میں رکھا تھا۔۔ بس وہ اس آدمی کو ڈھونڈ کر قتل کرنے کے بعد اپنی ماں کو لیے ان ساری جگہوں سے دور چلا جائے گا۔

یہی اسکا پلان تھا۔۔

لیکن پھر۔۔ کچھ چیزیں انسان طے کرتے ہیں۔۔ اور کچھ چیزیں آسمان سے طے ہو کر زمینی راستوں کا سفر کیا کرتی ہیں۔

اسے طالوت کے ذریعے حرم کی سرگرمیوں کا علم ہو گیا تھا اور پھر اسے اپنے اندر پلتے سالوں کے غصے کو نکالنے کا موقع مل گیا۔ وہ حرم کو اذیت دینا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس نے بھی زندگی کے کئی سال اس کی وجہ سے اذیت میں کاٹے تھے۔ اس نے حرم کا پیچھا شروع کر دیا۔۔ وہ جن جن جگہوں پر گیا زاویار نے بھی وہاں جانا ضروری سمجھا۔ وہ بس اسکے کام میں جھول پیدا کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس لڑکی کو تکلیف پہنچانے گیا تھا۔۔ کیونکہ وہ حرم کی حفاظت میں تھی۔۔ اس لڑکی کے نقصان پر حرم کا نقصان یقینی تھا۔۔ لیکن وہ اسے تکلیف نہیں پہنچا سکا۔۔ اس نے آگے بڑھ کر فصیح کو لاتوں اور گھونسوں سے زخمی کر دیا۔۔

وہ یہ نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن وہ پھر بھی یہی کر رہا تھا۔

راہداری میں چلتے ہوئے اس نے اپنا جیب میں اڑسا ہاتھ نکال کر نگاہوں کے سامنے کیا۔۔ اس زخم پر اس نے جانے کیوں پٹی باندھ لی تھی۔۔ حالانکہ وہ تو کبھی زخموں پر مرہم رکھنے والا شخص نہیں تھا۔ سیاہ گھنگھور پلکوں کی چھاؤں اسکے ہر جانب بکھرنے لگی تھی۔۔ اور وہ اس چھاؤں سے گھبرا کر سر جھٹکتا۔۔ تیز تیز قدم اٹھانے لگا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

وہ جلدی جلدی یونی سے فارغ ہونے کے بعد الہام کے ساتھ گھر چلی آئی تھی۔ صوفیہ نے آج اسے الہام کو اپنے ساتھ لانے کے لیے کہا تھا۔۔ اسکا رشتہ ہونے جارہا تھا۔ وہ اسے مکمل طور پر خوش دیکھنا چاہتی تھیں۔۔ جیسے کہ ہر لڑکی اپنے نئے بنتے رشتے پر خوشی سے قلقلاریاں بھرا کرتی تھی۔ بالکل ویسے ہی۔۔ وہ بھی اسے اسی طرح خوشی سے چہکتے ہوئے دیکھنا چاہتی تھیں۔۔

لیکن ایسا ہونا ناممکنات میں سے ہی ٹھہرا۔ وہ میچور اور سوبر تھی۔۔ اس سے اب ایسے کسی بچکانہ سے رویے کی توقع کرنا بالکل ہی بیکار تھا۔

گھر آکر اس نے تازہ شاور لیا اور پھر صوفیہ کی فرمائش پر ہلکے گلابی رنگ کا۔۔ خوبصورت سی باریک کڑھائی والی لباس زیب تن کرلیا تھا۔ سیاہ بال کمر پر کھلے ہو کر گر رہے تھے اور وہ محض سادگی میں ہی اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ فرخندہ خالہ نے اسکی کئی بلائیں ایک ساتھ ہی لے ڈالی تھیں۔۔ صوفیہ تو چند پل اسے گنگ سی دیکھے گئی تھیں۔۔ یوں لگتا تھا گویا انکی جوانی انکے عین سامنے کھڑی ہو۔۔

وہ انہیں کچن میں اپنا آپ دکھانے آئی تھی۔ ظاہر تھا کہ وہ یہ سب محض صوفیہ کی خوشی کے لیے کررہی تھی۔۔ انہوں نے یکدم آنکھوں میں ابھرتی نمی چھپانے کے لیے رُخ پھیرا۔۔

"میں کچھ مدد کروادوں امی۔۔؟ "

"نہیں۔۔ تم جاؤ اپنے کمرے میں۔۔ میرے ساتھ فرخندہ خالہ اور الہام ہیں۔۔ ہم کرلیں گے سب کچھ آرام سے۔۔ "

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور وہ بحث کیے بنا سر ہلا کر پلٹ آئی تھی۔ الہام اور وجدان تخت پر براجمان باتوں میں مصروف تھے۔ اس نے ایک نظر اس خوشگوار سی چھل پہل والے ماحول پر ڈالی اور پھر آسودہ سا دل لیے کمرے میں چلی آئی۔۔ اندر آکر وہ خاموشی سے آئینے کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی۔ اپنے گورے گلابی سے سراپے کو چند پل یونہی خالی خالی نگاہوں سے دیکھے گئی۔۔ اسے اس لمحے جاوید بہت شدت سے یاد آئے تھے۔ اگر جو بابا اس سمے یہاں ہوتے تو ان سے زیادہ خوش کوئی بھی نہیں ہوتا۔۔ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔

اسکا حلق اگلے ہی پل آنسوؤں کی نمی سے بھاری ہونے لگا تھا۔ کئی آنسو پلکوں پر ٹھہر بھی گ ئے تھے۔ اس نے گہرا سانس لے کر ابھرتے آنسوؤں پر بمشکل قابو پایا تھا۔۔ پھر ہاتھ آگے بڑھا کر برش اٹھایا۔۔ دھیرے دھیرے اوپر سے لے کر نیچے تک وہ اسے سیاہ بالوں میں چلاتی رہی۔ پھر کندھے پر لٹکا شفون کا گلابی دوپٹہ ہی ہاتھ بڑھا کر سر پر ڈالا۔۔ چہرے کے اطراف میں گرتی سیاہ لٹیں لیے۔۔ اور سر پر گلابی سا دوپٹہ ڈالے۔۔ سیاہ گھنگھور پلکوں سے سجی آنکھیں لیے۔۔ وہ خوبصورت تھی۔۔ اور خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

اگلے ہی لمحے کچے صحن سے بہت سے لوگوں کی آوازیں اسے یہاں تک واضح طور پر سنائی دی تھیں۔۔ قدموں کی آوازیں۔۔ قہقہوں خوش گپیوں کی آوازیں۔۔ شاید وہ لوگ آچکے تھے۔۔ لیکن اسکے اندر اتنی خاموشی کیوں تھی پھر۔۔؟ وہ کیوں خود کو اتنا کھوکھلا۔۔ اتنا خالی محسوس کر رہی تھی بھلا۔۔؟

اگلے ہی پہر الہام کمرے میں چلی آئی۔ اسکے عین پیچھے آکھڑی ہوئی۔ اپنی پیاری سی دوست کا سراپا مسکراتی آنکھوں میں قید کیے اس نے نازنین کے اچھے نصیب کے لیے بہت سی دعائیں مانگی تھیں۔۔

"تھوڑی لپ اسٹک ہی لگا لیتیں نازنین۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسے بے حد سادگی کا احساس ہوا تھا۔ نازنین نے کوفت سے نفی میں سر ہلایا۔ الہام نے گہرا سانس لیا۔۔ پھر وہ اسے لیے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ رشتے والوں میں محض ایک ادھیڑ عمر خاتون تھی، اسکے ساتھ ایک پکی عمر کا اڑے اڑے بالوں والا مرد تھا۔۔ جس کی اندر کو دھنسی آنکھیں دیکھ کر جانے نازنین کیوں غیر آرام دہ ہوئی تھی۔ ساتھ شائستہ تائی بڑے کروفر سے ایک جانب براجمان تھیں اور انکے دائیں ہاتھ پر نینا بیٹھی تھی۔۔

"یہ لڑکی ہے ہماری نازنین، صالحہ۔۔ ہے ناں خوبصورت۔۔۔؟ "

شائستہ تائی کے انداز پر اس نے ناسمجھی سے الہام کی جانب دیکھا تھا۔ صوفیہ کھنکھار کر یکلخت ہی آگے ہو بیٹھیں۔

"بھابھی۔۔ لڑکا کہاں ہے۔۔؟ اگر اسے بھی دیکھ لیا جاتا تو اچھا ہو جاتا۔۔ "

اور شائستہ کی آنکھیں اگلے ہی لمحے ابل پڑی تھیں۔ سامنے براجمان صالحہ نامی خاتون نے ناگواری سے صوفیہ کی جانب دیکھا۔۔ اڑے بالوں والا مرد بھی اگلے ہی پل بدمزہ ہوا تھا۔۔

"کیا مطلب صوفیہ۔۔؟ یہی تو لڑکا ہے ہمارا۔۔ شجاع نسیم۔۔ "

اور برآمدے میں ایک ساتھ ہی بہت بے چینی۔۔ بہت بے یقینی سی پھیل گئی تھی۔

"لیکن بھابھی۔۔ یہ تو۔۔ "

"ارے میں جانتی ہوں صوفیہ کے تم عمر کا ہی راگ الاپتی رہو گی لیکن دیکھو۔۔ آجکل عمر کون دیکھتا ہے۔۔؟ سب گرم جیب اور بینک بیلنس ہی کو نگاہ میں رکھتے ہیں۔ اور جہاں تک بات شجاع کی ہے تو وہ ایک انتہائی نیک لڑکا ہے۔۔ اپنا کماتا ہے اور اپنے پیروں پر مضبوطی سے کھڑا ہے۔۔ اب تمہارا گھر تو نازنین ہی کی کمائی سے چلتا ہے ناں۔۔ اگر اسکی بھی شادی ہو جائے گی تو سوچو تمہارا اور وجدان کا خرچ کون اٹھائے گا۔۔۔؟؟؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شائستہ کی جانب سے چھوڑا گیا زہر میں بجھا تیر سید ھا نازنین کی نسوانیت پر وار کر گیا تھا۔اسکی عزت نفس۔۔اسکی انا۔۔پیروں تلے مسل دی گئ تھی۔۔

"لیکن بھابھی یہ غلط بات ہے۔۔"

"کیا غلط ہے اس میں۔۔؟تمہاری نازنین کونسی اب ننھی کاکی ہے بھئ۔۔؟وہ بھی اب اٹھائیس کی ہونے والی ہے۔۔لڑکی سے پکی عورت بن چکی ہے اب وہ بھی۔۔کچھ سالوں بعد اس حسن کے باوجود بھی کوئی بڑی عمر کے باعث اس گھر کی دہلیز کو پار نہیں کرے گا۔۔اسی لیے ضد چھوڑو اور شجاع کا رشتہ قبول کر لو۔۔بہت اچھا بچہ ہے یہ۔۔"

سفاک اگر کسی انسان کا نام ہوتا تو وہ شائستہ ہی کہلاتیں۔برآمدے میں براجمان نازنین اندر سے پل پل فنا ہونے لگی تھی۔شجاع کی للچاتی نگاہوں نے اسکے سارے وجود کو پل میں ہی بے لباس سا کر دیا تھا۔۔اسے اپنی گردن پر بے تحاشہ سی جلن محسوس ہونے لگی تھی۔

"لڑکیوں کی ایک خاص عمر نکل جائے تو کوئی بھی مرد ان میں دلچسپی نہیں لیتا صوفیہ۔۔سمجھو اس بات کو۔۔"

بہت ہمدردانہ سا مشورہ دیا گیا تھا انہیں۔لیکن اگلے ہی پل صوفیہ یکلخت ہی اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔انکے ساتھ ہی سب اٹھے تھے۔۔سوائے نازنین کے۔۔وہ اپنے ہاتھوں کو گود میں رکھے۔۔ریت کا مجسمہ بنی۔۔پل پل گویا ختم ہو رہی تھی۔۔

"ہمیں یہ رشتہ نہیں کرنا۔۔جا سکتے ہیں آپ لوگ۔۔"

صوفیہ کی اس قدر سخت آواز اس نے زندگی میں پہلی بار سنی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"سوچ لو صوفیہ۔۔بار بار ایسے مواقع نہیں ملتے۔اپنی بیٹی کے حسن کو کیش کراؤ اور عیش کرو۔۔ویسے بھی ساری زندگی اسکی وجہ سے ہی تو ذلت کا شکار رہے ہو۔۔!!اگر اب اپنی زندگی میں سکون لانے کے لیے اسے استعمال کر لیا جائے تو اس میں کیا قباحت ہے۔۔"

اور الہام نے بے ساختہ ہی منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔وجدان سفید چہرہ لیے ساری کارروائی تک رہا تھا۔۔فرخندہ خالہ کا اپنا دل بھی بے طرح دکھنے لگا تھا۔۔اور صوفیہ۔۔وہ تو باقائدہ رونے لگی تھیں۔۔بس ایک وہ ہی تھی جو مردہ آنکھیں لیے بنا کسی تاثر کے بیٹھی رہ گئ تھی۔۔ایسا نہیں تھا کہ اسے جواب دینا نہیں آتا تھا۔۔لیکن تائی نے بات ہی اتنی بے رحمی سے شروع کی تھی کہ اسکا اندر بری طرح زخمی ہو کر رہ گیا تھا۔۔

"بی بی کوئی شہزادہ نہیں آئے گا آپکے لیے۔ اور ایسی لڑکیوں کے لیے تو کوئی بھی نہیں آتا جن پر پہلے سے منہ مارا گیا ہو۔ کسی کا رشتہ انکار کرنے سے قبل اپنی پھٹی چادر کا حال بھی دیکھ لینا چاہیئے۔۔"

اور یہ آخری وار۔۔اس آخری وار نے اسکے دل کو چھناکے سے توڑ دیا تھا۔۔اسکے سینے میں اس قدر شدید تکلیف ہوئی کہ اسے جسمانی طور پر بھی اسکا درد محسوس ہونے لگا تھا۔اسکے ارد گرد اتنے مردار تھے۔۔اتنے گدھ تھے۔۔اتنے سانپ تھے۔۔وہ اب اس وار تلے اپنی ادھڑی ذات کو کیسے سمیٹ پائے گی۔۔؟ اندر رگوں میں بہت سے کانچ ٹوٹ کر بہنے لگے تھے۔۔ اور انکی اذیت۔۔ انکی اذیت ہر رگ میں محسوس ہونے لگی تھی۔۔

وہ لوگ بکتے جھکتے گھر سے باہر نکل گئے۔ اور وہ۔۔ وہ آج اسی برآمدے میں بیٹھی زندہ ہی مار دی گئ تھی۔۔!

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

صوفیہ اگلے کئی پہروں تک برآمدے میں براجمان بلند آواز سے روتی رہیں۔ فرخندہ خالہ اور الہام انہیں تسلی دیتے ہوئے۔۔ رات کے گہرا ہونے پر پلٹ گئیں۔۔ ان میں سے کسی میں بھی ہمت نہیں تھی کہ نازنین کا سامنہ کرسکتے۔۔ وہ سب۔۔ اسکے مجرم تھے۔۔ وہ سب اسکے گنہگار تھے۔۔

اس نے کمرے کا دروازہ اپنے پیچھے خاموشی سے بند کیا اور پھر شفون کا دوپٹہ سر سے اتار کر دور ڈال دیا۔ خود وہ بیڈ سے پشت ٹکائے زمین پر بیٹھی چلی گئی تھی۔۔

اسکی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔۔ زخمی آنکھوں میں اپنا وجود کچلا جانے کا دکھ سا ابھر گیا۔ اس نے ہاتھوں سے ایک بار پھر اپنی گردن صاف کرنی چاہی تھی۔۔ پھر وہ زور زور سے اپنی گردن رگڑنے لگی۔۔ سنہری تتلیاں یکدم ہی اس پر وارد ہوئی تھیں۔۔ اسکی سسکیاں کمرے کی سرد فضا میں تحلیل ہونے لگیں۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر دراز سے جاوید کی تصویر نکالی اور پھر۔۔ اسے اپنے رخسار تلے رکھ کر وہ بے تحاشہ روئی۔ اسکا وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔۔ آنکھیں زخمی ہو کر گلابی پڑنے لگی تھیں۔۔ سانس اکھڑنے لگا۔۔ بابا کی یاد نے اسکے دل میں خنجر سا گھونپ دیا تھا۔۔ وہ اس تصویر کو اپنے رخسار تلے رکھ کر ہی ٹھنڈے ٹائلز پر لیٹ گئی تھی۔۔ اسکے آنسو تصویر پر گرنے لگے۔۔

کیوں وہ سب کی طرح نہیں ہو سکتی۔۔؟ کیوں اسکی زندگی دکھوں کا گہوارہ رہی۔۔؟ وہ کیوں سب کی نگاہوں میں ایب نارمل بن کر رہ گئی۔۔!! وہ کیوں ایک نارمل لڑکی نہیں بن پائی۔۔ اس نے بہت کوشش کی تھی سب جیسا بننے کی۔۔ اس نے اس کوشش میں اپنا آپ تک زخم زخم کر لیا تھا لیکن پھر کیا ہوا۔۔! کوئی آیا۔۔۔ اسکے وجود کو چھلنی کرتا ہوا گزر گیا۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جاوید کی تصویر کو اپنے رخسار تلے رکھ کر وہ شکوے کرتی جا رہی تھی۔ اسکے کئ آنسو تصویر پر گرنے لگے تھے۔ تکلیف اس قدر گہری تھی کہ اسے سانس لینے میں دشواری سی ہونے لگی۔۔ وہ بچوں کی طرح ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔

اسی پہر۔۔ بہت سے لینز کے درمیان کھڑا احرم۔۔ ہاتھ لمبا کیے۔۔ پسٹل سے سامنے جھولتا نشانہ لینے ہی لگا تھا کہ بے ساختہ ہی اسکے دل میں کچھ چبھا تھا۔ اس نے نا سمجھی سے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔۔

نازنین کے دل کو اذیت بھینچنے لگی تو اسکا دل بھی کسی ان دیکھی سی تکلیف میں جکڑنے لگا۔ اس نے پسٹل والا ہاتھ نیچے کر دیا۔۔ پھر گہرے گہرے سانس لیے۔۔ کیا ہو رہا تھا یہ۔۔؟ وہ جھکا۔۔

نازنین کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔۔

حرم کی تکلیف سوا ہونے لگی۔۔ وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ یہ کس قسم کا درد ہو رہا تھا اسے۔۔؟ یکدم ہی اسے اپنے ہاتھوں پر ان خون آلود ہاتھوں کا لمس سا محسوس ہونے لگا۔۔ وہ وعدہ۔۔ اس ایک شخص سے کیے گ ئے وعدے کی ڈور تھی۔۔ جو اسکے اور نازنین کے گرد کس دی گئ تھی۔ کیونکہ وعدے کبھی پرانے نہیں ہوا کرتے تھے۔۔

وہ جھکا اور پھر پسٹل ایک جانب رکھ دی۔ ماتھے پر لہراتے بال پسینے سے گیلے لگتے تھے اور سینے میں ابھرتی انجانی سی تکلیف نے اسے پریشان سا کر دیا تھا۔ وہ اپنی پشت دیوار سے ٹکائے خاموشی کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اسے سانس کے ساتھ تکلیف بڑھتی ہوئ محسوس ہونے لگی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایک جانب وہ زمین پر بے بسی سے دراز رو رہی تھی اور دوسری جانب وہ دیوار سے پشت ٹکا کر بیٹھا تھا۔۔ یہ جانے بغیر کہ درد کی ان دیکھی سی ڈور میں وہ اسکے ساتھ پرو دیا گیا تھا۔ اب انکی تکالیف برابری کی سطح پر آنے لگی تھیں۔ کیونکہ وہ کہیں۔۔ اندر۔۔ اس وعدے کے تحت۔۔ ایک دوسرے سے۔۔ جوڑ دیے گ ئے تھے۔۔ !!

****

پانچ سال قبل۔۔

اس نے ماں جی اور شہوار کا جنازہ پڑھ لیا۔۔ انہیں دفنا دیا۔۔ کئ راتیں وہ پھر سو نہیں سکا۔ کئ راتوں کا چین تباہ ہو گیا۔۔ زندگی اجڑ گئ اور راتوں کے علاوہ دن بھی سیاہی میں ڈھلے محسوس ہونے لگے۔ وہ اب کئ کئ گھنٹوں خالی خالی سا بیٹھا دیواروں کو تکتا رہتا تھا۔۔ اس نے ہر ایک سے اپنا رشتہ ختم کر لیا۔۔ نہ طالوت سے ملتا۔۔ نہ سارنگ سے۔۔ اور زاویار کی تو اس نے اس دن کے بعد سے شکل تک نہیں دیکھی تھی۔

وہ اس کے گھر کے دروازے کے باہر کھڑا گھنٹوں دروازہ پیٹتا رہتا لیکن اس نے قسم کھالی تھی زاویار کی شکل نہ دیکھنے کی۔۔

وہ بالخصوص دہشتگردوں کا حملہ نہیں تھا ان کی بستی پر۔۔ شہر سے خاصے فاصلے پر موجود ہونے کے باعث اس بستی سے فائدہ اٹھایا گیا تھا۔ یہاں کے بہت سے لوگ غائب تھے۔۔ اور کچھ کے اعضاء نکالے جا چکے تھے۔ جو آگے بہت مہنگے اور بھاری داموں فروخت ہونے والے تھے۔ وہ ایک طے شدہ۔۔ اور پلینڈ حملہ تھا۔ اس حملے کا نفع نقصان پہلے سے طے کر دیا گیا تھا۔ وہ آرگن ٹریفکرز کا حملہ تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ماں جی کے ساتھ بہت سے لوگوں کی (Autopsy) رپورٹ کے بعد ان سب کو اندازہ ہوا کہ رانا بیگم کے بھی بہت سے اعضاء انکے جسم سے غائب تھے۔یعنی۔۔جب وہ زندہ تھیں تب ہی انکے اندر سے اعضاء نکال لے گئے تھے۔ کیونکہ وقت کم تھا اور کام بہت زیادہ۔۔ وہ ان لوگوں کو بیہوش کرنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے۔

حرم نے آنکھیں میچ لیں۔۔ حلق میں بہت کچھ اٹک سا گیا۔ دل درد سے پھٹنے لگا۔یکدم اسے لگا جیسے اسکے حلق سے ابل کچھ باہر آنے لگا ہے۔۔وہ اٹھ کر باہر کی جانب بھاگا۔۔ماں اور شہوار کے بارے میں سوچتے ہوئے اسکا معدہ گہرے اثر کا شکار ہوجایا کرتا تھا۔ وہ اسی طرح کئ بار۔۔ قے کرچکا تھا۔۔ اس نے وہ پورا مہینہ اپنے گھر کے اندر بند ہو کر گزارہ تھا۔ اسکی زندگی ختم ہوچکی تھی۔۔ اسکی حیات مر چکی تھی۔۔ کچھ بھی باقی نہ تھا۔۔سب خاک ثابت ہوا تھا۔۔

اسے اندازہ نہ ہوا کہ کتنی راتیں تھم چکی ہیں۔۔ کتنی راتوں کا آنا ابھی باقی ہے۔۔اور پھر ایک دن طالوت اسکے گھر چلا آیا۔۔وہ ہر روز آتا تھا لیکن حرم تو جیسے مردہ ہو چکا تھا۔اس سے کسی بھی ردعمل کی توقع کرنا بیکار تھا۔۔لوگ آتے۔۔ دروازہ پیٹتے۔۔اور پھر بے بسی سے واپس پلٹ جاتے۔

لیکن طالوت مزید اسے اپنی زندگی تباہ کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے اگلے ہی لمحے اسکے گھر کا دروازہ توڑ ڈالا۔۔ حرم کمرے میں۔۔ پیٹی کے پیچھے۔۔ روشنی سے چھپ کر بیٹھا ہوا تھا۔ اسے اب روشنیاں خوفزدہ کرتی تھیں۔

طالوت نے ہر کمرے میں جھانک کر دیکھ لیا لیکن وہ اسے نہ ملا۔۔اور وہ ابھی ہار مان کر پلٹنے ہی لگا تھا کہ ٹھہر سا گیا۔ پھر دبے قدموں آگے بڑھ آیا۔اور جو منظر اس نے دیکھا وہ اسکی آنکھوں میں آنسو بھر گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کیونکہ حرم۔۔ پیٹی کے پیچھے بیٹھا۔۔ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔ اس نے اپنے گھٹنے سمیٹ کر سینے سے لگا رکھے تھے۔ اور وجود تھا کہ اس گرمی میں بھی لرز رہا تھا۔ اس نے اپنی ماں کی کٹی کلائیاں دیکھی تھیں۔۔ اس لڑکے کا نارمل ہونا بہت مشکل تھا۔

وہ رو رہا تھا۔۔ اسکا وجود ڈھانچے کی صورت محسوس ہونے لگا تھا اور ہڈیاں بخوبی دکھائی دینے لگی تھیں۔۔ وہ بے ساختہ آگے بڑھا تھا۔۔ پھر اسے گلے لگا لیا۔۔ وہ کتنی ہی دیر اسکے کندھے سے لگا روتا رہا تھا۔ طالوت نے اپنی آنکھیں ضبط سے بند کر لی تھیں۔۔ اسکے اپنے اندر تکلیف سی تکلیف پھیلنے لگی تھی۔۔

کیونکہ جنہیں۔۔ خون پسینے کی محنت کے بعد جوان ہوتے دیکھا جائے۔۔ انکا یہ ٹوٹا بکھرا سا وجود دیکھ کر ہر تکلیف سمٹ جاتی ہے۔۔ اپنے نقصان پر سانس تک رکنے لگتا ہے۔۔ اور حرم کی ایسی حالت اسکا سب سے بڑا نقصان تھی۔۔

اسی پہر۔۔ کمرے کے دروازے میں کوئی نمودار ہوا تھا۔ وہ اسکا دوست تھا۔۔ وہ زاویار تھا۔ پھر اسکے پیچھے ہی پریشان سا سارنگ بھی دکھائی دیا۔۔ ان کے نقصان سے کہیں زیادہ گہرا نقصان حرم کے حصے میں رقم تھا۔

زاویار نے اسکی ایسی حالت دیکھی تو چہرہ پھیر لیا۔ وہ اس دوست کو ایسے ٹوٹ کر بکھرتے نہیں دیکھ سکا۔۔ سارنگ تو باقائدہ رونے لگا تھا۔ طالوت کی اپنی آنکھیں نم محسوس ہوتی تھیں۔۔ وہ ساتھی تھے۔۔ وہ عزازیلین تھے۔۔ وہ ایک جسم تھے۔۔ اور جسم کا ایک حصہ تکلیف میں تھا تو جسم کا دوسرا حصہ کیوں نہ اس تکلیف کے زیرِ سایہ زندہ رہتا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لیکن جونہی حرم کی نگاہ زاویار پر پڑی تو اسکی سسکیاں سمٹ گئیں۔ سلگا دینے والی جلن نے اسکے سارے وجود کا احاطہ کر لیا۔ اسکا جسم غصے کی آگ میں بھڑ بھڑ جلنے لگا تھا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے یاد تھا کہ اسکا پورا وجود پسینے میں بھیگا ہوا تھا۔ بھوری آنکھوں میں قیامت کی سی سرخی نے سر اٹھایا تھا۔ زاویار آگے بڑھ آیا۔

لیکن حرم دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔۔ اور اسکے پیچھے ہٹتے قدموں کو دیکھ کر زاویار اپنی جگہ ہی ٹھہر گیا تھا۔ ان دو قدموں نے اسکے کے دل پر پاؤں رکھ دیا تھا۔ وہ آگے نہیں بڑھ سکا۔۔ وہ کچھ نہیں کہہ سکا۔۔ اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن الفاظ حلق ہی میں کہیں دم توڑ گ ئے۔۔

اسے اس دن پتہ چل ہی گیا کہ وہ اپنے دوست کو کھو چکا ہے۔۔ کیونکہ اس دن وہ اسے واقعی کھو چکا تھا۔

"حرم میں گیا تھا اس دن شہوار کو بچانے۔ میں سچ بول رہا ہوں۔۔ لیکن پھ۔۔۔ "

"طالوت اس سے کہہ دو کہ مجھے آئندہ اپنی شکل تک نہ دکھائے۔ "

حرم نے اسکی کتھئ آنکھوں کو اپنی ساکت پتلیوں کی قید میں لیے۔۔ گیلی سی زخمی آواز کے ساتھ کہا تو وہ اپنی جگہ ہی جم کر رہ گیا۔ طالوت بے بسی سے اسکی جانب گھوما تھا۔

"میں سچ بول رہا ہوں۔ میرا یقین کرو۔۔ "

اسکی آواز کانپی تھی۔ زندگی میں پہلی دفعہ زاویار سلطان کی آواز کانپ کر رہ گئ تھی۔ حرم نے اس سے رُخ پھیر لیا۔ اور زاویار کے ہاتھ بے دم سے ہو کر پہلوؤں میں آ گرے۔ اس کے لب محض پھڑ پھڑا کر رہ گ ئے تھے۔ وہ اگلے ہی پل لب بھینچے آگے بڑھ آیا تھا۔ اس نے حرم کی قمیص کا گریبان اپنی مٹھیوں میں جکڑا۔۔ پھر بے یقینی سے اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں سچ بول رہا ہوں حرم۔۔ "

لیکن حرم نے اگلے ہی پل اسکے ہاتھوں کو بے حد سختی سے جھڑک دیا تھا۔ پھر وہ اسے نفرت سے پرے دھکیلتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ لیکن زاویار یوں ہار نہیں مان سکتا تھا۔ وہ اسکے پیچھے دوڑتا ہوا لپکا۔ اس نے اسے گریبان سے پکڑ کر اپنی جانب گھمایا۔ سارنگ اور طالوت نم آنکھیں لیے۔۔ دو بے حد زخمی لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔۔

"تمہاری۔۔ اور میری۔۔ دوستی ختم زاویار۔۔ حرم اریبی۔۔ تمہارے لیے مر چکا ہے اور تم۔۔ حرم اریبی کے لیے مر چکے ہو۔۔ "

اسکی آنکھیں سرخ تھیں۔۔ تباہ حال اور کرب ناک۔۔ ان آنکھوں میں دیکھنا آسان نہیں تھا۔ اور اب کہ زاویار کی آنکھیں بھی گلابی سی نمی سے جگمگائی تھیں۔

"میں۔۔ سچ بول رہا ہوں۔۔ "

اسکی آواز کانپ رہی تھی۔ حرم نے اسے مردہ نگاہوں سے آخری بار دیکھا۔۔ اور پھر اسکے ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹائے۔۔ کہنے کو کچھ نہیں بچا تھا۔ سب کچھ حملے تلے جل کر خاکستر ہو گیا تھا۔ رشتے۔۔ دوستی۔۔ احساس۔۔ محبت۔۔ سب کچھ۔۔

وہ دن تھا اور آج کا دن تھا۔۔ حرم نے اپنی زندگی سے زاویار نامی شخص کو نکال باہر کیا تھا۔ اسکا کوئی دوست زاویار بھی تھا۔۔ اس نے سوچنا چھوڑ دیا۔

طالوت اسے اپنے گھر لے آیا۔ وہ سارا سارا دن روتا رہتا تھا۔ یا پھر چھت کو تکتا رہتا۔ اسکی آنکھوں کا خشک ہونا ناممکنات میں سے ہو گیا۔ اور پھر۔۔ جب ایک دن وہ واش روم کا دروازہ بند کیے رو رہا تھا تو طالوت سے مزید

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

برداشت نہیں ہوا۔ اس نے دھاڑ سے دروازہ کھولا اور پھر حرم کو گھسیٹتا ہوا باہر لے آیا۔ وہ اپنی زندگی برباد کر رہا تھا۔۔ اور طالوت اسے اپنی زندگی برباد کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے اسے بمشکل اپنے قدموں پر کھڑا کیا۔ حالانکہ اسکے قدم لرزش کا شکار تھے۔۔ اس نے حرم کو کندھوں سے تھاما اور پھر اسے جھٹکے سے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔

"کیا کر رہے ہو یہ اپنی زندگی کے ساتھ؟؟ کیا ایسے لینا چاہتے ہو اپنی ماں اور شہوار کا بدلہ۔۔!! تمہیں لگتا ہے کہ تم اس حالت میں کسی بدلے کو افورڈ کر سکتے ہو۔۔؟ "

اس نے اسے اکسایا تھا۔ اسکی مردہ آنکھوں میں لمحے بھر کو نا سمجھی سی ابھری تھیں۔۔ رونے کے باعث آنکھوں کے پپوٹے سوجن کا شکار تھے اور آنکھیں بے تحاشہ جل رہی تھیں۔

"کیا۔۔ کہنا چاہتے ہو۔۔؟ "

اسکی لرزتی آواز ابھری۔

"کیا تم انہیں نہیں ڈھونڈنا چاہتے جنہوں نے تم سے تمہارا سب کچھ چھین لیا۔۔؟ "

وہ اسکی آنکھوں میں جھانکا تھا۔ لیکن حرم پلکیں نہیں جھپک سکا۔ وہ ان خوفزدہ کر دینے کی حد سنجیدہ آنکھوں کو دیکھ کر لمحے بھر کے لیے حیران ہوا تھا۔ اگلے ہی لمحے طالوت نے دونوں کندھوں سے تھام کر پیچھے کی جانب جھٹکا تھا۔ وہ لڑکھڑایا۔۔

"کم آن۔۔ مکا مارو مجھے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے کہا تو وہ چند پل نا سمجھی سے اسے دیکھتا رہا۔ اسکے ہاتھ کپکپاہٹ کا شکار لگتے تھے۔ وہ ان پچھلے دنوں میں اپنی ہر صلاحیت جیسے کھو چکا تھا۔۔

"تم نہیں مار سکتے۔۔ کیونکہ تم کمزور اور بزدل ہو۔۔ تمہیں رونا آتا ہے بس۔ "

اور طالوت کی بات میں جانے ایسا کیا تھا کہ اگلے ہی لمحے اسکے اندر چنگاری سی ابھری تھی۔ اسکے سر سے لے کر پیر تک طیش کی ایک تیز لہر گزری تھی۔ وہ اگلے ہی پل آگے بڑھا اور جونہی طالوت کو مکا مارنا چاہا تو وہ کمال مہارت سے بچ کر ایک جانب ہو گیا۔ بلکہ نا صرف ایک جانب ہوا۔۔ اس نے حرم کا ہاتھ تیزی سے قابو کر کے کمر کے پیچھے مروڑا تھا۔۔ لمحے بھر کے لیے انسانی چیخوں سے وہ گھر گونج سا گیا۔۔ طالوت نے اسے آگے کی جانب دھکا دیا تو وہ لڑھکتا ہوا دور جا گرا۔۔

"آج رات اپنے رونے کا شوق پورا کر لینا اُر یبی۔۔ کیونکہ تین دن کے سوگ سے زیادہ سوگ منانے والے لعنت کے مستحق ہوا کرتے ہیں۔۔ "

اگلے دن وہ ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ رہا تھا۔ اسکے سامنے پنچنگ بیگ جھول رہا تھا۔ اور اب وہ آنکھیں ایسی تھیں گویا رونے سے کبھی ان کا واسطہ ہی نہ پڑا ہو۔۔ وہ بے رحم آنکھیں تھیں۔۔ وہ زخمی آنکھیں تھیں۔۔ وہ ٹھنڈی اور خاموش آنکھیں تھیں۔۔ وہ حرم کی آنکھیں تھیں۔۔

اس نے اپنی سخت نگرانی شروع کر دی۔ طالوت نے اسے دوبارہ سے مانجھ ڈالا۔ اسکے ہاتھ ایک بار پھر سے مہارت دکھانے لگے۔ وہ اب خاموش ہو گیا تھا۔۔ اسکی نرمی سمٹ گئ تھی۔۔ دن ہفتوں اور ہفتے مہینوں کی سی صورت پر لگا کر اڑنے لگے۔ وہ سنبھل چکا تھا۔ اسکی ذہنی حالت درست ہو رہی تھی۔ جمود کا شکار اعصاب اب کہ رد عمل دینے لگے تھے۔ سارنگ بھی اس سے ملنے آجایا کرتا تھا۔ وہ اسکا دوست تھا۔۔ لیکن زاویار کی جانب سے پڑا اسکے دل میں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ کھوٹ سالوں کی ریاضت کے بعد بھی نہ نکل سکا۔ اور زاویار۔۔ اس نے بھی پھر کبھی دوبارہ حرم کی جانب رُخ کرنے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔

طالوت نے اس سے پوچھے بغیر سہیل کو اسے یہاں سے لے جانے کی دعوت دے ڈالی۔ اس نے طالوت کے فیصلے پر کوئی تاثر نہ دیا۔ اسکے پاس تاثرات کی کمی ہوتی جا رہی تھی۔ اس تباہ حال بستی کا حال طالوت نے بہت سبھاؤ سے سہیل کے گوش گزار کر دیا تھا۔ یہ بھی کہ حرم اب وہ پہلے والا معصوم حرم ہر گز نہ تھا۔۔ حرم اب بدل چکا تھا۔۔ اسے غصہ دلانے سے یا پھر چبھتی باتیں سنانے سے پرہیز کیا جائے۔

اس نے بھی اس بستی سے کہیں دور چلے جانے ہی میں عافیت جانی تھی۔ یہاں تو شہوار اور ماں جی کی یادیں اسے سانس لینے میں دشواری سی دینے لگی تھیں۔ وہ یہاں رہتا تو شاید کبھی سنبھل نہ سکتا۔ شاید وہ رہتے ہوئے پاگل سا ہو جاتا۔۔

اس نے سامان باندھنا شروع کر دیا۔ ابھی اس کے یہاں سے جانے میں محض ایک ہی دن رہتا تھا۔ وہ اس ایک دن کو ماں جی اور شہوار کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا۔ اگلی شام وہ اس قبرستان چلا آیا۔ کئی گھنٹوں خالی خالی سارا نا اور شہوار کی تازہ قبروں کے پاس بیٹھا رہا۔ اس نے ان دونوں سے کوئی بات نہیں کی۔۔

وہ ان دونوں سے شرمندہ تھا۔۔ کیونکہ وہ اپنی عورتوں کی حفاظت نہیں کر پایا تھا۔ وہ کبھی کسی کا محافظ ثابت نہیں ہو سکا تھا۔ دونوں قبروں پر ہاتھ پھیر کر وہ جونہی اس قبرستان سے باہر کی جانب بڑھنے لگا تو اسے ایک گن شاٹ کی آواز سنائی دی۔ اسکے بڑھتے قدم ساکت سے ہو گئے۔۔ اگلے ہی پل وہ تیزی سے پلٹا۔۔ اسکے پیچھے۔۔ کچی زمین پر گرے پتے سرسرائے تھے۔۔

ابھی وہ اس آواز کی نشاندہی کرتا آگے بڑھ ہی رہا تھا کہ ایک اور گن شاٹ کی آواز آئی۔اس نے اس سمت کی جانب قدم بڑھائے۔۔اپنا ریوالور ہاتھ میں تھام لیا۔۔گلے میں موجود مفلر کو اوپر کیا اور پھر اس دوسری سمت۔۔ خون میں لت پت۔۔ایک مرد کو دیکھ ہی لیا۔۔وہی مرد۔۔جس سے آنے والے کئی عرصے کا وعدہ وہ طے کرنے والا تھا۔۔ !!

****

طلحہ کو جیل سے نکلوانے کے کئی عرصے بعد تک رمیز نے اسکی حفاظت کی تھی۔وہ اب اسکے اہم کارندوں میں شامل ہو گیا تھا۔وہ بھی اب کہ اس منظم تنظیم کا اہم جز گردانا جانے لگا تھا۔اسکی موجودگی بھی بہت سے معاملات میں ناگزیر ہوگئی تھی یا پھر اسے یہ بات محسوس کروائی جاتی تھی۔۔کہ وہ اس تنظیم کے لیے اہم تھا۔۔

ان دو باتوں میں فرق تھا۔۔وہ اہم تھا نہیں۔۔اسے محسوس کروایا جاتا تھا کہ وہ اہم ہے۔۔اسے اسکے گناہوں پر سراہا گیا تھا۔اسے فطری پچھتاوے سے نجات چاہیئے تھی جو کہ رمیز کی جانب سے اسے بھرپور طریقے کے ساتھ موصول ہورہی تھی۔

اسے یہ جان کر خاصی حیرت ہوئی کہ اسکے تایا کی بھی کوئی اہم تنظیم تھی جس میں اس قدر بھیانک سرگرمیوں نے جنم لے رکھا تھا۔وہ ایسی سرگرمیاں تھیں کہ جن سے انسانی زندگیوں کو ہر آن ہی خطرہ لاحق رہتا تھا۔اسے ان سرگرمیوں سے کوئی بیر نہیں تھا۔۔اسے بس اپنے نشے کو زندہ رکھنے کے لیے کام کرنا تھا۔۔

وہ نشے کا عادی تھا۔اسے نشہ ٹوٹنے پر خود کو قابو رکھنے کے لیے رگوں کو سکون پہنچاتے کڑوے زہر کی ضرورت ہوا کرتی تھی۔۔اسکی ہڈیاں نشے کے باعث بھربھری سی معلوم ہوتی تھیں اور جسم میں طاقت کی کوئی رمق تک باقی نہ رہی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایسے میں رمیز کی جانب سے حاصل ہوئی پشت پناہی پر اس نے خود کو اسکا کتا ہی تصور کر لیا تھا۔ وہ اسکے پیر دھو دھو کر پینے لگا تھا۔۔ وہ اسکی راہ میں بچھ بچھ جاتا۔۔ بہت سی بستیوں پر حملے کے بعد اب زر آباد کی باری آ گئی تھی۔ تہہ خانوں میں دیمک کی طرح کام کرتیں اس تنظیم کی کئی جڑیں تھیں۔۔ اسے پکڑنا۔۔ اسے منظرِ عام پر لانا ممکن نہیں تھا۔۔

ایک ہی روپ میں کئی بہروپیے بیک وقت اس تنظیم کا حصے تھے۔ حکومت جب بھی ایسی زہر آلود سرگرمیوں سے نجات کے لیے کوئی آپریشن شروع کرتی تو منظر کے پیچھے چلتے کام روک دیے جاتے۔۔ لیکن انہیں کبھی مکمل طور پر ختم نہیں کیا جاتا۔۔ وہ ملک کی جڑوں میں سانس لیتے رہتے۔۔ اور انسانوں کی زندگیاں اپنی سانسیں ہارنے لگتیں۔۔

وہ بھی ان گھناؤنے اعمال کا حصہ بنتا جا رہا تھا۔ اس نے بھی کئی انسانوں کے اعضاء اپنے ہاتھوں سے۔۔ کھینچ نکالے تھے۔۔ اس نے بھی کئی زندگیوں کو سینچ لیا تھا۔۔ اب زر آباد کا وقت آ چکا تھا۔۔ ہمیشہ کی طرح موقع و محل دیکھ کر بہت احتیاط کے ساتھ اس بستی پر حملہ کیا گیا تھا۔۔ لیکن پھر کچھ غلط ہو گیا۔۔ کہیں سے نشانہ چُوک گیا۔ اس نے رمیز اور احمد کے درمیان ہوتی گفتگو سن لی۔

اپنے دادا کے قتل کا انکشاف۔۔ اپنے باپ کے ساتھ کیے گئے روح تک کو بھینچ ڈالنے والے قتل کا انکشاف۔۔ نازنین کے ساتھ ہوئے ظلم کا انکشاف۔۔

آسمان سر پر آ گرنا کیا ہوتا ہے یہ طلحہ انصاری کو اس رات پتہ چلا تھا۔ اس نے اگلے ہی پل انکے آفس کا دروازہ وا کیا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر احمد کا گریبان جکڑ لیا۔ احمد نے انتہائی سکون سے ابرو اٹھا کر طلحہ کے مکروہ چہرے پر نگاہ ڈالی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم۔۔تم سب ملے ہوئے ہو۔۔تم سب جانور ہو۔۔تم لوگ انسان نہیں ہو سکتے۔۔میری بہن کو اگر ہاتھ بھی لگایا تو میں سب کچھ تباہ کر ڈالو نگا رمیز۔۔"

وہ انگارہ ہوتی آنکھوں کے ساتھ دھاڑا تھا۔رمیز نے دلچسپی سے اسکی جانب دیکھا۔۔احمد نے اگلے ہی لمحے اسکا ہاتھ اپنے گریبان سے جھڑکا تھا۔پھر اسے گردن سے دبوچ کر پوری قوت کے ساتھ دیوار میں دے مارا۔۔اسکی بھربھری سی ہڈیاں بج اٹھی تھیں۔۔وہ اگلے ہی پل چکرا کر زمین پر آگرا تھا۔۔چہرہ دیوار پر زور سے لگنے کے باعث خون سے بھر گیا تھا اور رگوں میں تکلیف کے احساس نے یکلخت ہی سر اٹھایا تھا۔۔

"تم سب۔۔!دلچسپ۔۔"

رمیز اسکے الفاظ دہرا کر محظوظ سا ہنس دیا تھا۔پھر اپنی کرسی سے اٹھ کر اسکی جانب چلا آیا۔احمد نے اگلے ہی لمحے اسے گریبان سے پکڑ کر سیدھا کیا تھا۔اسکی آنکھوں میں نے یقینی اس قدر گہری تھی کہ رمیز سرشار سا ہو گیا۔۔

"ہم سب میں۔۔اب تم بھی شامل ہو چکے ہو طلحہ۔ہم تم سے الگ نہیں۔۔تم ہمارا حصہ ہو۔۔تم بھی ابلیس ہو۔۔"

"نہیں۔۔میں تم جیسا نہیں ہوں۔۔میں تم جیسا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔"

اسکی آواز غرغر کی صورت حلق سے برآمد ہو رہی تھی۔رمیز نے مسکرا کر سر جھٹکا تھا۔پھر چہرہ اٹھایا۔۔ٹھنڈی آنکھوں سے طلحہ کے مسخ ہوئے چہرے کو دیکھا تھا۔۔

"گناہ گار مر جاتے ہیں طلحہ انصاری۔۔انکے گناہ صدا زندہ رہتے ہیں۔یہ تو باعثِ فخر ہے۔۔مجھے خود پر۔۔تم پر۔۔اس تنظیم اور اس میں پلنے والے ہر انسان پر فخر ہے۔۔مجھے اپنے گناہوں پر کوئی ملال نہیں۔۔مجھے ان پر فخر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہے۔۔یہ میرا غرور ہیں۔۔یہ میرے دعوے پر دلیل ہیں۔میں آدم سے افضل تھا۔۔میں ہمیشہ اپنے ظلم کا بدلہ لیتا رہونگا۔"

طلحہ نے اسکی غیر انسانی باتیں سنی تو لرز سا گیا۔یہ کہاں پھنس گیا تھاوہ۔۔؟یہ کن لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا تھاوہ۔اسے یہاں سے نکلنا تھا۔۔یہ لوگ انسان نہیں تھے۔۔یہ لوگ انسان کہلانے کے حقدار نہیں تھے۔۔اسکا سارا جسم لرزش کا شکار ہونے لگا تھا۔۔

"آج دیکھو۔۔میں خدا نہیں تو اس سے کچھ کم بھی نہیں ہوں۔میں انسانوں کے اپنے اشاروں پر قابو کرتا ہوں۔میں انہیں موت دینے اور زندہ رکھنے پر قادر ہوں۔۔میں ابلیس ہوں۔۔اور مجھے فخر ہے کہ میں ظالم ہوں۔۔مظلوم بن کر ظلم سہنے سے ظالم بن کر اپنی زندگی کا غصہ انسانوں پر اتارنا کئی گنا بہتر ہے۔میں ایک باعزت اور قابلِ قدر متاع ہوں۔۔تم بھی عنقریب یہی بن جاوٴگے۔۔بلکہ تم بھی ہمارے جیسے بن چکے ہو۔۔"

وہ اسکے سامنے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔طلحہ نے اٹھنا چاہا لیکن احمد کی پرزور گرفت پر وہ اپنی جگہ سے ہل تک نہیں سکا۔اسکی گردن پر احمد کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ اسے اپنی گردن ٹوٹتی محسوس ہونے لگی تھی۔

"تم۔۔انسان نہیں ہو۔۔ہمارے درمیان اتنے عرصے سے ایک بھیڑیا زندہ تھا۔خدا تم سے اس کا حساب لے گا رمیز۔۔خدا ایک زندہ وجاوید حقیقت ہے۔تمہارا یہ تکبر تمہیں اس حقیقت سے آزادی نہیں دلوا سکتا۔۔"

اسکی غرغر سی آواز پر رمیز کی سرشاری اگلے ہی پل سمٹ گئی تھی۔اسکی رگوں میں یکدم چنگاریاں سی دوڑنے لگی تھیں۔اسے غصہ آرہا تھا۔۔کنپٹی میں اسکا خون ٹھوکرے مارنے لگا تھا۔وہ اگلے ہی پل تیزی سے پلٹا اور پھر بھاری پیپر ویٹ اٹھا کر پوری قوت سے طلحہ کے سر پر دے مارا۔۔خون کے چھینٹے اڑ کر احمد کے چہرے پر آ لگے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لیکن اس نے پوری طاقت سے اسکی گردن کو پکڑے رکھا۔۔وہ اتنے سفاک سے وار پر اسکی گرفت تلے ماہی بے آب کی مانند تڑپنے لگا تھا۔ بہت سا خون نکل کر فرش پر پھیلنے لگا۔۔ طلحہ بیہوش ہو گیا تھا۔۔

رمیز پیچھے ہوا۔۔اسکے اپنے چہرے پر بھی خون کے چند چھینٹے آ لگے تھے۔۔اس نے سفید بے رحم سے چہرے پر لگا خون ہتھیلی سے صاف کیا۔۔ساتھ احمد کو آنکھ سے اشارہ بھی کیا۔وہ اسکے ابرو کے ہر اشارے سے بخوبی واقف تھا۔ اور پھر طلحہ انصاری۔۔اس بستی میں دم توڑتا ہوا۔۔کسی کو مل گیا تھا۔۔

****

اس نے بھاگ کر درمیانی فاصلہ عبور کیا تھا اور پھر تیزی سے وہ اس خون آلود سے مرد کے سرہانے آ بیٹھا۔اسے سمجھ نہیں آیا کہ کیا کرے۔۔درد سے کراہتے اس آدمی نے اسکے ہاتھوں کو اپنے خون آلود ہاتھوں میں تھام لیا تھا۔ وہ بے بسی سے اس مرتے شخص کو دیکھنے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔۔

"میر۔۔میری بہن۔۔میری بہن کی حفاظ۔۔حفاظت۔۔ "

اسکے لبوں سے بمشکل چند لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہوئے تھے۔ وہ اب کے اپنا کان اسکے لبوں کے قریب جھکا کر سننے کی سعی کر رہا تھا۔اسکے کپکپاتے ہاتھ اس مرد کے خون آلود ہاتھوں میں قید ہو کر رہ گ ئے تھے۔

"کون ہے آپکی بہن۔۔؟ کہاں رہتی ہے۔۔؟ "

اسکی روح بلبلا اٹھی تھی۔وہ اپنے گھر کی عورتوں کا محافظ ثابت نہ ہو سکا تھا۔ لیکن اب وہ ہر مرد کو مزید اس اذیت سے بچا لینا چاہتا تھا۔اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ کیوں رو رہا تھا۔۔؟اس کے آنسو طلحہ کے رخسار پر گرنے لگے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ۔۔یہ پوری آرگنائزیشن ہے۔۔یہ لوگ۔۔لو۔۔لوگوں کے اعضاء فروخت ک۔۔کرتے ہیں۔۔تمہا۔۔ تمہاری ماں ان۔۔ان کے پا۔۔پاس۔۔ "

کپکپاہٹ اس قدر تھی کہ طلحہ کی کوئی بھی بات اسکی سمجھ سے باہر ہوتی جارہی تھی۔اسے یاد تھا کہ اگلے ہی پل طلحہ نے اسکے ہاتھوں کو مزید طاقت سے اپنے ہاتھوں میں دبایا تھا۔وہ اس مرتے انسان کی آخری امید تھا۔وہ اسکے لیے آخری راہ تھا۔۔

"وہ۔۔ہر اس گھر۔۔کو ختم کر دیں گے۔۔ج۔۔جو انک۔۔راستے میں آئے گا۔۔می۔۔میری بہن۔۔"

تکلیف کے باعث اس کی آواز گھٹ کر رہ گئی تھی۔اس کے جسم سے نکلتا خون حرم کے لباس کو خون آلود کر گیا تھا۔ اس نے جھک کر اس شخص کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھاما۔تھوک نگلا۔۔اسے طلحہ کو آخری امید دینی ہی تھی۔

"میں وعدہ کرتا ہوں۔۔میں کرونگا آپکی بہن ہی حفاظت۔۔میں وعدہ کرتا ہوں۔۔ "

اسکے آنسو بدستور طلحہ کے چہرے پر لڑھکنے لگے تھے۔قبرستان کی مٹی سے خوشبو سی آنے لگی۔آج رانا اپنے بیٹے پر فخر محسوس کررہی تھیں۔کیونکہ انکا بیٹا عزتیں اچھالنے والا نہیں۔۔عزتیں بچانے والا ثابت ہو رہا تھا۔۔

طلحہ نے اسکا وعدہ سنا تو اگلے ہی پل اسکی آنکھیں بند ہو گئیں۔سانس اوپر کو چڑھا۔۔موت کی آخری ہچکی نے اسکے حلق میں پھندا ڈالا تھا۔۔بند آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔۔خون اور پانی مل گ ئے۔۔ اپنے باپ کو اذیت دینے کی۔۔ بہن پر ظلم کرنے کی۔۔ اپنی بیوی کو مار دینے کی۔۔ اپنے بچے کے ساتھ زیادتی کی تکلیف اب اسکا ساتھ چھوڑنے ہی والی تھی۔وہ اب ہر اذیت سے آزاد ہونے والا تھا۔وہ اب ایک قابل بھروسہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

انسان کی گود میں دم توڑنے والا تھا۔ اسے جنازہ نصیب ہو جائے گا۔۔ اسکی موت اتنی قابلِ ترس نہیں ہو گی جتنا اس نے سوچ رکھا تھا۔۔

اور اس رات۔۔ انصاری گھرانے کا ایک اور فرد۔۔ مر چکا تھا۔ وعدہ زمین و آسمان کے درمیان۔۔ حرم کے عین سر پر معلق ہو گیا۔ وہ اب اس وعدے سے اپنا بچاؤ نہیں کر سکتا تھا۔ اسے یہ وعدہ پورا کرنا ہی تھا۔

طلحہ کو جنازہ دے دیا گیا۔ اسے بھی دفنا دیا گیا۔ اس نے طالوت سے اپنے وعدے کا ذکر کیا تو وہ پریشان سا ہو گیا۔ لیکن حرم پر سکون رہا۔ اسے اپنے وعدے سے کوئی پریشانی لاحق نہیں تھی۔ وہ سہیل کے ساتھ اگلے ہی دن شہر چلا آیا۔ لیکن وہ طالوت کو تاکید کر آیا تھا کہ اسے۔۔ طلحہ کے گھرانے کے بارے میں معلومات اکھٹی کر کے دی جائے۔ طالوت نے چار وناچار ہامی بھر ہی لی۔۔ اسکے لیے حرم کی بات کو ٹالنا ممکن نہیں تھا۔

وہ شہر چلا آیا۔ یہاں کی زندگی اسکے لیے بالکل مختلف تھی۔ یہاں پر لوگ اسے پسند نہیں کرتے تھے۔۔ نہ سہیل۔۔ نہ عدیل۔۔ نہ روحیلہ۔۔ البتہ ثانیہ کو وہ بہت ہی زیادہ پسند آ گیا تھا۔ وہ اس وقت بارہ سال کی تھی۔۔ آتے جاتے اسکے کمرے میں جھانکتی۔ حرم بھائی حرم بھائی کہتے اسکی زبان نہیں تھکتی تھی۔ وہ پہلے پہل تو اس سے بیزار ہو جاتا۔۔ کبھی کبھی اسے ڈانٹ بھی دیتا لیکن اب وہ بھی اسکا عادی ہوتا جا رہا تھا۔ وہ رات اپنے بستر پر سوتا تنہا تھا۔۔ لیکن اگلی صبح اسے اپنے بستر پر ثانیہ ضرور ملا کرتی تھی۔۔ وہ کبھی کوفت کا شکار ہو جاتا اور کبھی ہنس دیتا۔۔

انہی دنوں سارنگ باہر ملک چلا گیا۔ وہ باہر جانے سے پہلے اس سے ملنے آیا تھا۔ اسے بھی سہیل نے باہر جا کر پڑھنے کی پیشکش کی تو اس نے انکار کر دیا۔ وہ یہاں سے باہر جانے کا خطرہ نہیں مول سکتا تھا۔ اسکے سر پر وعدے کی تلوار لٹک رہی تھی۔۔ ہر گزرتی رات میں وہ اس وعدے کی سرسراہٹ پر گھبرا کر اٹھ جاتا تھا۔۔ لیکن پھر۔۔ سہیل نے اسے زبردستی لندن بھیج دیا۔۔ وہ اسے قابلِ قدر درسگاہ سے پڑھانا چاہتے تھے۔ وہ انکے لیے اہم تھا۔ انہیں اس پر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

محنت کرنی ہی تھی۔۔ کیونکہ آنے والے اوقات میں وہ انکے کاروباری مقاصد کے لیے کارآمد ثابت ہونے والا تھا۔۔

اس نے بھی ہامی بھرلی۔۔ اور پھر۔۔ وہ سارنگ سے پہلے پڑھ کر بھی واپس آگیا۔۔

اور اسی رات طالوت نے بھی اسے بتادیا کہ وہ کس کا بھائی تھا۔ لیکن اس بارے میں جان کر اسے خاصی حیرت ہوئی تھی کیونکہ وہ کوئی اور نہیں۔۔ بلکہ۔۔ اسکے سوتیلے ماموں۔۔ جاوید کا بیٹا۔۔ طلحہ تھا۔۔ کہ جس کی بہن کا ذمہ۔۔ اسکے سر آگیا تھا۔۔ !!

****

آج۔۔

فون کی بجتی گھنٹی کے باعث اسکی آنکھ بمشکل کھلی تھی۔ اس نے بستر سے ہاتھ نکال کر ساتھ رکھے ٹیبل پر دھرا فون مندی مندی نگاہوں کے سامنے کیا۔۔ اور پھر کال اٹینڈ کرکے کان سے لگایا۔۔

"ہیلو۔۔ "

اسکی نیند میں ڈوبی آواز ابھری تھی۔ لیکن دوسری جانب سے ابھرتی پریشان سی آواز پر وہ اگلے ہی پل اٹھ بیٹھا تھا۔۔ آنکھیں کھل گئیں۔۔ نیند اگلے ہی پل اڑ چکی تھی۔۔

"تمہارے اقدامات کے جوابات موصول ہونا شروع ہوچکے ہیں حرم۔۔ کل رات مظہر راحت کو قتل کردیا گیا ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سارنگ کی آواز میں کچھ ایسا تھا کہ وہ الٹے قدموں بستر سے اترا۔ پھر تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے اس نے فون کان اور کندھے کے درمیان اڑسا۔۔

"کیسے۔۔؟ کب ہوا۔۔؟ "

"کل رات قریباً تین بجے۔۔ زندہ جلایا گیا ہے اسے۔ ایسے جیسے اپنا غصہ اتارا گیا ہو اس پر۔۔ "

"یہ وہی مظہر راحت ہے ناں جو اس دفعہ الیکشن میں کھڑا ہونے والا تھا۔۔ "

اس نے جیکٹ کی آستین میں تیزی سے ہاتھ ڈالتے ہوئے پوچھا۔ اسکا چہرہ حد درجہ سنجیدہ تھا۔

"ہاں یہ وہی ہے۔۔ اور اسی کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ زر آباد کو تباہ کرنے میں سب سے زیادہ معاون ثابت ہوا تھا۔ جتنے فنڈز حملے کے لیے درکار تھے۔ سب اسی کی جانب سے دیے گ ئے تھے۔ قتال کا چکر کہیں پھر سے تو نہیں شروع ہو جائے گا حرم۔؟"

وہ جانتا تھا کہ سارنگ اس قدر پریشان کیوں ہو گیا تھا۔ اس نے اسے پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ یہ قتل بھی اسے خبر دار کرنے کے لیے کیا گیا تھا اسے اندازہ تھا۔۔ کیونکہ ناز نین کا مرنا ضروری تھا۔۔ وہ اس بستی میں مر جانے والے مرد کا گھرانہ تھی۔۔ گھر والوں کو زندہ رکھنا انکے اصولوں کے خلاف تھا۔ کیونکہ یہی گھر والے اگر حق لینے کے لیے آواز بلند کرتے تو سب سے زیادہ نقصان اسی تنظیم کو پہنچتا۔

"میں آرہا ہوں تمہاری طرف۔۔ صبر رکھو۔۔ "

"تم کہاں تھے ساری رات۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ گاڑی میں بیٹھ کر دروازہ بند کر رہا تھا۔ پھر ساتھ ہی ساتھ اگنیشین میں چابی گھما کر ساکت پڑے انجن میں حرارت سی دوڑا دی۔۔

"میں اپنے اپارٹمنٹ میں تھا۔۔ کیوں۔۔؟ "

"اف۔۔ تمہیں وہاں اکیلے رہنے کی کیا ضرورت تھی۔۔؟ گھر کیوں نہیں گ ئے تم۔۔؟ "

سارنگ اب اس پر برس رہا تھا۔ اس نے گہرا سانس لیا اور پھر سر نفی میں ہلاتا "رکھتا ہوں" کہہ کر فون کان سے ہٹا لیا۔ اسکے چہرے پر فکر سی پھیل گئ تھی اور آنکھیں چوکنا سی محسوس ہونے لگی تھیں۔

اس نے اپنے پیر کا دباؤ ایکسلیریٹر پر بڑھایا اور تیزی سے گاڑی نکال لے گیا۔۔

****

نازنین کے کمرے کا دروازہ ویسے ہی بند تھا۔ صبح کی پھیلی نمی میں ہر جانب خاموشی گھلی ہوئی تھی۔ وجدان اور صوفیہ فکر مند نگاہوں سے اسکے کمرے کے بند دروازے کو تک رہے تھے۔ نازنین نے کل سے کچھ نہیں کھایا تھا۔۔ یونہی کمرے کا دروازہ بند کیے ہوئے تھی۔۔

"پھپھو بہت ناراض ہونگی دادی ہم سے۔۔ "

اس نے آہستہ سے ساتھ کھڑی صوفیہ کی جانب دیکھ کر کہا تو وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئیں۔ کیسا ظلم کر بیٹھی تھیں وہ اپنی ہی اولاد کے ساتھ۔۔ کتنا منع کیا تھا نازنین نے انہیں شائستہ کے قریب رہنے سے۔۔ لیکن ایک وہ تھیں کہ اسکی کسی بھی بات کو سننے پر راضی نہ ہوئیں۔۔ انہیں لمحہ بہ لمحہ دل میں پلتی تکلیف کھانے لگی تھی۔

"میں اب کیسے سامنہ کرونگی اپنی بیٹی کا۔ میں اب کیا کرونگی وجدان۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ تھکا تھکا سا کہہ کر ایک بار پھر سے رونے لگی تھیں۔ وجدان کو انہیں ایسے دیکھ کر دکھ ہوا۔ شوگر کی مریضہ اور ڈائلائسز پر آنے کے بعد صوفیہ کا رنگ حد درجہ زرد رہنے لگا تھا اور گزرتے ہر دن کے ساتھ ان کی صحت گرتی جارہی تھی۔۔

"دادی۔۔ میں بات کرونگا پھپھو سے۔۔ آپکی غلطی نہیں تھی۔۔ ہم سب پھپھو کی بھلائی چاہتے تھے بس۔ "

"لیکن میں نے اسے بھلائی دینے کے بجائے گہری تکلیف سے دوچار کر دیا وجدان۔۔ ہمیشہ کی طرح۔۔ "

وہ دوپٹہ آنکھوں پر رکھ کر رونے لگیں تو وجی کو انہیں آگے بڑھ کر گلے لگاتے ہی بنی۔ پھر وہ انکا کندھا سہلاتا اپنے ساتھ لیے تخت کی جانب بڑھ آیا۔ اسی لمحے نازنین کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔۔

اور وہ ہمیشہ کی طرح کمپوز اور سنبھلی ہوئی باہر نکل آئی تھی۔ اسکا چہرہ معمول سے زیادہ سنجیدہ تھا اور آنکھیں سپاٹ۔۔

وجدان اور صوفیہ دونوں اسے بے اختیار ہی سر اٹھا کر دیکھنے لگے۔

"نا۔۔ نازنین۔۔ "

صوفیہ نے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ انکے پاس چلی آئی۔ وہ دونوں بے یقینی سے اسے سر اٹھائے تک رہے تھے۔

"میرا ناشتہ کہاں ہے امی۔۔؟ مجھے یونیورسٹی کے لیے دیر ہو رہی ہے۔۔ "

بے حد نارمل الفاظ۔۔ بے حد نارمل آواز۔۔ بے حد نارمل سارد عمل۔۔ لیکن وجدان کو وہ بالکل بھی نارمل نہیں لگ رہی تھی۔

"ہا۔۔ ہاں میں نے بنایا ہے ناشتہ۔۔ بیٹھو میں لاتی ہوں تمہارے لیے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور وہ سر ہلا کر تخت پر بیٹھ گئی۔ وجدان کی جانب دوسری نگاہ تک نہیں ڈالی۔ وہ گومگوں کی کیفیت میں گھرا اپنے ہاتھوں کو تک رہا تھا۔۔ ساتھ ساتھ ہونٹ بھی بے دردی سے کچلتا جا رہا تھا۔

"پھپھو آئی ایم سوری۔۔ "

اس نے بے حد ہلکی سی آواز میں خود کو کہتے سنا۔ ساتھ بیٹھی پھپھو نے اگلے ہی پل چہرہ اسکی جانب پھیرا تھا۔۔ پھر سر اثبات میں ہلایا۔۔ ہلکا سا مسکرائی۔۔ وہ اس بچے کو ہزار دفعہ بھی معاف کر سکتی تھی۔۔

"اٹس اوکے۔۔ "

لیکن وہ اگلے ہی پل آگے بڑھ کر اسکے گلے میں جھول گیا تھا۔ ساتھ ساتھ وہ شاید رو بھی رہا تھا۔ شاید اس سے معافی بھی مانگ رہا تھا۔۔ اسکے گلے میں آنسوؤں کا گولا سا جمع ہو گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔

"کوئی بات نہیں۔۔ پھپھو ہے ناں تمہارے پاس۔۔ "

اس نے ہولے سے ہاتھ بڑھا کر اسے خود سے قریب کیا اور پھر اسکے سیاہ بال سہلانے لگی۔ وہ گر نہیں سکتی تھی۔۔ اور اگر وہ گر بھی جاتی تو اسے اٹھانے والا کوئی نہیں تھا۔۔ اسے ہی خود کو اٹھانا تھا۔۔ نہ صرف خود کو بلکہ اپنے ساتھ وابستہ لوگوں کو بھی۔۔ مضبوط ہونا آسان نہیں ہوتا۔ روح تک فنا ہونے لگتی ہے اکثر۔۔

اس نے وجدان کو خود سے الگ کیا پھر دل سے مسکراتی ہوئی اسکے بال پیچھے کرنے لگی۔ وہ سرخ چہرہ لیے اب تک ہچکیاں لے رہا تھا۔ اس نے اسکے معصوم رخسار پر پھسلتے آنسو اپنے انگوٹھے سے صاف کیے۔۔

"میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں پھپھو۔ میں نے بھی آپکو اس رشتے کے لیے مجبور کیا تھا۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی آنکھ سے ایک اور آنسو ٹوٹا تو ناز نین نے اپنی آستین سے اسکا چہرہ خشک کیا۔ پھر اسکی آنکھوں میں مضبوطی سے دیکھا۔۔

"تمہیں لگتا ہے تم مجھے مجبور کر سکتے ہو۔۔؟ "

وجدان کوئی جواب نہیں دے سکا۔ وہ جانتا تھا کہ پھپھو اب سارا الزام اپنے سر لینے والی تھیں۔

"تم مجھے مجبور نہیں کر سکتے وجدان انصاری۔ نہ تم۔۔ نہ امی۔۔ اور نہ کوئی اور۔۔ میں چھوٹی بچی نہیں ہوں جسے چند باتوں سے بہلا کر مجبور کر دیا جائے۔ رشتے والوں کے لیے ہامی بھرنے کا فیصلہ میرا اپنا تھا۔ وہ میرے اشارے کے بغیر اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ اسی لیے اب اس خود ترسی سے نکلو اور ناشتہ کر کے کالج چلو میرے ساتھ۔۔ سمجھے۔۔؟"

ہمیشہ کی طرح باتوں کا رخ خود کی جانب موڑ کر اس نے اپنے گھر والوں کو ہر قسم کے بوجھ سے بچا لیا تھا۔ وجدان نے گہرا سانس لیا اور پھر ہاتھ کی پشت سے رخسار رگڑ کر مسکرایا۔۔ سیاہ چمکتی آنکھوں کو مسکراتا دیکھ کر ناز نین بھی اگلے ہی پل مسکرائی تھی۔۔

"امی آپ ناشتہ لا رہی ہیں یا میں جاؤں۔۔ "

اب وہ پلٹ کر ہمیشہ کی طرح صوفیہ کو آواز دے رہی تھی۔ یہ ہمت اسی کو دکھانی تھی۔۔ اسے ہی اپنے گھرانے کو سنبھالنا تھا۔ صوفیہ نے ان دونوں کو کچن کے دروازے سے باتیں کرتا دیکھا تو آسودہ سا سانس بھر کر۔۔ دوپٹے سے آنکھیں پونچھتی ناشتہ لیے۔۔ تخت تک چلی آئیں۔۔

* * * * * * * * * * *

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ سارنگ کے کلینک چلا آیا تھا۔ پھر کافی دیر تک وہ اس تازہ ہوئے قتل پر بحث کرتے رہے۔ انکا پہلا شک "زیرو" تھا۔

لیکن زیرو اپنے ہی حکام کو کیسے قتل کر سکتا تھا؟ اور اگر یہ "زیرو" نہیں تھا تو پھر کون تھا۔؟ انکے پاس دوسرا سسپیکٹ کون ہو سکتا تھا؟

"ہمیں کرائم سین پر جاکر دیکھنا چاہیئے۔ "

سارنگ نے سو کی ایک بات کی تھی۔ اس نے ضبط سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

"ہم وہاں دن کی روشنی میں نہیں جاسکتے۔ یہ جو انسان اس سارے تماشے کا ہیڈ ہے ناں۔۔ وہ بدقسمتی سے رشتے میں میرا سوتیلا ماموں لگتا ہے۔۔ "

"ایک تو خدا کی قسم کیسے کرمنل خاندان سے رشتہ ہے تیرا۔۔ "

وہ جھنجھلایا تھا۔ اس نے بیزار سا ہاتھ جھلا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اسکا ذہن انتشار کا شکار لگ رہا تھا اور لمحہ بہ لمحہ اسے کچھ اچھا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

"ایک کام کرو۔۔ "

کچھ سوچ کر وہ یکدم سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"الیکشن کی وجہ سے مظہر راحت اپنی کمپئین جاری رکھنے کے لیے ہوٹل میں مقیم تھا۔ لیکن اسکی لاش اسکے گھر کے کمرے میں ملی۔۔ یعنی وہ ایک پورے لائحہ عمل کے تحت جرأت کے ساتھ جتا کر قتل کیا گیا ہے۔۔ قاتل ہمیں باور

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کروانا چاہتا ہے کہ وہ ہم سے کئ قدم آگے ہے۔۔ تم مجھے ہوٹل کی۔۔ اور اسکے گھر کے راستوں کی سی ٹی وی فوٹیج نکال کر دو۔۔۔"

کچھ کچھ سرا اب اسکے ہاتھ آنے لگا تھا۔

"اور تمہیں لگتا ہے کہ اس شارپ سے قاتل نے اتنا اہم ثبوت چھوڑ دیا ہو گا۔۔ کیا واقعی۔۔؟ "

وہ اسکی بات پر حیران ہوا تھا۔ حرم نے گہرا سانس لیا اور پھر صوفے پر پیچھے ہو بیٹھا۔۔

"سارنگ بدر۔۔ مجھے بھی اندازہ ہے کہ وہ تمام فوٹیجز ڈیلیٹ کر دی گئ ہونگی۔ آپ نے ان فوٹیجز کا پاور بینک ریکور کرنا ہے چندا۔۔ "

اسکے انداز پر سارنگ نے مشکوک آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا تھا۔ پھر یکدم پیچھے ہو بیٹھا۔۔

"یہ کیسا بکواس لفظ ہے چندا۔۔! اور سارے کام میں کیوں کروں۔۔ یہ کلینک کون دیکھے گا پھر۔۔؟ تمہاری وجہ سے جلد ہی میں اپنے محنت سے کھڑے کئے گئے کلینک سے ہاتھ دھو بیٹھونگا حرم۔۔"

"ایک تو یہ اور اسکا کلینک۔۔۔ "!

حرم جل کر بڑبڑایا تو سارنگ نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔۔

"کیا کہا تم نے۔۔؟ "

"میں نے کہا تم اور تمہارا یہ بکواس کلینک۔۔! اب جلدی سے کام پر لگ جاؤ اور مجھے شاور لینے دو۔۔ اپنے کپڑے دے دینا۔۔ میرے گھر پر ہیں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اسکی بات کا اثر لیے بغیر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اور اب وہ مزے سے اوپر جاتے زینوں کی جانب بڑھ گیا تھا۔ سارنگ کا اپارٹمنٹ اسکے کلینک کے اوپر ہی تھا۔

"لے لو لے لو۔۔ سب لے لو تم۔۔ مجھے تو دفعان کر دو بالکل۔۔ "

وہ اسکے پیچھے زور سے بولا تو زینے چڑھتے حرم نے سر جھٹکا۔۔ سارنگ بیچارے کی دہائی پر بھلا اس نے پہلے کبھی کان دھرے تھے جو اب دھرتا۔۔

****

وہ لائبریری میں کافی دیر سے مصروف تھی۔ کچھ دیر ستانے کے لیے اس نے اپنے قدموں کا رُخ باہر کی جانب پھیرا تھا۔ پھر یونیورسٹی کے عقبی برآمدے میں چلی آئی۔ آج الہام نہیں آئی تھی تو اسکے اردگرد کچھ زیادہ ہی خاموشی پھیلی محسوس ہونے لگی تھی۔

سردیوں کی آمد آمد تھی۔۔ یوں سبزہ زار پر گرتی نرم گرم سی دھوپ دیکھ کر اسکے وجود کو کچھ سکون میسر آیا تھا۔۔ چھٹی کا وقت ہونے کے باعث یونی میں رش خاصہ کم ہو چلا تھا۔۔ اور پھر عقبی جانب تو طلباء نہ ہونے کے برابر تھے۔۔

وہ قدم قدم چلتی آگے بڑھ آئی۔ پھر برآمدے میں بنے کھلے زینوں پر بیٹھ گئی۔ سفید چوڑی دار پجامے اور لمبی قمیص میں اسکا سراپا دھوپ کے عکس میں دمک رہا تھا۔ سیاہ بال جھک کر چکنے ٹائلز کو چھونے لگے تھے۔

یکایک کوئی اسکے ساتھ بے حد خاموشی سے آبیٹھا۔ اس نے چونک کر چہرہ پھیرا تو ہلکا سا حیران ہوئی۔ وہ شانزے ابراہیم تھی۔۔ اسے اسکا چہرہ دیکھ کر یاد آگیا تھا کہ فصیح ذوالفقار کے اعمال سامنے آجانے پر وائس چانسلر نے خود

نوٹس لیا تھا۔۔اور اب اسکے حوالے سے کارروائی بھی جاری تھی۔جو نہی کچھ ثابت ہوتا فصیح کو اسی وقت اس درسگاہ سے بے دخل کر دیا جاتا۔اور جب تک قانونی کارروائی جاری تھی۔۔ فصیح کو یہاں پڑھانے کی اجازت نہیں تھی۔۔شانزے اور اس جیسی ہر طالبہ نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔

اس نے اگلے ہی لمحے چہرہ سامنے کی جانب پھیر لیا تھا۔شانزے بھی سامنے پھیلے سبزہ زار کو تک رہی تھی۔

"ہم لڑکیاں اتنی کمزور کیوں ہوتی ہیں میڈم۔۔؟ "

اسکی بے حد کمزور سی گیلی آواز نازنین کی سماعت میں اتری تھی۔اس نے آہستہ سے ہاتھ آگے بڑھا کر اسکی پیٹھ سہلائی تھی۔۔اسے پتہ تھا کہ شانزے اب رونے والی ہے۔وہ اسکی جگہ رہ چکی تھی۔۔وہ اس اذیت کو جانتی تھی۔۔

"ظلم میرے ساتھ ہوا تھا اور مجھ میں ہی اتنی ہمت نہیں تھی کہ میں ظالم کو منہ توڑ جواب دے سکوں۔میری بزدلی کی حد تو یہ تھی کہ جو میرے لیے ڈٹ کر کھڑا ہوا تھا میں اسے بھی منجدھار میں چھوڑ کر بھاگ گئی۔میں خوفزدہ تھی۔۔میں بہت بہت خوفزدہ تھی۔۔"

آنسو ٹپ ٹپ گر کر قمیص کے دامن میں جذب ہونے لگے۔نازنین کا ہاتھ اب تک اسکی پیٹھ سہلا رہا تھا۔سبزہ زار پر پگھل کر گرتی دھوپ میں اداسی تحلیل ہونے لگی تھی۔

"یہ خوف اتنا اذیت ناک کیوں ہوتا ہے میڈم۔۔؟یہ دنیا اتنی ان فیئر کیوں ہے۔۔؟ظلم میرے ساتھ ہوا تو مجھے چھپنا کیوں پڑا۔۔؟جس نے ظلم کیا چھپنا تو اسے چاہیے تھا ناں۔۔پھر۔۔میں کیوں۔۔"

الفاظ ٹوٹ گئے۔۔ حلق میں آنسوؤں کا پھندا سا لگ گیا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میرا کسی نے یقین نہیں کیا۔۔ میں نے۔۔ گھر والوں کو بتایا تو وہ۔۔ مجھے الزام دینے لگے۔۔ میری دوستوں نے مجھ سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔۔ لوگوں کو لگنے لگا کہ شاید میں ذہنی مریض بنتی جارہی ہوں۔۔ میں اسی لیے آپکا ساتھ نہیں دے سکی۔۔ میں بہت شرمندہ ہوں آپ سے۔۔ میں آپکے ساتھ کھڑی نہیں رہ سکی۔۔ میں معافی مانگنے آئی ہوں آپ سے میڈم۔۔ اور آپکو سلام کرنے آئی ہوں۔۔ آپکی جرأت پر۔۔ آپ بہت مضبوط ہیں۔۔ آپ نے ان سب کا مقابلہ اکیلے کیا۔۔ میں خدا سے اب ہر پہر دعا کیا کرتی ہوں کہ وہ مجھے آپ جیسی جرأت عطا کرے۔۔"

آنسو خشک ہونے لگے۔ نازنین خاموشی سے اسے سنے گئی تھی۔ پھر ہولے سے مسکرا کر اسکی جانب دیکھا۔ وہ دونوں ایک ہی طرح زخمی کی گئی تھیں۔۔ وہ ایک ہی جگہ سے ڈسی گئی تھیں۔۔ انکا غم برابر تھا۔ بس انکے درمیان گزرے ماہ و سال کا فرق ہلکورے لینے لگا تھا۔ ایک کئی گناہ مضبوط اور ثابت قدم تھی۔۔ تو دوسری کئی گنا پیچھے اور کمزور تھی۔۔

"جانتی ہو جب میں تمہارے جتنی تھی۔ تب میں بھی ایسی ہی ایک درسگاہ کی طالبہ تھی۔ مجھے بھی ایک پروفیسر نے زود و کوب کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن میں اس سے خوفزدہ نہیں ہوئی۔۔ میں نے اپنی جانب آتے اس ہاتھ کو جھٹک دیا شانزے۔۔ خود کو بچانے کے لیے تمہیں جتنے ہاتھ جھٹکنے پڑیں تم جھٹکو۔۔ تمہیں اپنی زبان جتنی استعمال کرنی پڑے۔۔۔ تم کرو۔۔ تمہیں جتنا زور سے چلانا پڑے تم چلاؤ۔۔ تم اپنے لیے جو کر سکتی ہو کرو۔۔ لوگ ہر وقت تمہارا بچاؤ نہیں کریں گے۔۔ اس زبان کو استعمال کرنا سیکھو۔۔ ان ہاتھوں کو فولاد بنالو۔۔ ان نگاہوں سے نرمی کھینچ لو۔۔ اپنے لیے جس بھی راہ کو اپنا سکتی ہو اپنالو۔۔ کیونکہ انسان۔۔ اپنا سب سے بڑا مسیحا خود ہوا کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے آپ کو جہنم سے خود بچانا ہوتا ہے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شانزے نے مسکرا کر اپنے آنسو صاف کر لیے تھے۔ پھر اٹھ کھڑا ہوئی۔۔ ہاتھ آگے بڑھایا۔۔ نازنین نے کھل کر مسکراتے ہوئے اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔

"آپ میری آئیڈیل ہیں آج سے میڈم۔۔ "

اور وہ بے ساختہ ہی ہنس دی تھی۔ دھوپ کے عکس میں ہنسی کی پایل سی بج اٹھی تھی۔ اس نے ہولے سے شانزے کا ہاتھ دبایا اور پھر چھوڑ دیا۔ وہ اسے ہاتھ ہلا کر اپنی راہ کی جانب بڑھ گئی تھی۔ اسکے زخمی دل پر شانزے کی مسکراہٹ نے مرہم رکھ دیا تھا۔ زندگی اتنی بھی تاریک نہیں تھی۔۔ اسکے اچھے اعمال ہمیشہ اسکی رہنمائی کرنے والے تھے۔

وہ ابھی رخسار کو ایک ہاتھ پر ٹکائے اس راستے کو تک ہی رہی تھی کہ کسی کے کھنکھارنے کی آواز پر چونکی۔۔ چہرہ پھیر کر دیکھا تو لمحے بھر کے لیے حیران ہوئی۔۔

زاویار گردن جھکا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسکی آنکھوں میں چمکتی نرمی نازنین کو بے حد بھلی معلوم ہوئی تھی۔۔

"جرأت مند میڈم۔۔ آپ یہاں تنہا کیوں بیٹھی ہیں۔۔؟ "

اسکے طرزِ تخاطب پر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرادی تھی۔ پھر آنکھوں پر ہاتھ کا چھجا بنا کر اسے دیکھا۔۔ دھوپ کے باعث اسکی آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔۔ زاویار کو نہ چاہتے ہوئے بھی نگاہ پھیرنی پڑی۔۔

(کیا مصیبت ہے یار)۔۔ وہ زیرِ لب بڑبڑایا تھا۔۔

"میری تنہائی سے کوئی مسئلہ ہے تمہیں۔۔؟ "

"نہیں۔۔ لیکن اگر میں اس تنہائی میں مخل ہو جاؤں تو آپکو کوئی ایشو تو نہیں ہو گا ناں۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نازنین نے اسکے سوال پر آنکھوں سے ہاتھ ہٹالیا۔ چہرہ پھیر کر سامنے پھیلے سبزہ زار کو تکنے لگی۔۔ وہ بھی آہستہ سے۔۔ اس سے ایک فاصلہ رکھ کر بیٹھ گیا تھا۔۔

"وہ خوش لگ رہی تھی۔۔ "

اس نے کہا تو وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"کون۔۔؟ شانزے۔۔؟ "

"جی۔۔ وہی جس کے لیے آپ نے پوری یونی کو سر پر اٹھالیا تھا۔۔ "

اس نے کہا تو نازنین مسکرائی۔ وہ آج اسکی آنکھوں کو اتنا برا نہیں لگ رہا تھا جتنا اس پہلے دن لگا تھا۔

"ویسے کیا آپ ایسی ہی ہیں۔۔؟ "

"کیسی۔۔؟ "

اس نے پوچھا تو وہ لبوں کو دبا کر چند پل ذہن میں الفاظ ترتیب دینے لگا۔ پھر اسکی جانب دیکھا۔۔

"ایسی۔۔ کسی کے بھی ساتھ ہوتے ظلم پر لوگوں کو تین چانٹے مارنے والیں۔۔؟ "

اور اب کہ وہ جھینپ کر ہنس پڑی تھی۔ دھوپ کی تمازت سے اسکے رخسار گلابی ہو رہے تھے اور ہنسنے کے باعث خوبصورتی سے سجے دانت پورے طریقے سے جگمگائے تھے۔ زاویار سانس تک نہیں لے سکا۔۔ اسے اپنی بات بھول گئی تھی۔۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو۔۔؟ کیا تمہیں بھی کسی نے ظلم کا نشانہ بنایا ہے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جی۔۔بنایا تو ہے۔۔ "

اسے محو ہو کر دیکھتے اسکے لبوں سے بے اختیار یہ فقرہ پھسلا تو نازنین اسکی جانب گھومی۔سیاہ آنکھوں میں ناسمجھی سمٹ آئی۔گھنگھور پلکوں کی ہر جنبش پر اسکا دل بیٹھا جا رہا تھا۔۔

"کس نے۔۔؟ "

اس نے چہرہ سبزہ زار کی جانب پھیر لیا۔وہ ان آنکھوں کا سامنہ مزید کیسے کر سکتا تھا۔۔؟وہ اتنی خوبصورت آنکھیں تھیں کہ انہیں دیکھتے رہنے کو دل چاہتا تھا۔۔

"کیا کریں گی جان کر۔۔؟کیا بدلہ لیں گی میرے لیے۔۔؟ "

"اگر لے سکی تو ضرور لونگی۔اسٹوڈنٹ ہو تم میرے۔اتنا تو کر ہی سکتی ہوں تمہارے لیے۔لیکن ایک بات ہے۔۔تم جیسے لڑکے کو ظلم کا نشانہ بنانا آسان تو نہیں۔۔مجھے ابھی تک فصیح کی راہداری والی عزت افزائی بھولی نہیں ہے۔۔"

اسکے کہنے پر زاویار نے خجل سا سر کھجایا تھا۔لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بھی بکھر گئ تھی۔

"ایک ڈیل کر لیتے ہیں پھر۔۔ "

اسکے کہنے پر وہ اسے ناسمجھی سے دیکھنے لگی تھی۔

"جو آپکے ساتھ ظلم کرنے کی کوشش کرے گا اسے میں دیکھ لونگا اور جو میرے ساتھ زیادتی کے ساتھ پیش آنے کی کوشش کرے گا اسکی طبیعت آپ درست کر دیجیۓ گا۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی کتھئ آنکھوں میں بچوں کی سی چمک دیکھ کر وہ مسکراتی ہوئی کلائی پر بندھی گھڑی میں ٹائم دیکھتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اسکی کلاس کا وقت ہو چکا تھا۔ زاویار بھی اسکے ساتھ ہی اٹھا۔۔

"کیا ڈیل پسند نہیں آئی۔۔؟ "

پھر اس سے ایک قدم کا فاصلہ رکھ کر چلنے لگا۔۔ راہداری کے کھلے زینوں پر اب تک دھوپ ترچھی ہو کر گر رہی تھی۔

" چلیں اگر آپ میرے اینڈ پر خیال نہ بھی رکھنا چاہیں تب بھی میں آپکے اینڈ پر خیال رکھ سکتا ہوں۔۔ "

ایک قدم کا فاصلہ عبور ہو گیا تھا۔ وہ اب اسکے ساتھ قدم ملا کر چلنے لگا تھا۔ لیکن اس ساتھ چلنے میں بھی احتیاط واضح تھی۔ نازنین نے کلاس کے باہر رک کر چہرہ اسکی جانب پھیرا تھا۔

" تم اچھے لڑکے ہو زاویار۔ اپنی پڑھائی پر توجہ دو اور اچھی خوشحال زندگی بسر کرو۔ جھگڑے اور فساد کرنے سے انسان کی زندگی برباد ہوتی ہے۔۔ ہوں۔۔ "

اور وہ تو اس نرمی کے سامنے کچھ بولنا ہی بھول گیا تھا۔ کسی نے بھی تو کبھی اسے ایسی زندگی کی جانب نہیں بلایا تھا۔ اس جھلستی زندگی میں گویا کوئی ٹھنڈا سا بادل اسکے سر پر سایہ فگن ہو گیا تھا۔ اس نے ہولے سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ نازنین نے نرم نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر کمرہ جماعت کی جانب مڑ گئی۔۔ راہداری میں وہ اب تک جم کر کھڑا تھا۔

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ---

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب ---- "

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ---- "

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں --

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name @zoyatalib77) Facebook page :- Novels ki duniya

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شکریہ-----

۔

اسٹڈی میں ہر جانب گہری سی خاموشی کاراج تھا۔احمد رمیز کے سامنے ہاتھ باندھے۔۔ سر جھکائے مؤدب سا کھڑا تھا۔ اور دوسری جانب۔۔ رمیز کے میز پر رکھے لیپ ٹاپ پر مظہر راحت کے قتل کی خبر زور و شور سے نشر کی جارہی تھی۔ پورے ملک میں بے چینی سی پھیل گئ تھی۔۔ ہر جانب سے خوف سمٹ آیا تھا۔۔ اتنا بارسوخ اور قوی سیاستدان اگر اس ملک میں محفوظ نہیں تھا تو عام عوام کیسے تحفظ کی فضا کو محسوس کر سکتے تھے۔۔؟ اسے اس قدر بے دردی اور تکلیف دہ موت دی گئ تھی کہ ہر دیکھنے والی آنکھ اور سننے والے کانوں نے پناہ طلب کی تھی۔۔اسے زندہ جلایا گیا تھا۔۔ایک جھلسانے والی موت دی گئ تھی اسے۔۔

رمیز نے اگلے ہی لمحے لیپ ٹاپ کی اسکرین کو ہاتھ مار کر نیچے گرادیا۔۔ پھر اپنی ٹائی کی گرہ ڈھیلی کی۔۔اسے یکدم فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی۔۔

یہ کام کس کا ہو سکتا تھا۔۔؟ کون تھا جو اتنی بے خوفی سے انکی ناک تلے۔۔ انکا اہم کارندہ مار کر جاچکا تھا۔ اس نے اگلے ہی پل احمد کی جانب نگاہ پھیری تھی۔۔

"ابھی پورے آفس میں ایک بے چین سی لہر سر اٹھائے گی احمد۔۔ خاص کر ہمارے ساتھی شیئر ہولڈرز اس مسئلے کو لے کر پروپیگنڈا کرنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ مظہر راحت ایک اہم بندہ تھا۔۔ اس سے بھاری بھر کم فنڈز متوقع تھے۔۔ جو کہ اب اسکی موت کے ساتھ ہی ختم ہو چکے ہیں۔۔ اسی لیے ایک میٹنگ منظم کرو۔۔ مجھے بات کرنی ہے سب سے۔۔ اور دوسری بات۔۔ جلد از جلد اس قاتل کو پکڑو۔۔ اسکے مزید تباہی پھیلانے سے قبل۔۔"

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

انکی پیشانی پر چمکتا پسینہ کسی بھی طرح نارمل نہیں لگ رہا تھا۔ احمد نے سر ہلایا تھا۔

"کیا آپکو ایک عجیب سی بات کا اندازہ ہے سر۔۔؟ "

رمیز یکدم چونکا تھا۔ پھر اسکی جانب محتاط نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ احمد نے چند فائلز اسکے عین سامنے رکھ دی تھیں۔۔

"مظہر راحت زر آباد کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔ اور عرصہ پہلے اس نے اپنی بیوی کو بھی اسی طرح جلا کر مارا تھا۔۔ "

اور اب کہ رمیز واقعی متعجب ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر جلدی جلدی فائل کے پرچے الٹے تھے۔ اس میں مظہر اور اسکی بیوی۔۔ دونوں کے قتل کی تفصیلات تھیں۔ ان دونوں کیسس میں گہری مماثلت دیکھ کر وہ لمحے بھر کے لیے دنگ رہ گیا تھا۔

"یہ۔۔ یہ کیا ہے احمد۔۔؟ "

"حیران کن بات یہ ہے کہ جتنے زخم اسکی بیوی کو اس نے جلانے سے قبل دیے تھے ٹھیک اتنے ہی اور اسی نوعیت کے زخم اسے بھی جلانے سے پہلے دیے گ ئے ہیں۔۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ بدلے کا قتل ہو۔۔ جیسے اسے بہت غصے کے زیرِ اثر مارا گیا ہو۔۔"

وہ پیشانی رگڑتا کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ زر آباد ایک ایسی بستی ثابت ہوئ تھی جس نے اسکی راتوں کی نیندیں اڑا دی تھیں۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر ساتھ رکھا شیشے کا گلاس اٹھایا اور پھر غٹا غٹ سارا پانی پی گیا۔۔ اسے یکدم ہی بے حد پیاس محسوس ہوئ تھی۔۔

"اچھا سنو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ سنبھل کر اگلے ہی پل آگے ہو بیٹھا تھا۔ پھر چہرہ اٹھا کر احمد کی جانب دیکھا۔۔

"یہ زر آباد میں بچے کسی سروائیور کا کام لگتا ہے احمد۔ زاویار۔۔ زاویار کی پڑتال کرو۔ مجھے اس پر شک ہے۔۔ "

لیکن احمد کی کنپٹی اگلے ہی پل پھڑک اٹھی تھی۔ اسکے چہرے پر اک سایہ سا لہرایا تھا۔ اس نے غیر محسوس طریقے سے بھنچی مٹھی کمر کے پیچھے کر لی تھی۔۔

"میں تینوں کو آپکی تفتیش سے قبل ہی چیک کر چکا ہوں۔ وہ تینوں قتل گاہ کے آس پاس بھی نہیں تھے۔ انکے پاس ایلی بائیز ہیں اور وہ کرائم سین سے خاصے دور تھے جب قتل سرزد ہوا۔۔"

اور اسکی ایسی وضاحت پر رمیز کے اوپر گھڑوں پانی پڑ گیا تھا۔ وہ گہرا سانس لیتا پیچھے ہو بیٹھا۔ اسکی نگاہیں اب کہ دور خلاء میں گھور رہی تھیں۔ اسے ایک بہت ہی غیر متوقع جھٹکا دیا گیا تھا۔۔ سب کچھ درست سمت میں سفر کر رہا تھا۔۔ پھر ایک دم سے سب کچھ تلپٹ کیوں ہونے لگا۔۔؟ اس سے غلطی کہاں ہوئی تھی۔

"زر آباد کی کارروائی میں جتنے بھی ساتھی ملوث تھے احمد، ان سب کی نگرانی کرو۔ انہیں محتاط رہنے کا اشارہ کر دو اور ہاں۔۔ آفس کے باہر سیکیورٹی سخت کر دو۔ ہم بالکل بھی رسک لینے کی پوزیشن میں نہیں۔۔"

احمد اسکے احکامات پر سر ہلاتا پلٹ گیا تھا۔ پھر دروازے کے باہر رک کر اس نے ایک سپاٹ نگاہ بند دروازے پر ڈالی تھی۔۔ اسکے جبڑے پوری قوت سے پیچھے کی جانب بھنچے ہوئے لگتے تھے۔ لب سختی سے بند ہونے پر سفید پڑ رہے تھے اور آنکھیں ہر جذبے سے عاری سی محسوس ہو رہی تھیں۔

اس نے اگلے قدم تیزی سے زینوں کی جانب پھیرے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اندر سرد پڑی اسٹڈی میں رمیز بالکل خاموشی سے براجمان تھا۔ اس نے اگلے ہی پل ہاتھ میں تھامافون کان سے لگایا۔ پھر بند دروازے کی جانب محتاط نگاہ ڈال کر پیچھے ہو بیٹھا۔

"احمد پر نگاہ رکھو شاہی۔۔ یوں گویا تم کوئی سایہ ہو۔۔ وہ خاصہ منجھا ہوا آدمی ہے۔ ہوا کی خوشبو سے فضا میں ثبت آثار پہچاننے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ۔ توجہ سے کام کرنا۔۔ کوئی کوتاہی سرزد نہ ہو تم سے۔۔"

فون کان سے ہٹا کر سامنے ٹیبل پر ڈالتے ہوئے وہ اپنی بادشاہی کرسی پر آرام دہ سا ہو بیٹھا تھا۔ اسے احمد سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ اسے ساری دنیا سے مسئلہ ہو سکتا تھا مگر احمد سے کبھی نہیں۔۔ لیکن کچھ دنوں سے۔۔ احمد۔۔ اسے احمد نہیں لگ رہا تھا۔۔ اسکی آنکھوں میں رمیز نے کچھ چبھتا ہوا محسوس کیا تھا۔ اور وہ اس چبھن کو نظر انداز نہیں کر سکا تھا۔ انسان کے لب ساکت رہیں تب بھی اسکی آنکھیں بولتی رہتی ہیں۔۔ جو آنکھوں پر بھی کڑے پہرے بٹھانا جانتے ہوں۔۔ اسے صرف وہی لوگ خوفزدہ کیا کرتے تھے۔

اب اسے کیا خبر تھی کہ وہ کڑے پہرے بٹھانے والا۔۔ اسکے بالکل قریب ہی سانس لے رہا تھا۔ اور پھر ابلیس کی خاصیت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ زمین پر دھتکار دیے جانے کے باوجود بھی جنت میں موجود لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالنے کی صلاحیت سے نوازا گیا ہوتا ہے۔۔

کوئی اسکے سینے میں بھی دھیرے دھیرے وسوسے پیدا کر رہا تھا۔ اور جانتے ہیں کیا۔۔ وسوسوں کا کوئی انت نہیں ہوا کرتا۔

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔ "

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ/ پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

وہ گھر چلا آیا تھا۔۔ابھی اسکے قدم داخلی راہداری پر ہی تھے کہ اسے اندر سے خوش گپیوں اور قہقہوں کی آواز سنائی دی۔وہ ٹھٹک کر اپنی جگہ ہی ٹھہر گیا۔۔محتاط نگاہوں سے پورچ کی جانب دیکھا۔۔نیوماڈل کی چمچاتی سیاہ گاڑی کھڑی تھی۔۔شائستہ کی کار۔۔وہ اس کار کو پہچانتا تھا۔بلکہ اسے آس پاس کی ہر گاڑی کے نمبر پلیٹ با آسانی حفظ بھی تھی۔۔کچھ چیزیں اس کے بس سے باہر تھیں۔

اس نے جیکٹ درست کی۔۔ماتھے پر بکھرے بالوں کو مزید بکھیرا۔چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ۔۔پرفیکٹ۔۔

اس نے گھر کے اندر قدم رکھا تو بیک وقت ہی لاؤنج میں براجمان سب خواتین کا رُخ اسکی جانب گھوم گیا۔وہ ازلی سانرم انداز لیے پاس چلا آیا۔لاؤنج میں لگے قیمتی صوفوں پر سب موجود تھے۔بڑے اور گداز سے صوفے پر شائستہ اور روحیلہ بیٹھی تھیں۔۔انکے مقابل صوفے پر ابیہا اور ثانیہ براجمان تھیں۔۔اور سنگل صوفے پر نینا بیٹھی جوش سے انہیں کوئی کہانی سنارہی تھی۔وہ صوفے کی پشت تک آکر ٹھہر گیا تھا۔

"کیسی ہیں آپ مامی۔۔؟آپی اور نینا تم دونوں کیسی ہو۔۔؟"

اس نے وہیں سے کھڑے کھڑے استفسار کیا تھا۔اسکے انداز سے ہی واضح ہوتا تھا کہ اسکا انکے ساتھ بیٹھنے کا کوئی خاص موڈ نہیں تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ہم سب تو مزے میں ہیں۔۔ تم کہاں رہتے ہو۔۔؟گھر بھی ملنے نہیں آتے اور آفس سے بھی بغیر کچھ کھائے پئے چلے گئے تھے۔ یہ کیا غیروں والا رویہ ہے بھلا۔۔۔؟"

شائستہ اس پر برابر حق جتا کر خفا ہوئی تھیں۔اس کے لب مسکراتے رہے۔۔ لیکن اندر کہیں بہت بیزاریت نے سر اٹھایا تھا۔اسے خود پر ایہا کی نگاہ بھی بخوبی محسوس ہو رہی تھی۔وہ چہرہ پھیرے اسے شوقیہ آنکھوں سے دیکھنے میں مصروف تھی۔

اور ایک سیاہ آنکھیں تھیں کہ جو ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ تک کسی پر ڈالنا گوارہ نہیں کیا کرتی تھیں۔۔

اسے لمحے کے بہت معمولی سے حصے میں نازنین کی سیاہ آنکھیں یاد آئی تھیں۔۔

"اس دن جلدی میں تھا می بس اسی لیے انکل کے ساتھ بیٹھ کر مزید بات نہیں کر سکا۔میں جلد ہی آپکے گھر کا چکر لگاؤنگا۔۔ "

"اسی بات پر جانے دیا جاسکتا ہے تمہیں۔وعدہ کرو کہ تم ضرور آؤگے ہمارے گھر۔۔ "

اور اب کہ بے باکی سے وعدہ لینے والی ایہا تھی۔روحیلہ، ثانیہ، نینا اور شائستہ۔۔سب کی نگاہیں اسکی جانب اٹھی تھیں۔وہ کھنکھارا اور پھر گلابی چہرہ لیے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

"آؤ ناں بیٹے۔۔بیٹھو ناں مہمانوں کے ساتھ۔۔ "

"نہیں مام۔۔میں ضرور بیٹھتا لیکن مجھے کچھ کام ہے۔ "

روحیلہ نے اسے پیشکش کی تو وہ مسکرا کر معذرت کرتا پلٹ آیا۔ابھی اسکے قدم پوری طرح سے گھومے بھی نہیں تھے کہ اسکی سماعت میں کچھ بہت بے یقین سا اترا۔

"اس دن نازنین آپی بہت خوبصورت لگ رہی تھیں ثانیہ۔ انہوں نے لائٹ بے بی پنک کلر کا ڈریس پہن رکھا تھا اینڈ آئی مسٹ ایڈمٹ۔۔ کہ وہ بہت حسین لگ رہی تھیں۔ بغیر کسی میک اپ کے انکی اسکن اتنی ملائم اور نرم محسوس ہو رہی تھی۔۔ میں تو بہت حیران ہوئی۔"

"آگے بھی تو بتاؤ ناں کہ کیا ہوا تھا۔۔ تم بس سنو ثانیہ۔۔ ایسی ٹریجڈی تم نے کسی کہانی میں نہیں سنی ہو گی۔۔ "

ایہابات بے بات ہنسنے والی لڑکی نہیں تھی لیکن آج اسکا موڈ بہت خوشگوار محسوس ہو رہا تھا۔ ابھی بھی ہنس کر ٹھوڑی تلے ہتھیلی جمائے محظوظ ہو کر نینا کو کہانی میں آگے بڑھنے کے لیے کہا تھا اس نے۔۔ کچھ تھا ایسا کہ حرم اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا۔۔

"پھر کیا ہونا تھا۔۔ وہ تو اس شجاع کے رشتے پر بہت حیران ہوئی تھیں۔ ماما کو میں نے جاتے ہوئے کہا بھی تھا کہ اس اڑے بالوں والے بوڑھے انکل کو تو کوئی ماسی بھی نہ دے لیکن ماما نے کہا کہ ہم وہاں حقیقی رشتہ لے کر نہیں جا رہے ہیں۔۔ ہم تو وہاں انجوائے کرنے جا رہے ہیں۔۔"

اسکا جسم برف بن گیا تھا۔۔ قدم اٹھنے سے انکاری ہو گئے تھے۔ آنکھیں ایک ہی نکتے پر ساکت ہو گئی تھیں۔ وہ اگلے ہی پل تیزی سے پلٹا تھا۔ پھر نینا کی جانب حیران نظروں سے دیکھا۔۔

"کس کی کہانی سنا رہی ہو نینا۔۔؟ "

اسکے پوچھنے پر جہاں شائستہ چونکی تھیں وہی روحیلہ نے بھی پہلو بدلا تھا۔ لیکن اس سے پہلے نینا جوب دیتی ایہا بول پڑی۔۔ اسکے لبوں پر رقصاں مسکراہٹ اور آنکھوں میں غیر انسانی سی خوشی دیکھ کر حرم اربی کو اپنا سانس تک رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔

"نازنین کی کہانی ہے یہ۔۔انتہائی ٹریجک اور بھیانک۔۔سننا پسند کروگے تم۔۔؟ "

اس نے اپنی بھوری آنکھیں ایہا کی جانب پھیری تھیں۔پھر بمشکل مسکرایا۔۔لیکن یہ مسکراہٹ پہلے جیسی نہیں رہی تھی۔اسکا رنگ نچڑ گیا تھا اور آنکھوں میں ابھرتی سرخی بخوبی محسوس ہونے لگی تھی۔۔لیکن اسے خود پر قابو رکھنا ہی تھا۔۔وہ اگر خود پر قابو نہیں رکھتا تو شاید اس کہانی کی تہہ تک کبھی نہیں پہنچ پاتا۔۔

"بالکل سننا پسند کرونگا۔۔کیا ہوا ہے۔۔؟ویسے بھی میں پچھلے کئی دنوں سے بور ہو رہا ہوں۔تم بتاؤ۔۔پھر آگے کیا ہوا نینا۔۔؟ "

وہ صوفے کی پشت پر ہاتھ رکھے دلچپسی سے سننے کے لیے جھکا ہوا تھا۔لیکن یہ تو اسکا دل جانتا تھا کہ اس نے سب کچھ الٹنے سے خود کو کیسے روکا ہوا تھا۔۔

"بہت برا ہوا پھر حرم بھائی۔ "

وہ کہہ کر ہنسی تو ایہا بھی ہنس پڑی۔۔ثانیہ انکی ہنسی کو نا سمجھی سے تک رہی تھی اور حرم کے دانت جم گئے تھے۔۔

"ماما نے کہا کہ عورت کی ایک خاص عمر نکل جائے تو اسے کوئی مرد نہیں پوچھتا۔ اور انہیں تو بالکل بھی نہیں جن پر پہلے سے منہ مارا گیا ہو۔۔ "

اس نے ہاتھ جھلا کر بالکل شائستہ کی طرح کہا تھا۔اسکے ہاتھوں نے صوفے کی پشت کو بھینچ ڈالا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ بھی کہ مرد کی عمر کون دیکھتا ہے۔ اسکی تو محض گرم جیب اور بینک بیلنس ہی دیکھا جاتا ہے۔ اور ویسے بھی آپکی بیٹی کونسی چھوٹی بچی ہے۔۔ یہ بھی اب اٹھائیس کی ہونے والی ہے۔ جلد ہی بوڑھی بھی ہونے لگے گی۔۔ پھر کوئی اسے پوچھے گا بھی نہیں۔۔"

ایسا ایک بار پھر اس جملے پر ہنس پڑی تھی۔ ثانیہ نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس سارے قصے میں ہنسنے والی بات کیا تھی۔ حرم پیچھے ہو گیا۔۔ اسکے نقوش میں ایسی سختی گھل گئ تھی کہ کوئی اسے دیکھتا تو ڈر جاتا۔ وہ اگلے ہی پل پلٹا اور تیزی سے زینے پھلانگتا غائب ہو گیا۔ وہ اتنی پھرتی سے زینے عبور کر گیا تھا کہ ان میں سے کسی کو بھی اسکی غیر موجودگی کا احساس نہ ہو سکا۔

وہ اوپر اپنے کمرے میں دروازے سے لگا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ رگوں میں جلن کے ایک گہرے احساس نے جگہ لے لی تھی۔ اسکے ہاتھ غصے سے کانپنے لگے۔۔ آنکھیں پوری طرح سے سرخ ہو گئیں۔۔ وہ آگے بڑھا اور پھر واش روم کا دروازہ دھاڑ سے کھولا۔۔ اب وہ بیسن پر جھکا خود کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مار رہا تھا۔۔ ایک اسی طرح اسکا غصہ سنبھل سکتا تھا۔۔ اس نے سر اٹھا کر سامنے لگے شیشے میں اپنا چہرہ دیکھا۔

"یو جسٹ ویٹ شائستہ۔۔ !"

اس نے جمے دانتوں کے ساتھ کہا تھا۔ پھر تولیے سے منہ خشک کرتا باہر چلا آیا۔ پھر چند پل بیڈ پر سر دونوں ہاتھوں میں گرائے وہ خاموشی سے بیٹھا رہا۔ اسی پہر اسکا فون بج اٹھا تھا۔۔ اس نے بنا دیکھے فون کان سے لگا لیا تھا۔۔

"حرم۔۔ سی سی ٹی وی کیمرے بہت سارے ہیں۔ ان سب کو ریکور کرنا بہت مشکل ہو رہا ہے۔ ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سارنگ کی آواز پر وہ چند پل خاموشی سے سامنے کھڑی دیوار کو تکتا رہا۔ پھر سیدھا ہو بیٹھا۔۔

"بلیک باکس۔۔ بلیک باکس چیک کرو سارنگ۔ ہوٹل کے باہر تو گاڑیوں کا مستقل کھڑا رہنا ممکن نہیں۔ تم مظہر راحت کے گھر کے باہر کھڑی گاڑیوں کے بلیک باکس دیکھو۔۔ ضرور اس میں کچھ نہ کچھ تو قید ہوا ہی ہو گا۔"

اسکی بات پر دوسری جانب سارنگ نے ہنکارا بھرا تھا۔ پھر کچھ یاد آنے پر اسے بتانے لگا۔۔

"ارے ہاں۔۔ ناز نین کے ڈاکٹر کا نام اور پتا میں تمہیں ٹیکسٹ کر رہا ہوں۔ تم جا کر ان سے مل آنا۔۔ ڈاکٹر باسط نام ہے انکا۔ انہی نے ہی ناز نین کو مینٹلی اِل قرار دیا تھا۔ اگر تم نے طریقے سے بات کی تو ہمیں ناز نین کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔ تم مجھے ٹیکسٹ کر دو جلد از جلد۔ میں آج ہی مل آتا ہوں اس سے۔۔ "

اس نے کہہ کر فون کان سے ہٹا لیا تھا۔ پھر اسے بیڈ پر ڈال دیا۔ اگلے ہی پل بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ الماری میں موجود سیف کو کھول کر کھڑا اب وہ روالور اور ہتھیلی جتنا تیز دھار خنجر اپنے لباس میں اڑس رہا تھا۔ پھر جونہی الماری کا پٹ بند کر کے پلٹا تو ٹھٹک کر ٹھہر گیا۔۔ اسکے عین سامنے عدیل کھڑا تھا۔۔ اسکا بڑا بھائی۔۔ جو کہ اسے سخت ناپسند کرتا تھا۔۔ اس نے کافی دنوں بعد عدیل کا سامنہ کیا تھا۔

"بڑی جلدی میں لگ رہے ہو برو۔۔! کبھی اس بڑے بھائی پر بھی نگاہِ غلط ڈال لیا کرو۔ "

اسکے جانب سے کسے گ ئے طنز پر وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھ آیا تھا۔ پھر اسکے مقابل آ کھڑا ہوا۔۔ اسکا قد عدیل سے دو انچ دراز تھا۔۔ وہ بھی وجیہہ نقوش والا خوبصورت مرد تھا۔۔ بس اسکی آنکھیں حرم کی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

آنکھوں سے مختلف تھیں۔ ان میں روحیلہ کا رنگ جھلکتا تھا۔۔ جبکہ حرم کی آنکھیں بالکل سہیل جیسی تھیں۔۔ ہلکے بھورے رنگ کی۔۔ گہری اور پرکشش۔۔

"بھائی نے اپنے چھوٹے بھائی کو خود ہی پرے دھکیل دیا ہے۔ نہیں تو چھوٹا بھائی تو ہمیشہ سے دیوانہ تھا بڑے بھائی کا۔۔ "

اسکی آواز میں طنز کا کوئی شائبہ نہ تھا۔ اسے عدیل سے کبھی کوئی مسئلہ نہیں رہا تھا۔ نہ ہی اسکا عدیل کی جائیداد پر قبضہ کرنے کا ایسا کوئی ارادہ تھا۔ اسے تو اس کاروبار میں ہی دلچسپی نہیں تھی۔۔ پھر بھلا وہ کیونکر اسکے حصے پر نظر رکھ سکتا تھا۔ لیکن یہ بات عدیل کو کبھی سمجھ نہیں آئی تھی۔ وہ اسے ہمیشہ سے اپنے ساتھ مقابلے کے ترازو میں تولتا آیا تھا۔

حرم کو ایسی کسی بھی مقابلہ بازی میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔ اسکے سامنے اس سے بڑے مسائل موجود تھے۔۔

"جانتا ہوں کہ اس دیوانگی کی وجہ نے کہاں سے جنم لیا ہے۔۔ "

عدیل کی آنکھوں میں ابھرتے تنفر کو اس نے بہت آرام سے دیکھا تھا۔ پھر ہلکا سا مسکرا کر اسکے دونوں کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھے۔

"بھائی۔۔ جیسا آپ سمجھ رہے ہیں ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔ کبھی بھی ایسا کچھ نہیں تھا۔ یہ سب آپکا ہے۔۔ یہ کاروبار۔۔ جائیداد۔۔ گھر بار۔۔ سب کچھ۔۔ بابا کو آپ کی سنجیدگی اور لگن درکار ہے۔ میں تو تھرڈ وہیل ہوں۔ میں نے آفس جانے کی ہامی محض اس لیے بھری تھی کیونکہ آپکی دلچسپی ان کاروباری فیصلوں میں صفر تھی۔ اگر آپ بابا کے ساتھ شانہ بہ شانہ کھڑے ہوتے تو میں کبھی آفس کے معاملات میں دلچسپی لینے کے لیے آگے نہیں بڑھتا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لیکن عدیل نے اگلے ہی لمحے اسکے ہاتھ جھٹک دیے تھے۔اسکے چہرے پر سیاہی سی لہرائی تھی۔۔حرم نے گہرا سانس لیا۔۔کچھ رشتے اسکے نصیب میں ہی نہیں تھے۔۔

"تمہیں لگتا ہے میں اتنا بیوقوف ہوں۔۔۔!"

"سوری بھائی۔۔لیکن بیوقوف تو آپ ہیں۔۔"

اسکے صفاچٹ سے جواب کی توقع عدیل کو نہیں تھی۔وہ آنکھیں کھولے لمحے بھر کے لیے اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"کیا بیوقوفی کی ہے میں نے۔۔؟"

"کیا یہ بیوقوفی سب سے بڑی نہیں ہے کہ آپ اپنا اتنا اچھا بزنس چھوڑ کر مجھ سے۔۔میرے جیسے بندے سے جھگڑ رہے ہیں۔کہ میں نے آپکی جگہ لے لی ہے یا مستقبل میں۔۔میں آپکو ایسا کچھ کرتا ہوا نظر آرہا ہوں۔بھائی۔۔اپنی آنکھیں کھولیں اور عقل سے کام لینا سیکھیں۔مجھے میرا حصہ دیا جائے گا اور آپکو آپکا۔۔کوئی کسی کی جگہ نہیں لے سکتا۔۔"

"اور جو بابا ہر لمحہ تمہارے آگے پیچھے پھرتے رہتے ہیں۔۔!وہ۔۔اسکی وضاحت کیسے کروگے تم۔۔؟

میرے سامنے وہ تمہیں ایسے اپنی جانب متوجہ کرتے ہیں جیسے میں تو کوئی وجود ہی نہیں رکھتا۔۔"

اسکی بات سن کر حرم نے ایک بار پھر سے گہرا سانس لیا تھا۔پھر بیزار سا ابرو اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"ان کی اسٹریٹیجی سمجھیں۔وہ آپکو یہ احساس دلانے کے لیے ہی مجھے ایسے مخاطب کرتے ہیں۔انہیں مجھ سے کوئی خاص لگاؤ نہیں۔آپ اب بھی انکے لیے سب سے زیادہ اہم ہیں۔لوگوں کی رویوں کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اتنے سادہ طریقوں پر یقین کرنا بند کردیں آپ۔"

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اسکے ساتھ سے نکلنے کے لیئے آگے بڑھا تھا۔ پھر اسٹڈی ٹیبل پر رکھا پین اچک کر اسٹکی نوٹ پر چند نمبر گھسیٹنے لگا۔ پھر پلٹ کر اسے عدیل کی جانب بڑھایا۔۔

"اگر آپکے یہ لڑکیوں جیسے جیلسی والے مسائل ختم ہو جائیں تو پلیز ان حضرت سے بات کرلینا۔ یہ آپکو آفس کے باقی سب معاملات سمجھا دیں گے۔۔ "

عدیل نے چاروناچار اسکے ہاتھ سے وہ چِٹ لے ہی لی تھی۔ وہ اگلے ہی لمحے مڑا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھر تا راستہ عبور کر گیا۔ ہاتھ میں تھامی موبائل اسکرین کو نگاہوں کے سامنے کیے وہ اس پتے کو حفظ کر رہا تھا جو سارنگ نے اسے چند لمحات پہلے بھیجا تھا۔ لیکن پھر۔۔ اگلے ہی پل اسے رک جانا پڑا۔۔ زینوں کے دہانے پر ابیہا اسی کے منتظر لگ رہی تھی۔ اس نے ایک نگاہ خالی پڑے لاؤنج پر ڈالی اور پھر آہستگی سے اتر آیا۔۔

"کسی بات پر ناراض ہو کیا مجھ سے۔۔؟ "

نروٹھے پن سے کہتی وہ اسے زہر لگ رہی تھی۔ اس نے سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔ ایسی خوفزدہ کر دینے والی سنجیدگی ابیہا کے لیے نئی تھی۔۔ وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔۔

"میں کسی سے ناراض نہیں ہوتا_ فی الحال مصروف ہوں۔۔ بعد میں بات کرتے ہیں۔۔"

"صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ تمہیں نازنین کے بارے میں سن کر برا لگا ہے۔ دیکھ رہی ہوں میں۔۔ دن بہ دن تم ان میں ضرورت سے زائد دلچسپی لینے لگے ہو۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ جو رخ پھیرے آگے بڑھنے لگا تھا اگلے ہی پل ٹھہر سا گیا۔ پلٹ کر ٹھنڈی آنکھوں سے ابیہا کی جانب دیکھا اور پھر اپنا سر اپا انتہائی سکون سے اسکی طرف پھیر لیا۔ ابیہا نے غلط بندے کو غلط جگہ پر چھیڑ دیا تھا۔۔ شوٹرز کو غصہ نہیں دلانا چاہیے۔۔ انکے غصے سے پناہ طلب کرنی چاہیئے۔۔ کیونکہ وہ واقعتاً بہت بے رحم ہوا کرتے ہیں۔

"اب تم مجھے اپنی جانب متوجہ نہیں کر سکیں تو اس میں نازنین کی خوبصورتی کا کیا قصور ہے۔۔؟ "

چانٹا۔۔ بہت زوردار چانٹا مارا تھا اس نے ابیہا کے منہ پر۔۔ شاید ہی کسی نے ابیہا کو الفاظ کے ایسے چانٹے سے کبھی نوازا ہو۔۔ وہ منہ کھولے سرخ چہرے کے ساتھ حرم کی ٹھنڈی آنکھوں کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔ اسے۔۔ اس سے اتنے سرد جوابی ردعمل کی امید نہیں تھی۔۔

"ایک بات بتاؤں آپی۔۔ "

وہ اسکے کان کے پاس ہلکا سا جھکا تھا۔ پھر اپنے لب اسکے کان کے قریب کیے بہت سرد آواز میں بولا۔۔

"وہ تم سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں۔ وہ ایک باوقار اور باعزت خاتون ہیں۔ کوئی بھی لڑکا منہ اٹھا کر ان سے بلاوجہ بات نہیں کر سکتا۔۔ وہ خود کو تمہاری طرح۔۔ لوگوں کے سامنے بچھاتی نہیں ہیں۔ وہ دعوتِ نظارہ دینے سے پرہیز کرتی ہیں۔ وہ چیپ نہیں ہیں آپی۔۔ تم چیپ ہو۔۔ سستی ہو تم۔۔ اور یو نو۔۔ مجھے سستی چیزیں نہیں پسند۔۔ "

وہ پیچھے ہو گیا تھا۔۔ پھر انہی سرد آنکھوں سے ابیہا کا برف بنا وجود دیکھا۔ اسے پتہ تھا کہ اس نے بے حد گہری چوٹ ابیہا کے کھاتے میں رقم کر دی تھی۔ ایسا تھا تو پھر ایسے ہی سہی۔۔ اگلے ہی پل وہ پلٹا اور پھر پھرتی سے بنا چاپ پیدا کیے باہر نکلتا چلا گیا۔ پیچھے ابیہا کا وجود کسی گلیشیئر کی مانند جم کر رہ گیا تھا۔۔ سرد۔۔ یخ۔۔ بے جان۔۔ !

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

****

وہ کلاس سے فارغ ہو کر ہاتھ میں کتابیں تھامے باہر نکلی ہی تھی کہ اسکی ہتھیلی میں قید فون بج اٹھا۔اس نے رک کر انگشتِ شہادت سے لٹ کان کے پیچھے اڑسی اور پھر انجان نمبر سے موصول ہوئی کال کو اگلے ہی پل اٹھالیا۔

دوسری جانب سے ابھرتی آواز اسکے لیے بے حد اجنبی تھی۔۔

"ک۔۔کون۔۔؟"

"احمد۔۔رمیز انصاری کا پرسنل سیکریٹری۔۔"

اسکے لب بے ساختہ ہی خشک ہوئے تھے۔ ہاتھ میں تھامی کتابیں اس نے زور سے بھینچ کر سینے سے لگائی تھیں۔۔وہ کتنی بھی مضبوط ہو جاتی لیکن اس ایک خوف سے کبھی نہیں نکل سکتی تھی۔

"کیوں فون کیا ہے مجھے۔۔؟"

"کل شام۔۔چھ بجے۔۔قصرِ انصاری میں آجایئے گا۔ایک اہم بات کرنی ہے۔۔"

اسکا مطالبہ سن کر وہ جہاں کی تہاں کھڑی رہ گئی تھی۔

"کیوں۔۔؟"

"ایک ضروری بات کرنی ہے آپ سے رمیز سر نے۔انکار کی کوئی گنجائش نہیں آپکے پاس۔اگر آپ نہیں آئیں تو آپکے بھتیجے کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔۔"

"نہیں۔۔نہیں پلیز۔۔میں آؤنگی۔۔میں ضرور آؤنگی۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی آواز لرز گئ تھی۔ وجدان اور امی کے نقصان کے بارے میں سننے تک کی ہمت نہیں تھی اسکے اندر۔ وہ جانتی تھی کہ رمیز کیا کچھ کرنے کی اہلیت رکھتا تھا۔۔ اس نے اگلے ہی پل فون کان سے ہٹایا اور پھر چند پل راہداری کی چھوٹی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑی رہی۔ کل والے واقعے نے اسکے اندر سوئے خوف کو ہوا دے دی تھی۔ وہ اپنے اندر پہلے جیسی مضبوطی محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔ اسکی مضبوطی پارہ پارہ ہو چکی تھی۔ اتنے سالوں سے خود کے اندر جمع کی گئ طاقت اس نے ایک ہی کاری وار سے ہار دی تھی۔۔ اس نے کتابیں چھوٹی دیوار پر رکھیں اور پھر پنجوں کے بل وہیں بیٹھ گئ۔۔

سنہری تتلی پھڑ پھڑائی۔۔ آنکھوں کے آگے وہی سیاہ رات تحلیل ہونے لگی۔ اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور پھر بمشکل خود کو گھسیٹتی ہوئی گاڑی تک لائی۔ اسکے اندر موجود تھکن کچھ اور گہری ہو چلی تھی۔۔

****

شام کے گہرے ہوتے سایوں میں وہ مغرب کی نماز ادا کر رہی تھی۔ اس نے ابھی نماز سے سلام پھیر کر جائے نماز سمیٹا ہی تھا کہ وجدان کمرے میں چلا آیا۔ اسے خفیف سی نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔۔ اور پھر اسی خاموشی کے ساتھ اسکے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اس نے نا سمجھی سے دیکھا تھا اسکی جانب۔۔ پھر دوپٹے کی تہیں کھولتی آگے بڑھ آئی۔۔ اسٹڈی ٹیبل کے ساتھ لگی کرسی پر دوپٹہ ڈال کر خاموشی سے بیٹھ گئ۔۔

"کیا ہوا ہے محترم۔۔؟ "

"کیا ہمیں تایا والوں سے بدلہ نہیں لینا چاہیے پھپھو۔۔؟ کیا آپ انہیں معاف کر چکی ہیں۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

یقیناً نازنین کے ساتھ ہوئے ظلم کو وہ نظر انداز نہیں کر پا رہا تھا۔ اسی لیے اپنی سوچوں سے پریشان ہو کر وہ اسکے پاس چلا آیا تھا۔ اپنی الجھن کا کوئی سرا تلاشنے۔۔اس نے چند پل اسے دیکھا اور پھر ہولے سے سر نفی میں ہلایا۔۔

"مجھے کسی سے کوئی بدلہ نہیں لینا ہے وجدان۔ تمہاری اور امی کی زندگی کو بہتر بنانا میرے لیے ترجیح رکھتا ہے۔ اور جب اپنوں کے لیے قربانیاں دیتے ہیں تو خود کو ایک طرف رکھ دیتے ہیں"

"تو کیا آپ سب کو معاف کر دینگی۔۔؟ "

وہ بلبلایا تھا۔ اسکی سیاہ آنکھوں میں سیاہی گہری ہونے لگی تھی۔ نازنین نے بغور اسکے ابلتے غصے کو دیکھا تھا۔۔

"وجدان۔۔ میں نے کہا ناں کہ اس سب کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ معاف میں نے کسی کو نہیں کیا۔۔ شاید ساری زندگی کبھی معاف نہیں کر پاؤنگی۔ لیکن میں اب ان میں سے کسی کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔ نہ ہی انکی شکلیں دیکھنا چاہتی ہوں۔ وہ سب ایک جیسے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی قابلِ بھروسہ نہیں۔۔ میں بس اپنی اور تم لوگوں کی زندگیوں پر لگے اس زنگ کو دھونا چاہتی ہوں۔۔ مجھے کسی سے کوئی بدلہ نہیں لینا ہے۔"

اس نے جان بوجھ کر احمد کی کال کو وجدان کے سامنے گھسیٹنے سے پرہیز کیا تھا۔ وہ اس بچے پر مزید کوئی بوجھ نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔۔

"سب ایک جیسے۔۔ نہیں ہیں پھپھو۔۔ "

اس نے ہلکی سی آواز میں گردن جھکا کر کہا تو وہ چونکی۔۔ اسکے جھکے سر کو دیکھا۔۔ پھر ہاتھ باندھتی سیدھی ہو بیٹھی۔۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکا سنجیدہ سا استفسار سن کر وجدان نے بے ساختہ ہی لبوں پر زبان پھیری تھی۔۔ حرم نے منع کیا تھا بتانے سے۔۔ لیکن وہ تو اچھا تھا ناں۔۔ پھپھو اس پر بھروسہ کر سکتی تھیں۔۔ اس نے اگلے ہی پل چہرہ اٹھایا تھا۔۔

"آپ۔۔ آپ ڈانٹیں گی تو نہیں۔۔؟ "

اس نے خشک پڑتے حلق کو تر کر کے کہا تو نازنین کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ پا رہی تھی۔۔

"ڈانٹنے والی ہوئی تو ضرور ڈانٹو نگی۔۔ "

وہ چند پل لب کاٹتا انگلیاں باہم پھنسائے بیٹھا رہا اور پھر ہولے سے بولا۔۔

"حرم بھائی۔۔ وہ سب جیسے نہیں ہیں پھپھو۔۔ "

"وجدان سیدھی طرح کہو کیا کہنا چاہ رہے ہو۔۔؟ "

اسکے آس پاس سرخ بتی جلنے لگی تھی۔ رگ وپے میں یکدم بے چینی سی پھیل گئی۔ اسکی سیاہ آنکھیں اچانک ہی پریشان سی نظر آنے لگی تھیں۔۔

"وہ۔۔ اس دن جب آپکا یونی میں مسئلہ کھڑا ہو گیا تھا تب وہ۔۔ آئے تھے یہاں۔۔ پھر ہم نے طے کیا کہ آپکی مدد کریں گے لیکن آپکو بتائے بغیر۔۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ ان سے ناراض ہیں جبھی انکی جانب سے ہر مدد کو دھتکار دیں گی۔۔ تو اسی لیے ہم نے۔"

"اسی لیے وہ وڈیوز اس شام میٹنگ روم کی اسکرین پر کسی سلائیڈ شو کی طرح چل رہی تھیں۔ میں پچھلے پورے ہفتے سے اس مسئلے کو لے کر الجھی ہوئی تھی اور محترم وجدان انصاری۔۔ میرے انتہائی قریبی شناسا مجھ سے اس قصے کی حقیقت کو راز رکھے ہوئے تھے۔ بہت اچھے۔۔! زبردست۔۔ اور حرم۔۔ تمہیں اس اجنبی سے مدد لینے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کی کیا ضرورت تھی۔۔؟ وہ بھی میرے معاملے میں۔۔!! اٹھ جاؤ یہاں سے وجدان۔۔ مجھے ابھی تم سے مزید کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔"

اور اس نے طیش میں آکر اپنا رخ ہی اسکی جانب سے پھیر لیا تھا۔ اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور ہتک سے اسکی آنکھیں بھر آئی تھیں۔ کیسے دعوے کیے تھے اس نے حرم کے سامنے کہ وہ سب کو اکھاڑ کر پھینکنا جانتی تھی لیکن حقیقت میں اسکی مدد کے بغیر وہ کچھ بھی نہیں کر پاتی۔ اسکا دل چاہا وہیں دھاڑے مار کر رونا شروع کر دے۔۔ اسے اپنی عزتِ نفس بے حد عزیز تھی۔۔ وہ کسی کے بھی سامنے اپنے آپکو جھکانے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔

"پھپھو۔۔ پلیز میری بات تو سنیں۔۔ "

"مجھے کوئی بات نہیں سننی ہے وجدان ابھی کے ابھی جاؤ یہاں سے۔۔ "

اسکی آواز وجدان کو حد درجہ خشک محسوس ہوئی تھی۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا۔۔ اسے نازنین کو قائل کرنا ہی تھا۔۔

"حرم بھائی نے بھی یہی کہا تھا پھپھو۔۔ "

اور وہ اگلے ہی پل گھومی تھی۔ لب بھینچ کر غصہ غصہ سی آنکھوں سے وجدان کو گھورا۔۔

"کیا کہا تھا اس نے۔۔؟ یقیناً یہی کہا ہو گا کہ تمہاری پھپھو سے ایک مسئلہ تک نہیں سنبھلا۔۔ اسے تو موقع مل گیا ہو گا میرا مزاق اڑانے کا۔ گھٹیا انسان کو تو میں چھوڑونگ۔۔۔"

"انہوں نے یہ نہیں کہا تھا پھپھو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی تیزی سے چلتی زبان اگلے ہی پل رکی تھی۔ پھر وہ خفگی سے وجدان کو تکنے لگی۔۔ وہ اٹھ کر اسکے سامنے پنجوں کے بل آبیٹھا تھا۔ یہ اسکا پسندیدہ طریقہ تھا نازنین کے سامنے بیٹھنے کا۔۔ کیونکہ اس طرح پھپھو کی آنکھیں اسے واضح طور پر دکھائی دینے لگتی تھیں۔۔

"انہوں نے آپکو اپنا دفاع کرتے دیکھا تھا پھپھو اور پھر انہوں نے مجھے کہا کہ تمہاری پھپھو کو کسی کی مدد واقعی درکار نہیں تھی وجدان۔۔ وہ اپنا دفاع کرنا جانتی ہیں۔۔ "

اسکے دل پر جمع بوجھ لمحے کے اگلے ہی حصے میں پگھل کر گرا تھا۔ آنکھوں میں جمع آنسوؤں کو اس نے پی لیا۔ وہ ایک بار پھر سے سرخرو ہو کر اپنا سر اٹھانے کے قابل ہو چکی تھی۔

"تم۔۔ بہت بدتمیز ہو تم وجی۔۔ تم بھی اور وہ بھی۔۔ "

وجدان مسکرایا تھا۔ پھر اسی طرح اسے دیکھتا رہا۔ اسکی آنکھوں میں جگمگاتی امید دیکھ کر اگلے ہی پل اسے ایک سوال یاد آیا تھا۔

"یہ Hope (امید) کیا چیز ہوتی ہے پھپھو۔۔۔؟"

اس نے آنکھیں رگڑ کر اسے دیکھا تھا۔ پھر آہستہ سے بولی۔۔

"ہوپ ایک سمبل ہوتا ہے۔ اپنی سے بڑی طاقت پر انحصار کا سمبل۔ اس بڑی طاقت کا آپکو کسی گہرے اندھیرے سے بچا لینے کا سمبل۔ "

"انسان کی سب سے بڑی امید کیا ہوتی ہے پھپھو۔۔؟ "

اسکے سوال پر بنا کسی تردد کے نازنین کی زبان سے پھسلا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اللہ۔۔ "

اور وہ لاجواب ہو گیا تھا۔

"اگر۔۔ اللہ کسی تنہا پہر میں انسان کی مدد نہ کریں۔۔ تو۔۔؟ "

اس نے سیاہ آنکھیں اٹھا کر وجی کو دیکھا تھا۔ اسکی ذہانت کے ساتھ وہ ایسے ہی سوالات کی توقع کر سکتی تھی اس سے۔۔

"ایسا نہیں ہوتا۔۔ "

"آپکو اتنا یقین کیوں اور کیسے ہے۔۔؟ اللہ نے عزازیل کو بھی تو تنہا چھوڑ دیا تھا۔۔ "

اور وہ آنکھیں کھولے اسکے حوالے پر دیکھ کر رہ گئی تھی اسے۔ یکدم ہی اسے خوف محسوس ہوا۔ وہ اسکی آنکھوں میں جھانک کر بہت نرمی سے سمجھانے والے انداز میں کہنے لگی۔۔

"وجی_ اللہ نے کبھی عزازیل کو تنہا نہیں چھوڑا تھا۔ بلکہ اس کے اندر پلتے کھوٹ نے اسے دنیا اور آخرت کی ذلت سے دوچار کیا ہے۔ وہ مایوس ہو گیا تھا۔۔ اس نے اللہ کی جانب سے مایوسی اختیار کرلی تھی۔۔ اسے لگا تھا کہ اللہ اسکے حق میں زیادتی کر رہے ہیں۔۔ اللہ اسکا مقام کسی اور کو دے رہے ہیں۔۔ لیکن ایسا نہیں تھا وجی۔۔ وہ مقام اسکا کبھی تھا ہی نہیں۔۔ اللہ ظلم نہیں کیا کرتے۔ اللہ ایک کی چیز دوسرے کو نہیں دیتے۔۔ یہ اللہ کا طریقہ نہیں ہے۔۔ لیکن جو اسکی جانب سے مایوسی اختیار کر کے اپنے فیصلے اسکی مرضی کے خلاف کرتے ہیں وہ ابلیس بن جاتے ہیں۔۔ مایوس۔۔ سیاہ۔۔ اندھیر۔۔۔"

وہ چند پل اسکی آنکھوں کو دیکھتا رہا تھا۔۔ بالکل خاموشی سے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اور انسان کو کیا چیز انسان بناتی ہے پھپھو۔۔؟ "

"امید۔۔ امید انسان کو انسان بناتی ہے۔ وہ مایوس ہو کر اپنے فیصلے کرنے کے بعد خود کو خدا سمجھنے لگتا ہے۔ اسے ایک ہی چیز اللہ کی طرف واپس لا سکتی ہے۔۔ اور وہ ہے امید۔۔ اللہ کی طرف سے مل جانے والی معافی کی امید۔۔ شیطان اس امید سے خالی ہے۔۔"

"کیا آپ اللہ کی جانب سے پر امید ہیں۔۔؟ "

اور اسکی الجھن نازنین کو ایک لمحے میں سمجھ آ گئی تھی۔ وہ اداسی سے مسکرا کر پیچھے ہو بیٹھی۔۔ پھر نرمی سے اسکی جانب دیکھا۔۔

"تمہیں پتہ ہے۔۔ قرآن کا کونسا قصہ مجھے سب سے زیادہ فیسینیٹ کرتا ہے۔۔؟ "

اس نے جواباً لا علم ہونے پر نفی میں سر ہلا دیا تھا۔

"حضرت یونس علیہ السلام کا۔۔ "

"وہ کیوں۔۔؟ "

اس نے وجدان کو دیکھا اور پھر ہولے سے بولی۔۔

"وہ اس لیے کیونکہ وہ اندھیروں میں قید تھے وجی۔ اندھیروں پر اندھیرے تھے انکے ارد گرد۔۔ مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا۔۔ سیاہ رات کا اندھیرا۔۔ سمندر کا اندھیرا۔۔ اور کچھ علماء کا تو ماننا ہے کہ اس مچھلی کو ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا تھا۔۔ یعنی ایک اور اندھیرے میں اضافہ۔۔ وہ اندھیروں کے درمیان گھر چکے تھے۔۔ ظلمات میں۔۔ نور کی کوئی رمق باقی نہیں رہی تھی انکے آس پاس۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بولتے بولتے اسے محسوس ہوا جیسے وہی اندھیر رات اسکے چار سو پھیلنے لگی ہو۔ اندھیروں پر اندھیرے۔۔ بابا کا چھن جانا۔۔ طلحہ بھائی کا گھر چھوڑ دینا۔۔ دادا کی ہیبت ناک موت کا سامنہ۔۔ اس سنہری تتلی والے بروج کی اذیت۔۔ یہ سب اسکی زندگی کی سیاہیاں تھیں۔۔ یہ سب گہرے اندھیرے تھے۔۔ ان اندھیروں میں رہ کر اسے اپنا آپ تک اندھیر محسوس ہونے لگا تھا۔۔

"انسان اپنی غلطیوں کے باعث اکثر اسی طرح کسی مچھلی کے پیٹ میں قید ہو جایا کرتے ہیں وجی۔ میں بھی قید ہو گئ تھی۔۔ اس مچھلی والے کی مانند۔۔ جیسے ان کے پاس ان اندھیروں سے نکلنے کا کوئ راستہ نہیں تھا ویسے ہی میرے لیے بھی ہر دروازہ بند ہوتا جا رہا تھا۔۔ لیکن پھر۔۔"

سیاہ رات کا عکس زائل ہونے لگا۔ سنہری تتلیوں نے رُخ بدل لیا۔ اس پر کچھ انکشاف ہوا تھا۔۔ وہ کسی سحر کے زیرِ اثر بولتی جا رہی تھی۔۔

"پھر اللہ کہتے ہیں کہ یونس علیہ السلام نے دعا کی تھی۔ اور اگر وہ دعا نہ کرتے تو جب تک انسان دوبارہ زندہ نہ کیے جائیں تب تک قید رہتے۔۔ وہ الفاظ جانتے ہو کیا تھے وجی۔۔۔"

اس نے پرجوش ہو کر اسکی جانب دیکھا تھا۔ وجی نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ اسے وہ لفظ یاد تھے۔۔

"تیرے سوا کوئ معبود نہیں، تو پاک ہے، بیشک میں ہی ظالم ہوں۔۔ "

"شیطان کے پاس یہ نہیں ہے وجدان۔ یہ صرف آدم کے پاس ہے۔۔ اپنی کوتاہیوں کو تسلیم کرنے کے بعد خود کو ظالم گردان کر معافی طلب کرنا آدم ہوتا ہے۔۔ گہرے اندھیروں میں امید کی چادر کو تھام کر گریہ وزاری کرنے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پر اللہ آپکو ہر اندھیرے سے بچا لیتے ہیں وجی۔۔اللہ انسان کو کبھی تنہا نہیں کیا کرتے۔۔تب بھی نہیں جب وہ سمندر کے گہرے اندھیروں میں اپنی امید گم کرنے لگا ہو۔۔"

وجدان مسمرائیز ہو گیا تھا۔۔وہ لاجواب ہو گیا تھا۔۔وہ انگشتِ بدنداں رہ گیا تھا۔۔

"بعض اندھیروں سے انسان کو صرف اسکی دعا بچا سکتی ہے۔۔بعض اندھیروں سے انسان کو صرف اللہ بچا سکتا ہے۔۔تب نہ ذہانت کام آتی ہے اور نہ پیسہ۔۔نہ اثر ورسوخ بروئے کار لائے جاتے ہیں اور نہ ہی لائحہ عمل۔۔بعض جگہوں پر صرف انسان ہوتا ہے اور اللہ ہوتا ہے۔۔کیونکہ جو اندھیروں کو پیدا کر سکتا ہے وہی تو ہمیں ہمارے اندھیروں سے نجات دے سکتا ہے ناں وجی۔۔۔!"

اس پر عرصے پرانی گرہ کھل گئی تھی۔دعا۔۔اس نے دعا کو نظر انداز کر دیا تھا۔۔وہ دعا مانگنا چھوڑ چکی تھی۔اندھیروں میں زندہ رہتے رہتے وہ دعا کی روشنی کو کھو چکی تھی۔۔حالانکہ واضح الفاظ میں اسے پہلے ہی بتایا جا چکا تھا کہ جو پکارتے نہیں ہیں وہ دوبارہ زندہ کیے جانے تک۔۔اندھیروں میں قید کر دیے جاتے ہیں۔۔

وجدان اسے تنہا چھوڑ کر کمرے سے باہر جا چکا تھا۔اسکا کام ہو گیا تھا۔وہ پھپھو کے اندر خاموش ہوئی اس ایک آواز کو جگانے آیا تھا۔وہی آواز جس نے پھپھو کے اندر بولنا ترک کر دیا تھا۔

اور وہ اب تک کرسی پر بیٹھی خود سے محو گفتگو تھی۔۔پھر وہ یکدم اٹھ کھڑی ہوئی۔۔جاء نماز بچھا لیا۔۔اس پر دوزانو ہو بیٹھی۔۔دونوں ہاتھوں کو باہم ملا لیا۔۔اسکے ارد گرد پھیلے اندھیرے زائل ہونے لگے تھے۔۔مچھلی کے پیٹ میں نور سا پھیلنے لگا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اور مچھلی والے کو یاد کرو جب وہ غصے کی حالت میں چل دیے اور خیال کیا کہ ہم ان پر قابو نہیں پاسکیں گے۔ آخر اندھیرے میں پکارنے لگے، کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، پاک ہے تو اور بے شک میں ہی ظالم ہوں۔ تو ہم نے انکی دعا قبول کرلی اور ان کو غم سے نجات بخشی اور ایمان والو کو ہم اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔"

(انبیاء:۸۷،۸۸/۲۱)

اسکے آس پاس ایمان، امید اور محبت کی خوشبو سی تحلیل ہونے لگی تھی۔ کئی سالوں پرانے مچھلی والے کے اندھیرے بھی روشنی کی ضمانت تھے۔۔ کیونکہ اللہ کے الفاظ کبھی پرانے نہیں ہوا کرتے۔۔ وہ امر ہو جاتے ہیں۔۔ رہتی دنیا تک کے لیے۔۔

****

ساری رات چھت کو تکتے گزر گئی۔۔ وہ وجدان اور صوفیہ کو رمیز کے بارے میں نہیں بتا سکی۔ وہ انہیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اس نے گہرا اسانس بھر کے کروٹ دوسری جانب لے لی۔۔ اب وہ حرم کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔۔ اس نے مدد کیوں کی؟ وہ بھی اتنی خاموشی سے کہ اس جیسی محتاط لڑکی کو بھی علم نہ ہو سکا۔۔

وہ پھر سے چت لیٹ گئی تھی۔۔

اسے حرم کو سمجھنے میں دقت محسوس ہو رہی تھی۔

اسی پہر۔۔ شہر کے دوسرے سرے پر واقع کلینک میں رات کی تاریکی اپنی پوری آب و تاب سے جگمگا رہی تھی۔ وہ سارنگ کے ساتھ کلینک کے عقبی جانب بنے کمرے میں موجود تھا جہاں بیشتر اسکرینز نصب تھیں۔ اسکے ہاتھ میں

پچھلے کیسس کی فائلز تھیں اور وہ ایک جانب کرسی پر بیٹھا۔۔فائل کے پرچوں کو پلٹتا بغور پڑھ رہا تھا۔۔سارنگ کمپیوٹر اسکرین کے سامنے بیٹھا ایک ہی تصویر کو بار بار زوم ان اور زوم آوٹ کر رہا تھا۔۔

حرم نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔اور پھر اٹھ کر اسکے پیچھے چلا آیا۔۔

جینز پر سیاہ بٹن شرٹ پہنے۔۔آہستینوں کو کہنیوں تک لپیٹے اس تاریکی میں بھی اسکا دراز سراپا واضح تھا۔۔وہ اگلے ہی پل ڈیسک پر ہاتھ رکھتا جھکا اور پھر آنکھیں سکیڑ کر اس تصویر کو دیکھنے لگا۔۔

"مجھے ایک بات سمجھ نہیں آرہی حرم۔۔یہ پچھلے سب وکٹمز کے لباس پر ریٹس (چوہوں) کا بروج کیوں لگایا گیا ہے۔۔؟یہ اتفاق نہیں ہو سکتا رائٹ۔۔؟ "

سارنگ تھکن کے باعث خاصہ الجھا الجھا سا لگ رہا تھا۔اس کی آنکھیں مستقل کام کرنے کے باعث جل رہی تھیں اور بال آڑے ترچھے ہو کر ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

"اتفاق کچھ بھی نہیں ہوتا۔یہ ریٹس کسی چیز کو سمبلاز کرتے ہیں۔۔کس کو۔۔؟ "

خود سے ہی سوال کر کے وہ سیدھا ہو گیا تھا۔پھر لب دبا کر ان تصاویر کو دیکھے گیا۔اس نے یہ بات اسٹڈی کرتے ہوئے نظر انداز کر دی تھی لیکن سارنگ نے مشترکہ چیز کو ہر وکٹم پر دیکھا تو اسکی جانب نشاندہی کی۔۔

"اور ایک جانب تو ریٹس کی جگہ مچھلی کا بروج بھی لگایا گیا ہے۔یا تو قاتل کو جانوروں سے بہت زیادہ محبت ہے یا پھر وہ ہمیں ان نشانیوں کے ذریعے کچھ سمجھانا چاہتا ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سارنگ نے کہہ کر بے ساختہ ہی ابھرتی جمائی روکی تھی۔اور وہ جلدی سے جھک کر ماؤس ہاتھ میں لیے تیزی سے تصاویر کو پیچھے کرنے لگا تھا۔۔ پھر اس وکٹم پر ٹھہر گیا کہ جس کے لباس پر مچھلی کا بروج اسے مارنے کے بعد ایسی جگہ لگایا گیا تھا جہاں دیکھنے والی ہر آنکھ کے لیے وہ واضح ہو جاتا۔۔ قاتل یہ بروج دکھانا چاہتا تھا۔۔

"مچھلی کس چیز کو سمبلاز کرتی ہو گی۔۔؟ "

سارنگ کا سر اب گھومنے لگا تھا۔ابھی وہ اس ٹیب کو بند کرنے ہی لگا تھا کہ حرم سیدھا کھڑا ہو گیا۔۔

"مچھلی نہیں سارنگ۔۔ ذوالنون۔۔ ذوالنون ہے اس سمبل کا مطلب۔۔ "

"ذوالنون۔۔؟ اسکا کیا مطلب ہوا۔۔؟ "

"حضرت یونس علیہ اسلام۔انہیں ذوالنون کہا گیا ہے۔ذوالنون کا مطلب ہے مچھلی والا۔۔ کیونکہ وہ سروائیو کر گئے تھے اس مچھلی کی تاریکی کو۔۔ اور یہ ریٹس۔۔ یہ ریٹس بلاوجہ وکٹمز کے لباس پر نہیں لگائے گئے۔۔ ایک تجربہ ہوا تھا 1950 میں۔۔ ڈاکٹر Curt Richter کی نگرانی میں یہ تجربہ کیا گیا تھا۔ جس میں چوہوں کو پانی میں رکھ کر انکے سروائیو کرنے کی صلاحیت کو ماپا گیا تھا۔۔ "

کوئی سرا اسکے ہاتھ آنے لگا تھا۔۔ تیزی کے ساتھ بولتا وہ کسی نتیجے پر پہنچنے ہی والا تھا۔۔

"عمومی طور پر پندرہ منٹ بعد چوہے دم توڑ جایا کرتے تھے لیکن کچھ چوہوں کی قوتِ دافعت بہت مضبوط تھی۔وہ پندرہ منٹ بعد بھی زندہ رہے۔۔ان چوہوں کو پانی سے نکال کر تازہ دم کیا جاتا اور پھر سے انہیں اس پانی میں ڈال دیا جاتا لیکن جانتے ہو سارنگ اس دفعہ کیا ہوا تھا۔۔؟"

سارنگ کی ساری نیند اڑ چکی تھی۔وہ آنکھیں پھیلائے اسے تیزی کے ساتھ بولتا ہوا دیکھ رہا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا۔۔؟ "

"اس دفعہ وہ چوہے زندہ رہے۔۔ "

"کیا۔۔لیکن کیسے۔۔؟ "

یہ وہی چوہے تھے جو پندرہ منٹ بعد ہمت ہار کر مرنے والے تھے لیکن اس دفعہ ان چوہوں کو امید تھی کہ وہ پھر سے بچا لیے جائیں گے تو وہ اس پانی میں اپنی آخری قوت لگا کر تیرتے رہے اور جانتے ہو ان چوہوں نے کتنے وقت تک سروائیو کیا پھر۔۔؟ "

"پندرہ منٹ۔۔؟ "

سارنگ کی زبان سے ایک اندازہ پھسلا تھا۔ حرم نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"دس منٹ۔۔؟ پانچ منٹ۔۔؟ "

سارنگ تیزی سے بولتا جا رہا تھا لیکن حرم نفی میں سر ہلاتا اسکے ہر اندازے کو رد کرتا جا رہا تھا۔

"ساٹھ گھنٹے۔۔!! وہ چوہے ساٹھ گھنٹوں تک سروائیو کرتے رہے تھے سارنگ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ بچا لیے جائینگے۔ امید۔۔ ہوپ۔۔ یہ بہت طاقتور شے ہوتی ہے سارنگ۔۔ یہ ڈوبتے سفینوں کو بچانے کی طاقت رکھتی ہے۔۔ قاتل بہت زیرک ہے۔ اس نے کبھی ان وکٹمز کو مکمل طور پر نہیں ختم کیا۔ اس نے آخری وقت تک اپنے ٹارگیٹس کو زندہ رکھا۔۔ جو جینے کی امنگ لیے زندہ تھے وہ کئی دنوں تک سروائیو کرتے رہے لیکن جو زندہ رہنے کی ہمت خود میں نہیں پاتے تھے وہ اسی جگہ ان چوہوں کی مانند دم توڑ گئے۔۔ قاتل نے۔۔ ان وکٹمز کو اسی لیے مارا سارنگ کیونکہ وہ ہمیں ایک سبق دینا چاہتا ہے۔۔ کہ جو زندہ رہنا جانتے ہیں وہ زندہ رہ جاتے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہیں اور جن کے اندر قوتِ مدافعت کی مضبوطی ہوتی ہے وہ بچ جاتے ہیں۔۔وہ آخری وقت تک اس پانی میں تیرتے رہتے ہیں۔۔ایک طرح سے اس نے ان سمبلز کے ذریعے خود کو بری الزمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔۔ اس نے خود کو ہر الزام سے آزاد کرنے کی کوشش کی ہے۔۔وہ اپنے کسی عمل پر شرمندہ نہیں۔۔"

سارنگ نے حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھ کر تصویریں ایک بار پھر سے آگے پیچھے کر کے دیکھنے لگا تھا۔حرم سیدھا کھڑا ہو گیا۔۔اسکی زیرک آنکھیں اب تک کمپیوٹر اسکرین کا طواف کر رہی تھیں۔۔

"لیکن۔۔ایک اور بروج بھی دیکھنے میں آیا ہے۔۔یہ کیا ہو سکتا ہے۔۔"

اس نے جلدی سے اگلی تصویر کھول کر حرم کی نگاہوں کے سامنے کی تو وہ جھک کر بغور اس بروج کو دیکھنے لگا۔۔وہ سنہری تتلی کا بروج تھا۔۔

" تتلی۔۔میٹامورفوسس۔۔ذہنی اور نفسیاتی شخصیت کی تبدیلی۔۔نازنین۔۔نازنین کافی عرصے تک نفسیاتی سیشنز لیتی رہی تھیں ناں سارنگ۔۔یہ تتلی کا بروج ان سروائیورز کی جانب اشارہ ہے جو اسکے وار سے بچ گئے تھے۔۔ یعنی وہ انکے لیے دوبارہ آئے گا۔۔"

اور آج برسوں کی الجھن سلجھ گئی تھی۔۔وہ گہرا سانس لیتا ایک بار پھر سے سیدھا ہو گیا تھا۔آنکھیں بند کیے چند پل گہرے گہرے سانس لیتا۔۔وہ اس انکشاف کو جذب کرنے کی سعی میں لگتا تھا۔۔

"تو انسان ہے یا کیا ہے۔۔؟ایک ساتھ اتنی ساری باتیں کیسے ڈی کوڈ کر لیں۔۔"!

وہ حیرت سے چہرہ موڑے اسکی جانب دیکھ رہا تھا۔حرم نے آنکھیں کھولیں۔۔یہ مسئلہ اسکی سوچ سے کہیں زیادہ سنجیدہ اور الجھا ہوا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"نازنین کے ڈاکٹر سے بات کرنے گئے تھے تم۔۔؟ "

"نہیں۔۔وہ اپنے کیبن میں نہیں ملا مجھے۔۔کل جاؤنگا۔۔ "

اسی پل سارنگ کے موبائل پر پیغام جگمگایا تھا۔اس نے گاڑیوں کے بلیک باکس کی وڈیو والے معاملے پر کسی کو مامور کیا تھا۔اسے وہی وڈیوز موصول ہوئی تھیں۔۔اگلے ہی پل اس نے موبائل پی سی سے کنیکٹ کر کے وڈیو کھولی تو حرم بھی جھک کر بغور اس وڈیو کو دیکھنے لگا۔۔اور پھر۔۔اسکی سکڑی آنکھیں۔۔اگلے ہی پل کھل گئیں۔۔چہرے پر سفیدی سی لہرائی۔۔سارنگ نے پتھرائی آنکھوں سے چہرہ اسکی جانب پھیرا تھا۔۔اسے اپنا سانس خشک ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

"یہ۔۔یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔۔؟ "

اس نے وڈیو کو دس دفعہ دوبارہ پلے کیا لیکن اسکا ایک ہی مطلب بنتا تھا۔۔ایک ہی مطلب۔۔حرم نے پیچھے کرسی پر لٹکی جیکٹ جھپٹی اور پھر باہر کی جانب ہو لیا۔۔سارنگ اب تک سفید وجود لیے اس وڈیو میں نظر آتے انسان کو تک رہا تھا۔۔

کیونکہ وہ انسان زاویار تھا۔۔جو مظہر راحت کے گھر کے باہر رات کی تاریکی میں کھڑا نظر آیا تھا۔۔ٹھیک۔۔قتل والی رات پر۔۔ !!!

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگلے دن وہ یونی نہیں گئی۔۔ اسکی گاڑی خراب ہو گئی تھی۔۔ اور شام کو رمیز کی جانب جانے کی بے چینی بھی بخوبی اسکے وجود میں دیکھی جاسکتی تھی۔۔ شام کے سائے گہرے ہونے لگے تو وہ عصر کی نماز پڑھ کر گھر سے نکل آئی۔۔ بنا کسی کو بتائے۔۔ بالکل خاموشی سے۔۔

لیکن اسے موسم کے تیور کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔ اس نے پریشانی سے ایک نظر سرمئی بادلوں سے ڈھکے آسمان پر ڈالی تھی۔۔ گہرے سیاہ لباس پر سیاہ بالوں کو کھلا چھوڑے وہ قدم قدم آگے بڑھ رہی تھی۔۔ کندھے پر ایک عدد بیگ بھی ٹنگا تھا اور وہ اس بات کا اعتراف نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن وہ اندر سے خوفزدہ تھی۔۔ اسے محض وجدان اور صوفیہ کی حفاظت اس دروازے تک واپس لے کر جارہی تھی۔

اس نے گہرا سانس لیا اور پھر تیز قدموں کے ساتھ شاہراہ پر آکر ٹیکسی کے لیے ہاتھ لمبا کر کے اسے روکنے لگی۔

حرم اسی پہر۔۔ ڈاکٹر باسط کے کیبن کا دروازہ کھولے انتہائی سکون سے اندر جا بیٹھا تھا۔ باسط نے اسے ایک نگاہ اٹھا کر دیکھا اور پھر نرمی سے جونہی اس کا مدعہ معلوم کرنے لگا تو حرم نے اسے روک دیا۔۔

"نازنین انصاری۔۔ تتلی کا بروچ۔۔ کچھ یاد آیا۔۔؟ "

باسط کے چہرے کا رنگ اگلے ہی پل لٹھے کی مانند سفید ہو چکا تھا۔ وہ یکلخت اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔ حرم نے انہی پر سکون آنکھوں سے اسکا چہرہ دیکھا۔۔

"میں۔۔ میں کسی کو نہیں جانتا۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ "

"میں نے کب کہا کہ تم نے کچھ کیا ہے۔۔؟ "

وہ اب تک پر سکون تھا۔ لیکن باسط کی پیشانی پر ابھر تا پسینہ کسی بھی طرح نظر انداز کیے جانے کے قابل نہیں تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آخری دفعہ۔۔ بالکل آخری دفعہ پوچھونگا میں۔۔ "

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر باسط کے عین سامنے جا کھڑا ہوا۔۔ اسکی آنکھوں میں اپنی کاٹ دار آنکھیں گاڑھیں۔۔

"وہ بچی۔۔ مینٹلی ال۔۔ "

اگلے ہی پل اسے الٹے ہاتھ کا خوفناک تھپڑ پڑ چکا تھا۔ اسکا ماتھا پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا۔۔

"میں نے کہا صرف سچ۔۔ "!

اس نے اگلے ہی لمحے اسے ٹائی کی گرہ سے جکڑا اور پھر اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا ایکیوریم تک لے کر آیا۔ لمحے کے ہزارویں حصے میں اس نے باسط کی گردن دبوچ کر اسکا منہ پانی میں ڈال دیا تھا۔ وہ ہاتھ مارنے لگا۔۔ اسکی ٹانگیں مچلنے لگی تھیں۔۔ حرم انہی بے رحم آنکھوں کے ساتھ اسے تڑپتا دیکھ رہا تھا۔۔ پھر اسکی طاقت ختم ہونے کے بالکل آخری لمحے میں اسکا سر باہر نکالا۔۔ باسط یکدم کھانستا ہوا نیچے جا گرا تھا۔۔ اسکے منہ سے پانی نکل رہا تھا اور ناک میں چڑھے پانی کے باعث اسکی حالت غیر ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ اسکے سامنے پنجوں کے بل جا بیٹھا۔۔

"اسکے بعد تمہیں وارننگ تک نہیں دونگا میں۔۔ "

"وہ بچی۔۔ اسکے ساتھ ریپ کرنے کی کوشش کی گئ تھی۔۔ "

اور اسکا تنا مکا ہوا ہی میں معلق رہ گیا تھا۔ بھوری بے رحم آنکھوں میں لمحے بھر کو تکلیف دہ سی بے یقینی چمکی۔۔ بھنچی مٹھی پہلو میں آ گری۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"اس کے ساتھ ریپ کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور اسے اس رات بری طرح زخمی کیا گیا تھا۔۔ کچلا گیا تھا اسے۔۔ لیکن مجھے وہ سب ثبوت چھپانے پڑے۔۔ مجھے اسے مینٹلی ال ثابت کرنا ہی تھا۔۔"

اسکے لب بے یقینی سے ادھ کھلے تھے اور آنکھوں میں سرخی سی ابھری تھی۔ اٹھارہ سال۔۔ اٹھارہ سال سے وہ اسی اذیت میں قید تھی۔۔ اٹھارہ سال سے وہ ایک مچھلی کے تاریک پیٹ میں بند تھی۔۔

"وہ ذہنی مریض نہیں تھی۔ وہ اس دن سچ بول رہی تھی۔ وہ زخم اس نے خود کو خود نہیں دیے تھے۔۔ لیکن میرے کہنے پر کسی نے بھی اسکا یقین نہیں کیا اور اسے نفسیاتی مریض قرار دے دیا گیا۔۔"

اسی پہر نازنین نے قصرِ انصاری کے باہر ٹھہر کر ایک پل کو چہرہ اٹھایا۔۔ اس سرمئی سے اندھیرے میں کھڑا اونچے ستونوں والا قصر آج بھی ویسا ہی تھا۔۔ وہ اندر چلی آئی۔۔ سنہری تتلی نے یکدم ہی اس پر حملہ کیا تھا۔۔ وہ دوپٹے کو بھینچتی اندر بڑھ آئی۔۔ گھر خالی پڑا تھا۔۔ اسے فون پر ہدایات دی جا رہی تھی۔۔

"اس بچی کے ساتھ ظلم کیا گیا تھا۔ وہ تتلی کا بروج اسکی ذہنی اختراع نہیں تھی بلکہ اس رات۔۔ اس نے واقعی اس بروج والے کا سامنہ کیا تھا۔۔ "

حرم کے کان میں لگے آلے پر سارنگ کی آواز گونجی۔۔

"نازنین انصاری ہاؤس کیوں جا رہی ہیں حرم۔۔؟ "

وہ اسکے پرس میں لگے ٹریسر کے ذریعے اسکی پوزیشن سے حرم کو آگاہ کر رہا تھا اور حرم۔۔ لمحے کے ہزارویں حصے میں تیزی کے ساتھ باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔

وہ زینے چڑھتی جانے پہچانے راستوں پر قدم دھر رہی تھی۔ اسے اسکے اپنے کمرے کی جانب جانے کی ہدایت دی جا رہی تھی۔ اسکی ٹانگیں خوف سے لرزنے لگیں۔۔ آنکھوں کے آگے بار بار اندھیرا چھا رہا تھا۔۔ اس نے کانپتا ہاتھ لاک پر رکھا اور جونہی دروازہ دھکیلا وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔۔ اسکے کمرے میں ہر جانب سنہری تتلیوں کے بروج لگائے گ ئے تھے۔ دیواروں پر جابجا خون کے نشانات تھے۔۔ دادا کی موت۔۔ وہ خون آلود گلدان بھی ایک جانب رکھا ہوا تھا۔۔ اسکی بے یقینی سی پتھرائی آنکھوں کے آگے اب کہ واقعی اندھیرے چھا گیا تھا۔۔

"میں جانتا ہوں کہ اس رات۔۔ تم نے وہ پہلا قتل دیکھ لیا تھا۔۔ تم وہ عینی شاہد ہو۔۔ کیا نہیں ہو۔۔؟ "

کمرے میں لگے اسپیکرز پر رمیز کی آواز گونجی تو اسکے سینے میں تکلیف کی شدید لہر اٹھی۔۔

"میں جانتا ہوں کہ تم اس رات مجھے دیکھ چکی تھیں نازنین۔۔ تمہارا مرنا یقینی تھا لیکن پھر تمہیں زندہ رکھا گیا۔۔ کیونکہ کچھ تتلیوں کا ایک جھٹکے میں مرنا ضروری نہیں ہوا کرتا۔۔ انہیں مسل کر۔۔ تکلیف دہ موت دی جاتی ہے۔۔"

وہ اگلے ہی پل بھاگی تھی۔ زینے اترتے وقت اسکی سانسیں بھری طرح پھولی ہوئی تھیں۔ باہر بھرپور گرج ابھری تھی۔۔ اسے جانے سے نہیں روکا گیا۔۔ کیونکہ اسے۔۔ محض کچھ باور کروانے کے لیے بلایا گیا تھا۔۔ اسے بتایا گیا تھا کہ وہ آج بھی ان سے کہیں قدم پیچھے اور کمزور تھی۔۔

"تم کہاں بھاگو گی۔۔ تم کہیں نہیں بھاگ سکتی۔۔ تمہیں اس رات وہ سب نہیں دیکھنا تھا۔۔ "

اسپیکیرز پر آواز اب تک گونج رہی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اس گھر سے بھاگتی ہوئی باہر نکلی تھی۔۔ آسمان سے بارش تڑاتڑ برسنے لگی۔۔ بوچھاڑ یکدم ہی زور و شور سے ہونے لگی تھی۔ اگلے ہی پل زور سے بجلی چمکی۔۔ ایسی گڑگڑاہٹ ابھری گویا آسمان گرنے لگا ہو۔۔

وہ آنسو پشت سے رگڑتی داخلی روش پر بھاگ رہی تھی۔۔ اس کا اندر باہر خوف سے جھنجھنا اٹھا تھا۔ گزرتے ہر لمحے میں۔۔ اسکے سر سے پیر تک سرد لہریں گزر کر۔۔ اسے مزید سرد کر رہی تھیں۔۔

اسکے کھلے سیاہ بال۔۔ بارش کے قطروں تلے موٹی موٹی سی لٹوں کی صورت بن کر۔۔ چہرے کے اطراف میں گرنے لگے تھے۔۔

وہ سنسان پڑی سڑک پر گھٹنوں کے بل گر سی گئی۔۔ اسے سانس لینے میں دشواری سی ہونے لگی۔۔ چہرہ ٹھنڈی بوچھاڑ تلے۔۔ سفید بے جان سا لگنے لگا۔۔

سرد بارش میں اسکی آنکھوں سے بہتا گرم سیال برابر شامل ہونے لگا تھا۔۔ وہ کسی کمزور پتے کی مانند اس تنہا سڑک پر لرزنے لگی تھی۔۔

لیکن اس خوفناک بوچھاڑ تلے۔۔ کوئی نمودار ہوا۔۔ اسکا چہرہ واضح نہیں تھا۔۔

وہ بے حد خاموشی سے اسکے ساتھ آ کھڑا ہوا۔۔ اور پھر۔۔ ہاتھ آگے بڑھا کر۔۔ اسکے سر پر سیاہ چھتری تان دی۔۔ نازنین پر برستی بوچھاڑ یکدم ہی تھم سی گئی تھی۔۔

اسکا سانس تک رک گیا۔۔ وہ چہرہ پھیر کر دیکھنے کی ہمت نہ کر سکی۔۔ لیکن پھر دوسری جانب سے ایک آواز ابھری۔۔ اس ٹھنڈی بوچھاڑ تلے۔۔ نرم گرم سی آواز۔۔

"اپنا سر بلند کریں۔۔ کمر سیدھی کریں۔۔ آپکے دشمن۔۔ دیکھ رہے ہیں آپکو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور وہ یکدم ہی چہرہ پھیرے اسے دیکھتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ انکے درمیان آسمان سے برستی بارش کی چادر سی تن گئی۔۔

وہ اجنبی۔۔ خود بارش میں بھیگتا۔۔ اسکے سر پر چھتری تانے ہوئے تھا۔۔ وہ اجنبی۔۔ جسے لوگ فالن اینجل کہا کرتے تھے۔۔ !

وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کو تکتے رہے۔۔ پھر وہ دو قدم قریب چلا آیا۔۔

"مجھے آنے میں دیر ہو گئی۔۔ سوری۔۔ "

لیکن نازنین اس اجنبی سے حرم کو پہچاننے کی سعی کر رہ تھی۔۔ وہ اس حرم کو نہیں جانتی تھی۔۔ اسے یہ والا حرم آج پہلی دفعہ دکھا تھا۔۔ آسمان سے برستی بوچھاڑ تلے اس ایک وعدے کے نشان ثبت ہونے لگے تھے۔۔ وہ اسے کہنا چاہتی تھی کہ اس نے واقعی آنے میں دیر کر دی تھی۔۔ اس نے تو بہت دیر کر دی تھی۔۔ لیکن وہ کچھ نہ کہہ سکی کیونکہ۔۔

ایک بچا لیا گیا تھا۔۔

اور دوسرا۔۔

بچانے والا تھا۔۔

They say before you start a war..

You better know what you're fighting for..

Well baby you are all that I adore..

If love is what you need..

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

A soldier I will be..

(Angel with a shotgun)

****

ایک رات قبل۔۔

وہ تیزی سے قدم اٹھاتا قتل گاہ کی جانب رواں تھا۔زاویار کو بلیک باکس میں قید ہوئی وڈیو میں دیکھ کر اسکے اندر باہر سنجیدگی سی پھیل گئی تھی۔خاموش چہرہ لیے وہ جیکٹ درست کرتا_رات کی سیاہی میں برابر قدم اٹھا رہا تھا۔پھر چند پل کے لیے ٹھہر سا گیا۔۔سر اٹھا کر اس بنگلے کی جانب دیکھا جس میں ایک رات قبل مظہر کو جھلسا کر قتل کیا گیا تھا۔گھر کے باہر سخت سیکیورٹی تھی۔۔بہت سے اہلکار ہاتھوں میں اسلحہ لیے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔۔ وہ ایک بارسوخ سیاستدان تھا۔۔اتنا پروٹوکول دینا تو حکومت کی مجبوری بھی تھی۔۔

اس نے بنگلے کی عقبی جانب قدم بڑھائے۔۔ اس طرف جگہ سنسان ہونے کے باعث کوئی اہلکار موجود نہیں تھا۔۔ نہ ہی اس جگہ کو اہمیت کا حامل گردان کر یہاں پر پہرہ دینے کو اہم جانا گیا تھا۔۔

وہ باآسانی اس بنگلے میں داخل ہو سکتا تھا۔اسے بس بیک ڈور تلاش کرنا تھا۔اور ایسے سیاستدانوں،اسمگلرز اور گھناؤنے خفیہ کاموں میں ملوث افراد کا پچھلے دروازے رکھنا بے حد اہم تھا۔سامنے سے وہ باعزت اور شریف تھے۔۔لیکن دوسری جانب یہی لوگ بہت سے سیاہ جرائم کا بھی وافر حصہ مختلف ممالک میں تقسیم کرنے کے لیے وقیع سمجھے جاتے تھے۔۔

وہ دیوار سے پھاند کر بے حد خاموشی کے ساتھ بنگلے میں داخل ہو گیا تھا۔انہیں ایسی جگھوں میں کسی سائے کی مانند داخل ہونے کی بھی ایک مخصوص ٹریننگ دی گئی تھی۔ اسی لیے۔۔ کسی بھی تردد کا شکار ہوئے بغیر وہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

آرام سے محتاط قدم اٹھاتا آگے ہی آگے بڑھ رہا تھا۔ چہرہ گھمائے بغیر۔۔ محض نگاہوں سے اطراف کا تفصیلی جائزہ لیتا وہ اسی تیزی کے ساتھ قدم اٹھا رہا تھا۔۔

پھر جونہی پچھلے لکڑی کے منقش دروازے کو ہلکا سا دھکیل کر اندر داخل ہوا تو لابی میں ایک سوٹڈ بوٹڈ سا اہلکار دیکھ کر پھرتی سے دیوار کی اوٹ میں ہو گیا۔ سانس تک روک لیا۔ ویسے بھی لابی میں پھیلے اندھیرے کے باعث اسکا نظر آجانا مشکل تھا۔ پاور ہاؤس میں کوئی مسئلہ ہو گیا ہو۔۔ اب انہیں کون بتاتا کہ مسئلہ کھڑا کرنے والا بھی اندر ہی موجود تھا۔۔ اس نے پچھلے دروازے کو دھکیلنے سے قبل اپنے قدم عقبی راہداری کی جانب پھیرے تھے جہاں اکثر گھر کی بجلی کا بھرپور انتظام موجود ہوتا تھا۔۔ بہت سے بجلی کے بورڈ دیواروں میں نصب تھے۔۔ اس نے ایک بورڈ کھول کر مخصوص کٹ آؤٹ سوئچ سے نکالا تو سارا بنگلہ اگلے ہی پل سیاہی میں ڈوب گیا۔۔

گردن ہلکی سی باہر نکال کر اس نے لابی میں نگاہ دوڑائی لیکن اب کہ یہاں کوئی بھی اہلکار موجود نہیں تھا۔ اس نے سب کو "مس ڈائریکٹ" کر دیا تھا۔

بنا چاپ پیدا کیے اس نے زینے عبور کیے اور پھر راہداری میں ایک قطار میں بنے کمروں میں سے تیسرے کمرے کا دروازہ کھولے اندر چلا آیا۔

امراء کا مزاج اکثر خاصہ متنفر اور متکبر ہوتا ہے۔ انکے کمرے اکثر بالائی منزل پر ہی موجود ہوا کرتے ہیں۔ تاکہ ریلنگ پر کھڑے ہو کر وہ اپنے بنگلوں کو بلندی سے دیکھ سکیں۔۔ تاکہ انکی نگاہ سے کچھ بچا نہ رہ سکے۔۔ سب کچھ ان کی مٹھی میں ہو۔۔ یہ ایک طرح کی نفسیاتی کیفیت تھی جسے سمجھنے کے باعث وہ باآسانی اسکے بالائی منزل پر موجود کمرے کا تعین کر کے چلا آیا تھا۔۔

کمرے کی حالت جوں کی توں تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کسی بھی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا گیا تھا۔۔انسپیکشن کے لیے اس حالت کو اسی طرح رکھنا تھا تاکہ تفتیشی افسران بہت آسانی کے ساتھ اس کمرے میں موجود فنگر پرنٹس اور دیگر ثبوتوں کے ساتھ قاتل تک رسائی حاصل کر سکیں۔۔

جہاں پر مظہر کو کرسی پر باندھ کر جلایا گیا تھا، اس جگہ پر سفید اسپرے سے پورا نقشہ کھینچا گیا تھا۔وہ پنجوں کے بل اس دائرے کے گرد بیٹھ گیا۔۔کھڑکی۔۔ریلنگ۔۔اور فرار کا راستہ۔۔

قاتل با آسانی یہاں سے نکل کر جا سکتا تھا۔۔اس نے گہرا سانس لیا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔موبائل کی ٹارچ سے اطراف میں بکھری چیزیں دیکھنے لگا۔۔مظہر کی چیزوں میں کچھ بھی مشکوک موجود نہیں تھا۔۔شاید اسکے آنے سے قبل ہی کوئی آکر تمام ثبت مٹا گیا تھا۔۔وہ چند قدم مزید آگے بڑھ کر اب بیڈ پر نفاست سے ڈلی چادر کو ہٹا کر دیکھ رہا تھا۔پھر تیزی سے ہاتھ چلا کر درازوں میں چیزیں الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔۔کچھ بھی قابلِ اعتراض نہیں تھا۔۔اس نے ابھی قدم پھیرے ہی تھے کہ لمحے بھر کے لیے ٹھہر سا گیا۔۔پھر آہستہ سے بیڈ کے نیچے جھک کر فرش پر ٹارچ ماری تو ایک کونے میں انگشتِ شہادت جتنی یو ایس بی گری ملی۔

اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر یو ایس بی ہاتھ میں لی اور اسی پل گُل بتیاں روشن ہو گئیں۔۔پھر اس نے قدموں کی چاپ سنی۔۔کوئی تیزی کے ساتھ کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا اور اگلے ہی پل کوئی دروازہ بھی کھول چکا تھا۔۔

لیکن کمرہ بالکل خاموش تھا۔۔وہاں کوئی ذی روح موجود نہیں تھا۔۔چند پل دروازہ کھلا رہا اور پھر بند کر دیا گیا۔۔

کھڑکی کی جانب ریلنگ کے ساتھ اونچائی پر کھڑا وہ سانس روکے ہوئے تھا۔ پھر آہستہ سے بندروں کی طرح دیوار سے اتر گیا۔۔ اب اس کا رُخ بنگلے سے باہر کی جانب تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سڑک پر آکر اس نے یو ایس بی نگاہوں کے سامنے کی۔ اس میں کوئی سراغ ہو بھی سکتا تھا اور نہیں بھی۔۔ کمرے کو اچھی طرح سے ڈی بگ تو کر دیا گیا تھا لیکن شاید جلد بازی میں یہ ایک یو ایس بی گر گئی تھی۔ اور کسی نے بھی اسکی جانب توجہ نہیں کی تھی۔۔ اس نے اگلے ہی پل اسے جیب میں اڑسا اور تیزی سے سڑک عبور کر کے کار کی جانب چلا آیا۔۔

****

اب کے اسکا رُخ اپنے اپارٹمنٹ کی جانب تھا۔ گھر سے خاصے فاصلے پر موجود اس اپارٹمنٹ نے اسے ہمیشہ فرحت بخشی تھی۔ یہاں وہ سکون سے اپنا کام بنا کسی وضاحت کے کر سکتا تھا۔ اندر آکر اس نے جیکٹ اتاری اور پہلی فرصت میں کمرے کے اندر چلا آیا۔ کمرے کے وسط میں بیڈ رکھا گیا تھا اور اس پر لحاف بھی نفاست کے ساتھ لپٹا رکھا تھا۔ اسی بیڈ کے دائیں جانب ذرا فاصلے پر الماری تھی۔ ایک جانب سنگل ڈور کی الماری۔۔ چہرہ گھما کر دیکھا جاتا تو محض سفید دیواریں ہی نظر آتیں۔ اس کمرے بلکہ اس پورے اپارٹمنٹ کوئی بھی فضول سامان رکھنے سے پرہیز کیا گیا تھا۔

اس نے الماری کا پٹ وا کر کے لٹکے کپڑوں کو دائیں بائیں کیا تو سامنے موجود سرمئی رنگ کی دیوار واضح ہو گئی۔۔ اس نے ایک جانب بنے بٹن کو چھوا تو سرمئی دیوار اپنے آپ ہی درمیان سے کھل گئی۔۔ وہ قدم الماری میں رکھ کر اس دروازے کے اندر چلا آیا۔۔ یہاں سے ایک چھوٹی سی راہداری تھی اور اسکے سرے پر ایک سیاہ دیوار موجود تھی۔۔ جس پر مخملی نیل رنگ پردے لٹکے ہوئے تھے۔۔ وہ آگے بڑھ آیا۔۔ پھر قریب آکر ان پردوں کی ڈوری کھینچی تو وہ درمیان سے کسی تھیٹر کے پردوں کی مانند کھل کر جدا ہو گئے۔۔ سامنے ہی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دیوار پر مختلف تصاویر لگی ہوئی تھیں۔۔ یہ ایک طرح سے اسکا چھوٹا سا انسپیکشن روم تھا۔اس نے ہاتھ میں تھامی مظہر کی تصویر کو سامنے چسپاں کیا اور پھر اس پر سرخ مارکر سے دائرہ بنایا۔۔

اس تنظیم کا ایک بے حد اہم کارندہ مارا گیا تھا۔۔اسے اب اس قاتل کا انتظار تھا کہ وہ اپنا دوسرا نشانہ کس کو بناتا ہے۔۔؟زر آباد میں محض تین سروائیور بچے تھے۔۔وہ۔۔زاویار اور سارنگ۔۔

سارنگ کی جانب سے اسے خدشہ لاحق نہیں تھا۔۔خدشہ اسے زاویار کی جانب سے لاحق تھا۔۔

وہ چند قدم پیچھے ہٹا اور پھر اس بڑی سی تصویر کو اپنے تخیل کے پردے پر دیکھنے لگا۔

نازنین۔۔زر آباد۔۔ طلحہ۔۔رمیز اور زیرِ زمین کام کرتی خفیہ تنظیم !

یہ ساری چیزیں آپس میں گتھم گتھا تھیں۔نازنین کی پوکٹ سائز تصویر سامنے اس لکڑی کی وال پر چسپاں تھی۔ اسے یہ تصویر دیکھ کر ہی اسکے ڈاکٹر کا خیال آیا۔پردے لگا کر وہ کچھ سوچتا ہوا باہر چلا آیا۔۔

اگر اس تنظیم کا بانی رمیز خود تھا اور اگر یہ تنظیم پچھلے تین چار سالوں سے سرگرم تھی تو اسکی جڑیں اس قدر گہری نہیں ہونگی۔اسے اپنی کارروائی مظہر سے ہی شروع کرنی تھی لیکن کوئی عین موقع پر اسے قتل کر کے فرار ہو گیا تھا۔۔

اس نے دکھتے سر کو صوفے کی پشت سے ٹکایا اور پھر سر پر جھولتے فانوس کو دیکھے گیا۔۔اسی پہر اسکا فون بج اٹھا۔۔ اس نے جیب سے فون نکال کر کان سے لگایا اور پھر یونہی سر ٹکا کر نیم دراز رہا۔۔

"مظہر قتل ہو گیا ہے۔۔؟ "

طالوت کو یقیناً اطلاع مل چکی تھی۔اس نے محض ہنکارہ ہی بھرا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیسے۔۔؟کون تھا وہ۔۔؟ "

"کچھ سراغ نہیں ملا۔۔ لیکن زاویار ڈیش کیم میں واضح طور پر دکھائی دیا ہے مجھے طالوت۔۔!وہ میرا بنا بنایا لائحہ عمل تلپٹ کر رہا ہے۔میں نے تمہیں پہلے ہی خبر دار کر دیا تھا۔۔"

اسکی بات پر طالوت چند پل کچھ بول ہی نہ سکا۔اسے حرم کے ذہنی انتشار کا اندازہ تھا۔

"زاویار کے پاس یہ کرنے کا کیا جواز ہے۔۔؟ "

"مجھے پھنسانے کا جواز کیا کوئی کم جواز ہے۔۔؟ "

وہ تلخی سے پھنکارا تو دوسری جانب طالوت کو گہرا سانس لیتے ہی بنی۔

"میں بات کرونگا اس سے۔۔ "

"تم بات کرو یا نہ کرو۔۔!اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔۔مجھے اب اس سے خود ہی بات کرنی پڑے گی۔۔ "

"تم دونوں آخر اس جھگڑے کو ختم کیوں نہیں کر لیتے۔۔؟ "

وہ جیسے اسکی ضدی طبیعت پر بیزار سا گویا ہوا تھا۔اس نے جھولتے فانوس کو دیکھتی آنکھیں اگلے پل ہی موند لیں۔ شہوار کی سیاہ پر شکوہ نگاہیں اسکے آس پاس بکھرنے لگی تھیں۔۔رگوں میں تکلیف سی ابھرنے لگی۔۔

" جھگڑے وہاں ہوتے ہیں جہاں رشتے بچے ہوں۔۔جہاں رشتے عنقا ہو جائیں۔۔وہاں جھگڑوں کا وجود بھی باقی نہیں رہتا۔۔صرف تباہ کن نفرت کا سامنہ کرنا پڑتا ہے بس۔۔"

"کیا تم اس سے نفرت کرتے ہو حرم؟کیا تم واقعی اس سے نفرت کر سکتے ہو۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

طالوت کی جانب سے کیا گیا استفسار اسے لمحے بھر کے لیے ساکت کر گیا۔ اس نے لب کھول کر جواب دینا چاہا لیکن کوئی بھی جواب لبوں سے ادا نہ ہوا۔۔

"مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔۔ رکھتا ہوں۔۔ "

اگلے ہی پل فون ایک جانب کو ڈال کر وہ ایک بار پھر سے پر جھولتے روشن فانوس کو تکنے لگا تھا۔ اگلے دن وہ نازنین کے ڈاکٹر سے ملنے چلا آیا۔ بلاشبہ اس ڈاکٹر کا بیان بے حد اہم تھا۔۔ اس کے ذریعے وہ جان سکتا تھا کہ اٹھارہ سال قبل ایسا کیا ہوا تھا کہ جس نے نازنین کو PTSD کا شکار کر دیا تھا۔۔؟

وہ ڈاکٹر سے بہت سہولت کے ساتھ بات کرنے گیا تھا۔ اسکا اسے مارنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن۔۔ اسے غصہ آگیا۔۔ ایک لڑکی کی زندگی برباد کرنے کے بعد بھی یہ لوگ اپنی زندگیاں سکون سے جی رہے تھے۔۔ اگلے ہی پل اسکی کنپٹیوں میں بہتا خون ٹھوکریں مارنے لگا۔۔ فرسٹریشن۔۔ طیش۔۔ تکلیف۔۔ سب کچھ اس پر ایک ساتھ ہی حاوی ہوا تھا۔۔

لیکن اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس سے بھی زیادہ کرب ناک انکشاف اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔

نازنین کو زیادتی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔۔ اسکے ساتھ ریپ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔ وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکا۔۔

شہوار۔۔ اسکے اردگرد شہوار کا لرزتا وجود گھوم گیا۔۔ اسے بھی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ اسی لمحے سارنگ کی جانب سے دی گئی کال پر وہ باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔ وہ انصاری ہاؤس اکیلی جا رہی تھی۔۔ اسے وہاں اکیلا نہیں جانا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

چاہیے تھا۔۔اس نے سڑکوں پر گاڑی ایسے دوڑائی گویا ہوا میں اڑا رہا ہو۔۔وہ ایک بار پھر سے رسک نہیں لے سکتا تھا۔

اور پھر۔۔سڑک پر گھٹنوں کے بل گر کر روتی ہوئی اسے وہ نظر آ ہی گئی۔۔تکلیف سی تکلیف تھی جو اسکے اندر پھیلنے لگی تھی۔اسے اپنے ہاتھوں میں شہوار کا لرزتا وجود ایک بار پھر سے محسوس ہو رہا تھا۔۔جس اذیت کو بھولنے کے لیے اس نے ہر روز خود کو بھلا دینا چاہا تھا۔۔وہی اذیت اب اسے کسی اور روپ میں گھیرنے لگی تھی۔

وہ گاڑی ایک فاصلے پر روک کر چھتری لیے اس تک چلا آیا۔۔اور پھر۔۔

وہ دونوں۔۔اس بوچھاڑ تلے۔۔اکٹھے کر دیے گ ئے تھے۔۔

****

بوچھاڑ تلے وہ دونوں اب تک کھڑے تھے۔نازنین کے آنسو بارش کے پانی میں بہہ کر اپنا وجود کھو چکے تھے اور اب وہ بالکل ساکت ہوئی حرم کو تک رہی تھی۔وہ ہاتھ آگے بڑھا کر اس پر سیاہ چھتری تانے ہوا تھا۔

"کیا آپ نے یہ ڈائیلاگ سن رکھا ہے نازنین۔۔؟ یہ ایک مشہور ڈرامے کا مشہور ڈائیلاگ ہے۔۔اپنی گردن بلند کریں۔۔کمر سیدھی کریں۔۔آپکے دشمن۔۔دیکھ رہے ہیں آپکو۔۔"

بنا کسی مزاح کے بہت سیدھے لہجے میں کہہ کر اس نے نازنین کے ابرو ناسمجھی سے سکڑتے دیکھے تھے۔اگلے ہی پل نازنین نے اسکے ہاتھ سے چھتری جھپٹی تھی۔پرشکوہ نگاہوں سے گھائل کرتی وہ اگلے ہی پل پلٹی اور آگے بڑھ گئی۔۔وہ پیچھے بوچھاڑ تلے بھیگتا کھڑا رہ گیا تھا۔کچھ دور جا کر وہ مڑی۔۔اسے دیکھا۔۔ہوا کا سرسراتا جھونکا اسکے گیلے بالوں کو لیے ایک جانب اڑا۔۔حرم اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"اب وہاں کیا کھڑے ہو۔۔؟ دعوت دینی پڑے گی کیا۔۔؟ "

اس نے ایڑیاں اونچی کر کے زور سے کہا تھا۔ تڑاتڑ برستی بارش تلے اسکی آواز کہیں دب کر رہ گئ تھی۔ وہ اگلے ہی پل دوڑتا ہوا اسکے قریب چلا آیا۔ پھر کچھ دور ٹھہر گیا۔ اس سے زیادہ کی اسے اجازت نہیں تھی۔ ناز نین نے اگلے ہی پل گہرا سانس لیا اور پھر دو قدم چل کر اسکے قریب چلی آئ۔ اب چھتری دونوں کے سر پر تنی ہوئ تھی۔ وہ اسکے ساتھ ایک چھتری تلے کھڑا۔۔ حیرت سے اسے تک رہا تھا اسے۔۔

"مجھے لگا کہ آپکو اچھا نہیں لگے گا میرا ساتھ چلنا۔۔ "

آہستہ سے کہا۔۔ سیاہ آنکھوں کے زخم زخم سے تاثر نے اسے کہیں اندر تک زخمی کر دیا تھا۔ ناز نین کے دودھیا چہرے پر چپکی لٹیں تک کر اس نے اپنے ہاتھ کی مٹھی بھینچی۔۔ کسی خواہش نے بہت دھیرے سے اسکے اندر سر اٹھایا تھا۔۔ اسکی سیاہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسنے کی خواہش تھی وہ۔۔ کیا بچوں کی سی نرم لیکن شریر خواہش تھی۔۔ ایسی خواہش کو مٹھی بھینچ کر ڈانٹنا ہی پڑتا تھا۔۔

"کچھ چیزیں انسان کو پسند نہیں ہوتی لیکن وہ پھر بھی حالات کے پیشِ نظر انہیں قبول کر لیتا ہے۔۔ "

جتا دیا گیا تھا اسے۔۔ کہ اسکا ساتھ چلنا کچھ زیادہ خوشگوار نہیں ثابت ہوا تھا ناز نین کے لیے۔۔ لیکن اس پر بات متعجب ہونے کے بجائے وہ گردن جھکا کر ہلکا سا مسکرا دیا تھا۔ ایسی لڑکی سے۔۔ ایسی ہی باتوں کی توقع کی جاسکتی تھی۔

"معذرت۔۔ لیکن میری کار اس طرف ہے۔ آپکو وہاں چلنا پڑے گا میرے ساتھ۔۔ "

"نہیں۔۔ میں ٹیکسی میں چلی جاؤں گی۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے خفیف سا کہہ کر اگلے ہی پل رُخ پھیر اتھا۔ حرم نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ وجدان ٹھیک ہی کہتا تھا۔۔ کسی کی ضرورت نہ ہونا بھی انسان کو اکثر قابلِ ترس بنا دیتا ہے۔

"ٹھیک ہے کہ آپ مجھ سے بڑی ہیں اور عقل و خرد میں۔۔ میں آپکا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن میں ابھی آپکو ٹیکسی میں جانے بھی نہیں دے سکتا۔ میں کار لایا ہوں۔ آپکو گھر چھوڑ دونگا۔۔"

"جب میں ٹیکسی میں جاسکتی ہوں تو آپکو تکلف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔ "

وہ خاصی سنبھل چکی تھی اور اب اپنے ازلی انداز کی جانب لوٹ بھی چکی تھی۔ ساتھ ساتھ اس نے حرم کی چھتری بھی اسکی جانب بڑھائی تھی۔

"میں آپکی نظر میں سازشوں کا حصہ بننے والا ایک گھٹیا انسان ضرور ہو سکتا ہوں لیکن اتنا بھی گھٹیا نہیں ہو سکتا کہ آپکو ایسی طوفانی بارش میں۔۔ اکیلا چھوڑ کر واپس چلا جاؤں۔"

"حرم میں منع کر چکی ہوں۔۔ "

"میں بھی آپکو بتا چکا ہوں۔۔ "

نرم سا معصوم حرم سنجیدہ ہو کر نازنین کو لمحے بھر کے لیے بالکل وجدان جیسا لگا تھا۔

"میری مجبوری ہے یہ۔۔ نہیں چھوڑ سکتا آپکو ایسے۔ "

سیاہ آنکھوں کی پتلیوں کو اپنی بھوری پتلیوں کی قید میں لیے۔۔ اس برستی بارش تلے انکشاف کر چکا تھا وہ۔۔ لیکن نازنین ابھی اسکی باتوں کو سمجھنے سے قاصر تھی۔ وہ اگلے ہی پل پلٹا اور پھر گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ کچھ تھا اسکے لہجے میں کہ نازنین اپنی جگہ سے ہل نہ سکی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ گاڑی اسکے پاس لے آیا اور وہ خاموشی سے دوسری جانب نشست کی جانب چلی آئی۔

گاڑی کے اندر پھیلی خاموشی کوئی بھی محسوس کر سکتا تھا۔ اس نے گیلی چھتری کو بند کر کے پچھلی نشست پر ڈالا اور پھر سیاہ بالوں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹ کر پیچھے کرنے لگی۔ حرم نے اگلے ہی پل گاڑی آگے بڑھا دی تھی۔ چند پل ان میں سے کسی نے کچھ نہ کہا۔۔ وہ کھڑکی کی جانب چہرہ کیے باہر دیکھنے میں مصروف تھی اور حرم انہماک سے ڈرائیو کر رہا تھا۔

"آپکو اکیلے نہیں جانا چاہیے تھا۔ وجدان کو اپنے ساتھ لے کر جانا چاہیے تھا۔ مانا کہ بہت مضبوط ہیں آپ لیکن اس طرح کے رسک سے پرہیز بہتر ہے۔۔ "

بہت آہستگی سے کہہ کر موڑ کاٹا تھا اس نے۔ نازنین کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا بننے لگا۔ کسی کے سامنے اپنی کمزوری عیاں ہو جانے کی تکلیف نے بہت تیزی سے اسکا احاطہ کیا تھا۔ اسکی سنجیدگی بھی اسکی پچھلی کمزوری پر پردہ ڈالنے سے قاصر تھی۔ گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو خاموشی سے تکتی وہ ازلی نازنین سے خاصی مختلف اور کمزور لگ رہی تھی۔ حرم نے چہرہ موڑ کر ایک نگاہ ڈالی تھی اس پر۔۔ یہ تو راہداری میں اس مرد کو تین چانٹے لگانے والی نازنین ہرگز نہیں تھی۔۔ یہ تو کوئی بہت زخمی سی لڑکی آ سکے برابر آ بیٹھی ہوئی تھی۔۔

"کچھ کام تھا مجھے۔۔ "

سنبھل کر چند لمحوں بعد محض اس نے اتنا ہی کہا تھا۔ وہ نچلا لب دانتوں تلے دبائے ڈرائیو کرتا رہا۔۔

"جن بستیوں پر عذاب مسلط کیا جائے، ان کی جانب دوبارہ پلٹ کر دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ آپکے لیے وہ گھر کسی عذاب سے کم نہیں۔۔ پلٹ کر دیکھنے پر صرف زخم ہی ادھڑنے کا خدشہ ساتھ رہے گا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

اس نے چونک کر حرم کی وضاحت پر دیکھا تھا اسے۔ سیاہ آنکھوں میں ڈھیروں حیرت لیے وہ انگشتِ بدنداں رہ گئی تھی۔۔

"تمہیں۔۔ تمہیں کیسے پتہ۔۔؟ "

اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔ جن زخموں کو چھپانے کے لیے اس نے خود کو ناقابلِ تسخیر دیواروں تلے چُن دیا تھا۔۔ کیا کوئی اب ان دیواروں میں اتنی آسانی سے جھانک جائے گا۔۔؟

"ماما نے بتایا تھا۔۔ کہ آپ اس گھر میں ڈر گئی تھیں۔ یہ بھی کہ رمیز انکل کبھی بھی آپکے بابا کے ساتھ مشکل حالات میں کھڑے نہیں ہوئے۔۔ بلکہ آپکے ٹراما کی تو انکے سامنے کوئی اہمیت ہی نہیں تھی۔۔"

سرعت سے جھوٹ بولا تھا اس نے۔ بالکل آرام سے۔۔ وہ اسکے جواب پر ڈول سی گئی تھی۔ پھر خاموشی سے اپنا رُخ سامنے کی جانب پھیر گئی۔۔ اپنے زخموں پر بات کرنے کے لیے اسکے پاس الفاظ کی کمی ہمیشہ رہی تھی۔

"پچھلی باتیں بھول جانے ہی میں عافیت ہوا کرتی ہے۔۔ "

"مجھے نہیں لگتا کہ آپ پچھلی ایک بھی بات بھولی ہیں۔۔ "

موڑ کاٹتے ہوئے وہ ایسی باتیں کر رہا تھا جو نازنین کو لاجواب کر دینے کے لیے کافی تھیں۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں یہاں آئی ہوں۔۔؟ "

تردید کرنے کے بجائے اب وہ بے حد آہستگی سے استفسار کر رہی تھی۔ حرم کے لیے اسکا یہ روپ بالکل نیا تھا۔ وہ جو زبان کی تیزی سی لوگوں کو پارہ پارہ کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔ وہی لڑکی اپنے زخموں کی بابت آج بھی کہیں اندر سے خوفزدہ تھی۔ وہ ان کے بارے میں بات کرنے کی ہمت خود میں نہیں پاتی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے کیسے پتہ چلے گا بھلا۔۔؟بس یہاں سے گزر رہا تھا تو آپ دکھ گئیں۔۔ "

"تھینک یو۔۔ "

اس نے بہت سے آنسو پلکوں پر ہی روک کر کہا تھا۔ حرم نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر ہلکا سا چہرہ پھیر کر اسکی جانب دیکھا۔۔

"سوری۔۔ "

اسکی کی جانب سے کہے گئے بے وقت کے سوری پر نازنین کی آنکھوں میں ناسمجھی سی ابھری۔ لیکن اسکی اگلی نگاہ حرم کے ہاتھ کی پھٹی جلد پر پڑ چکی تھی۔ اسکی نگاہوں نے اسکے ہاتھوں سے چہرے تک سفر کیا۔۔

"کس لیے۔۔؟ "

"وہ۔۔اس دن یونیورسٹی میں۔۔میں کچھ زیادہ بول گیا تھا۔ بعد میں مجھے احساس ہوا کہ ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔ "

"اور اسی گلٹ کو مٹانے کے لیے تم وجدان کے ساتھ مل کر میری مدد کرنے یونیورسٹی آ پہنچے۔۔ "

اس نے سمجھ کر انتہائی سکون سے سر ہلاتے ہوئے کہا تو وہ گڑبڑا گیا۔ ایک تو یہ لڑکی سمجھدار بہت تھی۔ اتنی آسانی سے باتوں کی تہہ تک پہنچ کر وہ آگے والے کو بوکھلا دیا کرتی تھی۔ وہ بھی اس سے ایسے وار کی توقع نہیں کر رہا تھا۔

"نہیں۔۔میں نے کب کی۔۔؟ "

صاف انکار۔۔منہ پر جھوٹ۔۔اس نے گہرا سانس لے کر چہرہ کھڑکی کی جانب دوبارہ سے پھیر لیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے تمہاری جانب سے کی گئ اس مدد کی وجہ سمجھ نہیں آرہی تھی لیکن تھینکس ٹو یو۔۔ مجھ پر اب وہ وجہ بھی واضح ہو گئ ہے۔۔ "

"یہ باتوں کو آپ ہمیشہ اپنا رنگ کیوں دے دیتی ہیں۔۔؟ "

وہ خفا ہوا تھا۔ماتھے پر گرے گیلے بال ہلکے ہلکے سوکھنے لگے تھے۔۔

"باتوں کا جیسا رنگ ہوتا ہے میں تو انہیں اسی رنگ میں سمجھنے کی عادی ہوں۔۔ کیا یہ جھوٹ ہے کہ تم اس دن وجدان کے ساتھ یونیورسٹی میں موجود نہیں تھے؟"

"ٹھیک ہے۔میں تھا۔۔ لیکن میں محض آپکی تھوڑی سی مدد کرنا چاہتا تھا۔میرا اور کوئ مقصد نہیں تھا آپکے مسائل میں ہاتھ ڈالنے کا۔۔۔"

"حرم۔۔ !"

اس نے ضبط سے کہا تو وہ جو ابھی مزید وضاحت دینے کے لیے لب وا کرنے ہی لگا تھا مسکرا کر خاموش سا ہو گیا۔

اسے اپنا نام نازنین کے منہ سے سن کر الگ ہی مزہ آیا تھا۔لیکن دوسری جانب اسکی مسکراہٹ نازنین کو سمجھ نہیں آئ تھی۔

"اب مسکرا کیوں رہے ہو۔۔؟ "

"اب کیا میں مسکرا بھی نہیں سکتا۔۔؟اتنی ظالم کیوں ہیں آپ۔۔؟ "

معصومیت بھری خفگی پر نازنین کے ماتھے پر ڈلے بل اگلے ہی پل ڈھیلے پڑ گۓ تھے۔ وہ گہرا سانس لے کے سیدھی ہو بیٹھی۔ اب کہ اسکی آنکھوں میں خفگی کم تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا مسکرانا اتنا بڑا جرم ہے ناز نین۔۔؟ خاندان کی لڑکیاں مرتی ہیں میری ایک عدد مسکراہٹ کے لیے۔۔"

"کہیں مر ہی تو نہیں جاتیں وہ۔۔؟"

سر جھٹک کر طنز کیا تھا ناز نین نے۔ حرم نے لب سکیڑ کر خفگی سے اسکی جانب دیکھا۔۔ہاں۔۔اب وہ کچھ کچھ پہلی والی ناز نین لگ رہی تھی۔

"میں یہ کہتا ہوا اچھا تو نہیں لگونگا لیکن خاندان بھر کی مائیں اپنی بیٹیوں کا رشتہ مجھ سے گانٹھنا چاہتی ہیں۔ ظاہر ہے اب۔۔اتنا ہینڈسم، پیارا، معصوم، سچا اور امیر لڑکا انہیں کہاں مل سکتا ہے۔۔"

(سچا۔۔اوہ خدایا کیا اس نے سچ کہا تھا۔۔!) وہ اسکی طویل پر وضاحت پر نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا کر کھڑکی کی جانب اپنا رُخ پھیر گئی تھی۔ اسکے خوف سے کانپتے ہاتھ پیر معمول پر آگۓ تھے۔ گلے میں لگتا پھندا آزاد ہوگیا تھا۔۔ جانے اگر حرم نہ آتا تو وہ اس طویل سڑک کو کیسے پاٹ سکتی۔۔؟اس نے اگلے ہی پل ممنون نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔

"ٹھیک ہے میں پیارا ہوں لیکن اب ایسے نہ دیکھیں۔۔مجھے اکثر شرم بھی آجاتی ہے۔۔"

اور اسکی چلتی زبان پر ناز نین نے بے ساختہ سرخ چہرہ کھڑکی کی جانب پھیر لیا تھا۔ حرم کے لبوں کو ہلکی سی مسکراہٹ نے چھو لیا۔

"اوہ۔۔اچھا۔۔تو آپ مسکرانا جانتی ہیں۔۔؟ مجھے تو لگا تھا کہ آپ محض راہداریوں میں چلتے لوگوں کے کان بجانے میں مہارت رکھتی ہونگی۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم ہمیشہ سے ہی اتنا بولتے ہو یا پھر میرے ساتھ زیادہ بولنے کا بھوت سوار ہو جاتا ہے تم پر۔۔؟ لڑکے خاموش اچھے لگتے ہیں۔۔ زیادہ بولنے سے انکی شخصیت میں وہ خاصیت نہیں رہتی جو رہنی چاہیئے۔"

"چہ۔۔یہ کیسی بکواس تھیوری ہے۔۔"!

حرم کو اسکی منطق بالکل بھی پسند نہیں آئی تھی۔

"یہ بکواس نہیں حقیقت ہے۔۔"

"یہ حقیقت نہیں فریب ہے۔۔ غور کریں۔۔"

مسکرا کر کہا تھا اس نے۔ لیکن ابھی وہ اسکی باتوں کو نہیں پکڑ سکتی تھی۔

"کیا مطلب۔۔؟"

"کچھ نہیں مس نازنین۔ جو زیادہ بولتے ہیں انکے اندر ایک خامی ہوا کرتی ہے کہ وہ کچھ بھی بول جاتے ہیں۔ انکی باتوں کو نظر انداز کرنا چاہیئے۔۔"

پچھلے جملوں کا اثر اگلے جملوں سے کیسے زائل کیا جاتا ہے۔۔ اسے آتا تھا۔ اسکے گھر کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے اس نے ایک نگاہ نازنین پر ڈالی تھی۔ وہ جونہی اسے "شکریہ" کہہ کر دروازہ کھولے باہر نکلنے لگی تو اسکی پکار پر ٹھہر گئی۔۔ پھر چہرہ پھیر کر اسے دیکھا۔۔ بھوری آنکھوں میں کچھ لہرایا تھا۔ کچھ ٹھنڈا سا۔۔ لیکن وہ اس جذبے کو کوئی نام نہ دے سکی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"خوف سے نجات کا ایک ہی راستہ ہوا کرتا ہے۔۔ کہ اسکا سامنہ کیا جائے۔۔ اس سے چھپ کر اپنے آپ کو دیواروں میں چھپالینے سے انسان پر سے وقتی عذاب تو ٹل سکتا ہے لیکن ابدی عذاب نہیں۔۔ ابدی عذاب سے نجات کے لیے آہنی سلاخیں توڑ کر انہیں سر کرنا ہوتا ہے۔۔"

یہ لڑکا پچھلے لڑکے سے اتنا مختلف اور ایک دم گہرا سا کیوں لگ رہا تھا۔۔؟

"میں اس بات کا اعتراف نہیں کرنا چاہتی لیکن۔۔ میں آج بھی خوفزدہ ہوں۔۔ "

جانے کیسے۔۔ وہ بہت آرام سے کہہ گئی تھی۔ کہنے کے بعد اسے اپنے انکشاف پر خود بھی حیرت ہوئی تھی۔ حرم چند پل اسے دیکھتا رہا۔۔ پھر آہستہ سے بولا۔۔

"میں جانتا ہوں۔۔ "

گاڑی کے شیشے پر موٹی موٹی بوندیں ایک بار پھر سے برسنے لگی تھیں۔

"تم مجھے ڈرا رہے ہو۔۔ "

"میں آپکو بچا رہا ہوں۔۔ "

بوندیں اب اور تیزی کے ساتھ شیشے پر لڑھکنے لگی تھیں۔

"مجھے مسیحاؤں سے خوف آتا ہے۔۔ "

اسکی بات سن کر وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔ پھر اسکی آنکھوں میں جھانکا۔۔

"کچھ مسیحا خوفزدہ کر دینے کی حد تک مسیحا ثابت ہوتے ہیں نازنین۔۔ !"

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ برف بنی اسکے جوابات سن رہی تھی۔ دروازے کو تھامے اسکے ہاتھوں میں سرد سی لہر دوڑ گئی تھی۔ وہ اگلے ہی پل مڑی اور تیزی سے باہر نکلتی چلی گئی۔ اس نے مڑ کر حرم کو ایک نظر دیکھا تک نہیں۔۔ اور وہ۔۔ اسٹیرنگ وہیل کو تھامے۔۔ خاموش نگاہیں لیے سامنے دیکھتا رہا۔۔ ساری مسکراہٹ مفقود ہو چکی تھی۔۔ نرمی سمٹ گئی تھی۔۔ اس نے جونہی چہرہ جھکایا تو اسے سیٹ کے نیچے کچھ چمکتا ہوا محسوس ہوا۔۔ وہ ابرو سکیڑ کر جھکا اور پھر ایک باریک سی زنجیر میں لٹکے چند موتی نما ہار کو انگلیوں میں تھام کر اٹھالیا۔۔ اسے اگلے ہی پل یاد آیا کہ یہ نازنین کے پرس کی زپ میں لٹکا کی چین تھا۔۔ چاندی رنگ کی تتلی سے بہت سی زنجیریں نکل کر اطراف میں گر رہی تھیں۔

تتلی۔۔ جو کہ سروائیورز کا سراغ تھی۔۔

اور اس پر اگلے ہی پل آشکار ہو گیا تھا کہ وہ لڑکی۔۔ اپنے خوف کو کچلنے کے لیے۔۔ ہر دم اپنے خوف کو گلے لگا کر زندہ رہنے کی جرأت سے بہرہ مند تھی۔

اس نے متاعِ کُل کی مانند اس کی چین کو اپنی جینز کی جیب میں اڑسا اور پھر گاڑی زن سے نکال لے گیا۔ اپنے کمرے کے دروازے کے ساتھ لگی نازنین اب تک گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَيُكُم احباب۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ /پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔۔

سارنگ کلینک سے فارغ ہو کر زاویار کی جانب چلا آیا تھا۔ وہ آج کل شہر میں واقع طالوت کے اپارٹمنٹ میں رہائش پذیر تھا۔ بقول اسکے۔۔ اس کے پاس اتنا پیسہ ہر گز بھی نہیں تھا کہ وہ اپنے لیے ایسا پر تعیش اپارٹمنٹ خرید سکتا۔

وہ درمیان میں بنے چھوٹے سے لاؤنج میں میٹ بچھائے ورزش کر رہا تھا۔ بال ماتھے پر چپکے ہوئے معلوم ہوتے تھے اور چہرہ بے حد خاموش تھا۔۔ سارنگ اسکے سر پر جا پہنچا تھا۔۔

"تم قتل کی رات کہاں تھے۔۔؟ "

وہ داخلی دروازے ہی میں کھڑا دونوں ہاتھ کمر پر جمائے زور سے بولا تھا۔ زاویار نے ایک ابرو اٹھا کر اسے دیکھا پھر جواب دیے بغیر اٹھ کھڑا ہوا۔۔ سینٹرل ٹیبل پر دھرا تولیہ اٹھا کر چہرے اور گردن کو خشک کیا۔۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے۔۔ "

"مجھے نہیں پتہ کہ تم کس قتل کی بات کر رہے ہو۔۔ "

تولیہ صوفے پر پھینک کر اب وہ فریج سے پانی کی بوتل نکالے کھڑے کھڑے پانی پینے لگا تھا۔ سارنگ کا دل کیا یہی پانی اسکے منہ پر مار کر اسے جگائے۔۔

"مجھے پتہ ہے کہ تم بے خبر نہیں ہو۔ میں اور حرم کیس کو اسٹڈی کر رہے تھے اور ثبوتوں کی پڑتال کرتے کرتے ہمیں وہ دکھ گیا جو کبھی نہیں دکھنا چاہیئے تھا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

اس نے کچن میں بنے سنک سے چہرہ دھویا اور ایک بار پھر سے چہرہ خشک کیے خاموش نگاہوں سے سارنگ کی جانب دیکھا۔۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں اتنا گدھا ہوں کہ اگر قتل کرونگا تو اس کے بعد اتنے واضح ثبوتوں کو سڑکوں پر چھوڑ دونگا۔۔؟ زبردست۔۔ اتنے بیوقوف لگتے تو نہیں ہو تم۔۔ اور وہ بھی۔۔"

"میں مزاق نہیں کر رہا ہوں زاویار۔۔ یہ مسئلہ سنجیدہ ہے۔ نازنین کی جان بندھی ہوئی ہے ان مسائل کے ساتھ۔۔ تمہارا ایک لاپرواہ قدم ان کی زندگی کو اسٹیک پر لا کر کھڑا کر سکتا ہے۔"

وہ اب سمجھاتا ہوا اسکے عین سامنے کچن کی کرسی پر آ بیٹھا تھا۔ نازنین کے نام پر اسکے چہرہ خشک کرتے ہاتھ لمحے بھر کو تھمے تھے۔۔ سارنگ اسکے ہاتھوں کی جنبش کو آنکھیں سکیڑے بغور دیکھ رہا تھا۔ اس نے اگلے ہی پل تولیہ آہستگی سے اسٹینڈ پر لٹکا دیا تھا۔

"میں نے وہ قتل نہیں کیا۔ میں اس رات یہاں موجود تھا۔۔ اس اپارٹمنٹ میں۔۔ اب تمہیں یقین کرنا ہے تو کرو نہیں تو لاؤ ہتھکڑی اور لے جاؤ مجھے تھانے۔۔"

بالکل ہموار لہجے میں اس نے کہا تو سارنگ آہستہ سے سیدھا ہو بیٹھا۔

"تم اس رات وہاں کیا کرنے گئے تھے؟ بلیک باکس میں تمہیں واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اب مجھے یہ بتاؤ کہ تم حرم کو کیسے قائل کرو گے کہ یہ تم نہیں ہو یا اس قتل میں تمہارا ہاتھ نہیں ہے۔۔"

سارنگ کی باتیں سن کر اسکے ماتھے پر بہت سی لکیروں میں اضافہ ہوا تھا۔ آنکھیں اگلے ہی پل سپاٹ سا تاثر دینے لگیں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں ادھر تمہارے یا اسکے سامنے اپنی صفائیاں دینے کے لیے نہیں بیٹھا ہوا۔ جسے جو سمجھنا ہے سمجھے۔۔ "

"اچھا۔۔ "اسکے مقابل بیٹھے سارنگ نے گہرا سانس لیا تھا۔ بمشکل اپنے شوٹ کرتے بلڈ پریشر کو قابو کیا۔۔ ایک حرم کیا کم تھا جو اب یہ زاویار گدھا بھی اس "الٹے کاموں "والی مہم میں شامل ہو گیا تھا۔۔

"تو تم وہاں رات کے اس پہر کیا کر رہے تھے۔۔؟ "

"میں تمہیں جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔۔ "

"زاویار میں "__

اسکے لب ادھ کھلے ہی تھے جب اسکا موبائل بج اٹھا۔ ایک لمحے کو ٹھہر کر اس نے چمکتی اسکرین کو نگاہوں کے سامنے کیا اور پھر خفیف سی نگاہ زاویار پر ڈالی جو آنکھیں تیکھے سے انداز میں سکیڑے اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔ اس نے تھوک نگل کر چار و ناچار کال رسیو کر ہی لی۔۔

"کہو۔۔ "

"ایک یو ایس بی بھیج رہا ہوں تمہیں۔ اس میں موجود تمام فائلز Encrypted ہیں۔ اسے Decrypt کرنے کی کوشش کرو۔۔ شاید ہمیں اس سے کچھ ضروری معلومات مل سکیں۔۔"

حرم کی آواز ٹھنڈے پڑے کچن میں باہر تک سنائی دے رہی تھی۔ سارنگ نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ٹھیک ہے بھیج دو۔۔ اور ہاں۔۔ نازنین کے ڈاکٹر سے کچھ معلوم ہوا۔۔؟ کچھ ایسا جو کیس کو ڈرائیو کرنے میں مدد دے سکے۔۔ "

ایک بار پھر سے نازنین کا نام سن کر زاویار سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"احمد۔۔احمد نے اسے دھمکایا تھا یہ ان سب معلومات کو مینوپلیٹ کرنے کے لیے۔مجھے یہ آدمی شروع سے ہی ٹھیک نہیں لگ رہا ہے۔ "

اور سلیب کے سامنے لگی کرسی پر براجمان زاویار کے قدموں تلے لمحے بھر کے لیے زمین سرک گئی تھی۔اسکے قدم ٹھنڈے ماربل سے جم کر رہ گئے تھے۔ سارنگ نے سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے فون کان سے ہٹایا اور پھر جونہی انگوٹھے سے اسکرین لاک کر کے سلیب پر رکھنے لگا تو زاویار کی سفید پڑتی رنگت سے چونک اٹھا۔

"تمہیں کیا ہوا۔۔؟ "

"کچھ نہیں۔۔ "

لیکن اب وہ اس سے بالکل لاتعلق ہوا فضا میں گردش کرتے باریک ذرّوں کو تک رہا تھا۔سرد پڑے اپارٹمنٹ میں ہر جانب سے سورج کی جھلسا دینے والی کرنوں نے احاطہ کر لیا تھا۔۔اور اب۔۔اسکا وجود بھی اس ٹھنڈ میں آہستہ آہستہ جھلستا جا رہا تھا۔۔

****

کانفرنس روم میں خاصی خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔اطرافی کرسیوں پر براجمان افراد کی خاموشی کسی بھی طرح خوش آئند ثابت ہونے والی نہیں تھی۔ان لمبی قطار در قطار لگی کرسوں کے آخری سرے پر اس انڈسٹری کا ایم ڈی رمیز انصاری تمکنت سے براجمان تھا۔چہرے پر ہمیشہ کی طرح ناقابلِ فہم تاثرات لیے۔۔جبڑوں کو جمائے۔۔ اٹھی لیکن زیرک نگاہوں کے ساتھ۔۔ وہ اس کانفرنس روم میں موجود ہر انسان کی نفسیاتی کیفیت کو بخوبی سونگھ سکتا تھا۔۔ ان کا ایک اہم کارندہ۔۔ قتل ہو گیا تھا۔۔وہ ایک ایسا بلاک تھا کہ جس سے ووٹ کی

ادائیگی پر فنڈز متوقع تھے۔ان فنڈز کے ذریعے جس اہم پراجیکٹ کی بحالی کا ساتھ مربوط تھا۔۔وہ اب عنقا ہو چکا تھا۔اس پراجیکٹ کے اندر کمپنی کے شیئر ہولڈرز کی بھاری انویسٹمنٹس موجود تھیں۔ان کی زندگیوں کی جمع پونجی اس پراجیکٹ کے ساتھ وابستہ تھیں۔اس گرینڈ انویسٹمنٹ کے لیے قائل کرنے والا اس ٹیکسٹائل انڈسٹری کا ایم ڈی۔۔رمیز ہی تھا۔۔اسی لیے۔۔تمام ایگزیکیٹوز کا نزلہ اب اسی پر گرنا باقی رہ گیا تھا۔۔

"اس پراجیکٹ کی بحالی کے ساتھ ہماری زندگیاں وابستہ ہیں رمیز سر۔۔!اور یہ پراجیکٹ فنڈز کی کمی کے باعث رکا رہا۔اب جب اسکے کام کرنے کا وقت آن پہنچا تو کسی نے اس کی کامیابی کی آخری امید بھی ختم کردی۔۔!اس سارے نقصان کا ازالہ کس طرح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں آپ۔۔۔؟"

اکبر بزنجو کی پھنکارتی آواز کانفرنس روم کی سرد دیواروں سے ٹکرا کر پلٹ آئی۔لیکن رمیز کے انداز میں بے چینی کی کسی بھی لہر نے سر نہیں اٹھایا۔۔بس اسکی آنکھیں اطرافی کرسی پر براجمان ہر ذی روح کی جانب اٹھ رہی تھیں۔۔جنہیں اکبر کے مطالبے پر قطعاً بھی کوئی اعتراض نہ تھا۔۔

"یہ سراسر ہمارے ساتھ ناانصافی کی گئی ہے۔۔دھوکہ دیا گیا ہے ہمیں اس پراجیکٹ کی آڑ میں!شاید اس پراجیکٹ کو کبھی چلنا ہی نہیں تھا۔لیکن اس کمپنی نے اپنی خالی جیبیں بھرنے کے لیے ہم سے انویسٹمینس کا مطالبہ کیا۔۔اور جب مطالبے کی بھرپائی کا وقت آیا تو قتل کا ڈھونگ رچا کر کنارہ کشی اختیار کی جارہی ہے۔۔"

عارف جمیل کا انداز بھی اکبر سے کچھ کم نہ تھا۔یکایک ہی کانفرنس روم مچھلی مارکیٹ کا سا منظر پیش کرنے لگا۔ہر ایک فرد اپنے ہی دکھڑے رو رہا تھا۔رمیز نے اگلے ہی پل ٹیبل پر ہاتھ مارا تو میٹنگ ہال میں سناٹا چھا گیا۔۔سب اپنی جگہ ٹھہر کر رمیز کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کاروبار۔۔بزنس اور انویسٹمنٹ کے بنیادی اصولوں سے واقفیت رکھتے ہیں آپ سب۔۔؟وہ اصول کیا کہتے ہیں۔۔؟ "

"ہمیں کسی بھی تکنیکی بحث میں نہیں پڑنا رمیز انصاری۔۔آپ ہمیں اس بات پر قائل کریں کہ جلد ہی ہماری انویسٹمنٹ ہمارے اکاؤنٹس میں ٹرانفسر کر دی جائے گی۔۔ ہمیں اس پراجیکٹ کا حصہ نہیں بنناا ب۔"

عامر بنگش کے مطالبے کی سب ہی بے ساختہ تائید کرنے لگے تھے۔باقر حمدانی نے پریشانی سے پیشانی رگڑ کر رمیز کی جانب دیکھا۔اسی دن سے بچنے کے لیے ہی تو رشتہ گانٹھا تھا رمیز کے ساتھ لیکن اب ساری احتیاطی تدابیر پانی میں غرق ہوتی نظر آرہی تھی۔

"ان بنیادی اصولوں میں سے ایک اصول اس بات کی جانب بھی بھرپور نشاندہی کرتا ہے کہ نقصان میں بھی آپ اسی طرح برابر کے شریک ہونگے جیسا کہ فائدہ بٹورتے وقت آپ اپنی شرکت کو یقینی بناتے ہیں۔اس انویسٹمنٹ کے وقت آپکی کنپٹی پر بندوق نہیں رکھی گئ تھی اور نہ ہی آپکو قائل کرنے کے لیے کسی تھریٹنگ شو کا سہارہ لیا گیا تھا۔یہ پراجیکٹ۔۔اور اس میں شراکت داری۔۔آپ سب نے اپنے ہوش و حواس کے ساتھ کی تھی۔۔میں ہر طرح سے اس معاملے میں غیر جانب دار ہوں۔"

اس کی بات پر اطرافی کرسیوں پر براجمان افراد آگ گولہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔رمیز یونہی بیٹھا رہا۔۔محض گردن اٹھا کر پیچ و تاب کھاتے کاروباری ساتھیوں کو دیکھا۔۔

"یہ غیر جانبداری نہیں بددیانتی ہے۔۔تم ہمیشہ سے اس معاملے میں اپنی من مانی کرتے آئے ہو۔۔ ہم بھی دیکھتے ہیں کہ تم مزید پراجیکٹس کے لیے اپنے اس حق کا استعمال کیسے کرتے ہو۔۔!جب تک ہمیں ہمارا پیسہ واپس نہیں مل جاتا۔۔ہم ٹلنے والوں میں سے نہیں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کانفرنس روم میں موجود افراد بے قابو ہونے لگے تو مجبوراً احمد کو انہیں سختی کے ساتھ باہر نکالنا پڑا۔۔اب محض چند ہی افراد اطرافی کرسیوں پر بیٹھے رہ گ ئے تھے۔۔ روم کی حالت ابتر ہو چکی تھی۔۔یوں گویا کوئی عذاب وہاں سے گزرا ہو۔۔

"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جو کمپنی سالانہ بجٹ میں سے اپنے ورکرز کو منقسم حصہ دیتی ہے۔۔اس بار ہم اس حصے کو ری انویسٹ کریں گے۔ ہمارے پاس اسکے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم اس پراجیکٹ کو کسی طرح ورکنگ پوزیشن میں لا سکیں۔۔"

"کیا اس طرح انوسیٹرز کا غصہ کم ہو جائے گا۔۔؟"

رستم آفندی نے ٹھنڈی آواز کے ساتھ پوچھا تو میز نے گہرا سانس لیا۔۔یعنی اسکی گارنٹی تو اسکے پاس بھی نہیں تھی۔۔کانفرنس روم میں محض چھ افراد براجمان رہ گ ئے تھے۔۔ اس تنظیم کو چلانے والے چھ کارندے۔۔ جن میں سے ایک قتل کر دیا گیا تھا۔

"یہ معاملہ ہاتھ سے نکلنا نہیں چاہی ئے۔"

باقر نے اگلے ہی پل سیدھے ہوتے ہوئے کہا تھا۔

"یہ معاملہ اگر ہاتھ سے نکلا تو ہمارا زیر زمین کام کرتا سارا کاروبار ٹھپ ہو کر رہ جائے گا۔ ہماری انڈسٹری نظروں میں آگئی اور ایک بار تاجر برادری کی جانب سے اس پر انسپیکشن کی گئی تو بہت مشکل ہے پھر معاملات کو سنبھالنا۔۔ کیونکہ پیسہ کھلا کر منہ بند کرنے والا ہم سب کے بیچ سے نکال لیا گیا ہے۔۔اور

ہمارے پاس تو اس پراجیکٹ تک کو چلانے کے لیے مزید روپیہ نہیں۔۔ ہمیں بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہو گا۔۔"

باقر کی باتیں بہت چبھتی ہوئی لیکن حقیقت کے قریب تر تھیں۔ رمیز نے دونوں ہاتھ باہم ملا کر کہنیاں میز پر ٹکا رکھی تھیں۔ احمد بھی ساتھ ہی کھڑا تھا۔۔

"کون ہے جس نے ہمارے اوپر ایسا تاک کروار کیا ہے۔۔؟ کون ہو سکتا ہے۔۔؟ "

ہر نگاہ میں یہی سوال اڈر رہا تھا لیکن جواب ندارد۔۔ جب مزید لوگ اس روم سے باہر کی جانب بڑھے تو میز اور احمد تنہارہ گ ئے۔ اس نے چہرہ پھیر کر ایک نگاہ ساتھ اکڑ کر کھڑے احمد پر ڈالی۔

"جاوید کے نام جائیداد تک رسائی اب ہمارے لیے ناگزیر ہو چکی ہے، احمد۔ اس لڑکی کو کال کر کے آفس بلاؤ۔۔ "

"آپ نے اسے گھر بھی اسی کام کے لیے بلایا تھا غالباً۔۔"!

احمد کی جانب سے کیے گ ئے طنز پر وہ زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ احمد کو اسکے کام کو کھینچنے والے انداز سے سخت کوفت ہوتی تھی۔ رمیز نے پیپر ویٹ ہاتھ میں تھامے نگاہوں کے سامنے کیا۔۔ ان آنکھوں میں نازنین کو دی جانے والی ذہنی اذیت یاد آجانے پر سرشاری سی بھر گئ تھی۔ وہ ایسے مسکراتا ہوا خود بھی ذہنی مریض معلوم ہوتا تھا۔

"میرے لائحہ عمل کو سمجھو احمد۔۔! وہ لڑکی وہ نہیں ہے جو ہم اسے سمجھ رہے ہیں۔ ہمیں اس تک رسائی کے لیے اسے توڑنا ہو گا۔۔ کل کا واقعہ اسی لائحہ عمل کی ایک کڑی ہے۔ ہم کاروباری لوگ ہیں۔ ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہمیں کہاں گھٹانا ہے اور کہاں بڑھانا ہے۔اس لڑکی کو توڑ کر ہی ہم وہ سب حاصل کر سکتے ہیں جس کے لیے پچھلے سالوں میں بیشتر قتل ہو چکے ہیں۔کوئی اسکے پیچھے۔۔اسکی پشت پناہی کر رہا ہے۔۔اسی لیے۔۔"

اس نے اپنی بات دانستہ ادھوری چھوڑ کر احمد کی جانب دیکھا تھا۔

"اسی لیے وہ کاغذات۔۔ہمیں اسکی پشت پناہی کرنے والا انسان ہی فراہم کر سکتا ہے۔۔؟کیا آپ یہی کہنا چاہ رہے ہیں۔۔؟ "

"بالکل۔۔ "

وہ احمد کی ذہانت پر مسکرا کر سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"ہمیں محض چند ڈوریاں ہلانی ہیں۔بس۔۔ "

باہر کھلی فضا میں سانس لیتے پرندوں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ انسان نامی مخلوق کا ایسی کھلی فضا میں سانس تک لینا محال کر دیا گیا تھا۔۔!!!

****

دوسری جانب ایہا اپنے کمرے میں موجود ہر چیز کو اٹھا کر پھینکنے کے در پے تھی۔اسکی ساری چیزیں بکھر کر زمین بوس ہو گئی تھیں۔ساتھ ہی ساتھ وہ پاگلوں کی طرح اب ایک گلدان اٹھائے سنگھار آئینے پر مار کر خود پیچھے ہٹ گئی تھی۔ قیمتی شیشے کا کانچ زخمی ہو گیا۔۔کرچی کرچی۔۔اس مکڑی کے جالے نما آئینے میں وہ خود کا ٹوٹا سا عکس تک رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بہت خوفناک آواز پر یکدم ہی اسکے کمرے کی چوکھٹ پر عتیقہ نمودار ہوئی۔۔ یہ عدیل کی بیوی تھی۔ پتلی دبلی اور کندھوں سے ذرا نیچے آتے گھنے بالوں کو بلونڈ کیے۔

وہ پچھلے ہی دنوں ہنی مون سے لوٹی تھی۔۔ لیکن اس سمے دروازے پر کھڑی وہ پھٹی آنکھوں سے ایبہا کی ابتر حالت کو دیکھ کر گنگ رہ گئی تھی۔

وہ اپنے بالوں کو نوچتی اب بیڈ پر پڑی چادر کو کھینچ کر اتار چکی تھی۔ اس نے تکیوں کے استر پھاڑ ڈالے۔ اسی پہر دروازے میں شائستہ نمودار ہوئی تھی۔ اس نے ایک ناپسندیدہ نگاہ سے عتقیہ کو دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر ایبہا کو دونوں ہاتھوں سے قابو کرنے لگی جو ہذیانی کیفیت کا شکار ہو کر بے قابو ہوتی جارہی تھی۔ ساتھ ساتھ ہی کمرے میں نینا بھی چلی آئی تھی۔۔ شاید ایبہا کا ایسا رویہ اسکے گھر والوں کے لیے نارمل تھا۔۔ لیکن عتیقہ کے لیے یہ ایک بہت ہی نئی اور دلچسپ سی کارروائی تھی۔۔ اپنے فطری سے تعجب پر قابو پانے کے بعد وہ دلچپسی سے ایبہا کی توڑ پھوڑ ملاحظہ کر رہی تھی۔

ایبہا بس چند ہی جملے دہرائے جا رہی تھی۔

"اس نے مجھے ایسا کہا۔۔! اس کی ہمت کیسے ہوئی مجھے اس Bitch کے ساتھ تشبیہ دینے کی۔! میں اسے چھوڑونگی نہیں۔۔ میں اسے کچا چبا جاؤنگی۔۔! اسکی ہمت کیسے ہوئی۔۔۔"

وہ اب مغلظات بکتی شائستہ اور نینا۔۔ دونوں کو پرے دھکیل رہی تھی۔

جب معاملہ کچھ ٹھنڈا ہوا تو عتیقہ شائستہ کے کمرے میں چلی آئی۔ وہ اپنے بیڈ پر نیم دراز نیند کی گولیاں پانی کے بغیر ہی نگل رہی تھی، اسے دیکھ کر لمحے بھر کے لیے کڑوا سا ہنکارا بھرتی سیدھی ہو بیٹھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ممی ایم سوری۔۔ لیکن۔۔ کیا ہمیں ایہا کو کسی سائیکاٹرسٹ کو نہیں دکھانا چاہیے؟ میں بہت اچھے سائیکاٹرسٹس کو جانتی ہوں۔۔ اگر آ۔۔"

"تمہاری اس بکواس کا فی الحال کوئی جواب نہیں ہے میرے پاس عتیقہ۔ لیکن یہ بات گھر کی چار دیواری سے باہر نہیں نکلنی چاہیئے۔ ایہا کو کچھ ایشوز ہیں لیکن اسکا پتہ چلنا ہر ایک کے لیے ضروری نہیں۔۔ جا سکتی ہو تم اب۔۔"

اور وہ منہ کھولے اسکے انداز کو دیکھتی رہ گئی تھی۔ پھر سر ہلا کر بے نیازی سے شانے اچکاتی باہر نکل آئی۔ ہاتھ میں تھامے فون کو اس نے نگاہوں کے سامنے کیا اور اگلے ہی پل کوئی نمبر ملا کر فون کان سے لگالیا۔ اب یہ ضروری تو نہیں تھا کہ ساس کی ہر بات مانی جاتی۔۔

پیچھے کمرے کی تاریکی میں دراز شائستہ کے چہرے پر مردہ سے تاثرات رقم تھے۔ گھر میں نقب لگانے والوں سے وہ ہمیشہ ہی خائف رہی تھی لیکن اب کچھ اس طرح اسکے گرد گھیرا تنگ کیا گیا تھا کہ اسے اپنا سانس تک لینا دشواری دینے لگا تھا۔

اور پھر۔۔ جو کسی کی۔۔ اولادوں کو۔۔ ذہنی مریض بنانا چاہیں۔۔ انکی اپنی جڑیں کھوکھلی ہونے لگتی ہیں۔!!

****

اگلی صبح اسی طرح دبے قدموں کچے صحن میں بنے گھر پر اتر رہی تھی۔ اس کا آج یونی جانے کا ارادہ تھا لیکن اعصابی تھکن تھی جس کے باعث اسے بخار نے آگھیرا تھا۔ ٹھنڈی ٹھار بارش تلے بھیگ کر اسے سخت زکام بھی ہو چکا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ساتھ ساتھ صوفیہ کی جانب سے اسے صلاواتیں بھی سنائی جا رہی تھیں کہ وہ اس برستی بارش میں تنہا وہاں کیا کر رہی تھی۔!

اس نے سر جھکا کر ہر ڈانٹ ڈپٹ سہہ لی۔ امی کو کچھ نہیں کہہ سکی۔۔ وہ انہیں کچھ بھی بتانے کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ اس نے ناشتے کی ٹرے ہاتھ میں تھامی اور پھر آگے بڑھ کر وجدان کے کمرے کا دروازہ وا کیا۔ صاف ستھرے سے بیڈ پر لحاف درستگی سے لپیٹ کر رکھا گیا تھا۔ کتابیں ٹیبل پر مخصوص ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں اور کمرہ نکھرا نکھرا سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے آس پاس نگاہ دوڑائی لیکن وجدان کہیں بھی نظر نہ آیا۔ شاید واش روم میں ہو۔۔ اس نے ایک نظر واش روم کے بند دروازے کو دیکھ کر خود ہی اخذ کر لیا تھا۔ اسٹڈی ٹیبل پر ناشتے کی ٹرے رکھ کر وہ ابھی پلٹنے ہی لگی تھی کہ وجدان دروازے کھولے باہر نکل آیا۔۔ اسکا چہرہ قدرے سرخ ہو رہا تھا اور آنکھیں متورم۔۔

"وجی۔۔۔ کیا ہوا۔۔؟ "

اسکا دل اگلے ہی پل جیسے کسی نے اندیکھی سی ڈور میں جکڑ لیا تھا۔ وجدان اسے دیکھ کر پژمردہ سا مسکرایا۔۔ اسکی سیاہ آنکھوں میں گلابی ڈورے اس اترتی صبح میں کچھ اور گہرے محسوس ہوئے تھے۔ یوں لگ رہا تھا گویا وہ گھنٹوں روتا رہا ہو۔۔

"بچے طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری۔۔؟؟ اتنے کمزور اور زرد کیوں لگ رہے ہو۔۔؟ "

وہ ہمیشہ کی طرح پریشان ہو کر پاس چلی آئی تھی۔ پھر اسے بیڈ پر زبردستی بٹھا کر ماتھے اور رخساروں کو چھو کر دیکھنے لگی۔ وجدان نے اسکے دونوں ہاتھ اگلے ہی پل تھام کر خود سے دور کیے تھے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پھپھو میں ٹھیک ہوں بالکل۔کچھ نہیں ہوا مجھے۔۔ "

"تم اتنے عجیب کیوں لگ رہے ہو پھر۔۔؟ "

اسے وہ واقعتاً عجیب سا لگا تھا۔اور وجی کے چہرے پر بکھری وہ ایک ہلکی سی مسکراہٹ بھی عنقا ہو چکی تھی۔اسکا چہرہ اب کہ بالکل سپاٹ محسوس ہو رہا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں پھپھو۔آپ پریشان نہ ہوں۔۔شاید پڑھائی کی وجہ سے میری نیند پوری نہیں ہوئی اسی لیے میں آپکو کچھ تھکا تھکا سا لگ رہا ہوں۔۔ "

لیکن نازنین کی تسلی نہیں ہوئی تھی۔وہ اسکے برابر فکر مند سی آ بیٹھی تھی۔۔

"وجی مجھے بتاؤ۔۔کوئی بات پریشان کر رہی ہے کیا۔۔؟پیسے چاہیئے۔۔؟ "

اور اسکے ایسے استفسار پر وہ اس طرح نازنین سے دور ہٹا تھا گویا اسے کرنٹ چھو گیا ہو۔وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔پھر اسکی آنکھوں میں طیش ابلا۔۔رگیں تن سی گئیں۔۔وہ اسکے بدلتے رنگوں کو نا سمجھی سے تک رہی تھی۔۔

"آپکو کیا لگتا ہے کہ میں اتنا بے غیرت ہوں کہ آپکے ایسے حالات کے باوجود بھی آپ سے پیسوں کا مطالبہ کرونگا پھپھو۔۔!!کیا میں آپکو اتنا خود غرض اور گھٹیا لگتا ہوں۔۔؟اور آپکے پاس ایسا ہے کیا جو آپ مجھے دیں گی۔۔؟چند ہزار کو چھوڑ کر آپ مجھے کیا دے سکتی ہیں۔؟"

اسکے اندر پلتا کوئی بہت زہریلا سا مادہ تھا جو نازنین کو تکلیف کی بھٹی میں جلا کر خاکستر کر گیا تھا۔وہ ادھ کھلے لب لیے،سفید چہرے کے ساتھ وجدان کو تک رہی تھی۔۔یکا یک اسکی آنکھوں کے کناروں پر سرخی سی ابھری۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میرے پاس میری زندگی ہے جو میں تم پر وار سکتی ہوں اور جو میں تم پر بلا کسی تردد کے وار رہی ہوں وجدان۔۔ "!

"تو آپ سے کس نے کہا کہ آپ اپنی عین جوانی مجھ پر صرف کر دیں۔۔؟ کیا میں نے کبھی آپ سے ایسا کوئی مطالبہ کیا پھپھو۔۔؟ "

وقت بدل گیا تھا۔۔ لمحوں ہی میں گزرتے وقت نے پیچھے کی جانب سفر کیا تھا۔ وہ دس سال کی تھی۔۔ وہ بے حد کمزور تھی اور اسکی ٹانگیں بھی لرزش کا شکار تھیں۔ وہ اس سے طلحہ کے سامنے کھڑی تھی۔۔ وہ اسکے سامنے کھڑی رو رہی تھی۔۔ شاید اپنے ساتھ ہوئی زیادتی کی وضاحت دے رہی تھی وہ اسے۔۔ اسکے سامنے تیر تا منظر لمحوں ہی میں کمرے کی فضا میں تحلیل ہو گیا تھا۔ اب اسکے سامنے وجدان کھڑا تھا۔۔ جو کہ اسکے اعمال کی وضاحت اس سے طلب کر رہا تھا۔ اسکی رگوں میں کوئی کڑوا سا سیال بہہ کر ساری حیات کو زہریلا کرنے لگا تھا۔۔

"آپکی زندگی زیادہ سے زیادہ مجھے کیا دے سکتی ہے۔۔؟ چند روپے۔۔ چند دلاسے اور آنے والے خوشگوار اوقات کی چند یادیں۔۔! اسکے علاوہ آپ نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ بابا، ماں، دادا۔۔ اور بہت کچھ قربان کرنے کے بعد مجھے یہ سب ملا تو کیا ہوا۔۔؟ سوری پھپھو لیکن اس دنیا میں زندہ رہنے کے لیے ان سب چیزوں کے علاوہ بھی بہت کچھ درکار ہوتا ہے جو آپ۔۔۔ مجھے۔۔ نہیں دے سکتیں۔۔! اسی لیے مجھ سے ایسے سوال پوچھ کر مجھے مزید قابلِ ترس مت بنایا کریں۔۔ میری زندگی پہلے ہی کچھ کم قابلِ رحم نہیں ہے۔۔"

کمرے میں سناٹا چھا گیا تھا۔ انکے بلند مکالمے پر صوفیہ بھی دروازے میں نمودار ہوئی تھیں۔ وجدان کا سرخ تمتماتا چہرہ اور نازنین کا لٹھے کی مانند سفید رنگ دیکھ کر انہیں کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔

"تو تمہیں بھی سب کی طرح لگتا ہے کہ میں ہی ہمیشہ سے قصور وار تھی۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی سرخ آنکھیں سرخ ہی رہیں۔ آنسو جیسے اندر لگی آگ نے خشک کر دیے تھے۔

"آپ کبھی قصوروار نہیں تھیں پھپھو۔۔! آپ کرسڈ تھیں۔۔ آپ کی موجودگی۔۔ ہمیشہ سے زہر آلود اور تلخی "__

لیکن اسکا جملہ مکمل نہ ہو سکا تھا۔ کیونکہ نازنین نے اسے ایک زوردار تھپڑ رخسار پر دے مارا تھا۔ صوفیہ نے بے یقینی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا اور وجدان۔۔ وہ تو جیسے اس غیر متوقع سے وار پر اپنی جگہ ہی جم کر رہ گیا تھا۔ نازنین کی ہاتھوں میں لرزش سی در آئی تھی۔۔ جس بچے کو ہاتھوں سے پال کر بڑا کیا ہو اسے اذیت دینا بہت اذیت ناک تھا۔۔

"شرم آنی چاہیئے تمہیں مجھ سے ایسی بات کرتے ہوئے۔۔ شرم۔۔!!! "

اس نے ایک قہر آلود سی نگاہ اس پر ڈالی تھی اور پھر وہ باہر کی جانب بڑھ گئی۔ کچے صحن والے گھر پر اس تازہ سی صبح میں جیسے کوئی عذاب سا گزر گیا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔۔ پھر دروازے سے لگ کر آہستہ سے بیٹھ گئی۔ اسکے اندر سے جیسے ساری ہمت سلب کر لی گئی تھی۔ وہ کھوکھلی کر دی گئی تھی۔۔ خالی۔۔ ویران۔۔

دونوں گھٹنوں کو باہم ملا کر اس نے سینے سے لگا کر خود کی تکلیف کو خود میں ہی سمٹ کر بانٹنا چاہا تھا۔ بے یقینی اس قدر گہری تھی کہ اسکی آنکھ سے آنسو تک نہیں ٹپک رہا تھا۔ اسی پہر۔۔ صور کی مانند اسکا فون بج اٹھا تھا۔ وہ بمشکل اٹھی تھی۔۔ پھر بیڈ پر رکھا موبائل اٹھا کر نگاہوں کے سامنے کیا۔۔ غیر شناسا سے جگمگاتے ہندسوں کو وہ نہیں پہچانتی تھی۔۔

اگلے ہی پل اس نے کال رسیو کر کے فون کان سے لگایا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مس نازنین انصاری۔۔! آپ کو رمیز انصاری کے آفس آنا ہے اور انکار کی صور "___

"میں آؤنگی۔۔ "

اور یہ ٹھک۔۔ اس نے فون کان سے ہٹا کر بیڈ پر ڈال دیا تھا۔ پھر سرد مہر سے تاثرات لیے اپنے بخار کی پرواہ کیے بغیر وارڈراب کی جانب بڑھ گئی۔

دوسری جانب وجدان نے اپنا کالج بیگ کندھے پر ڈالا اور پھر آناًفاناً گھر سے نکلتا چلا گیا۔ صوفیہ اسے آوازیں دے کر روکتی رہ گئیں لیکن وہ ہر پکار کو ان سنی کر گیا تھا۔۔ وہ طلحہ کا بیٹا تھا۔۔ کسی کی پکار پر ٹھہر جانا اسکے خون میں ہی شامل نہیں تھا۔۔ !

****

وہ آج گھر پر ہی تھا۔ ثانیہ والے واقعے کے بعد اس نے سہیل کا بھی سامنہ نہیں کیا تھا۔ عدیل بھی خلافِ توقع آج آفس چلا گیا تھا جس کی خوشی گھر میں موجود ثانیہ اور روحیلہ۔۔ دونوں کے چہروں سے عیاں تھی۔ اس نے بھی عدیل کے فیصلے پر گہرا سانس لے کر شکر کا کلمہ ادا کیا تھا۔ کچھ تو عقل آئی اسکے بیوقوف بھائی کو۔۔

ابھی وہ اپنے کمرے سے شاور لے کر نکھرا نکھرا سا باہر نکلا ہی تھا کہ ثانیہ اسکے سامنے دوڑتی ہوئی آئی۔ گھٹنوں سے اوپر کو آتی فراک کے ساتھ ہم رنگ چوڑی دار پجامہ زیب تن کیے۔۔ بالوں کو ہاف باندھے وہ شاید کہیں جانے کے لیے تیار لگ رہی تھی۔

"بھائی۔۔ وہ بابا بلا رہے ہیں آپکو۔۔ "

خیریت۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مام بھی ساتھ ہی بیٹھی ہیں۔۔شاید آپکے رشتے کی بات چل رہی ہے۔۔ "

اس نے آنکھیں بچوں کی طرح چھوٹی کر کے کہا تو حرم اسکی خوشی پر مسکرایا۔پھر اسکے ساتھ ہی ساتھ زینے اترنے لگا۔۔

"میں میرج مٹیریل ہرگز بھی نہیں ہوں۔یہ بات کیوں نہیں سمجھ آتی مام کو۔۔؟ "

"ہر انسان میرج مٹیریل ہوتا ہے بھائی۔۔ "

اس نے تصحیح کرنا اپنا فرض سمجھا تھا۔وہ اسے دیکھ کر سر ہلاتا ہوا کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔اور چونکہ ثانیہ کو اس قسم کی "سینئر نشست "میں بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی تو وہ اپالو کو لیے لاؤنج عبور کر کے باہر کی جانب چلی آئی تھی۔ اپالو پچھلے دنوں سے خاصہ کمزور اور سست محسوس ہو رہا تھا۔شاید اسکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔وہ اسے ہی کلینک لے کر جا رہی تھی۔

گاڑی میں بیٹھ کر ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کیا تو وہ مؤدب سا گردن جھکا کر اندر آبیٹھا۔۔

پیچھے کمرے میں حرم سہیل اور روحیلہ کے مقابل براجمان تھا۔۔ٹانگ پر ٹانگ جمائے اپنے مخصوص سے مسکراتے ہوئے انداز میں۔۔

"پہلے تو مجھے تم یہ بتاؤ کہ اتنی رات گئے تک کہاں تھے۔۔؟ اور دوسری بات۔۔ یہ گھر پر نہ آنے کی کیا تک بنتی ہے بھلا۔۔؟ "

وہ فربہ سی خاتون تھیں جو نفیس سے لباس میں ملبوس،ناک پر چشمہ جمائے گھور کر اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ انکے برابر براجمان سہیل بھی حرم کی جانب ہی متوجہ تھے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ مام۔۔ میری ایک دوست نے آنا تھا فلیٹ میں تو۔۔ بس اسی لیے میں گھر نہیں آ سکا۔۔ "

کان کی لو کھجا کر ذرا کھسیانا سا ہو کر مطلع کیا گیا تھا۔۔ اسکے ایسے جواب پر جہاں روحیلہ کا چہرہ گردن تک سرخ ہوا تھا وہیں سہیل نے آنکھیں استعجاب سے پھیلا کر اسے دیکھا تھا۔۔

"دوست۔۔؟! کونسی دوست۔۔؟ اور تم کب سے اکیلے فلیٹ میں دوستوں کو لانے لگے۔۔!! وہ بھی لڑکیاں۔۔ "!

بس بیہوش ہونے کی کمی رہ گئی تھی باقی انداز ویسا ہی تھا روحیلہ کا۔۔ وہ انکے انداز پر ہنس کر کچھ اور سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ اس کا جھوٹ سیشن زبردست جا رہا تھا۔

"مام میں ایک عرصے تک لندن میں رہ کر آیا ہوں۔ میرے لیے دوستوں کو خالی فلیٹ میں لے کر جانا کوئی مسئلہ نہیں۔۔ "

شرم نام کی اگر کوئی چیز تھی تو حرم اس چیز سے بالکل بیگانہ تھا۔ روحیلہ نے منہ کھول کر آنکھیں بنا جھپکے اسے دیکھا تھا اور سہیل تو یکدم ہی کھنکھارے تھے۔۔

"بے شرم انسان۔۔! والدین تک کا خیال نہیں ہے تمہیں۔۔! اور یہ جو خاندان بھر میں بہت اچھے بچے مشہور ہو۔۔ کیا اس عزت کو تلپٹ کرنا ہے تم نے۔۔؟ اگر کسی خاندان کے فرد نے دیکھ لیا تو خدایا۔۔ جانے کس انداز سے وہ باتوں کو خاندان بھر میں پھیلا دیں گے۔۔ "

انہیں کچھ اور فکر ستانے لگی تھی۔ اس نے محض کندھے اچکانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

"اب سے تم کوئی رات اپنے فلیٹ میں نہیں گزارو گے۔۔! سہیل۔۔ فوراً سے پہلے اس سے اسکا اپارٹمنٹ واپس لیں۔ یہ پاکستان کو بھی لندن سمجھ رہا ہے۔۔ بیٹا جی یہاں پر ایسا کوئی ماحول نہیں ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ماحول تو ہے مام۔۔ لیکن نگاہوں سے اوجھل ذرا مختلف انداز سے کام کرنے والا ماحول ہے۔ نہیں تو جتنی آزادی لندن میں ہے اس سے کہیں زیادہ آزادی ہمارے یہاں بھی بخوبی دیکھی جا سکتی ہے۔۔"

ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ ایسے چھوٹے موٹے انکشافات کرنے کا عادی تھا۔ روحیلہ نے مزید اسکے ساتھ اپنا سر کھپانا مناسب نہ سمجھا۔ وہ اب کہ اصل مدعے پر ائی تھیں۔۔

"میں نے اور تمہارے ڈیڈ نے یہ طے کیا ہے کہ ہم تمہاری اور عدیل کی شادی ساتھ ہی کریں گے۔ عدیل سے ہم نے معلوم کر لیا ہے۔ اسے اپنی کلاس فیلو پسند ہے۔ اور تمہارے لیے ہم نے ایبہا کا ہاتھ مانگنے کے بارے میں سوچا ہے۔۔"

سہیل نے بھی اثبات میں سر ہلا کر روحیلہ کے مدعے کی تائید کی تھی۔

"پھر۔۔؟ "

"پھر یہ کہ تمہیں ایبہا کے ساتھ پر کوئی اعتراض تو نہیں ہے نا۔۔؟ "

وہ چند پل خاموشی سے انکا چہرہ دیکھے گیا تھا۔ پھر سیدھا ہو بیٹھا۔۔ بھوری آنکھیں سنجیدہ ہو گئیں۔۔

"میں ایبہا سے شادی نہیں کر سکتا۔۔ "

اسکے جواب پر جہاں سہیل چونکے تھے وہیں روحیلہ پر بھی گھڑوں پانی پڑ چکا تھا۔

"کیوں۔۔؟ کیا خرابی ہے ایبہا میں۔۔؟ گھر کی بچی ہے اور گھر کی بات گھر ہی میں طے ہو جائے تو زیادہ بہتر ہوتا ہے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

روحیلہ کے بجائے اب کہ سہیل نے اسے قائل کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ یہ بھی بخوبی جانتے تھے کہ وہ باآسانی قائل ہونے والوں میں سے نہیں تھا۔۔

"وجہ تو کوئی خاص نہیں لیکن میں نے ایہا کے بارے میں کبھی ایسا سوچا نہیں۔۔ "

"تو اب سوچ لو بیٹا۔۔ "!

روحیلہ کی جانب سے ایک بار پھر پیش قدمی کی گئی تھی۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔

"میں نے کبھی اسکے بارے میں ایسا نہیں سوچا ماما اور نہ آئندہ کبھی مستقبل میں، میں ایسا کچھ سوچنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مجھے وہ نہیں پسند۔۔ بات ختم۔۔ "

وہ اگلے ہی پل اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"لیکن بیٹے۔۔ خرابی کیا ہے اس رشتے میں۔۔؟ "

روحیلہ نے شائستہ کو جواب دینا تھا۔ انہیں ابھی سے ہی ٹھنڈے پسینے آنے لگے تھے۔

"خرابی کچھ نہیں ہے بس مجھے وہ اپنے لیے اس لحاظ سے نہیں پسند۔۔ اور ہاں۔۔ میرا ایک خاصہ ویل اوف دوست ہے۔۔ حیدر نقوی۔۔ وہ بھی رشتہ تلاش کر رہا ہے۔ ماما کو یہ رشتہ بتا دیجیے گا۔ شاید انہیں پسند آ جائے ایہا کے لیے۔۔"

اس نے کہہ کر رخ کمرے سے باہر کی جانب پھیرا اور پھر تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔ پیچھے سہیل اور روحیلہ گہرا سانس بھر کر رہ گئے تھے۔۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ثانیہ نے کلینک کا دروازہ دھکیلا تو اوپر لگی گھنٹی ہولے سے بج اٹھی۔ وہ اپالو کو ہاتھ میں لیے اندر چلی آئی تھی۔ لیکن کلینک خالی پڑا تھا۔ سفید ٹھنڈے ٹائلز پر نظر آتے اپنے عکس کو تکتے اس نے نگاہیں آس پاس گھما کر دیکھا لیکن کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ اس نے ایک نگاہ پلٹ کر دروازے پر ڈالی جہاں "کلوز" کا بورڈ لگا ہوا تھا۔

اوہ۔۔اس نے اندر آتے ہوئے اسے دیکھا ہی نہیں تھا۔ ابھی وہ اپالو کو مزید درستگی سے پکڑتی پلٹنے ہی لگی تھی کہ ایک جانب بنے زینوں سے کسی کی آواز سنائی دی۔۔ وہ سارنگ ہی تھا۔۔ تولیے سے بالوں کو رگڑتا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ شاید وہ ابھی شاور لے کر نکلا تھا۔ جینز پر سفید رنگ کی ٹی شرٹ پہنے، ہمیشہ کی طرح ہینڈسم۔۔

"میں نے وہ فائلز __"

ثانیہ پر نگاہ پڑتے ہی اسکی زبان بے ساختہ رک سی گئی تھی۔ پھر مسکرا کر اسے ہاتھ سے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتا وہ اپنی بات وہیں سے جوڑ چکا تھا۔

"ان فائلز کو ڈی کرپٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں میں لیکن یہ اتنا آسان نہیں۔ جلد ہی تمہیں پروگریس سے آگاہ کرتا ہوں اور ہاں۔۔ طالوت نے کہا تھا کہ ایک بار پھر سے ان تمام ڈیڈ باڈیز کی Autopsy رپورٹ دیکھ لینا۔۔ شاید کچھ مل جائے۔۔۔"

کچھ دیر رک کر اس نے آگے والے کی بات سنی اور پھر اثبات میں سر ہلا کر کہنے لگا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ میں دیکھتا ہوں ان کیمروں کی فوٹیجز کو بھی۔۔ اوکے۔۔ رکھتا ہوں ابھی۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے کان سے فون ہٹا کر ایک جانب رکھا اور پھر ثانیہ کے پاس چلا آیا۔ وہ اپالو کو گود میں لیے بھوری آنکھیں اٹھائے اسے ہی دیکھ رہی تھی اور اسے دن کی اس روشنی میں ماننا پڑ رہا تھا کہ اسکی آنکھیں واقعی گہری سبز تھیں۔۔ چمکتی ہوئی سبز۔۔

"کیسے آنا ہوا۔۔؟ پپی تو ٹھیک ہے نا آپکا۔۔؟ "

ثانیہ کو دیکھ کر وہ خوش ہوا تھا۔۔ یہ اسکے خوشگوار انداز سے ہی عیاں تھا۔

"سوری۔۔ میں نے کلوز کا بورڈ دیکھا نہیں اور میں جانے ہی لگی تھی کہ آپ نظر آ گئے۔۔ میں آپکی چھٹی خراب کر رہی ہوں۔۔ "

اسکی بات سن کر وہ ہنس پڑا تھا۔ اب اس لڑکی کو وہ کیا بتاتا کہ وہ اسکی چھٹی خراب نہیں خوشگوار کر رہی تھی۔ لیکن خیر اس نے فی الحال اس انکشاف کو جانے دیا۔۔ کبھی تو وہ اسے بتا ہی دے گا کہ وہ اسے کتنی اچھی لگتی تھی۔۔ اچھی۔۔؟ اس لفظ پر وہ اندر ہی اندر چونکا تھا۔۔

"کوئی بات نہیں۔ جانوروں کے لیے میرے پاس وقت ہی وقت ہے۔ آپ اگر مجھے گہری نیند سے اٹھا کر بھی کسی جانور کے متعلق استفسار کریں گی یا اسے ٹریٹ کرنے کا کہیں گی تو میں بخوشی راضی ہو جاؤنگا۔۔ جانور میرے لیے زندگی کا کام کرتے ہیں۔۔ "

"بس جانور۔۔؟ "

اور وہ جو اپالو کو احتیاط سے اٹھا کر آپریٹنگ ٹیبل پر لٹا رہا تھا ثانیہ کے سوال پر چونک سا گیا۔ اسکی سبز آنکھیں متعجب ہو کر اور بھی خوبصورت لگتی تھیں۔۔ پھر وہ سر جھٹک کر مسکراتا ہوا اپالو کی جانب متوجہ ہوا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کبھی کسی انسان نے جانوروں کی جگہ لینے کی کوشش ہی نہیں کی۔اسی لیے میں ابھی کہہ نہیں سکتا کہ انسان زندگی دینے کا کام کرتے ہیں یا نہیں۔۔ویسے عمومی طور پر میں نے انسانوں کو بہت کرخت اور زندگی سے خالی پایا ہے۔۔۔"

وہ اب اپالو کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کچھ محسوس کر رہا تھا۔ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنی ٹارچ بھی اسکی آنکھوں پر لگا کر چیک اپ کیا تھا۔وہ اسے معمول سے سست اور ذرا بیمار محسوس ہو رہا تھا۔

"پھر آپکا پالا اچھے انسانوں سے نہیں پڑا ہو گا۔۔"

وہ اس کے مقابل کھڑی اسے اپالو کو ٹریٹ کرتے دیکھتی ہوئی کہہ گئی تھی۔وہ اسکی بات پر مسکرایا تھا۔۔پھر اپالو کو اٹھا کر ثانیہ کی جانب بڑھایا اور اپنے ورکنگ ٹیبل کی جانب چلا آیا۔۔

"مجھے زندگی نے بہت اچھے انسان دیے ہیں۔ان کی موجودگی کے لیے میں جتنا بھی شکر گزار رہوں کم ہے۔۔لیکن خالی اور کرخت بہر حال وہ بھی ہیں۔۔"

"لیکن آپ خود تو ایسے نہیں لگتے۔۔"

ثانیہ نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے ہاتھ سے چٹ تھام لی تھی۔اس نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"میں خود کیسا لگتا ہوں پھر۔۔؟"

قلم کو ایک جانب سے لبوں پر رکھ کر وہ کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ثانیہ اسکے سوال پر کھل کر مسکرائی۔۔

"آپ بہت رحم دل اور نرم مزاج،زندگی سے بھرپور انسان معلوم ہوتے ہیں۔میں نے کبھی کسی انسان کو محض جانوروں کے لیے اتنا ڈیڈیکیٹڈ نہیں دیکھا۔آپ پہلے ہیں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے قلم رکھ کر بنا آواز کے تالیاں بجائی تھیں۔ وہ اسکے انداز پر ہنس پڑی۔

"پپی کو جو بینز آپ نے کھانے کے لیے دی تھیں وہ اسکی حساس طبیعت کو راس نہیں آئیں۔ دوسرے معنوں میں اسے ان بینز سے ایلرجی ہے اور یہ جب بھی اس قسم کی یا پھر اس سے جڑی کوئی بھی چیز کھائی گا تو بیمار ہو جائے گا۔۔ میں نے اسکی غذا آپکو لکھ دی ہے۔ چند دن تک اسے وہی کھلائیں۔ آپکا پپی بالکل پہلے کی طرح صحت مند ہو جائے گا"

"تھینک یو ڈاکٹر۔۔ "

وہ شکریہ کر کے مسکراتی ہوئی پلٹ گئ تھی۔ سارنگ اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا لیکن جونہی ثانیہ نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ پیچھے کی جانب کھینچ کر کھولنا چاہا تو حیران رہ گئ۔ حرم وہی دروازہ کھولے اندر داخل ہو رہا تھا۔۔ اور ثانیہ کو کلینک سے نکلتا دیکھ کر وہ بھی لمحے بھر کے لیے رکا تھا۔۔ پھر ابرو حیرت سے سکڑ گئے۔۔

"ثانی۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔؟ "

"بھائی میں تو اپالو کا چیک اپ کروانے آئی تھی۔۔ آپ۔۔ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔؟ "

اس نے ایک نگاہ سامنے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے سارنگ پر ڈالی تھی۔ حرم کو اسکی رنگت میں حیرت کے رنگ واضح طور پر گھلتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔۔

"دوست ہے یہ میرا۔۔ سارنگ بدر۔۔ "!

مسکرا کر تعارف کروایا تو ثانیہ نے ایک بار پھر سے پلٹ کر سارنگ کی جانب دیکھا جو ہونق بنا ان دونوں کو ہی تک رہا تھا۔ اور پھر اس کا دل کیا اپنے بال نوچ لے۔۔ حرم کی بہن۔۔۔!! اسکی بہن ہی کیوں۔۔۔!

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

حال فی الحال ڈاکٹر صاحب کا دھاڑے مار کر رونے کو دل چاہا تھا۔ اور حرم نے مسکراہٹ دبا کر عقبی جانب بنی راہداری کی راہ لی تھی۔۔ اسے سارنگ کی مایوسی کا اندازہ بخوبی تھا۔

****

وہ ایک تاریک گلی کے آخری سرے پر اکڑوں انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنے دونوں گھٹنوں کو اتنی سختی سے سمیٹ کر سینے سے لگا رکھا تھا کہ اسے سانس لینے میں دشواری سی ہونے لگی۔۔

اس نے اگلے ہی پل آنکھیں بند کر لیں۔ دو گرم آنسو ٹوٹ کر رخساروں پر لڑھکے۔۔ پھپھو کو بہت تکلیف دہ باتیں کہی تھیں اس نے۔۔ بہت اذیت ناک۔۔ اب وہ ان باتوں کا ازالہ کیسے کر پائے گا۔۔؟ اب وہ اس گلٹ سے کیسے نکل پائے گا۔۔؟

اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور سانسیں ناہموار تھیں۔ اس نے زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھنا چاہا لیکن تکلیف نے جسم میں بچی ہر طاقت سینچ لی تھی۔ اسکی سماعت میں بہت سی باتیں گھلنے لگیں۔۔ پچھلے ایک سال کے عرصے میں وہ سینکڑوں دفعہ بیشتر لڑکوں کے ہاتھوں بُلی ہو چکا تھا۔ وہ ان لڑکوں کو خاموشی سے اپنی محنت سے بنائے گئے نوٹس دے دیتا تھا۔ کیونکہ اسکے پاس بارسوخ اور دولت مند والدین نہیں تھے۔ اسکے پاس آخر تھا ہی کیا۔۔؟

لیکن اب وہ ان لڑکوں کے تسلط سے تنگ آ چکا تھا۔۔ وہ اندر ہی اندر پک چکا تھا۔۔ جھلس چکا تھا۔۔ جونہی اس نے ہمت کر کے انہیں نوٹس دینے سے انکار کیا تو وہ اس پر پل پڑے۔۔ اس نے پھپھو کو کبھی اس بات کی بھنک تک نہیں لگنے دی۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان کی زندگی میں تو پہلے ہی عذاب کے بہت سے گہرے گڑھوں نے منہ کھولے رکھا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لیکن اب مستقل پڑنے والی گالیوں۔۔ اور طویل ٹارچر کی وجہ سے اسکے اندر طیش سر اٹھا رہا تھا۔۔ بالکل آہستگی سے۔۔ اسے اپنے آپ پر غصہ تھا۔۔ اپنے باپ پر۔۔ اپنی زندگی پر۔۔

ایک نگاہ اس نے اٹھا کر آسمان کی جانب دیکھا تھا۔ کیا اب کبھی کچھ ٹھیک ہو پائے گا۔۔؟ اس نے اپنا غصہ پھپھو پر اتار دیا تھا۔ اس نے اپنے اندر چھپلے زہر کو اس پر انڈیل دیا تھا۔۔ یہ جانے بغیر کہ پھپھو کو اس زہر تلے کیسی تکلیف برداشت کرنی پڑے ہو گی۔!

اس نے جلتی آنکھوں کو رگڑا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اسکی ٹانگیں کانپ رہی تھیں لیکن وہ پھر بھی چل رہا تھا۔۔ کیا اسکے پاس اس تھکا دینے والی زندگی میں چلنے کے علاوہ کوئی راستہ تھا۔۔؟

****

"سارنگ۔۔ کیا خیال ہے اب رمیز کونسی بساط بچھائے گا۔۔؟ مظہر کی موت کے بعد ان کی انڈسٹری ایک گہرے صدمے سے دوچار ہو گی۔ جس کی وجہ سے وہ جلد از جلد پیسے ہاتھ کرنے کی کرے گا۔۔ دوسرے الفاظ میں۔۔ وہ کسی ایسی چال کی جانب قدم بڑھائے گا جو اسکا اعتماد اسکے انویسٹرز پر برقرار رکھے۔۔ کیا لگتا ہے وہ ایسا کیا کرے گا۔۔؟"

رمیز کے کاروباری تفصیلات کی فائل کو ہاتھ میں تھامے، گردن جھکائے وہ موجودہ اور پچھلے عرصے میں گزرے ہر پراجیکٹ کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اور اسے رمیز کی کاروباری صلاحیتوں کو داد دیتے ہی بنی تھی۔ اس نے ہر پراجیکٹ اس قدر مہارت سے سر کیا تھا کہ دیکھنے والی ہر نگاہ میں اسکے فہم و فراست کے لیے ستائش امڈ آتی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے سر اٹھا کر سارنگ کی جانب دیکھا۔وہ دونوں ہاتھوں کو باندھے،منہ پھلائے، دونوں ابرو سمیٹے بس سامنے کھڑی مٹیالے رنگ کی دیوار کو تک رہا تھا۔حرم کو اسے ایسے دیکھ کر بے ساختہ ہی ہنسی آئی تھی۔۔

"کیا ہوا مہاراج سنگھ۔۔؟اتنے غصے میں کیوں ہو۔۔؟ "

صاف ظاہر تھا کہ وہ اسکی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا۔

"تجھ سے ملنا میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔کاش میں نے اس دن دوستی کے لیے ہاتھ آگے نہ بڑھایا ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا۔۔ "

اسے رہ رہ کر اپنے بڑھائے گئے ہاتھ کا صدمہ کھائے جا رہا تھا۔ اور حرم اب کہ واقعی ہنس پڑا تھا۔ پھر مسکراہٹ دبا کر اسکے سامنے جان بوجھ کر فائل کھسکائی۔۔ سارنگ نے دانت پیس کر اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

"کیا مصیبت ہے اب۔۔؟ "

"رمیز اب کیا کرے گا۔۔؟ "

معصومیت سے بھوری آنکھیں جھپکا کر پوچھا تھا۔

"بھاڑ میں گیا رمیز اور اسکا وہ سائیکو سیکریٹری۔۔ "!

"ہوا کیا ہے میرے بھائی۔۔؟ "

"تو بات نہیں کر یار مجھ سے۔۔ "

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہاتھ جوڑ کر ماتھے پر لگانے کی کمی رہ گئی تھی بس اب۔وہ سر ہلا کر کمپیوٹر کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔پھر ڈیش کیم میں موجود زاویار کی وڈیو کو دوبارہ سے دیکھنے لگا۔۔

"اس سارے معاملے میں مجھے ایک بات اب تک سمجھ نہیں آئی سارنگ۔۔ "

سامنے چلتی وڈیو کو غائب دماغی سے تکتے ہوئے اس نے کہا تو سارنگ گہرا سانس لے کر سیدھا ہو بیٹھا۔کوئی فائدہ نہیں تھا سوگ منانے کا۔۔ کیونکہ حرم نے اسے وہ سوگ بھی چین سے نہیں منانے دینا تھا۔۔

"کیا۔۔؟ "

"جاوید انصاری کی بہت سی جائیدادیں تھیں۔وہ ایک جانے مانے بزنس مین تھے تو ایسا ممکن نہیں ہے کہ انکا کوئی بیک اپ پلان نہ ہو۔کوئی بھی سمجھدار انسان بغیر کسی بیک اپ پلان کے کوئی کام نہیں کیا کرتا۔لیکن پھر۔۔ نازنین کے حالات اتنے ابتر کیوں ہیں کہ انہیں دو دو جابز کرنی پڑ رہی ہیں۔۔؟وہ جائیداد اور پراپرٹی کیا ہوئی۔۔؟"

کہیں سے کچھ غائب تھا۔اسے بات پوری طرح سے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔اس نے سوچتی نگاہیں سارنگ کی جانب گھمائیں۔۔وہ بھی شاید کچھ سوچ رہا تھا۔۔

"میں جاوید سر کا کیس اسٹڈی کرنا چاہیے۔جب بھی کبھی انسان درمیان میں اٹک جائے اور سامنے بند گلی نظر آنے لگے تو بہتر یہی ہوتا ہے کہ چیزوں کو دوبارہ سے شروع کیا جائے۔لائحہ عمل کو دوبارہ سے ترتیب دیا جائے۔۔"

اسکی بات میں وزن تھا۔حرم نے سر اثبات میں ہلا کر اسکی تائید کی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کہاں سے شروع کروں۔۔؟ "

اس نے ایک بار پھر سے مدد طلب نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔۔

"رمیز اور جاوید کے باہم تعلقات سے۔۔ "

وہ اگلے ہی پل اٹھ کھڑا ہوا تھا پھر سیاہ مارکر لے سفید بورڈ پر رمیز اور جاوید کا نام لکھا۔۔ حرم متوجہ ہو کر بورڈ کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔

"اگر ان دونوں کے تعلقات آپس میں بہتر نہیں تھے تو گڑبڑ یہیں سے ہے پھر۔۔ رمیز کو نازنین کے ٹراما کی وجہ سے گھر چھوڑنا پڑا۔۔ "

اس نے ایک لکیر کھینچی تھی۔ ایک میپ۔۔ ایک نقشہ۔۔ کہ چیزوں نے جنم کس طرح لیا ہو گا۔۔

"گھر چھوڑنے سے قبل ہی رمیز نے کبھی جاوید کا ساتھ نہیں دیا۔ یعنی۔۔ وہ اسے شروع سے ہی ناپسند کرتا تھا۔۔ "

جاوید کی لکیر کو اس نے رمیز کے ساتھ ملایا تھا۔ چیزیں آہستگی سے واضح ہونے لگی تھیں۔۔

"جب جاوید گھر سے نکلے تب اتنے بوکھلائے ہوئے تھے کہ انہیں باقی معاملات کے ساتھ اپنی جائیداد کا بھی یہی خیال آیا کہ وہ جلد ہی ان سے ہتھیالی جائے گی۔ وہ نفسیاتی طور پر خوفزدہ تھے۔ اور جب انسان خوفزدہ ہوتا ہے تب وہ کیا کرتا ہے۔۔۔؟"

اس نے ٹھہر کر سوال کیا تو حرم سیدھا ہو بیٹھا۔ سب ٹکڑے جیسے اپنی جگہوں پر آ گرے تھے۔

"وہ اپنی اس محبوب چیز کو کہیں بہت محفوظ مقام پر چھپا دیتا ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے لبوں سے پھسلا تھا۔ سارنگ نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا اور پھر ایک اور لکیر کھینچی۔۔ وہ اوپر کھنیچی گئ دونوں لکیروں کو باہم ملاتی تھی۔ ایک اور کڑی۔۔ ایک اور سرا۔۔

" جاوید رمیز سے خوفزدہ تھے۔ اسی لیے انہوں نے اپنی جائیداد کو کسی ایسی جگہ پر چھپادیا ہے جہاں تک نازنین کی بھی رسائی نہیں ہے۔ وہ اسے رمیز سے بچا کر اپنے بچوں کے لیے محفوظ کرنا چاہتے تھے۔ اور شاید وہ انہیں جلد ہی اس محفوظ کا غذات کے بارے میں بتا بھی دیتے لیکن پھر زندگی نے انہیں اتنی مہلت ہی نہیں دی۔۔ اور وہ اس راز کو کھولے بغیر اس دنیا سے چلے گ ءے۔۔"

سارنگ کی بات میں کہیں بھی کوئ جھول موجود نہیں تھا۔ حرم کی نگاہوں کے سامنے نازنین کا لرزتا ساوجود لہرایا تھا۔۔ انصاری ہاؤس کے باہر گھٹنوں کے بل گری۔۔ روتی ہوئ لڑکی۔۔

" اور شاید رمیز نے نازنین کے ساتھ ایک دم سے تعلقات بھی اسی لیے استوار کیے کیونکہ وہ اس جائیداد میں انٹرسٹڈ تھا جو کہ جاوید کے نام تھی۔۔ "!

" بالکل۔۔ "

اس نے آنکھیں موند کر سر ایک دم کرسی کی پشت سے ٹکایا تھا۔ بہت سی الجھن سلجھ گئ تھی اور بہت سی باتیں مزید الجھ گئ تھیں۔ اگر جائیداد کے کاغذات نازنین کے پاس نہیں تھے تو پھر وہ کہاں تھے۔۔؟ اور جاوید کا اچانک ہٹ اینڈرن حادثے میں مارا جانا۔۔ کیا یہ سب اتفاق تھا۔۔؟ وہ اگلے ہی پل سیدھا ہو بیٹھا تھا۔۔

" جاوید سر کی ڈیتھ کو کسی اور اینگل سے دیکھنا پڑے گا حرم۔۔ ہو سکتا ہے کہ یہ قتل ہو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

سارنگ کی بات پر اس نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔۔ اسے جلد از جلد نازنین سے ملنا تھا۔ اگلے ہی پل اسکرین پر ابھرے ہوئے نقشے پر سرخ بتی حرکت کرنے لگی تھی۔ وہ ابرو سکیڑ کر نیچے جھکا اور پھر ساکت رہ گیا۔ نازنین کا ٹریسر تیزی کے ساتھ انصاری آفس کی جانب بڑھتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔۔

"نازنین رمیز کے آفس کیوں جا رہی ہیں۔۔؟ "

سارنگ بھی اسکے ساتھ ہی جھکا حیرت سے بولا تھا۔ حرم نے ایک پل کو مڑ کر اس سفید بورڈ کو دیکھا اور پھر سارنگ کی جانب نگاہیں گھمائیں۔۔

"کاغذات۔۔ وہ ان کاغذات کے پیچھے ہے۔۔ "

اسکی نگاہ سمجھ کر سارنگ نے جلدی سے کہا تھا۔ حرم نے ڈیسک پر دھرا اپنا موبائل اٹھایا اور پھر تیزی کے ساتھ باہر کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے اسے ایک دفعہ تنہا کر دیا تھا۔۔ اور اس ایک دفعہ نازنین کو تکلیف میں دیکھنے کی گرہ اسکے دل میں اب تک موجود تھی۔ وہ اسے دوبارہ کسی ایسی تکلیف میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔

****

وجدان گھر کے باہر کھڑا خالی سی سرخ نگاہوں سے دروازے کو تک رہا تھا۔ سرمئی سی شام گھر آئی تھی۔ بادلوں کی موجودگی کے باعث بے حد خنک ہوا نے ہر شے کا احاطہ کر رکھا تھا۔ ابھی وہ گہرا سانس لے کر ہمت مجتمع کرتا، دروازہ کھولے اندر قدم رکھنے ہی لگا تھا کہ کسی کی آواز پر ٹھہر گیا۔۔ پھر پلٹ کر دیکھا۔۔ وہاں زاویار کھڑا تھا۔۔ جینز پر سیاہ ہڈ پہنے۔ ہڈ اس نے سر کے پیچھے گرا رکھا تھا اور خنک ہوا سے اسکے ماتھے پر گرے بال لمحے بھر کو لہرائے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"جی۔۔ آپ کون۔۔؟ "

"یہ میڈم نازنین انصاری کا ہی گھر ہے نا۔۔؟ "

اس نے پوچھا تو وجدان نے اپنا سراپا مکمل طور پر اسکی جانب پھیر لیا۔ پھر سر اثبات میں ہلایا۔۔

"جی۔۔ لیکن آپ کون۔۔؟ "

"میں انکا اسٹوڈنٹ ہوں۔ کچھ اہم بات کرنی تھی ان سے۔۔ اگر ملاقات ہو جاتی تو۔۔ "

"جی آپ یہاں انتظار کریں میں اندر آگاہ کر کے آتا ہوں۔۔ "

وہ اگلے ہی لمحے پلٹ گیا تھا۔ زاویار لب دانتوں تلے دبا کر صبر کے ساتھ کھڑا رہا۔

"وہ تو اس وقت گھر پر نہیں ہیں۔ "

وجدان نے دروازے سے چہرہ باہر نکال کر کہا تو وہ چونکا۔ پھر دو قدم قریب چلا آیا۔۔

"کیا۔۔ تم مجھے بتا سکتے ہو کہ وہ کہاں گئی ہیں۔۔؟ میرا ان سے ملنا بے حد ضروری ہے۔۔ "

"وہ بڑے تایا ابا کے آفس گئی ہیں۔ فی الحال آپ ان سے نہیں مل سکتے۔ کل تک کا انتظار کریں۔۔ "

لیکن اسکی پلکیں ساکت ہو چکی تھیں۔ کیا اس لڑکے نے کہا تھا کہ رمیز کا آفس۔۔؟؟ جہاں احمد ہمہ وقت موجود رہتا تھا۔ اسے اپنے سر پر لمحے بھر کو سب کچھ گھومتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔ اگلے ہی پل اس نے آس پاس نگاہ گھما کر سرمئی سی شام کو دیکھا تو الٹے قدموں بھاگا۔۔ شام کے اس وقت آفس میں لوگوں کی آمدورفت نہ ہونے کے برابر تھی اور ایسے میں۔۔ نازنین کا وہاں جانا خطرناک تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے سفید چہرے کے ساتھ کار ریورس کی اور تیزی سے آفس کی جانب بڑھ گیا۔۔

****

نازنین نے آج پھر سے سیاہ لباس زیب تن کرر کھا تھا۔ سیاہ رنگ ہمیشہ سے اسکے لیے تقویت کا باعث بنا تھا۔ کیونکہ وہ ایک ایسا رنگ تھا کہ جس میں تمام تر رنگوں کی موجودگی کے باوجود بھی کوئی مخصوص رنگ غالب نہیں رہا کرتا تھا۔ اس رنگ میں ہر رنگ جذب ہو جاتا تھا۔۔ اس رنگ میں سب کچھ سمیٹ کر سر اٹھانے کی طاقت تھی۔۔

بالوں کو فرانسیسی طرز کی چوٹی میں گوندھے، سیاہ ہیلز میں دودھیا پیروں کو مقید کیے۔۔ وہ سفید چہرے کے ساتھ برابر قدم اٹھاتی اس سنسان پڑی لابی سے گزر رہی تھی۔ اسکا چہرہ معمول سے زیادہ زردی مائل سی سفیدی میں قید لگتا تھا۔۔ لب خشک ہو رہے تھے اور آنکھیں سپاٹ دکھتی تھیں۔۔ کرخت اور ہر جذبے سے خالی۔۔

پچھلی دفعہ کی طرح اسے اس بار بھی فون پر ہدایات دی جارہی تھی۔ وہ بنا کسی دقت کے راہداریاں عبور کرتی ایک آفس کے سامنے ٹھہر گئی تھی۔۔ ہیل کی ٹک ٹک تھم سی گئی۔۔ اس نے کان پر لگا فون نیچے کر لیا۔۔ پھر دروازہ دھکیل کر اندر چلی آئی۔ آفس قیمتی فرنیچر اور بھاری پردوں سے آراستہ تھا۔ ٹیبل کے پیچھے جھولتی کرسی پر رمیز براجمان تھا۔ اسکے ساتھ ہی احمد بھی محتاط سا کھڑا تھا۔۔ وہ قریب چلی آئی۔۔ پھر کرسی کھینچ کر پورے اعتماد سے اسکے سامنے بیٹھ گئی۔ پچھلی کمزور اور ڈر کر بھاگتی لڑکی جیسے کہیں گم ہو گئی تھی۔ رمیز کے سامنے براجمان یہ لڑکی خوفناک حد تک مضبوط اور سپاٹ معلوم ہوتی تھی۔

اس نے رمیز کی آنکھوں میں اپنی سیاہ چبھتی ہوئی آنکھیں گاڑھیں۔۔ درمیان سے ماہ و سال جیسے تیزی کے ساتھ گزرے تھے۔۔ آج اٹھارہ سال بعد۔۔ وہ ڈری سہمی سی لڑکی۔۔ اسکے سامنے گردن اٹھا کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پچھلی دفعہ کچھ زیادتی کر گیا تھا میں تمہارے ساتھ۔اسکے لیے میں شرمندہ ہوں۔۔ "

وہ اسکی بات پر تلخی سے مسکرائی تھی۔

"یاد کریں۔۔پچھلی کتنی زیادتیوں پر شرمندہ ہیں آپ۔۔؟ "

"مجھے کچھ نہیں بھولا۔۔رمیز کچھ نہیں بھولتا۔۔ "

"نازنین بھی کچھ نہیں بھولی۔۔کیونکہ نازنین بھی کچھ نہیں بھولتی۔۔ "

برف اور آگ ایک دوسرے کے مقابل براجمان تھے۔دونوں ایک لمحے کے لیے بھی ایک دوسرے کی نگاہوں سے غافل نہیں ہوئے تھے۔ وہ بلاشبہ آگ اور قہر کا لمحہ تھا۔۔

"میری بڑائی تسلیم کرلو۔۔ہر عذاب سے محفوظ رہو گی۔۔ "

"خدا کی بڑائی کے آگے اپنی بڑائی کا دعوہ کرنے والوں کو اس دنیا نے، اپنی نگاہوں کے سامنے غرق ہوتے دیکھا ہے۔۔۔!"

"میں وہ دعویدار ہوں جو کبھی غرق نہیں کیا جا سکتا۔۔۔!"

"خدا وہ دعویدار ہے کہ جسے کبھی جھٹلایا نہیں جا سکتا۔۔!"

کائنات میں گردش کرتی ہر شے ساکت ہو گئی تھی۔احمد سپاٹ چہرہ لیے ایک سیدھ میں دیکھ رہا تھا اور اسکے دائیں جانب براجمان رمیز نازنین کی جانب پوری طرح سے متوجہ تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میری ملکیت میں بہت کچھ ہے۔مجھے جھٹلانے والوں نے بہیترے عذابوں کا سامنہ کیاہے۔کیاتم بھی اسی عذاب کو دعوت دے رہی ہو۔۔؟ "

"میں دعوت دے چکی ہوں۔۔ "

"تم اپنے حق میں کوتاہی کر رہی ہو۔۔ "

"مجھے اپنی حق میں کئ گئ کوتاہیاں برداشت کرنے کی عادت ہے۔۔ "

وہ ہر سوال کے ساتھ رمیز کولاجواب کر رہی تھی۔اسکی محظوظ آنکھوں کا تاثر اگلے ہی پل رخصت ہو چلا تھا۔اس لڑکی کو تو اس سے قدموں میں گر کر بھیک مانگنی چاہی ئے تھی۔۔ پھر وہ اس سے سر اٹھا کر کیسے بات کر سکتی تھی۔۔

"میرے غصے کو ہوا دینے والوں نے خوفناک راتوں کا سامنہ کیاہے۔۔ "

"خدا کے غصے کو دعوت دینے والوں سے ہی دوزخ کا ابدی وعدہ لیا گیا ہے۔۔ "

"خدا کی حقیقت ہی کیاہے۔۔؟ "!

وہ دانت پیس کر غرایا تھا۔نازنین اسکے انداز پر لمحے بھر کو مسکرائی۔۔پھر ہلکا سا آگے کو جھکی۔۔اسکی آنکھوں میں جھانکی۔۔رمیز اسکے بے خوف ارتکاز کو دیکھ کر ایک پل کے لیے حیران ہوا تھا۔۔

"خدا کی حقیقت یہ ہے کہ اس نے آنکھیں دے کر تمہاری بینائی سلب کرلی ہے۔فرشتہ صفت لوگوں کے درمیان زندہ رہ کر بھی تمہیں شیطان ہی بننا تھا۔تمہاراحال اس سے کچھ مختلف نہیں جسے آسمانوں سے دھتکار کر زمینی ذلت

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سے نوازا گیا تھا۔ لیکن اسکی جہالت کا مقام تو یہ رہا کہ وہ کبھی اپنے اصل تک کو نہیں پہچان سکا۔۔ بالکل ویسے ہی جیسے تم اندھے کر دیے گ ئے ہو۔۔!"

"بکواس۔۔بند کرو اپنی۔۔ "

نازنین اسکی دکھتی رگ کو تھام کر دبا دیا تھا۔ وہ یکلخت ہی اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر ٹیبل پر ہاتھ مار کر اسکے سامنے جھکا۔۔ خون آشام آنکھیں نازنین کی آنکھوں میں گاڑھیں۔۔

"خدا ہمیشہ سے ناانصاف تھا۔۔ وہ کبھی کبھی منصف نہیں تھا۔۔ "

نازنین نے اسکی بدلتی حالت کو افسوس سے دیکھا تھا۔ وہ جیسے انسانی جسم میں شیطان سانس لے رہا تھا۔ طیش کے باعث ابلتی اسکی آنکھیں اور کنپٹی کے گرد بچھی پھولی رگیں دیکھ کر اسے گہرے افسوس نے گھیر لیا تھا۔۔

"جس نے انصاف کو پیدا کیا ہو وہ ناانصافی کا مرتکب کبھی نہیں ہو سکتا۔ خدا منصف اعلیٰ ہے۔ بس اسکی آخری عدالت لگنے کا انتظار کرو۔ کیونکہ اس دن ہر ذی روح پر واضح ہو جائے گا کہ اس نے اپنی پشت پر کونسا بوجھ لاد لیا تھا۔"

وہ سختی کے ساتھ بولتی اسے مزید طیش دلا گئی تھی۔ وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ پھر گہرے گہرے سانس لے کر اسکی جانب دیکھا۔۔

"مجھے جاوید کی پراپرٹی کے کاغذات چاہیے۔ اور یاد رکھنا۔۔ انکار کی صورت تمہیں نہیں۔۔ تمہارے اس بھتیجے اور ماں کو بھگتنی ہو گی۔ میں تمہارے بھتیجے کا داخلہ ہر میڈیکل کالج سے حذف کروا دونگا۔۔ چند لمحوں کا کھیل ہو گا اور تمہارا بھتیجا۔۔۔ اس دنیا کے لیے ناکارہ ہو کر رہ جائے گا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی آنکھوں میں تکلیف سی ابھری تھی۔اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن اسکی جانب سے دکھائی گئی سفاکی کا شاک اس قدر گہرا تھا کہ وہ کسی بھی لفظ کی ادائیگی نہیں کر پا رہی تھی۔۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔ "!

"میں ایسا کرنے کی ہمت اور طاقت دونوں رکھتا ہوں۔۔اور اتنا تو تم بھی مجھے جانتی ہو کہ میں مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیا کرتا۔۔میں جو کہتا ہوں وہ روزِ روشن کی طرح اگلے دن ہر فرد دیکھ لیتا ہے۔۔"

"میرے پاس۔۔کسی پراپرٹی کے کاغذات نہیں ہیں۔۔بابا خالی ہاتھ تھے۔۔اور خالی ہاتھ ہی وہ اس دنیا سے جا چکے ہیں۔۔ "

"یہ کیا نئی بکواس کر رہی ہو تم۔۔ "!

اس بار احمد بھی چونکا تھا۔

"یہ اگر بکواس ہوتی تو شاید میں آج اس دو ٹکے کی جاب کے پیچھے خوار نہیں ہو رہی ہوتی۔بابا کے پاس کوئی جائیداد نہیں تھی۔۔انکے پاس تو اپنی بیماری کے علاج کے لیے تک رقم نہیں تھی۔۔"

اسکی آواز آخر میں کانپی لیکن وہ پھر بھی جم کر بیٹھی رہی۔وہ تھک چکی تھی۔۔وہ تھک رہی تھی۔بخار بہت تیز ہو چکا تھا اور اب اسکا پورا وجود بخار میں پھنک رہا تھا۔

"جھوٹ۔۔۔مت بولو۔۔ "!

وہ چیخ اٹھا۔۔نازنین اٹھ کھڑی ہوئی۔۔احمد گھوم کر اسکی جانب آیا تھا۔وہ رمیز کے آگے ایک ہاتھ پھیلائے اسے کسی بھی انتہائی قدم سے باز رکھے ہوئے تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میرے پاس۔۔کسی جائیداد کے کوئی کاغذات نہیں ہیں۔اسی لیے۔۔مجھے آئندہ پریشان مت کرنا۔۔اور ہاں۔۔ یہ مت بھولنا کہ میں تمہارے اس قتل کو فراموش کر چکی ہوں۔عینی شاہد زندہ رہ جائے تو قاتل کی موت ہو جایا کرتی ہے۔۔ یاد رکھنا۔۔"

انگشتِ شہادت لہرا کر اسے تنبیہہ کرتی وہ اگلے ہی پل مڑی تھی اور پھر دروازہ دھکیل کر باہر نکلتی چلی گئی۔۔اسے سانس لینے میں دشواری سی ہونے لگی تھی۔۔چلتے قدموں میں بلا کی کپکپاہٹ اتر آئی تھی۔سینہ جیسے کسی تکلیف کے زیرِ اثر تنگ پڑنے لگا تھا۔۔

ابھی اس نے چکراتے سر کے باعث دیوار کا سہارا لیا ہی تھا کہ اسے سنسان پڑے ہال کے داخلی دروازے کے ساتھ کوئی ہیولہ سا کھڑا دکھائی دیا۔۔اس نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا اور جانے کیوں۔۔اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گر پڑا۔۔وہ قریب چلا آیا تھا۔۔

اسی پہر۔۔سر پر ہڈ گرائے۔۔ نازنین کے پیچھے زاویار نمودار ہوا تھا۔۔ لیکن پھر وہ ٹھہر گیا۔۔کوئی اس سے پہلے ہی نازنین تک پہنچ چکا تھا۔

حرم اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔نازنین کی زخمی آنکھیں کو خاموشی سے دیکھتا ہوا۔۔

"ایسا کیوں ہو رہا ہے حرم۔۔؟میں تمہیں ہر اس جگہ کیوں دیکھ رہی ہوں جہاں تمہارے نظر آجانے کی امید صفر رہی ہو۔۔کیا یہ سب۔۔اتفاق ہے۔۔؟ "

سفید پڑتے لبوں کے ساتھ اس نے ختم ہوتی ہمت لیے آخری سوال پوچھا تھا۔۔

"سوری۔۔مجھے دیر ہو گئی۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے نفی میں سر ہلا کر اسے ہاتھ سے پرے کیا تھا لیکن جونہی وہ آگے بڑھنے لگی تو لڑکھڑا گئی۔ حرم نے بے ساختہ ہی اسے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔۔ زاویار نے چہرہ پھیر لیا۔۔ تکلیف ہونے لگی تھی۔۔

"دیکھ کر۔۔ گر جائینگی آپ۔۔ "

"اس بار گری نا تو اٹھنے کی ہمت نہیں ہو گی مجھ میں۔۔ "

اسکے آنسو ٹپ ٹپ حرم کے ہاتھ پر گرنے لگے تھے۔ سنسان پڑی راہداریوں میں اذیت سی اذیت پھیلنے لگی تھی۔

"میں گرنے نہیں دونگا آپ کو۔۔ "

بھوری آنکھوں میں کچھ زخمی سا ابھرا تھا۔۔ نازنین بہت خاموشی سے ان آنکھوں کو دیکھے گئی تھی۔۔

"تم تو اجنبی ہو۔۔ تم کیا کر سکتے ہو۔۔؟ یہ لوگ بہت خطرناک ہیں۔۔ تم جیسا معصوم کیسے ان سے مجھے بچا سکتا ہے۔۔ مجھے جانے دو۔۔ مجھے چھوڑ دو۔۔ ایسی امید نہ تھماؤ کہ اس سب کے آخر میں میرے پاس ٹوٹی کرچیوں کے سوا کچھ نہ بچے۔۔"

اس نے اگلے ہی لمحے حرم کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں سے ہٹایا تھا۔ پھر بمشکل چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے بڑھ آئی۔۔ وہ پیچھے کھڑا رہ گیا تھا۔۔ لیکن وہ اسے یوں تنہا نہیں جانے دے سکتا تھا۔۔ تب جب کہ وہ اتنی کمزوری کا شکار ہو رہی تھی۔ اس نے باہر نکل کر گاڑی اسکے سامنے لا کھڑی کی۔۔ وہ اسے چند پل دیکھتی رہی اور پھر خاموشی سے پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔

کچھ تھا جو اس اجنبی کو باقیوں سے ممتاز کرتا تھا۔۔ کچھ تھا۔۔

اس نے تھک کر اپنا سر پشت سے ٹکایا اور پھر پیچھے کی جانب بھاگتے درختوں کو خاموشی سے تکنے لگی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

وہ اسکے گھر کے باہر گاڑی بالکل خاموشی سے روک چکا تھا۔ نازنین کا چہرہ اسے حد درجہ سفید محسوس ہو رہا تھا اور وہ اسے پہلے سے خاصی مضمحل بھی لگ رہی تھی۔

"پلیز آئندہ اکیلے مت جایئے گا وہاں پر۔۔ "

"کچھ جنگیں اکیلے لڑنی پڑتی ہیں۔ ان سے رہائی کا کوئی راستہ نگاہوں کے سامنے نہیں ہوتا۔۔ تھینک یو۔۔ "

وہ کھوکھلا سا کہہ کر اگلے ہی پل دروازے کھولے اتر چکی تھی۔ اسکے قدموں کی لرزش گہری ہو گئی تھی اور بخار کے باعث اسے اپنے ساتھ ساری دنیا بھی تپتی محسوس ہو رہی تھی۔ حرم نے اسے گھر کا دروازہ پار کرتے دیکھا اور پھر چند پل سر اسٹیرنگ وہیل پر ٹکا کر بیٹھا رہا۔ کیا اسے نازنین کو بتا دینا چاہیے۔۔؟ لیکن وہ اس سے کہے گا کیا۔۔؟ کیا وہ محض اسے تھوڑی تسلی نہیں دے سکتا کہ وہ اسکے ساتھ ہے۔۔؟ ہو سکتا ہے کہ اس سے اسکی تکلیف کچھ کم ہو سکے۔۔ ہو سکتا ہے۔۔ ہاں۔۔ لیکن پھر اگلے ہی لمحے وہ اپنے خیال کو جھٹک چکا تھا۔

ابھی وہ اسے بتا کر مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اعمال کے ایک نہیں کئی رد عمل ہوا کرتے ہیں۔ اسے ہر رد عمل کو مناسب فریکوئنسی پر لگا کر ہی نازنین سے بات کرنی چاہیے تھی۔۔ بنا کچھ طے کیے وہ اس سے کچھ بھی کہنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔

دوسری جانب وہ ہمیشہ کی طرح کسی سے بھی بات کیے بغیر اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔ پھر لحاف خود پر اوڑھ کر کپکپاتے وجود کو بمشکل قابو کرنے لگی۔۔ رات کی گہرائی کے ساتھ اسکی سماعت میں اترتی ہر بات مزید سیاہی کے ساتھ گھلنے لگی تھی۔۔ وجدان کی باتیں۔۔ رمیز کی باتیں۔۔ حرم کی باتیں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکا نازک وجود ان باتوں کے وزن تلے ٹوٹنے کی حد تک درد کرنے لگا تھا۔ پھر صوفیہ اسکے کمرے میں چلی آئیں۔۔ شاید اب وہ اسکے ماتھے پر ٹھنڈی پٹیاں رکھ رہی تھیں۔۔ وجدان بھی اسکے سرہانے کھڑا۔۔ پریشانی سے اسے تک رہا تھا۔۔ وہ نیم بیہوش سی کیفیت میں تھی۔۔

تکلیف کی شدت تلے وہ اس رات کب سوئی اسے اندازہ نہیں ہو سکا۔۔

حرم اسی پہر اپنے بستر پر چت لیٹا چھت کو تک رہا تھا۔ سارنگ کی کال پر اس نے موبائل کی اسکرین کو دیکھے بغیر کان سے لگایا۔۔

"مظہر کے کیس کی پی ڈی ایف میل کر دی ہے میں نے۔۔ ایک بار پھر سے دیکھ لینا۔۔ "

"ہوں۔۔ "

اس نے ہولے سے کہا تو دوسری جانب سارنگ چونکا۔ حرم عموماً بہت کم ایسے تاثرات دیا کرتا تھا۔ اسکے ردعمل بہت خوشگوار اور محظوظ کن ہوتے تھے۔ سارنگ نے اسکے جانب کی خوشگوار سی فضا کو مفقود محسوس کیا تو پوچھے بنا نہ رہ سکا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟ کسی بات پر پریشان ہو کیا۔۔؟ "

اس نے چند لمحے مزید خاموشی سے تنی چھت کو گلابی آنکھوں سے دیکھا اور پھر ہولے سے بولا۔۔

"وہ اتنی زخمی لگ رہی تھی بدر۔۔ کہ میں اسکے زخموں کی تکلیف کا تعین تک نہیں کر پا رہا ہوں۔ کیا میں اس بار بھی اسے شہوار کی طرح کھو دونگا۔۔؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے اندر پلتے خوف کو الفاظ کی شکل مل گئی تھی۔ سارنگ نے دوسری جانب گہرا سانس لیا تھا۔ وہ اسکے اپ سیٹ ہونے کو سمجھتا تھا۔

"تم انہیں۔۔ اس بار۔۔ بچا لو گے حرم۔۔ میرا یقین کرو۔۔"

"اسکے ارد گرد اتنے گِدھ۔۔ اتنے سانپ اور اتنے مردار ہیں بدر۔۔! میں خود کو کیسے روک سکونگا۔۔؟ "

وہ خود سے خوفزدہ تھا۔۔ سارنگ جانتا تھا کہ اسے اپنے اقدامات سے ہی خوف آتا تھا۔

"تم انہیں بچا لو گے حرم۔۔ ہر گِدھ۔۔ ہر سانپ اور ہر مردار سے۔۔ "

"اور اگر میں اسے نہیں بچا سکا۔۔؟ اگر میں اس وعدے پر پورا نہیں اتر سکا۔۔؟ "

گلابی پڑتی آنکھوں میں پانی سا تیرنے لگا تھا۔۔

"تم اپنے اوپر اعتماد کیے بغیر یہ سب کام نہیں کر سکتے حرم۔ تمہیں خود پر بھروسہ کرنا ہی ہو گا۔ جب تک تم خود پر یقین نہیں کرو گے تب تک کوئی بھی تم پر یقین نہیں کر سکتا۔"

"مجھے خود سے خوف آرہا ہے۔۔ "!

"خدا تمہاری راہیں آسان کرے۔۔ "

اس نے اگلے ہی پل فون کان سے ہٹا کر نگاہوں کے سامنے کیئے بغیر بیڈ پر ڈال دیا تھا۔ پھر سر کے نیچے دونوں ہاتھ تکیے کی صورت رکھ کر، گہرا سانس بھرتا یونہی چھت کو دیکھے گیا۔۔ نازنین کو ایک بار دیکھنے کی خواہش نے جس طرح اس پہر سر اٹھایا تھا شاید پہلے کبھی نہ اٹھایا ہو۔۔ ہاں۔۔ شاید۔۔ ایسا ہی ہو۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسی پہر کوئی اور بھی تھا جو ان دو نفوس کے جتنا ہی بے چین اور اذیت کا شکار تھا۔۔وہ جینز کی دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے نازنین کے گھر کے باہر ہی ایستادہ تھا۔۔وہ اسے بہت تکلیف کا شکار لگ رہی تھی۔۔وہ بس اس سے ایک دفعہ بات کرنا چاہتا تھا۔۔بس ایک دفعہ۔۔

رات قطرہ قطرہ پگھلتی رہی اور تین نفوس اپنے اپنے حصوں کے کرب کا شکار ہوتے اس پگھلتی رات سے گزرتے رہے۔۔

****

کئی دن اسی خاموشی سے گزر گئے۔۔ دبے قدموں۔۔

ہر جانب خاموشی چھائی رہی۔۔نہ رمیز کی جانب سے آواز ابھری۔۔نہ نازنین کی جانب سے۔۔حرم خاموشی سے آفس جاتا رہا۔۔زاویار نے اپنی ماں کے ساتھ وقت گزار لیا۔۔

اس نے یونی سے چند دن کہ چھٹی لے لی تھی۔طبیعت کچھ سنبھلی تو آج اس نے یونی جانے کا فیصلہ کیا۔وہ بہت حد تک صحت منداور پہلے کی طرح دمکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔وجدان نے تو اسکا اس دن سے سامنہ ہی نہیں کیا تھا۔وہ اس کے جواب سے خوفزدہ تھا۔

اب بھی وہ بادامی رنگ کا لباس زیب تن کیے تیار سی اپنے کمرے سے نکلی تو وہ جو اپنے کمرے کا دروازہ بند کرتا باہر نکل رہا تھا۔۔ٹھہر سا گیا۔۔

نازنین کے تاثرات اسے دیکھتے ہی سخت ہو گئے تھے۔صوفیہ نے درمیانی ٹیبل پر ناشتہ رکھ کر ایک نگاہ نازنین پر ڈالی اور دوسری وجدان پر۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پھپھو میں "___

"امی میں ناشتہ یونی میں ہی کر لونگی۔۔ ابھی لیٹ ہو رہی ہوں۔۔ اللہ حافظ۔۔ "

دوسری نگاہ کسی پر بھی ڈالے بغیر وہ باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔ وجدان نے اپنے دل کے ٹوٹ جانے کی آواز باآسانی سنی تھی۔ صوفیہ نے افسوس سے اسکی اتری شکل دیکھی اور پھر اسے اپنے ساتھ تخت پر لیے بیٹھ گئیں۔۔ پھر اسکے بالوں سے بھرے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔

"وہ غصے میں ہے ابھی۔۔ چند دنوں میں خود ہی ٹھیک ہو جانا ہے اس نے۔۔ معلوم تو ہے تمہیں کہ نہیں رہ سکتی تجھ سے باتیں کیے بغیر۔۔"

لیکن وجدان کی تسلی نہیں ہو رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس دفعہ کی بات پچھلی ہر بات سے مختلف تھی۔ وہ آہستہ سے بھاری دل لیے اثبات میں سر ہلا گیا تھا۔ اسکے پاس۔۔ اسکی کہانی سننے والا کوئی نہیں تھا۔۔

وہ یونی ٹیکسی سے آئی تھی۔ اسکی گاڑی میں موجود خرابی کو ٹھیک ہونے کے لیے مزید دن درکار تھے۔ تب تک اسے ٹیکسی کے ذریعے ہی آنا جانا تھا۔ جب وہ اندر داخل ہوئی تو وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ لہلہاتا تازہ سبزہ لیے، سرخ اینٹوں سے سجے بلاکس اور اونچی قد آدم کھڑکیوں پر گر کر چمکتی ہلکی سی روشنی میں اپنا روپ منعکس کرتی وہ قدیم درسگاہ ویسی ہی تھی۔۔ جیسا وہ اسے چھوڑ کر گئی تھی۔۔

اس نے سانس کے ساتھ تازگی بھری ہوا کو اندر اتارا تو پھیپھڑوں میں تازگی سی بھر گئی۔ سکون ہی سکون اترنے لگا۔۔ وہ آگے بڑھ آئی اور پھر اپنی لائبریری میں چلی آئی۔ اندر سب کچھ ویسا ہی تھا۔۔ ان چھوا۔۔ قدیم۔۔ خوبصورت اور گہرا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے کھڑکی کے ساتھ لگے بینچ کی کرسی کھینچی اور پھر اسی خاموشی سے چہرہ ہاتھوں پر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔۔

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسلامُ عَلَیْکُم احباب۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ----"

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ /پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔۔

وہ اس کے ساتھ لگی کرسی پر بیٹھا۔۔ آگے لگی بینچ پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے۔۔ ان ہاتھوں پر رخسار ٹکائے۔۔ اسے سوتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ کھڑکی سے چھن کر گرتی دھوپ کی تمازت میں اسکے سیاہ بال چمک رہے تھے۔ پلکیں رخساروں پر سجدہ ریز تھیں اور سفید سی گلابی رنگت صحت مندی کا پتہ دیتی تھی۔

وہ اس منظر کو صدیوں بھی یونہی بیٹھ کر دیکھ سکتا تھا۔ وہ منظر بہت خوبصورت تھا۔۔ اس منظر کو تکتے اپنی ساری تھکن اترتی محسوس ہوتی تھی۔۔

یکایک نازنین نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔۔ اسکے سامنے بھوری آنکھیں واضح تھیں۔۔ نیند کے خمار میں لپٹی اسکی آنکھوں میں ناسمجھی سی ابھری تھی۔ حرم۔۔ اسے خواب میں کیوں دکھائی دے رہا تھا۔۔؟ اس نے آنکھیں انگلیوں سے رگڑ کر منظر تحلیل کرنا چاہا لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا۔۔ وہ واقعی اسکے سامنے۔۔ اسی کے انداز میں اپنا رخسار ہاتھوں کی پشت پر ٹکائے بیٹھا ہوا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اب تو مجھے تم۔۔ غیر متوقع جگہوں کے علاوہ۔۔ خواب میں بھی دکھائی دینے لگے ہو۔۔ "

اس نے آہستہ سے کہا تھا۔ حرم مسکرایا تو وہ چونکی۔۔ یکلخت ہی سیدھی ہو بیٹھی۔۔ پھر ہاتھ ہولے سے آگے بڑھا کر اسکے بازو کو جونہی چھو کر محسوس کرنا چاہا لیکن گھبرا کر اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔ وہ واقعی اسکے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔۔ وہ خواب نہیں دیکھ رہی تھی۔۔

"تم۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟ "

نیند کا خمار اگلے ہی پل گم ہو گیا تھا۔ وہ آنکھیں بے یقینی سے واکیے اسے دیکھ رہی تھی جو اب بند مٹھی پر رخسار ٹکائے سیدھا ہو کر اسی کی جانب متوجہ تھا۔۔

"میں آپکے خواب میں ہوں۔۔"

"شٹ اپ۔۔ "

وہ اپنی بیوقوفی پر جانے کیوں ہنس پڑی تھی۔ حرم کے محو سے ارتکاز میں عقیدت سی گھلنے لگی۔۔

"کیا آپ جانتی ہیں کہ فیری ٹیلز نے مجھے ہمیشہ کتنا متاثر کیا ہے۔۔! آپ بھی کسی فیری ٹیل کا حصہ معلوم ہوتی ہیں۔۔ "

وہ کہہ کر مسکراتا ہوا کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ لائبریری کی قدِ آدم بلند کھڑکیوں سے سنہری دھوپ چھن کر اندر کو گر رہی تھی۔ دھوپ کے سنہری ذرّوں نے اسکی بھوری آنکھوں کی الوہی چمک کو مبسوط سا تاثر دیا تھا۔۔

وہ اسکی بات سن کر مسکرائی تھی۔ پھر ہاتھ باندھے چہرہ پھیر کر اسے دیکھنے لگی۔۔ سنہری دھوپ کا ہالہ اسکے ارد گرد بکھر سا گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اور مجھے فیری ٹیلز نے ہمیشہ خوفزدہ کیا ہے۔۔ "

اس کی بات سن کر حرم کے ابرو نا سمجھی سے اوپر کو اٹھے۔

"وہ کیوں۔۔؟ "

"وہ اس لیے۔۔ کیونکہ یہ فیری ٹیلز کبھی بچوں کے لیے لکھی ہی نہیں گئ تھیں۔ قدیم گاتھک ادب میں ان ٹیلز کی اصلیت ایسی نہیں تھی جیسی آج کل ہمیں دکھائ جاتی ہے۔ یہ سب کہانیاں بہت ڈارک تھیں۔۔ ان سب کا انت بھیانک اور سیاہ تھا۔ لیکن چونکہ آج کے انسان کو بہت صاف ستھری اور خوشگوار کہانیوں کا شوق ہے تو ان کے لیے۔۔ ان فیری ٹیلز کو ایک دوسرا رُخ دیا گیا ہے۔ لیکن قدیم کہانیوں میں گہری سیاہی کے ساتھ مضبوط اسباق سے بھی بہرہ مند کیا گیا تھا۔۔ اسی لیے۔۔ مجھے۔۔ فیری ٹیلز سے۔۔ خوف آتا ہے۔۔ کیونکہ حقیقت میں لٹل ریڈ رائڈنگ ہڈ کو بچانے کوئ وڈزمین نہیں آتا۔ اسے آخر میں بھیڑیا کھا جاتا ہے۔ اور کہانی کا اصل مقصد یہی تھا کہ کسی اجنبی سے راستوں کے متعلق پوچھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔۔ کیا اب بھی تمہیں لگتا ہے کہ کہانیاں ویسی ہوتی ہیں جیسی دکھائ جاتی ہیں؟؟ نہیں۔۔ انکے ڈارک ورژنز ہمیشہ پسِ منظر میں موجود ہوتے ہیں۔ کیونکہ انسان۔۔ کبھی بھی وہ نہیں ہوتے جو نظر آتے ہیں۔۔ ان کے شفاف ورژن کے پیچھے ضرور ایک سیاہ ورژن کارفرما ہوتا ہے۔"

روانی سے بغیر کسی لکنت کے جملوں کی ادائیگی کرتی وہ اس سنہری دھوپ کے عکس میں دمک رہی تھی۔۔ اور حرم۔۔ وہ دوسری جانب اسکے ایسے جواب پر چند لمحات کے لیے سناٹے میں آگیا تھا۔۔

"میں آپ سے۔۔ ان معاملات میں نہیں جیت سکتا۔۔ آپ لٹریچر کی استانی ہیں۔۔ "

"ان معاملات میں جیتنے کے لیے لٹریچر کی استانی ہونے سے زیادہ حقیقت پسندی کا ہاتھ ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ابھی ابھی نیند سے جاگی ہیں آپ۔۔ پھر ایسے دماغ کیسے کام کر سکتا ہے آپکا۔۔؟ "

وہ اسکے سوال پر مسکرائی تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو لڑکے۔۔؟ "

اس نے اپنے بیگ سے کتابیں اور قلم نکالتے ہوئے پوچھا تھا۔ پچھلے رویے کے برعکس وہ اسکے ساتھ بہت نرم ہوتی جارہی تھی۔۔ جس کی وجہ اسے خود بھی معلوم نہیں تھی۔۔

"اس دن ٹھیک سے آپکی خیریت نہیں دریافت کر سکا تھا۔۔ سوچا آج پوچھ لوں۔۔ "

"بالکل۔۔ "لیکن یہ جواب اسے نازنین نے نہیں دیا تھا۔۔ یہ جواب۔۔ اسے، انکے مقابل لگی کرسی کھینچ کر بیٹھے زاویار نے دیا تھا۔ کان میں چمکتا ٹاپش اترتی صبح میں چمکا تھا۔۔ ایک جانب کو اٹھی مسکراہٹ لیے اس نے حرم کی جانب دیکھ کر کندھے اچکائے تھے۔ حرم کے چہرے پر بکھری مسکراہٹ غائب ہوچکی تھی۔۔ بھوری جیکٹ درست کیے وہ اگلے ہی پل سیدھا ہو بیٹھا تھا۔۔

"آپ اتنے دن سے یونی نہیں آرہی تھیں۔۔ اسی لیے آپکا یہ سعادت مند طالبِ علم بھی آپکی خیریت دریافت کرنے چلا آیا ہے آج۔۔ "

نازنین نے ناسمجھی سے ان دونوں کی جانب دیکھا تھا۔ پھر وہ ان دونوں کا تعارف ایک دوسرے سے کروانے لگی۔۔ یہ جانے بغیر کہ وہ دونوں تو برسوں سے ایک دوسرے کو جانتے تھے۔ کیونکہ دشمن۔۔ کبھی ایک دوسرے کو نہیں بھولا کرتے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ دونوں بھی بنا پلکیں جھپکائے۔۔ ایک دوسرے کو تک رہے تھے۔۔ اس اترتی صبح میں۔۔ وہ تکون آج مکمل محسوس ہو رہا تھا۔۔

****

وہ دونوں بنا پلک جھپکائے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔زاویار کی آنکھوں کا محظوظ سا تاثر۔۔۔اور حرم کی چڑھی تیوری کا پتھریلا سا اثر۔۔بس ان دونوں تاثرات کو وہ ہی نہیں دیکھ پائی تھی۔۔

"اوہ۔۔زاویار۔۔کیسے ہو تم۔۔؟ "

"میں ٹھیک ہوں میڈم۔آپ کیسی ہیں۔۔؟ "

حرم کی آنکھوں سے آنکھیں ہٹائے بغیر اس نے ہلکا سا مسکرا کر پوچھا تو نازنین نے نا سمجھی سے حرم کی جانب نگاہیں پھیریں۔۔

"کیا تم دونوں۔۔ایک دوسرے کو جانتے ہو۔۔؟ "

"نہیں۔۔"

"نہیں۔ "

دونوں ایک ساتھ زور سے بولے تھے۔وہ انکے ایک ساتھ تردید کرنے پر لمحے بھر کو حیران ہوئی تھی۔پھر سر اثبات میں ہلا کر ان کی تردید گویا قبول کر لی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اب جب آپ دونوں ایک دوسرے کو نہیں جانتے تو میں بتاتی چلوں کہ زاویار یہ حرم ہے۔ میرا کزن۔۔اور حرم یہ زاویار ہے۔۔میرا اسٹوڈنٹ۔۔امید ہے کہ تم دونوں کو ایک دوسرے سے مل کر خوشی ہوئی ہو گی۔ویسے بھی ہم عمر ہی ہو دونوں۔"

اس نے مسکرا کر کہتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اپنا کارڈ بھی گلے میں ڈال لیا تھا۔ پھر اس کے نیلے اسٹریپ سے اپنے سیاہ بال نکالنے لگی۔ ساتھ ساتھ اس نے کتاب بھی اٹھالی تھی اور قلم تھامے گویا وہ اپنے کام کی جانب متوجہ ہونے کے لیے بالکل تیار لگ رہی تھی۔۔

"مجھے تو بے حد خوشی ہوئی ہے آپکے کزن سے مل کر لیکن شاید_ آپکے کزن کو میں کچھ خاص پسند نہیں آیا۔۔ "

اسکی جانب سے پھینکے گ ئے جملے پر نازنین نے اب کے جانچتی نگاہیں حرم کے چہرے پر ڈالی تھیں۔ وہ زبردستی مسکرایا۔ پھر ٹیبل پر رکھی مٹھی کھول دی۔

"نہیں! بالکل بھی ایسا نہیں ہے۔مجھے آپکے اسٹوڈنٹ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے نازنین۔ "

"وہ تم سے بڑی ہیں تو تم ان کا نام کیوں لے رہے ہو؟ "

پہلا اعتراض کیا گیا تھا۔وہ بھی ماتھے پر بل ڈال کر۔اور اس سے پہلے نازنین جواب دیتی اسے جواب دیا جا چکا تھا۔

"کیونکہ وہ میری کزن ہیں۔ان کا مجھ سے جو رشتہ ہے وہ آپکے واجبی سے رشتے سے کہیں زیادہ پائیدار ہے۔اسی لیے میں انہیں نام سے ہی پکارتا ہوں۔رشتوں کی واضح لکیر میں سابقوں اور لاحقوں کی ضرورت ہرگز بھی نہیں رہتی۔۔"

"رشتوں کی واضح لکیر کھینچی ہی اسی لیے جاتی ہے تاکہ کوئی بھی غلط فہمی کا شکار نہ ہو سکے۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اب تک تو کوئی بھی غلط فہمی کا شکار نہیں ہوا۔ البتہ آپ کو دیکھ کر اس خیال پر مہر ثبت کی جا سکتی ہے۔۔ "

وہ دونوں یوں بات کر رہے تھے گویا وہاں تنہا بیٹھے ہوں۔ نازنین بار بار کوئی جواب دینے کے لیے لب کھولتی لیکن پھر ان دونوں کی حاضر جوابی پر اپنے کھلے لب بند کر لیتی۔ ایسا لگ تو نہیں رہا تھا کہ وہ ایک دوسرے سے پہلی دفعہ مل رہے ہوں۔ ان کی آس پاس کی فضا میں پھیلا تناؤ وہ بخوبی محسوس کر سکتی تھی۔

"میرے ایک اعتراض پر، آپ مہر ثبت کرنے کو تیار ہیں۔ یہ واضح کرتا ہے کہ آپ مجھے پسند نہیں کرتے۔ "

"ہم چند لمحات پہلے ہی ملے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ میری جانب سے آپکے لیے پسندیدگی کا عندیہ جاری کیا جائے؟ "

"میرے لیے نہیں۔۔ کم از کم اپنی کزن کا ہی لحاظ کر لینا چاہیئے تھا آپ کو۔۔ "

وہ اسے تپا کر مسکراتا ہوا بولا تھا۔ حرم اس کے جواب پر مسکرا کر پیچھے ہو بیٹھا۔ ایک اگر سیر تھا تو دوسرا سوا سیر تھا۔

"کزن کا ہی تو لحاظ کر رہا ہوں۔۔ "

زاویار کا مسکراتا جبڑا اگلے ہی پل سیدھا ہو گیا تھا۔ نازنین حرم کے جواب پر زیرِ لب مسکرائی تھی۔ پھر ان دونوں کی جانب باری باری دیکھا۔۔ قلم ہونٹوں پر رکھ کر کچھ سوچ کر کہنے لگی۔

"بہت خوشگوار آغاز کر رہے ہو ویسے تم دونوں اس پہلی ملاقات کا۔۔ "!

اور اسکے طنز پر وہ دونوں ہی پہلو بدل کر رہ گئے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے نہیں پتہ کہ تم دونوں کو ایک دوسرے سے کیا مسئلہ ہے لیکن چونکہ تم دونوں میرے حوالے سے ایک دوسرے کو جاننے لگے ہو تو بہتر یہی ہے کہ میری پہچان کا خیال رکھا جائے۔۔ کوئی بدمزگی نہیں۔۔ کوئی طنز اور کوئی غیر آرام دہ جملے نہیں۔۔ ہوں۔"

دو چھوٹے بچوں کو اپنے مخصوص سے ٹھنڈے انداز میں نصیحت کرتی وہ کرسی گھسیٹ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ زاویار کو خونخوار نگاہوں سے دیکھتے حرم نے سر جھٹکا تھا اور زاویار نے دوسری جانب بہت مشکل سے حرم کے رخسار پر مکا مارنے سے خود کو باز رکھا ہوا تھا۔

"اچھا چلو۔۔ اب تم دونوں لائبریری آ ہی گ ئے ہو تو کچھ اچھا سا پڑھ کر ہی یہاں سے جانا۔ کتابوں والی جگہ سے بغیر کچھ سیکھے چلے جانا بہت برا سمجھا جاتا ہے۔۔ "

وہ انکے سامنے کھڑی دونوں سے کہہ رہی تھی اور وہ دونوں ہی اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا رہے تھے۔ دو بے قابو بھینسوں کو نازنین نے چند الفاظ سے ہی قابو کر لیا تھا۔ نہیں تو یہ لائبریری پھر لائبریری نہ لگتی۔

"آپ سجیسٹ کر دیں کچھ۔۔ "ذرا رکا۔۔ پھر مقابل بیٹھے زاویار پر "ہنہہ" والی نگاہ ڈالی۔۔ "ہم دونوں کو۔۔ "

"شیور۔۔ "

وہ کہہ کر ایک شیلف کی جانب بڑھ گئی تھی۔ اس نے ایک ابرو اٹھا کر حرم کی جانب دیکھا تھا۔ لائبریری میں اب اساتذہ اور طلباء کی آمد و رفت کافی حد تک بڑھ چکی تھی۔ پچھلی صبح میں دھوپ کی تمازت گھلنے لگی۔

"اگر میڈم یہاں موجود نہیں ہوتی، تو پھر بتاتا میں تمہیں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بالکل۔۔ جیسے میں نے تو چوڑیاں پہن رکھی ہیں نا۔۔ !"

وہ دونوں دبی دبی سی آواز میں ایک دوسرے پر غرّا رہے تھے۔ نازنین نے کچھ محسوس کر کے ان دونوں کی جانب چہرہ پھیرا تو وہ دونوں اسے دیکھتا پا کر گڑبڑا گئے۔ پھر جلدی سے بیوقوفوں کی طرح مسکرانے لگے۔ اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے سر ہلا کر چہرہ واپس پھیر لیا تھا۔ یہ دونوں ہی گڑبڑ لگ رہے تھے اسے۔

چند لمحات بعد وہ کچھ مواد لیے ان تک پہنچ چکی تھی۔ پھر حرم کی جانب بائنڈ ہوئی پتلی سی پرنٹڈ کتاب بڑھائی۔۔

"یہ ایک Greek ڈرامہ ہے "Oedipus Rex"۔۔ جو کہ Sophocles کا تحریر کردہ ہے۔ بہترین ٹریجک ڈرامہ ہے یہ۔ تمہیں ضرور پڑھنا چاہیے۔۔"

"اس میں کیا ہوتا ہے۔۔؟ "

اس نے ہاتھ میں کتاب تھام کر ورق الٹتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ٹریجڈی ہے۔۔ مجھے لگا تھا کہ تمہیں ٹریجڈی پسند آئے گی۔ "

اسکے جواب پر وہ چونکا تھا۔ حیرت سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا لیکن وہ اب زاویار کی جانب کوئی کتاب بڑھا رہی تھی۔ اس نے ذرا آگے ہو کر اس کی کتاب پر نگاہ ڈالی۔

"اور تم۔۔ ہر وقت لڑتے بھڑتے رہتے ہو۔۔ تمہیں مستنصر حسین تارڑ صاحب کی "پیار کا پہلا شہر" پڑھنی چاہیے۔ "

"لکھاری کا نام اتنا مشکل ہے تو انہوں نے خود کتنا مشکل لکھا ہو گا۔۔ کیا مجھے کوئی اور۔۔ پتلی سی کتاب نہیں مل سکتی؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے بیچارگی سے نازنین کی جانب کتاب بڑھائی تھی لیکن وہ اس کتاب کو دوبارہ اس تک دھکیل چکی تھی۔

"تمہیں یہی پڑھنی چاہیئے۔ اور اب تم دونوں کو میں اپنی اپنی کتب کی جانب متوجہ دیکھوں۔ اگر نہیں۔۔ تو ہاتھ بلند کر کے ایک وارننگ شاٹ کے بعد تم دونوں کو اس لائبریری سے باہر نکال دیا جائے گا۔۔"

"وارننگ شاٹ کبھی بھی ہاتھ اوپر کر کے چھت کی جانب نہیں کیا کرتے۔ "

وہ پلٹنے ہی لگی تھی کہ حرم کی جانب سے کی گئ تصحیح پر لمحے بھر کو ٹھہر سی گئ۔زاویار نے بیزاریت سے آنکھیں گھمائی تھیں۔یہ اور اسکی گنز۔۔!

"کیا مطلب؟ "

"مطلب یہ کہ اکثر فلموں یا ڈراموں میں وارننگ شاٹ چھت کی جانب کرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے لیکن بنیادی طور پر ایسا کرنا درست نہیں۔ ہر وہ انسان جو ہتھیاروں کے ساتھ مہارت رکھتا ہو گا وہ کبھی بھی چھت کی جانب بغیر دیکھے شاٹ نہیں لے گا۔ گولیوں میں پلٹ کر آنے کی سکت ہوتی ہے۔ اگر وہ آپ پر پلٹ آئیں تو عین موقع پر انسان مر بھی سکتا ہے۔اسی لیے حفاظتی طریقہ یہی درست ہے کہ نشانہ زمین کی جانب لیا جائے۔ تاکہ گن تھامنے والے کو اندازہ ہو۔۔ گولی کہاں سے پلٹ کر۔۔ اس تک کیسے آنے والی ہے۔۔"

وہ اپنی فیلڈ کا ماہر بندہ تھا۔ محض گنز کے بارے میں بات کرتے ہوئے بھی وہ کوئی بندوقوں کے ساتھ وابستہ انسان معلوم ہوتا تھا۔ نازنین اسکے تفصیلی ردعمل پر چند لمحے کچھ بول ہی نہ سکی تھی۔

"اچھا۔۔مجھے اس بارے میں اندازہ نہیں تھا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

وہ متعجب ہوئی تھی۔ پھر جلدی سے اپنے ازلی سے انداز میں لوٹ آئی۔ گھور کر اسے دیکھا تو اس نے کتاب کھول ہی لی۔ پہلے تو وہ دونوں ہی برے برے سے منہ بنا کر پہلا صفحہ بمشکل پڑھ پائے لیکن پھر انہیں احساس ہوا کہ اچھا لکھا گیا مواد انہیں فراہم کیا گیا تھا۔ اگلے ہی پل اب وہ دونوں اپنی اپنی کتابوں میں گم، چہرہ جھکائے پڑھتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ نازنین نے ان دونوں پر ایک مسکراتی نگاہ ڈالی اور پھر شیلف میں موجود کچھ آؤٹ ڈیڈٹ کتابوں کو نکال کر تازہ اور نئی کتب ترتیب وار رکھنے لگی۔

اسی پہر الہام اس تک چلی آئی تھی۔ اپنے مخصوص سے اسٹائلش لباس کو زیب تن کیے، گنگھریالے بالوں کو اسٹریٹ کیے، ناک پر چاند نما عینک ٹکائے۔۔۔

اس کی طبیعت پوچھنے وہ دو تین بار اسکے گھر بھی جا چکی تھی۔ اس نے قریب پہنچ کر نازنین کو نا محسوس طریقے سے ٹھوکا دیا تو وہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"یہ دو اتنے ہینڈسم لڑکے۔۔ آج ہمارے غریب خانے میں کیسے آ گئے۔۔؟ "

نازنین نے ایک "نہ سدھرنا تم" والی نگاہ ڈالی تھی اس پر۔ پھر یونہی چہرہ پھیر کر ان دونوں کو دیکھا۔ وہ دونوں، انہماک سے کتاب پڑھتے ہوئے واقعی بہت پیارے لگ رہے تھے۔ ہاں بس۔۔ کتاب پڑھتے ہوئے ہی۔۔

"یہ دونوں اس غریب خانے میں کتاب پڑھنے آئے ہیں۔ کیا تمہیں نظر نہیں آ رہا؟ "

"وہ تو نظر آ رہا ہے لیکن کیا ہم ان کے ساتھ اپنے۔۔ تعلق کو۔۔ یو نو تھوڑا سا " ___

"تھوڑا سا کچھ بھی نہیں محترمہ! ایک میرا کزن ہے اور دوسرا اسٹوڈنٹ۔ اور صد شکر کہ دونوں ہی مجھ سے عمر میں چھوٹے ہیں۔ اگر یہی لڑکے مجھ سے بڑے ہوتے تو شاید میں ان سے ایک سے زائد بات کرنا بھی گوارہ نہ کرتی"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے کتب ہاتھ میں تھام کر ایک ٹیبل پر رکھتے ہوئے مصروف سا کہا تو الہام نے برا سا منہ بنایا۔

"صرف کتابوں کو ہی اپڈیٹ کرتی رہنا۔ کبھی خود اپڈیٹ نہ ہونا تم۔ "

"تم کیا چاہتی ہو الہام؟ کہ میں ان لڑکوں کے ساتھ فلرٹ کروں؟ یا پھر ان کے ساتھ خواہ مخواہ فری ہو کر اپنے اتنے میچور تعلق کو بھونڈا اور بدنما کر دوں؟ اور شاید۔۔ میں اس بارے میں کبھی سوچ بھی لیتی لیکن اب۔۔ عمر کے اس پختہ حصے میں، میرے لیے یہ باتیں بچکانہ ہیں۔ ان سب باتوں کا پریکٹکل زندگی سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہوتا۔۔"

اور الہام اسکی اتنی پختہ اپروچ کو واقعی اس دفعہ رد نہیں کر سکی تھی۔ وہ عمر کے حیران ہونے والے حصے سے نکل کر واقعی ایک پریکٹل انسان بن چکی تھی۔ اس لڑکی کا خوابوں کی دنیا سے اب کوئی واسطہ نہیں تھا کیونکہ اسکے سامنے اسکی حقیقی زندگی کے بہت بڑے بڑے مسائل کھڑے تھے۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ دادی اماں والی سوچ رکھنا بس تم ہر وقت۔ لیکن اگر۔۔ ان میں سے کوئی لڑکا تمہیں پسند کرنے لگے تو۔۔؟ "

اسکے مصروف سے چلتے ہاتھ اگلے ہی پل ٹھہر چکے تھے۔ الہام کی جانب آنکھوں میں ڈھیروں ناگواری لیے اس نے دیکھا تو وہ گڑبڑا گئی۔ پھر جلدی سے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھاما۔

"میں مزاق کر رہی تھی۔۔ "

"یہ کس قسم کا مزاق تھا، الہام! مجھے تمہارا ایسا مزاق بالکل بھی پسند نہیں آیا۔ "

وہ خفا ہو گئی تھی اور الہام اپنی اس اکلوتی دوست کو خفا ہوتا دیکھ کر بے چین۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اچھا سوری۔۔میں تو جسٹ ایک بات کر رہی تھی۔ "

"تم جسٹ ایک بات بھی مت کرو۔۔ "

اس نے اگلے ہی پل کتابوں کی جانب ہاتھ بڑھا لیے تھے۔لیکن اب کہ اسکے چلتے ہاتھوں میں تیزی اور صبیح پیشانی پر بہت سے بل نمودار ہو چکے تھے۔صد شکر کہ اس کے سامنے الہام کھڑی تھی۔نہیں تو اب تک وہ آگے والے کی طبیعت صاف کر چکی ہوتی۔

"اگر غیر جانبداری سے دیکھا جائے تو تم ایسی بھی بڑی بوڑھی نہیں لگتیں کہ تمہارے متعلق ایسا سوچا ہی نہ جا سکے۔ اگر میں ان لڑکوں کی جگہ ہوتی تو تمہیں پسند کر چکی ہوتی اب تک۔"

"میں اللہ کا بہت شکر ادا کروں گی کہ تم ان دونوں کی جگہ نہیں ہو۔ "

اسکی حاضر جوابی پر الہام ہنس پڑی تھی۔اسے ہنستا دیکھ کر نازنین بھی ہلکا سا مسکرائی تھی۔پھر الہام کچھ یاد آنے پر اسکے کندھے پر جھکی۔

"میری منگنی ہے اگلے ہفتے۔۔ "!

اور نازنین کے ہاتھوں سے کتابیں چھوٹ کر گرتے گرتے بچی تھیں۔آنکھوں میں خوشی کی چمک لیے وہ پہلی والی سنجیدہ نازنین سے قدرے مختلف اور ایک دم سے بہت پیاری سی نظر آنے لگی تھی۔

"سچ۔۔!میں بہت خوش ہوں تمہارے لیے۔ "

فوراً کتابیں رکھ کر اسے گلے لگا لیا۔وہ ہنس رہی تھی۔۔کیونکہ الہام کو شادی کا بے حد شوق تھا اور اسکی خوشی بھی دیدنی تھی۔زاویار اور حرم بے ساختہ ہی چہرہ اٹھائے اسے دیکھنے لگے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں موجود

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کتابوں کے اوراق پھڑپھڑانے لگے۔ وہ ہنس رہی تھی۔۔ ہاں۔۔ وہ جو کبھی بھی ایسے نہیں ہنسا کرتی تھی۔۔وہ ہنستے ہوئے کتنی پیاری لگ رہی تھی۔ کوئی اسے بتائے کہ وہ یونہی ہنستی رہا کرے۔ دونوں دل انتہائی خاموشی سے اسکی جانب ہمکنے لگے تھے۔ حرم پلک تک نہیں جھپک سکا اور زاویار نے نچلا لب بے بسی سے دبا لیا۔

نازنین نے خود پر نگاہیں محسوس کر کے یکلخت ہی ان دونوں کی جانب دیکھا تھا۔اور وہ دونوں ہی کھنکھنار کر نگاہوں کے زاویے موڑ گئے تھے۔۔ اوہ۔۔ یہ کھڑکی۔۔ یہ کھڑکی کتنی خوبصورت ہے۔۔ لیکن یہ کب سے یہاں ہے۔۔؟ ایک سر کھجا رہا تھا اور دوسرا کھڑکی کو یوں دیکھ رہا تھا گویا کتاب وہیں لکھی گئی ہو۔۔

الہام بھی ان دونوں کا محو سا ارتکاز دیکھ چکی تھی اسی لیے معنی خیزی سے نازنین کی جانب مڑی۔

"اگر اتنی بے رحم زندگی سے۔۔اپنے لیے کچھ حصہ نکال لیا جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہوتی، نازنین۔ میں امید کرتی ہوں کہ خدا تمہارے لیے تمہاری حیات کے راستے آسان کرے گا۔"

اس نے ہلکا سا اسکا ہاتھ دبا کر چھوڑ دیا تھا۔اور وہ گہرا سانس لیتی دوبارہ سے اپنی کتابوں کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔وہ اس بے رحم زندگی سے۔۔ایسا کوئی بھی حصہ لینے پر راضی نہیں لگتی تھی۔

****

قصرِ انصاری کے پر تعیش لاؤنج میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔یوں گویا وہاں پر کسی نفس کی موجودگی یقینی ہی نہ ہو۔ دو مقابل لگے قیمتی صوفوں پر روحیلہ اور شائستہ براجمان تھیں۔ زینے، داخلی دروازہ، ٹی وی لاؤنج غرض یہ کہ ہر جگہ، ہر ذی روح سے پاک تھی۔ روحیلہ یقیناً حرم کا انکار شائستہ کے گوش گزار کر چکی تھیں اسی لیے ان کی جانب سے اتنی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گہری خاموشی کا مظاہرہ کیا جا رہا تھا۔ وہ حیرت سے لبریز خاموشی تھی۔ کوئی انہیں بھی انکار کر سکتا تھا، یہ شاید انکے لیے ایک نیا اور اچھوتا سا انکشاف تھا۔

"کس بنا پر حرم نے انکار کیا ہے؟ کیا میں جان سکتی ہوں؟ "

بہت رکھائی سے استفسار کیا گیا تو روحیلہ نے بے ساختہ تھوک نگلا۔ وہ لاکھ خود مختار خاتون سہی۔۔ لیکن شائستہ جیسی عورت کے سامنے بات کرنا انکے لیے بھی محال ہوتا تھا۔

"وہ کہتا ہے کہ اس نے کبھی ایہا کو اس نظر سے نہیں دیکھا۔ "

انکے جواب پر شائستہ نے نخوت سے سر جھٹکا تھا۔ پھر میک اپ سے اٹے چہرے پر ڈھیروں کرختگی لیے روحیلہ کو دیکھا۔

"اپنے بیٹے پر نظر رکھو روحیلہ۔ وہ آج کل کسی اور ہی چکروں میں ہے۔ کہیں سہیل کی طرح تمہیں بھی آخری عمر میں کسی انکشاف سے بہرہ مند نہ کر دے۔۔ "

وہ طنز تھا۔۔ اک کڑا اور انتہائی بے رحم سا طنز۔ اس بات کا ادراک ہوتے ہوئے بھی کہ روحیلہ اپنے شوہر کی پہلی شادی کو لیے انتہائی حساس تھیں، شائستہ انہیں اسی بات کا حوالہ دینے سے ہرگز بھی نہیں چُوکی تھیں۔ اسے لوگوں کے ادھڑے زخموں پر نمک چھڑکنا آتا تھا۔ روحیلہ بمشکل اپنے طیش پر قابو پاتی سیدھی ہو بیٹھیں۔

"کیا کہنا چاہتی ہیں بھابھی آپ۔ صاف الفاظ میں کہیں۔ "

"صاف الفاظ یہی ہیں کہ تمہارا بیٹا اپنے سے عمر میں دوگنا بڑی لڑکی کے ساتھ بڑی بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے افیئر چلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور مقابل براجمان روحیلہ کے قدموں سے لمحے بھر کے لیے زمین سرک گئ تھی۔

"آپ ایسا بے بنیاد الزام میرے بیٹے پر عائد نہیں کر سکتیں بھا بھی۔۔ "!

"تم بھی جانتی ہو۔۔اور میں بھی کہ میں کبھی بھی کوئ بات بنا کسی ثبوت کے نہیں کیا کرتی۔مجھے اور میرے اسٹیٹس کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔ "

"لیکن۔۔ایسا کیسے۔۔کون ہے وہ۔۔؟ "

شائستہ نے انکے اُلٹتے سے روپ کو دیکھا تو کچھ سینے میں ٹھنڈک اترتی محسوس ہونے لگی۔اب آیا تھا اونٹ سہی معنوں میں پہاڑ کے نیچے۔اپنے بیٹے کی بڑائیاں بیان کرتے جو عورت تھکتی نہیں تھی آج اسی عورت کو اسکے بیٹے سے بدگمان کر کے انہیں الوہی سی خوشی کا احساس ہوا تھا۔

"یہ بتانا میرا کام نہیں ہے۔بیٹا تمہارا ہے، تم ہی اس سے براہ راست پوچھو تو زیادہ بہتر ہو گا۔ "

اب صرف تماشہ دیکھنے کا وقت تھا۔وہ اپنے انداز میں ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے پورے اعتماد سے بیٹھ گئ تھیں۔

"میں آپ سے معذرت خواہ ہوں بھابھی۔مجھے پہلے حرم سے پوچھنا چاہیۓ تھا اور پھر ہی آپکو اس رشتے کی امید دلانی چاہیۓ تھی۔ جو ہوا بہر حال میری لاپرواہی کی وجہ سے ہوا۔میں بھائی جان سے بھی فون پر معذرت کرلونگی۔اورہاں۔۔اس رشتے کے انکار پر میں ایک ازالہ لیے بھی حاضر ہوئ ہوں۔"

وہ شائستہ کے انکار پر اس قدر بے یقینی کا شکار تھیں کہ ان سے ٹھیک طریقے سے بحث کرنے کی ہمت بھی نہ کر سکیں۔انہیں پہلے حرم سے بات کرنی چاہیۓ تھی۔ فی الحال تو وہ ان بگڑتے حالات کو کسی طرح سنوارنا چاہتی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"حرم لائق ہی نہیں ہو گا ایہاکے۔ لیکن ایک اور بہترین رشتہ ہے میری نظر میں ایہاکے لیے۔۔ لڑکا خاصہ ویل اوف اور اچھے گھرانے سے تعلق رکھنے والا ہے۔۔ اگر کوئی قباحت نہ ہو تو ایک بار اس رشتے پر نظر ثانی ضرور کیجیے گا بھی آپ۔۔ چلتی ہوں۔۔ اور بہت شرمندہ ہوں آپ سے۔۔"

وہ اپنا آخری مدعہ بیان کر کے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ شائستہ کی آنکھیں اس ن ئے رشتے پر لمحے بھر کے لیے چمکی تھیں لیکن ابھی وہ دلچسپی کا مظاہرہ کر کے روحیلہ کو یہ تاثر نہیں دینا چاہتی تھی کہ اسکی ناراضگی کم ہوچکی ہے۔ ابھی اسے ناراض ہی رہنا تھا۔ اپنی حدود کا جب تک خود پاس نہ رکھا جائے کوئی دوسرا بھی ان کا پاس نہیں رکھتا پھر۔

روحیلہ جاچکیں تو وہ اٹھ کر زینے عبور کرتی ایہاکے کمرے میں چلی آئی۔ ایہامردہ چہرہ لیے، لحاف کو گردن تک تانے لیٹی ہوئی تھی۔

وہ اسکے بستر کے قریب چلی آئی۔۔ لیکن ایہانے اسے دیکھ کر یکلخت ہی رُخ پھیر لیا تھا۔ وہ اسکے ایسے انداز پر گہرا سانس بھر کر رہ گئی تھی۔ اسے کسی طرح اپنی زندگی سے بھرپور بیٹی کو زندگی کی جانب واپس لانا تھا۔۔ اور اسکا ایک ہی ذریعہ تھا۔ جو تکلیف کا باعث بنے۔۔ اسے ہی تکلیف سے دوچار کیا جائے۔ وہ بھی ذہن میں ایک نیا منصوبہ تشکیل دیتی کمرے سے باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

رمیز کے آفس میں گہرے پردے گرے ہوئے تھے اور سناٹے کی حد تک خاموشی محسوس ہونے لگی تھی۔ اجلی صبح کی کوئی روشنی بھی اسکے آفس میں داخل ہونے سے قاصر تھی۔ اس نے پردے گرا کر روشنی کی ہر راہ مسدود کردی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

خود جھولتی کرسی پر پیچھے ہو کر بیٹھا، پچھلے رویے کے برعکس خاصہ سنبھلا ہوا وہ کسی غیر مرئی نقطے کی جانب متوجہ تھا۔ انویسٹرز کا دباؤ، سماجی اور ازدواجی خلفشار، ایہا کی بگڑتی نفسیاتی حالت نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ یوں گویا وہ ہر جانب سے گھیر لیا گیا ہو۔ اس نے مسائل کا حل ہمیشہ بہت محتاط اور منجھے ہوئے کاروباری انسان کی طرح نکالنے کی کوشش کی تھی لیکن بعض گرہیں انسان کو ہاتھوں سے لگا کر دانتوں سے کھولنی پڑتی ہیں۔ اسکے ساتھ بھی، اس دفعہ ایسا ہی کوئی معاملہ درکار تھا۔

اگلے ہی پل آفس کا بھاری دروازہ دھکیل کر سوٹڈ بوٹڈ سا احمد اندر چلا آیا۔ صبح کے اس پہر، ورکرز کی موجودگی نہ ہونے کے برابر تھی۔ وہ قریب چلا آیا اور پھر اس کے سامنے ہاتھ بڑھا کر ایک خاکی رنگ کا لفافہ رکھا۔۔

"نازنین کے بینک اکاؤنٹس اور دیگر سرگرمیوں سے اس سچ پر مہر ثبت ہو چکی ہے کہ وہ غلط بیانی نہیں کر رہی تھی۔ اسکے پاس پراپرٹی کے کاغذات واقعی موجود نہیں ہیں۔"

وہ خاکی لفافہ چاک کیے دیگر تفصیلات دیکھتا خاموشی سے احمد کی بریفنگ سن رہا تھا۔

"میں نے اسکے مزید تعلقات پر بھی کافی وقت لگا کر جانچ پڑتال کی ہے لیکن کچھ بھی مشکوک محسوس نہیں ہوا مجھے۔ وہ لڑکی سچ کہہ رہی ہے۔ اسے کاغذات کا علم تک نہیں ہے۔ جاوید اسے بتانے ہی والا تھا لیکن پھر آپکی جلد بازی کی وجہ سے ہم بہت اہم کاغذات سے ہاتھ دھو بیٹھے۔۔"

اس کے نشاندہی کرنے پر رمیز نے ماتھے پر گہرے بل ڈال کر اسے دیکھا تھا لیکن احمد کو اسکے ناگوار سے تاثرات کی چنداں پرواہ نہیں تھی۔ اس نے احمد سے نگاہیں ہٹا کر سامنے رکھے پرچوں کو ٹیبل پر رکھا اور پھر کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر عین چھت کو تکنے لگا۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا وہ سب جاوید کے ساتھ ہی دفن ہو گیا احمد۔۔؟ "

"اب تک تو ایسا ہی لگ رہا ہے۔۔ "

احمد نے اسے مزید کسی بھی امید سے بہرہ مند نہیں کیا تھا۔کچھ باتوں میں وہ اسکا بالکل بھی حامی و مددگار نہیں تھا۔

رمیز کی جلد بازی اور معاملات کو طوالت کا شکار کرتی اس عادت نے اسے ہمیشہ ہی بیزاریت میں مبتلا کیا تھا۔

"تو پھر اس لڑکی اور اسکے گھرانے کا زندہ رہنا کسی بھی طرح کوئی جواز نہیں رکھتا۔ "

"کیا آپ اس پوزیشن میں ہیں کہ تین قتل کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لے سکیں۔۔؟ "

اس نے لگی لپٹی رکھے بغیر استفسار کیا تو رمیز کے چہرے پر ناگواری چھا گئی۔اگلے ہی پل ایک گہری ناپسندیدگی نے اسکا احاطہ کیا تھا۔

"میں قتل کو ہینڈل کرنے کی صلاحیت ہمیشہ سے رکھتا ہوں۔۔ "

"ہمیشہ کچھ بھی نہیں ہوتا سر۔آپ فی الحال ان مسائل کے حل کی جانب متوجہ ہوں جو واقعتاً توجہ طلب ہیں۔ ہماری تنظیم کا ایک اہم کارندہ مارا جاچکا ہے۔باسط کی جانب سے موصول ہوئی حالیہ معلومات سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے جیسے نازنین اکیلی اس سب میں ہمارے سامنے نہیں کھڑی۔کوئی اسکے پیچھے ہے۔کوئی اسکی پشت پناہی کر رہا ہے۔اور ہم نہیں جانتے سر۔۔کہ وہ ہم سے زیادہ طاقتور ہے یا کمزور۔۔ ہمیں بہت محتاط اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔۔"

باسط کا نام سن کر وہ جو کرسی سے پشت ٹکائے آرام دہ سا ہو کر بیٹھا تھا یکدم ہی غیر آرام دہ ہو کر سیدھا ہوا۔ابرو ناسمجھی سے سکڑے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"باسط۔۔؟باسط یہاں کیسے آگیا۔۔؟ "

"کوئی نازنین کا ماضی کھوج رہا ہے سر۔کوئی اسکے ٹراما کی وجوہات تک رسائی حاصل کر رہا ہے۔آپ ان اہم مسائل سے نپٹیں کیونکہ اس بار معاملہ اتنا سیدھا ہے نہیں جتنا ہمیں دکھایا جارہا ہے۔"

"تم مجھے پریشان کررہے ہو،احمد۔ "

"میں آپکو معاملے کی سنگینی کا احساس دلارہا ہوں۔اگر نازنین کا ماضی کھل گیا،تو ہمارے حق میں کوئی بازی نہیں پلٹ سکے گی۔وہ آپکے پہلے قتل کی عینی شاہد ہے۔وہ آپکی جانب سے کی گئی زیادتیوں کو جانتی ہے۔وہ اگر خاموش ہے تو صرف اس لیے کیونکہ اسکے مالی حالات اسے مزید کسی جانب متوجہ ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔جونہی اسے کسی کی پشت پناہی میسر آئے گی۔۔ وہ بنا کسی خوف کے ہمارے سامنے کھڑی ہو جائے گی۔"

اور اسے اس صبح احساس ہوا تھا کہ احمد کی باتیں کتنی خطرناک اور باریک بینی سے لیے گ ئے جائزے کا ماخذ تھیں۔ اگر ایسا ہی تھا جیسا احمد کہہ رہا تھا تو اسے جلد از جلد کوئی راہ تلاش کرنے کی ضرورت تھی۔

اترتی صبح میں ہر جانب سے سیاہی عود آئی تھی۔عینی شاہد زندہ رہ جائیں تو قاتل کا مرنا یقینی ہو جاتا ہے۔اور یہ صرف طبعی موت نہیں ہوتی۔۔نہ جسمانی ہوتی ہے۔۔یہ خوف کی جانب سے دی گئی پل پل کی موت ہوتی ہے۔انسان لمحہ بہ لمحہ اپنے گناہ کے سامنے آجانے کے خوف سے پگھلتا رہتا ہے۔اور ایک وقت بعد کھوکھلا ہو جاتا ہے۔اسے بھی کچھ ایسا ہی کھوکھلا سا محسوس ہو رہا تھا۔۔اندر بھی۔۔اور باہر بھی۔۔

****

کئ لمحات درسگاہ کی بلند دیواروں پر گر کر پگھلتے رہے۔لائبریری میں اب خاصے طلباء مختلف آبنوسی میزوں پر اپنا سامان پھیلائے، کتب بینی میں مصروف دکھائی دے رہے تھے۔ زاویار کچھ لمحات پہلے ہی "پیار کا پہلا شہر " ایشو کروا کر اپنے ساتھ ہی لے جا چکا تھا اور حرم چہرہ جھکائے اب تک اپنی کتاب کی جانب متوجہ تھا۔ اس کی میز کے عین سامنے، فاصلے پر نازنین کی میز لگی تھی۔

گاہے بگاہے وہ نگاہ اٹھا کر جب بھی نازنین کو دیکھتا تو وہ مصروف ہی دکھائی دیتی۔ساتھ ساتھ وہ گردن کے پیچھے ہاتھ رکھ کر دبا بھی رہی تھی۔

مستقل گردن جھکا کر کام کرنے کی وجہ سے شاید اسے درد سا محسوس ہونے لگا تھا لیکن پھر بھی، بنا کسی سے شکایت کیے، وہ تندہی سے اپنے کام کی جانب ہی متوجہ تھی۔

چند کتب لینے وہ اسکے میز کے قریب آئ تو اس نے یونہی چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔اس چھوٹی سی تنخواہ والے روزگار کے لیے وہ خود کو کتنا تھکا رہی تھی۔ کتنی مضبوط تھی وہ۔۔اپنے گھر والوں کے لیے چٹان کا کام دیتے دیتے کبھی تو اسے بھی تھکن کا سامنہ ہوتا ہوگا۔ وہ اسے دیکھتا ہوا سوچ رہا تھا۔نازنین نے اسے خود کو دیکھتا پا کر سوالیہ سے ابرو اچکائے تھے۔ وہ جواباً مسکرا کر نفی میں سر ہلاتا دوبارہ سے کتاب کی جانب متوجہ ہوگیا۔

چند لمحات بعد کتاب کا آخری صفحہ پلٹتے ہوئے اس نے آسودگی سے چہرہ اٹھایا تو حیران رہ گیا۔ دھوپ کی تمازت اب کچھ اور گہری محسوس ہونے لگی تھی۔ فضا میں موجود خنکی سمٹ گئ تھی۔ دوپہر سر پر آن پہنچی تھی اور وہ اتنی دیر تک ایک ڈرامہ پڑھنے پر صرف کر چکا تھا۔یہ اسکے لیے بھی خاصہ حیران کُن تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے ایک نگاہ سامنے براجمان نازنین پر ڈالی لیکن وہ اسکی جانب متوجہ نہیں تھی۔کچھ سوچ کر اس نے ساتھ رکھا کاغذ لے کر اس پر چند الفاظ گھسیٹے اور انتہائی خاموشی سے، اٹھ کر اسے کتابوں کے درمیان اس انداز سے رکھا کہ محض نازنین تک ہی اسکی رسائی ممکن ہوتی۔

پھر آگے بڑھ آیا۔اسکے ٹیبل کے سامنے رکا تو اس نے مصروف سا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ کو نیند کیسے آتی ہے اتنی ٹریجک کہانیاں پڑھ کر۔۔؟ "

وہ اسکے استفسار کو سمجھ سکتی تھی۔یہ یونانی ڈرامہ واقعی بہت کڑوا اور بے رحم حد تک ٹریجک تھا۔

"مجھے تو نیند آجاتی ہے یہ سوچو کہ اب تمہیں کیسے نیند آئے گی۔۔؟ "

وہ اسکے جوابی وار پر گردن جھکا کر ہنسا تھا۔

"کیا ہم تھوڑی دیر بات کر سکتے ہیں؟اگر آپ کے لیے سہل ہو تو۔۔؟ "

نازنین نے ایک لمحے کے لیے نگاہ سامنے پھیلے کاموں کے پلندے پر ڈالی تھی لیکن پھر اگلے ہی لمحے اس نے پرامید نگاہیں اٹھائیں۔۔ان آنکھوں کی خوبصورت سیاہی پر حرم اُربی کچھ بھی ہار سکتا تھا۔

"دس منٹ۔۔؟ "

"ڈن۔ "

کچھ ہی پل بعد وہ عقبی جانب بنے برآمدے میں حرم کے ساتھ چلی آئی تھی۔وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسکے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہا تھا۔ہاں، وہ اسکے ساتھ جڑے راستوں کے ختم ہو جانے سے خوفزدہ تھا۔وہ ان راستوں کے خاتمے کو روک تو نہیں سکتا تھا لیکن وہ انہیں طول تو دے سکتا تھا نا۔۔۔!

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تھینک یو حرم۔ "

"کس لیے۔۔؟ "

اس نے رک کر اسے دیکھا تو وہ بھی ٹھہر گئ۔ پھر اپنا سراپا اسکی جانب پھیرا۔ اس ٹھنڈی پڑی عقبی راہداری میں کھڑا ہر سفید ستون ان کی ملاقات کا امین ٹھہرا تھا۔ ترچھی ہو کر گرتی دھوپ کے عکس میں سیاہ آنکھیں جگمگا رہی تھیں۔

"میں اپنی اب تک کی زندگی میں، اپنے والد کے بعد جتنے بھی لوگوں سے بلواسطہ یا بلاواسطہ ملی ہوں، ان سب نے مجھے ہر طرح سے نقصان پہنچانے کی کوشش میں اپنا آپ سر گرم رکھا۔ اسی لیے میں نے لوگوں پر اعتماد کرنا چھوڑ دیا۔ میں ہر ایک کی جانب سے مشکوک ہو گئ۔ اور اس احتیاط نے مجھے جہاں بہت سے خطروں سے بچایا وہیں مجھے تنہا بھی کر دیا۔ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ کوئی بے لوث ہو کر میری مدد کرنے چلا آیا ہو۔۔ بغیر کسی مقصد کے۔ تمہارے اس عمل کی قدر کرتی ہوں میں۔ بہت شکریہ ان راستوں پر نمودار ہونے کے لیے، جو میرے لیے بہت تلخ اور کٹھن رہے۔"

وہ گردن جھکائے اسکا شکریہ سن کر شرمندہ سا ہو گیا تھا۔ پھر چہرہ اٹھایا۔۔

"میں آپ کو کیسا لگتا ہوں؟ "

اسکے غیر متوقع سوال پر وہ حیران ہوئ تھی۔ پھر مسکرائ۔

"اچھے لگتے ہو۔ اچھے لڑکے ہو۔ "

"کیا آپ آئندہ کبھی مجھ پر اعتماد کریں گی؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے سوالوں کا مقصد بہت مبہم اور غیر واضح تھا لیکن پھر بھی وہ سر ہلا کر ان کے جوابات دے رہی تھی۔

"کرونگی۔ "

"کیا آپکو اب بھی لگتا ہے کہ میں کسی سازش کا حصہ رہ چکا ہوں۔۔؟ "

اور وہ ان سوالات کا مقصد سمجھ کر گہرا سانس بھر گئی تھی۔

"نہیں۔پہلے لگتے تھے لیکن اب نہیں لگتے۔شاید مجھے اس دفعہ کسی کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ "

اور وہ اسکا جواب سن کر آسودگی سے مسکرایا تھا۔اس کا بے ساختہ دل چاہا کہ اچھل کر پیروں کی تالی بجائے۔ لیکن ابھی ابھی تو امپریشن بنا تھا۔ وہ اس امپریشن کا کچرا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"اب بس ایک آخری سوال۔۔ "

اس کے بچوں کی طرح کہنے پر نازنین نے ہاتھ باندھ کر سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اسے گویا اجازت دی تھی۔

"آپکو ایسا کیوں لگا کہ مجھے ٹریجیڈیز میں دلچسپی ہوگی؟ "

اسکے سوال پر وہ چندپل اسے دیکھتی رہی اور پھر کندھے اچکائے۔ ایسے جیسے اس سوال کا کوئی تسلّی بخش جواب اسکے پاس نہیں تھا۔

"پتہ نہیں۔لیکن کچھ لوگ ہوتے ہیں جن کی وائب سے اندازہ ہو رہا ہوتا ہے کہ انہیں گھسی پٹی "ہیپی اینڈ نگز" سے زیادہ ٹریجک انت میں دلچسپی ہوگی۔کیا ایسا نہیں ہے۔۔۔؟"

"میں کمزور دل رکھنے والا انسان ہوں۔مجھے ایسی خوفناک اینڈ نگز سے اینگزائٹی ہو جاتی ہے۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کچھ اس بیچارگی سے کہا کہ وہ ہنسے بغیر نہ رہ سکی۔

"لیکن ماننا پڑے گا کہ یہ ڈرامہ بہت بہترین تھا۔ آپ قسمت کو پرے دھکیلتے در حقیقت اسی کے سامنے کے لیے تیار کیے جا رہے ہوتے ہو۔ خوب "!

"گریک متھالاجی (Greek Mythology) کے بارے میں سنا ہے کبھی؟ انگریزی ادب اور دنیا میں موجود تمام ادبی حلقوں میں یونانی اساطیر کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ کبھی وقت ملے تو ضرور پڑھنا انہیں۔ یہ کہانیاں تمہیں کبھی بھی متاثر کرنے میں ناکام ثابت نہیں ہونگی۔"

اگلے ہی پل کلائی پر بندھی نگاہوں کے سامنے کی۔ ملاقات کا وقت تقریباً ختم ہو چکا تھا۔

"اب چلتی ہوں۔ اپنا خیال رکھنا اور ضرور مختلف کتابوں کا مطالعہ کرتے رہنا۔ "

وہ اسکے جواب کا انتظار کیے بغیر جانے کے لیے مڑ چکی تھی۔ اسی پل اسکا فون بجا تو اس نے جیب میں اڑسے فون کو نکال کر نگاہوں کے سامنے کیا۔ "سارنگ کالنگ" جگمگا رہا تھا۔ اس نے اگلے ہی پل فون اٹھایا اور پھر کان سے لگا لیا۔

"جاوید صاحب کی رپورٹس میرے پاس موجود ہیں۔ بہت مشکل سے نکلوائیں ہیں میں نے۔ جلدی آجاؤ۔ "

اس نے اگلے ہی پل فون جیب میں اڑسا اور بھاگتا ہوا راہداری عبور کر گیا۔

****

کالج کے واش رومز کی جانب جاتی راہداری سنسان پڑی تھی۔ چھٹی کے پہر یہاں پر کسی بھی انسان کا وجود برداشت نہیں کیا جاتا تھا۔۔ اگلے ہی پل وجدان کو ایک طاقتور سے لڑکے نے گریبان سے تھام کر پوری وقت کے ساتھ واش روم کی ادھ کھلے دروازے کی جانب دھکا دیا تو وہ اندر کو جا گرا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

یہ روز کا معمول تھا۔۔ یہ اب روز کا معمول بنتا جارہا تھا۔۔ وہ پچھلے ایک سال سے مسلسل انہیں نوٹس بنا کر خاموشی سے دیتا رہا تو اسے کچھ نہیں کہا گیا۔ لیکن جونہی اس نے اپنے حق کے لیے آواز بلند کی تو اسے جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا جانے لگا۔ اب ہر روز یہی ہوا کرتا تھا۔۔ وہ اسے واش روم میں لے جا کر بری طرح ٹارچر کرنے لگے تھے۔ امیر گھرانوں کے ٹاکسک بچے۔۔۔!

اسکے کمزور سے وجود میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ انکا مقابلہ کر سکتا۔ وہ انہیں روک رہا تھا۔۔ وہ انہیں مسلسل روکنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔۔ بہت بری طرح مار کھانے کے بعد اب وہ بیسن پر جھکا منہ دھو رہا تھا۔ گھر جا کر کسی بھی زخم کی وضاحت نہ دینی پڑے، اسی لیے اسے ہر زخم گھر پہنچنے سے پہلے ہی صاف کرنا تھا۔

واش بیسن کے اوپر لگے ٹوٹے شیشے میں اپنا عکس دیکھا وہ لمحے بھر کے لیے ٹھہر سا گیا تھا۔ اسے وہ کہانیاں یاد آنے لگیں کہ جن میں بہت رحم دل لوگ اکثر مانسٹر بن جایا کرتے تھے۔ اسے ان کہانیوں کی سمجھ لمحے کے اس زخمی حصے میں با آسانی آگئی تھی۔ زخم انسان کو۔۔ انسان رہنے نہیں دیا کرتے۔ ان سے اٹھتی تکلیف انسان کو انتقام جیسے خوفناک سفر پر قدم دھرنے کے لیے آمادہ کر لیا کرتی ہے۔

یکایک۔۔ اس ٹوٹے شیشے کے عکس میں اسے کسی اور کا عکس بھی واضح طور پر دکھائی دینے لگا تھا۔ وہ مڑ نہیں سکا۔۔ وہ کبھی بھی مڑنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ عکس چند قدم چل کر قریب چلا آیا تھا۔ وہ اس سے اپنی نگاہیں ایک پل کے لیے بھی نہیں ہٹا سکا۔۔

"جن معاملات میں خدا انسان کی مدد نہ کرے، ان معاملات میں انسان کو اپنی مدد خود کرنی پڑتی ہے۔ "

وہ عکس اس سے اب کچھ کہہ رہا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کون ہو تم۔۔؟ "

اس نے گلابی آنکھیں لیے پوچھا تھا۔

"میں تمہارے اندر کی آواز ہوں۔ غور سے سنو، تمہارا اصل تم سے چیخ چیخ کر خدا کی بے وفائی پر دہائی دے رہا ہے۔ کیا تم سن نہیں سکتے۔۔؟ "

اس کے سامنے دھند سی چھانے لگی تھی۔ وہ اگلے ہی پل لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ مڑ کر اس عکس کو براہِ راست تک رہا تھا۔ وہ اب آمنے سامنے تھے۔۔ سفید روشنی میں سیاہی سی گھلنے لگی۔ اسکے دل میں گرہ سی بندھ گئی۔ خدا کے خلاف پہلی گرہ۔۔! وہ اس آدمی کو پہنچانتا تھا۔

"اپنے حق میں کی گئی کمی کا جواب کیسے دیا جاتا ہے؟ "

اس نے خود کو کہتے سنا تھا۔ سامنے کھڑا عکس لمحے بھر کو مسکرایا تھا۔ پھر اسکی آنکھوں میں ایک کاٹ سی ابھری۔۔ سرد سی کاٹ۔۔

"جو حق میں کمی کا مؤجب بنے، اسے قتل کر کے۔ "

"قتل۔۔؟ "

اس نے بے یقینی سے زیرِلب دہرایا تھا۔ اگلے ہی پل اسکے جسم میں لمحے بھر کو پھریری سی دوڑ گئی تھی۔ اس نے اپنے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر ان بلند ہوتی آوازوں کو کسی طرح روکنا چاہا تھا۔ وہ ان بے ہنگم سی آوازوں میں، اپنی روح سے ابھرتی سرگوشی کو نہیں کھونا چاہتا تھا۔ اس نے گھبرا کر سامنے ایستادہ عکس کو دیکھا۔۔

"مجھے آپ جیسا۔۔ نہیں۔۔ بننا۔۔ رمیز دادا۔۔ !"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے بمشکل کہا تھا۔ رمیز سرشار سا مسکرا کر اگلے پل ہی آگے بڑھ آیا تھا۔ پھر ہاتھ آگے بڑھ کر اسکے سیاہ بالوں پر شفقت سے پھیرنے لگا۔

"تم طلحہ کی اولاد ہو۔ ممکن نہیں کہ تم بغاوت کے مرتکب نہ ہو سکو۔۔ میں تمہارے پلٹ آنے کا انتظار کرونگا، وجدان۔ جب تم تھک جاؤ تب میرا دروازہ کھٹکھٹانا۔ کیونکہ عنقریب ہی یہ دنیا تمہارے اندر سانس لیتی سیاہیوں کے باعث، تمہیں بے دخل کردے گی۔ تب تمہارے زخموں کو صاف کرنے والا کوئی بھی نہیں ہوگا۔ اور اسی لمحے تمہیں ادراک ہوجائے گا کہ میں۔۔ کبھی بھی۔۔ غلط۔۔ نہیں تھا۔۔"

اسکی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا کہ وجدان ان سے اپنی نگاہیں نہیں ہٹا سکا۔ وہ گویا سحر زدہ کردیا گیا تھا۔ اسکے اردگرد، سحر تحلیل ہونے لگا تھا۔ سراب۔۔ وہ سراب میں گھرتا جارہا تھا۔

وہ کب اس راہداری سے گزرا، کب اس نے کالج کا داخلی دروازہ پار کیا، کب وہ سڑکوں پر بے مقصد پھرتا ہوا اپنے گھر چلا آیا۔ سب جیسے اس کے ذہن سے حذف ہوچکا تھا۔ محض چند باتوں کی گونج سنائی دے رہی تھی اسے۔۔ ہر جانب سے۔۔ ہر طرف سے۔۔ اندر باہر سے۔۔

"آپ اس بچے کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں، سر؟"

احمد نے رمیز کے ساتھ تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے استفسار کیا تھا۔ رمیز کا چہرہ سپاٹ ہی رہا۔ ہر جذبے سے عاری، خالی سا۔۔

"میں اسے تراش کر وہ بناؤنگا جو طلحہ کو نہیں بنا سکا۔"

"وہ ایک چھوٹا بچہ ہے۔ بچوں کو جنگ میں گھسیٹ کر کسی بھی برتری کو حاصل کرنا قبیح عمل ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جنگوں میں ہمیشہ بچے ہی گھسیٹے جاتے ہیں، احمد۔ تم۔۔ میں۔۔ ناز نین۔۔ اور اب طلحہ کا بیٹا۔ ہم سب نے اپنی جنگیں کم سنی سے لڑنا سیکھی ہیں۔ پختہ ہونے کے بعد خدا کے خلاف دلوں میں نفرت راسخ کرنا ایک مشکل کام ہے۔ کم سنی میں، نرم دلوں کو نفرت اور غصے کی جانب موڑا جائے تب ہی تو وہ عین جوانی میں ثمر کا کام دیا کرتے ہیں۔ اور طلحہ کا بیٹا۔۔ وہ تو پہلے ہی اپنی ذات کے اندر موجود سیاہیوں میں گھرا ہوا ہے۔ اسے اس راہ کی جانب پھیرنا کچھ مشکل نہیں۔۔"

وجدان اپنے بستر پر دراز لحاف سر تک تانے بمشکل خود کی لرزش پر قابو پائے ہوئے تھا۔ کچھ سراب بہت طاقتور ہوا کرتے ہیں۔ ان کے پیچھے بھاگتے بھاگتے حیات کے قطرے خشک ہونے لگتے ہیں۔ وہ بھی سفید پڑتے لبوں کے ساتھ اپنی حیات کے قطروں سے لمحہ بہ لمحہ خالی ہوتا جا رہا تھا۔

****

وہ سارنگ کے کلینک میں ہی موجود تھا۔ اس کے ہاتھوں میں طلحہ اور جاوید دونوں کی رپورٹس تھیں۔ سارنگ ایک جانب بیٹھا مظہر کے بنگلے سے ملی یو ایس بی میں موجود فائلز کو ڈی کرپٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور حرم صوفے پر براجمان، دونوں رپورٹس کو بغور پڑھ رہا تھا۔

"ایک عجیب سی چیز مشترک ہے ان دونوں اموات میں۔۔ "

اس نے سر جھکائے ہی کہا تھا۔ سارنگ نے لیپ ٹاپ کے پار سے چہرہ ذرا باہر نکال کر اسے دیکھا۔

"کیا۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"طلحہ کو گولیاں مارنے سے پہلے اس کے سر پر ایک بھاری پیپر ویٹ مارا گیا تھا۔ دوسری جانب جاوید کے منہ پر بری طرح سے بوٹ مارنے کے نشانات واضح ہیں۔ "

"تو۔۔؟اس بات کا کیا مطلب ہوا۔۔؟ "

"اس بات کا مطلب ہوا کہ ان کی موت سے قبل ان پر اپنا بھرپور غصہ اتارا گیا تھا۔یعنی،انہیں اذیت والی موت دی گئ تھی۔انہیں بہت تکلیف دے کر مارا گیا ہے۔۔ "

"تو جاوید سر کو بھی قتل کیا گیا ہے؟ "

"جہاں تک مجھے لگتا ہے تو ہاں۔انہیں قتل کیا گیا ہے۔کیونکہ ہٹ اینڈ رن کے اکثر کیسس میں ایسی اموات رپورٹ نہیں ہوتیں کہ جس میں جسم کو پوری طرح سے گاڑی تلے کچل دیا گیا ہو۔ایسا صرف ایک ہی صورت میں ہو سکتا ہے جب سامنے والا،واقعتاً آپ پر گاڑی چڑھانے کا ارادہ رکھتا ہو۔جاوید کے جسم کی تقریباً تمام ہڈیاں ٹوٹ چکی تھیں۔یعنی انہوں نے پوسٹ مارٹم تک کی گنجائش نہیں چھوڑی۔"

اس نے رپورٹس کو بغور پڑھنے کے بعد سامنے ٹیبل پر ڈال دیا تھا۔سارنگ بھی گہرا سانس لے کر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔سب باتیں اور تمام ثبوت بہت مبہم تھے۔کہیں سے بھی کسی راہ کو انکے لیے واضح نہیں کیا گیا تھا۔

"اب کیسے پتہ چلے گا۔۔؟"

اگلے ہی پل وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"جوتے۔۔وہ جوتے جس نے جاوید کے چہرے پر برابر ٹھوکریں ماری ہونگی۔ان جوتوں پر یقیناً جاوید کا خون لگا ہو گا۔اس خون کے ذریعے ہم ان کا ڈی این اے دیکھ سکتے ہیں۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"چہ۔۔اور تمہیں لگتا ہے کہ ہمیں، اٹھارہ سال بعد وہ جوتے مل جائیں گے۔۔! یہ ایک بالکل ناممکن سی بات ہے حرم۔ کوئی اور راہ نکالو۔۔ "

لیکن وہ اب اٹھ چکا تھا۔ ساتھ ہی اس نے صوفے کی پشت پر ڈلی جیکٹ بھی اٹھا کر پہن لی تھی۔

"ہمارا میجر سسپیکٹ کون ہے؟ رمیز۔۔ ہم اپنی کارروائی رمیز سے شروع کریں گے۔ "

"ڈونٹ ٹیل می کہ اس نے اٹھارہ سال سے وہی جوتے پہن رکھے ہونگے۔ "

سارنگ کو اب بیزاریت ہونے لگی تھی۔ جب بھی کوئی سرا اسکے ہاتھ نہیں آتا تھا تب وہ ہر ایک کام سے اکتانے لگتا تھا۔ لیکن حرم بہت مستقل مزاج تھا۔ وہ کسی بھی چیز سے بمشکل اکتایا کرتا تھا۔ اس کی ڈیڈیکیشن ہی اسے بہت سے لوگوں میں ممتاز کرتی تھی۔

"اب تم کہاں جارہے ہو۔۔؟ "

"رمیز کے آفس۔ میں نے اسکی بیٹی کے رشتے سے انکار کر دیا ہے تو اسی سلسلے میں معذرت کرنے جارہا ہوں۔ مام کی کال آئی تھی دوپہر میں۔۔ سخت جھاڑ پڑی ہے۔ "

وہ اسکے بیچارے سے انداز پر ہنسنے لگا تھا۔ حرم نے سر ہلا کر رُخ ڈسپینسر کی جانب پھیرا اور ابھی وہ اس سے پانی کا گلاس بھرتا پانی پینے ہی لگا تھا کہ اسکا موبائل پیغام کی رنگ ٹون سے بج اٹھا۔ اس نے گلاس سلیب پر رکھ کر انگوٹھے سے پیغام کھولا۔

"Theogony: Clash of the titans!"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے پیغام کو بغور پڑھا۔ ابرو اگلے ہی پل سکڑ گ ئے۔ یہ کیا تھا؟ اس نے نمبر دیکھا تو پرائیوٹ تھا۔ اس نے حیرت سے پیغامات والا بار کھولا تو مستقل ایک ہی پیغام کئ دفعہ اسے بھیجا گیا تھا۔

"Theogony: Clash of the titans!"

"Theogony: Clash of the titans!"

"یہ کیا۔۔؟"

اسی پل دوسری جانب سے سارنگ کی آواز بھی گونجی تھی۔

"کھل گئ۔۔ حرم فائلز ڈی کرپٹ کرلی ہیں میں نے۔۔"

وہ دوڑتا ہوا اسکی کرسی کے پیچھے چلا آیا تھا۔ سارنگ اب ہر فائل کو کھولتا جارہا تھا لیکن وہاں محض ایک ہی جملہ تحریر تھا۔۔

"Theogony: Clash of the titans!"

"یہ کیا یار۔۔!! میں نے اتنی محنت سے اس فائل کو کھولا اور سب فائلز میں بس ایک ہی جملہ لکھا ہے۔ کیا بکواس ہے یار یہ۔۔"

وہ بے دلی سے کہہ کر ابھی لیپ ٹاپ کی اسکرین نیچے گرانے ہی لگا تھا کہ حرم نے بے ساختہ اسکا ہاتھ روک لیا۔ پھر اسکے سامنے اپنی موبائل اسکرین کی۔ سارنگ نے حیرت سے پیغامات کی ایک لمبی فہرست میں یہی سطر رقم دیکھی تو متعجب آنکھیں حرم کی جانب پھیریں۔۔

"یہ تو ایک یونانی اساطیر ہے، حرم۔ ایک گریک متھ۔۔!"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور وہ کرنٹ کھا کر سیدھا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اسکی سماعت میں نازنین کی باتیں لمحے بھر کو گھلی۔۔

"کیا تم نے (Greek Mythology) کے بارے میں سنا ہے۔۔؟ "

وہ سن ہو گیا تھا۔ اس نے ہاتھ میں تھاما موبائل نگاہوں کے سامنے کیا۔ ایک اور پیغام پوری آب و تاب کے ساتھ جگمگا رہا تھا۔

"تین دروازوں کے پار، دیوارِ گریہ قائم ہے۔ اور مقید ہے تمہارا خزانہ اس دیوار تلے۔۔ "

اسکے آس پاس گردش کرتی ہر شے لمحے بھر کو ٹھہر سی گئی تھی۔ سارنگ اسکے ہاتھ سے موبائل اچک کر پیغام بار بار دہرا رہا تھا۔

"کسی کو پتہ تھا کہ رمیز جلد ہی نازنین کو قتل کرنے کا حکم جاری کرے گا۔ اسی لیے۔۔ اسی لیے مجھے حکم دیا گیا کہ میں اسکی حفاظت کروں اور ابھی اس پہیلی میں موجود خزانے کا لفظ نشاندہی کرتا ہے ان کاغذات کی جانب جو غائب ہیں۔ کوئی جانتا ہے کہ جاوید نے کاغذات کہاں چھپائے ہیں۔۔!"

وہ بے یقینی سے بُت بنا اس پیغام کو لمحے کے ہزارویں حصے میں ڈی کوڈ کر چکا تھا۔ اگلے ہی پل اس نے سارنگ کے ہاتھ سے موبائل جھپٹا اور باہر کی جانب بھاگا۔ اسے جلد از جلد طالوت سے ملنا تھا۔ گاڑی کو تیزی سے سڑک پر دوڑاتے ہوئے اسکے دماغ میں جھکڑ سے چل رہے تھے۔ کوئی طالوت کے اوپر موجود تھا۔۔ طالوت کو کوئی حکم دے رہا تھا۔۔ وہ جو کوئی بھی تھا۔۔ اسکی ہر ایک جنبش سے واقف تھا۔ کئی گھنٹوں کی ڈرائیو کے بعد اس نے سنسان جگہ میں واقع ایک گھر کے سامنے گاڑی روکی اور پھر باہر چلا آیا۔ جنگلے کا دروازہ دھکیل کر وہ تیزی سے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ پھر گھر کے داخلی دروازے کو اپنے پاس موجود دوسری چابی سے کھول کر اندر چلا آیا۔ طالوت سامنے

زینوں سے اتر رہا تھا۔اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ آگے بڑھ کر اسے گریبان سے جکڑا اور دیوار کے ساتھ سختی سے لگایا۔

وہ حیران سا اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔

"کس نے۔۔ کس نے حکم دیا تھا تمہیں نازنین کی حفاظت کے لیے؟ تمہیں کیسے پتہ تھا کہ جلد یا بدیر رمیز نازنین کو قتل کرنے کا حکم دے گا۔۔ اور وہ کاغذات۔۔ کوئی انکے بارے میں بھی جانتا ہے۔۔! مجھے بتاؤ نہیں تو میں تمہیں ابھی کہ ابھی گولیوں سے چھلنی کر دونگا۔۔!"

وہ طیش سے چیخا تھا۔ لیکن طالوت ویسے ہی پر سکون رہا۔ اسکے چہرے پر اک پر اسرار سی مسکراہٹ ابھری تھی۔

حرم نے نا سمجھی سے اس مسکراہٹ کو دیکھا۔۔

"تم کون ہو۔۔؟"

اور وہ اگلے ہی پل سناٹے میں آگیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ طالوت کو نسیان لاحق تھا۔ اور وہ چیزوں اور انسانوں کو اکثر اسی طرح فراموش کر دیا کرتا تھا۔ جیسے ابھی۔۔ وہ حرم کو۔۔ پہچاننے سے انکاری ہو گیا تھا۔!

حرم کی آنکھوں میں ابھری بے یقینی ایسے لمحے میں اس پر وارد ہوئی تھی کہ وہ کوئی بھی تاثر دینے سے قاصر تھا۔ اس کے ہاتھ طالوت کے گریبان پر اب تک سختی سے جمے ہوئے تھے۔ طالوت نے دانت پیس کر اسے دونوں ہاتھوں سے دُور دھکا دیا تو وہ توازن قائم نہ رکھنے پر الٹے قدموں زمین پر گر پڑا۔ طالوت بالکل سپاٹ چہرہ لیے آگے بڑھ کر اسے جونہی لات مارنے لگا تو وہ بجلی کی تیزی سے کروٹ لے کر پلٹ گیا۔ پھر اگلے ہی پل اٹھ کر اس نے طالوت کو پچھلے گریبان سے دبوچ کر دیوار کے ساتھ سختی سے لگایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے بتاؤ کس نے حکم دیا تھا تمہیں؟" اسکا سوال جوں کا توں تھا۔ طالوت ہنس پڑا۔۔ اسکے ہنسنے کا انداز اس قدر مانوس تھا کہ حرم کو لمحے بھر کے لیے گمان گزرا کہ شاید اسے سب یاد آ گیا ہو۔ اس نے جلدی سے اسکا گریبان چھوڑ دیا تھا۔ پھر جیسے ہی آگے بڑھ کر اسکے مقابل آیا تو طالوت نے زوردار مکا اس کے جبڑے پر دے مارا۔ ایک بار پھر سے چُوکنے کی باعث وہ زمین پر گھسٹتا ہوا دیوار سے جا لگا تھا۔ اسکی پیٹھ پر خراش کے گہرے نشان پڑ گئے تھے۔

طالوت نے تیزی سے آگے بڑھ کر ٹیبل پر دھری گن اٹھالی تھی۔ پھر اسکے عین سامنے آکھڑا ہوا۔ گن اسکی پیشانی پر تانی۔۔ حرم نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر اسکی آنکھیں طالوت کے ہاتھ میں پکڑی گن کی جانب پھسلیں۔۔ اگلے ہی لمحے وہ ہنس پڑا تھا۔۔ جس نے اسے بندوق پکڑ کر اپنا دفاع کرنا سکھایا تھا آج وہ ہی اس پر اپنی بندوق تانے ہوئے تھا۔ تو یہ طے تھا کہ وہ آخر کار سب کو ہی کھودے گا۔۔

"کس نے بھیجا ہے تمہیں۔۔؟ میرے ہیڈ آوٹ کا پتہ کہاں سے ملا تمہیں؟ "

اسکی مشینی سے آواز پر اس نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر ہاتھ آگے بڑھا کر اسکی گن کو اپنے ماتھے پر ٹکایا۔۔

"شُوٹ۔۔ !"

"پہلے جواب دو۔۔ "

وہ اس پر دھاڑا تو حرم نے سکون سے گردن ایک جانب ڈھلکائی۔

"سوری طالوت۔۔!" اگلے ہی پل وہ اسکا گن والا ہاتھ پوری طرح موڑتا ہوا اٹھ چکا تھا۔ طالوت نے مزاحمت کی کوشش کی تو اسکے ہاتھ سے بندوق دور جا گری۔ حرم نے اسکے جبڑے پر اتنی ہی قوت سے مکا مارا تھا۔ وہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لڑکھڑایا۔۔اسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر اس نے اسے گردن سے دبوچا اور پھر آگے بڑھ کر گھٹنا موڑتے ہوئے اسکے پیٹ پر مارا۔ وہ بلبلا کر نیچے جھکا تھا۔

حرم نے ہاتھ روک لیا۔۔دو قدم پیچھے ہٹا۔۔ہونٹ پر لگا خون آستین سے رگڑ کر صاف کیا۔۔لیکن طالوت اب کہ مکمل طور پر چوکنا ہو کر اس پر جھپٹا تھا۔وہ دونوں ہی لڑنا جانتے تھے۔ان سے ایک دوسرے کا کوئی بھی وار نہیں چُوک رہا تھا۔وہ دونوں ہاتھوں سے ہر وار کو وقت سے پہلے ہی روک رہے تھے۔ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو مات دینے کے لیے بے تاب لگتے تھے۔

اوقات اسی پہر۔۔پیچھے کی جانب سفر کرنے لگے۔۔وہ محض بیس سال کا تھا۔۔طالوت اس وقت خاصہ جوان تھا۔۔وہ اسکے ساتھ گھنٹوں گھنٹوں اسی طرح مشق کیا کرتا تھا۔اور جب اسکی ٹریننگ کا آخری دن تھا تب اس نے طالوت کو ہرا دیا تھا۔۔

استاد اور شاگرد برابری کی سطح پر کبھی نہیں آسکتے لیکن پھر کچھ شاگرد۔۔اپنے اساتذہ سے بازی لے جایا کرتے ہیں۔بلاشبہ وہ بھی انہی شاگردوں میں سے ایک تھا۔اس نے اچھل کر ایک زوردار لات طالوت کے سینے پر ماری تو وہ دور جا گرا۔۔وہ خود بھی زمین پر گر پڑا تھا۔۔خالی پڑے گھر میں پھولی سانسوں کی آوازیں گونجنے لگی تھیں۔

"طالوت۔۔؟ "

اس نے محتاط سے انداز میں اسے کچھ پہر بعد پکارا تھا۔

"ہوں۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم کہا کرتے تھے نا کہ۔۔ لڑائی کا اصول ہے۔۔ یا تو مار دو یا پھر مر جاؤ۔۔ درمیانی راہیں کبھی بھی فائٹرز کے لیے نہیں ہوا کرتیں۔۔ "

"غلط۔۔" وہ کہہ کر کھانسا تھا۔ اسکے سینے پر پڑنے والی لات کا اثر تھا جو اسے سانس لینے میں دشواری سی دینے لگا تھا۔۔ "فائٹرز کبھی بھی درمیانی راہ کا انتخاب نہیں کیا کرتے۔۔۔ "

"ایک ہی بات ہے۔۔ "

"دو الگ باتیں ایک بات کیسے ہو سکتی ہے؟ "

"مفہوم تو ایک ہی ہے نا۔۔ "!

اسکے کہنے پر طالوت اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر دبانے لگا تھا۔ اسے درد بدستور بڑھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ کانوں میں ہلکی سی سیٹی بھی بج رہی تھی۔ وہ اپنے حواس پر بمشکل قابو پا رہا تھا۔

"ہم مفاہیم کا پیچھا کرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ "

"پھر ہم کون لوگ ہیں۔۔؟ "

"ہم الفاظ کی ترتیب سے باتوں کا مطلب نکالنے والے لوگ ہیں۔۔ "

اور وہ اسکے جواب پر لاجواب سا ہو گیا تھا۔ اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ خود بھی ایسا ہی ہے۔ الفاظ پکڑنے والا۔۔ انکے اتار چڑھاؤ سے معاملات کی تہہ تک پہنچنے والا۔۔ شاید تبھی وہ اتنے اچھے طریقے سے جھوٹ بول لیتا تھا۔ کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ کونسا لفظ کہاں جوڑ کر بات کو اپنا مطلب کیسے دینا ہے۔ وہ مفہوم ترتیب دینے والے لوگ تھے۔۔

"یاد آیا کچھ تمہیں۔۔؟ یاد کرو۔۔ میں حرم ہوں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی رگ وپے میں گلٹ دوڑنے لگا تھا۔ اسے ہلکا ہاتھ رکھنا چاہیے تھا طالوت پر۔ وہ پہلے ہی ایک بیمار انسان تھا اور اس نے اپنی ساری فرسٹریشن اسی پر اتار دی تھی۔

"بے غیرت انسان۔۔ اٹھا مجھے آکر اب۔۔ "

اسکے کہنے پر وہ تیزی سے زمین پر رینگتا اس تک پہنچ چکا تھا۔ طالوت کا سر اب تک پیچھے کی جانب ڈھلکا ہوا تھا اور وہ گہرے گہرے سانس لیتا اپنی آستین سے ناک سے نکلتا خون صاف کر رہا تھا۔

"تمہیں کچھ۔۔ یاد آیا۔۔؟ "

""بکواس بند کرو اب۔۔!

اور اسکے ایسے طرزِ تخاطب پر حرم گردن جھکا کر زیرِلب ہنس دیا تھا۔ پھر آگے بڑھ کر اسے سہارہ دے کر اٹھانے لگا۔ وہ کمزوری کے باعث بمشکل چل پا رہا تھا۔ اب اسے اگلے کئی گھنٹوں تک اسکے زخم صاف کر کے پٹی کرنی تھی۔ وہ تب ہی اسے کچھ بتا سکتا تھا۔

****

سیاہ رات کی گہرائی سے پھوٹتی تاریکی ہر سُو پھیلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ عشاء کے بعد سے ہی صوفیہ کے ساتھ گھر کی صفائی میں مصروف تھی۔ پہلے دونوں کمروں کی صفائی کی گئی تھی اور اب صوفیہ برآمدے کو جھاڑ رہی تھیں۔ وہ صفائی وجدان کے ساتھ ہی کیا کرتی تھی لیکن چونکہ ابھی ان دونوں کی جانب گہری خاموشی پھیلی ہوئی تھی تو صوفیہ نے ہی نازنین کے ساتھ صفائی کرنے کو ترجیح دی۔۔ کیونکہ وہ کتنی ہی تھکی ہوئی کیوں نا ہوتی۔۔ اسے اپنے کام خود کرنے کی عادت تھی۔ وہ ان کے لیے دوسروں کو آوازیں دینا بہت پہلے ہی ترک کر چکی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

صوفیہ بر آمدے کو جھاڑ کر صاف کر چکیں تو وہ بھی کچن کو چمکا کر باہر چلی آئی۔اب صرف کچا صحن اور داخلی روش ہی رہتی تھی۔

"اب میں خود کرلونگی امی۔آپ جا کر آرام کریں۔"

اس نے انکے ہاتھ سے اونچی سی جھاڑو لے کر ایک جانب رکھ دی تھی۔صوفیہ سے بھی تھکن کے باعث زیادہ کام نہیں ہو پا رہا تھا۔شوگر جیسے مرض نے انکے اندر موجود تمام اعضاء کی طاقت کو سینچ لیا تھا۔سر ہلا کر وہ غسل خانے کی جانب بڑھیں تو نازنین نے ڈھیلے پڑتے جُوڑے کو دوبارہ سے باندھ کر قدم کچے صحن کی جانب بڑھائے۔ پہلے کیاریوں کی صفائی کی۔۔ پھر بیسن کو دھویا۔۔ شیشہ صاف کیا۔۔ وہ اخبار سے شیشہ رگڑ کر ابھی صاف ہی کررہی تھی کہ اسے کسی کا عکس اس شیشے میں نظر آیا۔۔

وہ وجدان تھا۔۔پژمردہ اور کمزور سا۔۔اسکی سیاہ آنکھوں میں ترحم سا ابھرا تھا۔

وجدان چند قدم چل کر قریب چلا آیا۔پھر اس سے ایک فاصلے پر ٹھہر بھی گیا۔اس کا ہاتھ جو رک گیا تھا ایک بار پھر سے چلنے لگا۔۔

"پھپھو۔۔"

اسکی آواز بیٹھی ہوئی تھی۔یوں گویا وہ چیخ چیخ کر رویا ہو،یا پھر شدید گھٹن کے باعث اسکی آواز حلق میں ہی کہیں دم توڑ گئی ہو۔اسکا ہاتھ ایک بار پھر سے رک گیا تھا۔

"کی۔۔کیا میں تھوڑی سی بات کر سکتا ہوں آپ سے۔۔؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

کتنا اجنبی سا انداز ہو گیا تھا اسکا۔۔ بالکل غیروں والا۔۔ یہ تو اسکا وجدان نہیں تھا۔ کیونکہ اسکا وجدان تو کبھی بھی ایسا نہیں تھا۔

"سن رہی ہوں۔۔ "

"سوری۔۔ "

آنسو ٹوٹ کر رخسار پر بے ساختہ ہی پھسلا۔ نازنین نے گہرا سانس لیا تھا۔

"کیا فائدہ اس سب کا اب۔۔؟ "

"میں نے بہت زیادتی کر دی تھی آپکے ساتھ۔۔ "

"پھر اب۔۔ کیا چاہتے ہو تم مجھ سے۔۔؟ "

"یہی کہ آپ مجھ پر چلائیں۔۔ غصہ ہوں مجھ پر۔۔ ویسے ہی تکلیف دہ الفاظ کہیں جیسے میں نے آپکو کہے تھے۔۔ "

"اس سے کیا ہو گا۔۔؟ "

نازنین کا ردعمل بالکل غیر جانبدار سا تھا۔ اخبار کے گیلے پھٹے ہوئے حصے کو کچرے کے ڈبے میں پھینکتی وہ اسکی جانب اپنا سراپا پھیر چکی تھی۔

"اس سے مجھے بھی ویسی ہی تکلیف ہو گی۔۔ "

"اور پھر۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے ہاتھ باندھ کر سکون سے استفہامیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔ وجدان کی بصارت گلابی پڑنے لگی۔ اسکی سماعت میں اپنے ہی الفاظ گونجنے لگے تھے۔۔ کتنی کرب ناک باتیں کہی تھیں اس نے نازنین کو۔۔

"پھر حساب برابر ہو جائے گا۔۔"

"انسان کبھی بھی حساب برابر نہیں کر سکتے، وجدان۔ حساب صرف اللہ برابر کر سکتا ہے۔ انسانوں کے حساب کتاب میں سروائیورز زندہ رہ جاتے ہیں۔ جو اس چکر کو دوبارہ سے شروع کرتے ہیں۔ کیا تم نے نمل نہیں پڑھ رکھا۔۔۔؟"

ایک سوالیہ سا ابرو اٹھایا۔۔

"ایک کتاب حقیقی زندگی کا مقابلہ کیسے کر سکتی ہے پھپھو۔۔؟"

"ویسے ہی جیسے ایک حقیقی زندگی کسی کتاب سے میل کھا سکتی ہے۔"

"آپ الفاظ کے ساتھ ہمیشہ اتنی زیرک کیوں رہی ہیں۔۔؟ میں نے کہا کہ مجھے میرے عمل کی سزا ملنی چاہیے۔ پھر ایسے وقت میں آپ مجھے نمل کا حوالہ کیوں دے رہی ہیں۔۔؟ جو کچھ میں نے کہا اس کا بدلہ لوٹا دیں۔ یہی اس بات کا واحد حل ہے۔"

وہ اسے چند پل بالکل خاموش آنکھوں سے دیکھتی رہی تھی۔

"یہی فرق ہے تم میں اور مجھ میں، وجی۔"

اس نے بہت دنوں بعد آج اسے "وجی" کہا تھا۔ وجدان کے بھاری کندھوں سے بہت سا بوجھ سرکنے لگا تھا۔ وہ اس سے اتنا ناراض نہیں تھی جتنا وہ سوچ رہا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم چیزوں کو، معاملات کو اور یہاں تک کہ انسانوں کو بھی ایک خاص پیمانے میں تولے رکھتے ہو۔ جذبات سے خالی ہو کر۔۔ ایسا تمہاری ذہانت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تمہارے جیسے ذہین لوگ ٹھوس وجوہات اور کاز ایفیکٹ پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ ریشنل ہوتے ہیں۔ ہر جذبے سے اوپر اٹھ کر معاملات کو پرکھتے ہیں اور پھر حل تلاشتے ہیں۔ تمہیں لگا کہ تمہارے عمل کا ایک ہی خمیازہ ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں بھی ویسا ہی بدلہ لوٹاؤں۔۔ تمہارے ساتھ ویسا ہی کروں جیسا تم نے میرے ساتھ کیا۔"

وہ ٹھہر گئی تھی۔ وجدان بھیگی پلکوں پر سجے بہت سے آنسو سمیٹے اسے نرمی سے بولتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

"انسان ایسے کام نہیں کرتے وجی۔۔ "

وہ آہستگی سے قدم اٹھاتا اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔ وہ، وہی کمزور سا بچہ بن گیا تھا جسے نازنین نے انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا تھا۔۔

"انسان کاز اور ایفیکٹ کے طے شدہ اصولوں پر نہیں چلتے۔ انسانوں کے معاملات پیچیدہ ہوتے ہیں۔ تم سے بدلہ لینے پر جتنی تکلیف تمہیں ہوگی شاید اس سے کہیں زیادہ تکلیف کا شکار میں ہو جاؤں۔۔ پھر اب۔۔ یہ تو کوئی بدلہ نہ ہوا پھر۔۔۔؟"

بہت نرمی کے ساتھ اس نے وجدان کی نگاہوں کے سامنے چھائی غلط فہمی کی دُھند کو ہاتھ بڑھا کر صاف کر دیا تھا۔ بالکل ویسے ہی۔۔ جیسے وہ ہمیشہ کیا کرتی تھی۔

"میں کیا کروں پھپھو۔۔؟ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ "

اسکی آواز کانپ رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پھپھو کے ہوتے ہوئے کس چیز سے ڈر لگ رہا ہے تمہیں۔۔؟ "

اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسکے سر پر آہستگی سے پھیرا تھا۔وہ آہستین سے آنکھیں رگڑنے لگا۔نازنین نے اسکا ہاتھ آنکھوں سے ہٹا کر اپنے دوپٹے سے اسکی آنکھیں صاف کی تھیں۔

"میں خود کو نہیں روک پا رہا ہوں۔مجھے خود سے ڈر لگ رہا ہے۔آپ مجھے معاف مت کریں۔میں نے اگر پھر سے وہی سب کیا تو آپ کبھی میری شکل بھی نہیں دیکھیں گی۔۔"

وہ ہچکیوں سے رونے لگا تھا۔انیس سالہ معصوم سا وجدان اسکے سامنے آج بھی بچوں کی طرح رو رہا تھا۔اس نے اندر بڑھتی گھٹن کو بمشکل گہرا سانس لے کر خود سے دور کیا تھا۔اسکے گھرانے سے یہ ذہنی اور نفسیاتی مسائل جانے کب ختم ہونے والے تھے۔۔؟

"کوئی بات نہیں۔پھپھو تمہیں ہمیشہ معاف کرے گی۔ "

"ہر دفعہ تو ہر کوئی معافی کے لائق نہیں ہوتا نا پھپھو۔۔"!

"خون پانی سے زیادہ گاڑھا ہوتا ہے وجی۔یہ انسان سے وہ فیصلے کروالیتا ہے جو کبھی انسان کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ "

پھر گہرا سانس لے کر اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھام کر اونچا کیا۔اسکی آنکھیں زخمی تھیں اور نازنین کی پرسکون۔۔

"کھانا کھایا ہے۔۔؟ "

وجدان نے چہرہ ایک بار پھر سے گردن جھکا کر سر نفی میں ہلایا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اچھا میرے ساتھ صفائی کرواؤ۔۔پھر مل کر کھاتے ہیں۔۔ٹھیک ہے۔۔؟ "

اس نے جھکا سر ہی اثبات میں ہلایا تھا۔نازنین کو بے ساختہ ہی اس پر پیار آیا۔

"اچھا اب یہ کیاریوں کی مٹی برابر کرو۔پودوں کے جلے ہوئے حصوں کو ان سے علیحدہ کرو۔ انہیں پانی دو اور پھر دور سے کھڑے ہو کر ان پر نظر ڈالو۔۔ یہ ایک طرح کی تھراپی ہو گی تمہارے لیے۔"

وہ آنکھیں رگڑ کر اگلے ہی پل جھک گیا تھا۔پھر مہارت کے ساتھ مٹی برابر کرنے لگا۔نازنین اسے گردن جھکا کر اداسی سے تک رہی تھی۔یہ بچہ اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔وہ اسے کھونے کے خیال سے ہی مردہ ہونے لگتی تھی۔کچے صحن والے گھر کے مکین ایک بار پھر سے ایک دوسرے کے لیے معاون ثابت ہوئے تھے۔ کیونکہ وہ سب ہی اپنی اپنی جگہ زخمی تھے۔۔وہ سب ہی اپنی جگہ مانسٹر تھے۔۔

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔ "

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ/گروپ/پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں

-- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

)پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو(

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

اس نے طالوت کو سہارہ دے کر کمرے میں لٹا دیا تھا اور پھر اسکے زخموں کو ٹریٹ کرتا وہ اب فکر مندی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ طالوت پہلے ہی بوڑھا ہو چکا تھا اور اس بیماری نے اسکی ہمت مزید سینچ کر اسے کھوکھلا سا کر دیا تھا۔ وہ

حرم کو معمول سے زیادہ کمزور اور پھیکا سا محسوس ہونے لگا تھا۔شاید یہ اسکی زندگی بھر کی کڑی جسمانی مشقت ہی تھی کہ جس نے اب تک اسے چلنے پھرنے کے قابل رکھا ہوا تھا۔

حرم نے پٹی کرنے کے بعد ایک طرف سامان رکھا اور پھر پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ ہو گیا۔وہ خاموش نگاہیں لیے چھت کو تک رہا تھا۔پھر اسکی سوالیہ سی بے تاب آنکھوں کی جانب دیکھا اور گہرا سانس لیا۔۔

"وہ وقت دُور نہیں جب میری ذہنی حالت مزید ابتر ہو جائے۔ طالوت یہ تک بھول جائے گا کہ ہتھیار کو استعمال کیسے کرتے ہیں، وہ اپنے ساتھ جڑے لوگوں اور ان کی دل کو تسکین پہنچاتی ہر بات فراموش کر دے گا،وہ یہ تک بھول جائے گا کہ وہ خود کون تھا۔ وہ وقت دور نہیں، حرم۔۔"

اسکی خالی سی اداس آواز در و دیوار سے پلٹ کر واپس آ رہی تھی۔وہ بالکل خاموش چہرہ لیے اسے بولتا ہوا تک رہا تھا۔اس نے طالوت کی دائیں آنکھ سے ایک آنسو بہہ کر اسکی کنپٹی میں جذب ہوتے دیکھا تھا۔

"تم زیادہ زخمی تو نہیں ہوئے نا۔۔؟ "

اس نے اگلے ہی پل فکر مندی سے پوچھا تو وہ اداسی سے اسکی فکر پر مسکرا کر رہ گیا۔پھر آہستہ سے سر نفی میں ہلایا۔۔

"ٹھیک ہوں میں۔ "

"لگی تو ہو گی خیر تمہیں۔۔ "

اسکے سیدھے سے جواب پر طالوت نے سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے اسے دیکھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ساری زندگی اپنے زخموں کو اندھیرے میں سمیٹنے کا درس دیتے رہنے کے بعد تم دن کی روشنی میں مجھ سے میرے زخموں کی بابت کیسے پوچھ سکتے ہو۔۔؟ "

وہ اسکی بات پر چند لمحے خاموشی سے اسے تکتا رہا تھا۔ پھر ہولے سے مسکرایا۔

"تم جانتے ہو تمہیں کیوں میں نے نازنین کی حفاظت کا اسائنمنٹ دیا ہے۔۔؟ "

اس نے چونک کر طالوت کی جانب دیکھا تھا۔ اسکی آنکھیں اب کہ ٹھنڈی تھیں۔ وہ ان آنکھوں میں ابھرتے کسی بھی عکس کو پڑھ نہیں پا رہا تھا۔ کیا اسکی اپنی آنکھیں بھی ایسی دکھتی تھیں؟ کیا واقعی؟

"تمہیں محض اس ایک وعدے کے تحت یہ اسائنمنٹ نہیں دیا گیا تھا حرم اُربی۔۔! اتنے بڑے فیصلے کبھی بھی ایسی کمزور وجوہات کے تحت نہیں لیے جاتے۔ "

وہ آنکھیں پھیلائے اسے تک رہا تھا۔ اسکا جسم ساکت ہو گیا تھا اور نگاہوں میں تجسس سا بھر گیا تھا۔

"پھر۔۔؟ "

"تم اس جانب دیکھ نہیں پائے نا۔۔! دیکھو۔۔ میرے اندازے تمہارے بارے میں آج بھی درست ہیں۔ "

"وہ کیا وجہ تھی، طالوت۔۔؟ "

اسکے ساکت پتلیاں ہر جنبش سے انکاری ہو گئی تھیں۔ وہ محض لب ہلا کر ہی بمشکل استفسار کر پایا تھا۔

"تم جذباتی طور پر اس معاملے میں کمزور تھے، حرم۔ تمہیں ہم نے استعمال کیا ہے۔ کیا میٹامور فوسس کا نام سنا ہے تم نے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ سانس روکے طالوت کو دیکھے گیا تھا۔ اسکے چہرے پر ابھری ٹھنڈی سی مسکراہٹ نے حرم کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا دی تھی۔ ایک ہی تخیل کی عکاسی ہر کردار اپنے ہی رنگ میں کرنے کا عادی تھا۔

"انسان کی نفسیاتی اور ذہنی کمزوری کے باعث جو تبدیلی اس میں وارد ہوتی ہے، وہ اسے حتمی شکل دیتی ہے۔ تم ہمیشہ سے خوفزدہ تھے۔ تم اس وعدے کے ٹوٹنے سے خوفزدہ ہوگئے تھے۔ ہم نے تمہارے خوف کو استعمال کیا اور تمہیں اس اسائنمنٹ کا اہم جُز قرار دیا۔ کیا کہا تھا تم نے۔۔؟ کہ انسان بے خوف ہو کر کام تب کیا کرتے ہیں جب وہ خوف کے ایک گہرے سمندر کو پاٹ کر آئے ہوں۔ تمہارا جواب غلط تھا، حرم۔۔! تم غلط تھے۔۔"

اسکی ٹھنڈی آواز اب کہ کھردرے سے لہجے میں ڈھلنے لگی تھی۔ وہ سفید چہرہ لیے اسے تک رہا تھا۔

"انسان بے خوف ہو کر تب کام کیا کرتے ہیں جب وہ اس خوف کے دوبارہ غالب آجانے سے خوفزدہ ہوں۔۔! تم اپنے اوپر حاوی ہوتے اس خوف سے خوفزدہ تھے۔ اسی لیے تمہیں یہ کام دیا گیا تھا۔ کیونکہ تمہاری جذباتی اور نفسیاتی کیفیت کا ایک بہت بڑا عنصر اس کیس پر اثرانداز ہونے والا تھا۔ کوئی بھی اس قابل نہیں تھا کہ تمہارے علاوہ اس کیس کو سالو کر سکتا۔ ہم ذہنی اور جسمانی طاقت لا سکتے تھے لیکن ہم انکے اندر اس جذباتی کیفیت کو کیسے ابھار سکتے تھے۔۔۔؟"

اسکی آنکھوں میں گلابی سی تکلیف ابھری تھی۔

"تم مجھے استعمال کر رہے تھے اب تک؟ "

"ہاں۔۔ استعمال ہو رہے تھے تم۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اور وہ کون ہے جس نے تمہیں یہ سب کرنے کا حکم دیا ہے۔۔؟ "

"تین دروازوں کے پار، دیوارِ گریہ تلے مقید ہے تمہارا خزانہ۔۔ کیا تم اسکی بات کر رہے ہو۔۔؟ "

وہ مسکرایا تھا۔ حرم پلکیں نہیں جھپکا سکا۔ اسے اپنا سانس تک رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"تم۔۔ ملے ہوئے ہو اسکے ساتھ؟ "

طالوت کا چہرہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔ پھر اس نے ہولے سے نفی میں سر ہلایا۔ حرم کے چہرے پر خاموش سی نا سمجھی ابھری۔

"جیسے تم میرے ماتحت ہو، ایسے ہی میں بھی کسی کا ماتحت رہ چکا ہوں۔ مجھے زندہ رہنے کے لیے اور۔۔ تمہیں زندہ رکھنے کے لیے اس سے روابط رکھنے ہی تھے۔ "

"کون ہے وہ۔۔؟ "

وہ یکدم ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اسکے رگ و پے میں طیش لاوہ بن کر دوڑا تھا۔ کیا زر آباد میں ہوا واقعہ اسکی ذہنی اذیت کے لیے کافی نہیں تھا، کہ وہ اپنے ہی استاد کے ہاتھوں استعمال ہو کر اپنی بچی ہوئی زندگی کو بھی کسی کی خاطر زنگ لگا رہا تھا۔ اسکے اندر، اپنے ساتھ ہوئے استحصال پر غصہ سا بھر گیا تھا۔

"مجھے بتاؤ کون ہے وہ۔۔؟ "

اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ طالوت کو سر تا پا خاموشی کی اک لہر نے جکڑ لیا تھا۔ وہ اب اسکے بستر پر دونوں ہاتھ رکھ کر جھکا، سرخ آنکھوں سے اسے تک رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جیسے ہی میرے منہ سے اسکا نام آزاد ہو گا اسی لمحے۔۔مجھے مار دیا جائے گا، حرم۔ یہ وہ قیمت ہے جو اک ایجنسی سے وابستہ گن مین کو چکانی ہی پڑتی ہے۔ "

وہ آہستگی سے سیدھا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔بے یقینی سی بے یقینی تھی۔۔اچھنبا سا اچھنبا تھا۔۔

"یہ جاوید کا بیک اپ پلان ہے جو تمہیں سالو کرنا ہے۔میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔یہ ایک پہیلی ہے جو تمہیں سلجھانی ہے۔یہ نازنین کی امانت ہے جو تمہیں اس تک پہنچانی ہے۔اسکی خیانت تمہارے لیے طوق ثابت ہو گی۔"

حرم دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔

"میں تم لوگوں کے ہاتھوں مزید استعمال نہیں ہو سکتا۔میں ابھی کہ ابھی اس اسائنمنٹ سے ریزائن کرتا ہوں۔"

"تم نہیں کر سکتے۔۔ "

طالوت نے اسکے ارد گرد بچھائے جال کی آخری ڈوری کھینچی تھی۔ وہ بے یقینی سے ابرو سکیڑے اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"تمہیں چُنا ہی اسی لیے گیا تھا تاکہ تم اس سے کبھی انکار نہ کر پاؤ۔تم کبھی اس کام سے نہیں مکر سکتے۔تم سے انکار کی اجازت اور صلاحیت، دونوں سلب کر لی گئی ہیں۔۔ "

دروازے کی چوکھٹ پر بے یقینی سے کھڑا وہ بستر پر دراز مضمحل وجود سے اٹھنے والے انکشافات کی تاب نہیں لا پا رہا تھا۔وہ اب تک استعمال ہو رہا تھا؟اس جیسا ذہین، شاطر اور انتہائی محتاط انسان کسی کے ہاتھوں اتنے لمبے عرصے تک استعمال ہوتا رہا تھا۔۔!کیا ایسا ممکن تھا؟اسکے ارد گرد اچھنبا سا گھلنے لگا۔

"تم۔۔میری تربیت۔۔ محض اس ایک انسان کے بولنے پر کر رہے تھے؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے ارد گرد جھکڑ سے چلنے لگے تھے۔ لمحوں ہی میں طالوت کی جانب دیکھتے ہوئے اس نے آہستگی سے کہا تھا۔ ایسے جیسے وہ خود بھی اس بات پر یقین کرنے سے قاصر تھا۔۔ یوں گویا وہ نگاہیں کھولے گا تو یہ سب خواب ثابت ہو گا۔۔ اور طالوت نے اسکے آہستگی سے ڈی کوڈ کیے پیغام کو سن کر اپنا وجود بمشکل بستر سے اٹھایا تھا۔

"نہیں۔۔ "

" تم سب ایک۔۔ جیسے ہو۔۔ سب کے سب۔۔! "

اس نے اسکی کوئی بھی بات سنے بغیر رُخ باہر کی جانب پھیرا اور تیزی سے چوکھٹ پار کرتا، بھاگتا ہوا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ پیچھے طالوت کے چہرے پر کرب ناک سے آثار نمودار ہوئے تھے۔ وہ اسے آواز دے کر روکنا چاہتا تھا لیکن حرم کسی کی بھی بات فی الحال سننے کو تیار نہیں تھا۔ اور اسکی معاملات کی تہہ تک پہنچ جانے والی عادت سے شاید وہ اب تک اسی لیے بھی خوفزدہ رہا تھا۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایک دن۔۔ وہ ضرور ان سب باتوں کو یونہی کبھی بہت آسانی کے ساتھ۔۔ سمجھ لے گا۔

لیکن طالوت اسے مزید اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ وہ خود جلد ہی سب کچھ بھول جانے والا تھا۔ اسکی بیماری اسے کسی قابل نہیں چھوڑنے والی تھی اور اس سب سے پہلے۔۔ اس نے حرم کو کچھ اہم باتیں بتانی ہی تھیں۔ بس وہ اہم باتیں اسے اتنی جلدی بتانی پڑ جائنگی، اسکے بارے میں طالوت نے کبھی نہیں سوچا تھا۔

اس نے ٹائر چرچرا کر گاڑی پلٹنے کی آواز سنی تو آنکھیں بند کر لیں۔ اسکا سب سے پیارا شاگرد۔۔ آج اس سے۔۔ کھو گیا تھا۔ کیونکہ وہ اسے دھوکا دینے کا مرتکب ٹھہرا تھا۔ وہ اس لمحے کے لیے ساری عمر سے خود کو تیار کرتا آیا تھا۔ لیکن اس ایک لمحے میں اتنی اذیت کا سامنہ کرنے کے بارے میں اس نے کبھی خیال بھی نہیں کیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دوسری جانب حرم کے چہرے پر پہاڑوں کی سی سختی کے ساتھ زخموں کے آثار بھی بخوبی دیکھے جاسکتے تھے۔۔! کیونکہ اسے آج۔۔ چوٹ وہاں سے آلگی تھی۔۔ جہاں سے اس نے کبھی چوٹ لگنے کا تصور تک نہیں کیا تھا۔

اسی پہر زاویار دوسرے کمرے سے نکل کر طالوت کے کمرے میں چلا آیا تھا۔ پھر وہ اسکے سرہانے خاموشی سے آبیٹھا۔۔ ٹھیک وہیں۔۔ جہاں کچھ دیر پہلے حرم بیٹھا ہوا تھا۔ طالوت نے گردن پھیر کر اسکی جانب دیکھا تو تکلیف مزید گہری ہونے لگی۔

"وہ اب دوبارہ کبھی واپس نہیں آئے گا۔۔ "

اس کے اندر درد سا پھیلنے لگا تھا۔ زاویار نے گہرا سانس لیا اور پھر ہاتھ آگے بڑھا کر اسکی ادھڑی بینڈج درستگی سے باندھی۔

"وہ کبھی بھی ایک جانب کی کہانی سننے کے بعد دوسری جانب کی کہانی سننے کا عادی نہیں رہا ہے، طالوت۔ تمہیں اسے یہ سب بتانے سے پرہیز کرنا چاہیے تھا۔۔"

"میں عنقریب سب کچھ بھولنے والا ہوں۔ میں اس کے ساتھ اتنا بڑا ظلم کر کے اس دنیا سے نہیں جانا چاہتا تھا۔ "

وہ اسکے جواب پر تلخی سے مسکرایا تھا۔

"ہم سب بیک وقت ظالم اور مظلوم ہوتے ہیں، طالوت۔۔! ایسا ممکن نہیں کہ انسان ان دو دائروں سے آزاد ہوئے بغیر اس دنیا سے رخصت ہو جائے۔ اپنے اعمال کا بوجھ تو بہر حال ہر صورت ہی برداشت کرنا ہوتا ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے اٹھ کر کھڑکی کا پردہ برابر کیا اور پھر طالوت پر اسکا لحاف درست کرتا باہر کی جانب جونہی بڑھنے لگا تو اسکی آواز پر ٹھہر گیا۔۔

"کہاں جارہے ہو۔۔؟ "

وہ رک سا گیا تھا۔۔ پھر خاموش سی کٹھی آنکھوں سے سامنے دیکھا۔۔ گہرا سانس لیا اور گردن ذرا ترچھی کر کے طالوت پر اک نگاہ ڈالی۔۔

"اسے ایسے نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ زخمی ہوتا ہے تو خود کو مزید تکلیف دیتا ہے۔ "

اسکی خاموش آواز میں نہ ہی ازلی غصہ ہلکورے لے رہا تھا اور نہ ہی انکے مابین پلتی چپقلش کا کوئی شائبہ موجود تھا۔ وہاں صرف فکر تھی۔۔ صرف پرواہ تھی۔۔

"کب تک یوں اسکا پیچھا کرتے رہو گے تم۔۔؟ نفرت کرتا ہے وہ تم سے۔۔ "

"کسی غلط فہمی کا شکار مت ہونا، طالوت۔ کیونکہ میں بھی اس سے اتنی ہی نفرت کرتا ہوں جتنی وہ مجھ سے کرتا ہے۔"

اس نے بے تاثر سا کہہ کر قدم تیزی کے ساتھ باہر کی جانب بڑھائے تھے۔ طالوت نے اپنا تھکا سا سر تکیے پر گرا دیا تھا۔ سیاہ رات پوری طرح سے پگھلنے لگی تھی۔

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایہا پہلے سے خود کو خاصہ بہتر محسوس کر رہی تھی۔ بہت دنوں بعد آج وہ یوں اپنے کمرے سے باہر نکل کر سب کے ساتھ لاؤنج میں آ بیٹھی تھی۔ شارٹ پنک سی شرٹ کے ساتھ چست ٹائٹس زیب تن کیے، وہ بڑے دنوں بعد موڈ میں لگ رہی تھی۔

شائستہ نے اسکے کِھلے کِھلے سے انداز کو دیکھا تو پرسکون سانس خارج کیا۔

وہ خود بھی سرخ ساڑھی کے ساتھ، متناسب میک اپ اور نفاست سے بندھے جوڑے میں بالوں کو گوندھے، کہیں جانے کے لیے تیار لگ رہی تھی۔

"آپی۔۔ مام تھوڑی دیر کے لیے ہی شرکت کر رہی ہیں پارٹی میں، ہوں۔ کیونکہ تمہارے ڈیڈ کی بزبس ڈیلنگز کے لیے اس گیدرنگ میں شرکت کرنا بہت اہم ہے۔ اسی لیے چندا مجھے تمہیں کچھ دیر کے لیے چھوڑ کر جانا ہو گا۔۔ لیکن میں جلد ہی آنے کی کوشش کرونگی۔"

اس کے بالوں پر بوسہ دے کر اپنی اونچی ہیل کی ٹک ٹک کے ساتھ ہی وہ باہر کی جانب بڑھ گئ تھی۔ ایہا نے اسکے جاتے ہی ایک کڑوی نگاہ داخلی دروازے پر ڈالی اور پھر استہزاء سر جھٹک کر چہرہ دوبارہ پھیر لیا۔

وہ پتھریلی روش پر قدم دھرتی آگے بڑھ آئی۔ پھر ابرو سے ڈرائیور کو اشارہ کیا تو وہ دوڑتا ہوا کار کی جانب چلا آیا۔ رمیز اپنی کار میں سفر کرنے والا تھا کیونکہ اسکا وجود شائستہ کو ایک پل بھی برداشت نہیں تھا۔

کار میں بیٹھ کر اس نے پشت سیٹ سے ٹکائی اور پھر اپنے چمکتے آئی فون کی اسکرین نگاہوں کے سامنے کی۔۔ اسکی نگاہیں طرح دار تھیں۔۔ نقوش معمولی ہونے کے باوجود بھی دن رات کی محنت سے پرکشش معلوم ہوتے تھے اور چہرے پر جمی میک اپ کی تہوں تلے، اسکا مکروہ چہرہ وضاحت سے اپنے نقش قائم کیے ہوئے تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

چند نمبر ڈائل کر کے اس نے اسمارٹ فون کو نزاکت کے ساتھ کان پر لگایا تھا۔کچھ گھنٹیوں کے بعد دوسری جانب سے فون اٹھالیا گیا تھا۔

"شجاع نسیم۔۔؟ "

اس نے پر سکون سی ہلکی آواز میں کہہ کر آگے والے کو مخاطب کیا تھا۔دوسری جانب سے شناسائی سی ابھری تھی۔ اسکے نقوش میں کڑواہٹ سی گھلنے لگی۔دل میں پکتی نفرت جیسے کچھ اور گہری ہو چلی تھی۔

"نازنین انصاری۔۔ "!

اس نے محض اتنا ہی کہا تھا اور پھر فون کان سے ہٹالیا۔بالوں کو نزاکت سے کندھے پر جھٹک کر موبائل کی اسکرین کو نگاہوں کے سامنے کر کے سیاہ کر دیا۔پھر اسے ایک جانب ڈال کر وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ کھڑکی سے پار دیکھنے لگی تھی۔جو اسکے گھرانے کی جانب نگاہ کرے گا، اسکا انجام وہ خود طے کرے گی۔بنا کسی انجام اور نتائج سے خوف کھائے بغیر۔۔

****

وہ خاموشی سے گاڑی حرم کی گاڑی کے پیچھے دوڑا رہا تھا۔اسکی توقع کے عین مطابق وہ کسی بھی جانب جائے بغیر اپنے اپارٹمنٹ چلا آیا تھا۔ اس نے ایک فاصلے سے، اسے کار سے اتر کر اپارٹمنٹ کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا تو گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔ وہ بہت سپاٹ اور زخمی لگ رہا تھا۔

زاویار چند لمحات کے لیے بالکل خاموشی سے گاڑی میں ہی بیٹھا رہا۔اسکے ہاتھوں نے سامنے اسٹرینگ وہیل کو تھام رکھا تھا۔لیکن پھر اس نے کچھ لمحات بعد گاڑی واپس موڑلی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے تھے تو بہتر یہی تھا کہ وہ اسکے سامنے کم سے کم ہی جاتا۔اس نے گاڑی کو اسپتال کے راستے پر ڈال دیا۔وہ ابھی محض روبینہ سے بہت ساری باتیں کرنا چاہتا تھا۔یہ جاننے کے باوجود بھی۔۔ کہ اسے ان باتوں کے جواب میں اجنبیت کا ہی سامنہ کرنا تھا۔کچھ چیزیں انسان کے بس سے ہمیشہ باہر رہا کرتی ہیں۔۔

****

رات کے آخری پہر کے باعث وجدان اسکی گود میں ہی سر رکھے سو گیا تھا۔اس نے آنکھیں جھکا کر اسے دیکھا۔۔ اسکی آنکھوں کے نیچے گہرے گڑھے بخوبی دیکھے جاسکتے تھے۔اسے وجی کو ایسے دیکھ کر دُکھ ہوا تھا۔اس سب میں اس بچے کا آخر قصور ہی کیا تھا؟اس کے رد عمل پر اس نے اسے تھپڑ کیسے مار دیا تھا؟کیا اسکے پاس جواز تھا ان سب مظالم کا باعث بننے کے بعد کسی کو بھی موردِ الزام ٹھہرانے کا۔۔؟

وہ اسے اپنے بستر پر لٹا کر،اسکا لحاف درست کرتی کمرے سے باہر چلی آئی تھی۔رات کا تیسرا پہر چل رہا تھا۔سردی اس پہر کچھ زیادہ ہی محسوس ہو رہی تھی۔اس نے بھی قدم کچے صحن کی جانب پھیرے اور پھر وضو بناتی صوفیہ کے کمرے میں چلی آئی۔

وہ بھی مصلے پر بیٹھی اپنے تہجد پڑھنے میں مشغول تھیں۔اس نے انکے برابر ہی اپنا جاء نماز بھی بچھالیا۔کچھ دیر بعد وہ دونوں اپنی نمازوں سے سلام پھیرنے کے بعد خاموشی سے بیٹھیں،انگلیوں پر تسبیحات گن رہی تھیں۔

"میرے خواب میں رُوبی آئی تھی،نازو۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

صوفیہ کی دھیمی سی آواز پر اس نے ناسمجھی سے چہرہ ان کی جانب پھیرا تھا۔ دوپٹے کی تہوں کے ہالے میں قید اسکا چہرہ دمک رہا تھا۔

"روبی خالہ۔۔؟ "

اسکے پوچھنے پر انہوں نے اداسی سے سر اثبات میں ہلایا تو وہ گہرا سانس لے کر سیدھی ہو بیٹھی۔

"ہم اپنے ہی مسائل میں الجھے ہوئے ہیں۔ کتنا وقت ہو گیا ان سے ملے ہوئے۔ "

"بہت رو رہی تھی وہ۔ میں ایک دم پریشان ہو کر اپنی نیند سے جاگی ہوں۔ دل بہت گھبرا رہا تھا تو سوچا تہجد ہی پڑھ لوں۔ لیکن مجھے صبر نہیں آرہا۔ ہمیں اس سے ملنے جانا چاہیئے نازو۔"

اس نے سوچتے ہوئے آہستہ سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ رُوبی، صوفیہ کی خالہ زاد تھیں۔ صوفیہ کے خاندان میں مزید کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ ددھیال میں محض انکے والد ہی اکلوتے تھے۔اور ننھیال کی جانب سے بس ایک خالہ زاد تھی۔

"صبح چلیں گے ان سے ملنے۔ میری یونی کی بھی چھٹی ہے اور وجدان بھی گھر پر ہی ہو گا۔ "

اس نے بیٹھے بیٹھے ہی طے کر لیا تھا۔ اسے اندازہ تھا کہ اس بھری دنیا میں اکیلے رہنے کی اذیت کیا ہوا کرتی ہے۔ صوفیہ نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا اور پھر چہرے پر ہاتھ پھیرتی جاء نماز سمیٹ کر اٹھ گئیں۔

"تم کیوں جاگ رہی ہو اب تک۔۔؟ اور وجدان سے ہو گئی صلح تمہاری۔۔؟ "

"اس سے صلح کیے بغیر میں زندہ کیسے رہ سکتی ہوں بھلا۔۔؟ ہو گئی ہے صلح اور محترم اسی صلح جوئی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میرے بستر پر سو چکے ہیں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

اسی بات پر صوفیہ ہنس دی تھیں۔ اسکے اپنے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ پھر وہ کمرے کی بتی گُل کرتی، اپنے پیچھے دروازہ بند کرتی باہر نکل آئی۔ صحن میں لگے تخت پر آ بیٹھی۔ اسکا دل جانے کیوں گھبرا رہا تھا۔

حرم بالکل اندھیرے میں بیٹھا، خاموش آنکھیں لیے سامنے دیوار کو تک رہا تھا۔ اس نے اندھیرے میں ڈوبے اپارٹمنٹ کو روشن کرنے کی زحمت بھی نہیں کی تھی۔

زاویار اپنی ماں کا ہاتھ تھامے، اسے اپنے رخسار تلے رکھے، اداسی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ ان باتوں کا کیا فائدہ کہ جن کے جواب سننے کے لیے اسکے کان تک ترس جایا کرتے تھے۔

نازنین نے ہاتھ میں پکڑا موبائل نگاہوں کے سامنے کیا۔۔ جانے کیوں رات کے اس تنہا پہر میں اسے حرم بے ساختہ یاد آیا تھا۔ اسے حیرت بھی ہوئی۔۔ کیا وہ ٹھیک تھا۔۔؟ لیکن اسکے پاس تو حرم سے رابطہ کرنے کا کوئی ذریعہ بھی نہیں تھا۔ اسے اسکا نمبر لینا چاہیئے تھا۔ لیکن ابھی۔۔ اگر وہ اسے فون کرے گی بھی تو کہے گی کیا۔۔ کیوں فون کیا تھا؟

اس نے گہرا سانس لے کر اپنے گرد شال سمیٹی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر آگے بڑھ کر آسمان سے برستی خنکی کو محسوس کرنے لگی۔

حرم نے اسی پہر اپنی جیب سے تتلی والا کی چین نکال کر، نگاہوں کے سامنے کیا تھا۔ پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔ آگے بڑھ کر اس کی چین کو دراز کے اندر ڈال کر چند پل اسے دیکھتا رہا اور پھر دراز بند کر کے اپنی جیکٹ میں اڑسا قلم نکال کر نگاہوں کے سامنے کیا۔ یہ قلم ایجنسی والوں سے رابطے کا ذریعہ تھا۔ اس نے اسے بھی سائیڈ ٹیبل پر پھینکا تو وہ لڑھکتا ہوا نیچے جا گرا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گراتا بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔ سب کچھ دھندلا رہا تھا۔۔ ہر عکس۔۔ ہر رشتہ اور ہر بھروسہ۔۔

****

اگلی صبح احمد اپنی اسٹڈی میں موجود لیپ ٹاپ پر نگاہیں جمائے، مظہر کی تمام فائلز کھول کر دیکھتا جارہا تھا۔ اسے ان فائلز میں موجود ہر ثبوت حذف کرنا تھا۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر، ٹیبل لیمپ آف کیا تو لمحے بھر کو چونک سا گیا۔۔ جامنی رنگ کی ایک یو ایس بی کہاں غائب تھی؟ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ ایک یو ایس بی پرپل کلر کی بھی تھی۔

وہ پریشانی سے آگے جھکا اور پھر دراز میں ہاتھ مارتا ہر چیز کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ اگلے ہی پل اس نے فون اٹھا کر چند بٹن دبائے اور پھر صبر سے دوسری جانب جاتی گھنٹی کو سنے گیا۔۔ اگلے ہی پل چوکنا سی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی تھی۔۔

وہ مظہر کے گھر پر مامور سیکیورٹی اہلکاروں کا مینجر تھا۔

"شاہد، ایک بار دوبارہ مظہر کے کمرے کا از سرِ نو جائزہ لو۔ ایک یو ایس بی اس سامان سے غائب ہے۔۔ "

"ٹھیک ہے۔۔ مجھے چند لمحات بعد کال کر کے بتاؤ۔۔ کوئیک۔۔ "

اس نے حکم دے کر فون کان سے ہٹایا تھا۔ پھر جھک کر مزید چیزوں کو ایک تھیلے میں ڈالنے لگا۔ اسے جلد از جلد ان ثبوتوں سے ہاتھ صاف کر لینے چاہیئے۔ جلد ہی انسپیکشن ٹیمز ان کی جانب رُخ کرنے والی تھیں کیونکہ وہ مظہر کے قریبی ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ ابھی اٹھنے ہی لگا تھا کہ اسکا فون بجا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے سامان کو ایک جانب رکھا اور پھر باہر کی جانب بڑھتے ہوئے فون کو سننے لگا۔ ساتھ ساتھ وہ کوٹ کا بٹن بھی بند کر چکا تھا۔ لیکن اگلے ہی پل اسکے قدم ٹھہر گ ئے تھے۔

آنکھیں نا سمجھی سے سکڑ گئیں اور اعصاب الرٹ ہو گ ئے۔

شاہد کا کہنا تھا کہ ایسی کوئی بھی یو ایس بی کمرے میں موجود نہیں تھی اور بلاشبہ یہ ایک الارمنگ بات تھی۔ اس کا سیدھا سا مطلب یہی نکلتا تھا کہ کوئی اس کمرے میں بغیر اجازت کے داخل ہوا تھا۔

"کیا کمرے میں کوئی داخل ہوا تھا۔؟ "

اس نے قدم تیزی سے آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا تو شاہد بولا۔۔

"نہیں سر۔ ہم پچھلے ایک ہفتے سے یہاں سے ہلے تک نہیں ہیں۔ کوئی بھی ہمارے نگاہوں سے بچ کر اوپر کی جانب نہیں جاسکتا۔ "

اس کی پیشانی پر بل واضح طور پر نظر آنے لگے تھے کیونکہ شاہد کی جانب سے کی گی نفی کچھ خوش آئند نہیں تھی۔

"میں آرہا ہوں۔ مجھے خود چیک کرنا پڑے گا۔۔ "

اس نے اپنی کار ریورس کی اور تیزی سے نکال لے گیا۔ کسی ایک چیز کی کمی یا زیادتی محتاط انسان کے لیے عذاب سے کم نہیں ہوا کرتی تھی۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

حرم اپنے اپارٹمنٹ میں سو رہا تھا۔ سارنگ نے اسکے سر پر پہنچ کر اس سے کمبل ہٹایا تو وہ کسمسایا۔ سارنگ کے پاس اسکے اپرٹمنٹ کی ڈوپلیکیٹ چابیاں موجود تھیں، جبھی وہ دندناتا ہوا اندر چلا آیا تھا۔

"کل رات سے فون کر رہا ہوں تمہیں لیکن مجال ہے کہ تم کسی ایک بھی کال کا جواب دے دو۔ "

اس نے کمبل کھینچ کر اس سے اتارا تھا۔ حرم پھر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔

"اٹھ جاؤ۔۔ میں نے کچھ اہم فائلز دکھانی ہیں تمہیں۔۔ "

اس نے کچن کی جانب آستینیں چڑھا کر بڑھتے ہوئے کہا تو حرم بھی خاموشی سے اٹھ گیا۔ پھر چہرے پر چھینٹے مار کر فریش ہوتا باہر نکل آیا۔ اسی خاموشی کے ساتھ آگے بڑھ کر کچن میں، ٹیبل کے گرد لگی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ سارنگ مستقل بولتا ہوا چائے کا پانی چڑھا کر اب ناشتہ بنا رہا تھا۔ اسکی جانب سے جب کوئی جواب موصول نہیں ہوا تو یونہی گردن پھیر کر اسے دیکھا۔

"تمہیں کیا ہوا۔۔؟ دیوداس کیوں بنے ہوئے ہو۔۔؟ "

"تم مجھے ناشتہ دے رہے ہو یا میں دوبارہ سونے چلا جاؤں۔۔؟ "

اس نے ابرو اٹھا کر اس انداز سے پوچھا تھا کہ وہ ٹھٹکے بغیر نہ رہ سکا۔ پھر ابرو سکیڑ کر اسے دیکھا۔ اس صبح وہ اسے بالکل مختلف لگا تھا۔

"کہاں تھے کل رات تم۔۔؟ "

"اپارٹمنٹ میں۔۔ "

"کیا کر رہے تھے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"سو رہا تھا۔۔ "

"کیوں۔۔؟ "

اس نے جھنجھلا کر اسے دیکھا۔

"کیوں سوتے ہیں۔۔؟ "

"نیند کی وجہ سے سوتے ہیں لیکن تمہیں تو کبھی ایسے بلاوجہ نیند نہیں آتی۔ کوئی مسئلہ ہے کیا۔۔؟ "

اس نے سنہرے آملیٹ کو فرائی پین میں الٹا تھا۔

"کوئی مسئلہ نہیں۔۔ "

"لڑکی کا چکر ہے کیا۔۔؟ "

رازداری سے پوچھا تو حرم نے ضبط سے اسکی جانب دیکھا۔

"اور کوئی فضولیات باقی رہ گئی ہے تو وہ بھی کہہ دو۔۔ "

"بھڑک کیوں رہے ہو۔۔؟ ہم دوست ہیں۔ تم مجھے بتا سکتے ہو۔ ضروری نہیں کہ ہم ہر وقت لاشوں اور قاتلوں کے بارے میں ہی بات کریں۔ ہم ایسے اچھے موضوعات پر بھی باہمی گفتگو کر سکتے ہیں۔"

"لیکن مجھے تم سے۔۔ ایسے کسی بھی اچھے موضوع پر۔۔ کوئی گفتگو نہیں کرنی۔۔ "

اسکے ٹکے سے جواب پر سارنگ کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔ برا سا منہ بنا کر اسے دیکھا۔۔

"بھاڑ میں جاؤ۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگلے ہی پل اب وہ ٹیبل پر اسکے سامنے ناشتہ لگا رہا تھا۔ اپارٹمنٹ آملیٹ اور تازہ چائے کی مہک سے مہکنے لگا تھا۔ جینز اور سفید بٹن شرٹ پر سوئٹر پہنے وہ وجیہہ سا لگ رہا تھا۔ حرم نے ایک نگاہ اسکے حلیے پر ڈالی۔ پھر خود کو چہرہ جھکا کر دیکھا۔ بیزار اور منحوس حلیہ ہو رہا تھا اس کا۔۔

"مظہر کی کاروباری سرگرمیوں کے بارے میں جو فائلز میرے پاس موجود ہیں اسے دیکھ کر ہمیں کیس کے ساتھ بہت مدد مل سکتی ہے او__"

"ہم یہ کیس نہیں سلجھا رہے۔۔"

اس نے آرام سے کہہ کر سارنگ کی تیزی سے چلتی زبان روک دی تھی۔ اسکی سبز آنکھیں بے یقینی سے پھیلی تھیں۔

"کیا کہا۔۔؟"

"میں نے کہا کہ ہم اب مزید اس کیس کو سالو نہیں کریں گے۔ میں ریزائن کر چکا ہوں اس اسائنمنٹ سے۔"

"لیکن۔۔ کیوں۔۔؟"!

اس کے لیے حرم کا ایسا جواب بالکل غیر متوقع تھا۔ وہ سیدھا ہو بیٹھا۔۔ پھر ہاتھ آگے بڑھا کر چائے کا کپ تھام لیا۔ گرم گرم بھورا مایہ اسکے حلق میں اترنے لگا تھا۔ وہ اس نرم گرم سے حرم سے بہت مختلف لگ رہا تھا۔ سپاٹ اور تلخ سا۔۔

"میرے اپنے ریزنز تھے۔ میں طالوت کو بھی بتا چکا ہوں۔ اب ہم اس موضوع پر مزید کوئی بات نہیں کریں گے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے دوٹوک سے انداز پر سارنگ بھونچکارہ گیا تھا۔ یہ وہی حرم تھا جو اس کیس کو سالو کرنے کے لیے مر رہا تھا اور اب۔۔ اسے اسکا رویہ سمجھنے میں دقت ہو رہی تھی۔

"جاتے ہوئے دروازہ بند کرتے جانا۔۔ "

اس نے کپ خالی کر کے ٹیبل پر رکھا اور خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ناشتہ جوں کا توں رکھا ہوا تھا اور سارنگ اب تک بے یقین نگاہیں لیے اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

****

احمد مظہر راحت کے گھر میں بنے کنٹرول روم میں کھڑا چھوٹی بڑی اسکرینز پر نگاہیں مرکوز کیے ہوئے تھا۔ اسے سی سی ٹی وی فوٹیجز کے ذریعے ہی کچھ پتہ چل سکتا تھا۔ یکایک ریکارڈنگ سیاہ ہو گئی۔ یوں گویا لائٹ چلی گئی ہو۔ وہ یکدم چونکا تھا۔ پھر جھک کر، ماؤس سے وڈیو ذرا پیچھے کی۔۔

حیرت سے چہرہ شاہد کی جانب پھیرا۔۔

"یہ ایک دم سے سارے کیمرے کیوں بند ہو گئے تھے۔۔؟ "

شاہد نے ناسمجھی سے اسکرینز کی جانب دیکھا اور کچھ یاد آنے پر بتانے لگا۔

"پاور ہاؤس میں دس منٹ کے لیے کچھ مسئلہ ہو گیا تھا، اسی لیے سب کیمرے بند ہو گئے تھے۔ "

اور احمد ساکت سا سیدھا ہو چکا تھا۔ اس کے لب ادھ کھلے تھے اور نگاہیں لمحے بھر کے لیے جنبش کرنا بھول گئی تھیں۔

"مس ڈائریکٹ کیا گیا ہے تم سب کو۔۔ کوئی گھر میں داخل ہو کر لے جا چکا ہے وہ یو ایس بی۔۔ "

اس نے پیشانی مسلتے ہوئے قدم باہر کی جانب پھیرے تھے۔ اسکے شک پر مہر ثبت ہوتی جا رہی تھی۔ کوئی یقیناً انکے پیچھے تھا۔۔ اور وہ جو کوئی بھی تھا کسی سائے سے بھی زیادہ خاموش اور خطرناک تھا۔اس نے کار ریورس کی اور پھر رمیز کے آفس کی جانب بڑھنے لگا۔

****

صبح وہ حسبِ عادت وجدان کو ناشتے کا درس دیتی، اپنی چائے حلق میں انڈیل رہی تھی۔ کُہر برساتی صبح میں خنکی، دھوپ کی تمازت کے باعث بہت کم محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ صوفیہ کے ساتھ دروازے کی جانب بڑھنے لگی تو ایک بار پھر سے دوپٹہ کندھے پر درست کرتی، وجدان کو دروازہ ٹھیک سے بند کرنے کی نصیحت کرنے لگی۔ وہ جو اسکی مستقل نصیحتوں پر جھنجھلا رہا تھا، آخر میں ہنس پڑا۔۔

"پھپھو میں چھوٹا بچہ ہرگز نہیں ہوں۔ مجھے پتہ ہے کہ دروازہ بند کر کے رکھنا میری اپنی حفاظت کے لیے بہت اہم ہے۔اب آپ جا سکتی ہیں دادی کے ساتھ۔ کیونکہ آپ لوگوں کو دیر ہو رہی ہے۔ بائے۔"

اس نے اگلے ہی پل کمرے کا دروازہ اپنے پیچھے بند کیا تو نازنین جو اسے کچھ کہنے لگی تھی، ٹھہر گئی۔ ادھ کھلے لب بند کر کے خفگی سے بند دروازے کی جانب دیکھا۔۔ بدتمیز نہ ہو تو۔۔

سر جھٹک کر کندھے پر بیگ ٹانگے صوفیہ کے ساتھ آگے بڑھ آئی۔ سی گرین رنگ کے نفیس سے لباس میں ملبوس، بالوں کو فرنچ میں گوندھے۔۔ وہ ہمیشہ کی طرح لگ رہی تھی۔۔ صاف، پرکشش، خوبصورت۔۔

ٹیکسی میں بیٹھ کر وہ اپنی منزل کی جانب رواں تھیں۔ گاڑی کل یا پرسوں تک ٹھیک ہو کر واپس اسکی زندگی کا حصہ بننے والی تھی۔ وہ جاوید کی گاڑی تھی جو اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھی۔ اور سچ تو یہ تھا کہ وہ اس گاڑی کو

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تبدیل کرنے کی سکّت رکھتی بھی نہیں تھی۔اسکے پاس مہینہ نکالنے کے پیسے ہی بمشکل ہوا کرتے تھے۔۔کجا یہ کہ وہ اس قسم کی آسائشوں کی جانب نگاہ کرتی۔۔

گہرا سانس لے کر اس نے ٹیکسی کو اسپتال کے باہر رُکتے دیکھا تو دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔خنک ہوا کے باعث اسکے چہرے کے اطراف میں گریں باریک لٹیں لمحے بھر کو لہرائی تھیں۔اس نے مخروطی انگلی سے ان لٹوں سے خود کا چہرہ آزاد کیا اور پھر صوفیہ کے ساتھ آگے بڑھ آئی۔وہ مینٹل ہاسپٹل تھا۔۔یہاں پر مختلف وارڈز موجود تھے۔جن میں ذہنی ہم آہنگی اور بیماری کی یکسانیت کے مطابق مریضوں کو جگہ فراہم کی گئی تھی۔وہ بھی ریسیپشن سے مریض کے مطابق معلومات حاصل کرنے کے بعد آگے بڑھ آئی تھیں۔وہ رُوبی کے متعلق جانتے تھے۔۔لیکن ہر چھ مہینے بعد اسکی ذہنی حالت کے باعث انہیں ایک مختلف روم میں منتقل کیا جاتا تھا۔

صوفیہ نے دروازہ دھکیلا تو لمحے بھر کو ٹھہر سی گئیں۔روبینہ، سامنے دیوار کو تک رہی تھیں۔منہ کے ایک جانب سے تھوک نکل کر کپڑوں پر گر رہا تھا اور ملگجے سے لباس میں وہ اپنی ذہنی ابتری کا پتہ دیتی تھی۔اسکے لمبے بال کاٹ دیے گئے تھے اور جسم پہلے سے بھی زیادہ لرزش کا شکار لگتا تھا۔

دونوں نے ایک ٹھنڈی سی آہ بھری تھی۔دن بدن روبینہ کی حالت پہلے سے مختلف ہوتی جا رہی تھی۔

وہ آگے بڑھ آئیں۔۔روبینہ غیر متوقع طور پر صوفیہ کو پہچانتی تھی۔۔بس صوفیہ کو ہی۔۔اسکی ذہن سلیٹ سے باقی ہر رشتہ گویا مٹ چکا تھا۔

وہ پیچھے صوفے پر آ بیٹھی۔۔پھر یونہی گردن ترچھی کی یے روبینہ اور صوفیہ کو گلے لگ کر باتیں کرتا دیکھتی رہی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسی پہر روم کا دروازہ کھول کر کوئی اندر داخل ہوا تھا۔ اس نے یونہی چہرہ پھیر کر دیکھا اور ساکت رہ گئی۔۔ زاویار بھی دروازے کے درمیان ہی جم سا گیا۔ اسکی نگاہیں، ناز نین سے صوفیہ کی جانب پھسلی تھیں۔ کتھئی آنکھوں میں نا سمجھی سی پھیل گئی۔ کچھ ہی پل بعد وہ ناز نین کے ساتھ اسپتال کی ٹھنڈی اور فنائل سے مہکتی راہداری میں براجمان تھا۔۔ بالکل خاموشی کے ساتھ۔۔

****

"ماں اکثر اپنی ایک خالہ زاد کا ذکر کیا کرتی تھیں۔ جو شہر میں اپنے امیر شوہر کے ساتھ ایک خوشگوار زندگی گزار رہی تھی۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ۔۔ آپ کی امی ہونگی۔"

اس نے کہہ کر روم کے بند دروازے کو دیکھا تھا۔ ناز نین گردن اسکی جانب گھمائے، چہرہ ہتھیلی پر ٹکائے، آنکھوں میں ڈھیروں فکر لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"ہم نے۔۔ اتنے سال تمہیں روبینہ خالہ کے پاس نہیں دیکھا تو ہم سمجھے کے تم بھی۔۔ اپنے بابا کی طرح ___"

"انہیں چھوڑ کر جا چکا ہوں۔"

اس نے سہولت کے ساتھ ناز نین کا ہچکچاتا سا جملہ مکمل کر لیا تھا۔ ناز نین کے رخسار، اسکی صاف گوئی پر گلابی ہوئے تھے۔ وہ کھنکھار کر سیدھی ہو بیٹھی۔

"آپ کیوں شرمندہ ہو رہی ہیں؟ یہی حقیقت ہے۔"

"آئی ایم سوری۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے آہستہ سے کہا تھا۔زاویار نے چہرہ اسکی جانب پھیرا۔ سفید ٹی شرٹ پر بھوری جیکٹ پہنے، بالوں کو پیچھے جمائے وہ فریش سا لگ رہا تھا۔

"آپ کا یہاں کیسے آنا ہوا؟"

"امی کو رُوبی خالہ یاد آرہی تھیں۔اسی لیے بس۔۔ خیر تم یونی کیوں نہیں آرہے دو تین دن سے۔۔؟ "

اس نے نگاہیں ایک بار پھر سے اسکی جانب پھیری تھیں۔زاویار اسکی اجنبی سے مختلف سی ٹون پر لمحے بھر کر مسکرایا تھا۔وہ نرم ہو کر اور بھی خوبصورت لگتی تھی۔۔اور جب وہ فکر مند آنکھیں پھیلائے ڈانٹتی تھی تب تو___ اس نے اگلے ہی پل خیال جھٹکا تھا۔۔

"امی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو۔۔اسی لیے میں نہیں آسکا۔ "

"اوہ۔۔"وہ چپ سی ہو گئی تھی۔۔"جتنا لاس ہو گیا ہے پڑھائی کا وہ سب نوٹس لے لینا مجھ سے۔مجھے امید ہے کہ تم جلد ہی کور کر کے سی ایس ایس کی تیاری کے لیے اپنی کمر کس لو گے۔۔۔"

"سی ایس ایس۔۔؟ "

اس نے نا سمجھی سے زیرِ لب دہرایا تھا۔نازنین نے اسکی جانب دیکھا۔۔

"کیا تم سی ایس ایس کی تیاری کے لیے یہ کلاسس نہیں لے رہے۔۔؟ "

اسے بے پناہ حیرت ہوئی تھی اور وہ بے ساختہ ہی ہنس دیا تھا۔

"آپکو نہیں لگتا کہ میں سی ایس ایس کے لیے کچھ بڑا ہوں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا مطلب کچھ بڑے ہو؟ آپ کسی بھی عمر میں اپنے خوابوں کی تعمیر کے لیے متحرک ہو سکتے ہو۔۔ "

وہ مسکرایا تھا۔

"میڈم۔۔ میں نے کب کہا کہ سی ایس ایس جیسی بکواس ڈیز گنیشن میرا خواب ہے۔۔؟ "

"بکواس۔۔؟ "

نازنین نے اسکے انداز پر ایک تادیبی ابرو اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ وہ سیدھا ہو گیا۔ پھر اسکی جانب اپنا سراپا پھیر کر سمجھانے لگا۔

"مجھے سی ایس ایس نہیں کرنا۔ "

"پھر کیا کرنا ہے۔۔؟ "

وہ لمحے بھر کو ٹھہر سا گیا تھا۔ اسکی سیاہ سی سوالیہ آنکھیں اسکی پسندیدہ آنکھیں بنتی جارہی تھیں۔ (اپنے باپ کو ڈھونڈ کر قتل کرنا ہے۔ حرم سے اپنا بدلہ لینا ہے۔ زر آباد پر عذاب اتارنے والوں پر عذاب اتارنا ہے۔ اپنی ماں کو لے کر اس دنیا سے کہیں بہت دور چلے جانا ہے۔) لیکن وہ ان میں سے کوئی بھی بات اسے نہیں بتا سکا۔ وہ اسے یہ سب کیسے بتا سکتا تھا؟

"میں بس امی کے ساتھ پر سکون زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔۔ "

"پر سکون زندگی کے لیے ایک مستحکم جاب کا ہونا بہت ضروری ہے۔۔"

"میں جاب کرتا ہوں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے آہستہ سے کہا تھا۔ناز نین کے ابرو سکڑ گئے۔۔

"کیسی جاب؟"

"میں ایک ایجنسی میں ٹرینر ہوں۔"

"ٹرینر۔۔؟"

اس نے سوالیہ سا دہرایا تھا۔یوں گویا اسے مزید وضاحت درکار تھی۔اس نے گہرا سانس لیا اور پھر اسے سمجھانے لگا۔

"میں فائٹنگ ٹیرنر ہوں۔ایجنسی میں واقع فائٹنگ کا ڈیپارٹمنٹ میرے انڈر کام کرتا ہے۔آپ مجھے اس کا مینیجر سمجھ لیں۔اور یہاں رہتے ہوئے میں پڑھائی صرف اس لیے کررہا ہوں تاکہ میرا وقت ضائع نہ ہو۔۔"

اسکی بات سن کر ناز نین کے لب اوہ میں سکڑے تھے۔ابھی اس کی جگہ حرم ہوتا تو اتنے جھوٹ بولتا کہ الامان۔ لیکن زاویار کو جھوٹ بولنا اور اسے سنبھالنا بہت گراں محسوس ہوتا تھا۔وہ سچ بول کر۔۔اکھاڑ لو جو اکھاڑنا ہے۔۔ والا بندہ تھا۔۔جھوٹ کے ساتھ بقول اسکے۔۔بہت خواری تھی۔۔بیک وقت بہت سی باتیں سنبھالنی پڑتی تھیں۔ اداکاری جھوٹ بولنے کا اہم عنصر تھا۔اور اسے اداکاری سے نفرت تھی۔۔

"جبھی تم نے۔۔اس دن فصیح کے چودہ طبق روشن کردیے تھے۔اوہ گاڈ۔۔جبھی تم اسے اٹھا اٹھا کر پھینک رہے تھے۔۔"

اسے یکدم جیسے ساری کہانی سمجھ آگئی تھی۔وہ بس گردن جھکا کر مسکرا دیا۔

"جی۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"رُوبی خالہ تمہارا انتظار کر رہی ہو نگی۔ ہمیں اندر جانا چاہیے۔۔ "

وہ اٹھ گئ تھی لیکن زاویار اپنی جگہ سے اٹھ نہیں سکا۔ اسکے مسکراتے چہرے پر یکدم سایہ سا لہرایا تھا۔ ناز نین نے اسے نا سمجھی سے دیکھا اور پھر آہستہ سے اسکے برابر بیٹھ گئ۔۔

"کیا۔۔ تم انہیں۔۔ یاد نہیں ہو۔۔؟ "

ایک شک سا گزرا تھا اسے۔ ساتھ براجمان لڑکے نے جھکا سر اثبات میں ہلایا تھا۔ پھر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"میں انہیں یاد نہیں ہوں۔۔ "

چھناکے سے کچھ ٹوٹا تھا۔ ناز نین کی آنکھوں میں یکدم بہت سی نمی گھلی۔ ایک ماں۔۔ اپنے بیٹے کو بھول گئ تھی۔۔! اور ایک بیٹا اپنی ماں کی یادداشت کے لیے ہر روز تڑپ کر سوتا ہو گا۔ اسکے آس پاس بہت تکلیف پھیل گئ تھی۔

"ک۔۔ کب سے یاد نہیں انہیں۔۔؟ "

اسے اپنے حلق میں کچھ اٹکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"پچھلے پانچ سالوں سے۔ "

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ یہ موضوع اسکے لیے تکلیف اور کمزوری کا باعث تھا۔ اور انسانوں کے سامنے کمزور پڑنا زاویار سلطان نے سیکھا ہی نہیں تھا۔ وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئ تھی۔ پھر اسکے مقابل آ گئ۔ ہلکا سا مسکرائ۔۔

"ہر وہ بچہ قابلِ فخر ہے جو اس بھری دنیا میں کسی بھی نفسیاتی تکلیف یا اپنے سے جڑے کسی انسان کی نفسیاتی ابتری پر صبر کے ساتھ زندہ رہ رہا ہو۔ زندہ رہنا جانتا ہو۔ تم ایک بہادر لڑکے ہو۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اداسی سے مسکرایا تھا پھر اثبات میں سر ہلا کر گویا اسکی جانب سے تعریفی پیغام قبول کر لیا۔ راہداری کی خنکی میں یکدم کسی کی نرم مسکراہٹ کی تمازت گھلنے لگی تھی۔ اور وہ۔۔ ایسی مسکراہٹ تھی۔۔ کہ اسکے سامنے۔۔ بدلہ لینے، قتل کرنے اور کسی بھی ایسے ارادے کا وجود دھول بنتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ ان سیاہ آنکھوں کی سیاہی کو اپنی زندگی کی روشنی تصور کرنے لگا تھا۔۔ کیونکہ۔۔ کچھ سیاہیاں۔۔ روشنی کی راہ ہوا کرتی ہیں۔۔۔!!

****

اس نے اپنے پیچھے کمرے کا دروازہ بند کر دیا تھا۔ پھر دروازے سے لگ کر تب تک کھڑا رہا جب تک نازنین اور صوفیہ، گھر سے باہر نکل نہیں گئیں۔ وہ دروازے کو بدستور مقفل چھوڑے، آگے بڑھ آیا تھا۔ پھر واش روم کا دروازہ دھکیلا۔۔ چند لمحات کے لیے خود کو سامنے لگے آئینے میں دیکھتا رہا۔ اسکی سیاہ آنکھیں، معمول سے زیادہ سیاہی کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنی شرٹ گردن سے ذرا سرکائی۔ گردن سے ذرا نیچے لگا زخم واضح ہو گیا

یہ وہ زخم تھا جو ان لڑکوں نے اسے دیا تھا۔ اسے اس زخم کے اوپر چڑھی بدنما سی کھال کو دیکھ کر نازنین کا ہر زخم یاد آنے لگا تھا۔

پھپھو نے اس کے لیے اپنی زندگی تیاگ دی تھی۔ پھپھو نے اس کے۔۔ محض اس کے لیے اپنی خوشیوں سے بخوشی ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ وہ خود زخمی ہونے کے باوجود بھی، صرف اسے دنیا کے سرد و گرم سے بچانے کے لیے ڈٹ کر کھڑی رہی تھی۔ وہ اسکے لیے تھک جانے کے بعد بھی نہیں تھکتی تھی۔

ہاں۔۔ وہ ایک ایسی ہی جراتمند اور بہادر لڑکی تھی۔ اسکی پھپھو۔۔ اسکی نازنین۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جس کے بھائی نے اسے بہت سے درندوں کے درمیان زندہ رہنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ جسے اسکے اپنے خاندان والوں نے گھر سے نکال باہر کیا تھا۔ جو اپنی ہی چار دیواری کے درمیان نقب زنی کا شکار ہوئی تھی۔

اسکی سیاہ آنکھوں میں گلابی سی نمی اترنے لگی تھی۔

کیا وہ اسے ایک بار پھر سے تنہا کرنے جا رہا تھا؟ کیا وہ ایسا کر سکتا تھا؟ کیا اسکے پاس یہ کرنے کا جواز باقی رہ گیا تھا؟ کیا اس نے خود سے عہد نہیں باندھا تھا۔۔ سب سے الگ اور مضبوط ساتھی کا عہد۔۔ وہ اسے کبھی تنہا نہیں کرے گا۔۔

کسی محاذ، کسی میدان اور کسی جنگ میں بھی نہیں۔۔

پھر وہ یہ عہد کیسے بھول گیا تھا۔۔؟ کیا وہ بھی اپنے باپ کا عکس بنتا جا رہا تھا۔۔؟ کیا واقعی وہ طلحہ کا بیٹا ثابت ہونے والا تھا۔۔؟ تو پھر اس ریاضت کا کیا جو پھپھو نے اسکے ساتھ روا رکھی تھی؟ اس تربیت کا کیا جو اسکی تاریکیوں کو عنقا کرنے کے لیے اس پر نچھاور کی گئی تھی۔۔؟

اس نے اپنے چہرے کے ایک حصے پر ہاتھ رکھا تھا۔ یوں کہ اسکا دائیاں حصہ واضح ہو جاتا اور بائیاں چھپ جاتا۔۔

اس نظر آتے حصے میں، تاریکیاں عیاں ہونے لگی تھیں۔ غصہ، نفرت، کفر۔۔ انکار۔۔ بغاوت۔۔

پھر اس نے وہی ہاتھ اپنے چہرے کے دوسرے حصے پر رکھا۔ یہ حصہ۔۔ زخمی تھا۔ کمزور، اذیت ناک اور تکلیف کے زیرِ اثر۔۔

وہ انہی دو حصوں کا مجموعہ تھا۔ وہ اچھائی اور برائی کا عکس تھا۔ اسکے اندر کی سیاہیاں، روشنیوں سے مطابقت رکھتی تھیں۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

اس نے قدم پیچھے کی جانب پھیرے۔ وہ طلحہ نہیں بن سکتا تھا۔ وہ رمیز نہیں بن سکتا تھا۔ اسے آدم رہنا تھا۔ اسے مبین رہنا تھا۔۔ اسے جاوید رہنا تھا۔۔ اسے ابلیس نہیں بننا تھا۔۔ اسے عزازیل رہنا تھا۔۔

وہ تیزی کے ساتھ گھر سے باہر نکل آیا تھا۔ پھر دروازہ درستگی سے بند کر کے آگے بڑھ آیا۔ اب کہ اس نے چہرے پر سیاہ ہُڈ گرا رکھا تھا۔ جیبوں میں ہاتھ ڈالے، گردن جھکائے وہ اسی جانی پہچانی سی سمت کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔ اسی سمت، جس سمت ہر راستہ جایا کرتا تھا۔

پھر کچھ گلیوں کا سفر طے کر کے وہ ایک سفید ستونوں سے آراستہ، گنبد والی عمارت کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ چہرہ اٹھا کر دیکھا۔ آسمان سے ترچھی ہو کر گرتی ٹھنڈی سے دھوپ اسکے چہرے پر نرمی سے آ لگی تھی۔ اسکی سیاہ آنکھیں روشن نظر آنے لگیں۔ ہر جانب ننھے ذرّوں کی سنہری سی زردی تحلیل ہونے لگی تھی۔

اس نے قدم آگے بڑھائے۔ اسکے قدم ہلکی سی لرزش کا شکار تھے۔ وہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد سر نہیں اٹھا سکا۔ اس میں سر اٹھانے کی ہمت نہیں تھی۔

ٹھنڈے ٹائلز والی پر سکون سی مسجد اس پہر خالی پڑی تھی۔ ظہر کی نماز میں وقت تھا اور محض مؤذن ہی مسجد کی خاطر کرتے ہوئے نظر آرہا تھا۔ اس نے تھوک نگلا اور پھر چند قدم چل کر آگے بڑھ آیا۔ شیشے کے بہت سے دروازے ایک ساتھ لگے ہوئے تھے۔ اندر نماز پڑھنے کی ایک وسیع سی جگہ بھی مختص تھی۔ اس نے ایک دروازہ دھکیلا اور پھر اندر چلا آیا۔ چہرہ گھما کر سب سے سنسان حصے کی جانب دیکھا اور پھر چند لمحات بعد۔۔ وہ دوزانو ہو کر بیٹھا دکھائی دے رہا تھا۔

اس کے چہرے پر ہُڈ آگے تک گرا تھا اور چہرہ جھکا ہوا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پھر اس نے سر اٹھایا۔۔

گیلی آنکھوں سے سامنے نظر آتی دیوار کو دیکھتا رہا۔اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسا کر، ہاتھ بلند کیے تھے۔

"میں۔۔مانسٹر نہیں بننا چاہتا۔۔اے اللہ۔۔ "

اسکے اردگرد پھیلی ہر سیاہی جیسے گُھلنے لگی تھی۔شیطان کا سیاہ چہرہ مزید سیاہ ہو گیا۔اس کی دعا نے بہت بلندی پر کہیں سب کچھ ہلا دیا تھا۔ایک عزازیل۔۔ابلیس بن جانے سے پناہ طلب کر رہا تھا۔وہ آخر میز جیسا کیسے ہو سکتا تھا؟

"میں۔۔ کبھی بھی مانسٹر نہیں بننا چاہتا تھا۔میرا انجام، میرا اختتام اور میرا انت۔۔کسی سیاہ جہنم میں مت کرنا اے اللہ۔۔ "

اسکی گلابی آنکھیں دیکھ کر ترس سا آتا تھا۔وہ ایک بچہ تھا۔

"میں اپنے بابا جیسا نہیں بننا چاہتا۔میں کسی مچھلی کے سیاہ شکم میں، قیامت تک زندہ نہیں رہنا چاہتا۔میں، عزازیل رہنا چاہتا ہوں۔میں آدم کی نیک اولادوں میں اپنا شمار چاہتا ہوں۔"

اسکی گیلی آواز میں باریک سی لرزش در آئی تھی۔

"مجھے، شیطان بننے سے بچا لینا۔۔اے اللہ۔۔ "

خالی پڑی ٹھنڈی سی مسجد میں وہ گردن جھکائے، ہاتھ باہم پھنسائے اب تک عزازیل رہنے کی دعا کر رہا تھا۔کیونکہ۔۔۔کچھ شیطان بہت طاقتور ہوا کرتے ہیں۔انہیں محض خدا کی جانب سے آئی گئی مدد ہی روک سکتی ہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

****

سارنگ نے اسکے اپارٹمنٹ کا دروازہ بند کیا تو وہ بستر پر چت لیٹ گیا۔ چھت پر گھومتے پنکھے کی ہوا چبھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے نگاہیں آس پاس گھما کر دیکھا۔ فون ایک جانب ٹیبل پر رکھا ہوا تھا۔ وہ تھوڑا سا آگے جھکا اور پھر موبائل ہاتھ میں تھام کر نگاہوں کے سامنے کیا۔۔

میکانکی انداز میں اسکی انگلیوں کی جنبش اگلے ہی پل وہ پر اسرار سے پیغامات کھول چکی تھی۔

"Theogony: Clash of the titans!"

"تین دروازوں کے پار، دیوارِ گریہ تلے مقید ہے تمہارا خزانہ۔ "

وہ آگے پیچھے، اوپر نیچے کر کے بار بار انہی پیغامات کو کھول کر دیکھ رہا تھا۔ کس نے بھیجے تھے یہ پیغامات اسے ؟ طالوت اسے جانتا تھا لیکن وہ اسے نام نہیں بتا سکتا تھا۔ اور نام بتانے سے کیس پر ایسا کوئی خاص فرق بھی نہیں پڑنا تھا کیونکہ محض نام کا وہ کیا کرتا؟ اسے اس انسان کی پوزیشن کا علم ہونا چاہیے تھا۔

اگلے ہی پل اس نے موبائل بیزاریت سے ایک جانب کو ڈال دیا۔ جمود کا شکار اسکے اعصاب اب کچھ کچھ بحال ہونے لگے تھے۔ پچھلی رات کا انکشاف بہت بڑا تھا۔ وہ اس انکشاف سے اتنی آسانی کے ساتھ نگاہیں نہیں پھیر سکتا تھا۔

اگلے ہی پل وہ بستر پر اٹھ بیٹھا۔ پھر اٹھ کر شاور لینے واش روم کی جانب بڑھ آیا۔ نیم گرم پانی تلے وہ سوچوں میں گم محسوس ہوتا تھا۔

ایک یونانی اسطورہ۔۔ ایک گریک مِتھ۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نازنین کو یونانی اساطیر میں دلچسپی تھی۔

(Greek Mythology) کے بارے میں محض بات کرتے ہوئے ہی اسکی آنکھوں میں الوہی سی چمک لہرایا کرتی تھی۔ کیا جاوید کو بھی اس طرح کی فرضی دیومالائی داستانوں میں کبھی دلچسپی رہی تھی؟

فرض کر لیتے ہیں کہ اسے ان میں دلچسپی ہوگی۔۔ اگر ہوگی تبھی تو اس نے ایسی پہیلی سوچ کر ان کاغذات کو رمیز کی پہنچ سے بہت دُور رکھ چھوڑا تھا۔

سارنگ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ جاوید، رمیز سے خوفزدہ تھا۔ اسی لیے اس نے اپنی پراپرٹی کو ایسی بھول بھلیوں کے درمیان چھپا دیا تھا۔ تاکہ اسکی اولاد کو وہ بحفاظت مل سکے۔

لیکن پھر۔۔ دوسرا پیغام پچھلے سے قدرے مختلف کیوں تھا؟ ایک گریک مِتھ سے متصل تھا اور دوسرا۔۔ اور دوسرا۔۔؟

وہ جو گیلے بالوں میں شیمپو لگا کر سر رگڑ رہا تھا لمحے بھر کو ٹھہرا۔۔ بھوری آنکھیں سکڑ گئیں۔۔ اور دوسرا۔۔ مذہبی عقائد سے۔۔

دیوارِ گریہ۔۔ یہ یہودیوں کی ایک مخصوص دیوار تھی جس سے لگ کر وہ رویا کرتے تھے۔ گریہ وزاری کیا کرتے تھے۔ لیکن ایسی دیوار۔۔ یہاں پر کہاں ہے؟

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ دو پیغامات، دو مختلف قفل تھے۔۔ ان کی دو مختلف چابیاں تھیں۔ ایک تالا دوسری چابی سے نہیں کھُل سکتا تھا۔ یہ دو پیغامات ایک نہیں بلکہ۔۔ بلکہ الگ الگ لوگوں کے کنداں کردہ تھے۔ یہ دو پہیلیاں الگ الگ لوگوں سے تعلق رکھتی تھیں۔

اسکا تیزی سے چلتا دماغ ہر بات کو ڈی کرپٹ کر رہا تھا۔ طالوت ٹھیک ہی کہتا تھا۔ وہ مفہوم کو ترتیب دینے والا انسان تھا۔

اور اگر یہ پیغامات، الگ الگ لوگوں نے ترتیب دیے تھے تو پھر یہ ایک ہی وقت میں اسے کیوں موصول ہوئے تھے۔۔؟ اور ایک ہی انسان کی جانب سے کیوں موصول ہوئے تھے؟ کیا یہ اسی انسان نے بھیجے تھے۔ اس گھوسٹ نے۔۔؟

اسے ہر کردار کا نام رکھنے کی عادت تھی۔ اس نے اس، اندیکھے پُراسرار کردار کا نام بھی رکھ دیا تھا۔ گھوسٹ۔۔ بھوت۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر شاور چلایا تو پانی کا بہاؤ اسکے اوپر برسنے لگا۔ شیمپو کی خوشبو سے سارا واش روم مہک رہا تھا۔ لیکن وہ ماحول سے بے نیاز، طے شدہ حرکات و سکنات کے ساتھ گہری سوچوں میں گم لگتا تھا۔

اگر یہ پیغام اسے۔۔ ایک ہی انسان نے بھیجے ہیں۔ تو یقیناً وہ جاوید اور رمیز۔۔ دونوں کو جانتا ہو گا۔ وہ شاید انکے تعلق سے بھی بخوبی واقف ہو۔ جبھی تو جاوید نے اس ایک آدمی پر بھروسہ کر کے اسے اپنی پراپرٹی کے بارے میں آگاہ کیا تھا۔ لیکن وہ کون تھا؟ کون ہو سکتا تھا؟

احمد۔۔؟

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے ذہن میں خیال آیا لیکن وہ اگلے ہی پل اپنے خیال کو جھٹک رہا تھا۔

احمد اسکی صف میں نہیں تھا۔ احمد، رمیز کا ساتھی تھا۔ پھر۔۔زاویار۔۔؟ نہیں۔۔وہ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔۔کیونکہ وہ پہیلیوں اور دیومالائی داستانوں کا اسیر کبھی بھی نہیں رہا تھا۔۔پھر۔۔وجدان۔۔؟ وجدان!

اسکے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔ اس نے شاور بند کیا اور پھر گاؤن لپیٹ کر جونہی تیزی کے ساتھ باہر نکلنے لگا تو دروازے میں گر پڑا۔۔ آہ۔۔اس کا سر بری طرح دروازے سے ٹکرایا تھا۔ وہ آسانی کے ساتھ اپنا توازن نہیں کھویا کرتا تھا لیکن سوچوں اور حرکات و سکنات کی ہم آہنگی نہ ہونے کے باعث اسکا توازن بگڑ جایا کرتا تھا۔ اور اسی لیے بھی شاید۔۔ذہین لوگ اکثر بہت Clumsy ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ انکے ہاتھ پیر ان کی سوچوں کی رفتار سے میل نہیں کھایا کرتے۔

گیلے سر کو رگڑتے اس نے غصے سے، نتھنے پھلا کر واش روم کے دروازے کو دیکھا اور پھر اسے زور سے پرے دھکیلا۔۔ لیکن وہ اسی تیزی کے ساتھ ایک بار پھر اسکی پشت سے آلگا تھا۔۔

لعنت ہو۔۔

دروازہ لگنے سے جونہی جسمانی تکلیف نے سر اٹھایا تو وہ یکدم چونکا۔ وہ کیوں اس سب کے بارے میں سوچ رہا تھا؟ اس نے تو اس کیس سے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔۔

"تم اب یہ کیس نہیں سالو کر رہے ہو۔۔اسی لیے چپ رہو۔۔ "

اس نے خود کو گھر کا تھا۔ لیکن وہ اندر مچلتی اس بے چینی کا کیا کرتا جو ہر آن سر اٹھا رہی تھی۔ اسے کبھی کسی چیز نے اتنا پریشان نہیں کیا تھا سوائے ان پہیلیوں کے جو سلجھائی نہ گئی ہوں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

(Unsolved mysteries)

اسکے لیے کسی بھیانک خواب سے کم نہیں ہوا کرتی تھیں۔ بچپن میں بھی کہانیوں کے تکمیل سے قبل ہی اسے علم ہو جاتا تھا کہ پزل کا کونسا ٹکڑا کہاں لگنا تھا۔۔

لیکن اب۔۔

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔ پھر سنگھار آئینے کے سامنے آکر اپنے بالوں کو تولیے سے خشک کرنے لگا۔

اب وہ مزید اس سب کا حصہ نہیں بننا چاہتا تھا۔ اسکی انا کو یہ بات گوارہ نہیں تھی کہ وہ۔۔ وہ۔۔ حرم اُربی۔۔ بیوقوف بنایا گیا تھا۔۔ کیا کوئی اسے بیوقوف بنا سکتا تھا۔۔؟

لیکن ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہوتا ہے۔ اسے شاید یہ بات دیر سے سمجھ آنی تھی۔

پسِ منظر میں موبائل کی گھنٹی بجی تو وہ چونکا۔۔ پھر لباس تبدیل کرکے مسلسل بجتے موبائل کی جانب چلا آیا۔ جگمگاتا نمبر دیکھ کر ہی اسکا سانس رک سا گیا تھا۔

"مام کالنگ" (خیر اس نمبر کو دیکھ کر تو جیمز بانڈ کا سانس بھی رُک سکتا تھا)

"جی ما"___

"کہاں ہو تم؟ کوئی فکر کوئی پرواہ ہے ماں کی یا نہیں۔۔!؟ بس گھومتے رہو اپنے اس لفنگے دوست سارنگ کے ساتھ۔ اور اپارٹمنٹ میں رات گئے تک تنہا کیا کر رہے تھے تم۔؟"

اس نے چنگھاڑتی آواز کے باعث موبائل کان سے پرے کر لیا تھا۔

"بیڈمنٹن کھیل رہا تھا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی زبان سے بے ساختہ پھسلا لیکن برا ہی ہوا۔

"کیا کہا۔۔؟ "

"ک۔۔کچھ نہیں مام۔۔میں سو رہا تھا ابھی اٹھا ہوں۔ "

"اور گھر کب تک آنے کا ارادہ ہے؟ خبر دار جو اس جانوروں والے سے ملنے گ ئے تم تو۔۔ "!

"سارنگ سے اتنا چڑتی کیوں ہیں آپ؟ "

"لو بھلا۔۔!وہ مجھے کبھی بھی اچھا نہیں لگا۔کتے بلیوں کے ساتھ رہتے رہتے بالکل انہی جیسا ہو گیا ہے وہ۔میرا اسکی جانب دھیان جاتا بھی نہیں اگر جو مجھے ثانیہ نہ بتاتی تو۔۔"

اور وہ پتہ نہیں کیوں ہنس پڑا تھا۔سارنگ بیچارہ۔۔

"کب تک آؤ گے گھر؟ بات کرنی ہے میں نے تم سے۔شائستہ بھابھی اور رمیز بھائی سے معافی مانگنے بھی جانا ہے تم نے۔جتنے بکھیڑے کھولے ہیں اب سمیٹو اسے آکر۔تباہیاں کر کے بس اپنے اپارٹمنٹ میں جا کر سونا آتا ہے تمہیں۔۔۔"

انکی آواز آخر میں بلند ہوئی تو اسے ایک بار پھر فون کان سے دور کرنا پڑا۔

"جی مام۔۔میں بس آ ہی رہا ہوں۔۔ "

"فوراً پہنچو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

آگے سے رابطہ منقطع کیا گیا تو اس نے گہرا سانس لے کر موبائل بستر پر ڈال دیا۔ اگر وہ اب اپارٹمنٹ سے سیدھا گھر نہیں گیا تو ام اسکے اپارٹمنٹ آجاتیں۔۔!

****

نازنین راہداری میں صوفیہ کے ساتھ کھڑی، انہیں زویار سے متعارف کروا رہی تھی۔ صوفیہ کا بس نہ چلتا تھا زاویار کو اپنے گھر ہی لے جائیں۔ وہ انہیں بہت نرم اور دھیمے مزاج کا سعادت مند سا بچہ لگا تھا۔ ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے، گھر پہنچ کر دروازہ دھکیل کر اترتے ہوئے وہ مسلسل اسکے بارے میں ہی بات کر رہی تھیں۔

"کتنا پیارا بچہ ہے نا۔۔ رُوبی بہت خوش نصیب ہے جو اسے ایسا سعادت مند لڑکا خدا نے تحفے میں دیا ہے۔"

اور نازنین، انکی باتوں پر محض سر ہلا کر تائید کر رہی تھی۔ سعادت مند اور دھیمے مزاج کا۔۔ رائٹ۔

وہ گھر چلی آئیں تو ظہر کا وقت ہو چلا۔ وجدان اپنے اسٹڈی ٹیبل پر براجمان حسبِ توقع پوری دلجمعی کے ساتھ پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس نے دروازہ دھکیل کر اسے پڑھتے ہوئے دیکھا اور پھر آسودگی سے مسکراتی ہوئی، دروازہ آہستگی سے بند کرتی واپس پلٹ آئی۔

بہت دنوں بعد اسے زندگی معمول کے مطابق چلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"اگلے ہفتے منگنی ہے الہام کی، امی۔۔"

کمرے کی جانب بڑھتے ہوئے اسے اچانک یاد آیا تو اس نے صوفیہ کو کہہ دیا۔ الہام نے اسے بہت تاکید کے ساتھ صوفیہ کو آگاہ کرنے کے لیے کہا تھا۔ اور توقع کے عین مطابق وہ جو چادر اتار رہی تھیں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

چونک کر رک سی گئیں۔ انکی بوڑھی آنکھوں میں خوشی کی بھرپور چمک سی لہرائی تھی۔انہیں ہر لڑکی کے کھلتے نصیب پر اب یوں ہی رشک سا آیا کرتا تھا۔

"اللہ اسکے نصیب اچھے کرے۔۔بڑی ہی پیاری بچی ہے۔۔ "

انکے لبوں سے بے اختیار ہی دعا آزار ہوئی تھی۔نازنین نے گہرا سانس لیا۔پھر ہولے سے آمین کہتی دروازہ دھکیل کر اندر چلی آئی۔وہ الہام کے لیے بلاشبہ بہت خوش تھی۔

اسکے برابر موجود کمرے میں وجدان کا قلم تھاما ہاتھ تھم چکا تھا۔اس نے ہلکی سی گردن پھیر کر بند دروازے کی جانب دیکھا تھا۔پھر چہرہ واپس پھیر لیا۔۔کتابیں ایک جانب کر کے لیپ ٹاپ آن کر لیا۔اسکی آنکھیں سنجیدہ اور محتاط لگتی تھیں۔کی بورڈ پر تیزی کے ساتھ انگلیاں چلاتا وہ اب پچھلے وجدان سے خاصہ مختلف لگ رہا تھا۔یوں گویا وہ کوئی فیصلہ لے چکا ہو۔۔!

****

وہ گھر چلا آیا۔اور ابھی بلی کی چال چلتا بالکل خاموشی کے ساتھ اپنے کمرے کی جانب بڑھ ہی رہا تھا کہ روحیلہ کی تادیبی سی پکار پر ٹھہر سا گیا۔پھر پلٹ کر انہیں دیکھا۔۔سر کھجا کر مسکرایا۔۔

"ادھر آؤ۔۔بیٹھو یہاں۔۔ "

انہوں نے ایک ابرو سے اسے، مقابل رکھے صوفے کی جانب اشارہ کر کے بلایا تھا۔اس کی نگاہ روحیلہ کے ساتھ براجمان، سہیل پر پھسلی تھی۔چھٹی کا دن ہونے کے باعث وہ آج پورے آب و تاب کے ساتھ لاؤنج میں

براجمان تھے۔یقیناً اسکی درگت کے لیے پیش قدمی بھی انہی کی جانب سے کی جانی تھی۔وہ آگے بڑھ آیا۔اپنے مخصوص انداز میں ان دونوں کے مقابل بیٹھ گیا۔۔ تفتیش کا آغاز ہوا چاہتا تھا۔۔

"خدا نے جب اتنی بڑی گھر جیسی نعمت سے نوازا ہے تو تمہارا اس اپارٹمنٹ میں جا کر سونا مجھے ایک آنکھ بھی نہیں بھا رہا۔کیوں گ ئے تھے وہاں؟ اور اتنی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ۔۔! موبائل تک محترم نے آف کر رکھا تھا۔ تاکہ کوئی بھی خیر خیریت دریافت کرنے کا ذریعہ ہی باقی نہ رہے۔"

وہ حسبِ عادت شروع ہو چکی تھیں۔اس نے سر جھکا دیا۔جہاں اسکی غلطی تھی وہاں وہ کیسے اپنا دفاع کر سکتا تھا۔ اس نے ڈانٹ پھٹکار خاموشی سے سن لینے میں ہی عافیت جانی تھی۔سہیل نے اسکا غیر متوقع سا رد عمل دیکھا تو سیدھے ہو بیٹھے۔

اخبار تہہ کر کے ایک جانب رکھ دیا۔

"تم غیر ذمہ دار ہو نہیں۔۔پھر کہاں تھے کل تم سارا دن؟ "

انکی جانب سے ٹھنڈا سا استفسار کیا گیا تھا۔اس نے آرام سے چہرہ اٹھایا۔

"ایک دوست کے ساتھ تھا۔ "

"کیوں۔۔؟ کوئی ایمر جنسی ہو گئی تھی کیا۔۔؟ "

روحیلہ کے برعکس ان کا انداز بہت سنبھلا ہوا تھا۔شاید اسی لیے کہ وہ روحیلہ سے زیادہ اسے جانتے تھے۔

"جی ایمر جنسی ہو گئی تھی۔طالوت کی کچھ طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو میں اسی کے پاس تھا۔ "

طالوت کا نام سن کر سہیل نے نا محسوس طریقے سے پہلو بدلا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا ہوا اسے۔۔؟ "

"ڈیمنشیا کا مریض ہے وہ۔۔بہت مسائل کا سامنہ رہتا ہے اسے۔بڑھتی عمر کے ساتھ وہ آہستہ آہستہ سب کچھ فراموش کر دے گا۔ "

بغیر کسی تاثر کے وہ گویا کوئی موسم کی خبر سہیل کے گوش گزار کر رہا تھا۔روحیلہ، طالوت سے بس نام کی حد تک ہی واقف تھیں۔البتہ سہیل کو اسکے انداز پر حیرت ہوئی تھی۔

"کوئی ذاتی خدمت گار وغیرہ ہے اسکے پاس۔۔؟جو اسکے کام دیکھ سکے۔۔؟ "

اس نے جواب دینے کے بجائے محض سر نفی میں ہلانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔سہیل سمجھ کر پیچھے ہو بیٹھے۔انہیں مزید اس سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کرنی تھی۔لیکن روحیلہ کے سوالات ابھی ختم نہیں ہوئے تھے۔

"تم نے ایسا کیا کہہ دیا تھا ابیہا کو کہ اسکی ذہنی حالت سنبھلنے ہی میں نہیں آرہی تھی۔۔؟اور رشتے سے انکار کی اصل وجہ کیا تھی؟ "

وہ انکے استفسار پر ذرا بھی حیران نہیں ہوا تھا۔بس ابرو معمول سے زیادہ اونچے کر کے انکی جانب دیکھا تھا اس نے۔

"شادی سے انکار کی اصل وجہ میں بتا چکا ہوں آپکو، مام۔میں نے ابیہا کے بارے میں کبھی ایسا نہیں سوچا اور نہ وہ مجھے اس لحاظ سے پسند ہے۔اور میں نے ابیہا سے معافی مانگی تھی۔مجھے نہیں پتہ کہ اس میں اتنا اوور ری ایکٹ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔؟"

آخر میں حیرت سے کندھے اچکائے تھے گویا۔

"معافی۔۔؟کس قسم کی معافی۔۔؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جہاں وہ حیران ہوئی تھیں وہیں سہیل نے اسے ابرو اٹھا کر دیکھا تھا۔

"سوری۔۔ لیکن تم مجھے اپنی جانب متوجہ کرنے میں ناکام رہی ہو ایبہا۔ بس یہ کہا تھا میں نے۔ "

اور اسکی معصوم سی صاف گوئی پر روحیلہ کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔ بس۔۔ بس یہ کہا تھا اس نے۔۔!

"تم نے اس لڑکی سے یہ کہا تھا حرم۔۔!!!؟ "

وہ جیسے یقین نہیں کر پا رہی تھیں۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"یہ کیا بد تمیزی تھی۔۔! کیا تمہیں تمیز نہیں ہے لڑکیوں سے بات کرنے کی۔۔؟ کبھی بھی کسی لڑکی پر ایسی چوٹ نہیں کیا کرتے۔ یا اللہ۔۔ اب میں بھائی جان کو کیا منہ دکھاؤنگی۔۔"

"پہلی بات یہ ہے کہ میں نے اسے کوئی بھی سنہری خواب دکھانے جیسی گھٹیا حرکت سے پرہیز کیا۔ دوسری بات میں نے اسے سچ بتا دیا اور تیسری بات۔۔ میں انکل اور مامی سے اپنے عمل کی معافی مانگ لونگا۔۔ اسکے باوجود بھی کہ مجھے میری کوئی غلطی یہاں نظر نہیں آ رہی۔۔"

سہیل کے ماتھے پر بل گہرے ہونے لگے تھے۔ کچھ تھا جو انہیں غیر آرام دہ کر رہا تھا۔

"اور بھابھی مجھے بتا رہی تھیں کہ تم اپنے سے عمر میں کسی بڑی لڑکی کے چکر میں ملوث ہو۔۔! اسی لیے تم نے اس رشتے سے انکار کیا ہے۔۔! "

اور یہ وہ دھماکہ تھا جو بہت اہتمام سے اسکے سر پر پھٹا تھا۔ بے نیاز نظر آنے کی ہر اداکاری لمحوں ہی میں عنقا ہو گئی تھی اور وہ ہونق بنا روحیلہ کے انکشاف پر لمحے بھر کے لیے ہل کر رہ گیا تھا۔ زینے اترتی ثانیہ اور صوفے پر براجمان سہیل بھی جم سے گئے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا۔۔؟ یہ کس نے کہا آپ سے۔۔؟ "

اسے جواب دینے میں وقت لگا تھا۔روحیلہ کے تاثرات لحہ بہ لحہ سخت ہوتے جارہے تھے۔

"ہاں یانا۔۔؟ کیا تم کسی ایسی لڑکی کے ساتھ انوالو نہیں ہو۔۔؟ "

"مام کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔۔؟ میں کوئی چھوٹا بچہ نہیں ہوں جو اپنے ریلیشنز کو واضح نہ کر سکوں۔ اگر ایسا کچھ بھی ہوتا تو میں کسی بھی چیز کو مخفی رکھنے کے بجائے آپکو پہلے ہی سب بتا چکا ہوتا۔"

لیکن اسکے اندر باہر گھنٹیاں سی بج رہی تھیں۔ایسے انکشاف کا ایک ہی مطلب تھا کہ شائستہ اسکے اور نازنین کی ہم آہنگی کے بارے میں جانتی تھی۔۔!!اور اگر وہ جانتی تھی تو یقیناً اس نے اس بات کا ذکر رمیز سے بھی کیا ہو گا۔دو جمع دو۔۔اسکا کور۔۔اسکی نگاہوں کے سامنے ہی بلو کیا جارہا تھا۔۔

"کیا ایسا نہیں ہے۔۔؟ "

انہوں نے حتمی جواب طلب کیا تھا اس سے۔اس نے سنبھل کر انہیں دیکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اگر ایسا کچھ ہو گا بھی تو میں کسی کو جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔مجھے ان کی بیٹی میں دلچسپی نہیں تھی اور اسکا اظہار میں برملا کر چکا ہوں۔بجائے اسے رسوا کرنے کے میں نے اپنے بہت اچھے دوست حیدر نقوی کا رشتہ بھی انہیں بتادیا تھا۔اب میں معافی مانگنے کے لیے بھی تیار ہوں۔۔لیکن آپکی جانب سے دکھائی گئی اس عدم اعتمادی نے مجھے میرا مقام ازبر کروادیا ہے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور یہ ہوا ایک یوٹرن۔۔! ایموشنل بلیک میل۔ جب بھی کبھی بات دلائل سے نہ سنبھلے تب جذباتی بلیک میلنگ رشتوں کو متوازن رکھنے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس نے بھی یہی کیا تھا۔ وہ ایک لاابالی، جذباتی لڑکا ہے۔ اسے لاابالی اور جذباتی ردعمل ہی دینا چاہیے۔ یہ اسکا کور تھا۔ وہ اس سے رُخ نہیں پھیر سکتا تھا۔

ابھی یہاں زاویار یا طالوت ہوتے تو اسے ایک سیکنڈ میں پکڑ لیتے لیکن اسکے سامنے اسکے بھولے گھر والے بیٹھے تھے۔ وہ ایسے پینترے بدل کر، ہزاروں جھوٹ بول سکتا تھا۔

اور اسکی اداکاری کے آثار بھی روحیلہ کے چہرے پر نمودار ہونے لگے تھے۔

"حرم۔۔ اچھا میری بات سنو۔۔ "

"مجھے کوئی بات نہیں سننی۔ میں ہوں آپکا سوتیلا بیٹا۔ آپ نے باور کروادیا مجھے آج یہ۔۔ "

بھوری آنکھوں میں اگلے ہی پل پانی سا تیرنے لگا تھا۔ روحیلہ تو روحیلہ سہیل بھی دم سادھے اسے تک رہے تھے۔

"بیٹا میں غصے میں تھی_ اچھا رکو میں بھابھی سے خود "_

لیکن وہ آنکھیں رگڑتا لاؤنج عبور کرکے زینوں کی جانب بڑھ چکا تھا۔ ثانیہ نے اسے آنکھیں پھیلائے ساتھ سے نکلتے دیکھا لیکن اسکے پیچھے جانے کی ہمت نہ کرسکی۔ لاؤنج میں سناٹا چھا گیا۔ روحیلہ کو یکدم ہی شرمندگی کا احساس ہوا تھا۔ حرم نے کچھ اس انداز سے ردعمل دیا تھا کہ انہیں اپنا قصور نہ ہوتے ہوئے بھی نظر آنے لگا تھا۔

"مجھے اس سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے تیزی سے بڑھتے قدم یکدم ہلکی سی رفتار میں تبدیل ہو گئے تھے۔ وہ ٹھہرا۔۔ ایک نگاہ پلٹ کر پیچھے ڈالی۔ پھر چہرہ موڑ کر جیکٹ درست کی اور بالوں کو انگلیوں سے پیچھے کرتا بے تاثر نگاہوں سے سامنے دیکھتا آگے بڑھنے لگا۔ صرف چند دن کی لاپرواہی کے باعث، معاملات آپس میں الجھنے لگے تھے۔ ٹھیک ہے کہ وہ اس کیس کے چارج میں مزید اب نہیں ہو گا۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ وہ اب نازنین سے نہیں ملے گا۔۔ لیکن وہ اس لڑکی کا نام اپنے نام کے ساتھ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسے جلد از جلد گڑبڑاتے حالات کو سنبھالنا تھا۔

اس نے کمرے میں داخل ہونے سے قبل، ذرا پیچھے آکر ریلنگ سے جھانکتے ہوئے نیچے دیکھا تھا۔ روحیلہ دھیمی آواز میں بار بار زینوں کی جانب دیکھتی کچھ کہہ رہی تھیں۔ گڈ۔۔ اب اگلے کئی دنوں تک وہ اس شرمندگی کے باعث اسے کسی بھی پھٹکار کا نشانہ بنانے سے پرہیز کریں گی۔

خود کو داد دے کر اس نے اگلے ہی پل، قدم کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

زندگی کا ایک بہت بڑا حصہ اس نے بہت شاطر اور زیرک لوگوں کے درمیان گزارا تھا۔ اسے گھیرنا اتنا آسان نہیں تھا۔

اور ایسی کی تیسی اسے گھیرنے والوں کی۔۔!

****

"پھپھو۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اسکے کمرے میں جھانکا تھا۔نازنین نے اسی پہر مغرب کی نماز سے سلام پھیرا تھا۔وہ اندر چلا آیا۔پھر اسکے پیچھے بیڈ پر بیٹھ کر اسکی مناجات ختم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔اس نے جاء نماز وہیں بچھے رہنے دیا اور اپنا سراپا اسکی جانب پھیر لیا۔چہرے کے گرد دوپٹہ اب تک بندھا تھا اور وہ پرسکون نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"پھپھو،اگر مجھے کوئی ٹارچر کرے یا پھر بُلی کرے تو مجھے کیا کرنا چاہیئے۔۔؟ "

اسکے ابرو ایسے استفسار پر سکڑ گئے تھے۔ پھر وہ سیدھی ہو بیٹھی۔ اسے بغور دیکھا۔

"کیا کوئی مسئلہ ہوا ہے۔۔؟کسی نے ٹارچر کیا ہے تمہیں۔۔؟ "

"ن_نہیں پھپھو۔۔میں بس ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔۔ "

اسے اسکی وضاحت پر یقین تو نہیں آیا تھا لیکن وہ مزید اس پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔

"اگر کوئی تمہارے ساتھ زیادتی کرنے کا مؤجب ہو رہا ہے یا تم پر بلاوجہ تسلط قائم کیے ہوئے ہے تو تمہیں۔۔ اسکے خلاف آواز اٹھانی چاہیئے۔ "

اس نے نرمی سے کہا تھا۔اترتی مغرب میں ہر جانب نرمی بکھرنے لگی تھی۔وجدان خالی خالی نظروں سے چند پل اسے دیکھتا رہا۔

"اور اگر مجھ میں۔۔آواز اٹھانے کی ہمت نہ ہو تو۔؟ "

"تو تمہیں خود میں یہ ہمت پیدا کرنی چاہیئے۔ "

اس نے اسکے اٹل سے جواب پر تھوک نگلا تھا۔وہ سامنے جا کر اپنے ساتھ ہوئے استحصال کی جوابداری کرنے سے خوفزدہ تھا۔ اسے اگلے دروازوں سے زیادہ پچھلے دروازے سہل معلوم ہوتے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اور۔۔اگر میں کوئی بیک ڈور استعمال کرنا چاہوں۔۔تو؟ "

"تو تمہارا اپنے حق میں کیا گیا ایک درست کام بھی غلط تناظر میں دیکھا جائے گا۔ "

اسکے چہرے پر تھکن سی نمودار ہونے لگی تھی۔خوف اسکے ارد گرد کسی آسیب کی مانند منڈلانے لگا تھا۔اسے یکدم سانس لینے میں دشواری سی ہوئی۔

"بیک ڈورز میں بہت سی خرابیاں موجود ہیں،و.جی۔یہ انسان کو اٹل اور بے خوف نہیں ہونے دیتا۔پچھلا دروازہ ہمیشہ کسی کمزوری کے نتیجے میں کھولا جاتا ہے۔تم اگلے دروازے اور درست راستے سے داخل ہونے کی ہمت پیدا کر کے بہت سی خرابیوں سے بچ سکتے ہو۔"

اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔گو کہ وہ اندر سے خوفزدہ تھا لیکن وہ ایسے ہمت ہار کر خود کی سیاہیوں کو خود پر غالب نہیں آنے دے سکتا تھا۔اس نے تاریک شکم سے نجات کی دعا کی تھی۔انسان کو ایسی تاریکی سے محض اسکے کمزور لمحات میں لیے گ ئے فیصلے ہی بچا سکتے ہیں۔

"بالکل۔۔مجھے بیک ڈور سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ میں اگلے دروازے سے داخل ہو سکتا ہوں۔ "

وہ اسکی بات سن کر اداسی سے مسکرائی۔پھر اثبات میں سر ہلا کر گویا اسکے معصوم سے عزم پر اسے داد دینا چاہی۔وہ اگلے ہی پل اٹھ کھڑا ہوا تھا۔نازنین نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اور میں آپکو جلد ہی سب بتا دونگا پھپھو۔بس مجھ پر بھروسہ رکھیے گا۔۔"

اس نے کوئی جواب نہ دیا بس مسکرا کر اسے دیکھتی رہی۔اسکے واہمے زائل ہونے لگے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ویسے دادی بتا رہی تھیں کہ انہیں انکا ایک دور کا بھانجا مل گیا ہے۔ جو کہ بہت ہی نیک اور شریف النفس قسم کا لڑکا واقع ہوا ہے۔۔ "

وہ ہنس دی تھی۔ وجی کا انداز ہی ایسا تھا۔

"بہت شریف ہے وہ۔ حد ہی نہیں اسکی شرافت کی تو۔۔ "

"مطلب شریف نہیں ہے۔ ٹھیک۔۔ "

نازنین کے جملے کو ڈی کوڈ کرتا وہ اسے ایک بار پھر ہنسا گیا تھا۔ وہ اٹھ کر اب چہرے کے گرد سے تہیں کھولنے لگی تھی۔

"اچھا لڑکا ہے۔ تھوڑا کم شریف ہے لیکن ہے اچھا۔ اسٹوڈنٹ ہے میرا۔ "

"اوہ۔۔ اور حرم بھائی۔۔ ان سے دوبارہ بات ہوئی آپکی۔۔؟ "

اس نے پوچھا تو نازنین کے جاء نماز تہہ کرتے ہاتھ تھمے۔ حرم کا ذکر اسے ٹھٹکا گیا تھا۔ وہ خود بھی اپنے ٹھٹکنے پر حیران ہوئی تھی۔

"نہیں بس یونیورسٹی میں ایک بار ملاقات ہوئی تھی اس سے۔ پھر دوبارہ بات نہیں ہو سکی۔ "

وہ سمجھ کر سر ہلاتا کچھ لمحات بعد کمرے سے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔ اس نے بھی گہرا سانس لیا اور پھر اسٹڈی ٹیبل کی جانب بڑھ آئی۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

اترتی شام میں احمد ڈرائیو کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ کچھ مسائل میں الجھ کر رمیز تک وہ کیمرے بند ہو جانے والی بات گوش گزار نہیں کر پایا تھا۔ اور آج آفس بند ہونے کے باعث رمیز کا وہاں موجود ہونا بھی ممکن نہیں تھا۔ کار سرخ بتی پر روک کر اس نے کچھ یاد آنے پر ڈیش بورڈ پر رکھا موبائل اٹھایا اور پھر چند نمبر ڈائل کرنے کے بعد فون کان سے لگا لیا۔

ایک گھنٹی کے بعد فون اٹھا لیا گیا تھا۔

"شاہد۔۔ مظہر سر کے بنگلے کے سامنے جو سبحانی صاحب کا بنگلہ ہے، اسکی سی سی ٹی وی فوٹیجز کے بارے میں پتہ کرو۔ اگر کوئی سامنے کے راستے سے داخل ہوا ہے تو یقیناً ان کیمروں میں دکھا ہو گا۔"

اس نے حکم دے کر فون کان سے ہٹایا تھا۔ لیکن اندر کہیں وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جو کیمروں کو اتنی صفائی سے دھوکا دے کر، اہلکاروں کی فوج کے درمیان سے اتنی اہم چیز لے جا سکتا ہے تو وہ اگلے دروازے سے داخل ہونے کی غلطی ہر گز بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ پھر بھی اپنی تسلی چاہتا تھا۔

آثار ہی پیش آئے واقعے کی اصل ہوا کرتے ہیں۔ انہیں کبھی بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

اس نے ایک بار پھر فون ہاتھ میں لے کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کان پر لگایا تھا۔ پھر گاڑی کے شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے ناقابلِ فہم تاثرات لیے گھنٹی سننے لگا۔

"رمیز سر۔۔ مجھے آپ سے کچھ اہم بات کرنی ہے۔ کیا ملاقات ممکن ہے۔۔؟"

دوسری جانب سے کچھ سننے کے بعد اس نے "اوکے" کہہ کر فون کان سے ہٹا لیا تھا۔ پھر جونہی گاڑی آگے بڑھانے لگا تو لمحے بھر کو ٹھہر سا گیا۔ سڑک پر گزرتے لوگوں میں اسے زاویار نظر آیا تھا۔ وہ کسی نابینا شخص کا ہاتھ تھامے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسے اپنے ساتھ ہی راستہ عبور کروا رہا تھا۔ اسکی آنکھوں میں کچھ ابھرا تھا۔ کچھ چبھتا ہوا۔۔ وہ اس منظر سے اپنی نظریں نہیں چھڑا پایا۔۔ وہ اسکی مدد نہیں کر پایا تھا۔ لیکن وہ تو اسکی مدد کے بغیر بھی آج ایک جینٹل مین بن گیا تھا۔ سب ٹھیک تھا۔۔ پھر اسے کیوں ٹھیک نہیں لگتا تھا؟

سرخ بتی سبز رنگ ہو چکی تھی۔

اسکے آس پاس سے گاڑیاں گزرنے لگیں لیکن وہ اپنی جگہ ہی ساکت ہو گیا تھا۔ پیچھے سے چنگھاڑتے ہارنز پر اسے واپس لوٹ کر کار آگے بڑھانی ہی پڑی تھی۔ لیکن یہ طے تھا کہ وہ پیچھے۔۔ اسی منظر میں کہیں قید ہو گیا تھا۔

****

رات بیتی اور دن اسی تیزی کے ساتھ سر پر آن کھڑا ہوا تھا۔ کچے صحن والے گھر میں آج بہت دنوں بعد معمول کی چہل پہل محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ وجدان کی باتوں پر ہنستی ہوئی اسکے ساتھ ہی گھر سے باہر نکلی تھی۔ اسکی وین آچکی تھی اور نازنین کو تو ٹیکسی میں ہی جانا تھا۔ اسکی گاڑی یقیناً آج اسے ملنے والی تھی۔

دوسری جانب اسی طرح کی بھرپور طلوع ہوئی صبح میں ہر جانب نرم سی دھوپ گھلنے لگی تھی۔ رات بھر ہلکی ہلکی بارش ہوتی رہی تھی۔ شاید اسی لیے صاف ستھری سی سڑک پر دور دور تک پانی چمکتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ سارنگ کے کلینک پر بھی صبح اسی طرح اتر رہی تھی۔ کئی تازہ لمحات اسکی شیشے سے بنی دیواروں پر گر کر پھسلے تھے۔

وہ اپنے ورکنگ ٹیبل پر بیٹھا، اداسی سے سامنے رکھی فائلز کو دیکھ رہا تھا۔ پھر پلٹ کر اس بورڈ کی جانب دیکھا جس پر وہ اور حرم اس کیس کو سلجھاتے رہے تھے۔ ٹریسرز، کیمرے، یو ایس بی اور مختلف فائلز۔۔ اسکی محنت گویا اسے منہ چڑا رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ابھی وہ اس سب کو دیکھ کر نفی میں سر ہلاتا گہرا سانس لینے ہی لگا تھا کہ اسکے دروازے کے اوپر لگی گھنٹی بج اٹھی۔

اس نے سبز آنکھیں اٹھا کر آنے والے کو دیکھا تھا۔ وہ زاویار تھا۔

اسکا منہ بگڑ گیا۔۔ یقیناً اس نے ابھی زاویار کی توقع نہیں کی تھی۔

"کیا ہوا۔۔؟ بارہ کیوں بج رہے ہیں شکل پر۔۔؟ "

مخصوص جینز اور جیکٹ میں ملبوس، بالوں کو ماتھے پر گرائے، ایک کان میں چمکتا ٹاپس لیے وہ اسکے عین سامنے کھڑا تھا۔

اس نے ہاتھ جھلا کر اسے گویا دفعان ہو جانے کا اشارہ کیا تھا۔

"ابھی نہیں جانے والا میں۔ اچھی سی کافی پلاؤ مجھے۔ "

اس نے اسکے انداز کو رتی برابر بھی اہمیت نہیں دی تھی۔ ڈھٹائی کے ساتھ دور لگے صوفے پر جا بیٹھا۔ ٹانگیں سامنے پھیلا لیں۔ ہاتھ بڑھا کر ریموٹ اٹھاتے ہوئے وہ ٹی وی بھی آن کر چکا تھا۔ سارنگ نے بوجھل دل کے ساتھ سانس خارج کی اور پھر اٹھ کر کچن کی جانب چلا آیا۔

"حرم آیا تھا یہاں؟ "

زاویار نے گلا کھنکھار کر بس۔۔ یونہی پوچھ لیا تھا۔ پھر کن انکھیوں سے سارنگ کا چہرہ دیکھا۔ جواب ندارد۔۔

"اوئے چوزے۔۔ تجھ سے پوچھ رہا ہوں۔ حرم آیا تھا کیا۔۔؟ "

"وہ اب کیوں آئے گا یہاں؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکا انداز ایسا تھا کہ زاویار نے مشکوک سے ابرو اٹھائے۔ پھر ریموٹ ساتھ رکھ کر اسے دیکھا۔

"ایسے کیوں کہہ رہے ہو جیسے وہ تمہاری کوئی بچھڑی محبوبہ ہے۔۔؟ "

"استغفر اللہ۔جو منہ میں آئے بس بک دیا کرو تم۔ اب تک تمیز نہیں آئی تمہیں۔ "

"تمیز کا مجھ سے کیا لینا دینا یار۔ "

اس نے برا مانے بغیر ڈھٹائی سے کہہ کر سر جھٹکا تھا۔سارنگ نے "تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا" والی نظروں سے دیکھا تھا اسے۔ پھر چند پل بعد کافی کے دو مگ لیے اسکے ساتھ رکھے صوفے پر آ بیٹھا۔اسکا کپ سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔

"حرم کہہ رہا ہے کہ وہ مزید اب اس کیس پر کام نہیں کرے گا۔ "

اس نے کہہ کر اپنی کافی سے گھونٹ بھرا تھا۔ سبز آنکھوں والا لڑکا بہت معصوم معلوم ہوتا تھا۔اصل معنوں میں معصوم۔۔

"جانتا ہوں۔ "

"تم جانتے ہو۔۔؟ کب سے۔۔؟ کیسے؟ مجھے کیوں نہیں بتایا۔۔؟ "

"موقع نہیں ملا بتانے کا۔۔ "

اس نے گہرا سانس لے کر اپنے مگ سے گھونٹ بھرتے ہوئے کہا تھا۔ نگاہیں سامنے چلتے چینل پر یونہی ٹکی تھیں اور سوچوں کی تان کہیں اور اٹکی تھی۔اسکی پر سوچ آنکھیں دیکھ کر سارنگ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"مجھ سے پہلے کیسے پتہ چلا تمہیں؟ کیا تم دونوں کے درمیان صلح ہو گئی ہے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

حیرت سے اپنے اندر ابلتے خیالات کو الفاظ کا جامہ پہنایا تھا۔ زاویار نے گہر سانس لے کر اسکی جانب دیکھا۔

"ایسی خوش آئند پیش قدمی کی توقع تم نے ہم سے رکھی بھی کیسے۔۔؟ کیا میری شکل سے لگتا ہے کہ میں نے صلح کے لیے ہاتھ بڑھایا ہو گا۔۔۔؟"

کتھئی آنکھوں میں دنیا جہان کی بے نیازی سمیٹ کر استفسار کیا گیا تھا۔ سارنگ کا حلق کڑوا ہو چکا تھا۔ وہ بے دلی سے پیچھے ہو بیٹھا تھا۔

"واقعی۔۔ تم دونوں کی شکلیں ایسی کسی بھی پیش قدمی کے لیے مناسب نہیں لگتیں۔ "

جل کر کہا تو وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے انداز پر ہنس پڑا۔ سارنگ آج بھی سارنگ ہی تھا۔ وہ شاید کبھی بھی نہ بدلنے والوں میں سے تھا۔ چند پل دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی۔ محض کپ سے اڑتی بھاپ فضا میں اپنے آثار ثبت کرتی جا رہی تھی۔

"جب وہ پہلے دن میرے پاس اس کیس کے حوالے سے بات کرنے آیا تھا تب میں نے اسے بہت ڈانٹا تھا۔ میں نے اسے بند دروازوں کو بند ہی رکھنے کی نصیحت سے نوازا تھا۔ لیکن وہ باز نہیں آیا۔ اس نے اس بستی کے دروازوں کو کھول دیا جس پر عذاب نازل ہوا تھا۔ وہ کسی بھی طرح اپنے اس وعدے کو بچانا چاہتا تھا۔ شاید وہ ہمیشہ سے اپنی والدہ اور شہوار کے سامنے سرخرو ہونے کے لیے راہیں تلاش کرتا رہا تھا۔۔ اور یہ وعدہ۔۔ ایک راہ تھی۔ وہ نازنین کی حفاظت کر کے خود کو اَن دیکھی زنجیروں سے آزاد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ایسا نہیں ہو رہا۔۔"

سارنگ نے مسکرا کر تلخی سے سر جھٹکا تھا۔ زاویار سامنے دیکھتا اسے سن رہا تھا۔ ہمیشہ بے نیاز نظر آنے والے چہرے پر خاموشی رقم تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں جانتا ہوں کہ کوئی ایسی بات ضرور ہوئی ہو گی جس پر وہ بری طرح ہرٹ ہوا ہے۔ اتنا ہرٹ کہ اب وہ اس ایک وعدے تک کو نبھانا نہیں چاہتا۔۔۔"

اس نے کپ کی اوپری سطح پر انگشتِ شہادت پھیرتے ہوئے کہا تھا۔ ہر ممکن تاؤیل سوچ کر اس نے اپنے ہر خیال کو خود ہی جھٹک دیا تھا۔ وہ زاویار، طالوت اور حرم سے ہمیشہ ایک قدم پیچھے رہا تھا۔ یا شاید وہ تینوں خود ہی اسے آگے نہیں آنے دیتے تھے۔ وہ اسکرین کے پیچھے کا کارندہ تھا۔ وہ تینوں اسکی حفاظت کرنا چاہتے تھے۔

"طالوت نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ کیوں اس کیس کو سالو کرنے کے لیے ہائیر کیا گیا تھا۔ اسی لیے وہ طیش میں آکر ہمیشہ کی طرح آدھی کہانی سن کر چلا گیا۔۔"

سارنگ نے فکر مندی سے گہرا سانس لیا تھا۔ وہ حرم کی تکلیف کو سمجھتا تھا۔

"اتنی واضح بات جب میں اور تم بغیر بتائے بھی سمجھ سکتے ہیں تو وہ کیوں نہیں سمجھ سکا۔۔؟ وہ اسی لیے ہائیر کیا گیا تھا کیونکہ وہ اس سارے قصے سے ایموشنلی اٹیچ تھا۔۔"

زاویار نے ہاتھ میں تھامے کپ سے نظریں ہٹا کر سارنگ کی جانب دیکھا تھا۔

"انسان صرف وہ سمجھتے ہیں جو وہ سمجھنا چاہتے ہیں، سارنگ۔ ہر بات کے لیے تاؤیل گھڑ رکھنے والوں کو اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ وہ ایک ہی وقت میں خود سے بھی ہزاروں جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں۔"

ایک بار پھر سے گہرا سانس لیتا وہ پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ پھر آخری گھونٹ بھر کر خالی کپ لیے اٹھنے ہی لگا تھا کہ شیشے کے دروازے پر لگی گھنٹی بج اٹھی۔ ان دونوں نے بیک وقت چہرے پھیر کر دیکھا تھا۔ ٹرٹل نیک سوئٹر پر سیاہ جیکٹ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پہنے وہ ہمیشہ کی طرح وجیہہ اور اسمارٹ لگ رہا تھا۔ بھوری آنکھوں میں زاویار کی موجودگی پر حیرت سی سمٹ آئی تھی۔ لیکن تعجب اگلے ہی پل عنقا ہوگیا۔ ازلی سختی بھورے ارتکاز کا حصہ بن گئی۔

زاویار نے اسی سرعت کے ساتھ چہرہ پھیر لیا تھا۔

حرم آگے بڑھ آیا۔ سارنگ اسے دیکھ کر ہمدردانہ سا مسکرایا تھا۔

"مسکرا کیوں رہے ہو ایسے۔۔؟"

زاویار کے مقابل رکھے صوفے پر بیٹھتے ہوئے پوچھا تو اگلے ہی پل سارنگ کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ زاویار نے لبوں پر ابھرتی مسکراہٹ اگلے ہی پل دبائی تھی۔

"تم بہت تکلیف میں تھے میں سمجھ سکتا ہوں تمہیں۔۔"

اس نے آگے بڑھ کر اسکی پیٹھ تھپکنی چاہی تھی لیکن وہ سارنگ کی پہنچ سے دور ہوتا چلا گیا تھا۔

"دور رہو مجھ سے۔۔ اور کونسی تکلیف۔۔؟"

اس نے ماتھے پر آٹھ بل ڈال کر اسے ٹوکا تھا۔ سارنگ کا ہاتھ ہوا ہی میں معلق رہ گیا تھا۔ زاویار نے چہرہ پورا جھکا لیا تھا۔ اسکے حلق سے جاندار قہقہہ ابلنے کا خدشہ لگتا تھا۔

"تم غم میں ہو۔ یقیناً صدمے سے تمہارا دماغ الٹ پلٹ گیا ہوگا۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو سارنگ۔۔؟ کیا ہوا ہے تمہیں؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی آواز بلند ہوئی تھی۔ لیکن سارنگ پر جانے کیا بھوت سوار ہو گیا تھا۔ وہ آگے بڑھ آیا تھا۔ پھر اسے خود کے مقابل کھڑا کیا۔ جذب سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔ حرم نامحسوس طریقے سے ہاتھ خود کے گرد لپیٹ کر اس سے دور ہٹا تھا۔

"ایک بار گلے لگ جاؤ تکلیف کم ہو جائے گی تمہاری۔۔"

لیکن اگلے ہی پل وہ دور بھاگا تھا۔ سارنگ اسکے پیچھے تھا۔ وہ اسے ایک بار زبردستی گلے لگانا چاہتا تھا۔ وہ ایجنسی کی راہداریوں میں بھی اسی طرح بھاگتے پھرتے تھے۔ اور حرم ہمیشہ مدد کے لیے زاویار کو پکارا کرتا تھا۔ اور زاوایار ہمیشہ وہی کرتا تھا جو وہ کیا کرتا تھا۔

"ہٹو۔۔ دور ہٹو مجھ سے۔۔ ابے ہٹ۔۔ زاویار۔۔ زاویار۔۔"

وہ چیخا تھا۔ زویار نے ایک نظر ان دونوں کو پلٹ کر دیکھا اور پھر سر جھٹک کر سیدھا ہو بیٹھا۔ اسے سامنے چلتا ٹی وی شو یکدم ہی دلچسپ معلوم ہونے لگا تھا۔ پیچھے وہ اسکے ورکنگ ڈیسک پر چڑھا اسے انگشتِ شہادت سے دور رہنے کی تنبیہہ کر رہا تھا۔

"میرے ورکنگ ٹیبل سے اترو جاہل آدمی۔۔"

سارنگ کے رگ و پے میں دوڑتی شرارت اگلے ہی پل سمٹ گئی تھی۔ اپنی اہم چیزوں کو وہ حرم کے بھاری جوتوں تلے کچلتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ سر کھجاتا ٹیبل سے نیچے اتر آیا تھا۔ پھر سارنگ کو ہاتھ سے دھکا دے کر پرے ہٹایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تمہاری یہ منحوس عادت کب جائے گی؟ بلاوجہ گلے لگانے کی عادت سے باز آجاؤ تم۔۔ کسی دن مار کھالوگے مجھ سے۔۔ "

اس نے اسے گھر کا تھا۔لیکن سارنگ نے بیچارگی سے کندھے اچکادی ئے تھے۔ کچھ دیر بعد اب وہ اسکے مقابل بیٹھا، گردن جھکائے ہوئے تھا۔ سارنگ رخسار دونوں مٹھیوں پر ٹکائے اسے تک رہا تھا۔

"توتم۔۔ یہ کہہ رہے ہو کہ تمہارا کوربلو ہونے کے بہت قریب ہے۔یعنی تمہاری لاپرواہی کی وجہ سے خاندان بھر میں نازنین کا نام تمہارے نام کے ساتھ اسکینڈلائیز کیا جانے والا ہے۔"

سارنگ نے اسکی بات سن کر سب مراحل کو گویا سمرائز کیا تھا۔اس نے گہرا سانس لے کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"تمہیں محتاط رہنا چاہیے تھا، حرم۔ایک لڑکی کے معاملے میں ہم لاپرواہی برتنے کی کوتاہی نہیں کرسکتے۔ "

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ یوں میری نگرانی کروائے گی۔ بغیر کسی وجہ کے۔۔ "

اس نے نامحسوس طریقے سے ایپھا کا ذکر حذف کردیا تھا۔سارنگ نے اس بات کا نوٹس نہیں لیالیکن محو ہوکر ٹی وی دیکھتازاویار یکدم بولا تھا۔یوں گویا اسکی سماعتیں اسی جانب لگی تھیں۔۔

"کیاتم شیور ہو کہ کسی وجہ کے بغیر اس نے تمہاری نگرانی کروائی۔۔؟ "

اس نے چونک کر زاویار کی پشت دیکھی تھی۔سارنگ بھی اسی جانب دیکھ رہا تھا۔

"کیامطلب ہے تمہارا۔۔؟ "

سارنگ نے ناسمجھی سے پوچھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بغیر کسی وجہ کے کوئی کام نہیں ہوتا اس دنیا میں۔یقیناً تمہاری نگرانی کے پیچھے کوئی اہم ریزن ہو گا۔ "

اور سارنگ نے اسکی بات میں وزن محسوس کر کے چہرہ حرم کی جانب پھیرا تھا۔حرم نے اپنی زبان رخسار کے اندر پھیری تھی۔اسکا رخسار ایک جانب سے ابھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔وہ پکڑا گیا تھا۔۔

"اسکی بیٹی مجھے پسند کرتی ہے۔ "

سارنگ تو اسکے انکشاف پر بھک سے اڑا تھا البتہ زاویار یکدم استہزاء سا ہنس پڑا تھا۔پھر چہرہ پھیر کر اسے دیکھا۔اسکی مزاق اڑاتی نگاہوں نے حرم کے اندر طیش سا بھر دیا تھا۔

"تم تربیت یافتہ ہونے کے باوجود بھی اتنا بڑا جھول کیسے چھوڑ سکتے ہو اپنے کور میں؟اسکی بیٹی تمہیں پسند کرتی ہے۔اور وہ عورت اس بات سے بخوبی واقف تھی۔تم نے پھر بھی اس جانب عدم توجہی کا اظہار کیا اور پھنس گ ئے۔پرفیکٹ۔۔"

اسکا لہجہ اور استہزاء سا انداز لمحوں میں ہی ان دونوں کے درمیان پھیلے تناؤ کو مزید گہرا کر گیا تھا۔بھوری آنکھیں سخت ہو گئیں۔۔پھر وہ یکدم اٹھ کھڑا ہوا۔

"اگر تم دونوں کے ذاتی جھگڑے ختم ہو گ ئے ہیں تو اس مسئلے کا حل نکالنے کی کوشش کرو۔ یہ ایک لڑکی کی عزت کا معاملہ ہے۔ اگر تم دونوں اس وقت بھی اپنے جھگڑوں کو پسِ پشت نہیں ڈال سکتے تو دفع ہو جاؤ میرے کلینک سے ابھی کہ ابھی۔۔"

سارنگ نے بالکل آرام سے ان دونوں کو لتاڑا تھا۔حرم نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے لیکن زاویار کی بات نے اسے بولنے کا موقع نہیں دیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جھوٹ تب بولنا چاہیئے جب اسے سنبھالنے کی ہمت ہو۔ اگر اسکے ساتھ جڑے کورز کو سنبھالنے کی اہلیت نہیں تو بہتر ہے کہ سچ سے ہی کام چلایا جائے۔۔ لیکن اگر۔۔ کوئی جھوٹ منظرِ عام پر کھل جانے کا خدشہ ہو تو اس جھوٹ کو جھٹلانے کے بجائے قبول کرلینا چاہیے۔ یہی اپروچ اس جھوٹ کو ہر شک سے آزادی دلوا سکتی ہے۔"

حرم اسکی بات پر ٹھہر سا گیا تھا۔ سارنگ بھی یکلخت سیدھا ہو بیٹھا۔

"مطلب۔۔؟ کہنا کیا چاہتے ہو۔۔؟ "

سارنگ کے استفسار پر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر جیبوں میں ہاتھ ڈال کر اپنی سنجیدہ آنکھیں سیدھا حرم کی آنکھوں میں گاڑھی تھیں۔

"تم نے اس بات کو چھپانے کی کوشش کبھی کی ہی نہیں تھی۔ ایسا تاثر ہی اس کور کو کور رکھ سکتا ہے۔ "

"تمہارا نازنین کے ساتھ تعلق چھپانے کی چیز نہیں ہے۔ تم دنیا کے سامنے دن کی روشنی میں ان سے ملنے جاتے ہو۔ اس میں شرمندہ ہونے کی کوئی بات نہیں۔ یہ راز نہیں تھا۔ تمہیں انہیں باور کروانا ہے کہ یہ ایک بالکل "نارمل" سا تعلق تھا۔"

"ایب نارمل حالات میں نارمل ردعمل دینا ہی ایک محتاط انسان کا وطیرہ ہونا چاہیئے۔ امید ہے کہ آئندہ تم اتنی سنگین غلطیوں سے پرہیز کرو گے۔۔۔"

اور اسکے کندھوں سے اگلے ہی پل بوجھ سا اتر گیا تھا۔ اس نے جانے کیوں اس نہج پر نہیں سوچا تھا۔ وہ اس جھوٹ کو جھٹلانے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اسے نارمل رہنا ہو گا۔۔ بس۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے۔۔چلنا چاہیے اب۔۔ "

چہرے پر پھیلی خفت کو بمشکل چھپاتا وہ اگلے ہی پل پلٹا تھا۔سارنگ آنکھیں پھیلائے زاویار کو تک رہا تھا۔ اس نے اسکی جانب دیکھا اور پھر اٹھی مسکراہٹ کے ساتھ ابرو اچکائے۔ سارنگ اٹھ کر یکدم اسکی جانب بڑھنے لگا تھا۔لیکن وہ ایک قدم پیچھے ہٹاتے ہوئے، اسے نفی میں سر ہلا کر تنبیہہ کر چکا تھا۔ سارنگ ٹھہر گیا۔۔ اسے پتہ تھا کہ وہ حرم نہیں ہے۔ وہ اسکی کھوپڑی بڑی آسانی کے ساتھ کھول کر اسے جانوروں کے سامنے ڈال سکتا تھا۔ ہاں وہ زاویار تھا۔۔

****

سرِشام ہی وہ قصرِ انصاری چلا آیا تھا۔اسے روبرو رمیز اور شائستہ سے بات کرنے کی ضرورت تھی۔ صبح والے لباس میں ملبوس،بالوں کو پیچھے جمائے وہ لاؤنج میں آ بیٹھا تھا۔ گھر خالی خالی سا محسوس ہو رہا تھا۔ شاید ایہا اور نینا کہیں باہر گئی ہوئی تھیں۔ چند پہروں بعد ملازمہ اس تک چلی آئی۔اس نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپکو رمیز سر اپنی اسٹڈی میں طلب کر رہے ہیں۔ "

وہ آج سے پہلے کبھی رمیز کی اسٹڈی میں داخل نہیں ہوا تھا۔ملازمہ اسکے آگے چلتی ہوئی راہ واضح کر رہی تھی۔وہ نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیتا راستے حفظ کرتا گزر رہا تھا۔کئی بند کمروں کے بعد آخر کار ایک پُر تعیش سا منقش دروازہ اسکی نگاہوں نے دیکھ ہی لیا تھا۔ملازمہ ایک جانب گردن جھکا کر مؤدب سی کھڑی ہو گئی تو وہ سر ہلا کر اندر داخل ہو گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی توقع کے عین مطابق وہ اسٹڈی بلاشبہ بہت وسیع اور بلند چھت کی حامل تھی۔ چھت مختلف رنگوں کے قیمتی شیشوں سے آراستہ شام کی سیاہی کو منعکس کر رہی تھی۔ اطراف میں بنے طویل کتب خانوں میں قدیم کتب اپنی موجودگی کا احساس بخوبی دلا رہی تھیں۔ سامنے ہی اک ٹیبل کے پیچھے رمیز براجمان کسی کتاب کی ورق گردانی میں گم نظر آرہا تھا۔ وہ آگے بڑھ آیا۔۔

اس ٹیبل سے ذرا فاصلے پر دائیں جانب صوفے اور سینٹرل ٹیبل رکھا گیا تھا۔ شائستہ بھی اسی صوفے پر بیٹھی اپنے موبائل میں مصروف دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے کھنکھار کر دونوں کو اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا تھا۔

ان دونوں نے بیک وقت سر اٹھا کر دیکھا۔ پھر شائستہ نے بغیر کسی گرمجوشی کے اسے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ وہ بنا کوئی اثر لیے اس کے سامنے جا بیٹھا تھا۔ رمیز بھی کھنکھار کر اپنی کرسی سے اٹھ آیا تھا۔ پھر سربراہی صوفے پر تمکنت سے آ بیٹھا۔

"میں خوش ہوں کہ آپ دونوں نے میری لاپرواہی کے باوجود بھی مجھ سے ملنے کے لیے ہامی بھر لی۔ میں آپکے اوقات کی قدر کرتا ہوں۔۔"

اسکی سنجیدگی دونوں کے لیے حیران کن تھی۔ وہ عموماً اس قسم کے انداز و اطوار سے دور رہا کرتا تھا۔ رمیز نے بے تاثر نگاہیں اسکی جانب پھیریں۔

"مجھے تم سے اس گھٹیا پن کی امید نہیں تھی، حرم۔ اگر شادی نہیں کرنی تھی تو محض انکار بھی کیا جا سکتا تھا۔ ایہا کو ہرٹ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

کوئی بھی لگی لپٹی بغیر کہا تھا رمیز نے۔ اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آئی ایم سوری۔۔ "

اسکی سنجیدگی میں بھی رتّی برابر فرق وارد نہیں ہوا تھا۔شائستہ نے ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔ پھر سرد سی مسکراہٹ لیے ذرا آگے ہو بیٹھی۔ اس نے ابرو سکیڑ کر اسکے انداز کو دیکھا تھا۔

"نازنین کیسی ہے۔۔؟ "

اسکا سوال اتنا اچانک تھا کہ رمیز یکدم چونک کر شائستہ کی جانب دیکھنے لگا تھا۔ وہ نہیں چونکا۔۔ بس ذرا سے کندھے اچکائے تھے۔

"ٹھیک ہی ہونگی۔ مجھ سے پوچھنے کے بجائے اگر آپ ان کی خیریت خود دریافت کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔۔ "

"تمہاری اس کے ساتھ خاصی ملاقات رہتی ہے۔ میں نے سوچا شاید تم اسے معمول سے زیادہ جانتے ہوگے۔ "

وہ مسکرایا تھا۔

"نازنین، ایبہا نہیں ہیں۔انہیں ہر تیسرا بندہ بغیر کسی وجہ کے نہیں جان سکتا۔ "

کیا جواب دیا تھا اس نے۔ رمیز کا چہرہ اگلے ہی پل سرخ ہوا تھا اور شائستہ کا محظوظ سا تاثر اگلے ہی پل عنقا ہو گیا تھا۔ وہ کھول کر سیدھی ہو بیٹھی تھی۔

"تم ایبہا کے بارے میں ایسے بات نہیں کرسکتے۔ "

"آپ نازنین کے بارے میں ایسے بات نہیں کرسکتیں۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسٹڈی کی فضا نے شاید آج سے پہلے ایسی جرأت نہیں دیکھی تھی۔ درودیوار گویا ساکت ہو کر اس لڑکے کو تکنے لگے تھے۔ رمیز نے اب کہ بغور اسکا چہرہ دیکھا تھا۔

"کیا لگتی ہے وہ تمہاری کہ تم اس کی وکالت یوں ہمارے سامنے کر رہے ہو۔۔!!"

رمیز کو باور کروانے کے لیے اس نے "ہمارے" پر زور دیا تھا۔ لیکن حرم ویسے ہی بیٹھا رہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس ردعمل کے لیے محض انسانیت کا ہونا ہی کافی ہے۔ اگر میرے سامنے ایہا کے بارے میں کوئی ایسی بات کرے گا تو میرا انداز اس سے کچھ مختلف نہیں ہو گا۔"

شائستہ چندپل کے لیے چپ سی ہو گئی تھی۔ وہ اگلے ہی پل اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"میں بھی ایہا سے معافی مانگنا چاہتا تھا لیکن اگر میرے بارے میں آپ پہلے سے تاثرات قائم کر چکے ہیں تو پھر میں کچھ نہیں کر سکتا۔"

اس نے پلٹنے کے لیے قدم بڑھا دیے تھے اور ابھی وہ کچھ قدم آگے بڑھا ہی تھا کہ ٹھہر سا گیا۔ اسٹڈی کی قد آدم دیوار پر بہت سی پینٹنگز آویزاں تھیں۔ اور ان پینٹنگز میں سے ایک پوری وضاحت کے ساتھ جگمگا کر اسکے چودہ طبق روشن کر گئی تھی۔ گریک متھ۔۔یونانی اسطورہ۔۔

"Theogony: Clash of the titans!"

یہی۔۔بالکل یہی لکھا تھا اس پینٹنگ کے ایک جانب۔ وہ اپنی جگہ گویا جم گیا تھا۔ حلق اگلے ہی پل خشک ہو گیا تھا اور آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔ اس نے رکتا سانس بمشکل بحال کیا تھا۔ اسی پل اسکے ساتھ سے شائستہ تیزی کے ساتھ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گزری تھی۔ وہ اس قدر مخبوط الحواس ہو چکا تھا کہ کوئی رد عمل ہی نہیں دے پایا۔ اسے بھیجا گیا پیغام۔۔ رمیز کی اسٹڈی میں کیا کر رہا تھا۔۔؟ کیا یہ کوئی اتفاق تھا۔۔؟

اس نے قدم تیزی کے ساتھ باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

اسکے آس پاس جھکڑ کسی بھنور کی مانند گھومنے لگے تھے۔ یہ اسطورہ۔۔ ایک سرا۔۔ کیا اسے یہ رمیز نے بھیجا تھا۔۔؟ لیکن وہ کیوں بھیجے گا اسے۔۔؟

اس نے اسٹیرنگ دائیں جانب گھمایا تھا۔ تو۔۔ رمیز کو بھی دلچسپی تھی یونانی اساطیر میں۔ اس نے سر جھٹکا۔ وہ اس کیس کو اب مزید نہیں سالو کر رہا۔ پھر وہ کیوں اس سب کو لے کر پریشان ہو رہا ہے۔۔؟ اسی پہر اسکا فون بجا تو اس نے بنا دیکھے کان میں بلیوٹوتھ لگا کر رابطہ جوڑا۔

"حرم۔۔ حرم نازنین کا ٹریسر یونیورسٹی کی نشاندہی کر رہا ہے۔ "

اسکا پیر یکدم ہی بریک پر جا پڑا تھا۔

"کیا کہا۔۔؟ یونیورسٹی۔۔! اس وقت۔۔ "!

مغرب بیت چکی تھی اور رات اب خاصی گہری ہو چکی تھی۔ اسکی پیشانی پر پسینہ یکدم ہی نمودار ہوا تھا۔

ہو سکتا ہے انہوں نے ٹریسر نکال پھینکا ہو۔ "

"تم ایک بار وجدان سے پوچھ کر کنفرم کر لو۔ مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا۔ "

"کیا مطلب۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ۔۔ حرم۔۔ نازنین کا کوئی دو دن سے پیچھا کر رہا ہے۔ میں تمہیں بتانا چاہتا تھا لیکن پھر تمہارا کیس واپس لینے والا فیصلہ دیکھ کر میں بتانا بھول گیا۔۔"

اور حرم اُربی کو اپنے سر پر آسمان گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے لگا کہ اس سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے۔ اس سے غفلت سرزد ہو گئی تھی۔ اس نے اپنے وعدے سے رُخ پھیرا تھا۔ اس نے گاڑی تیزی سے اسٹارٹ کی اور ساتھ ہی وجدان کو بھی کال ملائی۔ اگلی ہی گھنٹی پر فون اٹھالیا گیا تھا۔

"وجدان۔۔ نازن "___

"پھپھو یونی سے گھر نہیں آئی ہیں حرم بھائی۔ میں ابھی وہیں جا رہا ہوں۔ وہ فون بھی نہیں اٹھا رہیں۔ "

اور اس نے اپنی کار اگلے ہی پل موڑ لی تھی۔ تیزی سے کار کا ریڈرز موڑنے کے باعث ٹائر چرچرائے تھے۔ اسکا چہرہ اس قدر سفید لگ رہا تھا کہ حد نہیں۔ آسمان سے اترتی رات گویا ہر شے پر اپنا ورق چڑھا رہی تھی۔ کچھ بھی واضح نہ تھا۔۔ سب دھواں بنتا جا رہا تھا۔۔ سب کچھ۔۔ !

****

وہ اپنی دوسری کلاس سے فارغ ہو کر باہر نکلنے ہی لگی تھی کہ سر آفتاب کی جانب سے اسے ٹھہر جانے کی کال موصول ہوئی۔ کوئی میٹنگ تھی جس کے نتیجے میں اسے تھوڑا انتظار کرنا تھا۔ الہام پہلے ہی جا چکی تھی۔ وہ لائبریری چلی آئی۔ بلاوجہ فارغ بیٹھنا اسے گوارہ نہیں تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

اپنے ڈیسک پر رکھی کتاب اٹھالی۔ پھر کئی لمحات تک ورق گردانی کرتی رہی۔ جب بہت وقت بیت گیا اور اسے یونیورسٹی خالی خالی سی محسوس ہونے لگی تو وہ چونکی۔ اسے وقت گزرنے کا ادراک ہی نہ ہو سکا تھا۔ اسکا دل یکدم ہی کسی نے شکنجے میں جکڑ لیا تھا۔

آہستہ سے کتاب ٹیبل پر رکھ کر وہ اپنا پرس جلدی جلدی سمیٹنے لگی تھی۔ اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے اور دل گویا بند ہونے لگا تھا۔

مغرب کی اذانیں بھی سنائی دینے لگی تھیں۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا موبائل نگاہوں کے سامنے کیا اور سر آفتاب کو لائبریری سے نکل کر فون کرنے ہی لگی تھی کہ اسے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی چاپ محسوس ہوئی۔

وہ بالکل ساکت رہ گئی تھی۔۔ اسکے جسم میں سنسناہٹ سی دوڑ اٹھی۔۔ سارا وجود سُن ہو گیا تھا۔ ہمت کر کے اس نے پلٹ کر دیکھا اور اسی پل کسی نے اسے بالوں سے جکڑ کر پیچھے کی جانب گھسیٹا تھا۔ وہ چیخی۔۔

اسکی چیخوں سے یخ راہداریاں گونجنے لگی تھیں۔ اسکا پرس اور ہاتھ میں تھاما فون کہیں وہیں گر گیا تھا۔ کوئی اسے بالوں سے گھسیٹتا ہوا لائبریری کی جانب واپس لے جا رہا تھا۔

رُخ سامنے ہونے کی وجہ سے وہ اس آدمی کو دیکھ نہیں پا رہی تھی۔

"چھوڑو۔۔ چھوڑو مجھے۔۔"

اسکی دلدوز چیخیں درودیوار سے پلٹ کر واپس آ رہی تھیں۔ اسے لائبریری میں لا کر دھکیلا گیا تو وہ بری طرح ایک شیلف سے جا لگی۔ اسکی پیشانی سے خون کے بہت سے قطرے پھسل کر گرے تھے۔ اس نے دھندلاتی بصارت کے ساتھ سامنے کھڑے شخص کو دیکھا اور پھر دھک سے رہ گئی۔ وہ شجاع تھا۔۔ شجاع نسیم۔۔!!

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ مسکرا رہا تھا۔ اسکے پیلے دانت اور کاٹ دار آنکھیں گویا نازنین کے وجود کو چھیدتی ہوئی گزر رہی تھیں۔ پھر اس نے ہاتھ میں تھاما سنہرا سا تتلی کا بروج نازنین کے سامنے لہرایا۔

بے یقینی اس قدر گہری تھی کہ وہ بے جان قدموں کے ساتھ نیچے بیٹھتی چلی گئی۔ اسکے آس پاس وہی سیاہ رات پھیلنے لگی تھی۔ اس نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔۔ دل گویا بند ہونے لگا تھا اور سانس تو اس سنہرے بروج نے روک ہی دیا تھا۔

"شجاع نسیم کو تم سے دوبارہ مل کر خوشی ہوئی ہے نازنین انصاری۔۔!"

اور اس نے خوفزدہ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ آنسو بے تحاشہ گرنے لگے تھے۔ جسم لرز رہا تھا اور بصارت دھندلا رہی تھی۔ شجاع نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسکی گردن پر بالکل اسی انداز سے پھیرا تو وہ بلبلائی۔۔ یہ لمس۔۔ وہ اس کھردرے لمس کو نہیں بھولی تھی۔۔ وہ اس لمس کو کیسے بھول سکتی تھی! اس لمس نے اسکی معصومیت اس سے چھین لی تھی۔

"م۔۔ مجھے۔۔ جانے۔۔ دو۔۔ م۔۔ میں نے۔۔ کچھ۔۔ ن۔۔۔ نہیں کیا۔۔ "

اسکی آنکھوں سے آنسو متواتر بہنے لگے تھے۔ روح تکلیف کے بوجھ سے دب کر فنا ہونے لگی تھی۔ وہ موت کے دہانے پر تھی۔ اس میں شجاع کے ہاتھ کو جھٹکنے کی ہمت نہیں تھی۔

"کتنے سال انتظار کروایا ہے تم نے نازنین۔۔ "!

اسکی للچاتی آواز میں کچھ ایسا تھا کہ اسکے جسم پر چینٹیاں رینگنے لگی تھیں۔ وہ اسے دھکیل رہی تھی۔۔ پرے۔۔ کہیں بہت پرے۔۔ اسکے ہاتھوں سے ہمت سلب ہو رہی تھی۔ وہ ختم ہو رہی تھی۔۔ وہ مر رہی تھی۔ وہ اسکی گردن

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دبوچ کر اگلے ہی پل اس پر جھکا تو اس نے پاگلوں کی طرح چلاتے ہوئے اسے دور ہٹایا اور پھر اسے دھکیلتی لائبریری کا دروازہ کھول کر سنسان پڑی راہداریوں میں بھاگی۔ وہ بے قابو بھینسے کی طرح اس پر جھپٹنے کے لیے بے تاب لگتا تھا۔ مغلظات بکتا وہ بھی اسکے پیچھے ہی تھا۔

وہ رو رہی تھی۔۔ اسکی سالوں کہ جمع کی گئی ہمت گویا لمحوں ہی میں سینچ کر اسے کھوکھلا کر دیا گیا تھا۔ بچپن کے خوف انسان کو توڑ دیا کرتے ہیں۔ اس نے بھی اپنی موت نگاہوں کے سامنے دیکھ لی تھی۔ اسکی ٹانگیں کپکپاہٹ کے باعث اسکا ساتھ دینے سے انکاری ہونے لگی تھیں۔ اسکے پیچھے پوری قوت سے دوڑتے شجاع نے اسے دھکا دے کر دیوار کے ساتھ لگایا تو وہ بری طرح ستون سے جا لگی۔ اسکے ہونٹ سے خون آنے لگا تھا۔۔ شجاع نے اسکی دونوں کلائیوں کو پوری قوت سے جکڑا تھا۔۔ بالکل ویسے ہی۔۔ اسے لگا اسکی کلائیاں ٹوٹ گئی ہیں۔۔

"یا اللہ۔۔"

ایک دلدوز چیخ اسکے لبوں سے آزاد ہوئی تھی اور اسی پل شجاع کو کسی نے دونوں بازوؤں سے جکڑ کر ایک جانب دھکیلا تھا۔ نازنین نے سختی سے میچی آنکھیں کھول دیں۔۔ وہاں وہ کھڑا تھا۔۔ ہاں وہی۔۔ جو ہمیشہ تاریک راہداریوں کے آخری سروں پر اکثر نمودار ہوتا تھا۔ اسکی بھوری آنکھیں نازنین کی ساکت پتلوں سے گویا الجھ کر رہ گئی تھیں۔

لیکن پھر۔۔ وہ پلٹا۔۔ اور اس نے گرے ہوئے شجاع کو گریبان سے پکڑ کر کھڑا کیا۔۔ اسکے ہاتھ میں ہتھوڑی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے شجاع کا ہاتھ پوری قوت سے مروڑ کر ہتھوڑی اسکے کندھے پر دے ماری تھی۔راہداریاں اب کہ شجاع کی چیخوں سے دہل اٹھی تھیں۔نازنین سانس روکے حرم کو دیکھے گئ۔وہ اس سے نگاہیں ہٹائے بغیر شجاع کے کندھے پر برابر ہتھوڑی مار رہا تھا۔ اسکا ہاتھ بلاشبہ ناکارہ ہوچکا تھا۔

اس نے سفید چہرہ لیے نگاہیں شجاع کی جانب پھیریں اور پھر اسے پرے دھکیلا۔اگلے ہی پل اس نے اسکے دوسرے ہاتھ پر بھی اسی قوت سے ہتھوڑی ماری تھی۔ گوشت پھٹ چکا تھا اور خون کے بہت سے چھینٹے اڑ کر اسکے رخسار پر آلگے تھے لیکن وہ بے رحمی سے اسکے دونوں ہاتھوں کو ناکارہ کردینے کے درپے تھا۔

اس نے ان ہاتھوں سے بہت ظلم کیے تھے۔خون سے لت پت وجود لیے شجاع پورے قد کے ساتھ راہداری میں گر پڑا تھا۔اس نے خون آلود ہتھوڑی ایک جانب پھینکی اور پھر نازنین کی جانب چلا آیا۔ان دونوں کے درمیان بہت سے ماہ وسال حائل تھے۔۔وہ ان ماہ وسال کی تھکا دینے والی مسافت عبور کرتا اس تک پہنچا تھا۔

شام کے سائے ہر جانب پھیل چکے تھے۔ اس تاریکی میں ایک فرشتے کے پَر زمین پر پھڑ پھڑاتے ہوئے نظر آنے لگے تھے۔۔ اس کے خون آلود چہرے سے انسانیت کی ہر رمق مٹ چکی تھی۔ وہاں محض زخم کے آثار تھے۔۔ محض تکلیف تھی۔۔

نازنین کی پلکیں بھاری ہونے لگی تھیں۔

"تم نے۔۔ دیر۔۔ کردی۔۔ حرم۔۔"

اور اگلے ہی پل وہ اسکے بازوؤں میں بیہوش ہوکر جھول گئ تھی۔وہ خاموشی سے کھڑا رہ گیا۔پھر بنا کسی تاثر کے جھکا اور اسے ہاتھوں میں اٹھالیا۔۔زمینی عکس میں اسکے پَر اب تک پھڑپھڑا رہے تھے۔اس نے شجاع کے اوپر سے قدم

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گزارے اور آگے بڑھ آیا۔ نازنین کی گردن پیچھے کی جانب ڈھلکی ہوئی تھی اور ایک آنسو۔۔ٹوٹ کر اسکی پلکوں سے۔۔اسی پہر آزاد ہوا تھا۔۔

"اور جب ہمیں لگتا ہے کہ کہانی ختم ہو چکی ہے۔۔ٹھیک وہیں سے اکثر کہانی کا آغاز ہو رہا ہوتا ہے۔۔ "

گرا ہوا فرشتہ اب تک سپاٹ چہرے کے ساتھ اسے ہاتھوں میں اٹھائے آگے بڑھ رہا تھا۔ اور اسکے پیچھے درسگاہ رات کے چنگھاڑتی سیاہیوں میں اپنے وجود پر ماتم کناں تھی۔۔

****

اٹھارہ سال قبل۔۔

شجاع، رمیز کا ذاتی ملازم تھا۔ وہ اس کے گھر میں پچھلی کئ دہائیوں سے اپنے والدین کے ساتھ کام کر تا رہا تھا۔ والدین کی اچھی اور نیک تربیت کے باوجود بھی اسکا رجحان غلاظت کی طرف ہی لگا رہا۔ وہ ذہنی طور پر کند ذہن اور مکروہ صورت انسان تھا۔

بہت سی لڑکیوں کو زیادتی کا نشانہ بنانے کے باوجود بھی اسکے والدین نے اسکی حقیقت سے کسی بھی گھرانے کو واقفیت نہ ہونے دی۔ وہ انسانی جسم میں سانس لیتا بھیڑیا تھا۔ جو ہر لحظہ کسی نہ کسی شکار کی گھات میں رہتا۔ رمیز اسکی سرگرمیوں سے بخوبی واقف تھا لیکن اس نے کبھی اسکی ان سرگرمیوں سے پردہ چاک کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ اسکی کمزوری بھانپ گیا تھا۔ اب وہ اسکی کمزوری سے اسے جیسے چاہتا استعمال کر سکتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے ایک لائحہ عمل ترتیب دیا۔ نازنین کو نفساتی طور پر غیر مستحکم کرنے کا لائحہ عمل تھا وہ۔ اسے اس کام کے لیے کوئی خاموش اور بھروسے والا انسان درکار تھا۔ نہیں تو اسے یہ کام بھی خود ہی کرنا پڑتا۔۔ لیکن وہ۔۔ اتنا گرنا نہیں چاہتا تھا۔ کچھ تھا جو اب بھی اسکے اندر کھٹکتا تھا۔ شاید وہ مبین کی آخری دہائی تھی۔

اس نے اگلی سیاہ رات کے اترتے ہی شجاع کو حکم دیا اور پھر دل دہلا دینے والا واقعہ نازنین کی زندگی کا حصہ بن گیا۔ شجاع کو تتلی کے بروج سے کوئی خاص لگاؤ نہیں تھا لیکن رمیز کے کہنے پر اسے یہ بروج اپنے کوٹ پر لگا کر ہی اس کمرے میں جانا تھا۔

وہ اس کام کے لیے راضی نہیں تھا۔ کیونکہ اسے نازنین کو واقعتاً زیادتی کا نشانہ نہیں بنانا تھا۔ اسے بس نازنین کو ٹراماٹائیز کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

اس نے رمیز کے حکم پر گردن جھکادی تھی۔ وہ گردن جھکانے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اسکی گردن رمیز کے انگوٹھے تلے دبی ہوئی تھی۔ اسکے پچھلے تمام کیسس کے روشن ثبوت رمیز کے پاس موجود تھے۔ اسے یہ کام کرنا ہی تھا۔

لیکن شائستہ نے اسے نازنین کے رشتے کے لیے دعوت دی تو وہ بخوشی راضی ہو گیا۔ اسے نازنین چاہیے تھی۔ اس بچی کو وہ بھولا ہی کب تھا۔ وہ اس کی خوبصورتی گزرے کسی سال میں فراموش نہیں کر پایا تھا۔ لیکن اسکا رشتہ کامیابی کی نوید حاصل نہیں کر سکا اور اسکے وجود میں غصہ سا بھر گیا۔ وہ ایک بار پھر اسکے ہاتھ سے نکل گئ تھی۔ ابھی وہ اسے دوبارہ سے گھیرنے کے منصوبے ترتیب دینے ہی لگا تھا کہ شائستہ کی جانب سے پھر حکم صادر کر دیا گیا۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس بار اس پر کوئی قید بھی عائد نہیں کی گئی تھی۔ وہ اسکے ساتھ جو چاہتا کر سکتا تھا۔ شائستہ نے اسے بالخصوص سنہری تتلی کا بروچ فراہم کیا تھا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ نازنین۔۔ تتلیوں سے۔۔ خوفزدہ تھی۔۔!

****

وہ اسے لیے سارنگ کے کلینک چلا آیا تھا۔ عشاء کی اذانوں کے ساتھ ہی آسمان سے اترتی سیاہی مزید گہری ہونے لگی تھی۔ تارکول کی طویل سی سڑک پر دکانوں کے شٹر جابجا اونچے تھے اور وہ شاہرہ روشنیوں میں نہائی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔

ایسے میں نازنین کو داخلی دروازے سے کلینک میں لے کر جانا مناسب نہیں تھا۔ وہ اسے عقبی دروازے سے اندر لایا تھا۔ پھر اسے راہداری کے پچھلی جانب بنے اسٹوڈیو میں لا کر صوفے پر احتیاط سے لٹا دیا۔

نازنین کا چہرہ حد درجہ سفید محسوس ہو رہا تھا۔ پیشانی پر ایک جانب گہرا سرخ سا زخم تھا جس سے خون مسلسل رس رہا تھا اور ہونٹ کے کنارے بھی پھٹ چکے تھے۔

اس نے تکلیف سے آنکھیں میچ کر چہرہ پھیر لیا تھا۔

پھر تیزی سے پلٹا۔ لیکن سارنگ اپنے کلینک میں موجود نہیں تھا۔ اس نے اگلے قدم زینوں کی جانب پھیرے تھے۔ پھر تیزی سے زینے پھلانگتا اسکے کمرے کی جانب چلا آیا۔ زور زور سے اسکا دروازہ دھڑ دھڑایا۔

"سارنگ۔۔ سارنگ بدر۔۔ !"

سارنگ شاید شاور لے رہا تھا۔ کیونکہ جب وہ باہر آیا تو اسکے کندھوں پر تولیہ دھرا تھا اور بال گیلے ہو کر ماتھے پر نوکوں کی صورت پڑے ہوئے تھے۔ اسکی نگاہ حرم پر پڑی تو آنکھیں پھیل گئیں۔ اسکے چہرے اور ٹرٹل

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نیک سوئیٹر پر خون کے تازہ نشانات موجود تھے۔ سفید لب، بکھرے بال اور گلابی آنکھیں۔۔وہ کہیں سے بھی نارمل نہیں لگ رہا تھا۔

"کیا ہو "___

لیکن اس نے سارنگ کو سوال کرنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ وہ اسے گھسیٹتا ہوا اپنے ساتھ پچھلے اسٹوڈیو میں لے آیا۔ وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑا رہا تھا لیکن جونہی نگاہ صوفے پر دراز، زخمی وجود پر پڑی تو وہ بھونچکارہ گیا۔

پھر اگلے ہی پل وہ بھی تیزی سے آگے بڑھ آیا تھا۔ ہاتھ میں پکڑی فائل درمیانے ٹیبل پر دھری اور پھر آستینیں چڑھاتا نازنین کے زخموں کا بغور معائنہ کرنے لگا۔ حرم لب کاٹتا بالکل خاموشی سے اسکے ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔

"تم انہیں ہاسپٹل لے جاؤ، حرم۔ وہاں پر ان کی مکمل کیئر کی جائے گی۔ "

لیکن اس نے سر نفی میں ہلایا تھا۔ پھر ایک نگاہ نازنین پر ڈالی۔ رگوں میں اذیت سی پھیل گئی۔

"میں انہیں ہاسپٹل نہیں لے جاسکتا، بدر۔ میں انہیں لوگوں کے سوالات کے حوالے نہیں کرنا چاہتا۔ پلیز ان کے زخم ٹریٹ کرو۔ باقی میں سنبھال لونگا۔۔"

اسکے زخمی لہجے اور انداز میں کچھ ایسی بے بسی تھی کہ سارنگ اس سے دوسرا کوئی استفسار نہیں کرپایا۔ اس نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا اور پھر اپنے کلینک کی جانب بڑھ گیا۔ ٹریٹمینٹ کا سامان لیے وہ اب نازنین کی جانب چلا آیا تھا۔ حرم برابر صوفے پر بیٹھا، اسکی ہر حرکت کو خاموشی سے تک رہا تھا۔ پھر کچھ یاد آنے پر اٹھ کھڑا ہوا۔ موبائل

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہاتھ میں لیے اسٹوڈیو سے باہر چلا آیا۔ ایک جانب رکھے صوفے پر آبیٹھا۔ وجدان کو کال ملا کر اب وہ دور جاتی گھنٹی بھی سن رہا تھا۔

"یونیورسٹی مت جاؤ۔ تمہاری پھپھو میرے ساتھ ہیں۔ میں لا رہا ہوں انہیں گھر۔۔ گھر پر ہی رہو۔۔ باہر مت نکلنا۔۔ "

اور دوسری جانب وجدان جو سڑکوں پر بھاگتا ٹیکسی تلاش کر رہا تھا وہیں ٹھہر گیا۔ سانس جانے کیوں حلق ہی میں اٹک گیا تھا۔ حرم کی آواز اسے بے حد ٹھنڈی اور عجیب طرح سے پر سکون محسوس ہوئی تھی۔

"پھپھو۔۔ ٹھیک تو ہیں نا۔۔؟ "

اسکا سوال سن کر وہ چند پل خالی خالی نگاہوں سے سامنے دیکھتا رہا تھا۔ پھر اثبات میں سر ہلا کر سیدھا ہو بیٹھا۔

"ٹھیک ہیں وہ۔۔ "

"کیا میں۔۔ ان سے بات کر سکتا ہوں ابھی۔۔؟ "

"تم ان سے ابھی بات نہیں کر سکتے وجدان۔ رکھتا ہوں فون۔۔ "

اس نے سختی کے ساتھ کہہ کر فون کان سے ہٹا لیا تھا۔ پھر چہرے پر ہاتھ پھیرتا دونوں کہنیاں گھٹنوں پر ٹکا کر آگے جھکا۔ سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔ نگاہوں کے سامنے بار بار اسکی زخمی آنکھیں لہرانے لگی تھیں۔۔ اسکی وہ آخری جملے کی بازگشت۔۔ وہ بازگشت اسکی سماعت پر کوڑے برسانے لگی۔ اس نے دیر کر دی تھی۔۔ اگر وہ تھوڑی اور دیر کرتا تو شاید۔۔

اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس سے آگے تو سوچ کر بھی دم گھٹنے لگتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اٹھ کر دوبارہ عقبی جانب بنی راہداری سے گزرتا اسٹوڈیو میں آنکلا تھا۔ سارنگ اپنا سامان سمیٹ رہا تھا۔ وہ آگے بڑھ آیا۔۔ نازنین کے زخم صاف تھے اور ان پر صفائی کے ساتھ سفید پٹی بھی باندھ دی گئی تھی۔

سارنگ اٹھ کر اسکے عین سامنے آکھڑا ہوا تھا۔ پھر اسکا ہاتھ کلائی سے تھام کر اسے اپنے ساتھ ہی اسٹوڈیو سے باہر لے آیا۔ جاتے جاتے بھی اس نے گردن پھیر کر نازنین کو دیکھا اور پھر کلینک میں آنکلنے کے بعد ناسمجھی سے سارنگ کی جانب گردن پھیری۔ سارنگ نے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔ ایڈ باکس ایک جانب رکھ کر پوری طرح سے اسکی جانب گھوما۔۔ بغور اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھا۔ وہ بہت ٹوٹا ہوا زخمی سالگ رہا تھا۔

"تم اس کیس سے ہاتھ اٹھا چکے تھے حرم۔۔ کیا یاد نہیں تمہیں؟ "

اسکے استفسار میں کہیں بھی طنز کی رمق موجود نہیں تھی۔ وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتا سوال کر رہا تھا۔ حرم اگلے ہی پل پنجوں کے بل بیٹھ گیا تھا۔ پھر یونہی اپنی جلتی آنکھیں رگڑیں۔۔ گہرے سانس لیے۔۔ خود کو نارمل کر کے ایک بار پھر سے سارنگ کے مقابل کھڑا ہو گیا۔ وہ سبز آنکھوں میں ڈھیروں سنجیدگی لیے، ہاتھ باندھے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"وہ بہت تکلیف میں تھیں۔۔ "

"لیکن یہ تمہارا مسئلہ نہیں تھا۔ تم اس کیس کو اپنے لیے بند کر چکے ہو۔ پھر کیا وجہ تھی کہ تم کچھ سوچے سمجھے بغیر ان تک جا پہنچے۔۔؟ مجھ سے جھوٹ مت بولنا۔۔۔"

"میں انہیں ایسے کیسے چھوڑ سکتا تھا؟ "

"تمہیں ان سے زیادہ اپنی پرواہ ہونی چاہیئے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

اس نے سارنگ کے بے رحم سے انداز پر سر نفی میں ہلایا تھا۔ جیسے وہ اس حقیقت کو قبول نہیں کر پا رہا تھا۔ وہ اسے ایسے کیسے چھوڑ سکتا تھا بھلا۔۔!

"تم ایسے کیوں کہہ رہے ہو۔۔؟ کیا تم نہیں چاہتے تھے کہ میں انہیں بچانے جاؤں۔۔؟ "

اسے سارنگ کا تفتیشی انداز سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

"حرم اُربی۔۔! کیا تم جانتے ہو کہ وہ کیوں اس قسم کے عذاب سے دوچار ہوئیں۔۔؟ "

وہ سوال تھا۔۔ لیکن وہ ایک بہت کڑوا سوال تھا۔ اس کے ذہن میں اگلے ہی پل جھماکا سا ہوا تھا اور نگاہیں لمحے کے ہزارویں حصے میں پتھرائی تھیں۔

"تم۔۔ یہ کہہ رہے ہو۔۔ کہ وہ میری وجہ سے اس سب کا شکار ہوئیں۔۔؟ "

اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔ بالکل خالی۔۔ سہمی ہوئی۔۔ سارنگ کے تاثرات میں کوئی ردوبدل واقع نہ ہوا۔ وہ بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا مجھے اس سوال کا جواب دینا چاہیے، حرم ؟ "

وہ سوال تھا اور وہ ایک بے رحم جواب بھی تھا۔ اسے اپنے حلق میں ایک ساتھ بہت سی گرہیں محسوس ہوئی تھیں۔ یوں گویا بہت سے کانٹے یکلخت ہی اسکے حلق میں اُگ آئے ہوں۔

"میں__میں نے__"

"اس کیس کی حساسیت سے کون واقفیت نہیں رکھتا۔۔؟ طالوت نے تمہیں پہلے ہی ایک موقع دیا تھا۔ اس کیس سے ہاتھ اٹھانے کا موقع۔۔ لیکن تم نے اسے خود ٹھکرایا تھا۔ کیا تم بھول گئے۔۔؟ اور پھر، اپنے اینڈ پر تم

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نے خود ہی سب طے کر کے خود ہی فیصلہ کرلیا کہ تم اب کیس سے لاتعلق ہو۔ اس بات کا ادراک کیے بغیر کہ اس کیس کے ساتھ بہت سی زندگیاں اور بہت سی عزتیں وابستہ ہیں۔ یہ ذمہ داری ہے تمہاری۔۔؟ اور اس طرح تم نبھانا چاہتے ہو اپنے عہد کو۔۔۔؟"

وہ سیاہ رات سے کڑی دھوپ میں گھسیٹ لیا گیا تھا۔ اس نے کوئی جواب دینا چاہا لیکن گرہیں اب حلق پر زور ڈال کر اسے مزید تکلیف دینے لگی تھیں۔ کانٹے حلق سے اترتے ہوئے رگوں میں چبھن برپا کر رہے تھے۔

"میں نے تمہیں اس دن ہی ان دروازوں کو وا کرنے سے خبر دار کیا تھا لیکن تم نہیں مانے۔ اور اب یوں۔۔ بیچ راستے میں تم پھر سے سب چھوڑ کر راستہ بدل رہے ہو۔۔ گڈ۔۔ لیکن پھر۔۔ تمہارا ایک فیصلہ دوسرے کو کیوں کاٹ رہا ہے۔۔؟ تمہارا ایک راستہ دوسرے کو کیوں کراس کر رہا ہے۔۔؟ تم ایک ساتھ دوراہوں کے مسافر کیوں بن رہے ہو۔۔؟"

سارنگ کی آواز بلند نہیں تھی لیکن پھر بھی اس یخ سی غیر جانبدار آواز نے حرم سے قوتِ گویائی لمحے بھر کو سلب کر لی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں لرزش سی اترنے لگی۔ شہوار کی سیاہ آنکھیں۔۔ ماں جی کی کٹی کلائیاں۔۔ نازنین کی اذیت۔۔ وہ اپنے حق میں بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن وہ کہہ نہیں پایا۔۔ اسکے لب پھڑ پھڑا کر رہ گئے تھے۔

"سارنگ___ پلیز۔۔ "

"ابھی فیصلہ کرو، حرم۔۔! ابھی اور اسی وقت۔۔! تم۔۔ انہیں بچانا چاہتے ہو یا نہیں۔۔؟ تم اس کیس کو سالو کرنا چاہتے ہو یا نہیں۔۔؟ کیونکہ میں تمہارا ہر فیصلے میں ساتھ دونگا۔ چاہے تم اس کیس کو اپنے چارج میں لو یا نہیں۔۔ لیکن فیصلہ تمہیں لینا ہو گا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس کی سبز آنکھیں شاذ ہی ایسے سنجیدہ ہوا کرتی تھیں۔ لیکن جب ان پر سنجیدگی کا عکس چڑھتا تو ان آنکھوں سے خوف آتا تھا۔ اس ایجنسی سے نکلے ہر شخص کے کئی رنگ تھے۔ انہیں پہنچاننا آسان نہیں تھا۔

"عزتوں کے معاملے میں کوتاہیوں کی معافی نہیں دی جاتی۔ فیصلہ لو۔۔ اور خود کو مزید اذیت سے بچالو۔۔ "

اسکے لب سیدھی سی لکیر میں خاموش ہوگئے تھے۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ اس نے تھوک نگلا تو حلق میں موجود گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ اگلے ہی پل اس نے چہرہ اٹھایا تھا۔ بھوری آنکھوں کا پانی خشک ہوچکا تھا۔ پھر وہ پلٹا اور اسٹوڈیو کے دروازے میں ٹھہر سا گیا۔ سارنگ بھی اسکے پیچھے آکھڑا ہوا تھا۔

اسکی آنکھیں اس زخمی بے سدھ پڑے وجود کو دیکھ کر ایک بار پھر سے زخمی ہونے لگی تھیں۔ پھر اسکی سرگوشی ابھری۔۔

"مجھے لگتا ہے میرے پاس چوائس نہیں ہے، بدر۔۔! میرے پاس کبھی چوائس تھی ہی نہیں۔۔! طالوت ٹھیک کہتا ہے۔۔ میں کبھی اس کیس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔۔ میرے ارد گرد زنجیریں ہیں۔۔ ان دیکھی۔۔ تکلیف دیتی زنجیریں۔۔!"

اسکے چہرے پر تلخی سی ابھری تھی۔ نازنین کا چیختا چلاتا کرب ناک وجود گویا رگوں میں تحلیل ہوتی تکلیف کو سوا کررہا تھا۔ شہوار اور نازنین۔۔ ایک کو وہ نہیں بچا سکا تھا۔۔ لیکن دوسری کو۔۔ وہ بچالینا چاہتا تھا۔

"میں انہیں گھر لے جاؤنگا تھوڑی دیر بعد۔۔ فی الحال ہوش آنے تک انہیں یہیں رکھنا ہوگا۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور سارنگ بدر کو اپنا جواب مل گیا تھا۔اس نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا دبایا تو حرم نے گہرا سانس لے کر گردن ترچھی کر کے اسے دیکھا۔اسکی سبز آنکھوں کی معصوم چمک واپس آگئی تھی۔اب وہاں اسکے لیے محض نرمی تھی۔۔

کچھ پل بعد وہ نازنین کے صوفے کے قریب رکھے سینٹرل ٹیبل پر بیٹھا تھا۔دونوں گھٹنوں پر کہنیاں رکھے۔۔ انگلیاں باہم ملا کر مٹھی لبوں پر ٹکائے۔۔

اسکی بھوری آنکھیں بالکل خاموشی سے اسے تک رہی تھیں۔۔ہاں۔۔بالکل خاموشی سے۔۔

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔ "

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ /پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔۔

سفید دھواں روئی کے گالوں کی مانند دکھائی دیتے بادلوں کے اوپر تیر رہا تھا۔۔ آس پاس پھیلی ہریالی پر برستی وہ خوبصورت صبح اسے بے حد بھلی معلوم ہوئی تھی۔اس نے چہرہ اٹھا کر روئی کے گالوں کی لک چھپ کو گویا سانس کے ساتھ اندر اتارا تھا۔

سبزہ زار پر ہر جانب سفید لباس زیب تن کیے پریاں اتر آئی تھیں۔۔وہ بھی ان پریوں کی مانند سفید سے ملبوس دمک رہی تھی۔

دور کہیں سے بہتے پانی کا شور اسکی سماعت کو بے حد بھلا معلوم ہو رہا تھا۔اس نے چہرہ گھمایا تو سیاہ بال لہرا کر رخساروں پر آگرے۔اسکے چہرے پر تازگی سے بھرپور مسکراہٹ اترنے لگی تھی۔۔

یکایک سفید بادلوں میں سرمئی سے رنگ گھلنے لگے۔۔سفیدی تحلیل ہو کر فضا میں کسی خوشبو کی مانند عنقا ہو گئی تھی۔

اس نے پریشان سی گردن یہاں وہاں گھمائی۔۔پانی کا شور بہت تیزی سے اسکی سماعت پر گرنے لگا تھا۔ٹھنڈی تازہ سی آواز اب کے سماعت کو بے حد ناگوار محسوس ہو رہی تھی۔

سرمئی رنگ تیزی کے ساتھ سیاہی میں ڈھلنے لگا تھا۔اسکا سفید لباس بدلتے موسم کے ساتھ اپنا رنگ بدلنے لگا تھا۔وہ اب سیاہ لباس تھا۔۔

سیاہی میں گھری وہ بوکھلا کر روشنی کی تلاش میں بھاگنے لگی تھی۔یکایک کسی بھاری پتھر سے ٹکرا کر سامنے کو گری۔اسکا ماتھا پھٹ چکا تھا۔۔خون کی پتلی سی دھار بہہ کر گردن میں لڑھکنے لگی تھی۔

سبزہ زار تحلیل ہو گیا۔۔درسگاہ کی اونچی،خوفزدہ حد تک بلند دیواریں اسے خوفزدہ کرنے لگیں۔وہ اب بھاگ رہی تھی۔۔وہ بھاگتے بھاگتے دور جنگلوں میں آنکلی تھی۔۔وہ کھو گئی تھی۔۔بہت سے بھیڑیے اسکے اردگرد جمع ہونے لگے۔۔

وہ سہم گئی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اب وہ دادا کی لاش دیکھ کر اپنے کمرے کی جانب بھاگ رہی تھی۔ کوئی اسکے پیچھے تھا۔۔ خون۔۔ تازہ خون۔۔ ہتھوڑی انسانی گوشت پر مارے جانے کی وہ مکروہ آواز۔۔ وہ آواز۔۔ ابلتا خون۔۔

یکلخت ہی اسکی آنکھ کھلی تھی۔ اسکا وجود پسینے میں شرابور تھا اور سینے پر کسی نے بھاری پتھر رکھا ہوا تھا۔ اسے سانس لینے میں شدید دشواری ہو رہی تھی۔ آنکھیں خوف سے پھٹی ہوئی تھیں اور لب ادھ کھلے تھے۔

اس نے چہرہ گھما کر یہاں وہاں دیکھنا چاہا تو گردن اکڑنے کے باعث درد کرنے لگی۔ اسکے جسم کا ہر خلیہ تناؤ کا شکار تھا۔ طنابیں سختی سے کھنچی ہوئی تھیں اور پھیپھڑے کھل کر سانس لینے کے لیے محنت کرنے لگے تھے۔

حرم جو اسکے برابر میں بالکل خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا، اسے کسمسا کر اٹھتا دیکھ کر سیدھا ہو گیا۔ وہ جیسے کسی بھیانک خواب سے جاگی تھی۔ نازنین کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ ساکت رہ گئی۔۔ پھر آس پاس نگاہیں گھما کر دیکھا۔۔ لیکن یہ جگہ اس کے لیے انجان تھی۔

حرم اس کے سامنے گھٹنوں کے بل جا بیٹھا تھا۔ فکرمندی سے اسے دیکھتا ہوا۔۔ اسے حرم کا چہرہ دیکھ کر یکلخت ہی یاد آ گیا تھا کہ جو کچھ ہو چکا تھا یا ہونے جا رہا تھا وہ سب حقیقت تھا۔۔ وہ سب خواب کا حصہ نہیں تھا۔ اسے چند پل لگے تھے خشک حلق کے ساتھ چند لفظ بولنے میں۔

"امی۔۔ مجھے امی کے پاس جانا ہے۔۔"

ایک آنسو بھی آنکھ سے ٹوٹ کر کنپٹی میں جذب ہوا تھا۔ اسکے لب بے تحاشہ کپکپا رہے تھے اور آنکھیں خوفزدہ لگتی تھیں۔ حرم آہستہ سے واپس سینٹرل ٹیبل پر آ بیٹھا تھا۔ پھر نرمی سے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔۔

"میں لے جاتا ہوں آپکو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے ابھی جانا ہے۔۔ "

وہ بچوں کی طرح کہنے لگی تھی۔وہ نرمی سے گھٹنوں پر کہنیاں ٹکائے آگے ہو بیٹھا تھا۔

"امی کو کیا کہیں گی کہ کہاں تھیں آپ۔۔؟ "

اس نے آہستہ سے پوچھا تو وہ لمحے بھر کو چپ سی ہو گئی۔اسکا مفلوج دماغ کچھ کچھ باتیں سمجھنے لگا تھا۔

"امی کو کیا بتانا ہے۔۔؟ آپ طے کر لیں پھر چلیں گے۔ "

وہ ہاتھوں پر زور دے کر اٹھنے لگی تو حرم نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے اٹھایا۔ اسکا ہاتھ نازنین کے دونوں ہاتھوں کے درمیان دبارہ گیا۔اس نے ہولے سے ہاتھ نکالنا چاہا لیکن نازنین کی گرفت اسکے ہاتھ پر سخت تھی۔اس نے چونک کر اسکی جانب دیکھا تھا۔

"مجھے ڈ۔۔ڈر لگ رہا ہے۔۔ "

اور پھر۔۔وہ اٹھائیس سالہ لڑکی۔۔اسکے ہاتھ پر ماتھا ٹکائے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔ وہ چٹان جیسی مضبوط اور کرخت لڑکی۔۔بچوں کی طرح اسکے ہاتھ کو اپنے کپکپاتے یخ ہاتھوں میں قید کیے بلک رہی تھی۔وہ اٹھارہ سال سے خوفزدہ تھی۔وہ اٹھار سال سے سو نہیں سکی تھی۔کوئی اٹھارہ سال پہلے اسے بچانے نہیں آیا تھا۔۔لیکن جو اٹھارہ سال بعد اسے بچانے آیا تھا وہ اسے جانے نہیں دے سکتی تھی۔۔وہ وہی۔۔دس سالہ کمزور سی نازنین بن گئی تھی۔اسکے خوف زندہ ہو گئے تھے۔۔ درمیان سے گزرے ماہ و سال کھوکھلے رہ گئے۔۔ سب ریت کی مانند پھسل گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکال نہیں سکا۔ وہ اس ہاتھ کو کیسے چھڑا سکتا تھا۔۔؟ اس نے انہی ہاتھوں کو خون آلود ہاتھوں میں قید کیے۔۔ کئی سال پہلے عہد باندھا تھا۔۔ اور عہد تو پھر کبھی پرانے نہیں ہوا کرتے۔۔ عہد تو صدیوں تک زندہ رہتے ہیں۔۔

نازنین کے آنسو اسکے ہاتھ پر گرنے لگے تھے۔ بھوری آنکھیں زخم زخم ہونے لگیں۔۔

"ہششش۔۔ میں یہیں ہوں۔۔ کیوں رو رہی ہیں آپ۔۔؟ سب ٹھیک ہے۔۔ کچھ نہیں ہوا۔۔ "

اس کے نرمی سے کہنے پر نازنین نے اپنا سر آہستہ سے اٹھایا تھا۔ سیاہ پلکیں بھیگی ہوئی تھیں اور ان پر اتنا پانی لدا تھا کہ حد نہیں۔ وہ ان آنکھوں سے اپنا ارتکاز نہیں چھڑا پایا۔ اس نے کوشش کی لیکن وہ ناکام رہا۔۔ یہ کیا ہو رہا تھا۔۔؟ پروفیشنل کام پرسنل کیوں بنتا جا رہا تھا۔۔!

"تم کہیں نہیں جاؤ گے۔۔ تم۔۔ تم یہیں ہونا۔۔! وہ پھر آ جائے گا۔۔ مجھے باہر نہیں جانا۔۔ "

آنسو ایک بار پھر تیزی کے ساتھ لڑھکنے لگے تھے۔ وہ اسے ذہنی طور پر بہت خوفزدہ محسوس ہوئی تھی۔

اس نے اپنے دبے ہاتھ کو اسکے ہاتھوں میں قید دیکھا اور پھر آگے ہو بیٹھا۔ اسکے دونوں ہاتھوں سے اپنا ہاتھ نکالنے کی کوشش اس نے ترک کر دی تھی۔

"کوئی نہیں آئے گا، نازنین۔۔ میں کسی کو آپ تک نہیں آنے دونگا۔ "

سیاہ آنکھیں بھوری آنکھوں میں الجھ سی گئیں۔ وہ ان آنکھوں کی سچائی کو رد نہیں کر پا رہی تھی۔ اس نے آہستہ سے سر اثبات میں ہلا کر بچوں کی طرح اسکی بات مان لی تھی۔ وہ مسکرایا۔۔

"اب آپ مجھے بتائیں کہ کیسا محسوس کر رہی ہیں؟ ابھی گھر چلنا ہے یا تھوڑی دیر رُکنا ہے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اس سے بھاری مکالمے نہیں کرنا چاہتا تھا تب۔۔جب کہ وہ ذہنی طور پر غائب دماغی سے اسکی باتوں کو بمشکل سمجھ پارہی تھی۔

"گھر جانا ہے مجھے۔۔لیکن وجی۔۔آہ۔۔ "

اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا بے تحاشہ دکھتا سر دبایا تھا۔حرم نے اپنا ہاتھ پیچھے کرلیا۔وہ اسکی جسمانی حالت کو سمجھ سکتا تھا۔

"میں نے وجی سے کہا تھا کہ میں گھر آرہی ہوں۔لیکن "__

"وجدان سے میں بات کرچکا ہوں۔کہہ دیا کہ آپ میرے ساتھ ہیں پریشانی کی کوئی بات نہیں۔اور کوئی مسئلہ۔۔؟ "

اس نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا جو آنکھیں فکرمندی سے کھولے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔کلائیاں درد سے ٹوٹنے لگی تھیں اور جسم پکے دانے کی مانند دکھ رہا تھا۔

"ریسٹ کریں آپ۔تھوڑی دیر میں چلتے ہیں۔ "

اس نے اسے لیٹنے کا اشارہ کیا تو وہ چپ چاپ لیٹ گئی۔اس نے اٹھ کر سامنے بنی سنگل ڈور کی الماری سے چادر نکال کر اس پر ڈالی تھی۔وہ اسکی حرکات کو خاموشی سے تک رہی تھی۔وہ اسے دیکھ کر نرمی سے مسکرایا لیکن وہ نہیں مسکرا سکی۔۔پھر جونہی پلٹنے لگا تو نازنین نے اسکی آہستین تھام لی۔وہ آگے نہیں بڑھ سکا۔۔بس چہرہ پھیر کر اسے دیکھا۔۔

"یہیں بیٹھو۔۔پلیز۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور اس نے دوسری کوئی بھی بات کیے بغیر مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔۔ پھر سینٹرل ٹیبل پر آ بیٹھا۔ وہ اسے دیکھتی رہی۔۔ اور کلینک کی شیشے والی دیواروں پر رات گر گر پھسلتی رہی۔

اگلے گھنٹے ٹھہرنے کے بعد جب اسکی طبیعت کچھ سنبھلی تو وہ اسے گھر لے آیا۔ صوفیہ اور وجدان کو محض اتنا ہی بتایا کہ اسکا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا۔ نازنین کی اپنی حالت ایسی تھی کہ صوفیہ اور وجدان نے اس سے مزید کوئی استفسار کرنا مناسب نہ سمجھا۔۔ وہ اپنے کمرے کی جانب صوفیہ کے ساتھ بڑھ رہی تھی۔۔ لیکن بس ایک پل کے لیے پلٹ کر حرم کی جانب دیکھا۔۔ اس ایک نظر میں شکر گزاری کی ہر رمق ہلکورے لے رہی تھی۔

اس نے سر ہلاتے ہوئے اسکے خاموش پیغام کو قبول کر لیا تھا۔ اس سے زیادہ وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔۔؟

وجدان نے اسکی جانب چہرہ پھیرا لیکن اسکی مسکراہٹ سمٹ چکی تھی۔ چہرہ سپاٹ ہو گیا تھا اور آنکھیں ہر جذبے سے خالی۔۔

"فی الحال تمہارے کسی بھی سوال کا جواب نہیں دینا چاہتا میں۔ بعد میں بات کریں گے۔ پھپھو کا خیال رکھنا اور انہیں گھر سے باہر نہیں نکلنے دینا۔"

اس نے اس قدر قطعیت سے کہا تھا کہ وجدان میں پلٹ کر مزید استفسار کرنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ وہ سر ہلا کر نازنین کے کمرے کی جانب بڑھ آیا تو اس نے اپنے قدم باہر کی جانب پھیر لیے۔ ابھی اسے کسی کو بہت اچھا سبق سکھانا تھا۔

****

ایک سیاہ اور بھیانک کا رات کا اختتام ہو چکا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شائستہ بے چینی سے اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔اسے کسی پہر چین نہیں آرہا تھا۔بار بار موبائل کو نگاہوں کے سامنے کر کے کسی کی کال کا انتظار کرتی وہ جلے پیر کی بلی معلوم ہوتی تھی۔

رمیز جو ڈریسنگ روم سے نکل کر کمرے میں چلا آیا تھا،بغور اسکی بے چین سی چال دیکھنے لگا۔پھر ایک ابرو اوپر اٹھایا۔۔

"کس کا انتظار کیا جارہا ہے۔۔؟ "

"بربادی کی خوشخبری کا۔۔ "

اس نے بنا جھجکے کہا تو وہ چونکا۔پھر ابرو سکیڑ کر اسے دیکھا۔ان کے درمیان تنی فضا میں گویا زہر سا گھلنے لگا تھا۔۔

"سیدھی طرح کہو۔۔ "

وہ اسکے پھنکارتے سے استفسار پر مسکرائی تھی۔رمیز کو بے سکون دیکھ کر دل کو ٹھنڈک سی ملتی تھی۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے جاننے کی۔۔؟کچھ باتیں تم نہ ہی جانو تو بہتر ہوگا۔۔ "

"میں صبح صبح کسی بحث کے موڈ میں نہیں ہوں،شائستہ۔بہتر یہی ہے کہ ہم مزید بات نہ کریں۔۔ "

اور ابھی وہ اسکے ٹھنڈے سے انداز پر بھڑک کر کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ ہانپتی کانپتی نینا نے دروازہ دھکیلا۔وہ دونوں بیک وقت اسکی جانب پلٹے تھے۔نینا کا چہرہ انہونی کی حد تک سفید پڑ رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے۔۔؟ "

"وہ۔۔وہ دروازے کے باہر۔۔شجاع۔۔ "

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور اسکی بات ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ شجاع کا نام سن کر شائستہ کا سانس خشک ہو گیا تھا۔ رمیز جو بیڈ پر بیٹھنے ہی لگا تھا ٹھہر سا گیا۔ نگاہوں نے دروازے سے شائستہ تک سفر کیا۔ چند پل لگے تھے سب سمجھنے میں۔ اگلے ہی پل وہ دونوں تیزی سے زینوں کی جانب بڑھے تھے۔ ایہا ملازمین کے ساتھ داخلی دروازے کے سامنے سفید چہرہ لیے کھڑی تھی۔ اسکے جسم سے کسی نے خون کا آخری قطرہ بھی سینچ لیا تھا۔

شائستہ نے ناسمجھی سے ایہا کا خشک رنگ دیکھا اور پھر ملازمین کو پرے ہٹنے کا حکم دے کر جونہی آگے بڑھی تو ٹھہر گئی۔۔ اسکے پیروں کو زمین نے جکڑ لیا تھا۔ آنکھیں پتھرا گئی تھیں اور جسم گلیشیئر بن گیا تھا۔

اگلے ہی پل رمیز نے اسے ہاتھ سے پرے کیا اور پھر داخلی دروازے کے باہر۔۔ خون آلود سے شجاع کا وجود دیکھ کر ساکت رہ گیا۔۔ وہ ماہی بے آب کی مانند تڑپ رہا تھا۔ اسکا منہ پورا کھلا ہوا اور حلق سے غرغر کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔ وہ بے یقینی سے آگے بڑھا اور پھر اسے شجاع کے کھلے منہ میں کچھ چمکتا ہوا دکھائی دیا۔۔ اسے حیرت ہوئی۔۔ وہ جھکا۔۔ اور پھر پنجوں کے بل بیٹھ کر اس نے جونہی غور سے دیکھا تو ساکت رہ گیا۔ آنکھیں پھٹ کر باہر آنے لگی تھیں۔۔

اسکے حلق میں سنہری تتلی کا بروج پوری قوت سے گھسایا گیا تھا۔ محض اسکا ایک ہلکا سا سرا اوپر سے دکھائی دے رہا تھا۔ شجاع کا پورا وجود کپکپاہٹ کا شکار تھا اور حلق سے آتی عجیب آوازیں اسکی اذیت ناک حالت پر گواہی دیتی تھیں۔۔

رمیز کو یاد نہیں تھا کہ وہ زندگی میں کب اس قدر متعجب ہوا تھا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر اس نے اندر ابلتے طیش سے چنگھاڑ کر ملازمین کو اسے اسپتال لے جانے کا حکم صادر کیا۔ اگلے ہی پل وہ سرخ آنکھیں لیے پلٹا اور شائستہ کو کہنی سے تھام کر گھسیٹتا ہوا اپنے ساتھ لیے زینوں کی جانب بڑھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے بوڑھے چہرے پر پہاڑوں کی سی سختی اتر آئی تھی۔ لیکن دوسری جانب شائستہ کا چہرہ اتنا ہی سفید پڑ رہا تھا۔ اس نے شاید اتنی سفاکیت کی توقع کبھی نہیں کی تھی۔

کمرے میں لا کر اس نے اسے دھکا دیا اور پھر دروازہ مقفل کرتا اسکی جانب مڑا۔ ایک زوردار چانٹا اسکے رخسار پر مارا تو وہ پیچھے جا گری۔۔ اس نے آگے بڑھ کر اسکا چہرہ بالوں سے جکڑ کر اونچا کیا تھا۔ شائستہ کے برف چہرے پر اب کہ رمیز کی جانب سے کیے جانے والے وار پر حیرت سی ابھر آئی تھی۔ لیکن وہ مزاحمت نہ کر سکی۔۔ وہ رمیز سے اس ایک لمحے میں خوفزدہ ہوئی تھی۔

"جب میں نے منع کیا تھا۔۔ کہ میرے معاملات میں دخل اندازی مت کرو۔ جب میں نے تمھیں باز رہنے کا کہا تھا تب۔۔" اس نے اسکے بالوں کو سختی سے جھٹکا تو وہ کراہی۔۔ آنسو نکل کر کنپٹی میں جذب ہو رہے تھے۔۔ "تب کیوں بات سمجھ نہیں آئی تھی تمہیں۔۔!! کیوں اپنی کم عقلی کے باعث ہم سب کو غرق کرنے پر تلی ہوئی ہو، احمق عورت۔۔"

اس نے اس کا سر پوری قوت سے جھٹک کر چھوڑا تو وہ سینٹرل ٹیبل کے کنارے سے جا ٹکرایا۔ اگلے ہی پل اسکا فون بجا تھا۔۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔ چڑھا سانس بحال کیا۔۔ احمد کی کال تھی۔ اس نے فون اٹھا کر کان سے لگایا تھا۔

"سر، آفس کے اندر بہت انتشار کی سی کیفیت پھیل گئی ہے۔ تمام ورکرز کام کرنے سے انکاری ہو گئے ہیں اور شیئر ہولڈرز کی جانب سے ہماری کمپنی کے لیے بھرپور مذمت کی جا رہی ہے۔۔ آپ جلدی یہاں پہنچ کر معاملات سنبھالیں۔ میڈیا ہمارے معاملے میں انوالو ہوا تو سارے کام الجھ جائیں گے۔"

اس نے اپنے منجمد اعصاب کو بمشکل قابو کر کے احمد کی بات کا جواب دیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"انہیں پُر امن طریقے سے مذمت کرنے دو۔ ہم مزید دباؤ ڈالنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں، احمد۔ میں جلد ہی پہنچ رہا ہوں آفس۔۔ "

اس نے ٹھنڈی سی آواز میں کہہ کر فون کان سے ہٹایا اور پھر گہرے گہرے سانس لے کر شائستہ کی جانب مڑا۔ وہ اب تک ٹیبل کے ساتھ زمین پر بیٹھی، اسے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے بتاؤ کس بات کا حکم دیا تھا تم نے شجاع کو۔۔؟ "

وہ اسکے سامنے رکھے صوفے پر آ بیٹھا تھا۔ اسے معاملے کی حساسیت کا احساس تو بہت پہلے ہی ہو چکا تھا لیکن شائستہ کی جانب سے اٹھائے گئے ایسے قدم نے اسے متزلزل کر دیا تھا۔

"میں بس اپنی اولاد کی حفاظت "__

"مجھے تمہاری یہ بکواس نہیں سننی۔ سچ بتاؤ کہ تم نے اسے کس کام کے لیے ہائیر کیا تھا۔۔؟ "

وہ چند پل اسے خالی خالی نگاہوں سے دیکھتی رہی اور پھر آہستہ سے بولی۔۔

"نازنین کا ریپ کرنے کے لیے۔۔ "

رمیز پر گھر کی پوری چھت آ گری تھی۔ اسکی نگاہیں ساکت ہو گئی تھیں اور لفظ زبان کا ساتھ دینے سے انکاری ہو گئے تھے۔

"کیا کہا۔۔؟؟ "

"وہ میری اولاد کے راستے کا کانٹا ثابت ہو رہی تھی۔ مجھے اسے سبق سکھانا تھا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی آنکھیں سرخ ہو کر غیر انسانی سی معلوم ہو رہی تھیں۔رمیز کی جانب مکمل خاموشی چھا گئی تھی۔

"تم نے۔۔بغیر کچھ جانے اتنا بڑا قدم کیسے اٹھالیا۔۔؟حرم ایہا کو پسند نہیں کرتا تو اس میں نازنین کا کیا قصور۔۔؟ اور وہ لڑکی۔۔اس لڑکی کی موجودگی میرے لیے کتنی اہم ہے جانتی ہو تم۔۔!!اسے میں نے زندہ رکھا ہے اتنے سالوں۔۔تم میری محنت کو یوں کیسے ضائع کر سکتی ہو۔۔۔؟؟؟"

وہ اس پر دھاڑا تھا۔شائستہ تلخی سے مسکراتی اٹھ کھڑی ہوئی۔پھر پیشانی سے ابلتی خون کی باریک لکیر کو ہتھیلی سے صاف کیا۔رمیز کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھیں۔۔

"جب تم اپنی اولاد کے بارے میں سوچ بچار سے پرہیز کرو گے تو ظاہر ہے۔۔کہ کسی کو تو ان کی حفاظت کا ذمہ لینا ہی ہو گا۔تم اور تمہارا خاندان۔۔ہمیشہ ہماری زندگیوں کے لیے ناسور ثابت ہوئے ہو۔میں نے اس ناسور کو اپنے گھرانے کو مزید نگلنے سے روکا ہے۔۔بس۔۔تم اپنے مفاد کے لیے اپنے بھائی کو۔۔اپنے باپ کو قتل کر سکتے ہو تو۔۔ میں کیوں نہیں ایسا کوئی قدم اٹھا کر اپنے گھرانے کی حفاظت کر سکتی۔۔۔!!!"

اسکی آواز آخر میں پھٹ چکی تھی۔طیش نے ہر جانب سے اسکا احاطہ کر لیا تھا۔رمیز سے پلکیں جھپکانا مشکل ہوا۔کیا اپنی بد اعمالیوں کی نحوست اس پر پلٹ رہی تھی۔۔؟لیکن اتنی جلدی۔۔؟

"تم ہمیشہ سے ایک جانور تھے،رمیز۔تم کسی دن اپنی اولاد تک کو کھا جاتے اگر میں ان کے شانہ بشانہ نہ ہوتی تو۔ کیونکہ تم۔۔انسان نہیں ہو۔۔تم کبھی انسان نہیں تھے۔تم شیطان ہو۔۔کیونکہ تم ہمیشہ سے شیطان ہی تھے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے ایک آخری کڑوی نگاہ اس پر ڈالی تھی اور پھر پلٹ کر دروازہ دھکیلتی باہر نکلتی چلی گئی۔ پیچھے بیٹھا رمیز کسی بھی بات کا جواب نہیں دے سکا۔ اس کے سامنے کسی نے آئینہ لا کھڑا کیا تھا۔ اور اس آئینے میں جو صورت دکھائی دے رہی تھی وہ بے حد مکروہ تھی۔۔ مکروہ اور خوفناک۔۔

کمرے کی فضا میں کافور کی بو گھلنے لگی تھی۔ سیاہی اسکے قدموں کو جکڑتی اب آہستگی سے اسکے وجود کو نگلنے لگی تھی۔

اسی پہر۔۔ درسگاہ کی راہداری میں وہ چل رہا تھا۔

جینز کے ساتھ سوئٹر کے اوپر لانگ کوٹ پہنے، گردن جھکائے۔۔ پچھلے واقعے کا ہر نشان اس نے مٹا دیا تھا۔ مقابل سمت سے چلتی ہوا کے باعث اسکا کوٹ پیچھے کی جانب اڑنے لگا تھا۔

رمیز نے گہرا سانس لیا۔۔ اسے جانے کیوں فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی۔ کیا کوئی۔۔ اسکی گردن تک پہنچ چکا تھا۔۔؟ کون تھا جو نازنین کو بچا رہا تھا۔۔؟ کون تھا وہ۔۔؟ کون ہو سکتا تھا۔۔؟

سیاہ لانگ کوٹ کو پیچھے کیے، جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے لڑکے کی بھوری آنکھیں بے رحم حد تک پرسکون محسوس ہوتی تھیں۔

رمیز کو اندازہ ہی نہیں تھا کہ اسے سانس لینے میں دشواری کیوں محسوس ہونے لگی تھی۔

راہداری میں چلتا لڑکا اگلے ہی پل آگے بڑھ کر باہر کی جانب چلا آیا تھا۔ اس نے ایک بہت خوفناک جھٹکا دیا تھا "انصاریوں" کو۔۔ اسے اس جھٹکے کی بازگشت بخوبی اپنی سماعت میں اترتی محسوس ہو رہی تھی۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وجدان نے آج کالج جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔ پھپھو کی حالت رات سے کافی حد تک سنبھل چکی تھی لیکن پھر بھی وہ اسے چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہتا تھا۔ بمشکل ناشتے کے نام پر چند نوالے لے کر وہ اپنے بستر پر دراز ہو گئی تھی۔ وجدان اسکے کمرے میں چلا آیا۔۔ پھر اسکے بیڈ کے ساتھ رکھی کرسی پر خاموشی سے آ بیٹھا۔

"پھپھو۔۔؟ "

"ہوں۔۔ "

اسکا گلا چیخنے کے باعث بیٹھا ہوا تھا۔ وجدان نے اسکے جواب پر گہرا سانس لیا۔۔

"کسی چیز کی ضرورت ہے آپکو پھپھو۔۔؟ "

"نہیں۔۔ "

"پھر آپ بول کیوں نہیں رہی ہیں۔۔؟ کیا ایکسیڈینٹ کی وجہ سے ڈر گئی ہیں آپ۔۔؟ زیادہ خوفناک تھا کیا ایکسیڈینٹ۔۔؟ "

اسکے سوالوں کا ماخذ وہ سمجھتی تھی۔ اسے یقیناً حرم نے پوری بات نہیں بتائی ہو گی۔ اس نے ایک جھوٹ بول کر فیصلہ نازنین پر چھوڑ دیا تھا۔ وہ چاہتی تو بتا سکتی تھی نہیں تو وہ آخر تک جھوٹ بول کر اس سارے قصے کو کبھی کھلنے نہیں دیتا۔

"ہاں وجی۔۔ بہت خوفناک حادثہ تھا۔ میں بہت ڈر گئی تھی۔۔ "

"پھر حرم بھائی کیسے ملے آپکو۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے سوال پر اس نے نگاہیں چھت کی جانب پھیر لی تھیں۔ پچھلی رات کے سیاہ مناظر اسکے ارد گرد گھیرا تنگ کرنے لگے تھے۔ اسکی سیاہ آنکھیں ضبط کے باعث گلابی پڑنے لگیں۔

"پتہ نہیں۔۔"

"آپکو یاد نہیں آرہا کیا۔۔؟"

"بس اتنا یاد ہے کہ وہ وقت پر نہیں پہنچتا تو شاید میں زندہ نہیں ہوتی۔"

اور اسکے جواب پر وجدان بالکل چپ سا ہو گیا تھا۔ دل ہی دل میں حرم کے لیے عزت گہری ہونے لگی۔ پھر وہ مسکرا کر آگے ہو بیٹھا۔۔ نازنین نے اپنی نگاہیں اسکی جانب پھیری تھیں۔۔

"میں بہت خوش ہوں کہ آپ کو زیادہ زخم نہیں آئے۔ آپ بالکل درست حالت میں گھر واپس آگئیں۔۔ اب جلدی سے ٹھیک ہو جائیں پھر میں آپکو ٹریٹ دونگا۔"

وہ اسکے انداز پر مسکرائی تھی۔ کل سے آج۔۔ یہ اسکی پہلی مسکراہٹ تھی۔۔

"کیا کھلاؤ گے۔۔؟"

"جو آپکا دل چاہے گا۔۔"

اسے بے ساختہ ہی اس پر پیار آیا تھا۔

"میٹھا۔۔ مجھے بہت سارا میٹھا کھانا ہے، وجی۔ اتنا میٹھا کہ وہ میرے اندر کی کڑواس کو ختم کر دے۔ ہر کڑوی یاد کو میرے ذہن سے حذف کر دے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ سیدھا ہو بیٹھا۔ پھر سیاہ آنکھوں میں معصومیت سی ابھری۔۔

"اتنا میٹھا صحت کے لیے اچھا نہیں ہوتا۔ "

"پلیز۔۔ "

نازنین کی جانب سے پیارا سا "پلیز" سن کر وہ پسیج ہی تو گیا تھا۔ پھر رازداری سے مسکراتا ہوا آگے ہو بیٹھا۔

کیا ہوا اگر میٹھا صحت کے لیے اچھا نہیں تو۔ ہم اپنا موڈ اچھا کرنے کے لیے کھائینگے میٹھا۔۔ صحت کو ہم پاکستانیوں نے پہلے کبھی اہمیت دی ہے جو اب دیں گے؟ ناہ۔" "

اور وہ ہنس دی تھی۔ آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے تو وجدان نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسکے آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کیے۔ پھر اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کی قید میں لے کر رخسار پر ٹکایا۔ وہ مسکرا رہی تھی۔ اور وہ بھی اسکی مسکراہٹ کا جواب بھرپور مسکراہٹ سے دے رہا تھا۔

****

وہ اگلے پورے دن، سہیل کے ساتھ آفس کے معاملات میں مصروف رہا۔ وہ شاید خود ہی سب چیزوں سے کنارہ کشی اختیار کر رہا تھا۔ وہ اس سب کو دوبارہ سے شروع کرنا چاہتا تھا۔۔ لیکن ابھی وہ شاید خود کا سامنہ نہیں کر پا رہا تھا۔ اسے خود کا سامنہ کرنے کے لیے ہمت درکار تھی۔

نازنین کے بارے میں اس نے پلٹ کر ایک دفعہ بھی نہیں پوچھا۔ وہ ہچکچا رہا تھا۔۔ شاید وہ اس سب کے بعد اسکا سامنہ کرنے سے کترائے۔۔ اس جیسی لڑکی اپنے بارے میں بات نہیں کیا کرتی تھی۔۔ کجا یہ کہ اس سے۔۔ اسکے زخموں کے بارے میں بات کی جاتی۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اسے غیر آرام دہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ سو اسی لیے اسکے دائرے سے بھی خاصے فاصلے پر رہا۔۔ ایک دن درمیان سے دبے پیر گزر گیا تھا۔ اس نے آفس سے نکلتے ہوئے کار کا رخ اپارٹمنٹ کی جانب پھیرا تھا۔

****

شام کی گہری ہوتی سیاہیوں میں زاویار اسپتال کی راہداری میں کھڑا خاموشی سے گردن جھکائے، ڈاکٹر نجمہ کی بات سن رہا تھا۔ روبینہ کی طبیعت کچھ دنوں تک سنبھلی رہتی تھی اور کچھ دنوں بعد وہ سب یاد کر کے پاگل ہونے لگتیں۔۔ ان کی اسٹیبلٹی کا جائزہ لینے کے لیے جونہی دوائیوں کی مقدار میں کمی کی گئ تو وہ تشدد پر اتر آئیں۔ زاویار کے بازوؤں پر جگہ جگہ ناخن مارے جانے کے نشان تھے۔ انہیں سنبھالتے ہوئے یقیناً اسے ایسے زخم لگ گئے تھے۔۔ لیکن یہ ان زخموں کی تکلیف نہیں تھی۔ تکلیف محض اس بات کی تھی کہ وہ اسے اجنبی گردان کر خود سے پرے دھکیل رہی تھیں۔

اس نے گہرا سانس لیا اور پھر قدموں کا رخ پھیر کر باہر کی جانب بڑھ آیا۔

وہ جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے، سر جھکا کر سڑکوں پر بنا کسی سمت کا تعین کیے چلتا جا رہا تھا۔ چلتے چلتے اسے احساس بھی نہ ہو سکا کہ نازنین کے گھر کو جاتی گلی کے عین سامنے پہنچ چکا ہے۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور چونک سا گیا۔۔ پھر گہرا سانس لے کر سر جھٹکتا جونہی پلٹنے لگا تو لمحے بھر کو ٹھہر سا گیا۔۔ سنسان گلی کے آخری سرے پر کچھ لڑکے اسے جھگڑا کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

اس نے پہلے تو نظر انداز کر کے آگے بڑھ جانا چاہا لیکن پھر وہ ایسا نہ کر سکا۔ اسکے قدم خود بخود اس سمت کی جانب اٹھنے لگے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

قریب پہنچنے پر اسے وجدان کے ارد گرد بہت سے لڑکے کھڑے دکھائی دیے تھے۔ ایک تناور جسامت والا لڑکا اسکا گریبان پکڑے، اسے سختی کے ساتھ دیوار سے لگائے ہوئے تھا۔۔

"اے۔۔ کیا ہو رہا ہے یہ۔۔؟ "

اس نے سیٹی بجا کر لڑکوں کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔ وجدان کی آنکھیں اسے دیکھتے ہی مدد طلب انداز میں کھل سی گئی تھیں۔ زاویار اسے جانتا تھا۔ وہ نازنین کا بھتیجا تھا۔ اس نے کام کے سلسلے میں نازنین کے بارے میں اچھی خاصی معلومات اکھٹی کی تھی۔

"انکل۔۔ آپ اپنا کام کریں اور ہمیں ہمارا کام کرنے دیں۔۔ "

ایک لڑکے نے تنفر سے کہا تو وہ محظوظ سا ہنس دیا۔ پھر وجدان کی جانب دیکھ کر آنکھیں بند کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلا کر اسے دھیرج رکھنے کو کہا۔۔

"سوری یار۔۔ لیکن میرا کام بھی کچھ اسی طرح کا ہے۔ اس بچے کو چھوڑ دو شاباش۔ میں ویسے بھی بچوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتا۔ "

اسکے کہنے پر وہ سب ہنسنے لگے تھے۔ وجدان کا گریبان جس لڑکے نے پکڑا ہوا تھا وہ اسکی جانب گھوما۔ پھر گردن غنڈوں کے انداز میں گھما کر اسے دیکھا۔

"کون ہو تم۔۔؟ "

"دشمنوں کے لیے عذاب اور دوستوں کے لیے عتاب۔ پیار سے زاوی اور نفرت سے سلطان۔۔! اور بھی کچھ بتاؤں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ابرو اچکا کر مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔ وجدان کے چہرے پر بے چینی سی پھیلنی لگی تھی۔ وہ چار پانچ لڑکے تھے اور خاصے خطرناک بھی۔۔ زاویار اسے بچانے کے بجائے ان لڑکوں کو بلاوجہ اکسا رہا تھا۔ اس نے اسے ہلکی سی آواز میں مخاطب کرنا چاہا لیکن بیکار ہی رہا۔ ایک لڑکا آگے بڑھ کر اسے مکا مارنے ہی لگا تھا کہ وہ کمال مہارت سے بچ کر ایک طرف ہو گیا۔

اور پھر اس نے دیکھا کہ اپنا توازن کھوئے بغیر وہ ان لڑکوں کو اٹھا اٹھا کر پھینک رہا تھا۔ وہ آنکھیں پھیلائے اس کے چلتے ہاتھ اور جمے گھونسوں کو دیکھتا رہ گیا۔

آخری لڑکے پر مکا تان کر وہ اسے ابھی رات کی سیاہی میں تارے دکھانے ہی لگا تھا کہ پھر اس کی شکل دیکھ کر اسے ترس سا آ گیا۔ اس نے اس بچے کا گال تھپتھپا کر اسے چھوڑ دیا تھا۔ سب لڑکے اگلے ہی پل بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

وہ وجدان کی جانب پلٹا۔۔

"آپ کیا جیکی چین کے فین ہیں۔۔؟ "

اس نے ہنس کر سر جھٹکا تھا۔ پھر آستینیں برابر کرتا اسکے قریب چلا آیا۔

"برُوسلی (Bruce Lee) کا فین ہوں میں۔"

اگلے ہی پل اب وہ دونوں ایک ساتھ قدم اٹھاتے گھر کی جانب بڑھ رہے تھے۔ وجدان نے سیاہ ہڈی گردن پر گرا رکھی تھی اور وہ جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسکے ساتھ ہی قدم اٹھا رہا تھا۔

"یہ لڑکے کیوں مار رہے تھے تمہیں۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بغیر کسی لگی لپٹی کے اس نے سنجیدگی سے پوچھا تو وجدان کے کان سرخ ہوئے۔ اس نے نچلا لب دانتوں تلے کچلا تھا۔

"وہ مجھے بُلی کرتے رہتے ہیں۔ کالج میں ہی کیا کرتے ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک نے میرا پیچھا کر کے یہاں کا راستہ بھی ازبر کر لیا ہے۔ یہاں بھی وہ مجھے دھمکانے ہی آئے تھے۔"

"کس طرح کی دھمکی۔۔؟ "

"میں نے انہیں نوٹس دینا بند کر دی ئے ہیں تو وہ مجھے اب نوٹس کے لیے مستقل تنگ کر رہے ہیں۔ اگر میں نے انہیں نوٹس نہیں دیے تو وہ مجھے اس سے گہرے ٹارچر کا نشانہ بھی بنا سکتے ہیں۔"

"ان کی تو___"اس نے بمشکل لبوں پر ابھرتی گالی کو روکا تھا۔ وجدان ایک بار پھر سے آنکھیں پھیلائے اسے تک رہا تھا۔ وہ اسے دیکھتا کان کی لو کھجا کر مسکرایا۔۔

"سوری یار۔۔ گالی دی نہیں میں نے ویسے۔ "

اپنے عمل کی وضاحت اسکے سامنے رکھی تو وہ سر نفی میں ہلائے بغیر نہ رہ سکا۔ پھر اسکا انتظار کیے بغیر اگے بڑھ گیا۔ وہ اسکے پیچھے چلا آیا تھا۔

"کیا پڑھتے ہو۔۔؟ اور کس کالج میں پڑھتے ہو۔۔؟ "

اس نے اپنے میڈیکل اور کالج کے بارے میں اسے بتا دیا تھا۔ وہ ہنکارہ بھرتا اسے گھر تک چھوڑنے جا رہا تھا۔

"پھپھو کیسی ہیں تمہاری۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وجدان کے قدم اگلے ہی پل ساکت ہو گئے تھے۔ پھر وہ اسکی جانب ناسمجھی سے گھوما۔ وہ بھی رک کر اسے دیکھنے لگا تھا۔

"آپ۔۔ پھپھو کو کیسے جانتے ہیں۔۔؟ "

"اسٹوڈنٹ ہوں میں ان کا۔ یونی میں پڑھتا ہوں۔ "

اور اسکے ذہن میں جھماکا سا ہوا تھا۔ اسے یکدم ہی صوفیہ کی باتیں اور نازنین کے انکشافات یاد آگئے تھے۔ یہ وہ زاویار تھا جس کے بارے میں صوفیہ یہ کہتے نہیں تھک رہی تھیں کہ وہ بڑا ہی نیک اور شریف لڑکا تھا۔ اس نے گھبرا کر اگلے ہی پل سر جھٹکا تھا۔

"تو۔۔ آپ ہیں زاویار۔۔ "!

"ارے۔۔ تمہیں تو میرا نام بھی پتہ ہے۔ یقیناً میڈم نے بہت تعریف کی ہو گی میری۔ ان کی کلاس کا ہونہار طالبِ علم ہوں میں۔۔ "

بس کندھے سے اندیکھی گرد جھاڑنا رہ گئی تھی۔ باقی انداز ویسا ہی تھا۔ وجدان نے بیچارگی سے مسکرا کر "جی بالکل" کہا تھا۔

"بہت تعریف کر رہی تھیں وہ آپکی۔۔ کہہ رہی تھیں ہے اچھا۔۔ بس تھوڑا کم شریف ہے لیکن۔ "

اور زاویار سلطان کے حلق سے فلک شگاف قہقہ ابلا تھا۔ وجی اسکے انداز کو دیکھتا استغفار پڑھ رہا تھا۔ کیا جنگلیوں والا انداز تھا بھئی۔۔! اتنے پیارے زاویار کو وہ جنگلی کہہ رہا تھا۔ گندا بچہ۔۔

"پھپھو یونی نہیں آئیں تمہاری۔۔؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نا انکی۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ ساتھ چلتا ایک بار پھر سرسری سا بولا تو وجدان نے گہرا سانس لیا۔

"ان کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا پرسوں رات۔ اسی لیے نہیں آ سکیں وہ یونی۔۔ "

اور اسکے چلتے قدموں کو یکدم ہی بریک سا لگا تھا۔ اس نے حیران آنکھوں سے وجدان کو دیکھا تھا۔

"ایکسیڈینٹ۔۔!! کیسے۔۔؟ "

"روڈ ایکسیڈینٹ تھا لیکن زیادہ چوٹیں نہیں آئیں انہیں۔ بہتر ہیں اب کافی پہلے سے۔۔ آپ چل نہیں رہے کیا۔۔؟ "

اسے ٹھہرا دیکھ کر اس نے چہرہ گھماتے ہوئے پوچھا تو وہ پیچھے کی جانب بڑھا۔ اسے ابھی کہ ابھی سارنگ سے ملنا تھا۔ نازنین کے ساتھ ہوا کوئی بھی حادثہ بلاوجہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ وجدان نے اسے جاتے دیکھا تو ایڑیاں اونچی کر کے "شکریہ" کہنا چاہا لیکن وہ پہلے ہی آگے بڑھ گیا تھا۔ اس نے مایوسی سے سر جھٹکا اور گھر کی جانب چلا آیا۔ اسے پہلے ہی اسکا شکریہ ادا کر دینا چاہیے تھا۔۔

اگلے ہی پل وہ گھر کا دروازہ دھکیلتا اندر چلا آیا تھا۔

****

وہ اپنے اپارٹمنٹ میں بنے، خفیہ تفتیشی روم میں کھڑا، جیبوں میں ہاتھ ڈالے سامنے موجود افراد کی تصاویر کو بغور دیکھ رہا تھا۔ پھر آگے بڑھ کر سرخ دائرہ کھینچا۔ اس تنظیم کو منظم رکھنے والے فرد کا چہرہ تھا وہ۔۔

قاتل اب۔۔ یقیناً اس کارندے کی گھات میں بیٹھا ہو گا۔ کیونکہ وہ اس تنظیم کا دوسرا اہم جز تھا۔ وہ پینٹنگ اور اسکے موبائل میں موجود پیغام کے گرد چاہ کر بھی کوئی ربط قائم نہیں کر پایا تھا۔ یقیناً وہ کوئی آسان پہیلی نہیں تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ابھی وہ اسی جانب متوجہ تھا کہ اسکا موبائل بج اٹھا۔اس نے کان میں لگے بلیوٹوتھ کا بٹن دبا کر رابطہ جوڑ لیا تھا۔

"شجاع کے ساتھ کیا کیا ہے تم نے۔۔؟ "

سارنگ کی بے حد بوکھلائی ہوئی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی تھی۔اسکے جبڑوں میں واضح طور پر سختی اتر آئی تھی۔

"وہ ہاسپٹل میں بہت خراب کنڈیشن میں ایڈمٹ کیا گیا ہے۔ایسا کیا کیا ہے تم نے۔۔؟اور کیا وہ تمہارا چہرہ جانتا ہے۔۔؟ "

"ہاں۔۔دیکھا ہے اس نے میرا چہرہ۔لیکن اب وہ کچھ بھی بولنے کے قابل نہیں رہا۔۔ "

"کیا تم اسے پہلے سے جانتے تھے۔۔؟ "

سارنگ کی آواز میں اک تردد سالہرایا تھا۔اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"رمیز کے گھر کا انتہائی ذاتی ملازم تھا وہ۔اسے شائستہ نے بھیجا تھا۔رمیز کی بیوی ہے وہ۔اور اس رات نازنین کے کمرے میں بھی وہی داخل ہوا تھا۔"

اسکے جبڑے اب تک تناؤ کا شکار تھے۔سارنگ جیسے دوسری جانب سانس نہیں لے سکا تھا۔

"تمہیں کیسے پتہ۔۔؟ "

"اسکے حلق میں وہ بروج اتارتے وقت وعدہ کیا تھا میں نے کہ اگر سچ بتایا تو تمہیں چھوڑ دونگا۔سب سچ اگل دیا تھا اس نے۔۔ "

"اور تم نے پھر بھی وہ بروج___اف۔۔ "

سارنگ نے دوسری جانب جیسے جھرجھری لی تھی۔ لیکن وہ بالکل بے تاثر چہرہ لیے سامنے دیکھ رہا تھا۔ پھر آہستہ سے بولا۔۔

"یہ وارننگ تھی، بدر۔۔! اور یہ وارننگ مجھے دینی ہی تھی۔ "

اس نے اگلے ہی پل ہاتھ بڑھا کر کان سے بلیوٹوتھ نکال لیا تھا۔ پھر اک نگاہ سامنے پھیلی تفتیش پر ڈالی۔ یہ درمیانی راہ تھی۔۔ اسے جاوید کا کیس ری اوپن کرنا چاہیے تھا۔ اگلے ہی پل وہ دروازہ بند کرتا باہر نکل آیا تھا۔

****

نازنین عشاء کی نماز پڑھ کر بالکل ساکت ہوئی جائے نماز پر بیٹھی تھی۔ پھر دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے تو کئی گرم آنسو ٹوٹ کر رخساروں کو بھگوتے گر گئے۔

اسکے لبوں سے شکر کے علاوہ کوئی کلمہ آزاد نہیں ہو پا رہا تھا۔ اگلے ہی پل چہرے پر ہاتھ پھیر کر آنسو صاف کرتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ پھر جاء نماز تہہ کرتی بستر پر آ بیٹھی۔ سائیڈ ٹیبل پر وجدان کا موبائل رکھا تھا۔ اسکا اپنا فون تو وہیں راہداریوں میں گر گیا تھا۔

اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر وجدان کا موبائل آن کیا۔۔ جانے کیوں اسکی انگلیوں کی حرکت خود بخود کال لاگ میں محفوظ اس ایک نمبر پر ٹھہر گئی تھیں۔

اگلے ہی پل اس نے پیر بستر پر چڑھائے اور پیچھے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ جسم اب بھی درد کر رہا تھا۔۔ ذہنی دباؤ اب تک موجود تھا لیکن وہ خود کو بہت بہتر محسوس کر رہی تھی۔ چہرے کے گرد سے سیاہ دوپٹہ کھولے بغیر وہ دوسری جانب جاتی گھنٹی کو سن رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تیسری گھنٹی پر فون اٹھالیا گیا تھا۔وہ چند پل سانس روکے رہی۔۔

"نازنین۔۔؟ "

اور جانے کیسے۔۔وہ اسے پہچان گیا تھا۔اس کی آنکھوں میں حیرت سی ابھری۔۔

"کیسے پتہ چلا۔۔؟ "

"وجدان بلاوجہ چند لمحے کیوں خاموش رہے گا۔۔ "

وہ مسکرایا تھا۔اس نے نچلا لب دانتوں تلے دبایا۔پھر ہاتھ کی مٹھی بند کر کے کھولی۔وہ ایک بار پھر سے بے چینی کا شکار ہونے لگی تھی۔حرم کیا سوچتا ہو گا اس کے بارے میں۔وہ کیسے بیہوش ہو گئ تھی۔۔اور وہ کتنا روئ تھی اسکے سامنے اف۔۔اسکے دودھیا رخساروں میں شرمندگی سی گھلنے لگی تھی۔

"تم۔۔آئے نہیں۔۔ ملنے۔۔ "

وہ کچھ لمحے چپ سا ہو گیا تھا۔۔پھر آہستہ سے بولا۔۔

"کیا آپ چاہتی ہیں کہ۔۔میں۔۔آپ سے ملنے آؤں۔۔؟ "

"ہاں۔۔ "

ایک لمحے کا توقف کیے بغیر اس نے بے ساختہ کہا تھا۔دوسری جانب وہ پھر سے خاموش ہو گیا تھا۔

"آپ غیر آرام دہ تو نہیں ہو نگی۔۔؟میری موجودگی سے۔۔؟ "

"نہیں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیوں ملنا چاہتی ہیں۔۔؟ "

"پتہ نہیں۔۔اگر تم بزی ہو تو رہنے دو کو "___

"اگر میں کہوں کہ دروازہ کھولیں تو۔۔؟ "

اسکے ابرو نا سمجھی سے سکڑے تھے۔

"دروازہ۔۔؟ دروازہ۔۔ "!

"دروازہ کھولیں۔۔باہر بہت ٹھنڈ ہے۔۔ "

اور وہ جلدی سے قدم نیچے اتار کر باہر کی جانب بڑھی تھی۔اسکے چہرے کے گرد بندھا دوپٹہ کھل گیا تھا۔ڈھیلے ہالے سے سیاہ لٹیں نکل کر چہرے پر آنکلی تھیں۔اس نے داخلی روش پار کی اور پھر جو نہی آگے بڑھ کر دروازہ وا کیا تو ساکت رہ گئی۔۔

وہ فون کو کان سے لگائے سامنے ہی کھڑا تھا۔ اسے دیکھ کر ہاتھ نیچے کر لیا۔۔ پھر مسکرایا۔۔ نازنین سانس روکے اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔۔

"اندر نہیں بلائینگی۔۔؟ "

وہ سامنے کھڑا تھا۔سیاہ لانگ کوٹ پہنے۔۔بُھوری آنکھوں میں دنیا جہاں کی نرمی سمیٹے۔نازنین نے کبھی ان آنکھوں میں سختی کے کسی پہر کو اترتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

شاید ان آنکھوں کو سخت ہونا آتا ہی نہیں تھا۔ یا شاید وہ اسکے ساتھ سخت ہونے کو خود پر حرام کیے رکھتا تھا۔ ہاں۔۔ شاید۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہوا کا ایک سر سراتا ہوا جھونکا ان دونوں کو جھنجھناتا ہوا گزر گیا تھا۔وہ ٹھٹھر گئی تھی۔۔ حرم کے ماتھے پر بال گر کر لہرائے تھے۔۔

"اندر نہیں بلائینگی۔۔؟ "

اس نے پوچھا تو وہ چونکی اور پھر دروازہ وا کیے ایک جانب ہو گئی۔ایک وقت تھا جب وہ اسے اپنے گھر میں داخلے کی اجازت دیتے ہوئے ہچکچا رہی تھی۔ جب وہ اسکے منہ پر ہی دروازہ بند کر دینا چاہتی تھی۔جب وہ اس سے اور اسکے گھرانے سے کوئی بھی تعلق نہیں رکھنا چاہتی تھی۔جب وہ اسکے زخم کو دیکھ کر بھی بمشکل ہی پگھلی تھی۔ جب وہ اس لڑکے کو لاابالی اور فلرٹ تصور کر رہی تھی۔ہاں۔۔جب وہ اس کو بھی اپنے مخصوص دائرے سے باہر دھکیل رہی تھی۔

آج وہ خود، اس لڑکے کے لیے اپنے گھر کا دروازہ وا کیے کھڑی تھی۔اس نے کبھی کسی اجنبی کے لیے دروازہ وا نہیں کیا تھا۔ لیکن وہ اس اجنبی کے لیے دروازہ کھولنا چاہتی تھی۔وہ اجنبی، جو بہت عجیب طریقے سے اسکا اپنا ثابت ہوا تھا۔ جو بہت نرم ہوتے ہوئے بھی عجیب طرح سے مضبوطی کا ثبوت دیا کرتا تھا۔جو بہت عجیب ڈھنگ سے باتوں کو تلخی کی جانب جانے سے روک لیا کرتا تھا۔جو بہت عجیب رنگ اپنی آنکھوں میں سموئے، معصومیت سمیٹ لیا کرتا تھا۔ کتنا عجیب تھا وہ۔۔ عجیب اور الگ۔۔ ایسا جیسے اس جیسا کوئی بھی نہ ملتا ہو۔ وہ اپنے طرز کا آخری پیس رہ گیا ہو۔۔

وہ اندر چلا آیا تھا۔وجدان اور صوفیہ اپنے کمرے میں موجود تھے۔کچے صحن والا گھر خنکی کے باعث یخ بستہ ہو رہا تھا۔

وہ داخلی روش پر چند قدم چل کر اسکے ساتھ رک گیا تھا۔پھر چہرہ پھیر کر اسے دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیسی ہیں آپ۔۔؟ "

"ٹھیک ہوں۔۔ تم۔۔؟ "

اسکی سنجید گی لوٹ آئی تھی۔ وہ پرانی نازنین ہی معلوم ہو رہی تھی۔ اسکی کمزوری اور لڑکھڑاتے الفاظ سنبھل گئے تھے۔ اور اسے ایسے دیکھ کر حرم کو سکون ملا تھا۔

"میں بھی ٹھیک۔۔ "

"آجاؤ اندر۔۔ "

وہ اسکے آگے چلتے ہوئے راستہ ہموار کرتی بڑھ رہی تھی۔ اس نے بھی گہرا سانس لیا اور پھر اسکے پیچھے ہو لیا۔ کچے صحن میں موجود کیاریاں، چلتی ہوا کے باعث پھولوں کی خوشبو سے معطر تھیں۔ اس نے برآمدے میں لگی کرسیوں میں سے ایک کرسی گھسیٹی اور پھر بیٹھ گیا۔ سانس کے ساتھ گھاس اور گیلی مٹی کی خوشبو اندر کو اتاری۔۔

نازنین صوفیہ اور وجدان کو بلانے انکے کمرے میں گئ تھی۔ اگلے ہی پل صوفیہ اور وجدان اسکے ساتھ ہی کمرے سے نکل آئے تھے۔ وہ صوفیہ اور وجدان سے خوشدلی سے ملا۔۔ بالکل ویسے ہی جیسے ہمیشہ ملا کرتا تھا۔ صوفیہ تو بار بار، اسکے وقت پر پہنچ کر نازنین کو بچالینے کے لیے شکر گزار تھیں۔ اور وہ انکی شکر گزاری پر شرمسار ہوا جارہا تھا۔ اگلے ہی پل صوفیہ چائے بنانے اٹھ کر گئیں تو وہ، وجدان اور حرم برآمدے میں بیٹھے رہ گئے۔

"آپکو پھپھو کہاں ملی تھیں، حرم بھائی۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وجدان کے استفسار پر اس نے چونکے بغیر نازنین کی جانب دیکھا تھا۔ وہ لمحے بھر کو گڑبڑائی تھی لیکن وہ آرام سے بیٹھا رہا۔ یقیناً اس نے گھر والوں کو "تفصیلات" سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ حرم نے چہرہ وجدان کی جانب پھیرا۔

"میں یونی کے روڈ سے گزر رہا تھا جب مجھے نازنین غائب دماغی سے گزرتی ہوئی دکھائی دیں۔ میں نے انہیں بہت آوازیں دے کر اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا تھا لیکن وہ گہری سوچوں میں گم تھیں۔ پھر ایک گاڑی تیزی سے انکی جانب بڑھی تو مجھے روڈ کے اس طرف بھاگ کر انہیں بچانا ہی پڑا۔ صد شکر کہ زیادہ چوٹیں نہیں آئیں۔۔"

سکون کے ساتھ اس نے جھوٹ بولا تو وہ لمحے بھر کو حیران رہ گئی۔ اسکے الفاظ میں کہیں کسی بوکھلاہٹ اور سٹپٹاہٹ کا تاثر نہیں تھا۔ اتنی صفائی سے کہہ کر اس نے نازنین کی جانب دیکھا تو وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکی۔ کہانی ایسی بُنی گئی تھی کہ وہ سچ معلوم ہوتی تھی۔ اب اسے کون بتاتا کہ وہ تو پروفیشنل جھوٹا تھا۔۔

"واہ۔۔ یہ تو کسی مووی کے سین جیسا لگتا ہے۔ خیر۔۔ آپ نے اس ڈرائیور کے ساتھ کیا کیا پھر۔۔؟ "

وجدان کو گہری دلچسپی نے گھیر لیا تھا۔ لیکن اسکے سوال پر نازنین نے چونک کر حرم کی جانب دیکھا تھا۔ وہ خود بھی جاننا چاہتی تھی کہ اس نے شجاع کے ساتھ کیا کیا تھا۔۔؟ پرسوں سے اسے یہ بات کھائے جا رہی تھی کہ ساری یونی میں اسکا تماشہ بن گیا ہو گا۔ سب اس پر اب عجیب نگاہیں ڈالیں گے۔ وہ کسی کے لیے دوبارہ نارمل نہیں بن پائے گی۔

"پولیس کے حوالے کر دیا میں نے اسے۔ مزید کیا کر سکتا تھا میں۔ "

وجدان کے اوپر گھڑوں پانی پڑ گیا تھا۔ حرم نے اسکی مایوسی پر ابرو اچکا کر پوچھا تو وہ دانت نکال کر بتانے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے لگا کہ آپ نے کسی فلم ہیرو کی طرح اسکی دھلائی کی ہو گی۔ لیکن آپ خاصے شریف ہیرو واقع ہوئے ہیں۔۔ ہی ہی۔۔ "

وہ اسکے انداز پر ہنس دیا تھا لیکن ناز نین نہیں ہنس سکی تھی۔ اس نے حرم کو ہتھوڑی سے شجاع کو مارتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور وہ ایک ایسا دل دہلا دینے والا منظر تھا کہ وہ ٹھیک سے کئی راتوں سے سو نہیں پائی تھی۔ ہر دفعہ اسے اس ہتھوڑی کے انسانی جسم پر مارے جانے کی آواز جگا دیا کرتی تھی۔ بہت مکروہ آواز تھی وہ۔۔ سماعت میں جیسے جھر جھری سے اترنے لگتی تھی۔

"اگر میں ہوتا تو اسے بہت مارتا۔ اس کی ہمت بھی کیسے ہوئی پھپھو کو ایسے زخمی کرنے کی۔ "

وجدان کے طیش کو دیکھ کر ناز نین نے گہرا سانس لیا تھا۔ جبکہ حرم نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسکا کندھا تھپتپایا تھا۔ اگلے ہی پل وہ معذرت کرتا اٹھ کر کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ بقول اسکے۔۔ اسے ٹیسٹ کی تیاری کرنی تھی۔ صوفیہ نے درمیانے ٹیبل پر چائے لا رکھی۔ چائے کے ساتھ لوازمات دیکھ کر وہ مزید شرمندہ ہوا تھا۔ صوفیہ نے اسے تاکید کے ساتھ سب کچھ کھانے کے لیے کہا تو وہ چار و ناچار سر اثبات میں ہلا گیا۔ اگلے ہی پل اب وہ دونوں بر آمدے میں تنہا رہ گئے تھے۔ صوفیہ عشاء کی نماز پڑھنے ناز نین کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھیں۔

"کچھ بات کرنی ہے میں نے تم سے۔۔ "

"پہلے میری ایک بات سنیں آپ۔۔ "

وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ اسکی بھوری آنکھیں سنجیدہ ہو گئی تھیں۔ ناز نین چپ سی ہو کر اسے دیکھنے لگی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ اتنی رات گئے تک یونی میں کیا کر رہی تھیں۔۔؟ آپکو اندازہ ہونا چاہیے کہ حالات کیسے جا رہے ہیں۔ آپکی پارٹ ٹائم جاب کا آخری وقت چھ بجے تک ہے۔ یعنی مغرب سے قبل آپ فارغ ہو جاتی ہیں۔ پھر یونی میں ٹھہرنا مجھے سمجھ نہیں آیا۔ کیا کسی نے آپکو روکا تھا۔؟"

اسکی دھیمی آواز محض سامنے براجمان نازنین تک ہی جا رہی تھی۔ وہ اسے چند پل دیکھتی رہی۔

"اگر میں اس بات کو حذف کرنا چاہوں تو۔۔؟ "

"آپ نہیں کر سکتیں۔ "

اسکا انداز قطعی تھا۔ نازنین نے تھوک نگلا۔ پھر اسے دیکھا۔

"مجھے سر آفتاب نے کال کر کے میٹنگ کے لیے روک لیا تھا۔ "

"کیا یونورسٹی میں کوئی اور موجود تھا۔۔؟"

"کچھ لائبریریز موجود تھے پہلے لیکن پھر وہ سب چلے گئے۔ مجھے بہت وقت بعد احساس ہوا تھا کہ میں یونیورسٹی میں تنہا ہوں۔ "

"لیکن سر آفتاب اچھے انسان ہیں۔۔ "

اس نے جانے کیوں اس جملے کو جوڑنا ضروری سمجھا تھا۔ حرم کی پرسکون آنکھیں اسی پر جمی تھیں۔

"سر آفتاب نے آپکو میٹنگ کے لیے روکا لیکن پھر مزید کوئی بھی میٹنگ کے لیے نہیں رکا۔ بات کا دوسرا رُخ یہی کہتا ہے کہ وہ بھی اس طے شدہ لائحہ عمل میں ملوث تھا۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے اگلے ہی پل آرام سے اسکی تاویل رد کر دی تھی۔

"تم کہہ رہے ہو کہ اس آدمی کو کسی نے بھیجا تھا میرے پیچھے۔۔؟"

"بالکل۔۔ "

اسکے ذہن میں جھماکہ سا ہوا تھا۔وہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ کر رہ گئ تھی۔ اٹھارہ سال پہلے جب وہ کہہ رہی تھی کہ کوئی اسکے کمرے میں آیا ہے تب کسی نے اسکی بات کو سچ نہیں گردانا تھا۔ لیکن وہ اسکے سامنے بیٹھا۔۔بغیر کسی وضاحت کے اسکی بات پر یقین کر رہا تھا۔

"تمہیں۔۔کیسے پتہ چلا۔۔؟ "

اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔ حرم کا انداز ویسا ہی رہا۔۔

"اس آدمی نے خود بتایا تھا۔ "

"کیا بتایا اس نے۔۔؟ اور تم نے کیا کیا ہے اس آدمی کے ساتھ۔۔؟ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں یونیورسٹی میں تھی۔ اور تم اپنے ساتھ وہ ہتھوڑی بھی لے کر آئے تھے۔ یعنی تمہیں پتہ تھا کہ میں خطرے میں ہوں۔۔!"

وہ ساکت پتلیاں لیے تیزی کے ساتھ باتوں کو جمع کر کے کوئی نقشہ سا کھینچنا چاہ رہی تھی۔ حرم نے اسکے کسی انکشاف کو رد نہیں کیا۔ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا رہا تھا۔۔

"اس نے بتایا کہ اسے شائستہ مامی نے بھیجا تھا۔ مزید، میں نے کچھ زیادہ نہیں کیا اسکے ساتھ۔۔ اور آپکے بارے میں مجھے وجدان سے پتہ چلا تھا۔ میں ہتھوڑی اپنے ساتھ "جسٹ ان کیس" کے تحت لے کر آیا تھا۔۔۔"

وہ پلکیں نہیں جھپکا سکی۔ کیا یہ لڑکا وہی تھا جو نظر آیا کرتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اسے شائستہ تائی نے۔۔کیوں بھیجا تھا۔۔؟ "

خوف اسکے قدموں سے سرایت کرتا پورے وجود کو اپنی سیاہی کی لپیٹ میں لینے کے درپے تھا۔کیا حرم اسکے بارے میں جان گیا تھا؟کیاوہ اسکے بارے میں سب کچھ جانتا تھا۔۔؟اگر وہ سب کچھ جانتا تھاتوسب کی طرح اس سے دور کیوں نہیں بھاگ رہا تھا۔۔؟

وہ پیچھے ہو بیٹھا۔اس کی نگاہوں سے اپنی نگاہیں ہٹالیں۔وہ اسے اس سوال کاجواب نہیں دیناچاہتا تھا۔

"آگہی عذاب ہوتی ہے۔اس بات کو رہنے دیں۔وہ آپکی زندگی سے نکل گیا ہے۔اب کبھی آپکو پریشان نہیں کرے گا۔ "

نرمی سے کہہ کر اس نے انتہائی کڑوی اور بھیانک تفصیل کو حذف کر دیا تھا۔وہ اسے مزید کسی اذیت سے دوچار نہیں کرناچاہتا تھا۔

"توتم۔۔آخر کار۔۔جان ہی گ ئے کہ میرے ساتھ اس رات۔۔ اس گھر میں کیا ہوا تھا۔۔ "

وہ تلخی سے گویاہوئی تھی۔سیاہ آنکھیں زخم زخم ہونے لگیں۔اسے بے لباس کر دیا گیا تھا۔کیااسکے ساتھ پیش آیا واقعہ کبھی وقت کے پردے سے مٹ نہیں سکتا تھا۔۔!!اسکی آنکھیں جلنے لگی تھیں۔

"جی۔۔آخر کار۔۔میں جان ہی گیا کہ آپ کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوا تھا۔ "

اس نے اسے الزام نہیں دیا تھا۔ساری دنیا کی جانب سے الزامات سہنے کے بعد کسی نے اسے اس سارے تماشے سے بری الذمہ قرار دے دیا تھا۔اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ حرم کی باتوں پر مزید کیسے رد عمل دے۔

"اس آدمی کے ساتھ کیا کیا تم نے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

اسکی آواز سپاٹ تھی۔ حرم نے گہرا سانس لیا۔

"وہی جو بہت پہلے کیا جانا چاہیے تھا۔ "

ذرا ٹھہر کر اسکی ساکت پتلیوں کی جانب دیکھا۔ پھر آہستہ سے بات مکمل کی۔۔

"میں نے اسے، آئندہ کسی کے ساتھ ایسا قبیح عمل کرنے کے قابل نہیں چھوڑا۔۔ "

سرد سی سرگوشی پر نازنین کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی تھی۔ اس کے لب ایک پل کو کانپے تھے۔ ہاتھ پیروں میں لرزش سی دوڑا اٹھی۔ ایک۔۔ بس ایک پل کے لیے اسے حرم نے خوفزدہ کیا تھا۔

"تم۔۔ تم کیوں بلاوجہ اس مسئلے میں خود کو الجھا رہے ہو۔۔؟ "

"کیا آپکو بھی لگتا ہے کہ یہ صرف آپکا مسئلہ ہے۔۔؟ کیا آپ وہی نہیں ہیں جو کہہ رہی تھیں کہ ہراسمنٹ کبھی بھی فرد کا مسئلہ نہیں ہوا کرتی۔۔؟"

وہ پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ بے حد سکون سے پوچھ کر اس نے نازنین کو بے سکون کر دیا تھا۔

"وہ الگ بات تھی، حرم۔۔ "

"وہ الگ بات کیسے تھی، نازنین۔۔؟ "

اس نے وضاحت طلب نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا تو وہ کوئی جواب نہیں دے پائی۔ اسکے پاس الفاظ کی کبھی کمی نہیں رہی تھی لیکن پچھلا واقعہ اور حرم کے غیر متوقع سے ردعمل نے اسے منجمد کر دیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"شانزے آپ کی کچھ نہیں لگتی تھی۔ وہ تو آپکی اسٹوڈنٹ بھی نہیں رہی تھی۔ آپ نے پھر بھی اپنی جاب خطرے میں ڈال کر اسکے لیے اسٹینڈ لیا۔ بالکل ویسے ہی۔۔ آپ میری۔۔ کچھ نہیں لگتیں۔ ایک واجبی سے رشتے کی بنا پر ایسا قدم نہیں اٹھایا جاسکتا لیکن انسانیت کے ناطے ایسا قدم اٹھانا بالکل بجا ہے۔ اسے آپ میری انسانیت تصور کر لیں۔۔"

وہ چند پل اسکے جواب پر اسے دیکھتی رہی تھی۔

"لیکن کیا تم بھی وہی نہیں ہو۔۔ جو مجھے دوسروں کے مسائل میں الجھنے سے باز رہنے کی نصیحت کر رہے تھے۔۔؟ "

وہ مسکرا نہیں رہی تھی۔ ہاتھ باندھ کر بہت سنجیدگی سے استفسار کر رہی تھی۔ حرم کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی۔

"وہ تو میں آپکو تنگ کر رہا تھا۔ کیا آپکو کبھی کسی نے بتایا کہ آپ غصے میں کتنی اچھی لگتی ہیں۔۔؟ "

کان کی لو کھجا کر کھسیانے انداز میں کہا تو وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ ابرو خفگی سے سکڑ گئے۔

"یہ بالکل بھی منطقی وضاحت نہیں تھی۔ "

"میں نے اتنی کتابیں نہیں پڑھ رکھیں آپکی طرح۔ ہر بات میں منطق کہاں سے لاؤں۔۔؟ میں تو ایک معصوم سا لڑکا ہوں۔ آسانی سے باتوں پر یقین کر لیتا ہوں۔۔"

"مجھے اس بات پر سخت اعتراض ہے ویسے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے آگے بڑھ کر اسکی چائے کا کپ اسکی جانب بڑھایا تو اس نے مسکراہٹ دبا کر کپ تھام لیا۔ قریب سے اسکی خفا آنکھیں اور بھی خوبصورت لگتی تھیں۔

"کس بات پر۔۔؟ "

"تمہارے معصوم ہونے پر۔۔ "

"اتنی واضح بات پر کیسے اعتراض ہو سکتا ہے آپکو۔۔؟ غور سے دیکھیں۔۔ کیا معصوم نہیں لگتا میں۔۔؟ "

اس نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ وہ اب چہرے پر ڈھیروں معصومیت لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ نازنین کو بے ساختہ ہی ہنسی آئی تھی۔ اس نے نچلا لب دانتوں تلے دبا کر اسے دیکھا۔۔

"تم اور وجدان۔۔ کبھی مت سدھرنا۔ "

وہ چائے کا کپ لبوں سے لگائے ہی مسکرایا تھا۔۔

"تم مجھے۔۔ گھر لانے کے بجائے کلینک کیوں لے کر گئے تھے۔۔؟ "

کچھ دیر بعد اس نے پھر سوال کیا تھا۔ یہ وہ آخری سوال تھا جو اسکے اندر کل سے مچل رہا تھا۔ حرم نے گرم گرم چائے حلق میں اتاری تھی۔ نازنین نے بغور اسے دیکھا۔۔

"مجھے آپکو وہاں لے جانا زیادہ مناسب لگا تھا۔ "

"تمہارے "مناسب" اور "نامناسب" عام انسانوں سے اتنے مختلف کیوں ہیں۔۔؟ کوئی بھی اور شخص ہوتا تو مجھے سیدھا گھر لے کر آتا۔ مجھ سے پوچھے بغیر ساری دنیا کو شاید اب تک اس حادثے کے بارے میں بتا چکا ہوتا وہ۔ تمہیں سمجھنے میں مجھے اتنی دقت کیوں ہو رہی ہے پھر۔۔؟ یوں جیسے۔۔ میں تمہیں پڑھ نہیں پا رہی۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی آنکھوں میں الجھن واضح طور پر ہلکورے لینے لگی تھی۔ حرم نے محظوظ سے کندھے اچکائے۔

"ہر انسان کی ایک مخصوص لغت ہوتی ہے۔ جس میں اس نے ہر لفظ، عمل، عقیدے، رشتے اور کام کو ناپ تول کر خاص ڈیفینیشن (تعریف) دی ہوئی ہوتی ہے۔ میرے نزدیک مناسب اور نا مناسب ہو سکتا ہے کہ عام لوگوں سے مختلف ہوں۔۔ اور جہاں تک رہی بات میرے اعمال کو پرکھ کر میرے بارے میں اندازے قائم کرنے کی۔۔ تو نازنین جی۔۔ میں تو کھلی کتاب ہوں۔ غور سے دیکھیں۔۔"

لیکن نازنین نے سر نفی میں ہلایا تھا۔ وہ اسکی بات سے ہر گز بھی متفق نہیں تھی۔

"ایسا لگتا ہے کہ تم ایک کھلی کتاب ہو۔ لیکن در حقیقت ایسا نہیں ہے۔۔ "

"کیا آپکے ناولز میں کسی نے ابھی تک میرے جیسا کردار نہیں لکھا۔۔؟ "

اس نے مسکراہٹ دبا کر پوچھا تو وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی۔

"میں آپکو وہاں اسی لیے لے کر گیا تھا کیونکہ میں پہلے آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ آیا آپ اپنے گھر والوں کو اس سب کے بارے میں بتانا چاہتی ہیں یا نہیں۔ کیونکہ جہاں تک میں آپکو جانتا ہوں۔۔ آپ اپنی باتیں اپنے تک رکھنے والی ہیں۔ بس شاید اسی لیے میں آپکو وہاں لے گیا تھا۔۔"

ہر وضاحت اتنی طے شدہ اور اٹل تھی کہ نازنین کہیں بھی اسے کراس نہیں کر پا رہی تھی۔

"بہت شکریہ۔۔ اس دن میں شکریہ ادا نہیں کر پائی تھی۔ "

اس کے کہنے پر اس نے سر ہلایا تھا۔ پھر سیدھا ہو بیٹھا۔ کپ خالی کر کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ اس مہینے میں تیسری دفعہ ہوا ہے آپکے ساتھ۔۔پہلے سڑک، پھر آفس اور اب یونیورسٹی۔ کیا تین دفعہ پیش آئے واقعات کے بارے میں کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔۔؟"

"میں کیا قدم اٹھا سکتی ہوں۔۔؟ کوئی راستہ نہیں ہے میرے پاس۔ کبھی بھی نہیں تھا۔۔وہ لوگ مجھے پسند نہیں کرتے۔ اس سب کے بارے میں کیسا قدم اٹھایا جاسکتا ہے۔۔؟"

اسکے سوال پر وہ چندپل خاموش ہو گیا تھا۔ پھر آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"انہیں مسئلہ کیا ہے آپ سے۔۔؟ "

اس نے سرسری سا پوچھ کر اسکے بدلتے تاثرات کو بغور دیکھا تھا۔ نازنین کے چہرے پر کرب ناک سے آثار نمودار ہوئے تھے۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ کتنا جانتی تھی۔

"وہ میرے بابا کی پراپرٹی کے پیچھے ہیں۔ "

اوہ۔۔اس نے افسوس سے کہا۔

"تو۔۔کیا کوئی ایسی پراپرٹی تھی انکی۔۔؟ "

انداز اب تک سرسری تھا۔ نازنین نے تھک کر سر نفی میں ہلایا تھا۔

"ایسی کوئی پراپرٹی ہوتی تو کیا ہمارا گھرانہ آج اس حال میں ہوتا۔۔؟ "

اسکے سوال پر وہ سمجھ کر سر ہلانے لگا تھا۔(نازنین کو ان کاغذات کے بارے میں علم نہیں تھا۔)

چندپل خاموشی سے بیٹھے رہنے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ نازنین بھی اسکے ساتھ ہی اٹھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"چلتا ہوں۔۔ اپنا خیال رکھیے گا۔ اور ہاں۔۔ "

اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر موبائل باہر نکالا تھا۔ پھر اسے نازنین کی جانب بڑھایا۔ وہ اسی کا موبائل تھا جو اس دن راہداری میں گر گیا تھا۔

اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر موبائل تھام لیا۔

"تھینکس۔۔ "

پھر وہ سر ہلاتا پلٹا ہی تھا کہ، نازنین نے اسے آواز دے کر ایک بار پھر روک لیا تھا۔ اس کے قدم ساکت ہوئے۔۔ چہرہ پھیر کر اسے دیکھا۔ ابرو سوالیہ سے اونچے تھے۔

"شائستہ تائی نے۔۔ اسے میرے پیچھے کس وجہ کے تحت بھیجا تھا۔۔؟ "

اس نے جواب نہیں دیا۔ وہ اٹھ کر اسکے قریب چلی آئی تھی۔ پھر بغور اسکی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ اپنا پورا سراپا اسکی جانب پھیر گیا تھا۔

"کیا سننا چاہتی ہیں آپ۔۔؟ "

اور اس پورے عرصے میں جیسے حرم کے وجود پر چڑھے خول میں دراڑ سی پڑی تھی۔ اسے نازنین کا انداز ٹھٹکا گیا تھا۔

"کیا ایہا تمہیں پسند نہیں کرتی تھی۔۔؟ "

اس نے جواب دینے کے لیے لب وا کیے لیکن وہ اسے ہاتھ اٹھا کر روک چکی تھی۔ اسکے سنجیدہ چہرے کو وہ سانس روکے تک رہا تھا۔ اسے لمحہ لگا تھا سمجھنے میں کہ وہ یہاں کیوں بلایا گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جب میں اس گھر سے باہر نکالی گئ تو کبھی بھی شائستہ تائ نے میرا یوں پیچھا نہیں کیا جیسے۔۔ان کے بیٹے کی شادی کے بعد واقعات کا تسلسل بندھنا شروع ہوا۔ تمہیں لگتا ہے میں بیوقوف ہوں۔۔؟ تمہیں لگتا ہے مجھے وجوہات سمجھ نہیں آئینگی۔۔؟

تمہارا ہمارے گھرانے میں دلچسپی لینا مجھے ابھی تک سمجھ نہیں آیا لیکن شائستہ تائ کا میری جانب دو دفعہ نقب لگانا مجھے اچھے سے سمجھ آگیا ہے۔انہیں لگا کہ تم مجھ میں دلچسپی لے رہے ہو۔۔انہیں لگا کہ شاید میں انکی بیٹی کے راستے کا کانٹا ثابت ہو رہی ہوں۔۔اسی لیے۔۔اس عورت نے۔۔مجھے راستے سے ہٹانے کے لیے۔۔اس آدمی کو بھیجا تھا، حرم اربی۔!"

وہ چہرہ ترچھا کیے اسے خاموشی سے دیکھے گیا تھا۔ٹھیک ہے کہ وہ سمجھدار تھی۔۔لیکن وہ اتنی سمجھدار ہو گی اسکا اسے اندازہ نہیں تھا۔

"میں معافی چاہتا ہوں کہ آپ کے لیے تکلیف کا باعث بنا۔ "

ایک اور جھوٹ بول کر وہ معاملات کو مزید الجھانا نہیں چاہتا تھا۔اسی لیے آسانی کے ساتھ معذرت کر لی۔لیکن پھر اسکی آنکھوں میں نا سمجھی سی ابھری تھی۔۔

"آپکو۔۔کیسے پتہ چلا۔۔؟ "

"یہ تمہارا انداز ہے، حرم۔۔!تمہاری وجہ سے اگر معاملات خراب ہونے لگیں تو تم مدد کرنے کے لیے موقع تلاش کر کے اپنا امیج فوراًسے کلیئر کرنے کی کوشش کرتے ہو۔۔ایہانے جب تمہاری وجہ سے مجھ سے ہتک آمیز

لہجے میں بات کی تو تم نے جھٹ میرا ساتھ دیا۔یونی میں تم نے میرے ساتھ ترش رویہ رکھا تو اس کا افسوس مٹانے کے لیے تم اگلے ہی دن میری مدد کرنے چلے آئے۔ اور یہ۔"

وہ لمحے بھر کو ٹھہری تھی۔ ٹھنڈے برآمدے میں وہ اسے خاموش آنکھوں سے دیکھتا رہا تھا۔اسے کیا لگا تھا کہ وہ کوئی چھوٹی بچی تھی۔اسے کیا لگا تھا کہ وہ اسکے نرم گرم سے انداز پر اپنا دل ہار بیٹھے گی۔۔

خام خیالی عنقا ہو چکی تھی اور وہ بالکل سپاٹ چہرے کے ساتھ اسے تک رہا تھا۔

"یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔سائیکالوجی کی زبان میں اسے "بی ہیورل پیٹرن" کہتے ہیں۔ایک ایسا طرز جس پر آپکا ذہن کام کرنے کا عادی ہو چکا ہو۔اور خود کو۔۔ معصوم کہنا چھوڑ دو۔۔کیونکہ تم۔۔ معصوم ہرگز بھی نہیں ہو۔تم خطرناک حد تک ذہین اور باریک بین ہو۔۔اپنے اعمال کا گلٹ مٹانے کے لیے مزید اعمال کا سہارہ لینے والے معصوم نہیں ہوا کرتے۔۔"

اسکے انداز میں سختی در آئی تھی۔حرم نے گہرا سانس لیا۔۔

"اب مجھے۔۔سچ سچ بتاؤ کہ تم کیوں مجھ سے ملنے آتے رہے ہو۔۔؟"

"میں آپکا دوست بننا چاہتا تھا۔"

"میں لڑکوں سے دوستیاں نہیں کیا کرتی۔"

"پھر میں آپکے لیے آسانیاں دینے والا بننا چاہتا تھا۔۔"

اور اب کہ اسکے انداز میں کچھ ایسا تھا کہ سختی سے کچھ چبا کر کہتی نازنین اگلے ہی پل تھم سی گئی تھی۔اسکی آنکھیں نا سمجھی سے سکڑی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں ایک تباہ حال بستی سے آیا ہوا لڑکا ہوں مس نازنین۔ میں معصوم نہیں ہو سکتا لیکن میرے ارادے کبھی ناپاک نہیں تھے۔ میں نے بہت غربت اور اذیت دیکھی ہے۔ رشتوں کے درمیان واقع تناؤ اور اذیت ناک دوری کو ایک عرصے تک برداشت کیا ہے۔ شاید بس۔۔ اسی لیے میں آپکی تھوڑی سی مدد کرنا چاہتا تھا۔ اور مجھے یقین ہے کہ آپکو میری یہ وضاحت بھی گھڑی ہوئی معلوم ہو گی لیکن اب میں مزید کوئی وضاحت نہیں دینا چاہتا آپکو۔۔"

وہ ایک دم سے بہت زخمی نظر آنے لگا تھا۔ نازنین نے کچھ کہنے کے لیے لب وا کیے لیکن وہ مزید کچھ بھی سنے بغیر تیزی سے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔ کہانیاں ادھوری چھوڑ کر آگے بڑھ جانے والوں میں سے تو وہ ہمیشہ سے رہا تھا۔

یکدم اسے احساس ہوا کہ اسکا انداز بے حد سختی لیے ہوا تھا۔ اس نے دکھتے سر کو انگلیوں سے دبایا اور پھر داخلی روش کو خاموشی سے دیکھے گئی۔

رات اب کہ گہری ہو کر قطرہ قطرہ پگھل رہی تھی۔

* * * * * * * * * * *

وہ گھر سے باہر نکل آیا تھا۔۔ پھر پیدل چلتا گلی سے باہر آنکلا۔۔ اسکے کان میں لگے کمیونکیٹر میں سارنگ کی آواز پہلی بار گونجی تھی۔

"تم۔۔ ٹھیک ہو حرم۔۔؟ "

اسکی آواز میں فکر تھی۔ اس نے سر جھٹکا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں ہوتا، بدر۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بغیر کسی تاثر کے ہلکی سی آواز میں کہا تو دوسری جانب سارنگ نے گہرا سانس لیا۔ وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے آہستگی سے آگے بڑھ رہا تھا۔

"وہ اتنی ذہین اور سخت کیوں ہیں۔۔؟ "

"کیونکہ وہ نازنین ہیں۔۔ "

اسکے جواب پر سارنگ نے ایک بار پھر سے گہرا سانس لیا تھا۔

"تم ہرٹ تو نہیں ہوئے نا۔۔؟ "

"میرے پاس ہرٹ ہونے کا ٹائم نہیں ہے۔ فارغ لوگوں کے کام ہیں یہ۔۔ "

"اب کیا کرو گے۔۔؟ وہ تو ایک بار پھر تمہیں باہر دھکیل چکی ہیں۔۔ "

وہ اپنی کار کے پاس چلا آیا تھا۔ چند پل خاموشی سے کھڑا آس پاس کی تاریک گلیوں کو خاموشی سے دیکھے گیا۔۔

"اب میں کچھ نہیں کرونگا۔ اب جو کریں گی وہ ہی کریں گی۔ "

"کیا مطلب۔۔؟ "

"مطلب یہ کہ اب میں انکے پیچھے نہیں جاؤنگا۔ اب وہ میرے پیچھے آئینگی۔ "

"کیسے۔۔؟ "

"وہ ایک ذہین لڑکی ضرور ہو سکتی ہیں۔ لیکن وہ بے حس نہیں ہو سکتیں، بدر۔ میں ان کا محسن رہا ہوں۔ وہ اپنے ساتھ احسان کرنے والوں کو نہیں بھولا کرتیں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کروگے کیا۔۔؟ "

وہ کار کا اگلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ چکا تھا۔ پھر اگنیشین میں چابی گھما کر ٹھنڈے پڑے انجن کو زندگی کی رمق سے آشنائی بخشی۔

"کچھ طے کیا ہے میں نے۔۔ لیکن ابھی اس لائحہ عمل کو منظرِ عام پر لانا قبل از وقت ہو گا۔ اسی لیے درست وقت کا انتظار کرتے ہیں۔ "

سارنگ کو اس پر بھروسہ تھا اسی لیے خاموشی سے ہنکارا بھر گیا۔ پھر کچھ یاد آنے پر یکدم بولا۔۔

"زاویار کو نازنین کے ساتھ ہوئے حادثے کا پتہ چل گیا ہے، حرم۔ اور وہ غیر متوقع طور پر بہت غصے میں آگیا تھا۔ چل کیا رہا ہے تم دونوں کے درمیان آخر۔۔؟ یہ محض پچھلی چپقلش تو نہیں ہے تم دونوں کے درمیان۔!"

اس کا اسٹیرنگ وہیل کو تھامے ہاتھ لمحے بھر کو ٹھہر گیا تھا۔ زاویار کو کہاں سے علم ہوا تھا۔۔؟ اگر اسے علم ہو سکتا تھا تو پھر کسی کو بھی ہو سکتا تھا۔

"کیا بتایا تم نے اسے۔۔؟ "

"وہ میرے بات کو گھمانے سے قبل ہی بات کی نزاکت سے واقف تھا۔ ایک تو میں تم ذہین لوگوں کے درمیان بری طرح پس رہا ہوں۔ جو بات پردے میں رکھنا چاہو وہ اتنے آرام سے تم لوگ ڈی کرپٹ کیسے کر لیتے ہو۔۔؟ اگر کر بھی لیتے ہو تو اس کا اعلان کرنا اتنا ضروری کیوں ہوتا ہے۔۔؟ ایک تم مصیبت گلے کا ہار ہو۔ دوسرا وہ زاوی اور اب نازنین کو کیسے بھلایا جا سکتا ہے۔۔!"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور حرم آخر میں بے ساختہ ہنس دیا تھا۔ اس نے موڑ کاٹتے ہوئے سارنگ کی بات کو رد کرنا ہرگز بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔ وہ جل کر رابطہ ہی منقطع کر گیا تھا۔ اس نے بھی ہاتھ بڑھا کر کان میں لگا مونگ کے دانے جتنا آلہ نکال کر احتیاط سے ڈیش بورڈ پر ڈالا تھا۔

مسکراہٹ اگلے ہی پل عنقا ہو گئی تھی۔ اسکی آنکھیں بالکل بے تاثر تھیں۔ اسے پتہ تھا کہ کون اسکا انتظار کر رہا ہے۔"

****

احمد رمیز کے سامنے کرسی پر براجمان مظہر راحت کے حالات کی تفصیلات کو بریف کر رہا تھا۔ رمیز انہماک سے سنتا گاہے بگاہے گردن بھی ہلا رہا تھا لیکن اسکا انداز اپنے ازلی پرسکون انداز سے خاصہ مختلف اور بے چین سا معلوم ہوتا تھا۔۔ احمد جو اگلا پرچہ پلٹ رہا تھا لمحے بھر کو تھما۔ چہرہ اونچا کر کے بغور رمیز کی جانب دیکھا۔

"آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں رمیز سر۔۔۔؟ کیا اس یو ایس بی والی بات پر۔۔۔؟" اس نے پوچھنا اپنا فرض سمجھا تھا۔ رمیز چند لمحات اسے دونوں ہاتھ باہم ملائے دیکھتا رہا تھا۔ پھر آہستگی سے آگے ہو بیٹھا۔

"میں پریشان ہوں، احمد۔ لیکن اس معمولی یو ایس بی کے غائب ہونے پر نہیں۔ کسی نے اٹھارہ سالہ قبل کے گڑھے مردے اکھاڑ دیئے ہیں۔ "

احمد کے ابرو بے ساختہ ہی سکڑے تھے۔ ہاتھ میں تھامی فائل کے پرچے اسکے ہاتھ میں پھڑ پھڑانے لگے۔

"گڑھے مردے۔۔۔؟" ناسمجھی سے دہرایا تو رمیز نے گہرا سانس لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ہاں گڑھے مردے۔۔ناز نین کے ساتھ ہوئے پچھلے واقعے کی تفصیل سے تم بخوبی واقف ہو۔ اس واقعے کے وقوع پذیر ہونے میں محض تین لوگ انوالو تھے۔تم۔۔میں اور شجاع۔لیکن بد قسمتی سے میری بیوی شجاع کے بارے میں جانتی تھی۔اور کسی وجہ کے تحت اس نے شجاع کو دوبارہ ناز نین کے پیچھے بھیجا۔۔"

"تو۔۔؟ "

احمد نے ایک ابرو اچکایا تھا۔

"تو یہ کہ۔۔کسی نے ناز نین کو بچالیا۔۔اور شجاع کو بری طرح زخمی کر کے اسپتال کی زینت بنا دیا۔اسکا حلق کچھ اس انداز سے زخمی کیا گیا ہے کہ وہ اب کچھ بھی بولنے کے قابل نہیں رہے گا۔ساری زندگی۔۔"

احمد کے ہاتھ میں تھامی فائل لمحے بھر کو لرزی تھی۔چہرہ تو اندرونی ہر تفصیل سے عاری رہا لیکن وہ اس لرزش کو روک نہیں پایا تھا۔کیا وہ بوڑھا ہو رہا تھا۔۔؟

"کون ہو سکتا ہے۔۔؟کیا یہ وہی یو ایس بی والا ہے۔۔؟یا پھر کوئی تیسرا بندہ۔۔؟ "

رمیز کے ماتھے پر ابھرے بل اسکے اندر پھیلی بے چینی کا غماز تھے۔احمد چند پل کچھ بول ہی نہ پایا تھا۔

"مجھے واقعے کی تمام تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔کرائم سین پر جا کر بہت کچھ مل سکتا ہے۔ "

"کچھ نہیں ملے گا تمہیں۔۔"رمیز نے اسکی بات پر نفی میں سر ہلایا تو وہ چونکا۔محتاط سی سرد نگاہوں سے رمیز کو دیکھا۔

"کیوں۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہاں پر میں پہلے ہی دو تین لوگوں کو بھیج کر معاملات کی تفصیل نپٹا چکا ہوں۔یونیورسٹی میں پیش آیا تھا وہ واقعہ۔۔ ایسی پبلک پلیس کو بغیر صفائی کے نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔لیکن عجیب بات یہ تھی کہ کوئی پہلے ہی اس جگہ سے ہر نشان مٹا چکا تھا،احمد۔۔"

احمد آنکھیں سکیڑے کچھ سوچتا رہا پھر گہرا سانس لیتا سیدھا ہو بیٹھا۔

"شجاع کہاں ہے اس وقت۔۔؟ "

"ہاسپٹل میں۔۔بات کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس سے لیکن کوئی فائدہ نہیں۔۔ "

"ہم ان واقعات کو نظر انداز نہیں کر سکتے، سر۔میڈیا، پراجیکٹ فائلنگ کمپنیز، شیئر ہولڈرز اور ہمارے ورکرز۔۔ سب کی نگاہیں اس وقت ہم پر لگی ہیں۔کہ ہم اس وقت میں کونسا قدم اٹھاتے ہیں،اپنی کمپنی کی بہتری کے لیے۔ لیکن فی الحال ہم کسی بھی قدم کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔مظہر سر کی موت کی وجہ سے ہمیں جتنا نقصان پہنچا ہے وہ کسی بھی بھرپائی سے زیادہ ہے۔"

چند پل کے لیے آفس میں سناٹا چھا گیا تھا۔رمیز اور احمد دونوں اپنی سوچوں میں گم لگتے تھے۔پھر رمیز کچھ سوچتا ہوا سیدھا ہو بیٹھا۔۔

زیرو۔کو دوبارہ سے منظرِ عام پر آنے کا حکم دو،احمد۔وہ زیادہ تر ذاتی کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔اسے مظہر کے قاتل کے پیچھے لگا دو۔ہم مزید رسک نہیں لے سکتے۔" "

احمد نے سر ہلایا اور پھر کوٹ کا بٹن بند کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اور تنظیم کے اسٹاک ہوئے پیسے میں سے پراجیکٹ کے لیے پیسہ برآمد کرو۔ یہ پراجیکٹ بھی جلد از جلد کام کی جانب بڑھتا ہوا دکھائی دینا چاہیے۔ ہمیں کسی طرح توجہ مظہر کی موت سے ہٹا کر اس پراجیکٹ کی افتتاح کی جانب مبذول کروانی ہے۔ جاسکتے ہو تم اب۔"

احمد نے ایک بار پھر سے اثبات میں سر ہلایا تھا اور پھر باہر کی جانب بڑھ آیا۔ خالی مٹھی سختی سے بند ہو چکی تھی اور ازلی سے سرد چہرے پر فکر سی بکھری محسوس ہونے لگی تھی۔ اس نے گہرا سانس لیا اور خاموشی سے آگے بڑھ آیا۔ بہت سے معاملات کو اس نے ن ئے سرے سے دیکھنا تھا۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ناولز کی دنیا
Novels Ki Duniya
ناولز کی دنیا
کے گروپ سے آپ کیا سیکھ سکتے ہیں
ناولز کی دنیا سے آپ مندرجہ ذیل پوائنٹس کو فالو کرکے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں کیونکہ یہ اردو ادب کا سب سے بڑا پلیٹ فارم ہے
نئے لکھاریوں کی حوصلہ افزائی اور سیکھنے کے لیے بہترین پلیٹ فارم
ہر خاص موقع پر انعامی سرگرمیوں کا انعقاد
اردو ادب کے بہترین اور شاہکار ناول
آپ ایڈیٹرز سے کسی بھی وقت کسی بھی طرح کی ایڈٹ بنوا سکتے ہیں۔
اچھا لکھنے والوں کو سیکھنے کے لیے ٹیم کے ساتھ کام کرنے کا سنہری موقع
بہترین پوسٹیں کرنے والوں کے لیے پری اپرول
بہترین اور سازگار ماحول
تعاون کرنے والی انتظامیہ
مزید دلچسپ اور شاندار ناول پڑھنے کے لیے ہماری آفیشل ویب سائٹ کا وزٹ کریں
WWW.NOVELSKIDUNIYA.COM
WWW.NOVELSKIDUNYA.COM
Novels Ki Duniya
@ZOYATALIB77 (PAGE USER NAME)

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

اگلی صبح بے حد اجلی سی طلوع ہوئی تھی۔ سر آفتاب اپنے آفس میں اسی پہر داخل ہوئے۔ جو نہی دروازہ بند کر کے پلٹے تو سامنے جھولتی کرسی دوسری جانب گھومی ہوئی تھی۔۔ انکی آنکھیں اگلے ہی پل سکڑی تھیں۔ ہاتھ میں تھامے پیپرز کو شیشے کی چمچماتے ٹیبل پر رکھ کر وہ سیدھے ہوئے ہی تھے کہ کرسی اپنے آپ ہی گھومی۔

وہاں وہ بیٹھا تھا۔

سیاہ جینز، سیاہ ماسک، سیاہ ٹوپی کو آگے تک کیے۔۔ سیاہ جیکٹ اور ہاتھوں میں بائیک رائڈرز والے سیاہ دستانے پہنے۔ جن سے انگلیوں کے اگلے حصے نظر آیا کرتے تھے۔۔

اس نے چہرہ اٹھایا لیکن کوئی بھی نقش واضح نہیں ہو سکا۔ آفتاب کی آنکھیں نا سمجھی سے سکڑی تھیں۔

"کون ہو تم۔۔؟ اور میرے آفس میں کیا کر رہے ہو۔۔؟ "

انکی آواز میں طیش سا ابلا تو وہ آہستہ سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ پھر سر سے کیپ اتار کر سامنے ٹیبل پر دھری۔۔ اب محض اسکی بھوری آنکھیں اور ماتھے پر گرے بال واضح تھے۔

"کون۔۔؟ "

سامنے موجود آفتاب نے اسے پہچاننا چاہا لیکن وہ اسے نہیں پہچان سکا۔ وہ گھوم کر اسکے سامنے چلا آیا تھا۔ وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"فائٹنگ ٹرینرز کا ماننا ہے کہ فولادی طاقت انہی کے ہاتھوں کا حصہ بنتی ہے، جو ان ہاتھوں سے محنت کریں۔ ان سے سخت کام لیں اور انہیں کبھی فالتو نہ رہنے دیں۔۔ مزید ان کا ماننا ہے کہ ایک عام انسان دس بارہ مکے آرام سے برداشت کر سکتا ہے۔۔ آرام سے مطلب۔۔ بغیر بے ہوش ہوئے۔۔"

اس نے اگلے ہی پل پانچ انگلیوں کا جما مکا اسکے جبڑے پر مارا تھا۔ آفتاب لڑکھڑا کر پیچھے لگی کرسیوں پر جا گرا تھا۔ کھردرے دستانوں کے باعث اسکا ہونٹ پہلے ہی وار میں پھٹ چکا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور اسے گریبان سے پکڑ کر سیدھا کیا۔

اپنی بھوری سپاٹ آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

"یہ پہلا مکا اس لیے تھا کیونکہ تم نے اسے یہاں رکنے کے لیے کہا تھا۔ اور یہ دوسرا مکا اس لیے ہو گا کیونکہ تم نے ایک لڑکی کے بھروسے کو ٹھیس پہنچائی ہے۔"

اس نے ایک ہاتھ سے اسکا گریبان تھامے رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ کو پوری قوت سے جما کر اگلے ہی پل ایک زوردار مکا اسکی ناک پر مارا تھا۔ آفتاب کا دماغ دو ہی مکوں میں گھوم کر رہ گیا تھا۔ اس نے اسکے گریبان کو آزاد کیا تو وہ لڑھک کر ٹیبل سے لگ کر زمین پر جا گرا۔ وہ آہستہ سے اسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا۔۔ چہرے پر چڑھے ماسک سے جھانکتیں اسکی آنکھیں بے تاثر ہی رہیں۔

"ابھی تم اسے بلاؤ گے۔۔۔ تم اس سے معافی مانگو گے اور اسکی تنخواہ میں سے کٹوتی ہرگز بھی نہیں ہونی چاہیے۔۔"

"مجھے معاف۔۔ کر دو۔۔ میں اچھا آدمی ہوں۔ میں مجبور کیا گیا تھا۔ مجھے معاف کر دو۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ آنسوؤں سے روتا ہوا اسکے آگے ہاتھ جوڑ رہا تھا۔ حرم جانتا تھا کہ قصور اسکا نہیں تھا۔ لیکن پانی میں پتھر جو بھی پھینکتا۔ اس پتھر کو ڈوبنا تو تھا ہی۔ جس نے جو کیا تھا اسکا عمل اس پر پلٹنا ہی تھا۔ وہ اسے وارن کیے بغیر نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

"تم اس پر ہر دم نرم رہو گے۔ اسے یہاں کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیئے۔۔ بار بار جا کر اسکی کلاس میں چیک کرو گے۔ کوئی بھی مشکوک عمل دیکھنے میں آئے تو تم اس پر ایکشن لو گے۔ کیونکہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ تمہارے اس پھٹے ہونٹ کے کناروں کو چیر کر میں اسے ٹانکے لگا سکتا ہوں۔۔وہ بھی تمہیں بے ہوش کیے بغیر۔۔اسی لیے۔۔"

وہ سیدھا ہوا۔۔ پھر آفتاب کے گریبان کی ان دیکھی سی گرد صاف کی۔ وہ خوفزدہ آنکھیں پھیلائے اسے تک رہا تھا۔

"کوئی کوتاہی نہیں۔۔!"

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ہاتھ آگے بڑھا کر اپنی کیپ اٹھا کر اسے سر پر جمایا۔ ایک نگاہ نیچے گرے آفتاب پر ڈالی اور پھر آفس کا دروازہ دھکیلتا باہر چلا آیا۔ راہداری کے درمیانی راستے میں نازنین بہت سی کتابوں کو سینے سے لگائے کھڑی۔۔

کسی طالب علم سے بات کر رہی تھی۔ اس نے جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور پھر سر جھکائے۔۔ اسکے ساتھ سے خاموشی کے ساتھ گزر گیا۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نازنین نے بس۔۔ایک پل کو چہرہ پھیر کر دیکھا تھا۔۔اسے گمان سا گزرا تھا۔۔ایسے جیسے اسکے ساتھ سے حرم گزرا ہو۔۔لیکن پھر وہ سر جھٹکتی لائبریری کی جانب بڑھ آئی تھی۔

حرم سر جھکائے اب تک چل رہا تھا۔اسے خوشبو لگانے سے اسی لیے سخت نفرت تھی۔ کیونکہ خوشبوئیں انسانوں کا پتہ دیا کرتی ہیں۔ اگر وہ ایک مخصوص پرفیوم کے ساتھ اپنا آپ نتھی کر دیتا تو نازنین اسکی خوشبو سے اسے فوراً پہچان جاتی۔۔ لیکن وہ حساس ایجنسی کا گن مین واقع ہوا تھا۔ اس سے ایسا لاپرواہ قدم متوقع نہیں تھا۔

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

وجدان آج ایک دن کی چھٹی کے بعد کالج چلا آیا تھا۔وہ ڈراڈراسا معلوم ہوتا تھا۔زاویار نے اسے بچانے کے لیے ان لڑکوں پر ہاتھ اٹھایا تھا۔اور وہ بلاشبہ جوابی وار کی تاک میں اسکا انتظار کررہے ہونگے۔

اگلے ہی پل اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ خشک حلق کو ترکیا اور پھر آگے چلا آیا۔اسکی ٹانگیں کپکپاہٹ کا شکار تھیں اور رنگت زرد پڑرہی تھی۔کلاس میں معمول کی گہما گہمی تھی۔بہت سے طلباء کرسیوں کے ہتھوں پر بیٹھے

تالیاں مار کر ہنسنے میں مصروف تھے، کچھ اپنا سر کتابوں میں دیے پڑھ رہے تھے اور کچھ ہاتھوں پر چہرے گرائے خوابِ خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔۔

وہ آگے بڑھ آیا۔۔ صاف ستھرے سے یونیفارم کو زیب تن کی ئے، گھنے سیاہ بالوں کو پیچھے جمائے، وہ وجیہہ تھا۔۔ وجیہہ لگتا تھا۔۔

بیگ لاکر کرسی پر دھرتے وہ بیٹھ گیا۔ محتاط نگاہوں سے ایک بار اطراف کا جائزہ لیا۔ دل کی دھڑکن اب بھی معمول سے ذرا تیز تھی اور ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔

کلاس کا وقت ہوا تو سر رافع بہت سے اسائنمنٹس ہاتھ میں تھامے اندر چلے آئے۔ اسی پہر وہ لڑکے بھی کلاس میں داخل ہوئے تھے۔ اس نے گھبرا کر رُخ پھیر لیا تھا۔ رافع مجید کی موجودگی کے باعث لڑکوں نے اس تک آنے سے خود کو بمشکل روک رکھا تھا۔

جونہی سر کی کلاس ختم ہوتی وہ اسکی ہڈی پسلی برابر کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

اسے واش روم میں پچھلی غلاظت یاد کر کے خوف سا آیا تھا۔ پچھلا ٹارچر یاد کر کے ہی اسکی حالت غیر ہونے لگی تھی۔ ابھی سر نے بورڈ پر ہاتھ بڑھا کر لکھنا شروع کیا ہی تھا کہ سر اشفاق نے کلاس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔۔ سب کی گردنیں یکبارگی اٹھی تھیں۔۔ اس نے بھی سر اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا۔ رافع اب آگے بڑھ کر سر اشفاق سے پرچی لے رہے تھے۔ پھر انہوں نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔۔ اسکا حلق خشک ہو چکا تھا۔۔

"وجدان انصاری، شعیب علی، منصور کیانی، وصی حسن اور رامش حسین۔ آپ سب کو پرنسپل اپنے آفس میں طلب کر رہے ہیں۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ساری کلاس اسکے اور ان بُلیز کے جھگڑوں کو جانتی تھی۔ اسی لیے یکدم ہی کمرہ جماعت میں منمناہٹ سی ابھری۔ وہ بمشکل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پیچھے براجمان چاروں لڑکے بھی نا سمجھی سے اٹھے۔۔ وہ آگے پیچھے، سر رافع کی معیت میں آفس کی جانب بڑھ رہے تھے۔ وجدان کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا اور پیشانی پر ابھرا پسینہ اس ٹھنڈ میں کسی بھی طرح نارمل نہیں تھا۔ وہ سب ایک ساتھ دروازہ دھکیلے اندر چلے آئے۔

اندر کا منظر اسکی توقع کے برعکس تھا۔۔

سربراہی کرسی پر پرنسپل عبدالرحمان براجمان تھے۔ انکے مقابل کرسی پر بیٹھے انسان کا چہرہ واضح نہیں تھا۔ لیکن یہ آواز۔۔ یہ آواز اتنی جانی پہچانی کیسے تھی۔۔؟ پھر یکلخت ہی کرسی پر براجمان شخص نے چہرہ پھیر کر اسے دیکھا تو اسکا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔ وہاں زاویار براجمان تھا۔ پوری تمکنت سے۔۔ چہرے پر عینک جمائے، سیاہ مخصوص لباس زیب تن کیے۔۔ وکلا کا مخصوص لباس۔۔

آفس کے اندر لگے صوفوں پر ان بُلیز کے گھرانے بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اور اپنے گھر والوں کو دیکھ کر ان میں سے ایک ایک کا رنگ وجدان نے اپنی آنکھوں کے سامنے خشک ہوتے دیکھا تھا۔

"چلیے زاویار صاحب۔ وہاں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔" پرنسپل صاحب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ زاویار کے سامنے بچھ ہی جاتے۔ وہ اسی بے نیازی سے اٹھا اور پھر ایک نظر اٹھا کر وجدان کی جانب دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا۔ بال جو ہر دم لاپرواہی سے ماتھے پر بکھرے رہتے تھے اس سمے نفاست کے ساتھ جیل سے پیچھے کیے گ ئے تھے۔ ناک پر دھری عینک اور ان کے پار سے جھانکتیں وہ پر اعتماد سی مسکراتی آنکھیں۔۔ وہ واقعی زاویار ہی تھا۔۔ ایسے صرف وہی مسکراتا تھا۔۔ ایسے صرف وہی مسکرا سکتا تھا۔۔ جیسے ہاتھ لگا کر تو دکھاؤ۔۔

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

اگلے ہی پل وہ آگے بڑھ کر ان گھرانوں کے مقابل لگے صوفے پر جا بیٹھا تھا۔اسکے ہاتھ میں ایک فائل بھی موجود تھی اور وہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے گویا انہیں ان کا نامہء اعمال سنا رہا تھا۔

"میں وجدان انصاری کا وکیل ہوں،زاویار سلطان۔اگر آپ لوگ اس بات سے واقف نہیں تو میں آپکو بتاتا چلوں کہ آپکے بچے میرے کلائنٹ کو آئے دن پریشان کر رہے ہیں۔ وہ اسے ٹارچر کرتے ہیں اور بُلی کرنے جیسے جرم کا ارتکاب کر کے اپنی اور اپنے اس نامور کالج کی ساکھ کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔۔"

لحظہ بھر ٹھہر کر سربراہی صوفے پر براجمان عبدالرحمان کو دیکھا۔انہوں نے جواباً اثبات میں سر ہلا کر اسے جاری رکھنے کی ہدایت دی تھی۔

"ہم آپ کے بچوں پر کیس کرنے کا قانونی حق استعمال کرنا چاہتے ہیں۔میرے کلائنٹ کو ذہنی اور جسمانی استحصال کا نشانہ بنایا گیا ہے۔آپ لوگ چاہیں تو اپنے لیگل ایڈوائزرز کے ساتھ ہم سے بات کرنے کا حق رکھتے ہیں اور اگر نہیں۔۔۔تو پھر آپ سب سے کورٹ میں ملاقات ہوگی۔۔"

وہ اگلے ہی پل اپنا مدعا واضح کر دینے کے بعد پیچھے ہو بیٹھا تھا۔آفس میں براجمان افراد کے چہروں پر پہلے نا سمجھی ابھری تھی۔۔جونہی انکے ذہنوں نے ادراک کی سرزمین پر قدم رکھا تو یکدم آفس میں بے چینی سی پھیل گئ۔

"کیا آپ یہ سب بغیر کسی ثبوتوں کے کہہ رہے ہیں۔۔؟ہمارے بچوں کے خلاف آپکے پاس کیا ثبوت ہے کہ انہوں نے ایسا عمل روا رکھا ہے اپنے کلاس فیلو کے ساتھ۔۔؟"

وہ آرام سے آگے بڑھا اور پھر ٹیبل پر دھری فائل کھول کر اسکا رُخ ان والدین کی جانب پھیرا۔وہاں ان طلباء کی مختلف جگہوں پر موجود ہونے کی تصاویر تھیں۔وہ ایسی جگہیں تھیں جہاں کم عمر لڑکوں کو ہرگز بھی موجود نہیں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہوناچاہیئے۔۔ عبد الرحمان سخت نگاہوں سے ان طلباء کی جانب دیکھ رہے تھے۔ انکے کالج کی عزت داؤ پر لگ رہی تھی محض چند طلباء کی حرکتوں کے باعث۔۔وہ اس ساکھ کو کیسے بگڑنے دے سکتے تھے۔۔؟انہیں کسی بھی طرح زاویار کو یہ کیس فائل کرنے سے روکنا ہی تھا۔چہرے سفید پڑ چکے تھے اور ابلتے جذبات پر گھڑوں پانی ڈال دیا گیا تھا۔

"نہ صرف یہ۔۔بلکہ آپ کے بچے اسکول میں بھی چند اسی قسم کی غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث دیکھے گۓ ہیں۔ ان سرگرمیوں کے واضح ثبوت بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ بھاری جرامانے اور کئ ماہ کی سزائیں بھی منتظر رہیں گی ان کے لیے۔ آپکے بچوں کا مستقبل تاریکی کی نذر ہوجائے گا اور اس کالج کا نام منظرِ عام پر آنے کے باعث معزز عبدالرحمان صاحب سے قانونی تفتیش بھی یقینی طور پر کی جائے گی۔۔ جس کے نتیجے میں انکی ڈیزگنیشن ان سے لے لی جائے گی۔۔ اور اس سب کے ذمہ دار صرف اور صرف آپ محترم والدین کی لاپرواہی ہوگی۔!"

اور اسے پتہ تھا کہ اس نے آفس میں موجود ہر ذی روح کا سانس خشک کردیا ہے۔ان سب کی دکھتی رگیں دبائ تھیں اس نے۔یکلخت ہی لڑکوں میں سے شعیب نامی لڑکا آگے بڑھ آیا تھا۔اسکے چہرے پر زاویار کی مار کے نشان اب تک تھے۔

"یہ۔۔یہ جھوٹ بول رہاہے۔یہ وہی ہے جس نے مجھے اس رات مارا تھا۔۔یہ وجدان کا وکیل نہیں ہوسکتا۔۔یہ جھوٹ بول رہاہے۔۔ "

وہ بدتمیزی سے چیخا تو زاویار کے جبڑوں میں سختی سی اتری۔ مسکراتی آنکھیں اگلے ہی پل کرخت ہو گئ تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کوئی ثبوت ہے آپکے پاس۔۔؟اور یاد رکھیے کہ وکیل کے بغیر بات کرنا آپکے خلاف کورٹ میں واضح طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔۔کیا آپ ایسا چاہتے ہیں۔۔۔؟"

اسکا باپ یکدم اٹھا اور اسے کھینچ کر چانٹا دے مارا۔پھر وہ ان سب کی جانب گھوما اور معذرت کرنے لگا۔زاویار نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"مجھ سے نہیں۔۔میرے کلائنٹ سے معذرت کی جائے۔ پھر اس کیس کو فائل نہ کرنے کے بارے میں سوچا جاسکتا ہے۔۔"

اور اگلے کئی لمحات میں اس نے دیکھا کہ والدین ان بچوں کو مارتے ہوئے وجدان سے معافی منگوا رہے تھے۔ وہ اس قدر منجمد ہوچکا تھا کہ اس سب پر کسی تاثر دینے تک کا ہوش نہ رہا تھا اسے۔ اسکی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔۔ وہ اسکے سامنے جھک کر معافی مانگ رہے تھے۔ اسکے حلق میں گرہیں سی بندھنے لگیں۔۔اسے لگا تھا کہ کبھی کوئی بھی اسے بچانے نہیں آئے گا۔۔ لیکن وہ غلط تھا۔۔ خدا دعاؤں کا جواب دیا کرتا تھا۔۔ اس نے مانسٹر بن جانے سے پناہ طلب کی تھی۔ اسکی طلب ہی اسکی نجات تھی۔۔

والدین اور اساتذہ آفس سے باہر کی جانب بڑھے تو اس نے بھی عبدالرحمان سے گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کیا اور پھر وجدان کو لیے باہر چلا آیا۔۔

راہداری میں چلتے ہوئے وجدان بالکل خاموش تھا اور وہ اپنے موبائل میں مصروف۔۔

"آپکو یہ۔۔یہ سب کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا بن گیا تھا۔زاویار نے سرسری سی نگاہ اس پر ڈالی اور پھر موبائل جیب میں اڑس کر پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔

"مجھے یہ کرنے کی ضرورت تھی۔۔ "

"آپ کیا۔۔وکیل ہیں۔۔؟ "

اس نے آنکھوں میں آئی نمی ہتھیلیوں سے رگڑ کر پوچھا تو وہ مسکرایا۔۔

"نہیں یار۔۔انگریزی ادب کا طالبِ علم ہوں میں۔وکالت سے تو دور دور تک کوئی واسطہ نہیں۔اور یہ سوٹ بھی میں نے اپنے دوست کا چرا کر پہنا ہے۔۔"

سارنگ بیچارے کو پتہ ہی نہیں تھا کہ اسکا انتہائی قیمتی سوٹ محترم زاویار صاحب پہن کر یونہی سڑکوں پر پھر رہے ہیں۔وجدان کے ابرو حیرت سے اوپر کو اٹھے تھے۔

"پھر۔۔آپ کو ان سب باتوں کے بارے میں کیسے پتہ تھا۔۔؟ "

"کونسی باتیں۔۔؟اچھا وہ وکالت کی باتیں۔۔؟وہ تو عام باتیں تھیں۔کوئی بھی کر سکتا ہے۔مجھے تو بس بُلیز اور بلیک میلرز سے نپٹنے کی زبان آتی ہے بچے۔۔۔"

"آپکو اس زبان کے استعمال سے ڈر نہیں لگتا۔۔؟کیا آپکو نتائج خوفزدہ نہیں کرتے۔۔؟ "

اسکی آواز میں الجھن سی ابھری تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کس کی اتنی مجال کہ زاویار سلطان کو خوفزدہ کر سکے۔۔؟ نتائج۔۔ نتائج سے خوفزدہ نہیں ہوا کرتے۔ ان کا سامنا کیا کرتے ہیں۔ وہ وقت گزرنے کے ساتھ ٹل جاتے ہیں۔ بس انسان کا عمل باقی رہ جاتا ہے۔ اور بلیز کو دیکھ کر تو مجھے ویسے بھی ہاتھوں میں خارش شروع ہو جاتی ہے۔ پرانا مسئلہ ہے۔ بکواس برداشت نہیں ہوتی کسی کی بھی۔"

لاپرواہی سے کہہ کر اسکی جانب دیکھا تھا۔ اسکی آنکھوں میں ایک بار پھر سے نمی اترنے لگی۔ زوایار اسکی معصومیت پر مسکرایا تھا۔

"مجھے۔۔ لگا تھا کہ میرے پیچھے کبھی کوئی نہیں آئے گا۔۔ "

"کوئی کسی کے پیچھے نہیں آتا۔ میرے پیچھے بھی کبھی کوئی نہیں آیا۔ لیکن میں نے کبھی کسی کا انتظار نہیں کیا۔ انتظار کرنے والے کمزور ہوتے ہیں۔ اور میں کبھی بھی کمزور نہیں تھا۔ جس نے بھی میرے حق میں کمی کرنے کی کوشش کی ہمیشہ معذور ہی ہوا۔۔ چند دن کے لیے ہی سہی۔۔ لیکن میں نے اسے سبق ضرور سکھایا۔۔"

"کاش میں بھی آپکے جتنا مضبوط ہو سکتا۔۔ "

اور زاویار سلطان کے سامنے کھڑا وجدان حرم بن گیا تھا۔ چھپ چھپ کر روتا ہوا۔۔ ڈرا ہوا۔۔ لوگوں سے بھاگتا ہوا۔۔ اس نے سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

"میں کسی کو جانتا ہوں جو بالکل تمہاری طرح ہی خوفزدہ رہا کرتا تھا۔ بالکل تمہاری طرح رونے کی تیاری میں رہتا تھا وہ بھی۔۔ خیر۔۔ میں اب چلتا ہوں۔ اپنا خیال رکھنا اور رابطے میں رہنا۔"

"کیا ہوا اس لڑکے کا پھر۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

زاویار جو اسکا گال تھپتھپا کر آگے بڑھنے ہی لگا تھا ٹھہر سا گیا۔ نگاہوں میں زخمی سا تاثر ابھرا۔۔اس نے پلٹ کر وجدان کو دیکھا تھا۔۔

"زیادہ کچھ نہیں۔بس وہ ایک خطرناک شوٹر بن گیا۔۔ایک ڈیڈلیسٹ فِگر۔۔ "!

وجدان کی آنکھیں اگلے ہی پل پھیل سی گئی تھیں۔لیکن زاویار اسے کوئی بھی موقع دیے بغیر آگے بڑھ گیا تھا۔وہ راہداری میں خاموشی سے کھڑا رہ گیا۔۔کچھ تھا جو اس غصے والے زاویار کو نرم گرم سا بناتا تھا۔۔ہاں۔۔کچھ تھا۔۔

****

نازنین ناسمجھی سے آنکھیں سکیڑے ٹھنڈی راہداری کو پار کرتی لائبریری چلی آئی تھی۔دروازہ دھکیلنے سے لے کر آگے بڑھ کر اپنی کرسی پر بیٹھنے تک اسکے ابرو کم فہمی سے سکڑے ہوئے تھے۔

الہام نے اسے گم صم سا دیکھا تو اسے ہاتھ بڑھا کر ٹہوکا دیا۔وہ یکدم جیسے ہوش میں آئی تھی۔پھر اسکی جانب دیکھا۔

"کہاں گم ہو۔۔؟کیا ہوا ہے۔۔؟ "

اس نے الہام کو پچھلے واقعے کے بارے کچھ بھی نہیں بتایا تھا۔ٹھیک ہے کہ وہ اسکی دوست تھی لیکن اسکی ایسی کوئی دوستی ان پچھلے سال کے عرصے میں واقع نہیں ہوئی تھی کہ وہ اپنے خوف کی بابت اس سے بات کر سکتی۔اس نے خود کے سوا سب کو اندھیرے میں رکھنا ہی ہر دفعہ کی طرح اس دفعہ بھی مناسب سمجھا تھا۔

"سر آفتاب۔۔ "

اسکی ادھوری سی سرگوشی پر الہام ناسمجھی سے آگے ہو بیٹھی تھی۔پھر جھک کر ہلکی سی آواز میں اسے متوجہ کیا۔

"سر آفتاب کیا۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ اتنے کانشیس کیوں ہو رہے ہیں۔۔؟میرے معاملے میں۔۔؟ "

اسکی بات پر الہام گہرا سانس لیتی سیدھی ہو بیٹھی تھی۔ پھر سامنے چمکتی اسکرین کو دیکھتی ٹائپ کرنے لگی۔ کی بورڈ پر کھٹ کھٹ سی انگلیاں چلاتی وہ فہرست تیار کر رہی تھی۔

"وہ تم سے عمر میں خاصے بڑے ہیں اور پھر انکی نرمی کو کون نہیں جانتا یہاں۔۔؟ تمہارے مالی حالات سے واقف ہیں شاید اسی لیے تمہارے ساتھ نرمی برت رہے ہیں۔ سمپل۔۔"

اس نے رشک سے اسکی جانب دیکھا تھا۔ لاپرواہی سے "سمپل" کہہ کر وہ اپنے کام میں مگن محسوس ہو رہی تھی۔ کچھ لوگوں کے لیے سب کچھ کتنا سمپل اور آسان ہوتا ہے۔ کاش اسکی زندگی بھی اتنی سہل ہو سکتی۔۔!

"شاید۔۔ "

اس نے کندھے اچکا کر خیال کو جھٹک دیا تھا۔ پھر کتاب کی جانب بڑھتے ہاتھ لمحے بھر کو تھم سے گئے۔۔ خیال حرم کی جانب بھٹکا۔۔ کیا اس نے۔۔؟ لیکن وہ اگلے ہی پل سر جھٹک رہی تھی۔ اس نے کل رات کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی اسے الزام دینے میں۔ اتنی عزت افزائی کے بعد کوئی اسکے راستوں کی جانب بڑھنا تو کیا۔۔ اسے دیکھنا بھی گوارہ نہ کرتا۔

اس نے اندر بڑھتی کثافت کو گہرا سانس لے کر باہر نکالا تھا اور پھر اگلے ہی پل وہ اپنے کام کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔ لبوں کے گرد موجود زخم تو مندمل ہو چکے تھے لیکن ماتھے پر آئی خراش کے نشان ابھی تک تازہ تھے۔

اس نے ان نشانات پر بیس لگا کر انہیں چھپا دیا تھا۔ وہ ان نشانات کے زائل ہونے تک یونیورسٹی کی چھٹی نہیں کر سکتی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لیکن یہ بات یہیں ختم نہیں ہوئی تھی۔وہ اپنی کلاس کے لیے لائبریری سے نکل آئی تھی۔ سر آفتاب تین سے چار بار اسکی کلاس میں جھانک کر اسکی خیریت دریافت کرنے چلے آئے تھے۔ایک دفعہ تو اس نے باہر نکل کر انہیں منع بھی کیا

۔کیونکہ ایسے وہ طلباء کے سامنے شرمندہ ہوئی جارہی تھی۔

ویسے بھی اسکے دل میں سر آفتاب کے خلاف کچھ نہیں تھا۔وہ جانتی تھی کہ شائستہ کتنی خوفناک عورت تھی۔وہ اپنے کام نکلوانے کے لیے کسی بھی حد کو پار کر لینے والی مکروہ عورت واقع ہوئی تھی۔

اس نے ان سے چہرے پر لگے تازہ زخموں کی بابت بھی دریافت کیا تھا لیکن وہ بار بار زینوں سے گرنے کا بہانہ بنا کر اس بات کو گول مول کر رہے تھے۔شاید وہ واقعی زینوں سے گر گئے ہوں۔۔

کلاس اپنے اختتام کی جانب پہنچ چکی تھی اور طلباء اٹھ اٹھ کر جانے لگے تھے۔اس نے بھی بیگ سمیٹ کر کندھے پر ٹانگا ہی تھا کہ دروازے میں اسے زاویار کھڑا نظر آگیا۔وہ اسے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا تھا۔پھر قدم اٹھا کر اس تک چلا آیا۔

"آپ نے کہا تھا کہ میرے ہوئے نقصان کے نوٹس مجھے فراہم کریں گی۔۔؟" ساتھ ساتھ ہاتھ بھی بے شرمی سے آگے کیا تو اس نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا تھا۔

اگلے ہی پل اب وہ دونوں ساتھ ساتھ قدم اٹھاتے کلاس سے باہر چلے آئے تھے۔ نازنین نے اپنے پرس سے تازہ نوٹس نکال کر اسکی جانب بڑھا دیے تھے۔

"اس کام کے لیے شکریہ۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے کہنے پر زاویار نے محض سر ہلایا تھا۔

"پچھلے دنوں۔۔ آپ آئیں نہیں۔۔ طبیعت تو ٹھیک تھی نا آپکی۔۔؟ "

انداز ایسا تھا کہ بس یونہی چلتے چلتے یاد آ گیا تو اس کی غیر موجودگی کے بارے میں دریافت کر لیا۔ کن انکھیوں سے اس نے نازنین کا سفید پڑتا چہرہ بھی بغور دیکھ لیا تھا۔

"کچھ طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ "

اس نے اسکی بات رد کیے بغیر ہامی بھری تو زاویار نے سمجھ کر سر ہلایا۔ پھر ہاتھ میں تھامے نوٹس کو نگاہوں کے سامنے کر کے دیکھا۔

"مجھے انگریزی ادب میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔۔ پتہ نہیں میں نے یہاں داخلہ کیوں لے لیا ہے۔۔ "

اس نے بات برائے بات کی تو نازنین نے گردن گھما کر خفگی سے اسکی جانب دیکھا۔

"کیا۔۔؟ کچھ غلط کہہ دیا کیا۔۔؟ "

"انگریزی ادب کی استانی کے سامنے ایسی بات کر رہے ہو تم۔۔ میں تمہیں فیل بھی کر سکتی ہوں۔ "

وہ گردن پھیر کر مسکرایا تھا۔

"ایسی زیادتی کی توقع نہیں رکھتا میں "انگریزی ادب" کی استانی سے۔ "

"میری بے رحمی سے واقف نہیں ہوا ابھی تم۔۔ "

ابرو اک ادا سے اچکا کر کہا تو وہ اس انداز کو دیکھتا رہ گیا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنی بے رحمی کے جوہر مجھ جیسے شریف النفس اسٹوڈنٹ کے سامنے دکھانے سے پرہیز کریں گی۔ آخر کو آپکا کزن بھی لگتا ہوں اب تو میں۔"

خواہ مخواہ ہی گرد جھاڑی تھی کندھے سے۔۔نازنین نے چلتے چلتے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"دور کے۔۔"

"جی جی۔۔دور کا کزن ہی۔ لیکن لگتا تو ہوں نا۔۔"!

اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا دور اور قریب کے کزن ہونے سے۔اسے بس کزن ہونے سے فرق پڑتا تھا۔ آس پاس پھیلی مغرب گہری ہونے لگی تھی۔وہ دونوں راہداری پار کرتے ہوئے کھلے برآمدے میں آنکلے تھے۔۔

"تم ایک ٹرینز ہو۔فائٹر ٹرینز۔۔کیا کسی انسان کے لیے۔۔مطلب نارمل انسان کے لیے دوسرے انسان کو ہتھوڑی سے مارنا نارمل تصور کیا جاسکتا ہے۔۔؟"

اس نے سرسری سا پوچھا تو وہ چونکا۔ لیکن پھر لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

"نارمل ہے۔اگر وہ انسان غصے میں ہے تو۔۔"

"اور کیا یہ نارمل ہے کہ ایک کم عمر لڑکا اپنے سے بڑی عمر کے خاصے تگڑے بندے کو اٹھا کر پھینک دے۔۔؟"

اب کہ وہ ٹھہر گیا تھا۔وہ بھی اسکے ساتھ ہی رک گئی تھی۔ کتھئی آنکھیں جانتی تھیں کہ وہ کس کی بات کر رہی تھی۔ بس سیاہ آنکھوں کو ہی گمان نہ تھا کسی پہر کا۔

"اگر وہ انسان فٹ ہے اور اسٹرینتھ (طاقت) میں اس سے زیادہ ہے تو ہاں۔۔وہ اسے اٹھا کر پھینک سکتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب ہے کہ اسکے بازوؤں میں عام انسانوں سے زیادہ طاقت ہے۔وہ محنتی بازو ہیں۔یعنی وہ کسرت کے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

عادی ہیں۔عام انسان کے لیے ایسا کرنا مشکل ہو گا۔مارنا الگ بات ہے۔۔اٹھا کر پھینکنا الگ طرح کی اسٹرینتھ کا کام ہے۔"

وہ خالی خالی آنکھوں سے اسکی وضاحت پر اسے دیکھتی رہی تھی۔

"یعنی وہ خود کو فٹ رکھتا ہے۔۔؟ "

"جی۔۔اور یہ فٹنیس نارمل فٹنیس سے مختلف ہوتی ہے۔اسے ملٹری فٹنیس تصور کیا جاتا ہے۔ "

"ملٹری۔۔"اس نے زیرِلب دہرایا تھا۔جہاں تک وہ جانتی تھی حرم کبھی ملٹری سے وابستہ نہیں رہا تھا۔وہ تو لندن رہ کر آیا تھا چار سال تک۔

"کیا کوئی بات پریشان کر رہی ہے آپکو، میڈم۔۔؟ "

اس نے پوچھا تو وہ یکدم چونکی۔پھر نفی میں سر ہلا کر الجھتی ہوئی آگے بڑھ آئی۔وہ اگلے ہی پل اسکے پیچھے ہو لیا تھا۔

"کیا زخموں کو دیکھ کر ٹارچر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، زاویار۔۔؟ "

اس نے ایک بار پھر پوچھا تو اس نے بلاتردد سر ہلایا۔

"زخم ایک طرح سے ثبوت کا کام دیتے ہیں۔مکا، تھپڑ اور لات۔۔ان تینوں کے زخموں میں فرق ہوتا ہے۔مکے کے بعد اکثر چہرے کا مخصوص حصہ سوجھ کر ابھر جاتا ہے۔اور اسکے زخم کا تازہ نشان گہرا سرخ جبکہ کچھ دیر بعد کا نشان جامنی ہو جاتا ہے۔۔تھپڑ سے محض چہرے کی حساسیت پر فرق پڑتا ہے۔یعنی صرف چہرہ سرخ ہوتا ہے۔پھر کچھ دیر بعد اسکا اثر زائل ہو جاتا ہے اور ثبوت غائب۔۔لات کے مختلف طریقے ہوتے ہیں اور اس سے بڑے بڑے نقصان ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ہڈیاں تک توڑی جا سکتی ہیں لات کے ذریعے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی تفصیل پر نازنین نے متاثر ہو کر سر ہلایا تھا۔

"تو مارنے والوں کو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس کو کیسا زخم دے رہے ہیں۔۔؟ "

"بالکل۔۔ کچھ مخصوص حصوں پر مکا مارنے کی وجہ سے انسان بیہوش ہو جاتے ہیں۔ فائٹرز کو علم ہوتا ہے کہ انہیں کس کو بیہوش کرنا ہے۔ کس کو اذیت ناک تکلیف سے دوچار کرنا ہے۔ کس کو معذور اور کس کو بیٹھنے اٹھنے کی طویل تکلیف دینی ہے۔"

اسکی آخری بات سن کر نازنین نے جھرجھری لی تھی۔ وہ بنا جھجھکے بہت آرام سے اسے تفصیلی آگاہی دے رہا تھا۔ یوں جیسے یہ سب اسکے روز کا کام ہو۔

"تم جیسے لوگوں سے تو ڈرنا چاہیے۔۔ "

اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"ایک بات ہمیشہ یاد رکھیے گا، میڈم۔ فائٹرز دل میں کچھ نہیں رکھتے۔۔ وہ اکثر اپنا ہاتھ ظلم کو روکنے کے لیے اٹھاتے ہیں اور اپنی جان پر کھیل کر جانیں بچانے کا عزم رکھتے ہیں۔ فائٹرز ہاتھوں کے ساتھ بھلے اچھے نہ ہوں لیکن وہ دل کے بہت اچھے ہوتے ہیں۔ انکی دوست گلزار اور دشمنی عذاب ہوتی ہے۔۔"

"تمہارے دشمنوں کو تو خیر منانی چاہیئے اپنی پھر۔۔ "

اس مسکرا کر کہا تو وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دیا۔ پھر اسکے ساتھ چلتا ہی اپنی کار کی جانب بڑھ آیا۔ یہ طالوت کی کار تھی جو فی الوقت اسکے زیرِ استعمال تھی۔

"کیا آپ۔۔ گھر اکیلی جائینگی۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ہوں۔۔میں چلی جاؤنگی۔۔ "

وہ سر اثبات میں ہلاتا کار کے اندر بیٹھ گیا تھا۔ان کے درمیان بھلے ہی تکلف کی دیوار پگھل کر گر چکی تھی لیکن پھر بھی وہ اسے منہ اٹھا کر اپنے ساتھ گاڑی میں بیٹھنے کا نہیں کہہ سکتا تھا۔وہ اب بھی اس سے خاصے فاصلے پر ہی تھی۔۔ ویسے ہی۔۔ جیسے ہر ایک کے ساتھ رہا کرتی تھی۔اس نے گاڑی آگے بڑھائی تو نازنین بھی یونیورسٹی کا دروازہ پار کرتی باہر چلی آئی۔

****

وہ اسکے پیچھے تھا۔۔

بالکل خاموشی سے۔۔

اس واقعے کے بعد،وہ اسے تنہا چھوڑنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔تب جب کہ اسکی گاڑی خراب تھی اور وہ پیدل ہی محوِ سفر تھی۔اپنی سوچوں میں گم،نپے تلے قدموں سے سڑک کے کنارے چلتی وہ اسے بے حد اداس معلوم ہوئی تھی۔وہ سڑک کے ایک کنارے پر موجود تھی۔۔اور حرم۔۔سڑک کے دوسرے کنارے پر۔۔ وہ سانس لینے کے لیے جگہ جگہ رک رہی تھی۔۔ حرم کو اسکے اعضاء وجوارح میں کھبتی تھکن اتنی دور سے بھی محسوس ہو رہی تھی۔

اگلے ہی پل وہ چلنے لگی تو اس نے بھی قدم اسکے ساتھ ہی بڑھائے۔۔ شام کی اترتی سیاہی گہری ہونے لگی تھی۔ اس سیاہی میں شاہراہ پر موجود دکانوں کے قمقمے روشن کردیے گ ئے تھے۔اس کے آس پاس ہر جانب اداسی سی بکھرنے لگی۔۔وہ جو اداس تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

توہر شے پر گویا اداسی کی چھاپ گہری ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔

اگلے ہی پل وہ ایک بار پھر سے ٹھہری تھی۔اسکے قدم بھی بے ساختہ ہی رک سے گ ئے تھے۔

اس نے اپنے قدم آگے بڑھانا چاہے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکا۔۔وہ اسکے سامنے ایسے نمودار ہونے کی کیا توجیہہ پیش کرے گا۔۔؟لیکن اس سے پہلے کہ وہ مزید کسی راستے کے بارے میں سوچتا نازنین نے ہاتھ آگے بڑھا کر ٹیکسی کو روک لیا تھا۔۔

اسے گاڑی میں بیٹھ کر آگے بڑھتا دیکھ رہا تھا وہ۔۔جب وہ اسکی آنکھوں کے سامنے سے اوجھل ہوئی تو اس نے بھی قدموں کو واپسی کے لیے پھیرا۔۔

ابھی اسے کیس کوری ڈرائیو کرنا تھا۔

اس نے وقت ضائع کیے بغیر رخ اپارٹمنٹ کی جانب پھیرا تھا۔

****

رات کی سیاہی میں احمد شجاع سے ملنے اسپتال چلا آیا تھا۔اس نے اسکے زخموں کا بغور معائنہ کیا اور واپس پلٹتے ہوئے اسکا دماغ تیزی کے ساتھ جمع تفریق کر رہا تھا۔

سب سے پہلے زیرو کی تلاش میں عدنان کو مارا پیٹا گیا تھا۔پھر،باسط کے ساتھ کی گئی پوچھ گچھ،مظہر کے گھر سے یو ایس بی کا غائب ہو جانا،کیمروں کا اسی وقت بند ہو جانا۔۔شجاع کو راستے سے ہٹانا۔۔نازنین کو بچانا اور اسکے متعلق معلومات اکھٹی کرنا۔۔اس سارے معاملے میں ایک بات مشترک تھی،کہ نازنین ہر جگہ بچائی گئ تھی۔نازنین

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کے ساتھ ہوئی زیادتی کو ہر جگہ چھپایا گیا تھا۔ یونیورسٹی کے تمام کیمرے بھی صاف تھے۔ ان سے فوٹیجز ڈیلیٹ کی گئی تھیں۔ کام کرنے والا بے ڈھنگا اور لاپرواہ ہرگز بھی نہیں تھا۔ اور اسے یہی بات پریشان کر رہی تھی۔

وہ ان کے درمیان ان کے اندر ہی موجود تھا۔

کیونکہ باہر کے کسی انسان کو نازنین کے ساتھ پیش آئے حادثے کا علم ہونا بہت غیر متوقع سی بات تھی۔ خاندان والوں کو بھی محض اس بات کا علم تھا کہ نازنین بچپن میں ذہنی بیماریوں کا شکار رہی تھی۔ اس بیماری کا پسِ منظر کیا تھا، اس بارے میں کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

اس نے ڈرائیو کرتے ہوئے پریشانی سے پیشانی مسلی تھی۔ کون تھا جو یوں کئی سالوں بعد نمودار ہوا تھا۔ ایسے جیسے وہ برسوں سے اس سب کی تیاری کرتا رہا ہو۔ کون ہو سکتا تھا۔۔؟ اس کا ذہن مظہر کے قتل سے بالکل غافل ہو چکا تھا۔ اسکی ساری توجہ اب کہ اس کردار کی جانب تھی کہ جس کی شناخت اسکے لیے سوالیہ نشان ثابت ہو رہی تھی۔

اسی پہر۔۔ اپنے اپارٹمنٹ میں موجود حرم، پُل اپس کر رہا تھا۔ محنتی کسرت کے باعث اسکا جسم پسینے میں شرابور تھا۔ سیاہ بنیان سے نکلتے طاقتور بازوؤں کی نسیں ابھری ہوئی تھیں اور چہرہ بالکل بے تاثر تھا۔

اسکا موبائل بجا تو اس نے کان میں لگے آلے کا بٹن دبا کر رابطہ جوڑا۔ دوسری جانب حسبِ توقع سارنگ تھا۔

"میں نے اس روڈ کا جائزہ لیا ہے جس پر جاوید سر کی لاش ملی تھی۔ انکی لاش سڑک کے اطراف میں ملی تھی۔ لیکن مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ اگر انکے اوپر گاڑی چڑھی تھی تو انکے جسم پر ٹائیرز کے نشان ہونا یقینی بات ہے۔ لیکن ایسا کچھ بھی نہیں تھا رپورٹ میں۔ اور دوسری مشکوک بات۔۔ وہ سڑک کے ایک طرف کیسے ملے۔۔ گاڑی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگر ٹکرائی ہے تب یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ ٹکر لگنے کے باعث اڑتے ہوئے اطراف میں جا گرے ہوں۔ لیکن اگر گاڑی اوپر سے گزری ہے تو لاش سڑک کے اطراف میں کیسے پہنچ گئی۔۔؟"

وہ الجھ رہا تھا۔ حرم نے پھولے سانس کے درمیان کہا۔۔

"اسکا ایک ہی مطلب ہے پھر۔۔ کہ لاش کو اٹھا کر سڑک کے اطراف میں ڈالا گیا تھا۔ یہ قتل تھا، سارنگ۔ جسے حادثے کا نام دیا گیا تھا۔ ایک بات بتاؤ جس روڈ پر لاش ملی کیا یہ وہی شاہراہ تھی جس پر رمیز کا آفس موجود ہے۔۔؟"

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔ پھر ہاتھ آگے بڑھا کر تولیے سے چہرہ اور گردن خشک کرنے لگا۔

"یہ وہ روڈ تو نہیں لیکن اس سے پچھلا اور خاصہ سنسان روڈ ہے۔۔ "

"ہوں۔۔ حادثے کا وقت کیا لکھا گیا ہے۔۔؟ "

"سات بج کر چالیس منٹ۔۔ "

"یعنی گہری ہوتی مغرب میں انکی لاش ملی تھی۔ گرمیوں کے دنوں میں تو کوئی بھی شاہراہ لوگوں سے خالی نہیں ہوتی۔ پھر۔۔؟ "

"پھر یہ کہ یہ قتل بعد میں کیا گیا تھا لیکن اسکا وقت تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ایک مضبوط اور صاف ستھرا کور۔۔ "

سارنگ کی بات پر اس نے سر ہلایا تھا۔ پھر دور نظر آتے غیر مرئی نقطے کو دیکھے گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"عجیب بات یہ ہے کہ سنسان علاقہ ہونے کے باعث آس پاس کوئی کیمرے بھی موجود نہیں۔ اگر ہوتے بھی تو شاید ہمیں اس سب کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکتا تھا۔ اٹھارہ سال گزر چکے ہیں درمیان سے۔۔ کولڈ کیس کو دوبارہ سے ری ڈرائیو کرنا آسان تو نہیں ہوتا۔۔"

سارنگ بولتا جارہا تھا۔ وہ غائب دماغی سے اسے سن رہا تھا۔ پھر یکدم بولا۔۔

"جاوید اور طلحہ کے قتل میں ایک بات مشترک تھی کہ ان دونوں کو پہلے اذیت کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ ایسا ہی کچھ رمیز کے باپ کے ساتھ بھی ہوا تھا۔۔ "

اسکے دماغ میں جھماکہ سا ہوا تھا۔ سارنگ کی چلتی زبان اگلے ہی پل ٹھہر گئی تھی۔

"کیا کہنا چاہ رہے ہو۔۔؟ "

"یہ دونوں اموات۔۔ جاوید اور مبین کی موت حادثہ قرار دی گئی ہے۔۔ تمہیں نہیں لگتا کچھ ہے جو مستقل چھپایا جارہا ہے۔۔؟ "

"وہ رمیز کا باپ تھا، حرم۔۔ "!

سارنگ نے گھبرا کر اسے ٹوکا تھا۔ لیکن اسکا ذہن گویا وہیں اٹک کر رہ گیا تھا۔

"تم ٹھہرو۔۔ مجھے ابھی کہ ابھی مام سے ملنا چاہیے۔۔ "

اس نے واش روم کی جانب قدم بڑھائے تاکہ شاور لے سکے۔

"کیا کہو گے ان سے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ میرا اندازہ ہے محض۔۔ہو سکتا ہے کہ اسے بھی قتل کیا گیا ہو۔ہو سکتا ہے کہ جاوید کی طرح اسکی رپورٹس بھی تبدیل کروائی گئی ہوں۔۔مجھے مام سے فیملی ڈاکٹر کے بارے میں معلوم کرنا چاہئے۔ یہ سب کسی جان پہچان اور اندر موجود انسان کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔"

"تم کچھ زیادہ ہی سوچ رہے ہو۔۔بھائی تک تو ٹھیک ہے لیکن باپ۔۔باپ کے ساتھ کوئی ایسے کیسے کر سکتا ہے۔۔؟ "

"انسان سب کچھ کر سکتا ہے،سارنگ۔اس کائنات میں انسان سے زیادہ خوفناک اور کوئی مخلوق آج تک پیدا نہیں کی گئی ہے۔آنکھیں کھولو اپنی۔۔یہ کیسس بہت بھیانک حقائق چھپائے ہوئے ہیں۔ ہم رمیز اور اسکی تنظیم تک نہیں پہنچ سکتے، نہ ہی نازنین کو بچا سکتے ہیں۔ اگر ہم نے اسکی ہسٹری شیٹ کو نظر انداز کر دیا تو۔"

"اور تم نے ان پیغانات کا کیا حل نکالا ہے۔۔؟ "

سارنگ کو اسکا بلاوجہ محتاط انداز ناگوار گزر رہا تھا۔وہ وقت ضائع کر رہا تھا۔اسے ان پیغامات کو ڈی کوڈ کرنا چاہئے تھا پہلے۔۔ اسکے واش روم کو بڑھتے قدم لمحے بھر کو تھم سے گئے تھے۔

"ان پیغامات کی کڑیاں بھی کسی طرح رمیز سے جا ملتی ہیں،سارنگ۔۔اسی کی وجہ سے جاوید نے کاغذات کو بھول بھلیوں کی نذر کر دیا اور وہ پینٹنگ۔۔وہ بھی اس کی اسٹڈی کی زینت بنی ہوئی ہے۔اس آدمی کے آس پاس ہر شے اتنی مبہم اور مشکوک ہے کہ کسی بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا"

اس نے رابطہ منقطع کر کے آلہ کان سے نکالا اور پھر شاور لینے واش روم کی جانب بڑھ آیا۔ اسے ابھی بہت سے کام کرنے تھے۔

****

وہ گاڑی کا دروازہ کھولے باہر نکل آیا تھا۔ رات ابھی گہری نہیں ہوئی تھی لیکن موسم کی خنکی اسے گہرا ثابت کر رہی تھی۔ وہ بھی یخ ہاتھوں کو جینز کی جیبوں میں اڑس کر آگے بڑھ آیا تھا۔ پھر لمحے بھر کو ٹھہر سا گیا۔ ٹھنڈ ہونے کے باعث خاصی خاموشی تھی اور لاؤنج میں براجمان افراد کی خوش گپیاں داخلی دروازے تک سنائی دیتی تھیں۔ اسے شائستہ، روحیلہ اور سہیل کی آواز بالکل صاف سنائی دے رہی تھی۔

جیب سے ہاتھ نکال کر اس نے گھڑی نگاہوں کے سامنے کی۔۔ اس وقت۔۔؟ پھر گہرا سانس بھر تاسید ھے چہرے کے ساتھ آگے بڑھ آیا۔ جو شائستہ نے نازنین کے ساتھ کیا تھا اس کے بعد وہ اس عورت کو مسکرا کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔

لاؤنج سے گزر کر زینے پار کرنے تھے اسے۔۔ یعنی ان سے بچ کر نکلے بغیر چارہ نہیں تھا۔ اگلے ہی پل کسی بھی خیال پر مزید سوچے بغیر وہ آگے بڑھ آیا تھا۔ پھر سب کو مشترکہ سلام کرتا صوفے پر آبیٹھا۔۔ موسم کی مناسبت سے قیمتی مخملی لباس زیب تن کیے، کانوں میں جگمگاتے ہیرے پہنے وہ عمر کے اس حصے میں بھی کھلا گلاب ثابت ہو رہی تھی۔ اسکی نگاہوں میں تنفر سا اترنے لگا۔۔ وہ کڑوا نہیں تھا۔۔ لیکن بھاڑ میں گئی ساری مٹھاس۔۔!

"کیسے ہو، حرم۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اسکے مقابل صوفے پر براجمان تھا۔ اسکی جانب بے نیازی سے دیکھا۔ شائستہ کو لمحہ لگا تھا سمجھنے میں کہ وہ ابیہا کو کیوں پسند آیا تھا۔۔ اسکی آنکھیں۔۔ اسکی خوبصورت رنگ بدلتی آنکھیں ظالم تھیں۔

"ٹھیک۔۔ آپ۔۔؟ "

مختصر ترین الفاظ کے چناؤ کو اگر بد تمیزی تصور کیا جاتا تھا تو اس نے جان بوجھ کر اس بد تمیزی کو گلے لگایا تھا۔ سہیل اسکے خشک سے انداز پر کھنکھار کر سیدھے ہوئے تھے البتہ روحیلہ شائستہ کی جانب متوجہ تھیں اسی لیے حرم کے لہجے کا نوٹس نہیں لے پائیں۔

"ویسی ہی جیسی تھی۔۔ "

کندھے اچکا کر کتنے سکون سے کہہ رہی تھی یہ عورت۔۔ یہ عورت جو اس لڑکی کی زندگی کو داؤ پر لگا رہی تھی۔۔ اس کے دانت جم گئے تھے اور کنپٹی کی رگیں تن سی گئی تھیں۔

"""تم اس دن کے بعد گھر پر آئے ہی نہیں۔۔؟ کیا اپنی مامی اور انکل سے اب تک ناراض ہو۔۔؟

نزاکت سے کہا تو وہ تلخی سے مسکرایا۔

"وقت نہیں مل سکا۔۔ ناراض ہونے کا۔۔ "

اسکے طنز پر سہیل غیر آرام دہ ہوئے تھے۔ شائستہ کے لبوں پر کھیلتی مسکراہٹ اگلے ہی پل غائب ہوئی۔ روحیلہ نے اسے نا سمجھی سے دیکھا تھا۔

"جب ناراض نہیں ہو تو پھر کس بنا پر کتراتے رہے گھر آنے سے۔۔؟ "

دوبارہ سے گھیر اگیا تھا اسے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ایبہاکے ساتھ ہوئی غلط فہمی کے بعد مجھے اس گھر میں آنا عجیب سا لگتا ہے۔ یو نو۔۔ سانس لینے میں دشواری ہونے لگتی ہے۔۔ "

ابھی یہاں سارنگ ہوتا تو دل کھول کر ہنستا۔ کیونکہ شائستہ کی شکل دیکھنے والی تھی۔ وہ نرم تھا۔۔ تو بہت نرم تھا۔ وہ سخت تھا تو کوئی اسکے جیسا بے رحم نہیں تھا۔

"حرم۔۔ "!

سہیل نے اسے تنبیہہ کرنا ضروری سمجھا تھا۔ وہ مسکراتا ہوا سیدھا ہو بیٹھا۔ کتنا سکون ملتا تھا سہیل کو ایسے بے بس دیکھ کر۔

"سوری آنٹی۔۔ لیکن میں جلد ہی آپ کے گھر کا چکر لگاؤنگا۔۔ اور امید کرتا ہوں کہ وہ وزٹ بہت خوشگوار ثابت ہو گا۔۔ "

اسکی آنکھیں پڑھنا مشکل تھا۔ شائستہ نے غیر آرام دہ ہو کر یکلخت ہی پہلو بدلا تھا۔ روحیلہ نے بات کا رخ جلدی سے ایبہاکے رشتے کی جانب پھیر دیا تھا۔ وہ اس ذکر پر چونکا تھا۔ اچھا۔۔ تو یہ مقصد تھا شائستہ کے یہاں آنے کا۔۔

"میں چاہتی ہوں کہ جس رشتے کی بابت تم پچھلی دفعہ بات کر رہی تھیں۔ اسے ایک بار دیکھ لیا جائے۔۔ دیکھنے میں تو کوئی قباحت نہیں۔۔ "

"جی بھابھی بالکل۔۔ حرم کا دوست ہے وہ اور خاصی ویل اوف فیملی سے تعلق رکھتا ہے۔ ہماری ایبہاکے ساتھ اسکا جوڑ بہت جچے گا۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گو کہ روحیلہ نے حیدر نقوی کو نہیں دیکھا تھا لیکن پھر بھی حرم کے حوالے پر ہی وہ اسکی اتنی تعریفیں کرنے لگی تھیں۔ وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

"کیوں نہ آپ یہاں آجائیں مامی۔۔ مطلب ہم ایہاکے رشتے والوں کو یہاں بلالیں اور آپ بھی ان سے یہیں ملاقات کرلیں۔ اس طرح میرے گلٹ کا بوجھ بھی کچھ کم ہو جائے گا اور مام کی موجودگی میں آپکا دل بھی کھلا رہے گا۔۔؟"

اس نے امید طلب نگاہوں سے روحیلہ کی جانب دیکھا تو وہ اسکی خوشگوار سی پیش قدمی پر مسکرائیں۔

"حرم بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے بھابھی۔ چونکہ رشتے کا بلاواسطہ تعلق حرم سے ہی ہے تو یہ بہتر ہے کہ آپ اسکے سامنے ہی ان سے بات کرلیں۔ کسی بدمزگی کی گنجائش نہیں رہے گی پھر۔۔ آپ باآسانی ہر بات کر سکیں گی۔"

سہیل نے بھی اسکی تائید کی تو شائستہ نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلادیا۔ وہ ہلکے کندھوں کے ساتھ مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"لیکن انکے آنے کا وقت ___"

"مام وہ میں آپکو معلوم کر کے بتادونگا۔۔ "

اس نے کہہ کر اپنے قدم زینوں کی جانب پھیرے اور پھر آن کی آن ہی میں وہ زینے عبور کرتا اوپر غائب ہو چکا تھا۔ اسے روحیلہ سے فیملی ڈاکٹر کے متعلق بات کرنی تھی لیکن شائستہ کی موجودگی میں ایسا کرنا ممکن نہیں تھا۔

اس نے فی الحال اس مسئلے کو ایک جانب ہی رہنے دیا اور خاموش نگاہیں لیے بالکنی کا دروازہ کھولے چلا آیا۔ ہوا کا ایک سرسراتا جھونکا اسے چھو کر گزرا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ رات کی سیاہی میں ڈوبا سبزہ زار دیکھے گیا۔ اسی پل اسے اپنے قدموں پر نرم گرم سا وجود لوٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ وہ جو چند پل کے لیے سکون کا سانس لینے بالکنی میں آ کھڑا ہوا تھا اگلے ہی پل کرّاہا۔۔ اسے بغیر دیکھے پتہ تھا کہ اپالو اسکے قدموں کے درمیان موجود ہے۔۔

اس نے برا سا منہ بناتے ہوئے گردن جھکا کر اسے دیکھا۔ وہ بھی اپنا چہرہ اٹھائے معصوم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس نے اگلے پل بے بسی سے گہرا سانس لیا تھا۔ پھر اسے جھک کر ہاتھوں میں اٹھالیا۔۔ وہ اتنا نرم اور پیارا تھا کہ اسکا اس پر غصہ کرنے کا ہر ارادہ ملتوی ہو چکا تھا۔ اور وہ اس پر غصہ بھلا کر بھی کیسے سکتا تھا۔۔؟ ثانیہ اسے جان سے ماردیتی اگر وہ اسکے اپالو پر انگلی بھی رکھتا تو۔۔

وہ اسے ساتھ لیے بیڈ کی جانب بڑھ آیا تھا۔ پھر یونہی آڑھا تر چھا لیٹ گیا۔ اسے ہاتھوں میں اوپر اٹھا کر دیکھا۔۔

"مجھے ایسے لوگ نہیں پسند جن پر میں چاہ کر بھی غصہ نہ کر سکوں۔۔ اور تم بھی انہی میں سے ایک ہو۔۔ "

خفگی سے گھورا تھا اسے۔۔ اپالو اسکی گرفت میں مچلنے لگا تو اس نے اسے سینے پر بٹھالیا۔۔ پھر یونہی چہرہ چھت کی جانب دیکھ کر کہنے لگا۔۔

"وہ مجھ سے ناراض ہو گئی ہے، اپالو۔۔ میں کیا کروں۔۔؟ وہ اتنی ضدی، ہٹ دھرم، حاضر جواب، غصیلی اور باقی لڑکیوں سے مختلف کیوں ہے۔۔؟ کیا مجھے کبھی کوئی آسان ٹاسک نہیں مل سکتا۔۔۔؟"

وہ اس کے نرم بالوں پر ہاتھ پھیرتا آہستگی سے کہہ رہا تھا۔۔ پھر گردن سینے پر جھکا کر اسے دیکھا۔۔

"کیا کروں۔۔؟ کچھ ایسا بتاؤ کہ میں انہیں ایک دم سے بہت اچھا لگنے لگ جاؤں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اصولاً تو اسے یہ سوال سارنگ سے کرنا چاہیے تھا لیکن چلو۔۔ فی الوقت اپالو ہی سہی۔۔ بالکنی سے اندر کو گرتی ہوا نے کمرہ یخ بستہ کر دیا تھا لیکن وہ پھر بھی پرواہ کیے بغیر بیڈ پر نیم دراز اپالو کو ساتھ لیے دراز تھا۔۔

****

وہ وجدان کے ساتھ آج لانگ ڈرائیو پر آنکلی تھی۔ بہت دنوں بعد آج اسکی کار ٹھیک ہو کر واپس آئی تھی اور وہ اس پر سکون سی اترتی رات کو وجدان کے ساتھ سڑکوں پر ٹھنڈی آئسکریم کھاتے ہوئے گزارنا چاہتی تھی۔۔ آج کی ٹریٹ ویسے بھی وجدان کی جانب تھی۔ کیونکہ اس کے ٹھیک ہونے پر وہ اس سے ٹریٹ کا وعدہ کر چکا تھا۔

وہ آئس کریم پارلر سے دو آئسکریم لیے کار کی جانب چلا آیا تھا۔ پھر نازنین کی آئس کریم اسکی جانب بڑھا کر دروازہ بند کرتا اندر آبیٹھا۔

"امم۔۔ سکون مل گیا۔۔ "

افق سے برستی ٹھنڈ تلے ٹھنڈی ٹھار آئسکریم کھانے کا بھی اپنا ہی مزہ تھا۔ وہ زبان پر رکھتے ہی گھل رہی تھی اور اسکی مٹھاس زندگی کی تلخی کو ختم نہیں تو کم ضرور کیا کرتی تھی۔

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ ایک بار سب ٹھیک ہو جائے تو ضرور آپکو اپنے مسائل سے آگاہ کرونگا۔۔ "

اس نے گردن اسکی جانب پھیر کر آہستہ سے کہا تھا۔ نازنین نے سر اثبات میں ہلا کر اسے بولنے کا موقع دیا تھا۔ اور پھر وہ بولتا گیا۔۔ بلیز کے تنگ کرنے سے لے کر ان گزرے ایام کی ہر اذیت نازنین کو کہہ سنائی۔۔ بس اس آخری حل کی جانب بڑھتے ہوئے وہ تھوڑا ہچکچایا تھا۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اور آج زاویار بھائی آئے تھے کالج۔۔ "

اس نے بات ادھوری چھوڑ کر نازنین کے چہرے پر اپنی بات کا اثر ڈھونڈنا چاہا لیکن وہ بنا حیران ہوئے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"انہوں نے اس مسئلے کو حل کر دیا۔ اب مجھے بلیز کبھی تنگ نہیں کریں گے۔۔ "

"ہوں۔۔" نازنین نے محض ہنکارا ہی بھرا تو وہ چونکا۔ وہ اپنی آئس کریم کا آخری چمچ کھاتی کپ کو مروڑ کر باہر لگے کوڑادان میں پھینک کر اسکی جانب گھومی تھی۔

"آپکو۔۔ حیرت نہیں ہوئی۔۔؟ "

"نہیں۔۔ کیونکہ زاویار کو میں نے ہی بھیجا تھا۔۔ "

وہ اسکے جواب پر بھک سے اڑا۔۔ آنکھیں پھیلا کر اسکے پر سکون سے سراپے کو دیکھا۔۔

"کیا آپ۔۔ میرے بلینز کے بارے میں جانتی تھیں۔۔؟ "

اس نے آرام سے سر اثبات میں ہلایا تو وجدان کو چند پل لگے اگلا سوال کرنے میں۔۔

"آپکو کیسے پتہ چلا پھپھو۔۔؟ میں نے تو کبھی آپکو نہیں بتایا تھا۔۔ "

"وجدان انصاری۔۔ میں آپکو تب سے جانتی ہوں جب سے آپ اس دنیا میں آئے ہیں۔ میں نے اپنے ان ہاتھوں میں بڑا کیا ہے تمہیں۔ تمہارے ہر عمل اور رد عمل سے بخوبی واقف ہوں میں۔ مجھے پتہ ہے کہ تمہیں کیا چیز ناگوار اور کیا خشگوار گزر رہی ہے۔ جس دن تم نے اپنا جارحانہ رد عمل میرے سامنے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پہلی دفعہ ظاہر کیا تھا میں اس دن تمہارے رویے کو سمجھ نہیں پائی تھی۔۔ کیونکہ میں خود اندر سے بہت ڈسٹرب تھی۔"

اس نے ٹشو سے ہاتھ صاف کر کے چابی اگنیشین میں گھمائی اور پھر گاڑی آگے بڑھاتی ہوئی کہنے لگی۔

"لیکن پھر مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ یقیناً اس رد عمل کا پہلا عمل ضرور ہو گا۔ ویسے ہی جیسے ہر عمل کا رد عمل ہمیشہ وجود رکھتا ہے۔ لیکن میں تمہیں اتنی آسانی سے معاف نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اگر میں تمہیں معاف کر دیتی تو تم پھر سے وہی سب کرنے میں تھوڑی کم ہچکچاہٹ محسوس کرتے۔ مجھے تمہیں باور کروانا تھا کہ تم نے جو کیا غلط کیا۔۔ یہ ایک طرح کی تنبیہہ تھی تاکہ تم آئندہ ایسے کسی بھی عمل سے پرہیز کرو۔۔"

سنجیدگی سے بنا کسی لچک کے کہتی وہ نازنین ہی معلوم ہوتی تھی۔ وہ سانس روکے پلک جھپکائے بنا اسے سن رہا تھا۔

"لیکن میں تمہاری جانب سے غافل نہیں تھی۔ میں تمہارے پیچھے تمہارے کالج گئی تھی۔ میں نے تمہارے کلاس میٹس سے تمہاری سرگرمیوں کی بابت پوچھا اور پھر مجھے اندازہ ہو گیا کہ تم کیوں اتنے عجیب اور روکھے ہوتے جا رہے ہو۔ باقی کی کہانی تم جانتے ہو۔۔ میں اس مسئلے کو جا کر خود حل کرنا چاہتی تھی لیکن مجھے زاویار زیادہ بہتر لگا۔ کیونکہ وہ زبان کے علاوہ ہاتھوں کی زبان سے بھی بخوبی واقف تھا۔ پھر کچھ میری طبیعت بھی پچھلے عرصے میں ٹھیک نہیں تھی اسی لیے میں تمہارے کالج نہیں جا سکی۔۔ لیکن زاویار نے مجھے مایوس نہیں کیا۔۔"

اسکے جانب کی کہانی ختم ہو چکی تھی۔ چند پل گاڑی میں خاموشی سی پھیل گئی تھی۔ وجدان کو سمجھ نہ آیا کہ وہ بات کا آغاز کہاں سے کرے۔۔

"سوری۔۔ میں آپکو بس بتانے ہی والا تھا۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے مایوسی ہوئی تھی جب تم نے مجھے نہیں بتایا۔ کیا میں نے کبھی تمہیں مایوس کیا ہے۔۔؟ میں تمہیں، تمہارے برے عمل پر سرزنش اور اچھے عمل پر سراہوں گی۔ کیونکہ اپنوں کے علاوہ یہ کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔"

"آئی ایم سوری پھپھو۔۔ "

اس نے ایک نگاہ ساتھ بیٹھے لڑکے پر ڈالی پھر ہلکا سا مسکرائی۔ اس مسکراہٹ میں دنیا جہان کی نرمی تھی۔

"کوئی بات نہیں۔ لیکن آئندہ ایسے کسی بھی عمل سے پرہیز کرنا۔۔ "

وجدان کھل کر مسکرایا تھا۔ یہ تو طے تھا کہ آج اسکے دانت اندر نہیں جانے والے تھے۔ یکدم ہی اسے رمیز کا کالج آنا یاد آیا تو وہ چونک کر رک سا گیا۔ لب کھول کر نازنین کو بتانا چاہا لیکن بتا نہیں سکا۔ ان دیکھی سی زنجیر نے اسے روک لیا تھا۔ فوراً سر جھٹک کر اس نے بات کا رُخ تبدیل کرنا چاہا تھا۔

"زاویار بھائی کا انداز مجھے بالکل حرم بھائی جیسا لگا پھپھو۔۔ پیچھے سے مدد کرنے والا انداز۔۔ کتنے کُول ہیں نا دونوں۔۔ "

حرم کے ذکر پر نازنین کے ہاتھ اسٹیرنگ وہیل پر ڈھیلے سے پڑ گئے تھے۔ وجدان کی بات پر اسکے دل میں گرہ سی بندھنے لگی تھی۔

"ایک جیسے کیسے۔۔؟ "

اس نے موڑ کاٹتے ہوئے سرسری سا پوچھا تو وہ پرجوش سا بتانے لگا۔

"پہلی بات دونوں ہم عمر ہیں۔ خاصے منجھے ہوئے اور زیرک ہیں۔۔ جو نظر آتے ہیں ویسے ہیں نہیں۔ بس ایک بات مختلف ہے۔۔ حرم بھائی کا انداز خاصہ پیچیدہ تھا۔ وہ اپنے کام میں کسی بھی جھول کو

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

برداشت نہیں کرتے۔ جبکہ زاویار بھائی کا انداز بے نیاز اور مغرور تھا۔ جیسے اگر ان کا کور کھل بھی گیا تو انہیں گھنٹہ فرق نہیں پڑتا تھا۔۔"

اور وہ یکدم ہی ہنس دی تھی۔ زاویار کا چہرہ بے ساختہ ہی نظروں کے سامنے گھوما تھا۔

"دونوں عجیب طرح سے ایک جیسے لگتے ہیں۔۔ زاویار بھائی آپکے اسٹوڈنٹ ہیں نا۔۔ کیا وہ کبھی حرم بھائی سے ملے۔۔؟ "

اور نازنین کو ان دونوں کی پہلی یادگار ملاقات یاد آگئی تھی۔ کیسے بچوں کی طرح گھور رہے تھے وہ دونوں ایک دوسرے کو۔

"مل چکے ہیں دونوں۔ خاصی خوشگوار اور یادگار ملاقات رہی تھی دونوں کی۔۔ "

"اچھا۔۔ یادگار اور خوشگوار کیسے۔۔؟ "

"خوشگوار ایسے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو ضرورت سے زیادہ ہی ناپسند کرتے ہیں اور یادگار ایسے کہ وہ دونوں لائبریری میں آمنے سامنے براجمان یوں بات کر رہے تھے گویا وہاں تنہا بیٹھے ہوں۔۔"

وجدان کو زیادہ حیرت نہیں ہوئی تھی۔ دو وجیہہ اور ٹکر کے لڑکے ایک دوسرے کو اچھے لگ بھی کیسے سکتے تھے۔

"ویسے آپکو زیادہ کس کا انداز میچور لگتا ہے۔۔؟ "

"دونوں کا۔ دونوں اپنی اپنی جگہوں پر میچور ہیں۔۔ "

اس نے کار گھر کے سامنے روکی اور پھر سیٹ بیلٹ کھولتی باہر نکل آئی۔ وجدان بھی باہر چلا آیا تھا۔ وہ چپ چپ سی محسوس ہو رہی تھی اسے۔ اس نے مزید اسے کریدنا درست نہیں سمجھا اور پھر شب بخیر کہتا اپنے کمرے کی جانب

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بڑھ گیا۔۔وہ اپنے کمرے میں چلی آئی تھی۔۔پھر سنگھار آئینے کے سامنے رکھی کرسی پر آبیٹھی۔۔بے دلی سے سامنے نظر آتا سراپا دیکھا۔۔کھلے سیاہ بال پھسل کر کندھوں پر گر رہے تھے۔دودھیا چہرے پر خاموشی تھی اور سیاہ آنکھیں کسی خیال کے زیرِ اثر لگ رہی تھیں۔اگلے ہی پل اس نے ہاتھ بڑھ کر فون اٹھایا اور اسے نگاہوں کے سامنے کیا۔۔اب اسکا انگوٹھا موبائل میں موجود کانٹیکٹس کو سرچ کر رہا تھا۔یکایک وہ ایک عجیب سے نام پر ٹھہر سی گئی۔۔ابرو نا سمجھی سے سکڑے۔۔

"پیارالڑکا" کے نام سے ایک نمبر محفوظ تھا اور وہ یکدم ہی گہرا سانس بھر گئی تھی۔اسکا موبائل حرم کے پاس رہا تھا پچھلے دو دنوں۔۔یقیناً اپنا نمبر اس نام سے محفوظ کرنے والی حرکت اسی کی تھی۔اسے اب کہ ہنسی بھی نہیں آرہی تھی۔اگلے ہی پل اس نے لب آپس میں مس کیے اور پھر اس نمبر پر انگوٹھا رکھے فون کان پر لگا گئی۔نگاہیں ایک بار پھر سے سنگھار آئینے میں نظر آتے عکس پر پھسلی تھیں۔۔

فون اٹھالیا گیا تھا اور یقیناً وہ اسے پہچان بھی گیا تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی نہ بولا۔۔

"سوری۔۔لیکن اور عزت افزائی کرنا باقی رہ گئی ہے کیا۔۔؟ "

اسکی خفا خفا سی آواز اسپیکر میں گونجی تو وہ اداسی سے مسکرا دی۔اپنی سخت کلامی پر اسے اس سمے بہت گلٹ محسوس ہو رہا تھا۔یہ وہ لڑکا تھا جو بہت سخت اوقات میں اسکی مدد کرنے چلا آیا تھا۔یہ وہ لڑکا تھا جس نے اسے سب کچھ جان کر بھی مکروہ نہیں گردانا تھا۔۔وہ اس کے ساتھ ضرورت سے زیادہ ہی سخت ہو گئی تھی۔۔

"میں نے یہ پوچھنے کے لیے فون کیا ہے کہ۔۔کہ تم ٹھیک ہو۔۔؟ "

جلدی میں جانے کیا نکل گیا تھا اس کے منہ سے۔کہہ کر اس نے جلدی سے آنکھیں میچی تھیں۔

"آپ لڑکوں سے دوستیاں نہیں کرتیں۔۔ "

ایک بار پھر اسے یاد دلایا گیا تھا۔۔

"وہ تو میں اب بھی نہیں کر رہی۔۔ "

"پھر رات کے اس پہر کال کرنے کا مقصد۔۔؟ "

"پچھلی دفعہ۔۔"اس نے ہونٹ دانتوں تلے دبا کر بات کا آغاز کیا۔۔"تھوڑا زیادہ غصہ آگیا تھا مجھے۔۔ "

"آپکو تھوڑا زیادہ غصہ کب نہیں آتا مس نازنین۔۔؟ "

وہ ہنس پڑی تھی۔اسکی ہنسی پر دوسری جانب موجود حرم نے آنکھیں بند کیں۔۔اس ہنسی کو وہ ہمیشہ کے لیے اپنی سماعت میں قید کرنا چاہتا تھا۔

"کیا اب تم بھی طنز کرو گے۔۔؟ "

"بالکل نہیں۔۔ آپکی پسندیدہ جاب میں کیسے کر سکتا ہوں۔۔ "

"حرم۔۔!"اور اسکے خفگی سے ٹوکنے پر وہ جو کچھ کڑوا سا کہنے لگا تھا ٹھہر سا گیا۔جب وہ اسے خفگی سے ٹوکنے کے لیے "حرم" کہتی تھی۔۔اف۔۔کتنا اچھا لگتا تھا اس کے منہ سے اپنا نام سننا۔۔

"جی۔۔؟ "

خفگی گھل کر عنقا ہونے لگی تھی۔وہ بالکنی میں کھڑا ٹھنڈی ہوا کے باعث جم رہا تھا۔لیکن اس یخ ہوا میں نازنین کی نرم سی آواز نے ہر جانب سکون سا تحلیل کر دیا تھا۔وہ چاہ کر بھی اس کال کو ختم نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں پچھلی دفعہ زیادہ بول گئی تھی۔۔ "

"میں آپکو ایسے معاف نہیں کر سکتا۔۔سوری۔۔ "

"کیا مطلب۔۔؟"نازنین نے ناسمجھی سے موبائل کو کان سے ہٹا کر دیکھا تھا۔دوسری جانب حرم نے گہرا سانس لیا۔۔

"آپکو میرے گھر آنا پڑے گا۔۔ "!

اور وہ بھک سے اڑی تھی۔پھیلی آنکھیں لیے اپنا سراپا دیکھتی وہ متعجب ہوئی۔۔

"کیا۔۔!کیوں؟ "

"پہلے آپ وعدہ کریں کہ آئنگی۔۔ "

"میں ایسے ہی وعدے نہیں کیا کرتی۔سو۔۔معذرت قبول کرنی ہے تو کرو نہیں تو میں فون رکھ رہی ہوں۔۔"اسکا انداز پلٹ آیا تھا۔دوسری جانب وہ گڑبڑایا۔۔

"میرے گھر میں قدیم سی لائبریری ہے ڈیڈ کی۔۔بہت خوبصورت اور عظیم۔۔آپ اس فیلڈ کی ماہر ہیں۔کیا ایک دن کے لیے یہاں آکر مجھے کتابوں کے ساتھ وقت گزارنا نہیں سکھا سکتیں آپ۔۔؟"

"نہیں حرم۔۔میں نہیں آسکتی۔۔ "!

"کیوں۔۔؟شائستہ مامی کے ساتھ چلتی چپقلش سے تو میں بخوبی واقف ہوں لیکن کیا مام کے ساتھ بھی آپکی کوئی ہسٹری رہی ہے۔۔؟ "

اس کے استفسار پر وہ چندپل لب کاٹتی رہی۔ روحیلہ کے ساتھ معاملات کبھی بھی گھمبیر نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ وہ کبھی ان کی زندگیوں میں دخل اندازی دیا ہی نہیں کرتی تھیں۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن میں پھر بھی نہیں آسکتی۔۔"

اسکے جواب پر وہ چندپل بالکل چپ سا ہو گیا تھا۔ ایسے جیسے نازنین کے جواب نے اسے ہرٹ کر دیا تھا۔ پھر آہستہ سے بولا۔۔

"اوکے پھر، میں نے سوچا تھا کہ آپکو وہ ڈائریز دکھاؤنگا جو جاوید انکل کی تھیں۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ جاوید انکل کی بہت سی ہینڈرٹن ڈائیریز ہماری لائبریری میں موجود ہیں۔۔"

اور نازنین انصاری کے اوپر تنا آسمان لمحے بھر کو ٹھہر سا گیا تھا۔۔ ڈائریز۔۔ بابا کی ڈائریز جو وہ بہیترے بار اپنے سامان میں ڈھونڈ چکی تھی۔ وہ ڈائریز جو کبھی اسے ملی ہی نہیں تھیں۔ وہ سہیل اربی کی لائبریری میں موجود تھیں۔۔! کیونکہ جاوید اور سہیل کے تعلقات خاصے خوشگوار تھے۔

سبزہ زار کی جانب خاموشی سے دیکھتا حرم جانتا تھا کہ اس نے نازنین کے پاس مزید کوئی چوائس نہیں رہنے دی تھی۔ بغیر کسی ٹھوس وجوہات کے کام کرنا اسکا طریقہ تھا ہی نہیں۔ نازنین کو جواب دینے میں وقت لگا تھا۔

"آدھا گھنٹہ۔۔ میں صرف آدھے گھنٹے کے لیے آسکتی ہوں، حرم۔۔ لیکن کسی بھی بدمزگی کے ذمہ دار تم ہوگے۔ کیونکہ پھپھو کے ساتھ میری کوئی تاریخ رہی ہو یا نہیں، لیکن ہمارے تعلقات کبھی بھی بے تکلف نہیں رہے۔۔"

"آدھا گھنٹہ بہت ہے۔۔ بس آپ آجائیں۔۔ کوئی بدمزگی نہیں ہوگی۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ پر جوش سا بول رہا تھا۔ اس نے گہرا سانس بھر کر فون کان سے ہٹایا اور پھر خاموشی سے بھاری دل لیے بستر کی جانب چلی آئی۔ جاوید کا مشفق چہرہ نگاہوں کے سامنے لہرایا تو اسکی آنکھیں خود بخود نم ہونے لگیں۔ جاوید کو ڈائریز لکھنے کی عادت تھی۔ وہ اپنے گزرے دنوں کی روداد لکھنے کے عادی تھے۔ لیکن اس گھر کو چھوڑنے کے بعد انہیں سہیل کے گھر جانے کا بھی موقع نہ مل سکا اور وہ اہم سرمایہ نازنین کی پہنچ سے ہمیشہ دور ہی رہا۔ اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر کنپٹی میں جذب ہوا تھا۔۔ اتنے دنوں بعد وہ بابا کے لکھے کو پھر سے محسوس کرنے جا رہی تھی۔۔ وہ لفظ جو بابا نے اپنے ہاتھ سے لکھے تھے۔۔ اسکا دل مچلنے لگا تھا ان الفاظ کو محسوس کرنے کے لیے۔۔

دوسری جانب حرم اب تک سبزہ زار کو تک رہا تھا۔۔ بالکل خاموشی کے ساتھ۔۔ پھر وہ پلٹ گیا۔۔ اس ان ڈائریز کو نازنین سے پہلے پڑھنا تھا۔۔

****

آج چھٹی کا دن تھا اور موسم بھی خاصہ خوشگوار ہو رہا تھا۔ سرمئی سا اندھیرا ہر سو پھیلا ہوا تھا اور خنک سی مدھم ہوا کے باعث ہر شے گویا اپنی نرم گرم سی طبیعت کو ٹھنڈے خول میں مقید کر گئی تھی۔ وہ خاموشی سے گیسٹ روم میں براجمان حرم کے نمودار ہونے کا انتظار کرنے لگی۔

اس کال کے بعد آج تیسرے دن وہ اسکے گھر چلی آئی تھی۔ وہ یونی کی مزید چھٹیاں کر نہیں سکتی تھی تو بہتر یہی تھا کہ اتوار کا دن ہی طے کیا جاتا اس ملاقات کے لیے۔

یکایک دروازے میں روحیلہ نمودار ہوئیں۔۔ فربہ وجود کے باوجود بھی نفیس سے لباس میں ملبوس، بالوں کو جوڑے میں قید کیے وہ کھلی کھلی سی معلوم ہو رہی تھیں۔ اس نے اٹھ کر سلام کیا تو وہ آگے بڑھ کر اسے گلے لگانے لگیں۔ وہ انکے انداز پر ٹھٹک سی گئی تھی۔ شاید انہیں حرم نے پہلے سے ہی اسکی موجودگی کے بارے میں آگاہ کر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رکھا تھا۔اسکے رخسار ایسے ملاپ پر سرخ ہوئے تھے۔ اسے یاد نہیں تھا کہ آخری دفعہ اس نے کس کو ایسے گلے کب لگایا تھا۔ وہ اس سے الگ ہو کر اسے سامنے لگے صوفے کی جانب بیٹھنے کا اشارہ کر چکی تھیں۔ وہ بھی پر تکلف سا انداز لیے بیٹھ گئی۔۔

گہرے نیلے رنگ کے لباس میں اسکا دودھیا سراپا دمک رہا تھا۔سیاہ بالوں کو حسبِ عادت کھلا چھوڑے وہ ان کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔

"صوفیہ اور وجدان کیسے ہیں۔۔؟انہیں کیوں نہیں لائیں ساتھ۔۔؟ "

اس سے معمول کے سوالات کرنے کے بعد وہ بولیں تو اس نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا۔۔

"پھپھو امی کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی اب اور وجدان اپنے میڈیکل کی تیاری میں اتنا مصروف رہتا ہے کہ اسے کہیں بھی آنے جانے کا وقت نہیں ملتا۔۔"

پر تکلف انداز۔۔ سنجیدہ چہرہ۔۔وہ نازنین ہی تھی بلاشبہ۔۔جو کسی کے ساتھ بھی با آسانی آرام دہ نہیں ہوا کرتی تھی۔روحیلہ نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"مجھے حرم نے بتایا کہ جاوید بھائی کی ڈائریز ہمارے پاس موجود ہیں۔۔ "

"جی۔۔مجھے وہ کبھی بھی اپنے سامان میں نہیں ملیں۔۔وہ یہاں تھیں۔ "

"ٹھیک ٹھیک۔۔ لیکن حرم اور تمہارے درمیان دوستی کیسے ہوئی۔۔؟ "

اور یہ تھا وہ انداز جس سے بچنے کے لیے وہ اس جگہ آنے سے کترا رہی تھی۔ لیکن روحیلہ کا لہجہ بالکل بھی مشکوک نہیں تھا۔۔وہ طنز نہیں تھا۔۔شاید وہ واقعی جاننا چاہتی تھیں۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"دو تین دفعہ یونیورسٹی میں ملاقات ہوئی تھی حرم سے، بس۔۔ "

"حرم کی طبیعت بہت دوستانہ ہے۔میں اس دو تین دفعہ کی ملاقات میں پروان چڑھتی تم دونوں کی انڈرسٹینڈنگ سمجھ سکتی ہوں۔۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا تو اس نے بھی جواباً سر اثبات میں ہلایا۔اگلے ہی پل ثانیہ بھی اندر چلی آئی تھی۔پھر اس سے بہت گرمجوشی کے ساتھ ملی۔وہ پہلے بھی اس سے رمیز کے بیٹے کی شادی میں مل چکی تھی۔حرم نے شاید سب کو ہی اسکی آمد کا پتہ دے دیا تھا۔یہ لڑکا بھی نا۔۔

"ثانی بچے۔۔نازنین کو لائبریری تک لے کر جاؤ۔مجھے اور تمہارے ڈیڈ کو نکلنا ہے پھر۔۔ "

ثانیہ نے سر اثبات میں ہلا کر جی کہا اور پھر مسکرا کر نازنین کو ساتھ لیے آگے بڑھ آئی۔ساتھ ساتھ وہ اسے روحیلہ اور سہیل کے اچانک گھر سے جانے کی تفصیل بھی بتا رہی تھی۔ سہیل کے خاندان میں اچانک ہی کسی کا انتقال ہو گیا تھا۔انہیں جلد از جلد اپنے آبائی گاؤں پہنچنا تھا۔وہ اسکی تفصیلات پر سر اثبات میں ہلاتی ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔ زینے عبور کرنے کے بعد راہداری کو پار کرتے ہوئے وہ دونوں اب کہ لائبریری کے دروازے کی جانب بڑھ آئی تھیں۔ ثانیہ نے دروازہ دھکیلا اور پھر مسکرا کر واپس پلٹ گئی۔۔ وہ گہرا سانس بھرتی اندر چلی آئی۔۔

اندر کا منظر ویسا ہی تھا جیسا کسی بھی لائبریری کا ہونا چاہیئے تھا۔ اونچے شیلفز پر دنیا جہان کی کتابیں مخصوص ترتیب کے ساتھ رکھی ہوئی تھیں۔ آگے پیچھے۔۔ کتابوں کے شیلف ہی شیلف تھے۔کچھ آگے جا کر اسے حرم نظر آیا۔۔وہ جینز پر سوئٹر پہنے ہوئے تھا۔ سیاہ سوئٹر کے وی گلے سے اسکی سفید شرٹ کا کالر نکلے ہوئے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھے۔۔ سوئٹر کی آستینیں پیچھے کی جانب کیے وہ شاید کوئی کتاب تلاش کر رہا تھا۔۔ مگر جس طرح وہ کتاب ڈھونڈ رہا تھا اس طرح تو اسے اپنی مطلوبہ کتاب ساری زندگی نہیں ملنی تھی۔۔

"جب کتاب تلاش کرتے ہیں ناتو سب سے پہلے موضوع ذہن میں ہونا چاہیے۔ اگر تم ضخیم ادب کے شلیف میں نسیم حجازی کی رقم کی گئی تاریخ ڈھونڈو گے تو وہ تمہیں کبھی نہیں ملے گی۔۔"

وہ اسکی آواز پر بے اختیار پلٹا تھا۔نازنین نے ہاتھ میں پکڑی کتاب دیکھی اور پھر اسے۔۔

"کسے ڈھونڈ رہے ہو۔۔؟ "

"لڑکی کو۔۔"اسکی زبان سے بے ساختہ ہی پھسلا تھا۔وہ جو اپنا پرس ٹیبل پر رکھ رہی تھی نا سمجھی سے اسکی جانب پلٹی۔۔

"لڑکی کو۔۔لائبریری میں ڈھونڈ رہے ہو۔۔؟ "

وہ اسے نا سمجھی سے تک رہی تھی۔حرم نے سر کھجایا۔۔

"کیا لڑکی کو لائبریری میں نہیں تلاشا جا سکتا۔۔؟"اس نے جھینپ کر اپنی خفت مٹانی چاہی تو وہ مسکرا کر آگے بڑھ آئی۔پھر اسکے ہاتھ سے کتاب لی۔۔

"اگر کوئی لڑکی تلاش کرنی ہے تو شاپنگ سینٹر یا بیوٹی سیلون میں جا کر پڑتال کرو۔۔لائبریری درست جگہ نہیں ہے۔۔"

"لیکن وہ لڑکی مجھے صرف لائبریری ہی میں مل سکتی ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے کہہ کر اسکی جانب دیکھا۔وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔پھر آگے بڑھ کر کتاب ہلکے سے اسکے سر پر ماری۔ حرم کے لب مسکرائے تھے۔۔

"تم نے مجھے اس لڑکی کو ڈھونڈنے کے لیے یہاں بلایا ہے۔۔؟ "

"نہیں۔۔ آپ اس لڑکی کو نہیں ڈھونڈ پائینگی۔۔ میں خود ہی اسے تلاش کرلونگا۔۔" وہ ابھی اسکی باتیں نہیں پکڑ سکتی تھی۔اس لیے کندھے اچکا کر ایک شیلف کی جانب بڑھ آئی۔

"اچھی ہے تمہاری لائبریری۔۔ بہت کتابیں ہیں اور ذرا قدیم سا ٹچ بھی ہے۔جیسے بہت وقت پہلے اسے بنایا گیا ہو۔ "

"آپکا اندازہ درست ہے۔۔ اسے بنے خاصہ وقت ہوچکا ہے۔ہم نے اسکا فرنیچر وغیرہ تبدیل کر کے اسے جدید سا ٹچ دینا چاہا لیکن قدیم کتب کا سحر آپکو ہر پل یہاں بخوبی محسوس ہوگا"

ہوں۔۔وہ ایک شیلف کے ساتھ لگی اسے سن رہی تھی۔حرم کو یکدم کچھ یاد آگیا تھا۔وہ اٹھا پھر قریب ہی شیلف پر اوپر کی جانب رکھیں دو تین ڈائریز لیے اس کی جانب بڑھ آیا۔نازنین کی ساری بے نیازی عنقا ہوگئ تھی۔اس نے بے تاب ہو کر ان ڈائریز کو تھام لیا تھا۔وہ بابا کے ہاتھ سے لکھی گئ تھیں۔۔وہ اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھیں۔

"آپ وہاں بیٹھ کر پڑھ سکتی ہیں جب تک میں اپنے لیے کتاب لے کر آتا ہوں۔۔"

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور قد آور سی شیشے کی کھڑکی کے ساتھ لگی میز کی جانب بڑھ آئی۔اس کے ہاتھوں میں ان ڈائریز کے صفحے الٹتے وقت عجیب سی لرزش در آئی تھی۔۔وہ بس ایک ہی نگاہ میں سب کچھ پڑھ لینا چاہتی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

حرم بھی کرسی کھینچتا اس کے سامنے آ بیٹھا تھا۔ سرمئ بادلوں کے عکس میں۔۔ وہ اسکے سامنے بیٹھی۔۔ خوبصورت لگ رہی تھی۔ اسکے ہاتھ میں موجود کتاب بند ہی رہی۔۔ ان سیاہ گھنگھور پلکوں کی چھاؤں رخساروں پر سجدہ ریز تھی۔۔ کیا وہ ایسے وقت میں کسی اور کتاب کو پڑھنے کا رسک لے سکتا تھا۔۔؟

یکدم ہی نازنین نے چہرہ اٹھا کر دیکھا تھا اسے۔۔

"تم پڑھ نہیں رہے۔۔؟ "

"پڑھ تو رہا ہوں۔۔ "

نازنین نے اسکے سامنے رکھی بند کتاب کی جانب دیکھا۔۔ پھر اسکی آنکھوں نے حرم تک سفر کیا۔۔

"لیکن کتاب تو بند ہے۔۔ "

"کھلی تو ہے کتاب۔۔ "

وہ بنا جھجھکے بہت آرام سے اسے لاجواب کر گیا تھا۔ نازنین کے ابرو نا سمجھی سے سکڑے۔۔

"تم۔۔ کونسی کتاب پڑھ رہے ہو۔۔؟ "

" دنیا کی سب سے خوبصورت کتاب۔۔ " اسکی آواز سرمئ بادلوں کی مانند بوجھل تھی۔ قدیم لائبریری میں موجود بوڑھی کتابوں نے ابرو اٹھا کر ان دونوں کی جانب دیکھا تھا۔ بھوری آنکھوں میں بہت گھمبیر مسکراہٹ ابھری تھی۔ اس نے اس لڑکی کا مزید امتحان لینا مناسب نہ سمجھا۔۔

"میں دنیا کی سب سے خوبصورت کتاب پڑھ رہا ہوں۔ یعنی کے نیچر کی کتاب۔ کیونکہ جو کتابیں میرے سامنے موجود ہیں مجھ سے ایسی کتابیں نہیں پڑھی جاتیں۔۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور نازنین انصاری نے گہرا سانس لیا تھا۔ وہ اسکے انداز پر لمحے بھر کو ٹھٹک گئی تھی۔ حرم نے خود کو سرزنش کیا۔۔ ٹھیک ہے کہ وہ اس کی باتوں کو پکڑ نہیں پا رہی تھی۔ لیکن ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ اسے سمجھ نہ سکتی۔۔ اس لڑکی کو باتوں کی تہہ تک پہنچنے میں بہت کم عرصہ لگا کرتا تھا۔۔

"بھائی۔۔" ثانیہ کی آواز پر وہ دونوں پلٹے تھے۔ اسکے چہرے کا رنگ حد درجہ سفید تھا اور ہاتھ کپکپاہٹ کا شکار تھے۔

"خیریت۔۔؟" وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"وہ آپکا دوست حیدر۔۔ وہ آپکو بڑی مامی بلا رہی ہیں۔۔ "

اسکی آواز میں ایسی لرزش تھی کہ نازنین حیران ہوئے بنا نہ رہ سکی۔ کسی انہونی کے احساس نے اسے اگلے ہی پل گھیر لیا تھا۔ حرم اٹھ کر ثانیہ کے ساتھ باہر کی جانب بڑھا تو وہ خود کو ان کے پیچھے جانے سے روک نہیں پائی۔ کچھ تھا ثانیہ کی آواز میں جو اسے چونکا گیا تھا۔ مگر لائبریری سے قدم باہر نکالتے ہی اسکے پیر زنجیر ہو گئے تھے۔ اسے شائستہ کی آواز نے برف کر دیا تھا۔۔

"یہ۔۔ یہ کون آدمی ہے، حرم۔۔! کیا یہ تمہارا دوست ہے۔۔؟ اس آدمی سے تم میری بیٹی کی شادی کرنے کا کہہ رہے تھے۔۔ !"

وہ غصے سے پھٹی آواز لیے ادھیڑ عمر شخص کی جانب اشارہ کرتی بولی تو اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے آگے بڑھ کر ریلنگ سے نیچے جھانکا۔ اسکا حلق خطرناک حد تک خشک ہو چکا تھا۔ دل ڈوب کر ابھرنے لگا تھا۔ ایبہاب بُت بنی صوفے پر براجمان تھی۔ نینا اور ثانیہ سہم کر ایک جانب کھڑی تھیں۔ شائستہ طیش سے مٹھیاں بھینچے کپکپاتے وجود کو

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سنبھالنے کی کوشش میں ناکام ہو رہی تھی۔۔ ایسے میں صرف حرم تھا جو آرام سے حیدر کے ساتھ صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ ٹانگ پر ٹانگ رکھے۔۔ محظوظ نظروں سے شائستہ کو دیکھتا ہوا۔۔

"بھئی یہی لڑکا ہے، حیدر نقوی۔۔ بہت ہی نیک انسان ہے۔ خدا کا دیا سب ہے اسکے پاس۔ بس ایک اچھی لڑکی کی کمی ہے۔ ہماری ایہا کی جوڑی تو حیدر کے ساتھ بہت جچے گی۔ "

جہاں شائستہ کی نگاہیں پتھرائی تھیں وہیں اسکی گرفت ریلنگ پر سخت ہو گئی۔ اسکی ہتھیلیاں پسیج گئی تھیں۔ حلق میں سانس اٹک رہا تھا۔۔ منظر وہی تھا۔۔ بس حرم نے کردار بدل دیے تھے۔۔

"اتنی حیرت کی کیا بات ہے مامی۔۔؟ "

"تم یہ۔۔ کیا کہہ رہے ہو، حرم۔۔ "!

شائستہ کو شاید اس سے اتنی سفاکیت کی امید نہیں تھی۔ اس نے مسکرا کر ابرو اٹھائے تھے۔

"میں نے ایسا کیا غلط کہہ دیا مامی۔۔! صرف عمر کا ہی تو مسئلہ ہے نا۔۔ تو آجکل عمر کون دیکھتا ہے۔؟ سب گرم جیب اور بینک بیلنس ہی دیکھتے ہیں۔"

یہ الفاظ۔۔ یہ الفاظ اتنی بری طرح شائستہ پر پلٹ آئینگے۔ اسکا اسے گمان بھی نہیں تھا۔ اوپر ریلنگ سے لگ کر کھڑی لڑکی کا پورا وجود برف بنتا جا رہا تھا۔ اسکے ہاتھ کانپ سے گئے تھے۔۔ اور کانپ تو نیچے کھڑی شائستہ انصاری بھی گئی تھی۔۔

"تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔! تم میری ایہا کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے، حرم۔۔! "

"ایسی کیا خرابی ہے حیدر میں۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے ایہاکی آنکھ سے پھسلتے ہتک کے آنسو کو بے تاثر نگاہوں سے دیکھا تھا۔ پھر سوالیہ نگاہیں شائستہ کی جانب پھیری۔۔

"مجھے یہ رشتہ منظور نہیں ہے۔۔! دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔ "

وہ حیدر اور اسکے ساتھ براجمان اسکی بہن کو دیکھ کر غرائی تھی۔ حیدر اگلے ہی پل اپنا کوٹ درست کرتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ حرم بھی اسکے ساتھ ہی اٹھا۔۔ پھر شائستہ کی جانب سرد سی مسکراتی آنکھوں سے دیکھا۔۔

"یاد رکھیے گا مامی۔۔ کہ جن لڑکیوں پر پہلے سے منہ مارا گیا ہو انہیں کوئی بھی نہیں پوچھتا۔ یہ لفظ میرے نہیں ہیں۔۔ اور آپ جانتی ہیں کہ یہ لفظ کس کے ہیں۔"

شائستہ کے چہرے پر کسی نے بیلچہ پوری قوت سے دے مارا تھا۔ حیدر لاؤنج پار کر کے اپنی بہن کے ساتھ آگے بڑھا تو وہ صوفے پر گر سی گئی۔ حرم نے ایک آخری اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔ پھر پلٹ گیا۔۔ وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے انتہائی سکون سے اوپر چڑھ رہا تھا۔ لیکن پھر زینوں کے آخری سرے پر ٹھہر سا گیا۔۔ وہ سامنے کھڑی تھی۔۔ نیلے لباس میں ملبوس۔۔ سرخ آنکھیں لیے۔۔ اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر ٹھنڈے فرش پر گرا تھا۔۔ حلق آنسوؤں کے باعث اتنا تنگ ہو رہا تھا کہ اسے درد ہونے لگا۔۔ اس نے لب کھول کر کچھ کہنا چاہا لیکن الفاظ نے ساتھ نہیں دیا۔۔ وہ آگے بڑھ آیا تھا۔۔ پھر اس سے چند قدم کے فاصلے پر ٹھہر سا گیا۔۔

نازنین کے آگے ہر منظر پوری آب و تاب کے ساتھ چلنے لگا تھا۔۔ اس کا ہر عمل۔۔ ہر بات۔۔ وہ اس بات کو قبول نہیں کر پا رہی تھی۔۔ وہ اس حرم کو پہچان نہیں پا رہی تھی۔

اٹھارہ سال بعد۔۔ کی گئی پیشن گوئیاں سچ ثابت ہو گئی تھیں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ دو قدم پیچھے ہٹی۔۔

حرم نے اسکے قدموں کو بغور دیکھا۔۔ پھر اسے۔۔

وہ اس سے دور جانا چاہتی تھی۔۔

اس لڑکے سے۔۔ جو اسکا ہر بدلہ لے رہا تھا۔۔

اسے مسیحاؤں سے خوف آتا تھا۔۔

اسے اس سے بھی خوف آیا تھا۔۔

پیچھے لائبریری میں کھلی ڈائری کے صفحات پھڑ پھڑانے لگے۔۔

ان پر لکھے الفاظ جگمگانے لگے تھے۔۔

"اور عنقریب وہ نمودار ہونے والا ہے۔۔ وہی۔۔ جسے اسکے بڑوں نے گرے ہوئے فرشتے کا نام دیا تھا۔۔ اسکے ملنے پر اسکی سیاہی سے گھبرا کر نہ بھاگنا۔۔ کیونکہ وہ عکس ہو گا۔۔ تمہارا۔۔ میرا۔۔ ہر اس ظلم کا۔۔ جو سرزد ہو چکا ہے۔!"

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔۔

ایک دن قبل۔۔

وہ شائستہ اور روحیلہ سے رشتے کی بابت گفتگو کر کے اوپر چلا آیا تھا۔اس نے کمرے میں داخل ہونے سے قبل ایک بار رُخ پھیر کر ریلنگ سے نیچے جھانکا تھا۔ان تین بے خبر نفوس کو دیکھ کر اسے کمینی سی مسرت کا احساس ہوا تھا۔

حیدر نقوی محض اس کا جاننے والا تھا۔اس سے کوئی خاص لگاؤ اور گہری دوستی نہیں تھی اسکی۔لیکن وہ بالکل شجاع کی عمر کا،کسرتی بدن والا بندہ تھا۔سر کے بال آگے سے ذرا اڑے اڑے اور نقوش واجبی سے تھے۔ایک پرفیکٹ میچ۔۔ایہاکے لیے۔۔یہ بدلہ اس نے اسی دن طے کیا تھا جس دن اس نے ایہا اور نینا کو نازنین کی حالت زار کا مزاق اڑاتے ہوا سنا تھا۔یہ ایک بلاشبہ بہت بے رحم چال تھی۔لیکن اسے ذرّہ بھر بھی افسوس نہیں تھا۔ایسا تھا تو پھر ایسے ہی سہی۔۔

اسے اس لڑکی کی زندگی کے دائرہ کار سے ان لوگوں کو باہر نکالنا تھا۔وہ انہیں ایک ایسا سبق دینا چاہتا تھا جو وہ چاہ کر بھی فراموش نہ کرپاتے۔اس نے حیدر کو ساری تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔وہ عورت جو اس کے ساتھ اس سارے قصے میں اسکی "بہن" بن کر نمودار ہوئی تھی،وہ بھی ایک اداکارہ ہی تھی۔اس نے بھی ایسا ہی تماشہ لگانا تھا جیسا تماشہ شائستہ نے نازنین کے سامنے لگایا تھا۔اور اس نے یہ سب روحیلہ اور سہیل کے سامنے انتہائی بے شرمی سے پیش کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔وہ انہیں،خاندان بھر کے سامنے ایک ایسی ذلت سے دوچار کرنا چاہتا تھا جو انہیں کبھی نہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بھولتی۔ لیکن پھر ایسا نہ ہو سکا۔ روحیلہ اور سہیل کو ایمرجنسی کے باعث آبائی گاؤں کی جانب سفر کرنا پڑا اور اسکے لائحہ عمل پر پہلی ضرب آ لگی۔

دوسرا مسئلہ تھا نازنین کو اپنے گھر بلانا۔۔ وہ اسے کسی بھی طرح بس یہاں آنے پر راضی کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وجہ۔۔ وجہ۔۔ وجہ۔۔

نازنین کے یہاں بلا جھجھک چلے آنے کی کیا وجہ ہو سکتی تھی بھلا؟ اور اگر کوئی ٹھوس وجہ نہیں تھی تو اسے وہ وجہ گھڑنی چاہیے تھی۔ اسے سہیل اور جاوید کے خوشگوار تعلقات کا علم روحیلہ کے ذریعے ہو چکا تھا۔ اسی لیے اس نے سہیل کو مزید کرید کر کچھ باتیں جاوید کے بارے میں بر آمد کر ہی لیں۔ اسے جاوید کے ہاتھ سے لکھی گئی ڈائریز کی بابت سہیل سے کچھ ہلکا پھلکا معلوم ہو چکا تھا۔ باقی کام آسان تھا۔ اس نے پہلے سہیل کا وارڈ اب چھان مارا۔ لیکن وہاں ایسی کوئی بھی شے موجود نہیں تھی۔ اگلی جگہ اسٹڈی ہو سکتی تھی۔ وہ ادھر چلا آیا اور ادھر حسبِ توقع اسے جاوید کی ڈائریز مل ہی گئیں۔ وہ اسے یونہی چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلا آیا تھا۔ اسے پہلے نازنین کو کال کر کے یہاں آنے پر آمادہ کرنا تھا۔ اور اسکے پاس وجہ بھی ایسی تھی کہ وہ چاہ کر بھی انکار نہ کر پاتی۔

نازنین کی جذباتی اور نفسیاتی حالت سمجھ کر اسے یہی ایک فائدہ ہوا تھا۔ کہ وہ اسے جیسے چاہتا ٹرک کر سکتا تھا۔ آخر کار اسکی محنت اسکے لیے فائدہ مند ثابت ہو رہی تھی۔

اس نے جونہی فون نگاہوں کے سامنے کر کے نمبر ڈائل کرنا چاہا تو نازنین کا لنگ اسکے موبائل کی چمکتی اسکرین پر جگمگانے لگا۔

وہ محتاط ہو گیا۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لیکن وہ لڑکی شاید اپنے سخت رویے پر شرمندگی محسوس کر رہی تھی۔ چلو۔۔ اچھا ہی ہوا۔ قدرت نے گویا اسکے لیے راستہ خود ہی کھول دیا تھا۔ اب بس اسے کسی طرح نازنین کو یہاں تک آنے کے لیے قائل کرنا تھا۔ اور متوقع طور پر وہ جاوید کا نام سن کر اگلے ہی پل راضی بھی ہو گئی تھی۔

اس نے فون رکھا اور پھر لائبریری کی جانب چلا آیا۔ اسے نازنین سے پہلے ان ڈائریز کو پڑھنا تھا۔ وہ اسے ابھی کسی بھی حساس مواد تک رسائی دینے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔ کیونکہ نازنین فطرتاً چاہے کتنی بھی سنجیدہ اور سمجھدار ہو جاتی۔ اسکے جذباتی ردعمل دینے والی عادت بہر حال بہت کچھ بگاڑنے کا مؤجب بن سکتی تھی۔ اور ابھی۔۔ کسی بھی رسک کو لینے کا وقت نہیں تھا۔ ابھی تحقیق کا وقت تھا۔۔ اور انویسٹیگیشن بہت خاموشی سے کی جاتی ہے۔ اس پر نگاہیں پڑنے کے ساتھ ہی معاملات بگڑنے کا خدشہ ہو سکتا تھا۔

اس نے پہلی ڈائری میں کچھ بھی قابلِ اعتراض نہیں دیکھا۔ لیکن دوسری اور خستہ ڈائری نے اسکے ماتھے پر بل ضرور ڈال دیے تھے۔ اس ڈائری میں مبہم باتیں کی گئی تھیں۔

ادھر، نازنین کے ٹراما کے بعد کے حالات کو قلمبند کیا گیا تھا۔ رمیز اور شائستہ کے رویے۔۔ مبین کی تنبیہہ۔۔ طلحہ کی بغاوت۔۔ وہ یہ سب پڑھ کر حیران رہ گیا تھا۔ اس پر اس دن آشکار ہوا تھا کہ طلحہ نے کہاں سے اس تنظیم کو گلے لگایا تھا۔

لیکن پھر۔۔ مزید اس ڈائری میں کچھ بھی نہیں لکھا ہوا تھا۔ رمیز کا تناؤ تو بہر حال جاوید کو بھی ہر ایک کی طرح محسوس ہوا تھا لیکن مزید کسی بھی وجہ کا وجود وہاں موجود نہیں تھا۔ یعنی جاوید کو رمیز کی سرگرمیوں کا اندازہ ہی نہیں تھا۔ ڈائری ایک ادھورے سے موڑ پر ٹھہر گئی تھی۔ گویا جاوید کو مزید لکھنے کا موقع ہی نہ دیا گیا ہو۔

اس نے ڈائری کے اگلے پچھلے صفحات الٹے اور پھر حیرت سے ایک جگہ ٹھہر سا گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایک جگہ۔۔کسی کے نمودار ہونے کی پیشن گوئی کی گئی تھی۔۔اور ان الفاظ پر خون کے بہت سے قطرے گرے ہوئے تھے۔ وہ قطرے خشک ہوچکے تھے۔ یعنی جاوید نے وہ انتہائی کرب ناک حالت میں لکھا تھا۔۔

کس کے نمودار ہونے کی بات کی جارہی تھی بھلا؟ کیا جاوید نے کسی کو نازنین کی حفاظت کا کہا تھا؟ کیا یہ وہی شخص تھا جس نے طالوت کو اسے اسائنمنٹ دینے کا حکم دیا تھا؟؟؟

اور اسے لگا گویا اسکے سر پر آسمان گھوم رہا ہو۔ جاوید اس ایک۔۔بندے کو جانتا تھا۔۔جاوید نے اپنی جائید اداس پہیلی کے سپرد اسی لیے کی تھی تاکہ۔۔وہ۔۔حرم۔۔اپنے متوقع وقت پر نمودار ہو کر اس پہیلی کو سلجھائے۔۔یعنی وہ گھوسٹ بھی اس پہیلی سے واقف تھا۔

اس پر بہت کچھ ہی لمحوں میں آشکار ہو گیا تھا۔

جاوید اور وہ گھوسٹ ایک دوسرے کو اگر جانتے تھے تو یہ بات واضح تھی کہ طالوت کو اسے خاص موقع پر کام دینے کا کیوں کہا گیا تھا۔۔

اس نے ڈائری کا وہ خون آلود صفحہ ویسے ہی رہنا دیا۔وہ نازنین کو چونکانا چاہتا تھا۔ابھی وہ ڈائری کو بند کر کے ایک جانب رکھنے ہی لگا تھا کہ ٹھہر سا گیا۔اسکے کتھئی سے موٹے لیکن خستہ گتے کے اوپر کچھ لکھا ہوا تھا۔مٹا مٹا سا کوئی نام۔۔اس نے آنکھیں سکیڑ کر ان مٹے الفاظ کو پڑھنا چاہا۔۔

وہ دو لفظ تھے "١٦ صدی۔"

اس نے ناسمجھی سے ان الفاظ کو دہرایا لیکن کچھ بھی واضح نہ ہو سکا۔جب لفظ کا معمہ اس سے حل نہ ہو سکا تو اس نے ڈائری ایک جانب ڈالی اور پھر باہر چلا آیا۔ایک آخری کام بچا تھا۔۔وجدان سے بات کرنے کا کام۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رشتے والے دن نازنین اور شائستہ کے درمیان کا مکالمہ محض وجدان ہی بتا سکتا تھا۔

اور پھر اس نے ہر جملہ ازبر کر کے اگلے دن پوری قوت سے شائستہ کے چہرے پر دے مارا تھا۔۔!

****

ان دونوں کے درمیان برف جیسا سفر موجود تھا۔ یخ، بے جان اور ہر قسم کے رحم سے خالی۔۔

اسکی سرخ آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر قدموں میں سجدہ ریز ہو گئے تھے۔ پھر وہ ابلتی ہچکیوں کو منہ پر ہاتھ رکھ کر قابو کرتی دوبارہ لائبریری کے اندر بھاگی تھی۔ حرم آہستگی سے قدم اٹھاتا اسکے پیچھے چلا آیا۔ وہ اب کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ جلدی جلدی اپنا پرس اٹھا رہی تھی۔ اسکا سارا وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔

حرم لائبریری کے دروازے ہی میں چند پل ٹھہرا رہا تھا۔ پھر آگے بڑھ آیا۔۔

"نازنین "___

"نام مت لو اپنی زبان سے میرا۔۔" وہ پلٹ کر غرائی تھی۔ انگشتِ شہادت جو حرم کی جانب تان رکھی تھی وہ بھی کپکپاہٹ کا شکار تھی۔ آنکھیں زخمی پڑ رہی تھیں اور چہرہ ہتک کے احساس سے سرخ ہوا جا رہا تھا۔

"یہ سب۔۔ یہ سب کر کے تم کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہو۔۔؟ گھٹیا پن کی انتہا تک گرنا تمہیں زیب نہیں دیتا تھا، حرم۔۔! تم نے اپنی عزت، اپنا وقار اور اپنا اعزاز میری نگاہوں میں کھو دیا ہے۔"

وہ اسکے طیش کے باعث لرزتے لب اور سرخ آنکھیں چند پل خاموشی سے دیکھے گیا تھا۔

"یہ آپکے ساتھ ہوئے ظلم کا بدلہ تھا، نازنین۔ اور بدلے لوٹائے جاتے ہیں۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا میں نے تم سے بدلہ لینے کے لیے کہا تھا؟ میری اجازت کے بغیر تم ہوتے کون ہو میرے لیے بدلے لینے والے۔۔!" وہ اس پر چلائی تھی۔

"بات آپکی اجازت سے کہیں آگے نکل چکی ہے۔ "

"بکواس بند کرو اپنی۔۔! تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم ان سب سے مختلف ہو۔۔؟ تم بھی انہی جیسے ہو۔ بدلے لوٹانے والے ظلم کرنے والوں سے کچھ مختلف نہیں ہوا کرتے۔۔"

"میں نے کبھی دعوہ نہیں کیا تھا کہ میں ان سے مختلف ہوں۔ "

اسکی دھیمی سی سرگوشی پر نازنین کی آنکھوں میں افسوسناک تھکن سی اتری تھی۔ اسکا حلق دکھنے لگا تھا۔ آنکھوں کے سامنے ہر گزرتے پل کے ساتھ دھند گہری ہوتی جا رہی تھی۔

"میں نے۔۔ تمہیں ان سب سے مختلف سمجھا تھا۔۔! میں نے تمہیں ان سب سے الگ سمجھا تھا۔ میں نے تمہیں انسان سمجھا تھا۔۔ لیکن مجھ سے غلطی ہو گئی۔ تم سب۔۔ ایک جیسے ہو۔ تم، شائستہ تائی، شجاع، تایا، اور احمد۔۔! تم سب ایک دوسرے سے ہر گز بھی مختلف نہیں۔ مجھے اپنے فیصلے اور اپنے انتخاب پر افسوس ہو رہا ہے۔ تم کبھی رحمدل تھے ہی نہیں۔۔! تم تاک میں رہ کر نشانہ لینے والے شکاری تھے۔۔!"

اسکی آواز طیش سے بلند ہوئی تھی۔ پھر وہ تیزی سے پلٹی۔ بابا کی ڈائریز اور پنا پرس کندھے پر ڈالتی اسکی جانب مڑی۔ اسکی آنکھیں اب کہ خشک محسوس ہو رہی تھیں۔ خالی اور زخمی۔۔

"آئندہ مجھ سے کسی بھی قسم کا رابطہ کرنے کی کوشش ہر گز بھی مت کرنا۔ کیونکہ نازنین انصاری کو گرے ہوئے اور گھٹیا لوگوں سے رابطے میں رہنے کا کوئی شوق نہیں۔ سنا تم نے۔!!"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسی تیزی کے ساتھ وہ اسے پرے دھکیلتی ساتھ سے گزرنے ہی لگی تھی کہ اس نے بے ساختہ اسے کہنی سے تھام کر اپنی جانب گھمایا۔ ابھی نازنین کی نگاہوں میں نا سمجھی اتری ہی تھی کہ وہ اسے اپنے ساتھ لیے قدرے کونے میں بنے ایک شیلف کے پیچھے ہو گیا تھا۔ اس نے شائستہ کے لائبریری کی جانب بڑھتے قدموں کی چاپ محسوس کی تھی۔ اور وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ شائستہ نازنین کو یہاں دیکھے۔ نازنین نے اس سے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا تو اس نے اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔۔ گویا خاموش رہنے کی تلقین کی ہو۔۔ پھر اپنے لبوں پر انگشتِ شہادت رکھ کر اسے واقعتاً خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو نازنین کی آنکھیں پہلی دفعہ محتاط محسوس ہونے لگیں۔ اسکے آنسو خشک ہو چکے تھے اور اب حلق کسی ان دیکھی سی گرہ کے زیرِ اثر بند ہونے لگا تھا۔ حرم اسی پہر اسے چھوڑ کر شیلف کی اوٹ سے نکل آیا تھا۔۔ شائستہ اسے دیکھ کر اپنی جگہ ہی جم سی گئی تھی۔

"تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا، حرم۔۔! کیا تم نازنین کا بدلہ لے رہے ہو مجھ سے۔۔؟ اس دو ٹکے کی لڑکی کا بدلہ لینے کے لیے تمہیں میری ایسا کی تذلیل کرتے ہوئے ذرا رحم نہیں آیا۔۔!"

وہ اس پر طیش سے دھاڑی تھی لیکن حرم بہت آرام سے ٹیبل کے ساتھ لگی کرسی کھینچ بیٹھا تھا۔

"رحم صرف ان پر کیا جاتا ہے جو رحم کرنا جانتے ہوں۔ اور نہیں۔۔ میں نازنین کا بدلہ نہیں لے رہا۔ میرا نازنین سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بدلہ تو کسی اور تناظر میں لیا گیا ہے۔"

اس نے مبہم سی بات کر کے شائستہ کا سرخ بھبھوکا چہرہ بہت سکون سے دیکھا تھا۔ اس کا بس نہ چلتا تھا حرم کو شوٹ ہی کر دیتی۔

"کہنا کیا چاہتے ہو۔۔؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کہنا صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جو ہوا وہ نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن جو ہو چکا اس کا قرض مجھ پر باقی تھا۔ اور میں قرض خود پر نہیں رکھا کرتا۔ ویل۔۔ یہ نازنین کا کیا سین ہے۔۔؟ کیا آپ بھی ان کے لیے رشتہ لے کر گئی تھیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو اتنی حیرت، اتنا شاک اور صدمہ کس لیے۔۔؟ جب آپ دوسروں کے ساتھ کریں تو وہ جسٹیفائیڈ۔ لیکن جب وہی آپ کے ساتھ دوسرے کریں تو وہ قابلِ مذمت۔۔! بات کچھ سمجھ نہیں آ رہی مجھے۔۔"

کان کی لو کھجا کر کیا انداز سے کہا تھا اس نے۔ شائستہ کی رگ رگ میں گویا کسی نے کڑوا سیال انڈیل دیا تھا۔ اسکی کنپٹی سے ماتھے کو جاتی رگ شدید طیش کے باعث پھڑک رہی تھی۔ مٹھیاں بھینچے، چڑھے سانس اور متغیر رنگت کے ساتھ وہ ٹھنڈے اور کمپوز مزاج رکھنے والی شائستہ سے قدرے مختلف محسوس ہو رہی تھی۔ بیچاری۔۔ کیا حال کر دیا تھا حرم نے اسکا۔۔

"تم ابھی مجھے جانتے نہیں ہو لڑکے۔۔!" اس نے دانت پیس کر چباتے ہوئے کہا تو حرم نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا۔ پھر مسکرایا۔۔ نازنین شیلف کے ساتھ پشت ٹکائے، سانس روکے کھڑی تھی۔ اس ٹھنڈ میں بھی اسکی پیشانی پر پسینہ چمک رہا تھا۔

"رئیلی۔۔! لیکن جانتی تو آپ ابھی مجھے بھی نہیں ہیں، مامی۔ "

"میں تمہیں بہت اچھے سے جان بھی گئی ہوں اور پہچان بھی گئی ہوں۔ "

"اچھا۔۔!" اس نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی محظوظ سا پہلو بدلا تھا۔ "کیسے۔۔؟ "

"یہی کہ تم ایک گھٹیا مرد ہو۔۔" وہ اسکے جواب پر ہنس پڑا تھا۔ پھر چہرہ اٹھا کر شائستہ کی متغیر رنگت کو دیکھا۔ میک اپ کا ملمع بھی اسکی بوڑھی ساخت کو چھپانے میں ناکام ہو رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بس۔۔یہ جانتی ہیں آپ میرے بارے میں۔۔!سوری، لیکن آپ بہت کم جانتی ہیں۔آپکو کوئی قدم اٹھانے کے لیے اس سے زیادہ معلومات کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔"

"تم انتظار کرو۔۔دیکھنا میں تمہارے ساتھ اور اس نازنین کے ساتھ کرتی کیا ہوں۔۔"!

"جو بھی کریں سوچ سمجھ کر کیجیے گا۔آج کا سبق آپ کے چودہ طبق روشن کرنے کے لیے کافی تھا ویسے بھی۔۔"

"تم مجھے دھمکا رہے ہو۔۔؟"اس نے آرام سے سر نفی میں ہلایا تھا۔۔

"میں آپکو خبردار کر رہا ہوں، مامی۔اگر آپ ایہا کے پیچھے کسی شجاع کا سایہ نہیں دیکھنا چاہتیں تو۔۔اسکے علاوہ میں آپکو کوئی تنبیہہ نہیں کرونگا۔۔"

اور اسکی بات پر لائبریری میں موجود دونوں عورتوں کے وجود برف کا سفید ڈھیر بن گ ئے تھے۔ نازنین نے شیلف تھام لیا تھا۔ حرم سے اس قدر بے رحمی اور کاٹ کی امید اس نے کبھی نہیں کی تھی۔اسکی ٹانگیں ایک بار پھر سے کپکپاہٹ کا شکار ہونے لگی تھیں۔اور دروازے سے ذرا آگے ایستادہ شائستہ کو اپنے وجود کا ہر رونگٹا کھڑا ہوتا محسوس ہوا تھا۔اس نے کچھ کہنا چاہا تو آواز کہیں حلق ہی میں پھنس کر رہ گئ۔

"تم۔۔تم کیسے شجاع کو۔۔"

"میں نے کہا نا کہ آپ مجھے ابھی نہیں جانتیں۔اسی لیے آئندہ کوئی بھی بیوقوفی اپنے سر لینے سے قبل میری اس آخری وارننگ کو یاد رکھیے گا، مامی۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکا مسکراتا چہرہ سپاٹ ہو گیا تھا۔ آنکھیں پتھروں کی مانند سخت اور سنجیدہ محسوس ہو رہی تھیں۔ شائستہ اگلے ہی پل لرزتا وجود لیے پلٹ گئ تھی۔ وہ کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ پھر آہستہ سے اٹھ کر نازنین کی جانب چلا آیا۔ وہ بے یقینی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"تم۔۔ یہ سب۔۔ کیوں؟ "

"آپ ہی کہتی ہیں نا کہ میں غلطی کے بعد اچھے بچوں کی طرح اپنا امیج درست کرنے کے لیے بہت سے راستے اختیار کرتا ہوں۔ تو بس۔۔ یہ بھی انہی راستوں میں سے ایک ہے۔"

لیکن نازنین نے میکانکی سے انداز میں سر ہلایا تھا۔ وہ اسکی وضاحت پر ذرا بھی مطمئن نہیں ہوئ تھی۔

"تم نے یہ سب ترتیب دیا تھا، حرم۔۔! تم نے یہ سب طے کیا تھا۔ تم نے مجھے یہاں بلایا، تم نے ہر شے کو اپنے مدار پر درستگی سے جمایا اور تم نے اپنے طے شدہ عمل کے تحت کسی بھی معاملے کو دوسرے کے ساتھ الجھنے نہیں دیا۔ تمہیں لگتا ہے کہ اس سب کے بعد میں تمہاری کسی بھی وضاحت پر یقین کرونگی۔۔! مجھے تو اب تمہاری پچھلی وضاحتوں پر بھی شک ہونے لگا ہے۔ تم نے تو شاید مجھ سے کبھی سچ بولا ہی نہیں تھا۔۔"

وہ اسکی بات پر چند پل اسے دیکھتا رہا تھا۔ وہ پہلے والے جذباتی رد عمل کے برعکس بہت الجھی الجھی اور مضمحل سی محسوس ہو رہی تھی۔ شاید شائستہ کے وجود نے اس کے طیش پر گھڑوں پانی ڈال دیا تھا۔ شاید وہ اسکے سامنے جانے کی ہمت خود میں ابھی تک مجتمع نہیں کر پائ تھی۔

حرم نے اسکی کسی بھی بات کو رد نہیں کیا۔ رد کرنا آپکو مزید جھوٹا ثابت کرتا ہے۔ بہتر یہی تھا کہ وہ اپنی صفائ میں خاموش ہی رہتا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ نے نتائج نکال لیے۔ میں چاہ کر بھی آپکی ججمنٹ کو نہیں بدل سکتا۔"

کندھے اچکا کر وہ پیچھے لگے شیلف کے ساتھ پشت ٹکا گیا تھا۔ نازنین نے تھک کر گہرا سانس لیا تھا۔ وہ حرم کے ایسے جوابی وار پر گھبرا گئی تھی۔ وہ ڈر گئی تھی۔۔ ہاں۔۔ وہ اس لڑکے سے ہر گزرتے دن کے ساتھ خوفزدہ ہوتی جا رہی تھی۔

"تم مجھے غیر آرام دہ کر رہے ہو۔"

"سوری۔۔"

وہ اسکے جواب پر افسوس سے اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"تم آخر چاہتے کیا ہو۔۔؟"

"جو میں چاہتا ہوں آپ اس پر یقین نہیں کریں گی۔"

"پھر تم یہ سب کیوں کر رہے ہو۔۔؟ تم مجھے ان لوگوں کا بھی گنہگار کر رہے ہو جنھوں نے میرے ساتھ زیادتی نہیں کی۔"

"اس سب میں۔۔ کوئی ایک بھی۔۔ بے قصور نہیں تھا، نازنین۔۔! ہر ایک اپنے دائرے کا ابلیس تھا۔"

لائبریری کے قد آور سے شیشے پر یکدم ہی موٹی موٹی بوندیں برسنے لگی تھیں۔ وہ دونوں شیلف سے ٹکے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ایستادہ تھے۔ نازنین کی سیاہ آنکھوں میں بے یقینی تھی اور حرم کی بھوری آنکھوں میں برفانی تودوں کی سی ٹھنڈک۔۔ ایسی ٹھنڈک جو ریڑھ کی ہڈی تک سنسنا دیتی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے اکیلا چھوڑ دو، حرم۔ میری زندگی میں پہلے ہی بہت مسائل ہیں۔ میں یہ سب افورڈ نہیں کر سکتی۔ مجھے کسی سے کوئی بدلہ نہیں لینا ہے۔۔ پلیز۔۔۔"

وہ اس ایک لمحے میں اتنی تھکن کا شکار محسوس ہوئی تھی کہ حرم کو اس پر بے ساختہ ہی ترس سا آیا۔ کیا قصور کیا تھا اس لڑکی نے۔۔ وہ چند قدم قریب ہوا تھا۔ پھر اپنا چہرہ اسکے چہرے کے مقابل لایا۔۔

"آپ نے کہا تھا کہ آپ مجھ پر بھروسہ کرنے لگی ہیں۔۔ "

"مجھے تم خوفزدہ کر رہے ہو۔۔ "

"میں آپکو کبھی خوفزدہ نہیں کر رہا تھا، نازنین۔ میں تو ہمیشہ آپکو بچا رہا تھا۔ "

"مجھے مزید کوئی بات نہیں سننی۔ مجھے جانا ہے۔ میں یہاں کچھ دیر اور ٹھہری تو شاید سانس نہیں لے پاؤنگی۔ مجھ تک دوبارہ کبھی بھی رسائی حاصل کرنے کی کوشش نہ کرنا حرم۔ لڑکیوں کو درمیانی راستوں میں نہیں روکا کرتے۔۔ نہیں تو پھر۔۔"

اور وہ جو اسے دیکھ رہا تھا اپنی جگہ جم سا گیا۔ منظر بدلا۔۔ دن بدلا۔۔ وقت بدلا۔۔ وہ کئی سال پیچھے چلا گیا۔۔ تب جب وہ دروازے کے اس پار کھڑا اشہوار سے بات کر رہا تھا۔ وہ اسے لڑکیوں کو درمیانے راستوں میں روکنے سے منع کر رہی تھی۔ ہاں۔۔ وہ ٹھیک یہی کہہ رہی تھی۔۔

"نہیں تو پھر ہم سے راستہ کھو جاتا ہے اور ہم کہیں کی نہیں رہتیں۔۔ "

اس نے آہستہ سے اپنا جملہ مکمل کیا اور کندھے پر ٹنگا بیگ درست کرتی باہر نکل آئی۔ شیشے پر بوندیں اب تک تڑاتڑ برس رہی تھیں۔ وہ اپنی جگہ جما رہ گیا۔ پھر اپنے فون کی گھنٹی پر میکانکی سے انداز میں فون اٹھا کر کان سے لگا یا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دوسری جانب سارنگ ہی انتہائی گھبرائی سی آواز ابھری تھی۔کیونکہ اس تنظیم کے ایک اور کارندے کی لاش۔۔ دن کی روشنی میں، اسکے فارم ہاؤس سے برآمد کرلی گئی تھی۔

****

رمیز کے ارد گرد کیمروں، رپورٹرز اور کمپنی کے ملازمین کا ہجوم سا تھا۔رستم آفندی ملک کا ایک معروف صنعت کار تھا۔اس کے قتل کی اطلاع ہر جانب پورے زوروشور سے نشر کی جارہی تھی۔وہ اس تنظیم کا دوسرا اہم کارندہ تھا۔جسے مار کر اسی کے فارم ہاؤس میں دفنا دیا گیا تھا۔اگلے دن اسکی لاش ملی تھی۔

"کیا یہ سچ ہے کہ رستم آفندی کسی خفیہ تنظیم کے اہم رکن تھے۔۔؟"

"کیا آپ ہمیں بتاسکتے ہیں کہ رستم آفندی کے قتل کے بعد اس انڈسٹری کا اگلا لائحہ عمل کیا ہوگا۔۔؟"

"کیا یہ وہی قاتل ہے جس نے مظہر راحت کو نشانہ بنایا تھا۔۔؟"

"کیا آپ اپنا کاروباری تعلق وضع کرنا چاہیں گے۔۔؟ کمپنی کا ایسے ڈوبتے وقت میں کیا فیصلہ ہوسکتا ہے۔"

وہ کسی ایک بھی سوال کا جواب دیے بغیر تیزی کے ساتھ وکلا اور دیگر اہم لوگوں کی معیت میں اپنی گاڑی تک چلا آیا تھا۔پھر کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے ایک پل کو رک کر رپورٹرز کے کیمروں اور مائکس کی جانب چہرہ گھمایا۔۔ تصویریں کھینچے جانے کی آوازیں بدستور سنائی دے رہی تھیں۔

"ابھی تحقیق کی جارہی ہے۔اس سے پہلے کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہوگا۔۔"اسی کے ساتھ وہ کار میں بیٹھ چکا تھا۔ مائکس اور رپورٹرز کو سیکیورٹی اہلکاروں نے بمشکل پیچھے دھکیلا تھا۔اس کی کار لوگوں کے جمِ غفیر سے گزری تو اس

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نے ماتھے پر آجانے والا پسینہ بے ساختہ ہی رومال سے خشک کیا۔ صبح ہی صبح ایسی خبر سن کر اسکا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا تھا۔ مظہر کا قتل ایک کم جھٹکا نہیں تھا جواب اسی تیزی کے ساتھ اسے دوسرا جھٹکا بھی دے دیا گیا تھا۔

گھر آنے کے بعد وہ اپنی اسٹڈی کی جانب بڑھ آیا۔

ٹائی کی گرہ نوچ کر کھولی اور پھر اسے گلے سے نکال کر دور پھینکا۔ آگے بڑھ کر شیشے کے ٹیبل پر رکھی ہر شے ہاتھ مار کر زمین بوس کر دی۔

اسی پہر احمد اسکی اسٹڈی میں چلا آیا تھا۔ وہ اسی قوت کے ساتھ مڑا اور پھر احمد کو زوردار مکار خسار پر دے مارا۔ وہ بروقت بچ جانے کی وجہ سے زیادہ تکلیف کا شکار نہیں ہوا تھا۔

"تم سے میری تنظیم کے محض ایک دو کارندے نہیں سنبھل رہے۔۔! کر کیا رہے ہو تم۔۔؟ وہ (گالی) ہمارے درمیان سے۔۔ ہماری ناک کے نیچے سے ایک اور بندے کو مار کر فرار ہو چکا ہے۔۔ اور تم۔۔ تم جھک مار رہے تھے اب تک۔۔"

وہ اس پر چنگھاڑا تھا۔ احمد سر جھکائے مؤدب سا کھڑا رہا۔ اسے رمیز کی ذہنی ابتری کا اندازہ تھا۔ اسے ایک بہت خوفناک جھٹکا ملا تھا۔ ایک اور کارندے کا مارا جانا انکی نااہلی کا ثبوت تھا۔ وہ کسی بھی طور اس معاملے کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ دوسرے صنعت کاروں کا ان کے اوپر سے عدم اعتماد کا اظہار کرنا تو مظہر کی موت سے ہی وضع ہو گیا تھا لیکن اب ایک اور قتل۔۔ وہ اس قتل کو افورڈ نہیں کر سکتے تھے۔ انکی قیمت پوری صنعتی برادری میں بہت تیزی سے نیچے گرنے والی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگلے ہی پل فون کی گھنٹی بجی تو رمیز اس جانب متوجہ ہوا۔ مختلف پراجیکٹس پر کام کرنے والی باہمی کمپنی کے سربراہان کے پیغامات موصول ہونا شروع ہو چکے تھے۔ اور یہ تو طے تھا۔ کہ اس بار وہ۔۔ برے پھنسے تھے۔

اور پچھلی رات کے ایک سیاہ پہر میں۔۔ شیشے کے سامنے کھڑے زاویار نے اپنے خون آلود ہاتھوں کو نل کے پانی سے دھو رہا تھا۔ اسکے رخسار پر خون کے نشانات تھے جسے وہ ہاتھ سے صاف کر رہا تھا۔

اسکا چہرہ اس قدر سپاٹ اور سرد تھا کہ حد نہیں۔۔ اگلے ہی پل وہ پلٹا اور تولیے سے ہاتھ اور چہرہ خشک کرنے لگا۔۔ کچھ تھا جو اسے غیر انسانی بنا رہا تھا۔

****

نازنین آہستہ قدم لیے آگے بڑھ آئی تھی۔ پھر برآمدے میں لگی کرسی پر انتہائی خاموشی سے آبیٹھی۔ بارش کی موٹی موٹی بوندیں تیزی سے برستی جا رہی تھیں۔ ہر جانب گویا جل تھل سا ہو گیا تھا۔ اس نے سر پر تنی چھتری کو بھی جھاڑ کر ایک جانب رکھ دیا تھا اور پھر وہ کرسی پر دونوں پیر چڑھائے انتہائی خاموشی کے ساتھ اس بارش کو دیکھے جا رہی تھی۔ کیاریوں میں لگے پھولوں پر برسات کی برستی بوندوں نے بھیگا سا منظر باندھ دیا تھا۔ جانے کیوں۔۔ لیکن جب بھی وہ حرم کے ساتھ کسی تکلیف کا شکار ہوتی تھی، تب یہ بارش آسمان سے ضرور برسا کرتی تھی۔ لوگ اسے رحمت کہا کرتے تھے۔۔ خوشی اور خوشحالی سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ لیکن سچ تو یہ تھا کہ اسکے لیے بارشیں ہمیشہ تکلیف دہ رہی تھیں۔ اسکے لیے بارشیں ہمیشہ اداس رہی تھیں۔۔ تلخ اور سرد رہی تھیں۔۔ کٹھن اور سیاہ رہی تھیں۔

اس نے گہرا سانس لیا۔ اندر بڑھتی کثافت برستی بارش کی ہر بوند کے ساتھ گہری ہوتی جا رہی تھی۔ اس نے کھلے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔ نگاہوں کے سامنے منظر ہر پل بدلتا جا رہا تھا۔ وہ نیچے کھڑا اسکے لیے بدلہ لے رہا تھا۔ بنا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کسی لحاظ کے وہ ہر پنی تلی بات پر مصر تھا۔ وہ گھٹیا اور گرا ہوا ثابت ہوا تھا۔ جیسے کو تیسا کے مصداق اس نے اپنے اور دوسروں کے درمیان فرق کی کسی لکیر کو پنپنے ہی نہیں دیا تھا۔

وہ لڑکا ایسا کیوں کر رہا تھا؟ جہاں تک وہ انسانوں کو جانتی تھی، وہ کبھی بنا کسی وجہ کے کچھ بھی نہیں کیا کرتے۔ پھر حرم۔۔

اس نے گہرا سانس لیا۔۔

اسکا رویہ سوالیہ نشان کیوں ثابت ہو رہا تھا؟ کیا وہ کچھ چھپا رہا تھا؟ کیا وہ اسے آدھی بات بتا کر آدھی تفصیل حذف کر رہا تھا؟

لیکن وہ ایسا کیوں کر رہا تھا؟

اس نے تھک کر سر پیچھے کی جانب ڈھلکایا۔ زندگی اتنی کٹھن اور ریگستانی زمین کی مانند جھلس کیوں رہی تھی؟ کیا کبھی اسکی زندگی نارمل ہو سکتی تھی؟

سوال بہت تھے اور جواب ندارد! سوچ سوچ کر اب اسکا سر دکھنے لگا تھا۔ آخر یہ لڑکا کر کیا رہا تھا؟ کرنا کیا چاہ رہا تھا؟

برستی بارش تلے وہ اب تک گہرے گہرے سانس لیتی سوچوں میں گم دکھائی دیتی تھی۔ اسی پل وجدان اور صوفیہ داخلی دروازے سے بھیگتے بھگاتے داخل ہوئے تو وہ ان کی جانب متوجہ ہو گئی۔ عصر کی نماز کے بعد اب وہ چائے کا کپ ہاتھ میں لیے کرسی پر دوبارہ سے آ بیٹھی تھی۔ صوفیہ چونکہ وجدان کے ساتھ مارکیٹ تک گئی تھیں اسی لیے فی الحال آرام کر رہی تھیں۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وجدان بھی ٹھنڈی بارش تلے اپنی چائے کے ساتھ اسکے سامنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور صد شکر کہ اس نے اپنا سر کتابوں میں نہیں دے رکھا تھا۔

وجی نے اسے سوچوں میں گم دیکھا تو کھنکھارا۔۔ اسے حرم کے اعمال کا علم بخوبی تھا اور اسکے آثار اسے نازنین کے چہرے پر بھی بھرپور طریقے سے دکھائی دے رہے تھے۔

"پریشان ہیں کیا پھپھو۔۔؟" اس نے پوچھا تو وہ چونکی۔۔ پھر سر نفی میں ہلایا۔۔ اپنے کپ کی اوپری سطح پر انگلیاں پھیرنے لگی۔۔

"مجھے انسانوں کو سمجھنے میں آج سے پہلے کبھی اتنی دقت کا سامنا نہیں ہوا، وجی۔ میں کچھ باتیں سمجھ نہیں پا رہی ہوں۔ "

"جو باتیں آپ سمجھ نہ پائیں انہیں خدائی فیصلے تصور کر لیا کریں۔ کیونکہ انسان پر کچھ باتیں آشکار ہوں تو اسے ناگوار گزر سکتی ہیں۔ آپ کو اس عذاب سے بچا لیا گیا ہے۔۔۔"

وہ آرام سے بول کر چپ ہو گیا تھا۔ بارش تڑاتڑ برس رہی تھی۔

"لیکن ادھورا علم بھی تو کسی عذاب سے کم نہیں ہوتا۔۔" وہ اداس لگ رہی تھی۔۔ بہت زیادہ۔۔ تھکی ہوئی بھی۔۔ بیزار بھی۔۔

"کچھ عذاب زندگی کے ساتھ باندھ دیے جاتے ہیں۔ انہیں مرنے تک جھیلنا ہی پڑتا ہے۔۔ "

وجدان کی بات میں اداسی سی ہلکورے لینے لگی تھی۔ اس نے اسے جواب نہیں دیا۔۔ گرم گرم چائے حلق میں انڈیلتی خاموشی سے بارش کو تکتی رہی۔ اسکے اندر بھی برسوں سے ایسی ہی بارش کا وجود اسے بھگوئے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہوئے تھا۔ کیونکہ اسکے لیے بارشیں کبھی بھی خوشگوار ثابت نہیں ہوئی تھیں۔۔ لیکن حقیقت تو یہ تھی کہ اسے بارشوں سے عشق تھا۔۔ جو وہ چاہ کر بھی اپنے اندر سے مٹا نہیں سکی تھی۔۔

****

وہ سارنگ کے کلینک جانے کے بجائے کرائم سین پر چلا آیا تھا۔ اس کے پاس ایجنسی کا مخصوص کارڈ ہونے کے باعث اسے کرائم سین پر داخلے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ برستی بوچھاڑ شام کے سیاہ پہر تک تھم چکی تھی۔ وہ اس جگہ کا از سرِ نو جائزہ لینا چاہتا تھا۔ شام گہری ہونے کے باعث پولیس اہلکار اور تفتیشی افسران پلٹ چکے تھے۔ محض سیکیورٹی اہلکار کو کارڈ دکھا کر اپنا داخلہ یقینی بنانا مشکل نہیں تھا۔

"حرم، تمہارا وہاں دیکھا جانا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ واپس آجاؤ جلد از جلد۔۔ "

اسکے کان میں لگے کمیونکیٹر پر سارنگ کی فکر مندسی آواز گونجی تھی۔ وہ فارم ہاؤس کے اونچے نیچے تراشیدہ قطعوں پر آگے بڑھ آیا تھا۔

"میرے پاس کور موجود ہے۔۔" ہونٹ ہلائے بغیر دھیمی سے آواز میں کہتا وہ اب اس حصے کی جانب بڑھ رہا تھا جہاں سے لاش برآمد کی گئی تھی۔

"کیسا کور۔۔؟ "

"یہی کے ایجنسی سے لمبے عرصے تک وابستہ رہنے کے باعث مجھے قتل کی تفتیش میں دلچسپی رہی ہے۔ "

"تو پھر تم ان کے مطابق مظہر کی قتل گاہ پر نمودار کیوں نہیں ہوئے؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیونکہ سیاستدان ہونے کے باعث اسکی سیکیورٹی خاصی سخت تھی۔ اور مجھے سیکیورٹی اہلکاروں سے ڈر لگتا ہے۔" بنا کسی تاثر کے کہا تو دوسری جانب موجود سارنگ نے گہرا سانس لیا۔

"کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ تمہیں اتنے جھوٹ بولنے کے بعد نیند کیسے آجاتی ہے، حرم۔۔"

اس نے بغیر جواب دیے قدم آگے بڑھائے اور پھر اس کھدی ہوئی قبر کے قریب آ بیٹھا۔ وہ زیادہ گہرائی میں نہیں کھودی گئی تھی۔ خاصی جلدبازی اور سطحی قبر دیکھ کر اس نے نچلا لب دانتوں تلے دبالیا تھا۔ ایسے جیسے قاتل چاہتا تھا کہ رستم کی لاش دیکھی جائے۔ لیکن اسکا انداز مظہر کو قتل کرنے کے انداز سے قدرے مختلف تھا۔ اس میں زیادہ بے رحمی کا مظاہرہ نہیں کیا گیا تھا۔ اسے مار کر محض اس قبر میں دفنا دیا گیا تھا۔ مظہر کی طرح اسکی جسمانی ساخت کو نقصان ہرگز بھی نہیں پہنچایا گیا تھا۔ اب یہ اس نے انہیں مس ڈائریکٹ کرنے کے لیے کیا تھا۔۔ یا پھر وہ واقعی کوئی دوسرا قاتل تھا۔۔؟ انہیں یہی بات معلوم کرنی تھی۔

"اس قتل کی رپورٹ کب تک آجائے گی، سارنگ؟ اور موت کس وجہ سے ہوئی ہے اس کی۔۔؟"

"کل یا پھر شاید کچھ دن اور لگیں۔ اور ابھی Autopsy نہیں آئی تو کچھ کہا نہیں جاسکتا کہ کس وجہ سے موت ہوئی ہے۔ لیکن اسکے ٹھہرے ہوئے نقوش اور بتدریج کم ہو کر ختم ہوتی دھڑکن اسی بات کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ اسکے جسم میں خاص قسم کا مواد انجیکٹ کیا گیا تھا۔۔" اس نے اسکی تفصیل پر سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"ویسے رمیز پر سیاسی اور کاروباری بہت دباؤ ہے، حرم۔ میرا خیال ہے کہ اب وہ خود ان دونوں کیسس کو سالو کروانے کے لیے آگے آئے گا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ کبھی بھی ایسا نہیں کرے گا۔" وہ اس قبر کے اطراف سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر گھاس سے ذرا فاصلے پر مٹی کی ابھری سی جگہ پر بہت سے نشانات دکھائی دیے۔ ان نشانات پر رستم کی لاش گھسیٹ کر قبر تک لانے کے ثبوت موجود تھے۔

"کیوں۔۔؟ "

"کیونکہ وہ ایک بزنس مین ہے۔ وہ بڑھانا اور گھٹانا جانتا ہے۔ وہ منظرِ عام پر آکر کبھی تحقیق کروانے کی کوشش نہیں کرے گا۔ یہ اسکا کام نہیں ہے۔ ہاں پسِ پردہ وہ ان سرگرمیوں کو تیز کر دے گا کیونکہ وہ خود بھی ان اقدامات سے خوفزدہ ہو چکا ہے۔ لیکن مجھے ایک بات سمجھ نہیں آرہی۔۔ قاتل کا موٹو کیا ہے۔۔؟"

"جس طرح کے مرڈرز ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ اس سب سے تو ایک ہی بات کا نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ قاتل رمیز سے بدلہ لے رہا ہے۔۔"

اسکی بات پر حرم چونکا تھا۔۔

"زاویار۔۔؟" اس نے زیرِ لب دہرایا تو دوسری جانب سارنگ خاموش رہ گیا۔ زاویار کی جانب سے تو اسے بھی دھڑکا لگا رہتا تھا۔ وہ شروع سے ہی مشکوک تھا۔

"ہم بغیر کسی ثبوت کے بات نہیں کرسکتے۔ "

"ایک کام کرو۔۔ زاویار کے گھر کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ کر بتاؤ کہ وہ قتل کے وقت کہاں تھا۔ کوئیک۔۔ "

اس نے کہتے کے ساتھ ہی قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔ کیونکہ قتل گاہ بنا کسی واضح ثبوت کے بہت طریقے سے ترتیب دی گئی تھی۔

****

روحیلہ اور سہیل اگلی صبح واپس آچکے تھے۔اس سے رشتے کی بابت استفسار کیا تو اس نے مزے سے کہہ دیا کہ شائستہ مامی کو حیدر پسند نہیں آیا تھا اسی لیے انکار کر دیا گیا۔روحیلہ اسکے انداز پر ٹھٹکی ضرور تھیں لیکن پھر وہ شائستہ کے مزاج سے بھی واقف تھیں۔انہوں نے اسے زیادہ کرید نا مناسب نہ سمجھا۔دوسری جانب اس نے ثانیہ کو بھی "تفصیلات" دینے سے منع کر دیا تھا۔وہ سمجھ گئ تھی اسی لیے خاموشی سے اسکی بات کو قبول کر لیا۔ویسے تو اسے تفصیلات کھل جانے کا ڈر نہیں تھا لیکن جہاں تک وہ خود کو بچا سکتا تھا وہاں تک اسے خود کو بچانا چاہیے تھا۔

اس نے روحیلہ سے فیملی ڈاکٹر کے بارے میں بھی استفسار کیا تو انہوں نے اسے محض ایک ہی ڈاکٹر کی بابت بتایا۔ شادی کے بعد وہ انکے فیملی ڈاکٹر سے واقف نہیں تھی۔

اس نے اس ڈاکٹر سے بھی جلد از جلد ملاقات کرنی تھی۔جاوید اور مبین کا کیس ایک اسی ڈاکٹر سے منتھی تھا۔

اسکی ان دنوں میں ناز نین سے بالکل بھی ملاقات نہیں ہو سکی۔وہ آفس، تفتیشی کاموں اور مختلف جھمیلوں میں پھنسا ہوا تھا اسی لیے ناز نین سے ملنے کا موقع نہیں مل سکا۔اسے ناز نین سے ملنا چاہیے تھا۔۔

کیوں۔۔؟

بس پتہ نہیں کیوں۔۔!

****

وہ لائبریری میں موجود، اپنے کام میں مصروف تھی۔شاید وہ اس مصروفیت تلے اپنے آپ تک کو کچل دینا چاہتی تھی۔اسکی صحت پہلے سے کافی گری ہوئی اور رنگت زرد محسوس ہو رہی تھی۔ مسلسل کام اور کام نے اسے سانس تک لینے کا وقت نہیں دیا تھا۔

وہ ہاتھوں میں کتابیں لیے آگے بڑھی تو اسے لائبریری میں ایک جانی پہچانی سی موجودگی کا احساس ہوا۔۔اس نے اگلے ہی پل گردن پھیر کر دیکھا لیکن وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔طلباء گردنیں جھکائے کتب بینی میں مصروف دکھائی دیتے تھے۔

اس نے اگلے ہی پل سر جھٹکا اور کتابوں کو ترتیب وار رکھنے لگی۔بہت سے طلباء کتابوں کو میزوں پر چھوڑ کر ہی اٹھ جایا کرتے تھے اور بعد میں اسے اور الحام کو ترتیب کے مطابق کتابوں کو اپنی درست جگہوں پر رکھنا پڑتا تھا۔

یکلخت اسے پھر احساس ہوا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔اس نے اب کہ آہستگی سے گردن پھیری۔۔آجکل اسے بات بے بات خوف سا محسوس ہونے لگا تھا۔وہ ہر آہٹ پر چونک کر پلٹنے لگی تھی۔ہر سائے سے دور بھاگنے لگی تھی۔ ابھی وہ گردن واپس موڑنے ہی لگی تھی کہ اپنے عین سامنے ایستادہ حرم کو دیکھ کر پیچھے گرتے گرتے بچی۔

"کیا آپ۔۔مجھے ڈھونڈ رہی ہیں؟ "

مسکرا کر پوچھا تو نازنین نے بے ساختہ ہی اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر سانس بحال کیا۔پھر اسے تپ کر دیکھا۔

لائبریری کے تقدس کے باعث حسبِ عادت وہ اس پر چلا نہیں سکی۔اسی لیے خون آشام آنکھوں سے اسے گھور کر ساتھ سے نکل گئی۔وہ اسکے پیچھے آیا تھا۔۔کتنا ضدی تھا وہ۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ مجھے اگنور کیوں کر رہی ہیں؟ "

"شٹ اپ۔۔ "

"آپ ڈانٹ بھی رہی ہیں۔ "

"منہ بند رکھو۔۔ "

"جھڑک بھی رہی ہیں۔ "

"میں نے کہا میرا پیچھا کرنا بند کرو۔ "

"مجھ پر الزام بھی عائد کر رہی ہیں۔۔"اور اب کہ وہ ٹھہر گئ تھی۔ گردن اسکی جانب پھیری۔

"تمہارا مسئلہ کیا ہے۔۔؟ "

"غصہ بھی ہو رہی ہیں۔ "

"میرا پیچھا چھوڑ دو۔۔"اس نے دانت کچکچائے تھے۔

"غصہ کرتے ہوئے اچھی بھی لگ رہی ہیں۔ "

"اف۔۔"نازنین کے کانوں سے اب کہ واضح طور پر دھواں نکلا تھا۔وہ مسکراہٹ دبائے بہت پیارے سے انداز میں اسے جوابات لوٹاتا ہوا زچ کر رہا تھا۔ اور وہ زچ ہو رہی تھی۔

"تم مجھے زہر لگنے لگے ہو۔۔ "

"یہاں معاملات فی الحال اتنے گھمبیر نہیں ہوئے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور اب کہ اس سے اپنی مسکراہٹ بھی نہیں دبائی جا رہی تھی۔ نازنین کا چہرہ دیکھ کر قہقہے حلق سے ابلنے کو بے تاب ہونے لگے تھے۔

"یہ میری ورک پلیس ہے۔ لوگ تمہیں میرے ساتھ دیکھ کر غلط اندازے قائم کرسکتے ہیں اسی لیے بہتر یہی ہے کہ تم پلٹ جاؤ۔ اور مجھے دوبارہ پریشان مت کرو۔"

"لوگوں کو کہا جاسکتا ہے کہ میں آپکا کوئی پرانا سا اسٹوڈنٹ ہوں۔"

نازنین نے اسے خونخوار گھوری سے نوازا تھا۔

"اتنے جھوٹ بول کر نیند کیسے آجاتی ہے تمہیں۔۔؟" اور حرم کو سارنگ کا لہجہ بے ساختہ یاد آنے پر گدگدی سی ہوئی تھی۔ اس نے ہنستے ہوئے چہرہ دوسری جانب گھمالیا تھا۔ نازنین نے دانت پیس کر ہیل راہداری کے سفید فرش پر زور سے رکھی اور اسکے ساتھ سے آگے بڑھ گئ۔ وہ اگلے ہی پل لمبے لمبے ڈگ بھرتا ایک بار پھر سے اسکے ساتھ چلنے لگا تھا۔

"میں جھوٹ نہیں بولتا۔۔"

"جھوٹ ہے یہ بھی۔۔" وہ گردن جھکا کر مسکرایا تھا۔ پھر بھوری آنکھیں اسکی جانب پھیریں۔

"سب جھوٹ ہوسکتا ہے لیکن حرم اُربی کے اعمال جھوٹ نہیں ہوسکتے۔ میں نے وہ سب آپکے لیے کیا تھا، نازنین۔ میرا طریقہ غلط تھا لیکن نیت کبھی بھی غلط نہیں تھی۔"

وہ اسکی صفائی پر اگلے ہی پل ٹھہر گئ تھی۔ پھر گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔

"نیت، عمل کا آئینہ ثابت ہوتی ہے۔ تمہارے اعمال اور نیتیوں میں اس قدر فرق تمہیں منافق بناتا ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اب کہ بالکل خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ پھر گہرا سانس لیا اور سر اثبات میں ہلایا۔۔ گویا اپنے اعمال کی ذمہ داری قبول کرنا چاہی۔

"میں معافی چاہتا ہوں۔ "

"مجھ سے نہیں، جا کر ایبہا سے معافی مانگو۔ ٹھیک ہے کہ میں اور وہ ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسانیت کے ہر درجے سے خود کو گرا لیا جائے۔ اس نے یہ سب نہیں کیا تھا۔ یہ سب کیا دھرا شائستہ تائی کا تھا جس کی کسر تم نے ایبہا سے نکالی ہے۔"

"وہ اس سب میں قصوروار تھی۔ "اس نے دوبدو کہا تو نازنین نے اسے گہرا سانس بھر کر دیکھا۔

"مجھے اس کے قصور کا علم نہیں تھا۔ اور جس کے بارے میں مجھے علم نہیں وہ میرے نزدیک قصوروار نہیں ہے۔ "

اسکی مضبوطی اور خیال کی پختگی کو وہ یونہی رد نہیں کر سکتا تھا۔

"میں انہیں سبق دینا چاہتا تھا۔ تا کہ وہ دوبارہ آپکی زندگی کو کسی عذاب سے دوچار نہ کر سکیں۔ "

اس نے آہستہ سے کہا تو نازنین نے تھک کر اسے دیکھا۔ پھر نچلا لب دانتوں تلے دبا کر جیسے کوئی جواب ڈھونڈنے لگی۔

"جو ہوا وہ ہو چکا۔ جانے دو۔ لیکن آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔" آخر میں اسے تنبیہ کی تو وہ اچھے بچوں کی طرح سر ہلانے لگا۔

"ویسے کیا آپکو انسانوں کی پہچان نہیں ہے۔۔؟ میرے معاملے میں تو کم از کم آپکا تجربہ صفر ہی رہا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں انسانوں کے معاملے میں کبھی بھی دعوہ نہیں کر سکتی۔ انسان اپنی اصل کبھی ظاہر نہیں کیا کرتے۔۔" وہ لائبریری کی جانب واپس پلٹ آئی تھی۔ وہ بھی اسکے ساتھ ساتھ ہی قدم اٹھا رہا تھا۔ پھر دروازے میں وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے ٹھہر گئے۔۔

"انسان کی پہچان کس چیز سے ہوتی ہے۔۔؟ "

جانے کیوں۔۔ اس نے یہ سوال نازنین سے پوچھ لیا تھا۔ وہ اسے دیکھتی رہی۔۔ پھر آہستہ سے بولی۔۔

"خوف۔۔ خوف انسان کی پہچان ہوا کرتے ہیں۔" اور وہ اسکے جواب پر لمحے بھر کو سناٹے میں آگیا تھا۔

"آپکا سب سے بڑا خوف کیا ہے۔۔؟ "

"اکیلے رہ جانا۔۔" اس نے نرمی سے کہا تو حرم کی آنکھوں میں بھی نرمی سوا ہونے لگی۔۔

"اور تمہارا۔۔؟" اس کے استفسار پر وہ خالی خالی نظروں سے اسے چند پل دیکھے گیا تھا۔

"وعدوں سے۔۔ مجھے وعدوں کے ٹوٹنے سے خوف آتا ہے۔۔ "

وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھے گئے تھے۔ نازنین کی آنکھوں میں اسکے جواب پر نا سمجھی سے ابھری تھی۔ لیکن حرم نے اسے اپنے خوف کی وضاحت نہیں دی۔ کیونکہ اگر اسکے خوف کا پسِ منظر نازنین پر واضح ہو جاتا تو وہ بھی اسے لمحوں میں پہچان جاتی۔۔ کیونکہ بلاشبہ۔۔ انسان کے خوف۔۔ اسکا سب سے بڑا عکس ثابت ہوتے ہیں۔

زاویار ان دونوں کو دور سے تک رہا تھا۔۔

بالکل خاموشی کے ساتھ۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کیونکہ اس کا سب سے بڑا خوف۔۔

زندہ رہ جانا تھا۔۔

ایک بھیانک سیاہ رات کے بعد بھی۔۔زندہ رہ جانا۔۔

****

لائبریری کی دیواریں سردی کی نرم سی دھوپ میں جھلستی رہیں۔وہ خاموشی سے اسکے مبہم سے جواب پر اسے دیکھے گئ تھی۔اسے وعدوں کے ٹوٹ جانے سے خوف آتا تھا؟لیکن کیوں؟کیا اس سے کوئ وعدہ ٹوٹ گیا تھا؟یا کسی وعدے کے ٹوٹنے کی چھنکار اسکی سماعت کا حصہ بننے لگی تھی؟خوف وہاں سے جڑ پکڑتے ہیں جہاں سے رہائ کا کوئ راستہ نہ نکلتا ہو۔اسکے خوف کی کیا وجہ بنی ہوگی بھلا؟کیا یہ اتنا اونچا سا لڑکا،جو دن کی روشنی میں روشن اور رات کی سیاہی میں تاریک محسوس ہوتا ہے،کیا اسے کسی نے خوفزدہ کیا ہے؟کیا اسے کوئ خوفزدہ کر سکتا تھا؟وہ کئ پہروں قبل،نرم سی تمازت تلے جھلستی راہداریوں کو پار کرتا ہوا گزر گیا تھا۔بس اسکے الفاظ کی بازگشت فضا میں ثبت رہ گئ تھی۔

وہ لائبریری میں خاموشی سے براجمان،اپنے کمپیوٹر کی چمکتی اسکرین کو یک ٹک دیکھے جا رہی تھی۔وہ اس سے ناراض نہیں تھی۔نہ ہی وہ ایسا کوئ حق رکھتی تھی۔ان کے مابین ایسا کوئ تعلق نہیں تھا کہ وہ روٹھنے منانے کی سرحدیں سر کرتے۔وہاں تو عجیب سی ڈور تھی۔جو دکھتی نہیں تھی لیکن محسوس ہوتی تھی۔وہ اس ڈور سے بندھی ہوئ تھی اور حرم کے ہاتھ میں اسکا سرا تھا۔وہ گرنے لگتی تو وہ ہمیشہ اسکے آخری سرے کو کھینچ کر اسے گرنے سے باز رکھتا تھا۔وہ ایسا کیوں کر رہا تھا؟کیا یہ سب اتفاق تھا؟اگر یہ سب اتفاق نہیں تھا تو پھر کیا تھا؟انتخاب؟

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی سیاہ چمکتی آنکھیں تھکن کا شکار لگتی تھیں۔اکڑی گردن اور دکھتی کنپٹی کو انگلیوں کے پوروں سے سہلاتی وہ دائیں بائیں جنبش دینے لگی تھی۔

دوسری جانب حرم سارنگ کے کلینک میں موجود تھا۔نازنین سے بات کرنا اسکے لیے کبھی بھی مشکل نہیں رہا تھا۔وہ جذباتی طور پر کمزور تھی اور اسے جذباتی طور پر لوگوں کے ساتھ تعلق استوار کرنے میں وقت نہیں لگتا تھا۔یقیناً وہ اسکے ساتھ بندھے تعلق کو کوئی نام نہیں دے پارہی تھی۔اسی لیے نہیں کہ انکے مابین کوئی رشتہ نہیں تھا۔اسے بس حرم کی جانب سے کچھ اس طرح کے جھٹکے ملے تھے کہ وہ الجھ گئی تھی۔اسکے اینڈ پر راستہ صاف تھا لیکن نازنین کے اینڈ پر واقعتاً بہت سی الجھنیں پنپ رہی تھیں۔وہ ان سب کو ختم کرنا چاہتا تھا لیکن وہ کیسے ختم کرتا؟کیا اسے نازنین کو بتادینا چاہیے کہ وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے؟کیا یہ درست وقت تھا؟

سارنگ کی ورکنگ ٹیبل پر بیٹھے ہاتھوں میں پچھلے کیسس کی فائلز تھامے وہ غائب دماغی سے پرچے الٹ رہا تھا۔سارنگ دوسری جانب کسی کلائنٹ سے محوِ گفتگو تھا۔وہ فارغ ہو کر اسکی جانب پلٹا۔لیکن اسے حرم دور کسی گہری سوچ میں غرق محسوس ہوا تھا۔اس نے اسے بغور دیکھتے ہوئے ہاتھ میں تھاما چارٹ آہستہ سے ٹیبل پر رکھا تھا۔

"کیا ہوا۔۔؟ "

اسکے پوچھنے پر وہ چونکے بغیر گہرا سانس لیتا ہوا سیدھا ہو بیٹھا۔ہاتھ میں تھامی فائل اب تک آدھی جھول رہی تھی۔وہ اسکی جانب متوجہ ہی نہیں تھا۔

"نازنین سے ہر ملاقات کے بعد تم اتنے گم صم کیوں لگنے لگے ہو؟ "

اب کہ وہ چونکا تھا۔ سارنگ کی جانب بھوری آنکھیں پھیریں۔

"کیا مطلب ہے اس فضول سی بات کا۔۔؟" سارنگ نے محض اسکے استفسار پر کندھے اچکائے تھے۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ تم مجھ سے بہتر اس بارے میں بتا سکتے ہو۔

"تم الجھن کا شکار ہو۔۔ "

"نہیں۔۔ "

"تم انہیں اندھیرے میں رکھنے پر گلٹی ہو۔" اب کہ سارنگ نے اسکے چہرے پر نقش آثار پڑھ کر بہت آرام سے وضاحت دی تھی۔ اس نے ایک سخت نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

"بلاوجہ نتائج اخذ مت کرو۔۔ "

"تم نتائج اخذ کرنے سے خوفزدہ ہو۔ تمہیں لگتا ہے کہ تم ایسا کچھ اخذ کرلوگے جو تمہیں کبھی اخذ نہیں کرنا چاہئے۔ " سارنگ پھر سارنگ ہی تھا۔ گردن ایک جانب کو ڈھلکائے بہت آرام سے وہ اسے اسکی غائب دماغی کی وجوہات سے آگاہ کررہا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔ "

"پہلی ملاقات سے لے کر اس آخری ملاقات تک کے تم اپنے ہر ر فلیکس کی جانب توجہ دو تو اندازہ ہو گا کہ تم کیسا محسوس کرتے ہو۔ تم انہیں اندھیرے میں رکھنے پر شرمندگی محسوس کرتے ہو۔ تم انہیں سب کچھ بتانا چاہتے ہو لیکن تم انہیں نہیں بتاسکتے کیونکہ یہ انکے لیے خطرناک اور تمہارے لیے کٹھن ثابت ہو سکتا ہے۔ تم اس سارے جھنجھال سے خود کو آزاد کرنا چاہتے ہو لیکن پھر بھی کچھ ہے جو تمہیں مزید الجھا دیتا ہے۔ شاید بچپن کی مٹی مٹی سی

تکلیف دہ یادیں، کچھ نہ کرپانے کا خوف یا پھر۔۔انسیت۔ تم ان سے جڑے تعلق کو انسیت کا نام دینے سے گھبراتے ہو۔ تمہیں کسی بھی انسان سے تعلق استوار کرتے ہوئے اپنے حالات کو مد نظر رکھنا پڑتا ہے۔ تمہارا استوار کیا ہر تعلق تمہارے کام پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی لیے تم۔۔"

وہ لمحے بھر کے لیے ٹھہرا تھا۔ حرم چپ چاپ ہاتھ میں تھامے ان صفحات کو تک رہا تھا۔

"اپنے کام اور اپنے احساسات کو الگ الگ رکھنے میں ہلکان ہو رہے ہو۔ در حقیقت تم۔۔ حرم کا سامنہ کر رہے ہو۔ تم شوٹر ہو لیکن تم حرم بھی تو ہو۔ سمجھو اس بات کو۔۔"

"شوٹر جذبات سے عاری اور حرم جذبات کا پیکر ہے۔ ایک خالی ہے اور دوسرا اپنے بوجھ تلے ہی دب رہا ہے۔ بہت بے رحمی سے کام لیا گیا ہے تمہارے ساتھ۔ تمہیں کام دینے سے قبل بہت باریکی سے تمہاری شخصیت کو سامنے رکھا گیا ہے، حرم۔۔"

"جانتا ہوں۔ لیکن اسکے علاوہ ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔ نازنین کی زندگی اور انکی امانت میری ذمہ داری ہے۔ حالات بگڑنے سے قبل مجھے وہ کاغذات ڈھونڈنے ہیں۔۔"

سارنگ نے گہرا سانس بھرتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ آخر کو وہ اسکا دوست تھا۔ وہ اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا لیکن ایسا نہیں ہو رہا تھا۔ ایسا کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔

"تم نے فیملی ڈاکٹر کے بارے میں بات کی گھر والوں سے۔۔؟ "

وہ سر نفی میں ہلاتا سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"موقع نہیں مل سکا۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"موقع پیدا کرو اور جلد از جلد جاوید اور مبین انصاری کی مسٹری سالو کرو۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ "

"رمیز نے یقیناً کچا کام نہیں کیا ہو گا، سارنگ۔ ڈاکٹر سے سچ اگلوانا ہمارے لیے ممکن ہو سکتا ہے لیکن وہ تبدیل شدہ رپورٹس۔۔ وہ ہمیں ملنا بہت مشکل ہیں۔ اور محض ڈاکٹر کی تفصیل پر ہم یقین نہیں کر سکتے۔ ہم نہیں جانتے کہ رمیز نے وہ قتل کیے بھی ہیں یا پھر یہ سب ہمارا وہم ہے۔"

سارنگ اسکے سامنے براجمان مٹھی لبوں پر جمائے اسے سن رہا تھا۔ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ ثبوتوں کی عدم موجودگی ان کے کسی بھی کام پر دلیل نہیں ہو سکتی تھی۔

"لیکن ڈاکٹر تک پہنچنا ایک لیڈ ہو سکتی ہے اس کیس کی گتھیاں سلجھانے کے لیے۔ ہمیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے۔ "

اس نے تازہ کیس کی فائلز ایک جانب رکھیں اور پھر کچھ یاد آنے پر اٹھتے اٹھتے بیٹھ گیا۔

"زاویار کے اپارٹمنٹ کی سی سی ٹی وی فوٹیج کا کیا بنا؟" سارنگ اسکے سوال پر کھنکھار کر سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"حرم ہم محض اس فوٹیج کو بنیاد بنا کر اس پر اتنا بڑا الزام نہیں عائد کر سکتے۔ "

حرم کے ابرو اگلے ہی پل تن سے گئے تھے۔ اسکی آنکھوں میں سختی سی اتری تھی۔

"کیا قتل اور فوٹیج کا وقت برابری کی سطح پر آ رہا ہے۔۔؟" اسکی آواز بہت خاموش تھی۔ سارنگ نے تھوک نگل کر سر اثبات میں ہلایا تو وہ کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا۔ کچھ تو تھا جو اسے زاویار کے حوالے سے بہت پہلے ہی تنگ کر رہا تھا۔ اگلی کوئی بھی بات کیے بغیر اس نے سارنگ کے لیپ ٹاپ کے ساتھ رکھی یو ایس بی جھپٹی اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتا، حرم شیشے کا دروازہ دھکیلتا باہر کی جانب بڑھ چکا تھا۔ اس نے پیچھے بے چین سا سانس خارج کیا۔ وہ کبھی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بھی زاویار پر قتل جیسے عمل کے لیے یقین نہیں کر سکتا تھا۔ٹھیک ہے کہ وہ کڑوا اور غصہ ور تھا لیکن قتل۔۔ قتل بہت بڑی بات تھی۔

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔ "

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

"تم نے مجھے اس دن کیوں نہیں بتایا جس دن حرم نے بھابھی کے سامنے یہ تماشہ لگایا تھا؟ تم نے اسکا ساتھ دینے کے لیے میرے ساتھ سچ بولنے سے پہلو تہی کی۔ کیا وہ تمہارے لیے تمہارے ماں باپ کی عزت سے زیادہ معتبر ہو گیا ہے اب؟" وہ اس پر چلائیں تو ثانیہ سہم کر دو قدم پیچھے ہٹی۔ لاؤنج شام کی سیاہی میں ڈھلتا محسوس ہو رہا تھا۔ زرد سے برقی قمقموں کی روشنی اسے روشن رکھنے میں ناکام ثابت ہو رہی تھی یا پھر شاید ثانیہ کو ہی لاؤنج کچھ اندھیر محسوس ہونے لگا تھا۔

عدیل مقابل صوفے پر براجمان بار بار روحیلہ کو کچھ سخت کہنے سے روکتا لیکن ہر بار ان کے ابلتے طیش کے سامنے اپنے کھلے لب بند رکھنے ہی میں عافیت سمجھتا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ب۔۔بھائی کا کوئی قصور نہیں ہے مام۔وہ رشتہ ٹھیک تھا لیکن مامی کو وہ "___

"شٹ اپ!"چنگھاڑتے سے رد عمل پر اب کہ وہ با قائدہ رونے لگی تھی۔

"تمہارا بھائی آجکل جو کرتا پھر رہا ہے وہ سب مجھے دکھائی دے رہا ہے۔میرے بھائی اور بھابھی کی عزت کا تو کوئی خیال نہیں اسے لیکن میری عزت۔۔میری زندگی بھر کی ریاضت پر کیوں مٹی ڈالنا چاہ رہا ہے وہ۔۔؟اور تم۔۔تم اس سب میں برابر کی شریک رہی ہو اسکے ساتھ۔"

"مام پہلے حرم سے بات کر لیں۔ثانیہ کو بلاوجہ ڈانٹنے کی کوئی تک نہیں بنتی۔"

اب کے انہوں نے تپتی نگاہیں عدیل کی جانب پھیریں تو وہ گڑبڑا سا گیا۔وہ حرم نہیں تھا کہ سخت سے سخت نگاہ برداشت کر جاتا۔

"بکواس بند رکھو اپنی۔تم تینوں نے مجھے احمق سمجھ لیا ہے۔جتنا ساتھ دو، جتنی طرفداری کرو، تم لوگوں کے نخرے اور خرچے اٹھاؤ۔اتنا ہی تم لوگ والدین کی عزتوں کو دو کوڑی کا کر دیتے ہو۔میری اور سہیل کی بھائی بھابھی کے سامنے عزت کا جنازہ اٹھانے کے بعد بھی تم مجھے تحمل سے کام لینے کا کہہ رہے ہو۔۔؟شرم کرو۔تم اس گھر کے بڑے بیٹے ہو کر بھی اس قدر غیر ذمہ دار اور ناکارہ ثابت ہو رہے ہو۔"

ان کے سخت جوابی وار پر عدیل کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ثانیہ گردن جھکائے بمشکل اپنے آنسو ابلنے سے روکے ہوئے تھی اور روحیلہ کا تنفس تیزی سے بولنے کے باعث دھونکنی کی مانند چل رہا تھا۔ملازم بھی کونے کھدروں میں دبکے اپنی بیگم صاحبہ کے اس متوقع عتاب سے خائف تھے۔اسی پہر وہ لاؤنج کا دروازہ دھکیلے اندر چلا آیا۔سب کی نگاہیں یکبارگی ہی اسکی جانب اٹھی تھیں۔روحیلہ نے اگلی کوئی بھی بات سنے یا کہے بغیر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اٹھ کر اسے رخسار پر ایسا چانٹا رسید کیا تھا کہ ساری زندگی حرم کی ذات سے اسکا نشان زائل نہیں ہونا تھا۔ ثانیہ نے بے ساختہ لبوں پر ہاتھ رکھ لیا تھا اور عدیل گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ لاؤنج سناٹے میں غرق ہو گیا تھا۔

"ٹھیک کرتے ہیں وہ لوگ جو اپنے خاندان میں کسی غیر کا لہو شامل کرنے کی جسارت سے باز رہتے ہیں اور دوسروں کو اس شر سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ میں کبھی احسان کرنے سے خائف نہیں تھی۔ میں ہمیشہ اس کے شر سے خائف تھی جس پر میں احسان کر چکی تھی۔ یہ صلہ ہے میری ساری قربانیوں اور ریاضتوں کا۔۔؟ یہ سب کر کے کیا تم نے مجھے میری ہی نگاہوں میں نہیں گرا دیا۔۔؟ ایک لڑکی کے ساتھ ایسا گھناؤنا مزاق کرتے ہوئے تمہیں شرم کا احساس تک نہیں ہوا، حرم۔ کیا یہی جواب ہے میری ان سب محبتوں کا۔۔؟ کیا یہی بدلہ ہے ہر عمل کا۔۔؟"

انکی آنکھیں شدید غصے کے باعث سرخ ہو کر بھیگ رہی تھیں۔ وہ جانے کس بات پر زیادہ مشتعل تھیں۔ حرم کو اتنے سالوں کی محبتیں دینے کے بعد بھی اسکے ایک خودغرض اور گھٹیا مرد ثابت ہونے پر۔۔ یا پھر اپنے بھائی کے سامنے خاندان بھر میں ذلیل ہونے پر۔۔؟ شاید پہلی وجہ زیادہ تکلیف کا باعث تھی۔ وہ ان کا فخر تھا۔ جو کہ اب پارہ پارہ ہوا زمین بوس ہو چکا تھا۔ حرم ان کی نگاہوں میں اپنی عزت کھو چکا تھا۔

اس نے آہستہ سے نگاہیں انکی جانب پھیریں تو وہ خالی تھیں۔ ان آنکھوں میں کسی بھی قسم کی شرمندگی نے سر نہیں اٹھایا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ روحیلہ کا دل کچھ اور ٹوٹ گیا تھا۔

"ثانیہ کا اس سب میں کوئی قصور نہیں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

اسکے سپاٹ سے جواب کے ساتھ اسے ایک اور چانٹا چٹاخ سے رخسار پر آ لگا تھا۔ ثانیہ درمیان میں آ گئی۔ روحیلہ کا بڑھتا تنفس اور آگ اگلتی آنکھوں میں کچھ بہت ٹوٹ کر جڑ رہا تھا۔ حرم نے گہرا سانس لے کر چہرہ ایک بار پھر سے ان کی جانب گھمایا اور ثانیہ کو دونوں بازوؤں سے تھام کر ایک جانب کیا۔

"کیا یہی ہے تمہارے پاس۔۔؟ اپنی صفائی میں کہنے کے لیے۔۔؟ "

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کوئی جوابداری نہیں۔ کوئی شکایت کا جواب نہیں۔ مزید کوئی سوال نہیں۔ راستے مسدود اور راہیں دھند میں لپٹ گئیں۔

"کیوں کیا تم نے ایسا۔۔؟ ایہانے تمہارا کیا بگاڑا تھا۔۔؟ یا نہیں۔۔ مجھے یہ پوچھنا چاہیے کہ میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا؟ "

"وجوہات بتائے جانے پر رشتے بدصورتی اختیار کر جاتے ہیں، مام۔ میں آپکو ایسی ہر تکلیف سے دور رکھنا چاہتا ہوں۔ "

"جھوٹ ہے یہ۔۔ بکواس کر رہے ہو تم۔ "

"آپ جس بات پر یقین کرنا چاہتی ہیں، کر سکتی ہیں۔ مجھے مزید کچھ نہیں کہنا۔ اور ہاں۔۔ میں مامی سے اپنے کیے کی معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں۔ "

اسکی آخری بات پر بے ساختہ ہی عدیل اور ثانیہ نے اسے ایک جھٹکے سے چونک کر دیکھا تھا۔ روحیلہ کے ابرو لمحے بھر کو نا سمجھی سے اوپر کو اٹھے۔ ایسے جیسے وہ اسکی کہی گئی بات کا کوئی "سینس" نہ بنا پا رہی ہوں۔

"کیا کہا تم نے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے سر اثبات میں ہلا کر انہیں گویا یقین دہانی کروائی تھی۔

"میں ان سے معافی مانگ لونگا۔۔ "

"تمہیں لگتا ہے کہ تمہاری ایک معافی ان سارے بگڑے حالات کو درست کر سکتی ہے۔۔؟"وہ اس پر متعجب تھیں۔ حرم نے شانے اچکائے۔

"معافی کبھی بھی کچھ نہیں کرتی۔ یہ ایک طرح کی فارمیلٹی ہوتی ہے جسے پورا کرنے کے بعد حالات درست نہیں تو پہلے سے بہتر ضرور ہو جاتے ہیں۔"

اسکا جواب آسان تھا۔ آسان اور کسی بھی جذباتی کیفیت سے خالی۔ روحیلہ کی گیلی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے طنز کی رمق لہرائی تھی۔ پھر انکے لبوں کی جنبش سے چند الفاظ ادا ہوئے۔۔

"اور نازنین۔۔ کیا وہ وجہ بنی تھی تمہیں اس سب پر اُکسانے کے لیے؟ "

انکا استفسار بہت ٹھنڈا اور زہر میں بجھا تھا۔ وہ انہیں خاموشی سے دیکھتا رہا۔

"کیا یہ آپ سے شائستہ مامی نے کہا ہے۔۔؟ "

"جس نے بھی کہا ہو! ابھی میں صرف تم سے جو پوچھ رہی ہوں اسکا جواب دو۔ کیا تم نے یہ سب نازنین کے کہنے پر کیا ہے؟ کیا تم اپنے سے عمر میں بڑی اس لڑکی کے لیے خاندان بھر میں ذلت اٹھانے کے لیے تیار ہو؟"

"اگر آپ مامی کی باتوں پر یقین کر کے مجھ سے تفتیش کر رہی ہیں تو شاید مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم میں سے یہاں زیادہ احمق کون ہے۔ آپ یا پھر میں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"حرم۔۔!" عدیل نے اسے بلند آواز سے گھر کا تھا لیکن وہ اسکی جانب متوجہ نہیں تھا۔ وہ توفی الحال روحیلہ کے سامنے انتہائی بدتہذیبی سے کھڑا انہیں بہت بے شرمی سے احساس دلا رہا تھا۔

ان کی نگاہوں میں اسکے سوال پر آجانے والی بے یقینی اس قدر واضح اور تکلیف دہ تھی کہ وہ مزید کچھ بھی کہنے کی سعی میں الفاظ کی شدید کمی محسوس کرنے لگی تھیں۔

"دنیا ایسے کام نہیں کرتی، مام۔ کہانی ایک جانب سے ایک حصے کو کھول کر سمجھ لینے کا نام نہیں ہے۔ شائستہ مامی نے جو آپکو بتایا وہ یکطرفہ تھا۔ اور میں کسی کے کہنے پر کام کرنے والا آدمی نہیں ہوں۔ یہ بات آپ بھی اچھے سے جانتی ہیں۔ اسی لیے بہتر یہی ہے کہ کسی بھی تیسرے انسان کو گھسیٹے بغیر اپنی تفتیش کو مکمل کیا جائے۔"

اگلے ہی پل وہ ان کے ساتھ سے نکلا اور اپنا راستہ بناتا زینے عبور کر کے غائب ہو گیا۔ پیچھے اب تک سناٹا چھایا ہوا تھا۔ روحیلہ صوفے پر بے دم ہو کر گر سی گئی تھیں۔ ثانیہ اسکے پیچھے زینوں پر بھاگی تھی اور عدیل ماں کی جانب بڑھ گیا تھا۔

"کیا آپکو یہ سب کرنا ضروری تھا، بھائی۔۔؟"

وہ کمرے میں اسکے پیچھے چلی آئی۔ حرم نہیں مڑا۔ بلکہ معمول کے مطابق ہاتھ میں بندھی گھڑی اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھنے لگا۔ اسکے انداز میں ملال کی کوئی رمق نہیں تھی۔

"آپ نازنین آپی کے لیے اس حد تک کیوں گئے۔؟" اور اب کہ وہ ٹھہر گیا تھا۔ حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا آپ۔۔انہیں پسند۔۔ "

"مجھے اس بارے میں کوئ بات نہیں کرنی، ثانیہ۔ جاؤ۔۔"اسکی آواز کمپوزڈ رہی۔ ثانیہ پلٹ کر جانے کے بجائے اسکے پاس چلی آئ تھی۔ حرم نے ایک نگاہ اس پر ڈالی۔

"آپ نہیں جانتے کہ اب کیا ہو گا نازنین آپی کے ساتھ۔ مامی سارے خاندان میں انہیں آپ کے نام کے ساتھ بدنام کریں گی، بھائ۔ مامی اپنے بدلے کسی پر ادھار نہیں رکھتیں۔

مجھے نہیں پتہ کہ آپ ان کے لیے اس حد تک کیوں گئے لیکن میں اتنا جانتی ہوں کہ آپکی تندہی ان کے نقصان کی وجہ بنے گی۔ کیا ایک بار بھی ایسا قدم اٹھانے سے پہلے آپ نے نہیں سوچا۔۔؟"

"اگر یہ جذباتی ڈائیلاگز ختم ہو چکے ہیں تو کیا میں فریش ہو سکتا ہوں، مس ثانیہ۔۔؟"اس نے ایک ابرو اچکا کر طنزیہ پوچھا تو ثانیہ اسے دیکھ کر رہ گئ۔ اسکی فکر کو وہ جذباتی ڈائیلاگز کہہ رہا تھا۔

"آپکے سینے میں دل نہیں پتھر ہے۔۔ "

"ایک اور جذباتی ڈائلاگ۔۔ اوکے۔۔ پلیز جاری رکھیے۔۔ میں یہاں بیٹھ کر باآسانی آپکی گفتگو سن سکتا ہوں۔"وہ بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔ ثانیہ نے ہاتھ سختی سے سینے پر باندھ کر اسے گھورا۔ رونے کے باعث چمکتی آنکھوں میں بھیگا سا تاثر ہلکورے لے رہا تھا۔

"آپکو مام اور بابا کی کوئ فکر نہیں۔ آپ خود غرض اور ایک انتہائ برے بیٹے ہیں۔ آپ بھری محفل میں عمر رسیدہ لوگوں کی بے عزتی کرنے سے نہیں کتراتے۔ آپ جھوٹ بولتے ہیں، دھوکہ دیتے ہیں، طنز کرتے ہیں، بدتمیزی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سے بھی نہیں چوکتے۔ آپ بابا پر چلاتے ہیں۔ آپ دل میں بغض اور زبان پر مٹھاس رکھنے والے ایک زہریلے سانپ ہیں۔ آپ منافق اور رحم سے خالی ہیں۔ آپ برے ہیں بھائی۔۔ آپ بہت برے ہیں۔۔"

وہ اسے سنتا گیا۔ بھوری آنکھوں کے ساتھ سکون سے دیکھتا رہا۔ وہ جھنجھلا کر دروازہ ٹھاہ سے بند کرتی اپنے کمرے کی جانب بھاگ چکی تھی۔ حرم اپنی جگہ پر ہی ساکت بیٹھا رہا۔ زہریلا سانپ اور جھوٹا۔۔ ٹھیک ہے۔ اس سب میں غلط بیانی کہاں تھی بھلا۔۔؟ اسے ثانیہ کی کسی بات سے اختلاف نہیں تھا۔

******

حرم کو یونی گئے ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔ کچے صحن والے گھر میں معمول کی چہل پہل تھی۔ نازنین، وجدان اور صوفیہ کی زندگی میں نا محسوس سا سکون تحلیل ہوا تھا۔ یا شاید یہ طوفان سے قبل کی خاموشی تھی۔ وہ اپنے کام اور دو دو جابز میں کچھ اس طرح مصروف ہوئی تھی کہ کسی بھی جانب توجہ کرنے کا موقع نہ مل سکا اسے۔ اور شاید کہیں اندر سے وہ خود بھی یہی چاہتی تھی۔ زندگی کو بنا کسی محسوسات کے۔۔ خالی خولی سا گزار دینا۔۔ منظرِ عام سے غائب رہنا۔۔ کسی کی توجہ کا مرکز نہ بننا۔

اسی اثناء میں ٹی وی پر نشر ہوتی خبروں پر وجدان نے چہرہ گھما کر حیرت سے ٹی وی کی جانب دیکھا۔ ٹی وی محض صوفیہ کے کمرے میں لگا ہوا تھا اور وہ سامنے دکھائی دیتے اس شناسا چہرے پر آواز تیز کر گئی تھیں۔ نازنین اسکے کمرے میں چلی آئی۔ اسکے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اور ناک پر عینک دھری تھی۔ وہ شاید اسے کچھ دکھانے لائی تھی لیکن رمیز کے چہرے کو سامنے دیکھ کر وہ اپنی ہی جگہ رک سی گئی تھی۔ کتاب والا ہاتھ آہستگی سے نیچے ہوتا چلا گیا۔ عینک کے پار سے جھانکتی آنکھیں ٹی وی کی چمکتی اسکرین پر جم سی گئیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہاں ایک باعزت اور بارسوخ بزنس مین اپنے سفید گریبان کے ساتھ کھڑا تقریر کا آغاز کر رہا تھا۔ اس نے ہنگامی پریس کانفرنس بلائی تھی اور اب وہ پرسکون چہرے کے ساتھ کلک کلک کرتے کیمروں سے کھنچتی تصاویر اور بہت سے رپورٹرز کی جانب متوجہ تھا۔ آج بہت دنوں بعد وہ بہت سے سوالات کے جوابات دینے کے لیے تازہ دم ہوا سامنے ایستادہ تھا۔

"مختلف کاروباری مراحل انسانی زندگیوں پر اثرانداز ہوتے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں۔ میری کمپنی اور اس کمپنی کو زندگی بخشنے والے عملے کی کاوشوں سے آج میں اس فورم پر کھڑا ہو کر بات کرنے کی جسارت سے بہرمند ہوں۔ ملک میں ہمارے کاروبار کی مارکیٹ پرائس اور پراجیکٹس کی نفی جس تیزی سے کی گئ ہے شاید پہلے کبھی تاریخ میں ایسا نہ ہوا ہو۔ دوست، احباب اور کاروباری ساتھی ایک ایک کر کے ساتھ چھوڑتے گۓ اور بچا صرف وہ جو واقعی مخلص تھا۔ میں اس کڑے وقت کا ہمیشہ شکرگزار رہونگا کہ جس نے مجھے میرے آس پاس پلتے لوگوں کی حقیقت سے آشنا کروایا۔"

بنا کسی لکنت یا رکاوٹ کے وہ مضبوط آواز کے ساتھ چہرہ اٹھاۓ بول رہا تھا۔ سامنے براجمان رپورٹرز کھٹا کھٹ اپنے لیپ ٹاپس پر اسکے ہر ہر لفظ کو قلمبند کرنے میں مصروف تھے۔ ہال کے اونچے دروازوں کے عین سامنے مسلح افراد ایستادہ تھے اور احمد ایک جانب ناک کی سیدھ میں دیکھتا تِیر کی مانند کھڑا تھا۔ کیمروں اور تمام تر روشنیوں کا مرکز اس سمے صرف اور صرف رمیز کی ذات تھی۔ جو یقیناً اس شام اپنے ہر الزام کو دھوڈالنا چاہتا تھا۔

"میں اور میری کمپنی، مظہر راحت اور رستم آفندی کے قتل سے برات کا اعلان کرتی ہے۔ ہماری کمپنی یا اسکی ٹرانزیکشنز کا اس قتال سے کوئ تعلق نہیں۔ ہمارے مزید انویسٹرز اور ورکرز پر سماجی اور سیاسی دباؤ ہونے کے باعث ہر ایک بوکھلاہٹ کا شکار ہے لیکن اس بات کی یقین دہانی رمیز انصاری آپکو کروا رہا ہے۔۔ قتل کی سازش

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہمارے دشمنوں کی جانب سے ایک گراہوا وار ہے۔ایسے میں ہم پلٹ کر جوابی کارروائی کرنے کا حق رکھتے ہیں اور ہم اس حق کو محفوظ کرتے ہیں۔ان دونوں کیسس کی انویسٹیگیشن انصاری ٹیکسٹائل انڈسٹری کی ذمہ داری ہے۔"

ہال میں یکدم ہماہمی سی مچ گئ تھی۔ بہیترے رپورٹرز نے ہاتھ اٹھا کر سوال کرنے کی اجازت چاہی تو رمیز نے ٹھنڈے انداز سے انہیں صبر رکھنے کا اشارہ کیا۔سارنگ اپنے کلینک میں ٹی وی کے سامنے بیٹھا رمیز کو بولتا دیکھ رہا تھا۔حرم گھر کے پچھلے تہہ خانے میں انویسٹیگیشن ٹیبل کے سامنے بیٹھا مختلف کاغذات اور فنگر پرنٹس کو الگ الگ کرتا اسمارٹ فون پر اسکی تقریر سن رہا تھا۔گاہے بگاہے وہ اسکرین پر ایک بے نیاز سی نگاہ بھی ڈال لیتا۔دوسری جانب زاویار اور طالوت ایجنسی میں موجود ٹی وی پر لائیو نشر ہوتی رمیز کی پریس کانفرنس دیکھ رہے تھے۔ہر گزرتے لمحے کے ساتھ زاویار کی پیشانی کے بل گہرے معلوم ہونے لگے تھے۔

"اس انویسٹیگیشن کا خرچہ ہماری انڈسٹری اٹھائے گی اور ان کیسس کو مانیٹر ہمارے وکیل ضیاء حسن صاحب کریں گے۔ ہم قاتل کی گردن تک پہنچ کر اسے تختۂ دار تک پہنچائیں گے۔ تاکہ آئندہ ایسے قبیح عمل کی جسارت کوئی نہ کرسکے۔رہی بات ہمارے ورکرز اور انکی نوکریوں کی۔۔تو وہ اپنی جگہ محفوظ ہیں۔کسی کا حق نہیں مارا جائے گا۔ ہمارے پراجیکٹس معمول کے مطابق کام کریں گے اور جلد ہی انصاری انڈسٹری ایک بار پھر سے اپنے پیروں پر کھڑی ہوگی۔ اس کمپنی کی بنیاد میرے مرحوم والد صاحب نے سچائی، ایمانداری اور خداترسی پر رکھی تھی۔ان کی ایسی پاکیزہ نیت کو کسی بھی طرح ہم دشمن کے عزائم کے ساتھ مٹی میں رولنے نہیں دیں گے۔یہ ہمارا ہر اس ورکر سے وعدہ ہے جو ہمارے ساتھ دن رات کی محنت میں برابر کا شریک رہا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی جذباتی تقریر پر ہال میں براجمان اسکے ساتھی انویسٹرز اور چند افراد نے بھرپور تالیاں بجائیں۔ لمحے بھر کو ہال میں کان پڑی آواز تک نہیں سنائی دیتی تھی۔ مارکیٹ ویلیو یکدم تیزی سے اوپر کو بڑھنے لگی اور ہر جانب سے فون کھڑکنے لگے۔

رمیز نے عوامی دل جیت لیے تھے۔ اب ان پر مالی دباؤ تو ہو سکتا تھا لیکن سماجی نہیں۔

حرم نے موبائل اٹھا کر نگاہوں کے سامنے کیا۔ اسکے چہرے پر متاثر کن مسکراہٹ تھی۔ شاید وہ رمیز کے ایسے قدم سے متاثر ہوا تھا۔ اس نے مصیبت کو اپنے لیے رحمت میں تبدیل کر لیا تھا۔ وہ مکروہ ضرور تھا لیکن اس کی چالیں عظیم تھیں۔ ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہوتا ہے۔ رمیز ایک کاروباری انسان تھا۔ اور کاروبار کے معاملے میں اسکا علم کہیں زیادہ گہرا اور وسیع تھا۔ وہ بیچنا اور خریدنا جانتا تھا۔ اسے پتہ تھا کہ اسکے کسٹمر کو کیا چاہیے اور کیوں چاہیئے۔

اب کہ وہ پر سکون سا کھڑا ہال میں موجود ہر رپورٹر کے جوابات دے رہا تھا۔ اسکے سکون کی رمق کچھ ایسی تھی کہ وہ مر سکتا تھا لیکن ڈوب نہیں سکتا تھا۔ وہ اپنی نظر میں اپنا خدا تھا۔۔ اور حرم۔۔ اس بات سے بخوبی واقف تھا۔

******

اسے وجدان کو کچھ دکھانا تھا لیکن وہ اسے دکھا نہیں سکی۔ اس آدمی کی زبان سے ایسی باتیں سن کر اسکے اندر کہیں تکلیف گہری ہونے لگی تھی۔ وہ واپس اپنے کمرے میں چلی آئی۔ ہاتھ میں تھامی کتاب بیڈ پر رکھ دی اور پھر خاموشی سے اپنا سر پیچھے کو ٹکا کر بیٹھ گئی۔ گھٹنے سمیٹ کر سینے سے لگا لیے۔ جوڑے میں بندھے بال اور ان سے نکلتی ریشمی لٹیں چہرے پر گر رہی تھیں۔ آسمانی رنگ کے لباس پر نرم سا گھٹنوں تک آتا سفید سوئٹر بھی اسے گرم رکھنے میں ناکافی ثابت ہو رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جاوید کی اذیت ناک موت یاد کر کے اسکی ناک سرخ پڑنے لگی تھی۔ آنکھوں میں نہ چاہتے ہوئے بھی بہت سے آنسو جمع ہونے لگے۔ ان کی لکھی گئی ڈائیریز کو بارہا پڑھنے کے بعد وہ اس کے ہر ہر لفظ کو حفظ کر چکی تھی۔ ان ڈائیریز کا خیال آتے ہی اسے حرم کا خیال آیا تھا۔ اس دن کے بعد اس نے دوبارہ کوئی بھی رابطہ رکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ شاید وہ بھی پیچھے ہٹ گیا تھا۔

اسکے دل سے بوجھ سرکنے لگا۔ وہ اسے اپنی وجہ سے کسی بھی مصیبت کا حصہ بنتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ بہتر یہی تھا کہ وہ اب کبھی بھی اسکے سامنے نہ آتا۔ اور زاویار۔۔ وہ بھی تو دوبارہ اسے یونی میں دکھائی نہیں دیا تھا۔ جانے وہ کہاں تھا؟ کہیں روبینہ خالہ کا طبیعت تو ناساز نہیں تھی۔

ان کا خیال آتے ہی اسے یکدم زاویار کی فکر ہونے لگی تھی۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھا موبائل اٹھا کر اس نے نگاہوں کے سامنے کیا اور پھر بنا کچھ سوچے زاویار کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔ ایک ہفتے کی چھٹی بہت زیادہ تھی۔۔ شاید وہ واقعی بیمار ہوں۔۔

اگلی گھنٹی پر ہی اسکا فون اٹھا لیا گیا تھا۔

"کیسے ہو زاویار۔۔؟ روبی خالہ کی طبیعت کیسی ہے؟" اس نے چھوٹتے ہی سوال کیا تو وہ دوسری جانب حیران ہوا۔

"یہاں سب خیریت ہے، میڈم۔ آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں؟ "

"اوہ۔۔ تھینک گاڈ۔ تم یونیورسٹی کیوں نہیں آرہے ایک ہفتے سے؟ جانتے بھی ہو کتنا نقصان ہو چکا ہے تمہارا۔" اب کہ اسکی آواز میں سختی سی ہلکورے لینے لگی تھی۔ زاویار اسکی ڈانٹ پر کچھ بول نہیں سکا۔

"مصروف رہا تھا پچھلے دنوں اسی لیے نہیں آسکا۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ کوئی بہانہ نہیں ہے اپنی پڑھائی سے رُخ پھیرنے کا۔ غیر ذمہ داری تمہارے کیریر کے لیے بہت مہلک ثابت ہو سکتی ہے۔ "

"مہلک تو کچھ اور بھی ثابت ہو رہا ہے، میڈم۔۔" اسکے جواب پر نازنین کے ابرو نا سمجھی سے سکڑے تھے۔

"کیا مطلب ہے اس مبہم اور نا سمجھ میں آنے والے جواب کا۔۔؟" اسکے لتاڑنے پر وہ دوسری جانب ہنس دیا تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ جتنا نقصان میرا ہو چکا ہے آپ اسے بھرنے میں میرا بھرپور ساتھ دیں گی۔۔؟ "

"بالکل۔۔ بھی نہیں۔ خود بیٹھ کر پڑھائی کرو اور خبردار جو میرے پاس تم اپنے نقصان کی شکایت لے کر آئے تو۔ "

"آپ پہلے پریشان ہو کر مجھے پریشان کر رہی ہیں پھر اس پریشانی کے حل کے لیے میرا ساتھ بھی نہیں دے رہیں۔ انگریزی ادب کی استانی ہو کر بھی اتنی سخت کیسے ہو سکتی ہیں آپ؟"

"شرافت سے یونیورسٹی آؤ اور اپنا کورس طریقے سے مکمل کرو۔ روبینہ خالہ کا کوئی خیال ہے بھی تمہیں یا نہیں؟ "

"مجھے ان کا خیال ہے۔" چند لمحات بعد اس نے آہستہ سے کہا تو نازنین کو اپنے لہجے کی لاپرواہی کا احساس ہوا۔ اسے زاویار کے سامنے روبینہ کا ذکر کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ تب جب کہ وہ اپنی ماں کو یاد ہی نہیں تھا۔

"مزید چھٹیاں نہیں کرنا، زاویار۔ کل میں تمہارا انتظار کرونگی یونی میں۔ مجھ سے نوٹس اور پچھلے لیکچرز کے بارے میں پوچھ لینا۔ بس اپنی پڑھائی ڈھنگ سے مکمل کرو تم۔ معاشرے کا ایک عزات دار حصہ بنو۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ اسکے معاملے میں وجدان کی طرح کیوں حساس ہو رہی تھی؟ کیا وہ اسکی پرواہ کر رہی تھی۔۔؟ لیکن وہ تو اپنے ہر طالبِ علم کے لیے ایسے ہی پریشان ہوا کرتی تھی۔ یہ ایک استاد ہونے کے ناطے اسکی ذمہ داری تھی۔

"آپ کی پریشانی مجھے پریشان کر رہی ہے۔۔ "

"تھوڑا پریشان ہو جاؤ تاکہ اپنی ذمہ داری کو سنجیدگی سے لینے کے قابل بن سکو۔" اسکے انداز پر وہ ایک بار پھر سے ہنس دیا تھا۔ پچھلے کئی دنوں سے اسکی حالت بے حد عجیب رہی تھی۔ بالکل کسی بے جان اور مردہ انسان کی مانند وہ گھنٹوں گھنٹوں دیواروں کو تکتا رہتا تھا۔ پھر وہ شہر سے طالوت کے پاس ایجنسی چلا آیا تھا۔ وہ اسکے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتا تھا۔ لیکن اب وہ اسے فون کر کے ڈانٹ رہی تھی۔ اسکے دل پر جما بوجھ گہرا ہونے لگا۔

"اوکے۔ کوشش کرونگا ایک ذمہ دار، عزت دار، شاندار اور پتہ نہیں کونسا دار بننے کی۔ آپ کی ڈانٹ نے تو میری آنکھیں کھول دیں میڈم۔ اب میں ساری رات کتابوں سے سر کیسے اٹھا سکونگا بھلا؟"

نازنین کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی آگئی تھی۔ اس نے نچلا لب دبا کر بمشکل خود کو ہنسنے سے روکا تھا۔

"اپنی استانی کی سخت گیر طبیعت یاد رکھنا اور انسانوں کی طرح رات بھر کتابوں کے ساتھ گزارنا۔ رکھ رہی ہوں۔ "

"رکیں۔۔" اور وہ فون کان سے ہٹاتے ہٹاتے ٹھہر سی گئی تھی۔ اس نے اسے دوبارہ کان پر لگایا تو زاویار کی ممنون سی آواز ابھری۔

"میرے لیے آج تک کوئی پریشان نہیں ہوا، میڈم۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ آپ آئندہ بھی مجھے کیا ایسے ہی ڈانٹ سکتی ہیں؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پاگل ہو تم بالکل۔۔ رکھتی ہوں اب۔" اور اسکے ساتھ ہی اس نے فون کان سے ہٹالیا تھا۔ زاویار جو بالکنی کے ساتھ کھڑا نم آنکھوں سے میدان پر اترتی شام دیکھ رہا تھا، آہستہ سے زمین پر بیٹھ گیا۔ اسے اپنی آنکھیں جلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ اس کے لیے ساری زندگی کبھی کوئی بھی ایسے پریشان نہیں ہوا تھا۔ اسے کسی کی ڈانٹ پھٹکار کا ڈر نہیں تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ اسے لوگوں سے تعلق رکھنے میں کبھی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ جو آپکی غلطی پر آپکو ڈانٹیں نہیں اور آپکی اچھائی پر آپکو سراہیں نہیں۔۔ بھلا وہ بھی کوئی رشتے دار ہوئے۔ اگلے ہی پل وہ آستین سے آنکھیں رگڑ کر اٹھا اور پیچھے اترتی شام کو چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

****

وجدان اور صوفیہ نے خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا اور پھر وہ صوفیہ کی پریشانی سمجھ کر سر ہلاتا ہوا نازنین کے کمرے میں چلا آیا تھا۔ وہ حسبِ معمول اسٹڈی ٹیبل پر بیٹھی اپنا کام کرنے میں مصروف تھی۔ وہ آہستہ سے اسکے پاس چلا آیا۔

"پھپھو۔۔ آپ ٹھیک ہیں؟" نازنین نے گہرا سانس لے کر چہرہ اٹھائے بغیر کہا تھا۔۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا، وجدان۔ جب تک وہ ہمارے گھرانے کو نقصان پہنچانے سے باز رہیں گے۔ تب تک مجھے ان سے کوئی مسئلہ نہیں۔"

وجدان اسکے پیچھے بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔ سیاہ بال ماتھے پر گر رہے تھے اور بٹن شرٹ کے ساتھ جینز پہنے وہ بہت پیارا لگ رہا تھا۔

"مجھے لگا آپ ہرٹ ہوئی ہیں۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا فرق پڑتا ہے۔" وہ اب بھی بنا اثر لیے کام میں مصروف رہی۔

"آپکے ہرٹ ہونے سے دادی بھی ہرٹ ہوتی ہیں۔"

"ہمیں اب اس رویے کی عادت ڈال لینی چاہیے۔ بار بار کی اذیت سے بہتر ہے کہ انسان اس سب کو عادت بنالے۔"

"تکلیف کبھی عادت نہیں بن سکتی، پھپھو۔ یہ ہمیشہ نئے سرے سے اذیت ناک ثابت ہوتی ہے۔ اسکے لیے بھی جو دن رات ظلم کا سامنہ کرتا ہو۔"

"جب اسکے علاوہ ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں تو کیا کیا جاسکتا ہے۔۔؟ سہنے کے علاوہ۔۔"

اسکے جواب پر وجدان خاموش ہوگیا تھا۔ نازنین غلط نہیں کہہ رہی تھی۔ اگلے ہی پل وہ کرسی پر اسکے سامنے گھومی تو اس نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ بتاؤ تمہاری تیاری کیسی چل رہی ہے امتحانات کی؟ اسکے بعد تمہارا انٹری ٹیسٹ بھی تو ہے۔"

"وہ سب تو ٹھیک جارہا ہے لیکن اندر کہیں مجھے ڈر ہے کہ میرا انتخاب نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہوا تو میں کیا کرونگا، پھپھو؟ اتنی محنت کے بعد بھی اگر میں وہ ایک ٹیسٹ پاس کرنے کے قابل نہ بن سکا تو۔۔؟"

اسکی آواز میں خوف کے آسیب جڑ پکڑنے لگے تھے۔ ہر اس طالبِ علم کی طرح جو میڈیکل کے امتحان کی تیاری کرتے وقت ہزاروں واہموں کا شکار ہوا کرتا ہے۔ اس نے گہرا سانس لے کر اسے دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اگر تم میں اسکی تیاری کرنے کی ہمت ہے تو تم میں اسے پاس کرنے کی ہمت بھی موجود ہوگی، وجدان۔ اور دنیا ایک انٹری ٹیسٹ کے گرد نہیں گھومتی۔ اگر تم یہ نہیں کر سکے تو کچھ اور کر لوگے۔ تم بیکار نہیں ہوگے۔ تمہارے لیے یہی تسلی کافی ہونی چاہیے۔ جیسے میں جانتی تھی کہ اتنے تنگ حالات میں جان مار کر پڑھنے کے بعد بھی مجھے کوئی اونچا عہدہ نہیں ملے گا۔ لیکن میں کہیں اندر یہ بھی جانتی تھی کہ میں بیکار نہیں ہونگی۔"

وہ اسکی بات سے اپنے خوفزدہ کر دینے والے آسیب نہیں بھول پا رہا تھا۔ لیکن پھر بھی سر اثبات میں ہلا کر اسکی نصیحت کو قبول کرنا ہی اسے درست لگا تھا۔

"کبھی کبھی مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں بابا کی طرح بیکار ہو جاؤں۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے نا۔۔" نازنین اسکی بات پر ابرو ناگواری سے سکیڑ کر پیچھے ہو بیٹھی تھی۔ اسے جیسے طلحہ کے ذکر نے ڈنک مارا تھا۔

"سوچنے کو اور کہانیاں بنانے کو تو کچھ بھی ممکن ہے لیکن مثبت سوچنا ہی منفی رویے کو ختم کرتا ہے۔ تم اگر ایسے سوچتے رہو گے تو شاید واقعی بھائی جیسے بن جاؤ گے۔ جانتے ہو تمہاری ہر سوچ کا تمہارے جسم پر اثر ہوتا ہے۔ ہر سوچ پر تمہارا جسم حرکت کرنے کے لیے تیار رہتا ہے۔ اگر تم نے ان ٹاکسک خیالات کو نہیں جھٹکا تو شاید یہ سب تمہارا حصہ بن جائے۔ کیا تم اپنے بابا جیسے بننا چاہتے ہو؟"

وجدان کی آنکھیں خوف سے لمحے بھر کو پھیل سی گئی تھیں۔ وہ اس بارے میں سوچنا تک نہیں چاہتا تھا۔ کیا جو تکلیف طلحہ نے نازنین کو دی تھی وہی تکلیف وہ بھی اسے دینے کا مرتکب ہو سکتا تھا؟ اس نے اندر جمع ہوتے بوجھ کو سانس کے ساتھ باہر نکالنے کی کوشش کی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اب اپنے اوپر توجہ دو اور کچھ بھی منفی سوچے بغیر خود کو نئے سرے سے ری چارج کرو۔ جب بھی کہیں درمیان میں راستہ تنگ یا پھر عبور کرنے کے قابل محسوس نہ ہو تو سفر دوبارہ سے شروع کرنا چاہیئے۔ خوف کو صرف ایک چیز ختم کرتی ہے۔ اسکا سامنہ کرنا۔۔"

وہ اگلے ہی پل اپنی کرسی پر گھوم کر پھر سے کام میں مصروف ہو گئی تھی اور وجدان چند پل بعد اسکے کمرے سے اٹھ آیا تھا۔شاید اسے اپنا سفر دوبارہ سے شروع کرنا چاہیے۔وہ کیوں اس راستے کو عبور کرنا چاہتا تھا۔اس جواب میں اس کی رہائی پوشیدہ تھی۔

******

حرم شاور لے کر تازہ دم ہوا کمرے کا دروازہ بند کرتا باہر نکل رہا تھا۔تازہ دھلے بالوں کو پیچھے جمائے وہ جینز کی جیب میں ہاتھ ڈالے شاید اپنا موبائل برآمد کر رہا تھا۔ دفعتاً اپنے کمرے کا دروازہ پار کرتے سہیل کی نگاہ اس پر پڑی۔ان دونوں کے درمیان تناؤ کی کیفیت پہلے سے کہیں زیادہ محسوس ہونے لگی تھی۔اس نے ایک نگاہ ان پر ڈالی اور پھر جونہی پلٹنے لگا تو ان کی آواز پر ٹھہر سا گیا۔وہ اسکے قریب چلے آئے تھے۔ لیکن حرم انکی جانب نہیں گھوما۔

"یہ تم کیا حرکتیں کر رہے ہو آجکل؟ "

"آپ جانتے ہیں تو پھر پوچھ کیوں رہے ہیں؟" پلٹے بغیر اس نے کہا تو انہوں نے اسے بازو سے جکڑ کر اپنی جانب گھمایا۔ان کی آنکھوں میں سختی تھی۔

"اپنے اعمال کے نتائج بھگتنے پڑیں گے تمہیں۔یاد رکھنا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ بات مجھے برسوں سے یاد ہے۔ بلکہ یہ بات ہر انسان کو یاد ہوتی ہے۔ لیکن وہ پھر بھی عادت سے مجبور ہو کر سب کچھ اندھوں کی طرح کرتا چلا جاتا ہے۔ کیا ہم سب انسان ایسے ہی کام نہیں کرتے؟"

"تمہاری یہ سرکش زبان اور بیہودہ اعمال کسی دن تمہیں بہت بڑی تکلیف سے دوچار کریں گے، حرم۔ "

"آپ مجھے وہ سب باتیں کیوں بتا رہے ہیں جو میں پہلے سے جانتا ہوں؟ "

سہیل کی بھوری آنکھوں میں موجود سختی اب کہ کاٹ میں بدلنے لگی تھی۔ وہ دو قدم اسکے قریب چلے آئے۔ ان دونوں کا قد برابر اور دراز تھا۔ ان دونوں کی آنکھیں بھی ایک دوسرے کا عکس تھیں۔۔ بھوری۔۔ کانچ جیسی۔۔ لیکن نرمی سے خالی۔۔

"میں اگر کچھ بول نہیں رہا تو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں بول نہیں سکتا۔ تم آج۔۔ اور اسی وقت اپنی ماں سے۔۔ اپنی مامی اور ماموں سے۔۔ ایہا سے۔۔ ہر اس شخص سے معافی مانگو گے جس کے ساتھ تم جانوروں والا سلوک کر چکے ہو۔ ابھی اور اسی وقت۔۔"

اسکی بھوری آنکھوں میں ہلکی سی جنبش بھی نہ ابھری۔ سہیل کا ایسا رویہ اسکے لیے غیر متوقع نہیں تھا۔ وہ اپنا نرم و شفیق باپ کا لبادہ اسکے سامنے کئی بار پہلے بھی اتار چکے تھے۔ اور اسے۔۔ انکے ان دونوں کرداروں سے نفرت تھی۔ اسے اپنے باپ سے نفرت تھی۔

"معافی مانگنا کوئی مسئلہ نہیں۔ چلیں۔۔ ابھی مانگ لیتا ہوں۔ لیکن اس بات کا گارنٹی کارڈ آپ کہاں سے لائیں گے کہ میں دوبارہ کبھی ایسا نہیں کرونگا؟ کیا آپ میرے اچھے بچوں کی طرح معافی مانگنے پر یقین کریں گے۔۔؟ اتنے بیوقوف ویسے آپ لگتے نہیں ہیں۔ اور مجھ سے میرے اعمال کی معافی منگوا کر آپ جو اپنا کاروباری تعلق سنبھالنا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

چاہتے ہیں اس سے میں بے خبر نہیں ہوں۔ لیکن آپ۔۔ ان لوگوں سے۔۔ ان کی زیادتیوں کی معافی کیسے منگوائینگے، بابا۔؟"

"میں کسی کی زیادتیوں کا ٹھیکے دار نہیں ہوں۔ اور تم جو میری پیٹھ پیچھے کر رہے ہو مجھے اس سے بھی بے خبر مت سمجھنا۔ تم جاوید کی بیٹی کے لیے جو کچھ کر رہے ہو۔ اور جیسے کر رہے ہو۔ وہ میری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ تم نے اس لڑکی کے لیے رمیز کے پرانے ملازم کو مارا پیٹا۔ اتنی بری طرح کہ وہ بولنے کے قابل نہیں رہ سکا۔ تم نے اسکے لیے یونی انتظامیہ سے پنگا لیا۔ تم اسے بچانے کے لیے در در پہنچنے کو خود پر فرض سمجھ رہے ہو۔ جانتے بھی ہو اگر تمہارے یہ اعمال رمیز کو پتہ چلے تو ہمارے مابین کاروباری تعلق کس حد تک متاثر ہو سکتا ہے؟ تمہارا یہ بچکانہ اور جذباتی رویہ ہم سب کو لے ڈوبے گا ایک دن۔"

"مجھے ڈوبنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور جتنی بھی اطلاعات آپکو، اپنے اس ذاتی ملازم سے موصول ہو رہی ہیں۔ اسے بس میرا ایک پیغام دے دیں، بابا۔ کہ اگر وہ کبھی حرم کی پکڑ میں آیا تو کبھی کسی کو ٹیل کرنے کے قابل نہیں رہ سکے گا۔"

اسکے سرکش سے جواب پر سہیل کے اندر ناگواری کی ایک شدید لہر اٹھی تھی۔ ان کے حلق میں گھلتی کڑواس اب ان کے نقوش کا خاصہ بھی معلوم ہونے لگی تھی۔ غصے کی ایک تپتی لہر نے انکے وجود کا اگلے ہی پل احاطہ کیا تھا۔

"اپنے باپ کو دھمکا رہے ہو۔۔؟ "

وہ اس پر دھیمی آواز میں غرائے تو اس نے سرد نگاہیں ان پر جمائیں۔

"میں آپکو دھمکا نہیں رہا ہوں، بلکہ بتا رہا ہوں۔ آپکے اعمال کے نتائج۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ پلٹنے ہی لگا تھا کہ سہیل نے اسے سختی کے ساتھ بازو سے تھام کر ایک جھٹکے سے اپنی جانب گھمایا تھا۔ انکے دانت جمے تھے اور طیش کے باعث ماتھے کو جاتی رگ پھڑک رہی تھی۔

"اگر میں تمہیں ابھی اپنے آفس اور گھر سے بے دخل کر دوں تب کہاں جائے گی تمہاری یہ اکڑ۔۔! کیا میرے اس دیے گئے اسٹیٹس، خوشحال زندگی اور رتبے کے علاوہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ اپنی جگہ یاد رکھو۔ جس کچرے کے ڈھیر سے لا کر میں نے تمہیں اس گھر میں جگہ دی تھی۔ اسے یاد رکھو۔ اپنی جگہ بھولنے والوں کے لیے زمین اور آسمان دونوں تنگ کر دیے جاتے ہیں۔ مجھے مت اکساؤ کہ میں تمہیں اس بھری دنیا میں ایک بار پھر سے تنہا کر دوں، حرم۔ کیونکہ میں۔۔" ذرا ٹھہر کر استہزاء سا اسکی گلابی پڑتی آنکھوں میں دیکھا۔ پھر آہستہ سے اپنی بات مکمل کی۔۔ "ایسا کر سکتا ہوں۔۔"

وہ اپنی جگہ ہی جما رہ گیا۔ بالکل خاموشی سے سہیل کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھے گیا۔ جیسے اسے ان سے ایسی بے رحمی کی توقع نہیں تھی۔ لیکن وہ اب دھول میں اٹا وہ بچہ نہیں تھا۔ وہ اس بچے کو کہیں بہت پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ اس نے مسکرا کر چہرہ دوسری جانب پھیرا تو سہیل کے چہرے پر ناسمجھی سی ابھری۔ اگلے ہی پل اس نے اپنا چہرہ دوبارہ سے انکی جانب گھمایا تھا۔

"آپکو کیا لگتا ہے۔۔؟ کیا میں بغیر پلان کے یہاں آیا تھا۔۔؟ میں ایک بدذات انسان کا بیٹا تھا تو مجھے محتاط رہنا تھا۔ گھر، اسٹیٹس، کاروبار، زندگی۔۔!" وہ انگلی پر انکی جانب سے دی گئی تفصیل گنتا ہنسا تھا۔ اسکی ہنسی میں کاٹ تھی۔ جس نے سہیل کے ماتھے پر ڈلا ہر بل ڈھیلا کر دیا تھا۔

"نکالیں مجھے ان سب سے اور پھر دیکھیں، کہ میں اس دنیا میں کیسے سروائیو کرتا ہوں۔ اس غلط فہمی سے نکل آئیں کہ اب مجھے آپ کی ضرورت ہو گی۔ آپکی ضرورت جب تھی تب آپ نہیں تھے۔ اب آپ ہیں تو آپکی ضرورت

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نہیں رہی۔ آپکا بزنس۔۔ مجھے نہیں چاہیے۔ آپکا گھر۔۔ مجھے دلچسپی نہیں۔ آپکی زندگی۔۔ میرے لیے معنی نہیں رکھتی۔ اور اسٹیٹس۔۔ مجھے ایسی کسی بکواس چیز میں کبھی انٹرسٹ نہیں رہا۔ آئندہ اگر مجھے الفاظ سے زخمی کرنے کے بارے میں سوچیں تو یاد رکھیں کہ آپ کو بھی آگے سے اتنے ہی زخم دیے جائیں گے۔ کیونکہ حرم آپکا وہ بیٹا جس میں آپکو اپنا عکس نظر آتا ہے۔ اور جانتے ہیں کیا۔۔ اپنا عکس سب سے زیادہ بھیانک ہوتا ہے۔ جب اس میں روح کی بدصورتی وضاحت سے دکھائی دینے لگے۔"

اسی کے ساتھ وہ پلٹا اور پھر زینے اترتا چلا گیا۔ سہیل اپنی جگہ ہی جم گئے تھے۔ ان میں سانس تک لینے کی ہمت باقی نہیں رہ تھی۔ حرم انکا عکس تھا۔۔ ایک بھیانک عکس۔۔

اس نے زینوں سے اتر کر ایک نگاہ روحیلہ پر ڈالی جو لاؤنج میں براجمان فون پر شاید شائستہ سے ہی محوِ گفتگو تھیں۔ ان کی نگاہ بھی اگلے پل اسکی جانب اٹھی تو اس نے چہرہ پھیر کر درمیانی راستہ عبور کر لیا۔ نازنین کا بدلہ تو اس نے لے لیا تھا لیکن اسکے نتائج بہت پیچیدہ ثابت ہو رہے تھے۔ اسے اپنے نام کی فکر نہیں تھی۔ لیکن وہ اسکا نام بدنام نہیں کرنا چاہتا تھا۔ شائستہ نے اپنی جانب کی کہانی جس طرح سے شازیہ کے گوش گزار کی تھی، اس سے وہ بخوبی واقف تھا۔ یقیناً اس عورت نے اپنے کیے کی تفصیل حذف کر کے محض اسکی جانب کی کہانی اپنے ہی انداز میں پیش کی ہو گی۔

اس نے گہرا سانس لیا اور پھر اپنی کار کی جانب بڑھ آیا۔

✲✲✲✲✲✲

رمیز اپنی اسٹڈی میں براجمان انہماک سے کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا جب اس نے دروازے پر آہٹ سن کر سر اونچا کیا۔ قیمتی لباس زیب تن کیے، بالوں کو پیچھے جمائے، نگاہوں پر مہنگے فریم کا عینک لگائے وہ اپنی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پہلے والی ابتر حالت سے خاصہ بہتر اور سنبھلا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ اسی پہر احمد اندر داخل ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ میں تھامی کتاب ایک جانب رکھ دی۔ اسے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ اسکے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر اپنی سپاٹ آنکھیں اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔

"کیا آپکو نہیں لگتا کہ آپ نے پریس کانفرنس کر کے اس سارے معاملے میں میڈیا کو بہت جلدی انوالو کر لیا ہے۔۔؟ کیا میڈیا کی ہم آہنگی ہمارے اس ذاتی مسئلے کے ساتھ درست رہے گی؟"

رمیز اسکی بات سن کر سکون سے ہنکارا بھر تا سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ پھر اپنی عینک اتار کر سامنے چمکتے ٹیبل پر رکھ دی۔ اس شیشے میں احمد کا دندھلا عکس واضح ہوا۔

"مجھے سیاست نہیں آتی، احمد۔ صرف کاروبار کرنا آتا ہے۔ لیکن کیا تمہیں پتہ ہے کہ کاروبار اور سیاست میں زیادہ کچھ فرق نہیں۔ ایک عوام کی قربانی طلب کرتی ہے اور دوسرا انسانی اوقات کی۔۔ سیاست درست جگہ پر، درست الفاظ کے چناؤ کا نام ہے اور کاروبار۔۔ اسکی تعریف بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ اپنے گاہک کے سامنے درست وقت پر درست بات کہنے کا نام کاروبار ہے۔ میڈیا کی نگاہوں میں آیا کیس زیادہ سے زیادہ کتنے دن چل سکتا ہے؟ بمشکل پندرہ دن۔ اسکے بعد انکے پاس کوئی اور موضوع ہو گا اور ہمارا بیانیہ کہیں اندر دب جائے گا۔ ایسا ہی ہو گا نا۔۔؟"

وہ کرسی پر پیچھے کو ہو بیٹھا تھا۔ احمد کو اسکی تمہید سے ہمیشہ الجھن رہی تھی لیکن وہ پھر بھی اپنے تاثرات پر قابو پا کر سپاٹ چہرہ لیے بیٹھا ہوا تھا۔ اسکے بیٹھنے سے لے کر اٹھنے تک کا ہر انداز محتاط تھا۔ شانے سیدھے اور کمر میں کسی قسم کا جھول نہیں تھا۔ ہاتھوں اور پیروں کی جنبش کے ساتھ ساتھ اسکی نگاہوں کی باریک سی جنبش بھی اسکے قابو میں تھی۔ وہ کسرتی لیکن مضبوط جسم کا مرد تھا۔ جبھی تو رمیز کے ساتھ وہ اب تک چل سکا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ مسئلہ ابھی حل نہیں ہوا ہے۔ مسائل ایسے حل نہیں ہوا کرتے۔ پندرہ دن۔۔ پندرہ دن ہیں ہمارے پاس۔ اپنا کاروباری تعلق دوبارہ سے استوار کرنے اور اپنے ساتھی انویسٹرز کی سیکیورٹی سخت کر کے انہیں محفوظ جگہوں پر منتقل کرنے کے لیے۔ قاتل پندرہ دن تک کسی بھی قدم کو اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ یہ پندرہ دن میڈیا اور سوشل میڈیا پر ہمارے لیے ہمدردی سمیٹنے کا وقت ہے۔ اس وقت میں ہمیں آنے والے وقت کے لیے تیاری کرنی ہے۔ تاکہ وہ دوبارہ ہماری طرف دیکھنے کی ہمت بھی نہ کر سکے۔"

اس نے بات ختم کر کے احمد کی جانب دیکھا لیکن وہ رتی بھر بھی متاثر نہیں ہوا تھا۔

"اور اگر ہماری سوچ کر برعکس قاتل نے کوئی ایسا قدم اٹھالیا تو۔۔؟ کیا آپ ایک اور انویسٹر کی موت اپنی گرتی ہوئی مارکیٹ ویلیو کے ساتھ برداشت کر سکیں گے؟"

اور اسکے سوال پر رمیز ہنستا ہوا پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ احمد کے چہرے پر اب بھی تاثرات ویسے ہی رہے۔ رمیز نے ذرا ٹھہر کر اس کی جانب دیکھا اور پھر مسکرایا۔ وہ آجکل ضرورت سے زیادہ ہی ریلیکس تھا۔

"یہی تو گیم ہے، احمد۔ تم سمجھے نہیں۔ اتنے سال میرے ساتھ گزارنے کے بعد بھی تم مجھے سمجھ نہیں سکے نا۔۔!"

"کیا اب آپ اپنی مبہم باتوں کی وضاحت کرنا پسند کریں گے؟" احمد نے لگی لپٹی رکھے بغیر بے لچک آواز میں پوچھا تو رمیز نے سر اثبات میں ہلایا۔ پھر ہاتھوں کو باہم ملا کر ٹیبل پر رکھتا آگے کو جھکا۔ اسکی آنکھوں میں الوہی سی چمک تھی۔ احمد کے ابرو پہلی دفعہ ناسمجھی سے سکڑے تھے۔

"وہ اگر سمجھدار نہیں ہوا تو ضرور آگے بڑھ کر قتل کرنے کی یا پھر ہمارے کسی ساتھی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا اور تبھی۔۔ وہ میڈیا کی نگاہوں میں آجائے گا۔ ملک میں ہنگامی صورتحال پیدا ہو جائے گی۔ ایک

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

قاتل بے لگام علاقوں میں پھر رہا ہے۔ عام عوام کو یہ بات ہضم نہیں ہو گی۔ وہ مشتعل ہو کر حکومت پر چڑھ دوڑیں گے۔ گلی گلی احتجاج ہونگے۔ حکومت بوکھلا کر پولیس کی ایک قابل ٹیم کو اس قاتل کے سراغ پر مامور کرے گی اور پھر وہ ہمیں نقصان پہنچانے کے بجائے اپنی جان بچاتا پھرے گا۔ ہم نے شو شروع کیا ہے لیکن اسکا انت قاتل کی قابلیت سے جڑا ہے۔"

احمد کے چہرے پر پہلی دفعہ حیرت ابھری تھی۔ رمیز کی ذہانت پر اسے پہلے بھی کبھی شک نہیں تھا لیکن جس طرح اس نے اس مسئلے کو ہینڈل کیا تھا وہ بلاشبہ قابلِ فخر تھا۔ اسے اگلا سوال کرنے میں وقت لگا۔۔

"لیکن پھر ہمارے اس ساتھی انویسٹر کا کیا جو اس سب میں اپنی جان سے جائے گا۔۔؟ "

اسکے سوال پر رمیز کی آنکھیں جو الوہی چمک کے زیرِ اثر جگمگا رہی تھیں اگلے ہی پل ماند سی پڑ گئیں۔ وہ جھولتی کرسی پر پیچھے کو ہو بیٹھا تھا۔ پھر ترچھا ہوا سامنے موجود قدِ آدم کھڑکی کو دیکھنے لگا۔

"بڑے عزائم کے لیے۔۔ بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ یہ جگہ جس پر میں موجود ہوں۔ یہ مجھے ایسے ہی نہیں ملی۔ کوئی جگہ انسان کو ایسے ہی نہیں مل جاتی۔ اس جگہ کی گہرائیوں میں میرے باپ اور بھائی کا خون دفن ہے۔ میرے بہت سے اعمال اور سیاہیاں کارفرما ہیں۔ کسی کو جب بلند مقام پر دیکھو تو ہمیشہ یاد رکھو کہ دنیا اتنی صفائی سے کام نہیں کیا کرتی۔ اسکی پوشیدہ حقیقتیں بہت بھیانک ہوتی ہیں۔ بڑے بڑے بادشاہ اپنے بھائیوں کا قتل کر کے بادشاہی کے تخت تک پہنچے تھے۔ یہی اصول ہے۔۔ یہی ضابطہ ہے۔ کسی ایک کی قربانی تو درکار ہو گی۔ اسی لیے مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔"

احمد کی جانب سے مزید اسکے لائحہ عمل پر کوئی جملہ نہیں کہا گیا۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اور اگر یہ سب ویسے نہیں ہوا جیسے آپ نے طے کیا ہے۔ اگر قاتل ہماری سوچ سے کہیں زیادہ ذہین ہوا۔ اگر وہ اس چال کی اصل حقیقت بھانپ گیا تو پھر۔؟"

رمیز نے اسکے سوال پر گہرا سانس لیا تھا۔ کچھ باتیں تھیں جنہیں وہ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔

"پھر ہم انتظار کریں گے۔ جب تک وہ ہمارے سامنے نہیں آجاتا تب تک۔۔"

رات باہر قطرہ قطرہ تحلیل ہونے لگی تھی۔ احمد اسٹڈی سے اٹھ آیا تھا۔ اگلے ہی پل اسکا فون بجا تو اس نے اسے نگاہوں کے سامنے کیا۔ وہ بنا کچھ سوچے اب تیزی سے زینے عبور کرتا باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اسے شجاع کے ہاسپٹل روم کے باہر کھڑے گارڈ کی کال موصول ہوئی تھی۔ شجاع کو ہوش آگیا تھا اور وہ اس سے ذاتی طور پر خود ملنا چاہتا تھا۔ وہ اس سے ملنے ایک بار پہلے بھی گیا تھا لیکن تب اسکی حالت غیر تھی۔ گاڑی کو ہاسپٹل کے راستے پر ڈالتا وہ آگے ہی آگے بڑھ رہا تھا۔ پھر ہاسپٹل کے باہر گاڑی ایک پل کو روکی۔ ڈیش بورڈ سے تین تصاویر اٹھائیں اور خاموشی کے ساتھ گاڑی کا دروازہ بند کرتا باہر نکل آیا۔ رات کی سیاہی میں اسپتال کی چہل پہل کافی حد تک سمٹ چکی تھی۔ اس نے نپے تلے قدم اٹھائے اور پھر آگے بڑھتا گیا۔ اگلے ہی پل اب وہ شجاع کے برابر کھڑا تھا اور وہ اسے خوفزدہ نگاہوں سے تک رہا تھا۔ احمد آہستہ سے اسکے کان کے پاس جھکا۔

"جو دکھاؤں اس پر سر ہلانا اور اگر تم نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو تمہارا قتل میرے ہاتھوں ہو گا۔ اسی اسپتال میں۔ صبح تمہاری لاش پنکھے سے جھولتی ہوئی ملے گی اور پولیس فائل میں تمہارا کیس خودکشی ڈکلیئر کر کے بند کر دیا جائے گا۔"

اسکی سرد آواز میں عجیب سی جھنجھناہٹ تھی۔ شجاع کا حلق خشک پڑ گیا تھا اور گردن میں بے تحاشہ پسینہ ابھر آیا تھا۔ وہ سیدھا ہوا۔ پھر اپنے ہاتھ میں پکڑی تصاویر اسکے سامنے کی۔ وہ سارنگ کی تصویر تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا یہ تھا جس نے تمہاری یہ حالت کی ہے۔۔؟" اسکے استفسار پر وہ تیزی سے نفی میں سر ہلانے لگا تھا۔ احمد نے گہرا سانس لیا اور پھر دوسری تصویر اپنی نگاہوں کے سامنے کی۔ اس تصویر کو شجاع کے سامنے کیا تو اپنا سانس تک روک لیا۔ وہ زاویار کی تصویر تھی۔ شجاع نے اب کی بار بھی نفی میں سر ہلایا تو احمد نے آنکھیں بند کر لیں۔ اسکے اوپر سے کوئی وزن سا ہٹا تھا۔ اگلی تصویر پر اس کے ابرو ایک بار پھر سے تن سے گ ئے تھے۔ اس نے آہستہ سے وہ تصویر شجاع کی جانب پھیری تو وہ چند پل سن رہا۔۔ اور پھر اسکے رونے کی آواز ابھری۔ اسکی آنکھوں میں ایسا خوف ہلکورے لینے لگا تھا کہ احمد چونکا۔ شجاع تیزی سے اثبات میں سر ہلا رہا تھا۔ یہاں تک کہ اسکا پورا جسم کپکپانے لگا۔ وہ اپنے بیڈ پر ماہی بے آب کی مانند تڑپنے لگا تھا۔ اسکے حلق سے غرغر کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔۔

جانتے ہیں وہ تصویر کس کی تھی۔۔

وہ حرم کی تصویر تھی۔۔

اور احمد کو اپنا جواب مل گیا تھا۔

* * * * * * * *

"حرم۔۔" سارنگ کی آواز اسکے کان میں لگے آلے میں گونجی تو اس نے بیزار سا سانس خارج کیا۔

"کیا ضروری ہے تمہارا ہر آدھے گھنٹے کے بعد فون کرنا۔۔؟" وہ جھنجھلا گیا تھا۔ دوسری جانب چند پل سناٹا چھایا رہا اور پھر سارنگ کی آواز ابھری۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہاں میں کوئی فارغ نہیں بیٹھا ہوں۔ یہ میں تمہارا کام کر رہا ہوں لیکن تمہیں میری قربانیوں کی ذرا قدر نہیں۔ میری زندگی بہت پر سکون چل رہی تھی لیکن پھر تم جیسے انسان سے دوستی ہو گئی اور اچھی بھلی زندگی میں بونچھال آ گیا۔ جب سے یہ کیس شروع ہوا ہے میری راتوں کی نیندیں تک اڑ گئی ہیں۔ ہر آن میں اپنے کلینک کو اٹھ اٹھ کر دیکھتا ہوں کہ کہیں اس پر حملہ تو نہیں ہو گیا۔ کہیں میرے آس پاس بندوقیں لے کر افسران تو نہیں کھڑے اور کہیں تمہارے منحوس اعمال کا سایہ مجھ پر تو نہیں پڑ گیا۔ اور تم۔۔ تم کہہ رہے ہو کہ میں تمہیں ہر آدھے گھنٹے بعد فون کیوں کر رہا ہوں۔۔! میں ڈرا ہوا ہوں۔۔ اوہ خدا۔۔ میں کس کے ساتھ اپنا سر مار رہا ہوں۔۔ بھاڑ میں جاؤ اور آئندہ یہاں کا رُخ نہ کرنا۔"

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا اگلی جانب سے فون بند کر دیا گیا تھا۔ اس نے گہرا سانس لے کر کان سے آلہ نکالا اور پھر وہیں زمین پر لیٹ گیا۔ وہ ورزش کر رہا تھا اور اس وقت اپنے اپارٹمنٹ میں موجود تھا۔ پتہ نہیں کیوں اسے اتنے ڈرامے باز دوست ملے تھے۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ میٹ سمیٹ کر ایک جانب رکھا اور پھر کچن کاؤنٹر پر رکھی بوتل سے پانی گلاس میں انڈیلنے لگا۔ اسے دوبارہ سارنگ کو کال کرنی تھی۔ وہ یقیناً کوئی ضروری بات کرنے کے لیے فون کر رہا تھا لیکن اسکی بیزاریت نے سب الٹ پلٹ دیا۔ اب وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ یقیناً اپنے کسی کتے کو گود میں لے کر اسکے خلاف بیانیہ دے رہا ہو گا۔

کچھ لمحات بعد وہ اب اپنی گاڑی کا رُخ کلینک کی جانب پھیر رہا تھا۔ دروازہ دھکیلنے پر گھنٹیاں بجی تو سارنگ نے سر اٹھا کر دیکھا۔ وہاں سے حرم داخل ہو رہا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں ضبط سے میچ کر چہرہ پھیر لیا تھا۔

"میں نے فون رکھ دیا تو تم اپنی شکل دکھانے یہاں چلے آئے۔"

"کیا بات کرنی تھی تمہیں۔۔؟" حرم کا انداز سنجیدہ تھا۔ اسکا انداز دیکھ کر سارنگ اگلے ہی پل سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں نے رمیز کی پریس کانفرنس دیکھی۔اس نے کرائسس کو بلیسنگ میں بدل دیا اپنے لیے۔ "

حرم نے اسکی بات پر کوئی جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔وہ آجکل ضرورت سے زیادہ ہی خاموش رہنے لگا تھا۔اسکی شرارتی آنکھیں اور مسکراہٹ جیسے عنقا ہو گئی تھی۔شاید معاملات پہلے سے کہیں زیادہ کٹھن ہو گئے تھے۔

"مجھے پتہ نہیں کیوں۔۔عجیب سا خوف ہے۔جیسے وہ نازنین پر حملہ کرنے کی کوشش کرے گا۔"اور اب کہ وہ چونکا تھا۔بھوری آنکھیں اسکی جانب پھیریں۔

"اور تمہیں ایسا کیوں لگا؟ "

"شاید وہ اندر کہیں جانتا ہے کہ اس سب کا سامنہ وہ نازنین یا پھر انکے گھرانے کی وجہ سے کر رہا ہے۔اب وہ میڈیا کے سامنے کھل کر آگیا ہے۔اس پر ہاتھ ڈالنا اب کسی کے لیے بھی آسان نہیں ہو گا۔"

وہ اسے سنجیدگی سے سن رہا تھا۔سارنگ اس سے اگلی بات کہتے ہوئے ہچکچا رہا تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ۔۔تمہارے کیے کا بدلہ۔۔نازنین سے نکالے۔"اور اسکی آخری بات سن کر حرم کے ماتھے پر ابھرے بل ڈھلک گئے تھے۔وہ پیچھے ہو بیٹھا۔

"تم نے نازنین کو پروٹیکٹ کرنے کے لیے جو انکی بیٹی کے ساتھ کیا اسکا ردعمل کچھ بھی ہو سکتا ہے۔اور جتنا بااعتماد وہ ہے،شاید ایسا کوئی قدم اٹھانے سے وہ نہ چوکے۔"

"وہ کبھی ایسا کرنے کی غلطی نہیں کرے گا۔ایسے میں سب کا شک اسی پر جائے گا۔ نازنین اس کے خلاف بیان دیے بنا خاموش نہیں رہیں گی۔" اس نے جیسے یہ سب سارنگ سے زیادہ خود سے کہا تھا۔وہ کیوں اپنے اعمال کے ردعمل بھول گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جب ہمیں لگتا ہے کہ کبھی کوئی انسان ایسے حالات میں ایسا کچھ نہیں کرے گا جس پر شک سیدھا اسی پر جائے۔ تب اکثر وہی انسان وہ کام کر جاتا ہے کیونکہ لوگوں کو اندازہ ہوتا ہے کہ اس سے ایسی بیوقوفی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ وہ ایسے حالات کا فائدہ اٹھاتا ہے، حرم۔ وہ لوگوں کی نفسیات اور جذبات کو مینوپلیٹ کرتا ہے۔ نازنین کا بیانیہ کوئی معنی نہیں رکھے گا۔ وہ سب کو یہی کہے گا کہ یہ جھوٹ اور پبلک کی توجہ لینے کا ایک اور طریقہ ہے۔ میں اپنے ڈوبتے کاروبار کو سنبھال رہا ہوں ایسے میں مجھ سے ایسی توقع رکھنا حماقت ہے۔ اور بس۔۔ پھر معاملہ ختم ہو جائے گا۔"

حرم چپ سا ہو گیا تھا۔ رمیز ایک مشکل آدمی تھا۔ اسے اب اس سب کا اندازہ ہو رہا تھا۔ یکدم ہی اسے اپنے شانوں پر بوجھ سا محسوس ہونے لگا تھا۔ وعدے بہت بھاری ہوتے ہیں۔ ان کا بوجھ سانس تک نہیں لینے دیتا۔ وہ سارنگ کو کوئی بھی جواب دیے بنا اٹھ آیا۔ اب اسے ساری رات نازنین کے گھر کے باہر پہرہ دینا تھا۔ وہ رسک نہیں لے سکتا تھا۔ اسکے پاس رسک لینے کی گنجائش نہیں تھی۔ اس نے گاڑی گلی کے باہر روکی اور پھر رات کو ہر آن پگھلتے دیکھتا رہا۔ خطرہ رات کی سیاہی کا تھا۔ دن میں تو وہ کم از کم بے فکر ہو سکتا تھا۔

****

اگلے دن وہ مگن سی اپنے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھی کام کرنے میں مصروف تھی۔ لائبریری معمول سے زیادہ خالی اور خاموش تھی۔ الہام چھٹی پر تھی کیونکہ اسی ہفتے اسکی منگنی تھی۔ اسکی غیر موجودگی میں نازنین کا کام دوگنا ہو گیا تھا۔ اس نے پانچ منٹ کا بریک لینے کے لیے کرسی کی پشت سے ٹیک لگایا اور پھر جونہی اس نے نگاہیں کمپیوٹر کی چمکتی اسکرین سے ہٹا کر اوپر دیکھا تو ٹھہر سی گئی۔ لائبریری کے قد آور سے شیلف کے ساتھ ہاتھ باندھے کھڑا، وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ معمول کے برعکس اسکا چہرہ بے حد سفید اور بے جان محسوس ہو رہا تھا۔ زاویار۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بنا آواز کے ہلتے اسکے لبوں کی جنبش کو وہ دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا تھا۔ پھر اسے کوئی بھی موقع دیے بغیر دبے قدموں، جیبوں میں ہاتھ ڈالے قریب چلا آیا۔ اسکے مقابل لگی کرسی کھینچی اور چپ چاپ بیٹھ گیا۔ پھر مٹھی میں قید ایک چھوٹی سی پرچی نکال کر اسکی جانب بڑھائی۔ اسکی نگاہوں نے زاویار کے چہرے سے اس مڑے تڑے کاغذ تک سفر کیا تھا۔ اگلے ہی پل اسکی آنکھوں نے ایک بار پھر سے زاویار کی جانب دیکھا۔ پرچی کے لیے اس نے ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔

"یہ کیا ہے۔۔؟ اور تم یہاں اس وقت کیا کر رہے ہو؟ کوئی کام تھا۔؟ "

اسکی آواز بھلے ہی دھیمی تھی لیکن اسکی سنجیدگی زاویار کو بخوبی محسوس ہوئی تھی۔ اس نے سر اثبات میں ہلایا اور پھر ہاتھ میں تھامی پرچی مٹھی میں قید کر لی۔ ماتھے پر گرے بالوں کے باعث اسکی آنکھیں ڈھک سی گئی تھیں۔ اس نے تھوک نگلا اور پھر آہستہ سے بولا۔

"جب آپ خوفزدہ ہوتی ہیں تو کیا کرتی ہیں میڈم؟"

اسکا سوال سن کر نازنین کی نگاہیں ویسے ہی اسے دیکھے گئی تھیں۔ ان میں کوئی تاثر نہیں ابھرا تھا۔

"میں خود میں سمٹ کر خود کو تسلی دیتی ہوں۔"

"اگر تسلی کام نہ کرے تو۔۔؟" اس نے برجستہ پوچھا تو نازنین نے گہرا سانس لیا۔

"خوف کبھی زائل نہیں ہوا کرتے، زاویار۔ ان کے ساتھ زندہ رہنے کی عادت ڈالنی پڑتی ہے۔ ان کے ساتھ سانس لینے کی عادت ہی انسان کو زندہ رکھ سکتی ہے۔"

"اور اگر خوف کے ساتھ زندہ رہنے کی عادت نہ ہو؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اب اسکی جانب نہیں دیکھ رہا تھا۔وہ اب اپنے جوتے کی نوک پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔ نازنین کے ماتھے پر ناسمجھی کا جال سا ابھرا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ "

"صرف اتنا کہ آپ کی تسلیاں جھوٹی ہیں۔۔ "

اسکے جواب پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی ناگواری محسوس کر گئ تھی۔

"اگر میرے محسوسات جھوٹے ہیں تو تم یہاں سے جاسکتے ہو۔"وہ سپاٹ سا کہہ کر اپنی چمکتی اسکرین کی جانب متوجہ ہوئ تو زاویار نے نگاہیں جوتے کی نوک سے ہٹائے بغیر کہا۔۔

"اندر کہیں آپ بھی جانتی ہیں کہ آپ غلط بیانی سے کام لیتی ہیں۔خاص کر خود کے ساتھ۔ "

میں نے تم سے تمہاری رائے نہیں مانگی۔""

"اسکے لیے سوری۔۔"

اگلے ہی پل وہ اٹھا اور گھوم کر اسے اپنے ساتھ لیے جھولتا ہوا زمین پر آگرا۔اسی پہر لائبریری کے شیشوں میں بہت سی گولیاں سوراخ کرتی ہوئ گزری تھیں۔یکدم ہی بھگدڑ سی مچ گئ تھی۔گولیوں کے دلدوز شور پر لائبریری کی اونچی عمارت لرز کر رہ گئ تھی۔اس نے نازنین کو اپنے ساتھ لیا اور تیزی کے ساتھ ٹیبل کے نیچے خالی جگہ میں چھپ گیا۔وہ اس قدر بوکھلا گئ تھی کہ نظروں کے سامنے بار بار جال سا بن رہا تھا۔اس نے اسکے لبوں پر دبا کر ہاتھ رکھا،اور نگاہوں سے اسے خاموشی رہنے کی تنبیہ کی۔نازنین کی ساری جان حلق میں آن پہنچی تھی۔اس نے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کپکپاتے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچیں۔زاویار نے سر محتاط سا باہر نکال کر دیکھا۔۔ہر جانب گویا خاموشی سی تحلیل ہو گئی تھی۔۔لوگ اپنی جانیں بچا کر بھاگ چکے تھے اور یقیناً وہ نازنین کے ساتھ یہاں سے بھاگ نہیں سکتا تھا۔

اس نے جینز میں اڑسی پستول بر آمد کی اور پھر بنا آواز پیدا کیے دونوں ہاتھوں کو سامنے کیے باہر نکل آیا۔اگلے ہی پل ہوا میں تیرتی گولی اسکے بازو کو چھو کر گزری تو وہ نیچے کو جھکا۔نیچے بیٹھی نازنین کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا اور پھر یکلخت ہی اٹھ کھڑا ہوا۔دو مسلح افراد کے چہروں پر سیاہ نقاب تھے۔اس نے گردن میں جھولتے رومال کو اونچا کیا اور پھر اپنا چہرہ چھپایا۔

"ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ۔وہ لڑکی ہمارے حوالے کر دو۔"

زاویار کی آنکھوں میں کاٹ سی اتری تھی۔نہ ختم ہونے والی بے خوف سی کاٹ۔

"میں تمہارے باپ کا ملازم نہیں ہوں۔"

"اپنی جان سے جاؤ گے۔۔"ایک نے کہہ کر اپنی بندوق کچھ اور اس پر تانی تھی۔

"جان سے جانے کے لیے ہی اب تک زندہ رہا ہوں میں۔کیا نہیں۔۔؟"

"یہ مزاق کا وقت نہیں ہے۔"

"کس بدبخت نے کہا کہ میں مزاق کر رہا ہوں۔۔؟"

وہاں ایک لمحے کی بھی غفلت نہیں تھی۔اسکے ہاتھوں میں جکڑے پستول پر پسینے کی بوندیں نمودار ہونے لگی تھیں۔اگلے ہی پل ایک گولی فضا میں تیرتی ہوئی اسکے بازو میں پوری قوت کے ساتھ پیوست ہوتی چلی گئی تھی۔لیکن پھر اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ایک کی ٹانگ اور دوسرے کے بازو کو نشانہ بنا کر وہ پیچھے کی جانب لڑکھڑایا تھا۔کھلی کتب پر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

خون کے نشان واضح تھے۔ اگلے ہی پل اس نے ہوش بحال رکھتے ہوئے ٹیبل کو کود کر پار کیا اور پھر پستول گرے ہوئے شخص کی پیشانی پر ٹکائی۔ ایک ہاتھ سے اس نے اپنا بازو بھی دبا رکھا تھا جو تکلیف کے باعث سن پڑتا محسوس ہورہا تھا۔ اس سے خون کی پتلی سی دھار بہہ کر اسکے بازو سے ہوتی ہوئی سفید ٹائلز پر ٹپ ٹپ گررہی تھی۔

"تم جیسے گینگسٹرز کی زندگیوں میں گٹر کھلے ہونے کے باعث کبھی کچھ واضح دکھائی نہیں دے سکتا تمہیں۔ یاد رکھنا۔۔ میں دوبارہ آؤنگا۔۔ تمہیں تمہارے گٹر میں ڈھونڈنے۔"

اگلے ہی پل وہ پلٹا تھا۔ باہر پولیس کی گاڑیوں کے بجتے سائرنز کی آوازوں کے درمیان سے اسے نازنین کو بے حد خاموشی کے ساتھ نکالنا تھا۔ وہ ٹیبل کے نیچے جھکا۔ اسکے زخمی بازو کو دیکھ کر نازنین کی آنکھیں کھلی رہ گئ تھیں۔ اس نے خون آلود ہاتھ اسکی جانب بڑھایا تو وہ ہچکچائی۔۔ اسے سانس لینے میں دشواری سی ہونے لگی تھی۔ اگلے ہی پل اب وہ اسے اپنے ساتھ لیے بہت تیزی کے ساتھ پچھلے دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اسکی گاڑی بھی پیچھے ہی پارک تھی۔ شاید وہ حالات کو بھانپ کر ہی آیا تھا۔

"آپ ڈرائیو کرسکتی ہیں نا۔۔؟" نازنین نے تیزی سے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ وہ سر ہلاتا ہوا بازو پر ایک ہاتھ رکھے ہوئے اندر بیٹھا تو نازنین بھی سرعت کے ساتھ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی۔ زاویار نے ایک نگاہ اس پر ڈالی تھی اسی پل نازنین نے اسکی جانب دیکھا تھا۔

"تمہارا ہاتھ۔۔"

"کیا ہم رول سوئچ کرسکتے ہیں؟" اسکے استفسار پر وہ نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھنے لگی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پہلے میں آپ کا سولجر تھا۔اب آپ میری سولجر بن جائیں۔اس جمِ غفیر سے گاڑی نکالنا آسان نہیں ہو گا لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ فائٹر ہیں۔۔۔"

اور اگلے ہی پل نازنین نے اگنیشن میں چابی گھمائی تھی۔اسکی گاڑی زن سے آگے بڑھی اور پھر امڈ امڈ آتے لوگوں کے درمیان سے وہ گاڑی نکالنے لگی۔اسکے ہاتھ پیر لرزش کا شکار تھے لیکن وہ ایسے ہار نہیں مان سکتی تھی۔ اسکے ساتھ ایک زخمی شخص بیٹھا تھا جس کا بروقت ٹریٹمنٹ ضروری تھا۔زاویار کا خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اسکی بصارت دھندلا رہی تھی لیکن وہ پھر بھی دانت جمائے، سفید پڑتے ہونٹوں کے ساتھ سر پیچھے ٹکائے ہوئے تھا۔

"ہم ہاسپٹل نہیں جاسکتے۔۔"

گاڑی صاف سڑک پر اترتے ہی اس نے نازنین کو تنبیہ کی تو وہ چونکی۔آنکھیں پھیلا کر اسکی جانب دیکھا۔

"لیکن تمہارا ہاتھ۔۔"

"مجھے میرے دوست کے کلینک تک لے جائیں۔وہ مجھے ٹریٹ کر سکتا ہے۔"

"لیکن ہاسپٹل کیوں نہیں۔۔؟"

"سولجرز سوال نہیں کرتے۔۔"

"زاویار پلیز۔۔۔"وہ اگلے ہی پل اسکی جانب گھوما تھا۔

"میڈم۔۔میرا غصہ بہت خراب ہے۔اسی لیے ابھی کوئی سوال نہیں۔میں آپکے ہر سوال کا جواب دونگا لیکن ابھی نہیں۔ابھی ہمیں صرف یہاں سے نکلنا ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی سختی نازنین نے اتنے عرصے میں پہلی دفعہ دیکھی تھی۔وہ بے شرموں کی طرح طنز کر کے مسکراتے رہنے والا لڑکا تھا لیکن ابھی۔۔اس سمے۔۔وہ کوئی اور تھا۔۔بالکل الٹ۔۔اسے سختی سے باور کروانے کے بعد وہ اپنی سیٹ پر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔رگوں کو چیرتا درد بازو سے اترتا ہوا کمر میں تحلیل ہونے لگا تھا۔اس نے دانت جمائے اور پھر رگوں میں مچی جلن کو جذب کرنے لگا۔ سڑک پر گاڑی کے ٹائر اب تک چرچرا کر راستہ عبور کرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

اور یہ حرم اُریبی کی خام خیالی ہی تھی کہ نازنین پر دن کی روشنی میں حملہ نہیں کروایا جاسکتا۔

******

ان کی گاڑی سڑک پر تیزی کے ساتھ چرچراتی ہوئی گزر رہی تھی۔زاویار نے بمشکل خون آلود ہاتھوں سے سارنگ کا نمبر ڈائل کیا لیکن پھر اسے بات کرنے کا موقع نہ مل سکا۔یکلخت ہی سڑک پر دائیں بائیں جانب سے دو سیاہ گاڑیاں ان کی گاڑی کے ساتھ تیزی سے آگے بڑھنے لگی تھیں۔نازنین نے گھبرا کر دونوں جانب دیکھا تو دھک سے رہ گئی۔ان کی گاڑی دو گاڑیوں کے درمیان قید ہو کر رہ گئی تھی۔زاویار البتہ حیران نہیں ہوا تھا۔اسے غالباً اندازہ تھا کہ وہ دو لوگ نہیں ہونگے۔حملے کے لیے کبھی بھی بیک اپ پلان کے بغیر افراد کو نہیں بھیجا جاتا۔اسی لیے اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہی سارنگ کا نمبر ڈائل کیا تھا۔وہ اسے حرم کو مطلع کرنے کے لیے کہنے والا تھا۔نازنین اور اپنے زخمی ہاتھ کے ساتھ وہ اکیلا کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

"گاڑی تیز چلائیں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگلے ہی پل اس نے آس پاس تیزی سے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے نازنین کو بلند آواز سے کہا تو اس نے خشک پڑتے حلق سے تھوک نگل کر تیزی سے سر اثبات میں ہلایا۔ ڈیش بورڈ سے ایک سرخ مفلر نکال کر اس نے اسکا آدھا کپڑا چاک کیا اور پھر اسے اپنے زخمی بازو پر زور سے باندھا۔ تیزی سے بہتے خون کا رکنا بے حد ضروری تھا نہیں تو وہ جلد ہی ہوش کھو بیٹھتا۔ اگلے ہی پل اس نے سامنے رکھی پستول اٹھائی اور پھر کھڑکی سے باہر کو جھانکتے شیشے سے اس نے پچھلی گاڑی کی حرکات دیکھیں۔ اس کے بال ماتھے پر پسینے کے باعث چپک گئے تھے اور سارا جسم اس سردی میں بھی پسینے سے بھر چکا تھا۔ لیکن وہ پھر بھی ڈرا ہوا نہیں لگ رہا تھا۔ اس کے اعصاب بہت مضبوط اور جابر تھے۔ ایک ہاتھ سے فون کان کے ساتھ لگائے دوسرے ہاتھ کو دروازے پر محتاط انداز سے رکھے وہ ہر حملے کے لیے تیار تھا۔

"سارنگ۔۔ سارنگ۔۔ حرم سے کہو ہم مرکزی شاہراہ پر دو گاڑیوں کے درمیان پھنس چکے ہیں۔ اسے کہو کہ فوراً سنسان علاقے کو جاتی سڑک پر ہماری کار کا پیچھا کرے۔۔"

آگے والے کی بات سنے بغیر اس نے فون کان سے ہٹا کر سامنے ڈالا تو نازنین حرم کے نام پر چونکی۔ اس نے بے یقین نگاہوں سے زاویار کی جانب دیکھا تھا۔

"حرم۔۔! کیا تم نے حرم کا نام لیا۔۔؟ "

"آگے سے رائٹ لیں۔ جلدی۔۔" وہ سنسان شاہراہ جنگل کو جاتے راستے کی جانب نشاندہی کر رہی تھی لیکن ابھی ان کے پاس پلٹ کر شہر کی طرف رُخ کرنے کا وقت نہیں تھا۔ نازنین نے ایکسلیریٹر پر دباؤ بڑھایا اور پھر ان کی گاڑی زن سے آگے بڑھ گئی۔ دو گاڑیاں ان سے کچھ فاصلے پر رہ گئی تھیں لیکن وہ بھی اسی تیزی کے ساتھ ان کی جانب بڑھ رہی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ لوگ کون ہیں؟ ہم کہاں جارہے ہیں؟ تم حرم کو کیوں بلارہے ہو؟ یہ لوگ ہمارے پیچھے کیوں پڑے ہیں۔۔؟" اس نے اسٹیرنگ پر دونوں ہاتھ مار کر چلاتے ہوئے کہا تو زاویار نے اسکی جانب دیکھا۔

"ابھی نہیں۔۔ابھی کچھ نہیں۔۔" اسی پہر زاویار کی جانب سے وہ سیاہ کار پوری قوت سے ان کی گاڑی سے ٹکرائی تو ان کی کار بری طرح ڈول سی گئی۔نازنین کے حواس جواب دے رہے تھے۔اب کہ جھٹکا انہیں دوسری جانب سے لگا تھا۔زاویار نے لبوں پر آتی کوئی گالی روکی تھی۔

"ان کی رینج سے کار کو باہر نکالیں۔۔" اسکے ہاتھ میں ہوتی شدید جلن جیسے اسکی نگاہیں دھندلا رہی تھی۔اس نے زخمی بازو پر ہاتھ رکھا تو وہ خون سے چپچپا سا ہو گیا۔اسکا مفلر خون سے تربتر ہو رہا تھا۔اسکا زخمی بازو ناکارہ ہو رہا تھا۔

"آپ گاڑی انکی رینج سے باہر نکالیں میں دروازہ کھول کر ان کے ٹائیر شاٹ سے برسٹ کرنے کی کوشش کرونگا۔ کچھ بھی ہو جائے۔۔ آپ نے گاڑی نہیں روکنی۔ اگر میں گاڑی سے گر بھی جاؤں تب بھی آپ نے اسے نہیں روکنا۔ ٹھیک ہے۔۔۔؟"

نازنین کو اسکی باتیں سمجھنے میں دقت ہو رہی تھی۔وہ کہہ رہا تھا کہ چاہے وہ سڑک پر گر کر گاڑیوں تلے کچلا جائے تب بھی اس نے گاڑی نہیں روکنی۔ کیا وہ یہی کہہ رہا تھا۔۔؟

اسے چھوٹے بچے کی مانند سمجھا کر وہ اب اسکے خوفزدہ سے تاثرات دیکھ رہا تھا۔نازنین نے حیرت سے چہرہ اسکی جانب پھیرا تھا۔گردن پر پسینے کے باعث اسکے بالوں کی موٹی لٹیں چپک گئی تھیں۔اسکے خوف سے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کر زاویار نے اسکا بازو پکڑا تو وہ چونکی۔۔پھر اسکی کتھئی آنکھوں میں دیکھا۔ان آنکھوں میں بے خوفی تھی۔۔نرمی تھی اور شاید کچھ اور بھی تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ گاڑی نہیں روکیں گی۔ ٹھیک ہے۔۔؟" اور اس نے دکھتے حلق کے ساتھ اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

"تم۔۔ تم دروازہ نہیں کھولو۔ تم پہلے ہی زخمی ہو۔ نہیں پلیز تم یہ دروازہ مت کھولو۔ تمہیں اگر اور زخمی کر دیا ان لوگوں نے تو۔۔؟"

اسکی آواز کانپنے لگی تھی۔ زاویار نے اسے مزید کسی بات کا جواب نہیں دیا اور پھر دروازہ کھولا تو گاڑی میں ہوا کا ایک تیز ریلا اندر داخل ہوا۔ نازنین کی چیخ بے ساختہ تھی کیونکہ وہ بے خوفی سے دروازے اور کار کے درمیان ایک ہاتھ کا سہارہ لیے کھڑا تھا۔ اسکے ہاتھ میں پستول تھی اور اتنی تیزی سے چلتی کار کے ساتھ اسکے لیے نشانہ لینا مشکل ہو رہا تھا۔ ایک دو فائیر کے بعد بھی جب نشانہ نہیں لگا تو اس نے اپنی پوزیشن درست کرنے کے لیے زخمی ہاتھ پر زور ڈالا۔ تکلیف گہری ہونے لگی۔ نگاہیں دھندلا گئیں۔ بہت سا خون قطروں کی صورت گاڑی کے اندر گرنے لگا تھا۔ نازنین نے پریشانی سے اسکی جانب دیکھا۔ وہ بمشکل اپنی توجہ سامنے مرکوز کیے ہوئے تھی۔

اسکے برابر موجود گاڑی کی جانب سے ایک بار پھر جھٹکا لگا تو زاویار کا توازن ڈول سا گیا۔ دوسری جانب سے فائیر بھی بہت غیر متوقع تھا۔ وہ پھرتی سے اندر کو ہوا اور دروازہ بھی اسی تیزی کے ساتھ بند کیا۔ کاش کے اپنے نشانے پر وہ کچھ اور کام کر لیتا تو کتنا اچھا ہوتا۔

صاف سی سیدھی سڑک پر تین گاڑیاں چرچراتی ہوئی آگے پیچھے رواں تھیں۔ سڑک پر ٹائروں کے رگڑے جانے کی آواز سے درخت پر بیٹھے پرندے تک اڑ گئے تھے۔

اس نے آنکھیں میچی اور پستول پر گرفت ایک بار پھر سے ٹھیک کرتا جونہی دروازہ کھولنے لگا تو نازنین نے اسکی آستین تھام لی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم زخمی ہو فار گاڈ سیک۔۔" وہ اس پر چیخی تھی۔ گاڑیوں کی چرچراتی بلند آوازوں میں اسے چلا کر بولنا پڑ رہا تھا۔

اس نے اپنی آہستین چھڑائی اور پھر دروازہ کھول کر جو نہی نشانہ لیا تو شاٹ عین سامنے کے ٹائیر پر جا لگا۔ گاڑی فضا میں کسی بڑی اور وزنی بلا کی مانند اچھلی تھی۔ اس نے فوراً سے دروازہ بند کیا اور پھر ایک زودار دھماکے کے ساتھ وہ گاڑی بلندی سے زمین پر آ گری۔ اسکے پُرزے اڑ کر ان کی کار تک بھی آ لگے تھے۔ نازنین کا وجود برف کی مانند سُن پڑ چکا تھا۔ اسکی سماعت اسے بہری محسوس ہو رہی تھی۔

نازنین کی جانب موجود کار اب بھی ان کی تاک میں تھی لیکن اب اسی قطار میں ایک اور کار بھی شامل ہو گئی تھی۔ اس کی رفتار ان دونوں گاڑیوں سے قدرے تیز اور غصہ ور تھی۔ وہ کار ان دونوں کی کار سے تیزی کے ساتھ آگے بڑھ گئی تھی۔ زاویار نے گردن پیچھے ٹکا کر گہرا سانس لیا تھا۔

نازنین نے اسکی جانب چونک کر دیکھا تھا۔ اور پھر اس نے جو نہی سامنے کی جانب نگاہ گھمائی تو دھک سے رہ گئی۔ کیونکہ وہی کار آگے جا کر پوری طرح سے سڑک کے درمیان دائرے میں گھومی تھی۔ اس کے ٹائیرز کی رگڑ سے جسم میں بجلی سی دوڑنے لگتی تھی۔

اگلے ہی پل سیاہ کار کا عقبی حصہ انکی کار کے ساتھ پوری قوت سے ٹکرایا تو کھڑکیوں کے شیشے ہر جانب سے ٹوٹ کر اندر کو گرے۔ کئی ننھے کانچ ان دونوں کے جسموں میں کُھب گئے تھے۔

زاویار نے اگلے ہی پل نازنین کا سر اپنے کندھے سے لگایا اور دوسرے ہاتھ سے بہت سے کانچ کے ننھے ذروں کو اس تک آنے سے روکا۔

اسی پہر حرم اسے سامنے کھڑا دکھائی دیا تھا۔ ایک ہاتھ سے سامنے نشانہ لیے وہ سیاہ کار کا ٹائیر برسٹ کر چکا تھا۔ گاڑی سڑک پر کنٹرول کھوتے ہی ترچھی ہو کر پوری طرح سے الٹ گئی تھی۔ شدید رگڑ کے باعث بہت سی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

چنگاریاں اٹھیں اور وہ کار ان کی کار کے ساتھ بری طرح آٹکرائی۔ نازنین کا سر ایک جھٹکے سے اسٹیرنگ پر جا لگا تھا۔ اسکے ماتھے سے خون کی پتلی لکیر بہہ کر اسکے لباس کو داغدار کر گئی تھی۔ سر کے اگلے حصے میں درد کی ایک گہری سی اٹھتی لہر نے اسے پل بھر کو چکرا کر رکھ دیا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے حواس کو قابو میں رکھتے ہوئے یکدم ہی بریک پر پیر رکھ چکی تھی۔ گاڑی ایک جھٹکے سے رک سی گئی۔ اس نے زاویار کی جانب دیکھا لیکن وہ اس سے پہلے ہی گاڑی کا دروازہ وا کیے باہر نکل چکا تھا۔ دوسری جانب حرم نے اگلے ہی پل دوڑ کر اسکی جانب کا دروازہ کھول کر اسے باہر نکالا تھا۔ اسکے قدم لرزش کا شکار تھے اور جان گویا ختم ہونے کو تھی۔ اسے آکسیجن کی کمی کا شدید احساس ہوا تھا۔ وہ پریشانی سے اسے کندھوں سے تھامے سر سے پیر تک دیکھ رہا تھا۔ وہ شاید اسے کچھ کہہ بھی رہا تھا لیکن نازنین کو اسکے الفاظ سمجھ نہیں آ رہے تھے۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" اسے پتہ تھا کہ وہ ٹھیک نہیں تھی لیکن وہ پھر بھی اس سے پوچھ رہا تھا۔ نازنین نے گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے محض سر ہی ہلایا۔

زاویار سیاہ کار کے برابر میں جھکا اس میں موجود بیہوش دو کم عمر لڑکوں کو دیکھ رہا تھا۔ حرم اگلے ہی پل پلٹ کر زاویار کی جانب گھوما اور پھر انہی بے تاثر نگاہوں کو اسکے زخمی بازو کی جانب پھیرا۔ اسے اسکے زخم سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ نازنین اسکے پیچھے بھاگتی ہوئی آئی تھی۔

"تم۔۔ تم زخمی ہو۔ حرم زاویار کو ہاسپٹل لے کر جانا ہے۔ اسکے ہاتھ سے پہلے ہی بہت خون بہہ گیا ہے۔ "

وہ رونے کے بالکل آخری مراحل پر تھی۔ اسکے ہاتھ پیر کانپ رہے تھے اور وہ دونوں اسے چڑھے سانس کے ساتھ تیز تیز بولتا ہوا دیکھ رہے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم نے نازنین کو اپنے ساتھ لانے کی ہمت کیسے کی جب تم میں ان کی حفاظت کرنے کے گٹس موجود نہیں ہیں؟" وہ زاویار کو دیکھتا سرد آواز میں کہہ رہا تھا۔نازنین نے اسکی جانب بری طرح حیران ہو کر دیکھا تھا۔اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا لیکن وہ اسے زخمی ہاتھ سے تھام کر پیچھے دھکیل چکا تھا۔زاویار نے سفید پڑتے لبوں کے ساتھ اسے بیزار ہو کر پرے دھکیلا۔۔

"تمہاری ان فضولیات کا کوئی جواب نہیں ہے میرے پاس۔میڈم کو گھر لے کر جاؤ۔۔"اس نے جیسے ختم ہوتی ہمت کے ساتھ کہا تھا اور پھر اپنی گاڑی کی جانب جو نہی پلٹنے لگا تو نازنین نے اسے روک لیا۔پھر اپنی غصے سے گلابی پڑتی آنکھیں حرم کی جانب پھیریں۔

"انسانیت نام کی کوئی چیز بھی ہے تم میں یا نہیں۔۔؟"!

"آپکو کچھ ہو جاتا تو۔۔؟"وہ نازنین کے رد عمل پر حیران تھا۔

"میں اگر تمہارے سامنے زندہ سلامت موجود ہوں تو یہ میں زاویار کی وجہ سے ہوں۔نہیں تو اب تک میری لاش یونیورسٹی انتظامیہ حکومتی اداروں کے حوالے کر رہی ہوتی۔"

اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔وہ اسکے جواب پر بے ساختہ ہی متعجب ہوا تھا۔

"کیا مطلب۔۔؟"

"تم ہر جگہ مجھے مایوس کر رہے ہو۔ہر جگہ تم انسانیت سے گری ہوئی حرکتیں کر کے میری نگاہوں میں ہر گزرتے پل کے ساتھ گرتے جا رہے ہو۔اور کتنا گرو گے حرم اریبی؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی ہچکی سی ابھری تھی۔ پھر اس نے زاویار کا ہاتھ تھاما اور اسے جونہی آگے لے کر بڑھنے لگی تو حرم بے ساختہ ہی ان دونوں کے سامنے آگیا۔ اسے اپنی عجلت کا احساس بہت جلد ہو گیا تھا۔ نازنین نے ایک کڑوی نگاہ ڈالی تھی اس پر۔ زاویار کو تکلیف کے باعث سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھی۔

"کیا آپ میرے ساتھ واپس نہیں چل رہیں؟"

"نہیں۔۔ "

"میڈم، آپ اسکے ساتھ جائیں۔ راستے میں شاید پھر کوئی خطرہ ہو سکتا ہے۔ میں اپنی کار میں واپس آجاؤنگا۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ بلیو می۔۔"

لیکن وہ ایسے زخمی ہاتھ کے ساتھ اسے چھوڑ کر واپس نہیں جا سکتی تھی۔ اسی پہر وہ حرم کی جانب پلٹی اور اسے ابرو چڑھا کر دیکھا۔ "کیا۔۔؟" وہ دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔

اگلے ہی پل اب وہ حرم کی کار میں زاویار کو پچھلی سیٹ پر بٹھا رہی تھی۔ پھر گھوم کر حرم کو دیکھا جو سپاٹ چہرے کے ساتھ زاویار کو اپنی کار میں بیٹھا دیکھ رہا تھا۔

"میری کار تمہاری کار کے پیچھے ہوگی۔ اگر تم نے کچھ ایسا ویسا کرنے کے بارے میں سوچا بھی تو یاد رکھنا۔ مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا پھر۔۔۔"

انگشتِ شہادت اٹھا کر اسے سخت سی تنبیہ کی تو اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی سر اثبات میں ہلا دیا۔ پھر وہ زاویار کی جانب گھومی۔ چہرے کے تاثرات بالکل نرم ہوگئے۔ زاویار کو اسکے انداز پر زخمی ہونے کے باوجود بھی ہنسی آئی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"چلو بتاؤ تمہارے دوست کا کلینک کدھر ہے۔۔؟ "

اور یکلخت ہی زاویار اور حرم نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔ حرم نے یکدم کھنکھار کر ناز نین کو اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا۔ زاویار نے بچی کچی ہمت کے ساتھ ہنسنا مناسب سمجھا تھا۔

"آ۔۔ وہ۔۔ راستے میں مجھے یہ ایڈریس بتادے گا۔ ہم وہاں تک آرام سے پہنچ جائیں گے۔ آپ بس میری کار کو فالو کریں۔ لیکن آپ ہمارے ساتھ کیوں جارہی ہیں؟ آپکو تو اس وقت گھر جانا چاہیے نا۔۔؟"

"اپنا منہ بند رکھو۔ مجھے تم پر رتی برابر بھی بھروسہ نہیں ہے۔ اور یہ زاویار کی کار ہے۔ اسے یہاں ایسے نہیں چھوڑا جاسکتا۔ تم اسکے بتائے ایڈریس تک چلو۔ میں اسے تمہارے بھروسے نہیں چھوڑ سکتی۔"

آخر میں ایک زہر آلود نگاہ سے اسے نوازا تو اس نے گہرا سانس لیا۔ پھر دروازہ اپنے پیچھے بند کرتا اندر بیٹھا اور گاڑی موڑلی۔ ناز نین، زاویار کی گاڑی ڈرائیو کرتی ان دونوں کے پیچھے تھی۔ اسکی اپنی کار یونی میں ہی پارک تھی۔ زاویار کو درست حالت میں دیکھنے کے بعد اسے اپنی کار واپس لانی تھی۔ یقیناً تب تک تو مغرب ڈھل جائے گی۔ اس نے کھڑکی کے شیشے سے باہر کی جانب دیکھتے ہوئے سوچا اور پھر آگے بڑھتی گاڑی کو فالو کرنے لگی۔

"طالوت، شاہین سڑک کے درمیانی حصوں میں دو گاڑیاں موجود ہیں۔ ان میں موجود بیہوش لڑکوں کو فوراً اٹھواؤ۔ کسی کے بھی وہاں پہنچنے سے پہلے۔ وہ ہمارے لیے تفتیش میں کارآمد ثابت ہوسکتے ہیں۔"

زاویار نے فون چندپل کان سے لگائے رکھا اور پھر دوسری جانب کی بات سننے کے بعد فون کان سے ہٹالیا۔ حرم نے اسے بیک ویو مرر میں دیکھا تھا۔ پھر سرد سی آواز میں کہا۔

"مجھے تمہاری یا طالوت کی مدد نہیں درکار۔ میں خود سے یہ سب کر سکتا ہوں۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"گولی لگی ہے بازو میں لیکن ابھی بھی اتنی طاقت ہے مجھ میں کہ تمہارے دانت توڑ سکوں۔ اپنی بکواس بند رکھو۔ تم سے کسی نے مشورہ نہیں مانگا ہے۔۔"

"مجھے تمہاری مدد نہیں چاہیے۔ "

"کس نے کہا کہ میں تمہاری مدد کر رہا ہوں؟ کیا میری شکل سے ایسا کچھ لگ رہا ہے۔۔؟ "

سنجیدگی سے پوچھا تو حرم کے تاثرات میں سختی سی گھلنے لگی۔

"تمہیں۔۔۔کیسے پتہ چلا کہ نازنین پر۔۔ حملہ ہونے والا ہے۔۔؟ "

"یونیورسٹی میں لائبریری کے آس پاس کچھ عجیب لوگوں کی آمدورفت مجھے بار بار محسوس ہو رہی تھی۔ میں شیور نہیں تھا کیونکہ دن کی روشنی میں پبلک پلیسس پر ایسا کچھ ہونا نارمل نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی۔۔ کچھ تھا جو مجھے کھٹک رہا تھا۔"

اسکی بصارت اب کہ سیاہ پردے میں بدلتی جا رہی تھی۔ اسے بات کرنے میں دشواری ہو رہی تھی اور آنکھیں بند بند ہو رہی تھیں۔ حرم نے بیک ویو مرر میں اسکی غیر ہوتی حالت دیکھی تو گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔

"میں تمہیں سارنگ کے کلینک کے علاوہ کہیں اور بھی لے جا سکتا ہوں۔ نازنین کو پتہ بھی نہیں چلے گا اور ہماری گاڑی منظرِ عام سے غائب ہو گی۔ کیا خیال ہے۔۔۔؟"

"وہ تمہارے بال نکال دیں گی۔۔" اسکی دھیمی سی آواز پر حرم نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"تم ان کے فیورٹ بنتے جا رہے ہو اور مجھے تم پہلے سے بھی زیادہ قابلِ نفرت محسوس ہو رہے ہو۔" اس نے دانتوں کو جما کر کہا تو زاویار کی آنکھیں بالکل ہی بند ہو گئیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جیلس فریک۔۔!"ڈھلکتے سر کے ساتھ وہ بڑبڑایا تھا اور اسکے بعد شاید وہ بیہوش ہو گیا تھا۔ حرم نے گہرا سانس لیا اور پھر جتنی جلدی ہو سکتا تھا اس نے اسے سارنگ کے کلینک تک پہنچانے کی کوشش۔ گا ہے بگا ہے وہ اس کے ڈھلکتے سر کو بھی دیکھ رہا تھا۔ کیا وہ پریشان تھا۔۔؟ ہاں۔۔ شاید۔۔

****

ایک رات قبل۔۔

احمد جونہی اسٹڈی سے اٹھ کر باہر کی جانب بڑھا تو میز کے چہرے پر رقصاں مسکراہٹ اگلے ہی پل غائب ہو گئی۔ اس نے ایک سنجیدہ سا ابرو اٹھا کر اسٹڈی کے قدِ آدم دروازے کو دیکھا اور پھر اپنی کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا۔ اب اسکے ہاتھ میں اسکا چمکتی اسکرین والا اسمارٹ فون تھا۔ کچھ دیر بعد وہ اسے کان سے لگائے دوسری جانب سے ابھرتی آواز سن کر سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"شاہی۔۔ نازنین پر دن کی روشنی میں ایک حملہ کرواؤ۔۔ لیکن اس میں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔ ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ اسے اس حملے سے بچانے کون آتا ہے۔۔"

اس نے ٹھنڈے سے انداز میں کہہ کر ایک بار پھر سے سامنے موجود بند دروازے کو دیکھا تھا۔ پھر بالکل۔۔ دھیمی سی سرد آواز میں گویا ہوا۔ اسٹڈی میں موجود ٹھنڈک گویا ہر شے کو سالم نگلنے کے درپے تھی۔

"احمد کو اس حملے کا علم نہیں ہونا چاہیے۔ "

اس نے کہہ کر فون کان سے ہٹایا اور پھر اپنی جھولتی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ احمد اس کا دائیاں ہاتھ تھا۔ وہ اس کے بغیر اپنے دوست احباب میں معذور تصور کیا جاتا تھا۔ لیکن ابھی وہ احمد پر بھروسہ نہیں کر پا رہا تھا۔ بہت دنوں سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کوئی سرد سی فصیل تھی جو ان دونوں کے درمیان حائل ہو چکی تھی۔اسے اسکی نیت پر شک نہیں تھا۔مگر اسکے ماتھے پر ابھرتے بلوں کی شکن آلود داستانیں بھانپتے ہوئے رمیز کو وقت نہیں لگتا تھا۔

وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر آگے بڑھ آیا تھا۔قیمتی ٹیبل کے سامنے آرائشی صوفوں کو جدید طرز پر رکھا گیا تھا۔ کھڑکیوں پر گرے پردوں کی درزوں سے روشنی کی باریک لکیریں اندر داخل ہو رہی تھیں۔ان لکیروں کے سامنے سے گزرتے ہوئے وہ دروازے کے عین ساتھ کھڑی دیوار تک ٹھہر گیا تھا۔ اس پر اک قدیم یونانی داستان کو وضع کرتی پینٹنگ آویزاں تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس پر اپنی انگلیاں پھیریں۔ پینٹنگ کے ٹھنڈے فریم پر اسکی انگلیاں حرکت کرنے لگیں۔اسکی ٹھنڈک کہیں اسکے وجود میں قطرہ قطرہ اترتی جا رہی تھی۔

"Theogony: Clash Of The Titans"

یکلخت ہی اسکے آس پاس قتل کی پہلی رات تحلیل ہونے لگی۔وہ پلٹا۔۔ہاتھ اب تک اس پینٹنگ کے یخ فریم پر ٹکا ہوا تھا۔پیچھے اسٹڈی میں ہر جانب وہ رات بکھرنے لگی تھی۔اس نے پلٹ کر دیکھا اور پھر اپنی آنکھوں میں ٹھنڈے گوشت کا سا تاثر لیے وہ اپنے سامنے کھڑے مبین کے اس ہیولے کو دیکھنے لگا۔

"زمینی خدا آسمانی خدا کا مقابلہ نہیں کر سکتے،رمیز۔اور جو کوشش کرتے ہیں،وہ بھی زمین کی اتھاہ گہرائیوں میں کہیں دفن کر دیئے جاتے ہیں۔ بالکل ویسے ہی۔۔ جیسے تم نے۔۔ ان سب کو دفن کیا ہے۔۔ زمین کے جہنمی شکم میں۔۔۔"

وہ ہیولہ اب کہ اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔درحقیقت وہ اس کے ذہن میں پنپتے ان کرداروں کی گفتگو تھی جو وہ اکثر خواب میں دیکھا کرتا تھا۔اس کے ہاتھ میں برف سی برف تحلیل ہو رہی تھی۔دفعتاً اسے محسوس ہوا جیسے وہ برف کا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مجسمہ بنتا جارہا ہو۔ اس نے ہلنے کی کوشش کی لیکن اسکے جمے قدموں نے اسکا ساتھ نہیں دیا۔ شیطان اپنے اندر زندہ اس عزازیل کی شاید وہ آخری رمق دیکھ رہا تھا۔ یہ خدا کی جانب سے دیا گیا اسے آخری موقع تھا۔

"تم نے انسان ہونے کی ہر حد کو پار کیا ہے۔ تم نے تو شیطان ہونے کی بھی شاید ہر حد کو پار کر لیا ہے۔ "

ٹھنڈک اب اسکے وجود میں، اس کی نس نس میں لہو کے ساتھ بہنے لگی تھی۔ اسے محسوس ہوا جیسے اس کے ہاتھوں پر بہت سا خون ہے۔ تازہ۔۔ گاڑھا خون۔۔ انسانی خون۔۔ اسے اسکا لباس بھی خون سے داغدار ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ ٹھنڈک کے ساتھ ساتھ اب وہ سرخ سیال بھی اسکے وجود کا حصہ بنتا جارہا تھا۔ اسے سانس لینے میں تکلیف ہونے لگی۔ دل برف کی دیواروں سے جمنے لگا۔ زندگی اسکے اندر سکڑنے لگی تھی۔

"کیوں کیا تم نے ایسا۔۔؟ "

وہ ہیولہ اب اس سے استفسار کر رہا تھا۔ عزازیل کی وہ جھلک جو اسکے اندر باقی رہ گئی تھی اب یوں اس پر عیاں ہو رہی تھی۔ جنت سے نکال دیے جانے پر شیطان نے عزازیل جیسا نام کھو دیا تھا۔ زمینی راستوں پر رسوائی کے ساتھ سفر کرتے اس کے دل میں آدم کے لیے نفرت پکنے لگی تھی۔ اس نے سر اٹھا کر آسمان کی جانب دیکھا۔ وہ زیادتی کا مرتکب نہیں ہو رہا تھا بلکہ اسے تو خود زیادتی کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ اسے سوال کرنے اور روگردانی کرنے پر آسمانی اقتدار سے بے دخل کر دیا گیا تھا۔ اسکے ساتھ ایسا کیوں کیا گیا تھا؟ کیوں اسے آسمان سے زمین پر گرا دیا گیا تھا؟

وہ ہیولہ اب جاوید کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ جاوید کی آنکھوں میں سرخ آنسو تھے۔ لیکن اس کا ہیولہ رمیز سے کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔ سرد پڑی اسٹڈی کے اندر یکدم زلزلے کے آثار نمودار ہوئے۔ رمیز نے آنکھیں بند کر کے

کھولیں۔ جاوید کا خاموش ہیولہ اسے دیکھتا رہا۔ یکایک اسے اپنی ناک سے کچھ ٹپکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ سرخ خون کے

کئ قطرے اسکے لبوں سے ہوتے ہوئے اسکی زبان میں اپنا ذائقہ سا گھول رہے تھے۔ پیچھے اسکے ہاتھ نے اب تک اس پینٹنگ کو تھامے رکھا تھا۔ وہ پینٹنگ اسکی خدائی کی دعویدار تھی۔

"کچھ ہے جو تمہارا انتظار کر رہا ہے، رمیز۔ "

اسکی سماعت میں جاوید کی یخ آواز گھلنے لگی۔ اس نے کرنٹ کھا کر پینٹنگ کے ٹھنڈے فریم سے ہاتھ ہٹایا تو نگاہوں کے سامنے سے ہر منظر غائب ہو گیا۔ تحلیل ہوئی رات صبح کی دودھیا روشنی میں بدل گئ۔ اس نے بند ہوتے دل کے ساتھ چونک کر آس پاس دیکھا تھا۔ اس کا سانس رکا ہوا تھا اور لب ادھ کھلے تھے۔ اسکے جسم پر برف اور خون کے کوئ نشان باقی نہیں رہے تھے۔

پھر وہ یکلخت گھوما اور ایک جھٹکے سے اس پینٹنگ کی جانب دیکھا۔۔ وہ بے ساختہ ہی دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔ کچھ تھا جو اسے لمحہ بہ لمحہ لرزنے پر مجبور کر رہا تھا۔

کیا وہ پاگل ہو رہا تھا؟

اس نے اپنی پسینے سے تربتر ہوتی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ اسے اس طرح کی ہیلو سینیشنز کافی عرصے سے ہو رہی تھیں۔ وہ جلدی سے آگے بڑھا اور پھر ٹیبل کی دراز سے گولیوں کی ڈبیا نکال کر ان میں سے کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ چند گولیاں نکال کر بغیر پانی کے ہی نگل لیں۔ پھر جھولتی کرسی پر بے دم سا بیٹھ گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

قتل کے آفٹر شاکس ساری زندگی ساتھ رہا کرتے ہیں۔اور پھر وہ اس انسان کا،زمین کی اتھاہ گہرائیوں میں چھپی جہنم تک پیچھا کرتے ہیں۔انسانوں کو مارنا آسان ہوتا ہے۔انکے ساتھ زندہ رہ کر آزمائش کو سر کرنا زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ہر قاتل بزدل ہوتا ہے۔وہ ساری زندگی بزدل رہتا ہے۔اسے اپنی بہادری ثابت کرنے کا صرف ایک ہی راستہ نظر آتا ہے۔۔قتل کر کے اپنی برتری ثابت کرنے والا راستہ۔۔

اور جو ایسا راستہ چن لیں۔۔وہ کھو دیتے ہیں اپنے اندر سانس لیتے عزازیل کو۔۔

یخ پڑی اسٹڈی میں محض اب رمیز کے گہرے سانس لینے کی آواز گونج رہی تھی۔دیوار پر اپنی تمام تر سیاہیوں کے ساتھ آویزاں وہ پینٹنگ اب تک جگمگا رہی تھی۔اسکی چمک کبھی ماند نہیں پڑ سکتی تھی۔کیونکہ وہ گناہوں کی امین ٹھہری تھی۔ایک عزازیل کے ابلیس بننے تک کے گناہوں کی امین۔۔وہ قدیم پینٹنگ۔۔

******

آج۔۔

وہ کلینک کی دیواروں کو خاموشی سے تک رہی تھی۔جس جگہ کبھی وہ حواس سے بیگانہ ہو کر دراز رہی تھی اس جگہ اب زاویار موجود تھا۔اسکے ہاتھ سے بُلِٹ نکال لی گئی تھی اور اب وہ دوائیوں کے زیرِ اثر گہری نیند سو رہا تھا۔اسکی خون آلود شرٹ اور جیکٹ ایک جانب پڑی تھی اور وہ محض سیاہ بنیان میں،بازو پر بندھی پٹی کے ساتھ صوفے پر دراز تھا۔اسکے لب سفید تھے اور کمزوری کے باعث اسکی آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے ہو رہے تھے۔

اس نے پریشانی سے ایک اور نگاہ اس پر ڈالی اور پھر ساتھ رکھی چادر،جو حرم نے اس پر ڈالی تھی،اٹھ کر اسے زاویار کے اوپر ڈالنے لگی۔اسکے زخموں کو بھی سارنگ نے ٹریٹ کر دیا تھا۔اسے زیادہ چوٹیں نہیں آئی تھیں سو بس

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پیشانی پر ایک عدد سفید سی پٹی ہی اسکے لیے کافی تھی۔ بالوں کو جوڑے میں باندھتی، وہ جونہی اٹھنے لگی تو گھٹنے میں درد کی شدید لہر اٹھی۔ اسکا سارا جسم درد سے ٹوٹ رہا تھا۔ لیکن ابھی اس سے بھی زیادہ اہم کچھ اور تھا۔ اسکے ذہن میں بہت سے سوال تھے اور اسے ہر سوال کا جواب حرم سے چاہیے تھا۔

وہ اسٹوڈیو سے متصل چھوٹی سی راہداری پار کرتی کلینک کی جانب آنکلی تھی۔ وہاں ورکنگ ٹیبل پر سارنگ بیٹھا اپنا کام کرنے میں مصروف تھا اور دور صوفے پر حرم بیٹھا ٹی وی پر شاید کوئی فلم دیکھنے میں مگن تھا۔

وہ اسکے قریب چلی آئی۔ سارنگ نے آہٹ پر سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ اس نے جونہی لب کھول کر اسے کچھ کہنا چاہا تو اگلے ہی پل ٹھہر گیا۔ وہ اب حرم کے سر پر کھڑی تھی۔ حرم نے معصومیت سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"کچھ۔۔ چاہیے تھا آپکو۔۔؟ "

آنکھیں پٹ پٹ جھپکا کر پوچھا۔

"تم۔۔ تم اور وہ۔۔" ہاتھ سے اسکی اور سارنگ کی جانب اشارہ کرنے کے بعد اس نے اسٹوڈیو کی طرف انگشتِ شہادت سے اشارہ کیا جہاں زاویار موجود تھا۔۔ "تم تینوں۔۔ کیا لگتے ہو ایک دوسرے کے۔۔؟ اور اکثر ہر تباہی کے پیچھے تم تینوں ہی کیوں ہوتے ہو۔۔۔؟"

اس نے ایک سخت سا ابرو اٹھا کر سارنگ کو بھی دیکھا تو وہ گڑبڑا کر اپنے کھلے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہوا۔ مغرب اب کہ گہری ہونے لگی تھی اور اس نے وجدان کو فون کر کے اپنی خیریت کی اطلاع دے دی تھی۔ ساتھ میں اسے دیر سے گھر آنے کے لیے بھی مطلع کر دیا تھا۔ ابھی اسے اپنے سوالوں کے جوابات چاہیے تھے۔

"دوست ہیں۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کب سے۔۔؟اور مجھے کیوں نہیں بتایا کہ تم دونوں ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے ہو؟وہ لوگ کون تھے جو مجھے مارنا چاہتے تھے؟تم نے گن چلانا کیسے سیکھی اور وہ کیا اسٹنٹ مین ہے جو گاڑی میں آدھا لٹک کر فلم کی شوٹنگ کروا رہا تھا۔ایسے خطرناک کام کرتے ہوئے اسکی جان بھی جاسکتی تھی۔ اور تم۔۔ تم چلتی گاڑیوں کے سامنے اتنے نڈر ہو کر کیسے شوٹ کرسکتے ہو؟"

اسکی آنکھیں آخر میں حیرت وشاک سے کھل گئ تھیں۔سارنگ نے اپنا چہرہ کچھ اور لیپ ٹاپ کے اندر گھسالیا تھا اور حرم اسکی بلند آواز کے ساتھ کیے گ ئے سوالات کے جواب دینے کی سعی میں لگتا تھا۔

"امم۔۔۔گن چلانے کا مجھے بچپن سے ہی بہت شوق تھا۔میں نے یہ سب انگریزی فلمیں دیکھ دیکھ کر سیکھا ہے۔ جہاں تک رہی بات اس اسٹنٹ مین کی تو۔۔اسے کچھ نہیں ہونا تھا۔وہ ہمیشہ زندہ سلامت بچ کر واپس آجاتا ہے ہر جگہ سے۔اور آپ اتنا پریشان مت ہوں۔۔یہ سارنگ اچھا آدمی ہے۔اور مجھے سچ میں نہیں پتہ کہ وہ لوگ کون تھے جو آپ پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔"

وہ جو ناز نین سے سر جھکا کر بات کر رہا تھا یکدم چونکا۔وہ اسکے ساتھ نہیں کھڑی تھی۔وہ اب سارنگ کے سامنے کرسی پر بیٹھی اسے سرد آنکھوں سے گھور رہی تھی۔اس نے اگلے ہی پل سر ہاتھوں میں گرالیا تھا۔کیونکہ سارنگ بنا کسی بریک کے جو سچ بولنا شروع ہوا تو پھر اپنے آج پر ہی ٹھہرا۔

"تو تم مجھے یہ بتا رہے ہو کہ تم تینوں دوست ہو جو ایک ساتھ ایجنسی میں داخل کیے گئے تھے۔ لیکن اب حرم اور زاویار کے درمیان ایسی کوئ سرحدی دشمنی چھڑ گئ ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتے۔ کیا تم مجھے یہی بتا رہے ہو۔۔؟"

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے سارنگ کی بتائی ساری باتوں کو سمرائز کیا تھا۔ سارنگ نے سر اثبات میں ہلایا تو وہ پیچھے ہو کر بیٹھ گئی۔ اسکے سر میں درد سا اٹھ رہا تھا اور جسم پکے دانے کی مانند درد کر رہا تھا۔

"آپکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آپکو آرام کی ضرورت ہے فی الحال۔" سارنگ نے اس کا زرد پڑتا رنگ دیکھ کر آہستہ سے کہا تھا۔ اس نے سر کرسی کی پشت سے ٹکایا اور آنکھیں موند گئی۔ گھر پر جا کر وہ کیا بتائے گی کہ پیشانی پر یہ زخم کیسے آیا۔۔؟ جھوٹ بولنے اور تفصیلات کا سوچ کر ہی اسکا دم گھٹنے لگا تھا۔ اسی پہر زاویار راہداری کے اس سرے پر نمودار ہوا۔

"تم اپنی جگہ سے کیوں اٹھے؟ واپس جاؤ۔۔ ابھی اٹھنا تمہارے لیے ٹھیک نہیں۔ "

سارنگ یکدم ناگواری سے بولنے لگا تھا لیکن زاویار اسکی جانب متوجہ نہیں تھا۔ نازنین یکدم ہی اسے دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ پھر بے چین سی اسکے پاس چلی آئی۔

"آپ ابھی تک گھر نہیں گئیں، میڈم۔۔؟ "

اس نے سنجیدگی سے پوچھا تو نازنین کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ وہ اسکی وجہ سے اتنا زخمی ہوا تھا۔ اسکے دل پر بوجھ بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔

"ہر کوئی مجھے گھر جانے کو کیوں کہہ رہا ہے آخر۔۔؟ "

وہ بمشکل آنسو روک کر زور سے بولی اور پھر۔۔ وہ ان تینوں کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ زاویار نے گہرا سانس لیا تھا۔ حرم بے تاثر نگاہوں سے ٹی وی کی اسکرین کو دیکھتا رہا اور سارنگ اسکے لیے بھاگ بھاگ کر پانی کا گلاس لا رہا تھا۔ اس نے پانی نہیں پیا بلکہ زخمی آنکھوں سے زاویار کی جانب پلٹی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"اگر تمہیں آج کچھ ہو جاتا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاتی۔ کیا ضرورت تھی تمہیں اتنا خطرہ مول لنے کی؟ وہ لوگ خطرناک بھی ثابت ہو سکتے تھے۔ تم ہر جگہ ایسے نہیں کر سکتے۔"

آنسو بے تحاشہ اسکے چہرے کو بھگوتے جا رہے تھے اور وہ روتے روتے ٹوٹتی آواز کے ساتھ بولتی جا رہی تھی۔

اسے جانے کس بات پر رونا آ رہا تھا۔ زاویار کے زخمی ہونے پر یا پھر اپنی بے بسی پر۔۔

"ہر دفعہ میری وجہ سے دوسروں کا زخمی ہونا آخر کیوں ضروری ہے۔۔؟ تم دونوں میرے حالات سے نظر پھیر کر سب کی طرح کیوں نہیں چلے جاتے۔۔؟ کیوں تم دونوں ہر بار مجھے شرمندہ کرتے ہو۔۔؟"

دل میں پکتا غبار آنسوؤں کی صورت امڈ رہا تھا۔ زاویار نے اگلے ہی پل اسے ہاتھ سے تھاما اور اپنے ساتھ لیے اسٹوڈیو کی جانب بڑھ گیا۔ پھر اپنے پیچھے اس نے اسٹوڈیو کا دروازہ زور سے بند کیا اور نازنین کی جانب گھوما۔ وہ بے تحاشہ ابھرتی ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔ اسے ایسے نہیں رونا چاہیے تھا لیکن وہ خود پر قابو نہیں رکھ پا رہی تھی۔ اتنے عرصے کی بے سکونی نے اس سے۔۔ اسکی قوت سلب کر لی تھی۔

حرم یکدم ہی ان دونوں کے پیچھے گیا۔ پھر زور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن زاویار اس جانب متوجہ نہیں تھا۔

"ادھر دیکھیں مجھے۔۔" اس نے کہا تو نازنین نے اسے دیکھا۔ اس نے زاویار کو پہلے کبھی اتنا سنجیدہ اور بردبار نہیں دیکھا تھا۔

"اگر آپکو بچاتا نہیں تو کیا وہاں چھوڑ کر آ جاتا۔۔؟ لیکن پھر مجھے کیسے سکون آتا؟ کیا آپ کسی انسان کو تکلیف میں چھوڑ کر پر سکون رہ سکتی ہیں۔۔؟ آپ نہیں رہ سکتیں۔۔ یہ ہاتھ دیکھیں۔۔"

اس نے کہہ کر اپنا تندرست ہاتھ اسکے سامنے کیا تو وہ دھک سے رہ گئی۔ اس پر جا بجا زخموں کے نشان تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ایسے کئی نشان میرے جسم کے ہر حصے پر موجود ہیں، میڈم۔ تو کیا ہم زخموں کے ڈر سے انسانوں کو بچانا چھوڑ دیں؟ وہ جو محافظ ثابت نہ ہوں پھر وہ کیسے مرد ہونگے۔۔؟"

اس نے صبر کے ساتھ سنجیدگی سے پوچھا تو نازنین اسے چپ چاپ دیکھے گئی۔ اس سے جیسے کوئی جواب نہیں بن پا رہا تھا۔ پیچھے حرم دروازہ دھڑ دھڑا رہا تھا۔

"مجھے ہزار دفعہ ایسا کرنا پڑا تو میں ہزار دفعہ ایسا کرونگا۔ لیکن میں آپکو۔۔ یا کسی بھی بے بس انسان کو ایسے چھوڑ کر واپس نہیں آسکتا۔ یہاں بات آپ کی نہیں ہے۔ یہاں بات میری ہے۔ میرے ضمیر اور میرے کردار کی ہے۔"

اسکی کتھئی آنکھیں اس قدر سنجیدہ اور سرد تھیں کہ نازنین کے آنسو اپنے آپ ہی خشک ہو چکے تھے۔

"دروازہ کھولو زاویار نہیں تو میں آج تمہیں جان سے ماردونگا۔۔" حرم باہر سے چلایا تو اس نے ایک آخری بار نازنین کو آنکھیں بھر کر دیکھا۔ اب کہ اسکی نگاہ میں نرمی کے ساتھ کچھ اور بھی چمک رہا تھا۔

"میں کسی کو آپکو ہاتھ کیسے لگانے دے سکتا ہوں، میڈم۔۔؟"

اور یہ آخری سوال اس نے جیسے بہت بے بس ہو کر پوچھا تھا۔ نازنین اسے اس سمے بہت کمزور لگ رہی تھی۔ پھر وہ اگلے ہی پل پلٹا اور دروازہ یکلخت کھولا۔ حرم نے اسے گردن سے دبوچ کر باہر راہداری کی دیوار سے لگایا تھا۔ نازنین اور سارنگ ان دونوں کی جانب بڑھے تھے لیکن پھر اسکی نوبت نہیں آئی۔ زاویار نے حرم کا ہاتھ پوری قوت سے جھٹک کر اسے ایک زوردار مکا مارا تو وہ پیچھے دیوار سے جا لگا۔ اگلے ہی پل وہ زخمی ہاتھ کی پرواہ کیے بغیر آگے بڑھا اور اسے حلق سے اتنی طاقت کے ساتھ پکڑا کہ آس پاس کھڑا ہر انسان سن ہو کر رہ گیا۔ اسکی آنکھیں سرد تھیں۔ وہ غصے میں تھا۔۔ شدید غصے میں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میرے سامنے دوبارہ یہ بکواس نہیں کرنا۔ میڈم کو گھر لے کر جاؤ اور آئندہ۔۔ مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔ "

اگلے ہی پل اس نے حرم کی گردن کو آزاد کیا تو وہ کھانستا ہوا نیچے کو جھکا۔ پھر کسی کی بھی طرف دیکھے بغیر وہ پلٹا اور زینے عبور کرتا اوپر چلا گیا۔ پیچھے نازنین، حرم اور سارنگ۔۔ اب تک اس کے پھاڑ کھانے والے رویے پر گنگ کھڑے رہ گئے تھے۔۔

****

وہ پھر مزید کوئی بھی بات کیے بغیر حرم کے ساتھ کار میں خاموشی سے آبیٹھی تھی۔ حرم کا چہرہ اسے معمول سے زیادہ سفید لگ رہا تھا۔ وہ خاموش نگاہیں باہر جمائے، ڈرائیو کر رہا تھا۔ نازنین نے چہرہ پھیر کر اسکی جانب دیکھا تب بھی اس نے اس سے نگاہیں ملانا مناسب نہ سمجھا۔

"تمہیں اس سے کیا مسئلہ ہے۔۔؟ "

"دھوکہ دیا تھا اس نے مجھے۔ "

اسکی بے لچک سی آواز ابھری۔ نازنین کو اگلا سوال کرنے میں وقت لگا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہوئے۔۔؟ "

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ نازنین نے پھر اس سے دوبارہ سوال کرنا درست نہیں سمجھا۔ وہ اور زاویار۔۔ دونوں زخمی تھے۔ کسی ایک کا زخم صاف کرنے کی کوشش کی جاتی تو اگلے انسان کا زخم ادھڑنے کا خدشہ سر پر منڈلانے لگتا تھا۔ اور اب تو شاید ان دونوں نے بھی اپنے زخموں کو ایسے ہی قبول کر لیا تھا۔ بنا جھجھکے۔۔ آرام سے۔۔

"کیا تم اسے معاف نہیں کر سکتے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ سرخ ناک لیے کھڑکی سے باہر دیکھتی کہہ رہی تھی۔ اسے زاویار کی وہ اذیت یاد تھی۔ اسکی ماں اسے بھول گئی تھی اور وہ اس دنیا میں تنہا سروائیو کر رہا تھا۔ وہ اسکے لیے۔۔ اسے اسکا دوست واپس لوٹانا چاہتی تھی۔ لیکن حرم کے چہرے پر کوئی تاثر نہ ابھرا۔

"کوشش کی تھی۔۔ نہیں کر پایا۔ "

"کیا تم نے کبھی اس کی جگہ پر خود کو رکھ کر دیکھا ہے۔۔؟ "

اسکے سوال پر پہلے سے خاموش کار کے اندر مزید خاموشی محسوس ہونے لگی تھی۔ حرم کی ساکت پتلیوں میں ضبط کی سرخی ابھرنے لگی۔

"میں اسکی جگہ پر کبھی کھڑا نہیں ہو سکا۔ اس نے اپنی ماں کی کٹی کلائیاں نہیں دیکھی تھیں، نہ ان کے جسم سے غائب اعضاء کے ساتھ بندھی تکلیف کا سامنہ کیا، نہ ان کی زندگی کو اپنے ہاتھوں میں ختم ہوتے دیکھا، نہ اپنی محبت کو برہنہ ہو کر درندوں کے کچلے جانے کے بعد مرتا ہوا دیکھا۔ میں اسکی جگہ پر کبھی کھڑا نہیں ہو سکا اور نہ کبھی اسے اپنی جگہ پر کھڑا کر سکا۔ شاید میں۔۔ کبھی خیال میں بھی اسے ایسی اذیتوں سے گزرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔۔ "

گاڑی یونیورسٹی کے باہر ٹھہر چکی تھی۔ ڈھلتی مغرب کی نیلی روشنی میں خنک سی ہوا سرسرا رہی تھی۔ وہ ساکت ہوئی اسے دیکھتی رہی اور وہ دونوں ہاتھوں کو اسٹیرنگ پر جمائے گردن جھکا کر اپنے قدموں کو دیکھتا رہا۔ کئی ساعتیں درسگاہ کی عمارت پر گر کر پگھلتی رہیں۔ پھر حرم نے اسکی جانب چہرہ پھیرا۔ اس پر کسی جذبے کی کوئی رمق نہیں تھی۔ وہ خالی چہرہ تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں، ہماری جگہیں کبھی تبدیل نہیں کر سکا۔ میرے حصے کی تکلیف، میں کسی اور کو اپنے خیال تک میں نہیں دینا چاہتا تھا۔ "

پھر وہ گاڑی کا دروازہ کھولے باہر کی جانب بڑھا اور نازنین کی جانب گھوم کر آیا۔ ہاتھ آگے بڑھا کر گاڑی کی چابی مانگی تو نازنین نے میکانکی سے انداز میں اسے چابی تھما دی۔ وہ اسکی جانب سے کیے گئے بھیانک انکشافات کو گویا پروسس نہیں کر پا رہی تھی۔

وہ اسکی گاڑی یونی سے باہر لے آیا۔ پھر آگے بڑھ کر اسکے جانب کا دروازہ کھولا تو وہ اسے سر اٹھا کر دیکھنے لگی۔ حرم نے چہرہ دوسری جانب پھیر لیا تھا۔ پھر آہستہ سے بولا۔۔

"مجھے ایسے مت دیکھیں۔ مجھے نفرت ہے جب کوئ مجھے ایسے دیکھتا ہے تو۔۔ "

وہ گاڑی سے باہر نکل آئ تھی۔ اسکے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا جمع ہو گیا تھا۔ آنسو روکنے پر اب حلق بری طرح دکھ رہا تھا۔ اس نے بمشکل اپنے لب کھول کر کچھ کہنا چاہا تو الفاظ نے ساتھ نہیں دیا۔ آج تو اسکا سارا دن ہی رو رو کر گزرا تھا۔

"آپکو کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خواہ مخواہ خود کو مشکل میں مت ڈالیں۔ گھر جائیں اور آرام کریں۔ کل یا پرسوں۔۔۔ جب تک یونیورسٹی میں تفتیش چل رہی ہے، آپکو آنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنی گاڑی کی جانب چلی آئ۔ اس سے ڈرائیو بالکل نہیں ہو رہی تھی لیکن وہ کچھ بھی بولنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔ گاڑی میں بیٹھ کر اس نے ایک نگاہ حرم پر ڈالی اور آگے بڑھ گئ۔ حرم اب اپنی گاڑی میں بیٹھا اس کے پیچھے تھا۔ اور کچھ باتیں تھیں جہاں وہ بالکل مجبور تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

✻✻✻✻✻✻✻✻

پچھلی رات بے حد بوجھل گزری تھی۔اگلی صبح کے ساتھ ہی قصرِ انصاری میں معمول کی چہل پہل محسوس ہونے لگی تھی۔رمیز آفس کے لیے تیار ہوا، پُر تکلف سے ٹیبل پر براجمان ناشتہ کر رہا تھا۔اسکے ساتھ ہی گھر والے بھی ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔لیکن وہاں ایہاموجود نہیں تھی۔

اس نے تیوری چڑھا کر شائستہ کو دیکھا تو وہ اثر لیے بغیر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔

"جب تمہیں پتہ ہے کہ مجھے ناشتے کے ٹیبل پر گھر کے تمام افراد چاہیے تو پھر آبی کدھر ہے۔؟ کیا اس کا بھوت اب تک نہیں اترا ؟"

چمچوں اور کانٹوں کی آوازیں ٹھہر گئ تھیں۔سب ناشتے سے ہاتھ روکے اب شائستہ کی جانب متوجہ تھے جو شانے اچکا کر ٹھنڈے انداز سے رمیز کو جواب دے رہی تھی۔

"اسکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔"

"تو اسے کہو کہ اپنی طبیعت ٹھیک کرے اور ناشتے کی ٹیبل پر وقت کی پابندی کا مظاہرہ کرے۔"

"تم یہ بات اسے خود کیوں نہیں کہتے۔۔؟ آخر کو وہ تمہاری بھی کچھ لگتی ہے۔۔"

اب کی بار شائستہ کی آواز میں میٹھا سا طنز عود آیا تھا۔رمیز نے اک سخت نگاہ اس پر ڈالی۔ناشتے کا ماحول آکورڈ ہو چکا تھا اور سب گھر والے ناشتے سے ہاتھ کھینچ چکے تھے۔سوائے عتیقہ کے۔۔ وہ اس حالت میں بھی مگن سی ناشتہ کر رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ میری کچھ لگتی ہے اسی لیے مجھے اس کی فکر ہے۔اسے کہو کہ اپنی حالت درست کرے اور دنیاداری میں دلچسپی لے۔انسان کی زندگی کسی ایک انسان کے نہ ملنے سے ختم نہیں ہو جاتی۔۔"

حرم کاذکر۔۔وہ بھی عتیقہ کے سامنے جس انداز سے رمیز نے کیا تھا۔شائستہ کا رنگ سرخ و سفید سے محض سفید کرنے کے لیے کافی تھا۔اس کے سر پر لگی اور تلووں پر جا بجھی۔عتیقہ نے بھی ایسا دلچسپ ذکر سن کر چہرہ بے ساختہ ہی اٹھایا تھا۔

"رمیز۔۔وہ مینٹلی ڈسٹرب ہو گئی ہے تمہارے خاندان والوں کی گھٹیا حرکتیں سہہ سہہ کر۔اسے کچھ وقت چاہیئے خود کو ریکور کرنے کے لیے۔۔"

"اور ان گھٹیا حرکتوں کی دعوت کس نے جاری کی تھی۔؟یقیناً اسکی ماں نے۔جو جلد بازی میں تمام حدود پامال کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتی۔۔"

ناشتے کی ٹیبل کا ماحول اس ٹھنڈ میں بھی گرم محسوس ہو رہا تھا۔شائستہ کا چہرہ طیش سے سرخ ہو چکا تھا جبکہ رمیز کے تاثرات سخت تھے۔عتیقہ نے اک مسکراتی نگاہ شائستہ پر ڈالی اور پھر سے ناشتے کی جانب متوجہ ہو گئی۔نینا کو ہی ان دونوں کے درمیان آنا پڑا۔۔

"ماما۔۔ڈیڈ۔۔پلیز۔۔"

"اگر تمہیں اتنا ہی اپنی بیٹی کا خیال ہے تو اس کے لیے تم وہ کیوں نہیں کرتے جو وہ چاہتی ہے۔میں اسکی ماں ہوں اور اسکے لیے وہ سب کرنے سے میں کبھی پیچھے نہیں ہٹونگی،جو اسے خوش کرتا ہو گا۔"

"ہمیں اسے وہ نہیں دینا جو اسے خوش کرے۔ہمیں اسے وہ دینا ہے جو اسکے لیے بہتر ثابت ہو۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ماحول میں بہت ساتناؤعود آیا تھا۔گھر والے اور ملازمین ایک دوسرے سے نگاہیں چرا رہے تھے لیکن رمیز اور شائستہ کی نفرت ایک دوسرے کے لیے کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"تم تو اسے وہ بھی نہیں دے رہے جو اسکے لیے بہتر ثابت ہو۔باپ ہو تم اسکے۔۔؟کیا تم جانتے ہو کہ اس کا پسندیدہ رنگ کونسا ہے اور اسے کس کھانے سے ایلرجی ہے۔۔؟کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ کونسی کتابوں کو پسند کرتی ہے اور کن کتابوں سے اسے نفرت ہے۔۔؟کیا تمہیں اندازہ ہے کہ اسے کن جگہوں سے

لگاؤ اور کن لوگوں سے الجھن ہوتی ہے۔۔؟

کیا تم۔۔باپ ہونے کے باجود بھی۔۔اسکی کسی ایک عادت سے واقف ہو۔۔؟یہ ہے تمہارے باپ ہونے کا ثبوت کہ جب تم گھر سے جاتے ہو اور جب گھر آتے ہو تب بھی اسکی شکل دیکھنا پسند نہیں کرتے۔۔؟یہ فکر ہے تمہیں اسکی۔۔؟"

اسکی آنکھوں میں طیش کی ہلکی سی نمی تھی اور لہجہ آگ اگل رہا تھا۔رمیز مٹھی بھینچے اسکی باتیں سن کر بھی چند پل خاموش ہی رہا۔ہال میں سناٹا چھا گیا تھا اور عتیقہ بھی ناشتے سے ہاتھ کھینچ چکی تھی۔

"میرے پاس ان سب لہو و لعب باتوں کے لیے وقت نہیں ہے۔۔"

"تو تمہارے پاس کس چیز کے لیے وقت ہے رمیز۔۔؟"وہ اس پر بلند آواز سے غرائی تھی۔رمیز اگلے ہی پل کرسی سے اٹھا اور اسکے پیچھے ٹنگا کوٹ پہن کر اس پر اک ناگوار سی نگاہ ڈالتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔پیچھے وہ اب تک گہرے گہرے سانس لے کر خود پر بمشکل ضبط کر رہی تھی۔عتیقہ نے سامنے رکھا پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھایا تو شائستہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نے اسکے محظوظ چہرے کی جانب دیکھا۔ اسکے حلق میں کڑواس سے گھل گئی تھی۔ اگلے ہی لمحے اس نے پانی سے بھرے گلاس کو زور سے ہاتھ مار کر گرایا تو وہ کرچی کرچی ہو کر ٹائلوں پر بکھر گیا۔

ہیل کی ٹک ٹک کے ساتھ ہی وہ بھی ہال سے واک آؤٹ کر گئی تھی اور عتیقہ نے ٹھنڈے انداز سے ملازمہ کو آواز دے کر اسے یہ سب صاف کرنے کا حکم دیا تھا۔

پھر وہ سر جھکا کر اپنے آنسو ضبط کرتی نینا کی جانب مڑی۔۔

"کیا تمہارے گھر میں سب ہی ذہنی مریض ہیں؟ "

اس نے ترحم سے پوچھا تو نینا نے سر اٹھایا۔ سرخ متورم آنکھیں واضح ہوئیں۔۔

"پلیز بھابھی۔۔ آپ تو ایسی باتیں مت کریں۔۔ "

عتیقہ نے اگلے ہی پل گہرا سانس لیا تھا۔ پھر اسکے ساتھ کرسی کھینچ بیٹھی۔ اسکے بالوں پر ہولے ہولے سے ہاتھ پھیرنے لگی۔ نینا کا جسم لرز رہا تھا اور وہ رو رہی تھی۔ ایہا کی ذہنی حالت نے اسے بھی پریشان کر دیا تھا۔

"کیا تمہیں الجھن نہیں ہوتی روز روز کے تماشوں سے۔۔؟ "

"ہوتی ہے۔ کبھی تو دل چاہتا ہے کہ سوسائیڈ کر لوں۔ کبھی دوبارہ اپنے گھر والوں کی شکلیں تک نہ دیکھوں لیکن ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ میرے گھر والے ہیں اور انہیں میری ضرورت ہے۔"

عتیقہ نے اسے خود سے لگا کر تسلی دی تھی۔

"اگر تمہیں۔۔ اس گھر سے آزادی مل جائے تو۔۔؟" نینا نے اسکے سوال پر ناسمجھی سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ مسکراتی آنکھوں میں چمک لیے بول رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا مطلب۔۔؟ "

"میں نے اور تمہارے بھائی نے کچھ پلان کیا ہے، نینا۔ اگر اس گھر سے رہائی کا راستہ چاہتی ہو تو میرا ساتھ ضرور دینا۔ میں تمہیں اپنے ساتھ آزاد کروا کر یہاں سے لے جاؤں گی۔ کوئی کبھی تمہیں دوبارہ تنگ نہیں کر سکے گا۔"

"کیا مطلب۔۔؟ کیسا پلان؟ "

اور اس صبح عتیقہ کو اپنے لائحہ عمل کے بارے میں کسی سے بات کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ رمیز انصاری نہیں جانتا تھا کہ اس کے لیے ابھی ایک اور جھٹکا انتظار کر رہا تھا۔

****

نازنین نے جانے کیا کہہ کر صوفیہ اور وجدان کو مطمئن کیا تھا کہ ان دونوں نے ہی اس سے دوبارہ استفسار کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ویسے بھی وہ ذہنی اور جسمانی طور پر حد درجہ تھکن کا شکار ہو رہی تھی۔ تھکن اسکے جوڑ جوڑ میں اتر گئی تھی۔ وہ چاہ کر بھی اپنے بستر سے اٹھ نہیں پا رہی تھی۔ کل کی تکلیف اور خوفناک انکشافات نے اسے رات بھر بے چین رکھا تھا۔ کچی پکی نیند کے بعد اب اسکا دل متلا رہا تھا اور سر بری طرح دُکھ رہا تھا۔

دوپہر سر پر چڑھی محسوس ہو رہی تھی۔ پتہ نہیں وہ کون لوگ تھے جنہوں نے اس پر حملہ کیا تھا؟ لیکن اگلے ہی پل اسکے ذہن میں جھماکہ سا ہوا تھا۔۔

رمیز۔۔۔ رمیز انصاری کے علاوہ۔۔ کسی کے پاس بھی اس پر حملہ کروانے کا جواز نہیں تھا۔

اس نے سر تھک کر ایک بار پھر سے تکیے پر رکھ دیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اب تو وہ ان کی نظروں کے سامنے بھی نہیں گئ تھی اور نہ ہی ان سے کسی قسم کے حق کا مطالبہ کیا تھا؟ وہ تو اس شہر میں یوں زندہ تھی گویا وہاں موجود ہی نہ ہو۔ پھر بھی اسکی جان کے پیچھے وہ کیوں پڑا ہوا تھا؟ جتنی زندگی برباد ہو گئ تھی کیا وہ کافی نہیں تھی؟

اس نے گہرا سانس لے کر دکھتے سر کو دبایا۔ حلق خشک ہو چکا تھا۔ اسے یکدم ہی بے تحاشہ پیاس لگنے لگی تھی۔ گردن گھما کر سائیڈ ٹیبل کی جانب جگ تلاشنا چاہا تو مایوسی سی ہوئ۔ جگ خالی تھا۔ امی کو آواز دینا اسے ٹھیک نہیں لگا۔ وہ اس وقت آرام کی غرض سے لیٹتی تھیں۔ وہ انہیں پہلے ہی بہت تنگ کر چکی تھی۔ اب اور تنگ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اس نے بمشکل دونوں ہاتھوں پر زور ڈال کر اٹھنا چاہا تو تکلیف بڑھنے لگی۔ ٹھنڈے فرش پر دودھیا سے سفید پیر اتارے تو رگوں میں ٹھنڈک سی اتر گئ۔ اسے بے ساختہ ہی جھرجھری سی آئ تھی۔ ہلکے گلابی رنگ کے سادہ سے قمیص شلوار میں ملبوس، سفید گھٹنوں تک آتا نرم سوئٹر پہنے، کھلے سیاہ بالوں کی لٹیں کان کے پیچھے اڑستی وہ جونہی کمرے کا دروازہ پار کر کے باہر نکلی تو ٹھہر سی گئ۔ وہاں۔۔ اسکے کمرے کے عین سامنے۔۔ روحیلہ کھڑی تھیں۔ نک سک سے تیار، ماتھے پر بل اور نگاہوں میں اسکے لیے واضح ناپسندیدگی لیے۔۔

******

پانی کا گلاس، درمیان میں رکھی چھوٹی سی ٹیبل پر رکھا ہوا تھا۔ اسکی نگاہ پانی کے گلاس سے پھسلتی ہوئ، روحیلہ کے زرد مخملی لباس پر ٹھہر سی گئ۔ کانوں میں قیمتی پتھر جڑے ٹاپس پہنے، جوڑے میں نفاست سے بال گوندھے وہ ٹھنڈی آنکھوں کے ساتھ اسے ہی تک رہی تھیں۔

اس نے صوفیہ کو نہیں بلایا اور نہ ہی روحیلہ نے صوفیہ کا اس سے کوئ ذکر کیا۔ وہ شاید اسی سے ملنے آئ تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے ماتھے پر پٹی اب تک بندھی تھی۔روحیلہ کی نگاہ اس پٹی پر ٹھہر سی گئ۔

"کہیں بات چلی تمہاری۔۔؟ "

انداز بہت سرد اور چبھتا ہوا تھا۔اسکی سیاہ آنکھوں میں ناسمجھی ابھری۔

"جی۔۔؟ "

"کہیں رشتے کی بات چلی۔۔؟ "

اپنا پچھلا سوال دہرایا گیا۔اسکی صبیح پیشانی پر کئ لکیریں چمکنے لگی تھیں۔آنکھوں میں ناگواری تحلیل ہونے لگی۔

"نہیں۔۔ "

یک لفظی، مختصر سا جواب موصول ہوا۔روحیلہ نے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر اسکی جانب دیکھا تو اسے ان کا یہ انداز بہت برا لگا۔

"اب تک شادی کیوں نہیں کی۔۔؟کیا کسی کو پسند کرتی ہو۔۔؟ "

یہ انداز پچھلے والے انداز سے کہیں زیادہ کڑوا تھا۔اسکے ناسمجھی سے سکڑے ابرو اب سپاٹ سے تاثر میں ڈھلنے لگے تھے۔

"کیا میں آپ سے پوچھ سکتی ہوں کہ آپ اتنے ذاتی سوال مجھ سے کس خوشی میں پوچھ رہی ہیں۔؟ "

"تم حرم کو پسند کرتی ہو۔۔نہیں؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور ان کی جانب سے ایسا سوال سن کر وہ چند لمحات کے لیے گنگ ہو گئ تھی۔ اسکی اٹھائیس سالہ زندگی میں کبھی کسی نے اس سے ایسا کوئی سوال کرنے کی جرات نہیں کی تھی۔

"پسند کرتی ہو تم اسے۔ میں یہ تمہیں دیکھ کر ہی بتا سکتی ہوں۔ وہ ہر جگہ تمہیں بچاتا پھر رہا ہے۔ کسی کے منہ سے تمہارے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتا۔ یہاں تک کہ میں اور سہیل۔۔ اپنے والدین تک کو پسِ پشت ڈال دیا ہے اس نے تمہارے لیے۔ میں بس حیران ہوں۔۔ ایسا کیا جادو کیا ہے تم نے میرے بیٹے پر۔۔؟ اسے کیا گھول کر پلایا ہے تم نے۔۔؟"

ان کی آنکھوں سے جھلکتی وہ تضحیک اور لہجے کی حقارت نے اسکے اندر جلن سی بھر دی تھی۔ اسکے زخموں میں سوزش ہونے لگی۔

"اگر آپکو ایسی کوئی بھی غلط فہمی ہوئی ہے تو یہ آپکا قصور ہے، پھپھو۔ اور میں ایسے کاموں کے لیے ذرا بڑی ہوں۔ آپ کو یہاں تک آنے سے پہلے میری عمر، حرم اور میرے درمیان کے فرق کو دیکھ لینا چاہیے تھا۔"

"اوہ۔۔۔ میں نے اسے اور خود کو یہ بات کتنی بار سمجھانے کی کوشش کی۔۔ کہ تمہارا اور نازنین کا کوئی جوڑ نہیں۔ لیکن وہ سمجھتا ہی نہیں۔ بلکہ وہ تو بات ہی نہیں کرنا چاہتا۔ تم سمجھدار ہو۔۔ کم از کم تم ہی کچھ خیال کر لو۔ اب ایسی بے تکی اور بے ڈھنگی جوڑی پر تو سارا خاندان تھو تھو کرے گا۔"

اس نے گود میں رکھی مٹھی بھینچی تھی۔ آنکھوں میں ضبط کی سرخی ابھری۔ ایک کے بعد ایک ذلت اسکا انتظار کر رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے حرم میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اور مجھے یہ بھی اندازہ ہے کہ اس نے ایسی کوئی بھی غیر مناسب بات اپنے منہ سے کبھی نہیں نکالی ہو گی۔ میں اسے بہت نہیں جانتی، پھپھو۔ لیکن میں اسے جتنا جانتی ہوں وہ اسکے بارے میں یہی کہتا ہے کہ وہ خاندانی سیاستوں یا سازشوں والا مرد نہیں ہے۔ اس نے بہت جگہوں پر میری مدد تب کی ہے، جب میرے خون کے رشتوں نے میرے دامن پر توہین آمیز داغ ملنا چاہا۔ اس نے میری مدد تب کی ہے جب میں راستوں میں گر کر روتی رہی۔ وہ میری مدد کو تب آیا تھا جب مجھے بچانے کے لیے کسی نے بھی اپنے آرام کو قربان کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ اس نے میری حفاظت تب کی ہے جب لوگ مجھے نوچ کھانا چاہتے تھے۔۔ اور آپ۔۔"

وہ ٹھہری تو آواز کانپ سی گئی۔ اسکا بخار بہت تیز ہو گیا تھا اور چہرہ کانوں کی لوؤں تک بخار کی حدت سے سرخ پڑ چکا تھا۔ روحیلہ کے تاثرات جامد سے ہو گئے تھے۔

"آپ ایسے تعلق کو بے عزت کر رہی ہیں! یہ عزت کا تعلق ہے، پھپھو۔ اسے بے داغ رہنے دیں اور مجھے آپ لوگ زندہ رہنے دیں۔ وہ آپکا اچھا بیٹا ہے، اسے اچھا رہنے دیں۔"

اگلے ہی پل وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ روحیلہ بھی اسکے ساتھ ہی اٹھیں۔ وہ جیسے نازنین سے ایسے جواب کی توقع نہیں کر کے آئی تھیں۔

"سب ختم ہو چکا ہے ہماری زندگیوں میں۔ کچھ نہیں بچا اب، پھپھو۔ بابا ایڑیاں رگڑتے ہوئے مر گئے، بھائی نے بھابھی کو قتل کیا اور پھر ہمیں ذلت کے ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ میری ماں کو بیماریاں کھا رہی ہیں، میرا بھتیجا نارمل رہنے کے لیے سر توڑ کوششیں کر رہا ہے اور ہم سب۔۔ زندگی کو گھسیٹ رہے ہیں۔ خدا کے لیے۔۔ میری زندگی کو اور مشکل مت بنائیں۔ چلی جائیں آپ یہاں سے اور دوبارہ کبھی یہاں مت آیئے گا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے کمزور سی آواز میں کہا اور پھر پانی کا گلاس وہیں ٹیبل پر چھوڑے آگے بڑھ گئ۔ اسکا حلق اب تک خشک تھا لیکن اب اسے اندر کو گرتے آنسو تر کرتے جا رہے تھے۔ اس نے دروازہ اپنے پیچھے بند کیا اور ٹھنڈے فرش پر بیٹھ گئ۔ سب غلط ہو رہا تھا۔۔ سب غلط ہوتا جا رہا تھا۔۔

****

شائستہ نے اپنی تیاری پر اک آخری تنقیدی نگاہ ڈالی اور پھر آئینے سے اپنی خوبصورتی کی سند وصولتی، سامنے رکھے نازک سے آویزے کانوں میں ڈالنے لگی۔ سفید میکسی پر جا بجا سنہری تار کا بیش قیمت کام کیا گیا تھا۔ وہ انتہائی مہنگے داموں سے خریدا گیا لباس تھا جس کی چمک سے آنکھیں چندھیا جانے کا خدشہ لگتا تھا۔ تازہ کٹے بالوں کو اسٹریٹ کیے، چہرے پر نیوڈ میک اپ لُک کے ساتھ وہ پارٹی میں جانے کے لیے تیار لگ رہی تھی۔ کمرے کی فضا میں خنکی اور فریشنر کی خوشبو سی پھیلی ہوئ تھی۔

اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر پرفیوم کی جامنی سیال سے بھری شیشی اٹھائ اور اسے بے دریغ خود پر چھڑکنے لگی۔ خوشبوؤں میں بسے اس کے وجود سے نگاہوں کا پلٹ جانا بہت کٹھن معلوم ہوتا تھا۔ خود کو کمان سی ابرو اچکا کر دیکھتی وہ خود پر نازاں تھی۔

لیکن اسکے کمرے کے ساتھ ہی ایبہا کے کمرے کا ماحول اسکے کمرے کے چھم چھم کرتے ماحول سے قدرے مختلف ہو رہا تھا۔ بھاری پردے اونچی کھڑکیوں پر گرے ہوئے تھے۔ بیڈ کی چادر شکن آلود تھی جسے پچھلے کئ دنوں سے تبدیل نہیں کیا گیا تھا۔ کمرے میں جا بجا کپڑے اور چیزیں بکھری ہوئ تھیں۔ الماریوں کے دروازے کھلے تھے اور ان کی درازوں سے سامان باہر کو ابل رہا تھا۔ بیڈ پر ایبہا آڑی ترچھی دراز تھی۔ اسکے کمرے پر جیسے کوئ عذاب سا گزر گیا تھا۔ اگلے ہی پل اسے نیچے لاؤنج سے رمیز کی چنگھاڑتی ہوئ آواز سنائ دی تب

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بھی اس نے اٹھ کر باہر جھانکنا گوارہ نہیں کیا۔جب اسکے گھر والے اسکے دکھ سکھ میں شریک نہیں تھے تو وہ بھی انہیں کسی کھاتے میں نہیں لانا چاہتی تھی۔اس نے کروٹ لی اور پھر سے اندھیرے کو گھورنے لگی۔

شائستہ البتہ رمیز کی اس بے وقت چنگھاڑ پر ضرور چونکی تھی۔اسکے ماتھے پر شکنوں کا جال سا ابھر گیا تھا اور بدمزہ ہو کر اس نے اسمارٹ فون ہاتھ میں لیتے ہوئے، ڈیزائنر بیگ لیا اور کمرے کا دروازہ بند کرتی باہر چلی آئی۔نیچے لاؤنج میں گھر کے تمام افراد ہی موجود تھے۔نینا ایک جانب عتیقہ کے ساتھ براجمان تھی اور رضا بھی ان کے ساتھ لگے صوفے پر آرام دہ سا بیٹھا تھا۔وہ رمیز سے دھیمی آواز میں اپنا مؤقف بیان کر رہا تھا لیکن رمیز اسکی بات سننے کے بجائے اس پر مغلظات برسا رہا تھا۔ ماحول کا تناؤ دیکھتے ہوئے وہ ریلنگ پر ہاتھ پھیرتی آگے بڑھ آئی۔ پھر اسکی پتلی ہیل کی ٹھنڈے فرش پر ٹکرانے کی آواز کے ساتھ ہی سب اسکی جانب گھومے تھے۔ رمیز کی آنکھوں میں اسکی تیاری پر سرخ سا تاثر ابھرا تھا لیکن اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔وہ پاس چلی آئی۔۔

"کس بات پر بحث ہو رہی ہے اب۔۔؟ ہر وقت کے بحث و مباحثے سے پک چکی ہوں میں۔ پلیز کیپ اٹ بریف۔۔"

رضا کو لب کھول کر دیکھتے اس نے آخر میں ہاتھ جھلا کر نزاکت سے کہا تو وہ چپ سا ہو گیا۔وہ اب کہ پہلی دفعہ ٹھٹکی تھی۔شاید بات اتنی سیدھی نہیں تھی جتنی اسے محسوس ہو رہی تھی۔اس نے ابرو اکھٹے کر کے رمیز کی جانب دیکھا جو اب خونخوار نگاہوں سے رضا کو گھور رہا تھا۔رضا اسکا چھوٹا بیٹا تھا اور رمیز نے کبھی اس کے ساتھ کوئی سختی نہیں برتی تھی۔شاید وہ اسکی قدر کیا کرتا تھا۔کیونکہ اسکا بڑا بیٹا اسے اپنے مفاد اور پُر تعیش زندگی کے لیے چھوڑ کر جا چکا تھا۔وہ گہرا سانس لے کر صوفے پر آ بیٹھی۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں پاکستان میں مزید نہیں رہنا چاہتا۔ "

اور یہ ایک ایسا دھماکہ تھا جو شائستہ کے سر پر بہت اہتمام سے پھٹا تھا۔ اسکی نگاہیں بے ساختہ ہی عتیقہ پر پھسلیں، کہ جس کی ذو معنی مسکراہٹ کا اسرار اس پر اب کھلا تھا۔ وہ چند پل کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہی تھی۔

"کیا۔۔ رضا یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔؟" اس کے حلق میں بہت سے لفظ اٹک گۓ۔

"میں پاکستان میں مزید نہیں رہ سکتا، ڈیڈ۔ اور خاص کر اس گھر میں تو بالکل بھی نہیں۔ میرا ذہنی سکون اور میرا گھرانہ میرے لیے اول ترجیح ہے۔ عتیقہ ایکسپیکٹ کر رہی ہے اور اسکے لیے جسمانی اور ذہنی سکون بہت ضروری ہے جو کہ اس گھر میں تو کبھی ممکن نہیں۔ بھائی سے میرا رابطہ پچھلے کئ مہینوں سے جڑا ہوا ہے۔ انہوں نے مجھے وہاں سیٹل کروانے کے تمام انتظامات کر لیے ہیں۔ اسی لیے میں اب اور پاکستان میں رہ کر خود کو تباہ نہیں کر سکتا۔ میں آپ سے، ماما سے، ایبہا سے اور آپکی ان سب سیاستوں اور سازشوں سے sick ہو چکا ہوں۔"

اسکی آواز میں ایسی تھکن ہلکورے لے رہی تھی کہ ہر ایک دم سادھے اسے سنے گیا تھا۔ نینا انگلیاں آپس میں بند کر کے کھولتی کبھی ایک کا چہرہ دیکھتی تو کبھی دوسرے کا۔ اسے اپنے گھرانے سے بھی اتنے ہی شکوے تھے جتنے کہ رضا کو۔ وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔ اسکے تناؤ کا شکار شانے اگلے ہی پل ڈھیلے پڑ گۓ جب عتیقہ نے اس پر پیار سے ہاتھ پھیر کر اسے تسلی دی۔ وہ بری عورت نہیں تھی۔ نینا کو اب سمجھ آیا کہ وہ کتنی اچھی اور سمجھدار عورت تھی۔

"تم پاکستان میں دوسرا گھر لے کر یہیں رہ سکتے ہو۔ میں تمہیں ہر طرح سے سپورٹ کرونگا۔ پھر باہر جا کر رہنے کا کیا جواز ہے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رمیز نے بہت سبھاؤ سے اسے سمجھانا چاہا۔ وہ ایک بیٹا کھو چکا تھا۔ وہ دوسرے بیٹے کو کھونا افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔ اسکے ساتھ ایک بہت بڑا ناسور جتنا کاروبار جڑا تھا جسے وہ اکیلا نہیں سنبھال سکتا تھا۔

"آپکو لگتا ہے کہ میرا مسئلہ صرف یہ گھر ہے۔ نہیں ڈیڈ۔۔ میرا مسئلہ آپ لوگ ہیں اور آپکی ذہنی بیماریاں ہیں۔ مجھے اتنے سالوں بعد اب سمجھ آیا کہ بھائی کیوں آپکو چھوڑ کر باہر شفٹ ہو گئے۔ اتنی پر تعیش زندگی کو خیر آباد کہہ کر وہ کیوں یہاں سے چلے گئے۔ لیکن۔۔ آج۔۔ زندگی کی ان ساعتوں میں مجھے سمجھ آگیا کہ وہ یہاں سے کیوں گئے تھے۔ انہیں اپنا ذہنی سکون عزیز تھا۔ وہ ماما اور آپ کی طرح کسی بھی سازش یا سیاست کا حصہ نہیں بننا چاہتے تھے۔ وہ اپنی انسانیت اور اپنے ضمیر کو زندہ رکھنا چاہتے تھے۔"

چٹاخ چٹاخ جیسے کوئی زوردار تمانچے رمیز کے رخسار پر رسید کرتا جا رہا تھا۔ اسکی اولاد اس سے محض اس لیے دور جا رہی تھی کہ وہ اپنی خود مختاری اور پاور کو زندہ رکھنے کے لیے مختلف اقدامات کرتا آیا تھا۔ کیا اسکی اولاد نہیں جانتی تھی کہ عنقریب یہ پاور انہیں ورثے میں میسر آنی تھی۔

"تم اس سارے کاروبار کو چھوڑ کر وہاں ٹکے ٹکے کی نوکریاں کرنا چاہتے ہو۔۔؟ ایسی ذلت آمیز زندگی کے لیے تم یہاں سے جا رہے ہو، رضا۔۔۔؟"

رضا کے چہرے پر اک تلخ سی مسکراہٹ ابھری تھی۔ جیسے اسکے باپ کی سوچ پر اسے گہرا افسوس ہوا تھا۔

"میں ایسی ذلت آمیز زندگی اپنے گھرانے کے لیے گزارنا چاہتا ہوں، ڈیڈ۔ اور ہاں۔۔ میں نینا کو بھی اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔ ایک وہی نارمل بچی ہے اب اس گھر میں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اپنی آخری بات کر کے وہ عتیقہ کو ابرو سے اشارہ کرتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ رمیز کی نگاہیں ساکت رہیں اور لب جیسے قیامت تک کسی الفاظ کو ادا کرنے سے عاری محسوس ہونے لگے تھے۔ شائستہ اب رضا کے بازو سے لگی اسے روک رہی تھی لیکن شاید وہ اپنا فیصلہ کر چکا تھا۔ وہ ان سے اپنا ہاتھ چھڑا کر کمرے کی جانب بڑھا تو وہ اسکے پیچھے لپکیں۔

"تم۔۔ تم نہیں جاسکتے۔ تم یہ کاروبار، طاقت، پیسہ۔۔ تم یہ سب چھوڑ کر نہیں جاسکتے رضا۔ کیا تمہارے اندر لوگوں پر حکمرانی کرنے کی چاہ نہیں ہے؟ رضا میری بات سنو۔۔۔"

وہ پیچھے کھڑی چلاتی رہی لیکن رضا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ان سب سے واقعی سک ہو چکا تھا۔ نینا بھی اٹھ کر لاؤنج سے اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگی تو شائستہ نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر روکا۔

"نینا میرا بچہ۔۔ تم مجھے چھوڑ کر کیسے جاسکتی ہو۔۔؟ کیا تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں۔۔؟ ماما تمہارے لیے سب کچھ کرتی ہیں۔ تم میرے ساتھ کے بغیر کیسے زندہ رہو گی۔۔؟"

اسکی آنکھوں میں کئی آنسو جھلملا رہے تھے لیکن نینا نے اسے چپ چاپ دیکھا۔ بالکل خاموشی سے۔ لاؤنج میں تاریخ اپنے آپ کو ایک بار پھر سے دہرا رہی تھی۔ جاوید کئی سالوں پہلے اپنا سامان سمیٹ کر، اس گھر کو بھیگی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے یہاں سے جارہے تھے۔ انہیں روکنے والا کوئی نہیں تھا۔ وقت تبدیل ہو گیا تھا۔۔ رشتے بدل گئے اور جگہیں مزید سمٹ گئیں۔۔ نینا نے اس سے اپنا ہاتھ چھڑایا تو وہ خالی ہاتھ کھڑی رہ گئی۔

"آپکو میرے لیے سب کچھ نہیں کرنا تھا، ماما۔ آپ کو اپنی اولاد کو سب کچھ نہیں دینا ہوتا۔ آپ نے بہت سی چمکتی زہر آلود چیزوں کو اپنی اولاد کی پہنچ سے دور رکھنا ہوتا ہے۔ وہ زہر آلود چیزیں اگر آپ کی اولاد تک پہنچ جائیں تو اسے کھوکھلا اور بے کار کر دیتی ہیں۔ آپ نے جو نازنین آپی کے ساتھ کیا وہ محض شروع میں میرے لیے تفریح کا باعث تھا۔ لیکن جب آپ نے۔۔ وہ حد پار کی ماما۔۔ آپ یقین کریں کہ اس رات میں اپنے کمرے میں روتی رہی

تھی۔ آپ نے اپنی بیٹیوں کے ہوتے ہوئے بھی کسی کی بیٹی پر عزت کا حملہ کروایا۔ میں اپنی نگاہوں میں دوبارہ اٹھ نہیں سکی۔ میں مزید یہاں رہی تو شاید پاگل ہو جاؤں گی۔۔"

وہ آنسوؤں کو ہتھیلی کی پشت سے رگڑتی تیزی سے زینے عبور کر کے اپنے کمرے کے پار غائب ہو گئی تھی۔ پیچھے شائستہ کا وجود جیسے کسی ریتیلے مجسمے کی سی عکاسی کر رہا تھا۔

"وہ سب میں نے تمہارے لیے اور ایہا کے لیے کیا تھا۔ سنا تم نے۔ وہ میں نے ایہا کی حفاظت کے لیے کیا تھا۔ اپنا بدلہ لینا ہر جگہ جائز ہوتا ہے۔ تم لوگ مجھے اپنی محبت نچھاور کرنے سے نہیں روک سکتے۔"

وہ زینوں کے دہانوں پر کھڑی پاگلوں کی طرح چیخ رہی تھی۔ اسکا بس نہیں چلتا تھا کہ اپنے بال نوچ لیتی۔ رضا نے اسکی بلند آواز سنی تو تکلیف سے آنکھیں بند کر لیں۔ عتیقہ اسکے پاس اٹھ آئی تھی۔ پھر اسکا ٹھنڈا ہاتھ اپنے ہاتھ میں قید کیا تو وہ اسے گلابی آنکھوں سے دیکھے گیا۔ اپنے والدین کو چھوڑنا مذاق نہیں تھا۔ وہ خود بھی گہری اذیت کا شکار تھا۔

"میں تمہاری تکلیف سمجھ سکتی ہوں، رضا۔"

"میں اب اس پاگل پن کو اپنی اولاد کا حصہ بنتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتا۔ میں یہاں سے دور۔۔ کہیں بہت دور جانا چاہتا ہوں اور پھر کبھی پلٹ کر بھی اس گھر کی طرف رُخ نہیں کرنا چاہتا۔"

"میں تمہارے ساتھ ہر جگہ کھڑی ہوں۔ خود کو ایسے تکلیف مت دو۔۔" اس نے آگے بڑھ کر اسکا سر پر کندھے سے لگایا اور پھر اسے آہستگی سے تھپکنے لگی۔ وہ خاموشی سے اپنا سر اسکے کندھے پر ٹکائے ہوئے تھا۔ یہ چند دن کی اذیت جلد ہی اسکی زندگی سے ختم ہونے والی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شائستہ نے زینے عبور کیے اور نینا کے پیچھے چلی گئی۔ وہ ایسے تھی داماں کھڑی اپنی اولاد کو دور جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ پیچھے رمیز تنہا رہ گیا۔ اس کی ساکت پتلیاں ہر حرکت سے انکاری تھیں۔ صوفے کے ہتھے پر ہاتھوں کو ٹکائے وہ سیدھی لکیر میں بند لبوں کے ساتھ کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہا تھا۔ اسے اسی پل احساس ہوا تھا کہ اگر ایک اولاد قابیل پیدا ہو جائے تو دوسرے کا ہابیل ہونا لازم ہوتا ہے۔ ابلیس کے گھر ہمیشہ ابلیس نہیں پیدا ہوتا۔ بُت تراش کے گھر میں نبوت سانس لے رہی ہوتی ہے اور خدا کے گھر میں کئی سال تک بتوں کی عبادت ہوتی رہتی ہے۔ لیکن اس سے خدا کی حقیقت پر کوئی آنچ نہیں آتی۔

یہ سوچ آتے ہی اس نے اپنی گردن اٹھائی تھی جو کسی اندیکھے سے بوجھ تلے دبی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اگر خدا تھا تو اسے اکیلے ہی زندہ رہنا تھا کیونکہ خدا۔۔ اکیلا ہی زندہ رہنے والی حقیقت کا نام ہے۔ وہ تو انسان ہوتے ہیں جنہیں سہاروں کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ خدا اکیلا تھا اور وہ اکیلا ہی کافی تھا۔ اسے اسی پل احساس ہوا تھا کہ ابلیس بننا اور ابلیسیت پر ڈٹے رہنا مزاق نہیں تھا۔ فرشتہ رہنا آپکو خدا کی طرفداری دلاتا ہے لیکن شیطان بن جانا آپکو تنہا کر دیتا ہے۔ وہ بھی تنہا کر دیا گیا تھا۔

اسکی اٹھی گردن کا بوجھ جیسے بڑھنے لگا۔ تمہیں کیا لگتا ہے ابلیس ہونا آسان ہے۔۔؟ جنت چھوڑ کر جہنم کا انتخاب کرنا کبھی آسان نہیں ہوا کرتا۔

وہ اگلے ہی پل آہستہ سے اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اسکی ٹانگیں کمزوری کا شکار ہو رہی تھیں اور ذہنی انتشار آنکھیں سرخ کر گیا تھا۔ لیکن وہ پھر بھی مضبوط قدم اٹھاتا، سیدھے چہرے کے ساتھ آگے بڑھ آیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کئ سالوں پہلے۔۔ تاریخ کے کئ صفحات میں۔۔ وانگ سُو نے اپنے لیے حکمرانی کے تخت کا انتخاب کر لیا تھا۔ لیکن وہ تخت اسے ایسے ہی نہیں ملا تھا۔ اس تخت تلے اس نے اپنے ہی بھائیوں، رشتے داروں اور ساتھیوں کو قتل کیا تھا۔ وہ اپنی حکومت کا طاقتور سلطان تھا۔ لیکن وہ تنہا تھا۔۔ کیونکہ وہ اپنے ہر رشتے کو اپنی ہی تلوار سے ذبح کر کے اس مقام تک پہنچا تھا۔

قصرِ انصاری رات کی سیاہیوں میں ڈوبنے لگا۔ اور ابلیس کی ایک خصلت یہ تھی کہ وہ سیاہ تھا۔۔ سیاہ اور سرد۔۔

******

احمد اپنے آفس میں بیٹھا ہاتھ میں حرم کی تصویر تھامے اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ اس نے دو جمع دو کر کے اس نتیجے کو اخذ کر لیا تھا کہ نازنین کو اب تک بچانے والی فِگر حرم کے علاوہ اور کوئی نہیں تھی۔ لیکن ثبوتوں کی عدم موجودگی کے باعث وہ الجھن کا شکار محسوس ہو رہا تھا۔ حرم نے اگر یہ سب کیا تھا یا مزید وہ آگے کچھ بھی ایسا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تو اس کے پیچھے کیا وجوہات کارفرما تھیں؟ اسے ایسا کرنے کے لیے کس نے کہا تھا۔۔؟ جمشید کو کچھ دیر پہلے حرم کی نگرانی کا کہہ کر وہ اپنے آفس سے اٹھ آیا۔ اسے یہ لڑکا پہلے دن سے ہی گڑبڑ لگ رہا تھا۔

اسکے قدموں کا رُخ اب کہ جانے پہچانے راستوں پر تھا۔ وہ گاڑی میں چند پل بیٹھا سوچتا رہا اور پھر فیصلہ کُن انداز میں باہر نکل آیا۔ نفسیاتی امراض کا وہ اسپتال رات کے اس پہر خاموشی کے آسیب میں جکڑا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے قدموں کا رُخ راہداریاں کاٹتے ہوئے پھیرا اور پھر ایک کمرے کے سامنے وہ ٹھہر گیا۔ آس پاس سرد پڑتی ہر شے اسے ابرو اٹھا کر دیکھ رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگلے ہی پل اس نے گہرا سانس لیا اور دروازہ وا کیا۔ دروازہ ٹھنڈ کے باعث چرچراتی آواز کے ساتھ کھلا اور وہ قدرے آہستگی سے اندر داخل ہو گیا۔ پھر وہ کئ پہر وہیں ٹھہرا رہا۔ کھڑکی سے چاندنی اندر کو گر رہی تھی اور ہر شے اندھیرے کے وجود میں لپٹی تھی۔۔ مبہم۔۔ غیر واضح۔۔

اسی پل اسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ محسوس ہوئی تو وہ محتاط سے انداز میں ایک جانب کو ہوا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور پھر ایک دراز قد سا جوان اندر کو داخل ہوا۔ اسکا ایک ہاتھ زخمی تھا جس پر پٹی بندھی تھی اور وہ پہلے سے تندرست محسوس ہو رہا تھا۔ پیچھے دیوار سے لگ کر کھڑے احمد نے اپنا سانس تک روک لیا تھا۔ اسی پل وہ لڑکا آگے بڑھا اور روبینہ کے سرہانے آ کھڑا ہوا۔ روبینہ دوائیوں کے زیرِ اثر سو رہی تھیں۔ احمد نے اگلے ہی پل دروازے سے باہر نکل جانا مناسب سمجھا لیکن پھر وہ اس لڑکے کی آواز پر ٹھہر سا گیا۔ اس کے قدم برف ہو گۓ تھے۔

"سالوں کے بعد واپس لوٹ آنے والوں کی سزا کیا ہونی چاہیۓ، روبینہ۔۔؟ "

وہ گردن جھکاۓ اپنی سوئ ہوئ ماں سے پوچھ رہا تھا اور پھر۔۔ وہ پلٹا۔۔ ان دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں۔ ان دونوں کی آنکھوں کا رنگ ایک سا تھا۔ ان کا قد، ان کی ساخت یہاں تک کہ ان کا ارتکاز بھی ایک دوسرے کا عکس تھا۔ لڑکا پاس چلا آیا۔ دونوں کی کتھئ آنکھیں واضح ہوئیں۔ اور پھر۔۔ اس لڑکے نے احمد کی گردن اپنے ایک ہاتھ سے دبوچ لی۔ احمد کا سانس رک گیا تھا اور حلق تنگ ہونے لگا۔ زاویار کی آنکھیں بے رحمی سے اسکے سفید پڑتے رنگ پر جمی رہیں۔ پھر وہ ذرا قریب آیا اور اسے بغور دیکھا۔

"جو سالوں کی نیند سے جاگ کر اپنے رشتوں کو رات کی سیاہیوں میں دیکھنا چاہیں۔۔ انہیں موت کے حوالے کر دینا چاہیے۔ تاکہ وہ کبھی اس احساس کی تپش تک محسوس نہ کر سکیں جس سے رشتے پروان چڑھتے ہیں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی غیر انسانی سی سرد آواز پر احمد کی آنکھیں گلابی ہونے لگی تھیں۔ اسکا ہاتھ اپنی گرفت اسکے حلق پر سخت کرتا جا رہا تھا۔

"کیا تمہیں یاد ہے میں کون ہوں، احمد۔۔؟ میں احمد سلطان کا بیٹا۔۔ زاویار احمد سلطان ہوں۔۔ "

اور اسپتال کی سیاہیوں میں کچھ چھناکے سے ٹوٹ جانے کی آواز ابھری تھی۔ برسوں بعد وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے ایستادہ تھے۔ ایک مار دینا چاہتا تھا اور دوسرا اسکے ہاتھوں مر جانا چاہتا تھا۔ اسکا کتھئی ارتکاز سیاہی مائل محسوس ہو رہا تھا۔ وہ آدم تھا۔۔ اسے آدم رہنا تھا۔۔ لیکن کچھ ابلیس ہمیشہ آدم میں سانس لیتے رہتے ہیں۔ جن سے جدائی قیامت تک ممکن نہیں ہوتی۔۔

******

وہ اسکے سامنے اب تک کھڑا تھا۔ احمد کی گردن پسینے سے شرابور ہو چکی تھی اور چہرہ سانس مکمل طور پر بحال نہ ہونے کی صورت میں سفید پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔ زاویار کی نگاہوں میں سختی کے ساتھ اب کہ کچھ اور بھی تحلیل ہو رہا تھا۔ وہ گلابی سی نمی تھی۔۔ اس گلابی سی نمی کے پیچھے کئی تکلیف دہ ماہ و سال تھے۔ وہ ان ماہ و سال کے جھلسا دینے والے ایّام میں زندہ رہنے والوں میں سے تھا۔ اسکے جبڑے ایک دوسرے کے ساتھ سختی سے پیوست تھے اور کتھئی آنکھیں اس چاندنی میں سیاہی مائل سی دکھ رہی تھیں۔ اسکے جسم کے ہر مسام سے پسینہ پھوٹ رہا تھا۔ وہ اس وقت کمزوری کے بہت سیاہ لمحے سے گزر رہا تھا۔

"میں۔۔ تم سے۔۔ معافی۔۔ مانگنا چاہتا۔۔ تھا۔۔" احمد کے حلق سے غرغر کی آوازوں کے ساتھ بمشکل چند الفاظ ابھرے تھے۔ زاویار کی آنکھوں میں جلن سی ابھری، رگیں تناؤ کے باعث کھنچ گئیں اور حلق میں گلٹی ابھر کر

معدوم ہوئی۔اس نے کچھ اور قوت کے ساتھ اسکی گردن کو دبوچا تو ہاتھوں کی رگیں طاقت لگانے کے باعث پھول سی گئیں۔

"جانتے ہو انسانوں کو مارنے میں کتنا عرصہ لگتا ہے۔۔؟چند لمحے۔۔ تیس سیکنڈز اور تم یہیں ختم ہو جاؤ گے۔۔ایسے ہی مادیے جاتے ہیں انسان بھی۔ قتل صرف شروع میں کٹھن معلوم ہوتا ہے۔یہ ہاتھ صرف پہلی دفعہ لرزتے ہیں۔اسکے بعد۔۔سب کچھ ساکت ہو جاتا ہے۔دوسری دفعہ میں لرزش ختم ہو جاتی ہے اور قتل کرنے کی خواہش طاقتور ہو جاتی ہے۔"

وہ اس سے انسان نہیں لگ رہا تھا۔اسکی آنکھیں غیر انسانی معلوم ہو رہی تھیں۔

احمد نے جواب دینے کے لیے لب کھولے لیکن پھر وہ کچھ بول نہیں سکا۔روبینہ کی بہت باریک سی آواز زاویار کی سماعت میں کسی صور کی مانند پگھل کر گری تھی۔وہ اور احمد۔۔دونوں ہی اپنی جگہ ٹھہر سے گئے تھے۔ اور پھر اس نے بے یقینی سے چہرہ پھیر کر روبینہ کی جانب دیکھا جو اپنے بستر پر اٹھ بیٹھی تھیں۔

"احمد۔۔؟ "

ان کی کپکپاتی آواز نے ان دونوں کو ساکت کر دیا تھا۔اسکی گرفت اگلے ہی پل احمد کی گردن پر ڈھیلی پڑ چکی تھی۔ روبینہ نے کپکپاتا ہاتھ آگے بڑھا کر بیڈ کے ساتھ لگے سوئچ بورڈ کو چھوا تو اگلے ہی پل اسپتال کا وہ مٹیالے رنگ کی دیواروں سے سجا کمرہ زرد روشنی میں نہا گیا۔احمد کا سفید چہرہ واضح ہوا۔۔وہ اپنی آنکھیں بے یقینی سے وا کئے روبینہ کو تک رہا تھا۔

"احمد۔۔؟!کیا یہ آپ ہیں،احمد۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور زاویار کا ہاتھ بے دم ہو کر اسکے پہلو میں آ گرا تھا۔ وہ ماں جو اپنے بیٹے کو بھول گئ تھی۔ وہ ماں جو اپنے بہت پیار کرنے والے اور خیال رکھنے والے بیٹے کو فراموش کر چکی تھی۔ اس ماں کو۔۔ اپنا ظالم اور کئ سالوں پہلے چھوڑ کر جانے والا شوہر یاد تھا۔۔! یہ قسمت کا آخر کونسا پانسہ تھا کہ جس نے زاویار سلطان کو چند لمحات ہی میں برف بنا دیا تھا۔

روبینہ نے اپنے اوپر سے لرزتی ہتھیلیوں کے ساتھ لحاف ہٹایا۔۔ پھر وہ اپنے بستر سے اتریں۔۔ ان کے قدموں میں لرزش تھی۔۔ وہ دونوں اپنی جگہ ہی مجسمہ بن گ ئے تھے۔ ان کے وجود ہر قسم کی جنبش سے عاری محسوس ہونے لگے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ کوئی بھی اپنی جگہ سے ہلا تو سب کچھ چھناکے سے ٹوٹ کر رات کی سیاہی میں تحلیل ہو جائے گا۔ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ لیکن سب کچھ تو پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔

وہ آگے بڑھ آئیں۔ زاویار کو یکسر نظر انداز کیا تو اسکے دل کو کسی شے نے اذیت کے باعث جھنجھوڑ ڈالا۔ وہ کبھی اسے پہچان کر، اس تک نہیں آئ تھیں۔ اسکی آنکھوں میں ابھری گلابی نمی اب کہ سرخی میں تبدیل ہونے لگی تھی۔ روبینہ اب احمد کے عین سامنے ایستادہ تھیں۔ احمد نے سانس تک روک لیا تھا۔۔ روبینہ نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور پھر احمد کے سرد سے رخسار کو چھوا۔۔ پھر ان کی ہچکی سی ابھری۔۔

"میں نے آپکا۔۔ بہت انتظار کیا تھا، احمد۔ آپ کہاں چلے گ ئے تھے۔۔؟ میں نے آپکو۔۔ بہت یاد کیا تھا۔ "

وہ ساکت ہی رہا۔ اس نے روبینہ کو روکنے کی کوشش نہیں کی۔ اسکی سالوں کی ریاضت نے اسکے منہ پر تمانچہ دے مارا تھا۔ وہ ریت کا بُھر بُھرا سا مجسمہ بن گیا تھا۔ کسی بھی لمس پر بکھر کر ڈھے سکتا تھا۔

"میں کب سے اکیلی ہوں اور آپ نے میری خبر گیری تک نہیں کی۔ یہ آپ نے اچھا نہیں کیا، احمد۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

احمد نے گلابی آنکھوں سے روبینہ کو دیکھا اور پھر اس نے انکے دونوں ہاتھوں کو اپنے رخساروں سے سمیٹ کر اپنے ہاتھوں میں قید کیا۔ ایک نگاہ زاویار کو دیکھا جو بالکل ساکت تھا۔۔ اور پھر۔۔ وہ آہستہ سے گھٹنوں کے بل جھکا۔ اب وہ روبینہ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا، سر جھکائے ہوئے تھا۔ اسکے ہاتھوں میں روبینہ کے ہاتھ اب تک قید تھے۔

"میں۔۔ معافی چاہتا ہوں۔ میں تمہیں چھوڑ کر جانے پر شرمسار ہوں، روبینہ۔ میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔ "

اسکی گیلی سی آواز ابھری۔ زاویار بے ساختہ ہی دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔ اسکی پشت دروازے کی جانب تھی اور وہ اس دروازے سے ایک قدم کے فاصلے پر ہی تھا۔ اسکے ہاتھوں میں لرزش سی عود آئی تھی۔ جو اس نے کبھی دن کی روشنی میں نہیں سوچا تھا وہ رات کی سیاہی میں سچ ثابت ہو گیا تھا۔ اگلے ہی پل وہ لرزتے قدموں کے ساتھ پلٹا اور پھر دروازہ دھکیلتا باہر نکلتا چلا گیا۔

اسکا جسم گہری سی کپکپاہٹ کا شکار تھا اور نگاہیں بار بار دھندلا رہی تھیں۔ اس نے لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ سیاہ راہداری پار کی اور پھر وہ ایک سرے پر مڑ کر ٹھہر سا گیا۔ اب اسکی پشت دیوار کے ساتھ لگی تھی اور گھٹنے ہر قسم کا بوجھ اٹھانے سے انکاری ہو گئے تھے۔ اگلے ہی پل اب وہ چہرہ دونوں ہاتھوں میں قید کیے رو رہا تھا۔ ہاں۔۔ وہ رو رہا تھا۔ بچوں کی طرح۔۔ بالکل چھوٹے بچوں کی طرح جو اپنی کسی خواہش کے بے رحمی سے کچلے جانے پر رویا کرتے ہیں۔ اسکے کندھے ہر ہچکی کے ساتھ لرز رہے تھے اور چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اپنے فراموش کیے جانے کی تکلیف رگ رگ میں اترنے لگی تھی۔ اپنی زندگی کی بے رحمی اسکے سامنے محوِ رقص تھی۔ وہ جو کبھی نہیں رویا کرتا تھا وہ رات کے اس پہر۔۔ رو رہا تھا۔ برداشت اور ہمت کی بھی ایک حد ہوا کرتی ہے۔ جب بات اس حد کو پار کر لے تب انسان کو رو لینا چاہیے۔ یہ اسے صحت مند رکھتا ہے۔ لیکن اسے اپنا ہر آنسو زہر آلود محسوس ہو رہا تھا۔ اسکا ہر آنسو اسے صحت بخشنے کے بجائے بیماری کی جانب دھکیل رہا تھا۔ ایسی بیماری جو دل کو جکڑ کر اسے ہر رگ تک خون پہنچانے سے باز رکھتی ہے۔ ایسی بیماری جسے لوگ موت کے نام سے یاد کیا کرتے ہیں۔

اگلے ہی پل اس نے بازو سے آنکھیں رگڑیں اور پھر چہرہ آہستین سے صاف کرتا واپس پلٹا۔ وہ اس آدمی کے رحم و کرم پر اپنی ماں کو نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ ٹھیک ہے کہ وہ اپنی ماں کو یاد نہیں تھا لیکن وہ خود تو اس بات سے بخوبی واقف تھا کہ وہ ان کا بیٹا تھا۔ اور پھر مرد تو وہ ہوا کرتے ہیں جو کسی صلے کی چاہ کا انتظار کیے بغیر اپنے گھرانے کی حفاظت کیا کرتے ہیں۔ صرف اس لیے کیونکہ وہ مرد ہوتے ہیں۔ وہ جو کبھی بھی اپنے گھرانے پر سمجھوتا نہیں کیا کرتے۔

اس نے راہداری پار کی اور پھر اگلے ہی لمحے دروازہ وا کیا تو دھک سے رہ گیا۔ احمد جا چکا تھا۔ اسپتال کا وہ کمرہ سنسان محسوس ہو رہا تھا۔ روبینہ اپنے بستر پر بیٹھیں، سامنے دیوار کو تکتی جا رہی تھیں۔ ان کے رخسار آج محض آنسوؤں سے نہیں بھیگے ہوئے تھے۔۔ بلکہ وہاں ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی۔ وہ آگے بڑھ آیا۔۔ روبینہ نے اسے نگاہیں اٹھا کر دیکھا لیکن ان آنکھوں میں اسکے لیے کوئی واقفیت نہیں تھی۔ وہ آنکھیں اسے ازلی اجنبیت لیے تک رہی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"احمد نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔۔ کہ وہ۔۔ اب مجھ سے ملنے آتے رہیں گے۔ وہ کبھی اب مجھے۔۔ تنہا نہیں چھوڑیں گے۔۔ "

اسی کے ساتھ انہوں نے خود پر لحاف برابر کیا اور پھر اپنے بستر پر دراز ہو گئیں۔ اب وہ وہی بات بار بار دہرا رہی تھیں۔

"احمد نےٍ سچ کہا تھا۔ وہ پلٹ آئے۔ احمد سچے تھے۔ احمد۔۔ احمد سچے تھے۔۔ "

وہ خالی آنکھوں سے انکے وجود کو تکتا رہا تھا۔ پگھلتی رات میں وہ بھی کہیں وہیں پگھل کر ختم ہو گیا تھا۔ اسکی متورم آنکھیں اب کہ خشک محسوس ہو رہی تھیں۔ پھر وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھا اور متوازن قدموں کے ساتھ راہداری عبور کرنے لگا۔ رات کی سیاہی میں اسکا ہیولہ اب تیزی سے داخلی دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا۔ دروازہ دھکیل کر باہر نکلتے ہی اسے احمد اپنی کار کے ساتھ پشت ٹکائے ہوئے نظر آ گیا تھا۔

وہ زینوں سے اترا اور سیدھا اسکے سر پر پہنچا۔ پھر اسے کوئی بھی موقع دیئے بغیر گریبان سے جکڑ کر اپنے سامنے کیا۔ احمد نے خود کو بچانے کی ہر کوشش گویا ترک کر دی تھی۔

"میری ماں سے دور رہو۔ میری ہر شے سے دور رہو۔ حرم، نازنین یا پھر سارنگ۔۔ ان تینوں کی جانب میلی نگاہ سے دیکھنے کی کوشش بھی کی تو آنکھیں نکال لونگا میں تمہاری۔ اور اس دفعہ۔۔ میں واقعی ایسا کرونگا۔"

اس نے نفرت سے پھنکار کر اسے پرے دھکیلا تو اسکی پشت گاڑی سے جا ٹکرائی۔ احمد نے اب کہ سپاٹ آنکھیں اسکی جانب پھیری تھیں۔

"حرم۔۔ کیا وہ اب بھی تمہارا دوست ہے؟ کیا اس نے تم سے ہر رشتہ ختم نہیں کر لیا تھا۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکا جوابی وار طنز سے بھرپور تھا۔زاویار کی نگاہوں میں ایک پل کو طیش سا ابھرا۔

"بکواس۔۔بند کرو۔۔ "

"وہ تمہارا دوست نہیں ہے۔بلکہ وہ کسی کا بھی دوست نہیں بن سکتا۔۔ "

اور اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا زاویار نے اسکے جبڑے پر پوری قوت سے مکا دے مارا تھا۔لمحے بھر کو احمد کے سر پر سارا آسمان گھوم کر رہ گیا تھا۔اس نے اپنے چکراتے سر کر بمشکل جھٹکا تھا۔

"اسے اگر نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کی تو مجھ سے برا پھر کوئی نہیں ہو گا،احمد سلطان۔یہ بات۔۔یاد رکھنا۔۔ اور یہ بھی کہ۔۔میرے ہاتھ تمہیں موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے ایک لمحے کے لیے بھی نہیں کانپیں گے۔"

اسکی کاٹ دار آواز پر وہ اپنی جگہ ہی گنگ ہو گیا تھا۔زاویار نے اگلے ہی پل اسے نفرت سے دیکھا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اسکے سامنے سے گزر گیا۔پیچھے کھڑا احمد اپنے ہونٹ کے کنارے سے بہتا خون انگوٹھے سے صاف کر رہا تھا۔کچھ شک نہیں تھا کہ وہ اسی کا بیٹا تھا۔۔اسی کی مانند کرخت،طاقتور اور طیش کا دلدادہ۔۔

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

لاؤنج میں خنکی سی گھلی ہوئی تھی۔ سربراہی صوفے پر سہیل براجمان بغور روحیلہ کی گفتگو سن رہے تھے۔ وہ انہیں عدیل کے رشتے کے بارے میں بتارہی تھیں۔ لڑکی والے شادی کے لیے راضی تھے بس اب شادی کی تیاریاں جلد ہی شروع کرنے کا عندیہ بھی جاری کر دیا گیا تھا۔ سہیل نے سن کر سر اثبات میں ہلایا۔۔ پھر ٹی وی پر چلتے تبصروں کی جانب متوجہ ہوئے۔۔ ملائم سے کرتا شلوار میں ملبوس، پیروں میں آرام دہ سی چپلیں پہنے وہ خاصے ریلیکس دکھائی دے رہے تھے۔ جب سے عدیل نے آفس کے معاملات میں دلچسپی کے ساتھ سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا شروع کیا تھا۔۔ تب سے وہ خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگے تھے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ حرم اب ان کے لیے اتنا اہم نہیں رہا تھا۔ جو انہیں عدیل سے چاہیے تھا وہ انہیں مل رہا تھا پھر بھلا وہ اپنا سیروں خون کیوں حرم جیسی اولاد پر جلاتے؟

ٹی وی پر چلتے تبصروں کے ساتھ ہی لاؤنج میں ثانیہ بہت ہنستے مسکراتے نقوش لیے داخل ہوئی تھی۔ اسکے ہاتھ میں چائے کی ٹرالی تھی جسے وہ گھسیٹتی ہوئی آگے بڑھ آئی تھی۔ حرم کی جانب سے کی گئی تنبیہ کے بعد سہیل نے اپنا رویہ ثانیہ کے ساتھ قدرے تبدیل کرلیا تھا۔ وہ بے تکلف اس کے ساتھ اب بھی نہیں تھے لیکن پہلے والی اجنبیت مفقود تھی۔ وہ اب گھٹنوں کے بل بیٹھی، شیشے کے ٹیبل پر چائے کے کپ میں چمچ ہلا رہی تھی۔ اسی پہر روحیلہ نے اپنا چہرہ سہیل کی جانب پھیرا تھا۔۔

"میں آج نازنین سے ملنے گئی تھی۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بے حد سکون سے کہہ کر انہوں نے سہیل اور ثانیہ کو ایک ساتھ چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ثانیہ کا چمچ ہلاتا ہاتھ ٹھہر گیا تھا۔۔ وہ بھوری آنکھیں اٹھائے سوالیہ نگاہوں سے روحیلہ کو تکنے لگی تھی۔ سہیل بھی گردن پوری گھمائے انہیں ہی تک رہے تھے۔ روحیلہ نے گہرا سانس لیا۔۔ پھر آہستہ سے بولیں۔۔

"شاید یہ کہنا زیادہ درست ہو گا کہ میں اسے اس سارے قصے کا الزام دینے گئ تھی۔ میں اسے قصوروار ٹھہرانے گئ تھی۔ اسکی آنکھوں میں پشیمانی اور شرمندگی دیکھنا چاہتی تھی میں۔۔ لیکن وہ۔۔ وہ لڑکی بے قصور ہے۔۔"

لاؤنج میں ایک پل کو سناٹا چھا گیا تھا۔ عدیل بھی اپنے کمرے سے فریش ہوتا باہر چلا آیا تھا۔ لاؤنج میں ہوتی گفتگو سے یکسر بے خبر وہ ایک صوفے پر آ بیٹھا تھا لیکن فی الحال اسکی جانب کوئی بھی متوجہ نہیں تھا۔ سہیل نے پہلو بدل کر اب کہ رُخ پوری طرح سے روحیلہ کی جانب پھیر لیا تھا۔

"وہاں جانا ضروری نہیں تھا۔ "

"ضروری تھا، سہیل۔۔ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ لڑکی خود اس سب میں کتنا انوالو ہو چکی ہے۔ "

"اور پھر تمہیں کیا جواب ملا۔۔؟" سہیل نے بردباری سے استفسار کیا تو روحیلہ نے پھر سے گہرا سانس لیا۔ ان کی پیشانی پر پھیلی سوچ کی لکیریں سہیل پر بہت کچھ آشکار کر گئ تھیں۔۔

" کہیں نا کہیں بھابھی اور بھائی۔۔ جاوید بھائی اور انکے گھرانے کی ایسی زندگیوں کے لیے ذمہ دار ہیں۔ لیکن آج نازنین کی حالت دیکھ کر مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہوا۔۔ کہ اسکے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ حرم ہمارے پیچھے اسکی مدد کر رہا تھا۔ کیوں۔۔ یہ میں بھی نہیں جانتی۔ اس بات کا جواب صرف وہ ہی دے سکتا ہے۔ لیکن وہ اس بات کا جواب کبھی نہیں دے گا۔۔ مجھے یہ بھی پتا ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"روحیلہ، تمہیں خود کو اس سب میں پھنسانے کی کیا ضرورت ہے۔۔؟ "

"وہ میرا بیٹا ہے، سہیل۔ میں اسے خاندان بھر میں ذلیل ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔ بھابھی خاموش ہو کر بیٹھنے والی خاتون نہیں ہیں۔ وہ نازنین کے ساتھ میرے بیٹے کا نام سارے خاندان میں بدنام کر دیں گی۔۔"

عدیل نے ثانیہ کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تو وہ بیچارگی سے کندھے اچکا گئی۔ معاملے کی تہہ کا تو اسے بھی علم نہیں تھا۔ دوسری جانب سہیل ناگواری بھری سنجیدگی سے کچھ کہنے ہی لگے تھے کہ روحیلہ نے ان کی بات کاٹ دی۔۔

"شاید حرم اسے پسند کرتا ہو، سہیل۔ "

چند پل کوئی کچھ نہ بولا۔ ماحول انتہائی سنجیدگی اختیار کر گیا تھا۔

"اگر وہ اسے پسند کرتا ہے تو کیا تم اسکی شادی نازنین سے کرنے کے لیے راضی ہو جاؤ گی۔۔؟ "

سہیل کی جانب سے کیا گیا استفسار بہت واضح تھا۔ روحیلہ کو جواب دینے میں ذرا وقت لگا تھا۔

"اس میں ایسی کوئی قباحت بھی نہیں ہے۔ سوائے ایج ڈیفرینس کے دونوں کے درمیان ایسا کوئی شگاف نہیں موجود کہ ہم یہ رشتہ گانٹھنے کی بات ہی نہ کر سکیں۔۔"

وہ بہت کچھ سوچتی رہی تھیں اور اب ان کا ہر جملہ ان کی دیرپا سوچ بچار کی عکاسی کر رہا تھا۔ سہیل نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے گہرا سانس لیا تھا۔

"یہ بات مام ٹھیک کہہ رہی ہیں، ڈیڈ۔ وہ ہمارے رشتے دار بھی ہیں اور اگر حرم انہیں پسند کرتا ہے تو پھر کیا ایشو ہے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

عدیل نے بھی اسی سنجیدگی سے کہا تو سہیل کے چہرے پر سوچ کی کئی لہریں موجزن نظر آنے لگیں۔ معاملہ اس سے کہیں زیادہ الجھا ہوا تھا جتنا انہیں دکھائی دے رہا تھا۔ حرم کو جیسے وہ جانتے تھے شاید گھرانے کا کوئی فرد نہیں جانتا ہو۔ اسی لیے وہ ہچکچاہٹ کا شکار محسوس ہو رہے تھے۔ محض پسند کی بنیاد پر اپنے نام کو خاندان بھر میں خراب کرنے والا لڑکا نہیں تھا حرم۔ بات کچھ اور تھی جو ان پر عیاں نہیں تھی۔ اور انہیں بس یہی ایک بات پریشان کر رہی تھی جس سے وہ واقف نہیں تھے۔ وہ جونہی گہرا سانس لے کر سیدھے ہونے لگے تو ٹھہر سے گئے۔ ان کے عین سامنے موجود صوفے پر اب وہ بیٹھ رہا تھا۔۔ جینز پر سفید بٹن شرٹ پہنے۔۔ آستینیں کہنیوں تک موڑے۔۔ ماتھے پر گرے بالوں سے بے نیاز۔۔ اسکی آنکھیں ٹھنڈی اور پرسکون تھیں۔۔

"میں نازنین کو پسند نہیں کرتا۔ مجھے ان میں۔۔ کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ نہ میں ان سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ نہ مجھے ان سے کوئی رشتہ گانٹھنا ہے۔ آئندہ کبھی بھی ان کا نام میرے نام کے ساتھ جوڑنے کی کوشش مت کیجیے گا، مام۔۔"

ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر کہتے ہوئے وہ آرام دہ نشستوں پر براجمان افراد کے ہر ردعمل سے بے نیاز تھا۔ مخاطب وہ روحیلہ سے ضرور تھا لیکن اسکی بھوری آنکھیں سہیل پر ہی جمی تھیں۔ ان کے تاثرات اسے دیکھتے ہی ذرا سختی اختیار کر گئے تھے۔

"تم آخر چاہتے کیا ہو۔۔؟ کیا کسی لڑکی کی عزت تمہارے لیے معنی نہیں رکھتی۔۔؟" وہ جیسے اسکے جواب پر متعجب ہوئی تھیں۔

"میرے لیے فی الحال عزت سے زیادہ کچھ اور معنی رکھتا ہے۔" اسکا انداز ایسا تھا کہ سہیل کے کان بے ساختہ ہی سرخ ہوئے تھے۔ عدیل کھنکھار کر سیدھا ہو بیٹھا تھا اور ثانیہ اپنا سر پورا جھکا گئی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ کیا بیہودہ انداز ہے بات کرنے کا۔۔؟ کسی لڑکی کی عزت سے زیادہ تمہیں کیا عزیز ہے۔۔؟ "

سہیل نے ضبط سے پوچھا تھا۔ وہ ویسے ہی بیٹھا رہا۔ بنا سہیل کے تادیبی انداز کا اثر لیے۔۔ چند پل انہیں دیکھتا رہا۔۔ پھر کندھے اچکائے۔۔

"یہ بتانا میں آپکو ضروری نہیں سمجھتا۔۔ "

اسکا انداز بہت بے ادبی لیے ہوئے تھا۔ سہیل نے صوفے کے ہتھے پر رکھی اپنی مٹھی بھینچی تھی۔ ان کے جبڑوں میں اترتی سختی اتنی دور سے بھی حرم کو واضح طور پر دکھائی دے رہی تھی۔

"تمہاری ساکھ کو کبھی اتنا نقصان نہیں پہنچ سکتا جتنا نازنین کی عزت کو پہنچے گا۔ بھا بھی اسکا نام پورے خاندان میں بدنام کردیں گی۔ اس لڑکی کے آگے زندگی پڑی ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ ہر قدم اسکی دہلیز تک جانے سے انکاری ہو جائے۔۔؟"

روحیلہ کی بات سن کر وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔۔

"کیا آپکو اب یاد آگیا ہے مام کہ وہ آپکے بھائی کی بیٹی ہے۔۔؟ "

وہ اتنا کڑوا نہیں ہونا چاہتا تھا لیکن جو بھی الفاظ اسکی زبان سے ادا ہوئے تھے، وہ بہت زہر آلود تھے۔ روحیلہ نے اسے ایک پل کو ٹھہر کر دیکھا تھا۔ انہیں اس سے ایسی توقع نہیں تھی۔

"تم حد سے بڑھ رہے ہو، حرم۔۔ "!

سہیل نے اسے تنبیہ کی تھی۔ لیکن بھلا وہ انہیں کہاں سن رہا تھا۔ اسے پتا تھا کہ اس نے روحیلہ کو لمحے بھر کے لیے سن کر دیا ہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اٹھارہ سال بعد اچانک سے آپکو یاد آ گیا کہ وہ آپکی بھتیجی ہے اور اس کی بھی کوئی عزت ہے۔ واؤ۔۔ نائس موو۔۔ لیکن آپکو نہیں لگتا کہ کچھ دیر کر دی آپ نے۔۔ اپنی بھتیجی کی فکر کرنے میں۔۔۔؟"

"حرم۔۔ "!

"مجھے آپکے عزت کا علمبر دار بننے سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ بس میرے سامنے ایسی باتیں مت کیا کریں جو مجھے آپکو کڑوے جواب دینے پر مجبور کریں۔ اٹھارہ سال بعد آپکو محض اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ آپ کے بھائی نے۔۔ آپکی بھتیجی کی زندگی برباد کرنے میں کچھ کردار ادا کیا ہے۔ پلیز۔۔ میری ایک ہی گزارش ہے کہ جس پتھر تلے آپ سب اب تک خوابِ خرگوش کے مزے لے رہے تھے۔۔ اسی کے نیچے دوبارہ جا کر سو جائیں۔ آپ نے رشتے دار ہونے کا اور ان کی فکر کرنے کا ہر حق کھو دیا ہے۔"

خدا جانتا تھا کہ اس سے زیادہ دل چیر دینے کی حد تک صاف گو اس روئے زمین پر اور کوئی نہیں تھا۔ روحیلہ کا چہرہ خوفناک حد تک سفید پڑ چکا تھا اور سہیل اسے ضبط سے تک رہے تھے۔

"آپکو اب بھی ان کی فکر نہیں ہے، مام۔ آپ بس اپنے بیٹے کا نام اس سارے قصے سے خارج کرنا چاہتی ہیں۔ کیونکہ میرے نام کے ساتھ آپکی عزت نتھی ہے۔ میں بچہ نہیں ہوں جو ان سیاستوں کا ادراک نہ کر پاؤں۔۔ اور جہاں تک رہی بات ان سے شادی کرنے کی تو۔۔ میں ان سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔ اگر مجھے ان سے شادی کرنی ہوتی تو کوئی نہیں روک سکتا تھا مجھے۔ خود نازنین بھی نہیں۔۔"

اس نے سنجیدگی سے ان سب کو دیکھ کر اپنی پوزیشن سے آگاہ کیا تھا۔

"پھر۔۔ تم کیا چاہتے ہو۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کچھ پل بعد سہیل کی سنبھلی ہوئی آواز لاؤنج کی سرد فضا میں گھلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ روحیلہ تو بات کرنے کی پوزیشن میں ہی نہیں تھیں۔ حرم کے سچ نے انہیں بہت بری طرح زخمی کر دیا تھا۔

"یہی کہ۔۔ میرے پیچھے کبھی بھی نازنین کو میری وجہ سے تنگ نہ کیا جائے۔۔" اس کی آنکھیں روحیلہ پر جمی تھیں۔ پھر اسکی نگاہوں نے سہیل تک سفر کیا۔

"اور اگر اس لڑکی کی عزت کو تمہاری وجہ سے نقصان پہنچا تو۔۔؟ کیا اسکا خمیازہ تم بھگتنے کی ہمت رکھتے ہو۔۔؟" سہیل کی ٹون میں طنز واضح تھا۔

"آئی ڈونٹ کیئر۔۔ !"

"یو ڈونٹ کیئر۔۔؟" سہیل اس سے سوال کر کے استہزاء ہنسے تھے۔ انہیں جیسے اس کے بچکانہ انداز نے محظوظ کیا تھا۔

"تم اس سے اچھا جواب دے سکتے تھے۔۔ "

"میں بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ میں۔۔ مامی اور ایہا سے اپنے کیے کی معافی مانگ لونگا۔ اگر چیزوں کو میں نے بگاڑا ہے تو انہیں فکس کرنا بھی میری ذمہ داری ہے۔ نازنین کا اس سب میں کوئی قصور نہیں۔۔ یہ سب میرا ذاتی فیصلہ تھا۔۔ اسی لیے انہیں کسی بھی زیادتی کا موجب ٹھہرانے سے قبل، مجھ پر نگاہ ضرور رکھیے گا۔'

اسکا جواب سادہ تھا۔ پچھلی کاٹ اسکے لہجے سے سمٹ چکی تھی اور اب وہ معاملہ حل کرنے والی بات کر رہا تھا۔ اسکے سنجیدہ انداز پر عدیل اور سہیل نے گردن ایک ساتھ ہلائی تھی۔ ثانیہ نے چائے کا کپ اٹھا کر سہیل کی جانب بڑھایا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"اگر معاملات سلجھانے کی بات کر ہی رہے ہو تو۔۔اپنی ماں سے بھی معافی مانگو۔اس عرصے میں تم بہت بد تمیزی کر چکے ہو۔۔"

سہیل نے کپ تھام کر سرسری سا کہا تو وہ سیدھا ہو بیٹھا۔پھر روحیلہ کی جانب دیکھا جو پچھلے انداز کے برعکس بالکل چُپ بیٹھی تھیں۔اس نے گہرا سانس بھر کر خود کو کوسا تھا۔وہ اتنا کڑوا نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔لیکن پھر بھی۔۔نازنین کے ساتھ ہوئے ظلم پر اسکے اندر کچھ سلگتا تھا۔

"میں کوشش کرونگا کہ۔۔آئندہ میری کوئی بھی بات آپکو ہرٹ نہ کرے۔۔مام۔۔"

اسکے کہنے پر روحیلہ نے اسکی جانب دیکھا تھا۔پھر وہ نم آنکھوں کو انگلیوں کے پوروں سے خشک کرنے لگیں۔

"کہیں نا کہیں ہم سب ہی نازنین کی ایسی زندگی کے لیے قصوروار ہیں۔تمہاری ساری باتیں اتنی بھی غلط نہیں تھیں، حرم۔بس ان کا انداز غلط تھا۔۔تمہیں بھابھی اور ابیہا کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا مگر خیر۔۔"

انہوں نے ہاتھ بڑھا کر ثانیہ کے ہاتھ سے کپ تھام لیا تھا۔ان کا انداز سنبھلا ہوا اور دکھی تھا۔

"تم اچھے سے سوچ سمجھ کر مجھے شادی کے فیصلے کا جواب دے دینا۔ابھی فی الحال ہم عدیل کی شادی کر دیتے ہیں۔اسکے سسرالیوں نے ہامی بھر لی ہے اور وہ جلد شادی کے لیے رضامندی کا اظہار بھی کر چکے ہیں۔"

ماحول کا تناؤ خاصہ سمٹ چکا تھا۔وہ اب مزید عدیل کے سسرالیوں کے بارے میں بتا رہی تھیں لیکن حرم وہاں سے معذرت کرتا اٹھ چکا تھا۔اسکے پاس شادی بیاہ سے ہٹ کر بھی اور کام تھے۔اسکے اٹھتے ہی ثانیہ نے اسکی پشت کو دیکھا تھا۔۔یکلخت ہی اسکی آنکھیں چمکیں اور پھر وہ اپالو کو ساتھ لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔حرم۔۔سارنگ کا دوست

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھا۔۔ اور کچھ دنوں سے وہ اسے بے حد عجیب لگ رہا تھا۔ یقیناً سارنگ اس بارے میں جانتا ہو گا۔۔ اسے اس سے ملنے جانا ہی چاہیے تھا۔۔

اپالو کو ساتھ لگاتی وہ اب اپنے کمرے کی جانب چلی آئی تھی۔ پیچھے لاؤنج میں ٹی وی پر چلتے تبصروں کے ساتھ سہیل اور روحیلہ کے باتیں کرنے کی آوازیں اب تک محسوس ہو رہی تھیں۔

******

رات کے اس تنہا سے ٹھنڈے پہر میں وہ شیشے کے سامنے کھڑی بالوں کو سلجھا رہی تھی۔ اسکے ماتھے پر لگی سفید پٹی اسے بار بار پچھلے واقعے کی یاد دلا رہی تھی۔ سیاہ بالوں کو سلجھاتا اسکا ہاتھ لمحے بھر کو ٹھہر سا گیا تھا۔ اس سفید پٹی کے پار آج دوپہر کا منظر بھی جگمگانے لگا تھا۔ روحیلہ کا خیال آتے ہی اسکا دماغ حرم کی جانب بھٹکا تھا۔ اسکا وہ انکشاف۔۔ اس ایک انکشاف نے نازنین کو سر تا پا ہلا کر رکھ دیا تھا۔

وہ بیڈ تک چلی آئی۔ زیادہ دیر کھڑے ہونے کے باعث اسے چکر سے محسوس ہو رہے تھے۔ بیڈ پر دراز ہوئی وہ ایک بار پھر سے ان دونوں کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی۔ حرم اور زاویار اپنی اپنی جگہ مظلوم تھے۔ ان دونوں کے ساتھ ہی ظلم ہوا تھا۔ بس ایک اپنے ساتھ ہوئے ظلم کا الزام دوسرے کو دے رہا تھا اور دوسرا اس الزام کو اب رد بھی نہیں کر رہا تھا۔ وہ دونوں ہی ایک جیسے تھے۔ ان کے درمیان بولنا بیکار تھا۔

اس نے گہرا سانس لیا اور پھر اپنا فون ٹیبل سے اٹھا کر نگاہوں کے سامنے کیا۔ کھلے بال تکیے پر پھیلے ہوئے تھے اور دودھیا سا چہرہ بخار کے باعث دہک رہا تھا۔ دوپہر سے اسکا بخار کچھ کم تھا لیکن بہر حال تھا ضرور۔ اگلے ہی پل دروازہ بجا تو وہ چونکی۔ موبائل ایک جانب ڈال دیا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وجدان اب اسکے سر پر کھڑا تھا۔اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"آپکے ساتھ کیا ہوا تھا، پھپھو۔۔؟ "

اور اسکے ایسے سوال پر وہ چونکی تھی۔پھر سیدھی ہو بیٹھی۔آنکھیں معصومیت سے جھپکائیں۔افف۔۔حرم نے اسے اپنی عادتیں لگادی تھیں۔

"کیاہوا تھا میرے ساتھ۔۔؟ "

انجان بنتے ہوئے پوچھا تو وجدان کا چھوٹا سا چہرہ لال بھبھوکا ہو گیا۔ ایسے غصہ کرتے ہوئے وہ بہت کیوٹ لگ رہا تھا۔ اسے بے ساختہ ہی ہنسی آئی تھی۔

"پھپھو۔۔میں اس گھر کا مرد ہوں۔آپکو مجھے بتانا چاہیے تھا کہ یونی پر حملہ ہوا ہے۔اور آپ اسی وجہ سے زخمی ہوئی ہیں۔"

اس نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے تھے اور غصہ کرتے ہوئے وہ بالکل جاوید کی طرح لگ رہا تھا۔
نازنین نے ایک بار پھر سے آنکھیں جھپکائی تھیں۔

"کس۔۔۔نے بتایا تمہیں۔۔؟ "

"زاویار بھائی نے۔۔وہ یونی میں اسٹوڈنٹ ہیں نا آپکے۔۔غضب خدا کا۔۔اگر وہ مجھے نہیں بتاتے تو مجھے پتا ہی نہیں چلتا۔آپ کو مجھے بتانا چاہیے تھا۔۔۔"

زاویار کا نام سنتے ہی وہ سیدھی ہو بیٹھی تھی۔آنکھوں میں تعجب سا ابھرا۔۔سیاہ پلکوں سے سجی آنکھیں حیرت کے رنگ میں رنگی خوبصورت لگتی تھیں۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا بتایا اس نے۔۔؟ "

"یہ بات اہم نہیں ہے کہ انہوں نے مجھے کیا بتایا۔ بات یہ اہم ہے کہ آپ نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔ کیا ہم دوست نہیں ہیں، پھپھو۔۔؟ کیا آپ سے میں اپنی ہر بات شیئر نہیں کرتا۔۔؟ اور اتنی بڑی بات ہو گئ لیکن آپ نے مجھے بتانا گوارہ نہیں سمجھا۔"

جینز پر سیاہ سوئٹر پہنے، ماتھے پر بال بکھیرے وہ خفا نگاہوں سے اسے ہی تک رہا تھا۔ نازنین کو اسکی فکر پر پیار آیا تھا۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ تم۔۔ تھوڑا۔۔ اوورری ایکٹ کر رہے ہو۔۔؟ "

اس نے بمشکل مسکراہٹ دبا کر کہا تو وجدان بھونچکارہ گیا۔ اسکے لب کھل گۓ تھے اور آنکھوں میں خفگی مزید سوا ہوئ تھی۔

کیسے مرد تھے اسکے آس پاس۔۔ ایک تھا تو اسے مارنے دھاڑنے سے فرصت نہیں تھی۔۔ دوسرا تھا تو وہ جھوٹوں کا سردار تھا۔۔ تیسرا تھا تو وہ ہر وقت اسکے لیے دادا ابا بنا رہتا تھا۔ اسے اپنے ہی تبصرے پر ہنسی آئ تھی۔

"میں سیریئس ہوں، پھپھو۔ آپکو کچھ ہو جاتا تو۔۔؟ "

"اچھا بتاؤ۔۔ اگر تمہیں بتاتی تو تم کیا کرتے۔۔؟ پریشان ہی ہوتے نا جیسے ابھی ہو رہے ہو۔ اسی لیے میں نے تمہیں بتانا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔"

وہ اسکے سامنے آ بیٹھا تھا۔ اسکی سیاہ آنکھیں ماتھے پر گرے بالوں کے باعث چھپ سی گئ تھیں۔ نازنین نے گہرا سانس لے کر اسکے بالوں کو ایک ہاتھ سے پرے کیا۔ اسکی پریشان سی خوبصورت آنکھیں اب کہ واضح ہوئ تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بالوں کو ایسے آنکھوں پر نہیں آنے دیتے۔ آنکھیں خراب ہوتی ہیں۔۔ "

لیکن وہ اسے نہیں سن رہا تھا۔

"میں وہاں جاتا اور پھر وہاں کی سیکیورٹی پر ایک تماشہ کھڑا کرتا۔ مسلح افراد یونی میں آزاد پھر رہے تھے اور کسی کو خبر ہی نہیں تھی۔ میں یونی انتظامیہ کے خلاف پرچہ کٹواتا اور انہیں آخر تک گھسیٹتا، پھپھو۔ وہ آپکے کام کی جگہ ہے۔ آپ ایسی جگہ پر محفوظ نہیں ہونگی تو میں سکون سے کیسے بیٹھ سکتا ہوں۔۔۔؟"

اسکی آواز میں بے سکونی کے ساتھ خوف بھی ہلکورے لے رہا تھا۔ نازنین نے حیرت سے اسکے جواب پر اسے دیکھا تھا۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ تم۔۔ اتنے بڑے ہوگئے ہو۔ سیکیورٹی پر تماشہ، پرچہ کٹوانا اور انہیں گھسیٹنا۔۔ سننے میں تو لگ رہا ہے جیسے کوئی تیس پینتیس سال کا جینٹل مین کہہ رہا ہو۔ لیکن تم تو ابھی چھوٹے ہو۔۔ اتنے سے۔۔"

انگوٹھے اور انگشتِ شہادت کو ملا کر اسے دکھایا تو اس نے گہرا سانس لیا۔

"کس کی صحبت میں ہیں آپ آجکل۔۔؟ ایسی باتیں کہاں سے سیکھی ہیں آپ نے۔۔؟ "

وہ ہلکا سا چونکی تھی۔ وجدان کے انداز پر اسے ہنسی بھی آئی تھی۔

"کیا مطلب۔۔؟ کیسی باتیں۔۔؟"

"یہ۔۔ ایسی۔۔ راؤنڈ اینڈ راؤنڈ والی باتیں۔۔ "

اور وہ اس دفعہ ہنس پڑی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ کیسی باتیں ہوتی ہیں بھلا۔۔؟ "

"یہ ایسی باتیں ہوتی ہیں جو انسان دوسرے کو اصل مقصد سے ہٹانے کے لیے کرتا ہے۔ جیسے آپ کو پتا چل جائے کہ کوئی آپکا پیچھا کر رہا ہے تو آپ پریشان ہونے کے بجائے کار کو راؤنڈ ایک راؤنڈ گھما کر وہیں لے آتے ہیں جہاں سے۔۔ دوسرے انسان نے آپکا پیچھا کرنا شروع کیا ہوتا ہے۔ یہ ایک طرح کی اسٹریٹیجی ہوتی ہے، پھپھو۔ آگے والے سے اپنی اصل بات چھپا کر اسے کسی اور بات میں الجھا دینا۔ یہ آپکا انداز نہیں ہے۔۔"

اس نے گہرا سانس لے کر اسے بمشکل یہاں سے اٹھ کر اپنی پڑھائی کرنے پر راضی کیا تھا۔ وہ چلا تو گیا لیکن پھر جاتے جاتے بھی وہ اسے بڑے ابا کی مانند نصیحت کرنا نہیں بھولا تھا۔ اس نے سر ہلایا اور پھر بجتے فون کی جانب متوجہ ہوئی۔ "پیارا لڑکا" لکھا اسکرین پر جگمگا رہا تھا۔ اسے یہ نام جلد ہی تبدیل کر دینا چاہیے۔۔

"کیسی ہیں آپ۔۔؟ "

فون کان سے لگاتے ہی اسے حرم کی مصروف سی آواز سنائی دی تھی۔ کسی اہم کام کے درمیان سے وقت نکال کر فون کیا تھا شاید اس نے۔

"ٹھیک ہوں۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔؟ "

"جی بالکل سیٹ۔۔ ویسے مجھے کچھ ہوا تھا کیا۔۔؟" وہی مصروف سی آواز ایک بار پھر سے ابھری تو نازنین نے گہرا سانس لیا۔ کیا سمجھ رہی تھی وہ حرم کو۔۔؟

"آج۔۔ مام آپکے گھر آئی تھیں۔۔ کیا بات ہوئی آپ دونوں کے درمیان۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اب کہ اسکا انداز محتاط تھا۔ نازنین کو سمجھ آ گیا تھا کہ اس نے کیوں فون کیا تھا۔

"کچھ خاص نہیں۔ بس وہ مجھے یہ باور کروانے آئی تھیں کہ میں تم سے دور رہوں۔ لیکن میں نے بھی انہیں بتادیا کہ میں کبھی تمہارے پیچھے نہیں گئی۔۔"

اسکے جواب پر وہ دوسری جانب ہنسا تھا۔

"کیا آپ نے یہ بتایا کہ ہمیشہ میں آپکے پیچھے آتا ہوں۔۔؟"

اب وہ محظوظ ہو رہا تھا۔ نازنین نے اپنی ماتھے پر لگی پٹی کو چھوا۔ اسے بے ساختہ ہی کل کے خوفناک مناظر یاد آئے تھے۔

"نہیں۔۔"

"کیوں۔۔؟ آپکو بتانا چاہیے تھا کہ آپکو ہمیشہ تنگ۔۔ میں کرتا ہوں۔۔ آپ مجھے نہیں۔ کوئی بھی آپ سے اس حوالے سے بات کرے تو سب کچھ مجھ پر ڈال دیا کریں۔۔"

"کیوں۔۔ سب تم پر کیوں ڈال دوں۔۔؟"

"آپ کبھی میرے پیچھے نہیں آئیں۔ کیا یہ بات سچ نہیں۔۔؟"

"سچ ہے۔۔ لیکن تم نے ہمیشہ میری مدد کی ہے۔" اسکی دلیل پر وہ دوسری جانب ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"لوگ اس پر یقین نہیں کریں گے۔ لوگوں کو بورنگ قسم کی کہانیوں میں کبھی دلچسپی نہیں ہوتی، نازنین۔ لوگ ان کہانیوں پر یقین کرتے ہیں جن میں مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہو۔ جو انہیں انٹرٹین کریں۔۔ آپکی کہانی بورنگ ہے کیونکہ وہ سچ ہے۔ میری کہانی رنگین ہے کیونکہ وہ پورا سچ نہیں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایک پل کے لیے نازنین کچھ بول ہی نہیں سکی تھی۔ کیوں تھا آخر یہ لڑکا ایسا۔۔

"پھر بھی میں تم پر نہیں ڈال سکتی۔ تم میرے محسن ہو۔۔ میں احسان کرنے والوں کو نہیں بھولتی۔ "

"محسن اور احسان۔۔ بہت بھاری قسم کے الفاظ ہیں یہ میرے لیے۔ خیر۔۔ جو کچھ بھی مام نے آج کہا میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ آئندہ کبھی ایسا نہیں ہو گا۔۔" وہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔ نازنین نے گہرا سانس لیا۔۔

"کیا فرق پڑتا ہے۔۔؟ "

"فرق پڑتا ہے۔ مجھے پڑتا ہے۔ آپ پر کوئی بھی میری وجہ سے بات کرے گا تو مجھے فرق پڑے گا۔ "

نازنین کی آنکھوں میں اداسی اترنے لگی تھی۔ وہ حرم کے لیے اپنے اندر شکر گزاری محسوس کرنے لگی تھی۔ کہاں کہاں یہ لڑکا اسکے لیے خوار ہوا تھا۔ اسے اپنا آپ اس سمے۔۔ حرم کے سامنے بالکل چھوٹا سا محسوس ہو رہا تھا۔

"تھینک یو۔۔ "

اسکی بہت کمزور سی آواز ابھری تھی۔ حرم دوسری جانب ٹھہر گیا۔۔

"ڈونٹ ٹیل می کہ آپ رو رہی ہیں۔۔ "

اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی تھی۔ گیلی آنکھوں کے ساتھ مسکراتی ہوئی وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

"میں بلاوجہ نہیں روتی۔ "

"جی۔۔ کل تو کلینک میں۔۔ میں رو رہا تھا نا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"شٹ اپ۔۔" اور اسکی جھڑک پر دوسری جانب حرم نے بمشکل اپنے قہقہے کو ابلنے سے روکا تھا۔ پھر کچھ یاد آنے پر وہ یکدم بولا۔

"اچھا وجدان کو کیا بتانا ہے۔۔؟ کیا آپ اسے حملے کے بارے میں بتانا چاہتی ہیں۔۔؟ وہ مجھ سے پوچھے گا۔۔ اگر کوئی بیک اسٹوری بنائی ہے تو مجھے بتا دیں میں آگے کور کر لونگا۔۔"

اور اب کہ نازنین نے سچ میں گہرا سانس لیا تھا۔ کوئی علاج نہیں تھا حرم کا۔۔

"میں نے ایک کور اسٹوری بنائی تھی لیکن وہ زیادہ دیر ٹھہر نہیں سکی۔ "

"آپکی کور اسٹوری کو مزید پائیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ رکھتا ہوں فون۔۔ اور ہاں۔۔ کور اسٹوریز وہی زیادہ دیر ٹھہرتی ہیں جن میں جھول نہ ہو۔ جھول زدہ کور اسٹوریز کوئی بھی آکر بلو کر سکتا ہے۔ بائے۔"

اور وہ فون کان سے ہٹائے چند پل اسے دیکھتی رہی تھی۔ اب کہ اس پر زاویار لکھا جگمگا رہا تھا۔ اس نے اگلے ہی پل فون اٹھا کر کان سے لگایا۔۔

"آپ نے ابھی تک گھر والوں کو سچ نہیں بتایا تھا، میڈم۔۔! اتنی غیر ذمہ داری۔۔ "

"زاویار۔۔ کیا تم میرے لیے جھوٹ بول سکتے ہو۔۔؟ یا پھر میرے بولے گئے جھوٹ کو آخر تک کور کر سکتے ہو۔۔؟ "

اس نے ضبط سے استفسار کیا تو زاویار چند پل چپ سا ہو گیا اور پھر اپنے لاپرواہ سے انداز میں کہنے لگا۔

"دیکھیں میڈم۔۔ جھوٹ کے ساتھ میری کبھی نہیں بنی۔ میں آپکے لیے جھوٹ نہیں بولونگا۔ بلکہ میں اس جھوٹ کے مؤجب کی چمڑی ادھیڑ کر رکھ دونگا۔ میرا کور۔۔ ایسا ہی ہوتا ہے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور اب تو نازنین کو ہنسی بھی نہیں آرہی تھی۔ زاویار اور حرم کے کور میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ جانے وہ دونوں کسی وقت میں دوست کیسے بن گ ئے تھے۔۔! اس نے خفا سا "اللہ حافظ" کہہ کر اگلے ہی پل فون رکھ دیا تھا۔ کیسے کیسے لوگ تھے بھلا اس دنیا میں۔ وہ فون کو ایک بار پھر سے ایک جانب ڈال کر لیٹ چکی تھی۔ اسے کل صوفیہ کو ڈائلائسز یونٹ بھی لے کر جانا تھا۔ جلد از جلد صحت یاب ہو کر اس کا ارادہ دوبارہ سے سارے کام سنبھالنے کا تھا۔

****

اگلے دن وہ صوفیہ کو ڈائلائسز یونٹ لے گئی تھی۔ اپنے اندر پچھلے واقعے کی کمزوری محسوس کرنے کے باوجود بھی وہ پھر سے سب کچھ سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان ہونے لگی تھی۔ یونیورسٹی انتظامیہ کی جانب سے سب لائبریریز کو لیو نوٹس ملا تھا۔ انہیں اگلے ہفتے سے یونیورسٹی جوائن کرنے کا حکم جاری کیا گیا تھا۔ درسگاہ کی لائبریری کو خاصہ نقصان پہنچا تھا۔ اس نقصان کی بھرپائی تک انہیں چھٹی کرنی ہی تھی۔ تھانے کی جانب سے بھی اسے نوٹس ملا تھا کہ وہ عینی شاہد کے طور پر آکر حملے کی نوعیت سے آگاہ کر جائے۔

ڈائلائسز یونٹ سے واپسی پر اس کا ارادہ گھر پر آرام کرنے کا تھا۔ کمزوری کے باعث اسے چکر مستقل محسوس ہو رہے تھے البتہ بخار کی حدت میں خاصی کمی واقع ہوئی تھی۔

دوسری جانب اترتی شام میں سارنگ کا کلینک دودھیا روشنیوں تلے جگمگا رہا تھا۔ طویل سڑک پر جابجا روشنیاں موجود تھیں اور ہر جانب دوکانوں کے شٹر بلند دکھائی دے رہے تھے۔ وہ بھی اپنے کلینک میں موجود کسی کلائنٹ سے بات کر رہا تھا۔ اسکے آپریٹنگ ٹیبل پر ایک زخمی بلّی بے سدھ پڑی تھی۔ وہ اسکی زخمی ٹانگ کی پٹی کر چکا تھا اور اب وہ اسے انجیکشن لگانے کے ساتھ ساتھ کلائنٹ سے بھی محوِ گفتگو تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جینز پر نفیس سا سوئٹر پہنے وہ وجیہہ دکھ رہا تھا۔ اس کا وائٹ کوٹ گھٹنوں تک دراز تھا اور چہرے پر سفید ماسک کے نتیجے میں محض اس کی سبز آنکھیں ہی واضح تھیں۔ کلینک کے شیشے کی دیواریں باہر موجود روشنیوں کو منعکس کرتی، سارے ماحول کو خنک سا تاثر دیے ہوئے تھیں۔ کلائنٹ اپنی بلّی لیے پلٹا تو وہ چہرے سے ماسک ہٹا کر سنک سے ہاتھ دھونے لگا۔ اسی پہر اسکے دروازے کے اوپر لگی گھنٹی لمحے بھر کو بجی تو اس نے چہرہ یونہی پھیر کر دیکھا۔

ثانیہ کندھے پر ٹنگے لمبی اسٹریپ والے پرس کا اسٹریپ تھامے اب کلینک کے اندر کھڑی تھی۔ جینز پر گلابی سوئٹر اور پیروں میں پیارے سے جوگرز پہنے وہ بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔ سارنگ کو خوشگوار حیرت نے چھوا تھا۔ وہ تولیے سے ہاتھ خشک کرتا آگے بڑھ آیا۔

"ہیلو ڈاکٹر۔۔" آکورڈ ہو کر کہتی وہ اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی تھی۔

"آپکا پپی تو ٹھیک ہے ناں۔۔؟" اس نے وہی پوچھا جو اسے پوچھنا چاہیے تھا۔ ثانیہ اسکے انداز پر ہنس دی تھی۔

"جی وہ ٹھیک ہے۔ لیکن اس دفعہ شاید کوئی اور ٹھیک نہیں۔۔" اس نے کانچ سی بھوری آنکھیں اس پر جما کر کہا تو اسکے چہرے پر ناسمجھی سی ابھری۔

"میں صرف جانوروں کا علاج کرتا ہوں۔۔" اسکا انداز ایسا تھا کہ کسی کو بھی ہنسی آسکتی تھی۔۔ ثانیہ ایک بار پھر سے ہنس دی تھی۔ سارنگ کو اس کی بات بے بات ہنسی اچھی لگ رہی تھی۔ اوں ہوں۔۔ بہن ہے وہ حرم کی۔۔ خود کو ساتھ ہی گھر کا بھی۔

"اسی لیے تو آپکے پاس آئی ہوں۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اچھا تو مطلب بات کسی جانور کے ہی متعلق ہے۔۔کہیے۔۔ میں کیسے مدد کر سکتا ہوں آپکی۔ "

اور ہمارے سارنگ جی تو ہمیشہ سے ہی جینٹل مین تھے۔ایسے کہتا ہوا وہ ثانیہ کو خواہ مخواہ ہی اچھا لگا تھا۔

"آپ حرم بھائی کے دوست ہیں نا۔۔؟ "

"دیکھیں ثانیہ جی۔۔میں ایسے جانوروں کا علاج نہیں کیا کرتا۔۔"ثانیہ کی ہنسی ایک بار پھر بے ساختہ تھی۔

"میں سنجیدہ ہوں،ڈاکٹر۔۔ "

"میں آپ سے کہیں زیادہ سنجیدہ ہوں، مس ثانیہ۔ "

اور وہ واقعی سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔اگلے ہی پل اب وہ اسکے سامنے صوفے پر براجمان تھی۔سارنگ نے اسے اپنے ہاتھ کی مشہور کافی بھی تھمائی تو وہ ہلکا سا مسکرا کر "تھینک یو" کہنے لگی۔اب وہ وائٹ کوٹ صوفے کی پشت پر ڈالے اسے سننے کے لیے تیار تھا۔ثانیہ پہلے تو خاموش رہی پھر آہستہ سے بولی۔۔

"بھائی۔۔آپکو کچھ عجیب نہیں لگ رہے۔۔؟ان تین چار دنوں سے۔۔؟ "

"سوری لیکن مجھے آپکا بھائی شروع سے ہی عجیب لگتا ہے۔۔ "

ثانیہ اسکے انداز پر مسکرائی تو بھوری آنکھوں کے کانچ چمکنے لگے۔بھورے ہی بالوں کی کئی لٹیں اسکے چہرے پر گر رہی تھیں۔سارنگ کا دل لمحے بھر کو ڈول سا گیا تھا۔

"کیا ان کی زندگی میں کچھ ایسا چل رہا ہے۔۔جس سے ہم گھر والے واقف نہیں ہیں؟وہ پچھلے ایک مہینے سے بہت مختلف بی ہیو کر رہے ہیں۔سب گھر والے ان کے ایسے رویے پر حیران ہیں کیونکہ وہ کبھی بھی اتنی کرخت اور طنزیہ باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ واقعی سارنگ کو پریشان اور الجھی الجھی سی دکھائی دے رہی تھی۔ حرم کے رویے میں تبدیلی کا احساس شاید سب سے زیادہ ثانیہ کو ہی محسوس ہوا تھا کیونکہ وہ اس سے مانوس تھی۔ وہ گہرا سانس لیتا سیدھا ہو بیٹھا تھا۔۔ پھر اسے نرمی سے دیکھا۔۔

"کیا اس نے آپکو کچھ ایسا کہا ہے جو اسے نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔؟" اسکی سبز آنکھیں سنجیدہ تھیں۔ ثانیہ کا دل اسکے ایسے استفسار پر پگھل ہی تو گیا تھا۔ اسکی توجہ اور نرمی نے اسے لمحے بھر کو قید کر لیا تھا۔

"نہ۔۔ نہیں۔۔ مجھے نہیں۔ وہ ڈیڈ اور مام کو بہت برا برا بولتے ہیں۔ وہ پہلے اتنے کڑوے نہیں تھے۔۔ "

"سب ٹھیک ہے، ثانیہ جی۔ آپکا بھائی بس کچھ مسائل میں الجھا ہوا ہے آجکل۔ جیسے ہی وہ ان مسائل کو حل کر لے گا۔۔ تو جلد ہی پہلے والا حرم بن جائے گا۔ اسکی ایسی تبدیلی واقعی قابلِ غور ہے۔۔"

"ایسے کونسے مسائل ہیں بھائی کے۔۔؟ وہ کچھ غلط تو نہیں کر رہے ڈیڈ کو بتائے بغیر۔۔!" اسکی بھوری آنکھیں کھل گئی تھیں اور چہرے پر فکر سی چمکی تھی۔ سارنگ لمحے بھر کو مسکرایا تھا۔

"آپکا بھائی نائنتھ گریڈ کا اسٹوڈنٹ نہیں ہے کہ آپ کے ڈیڈ سے چھپ کر کوئی غلط کام کرے گا۔ بس کچھ پرابلمز ہیں۔ آپ اسکے ایسے رویے کو ان مسائل کے دباؤ کا ردعمل سمجھ کر درگزر کیا کریں۔"

"ایسے کونسے پرابلمز ہیں؟" ثانیہ کی آواز اسے خوفزدہ محسوس ہوئی تھی۔ وہ گڑبڑا کر سیدھا ہوا۔۔

"میرا مطلب کہ بزنس کے کچھ مسائل ہیں حرم کے۔۔ آپکے ڈیڈ کے ساتھ۔ شاید وہ اسی لیے ایسا ایکٹ کر رہا ہے۔ میں بات کرونگا اس سے۔۔۔"

"کیا بات کریں گے آپ۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

معصومیت سے پوچھا تو سارنگ نے گہرا سانس لیا۔ ساتھ ہی ساتھ دل میں حرم کو داد بھی دی۔ اس سے ڈھنگ کے ساتھ ایک جھوٹ تک نہیں بولا جا رہا تھا اور وہ۔۔ وہ ایسی ہزاروں باتیں جانے کیسے سنبھالتا تھا۔

"ڈانٹو نگا اسے۔۔ "

"آپکی ڈانٹ سن لیتے ہیں وہ۔۔؟ "

"ایسی ویسی۔۔ "کالر کھڑے نہیں کیے تھے بس اس نے۔۔ باقی انداز ویسا ہی تھا۔ ثانیہ کے پریشان چہرے پر اگلے ہی پل پیاری سی مسکراہٹ ابھری تھی۔

"حیرت ہے۔۔ ڈیڈ کی ڈانٹ کو تو خاطر میں لاتے نہیں بھائی۔۔ آپکی ڈانٹ کیسے سن لیتے ہیں۔ "

اور ابھی وہ جواباً اسے کچھ بتانے ہی لگا تھا کہ دروازے کے اوپر لگی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے اور ثانیہ نے ایک ساتھ دروازے کی جانب دیکھا تھا۔ وہاں نازنین کھڑی تھی۔ مکمل سفید لباس میں ملبوس، خود کے گرد سفید سی نفیس شال لپیٹے۔۔

سیاہ بالوں کو کمر پر کھلا چھوڑے۔۔ اسکی آنکھیں ثانیہ کو دیکھ کر حیرت سے لمحے بھر کے لیے پھیلی تھیں۔۔

"نازنین۔۔ آپ۔۔؟"سارنگ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"ثانیہ۔۔ تم یہاں۔۔؟"نازنین کے لبوں سے ادھورا سا سوال ادا ہوا تھا۔ اور اس سے پہلے کہ کوئی کلینک میں پھیلی کنفیوژن زائل کرتا۔۔ دروازے کے اوپر لگی ایک بار پھر سے بج اٹھی۔۔ اب کہ آنے والا۔۔ زاویار تھا۔ اسکے ہاتھ میں کچھ فائلز تھیں اور وہ نازنین کو دیکھ کر ٹھہر گیا تھا۔۔ اسکی سوالیہ نگاہیں ثانیہ پر پھسلیں اور پھر وہ وضاحت طلب نگاہوں سے سارنگ کی جانب دیکھنے لگا۔ اور ابھی سارنگ بدر نے اپنا منہ کھولا ہی تھا کہ۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دروازے کے اوپر لگی گھنٹی ایک بار پھر سے بجی۔۔اب کہ کلینک میں موجود ہر ذی روح نے پلٹ کر آنے والے کی جانب دیکھا تھا۔۔وہاں حرم کھڑا تھا۔۔وہ شاید کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔اندر کا ماحول دیکھ کر لمحے بھر کو ٹھٹکا۔۔

"کیا میں غلط وقت پر آگیا ہوں۔۔؟ "

اس نے ہاتھ نیچے کر کے پوچھا تھا۔سارنگ نے ضبط سے گہرا سانس لے کر برے منہ کے ساتھ اسے دیکھا تھا۔

"""نہیں۔۔بلکہ شاید میں غلط جگہ پر آگیا "ہوں" اس نے یہ بات دانت کچکچا کر آہستہ سے بولی تھی لیکن ثانیہ اسے سن چکی تھی۔۔اور سنتے ہی وہ بے ساختہ ہنس دی تھی۔

****

کلینک میں وہ سب۔۔ایک ساتھ۔۔آگے پیچھے ہی کھڑے تھے۔نازنین نے پلٹ کر پہلے زاویار کی جانب دیکھا اور پھر اسکی نگاہوں نے حرم تک سفر کیا۔اگلے کئی لمحات میں کلینک کے دروازے پر "کلوزڈ" کا بورڈ آویزاں کر دیا گیا تھا۔وہ اب ایک دوسرے کے آمنے سامنے صوفوں پر براجمان تھے۔سب کے پاس یہاں آنے کی الگ الگ وجوہات تھیں۔نازنین، سارنگ سے۔۔حرم اور زاویار کے متعلق بات کرنے آئی تھی۔کیونکہ اسے غیر جانبداری کے ساتھ یہ باتیں صرف سارنگ ہی بتا سکتا تھا۔دوسری جانب زاویار حملہ آوروں کی تفتیشی رپورٹس لیے اسکے کلینک تک آیا تھا۔اور حرم اس سے ڈاکٹر کی رپورٹ کے بارے میں بات کرنا چاہتا تھا۔سارنگ بدر کو اندازہ ہی نہیں تھا کہ وہ ان سب کی زندگیوں میں آناً فاناً ہی اہم ہو گیا تھا۔

وہ سب صوفوں پر براجمان تھے لیکن حرم ان سب سے دور سارنگ کے ورکنگ ٹیبل پر بیٹھا اسکے لیپ ٹاپ استعمال کر رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

دوسری جانب سارنگ بیچاری سی شکل بنائے کبھی ایک کو تکتا تو کبھی دوسرے کو۔۔نازنین نے اسے نہیں بتایا تھا کہ وہ یہاں کیوں آئی تھی۔وہ سب کے سامنے سارنگ سے یہ بات نہیں کہنا چاہتی تھی۔زاویار گردن جھکائے سنجیدگی سے فائلز کی ورق گردانی کرنے میں مصروف دکھائی دے رہا تھا اور ثانیہ، نازنین سے باتیں کررہی تھی۔

"تم یہاں کیا کررہی ہو ثانی؟ "

"میں اپنے پپی کے لیے ڈاکٹر صاحب سے بات کرنے آئی تھی، نازنین آپی۔وہ کچھ بیمار ہو گیا ہے۔"اس نے ساتھ ہی سارنگ کی جانب بھی دیکھا تو اس نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا۔یقیناًوہ یہاں اپنے آنے کی وجہ کسی کو بھی نہیں بتانا چاہتی تھی۔نازنین نے ان دونوں کی نگاہوں کے تبادلے کو بغور دیکھا مگر کچھ بھی کہے بغیر سمجھ کر سر ہلادیا۔ ثانیہ کی نگاہ اسکی پیشانی پر لگی سفید پٹی پر ٹھہر سی گئی۔۔

"آپکو۔۔یہ چوٹ کیسے لگی۔۔؟ "

اسکے سوال پر زاویار کے ورق گردانی کرتے ہاتھ لمحے بھر کو تھم سے گئے تھے۔ اس نے چہرہ یونہی اٹھا کر دیکھا تو نگاہ سیدھا نازنین پر پھسلی۔ سفید لباس میں اسکی سرخ و سفید رنگت دمک رہی تھی۔ سیاہ خوبصورت آنکھیں ثانیہ کے سوال پر ہلکا سا مسکرائیں تو زاویار نے اپنی نگاہیں بے ساختہ ہی پھیریں۔وہ اب پھر سے فائلز کو دیکھ رہا تھا۔۔لیکن سماعت نازنین کے جواب پر ہی لگی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یونی میں مجھ پر حملہ ہو گیا تھا۔" آرام سے کہا تو زاویار نے اب کہ چونک کر چہرہ اٹھایا تھا۔ اسکا چونکنا نازنین نے محسوس کر لیا تھا۔ سارنگ بھی نازنین کو ہی تک رہا تھا۔ شاید وہ دونوں اس سے۔۔ اتنے صاف جواب کی توقع نہیں کر رہے تھے۔

"کیا۔۔! کیوں۔۔ کیسے۔۔؟ کس نے کروایا حملہ۔۔؟" ثانیہ کی پریشانی بہت بے ساختہ تھی۔ نازنین نے آگے بڑھ کر اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے شانت رہنے کا اشارہ کیا لیکن وہ خوفزدہ ہو گئ تھی۔

"آپکو۔۔ کہیں اور تو نہیں لگی۔۔؟ ایسے کیسے حملہ ہو سکتا ہے۔۔ !"

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ ایک فائٹر ٹرینز نے مجھے بچا لیا تھا۔" مزے سے کہا تو زاویار نے اب کہ سر نہیں اٹھایا۔ اسے نازنین کی آواز میں ہلکی سی شرارت محسوس ہوئ تھی۔

"وہ فائٹر ٹھیک ہے اب۔۔؟" ثانیہ آنکھیں پھیلائے اب تک اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ پیچھے ہو بیٹھی۔۔ پھر ہاتھ سے زاویار کی جانب اشارہ کیا تو ثانیہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"یہ رہا فائٹر۔۔ خود پوچھ لو اس سے۔۔"

وہ فائل چھوڑے، چہرہ اٹھائے۔۔ بے یقینی سے نازنین کو دیکھنے لگا تو وہ ہنس پڑی۔ وہ ایسے نہیں ہنستی تھی لیکن وہ ایسے ہنستی ہوئ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ دور بیٹھے حرم نے بھی چہرہ پھیر کر اسے ہنستے ہوئے دیکھا تو لمحے بھر کو ساکت سا ہو گیا۔۔

"آپ۔۔ آپ نے بچایا تھا نازنین آپی کو۔۔؟" ثانیہ سے زیادہ معصوم فی الحال یہاں کوئ نہیں تھا۔ زاویار نے چارو ناچار سر اثبات میں ہلا دیا۔ ساتھ ہی تادیبی نگاہوں سے نازنین کو بھی دیکھا تو وہ مسکراہٹ دبا کر کندھے اچکا گئ۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ ہیں کون۔۔؟"وہ اب زاویار کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔

"یہ حرم کا دوست ہے۔۔"جواب پھر سے نازنین نے دیا تھا۔ثانیہ نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔سارنگ بھی زاویار کی حالت سے لطف اندوز ہوتا پیچھے ہو بیٹھا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں اب۔۔؟ "

"جی۔۔"یک لفظی جواب موصول ہوا۔نازنین پھر سے آگے ہو بیٹھی تھی۔

"تمہارے بازو میں گولی لگی تھی۔کیسا ہے اب تمہارا زخم۔۔؟"اسکا اگلا استفسار بظاہر سنجیدہ تھا لیکن اس میں چھپی شرارت زاویار کو بخوبی محسوس ہوئی تھی۔وہ نازنین کو۔۔"میڈم میں نے آپکا کیا بگاڑا ہے۔۔"والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔سارنگ نے لبوں پر اڈتی ہنسی روکی تھی۔

"جی ٹھیک ہے۔۔ "

"گولی۔۔گولی بھی لگی تھی انہیں۔۔؟"ثانیہ کی زبان پھر سے ہکلائی تو نازنین نے افسوس سے سر اثبات میں ہلایا۔زاویار خواہ مخواہ ہی فائلز کے پرچے الٹ پلٹ رہا تھا۔ساتھ ساتھ ہی اس نے ایک غیر آرام دہ سا پہلو بھی بدلا تھا۔

"اس کے بازو میں لگی گولی بھی میں نے نکالی تھی۔"سارنگ نے اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔وہ جو فائلز کی ورق گردانی کر رہا تھا لمحے بھر کو چہرہ اٹھا کر اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا مگر مجال ہے جو ذرا بھی اثر ہو جاتا۔

"آپ نے کیوں۔۔؟ہاسپٹل کیوں نہیں گئے آپ۔۔؟" ثانیہ نے پریشانی سے ایک بار پھر پوچھا اور ابھی وہ جواب دینے ہی لگا تھا کہ نازنین بول اٹھی۔

"ضدی بہت ہے۔میں نے اتنا کہا لیکن میری ایک بات نہیں سنی اس نے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سارنگ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ ثانیہ اسے ہنستا ہوا دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔ کمال ہے۔۔ اتنی سنجیدہ بات ہو رہی ہے اور ڈاکٹر صاحب کو مزاق سوجھ رہا ہے۔

"آپکو ایسے نہیں کرنا چاہیے۔ ڈاکٹر کے پاس جانا ضروری ہے۔ ٹھیک ہے کہ آپ ٹریز ہیں لیکن اتنا بے خوف ہونا بھی انسان کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ آپکے گھر والے کتنے پریشان ہوئے ہونگے۔ شکر میری مام جیسی مام نہیں ہیں آپکی۔۔ دوبارہ آپکو گھر سے نکلنے ہی نہیں دینا تھا انہوں نے تو۔۔"

سارنگ اس سے زیادہ نہیں سن سکتا تھا اسی لیے وہاں سے اٹھ گیا تھا۔ وہ اب نازنین، حرم اور زاویار کے لیے کافی بنا رہا تھا۔ نازنین نے ایک نگاہ دور بیٹھے حرم پر ڈالی اور پھر کچھ سوچ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ زاویار بیچارگی سے ثانیہ کو جواب دینے کی سعی میں لگتا تھا۔ وہ اب سارنگ کے ورکنگ ٹیبل کی جانب چلی آئی تھی۔ پھر اس سے ایک فاصلے پر کھڑی ہو گئی۔ حرم لیپ ٹاپ پر لائبریری میں ہوئے حملے کی ویڈیو دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ اپنے پیچھے کھڑی نازنین کی موجودگی سے بے خبر نہیں تھا۔

وہ پہلے تو حیرت سے اسکے کندھے پر جھکی اور پھر آنکھیں پھیلائے اس ویڈیو کو دیکھنے لگی۔۔

"یہ ویڈیو کہاں سے ملی تمہیں۔۔؟"

اسکے بال جھکنے کی وجہ سے حرم کی گود میں آگرے تھے۔ ان کی نرمی اسے اپنے ہاتھوں پر محسوس ہونے لگی تھی۔ اسکی قربت پر وہ بے ساختہ ہی اپنی کرسی نا محسوس طریقے سے کھسکا کر اس سے دور ہوا تھا۔

"یونیورسٹی سے۔۔ لیکن یہ اب ڈیلیٹ کی جا چکی ہے۔ یہ ویڈیو ایک مضبوط ثبوت ہے، اسی لیے اس کا حذف کیا جانا ضروری تھا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے بمشکل اپنی نگاہیں اسکرین مرکوز رکھتے ہوئے کہا تو نازنین کی نگاہیں لمحے بھر کو خاموش سی دکھائی دینے لگیں۔ اس نے ایک پل کو چہرہ حرم کی جانب پھیرا۔ حرم نے اسی پل اسے دیکھا تھا۔ اور پھر وہ پلکیں نہیں جھپکا سکا۔

"تم جانتے ہو یہ حملہ مجھ پر کس نے کروایا ہے۔۔؟" اس نے پوچھا تو اس نے محض نفی میں سر ہلایا۔ بالکل آہستگی سے۔۔ بنا پلکیں جھپکائے۔۔ وہ آنکھیں اتنی سیاہ تھیں کہ حرم اُربی نے اپنے بھورے ارتکاز کو سیاہی میں ڈوبتے محسوس کیا تھا۔ وہ اس سے کچھ کہہ رہی تھی لیکن اب الفاظ محض اسکی سماعت پر گر رہے تھے۔ وہ کیا کہہ رہی تھی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"سمجھے۔۔؟" وہ سیدھی ہوئی اس سے کچھ پوچھ رہی تھی۔ اس نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا لیکن کچھ نہ سننے کی وجہ سے اس سے کوئی جواب نہیں بن پایا تھا۔ حلق میں گلٹی کئی بار ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"ج۔۔جی۔۔ "

"کیا سمجھے۔۔؟ میں کہہ رہی ہوں مجھے پتا ہے کہ یہ حملہ مجھ پر کس نے کروایا ہے۔ مجھے یونیورسٹی سے منع کر کے تم خود وہاں یہ ویڈیو لینے چلے گئے۔ یہ سب خطرناک بھی ہو سکتا تھا۔ تم میرے مسائل میں خود کو مت الجھاؤ۔ تم پہلے ہی میری بہت مدد کر چکے ہو۔ اس سے زیادہ میں تمہاری مدد افورڈ نہیں کر سکتی۔ اسی لیے اب تم میرے لیے کچھ بھی نہیں کرو گے۔ سمجھ گئے ناں اب۔۔؟"

اپنی آنکھوں میں فکر لیے وہ اسے بہت سنجیدگی سے سمجھا رہی تھی۔ چہرے کے اطراف میں پھسل کر گرتی سیاہ لٹیں اور مخروطی انگلیوں سے ان لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستی وہ۔۔ حرم کو فضا میں یکدم ہی آکسیجن کی کمی کا احساس ہوا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں نے۔۔ ایسی بھی کوئی مدد نہیں کی ہے آپکی۔ میری جگہ کوئی بھی ہوتا تو یہی کرتا۔۔" اس نے اپنا رُخ اسکرین کی جانب کر لینے ہی میں عافیت جانی تھی۔ لیکن ناز نین نے سر نفی میں ہلا کر اسکی کرسی ایک بار پھر سے خود کی جانب گھمائی تھی۔ حرم نے اس بار آنکھیں نہیں اٹھائیں۔

"میری طرف دیکھو، حرم۔ "

ناز نین کی آواز میں پریشانی تھی۔ اس نے آنکھیں اٹھائیں۔۔ بھورا ار تکاز۔۔ سیاہ ار تکاز کے ساتھ گڈمڈ سا ہو گیا تھا۔

"مجھے پتا ہے کہ تم اپنی فیملی میں میری وجہ سے بہت پریشانی فیس کر رہے ہو۔ تمہیں یہ سب نہیں کرنا چاہیے۔ "

"ناز نین، میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔ "

"مجھ سے وعدہ کرو۔۔" اس نے چونک کر چہرہ اٹھایا تھا۔ ناز نین فکر مند تھی۔۔ وہ اسکے لیے فکر مند تھی۔۔ بہت عرصے بعد حرم اُربی کے آس پاس وہ یادگار سی شام بکھرنے لگی تھی۔ وہی شام۔۔ جب وہ شہوار سے بات کر کے پلٹنے لگا تھا۔۔ وہ کتنی خوبصورت شام تھی۔۔ یہ شام بھی خوبصورت تھی۔۔ لیکن اس کی اداسی کئی زیادہ گہری تھی۔

"کیسا وعدہ۔۔؟ "

"تم اب میرے کسی معاملے میں اپنے آپ کو نہیں الجھاؤ گے۔ "

وہ اسکی بات پر چند پل اسے دیکھے گیا تھا۔ پھر اسکی نگاہ بے ساختہ ہی اسکی پیشانی پر لگی پٹی پر پھسلی تھی۔

"آپ زخمی ہیں۔۔ "

"اسی لیے میں تمہیں زخمی نہیں کرنا چاہتی۔ تم اب مجھے میرے کسی مسئلے میں الجھے ہوئے نظر نہ آؤ۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں آپکو مصیبت میں دیکھ کر آنکھیں نہیں بند کر سکتا۔ "

وہ سنجیدہ تھا۔۔ بہت زیادہ۔۔ نازنین چندپل کچھ کہہ نہیں سکی تھی۔ پھر وہ برابر رکھی کرسی پر چپ چاپ سی بیٹھ گئ۔ گہرا سانس لے کر آہستہ سے کہا۔۔

"میرے دل پر بہت بوجھ ہے، حرم۔ تم اس بوجھ کو میرے لیے مزید بھاری کر رہے ہو۔۔ "

وہ اداسی سے سامنے چلتی ویڈیو کو دیکھتی کہہ رہی تھی۔ اسکی آنکھوں میں برسوں کی تھکن اتر آئ تھی اور باریک سی نمی بھی ان آنکھوں کا حصہ بننے لگی تھی۔

"بوجھ تو بوجھ ہوتا ہے۔ وہ مزید بھاری کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟ "

اسکے استفسار پر اس نے چونکتے ہوئے چہرہ اسکی جانب پھیرا تھا۔ چند پل وہ بالکل خاموشی سے اسے دیکھے گئ تھی۔

"جب طویل عرصے تک بوجھ اپنی ذات کے ساتھ باندھا جائے تو پھر۔۔ عمر کے ایک خاص حصے میں اسے اٹھانا اور اس بوجھ کے ساتھ سانس لینا محال ہو جاتا ہے۔ انسان کو لگتا ہے وہ ایک پل بھی زندہ نہیں رہ سکے گا۔"

"لیکن انسان پھر بھی اس بوجھ کے ساتھ مزید کئ دہائیاں گزار لیتا ہے۔" وہ اداس سا مسکرایا تھا۔۔ پھر آہستہ سے آگے کو جھکا۔۔ "کیونکہ وہ انسان ہوتا ہے۔ اس کائنات کا سب سے بڑا سروائیول۔"

نازنین پلکیں نہیں جھپکا سکی۔ وہ پیچھے ہو بیٹھا تھا پھر آرام سے کہنے لگا۔

"میں اپنی حفاظت خود کر سکتا ہوں۔ آپ میرے لیے پریشان مت ہوں۔۔ "

"وہ لوگ بہت خطرناک ہیں۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپکو میری فکر ہو رہی ہے۔۔؟ "

وہ مسکرایا لیکن نازنین نہیں مسکرا سکی۔ اسکا دل ہر آن کسی انہونی کی بازگشت تلے دبتا جارہا تھا۔ پچھلا ٹراما اسکے اوپر منڈلانے لگا تھا اور خوف کے وہ سیاہ بادل جو کہیں تحلیل ہو گئے تھے۔۔ اب پھر سے امڈ آئے تھے۔

"ہاں۔۔ "

"ہاں۔۔؟" وہ حیران ہوا تھا۔

"پہلے آپ ایسی نہیں تھیں۔" اس نے اسے بتانا ضروری سمجھا تھا۔ نازنین نے خفا نگاہیں اسکی جانب پھیریں۔

"کیسی تھی پھر میں۔۔؟ "

ماتھے پر بہت سے بل ابھر آئے تھے اور چہرے پر ہلکی سی ناگواری پھیل گئی تھی۔ وہ اتنی پریشان تھی اور حرم کو اپنی ہی باتیں سوجھ رہی تھیں۔

"آپ بہت کولڈ تھیں۔ آپکا انداز بہت سپاٹ رہا ہے ہمیشہ۔ کسی کو ایک سے زائد بات کرنے کی اجازت نہیں تھی آپ سے۔ "

"تو میں اب بھی ایسی ہی ہوں۔۔" لمحے بھر کو رک کر اسے ٹوکا تھا۔ وہ ہلکا سا ہنس دیا۔

"ایسے میں تو صرف ایک ہی تاثر وضاحت بن سکتا ہے آپکے رویے کی۔ یا تو آپ شروع سے ہی ایسی تھیں لیکن آپ نے خود پر سرد خول چڑھا رکھا تھا۔۔ یا پھر۔۔ آپ ہمیشہ سے سرد تھیں اور اب نرم ہو گئی ہیں۔۔"

"میں بس پریشان ہوں۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اور اکیلی بھی۔۔" حرم نے اسکا جملہ آرام سے مکمل کیا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"یہ آپ بھی جانتی ہیں اور میں بھی۔۔ کہ آپکے دشمن بہت طاقتور ہیں۔ آپ کی سوچ سے بھی کہیں زیادہ۔ آپ اکیلے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ میں آپکی مضبوطی کو جج نہیں کر رہا لیکن آپ واقعی ان کے مقابل کھڑی نہیں ہو سکتی ہیں۔"

"اسی لیے میں ہر اس انسان کو بچا رہی ہوں جو میرے لیے ڈھال بنا ہوا ہے۔ اگر ان کا نشانہ میں ہوں تو صرف نقصان مجھے ہی پہنچایا جائے۔ کسی تیسرے انسان کو نہیں۔"

حرم اسکے جواب پر چپ ہو گیا تھا۔ پھر وہ آہستہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے نظریں جھکا کر دیکھا۔۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"اگر میں آپ سے کبھی کوئی۔۔ بات ماننے کے لیے کہونگا تو۔۔ کیا آپ اسے مانیں گی۔۔؟"

یہ بات اس نے نازنین سے دوسری دفعہ پوچھی تھی۔ پہلی دفعہ جب وہ یونیورسٹی کے عقبی برآمدے میں ساتھ چل رہے تھے۔ وہ اسکے ایسے استفسار پر پہلے نہیں چونکی تھی۔۔ لیکن اب وہ ضرور چونک گئی تھی۔۔

"تم ایسے کیوں پوچھتے ہو۔۔؟"

"ہاں یا نا۔۔؟"

"ہاں۔۔" اس نے اگلے کسی بھی لمحے کا انتظار کیے بغیر سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔ وہ ہلکا سا مسکرایا اور پھر اسکے ساتھ سے نکل کر سارنگ کی جانب بڑھ گیا۔ اب وہ سارنگ کے ساتھ کھڑا۔۔ اپنے حلق میں گرم گرم کافی انڈیل رہا تھا۔ پھر وہ کپ خالی کر کے رکھتا پلٹا اور ثانیہ کو لیے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ وہ خالی نگاہوں سے اسے جاتا ہوا دیکھ رہی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھی۔ پھر گہرا سانس بھرتی اٹھ کر صوفوں کے پاس چلی آئی۔ زاویار پیچھے ہو بیٹھا تھا اور سارنگ اسے اپناز خم لاپرواہی سے ٹریٹ کرنے پر ناگواری سے ڈانٹ رہا تھا۔ مجال تھی کہ اسکے چہرے پر ذرا بھی شرمندگی نظر آجاتی۔۔

"زاویار۔۔! ٹھیک کہہ رہا ہے، سارنگ۔ تمہیں اپنے تازہ زخم کا خیال رکھنا چاہیئے۔۔" خدایا۔۔ یہ دو لڑکے آخر اتنے مشکل کیوں تھے۔ وہ چپ چاپ بیٹھا سارنگ کی صلاواتیں سنتا رہا اور پھر آہستہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ساتھ ٹیبل پر دھری چابی اٹھائی اور باہر کی جانب بڑھ گیا۔ وہ دونوں ہونق بنے اسے جاتا ہوا دیکھ رہے تھے۔

"یہ اسکا نارمل رویہ ہے۔ پلیز آپ پریشان مت ہوں۔" سارنگ نے اسکا حیران چہرہ دیکھ کر وضاحت دینا ضروری سمجھا تھا۔ نازنین نے ایک بار پھر سے دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے وہ ابھی ابھی نکل کر گیا تھا۔

"وہ ٹھیک تو ہو گا ناں۔۔؟ "

"جی جی کیوں ٹھیک نہیں ہو گا۔۔ ہمارا شیر ہے۔۔ "

نازنین کو اسکے انداز پر ہنسی آگئی تھی۔ پھر وہ اپنی بھاپ اڑاتی کافی کی جانب متوجہ ہوئی۔ سارنگ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا تم مجھے تفصیل سے سب کچھ بتا سکتے ہو، سارنگ۔۔ کہ حرم اور زاویار کی زندگی کیسی تھی۔۔؟ "

اس نے پوچھا تو سارنگ نے گہرا سانس لیا۔ شیشے کے دیواروں پر کئی لمحات قطرہ قطرہ تحلیل ہو کر پگھلنے لگے تھے۔ اور وہ چہرہ اٹھائے اسے خاموشی سے سنتی رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

❊❊❊❊❊❊

اگلا دن بہت بوجھل اور گھٹن زدہ تھا۔ آسمان پر ہر جانب سرمئی بادل امڈ آئے تھے اور ماحول میں ہلکا سا اندھیرا محسوس ہو رہا تھا۔ فضا میں موجود ہوا مفقود تھی اور خنکی ہونے کے باوجود بھی پسینہ انسانی جسموں کا حصہ معلوم ہوتا تھا۔

رمیز اپنے آفس میں موجود تھا۔ چمکتے ٹیبل کے اس پار شاہی براجمان تھا اور مقابل نشست پر بیٹھا رمیز اسے بغور سن رہا تھا۔۔

"آپکی توقع کے برعکس وہاں یہ لڑکا اس لڑکی کو بچانے نہیں آیا تھا، سر۔ یہاں زاویار سلطان کو دیکھا گیا ہے۔ "

شاہی نے دو تصویریں خاکی لفافے سے نکال کر رمیز کے سامنے رکھیں تو وہ ماتھے پر کئی بل لیے، خاموش چہرے کے ساتھ آگے ہو بیٹھا۔ پھر ایک نظر ان دونوں تصاویر کو دیکھا۔

"وہ تو زر آباد کی بستی میں بچ جانے والا سروائیور ہے۔۔" اس نے زاویار کی تصویر دو انگلیوں میں اٹھا کر نگاہوں کے سامنے کرتے ہوئے کہا تو شاہی نے سر اثبات میں ہلایا۔

"وہ۔۔ سر یہ۔۔ احمد سر کا بیٹا ہے۔۔" اور رمیز نے اب کہ گردن ایک جھٹکے کے ساتھ شاہی کی جانب گھمائی تھی۔ شاہی نے تھوک بے ساختہ ہی نگلا۔ رمیز کی نگاہوں میں اترتی سختی دیکھ کر کوئی بھی بوکھلا سکتا تھا۔

"تو۔۔ یہ وہاں کیا کر رہا تھا۔؟ "

"یہ نازنین کی یونیورسٹی میں اسٹوڈنٹ ہے۔ اسکی ماں ٹراما کی وجہ سے اپنا ماضی بھول گئی ہے۔ احمد سر۔۔ جانتے ہیں کہ یہ ان کا بیٹا ہے اور یہ بھی کہ اسکی ماں قریبی اسپتال میں ٹریٹمنٹ کے لیے موجود ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رمیز کی نگاہوں کے سامنے جھماکہ سا ہوا تھا۔ احمد کا کئی دفعہ کترا کر زاویار کے موضوع سے آگے بڑھ جانا اور اسکی مشکوک سرگرمیاں۔۔ اسکی پیشانی پر پسینے کی کئی بوندیں ایک ساتھ ہی نمودار ہوئی تھیں۔

"شاہی۔۔ کیا تم جانتے ہو کہ شجاع کو کس نے زخمی کیا تھا۔۔؟ "

وہ آگے ہو بیٹھا تھا۔ یہ معاملہ جو اس نے اپنی "گٹ فیلنگ" پر کھلوایا تھا اب اسکی توجہ کا مرکز ثابت ہو رہا تھا۔ اس نے زندگی بھر اپنی گٹ فیلنگ کو نظر انداز نہیں کیا تھا اور آج بھی۔۔ وقت سے کہیں پہلے۔۔ وہ بہت کچھ جان گیا تھا۔

"نہیں سر۔ اس واقعے کی کوئی فوٹیج ہمارے سامنے موجود نہیں ہے۔ "

رمیز نے زاویار کی تصویر کو دو انگلیوں میں گھما کر اس کا رُخ شاہی کی جانب پھیرا تو وہ لمحے بھر کو چونکا۔

"وہ بول نہیں سکتا۔۔ لیکن وہ دیکھ کر تو مجرم کی نشاندہی کر سکتا ہے ناں۔۔! اس سے سچ اگلواؤ۔۔ "

شاہی نے ہاتھ آگے بڑھا کر رمیز کے ہاتھ سے تصویر لے لی تھی۔ چمکتے ٹیبل پر حرم کی تصویر اب تک موجود تھی۔

"کیا تم۔۔ اس لڑکے کو جانتے ہو۔۔؟" رمیز نے سرسری سی نگاہ حرم کی تصویر پر ڈال کر پوچھا تو شاہی نے سر نفی میں ہلایا۔

"کیا تمہیں یہ لڑکا مشکوک نہیں لگتا، شاہی۔۔؟ "

"نہیں سر۔۔ اس لڑکے کے پاس آپ کے پیچھے آنے کا کوئی جواز نہیں بنتا ہے۔ وہ اپنی فیملی میں خوش اور مستحکم ہے۔ اکثر زاویار جیسی فگرز ہی بدلہ لینے کے لیے منظرِ عام پر نمودار ہوتی ہیں۔ ہم جرم کو اس کے ٹریگر پر ڈھونڈتے ہیں۔۔ اور زاویار کا سب سے بڑا ٹریگر اسکی ماں اور تباہ حال گھرانہ ہے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شاہی کا تبصرہ کسی پروفیشنل پرفائلر کی مانند تھا۔ رمیز اگلے ہی پل پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ پھر محظوظ ہو کر شاہی کی جانب دیکھا۔

"ہمارے دو انویسٹرز کا قتل کیا جا چکا ہے۔ کیا اس لڑکے کے علاوہ کسی اور کے پاس ان انویسٹرز کو قتل کرنے کا موٹو موجود ہے۔۔؟ "

"ہو سکتا ہے کہ یہ قتل زاویار ہی نے کیے ہوں۔ اس کے لیے ہمیں ایک پراپر تفتیش کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کوئی تیسرا بندہ بھی ہو سکتا ہے۔ ہمارے پاس ثبوت موجود نہیں ہیں اسی لیے ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا۔"

شاہی نے اسے کوئی امید نہیں تھمائی تھی لیکن اسکی آنکھوں کی چمک بہت گہری تھی۔ کاٹ دار سی نفرت آمیز چمک تھی وہ۔۔

"کیا تم زاویار کو انویسٹیگیٹ کرنا پسند کرو گے۔۔؟ لیکن اس تفتیش کی بھنک بھی میرے آفس کے دروازے سے باہر نہیں جانی چاہیے۔ تم اس بابت کسی سے بھی بات نہیں کرو گے۔" اسکی آواز سیاہ تھی۔ کنپٹی میں بہت سی سفیدی چمک رہی تھی لیکن اسکا مکروہ چہرہ ہر جذبے سے عاری ہی رہا۔ یہ سب آسان نہیں تھا۔ احمد اسکا دائیاں ہاتھ تھا۔ اگر اسے اپنا دائیاں ہاتھ کاٹ کر پھینکنا پڑا تو زندگی بہت کٹھن رُخ اختیار کر سکتی تھی۔

"جی سر۔۔" شاہی اسکے سامنے سے اٹھ کر جا چکا تھا۔ ابھی وہ دروازے کے ناب کی جانب ہاتھ بڑھا ہی رہا تھا کہ دروازہ اگلے ہی پل کھل گیا۔ وہاں احمد کھڑا تھا۔۔ اسکی آنکھوں میں شاہی کو دیکھ کر نا سمجھی سی ابھری تھی۔ لیکن شاہی نے اگلے ہی پل قدم باہر کی جانب بڑھائے تو وہ وہیں کھڑا رہ گیا۔ سامنے ٹیبل کے اس پار لگی کرسی پر رمیز براجمان۔۔ ٹھنڈی آنکھوں سے اسے ہی تک رہا تھا۔ احمد اندر چلا آیا۔۔ لیکن کچھ تھا جو اسے محسوس ہوا تھا۔۔ کچھ بہت خوفناک۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بیٹھو احمد۔۔" رمیز کا رویہ ویسا ہی رہا جیسے ہمیشہ رہا کرتا تھا۔ وہ میکانکی انداز میں بیٹھ گیا۔۔ لیکن اسکی نگاہیں رمیز کا چہرہ بغور تک رہی تھیں۔۔

"نازنین پر حملہ کروانا ضروری تھا کیا۔۔؟" اسکا سوال تیر کی مانند سیدھا تھا۔ اسے اپنے اور رمیز کے درمیان تنا فاصلہ بخوبی محسوس ہو گیا تھا۔

"بالکل۔۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ اسے دن کی روشنی میں کون بچانے آتا ہے۔ "

اگلے ہی پل احمد نے جیب سے تصویر نکال کر رمیز کے سامنے رکھی تو اس نے نگاہیں جھکا کر اس تصویر کی جانب نگاہ کی۔۔ پھر ہلکا سا مسکرایا۔۔ احمد اسکا چہرہ بغور دیکھ رہا تھا۔۔

"مجھے پتا تھا کہ تم میرے ساتھ کبھی بھی غلط بیانی سے کام نہیں لوگے۔ تم ایک وفادار ملازم ہو۔۔ "

اس نے اگلی کوئی بھی نگاہ اس تصویر پر نہیں ڈالی تھی۔ احمد آہستہ سے اسکے آفس سے اٹھ آیا تھا۔ رمیز نے نگاہیں جھکا کر ایک بار پھر سے اس تصویر کو دیکھا تھا۔۔ اب کہ اسکے وجود میں سیاہی کھبی محسوس ہو رہی تھی۔ کیونکہ وہ تصویر۔۔ حرم کی تھی۔۔ اور احمد نے واضح طور پر اس کے ساتھ۔۔ غلط بیانی سے کام لیا تھا۔

****

وہ صبح جو اپنی آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوئی تھی، اب ڈھل کر سیاہ رات میں تبدیل ہو چکی تھی۔ انصاری گھرانہ دھوپ کی تمازت تلے جھلس کر سیاہ پڑ چکا تھا اور رات کی سیاہی میں وہ۔۔ سفید محل۔۔ اب سیاہی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ اسکے آس پاس پھیلے سبز قطعوں پر بہت سے ملازمین کام کرنے میں مصروف دکھائی دیتے تھے۔ سفید، بے داغ محرابیں کسی پاکدامن دوشیزہ کی مانند اپنے پر پھیلائے اس سبزہ زار کے سبز رنگ پر جگمگا رہی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لیکن باہر سے خوبصورت اور شانت نظر آنے والا یہ قصر اندر سے کھوکھلا تھا۔اسکی بنیادوں میں سیاہ گناہوں کا زہر تحلیل تھا اور اونچے ستون ان گناہوں کے امین ٹھہرے تھے۔لاؤنج میں بہت سے سفری بیگ رکھے ہوئے تھے اور سینکڑوں ملازمین اس سارے سامان کو داخلی دروازے سے باہر کھڑی گاڑیوں میں رکھتے جارہے تھے۔ رضا واقعی جارہا تھا۔۔ وہ سچ میں جارہا تھا۔ رمیز اور اس قصر کو تنہا چھوڑ کر۔۔

رمیز اسکے سامان کو باہر منتقل کرتے ملازمین کو خاموش نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔اوپر ریلنگ سے۔۔ ایبہا نیچے دیکھ رہی تھی۔۔عتیقہ دروازے تک پہنچ کر چہرہ اس جانب پھیرے ہوئے تھی جہاں۔۔ رضا اپنی ماں سے اپنا ہاتھ چھڑا رہا تھا۔

میک اپ کے بغیر شائستہ کا چہرہ حد درجہ مکروہ اور بوڑھا محسوس ہو رہا تھا۔وہ اپنے کمزور ہاتھوں سے رضا کا بازو تھامے ہوئی تھی جسے وہ مستقل چھڑا رہا تھا۔

"پلیز۔۔میرا ہاتھ چھوڑیں۔۔"

اس نے ضبط سے کہا لیکن شائستہ اسکی کسی بات کو سننے پر تیار نہیں تھی۔آنسو آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر بے تحاشہ بہتے جارہے تھے۔

"تم مجھے۔۔ایسے چھوڑ کر نہیں جاسکتے،رضا۔کیا تمہیں اپنی ماں کے آنسوؤں سے کوئی غرض نہیں؟۔۔تم میرے بہت پیارے بیٹے ہو۔۔تم مجھے یوں نہیں چھوڑ سکتے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔۔" اس نے اب کہ بری طرح چنگھاڑتے ہوئے اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے چھڑالیا تھا۔ نینا دروازے میں کھڑی رو رہی تھی۔۔ اسکے کندھے پر بیگ ٹنگا تھا اور چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔ وہ اس گھر کو آج۔۔ ہمیشہ کے لیے خیر آباد کہنے والی تھی۔

"میں جس ذہنی اذیت کا شکار رہا ہوں۔۔ وہ صرف میں جانتا ہوں۔۔ لیکن اب بس۔۔ میں اپنی اولاد کے اندر اس پاگل پن کو دوڑتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتا۔" اسکی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھیں اور چہرہ تکلیف کے باعث دہک رہا تھا۔ وہ اسی پہر پلٹا اور پھر ایک آخری نگاہ۔۔ اس عالیشان سے قصر پر ڈالی۔۔ اگلے ہی پل اب وہ نینا اور عتیقہ کو بازوؤں سے تھامے باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔ پیچھے شائستہ روتی ہوئی بھاگی تھی لیکن اب کوئی فائدہ نہیں تھا۔ وہ ان کی گاڑیوں کے دروازے بجا رہی تھی لیکن بے سود۔۔۔ کئی گاڑیاں آگے پیچھے قصر کا سبزہ زار عبور کر کے باہر کی جانب بڑھیں تو وہ پیچھے خالی ہاتھ کھڑی رہ گئی۔۔

ریلنگ کے ساتھ لگ کر کھڑی ایہا دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔ پھر وہ پلٹی اور خود کو کمرے میں مقفل کر لیا۔ شائستہ اب پاگلوں کی طرح رمیز پر چلا رہی تھی۔ کہ اس نے رضا کو کیوں نہیں روکا۔۔ لیکن رمیز کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔ وہ اپنا سر صوفے کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند گیا تھا۔ کیا خدا ہونا آسان تھا۔۔؟ ہرگز نہیں۔۔ اسے اپنی گردن کا بوجھ بڑھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔

دوسری جانب رضا نے۔۔ فون کان سے لگایا اور پھر آہستہ سے بولا۔۔

"تمہارا بہت شکریہ، حرم۔۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر فراموش نہیں کر پاؤنگا۔ اگر تم نے میرا ساتھ نہیں دیا ہوتا تو۔۔ شاید۔۔ میں اس جہنم سے کبھی نہیں نکل سکتا تھا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کہہ کر اس نے فون کان سے ہٹا لیا تھا۔ حرم نے بھی فون کان سے ہٹا کر ساتھ رکھے صوفے پر ڈال دیا تھا۔ وہ اس وقت اپنے اپارٹمنٹ میں موجود تھا۔ اسکے سامنے چمکتے کانچ کی وال پر کئی تصاویر چسپاں تھیں۔ ان سب تصاویر کے درمیان رمیز کی تصویر پر اس نے سرخ دائرہ لگایا۔

وہ جانتا تھا کہ وہ رمیز کا مقابلہ اکیلے کبھی نہیں کر سکتا تھا۔ اسی لیے اس نے ایک لائحہ عمل ترتیب دیا تھا۔ رمیز کو کمزور کرنے کا لائحہ عمل۔۔ اگر کسی طاقت کو توڑ نہ سکو تو اسے کمزور کر دو۔۔ اس نے بھی یہی کیا تھا۔ رضا اور احمد۔۔

اس نے رمیز کے گویا دونوں بازو کاٹ دیے تھے۔ رضا جو کبھی رمیز کی طاقت ثابت ہو سکتا تھا۔۔ اب اس سے کوسوں دور جا رہا تھا۔ احمد جو رمیز کے لیے ہمیشہ ڈھال کا کام دیتا تھا۔۔ اب اپنے ہی معاملات میں الجھ گیا تھا۔۔ حرم نے سپاٹ چہرے کے ساتھ لمحے بھر کو رمیز کی تصویر کی جانب دیکھا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ۔۔ ابلیس کا زوال شروع ہو چکا تھا۔۔!

****

کچے صحن والے گھر میں ہر جانب رات کا آخری پہر اتر رہا تھا۔ کھلے صحن میں سیاہ آسمان سے شبنم برس رہی تھی اور کیاریاں اپنی مخصوص خوشبو کے زیرِ اثر مہک رہی تھیں۔ لیکن اس مہک میں کچھ زہریلا تھا۔ وہ مہک نتھنوں سے اترتی، حلق میں کڑواس گھول جاتی تھی۔ سانس رکنے لگتا تھا اور دھڑکن کی رفتار پل پل مدھم ہونے لگتی تھی۔ رات کے آخری پہر نے ہر شے کو گویا زہر آلود کر دیا تھا۔ برآمدے میں زرد روشنی ٹمٹما رہی تھی۔ یخ بستہ برآمدے سے گزر کر، دائیں جانب بنے کمرے کا دروازہ ہلکا سا دھکیلا جاتا تو اندازہ ہوتا کہ نازنین اپنے بستر پر دراز تھی۔۔ اسکا لحاف بستر سے آدھا نیچے کو گر رہا تھا اور وہ بیڈ کی چادر اپنی مٹھیوں میں جکڑے۔۔ کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکا وجود اس ٹھنڈ میں بھی پسینے سے شرابور ہو رہا تھا اور سانسیں دھونکنی کی مانند رواں تھیں۔یوں لگتا تھا گویا وہ کوئی بُرا خواب دیکھ رہی ہو۔یکلخت ہی اسکی آنکھ ایک جھٹکے سے کھلی تھی۔لٹیں گردن پر پسینے کے باعث چپک گئی تھیں اور اسکا منہ شدت کی وجہ سے کھل گیا تھا۔

اگلے ہی پل وہ جھٹکا کھا کر اٹھی۔کمرہ مدھم سی زرد روشنی کے زیرِ اثر دم سادھے اسے تک رہا تھا۔اسکا جسم لرزش کا شکار تھا۔اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے سائیڈ ٹیبل پر دھرا جگ اٹھا کر گلاس میں پانی انڈیلا۔۔اگلے ہی پل اب وہ پانی کا گلاس غٹاغٹ حلق سے اندر اتار گئی تھی۔کچھ سانس بحال ہوا تو اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔پچھلے کئی دنوں سے اسے بہت برے خواب آ رہے تھے۔وہ رات کے آخری پہر میں یونہی۔۔بڑھی دھڑکن اور الجھی سانسوں کے ساتھ اٹھنے لگی تھی۔

ٹراما ختم ہو جائے تب بھی اسکے اثرات ہمیشہ ساتھ رہتے تھے۔اسکا ٹراما ختم ہو چکا تھا۔اس رات کو اٹھارہ سال گزر چکے تھے لیکن وہ سیاہ رات اب بھی اسکے دل و دماغ میں تازہ تھی۔ٹراما کو اگر پراسس نہ کیا جائے تو وہ یونہی انسان کے اندر اپنی باقیات چھوڑ جاتا ہے۔ پھر وہ انسان پر اسی طرح خواب کی صورت حاوی ہونے کی کوشش کرتا ہے۔انسان پھر ہر اس شے سے دور بھاگتا ہے جس سے اس کا ٹراما کسی بھی طرح جڑا ہوا ہوتا ہے۔

اگلے ہی پل اسے دبی دبی سی فجر کی پہلی اذان سنائی دی تھی۔وہ آہستہ سے اتری اور پھر باہر کی جانب بڑھ گئی۔۔

فجر کے سرد سے اندھیرے میں وہ خاموشی سے وضو کر رہی تھی۔اسکے سیاہ بال جوڑے میں بندھے ہونے کے باعث آدھے گردن پر ڈھلکے محسوس ہو رہے تھے اور یخ پانی کے باعث اسکا جسم برف کی مانند ٹھنڈا ہو رہا تھا۔ہاتھوں کے پیالے میں پانی لے کر تین دفعہ اپنا چہرہ دھونے کے بعد اب وہ اپنی کہنیاں یخ پانی سے بھگو رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کچھ ہی پل بعد اب وہ اپنے کمرے میں جاء نماز بچھائے نماز پڑھ رہی تھی۔ رکوع میں جھکتے ہی کئی آنسو ایک ساتھ ٹوٹ کر اسکی آنکھوں سے گرے تھے۔ ہر خواب کے بعد وہ خود کو پہلے سے کہیں زیادہ کمزور اور خوفزدہ محسوس کرتی تھی۔ اسے اپنی سالوں سے جمع کی گئی طاقت سینچ لیے جانے سے خوف آتا تھا۔ نماز پڑھنے کے بعد وہ خاموشی سے جاء نماز پر بیٹھی رہی۔۔ دھڑکن معمول پر آچکی تھی لیکن وہ جانتی تھی کہ اس خواب کا اثر اب سارا دن اسکے ساتھ رہے گا۔

فجر ڈھلی تو کچے صحن والے گھر میں اٹھا پٹخ کی آوازیں بھی بدستور محسوس ہونے لگیں۔ پچھلے دنوں سے وجدان کے امتحانات چل رہے تھے تو اسی لیے اسے نازنین سے بات کرنے کا موقع نہ مل سکا تھا۔ وہ زیادہ تر یا تو اپنے کمرے میں ہوتا یا پھر پڑھ رہا ہوتا۔ نازنین پولیس کو اپنا بیانیہ بھی دے آئی تھی اور درسگاہ میں معمول کی کارکردگی بھی رواں ہو گئی تھی۔

اس نے ناشتہ بنا کر تختے پر لگایا اور پھر آگے بڑھ کر صوفیہ اور وجدان کو بلانے لگی۔ آج وجدان کا آخری پیپر تھا۔ وہ اسے آخری پیپر کے لیے خود چھوڑنے جانا چاہتی تھی۔

"روحیلہ کے بڑے بیٹے کی شادی ہے۔۔" صوفیہ نے چائے نازنین کے کپ میں انڈیلتے ہوئے کہا تو اسکا ہاتھ ذرا سست پڑا۔ وہ آنکھیں اٹھائے انہیں وضاحت طلب نگاہوں سے دیکھنے لگی تھی۔

"کل فون آیا تھا اس کا میرے پاس۔ کہہ رہی تھی کہ جلد ہی دعوت دینے بھی آئے گی ہمارے گھر۔ کیا تمہیں حرم نے نہیں بتایا کہ عدیل کی شادی ہے۔۔ اسی مہینے میں۔۔؟" وہ اسکے لاعلم ہونے پر ہلکا سا حیران ہوئی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"نہیں۔۔میری حرم سے بات نہیں ہوئی۔۔" پچھلے ہفتے سے اسکی حرم سے واقعی بات نہیں ہوئی تھی۔

"ہم چلیں گے ناں شادی میں، پھپھو۔۔؟" وجدان کی پُر امید سی آواز ابھری تو وہ اسکے پوچھنے پر مسکرائی۔

"میں نہیں جاؤنگی۔ آپ دونوں چلے جانا۔۔" وہ اپنی چائے اٹھائے لبوں سے لگا گئی تھی۔ اسکے مقابل براجمان افراد نے۔۔ ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

"کیا مطلب۔۔؟ تم کیوں نہیں جاؤ گی۔۔؟ "

"میرا موڈ نہیں ہے۔" صوفیہ اسکے آرام سے کہنے پر اب کہ ٹھٹکی تھیں۔

"کیا تمہاری حرم سے لڑائی ہو گئی ہے۔۔؟" اور یہ ایسا سوال تھا کہ وہ اس بوجھل صبح میں بھی ہنس پڑی تھی۔

"میری اس سے لڑائی کیوں ہو گی، امی۔۔؟ میں بچوں سے نہیں لڑتی۔ میرا کوئی خاص ارادہ نہیں ہے بس اسی لیے نہیں جارہی۔ آپ تو کہانی ہی بنا لیتی ہیں۔۔" وہ اب تک مسکرارہی تھی۔ اگر جو حرم اسے خود کو بچہ کہتے ہوئے سن لیتا تو فوراً سے اٹھ کھڑا ہوتا۔ شاید اس سے ناراض ہو جاتا۔۔ یا پھر۔۔ لڑ ہی پڑتا۔۔ بچہ۔۔ او گاڈ وہ اسے بچہ سمجھتی تھی۔۔!

"بچہ تو ایسے کہہ رہی ہیں جیسے آپ ان کی دادی ہیں۔" وجدان کہتے ہی ہنس پڑا تھا۔ نازنین نے اسے تادیبی نگاہوں سے گھورا۔

"بڑی ہوں اس سے میں۔۔ "

"خیر اب اتنی بھی بڑی نہیں ہیں آپ۔" وجدان کو اس سے سخت اختلاف تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ تم لڑکوں کو آخر بڑا بننے کا کیا شوق ہوتا ہے۔۔؟ ہمیشہ تم لوگوں کو ٹف گائے بننے کی کیا پڑی رہتی ہے بھلا۔۔؟" وہ اب اسے چھیڑ رہی تھی۔ وجدان حسبِ عادت نازنین کے انداز پر ناک بھوں چڑھا رہا تھا۔

"ہم لڑکیوں کی طرح نازک اندام بنتے ہوئے بہت زہر لگیں گے، پھپھو۔ ہمیں ٹف گائے ہی رہنے دیں۔ "

اسکے جواب پر نازنین نے اسے تیوری چڑھا کر دیکھا تھا۔ وہ اسکی تیوری پر بمشکل مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا۔

"کس نے کہا کہ لڑکیاں نازک اندام ہوتی ہیں؟ "

"کیا لڑکیاں ٹف گائے ہوتی ہیں پھر۔۔؟ "

"جی بالکل۔۔ وہ ایسی ہو سکتی ہیں۔ اس میں کوئی قباحت نہیں۔ اگر وہ اپنا ہر مسئلہ طریقے سے سنبھالنا جانتی ہیں تو لڑکیاں بھی رف ٹف ہو سکتی ہیں۔ مت بھولو کہ میں نے یونی میں پچاس لوگوں کے درمیان ایک ایچ اوڈی کو تین تھپڑ مارے ہیں۔"

ابرو اچکا کر اک ادا سے کہا تو وجدان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ڈرامائی انداز میں اسکے سامنے جھک کر اسکے لیے تالیاں پیٹنے لگا۔ وہ ہنس رہی تھی اور وجدان اسے ہنسا رہا تھا۔

"انکل کے جبڑے میں اب تک درد ہوتا ہو گا، پھپھو۔۔" اسکے ساتھ گھر سے نکلتے ہوئے اس نے کہا تو وہ پھر سے ہنس دی۔ وجدان کا انداز واللہ۔۔ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔

"میں نے جو کیا سو کیا۔۔ زاویار نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی اسکا جبڑا ہلانے میں۔" اب کہ وجدان ہنس دیا تھا۔ چند منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ گاڑی اسکے کالج کے باہر روک رہی تھی۔ اس نے اپنا بیگ کندھے پر ٹانگا اور جونہی گاڑی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سے اترنے لگا تو نازنین اسے لمحے بھر کو روک لیا۔ وہ چونک کر اسکی جانب دیکھنے لگا تھا۔ وہ آگے بڑھی اور اسے گلے لگا لیا۔ پھر کچھ پل یونہی رہی۔۔ وجدان سن ہی رہا۔ پھپھو اسے بلاوجہ کبھی خود سے قریب نہیں کیا کرتی تھیں۔

وہ اس سے الگ ہوئی تو وہ اسکے چہرے پر پریشانی سے کچھ جانچنے لگا۔ نازنین کی ناک سرخ تھی اور آنکھیں ہلکی سی بھیگی ہوئی تھیں۔ وہ واقعتاً پریشان ہو گیا تھا۔

"پھپھو۔۔ آپ ٹھیک ہیں ناں۔۔؟ کیا ہوا۔۔؟ آپ رو رہی ہیں۔۔؟" نازنین آنکھیں رگڑتی ہوئی ہنس دی تھی۔ پھر اسکے بالوں کو ہاتھ بڑھا کر۔۔ ماتھے سے پرے ہٹایا۔۔ وہ اس بھری دنیا میں اسکا واحد سرمایہ تھا۔

"میں نے تمہاری کامیابی کے لیے ہمیشہ بہت دعائیں مانگی ہیں لیکن تمہاری حفاظت کے لیے جتنی مناجات میں نے کی ہیں۔۔ وہ شاید میری ہر دعا پر بھاری ہونگی۔ کیونکہ وجی تم۔۔ میرے لیے سب کچھ ہو۔ میں تمہیں نہیں کھو سکتی۔ اب تم اتنے بڑے ہو گئے ہو، جلد ہی میڈیکل میں تمہارا داخلہ ہو جائے گا تو تم ایک نئی زندگی کی جانب گامزن ہو جاؤ گے۔ میں خوش ہوں کہ تم زندگی میں آگے بڑھ رہے ہو۔ تم اپنی پھپھو کی طرح اپنے ماضی میں قید نہیں ہوئے۔"

خواب کا اثر اب تک اسکے ساتھ تھا۔ وجدان اسے چپ چاپ دیکھتا رہا اور پھر ہولے سے مسکرایا۔۔

"آپ کا ماضی میرے ماضی سے کہیں زیادہ تلخ تھا، پھپھو۔ میں آپ جیسا نہیں ہوں کیونکہ آپ فائٹر ہیں۔ میں شاید آپ سے بہت پیچھے ہوں۔۔ مجھے زندگی کو آپ کی طرح جھیلنے کے لیے ابھی بہت محنت کرنی ہے۔"

اسکی بات پر وہ مسکرائی تھی۔ پھر چہرہ اسکی جانب پھیرا۔۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

"اتنے سمجھدار ہو کہ کبھی کبھی مجھے تم سے ڈر لگتا ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کبھی کبھی تو مجھے خود سے بھی ڈر لگتا ہے۔ ہم سب کہیں نا کہیں اپنے آپ سے خوفزدہ ہوتے ہیں، پھپھو۔ زندگی کے کسی ایک پہر میں ہمیں زندگی کی اصلیت کچھ اس طرح نظر آتی ہے کہ ہم اپنے ہی رد عمل سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ انسان۔۔ اتنی ہی غیر یقین مخلوق ہے۔ وہ کیا کر سکتا ہے۔۔ اسکا ادراک اسے خود بھی نہیں ہوتا۔"

"ہم مانسٹر بننے سے خود کو کیسے روک سکتے ہیں بھلا۔۔؟ زندگی ہم سے اتنے سخت مطالبات کرتی ہے کہ ہم خالی ہاتھ رہ جاتے ہیں۔۔" کھڑکی کے شیشے سے باہر دیکھتی وہ نارمل سی آواز میں کہہ رہی تھی۔ وجدان نے گہرا سانس لیا اور پھر اپنا بیگ کندھے پر درشتگی سے ڈالا۔۔

"ہم مانسٹر بنتے نہیں ہیں، پھپھو۔ ہم مانسٹر ہوتے ہیں۔ بس ہمارے شیاطین سوئے ہوتے ہیں۔ ہماری زندگی کی تلخیاں انہیں جگا دیتی ہیں۔ ہمیں لگتا ہے کہ ہم مانسٹر بن رہے ہیں لیکن در حقیقت مانسٹرز تو ہمارے وجود کا حصہ برسوں سے رہے ہیں۔"

اس نے اسکی جانب گردن پھیری تو نازنین نے بھی اسے دیکھا۔

"خیال رکھیں اپنا۔۔ ٹف لیڈی۔۔" مسکرا کر کہتا وہ گاڑی کا دروازہ کھولتا باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔ نازنین اسکے انداز پر مسکراتی ہوئی اسے جاتا دیکھتی رہی۔ جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو وہ بھی اپنی گاڑی وہاں سے نکال لائی۔ اب اسکا رُخ یونیورسٹی کی جانب تھا۔

یونی پہنچ کر اس نے گاڑی ایک جانب پارک کی اور پھر اپنا پرس کندھے پر درست کرتی آگے بڑھ آئی۔ بادامی رنگ کے نفیس سے کاٹن کے جوڑے میں ملبوس وہ ہیل کی ٹک ٹک کے ساتھ راہداری عبور کرتی جا رہی تھی۔ بالوں کو حسبِ عادت ہاف باندھے۔۔ اس ایک لچکتی لٹ سے بے نیاز۔۔ ساتھ سے گزرتے کئی طلباء کے سلام کا جواب سر

کے خم سے دیتی، وہ پچھلی والی مضبوط نازنین ہی دکھائی دیتی تھی۔ کئی طلباء اور کولیگز نے اس سے رک رک کر حال احوال دریافت کیا تھا۔ وہ سب کے مختصر جوابات دیتی لائبریری کو جاتی راہداری کی جانب بڑھ آئی۔

حسبِ توقع الہام آج لائبریری میں ہی موجود تھی۔ یقیناً اسے کولیگز سے حملے کے بارے میں معلوم ہو چلا تھا اور اب وہ اس کے سر پر کھڑی کسی تفتیشی افسر کی مانند، واقعے کی تفصیل طلب کر رہی تھی۔ وہ گہرا سانس لیتی، اپنی کرسی کھینچ بیٹھی۔ دو ہفتوں کے بعد لائبریری اب کچھ کچھ پہلے کی طرح دکھائی دینے لگی تھی۔

"ایسے کیسے حملہ ہو سکتا ہے۔۔! ہم تو اب اپنی ورک پلیس پر بھی محفوظ نہیں ہیں۔ میں تو منگنی کرتے ہی شادی کرلونگی۔ مجھے نہیں کرنی ایسی خطرناک جگہ پر جاب۔۔" الہام بھی اسکے ساتھ ہی کرسی کھینچ بیٹھی تھی۔

"تم شادی ہی کرلو۔۔ منگنی کی کیا ضرورت۔۔؟" اس نے اسے مفید مشورے سے نوازا تو وہ سوچ میں پڑ گئی۔ اسکا انداز نازنین کو مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔ وہ اب کمپیوٹر آپریٹ کرتی اسکی باتیں توجہ سے سن رہی تھی۔

"تمہاری ہمت ہے جو تم اس لائبریری میں دوبارہ کام کرنے آئی ہو۔ میں ہوتی تو کبھی اس درسگاہ کی دوبارہ شکل نہیں دیکھتی۔ تمہیں زیادہ چوٹیں تو نہیں آئی تھیں ناں۔۔۔؟"

آخر میں پریشانی سے پوچھا تو نازنین نے اپنے ماتھے پر دائیں جانب انگشتِ شہادت رکھی۔ اسکا زخم مندمل ہو چکا تھا لیکن ہلکا سا نشان اب بھی باقی تھا۔

"بس یہ زخم آیا تھا۔۔ "

"تمہیں اس سے زیادہ بھی لگ سکتی تھی۔ تھینک گاڈ تم ٹھیک ہو۔۔" الہام نے آگے بڑھ کر اسے زور سے گلے لگایا تو نازنین کا سانس ایک پل کو شدت سے رک ہی گیا۔ پھر اس نے اسے زبردستی خود سے دور ہٹایا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"لگ سکتی تھی ناں۔۔ لگی تو نہیں۔۔ دیکھو بالکل پرفیکٹ ہوں میں۔ "

ادائے بے نیازی سے کہا۔ ایسے جیسے وہ تو کبھی اس واقعے کے رونماء ہونے پر روئی ہی نہیں تھی۔

اف۔۔ اسے اپنے رونے پر اب تک شرمندگی تھی۔

"پھر بھی تمہارے محفوظ ہونے پر میں بہت خوش ہوں۔۔ بہت بہت زیادہ۔۔" وہ آگے بڑھ کر ایک بار پھر سے اپنے دونوں ہاتھ اسکے گرد باندھ چکی تھی۔ نازنین نے گہرا سانس لیا۔۔

"الہام، مجھے کام کرنے دو اب۔" اس نے اسکے ہاتھ پھر سے ہٹائے تو وہ برا مانے بغیر دانت نکالنے لگی۔

"ایسے ری ایکٹ نہ کرو جیسے تمہیں فرق نہیں پڑا۔ واقعات پر جتنا بڑا ردعمل دے سکتی ہو دیا کرو۔۔ اس سے ڈرامہ کری ایٹ ہوتا ہے۔۔ پھر وہ ڈرامہ لوگوں کو بہت دنوں تک یاد رہتا ہے۔ یہ کیا تم اتنا چھنا سا "میں ٹھیک ہوں" کہہ کر بات ختم کر دیتی ہو۔ میں ہوتی تو یونیورسٹی والوں کو نانی یاد دلا دیتی۔"

"میرے پاس ڈرامہ کری ایٹ کرنے کا وقت نہیں ہے۔ "

الہام نے اسکے انداز پر اسے برا سا منہ بنا کر دیکھا تھا۔ پھر کچھ یاد آنے پر اسکی جانب جھکی۔۔ آنکھوں میں شرارت اور لبوں پر کوئی سرگوشی مچل رہی تھی۔ نازنین نے مشکوک نگاہیں اسکی جانب پھیری تھیں۔

"ان دو ہینڈسم اسٹوڈنٹس کا کیا ہوا ویسے۔۔؟ "

اسکا اشارہ سمجھ کر اس نے آنکھیں گھمائی تھیں۔

"ان میں سے صرف ایک میرا اسٹوڈنٹ ہے۔۔" کی بورڈ پر ٹائپ کرتے ہوئے فوراً سے اسکی تصحیح کی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"خیر ہے۔۔ ہینڈسم تو دونوں ہیں ناں۔۔" الہام کو ان سے اور کوئی سروکار تھا ہی نہیں۔ نازنین نے بہت بیزار نگاہ ڈالی تھی اس پر۔۔

"تم واقعی منگنی کی جگہ شادی کر لو اب۔ مہربانی کرو۔۔ "

"بیوقوف۔۔! میں اپنے لیے نہیں تمہارے لیے پریشان ہو رہی ہوں۔ اگر دونوں میں سے کوئی ایک۔۔" اور اسکی چلتی زبان نازنین کی سخت نگاہ پر ٹھہر سی گئی تھی۔ "میرا مطلب ہے کہ۔۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک اگر تمہیں پسند آجائے تو اس میں کیا قباحت ہے۔۔؟" جلدی سے بات سنبھالی۔ نازنین چہرہ پھیر کر پھر سے کام کی جانب متوجہ ہو چکی تھی۔

"میرے پاس ان باتوں کے لیے وقت نہیں۔ "

"بس فضول کتابیں پڑھنے کے لیے بہت وقت ہے تمہارے پاس۔ ان گنجے رائٹرز کو پڑھ پڑھ کر دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔ "

"الہام۔۔!" اسکی تنبیہہ ابھری لیکن وہ اسے ہرگز بھی نہیں سن رہی تھی۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ ان دونوں میں سے زیادہ وجیہہ کون ہے۔۔؟ دائیں جانب والا۔۔ یا پھر بائیں جانب والا۔۔" اس نے انہیں کرسیوں پر بیٹھنے کی ترتیب سے یاد رکھا ہوا تھا۔ کیونکہ ان کے نام تو اسے پتا ہی نہیں تھے۔

"دونوں ٹھیک ہیں بس۔۔ "

اسکے بات ختم کرنے کے انداز پر الہام نے اسے آنکھیں کھول کر دیکھا تھا۔ ایسے جیسے اسے نازنین کے ریمارکس پر یقین نہیں آرہا تھا۔ اتنے پیارے لڑکوں کو وہ بس۔۔ "ٹھیک ہے" کہہ رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"خدا کا خوف کرو لڑکی۔۔ "

"اسی کا خوف کر رہی ہوں میں۔ اب میرا سر نہ کھاؤ اور مجھے کام کرنے دو۔۔ "

"لیکن دائیں جانب والا زیادہ وجیہہ تھا۔" وہاں سے اٹھتے اٹھتے بھی وہ کہنے سے باز نہیں آئی تھی۔ نازنین نے گہرا سانس لے کر اسکی پشت کو دیکھا اور پھر اپنے کام کی جانب متوجہ ہو گئ۔ پھر اسکی نگاہ بے ساختہ ہی ان کرسیوں پر پھسلی جہاں وہ دونوں کبھی بیٹھے۔۔ اسکی دی گئ کتابیں پڑھ رہے تھے۔ اسکے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی۔ لیکن اگلے ہی پل وہ چونکی۔۔ فوراً سر جھٹک کر کام کی جانب متوجہ ہوئ۔۔ کیونکہ اسے اسی سمے یاد آیا تھا کہ دائیں جانب۔۔ حرم براجمان تھا۔۔!

****

شائستہ نے ایہا کے کمرے کا دروازہ دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ کمرے کا نقشہ ویسا ہی تھا جیسا اس نے سوچ رکھا تھا۔ پھیلا سامان، کھلی درازیں، ٹوٹے بکھرے کانچ، روشنی کا راستہ روکتے۔۔ کھڑکیوں پر گرے بھاری پردے۔۔ وہ کسی نارمل انسان کا کمرہ ہرگز بھی نہیں لگ رہا تھا۔

اس نے آگے بڑھ کر لائٹ بورڈ پر ہاتھ مارا تو کمرہ روشنی کی زد میں قید ہوتا چلا گیا۔ آنکھوں کو تکلیف دیتی روشنیوں نے لمحے بھر کو ایہا کے آگے اندھیرا سا بکھیر دیا تھا۔ وہ بیڈ کے برابر میں، زمین پر اکڑوں بیٹھی ہوئ تھی۔ مردہ نگاہیں جو اندھیرے میں دیوار کو تک رہی تھیں۔۔ لمحے بھر کو چندھیا سی گئیں۔ شائستہ اسکی ابتر حالت دیکھ کر بے ساختگی سے قریب چلی آئ تھی۔

"یہ تم نے اپنا کیا حال کر لیا ہے، آپی۔۔! کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔!" شائستہ نے اسکے برابر میں بیٹھتے ہوئے اسے کندھوں سے جھنجھوڑا تو ایہانے نفرت سے اسکے دونوں ہاتھ جھٹک دیے۔ شائستہ اسکے ایسے ردعمل پر حیران ہوئی تھی۔ اسکی اپنی رنگت بھی میک اپ کے بغیر بے رونق اور روکھی سی محسوس ہو رہی تھی۔ رضا اور نینا کی دوری کے خیال نے اسکی رہی سہی تندہی گویا زائل کر دی تھی۔

"کیا تم بھی اپنی ماں کو قصوروار ٹھہرا رہی ہو، آپی۔۔؟ وہ سب میں نے تمہارے لیے کیا تھا۔ نازنین تمہارے مقابلے پر کبھی نہیں آسکتی لیکن اس لڑکے نے محض اپنی پسند کو بچانے کے لیے تمہارے ساتھ اس قدر گھٹیا حرکت کا ارتکاب کیا۔ کیا تم بھی سب کی طرح مجھے ہی قصوروار ٹھہرا رہی ہو۔۔۔؟"

اسکی آنکھوں میں چبھتے ہوئے آنسو جمع ہونے لگے تھے۔ ایہانے اسے مردہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"آپ نے نازنین کے پیچھے اس آدمی کو کیوں بھیجا تھا۔۔؟"

اسکی آواز بھی اسی کی مانند مردہ محسوس ہو رہی تھی۔ بالکل کھوکھلی سی۔۔ شائستہ لمحے بھر کو ٹھہر سی گئی تھی۔ یوں گویا کسی نے اسکی گردن کے گرد کسے گئے بل کو آخری جھٹکا دیا ہو۔

"مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ممی کہ آپ نے کیوں اس آدمی کو نازنین کے پیچھے بھیجا تھا۔۔ یا پھر وہ نازنین کے ساتھ کیا کرنے والا تھا۔ میں نینا کی طرح بیوقوف نہیں ہوں۔۔ لیکن آپکے ایسے قدم کی وجہ سے مجھ سے میرا بھائی۔۔ اور میری بہن بہت دور ہو گئے ہیں۔ کیا آپکو اس بات کا اندازہ ہے کہ میں ان دونوں سے کتنا پیار کرتی تھی۔۔!"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اس پر چلائی تو شائستہ کے ٹھہرے ارتکاز میں لمحے بھر کی جنبش ابھری۔ ایبہا اب زار و قطار بلند آواز سے رو رہی تھی۔ اسکا کھوکھلا وجود جو کبھی روشنیوں کا مرکز ہوا کرتا تھا۔۔ اب گہری سیاہیوں کا اسیر معلوم ہونے لگا تھا۔ شائستہ نے آگے بڑھ کر اسے خود سے لگانا چاہا تو ایبہا نے اسکے ہاتھ بری طرح جھٹکے اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مجھے آپ سے کوئی ہمدردی نہیں ہے، ممی۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں اور آئندہ کبھی مجھے پکارنے کی غلطی مت کیجیے گا۔ آئی فکنگ ہیٹ یو۔۔!" آخری الفاظ اس نے بہت نفرت سے سرد آواز میں کہے تھے۔ شائستہ کا وجود برف بنتا جا رہا تھا۔

"تم۔۔ ایسے۔۔ آبی۔۔ میری بات سنو۔ ہم ایسے ہار نہیں مان سکتے۔ ہم ایسے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ ہمیں حالات کے ایسے دہانے پر لانے والوں کا انجام میں اپنے ہاتھوں سے لکھونگی۔ ہم انہیں اتنی آسانی کے ساتھ جیتنے نہیں دے سکتے۔۔"

"ممی۔۔ فار گاڈ سیک۔۔!" وہ اس پر چنگھاڑی تھی۔ شائستہ اسے بے یقینی سے دیکھتی رہی۔ وہ پاگلوں کی طرح اس پر چلا رہی تھی۔

"مجھے آپکی کوئی مدد نہیں چاہیئے۔ میں اپنے بدلے خود لے سکتی ہوں اور میں اپنے دشمنوں کا انجام بھی خود لکھ سکتی ہوں۔ مجھے آپ جیسی ماں کا ساتھ نہیں چاہیے جو اپنی ہی اولاد کے لیے ناسور ثابت ہو۔ مجھ سے دور رہیں۔ میرے سامنے اپنی ہار کی وضاحتیں رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپکو۔"

چھٹتی آواز کے ساتھ کہہ کر وہ اگلے ہی پل پلٹی اور پھر ڈریسنگ روم کا دروازہ زور دار آواز کے ساتھ بند کرتی غائب ہو گئی۔ شائستہ کا سارا وجود جیسے کسی نے زخمی کر دیا تھا۔ وہ بُت بنی اپنی جگہ ہی کھڑی رہی۔ پھر خاموشی کے ساتھ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہاتھ کی پشت سے آنسو رگڑتی باہر کی جانب بڑھ آئی۔ زینوں کے دہانے تک پہنچ کر اس نے اپنے ہاتھ میں قید موبائل کو نگاہوں کے سامنے کیا تھا۔ پھر وہ ایک نمبر ڈائل کرنے کے بعد۔۔ مدھم قدموں سے زینے اترتی دور جاتی گھنٹی سنتی رہی۔۔

"ڈاکٹر باسط۔۔ کیا آپ میری بیٹی کے لیے اپائنمنٹ کنفرم کر سکتے ہیں۔۔؟ "

اسکے پاس محض یہی راستہ بچا تھا ایہا کو واپس لانے کا۔ اسکی ذہنی حالت نارمل نہیں تھی اور شائستہ اسے اپنا آپ تباہ کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ کیونکہ اب اسکے پاس۔۔ محض اسکی ایک ہی اولاد رہ گئی تھی۔ اسکا خالی وجود زینوں کے دہانے پر اب تک ایستادہ تھا۔

******

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔ "

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں

-- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

زاویار خاموش چہرہ لیے روبینہ کے سامنے براجمان تھا۔وہ بستر پر دراز کروٹ لیے سو رہی تھیں۔ صبح کی نرم سی دھوپ کھڑکی کے راستے اندر کو گر رہی تھی۔ کمرے میں مخصوص دوائیوں کی بُو پھیلی ہوئی تھی لیکن وہ کسی بھی

چیز کا اثر لیے بغیر خاموشی سے روبینہ کی دوائیاں درستگی سے رکھ رہا تھا۔ ساتھ ساتھ ایک نگاہ روبینہ پر بھی ڈال لیتا۔ جو احمد کی واپسی کے بعد خاصی پر سکون رہنے لگی تھیں۔ انہیں جو اضافی دوائیاں ذہنی سکون کے لیے دی جاتی تھیں وہ اب بند کر دی گئ تھیں۔ شاید ان کا سکون احمد ہی میں پنہاں تھا۔۔

اسی پہر دروازہ کھلا تو اس نے پلٹ کر دیکھا۔ وہاں احمد کھڑا تھا۔ اسکے ہاتھ میں تازہ پھولوں کا گلدستہ تھا اور وہ شاید زاویار کو دیکھ کر اندر کہیں خوش ہوا تھا۔ لیکن زاویار کی جانب کی فضا سرد ہی رہی۔

احمد اندر چلا آیا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"میری ماں کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا۔ تمہیں صرف اسی لیے برداشت کر رہا ہوں کیونکہ میری ماں کو تم جیسے مکروہ انسان کی ضرورت ہے۔ اگر وہ تمہیں نہیں پہنچانتی تو کب کا تمہیں مار کر دفن کر چکا ہوتا میں۔۔"

کہتے ہی وہ پلٹ گیا تھا لیکن پھر احمد کی پکار پر اسے ٹھہر جانا پڑا۔ وہ گلدستہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اسکی جانب چلا آیا تھا۔ پھر اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔ جونہی ہاتھ بڑھا کر اسکا کندھا چھونا چاہا تو وہ بے ساختہ ہی دو قدم پیچھے ہٹا۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو۔۔؟"

اسکے جبڑوں میں طیش سا اترنے لگا تو احمد نے اپنا بڑھا ہاتھ نیچے کر لیا۔ پھر سر جھٹک کر اسکی جانب دیکھا۔

"تم کیوں منظرِ عام پر موجود ہو۔۔؟"

"فضول سوالات کے جواب میں ہرگز بھی دینے کا پابند نہیں ہوں تمہیں۔ ایسے ایکٹ مت کرو جیسے تمہیں میری بہت فکر ہے۔"

احمد نے اسکی پھنکار پر گہرا سانس لیا تھا۔ پھر سر اثبات میں ہلا کر کہنے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم جہاں موجود تھے وہیں پلٹ جاؤ۔ یہاں پر رہنا تمہارے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ "

"کچھ اور۔۔؟" اس نے ایسے پوچھا جیسے کہہ رہا ہو اپنی بکواس بند کرو۔ احمد کی نگاہوں میں سنجیدگی واضح ہونے لگی تھی۔

"تمہارے لیے۔۔ منظرِ عام پر رہنا خطرناک ہے۔ تم جہاں تھے۔۔ جس ایجنسی میں کام کر رہے تھے وہیں پلٹ جاؤ۔ تم نے نظروں میں آکر غلطی کی ہے لیکن ابھی بھی اس غلطی کو سدھارا جا سکتا ہے۔"

"مجھے نہیں لگتا کہ میں نے کبھی کسی معاملے میں کسی دوسرے انسان کی بات مانی ہو۔ اسی لیے دوبارہ مجھے مت روکنا۔" سختی سے جھڑک کر وہ اسکے ساتھ سے نکل گیا تھا۔

"رمیز اور حرم تمہارے لیے خطرناک ہیں۔" احمد کی آواز پر اسے پھر سے رکنا پڑا تھا۔ وہ اسکی جانب پلٹا تو اس نے بھی اپنا رُخ احمد کی جانب گھمایا۔ وہ دونوں ایک جیسے تھے۔۔ ایک دوسرے کا عکس۔۔

"میں نے تمہاری رائے نہیں مانگی۔ "

"میری بات سمجھو۔۔ تمہارا دوست تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اسکے آس پاس نظر آنا تمہارے لیے خطرے سے خالی نہیں ہے۔ "

چند پل زاویار اسکا پریشان چہرہ دیکھتا رہا تھا۔ پھر وہ چند قدم آگے بڑھ آیا۔ عین اسکے مقابل آکر ٹھہر گیا۔ اب ان کے درمیان محض چند انچ کا فاصلہ ہی تھا۔ وہ دونوں بنا پلکیں جھپکائے ایک دوسرے کو تک رہے تھے۔

"ایسی کچی بستی کی گلیوں میں رُل کر بڑا ہوا ہوں میں۔۔ کہ جدھر سے گزرنے کو شرفاء اپنی توہین سمجھا کرتے تھے۔ چپلیں پھٹی ہوتی تھیں تو اسے خریدنے کے پیسے نہیں ہوا کرتے تھے۔ ننگے پیر زندگی کے کئی سفر کاٹتا رہا میں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کھانے کی کمی کے باعث میری ہڈیاں ابھر آئی تھیں اور میری ماں۔۔گھروں میں کام کر کے۔۔میرے لیے کھانا لایا کرتی تھی۔ایسی زندگی گزاری ہے میں نے۔۔تم مجھے ان چھوٹے خطروں سے نہیں ڈرا سکتے۔تم مجھے نصیحت کرنے کے ہر حق پر لات مار چکے ہو۔"

کٹیلے تاثرات لیے وہ اسے دیکھتا دھیمی آواز میں کہہ رہا تھا۔احمد کے رگ و پے میں شرمندگی سی اترنے لگی۔

"تم اسکیپ گوٹ بن سکتے ہو،زاویار۔چلے جاؤ یہاں سے۔۔تمہارا یہاں رہنا خطرناک ہے۔۔"احمد نے زندگی میں کبھی خود کو اتنا بے بس محسوس نہیں کیا تھا۔۔جتنا وہ اپنے بیٹے کے سامنے خود کو محسوس کرنے لگا تھا۔زاویار کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ ابھری۔پھر وہ پلٹا اور دروازہ دھکیلتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔احمد افسوس سے کھلے دروازے کو تکتا رہا اور پھر پلٹ کر روبینہ کی جانب چلا آیا۔وہ اب اسکے سامنے کرسی پر براجمان تھا۔۔اسے آج پھر سارا دن معافی مانگتے ہوئے گزارنا تھا۔ وہ معافی۔۔ جو شاید اسے قیامت تک نہیں ملنی تھی۔

****

گھر اور آفس کے معاملات سے بمشکل وقت نکال کر وہ آج سارنگ کے کلینک چلا آیا تھا۔جب سے عدیل کی شادی طے ہوئی تھی تب سے مصروفیت خاصی بڑھ چکی تھی۔

وہ دونوں اسٹوڈیو میں براجمان۔۔ڈاکٹر کی رپورٹس ہاتھ میں لیے ہوئے تھے۔ حرم وائٹ بورڈ کے سامنے کھڑا سارنگ کو رپورٹس کی تفصیلات سے آگاہ کر رہا تھا۔

"پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ اصل رپورٹس تمہیں اتنی آسانی سے مل کیسے گئیں۔۔؟"سارنگ نے اس سے ایک اہم سوال پوچھا تھا۔وہ جو وائٹ بورڈ پر چند لکیریں کھینچ رہا تھا لمحے بھر کو مسکرایا۔پھر پلٹ کر اسے دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تمہیں اپنے بھائی کی صلاحیتوں پر شک ہے۔۔؟ "

"مجھے اپنے دوست کی صلاحیتوں پر ذرا بھی بھروسہ نہیں۔ اسی لیے پوچھ رہا ہوں۔ کہیں مار وار تو نہیں دیا تم نے ڈاکٹر کو۔۔؟" وہ مشکوک ہو چکا تھا۔ حرم نے سر ہلا کر گہرا سانس لیا۔

"میرے پاس قتل کر کے اسکا میس سنبھالنے کا وقت نہیں ہے، بدر۔ اسی لیے میں نے انہیں انتہائی لیگل طریقے سے حاصل کیا ہے۔۔ "

"لیگل کا مطلب بھی پتا ہے تمہیں۔۔؟" سارنگ کا انداز سراسر مزاق اڑانے والا تھا۔ حرم نے اسے گھورا۔

"تمہیں اس بات کا مطلب پتا ہے کہ عقل کسے کہتے ہیں؟ میں نے محض عقل استعمال کی ہے۔ "

"تم جس طرح عقل استعمال کرتے ہو مجھے اس کا بخوبی اندازہ ہے۔ اب شرافت سے بک دو کہ تمہیں یہ رپورٹس کہاں سے ملی ہیں۔۔؟ اگر تم نے مجھے سچ نہیں بتایا تو میں اس کیس سے واک آؤٹ کر جاؤنگا۔۔" آخری دھمکی خاصی کارگر تھی۔ حرم نے وائٹ بورڈ سے رُخ تک نہیں پھیرا اور پھر سکون سے کہنے لگا۔

"کچھ زیادہ نہیں۔ وہ ڈاکٹر خاصے بوڑھے ہو چکے ہیں اور ان کا سیف انتہائی آؤٹ ڈیٹڈ ہو چکا ہے۔ انہیں لگتا ہے کہ اگر وہ اپنے فنگر پرنٹس کے ذریعے سیف کے بھاری دروازوں کو لاک کیے رکھیں گے تو یہ ان کی بھول ہے۔۔۔"

"او گاڈ۔۔ کہیں تم نے ان کا انگوٹھا تو نہیں کاٹ دیا۔۔؟" سارنگ یکدم ہی سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ حرم کا بس چلتا تو وہ اس پر سارا اسٹوڈیو ہی الٹ دیتا۔

"یہ دنیا بہت ترقی کر چکی ہے، سارنگ بدر۔ اگر تم اپنے اس پان کے کھوکھے جتنے کلینک سے سر باہر نکال کر دیکھو گے تو یقیناً تمہیں دنیا کسی اور طرح سے نظر آئے گی۔ مجھے اس ڈاکٹر کا انگوٹھا کاٹنے کی ضرورت نہیں پڑی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

میں تو بس ایک کمزور سا مریض بن کر اسکے کلینک میں گیا۔۔ پھر نگاہ بچا کر اسکے گلاس سے فنگر پرنٹ کو ٹیپ پر چسپاں کر کے لے آیا۔ پھر Silicon کا ایک جعلی فنگر پرنٹ بنایا اور یہ رپورٹس۔۔ آج میری ملکیت میں تم اسی لیے دیکھ رہے ہو۔"

اس نے ہاتھ میں تھامی رپورٹس ایک بار پھر سے دکھائی تھیں۔ سارنگ کی آنکھیں نہ چاہتے ہوئے بھی کھل گئی تھیں۔

"یعنی کے اب ہمارے فنگر پرنٹس سے کھلنے والے سیف بھی محفوظ نہیں ہیں۔۔؟" وہ حیران زیادہ تھا یا پریشان۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا۔ حرم نے کندھے اچکائے تھے۔

"میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ اس دنیا میں کسی کا راز، راز نہیں رہتا۔۔ جو اپنے راز کو محفوظ سمجھتا ہے وہ درحقیقت بیوقوف ہے۔ اسے پتا ہونا چاہیئے کہ ہر راز کا کوئی نہ کوئی امین ہمیشہ زندہ رہ جاتا ہے۔ مجھے لگا تھا کہ اس کام میں خاصی خواری ہو گی۔ ڈاکٹر نے اگر رپورٹس اس سیف میں نہیں رکھی ہوتیں تو مجھے اس کے گھر تک جانا پڑتا۔۔ لیکن شاید وہ ایسے ناپاک ثبوتوں کو اپنے گھر کی راہ نہیں دکھانا چاہتا تھا۔"

اسکی آخری بات پر سارنگ چونکا تھا۔ پھر وہ سیدھا ہو بیٹھا۔۔ سبز آنکھوں نے ادراک کی سرحد پار کرتے ہی استعجاب کا مظاہرہ کیا تھا۔

"کیا تم۔۔ ان رپورٹس سے کوئی مطلب اخذ کر چکے ہو۔۔؟ "

"بالکل۔۔ ان دونوں رپورٹس میں ایک بات مشترکہ ہے کہ یہ قتال۔۔ ایک طریقے کا Overkill تھا۔ اوور کل سمجھتے ہو۔۔؟ یہ اپنی ذات میں خود ایک بہت بڑا ثبوت ہوتا ہے۔ اسکا مطلب۔۔ تفتیشی افسران کے نزدیک یہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہوتا ہے کہ ایک ہی انسان کو کئی دفعہ قتل کرنے کے لیے مختلف ہتھیاروں کا استعمال کیا جائے۔ جیسے اگر ایک انسان کو پہلے گلا دبا کر قتل کیا گیا ہے تو بعد میں اسکا سر کئی دفعہ ہتھوڑی سے مار کر کچلا جائے۔ جیسے سائیکو پاتھ کلرز عموماً قتل کرتے ہیں۔ وہ تین سے چار دفعہ اپنے شکار کو زود و کوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہیں۔۔ وکٹم کی تکلیف سے لطف حاصل ہوتا ہے۔۔"

بنا کسی لکنت کے وہ روانی سے کہتا جا رہا تھا۔ ساتھ ساتھ وہ وائٹ بورڈ پر تین چار لکیریں کھینچ چکا تھا۔ سارنگ بہت سنجیدگی سے اس کی جانب متوجہ تھا۔

"جاوید اور مبین۔۔ دونوں کو اسی طرح قتل کیا گیا ہے۔ مبین کے سر کے پچھلے حصے میں کئی دفعہ بھاری چیز ماری گئ ہے۔ ایک دفعہ نہیں۔۔ بلکہ رپورٹ کے مطابق مبین کے مر جانے کے بعد بھی۔۔ کئی دفعہ اسے بھاری ہتھیار کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ سیم گوز فار جاوید۔ اسے چہرے پر کئی دفعہ شدت کے ساتھ جوتوں سے زخمی کیا گیا ہے۔ پھر ہمیں اس کی لاش سے بجتی ہوئی ہڈیاں موصول ہوئیں۔۔ یعنی وہ بیہوش ہو چکا تھا لیکن پھر بھی اس پر گاڑی پوری قوت سے چڑھا دی گئی تھی۔۔"

وہ خاموش ہوا تو سارا کلینک سنسان محسوس ہونے لگا۔ سارنگ اسکی وضاحت بہت دھیان سے سن رہا تھا۔ وہ اب وائٹ بورڈ پر جاوید اور مبین کا نام لکھ چکا تھا اور اس کے نیچے وہ موٹی موٹی تفصیلات درج کرتا جا رہا تھا۔

"تفتیشی افسران کے نزدیک اوور کل کی جو تعریف ہے وہ میرے نزدیک پوری طرح سے ویلڈ نہیں۔۔

Overkill ہمیشہ لطف حاصل کرنے کے نتیجے میں نہیں کیا جاتا۔ بلکہ۔۔ یہ ایک طرح سے اپنے اندر پلتا سالوں کا غصہ اور نفرت اتارنے کا ایک طریقہ ہے۔۔ نور کا کیس آجکل خبروں میں خاصہ گردش کر رہا ہے۔ اسے اوور کل کیا گیا ہے۔ اسکے قتل سے لطف حاصل کیا گیا ہے۔۔ اسے کئی دفعہ۔۔ کئی طریقوں سے زودو کوب کیا گیا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

ہے۔ میرے نزدیک اسکا قاتل سائیکو پاتھ ہے جس کا جلد از جلد سزا پانا بہت ضروری ہے۔ سائیکو پاتھس کی نشاندہی آپ باآسانی نہیں کرسکتے۔ وہ ہمارے اندر موجود ہوتے ہیں۔۔ بالکل۔۔ ہماری ہی طرح نارمل زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ لیکن جاوید اور مبین کا قتل لطف حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا گیا۔ یہ قتل غصے کے نتیجے میں کیا گیا ہے۔"

"کیا۔۔ ان دونوں کا قتل بھی کسی سائیکو پاتھ نے کیا ہے۔۔؟ "

سارنگ کو اپنا حلق سوکھتا محسوس ہو رہا تھا۔ یہ باتیں بہت خوفناک تھیں۔۔

"میں نہیں جانتا کہ وہ قاتل سائیکو پاتھ ہے یا نہیں۔۔ لیکن میں اتنا جانتا ہوں۔۔ کہ وہ قاتل رمیز ہے۔۔ "

اسکی آواز بہت مدھم ہو گئی تھی۔ سارنگ چند پل پلکیں تک نہیں جھپکا سکا۔ وہ سانس تک نہیں لے سکا تھا۔ کیا ایک بھائی اور بیٹا۔۔ اپنے ہی بھائی اور باپ کو قتل کر سکتا تھا۔۔؟ وہ بھی اتنی بے دردی سے کہ انسان کی روح تک کانپ جائے۔ حرم اسکی جانب چھائی خاموشی محسوس کر کے پلٹا تھا۔ پھر مارکر بند کر کے ٹیبل پر رکھتا صوفے تک چلا آیا۔۔

"ت۔۔ تمہیں کیسے پتا چلا کہ۔۔ یہ قتل رمیز نے کیے ہیں۔۔؟" حرم نے اسکے سوال پر آگے بڑھ کر ایک اور رپورٹ پیش کی تھی۔ سارنگ نے اس رپورٹ پر نگاہ دوڑائی تو اگلا سانس نہیں لے سکا۔ حرم گہرا سانس لیتا سیدھا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"یہ جاوید اور مبین کے جسم پر پائے جانے والے ڈی این اے کی رپورٹ ہے جس میں رمیز کے فنگر پرنٹس موجود ہیں۔ ان دونوں کے ناخنوں میں رمیز کے جسم کی باقیات بھی موجود تھیں۔ بالکل ویسے ہی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جیسے جب آپ کسی انسان کو پوری قوت سے قتل کرو تو وہ آپکو روکنے کی کوشش میں اپنے ناخن آپکے ہاتھ میں گاڑ دے۔۔ میں نے کہا تھا ناں، بدر۔ ثبوت فضا میں ثبت رہ جاتے ہیں۔ قتل ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔۔"

سارنگ نے تھوک نگل کر رپورٹ اسے ایک بار پھر سے تھما دی تھی۔ کلینک میں چند پل بوجھل سانسوں کی آوازیں گونجتی رہی تھیں۔

"نازنین نے۔۔ ایسے انسان کے خوف کے ساتھ۔۔ اتنے سال کیسے گزارے ہونگے۔۔!" کچھ دیر بعد سارنگ نے افسوس سے کہا تھا۔ حرم خاموشی سے صوفے پر آ بیٹھا تھا۔ پھر دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتا آگے کو جھکا۔ اسکے چہرے پر چھائی سنجیدگی بہت گہری تھی۔ پھر سارنگ کے سوال پر اسکی جانب دیکھنے لگا۔

"مجھے بس ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ اگر یہ دونوں قتل رمیز نے کیے ہیں تو پھر۔۔ اسے پہلی ہی دفعہ رپورٹس کی کیا ضرورت تھی۔۔؟"

"دونوں اموات مشکوک تھیں۔ مبین کی جعلی رپورٹ میں درج تفصیلات میں اسکی موت کسی اور طرح سے دکھائی گئی ہے۔ جب رمیز نے مبین کا قتل کیا تو اس وقت جاوید اسکے گھر میں ہی موجود تھا۔ وہ یقیناً باپ کی اچانک موت پر سخت گھبرایا ہو گا۔ اور اسی گھبراہٹ میں اس نے سب سے پہلے ڈاکٹرز کی رپورٹ کی جانب رُخ پھیرا ہو گا۔ اسی لیے رمیز کو وہ رپورٹس تبدیل کروانی پڑیں۔ اور دوسری جگہ جاوید کا قتل ہوا۔۔ تو ایک دنیا کی نگاہیں پہلے ہی رمیز پر لگی ہوئی تھیں۔۔ کیونکہ وہ اپنے بھائی کو بزنس اور گھر۔۔ دونوں سے بے دخل کر چکا تھا۔ جاوید کی اچانک موت پر لوگوں کا پہلا شک رمیز پر ہی جاتا، اسی لیے اس نے اپنا جرم چھپانے کی خاطر جعلی رپورٹس بنوائیں۔۔ یہ سب رمیز کا کوراپ تھا۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ سارے لائحہ عمل کو پہلے ہی ڈی کوڈ کر چکا تھا۔ پھر اپنے اسمارٹ فون کی جانب نگاہیں پھیریں جہاں۔۔ وہ دو پیغامات جگمگا رہے تھے۔

"مجھے ان دونوں پہیلیوں کا اب تک کوئی سراغ نہیں ملا۔ میرے ہاتھ کوئی سرا نہیں لگا۔۔ اور میں خوفزدہ ہوں کہ کسی معاملے میں مجھ سے دیر نہ ہو جائے۔"

اسکی آواز مدھم لیکن سنجیدہ تھی۔ جیسے جیسے وقت آگے سفر کر رہا تھا اسے اپنے آس پاس کی فضا میں عجیب سا تناؤ محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ جیسے جیسے کیس سالو کر رہا تھا اسی تیزی سے اسکے آس پاس کسی خطرے کا احساس بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ اسے لگتا تھا کوئی ہے۔۔ جو اسکے پیچھے ہے۔ سارنگ بھی سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ حرم کا فون اب اسکے ہاتھ میں تھا اور وہ ان پہیلیوں کو دیکھ رہا تھا جو دو مختلف لوگوں کی کندہ کردہ تھیں۔

"نازنین۔۔ اس سب میں محفوظ تو رہیں گی ناں۔۔؟"

سارنگ نے جانے یہ سوال کیوں پوچھ لیا تھا۔ حرم کے پاس اسکا جواب نہیں تھا اسی لیے وہ گہرا سانس لیے پیچھے ہو بیٹھا۔

"ان کے آس پاس بہت دشمن ہیں، بدر۔ اور دشمن بھی وہ جن سے کچھ بھی بعید نہیں۔"

اس نے کہا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

پھر اسکا فون بجا تو وہ اس جانب کو متوجہ ہوا۔ ماما کالنگ لکھا جگمگا رہا تھا۔ فون کان سے لگا کر وہ سارنگ کو اشارہ کرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ پیچھے کلینک اب تک بوجھل محسوس ہو رہا تھا۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

زاویار ایجنسی میں موجود، ریلنگ کے ساتھ لگ کر کھڑا باہر اترتی رات کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اسکی خالی نگاہیں خلاء میں گھور رہی تھیں اور ہاتھ دونوں جیبوں میں اڑسے وہ خود بھی اسی رات کا حصہ معلوم ہو رہا تھا۔ یکایک کوئی اسکے ساتھ آ کھڑا ہوا تھا۔۔ وہ جو کوئی بھی تھا۔۔ اسے بخوبی جانتا تھا۔ اس نے چہرہ اسکی جانب نہیں گھمایا۔ طالوت نے اک ٹھنڈی آہ بھری تھی۔

"کیسا ہے، حرم۔۔؟ "

ریلنگ پر ہاتھ رکھے، زرد جھولتے بلب تلے وہ دونوں کھڑے بکھرتی رات کو تک رہے تھے۔ ایجنسی رات کے اس پہر سنسان تھی۔

"ٹھیک ہے۔ "

"بہت ضدی ہے۔ دوبارہ مجھ سے ملنے تک نہیں آیا۔ "

"بغض رکھنا اسکی عادت ہے۔" زاویار نے بے تاثر چہرے کے ساتھ کہا تھا۔ طالوت نے اسکی جانب چہرہ گھمایا۔۔

"کیا تم دونوں کا تعلق اب تک بہتر نہیں ہوا۔۔؟ اور مزید کتنی دہائیوں تک اس فضول سی دشمنی کا بوجھ اٹھانا ہے تم دونوں نے۔۔؟ "

وہ اس پر ہلکا سا برہم بھی ہوا تھا۔ زاویار اثر لیے بغیر سامنے پگھلتی رات کو تکتا رہا۔

"یہ دشمنی اس نے شروع کی تھی۔ وہ ہی اس دشمنی کو آگے بڑھا رہا ہے اور اس دشمنی کو ختم کرنا بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے کبھی بھی اس دشمنی کو بڑھاوا نہیں دیا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم اس سے بات تو کر سکتے ہو۔۔!" طالوت کو ان دونوں کے طریقوں پر سخت اعتراض تھا۔ زاویار نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"میرے اور اسکے درمیان کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ وہ ایسی حرکتیں کرتا ہے جو مجھے میرا ہاتھ اٹھانے پر مجبور کر دیتی ہیں۔۔ "

"مجھے یقین ہے کہ تم نے اسے مارا ہو گا۔" طالوت کو اسکے بتانے سے قبل ہی اندازہ تھا۔ زاویار نے بغیر کسی شرم کے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے گویا اسکے اندازے پر مہر ثبت کی تھی۔ پھر اپنی گردن پر ہاتھ رکھا تو طالوت نے اسکی جانب دیکھا۔

"یہاں سے پکڑا تھا میں نے اسے۔ میرا اس پر ہاتھ اٹھانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن اس نے بات غلط کی تھی۔۔ سالے کی ہڈیاں نہیں توڑیں بس میں نے۔"

"شرم کرو۔۔ کسی وقت میں جگری یار تھا وہ تمہارا۔ "

"کسی وقت میں تھا ناں۔ اب تو نہیں ہے۔ کیا تمہیں "تھا" اور "ہے" کا فرق نہیں معلوم۔۔؟" اسکی آواز میں طنز کی رمق لہرائی تو طالوت نے گہرا سانس لیا۔

"بات بیٹھ کر حل کی جا سکتی ہے۔ "

"بیٹھ کر حل کرنے سے یہ بات نکل چکی ہے۔ "

"لیکن تم اسکی فکر اب بھی کرتے ہو۔ وہ کسی مصیبت میں ہوتا ہے تو تم اسے ایسے نہیں چھوڑ سکتے۔ مجھے پتا ہے کہ تم اندر ہی اندر اسے معاف کر چکے ہو۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

زاویار اسکی بات پر خاموش کھڑا رہا۔ اسکے پاس جیسے یہ سب رد کرنے کی گنجائش نہیں تھی۔ وہ کہتا نہیں تھا لیکن وہ اندر سے حرم کے لیے پریشان تھا۔ جب سے اس پر رمیز کی حقیقت ان حملہ آوروں کے ذریعے کھلی تھی۔۔ تب سے وہ اندر ہی اندر کچھ اور پریشان ہو گیا تھا۔

"مجھ سے یہ جذباتی باتیں مت کرو، طالوت۔ تمہیں پتا ہے کہ میں تمہاری ان سب باتوں کی کبھی بھی تائید نہیں کرونگا۔" اس نے جیسے اسے باور کروایا تھا۔ طالوت اسکی بات پر ہلکا سا مسکرایا۔ اسکی آنکھوں کی الوہی چمک اور لبوں پر پھیلا تبسم بہت مبہم تھا۔

"تم تائید نہیں کر رہے۔۔ لیکن لڑکے۔۔ کیا تم جانتے ہو کہ تم ان سب باتوں کی تردید بھی نہیں کر رہے۔ "

"تردید کرنا ضروری نہیں۔ "

اس نے جواباً کہا تو طالوت محظوظ سا سر ہلانے لگا۔ پھر ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ زیادہ دیر کھڑا ہونا اسکے لیے کٹھن ہوتا جا رہا تھا۔ زاویار ہفتے میں کئی دفعہ اسکے پاس چکر بھی محض اسکی بگڑتی طبیعت کی وجہ سے لگایا کرتا تھا۔ وہ اسکا سب سے زیادہ وفادار اور پیارا اسٹوڈنٹ تھا۔ لیکن جیسی انسیت اسے حرم سے تھی۔۔ وہ شاید اس ایجنسی میں کسی سے بھی نہیں تھی۔ اور اس بات سے زاویار بخوبی واقف تھا۔ اسے اب ان باتوں سے فرق نہیں پڑتا تھا۔۔ وہ سیکنڈ چوائس پر رہنے کا عادی ہو چکا تھا۔۔

"مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارا باپ۔۔ تمہارے سامنے آچکا ہے۔ کیا تم اسے معاف کر چکے ہو۔۔؟ میں حیران ہوں کہ تم نے اب تک اسے موت کے گھاٹ کیوں نہیں اتارا۔۔؟ "

طالوت کی کمزور سی آواز ابھری تھی۔ زاویار بھی ساتھ رکھی کرسی پر آبیٹھا تھا۔

"معاف کرنے کامادہ میرے اندر سے اٹھ چکا ہے۔اب شاید میں زندگی میں مزید کسی بھی انسان کو معاف نہیں کر پاؤنگا۔۔ "

"پھر تم نے اسے زندہ کیوں چھوڑ دیا۔۔؟کیا تم اپنی زندگی کی محرومیوں کو بھول گئے ہو۔۔ ؟" اسکے سوال پر وہ تلخی سے مسکرایا تھا۔

"محرومی تو کبھی ساتھ چھوڑ کر گئی ہی نہیں تھی۔اسے کیا فراموش کیا جاتا۔ "

اور اسکے جواب پر ایجنسی کی سنسان راہداریاں کچھ اور اداسی کی زد میں قید محسوس ہونے لگی تھیں۔ محرومی نے تو کبھی واقعتاً اس کا اور حرم کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔وہ مضبوط ضرور تھے لیکن اندر کہیں وہ آج بھی محروم تھے۔ بچپن کی محرومیاں تاحیات انسان کی رگوں میں بسیرا کیے رہتی ہیں۔

"جب تمہارا منظرِ عام پر رہنے کا مقصد ہی ختم ہو چکا ہے تو تم کیوں اپنا سر وہاں کھپا رہے ہو۔۔؟واپس کیوں نہیں آجاتے میرے پاس۔۔؟ویسے بھی۔۔بہت کم عرصے کا مہمان رہ چکا ہوں میں۔"

طالوت کی بات کا مفہوم وہ بہت اچھے سے سمجھتا تھا۔لیکن وہ اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دے پایا۔اسکے پاس سارے جوابات ختم ہو گئے تھے۔ چھم سے سیاہ گھنگھور پلکوں سے سجی وہ آنکھیں اسکے سامنے لہرائی تھیں۔ اسکے سینے میں عجیب سی گھٹن بڑھنے لگی۔۔ساری عمر اس نے کسی کو نہیں چاہا تھا۔اپنی ماں کے علاوہ اس نے کبھی کسی عورت سے محبت نہیں کی تھی لیکن نازنین۔۔ایسی واحد عورت تھی کہ جس نے اسکی کتھئی آنکھوں میں بسیرا کر لیا تھا۔وہ اسے جھٹکنا چاہتا تھا۔۔وہ اسے یاد نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

طالوت کب کا اٹھ کر جا چکا تھا لیکن وہ اب تک سنسان راہداریوں میں چل رہا تھا۔ وہ اس سے محبت نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ کہیں اندر جانتا تھا کہ حرم۔۔ اسے پسند کرتا ہے۔ لیکن پھر وہ اپنے دل کا کیا کرتا کہ جو ہر دفعہ اسکی جانب لپکنے لگتا تھا۔ اپنے لیے فکر مند ہوتی اسکی سیاہ آنکھیں۔۔ اب اسکی پسندیدہ آنکھیں بنتی جا رہی تھیں اور وہ پاگل ہونے لگا تھا۔

وہ طالوت کو نہیں بتا پایا کہ وہ اس لڑکی کو چھوڑ کر واپس نہیں آسکتا تھا۔ وہ لڑکی بہت اکیلی تھی۔۔ وہ اسے اپنی ماں کی طرح پاگل ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ہاں۔۔ وہ یہ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اسکے لیے حرم کے مقابلے پر کبھی بھی ایک اچھا آپشن نہیں تھا۔۔ اور نہ اس نے نازنین کے لیے کبھی اچھا آپشن ہونے کا خیال کیا تھا۔ وہ حقیقت پسند تھا۔ اور اسکی اسی حقیقت پسندی نے۔۔ اس رات۔۔ اسکی آنکھوں میں جنم لیتے ہر خواب کو زخمی کر دیا تھا۔

****

اگلی صبح وہ اپنے کمرے میں موجود ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے ایستادہ۔۔ تازہ دھلے بالوں کو برش سے پیچھے جما رہا تھا۔ یکلخت ہی دروازے پر دستک دی گئی تو اس نے رک کر دروازے کی جانب دیکھا۔ وہاں ثانیہ کھڑی تھی۔۔ آج خلافِ معمول اسکے ہاتھ میں اپالو نہیں تھا۔ حرم نے برش سامنے رکھ دیا تھا۔ پھر آگے بڑھ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی گھڑی ہاتھ میں پہننے لگا۔

"بھائی۔۔ "

"کوئی لیم مطالبہ نہیں ہونا چاہیے۔" اس نے ثانیہ کا منہ کھلنے سے پہلے ہی بند کر دیا تھا۔ وہ منہ پھلا کر آگے بڑھ آئی تھی۔ حرم نے بھوری آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"نازنین آپی کو تو آپ پسند نہیں کرتے تو۔۔ کیا میں ان کے لیے اپنی دوست کے بھائی کا رشتہ لے کر جا سکتی ہوں؟ "

"ہرگز نہیں۔۔" اسکے اچانک تیزی سے بولنے پر وہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔ اسے خود بھی اپنے تیزی سے انکار کرنے کا اندازہ ہوا تھا۔ وہ کھنکھار کر گھڑی پہننے لگا۔

"آپ نے صاف کہہ دیا تھا کہ آپ ان میں انٹرسٹڈ نہیں ہیں۔" ثانیہ اپنا اعتماد بحال کرتی ایک بار پھر سے اسکے نزدیک چلی آئی تھی۔ حرم نے گہرا سانس لے کر چہرہ جھکا کر اسے دیکھا۔

"وہ فضول لوگوں کو پسند نہیں کرتیں۔ "

"اسی لیے تو آپکو پسند نہیں کیا انہوں نے۔۔" بہت تیزی سے ثانیہ کی زبان پھسلی تھی۔ اس نے چہرہ اسی سرعت سے گھما کر اسے دیکھا تھا۔ سارنگ کی ایک دن کی صحبت نے کیا خوب اثر ڈالا تھا اس پر۔

"جاؤ۔۔" بیزار ہو کر کہا تو وہ اسکے بازو پر جھولنے لگی۔

"بھائی۔۔ پلیز۔۔ میری دوست نے نازنین آپی کو رضا بھائی کی شادی میں دیکھا تھا اور وہ تب سے میرا سر کھا رہی ہے۔ اسکا بھائی کوئی فضول شُوٹر نہیں ہے بلکہ ان کا اپنا گاڑیوں کا شوروم ہے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا اس "فضول شُوٹر" سے۔۔؟" وہ گھڑی پہن کر اب کہ توجہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ساتھ ساتھ اس نے اپنا ہاتھ بھی ثانیہ کی گرفت سے نکالا تھا۔

"سوری۔۔ غلطی سے کہہ دیا۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تمہارے چہرے پر شرمندگی کے کوئی آثار مجھے نظر تو نہیں آرہے ویسے۔" ثانیہ بھی اسی کی بہن تھی۔ کمال ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا جارہا تھا۔ وہ بھی اسکے سامنے۔۔

"بھائی کیا ایشو ہے آپکو۔۔؟ "

"ثانیہ۔۔ میں منع کرچکا ہوں۔" اسکی آواز سنجیدہ ہوچکی تھی اور نگاہوں سے نرمی اگلے ہی پل سمٹ گئی تھی۔ ثانیہ نے بے ساختہ ہی تھوک نگلا تھا۔

"لیکن وجہ۔۔؟ "

"میں وجوہات کا اشتہار لگانے کا پابند نہیں ہوں۔ اپنی دوست سے کہو کہ اپنے بھائی کے لیے کہیں اور رشتہ ڈھونڈے۔" اسے نہیں پتا تھا کہ اسکے کان کیوں سرخ ہورہے تھے۔

"آپ۔۔ جیلس ہورہے ہیں۔۔؟" وہ حیران ہوئی تھی۔ حرم نے اس پر سخت نگاہ ڈالی تو وہ ہاتھ اٹھاتی پیچھے ہوئی۔

"میں کچھ نہیں کہہ رہی۔ لیکن آپ کے کان۔۔" اور اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی جملہ کہتی، حرم کی سپاٹ ارتکاز نے اسے باہر کی جانب بھاگنے پر مجبور کردیا تھا۔ اسکے جاتے ہی اس نے گہرا سانس لیا اور ابھی وہ دروازے کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ وہ پھر کھلے دروازے کے اندر۔۔ تیزی سے جھانکی۔

"آپ مانیں نہیں۔۔ لیکن بھائی۔۔ آپ جیلس ہورہے ہیں۔" اور اگلے ہی پل چھلاوے کی مانند وہ غائب بھی ہوچکی تھی۔ وہ اسکی حرکت پر بے ساختہ ہی ہنس دیا تھا۔ پھر ایک پل کو رک کر اپنا آپ سنگھار آئینے میں دیکھا۔ اسکے کان واقعی سرخ ہورہے تھے۔ جینز پر سیاہ اوور کوٹ پہنے وہ کہیں جانے کی تیاری میں لگ رہا تھا۔ زینے اترتے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہی وہ جو نہی نیچے پہنچا تو روحیلہ اسکی جانب بڑھیں۔ وہ اس سے پچھلے ہفتوں سے کھنچی کھنچی سی تھیں۔ اس نے بھی آگے بڑھ کر ان کے تناؤ کو کم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"رضا۔۔ بھائی جان کو چھوڑ کر باہر شفٹ ہو گیا ہے۔۔؟ اور تم نے مجھے بتایا تک نہیں، حرم۔ "

"آپ نے پوچھا ہی نہیں۔" جواب آسان تھا۔ روحیلہ نے گہرا سانس لے کر اسکی جانب دیکھا تھا۔

"وہ ایسے کیسے۔۔ یہ سب چھوڑ کر جا سکتا ہے۔۔؟ یہ اتنی بڑی ایمپائیر آخر بھائی کب تک اکیلے سنبھالتے رہیں گے۔۔؟ "

"اسکے جانے سے تو یہی لگتا ہے کہ وہ اتنی بڑی ایمپائیر میں ذرّہ برابر بھی دلچسپی نہیں رکھتا۔" روحیلہ نے اسکے جواب پر پریشانی سے سر ہلایا تھا۔ حرم نے گہرا سانس لے کر ان کی جانب دیکھا تھا۔

"آپ پریشان مت ہوں۔ جو انسان اب تک یہ سنبھالتا رہا ہے وہ آگے بھی اس سب کو اچھے سے سنبھال لے گا۔ آپ بس عدیل کی شادی پر توجہ دیں۔ مہمان بھی اگلے ہفتے سے آنا شروع ہو جائیں گے۔ کیا آپکی ساری تیاریاں مکمل ہیں جو آپ کسی اور کے لیے پریشان ہونے کا وقت نکال رہی ہیں۔۔؟"

"وہ کسی اور نہیں۔۔ میرا بھائی ہے، حرم۔" روحیلہ کو اسکا انداز اور جواب۔۔ دونوں ناگوار گزرے تھے۔ اسکی صاف گوئی پہلے بھی بہت دفعہ ان کے لیے تکلیف کا باعث بنی تھی لیکن اب تو وہ بنا جھجھکے سب کچھ کہہ دیا کرتا تھا۔

"سوری۔۔ مجھے خیال کرنا چاہیے تھا۔" لیکن اسکے چہرے پر کہیں بھی شرمندگی نہیں تھی۔ کیا وہ شروع سے ہی اتنا ڈھیٹ تھا یا ابھی ہوا تھا۔۔؟ روحیلہ کو سمجھ نہیں آیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم بھی اپنی مصروفیات ذرا کم کرو اور بھائی کی شادی پر توجہ دو۔ بہت سے لوگ آئینگے شادی میں۔۔ ان کے سامنے اپنی یہ ہولناک زبان بند رکھنا۔۔"

"مجھے آپکے انداز سے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ آپ مجھے اس دفعہ بر دکھاوے کے لیے پیش کرنے والی ہیں۔۔؟" اسکی سوالیہ آنکھیں ایسی تھیں کہ روحیلہ بے ساختہ ہی ہنس دیں۔ کیسے سوچ لیتا تھا آخر وہ ایسی باتیں۔

"میں کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ آخر تمہارے اس دماغ میں چل کیا رہا ہے۔ میں بہت متجسس ہوتی ہوں کہ تم کیا سوچتے رہتے ہو۔"

"ایسی چیزوں کے بارے میں متجسس نہ ہوں پلیز۔ میری زبان برداشت نہیں ہوتی آپ سے۔۔ میری سوچ پر تو زندہ رہنا محال ہو جائے گا آپ کا۔۔"

"استغفر اللہ۔۔ اللہ سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔" وہ ان کے جواب پر مسکراتا ہوا۔۔ اجازت لے کر آگے بڑھ آیا تھا۔ لاؤنج میں بہت سے ملازمین کام میں جُتے گھر کی سجاوٹ میں مصروف دکھائی دے رہے تھے۔ اس نے جونہی داخلی دروازے کی جانب قدم بڑھائے تو ٹھٹک کر رک سا گیا۔ سامنے ہی ابیہا کھڑی تھی۔ پیچھے سے گزرتی ثانیہ اور روحیلہ دونوں اپنی جگہ ہی ٹھہر گئی تھیں۔ لیکن اگلے ہی پل ابیہا آگے بڑھی اور ایک زوردار چانٹا حرم کے رخسار پر پوری قوت سے دے مارا۔۔ ملازم ہاتھ روکے اسی جانب دیکھنے لگے تھے۔۔ حرم ویسے ہی کھڑا رہا۔۔ پھر آہستہ سے چہرہ اسکی جانب پھیرا۔۔ ابیہا کی آنکھوں میں بہت سے آنسو تھے۔ غصے اور تکلیف کے آنسوؤں میں فرق کرنا مشکل سا لگ رہا تھا۔

"انسانی جسم میں۔۔ بھیڑیے ہو تم۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی آواز دھیمی تھی لیکن اسکا سانس طیش کے باعث تیز ہوتا جارہا تھا۔

"ہم سب انسانی جسم میں بھیڑیے ہیں، آپی۔کیا کبھی تم نے خود کو غور سے دیکھا ہے۔۔؟" اسکا جوابی وار بہت زہریلا تھا۔ایہانے اسے دوسرا تھپڑ مارنے کے لیے جونہی ہاتھ بلند کیا تو حرم نے اسکی آنکھوں سے آنکھیں ہٹائے بغیر۔۔ آسانی کے ساتھ اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ اسکے ریفلیکسس بہت تیز تھے۔۔

"تم جانور ہو۔۔!تم نے ہمارا گھر تباہ کر دیا ہے۔ "

حرم نے اسے اس بار کوئی جواب نہیں دیا۔بلکہ وہ اسے ہاتھ سے ہی ایک جانب کرتا پتھریلی روش پر آگے بڑھ آیا تھا۔ایہانے نفرت سے گھر کی تیاریوں کو دیکھا اور پھر روحیلہ پر اس کی نظر ٹھہر گئی۔آناًفاناً آئی ایہا اسی طرح واپس پلٹ گئی تھی۔گھروں کا ٹوٹنا کیا ہوتا ہے یہ اس نے بہت اچھے سے جان لیا تھا۔۔اس اذیت کے ساتھ دوسرے گھروں کی خوشیاں دیکھنے کا کرب کیا ہوا کرتا ہے۔۔یہ ایہا انصاری کو اچھے سے سمجھ آگیا تھا۔

حرم ڈرائیو کرتا اب تک بے تاثر نگاہوں سے باہر کی جانب دیکھ رہا تھا۔اسکے بڑوں نے اسے بلاوجہ گرے ہوئے فرشتے کا نام نہیں دیا تھا۔کچھ تھا جو اسے انسانوں کی صف سے نکال کر۔۔ بھیڑیوں کی صف میں داخل کیا کرتا تھا۔۔

****

باقر حمدانی، رمیز کے آفس میں لگے قیمتی صوفوں پر ٹھاٹ سے براجمان تھا۔اسکی بیٹی رمیز کے بیٹے کو لے کر باہر منتقل ہوگئی تھی۔اسے اس سے زیادہ بھلا کیا چاہیئے تھا۔۔؟ رمیز کے سامنے اگر اسکی گردن اپنی بیٹی کے نازک رشتے کے باعث کبھی جھک سکتی تھی۔۔ تو وہ اب کبھی نہیں جھکنی تھی۔ایک خدا کمزور پڑنے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لگے تو زمینی معاملات کے کئی اور خدا اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہی قدرت کا اصول تھا۔۔ اور شاید خدائی کا دعویٰ کرنے والوں کی سزا بھی۔۔

آفس کا دروازہ کھلا تو رمیز اندر کو چلا آیا۔ اسکے پیچھے ہی احمد بھی تھا۔ باقر کو اپنے آفس میں دیکھ کر اسکی پیشانی شکن آلود ہو چکی تھی اور نگاہوں میں پتھریلا سا تاثر گھلنے لگا تھا۔ وہ اپنے ٹیبل کی جانب بڑھنے کے بجائے سیدھا ادھر ہی چلا آیا تھا۔ پھر سربراہی صوفے پر بیٹھ کر سکون سے اسے دیکھا۔

"جو عتیقہ نے کیا مجھے اس کا افسو "

"تمہیں کسی چیز کا افسوس نہیں ہے، باقر۔۔ کام کی بات پر آؤ۔۔" سرد لہجے میں اس کی بات بہت بے دردی سے کاٹ دی گئی تھی۔ باقر کے ابرو نا سمجھی سے اوپر کو اٹھے۔۔

"کیا تمہاری اکڑ اب تک گھٹنوں میں نہیں اتری۔۔؟ "

"میں لوگوں کو اپنے سامنے گھٹنوں کے بل جھکانے کا عادی ہوں۔ اس بات کو یاد رکھنا۔ مجھے اس دنیا پر حکومت کرنے کے لیے اپنی کمزور اولاد کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھ گئے۔۔؟" بل ڈال کر بے تاثر آنکھوں کے ساتھ پوچھا تو باقر یکدم ہی سیدھا ہو بیٹھا۔ اسکے نا سمجھی سے سکڑے ابرو یکلخت ہی سیدھے ہو گئے تھے۔

"کہنا آسان ہے، رمیز۔۔ کرنا بہت مشکل ہے۔ تمہارے دشمن گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ "

"میرے دشمنوں کا پہلا نشانہ میں ہرگز بھی نہیں ہوں۔۔" اسکی بات سن کر وہ اپنی جگہ ہی ساکت سا ہو گیا تھا۔ رمیز درست کہہ رہا تھا۔ اسکے دشمن نے پہلے اسکے انویسٹرز کو قتل کیا تھا۔۔ اور وہ رمیز کے کاروباری معاملات میں سب سے تگڑا انویسٹر تھا۔ اسے اپنا حلق اندر تک سوکھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اگر اپنی بقاء چاہتے ہو تو اپنی گردن کا سریہ دکھائے بغیر میرے ساتھ تعاون کرو۔ کیونکہ دشمن کو کمزور سمجھنے والے اس دنیا کے سب سے بیوقوف انسان ہوتے ہیں۔ تمہاری بیٹی کے یہاں ہونے یا نہ ہونے سے حقیقت بدل نہیں جائے گی۔ اور یہ۔۔ ایک حقیقت ہے کہ۔۔ اس تنظیم کے اہم کارکنان میں تمہارا نام میرے نام کے بالکل نیچے درج رہا ہے ہمیشہ۔۔۔"

وہ اٹھ چکا تھا۔ باقر چند پل تو سفید چہرے کے ساتھ وہیں بیٹھا رہا اور پھر وہ اٹھ کر اسکی جانب تیزی سے بڑھا۔ آگے بڑھ کر وہ رمیز کا گریبان بہت سختی سے جکڑ چکا تھا۔ احمد نے اسے دور ہٹانا چاہا تو رمیز نے اسے ہاتھ سے رک جانے کا اشارہ کیا۔ وہ مؤدب سا ایک بار پھر سے پیچھے کھڑا ہو گیا تھا۔

"تم نے مجھے اس سب میں پھنسایا تھا۔۔ تم۔۔ تم شیطان ہو۔۔ تم نے رکھی تھی اس تنظیم کی بنیاد۔۔"

"بنیاد کس نے رکھی تھی یہ اہم نہیں ہے۔ اس بنیاد کے اندر زہریلا مادّہ کس نے بھرا تھا۔۔ یہ اہم ہے۔ اپنی بچکانہ حرکتیں چھوڑو اور آنکھیں کھول کر دنیا کو بغور دیکھو۔۔ صرف پندرہ دن ہیں تمہارے پاس اپنی حفاظت کا سامان کرنے کے لیے۔۔ اس میں چاہے خود کی اور اپنے گھرانے کی سیکیورٹی بڑھاؤ یا انہیں باہر منتقل کرو۔۔ لیکن اس پاگل پن سے باہر نکلو اور سنجیدگی سے اس مسئلے کا حل نکالو۔ میں ہمیشہ تم لوگوں کے گند صاف نہیں کر سکتا۔۔۔"

سختی کے ساتھ چبا کر کہتے ہوئے اس نے باقر کے ہاتھوں کے زور سے جھٹکا تھا۔ وہ برف بنا اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ رمیز نے اپنی گردن میں بندھی ٹائی کی گرہ نوچ کر ڈھیلی کی تھی۔ اسکی کنپٹی میں پسینہ ابھرا ہوا تھا اور چہرہ سفید محسوس ہو رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ پریس کانفرنس ایک راستہ تھا میرے پاس۔۔ اپنی اور اپنی انڈسٹری کی حفاظت کرنے کا۔ لیکن اس سب کو میڈیا زیادہ دیر تک نگاہوں میں نہیں رکھ سکتا۔ لوگ جلد ہی اس واقعے کو بھول جائیں گے اور ہم سب۔۔ ایک بار پھر سے نشانے پر آ جائینگے۔۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے ایک کڑوی نگاہ احمد پر ڈالی تو اسکی آنکھیں نا سمجھی سے سکڑیں۔ کچھ تھا جو اسے رمیز کی جانب سے غیر آرام دہ کر رہا تھا۔

"اسی لیے۔۔ اس قاتل کے نشانے پر آنے سے پہلے خود کو ہوش دلاؤ اور مجھے الزام دینا بند کرو۔۔" آگے بڑھ کر وہ کرسی کھینچ بیٹھا تھا۔ پھر پیشانی کو مسلنے لگا۔ احمد نے بہت عرصے بعد رمیز کو اتنا بے سکون دیکھا تھا۔ اور کہیں اندر بے سکون تو وہ خود بھی تھا۔ باقر حمدانی تیزی سے پلٹ کر جا چکا تھا۔ اسے حالات کی سنگینی کا اندازہ شاید اب ہوا تھا۔ رمیز نے اسمارٹ فون پر چند نمبر ڈائل کیے اور پھر دور جاتی گھنٹی کو سنے گیا۔ کچھ پل بعد وہ خاصہ سنبھلا ہوا لگ رہا تھا۔ اب وہ آگے ہوا چمکتے ٹیبل میں اپنا عکس دیکھتا۔۔ فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

"آفتاب۔۔ نازنین کو ٹرمینیٹ کر دو۔۔" اسکی بات سن کر احمد نے چونکتے ہوئے چہرہ اٹھایا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ آخر رمیز کرنا کیا چاہتا تھا۔

"اور اسکا۔۔ ایسا ٹرمینیشن لیٹر نکالنا کہ اسے دوبارہ کہیں جاب نہ مل سکے۔ "

"وہ میرا مسئلہ نہیں ہے کہ تم اسے کیا کہہ کر نکالتے ہو۔ مجھے وہ بے روزگار چاہیئے۔۔" اس نے تیز لہجے میں کہہ کر اگلے ہی پل فون کان سے ہٹایا تو احمد اسکی جانب بڑھا۔ وہ اب اسکے عین سامنے ٹیبل پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں، سر۔۔اتنی جلد بازی درست نہیں۔۔"رمیز نے سرد سی سرخ نگاہیں اسکے چہرے کی جانب پھیری تھیں۔ان آنکھوں میں زخمی سا تاثر تھا۔

"میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں کہ میرے مقابلے پر آخر ہے کون۔۔!میرے اندر کئی سالوں سے قتل کرنے کی خواہش سو چکی تھی، احمد۔لیکن اب کسی نے آکر اسے پھر سے جگا دیا ہے۔یہ اس نے غلط کیا ہے۔اذیت دینے کی چاہ بڑھ جائے تو جانیں لے لیتی ہے۔ میں انہیں بتاؤنگا کہ زمینی خدا سے الجھنے کا انجام آخر ہوتا کیا ہے۔۔!"

وہ یہ سب کہتے ہوئے احمد کو اٹھارہ سالوں قبل والا رمیز لگ رہا تھا۔تب بھی وہ اپنے باپ اور بھائی کے خون کا بالکل اسی طرح پیاسا تھا۔۔جیسے وہ آج نازنین اور اسکے گھرانے کو نوچ کھانے کے درپے تھا۔فضا میں گھٹن بہت بڑھ چکی تھی۔سانسیں رک گئی تھیں اور وقت کا چکر پیچھے کی طرف گھومنے لگا تھا۔

****

اگلی صبح فجر کے طلوع ہونے کے ساتھ ہی نازنین کو بہت بوجھل محسوس ہوئی تھی۔وجدان اپنے کمرے میں سو رہا تھا کیونکہ اسکے امتحانات ہو چکے تھے۔اس نے صوفیہ کے ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کیا اور پھر یونی کے لیے گھر سے نکل گئی۔لائبریری میں سارا دن وہ مصروف ہی رہی۔۔لیکن پھر شام کی کلاس لینے کی نوبت ہی نہیں آئی۔وہ سر آفتاب کے سامنے۔۔کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اپنا ٹرمینیشن لیٹر لیے کھڑی تھی۔اس لیٹر میں اسے نکالے جانے کی ایسی وجوہات درج تھیں کہ اسے اپنا سانس تک رکتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔اسکے حلق میں بہت سی گرہیں بندھ گئی تھیں اور نگاہیں دھندلا رہی تھیں۔۔

"آپ۔۔سر آپ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔۔؟"اسکی آنکھیں گیلی تھیں لیکن آواز مضبوط رہی۔وہ الگ بات تھی کہ اندر سے اسکا سارا وجود کپکپاہٹ کا شکار تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں مجبور ہوں۔۔مجھے معاف کر دو،نازنین۔۔"اور وہ آفتاب کے ایسے لہجے کو سمجھتی تھی۔وہ جانتی تھی کہ یہ لیٹر ان سے لکھوایا گیا ہے۔وہ جانتی تھی کہ ان کے ساتھ زبردستی کی گئ تھی۔

"میرا کیا قصور تھا۔۔آپ کو میرے لیے لڑنا چاہیے تھا۔۔" وہ ان پر چلائ تو سر آفتاب نے اپنا جھکا سر کچھ اور جھکا لیا۔بات ان کے اختیار سے باہر کی تھی۔نازنین کی ٹانگیں لرز رہی تھیں۔اسے سمجھ نہیں آیا کہ مزید کیا کہے۔۔

"آپ جیسے لوگوں کی بزدلی کی وجہ سے مجھ جیسی لڑکیاں۔۔زندگی کی دوڑ میں کہیں بہت پیچھے رہ کر دم توڑ جاتی ہیں۔اللہ آپ سے آپ کے عہدے کا حساب لے گا۔میں اللہ کو اپنے معاملات پر گواہ بنا کر آپ کو اپنا گناہ گار پیش کرونگی۔۔!"سر آفتاب گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے لیکن وہ ان کی بات سنے بغیر ہی آفس سے باہر کی جانب بڑھ گئ تھی۔ اسے رونا نہیں آرہا تھا۔۔ اسکا دماغ جیسے مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔اسے سمجھ نہیں آیا کہ ایسے حالات میں کیا ردعمل دے۔اسکے سر پر ساری یونیورسٹی چکرانے لگی تھی۔گھر۔۔وجدان کی پڑھائ۔۔امی کی دوائیاں۔۔ان کا مہنگا ڈائلائسز۔۔وہ کہاں سے کرے گی۔۔وہ کیسے کرے گی۔۔شام کے اس پہر درسگاہ کی راہداری میں طلباءنہ ہونے کے برابر تھے۔

اسکی لرزتی ٹانگوں نے جونہی اسکا ساتھ دینے سے انکار کیا تو وہ لڑکھڑا گئ۔وہ جو زندگی کی دوڑ کے لیے خود کو ہمیشہ کھڑا کرتی آئ تھی۔۔اب لڑکھڑا گئ تھی۔۔لیکن اس سے پہلے کہ وہ زمین پر آگرتی۔۔کسی نے اسے ایک بازو سے تیزی کے ساتھ تھام کر سیدھا کھڑا کیا تھا۔اس نے دھندلی آنکھوں سے اس شخص کا چہرہ دیکھا۔۔وہ زاویار تھا۔۔اسے پریشانی سے دیکھتا ہوا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ ٹھیک ہیں۔۔؟ کیا ہوا ہے۔۔؟ کہاں سے آرہی ہیں آپ۔۔؟"زاویار نے اسے دونوں ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھا۔وہ اسے جواب دینا چاہتی تھی لیکن اسکے لب ہلنے سے انکاری ہو گئے۔ اسکا سفید پڑتا رنگ زاویار کو بوکھلائے دے رہا تھا۔

"میڈم۔۔کیا ہوا ہے۔۔؟ سب ٹھیک ہے ناں۔۔؟ آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔۔؟"اس نے زاویار سے اپنے ہاتھ چھڑائے اور پھر کلاس کی جانب لرزتے قدموں کے ساتھ بڑھنے لگی۔ وہ اسکے پیچھے ہی آیا تھا۔ اسکے طلباء کلاس میں اسکا انتظار کر رہے تھے۔اس نے آگے بڑھ کر اپنا پرس ٹیبل سے اٹھایا اور پھر سب کو ہونق بنا چھوڑ کر باہر چلی آئی۔زاویار اسکے پیچھے دوڑتا ہوا آرہا تھا۔اس نے اپنی گاڑی کا دروازہ کھولنے کے لیے کپکپاتے ہاتھ آگے بڑھائے تو زاویار نے اسے اپنی جانب گھمایا۔ وہ خالی خالی نگاہوں سے اسے تک رہی تھی۔

"ہوا کیا ہے۔۔؟ کیا کسی نے آپ سے بدتمیزی کی ہے۔۔؟ کچھ تو بتائیں خدا کا واسطہ ہے۔۔ "

وہ اسے چپ چاپ دیکھتی رہی پھر کھوکھلی سی آواز میں بولی۔۔

"مجھے ٹرمینیٹ کر دیا گیا ہے۔ "

"کیا۔۔؟ کس بنیاد پر۔۔؟"وہ بہت پریشان ہوا اسکا چہرہ تک رہا تھا۔

"جاوید انصاری کی بیٹی ہونے کی بنیاد پر۔۔ "

"ہم بلاوجہ نکالے جانے پر کیس فائل کر سکتے ہیں۔ آپ اس طرح سے ہمت ہار کر کہاں جا رہی ہیں؟ "

"مجھ میں اب اور ہمت نہیں ہے۔ پلیز مجھے جانے دو۔۔"اس نے دکھتے حلق کے ساتھ کہا تو زاویار نے نفی میں سر ہلایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں آپکو کہیں بھی جانے نہیں دے رہا ہوں۔ایسی حالت میں تو ہرگز بھی نہیں۔۔ چلیں میرے ساتھ۔۔ہم جا کر بات کرتے ہیں۔۔۔"

"کوئی فائدہ نہیں ہے۔اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔مجھے جانے دو۔۔"اس نے اپنے دونوں ہاتھ چھڑائے تو زاویار نے اسکے ہاتھ سے چابی لے لی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔میں ڈرائیو کرتا ہوں۔۔ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے۔۔"وہ اسکی اگلی بات سنے بغیر گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھ گیا تھا۔نازنین میں اسے منع کرنے کی ہمت نہیں تھی اسی لیے چپ چاپ اندر آبیٹھی۔اسکی آنکھیں خشک تھیں اور چہرہ حد درجہ سفید پڑ رہا تھا۔زاویار بار بار اس پر نگاہیں ڈال رہا تھا۔گھر کے باہر پہنچ کر بھی وہ دونوں گاڑی میں ہی بیٹھے رہے۔مغرب کی اذانیں دور دور سے سنائی دینے لگی تھیں اور ہر سُو۔۔نیلا سا اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔۔

"کس نے ٹرمینیٹ کیا ہے آپکو۔۔؟"کچھ دیر بعد اس نے پوچھا تو نازنین نے اسکی جانب دیکھا۔

"اس سب کا کوئی فائدہ نہیں ہے،زاویار۔۔"

"میں ایسے چپ کر کے نہیں بیٹھ سکتا۔آپ مجھے بتائیں تو سہی"

"کیا بتاؤں تمہیں۔۔!یہ کہ مجھے بغیر کسی وجہ کے میرے اپنے ہی گھرانے کے فرد نے بے روزگار کر دیا ہے۔یا پھر یہ کہ میں شروع سے ہی ایک کرسڈ انسان رہی ہوں۔میرے وجود کا سایہ ہر ایک کے لیے نحوست کا باعث بنا ہے اور اب تک میرے گھر والے اس سب کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔یہاں تک کہ تم اور حرم تک میری نحوست سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نہیں بچ سکے۔ میں تمہیں۔۔ اسے۔۔ اور اس درسگاہ تک کو نقصان پہنچانے کی وجہ بنتی رہی ہوں۔ میں ہر ایک کے لیے تکلیف اور اذیت ہوں۔۔ کیا یہی سب سننا چاہتے ہو تم۔۔!!"

اسکے اندر جیسے کوئی لاوہ ساپک رہا تھا۔ بلند آواز کے ساتھ بول کر اب وہ گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ مہینہ ختم ہونے کو آیا تھا اور اسکے پاس گھر چلانے کے لیے مزید پیسے تک نہیں تھے۔ اسے اپنی بے بسی پر رونا بھی آرہا تھا اور غصہ بھی۔۔ زاویار حیران سا اسے دیکھتا رہا۔ وہ اب ڈیش بورڈ پر سر رکھے، خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"آپ کرسڈ نہیں ہیں، میڈم۔۔ یہ کس نے کہا ہے آپ سے۔۔؟ "

اسے اسکی ساری باتوں میں بس یہی بات بہت گراں گزری تھی۔ وہ جو لوگوں کے زخموں پر پریشان ہو کر اسے مندمل کرنے کا سامان کیا کرتی تھی۔۔ وہ آخر کرسڈ کیسے ہو سکتی تھی۔

"میں کرسڈ ہوں۔۔ پلیز مجھ سے دور رہو۔۔ میں اپنے ساتھ ساتھ ہر ایک کو تباہ کر دیتی ہوں۔۔" اگلے ہی پل اب وہ دروازہ کھولے باہر نکل آئی تھی۔ زاویار بھی اسکی جانب بڑھ آیا۔ پھر اسے ہاتھ میں چابی تھمائی۔۔

"کرسڈ وہ ہیں جو آپ کو ایسے مقام تک لائے ہیں۔ آپ کبھی بھی کرسڈ نہیں ہو سکتیں۔۔" وہ نرمی سے کہنے لگا تو نازنین کا دل کیا وہیں رونے لگ جائے۔ اس نے بمشکل دکھتے حلق سے کئی آنسو اندر کو اتارے اور پھر اسکے ہاتھ سے چابی لیتی گھر کی جانب بڑھ گئی۔ زاویار چند پل تو کھڑا رہا اور پھر پیدل ہی گلی سے باہر نکل آیا۔ اسکا رُخ اب پھر سے یونیورسٹی کی جانب تھا۔۔ کیونکہ اسے۔۔ وہاں کسی کی خبر لینی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

****

اگلے کئی دنوں تک وہ اپنی فائلز مختلف درسگاہوں میں لیے۔۔جاب کی منتظر رہی۔ مسلسل کئی دنوں کی ناکام جدوجہد نے تھکن کو اسکے وجود کا اٹل حصہ بنا دیا تھا۔اسے ہر جگہ۔۔انکار کا سامنہ کرنا پڑا اور وہ جیسے برسوں کی تھکن کا شکار ہو گئی۔روحیلہ۔۔صوفیہ کو زبردستی اپنے ساتھ۔۔گھر لے گئی تھیں۔عدیل کی شادی اگلے ہفتے تھی اسی لیے بطورِ مہمان وہ انہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھیں۔نازنین نے بھی انکار نہیں کیا۔۔اسکی اپنی پریشانیاں بہت تھیں۔۔وجدان اینٹری ٹیسٹ کی تیاری میں جُت گیا تھا اور وہ اسے اپنی جاب کا بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ایک شام وہ اپنے بستر پر دراز تھی۔۔جب اسکا فون بجا۔۔رانگ نمبر ہونے کے باعث اس نے فون کان سے لگا تو لیا لیکن کچھ کہا نہیں۔وہ محتاط تھی اور شاید۔۔کہیں اندر۔۔وہ اس فون کا انتظار بھی کر رہی تھی۔

"کیسی ہو میری بھتیجی۔۔؟اور کیسا لگا تمہیں میرا تحفہ۔۔؟"وہ مکروہ آواز بلاشبہ رمیز کی ہی تھی۔اس نے گہرا سانس لے کر بے ساختہ ہی اپنی قمیص کا دامن مٹھی میں جکڑا تھا۔

"یہ سب کر کے تمہیں کیا ملے گا۔۔؟"اسکی آواز کھردری تھی۔خراش زدہ۔۔جیسے حلق میں کئی کانٹے ایک ساتھ ہی اُگ آئے ہوں۔ رمیز اسکے استفسار پر دوسری جانب ہنس پڑا تھا۔

"لطف۔۔"اسکا یک لفظی جواب سن کر نازنین کے تن بدن میں گویا آگ لگ گئی تھی۔اسکا تنفس طیش کے باعث تیز ہو گیا تھا اور آنکھیں شدتِ ضبط سے سرخ پڑنے لگی تھیں۔

"خدا تم پر قہر نازل کرے،رمیز۔خدا تمہیں جہنم واصل کرے۔۔"اسکی آواز بددعا دینے پر کپکپا رہی تھی۔وہ جیسے گہرا سانس لیتا۔۔سیدھا ہو بیٹھا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم کس خدا سے مطالبہ کر رہی ہو۔۔؟ یہاں کا خدا میں ہوں۔۔ "

"تم یہاں کے شیطان ہو۔۔" اس نے اگلے ہی پل فون کان سے ہٹا لیا تھا۔ گہرے گہرے سانس لیتی وہ اپنے بستر پر اٹھ بیٹھی۔ اسپیکر سے رمیز کی مکروہ ہنسی اب تک سنائی دے رہی تھی۔ اس نے دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔ وہ جیسے پاگل ہونے لگی تھی۔ کچھ پل بعد رابطہ منقطع ہوا تو وہ اپنے کمرے سے اٹھ آئی۔ اسے اپنے ہی گھر میں ڈر لگ رہا تھا۔ وجدان کے کمرے کا دروازہ جونہی دھکیلا تو دل دھک سے رہ گیا۔ وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ اسے اگلے ہی پل یاد آیا کہ وہ تو اپنے دوست کے ساتھ گروپ اسٹڈی کرنے گیا تھا۔۔ اور وہ اسے آگاہ کر کے گیا تھا لیکن اسے بھول گیا۔

وہ تھکے قدموں کے ساتھ اپنے کمرے میں چلی آئی اور پھر دروازہ ٹھیک سے بند کیا۔ ڈورناب کو گھما کر کئی دفعہ دیکھا لیکن وہ لاک تھا۔۔ وہ اپنے بستر تک چلی آئی۔۔ ٹھنڈ ہونے کے باعث۔۔ ہر جانب خاموشی تھی اور عشاء باسی ہو چکی تھی۔ ابھی وہ اپنے بستر پر دراز ہونے ہی لگی تھی کہ اسے کمرے کے باہر قدموں کی چاپ کا احساس ہوا۔۔ خاموش قدم اور مدھم سرگوشیاں۔۔ اسکا اوپر کا سانس اوپر۔۔ اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔ رنگ ایک ہی پل میں نچڑ گیا تھا اور وہ سانس روکے دبے قدموں اپنے بستر سے اٹھ کر دروازے تک چلی آئی تھی۔ شاید وجدان ہو۔۔ اس نے اپنے دل کو تسلی دینا چاہی لیکن۔۔ اگلے ہی پل ڈارناب تیزی کے ساتھ گھومنے لگا۔ وہ دو قدم خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹی تھی۔ دروازہ اب بری طرح دھڑ دھڑایا جا رہا تھا۔ وہ جلدی سے بیڈ پر رکھے فون کی جانب پلٹی۔۔ اسکی کپکپاتی انگلیاں کام کرنے سے انکاری ہو گئی تھیں اور حلق کہیں اندر تک سوکھ گیا تھا۔ اسکا جسم چند ہی لمحات میں پسینے سے بھیگ چکا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"حر۔۔ حرم۔۔ میرے گھر میں۔۔ کو۔۔ کوئی موجود ہے۔۔" اس نے لرزتی آواز کے ساتھ بمشکل اپنا جملہ مکمل کیا تو دوسری جانب۔۔ مہمانوں کے ساتھ کھڑا حرم لمحے کے ہزارویں حصے میں بری طرح چونکا۔ عدیل کی شادی میں ایک ہفتہ تھا اور ایسے گیٹ ٹو گیدرز رکھنا اب روحیلہ کا معمول بن چکا تھا۔ اس نے مہمان کی بات کا کوئی جواب دیے بغیر بھاگتے ہوئے لان عبور کیا تھا۔ سفید قمیص شلوار پر، سیاہ شال کندھے پر ڈالے۔۔ وہ اپنے مخصوص حلیے سے خاصہ مختلف لگ رہا تھا۔

"میری بات سنیں۔۔ اپنے کمرے میں ہیں آپ۔۔؟ دروازہ لاک ہے۔۔؟ "

اس نے پوچھا تو نازنین کی جانب سے خوفزدہ سا "ہاں" موصول ہوا۔ وہ اسے بہت ڈری ہوئی لگ رہی تھی۔

"آپ کے کمرے میں کوئی الماری وغیرہ ہے۔۔؟ اگر ہے تو اس میں خود کو بند کر لیں۔۔ میں آرہا ہوں۔۔ "

اسکی بات سن کر نازنین نے جلدی سے پلٹ کر الماری کا دروازہ کھولا اور پھر خوفزدہ نگاہوں سے دروازے کی جانب دیکھتی وہ اندر کو چھپ گئی۔ ڈارناب شدت سے گھمانے کے باعث لگتا تھا کسی بھی لمحے ٹوٹ جائے گا اور باہر جو کوئی بھی عفریت تھا۔۔ وہ کمرے میں داخل ہو جائے گا۔ اسے سانس نہیں آرہا تھا اور پسینے کے باعث سارا جسم بھیگ چکا تھا۔ الماری کا دروازہ بند نہیں ہو رہا تھا اور وہ روتی ہوئی ایک ہاتھ سے اسے سختی سے پکڑے کھڑی تھی۔

"فون مت کاٹیں۔۔ سب ٹھیک ہے۔ میں آرہا ہوں۔ آپ کھڑی ہیں تو بیٹھ جائیں۔۔ سانس لیں۔۔ آپ سانس نہیں لے رہی ہیں۔۔" حرم اس سے مسلسل رابطے میں تھا۔ وہ واقعی اسکی بات سن کر بیٹھ گئی تھی۔ اسکی ٹانگیں اسکے وجود کا بوجھ سہارنے سے انکاری ہو گئی تھیں۔ اسے لگا کہ وہ وہیں بیٹھی بیٹھی خوف سے مر جائے گی۔ اٹھارہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سال قبل بھی کوئی اسی طرح اسکے کمرے میں داخل ہو کر اسے توڑ گیا تھا۔ وہ اٹھارہ سال بعد اس سب کا صدمہ برداشت نہیں کرپائے گی۔۔وہ اس بار سچ میں مر جائے گی۔

"میں آرہاہوں۔۔"وہ اتنی تیزی سے گاڑی ڈرائیو کررہاتھا کہ آس پاس سے گزرتی گاڑیوں سے لوگ نکل نکل کر اسے گالیاں دینے لگے تھے۔وہ سڑک کا نظام درہم برہم کر گیا تھا۔اسکی کنپٹی پر اس ٹھنڈ میں پسینہ ابھرا ہوا تھا لیکن اس نے خود کو سنبھالا ہوا تھا۔

"نازنین۔۔نازنین۔۔"اس نے اسے پکارا لیکن وہ اسے جواب نہیں دے پائی۔کمرے کا دروازہ شدت کے باعث ٹوٹ کر اڑتا ہوا دیوار سے جا لگا تھا۔اس کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر نیچے جا گرا۔لیکن الماری میں رکھے کپڑوں کی وجہ سے اسکے گرنے کی آواز نہیں ابھری تھی۔وہ بری طرح کپکپاتے ایک ہاتھ سے الماری کا دروازہ پکڑے اور دوسرے ہاتھ سے اپنے لبوں کو سختی سے دبائے ہوئی تھی۔ اسکی چیخ کسی بھی پل ابھر سکتی تھی۔

وہ دو لوگ تھے۔۔جو سر سے پیر تک سیاہ جینز اور جیکٹ میں ملبوس تھے۔انکے چہروں پر ماسک چڑھے تھے اسی لیے نازنین انہیں پہنچان نہیں پائی۔الماری کے دروازے کی جھری سے جھانکتے ہوئے وہ سانس روکے بیٹھی تھی۔ ذرا سی غفلت بہت بھاری پڑ سکتی تھی اسے۔۔ ان کے ہاتھوں میں تیز دھار چھرے تھے اور ان کی چمک نے نازنین کا وجود کسی گلیشیئر میں تبدیل کر دیا تھا۔

حرم نے کال منقطع نہیں کی۔۔وہ اسی تیزی کے ساتھ موڑ کاٹتا ہوا بس کسی طرح نازنین تک پہنچنا چاہتا تھا۔۔

وہ کمرے میں ہر جانب دیکھ کر باہر کی جانب بڑھ گ ئے تھے۔ نازنین سانس روکے اب تک بیٹھی ہوئی تھی۔ کئی لمحات کے لیے سارا گھر سنسان پڑا رہا۔۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے الماری کا دروازہ دھکیلا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور پھر وہ دبے قدموں ٹھنڈے فرش پر پیر رکھتی باہر نکل آئی۔ گھر خالی پڑا تھا۔۔اس نے تھوک نگلا اور آگے بڑھ آئی۔۔ کمرے کی حالت ابتر ہو چکی تھی لیکن وہ اس جانب متوجہ نہیں تھی۔اس نے جونہی کمرے سے باہر قدم رکھا تو اسے کسی نے گردن سے دبوچا۔۔وہ یکدم زور سے چلائی تھی۔۔ آگے والے نے اسکی گردن پر تیز دھار چھرا رکھا تو وہ جو مچل رہی تھی ساکت ہو گئی۔۔اب ایک آدمی اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔اسکے ہاتھ میں بھی ایسا ہی چھرا تھا۔۔چمکتا ہوا۔۔

"نہیں۔۔ نہیں مجھے چھوڑ دو۔۔اللہ کا واسطہ۔۔مجھے چھوڑ دو۔۔ چھوڑو مجھے۔۔" وہ اسکی مضبوط گرفت میں ایک بار پھر سے مچلنے لگی تھی۔اسکی چیخیں آسمان چھو رہی تھیں۔محلے کے بہت سے لوگ اپنے گھروں سے نکل آئے تھے۔ کئی لوگ دروازہ دھکیل کر اندر بھی داخل ہو گئے تھے۔ لیکن کسی میں ہمت نہیں تھی کہ آگے بڑھ کر حملہ آوروں کا ہاتھ روک سکیں۔

اس نے سامنے موجود انسان کو دونوں ہاتھوں سے پوری قوت کے ساتھ دھکیلا تو وہ لمحے بھر کو لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔ جانے کیسے وہ ان کی گرفت سے چھوٹ کر دور بھاگی تو حملہ آور اس پر اسی تیزی سے جھپٹے۔۔اسے دیوار سے لگا کر وہ جونہی اسکے اندر چھرا گھونپنے کے لیے آگے بڑھا تو نازنین کی نگاہیں سہم گئیں۔۔خون کے کئی قطرے ٹھنڈے فرش پر گرے تھے۔۔ لیکن وہ اسکا خون نہیں تھا۔۔اس کے اور حملہ آور کے درمیان حرم کھڑا تھا اور اسکے ہاتھ نے وہ تیز دھار چھرا اپنی ہتھیلی میں قید کر لیا تھا۔۔دھار تیز ہونے کے باعث اسکی ہتھیلی میں گھاؤ بہت گہرا لگا تھا۔۔ چھرا خون سے لت پت ہو گیا۔۔

اور پھر حرم نے کچھ نہیں دیکھا۔۔اس نے حملہ آور کا چھرا جھپٹ لیا تھا اور اس نے اسی تیزی کے ساتھ چھرا ہاتھ میں گھما کر اسکے بازو میں گھونپا تو انسانی چیخ سے سارا محلہ لرز اٹھا۔محلے کے کئی مرد آگے بڑھ کر اب دوسرے حملہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

آور کو جکڑ چکے تھے۔ وہ حرم کے خون کا پیاسا لگ رہا تھا۔۔ اس پر جھپٹنے کے لیے بے تاب۔۔ وہ سرد آنکھیں لیے اگلے ہی پل پلٹا اور پھر اسکا سر بالوں سے جکڑ کر دیوار میں دے مارا۔۔ اس نے اتنی دفعہ اس حملہ آور کا سر دیوار میں مارا تھا کہ وہ خون سے لہولہان ہوا زمین پر آ گرا تھا۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ انہیں چیر پھاڑ دے۔۔ ٹھنڈے برآمدے میں ہر جانب خون پھیل چکا تھا اور نازنین ستون کے ساتھ لگی۔۔ برف ہوتی جا رہی تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں۔۔؟" وہ اس تک چلا آیا تھا۔ کئی باہر سے پولیس کے سائرن کی آواز بھی آ رہی تھی۔۔ شاید کسی نے حملے کی اطلاع پولیس کو دے دی تھی۔ ہر جانب شور ہنگامہ بڑھ چکا تھا اور کئی لوگ اپنے گھروں سے نکل کر کچے صحن والے گھر میں داخل ہو چکے تھے۔

نازنین نے اسے جواب نہیں دیا۔ وہ بس اسکے سفید لباس پر سرخ خون کے نشان دیکھ رہی تھی۔ پھر اسے آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔۔

"کچھ بول کیوں نہیں رہی ہیں آپ۔۔؟" وہ پریشان تھا۔ نازنین کا سانس رکا ہوا تھا اور یوں لگتا تھا کہ وہ ساری زندگی اب کبھی سانس نہیں لے پائے گی۔ اسکے ننگے پیروں پر حرم کے ہاتھ سے نکلا خون لگا ہوا تھا۔ حرم نے اس سے مزید کچھ نہیں پوچھا بلکہ وہ اسے بہت آہستہ سے خود کے ساتھ لگا چکا تھا۔ نازنین خالی وجود لیے۔۔ اسکے ساتھ لگی رہی۔۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے اس سے الگ ہوئی تو حرم محتاط نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"تمہارا ہاتھ۔۔ "

"میں ٹھیک ہوں۔۔ آپ ٹھیک ہیں ناں۔۔؟" اس نے پھر پوچھا تو نازنین نے سر اثبات میں ہلایا۔ اسی پہر خالدہ اور محلے کی کئی عورتیں نازنین کی جانب بڑھی تھیں۔ حرم نے ان سب کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ پولیس کی جانب

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

متوجہ ہو گیا۔ عورتیں اب لڑکھڑاتی نازنین کو کمرے میں لیے بڑھیں تو اس نے باہر کے معاملات سنبھال لیے۔۔ پولیس کے افسران دونوں حملہ آوروں کو گھسیٹتے ہوئے لے کر جا رہے تھے۔ کچھ لمحات بعد وہ اپنا بیانیہ دینے کے بعد نازنین کے پاس چلا آیا تھا۔ لوگ اپنے گھروں کی جانب پلٹ چکے تھے۔۔ اور نازنین کے پاس محض خالدہ خالہ ہی موجود تھیں۔ وہ اسکے پاس چلا آیا۔۔ پھر اسکے عین سامنے پنجوں کے بل بیٹھا۔ اس نے اپنے ہاتھ پر رومال لپیٹ لیا تھا لیکن خون اب بھی نکل رہا تھا۔

"میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ۔۔ کبھی اگر میں آپ سے کچھ کہونگا تو کیا آپ۔۔ بنا کوئی سوال کیے میری بات مانیں گی۔۔؟" نازنین اسکے سوال پر اسے کھوکھلی نگاہوں سے دیکھتی رہی۔۔ پھر اثبات میں سر ہلایا۔

"میرے گھر چلیں۔۔ آپ کا اور آپکے گھرانے کا یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں۔ مانیں گی ناں آپ میری بات۔۔" وہ بہت امید سے اسکی جانب دیکھ رہا تھا۔ وہ کچھ نہ بولی۔۔ حرم نے رخ خالدہ کی جانب پھیرا جو نازنین کے برابر میں بیٹھی تھیں۔۔

"خالہ۔۔ پلیز نازنین کا سامان پیک کر دیں۔۔ ضرورت کا بس۔۔ میں انہیں اپنے ساتھ لے کر جا رہا ہوں۔" خالدہ خالہ نے ایک نظر نازنین کو دیکھا اور پھر سر اثبات میں ہلاتیں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ وہ اب تک اسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا ہوا تھا۔ اسکا ٹوٹا بکھرا سا وجود اسکے لیے تکلیف کا باعث تھا۔۔

"کچھ بول کیوں نہیں رہی ہیں آپ۔۔؟ کہیں لگی ہے آپکو۔۔ زخمی ہیں آپ۔۔؟" وہ بے چین ہو رہا تھا اور نازنین یک ٹک اسے تک رہی تھی۔ پھر وہ روئی۔۔ اور بہت بلند آواز سے روئی۔۔ وہ اٹھ کر اسکے برابر میں آ بیٹھا تھا۔ پھر اسکا سر اپنے کندھے سے لگایا تو وہ اسکی آہستین تھامے۔۔ روتی رہی۔۔ نازنین کے آنسو اسکے ہاتھ پر گرنے لگے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھے۔کئی لمحات وہ روتی رہی اور وہ اسے چپ چاپ سنتا رہا۔۔جب اسکے آنسو تھم گئے تو اس نے اپنا سر حرم کے کندھے سے ہٹالیا۔۔

"اور رونا ہے۔۔؟میں آپکو ابھی مزید بہت دیر تک تسلی دے سکتا ہوں۔۔"وہ اسکی بات پر پہلی دفعہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

"میں۔۔ایسے کیسے تمہارے گھر۔۔"

"آپ نے کہا تھا آپ سوال نہیں کریں گی۔۔"

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے،نازنین۔۔تم اب اس گھر میں نہیں رہ سکتیں۔حملہ آوروں نے اگر ایک بار یہاں داخل ہونے کی جرات کی ہے تو وہ اگلی بار بھی ایسا کرسکتے ہیں۔تمہاری پھپھو کا گھر زیادہ محفوظ ہے۔۔"خالدہ خالہ حرم سے صوفیہ کے ذریعے بخوبی واقف تھیں۔ان کی بات پر حرم نے سر ہلا کر نازنین کی جانب دیکھا تھا۔وہ پھر کچھ نہیں بولی۔اسکے اندر اب کسی بھی چیز سے لڑنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔وہ اپنے آپ کو۔۔حرم کے رحم وکرم پر چھوڑ چکی تھی۔

اسکا سامان اٹھائے وہ باہر کی جانب بڑھا تو وہ خالدہ خالہ کے گلے لگ کر ان سے ملی۔۔خالہ اسے تھپک رہی تھی۔۔پھر وہ گھر پر۔۔اک آخری نگاہ ڈال کر باہر کی جانب بڑھ گئی۔

"وجدان۔۔"گاڑی میں بیٹھتے ہی اسے پہلا خیال وجدان کا آیا تھا۔

"وہ بھی وہیں رہے گا۔۔"حرم نے موڑ کاٹتے ہوئے سہولت سے کہا تو اس نے بے چین سا پہلو بدلا۔۔

"یہ ٹھیک نہیں ہے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا ٹھیک ہے پھر۔۔؟ اس غیر محفوظ گھر میں رہنا۔۔؟"

اور اس سوال پر وہ بالکل چپ رہ گئی تھی۔ باقی کا سفر بہت خاموش رہا تھا۔ حرم نے بلند و بالا بنگلے کے سامنے گاڑی روکی تو وہ چونکی۔ اسے لگا وہ کبھی اس گاڑی سے اتر کر اندر موجود لوگوں کا سامنہ نہیں کر پائے گی۔

"مجھے نہیں لگتا میں یہ کر پاؤنگی۔۔" وہ چہرہ جھکائے شکستہ سا کہہ رہی تھی۔ حرم نے اسے نرمی سے دیکھا۔

"میں کس لیے ہوں پھر۔۔؟ آپ میرے پیچھے رہیے گا۔۔ گھر کے اور باہر کے ہر فرد سے بات کرنا میرا کام ہے۔۔ آپکا نہیں۔۔" اسی کے ساتھ وہ نیچے اتر آیا تھا۔ پھر اسکی طرف کا دروازہ کھولا تو وہ باہر نکل آئی۔ بمشکل حلق سے تھوک نگلتی وہ اسکے پیچھے چل رہی تھی۔ وہ اسے مہمانوں سے بھرے گھر میں لیے داخل ہوا تو سب کی آنکھیں ان دونوں کی طرف اٹھیں۔۔ اندر اس قدر روشنیاں تھیں کہ نازنین کو اپنی آنکھیں کھولنا محال لگ رہا تھا۔۔ وہ اس روشنی میں لوگوں کے سامنے کھڑی خود کو بہت کمزور محسوس کر رہی تھی۔ روحیلہ اگلے ہی پل ان دونوں کی جانب بڑھی تھیں۔۔ صوفیہ نے نازنین کو دیکھا تو بری طرح چونکیں۔ سہیل جو اپنے دوستوں کے درمیان کھڑے تھے۔۔ ان دونوں کے داخلی دروازے پر ایستادہ رہنے پر متعجب ہوئے۔۔

سب کی نگاہوں میں بے تحاشہ سوالات تھے اور وہ۔۔ نازنین کے سامنے کھڑا۔۔ اسکی ڈھال بنا۔۔ ان سب کے ہر سوال کا جواب دینے کے لیے تیار تھا۔۔ کیونکہ وہ حرم تھا۔۔ وہ جو۔۔ ہر ایک کو جواب دینا۔۔ اور ان سے جواب لینا بخوبی جانتا تھا۔۔

******

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لاؤنج میں ہر جانب سفید روشنیوں کا راج تھا۔ وہ اسکے سامنے کھڑا تھا اور نازنین، اسکے کندھے کے پیچھے تھی۔ حرم اور اسکے لباس پر جابجا خون کے سرخ دھبے لگے تھے۔ حرم کی ہتھیلی سے تو خون اب تک بہہ رہا تھا اور اسکی کئ بوندیں سفید ٹائلز پر ٹپ ٹپ گر رہی تھیں۔ لیکن فی الحال وہ اپنے زخم کی جانب متوجہ نہیں تھا۔ وہ تو ان سب کے ہونق چہروں کی جانب متوجہ تھا۔۔ جہاں اسکے لیے ہزاروں استفسار موجود تھے۔۔ وہ محض استفسار نہیں تھے۔۔ وہ اعتراضات تھے اور اسے ہر اعتراض کا جواب دینا تھا۔

"یہ۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔؟ تم کیسے زخمی ہوئے۔۔ اور نازنین یہاں کیا کر رہی ہے۔۔؟ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔؟" روحیلہ نے سب سے پہلے سوالات کیے تو اس نے سر اثبات میں ہلا کر انہیں شانت رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ ان کے کسی سوال کا جواب دیے بغیر نہیں جانے والا تھا۔

"مام۔۔ نازنین پر حملہ ہو گیا تھا۔ مجھے ان کا وہاں رہنا ٹھیک نہیں لگا تو میں انہیں اپنے ساتھ لے آیا۔ "

اس نے جواب جتنے سبھاؤ سے دیا تھا۔۔ اتنی ہی تیزی سے روحیلہ کی آنکھیں پھیلی تھیں۔ وہ نا سمجھی سے اسکے جواب پر اسے دیکھنے لگی تھیں۔ سہیل اور صوفیہ بھی اسی طرف چلے آئے تھے۔ ثانیہ جو اپنی دوستوں کے ساتھ کھڑی تھی۔۔ اڑی رنگت لیے اسی جانب بڑھ آئی تھی۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔؟ کس نے حملہ کر دیا۔۔؟ تمہیں زیادہ لگی تو نہیں۔۔ یا خدا یہ ہاتھ سے اتنا خون کیوں بہہ رہا ہے۔۔؟" وہ حواس باختہ ہو رہی تھیں۔ نازنین پر انہوں نے دوبارہ کوئی نگاہ ہی نہیں ڈالی۔ انہیں بس حرم کی فکر تھی۔ جبکہ صوفیہ نازنین سے معاملے کی سنگینی کا پوچھ رہی تھیں۔ اور وہ زندگی میں پہلی بار صوفیہ کو جواب دیتے ہوئے ہکلا رہی تھی۔ لوگوں کی چبھتی نظروں کے باعث اسکا سانس خشک ہو رہا تھا اور چہرہ شدتِ جذبات کے باعث سرخ پڑ چکا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اچھا ابھی یہاں سے چلو۔۔سب مہمان اسی طرف دیکھ رہے ہیں۔ہم اس معاملے پر بعد میں بات کریں گے۔تم جاؤ۔۔نازنین کو لے کر یہاں سے۔۔حرم جاؤ۔۔"سہیل نے سختی سے کہا تو اس نے سر اثبات میں ہلایا اور پھر نازنین کو پلٹ کر دیکھا۔وہ خوفزدہ نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اس نے اسے کہنی سے تھاما اور اپنے ساتھ لیے زینوں کی جانب بڑھ آیا۔سب انہیں ذو معنی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔وہ اسے اپنے کمرے میں لے آیا۔۔پھر دروازہ بند کرتا اسکی جانب گھوما۔۔وہ بہت غیر آرام دہ لگ رہی تھی۔۔اس نے نازنین کو کبھی ایسے نہیں دیکھا تھا۔عام حالات میں وہ بہت اعتماد کا مظاہرہ کیا کرتی تھی۔

"پلیز حرم۔۔مجھے یہاں نہیں رہنا۔پلیز مجھے میرے گھر لے جاؤ۔میں یہاں نہیں رہ سکتی۔میں یہ سب نہیں کر پاؤنگی۔۔"وہ بھیگتی آنکھوں کے ساتھ بولنے لگی تو حرم کی نگاہیں بے ساختہ ہی اسکی زخمی گردن پر پڑیں۔اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسکے کھلے بال ہلکے سے ہٹا کر دیکھا تو اسے گردن پر لگا گہرا سا کٹ واضح طور پر نظر آیا۔اگلے ہی پل اسکی نگاہوں نے نازنین کی بھیگی آنکھوں تک سفر کیا تھا۔

"یہ حالتِ جنگ ہے۔اس میں سب جائز ہے۔آپ کو وہاں نہیں چھوڑا جا سکتا۔کوئی نہیں جانتا کہ رمیز کا اگلا قدم کیا ہو گا۔کیا آپ یہ جنگ قتل ہو کر ہارنا چاہتی ہیں۔۔؟کیا آپ اس آدمی کو پھر سے جیتنے دینا چاہتی ہیں۔۔؟سوری لیکن جس نازنین کو میں جانتا ہوں وہ تو بہت مضبوط ہیں۔کسی کے ساتھ ہوئے ظلم پر خاموش نہیں رہتیں وہ۔۔پھر اب۔۔آپ اپنے ساتھ ظلم کیے جانے پر خاموش کیسے رہ سکتی ہیں۔۔؟ یہ وقت رونے کے لیے نہیں ہے۔یہ وقت خود کو سنبھال کر کھڑا کرنے کے لیے ہے۔اگر آپکے پاس رونے کا وقت ہو سکتا ہے تو پھر آپکے پاس خود کو مضبوط ظاہر کرنے کا وقت بھی ہونا چاہیئے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بنا کسی لچک کے وہ بہت سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ نازنین اسکی جانب دیکھتی لمحے بھر کو ٹھہری تھی۔ کیا وہ اس جنگ سے واقف تھا۔۔؟ وہ رمیز کے حوالے سے اتنا پُریقین کیسے ہو سکتا تھا بھلا۔۔؟ کیا کچھ ایسا تھا جو اسے نہیں پتا تھا۔۔

"ابھی گھر والے آپ سے ہر طرح کے سوالات کریں گے۔ آپ نے رونا نہیں ہے۔۔ آپ بالکل ویسے ہی سب کو جواب دیں گی جیسے آپ ہر ایک کو۔۔ اب تک جواب دیتی آئی ہیں۔ دوٹوک۔۔ بنا کسی لچک کے۔۔ یہ آپکی زندگی ہے اور آپ اسے سروائیو کرنے کے لیے آخر تک جائنگی۔ کیا آپ جانتی ہیں۔۔ جنگیں کیسے لڑی جاتی ہیں۔۔؟"
اسے کندھوں سے تھامے۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے مضبوطی سے کہہ رہا تھا۔ اسکی آواز بلند نہیں تھی لیکن اسکا یخ سا تاثر تھا جو نازنین کو تقویت بخش رہا تھا۔ اس نے تھوک نگل کر سر آہستہ سے اثبات میں ہلایا تھا۔ اگر اسے بچانے والا نہیں تھک رہا تھا تو اسے ہی اپنے معاملے میں کچھ غیرت سے کام لینا چاہیے تھا۔

"جنگیں انسان کی زندگی سے حیات کا آخری قطرہ تک سینچ لیتی ہیں۔ جنگیں تباہی لاتی ہیں۔۔ لیکن کیا آپ جانتی ہیں کہ جنگیں ہی امن کی سب سے بڑی ضمانت ہوا کرتی ہیں۔ آپ اپنی سلامتی کے لیے یہ جنگ لڑ رہی ہیں۔ آپکو بنا تھکے سب سے لڑنا ہے۔۔ میں آپکے ساتھ ہوں۔۔ میں آپکو بچا رہا ہوں۔۔ لیکن انسان کو جیسے وہ خود بچا سکتا ہے ویسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ آپ اپنی۔۔ سب سے بڑی۔۔ اور مضبوط ڈھال ہیں۔۔" اسکے آخری الفاظ نے جیسے اس کے اندر زندگی سی پھونک دی تھی۔ وہ جو سہارے کے لیے تڑپنے لگی تھی اگلے ہی پل سنبھل گئ۔ اسکی بھیگی آنکھوں میں تیرتا پانی۔۔ آہستگی سے خشک ہونے لگا تھا۔۔

"سانس لیں۔۔" حرم کے کہنے پر اس نے گہرا سانس لیا۔۔ پھر وہ سانس لیتی رہی۔ اسے خیال آیا کہ وہ اتنے عرصے میں درستگی سے سانس نہیں لے پا رہی تھی۔ اور شاید اسکے دشمن بھی یہی چاہتے تھے کہ وہ سانس نہ لے۔۔ وہ سانس نہ لے اور گھٹ گھٹ کر ختم ہو جائے۔ لیکن کیا وہ اتنی آسانی سے ختم ہو سکتی تھی۔۔؟

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اب وہ گہرے سانس لیتی خود کے اندر بچی کمزوری کو اکھٹا کر رہی تھی۔ اسکی ذات کے کانچ ٹوٹ کر بکھرے ہوئے تھے۔۔ اسے خود کو۔۔ خود سمیٹنا تھا۔ اسکی آنکھیں ضبط سے گلابی ہونے لگی تھیں۔۔ لیکن وہ پھر بھی گہرے گہرے سانس لیتی رہی۔ حرم نے اسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر سیدھا کھڑا کر رکھا تھا۔

"اپنی کمر سیدھی کریں۔۔ اپنا سر بلند رکھیں۔۔ یاد رکھیں کہ آپ کے دشمن۔۔ دیکھ رہے ہیں آپ کو۔۔" وہ آواز بہت مدھم تھی۔ لیکن اسکے آس پاس وہ برستی شام سی تحلیل ہونے لگی۔ تب جب حرم اسکے سر پر سیاہ چھتری تانے کھڑا تھا۔ تب بھی اس نے۔۔ اس سے کچھ ایسا ہی کہا تھا۔ اگلے ہی پل اس نے حرم کے دونوں ہاتھ اپنے بازوؤں سے ہٹائے۔۔ پھر لڑکھڑاتے قدموں سے پیچھے ہوئی۔ خوف اب تک اسکی سماعت میں سرسرا رہا تھا لیکن وہ جم کر سیدھی کھڑی رہی۔۔

"جو آپکو تباہ کرے۔۔ آپ اسے تباہ کر دیں۔۔ یہی اصول تھا۔۔ یہی اصول ہے۔۔ اور یہی اصول رہے گا۔" وہ اگلے ہی پل پلٹا اور پھر کمرے کا دروازہ وا کیا۔ پھر ایک نگاہ پلٹ کر اسکی جانب دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔ بالکل بے تاثر نگاہوں سے۔۔ ہاں۔۔ اب وہ کچھ کچھ پہلے والی نازنین لگ رہی تھی۔ حرم ہلکا سا مسکرایا اور پھر باہر کی جانب بڑھ گیا۔ نازنین چند پل کمرے کے عین وسط میں کھڑی رہی۔ اس نے اگلے ہی پل قدم ڈریسنگ روم کی جانب پھیرے تھے۔۔ اب وہ اپنا سراپا سامنے لگے گول سے آئینے میں تک رہی تھی۔۔ زرد بتی تلے اسے اپنے وجود میں بھی ایسی ہی زردی کھنڈی محسوس ہو رہی تھی۔ پھر وہ آہستہ سے آگے کو جھکی۔ واش بیسن سے ہاتھ دھوئے۔۔ اسکی گردن پر گہرا سا گھاؤ تھا۔ شاید یہ زخم اسے تب لگا تھا جب اس حملہ آور نے اسکی گردن پر چھرا رکھا تھا۔ وہ اب پانی لیے اپنی گردن پر جما خون صاف کر رہی تھی۔ پانی کے ساتھ۔۔ سرخ خون بھی ساتھ ہی واش بیسن کے گول بھنور میں گرنے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے نل بند کر دیا۔خشک آنکھوں سے خود کو دیکھتی رہی۔اسکی گردن پر لگا کٹ ایک انگلی جتنا لمبا تھا۔اس سے خون رک چکا تھا اور اب اسکی ساخت واضح ہو گئی تھی۔اس نے اگلے ہی پل اپنے ہاتھ اٹھائے اور پھر اپنے بالوں کو جوڑے میں قید کرنے لگی۔۔ اور جب کوئی لڑکی اپنے بال جوڑے میں قید کرنے لگے تو سمجھ جائیں کہ وہ ہر جنگ کے لیے تیار۔۔اور ہر دشمن کے لیے دشمن ہے۔۔۔!

*********.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ---

اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب ---- "

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ---- "

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ/گروپ/پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

.

وجدان واپس پلٹا تو دیواروں پر لگے خون اور الٹے ہوئے گھر کو دیکھ کر گنگ رہ گیا۔ اسکے ہاتھ سے کتابیں گر گئی تھیں اور وہ دوڑتا ہوا کچی روش پار کرتا آگے بڑھ آیا تھا۔ اس نے نازنین کے کمرے میں جھانکا۔۔ یہاں کی ہر شے تباہ حالی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ وہ بھاگتا ہوا برابر کمرے میں چلا آیا۔۔ اس کمرے کا حال بھی پچھلے کمرے سے کچھ مختلف نہیں تھا۔ وہ ایک بار پھر سے، حواس باختہ چہرہ لیے برآمدے میں چلا آیا تھا۔ سفید ستونوں پر، سفید ٹائلز پر اور یہاں تک کہ تختے پر بچھی سفید چار پر۔۔ ہر جانب خون کے تازہ چھینٹے لگے ہوئے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھے۔۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ جیب میں اڑسا موبائل نکالا اور پھر نازنین سے رابطہ ملانے لگا۔۔ نازنین کا موبائل کمرے میں ہی کہیں گرا ہوا تھا کیونکہ اسکی آواز اسے اسکے کمرے سے یہاں تک سنائی دے رہی تھی۔

وہ دوبارہ اندر چلا آیا تھا۔ پھر آواز کا تعاقب کرتا الماری تک چلا آیا۔ دروازہ کھول کر دیکھا تو اسکا موبائل اندر ہی گرا ہوا تھا۔ وہ جھکا اور پھر موبائل ہاتھ میں اٹھالیا۔۔ سب سے پہلے کال لاگ دیکھا تو وہاں آخری رابطہ حرم سے کیے جانے کے آثار تھے۔ اس نے اگلے ہی پل حرم کو فون ملایا تھا۔

"پھپھو ٹھیک ہیں۔۔؟" اس نے چھوٹتے ہی پوچھا تو حرم کی تسلی بخش آواز اسے دوسری جانب سے سنائی دی۔ پھر ٹھہر کر حرم کی بات سنی۔ لیکن کچھ تھا جو اسکے رگ و پے میں اگلے ہی پل تحلیل ہو گیا تھا۔

"میں آجاؤنگا کچھ دیر تک۔۔ پھپھو کا خیال رکھیے گا۔۔" اس نے آہستہ سے کہہ کر فون کان سے ہٹایا اور پھر اسے جیب میں اڑسا۔ اب اسکا رُخ داخلی دروازے کی جانب تھا۔ اس نے گری کتابیں اٹھانے کی زحمت نہیں کی تھی بلکہ وہ انہیں دیکھے بغیر۔۔ ساتھ سے گزر گیا تھا۔

****

رمیز نے حملے کی اطلاعات سنی تو اگلے ہی پل سیدھا ہو بیٹھا۔ اس کی پیشانی پر بہت سے بل ابھر آئے تھے اور چہرے پر ناسمجھی پھیل گئی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"حرم۔۔؟ کیا اسے بچانے کے لیے زاویار نہیں آیا۔۔؟" اسے اپنے ہی سوال پر حیرت بھی ہوئی تھی۔ کیا وہ معاملات کو اتنا آسان سمجھ رہا تھا جتنا وہ اسے دکھائی دے رہے تھے۔۔؟ شاہی دوسری جانب کچھ کہہ رہا تھا۔ وہ ایک بار پھر سے سیدھا ہو بیٹھا تھا۔۔

"شجاع نے زاویار کی تصویر پر اپنا جواب نفی میں دیا۔۔؟ تو پھر اس کی ایسی حالت کس نے کی۔۔؟" اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر ہو کیا رہا ہے۔ اگلے ہی پل شاہی کی کسی بات پر "ٹھیک ہے" کہتا وہ اپنی جھولتی کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔

اگر احمد کے بیٹے نے نازنین کو نہیں بچایا تھا اور اگر اس کے بیٹے نے شجاع کو زخمی نہیں کیا تھا تو پھر وہ کون تھا جو اب تک اسکے پیچھے تھا۔۔؟ کیا وہ حالات کو غلط سمت میں دیکھ رہا تھا۔۔؟

وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر گلاس وال کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔ پھر ہاتھ کمر کے پیچھے باندھے۔۔ تاریکی میں ٹمٹماتی کئی روشنیوں کو دیکھتا رہا۔ اسکا آفس بلندی پر واقع تھا اور یہاں سے شہر بھر کا نظارہ رات کی سیاہی میں بہت دلفریب لگتا تھا۔ یوں گویا۔۔ وہ زمین پر آسمان کو دیکھ رہا ہو۔۔

آفس رات کے اس پہر تنہا اور سنسان تھا۔ ورکرز اپنے اپنے کام سمیٹ کر اترتی مغرب کے ساتھ ہی جا چکے تھے۔ لیکن وہ حملے کے نتائج کا انتظار کرتا اب تک اپنے آفس میں براجمان تھا۔ اسی پل اسکے دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے چہرہ پھیر کر دیکھا۔۔ وہاں احمد ایستادہ تھا۔۔ اور اسکے پیچھے شاید کوئی اور بھی کھڑا تھا۔۔ اس نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا اور پھر اسکی پیشانی پر ڈلا ہر بل سمٹ گیا۔ وہاں وجدان کھڑا تھا۔۔ اپنی آنکھوں میں ٹھنڈے سے گوشت کا تاثر لیے۔۔ اسے دیکھتا ہوا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رمیز اسکی آمد کا متوقع نہیں تھا۔ وہ اسے یہاں دیکھ کر واقعتاً حیران ہوا تھا۔ احمد نے وجدان کو راستہ دے کر اندر جانے کا اشارہ کیا اور پھر اسکے پیچھے دروازہ بند کرتا۔۔ وہ دوبارہ کہیں تاریکی میں غائب ہو گیا تھا۔ کچھ پل کے لیے سب کچھ ساکت ہی رہا۔۔ جیسے دور کہیں پانیوں میں۔۔ کوئی جہاز ساڈوب کر ابھر رہا ہو۔ پھر وجدان پاس چلا آیا۔ کرسی پیچھے کی جانب کھینچی اور بیٹھ گیا۔ رمیز اسے محتاط نگاہوں سے دیکھتا اپنی بادشاہی کرسی کی جانب چلا آیا تھا۔ اسکے سامنے بیٹھ کر وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو باہم ملا چکا تھا۔

"یہاں آنا تمہارے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔۔" اس نے بات کا آغاز کیا تو وجدان جو اسے دیکھ رہا تھا۔۔ بغیر کوئی تاثر دیے سیدھا ہو بیٹھا۔

"پھپھو کے ساتھ کیوں کر رہے ہیں آپ ایسے۔۔؟ "

اسکے سوال پر وہ ہلکا سا مسکرایا۔ وجدان اسے اسی طرح دیکھتا رہا۔ اسکی بے خوف آنکھیں رمیز کو محظوظ کر رہی تھیں۔

"کل تمہارا آخری پیپر تھا۔ کیسا رہا وہ۔۔؟ "

"پہلے میری بات کا جواب دیں۔ آپ پھپھو سے اور ہمارے گھرانے سے کیا چاہتے ہیں۔۔؟" اس نے پچھلے انداز میں اپنا سوال دہرایا تو رمیز نے ہنکارا ابھرا۔ پھر وہ کرسی پر آرام سے پیچھے ہو بیٹھا۔

"تمہاری پھپھو نے کچھ ایسا دیکھ لیا تھا۔۔ جو اسے نہیں دیکھنا چاہیے تھا۔ کسی کے ایسے اعمال دیکھنے کے بعد زندہ رہنا جرم ہے۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ایسے اعمال کرنا جرم نہیں ہے۔۔! بس اسے دیکھنا اور اس پر گواہ بن جانا جرم ہے۔۔؟ آپ جیسے بزنس ٹائیکون کو ایسی بے تکی منطق زیب نہیں دیتی، دادا۔۔" اسکی آنکھیں ضرورت سے زیادہ ہی سیاہ محسوس ہو رہی تھیں۔ رمیز کی جھولتی کرسی اسکے جواب پر ٹھہر سی گئی تھی۔ وہ آنکھیں سکیڑ تا، دلچسپی سے آگے ہو بیٹھا تھا۔

"ہم اپنی منطق خود جنم دیتے ہیں اور اس پر قائم رہتے ہیں۔۔" اسکے جواب پر اب کہ وجدان پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ پھر کان کی لو کھجا کر سادگی سے اسے دیکھا۔

"آپ اپنی منطق جنم نہیں دے سکتے کیونکہ کچھ اصول کائنات خود واضع کرتی ہے۔ آپ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کی پابندی کرتے ہیں۔ آپ نے پھپھو کے سامنے سینکڑوں اعمال کیے ہونگے لیکن پھر بھی آپ ان کے محض اس ایک عمل کے گواہ بن جانے پر ان سیکیور ہیں۔۔ کیوں۔۔؟ کیونکہ آپ کو لگتا ہے کہ اگر اس عمل کی تفصیل دنیا کے سامنے آگئی تو آپ اپنا بنا بنایا نام کھو دیں گے۔ کیا آپ بھی کائنات کے وضع کردہ خوف کے زیرِ اثر یہ سب نہیں کر رہے، دادا۔۔؟"

اسکی دی گئی تفصیل پر رمیز کے ابرو ایک پل کو اوپر کو اٹھے تھے۔ وہ اس کے جواب سے متاثر ہوا تھا۔

"اسکینڈلز سے آئے دن ڈیل کرتا ہوں میں۔ تمہیں نہیں لگتا کہ تمہاری وضاحت میں کچھ مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے۔۔؟" رمیز کو بہت دنوں بعد کسی سے بات کرنے میں دلچسپی ہوئی تھی۔

"آپ روزانہ کئی اسکینڈلز سے ضرور ڈیل کرتے ہونگے لیکن دادا۔۔" وہ لمحے بھر کو ٹھہرا تو رمیز نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ "قتل کے اسکینڈلز سے آپ روزانہ ڈیل نہیں کرتے ہونگے۔"

اور رمیز کے آس پاس کی فضا ایک پل کو بالکل تھم گئ تھی۔ اسکی آنکھیں ساکت ہو گئ تھیں اور لب ادھ کھلے رہ گ ئے تھے۔ وجدان آگے کو ہوا۔۔ پھر اسکی آنکھوں میں اپنی سیاہ ذہین آنکھیں گاڑھیں۔۔

"اسی فیصد۔۔ سیاسی اور کاروباری معاملات انسان کی کریڈیبلٹی پر منحصر ہوتے ہیں، دادا۔۔ سیاست دانوں اور کاروباری انسان کا کردار صاف ہونا نہایت ہی اہم عنصر گردانا جاتا ہے۔ ہم اس دکان پر کبھی نہیں چڑھتے جس کا دکاندار کسی بھی غیر اخلاقی حرکت کے لیے مشہور ہو۔۔ اور ہم اس سیاست دان کو کبھی اپنا قیمتی ووٹ نہیں ڈالتے جو اپنے کردار کا کچا اور آئے دن عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات استوار رکھتا ہو۔ گوگل کہتا ہے کہ کاروباری اور سیاسی انسان کی زبان جتنی اہم ہوتی ہے، اس سے کہیں زیادہ ان کی زندگی کے پچھلے معاملات اہمیت کے حامل ہوا کرتے ہیں۔۔ ایک پل کا کھیل ہوتا ہے، دادا۔۔ ایک انکشاف کی دوری ہوتی ہے۔۔ آپکا کیریئر تباہی کے دہانے تک پہنچ سکتا ہے۔"

وجدان نے لمحے بھر کو اسکا سانس تک خشک کر دیا تھا۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ بھی اسکے قتل سے واقف ہو گا۔ اسے اسکے انکشاف نے بری طرح گھائل کیا تھا۔ اسکی آنکھیں جو کچھ دیر پہلے تک اسے دلچسپی سے تک رہی تھیں، لمحے بھر میں سخت ہو گئیں۔۔ اسکا سارا لطف برباد کر دیا تھا وجدان نے۔

"قتل کا عینی شاہد ہونا آسان ہے لیکن اسے ثابت کرنا آسان نہیں۔۔" وہ اس پر غرّایا تو وجدان نے ابرو اونچے کر کے اسے دیکھا۔ اسکے سیاہ بال ماتھے پر گر رہے تھے اور زیرک آنکھیں رمیز پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"کس نے کہا کہ مجھے آپ کا قتل ثابت کرنا ہے۔۔؟ قتل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ پھر اپنے قاتل کا پیچھا کبھی نہیں چھوڑتا۔ یہ آخر تک آپکو ہانٹ کرتا رہتا ہے۔ آپ اسکے دنیا کے سامنے آجانے سے اس قدر خوفزدہ ہوتے ہیں کہ آپ درست اور غلط کی تمیز بھول کر ہر اوچھے ہتھکنڈے پر اتر آتے ہیں۔ ویسے ہی جیسے آپ پھپھو کو ہر طرح سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کچلنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ قتل کرنا جتنا آسان ہوتا ہے، اسے کور کرنا اتنا ہی مشکل ہوتا ہے۔ مشہور ہے کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر پولیس کو قاتل کا اندازہ ہو جاتا ہے۔لوگ اگر خاموش ہیں تو اسے اپنی ذہانت سمجھنا ترک کر دیں۔۔وہ اپنے آپ کو بچانے اور خود کو زندہ رکھنے کے لیے خاموش ہیں۔ اگر آپ کو اب بھی لگتا ہے کہ آپ کا راز محفوظ ہے تو پلیز۔۔اٹھ جائیں اپنی نیند سے۔۔بہت سو لیا آپ نے۔۔"

اسکی آواز میں سیاہی تھی۔ وہ رمیز کے سامنے براجمان اسے ایک پل کو اپنا ہی عکس لگا تھا۔وہ دونوں کچھ زیادہ مختلف نہیں تھے۔۔بس ایک کم عمر اور دوسرا عمر کے خاصہ پختہ حصے میں تھا۔

"کیا تمہیں لگتا ہے کہ تم اب یہاں سے بچ کر جا سکتے ہو۔۔؟اتنی جرأت کا مظاہرہ کر کے تم نے اپنے لیے ہی گھڑا کھود لیا ہے، بچے۔ تمہارا اب یہاں سے سلامتی کے ساتھ پلٹ جانا ناممکن ہے۔۔"اور وجدان اس سارے عرصے میں پہلی دفعہ مسکرایا تھا۔شیاطین جاگ گئے تھے اور اب وہ اسکی ذات کا احاطہ اوپر تلے کرنے لگے تھے۔ آفس کی فضا میں آسمان سے برستی چاندنی کا زہر سا گھلنے لگا تھا۔رمیز نے اسکے انداز کو کم فہمی سے دیکھا تھا۔

"اپنے دائیں جانب دیکھیں۔۔"اسکے کہنے پر رمیز نے گردن بے ساختہ ہی گھمائی تھی۔وہاں دیوار میں سی سی ٹی وی کیمرہ نصب تھا اور اسکی سرخ بتی اسکے چلنے کا پتا دے رہی تھی۔اس نے اگلے ہی پل گردن گھما کر اسے دیکھا تھا۔

"یہ کیمرہ ایک خاص قسم کے طرز پر مبنی ہے۔ آپ نے یقیناً حساس اور خفیہ گفتگو کو محفوظ رکھنے کے لیے اس کی آواز بند کر رکھی ہے لیکن سیکیورٹی کے لیے آپ نے اسکی چلتی اسکرین بلاک نہیں کی ہے۔ پھر ہوا کچھ یوں کہ۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

میں ہیکر ہوں۔۔ اور میں نے آپکی بلڈنگ کا سسٹم ہیک کر لیا ہے۔ اب ہماری یہ فوٹیج ہمارے علاوہ کوئی اور بھی بہت آسانی کے ساتھ دیکھ رہا ہے۔۔"

رمیز کی رنگت بری طرح متغیر ہوئی تھی۔ وجدان نے اسکے سخت چہرے کو بغور دیکھا تھا۔

"میرے لیے تمہیں سبق سکھانا مشکل نہیں ہے، وجدان۔ میں کسی سے نہیں ڈرتا۔ "

"جانتا ہوں کہ آپ کسی سے نہیں ڈرتے لیکن دادا۔۔ کیا آپ نے کبھی پانچ انگلیوں کا جمامکا کھایا ہے۔۔؟ یقین کریں۔۔ آسمان اور زمین میں گردش کرتی ہر شے نگاہوں کے سامنے گھومنے لگتی ہے۔۔ وہ بھی گول گول۔۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ رمیز ضبط سے اسے دیکھتا رہا۔۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ دوسری جانب اسے کون دیکھ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پولیس کا کوئی اہلکار ہو یا پھر دوسری کمپنی کا کوئی ایجنٹ ہو۔۔ جو اس کی کمزوریوں کی تاک میں پہلے ہی گھات لگائے بیٹھے تھے۔ اس نے جبڑے پوری قوت سے بند کر رکھے تھے اور وہ اسے گردن اٹھائے دیکھ رہا تھا۔

"آپ اس وقت مزید کوئی اسکینڈل برداشت نہیں کر سکتے۔ آپ کے دو انویسٹرز مارے جا چکے ہیں اور اگلے انویسٹر پر اب دنیا کی نگاہیں لگی ہوئی ہیں۔ آپ مجھے مجبور مت کریں کہ میں آپکی کہانی کو جھوٹ کی آمیزش کے ساتھ، دلکشی بخش کر اسے آپکے دشمنوں کے حوالے کر دوں۔ اور دشمنوں کی سب سے خوفناک بات جانتے ہیں کیا ہوتی ہے۔۔؟"

وہ ٹیبل پر ہاتھ رکھتا جھکا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ ہر اس کہانی پر یقین کر لیتے ہیں اور اسے دوسروں کے لیے قابلِ یقین بنا لیتے ہیں۔ آپکا قتل پھر میں نہیں ثابت کرونگا اور نہ مجھے یہ کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ کے کاروباری دشمن یہ سب بنا کسی ٹریگر کے بہت اچھے سے کریں گے۔ میں ٹیکنالوجی کی پیداوار ہوں، دادا۔۔ میرے ہتھیار۔۔ آپکے ہتھیاروں سے بہت مختلف ہیں۔"

رمیز اسے خاموشی سے دیکھتا رہا تھا۔ اسکے ہاتھ پیر وجدان نے کسی ان دیکھی سی زنجیر سے باندھ دیے تھے۔ اسکی ایک جنبش اسے پاتال میں گرا سکتی تھی۔

"آپ یہ کیوں بھول گئے تھے کہ میں بھی آپ کی ہی نسل ہوں۔ میں بھی آپکا ہی خون ہوں۔۔ آپ یہ کیوں بھول گئے دادا کہ ہم دونوں کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ آپکو یہ یاد رکھنا چاہیے۔۔ کہ میں بھی۔۔ عزازیل ہوں۔ یہ بھی کہ میں نے خدا کو اپنے حالات کے لیے کئی دفعہ موردِ الزام ٹھہرایا ہے۔۔ یہ بھی کہ میں اپنی سیاہی میں زندہ رہ کر بڑا ہوا ہوں۔۔ اور یہ بھی کہ مجھے آپکی جگہ۔۔ فیسینیٹ کرتی ہے۔۔! ہمیں اکیلا چھوڑ دیں۔۔ میں آپ جیسا نہیں بننا چاہتا۔ مجھے وجدان رہنے دیں۔۔ مجھے مانسٹر بننے پر مجبور نہ کریں، دادا۔۔۔"

وہ پلٹا اور پھر باہر کی جانب بڑھ گیا۔ احمد جو دروازے کے باہر ایستادہ تھا اسے باہر نکلتا دیکھ کر چونکا۔ لیکن وجدان اسے نظر انداز کرتا آگے بڑھ آیا تھا۔ پھر وہ طویل راہداری عبور کرنے کے بعد، درمیانی کھلے ہال تک چلا آیا۔۔ داخلی دروازہ پار کرتا وہ مخصوص کار کی جانب بڑھا اور پھر دروازہ کھول کر اندر آ بیٹھا۔

زاویار جو سر پر سیاہ کیپ جمائے اندر بیٹھا تھا اسکی جانب متوجہ ہوا۔ وہ کار میں بیٹھتے ہی گہرے گہرے سانس لینے لگا تھا۔ زاویار نے ہاتھ آگے بڑھا کر ڈیش بورڈ پر رکھی پانی کی بوتل اٹھائی اور پھر اسے اسکی جانب بڑھایا۔۔ وہ ایک ہی سانس میں سارا پانی پی گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیابات ہوئی تمہاری۔۔؟"اس نے ایگنیشن میں چابی گھماتے ہوئے پوچھا تو وجدان نے چہرہ کھڑکی کی جانب پھیرلیا۔ وہ جیسے اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"جو آئی پیڈ تم نے مجھے دیا تھااس میں محض تمہاری اور اسکی تصویر دکھائی دے رہی تھی۔تم لوگوں کی آواز مجھے سنائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔"

"اس نے وائس پر سیکیورٹی لگارکھی ہے۔کوئی بھی اسے نہیں سن سکتا۔۔"اس نے گردن اس جانب پھیرے بغیر جواب دیا تھا۔زاویار نے سمجھ کر سر ہلایا۔۔

"تم ٹھیک ہو۔۔؟"سرسری ساپوچھاتو وجدان نے سر اثبات میں ہلایا۔پھر تھوک نگل کر چہرہ ڈرائیو کرتے زاویار کی جانب پھیرا۔اسکی نگاہیں محسوس کرکے اس نے اسے ابرو سکیڑ کر دیکھا تھا۔

"کوئی کام ہے۔۔؟ "

"کیا آپ مجھے۔۔مکامارنا سکھاسکتے ہیں۔۔؟"اسکا سوال بہت غیر متوقع تھا۔زاویار نے گردن ایک بار پھر سے اسکی جانب گھمائی تھی۔پھر اگلا کوئی بھی سوال کیے بغیر اسکے ہاتھوں پر زاویار کی نگاہ پھسلی۔وہ ہاتھ دور سے دیکھنے پر بھی نرم معلوم ہوتے تھے۔کیونکہ یہ ہاتھ محض کی بورڈ پر مہارت سے چلنے کے عادی تھے۔۔وہاں کسی قسم کی کوئی سختی موجود نہیں تھی۔وہ اپنا چہرہ اب سامنے پھیرے پھر سے محوساڈرائیو کررہاتھا۔

"کیاتم جانتے ہو۔۔کہ مکا کھانے والے سے زیادہ۔۔مارنے والے کو لگتی ہے۔۔؟ "

"نہیں۔۔"اس نے کہاتو زاویار نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ٹھیک ہے پھر۔۔میں تمہیں مکامارنا سکھاسکتاہوں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس کے ہامی بھرنے پر وجدان نے گہرا سانس لے چہرہ سامنے کی جانب پھیر لیا تھا۔ زاویار کی جانب سے مزید کوئی سوال نہیں ابھرا تھا۔

"کیا آپ۔۔ پوچھیں گے نہیں کہ میں یہ کیوں سیکھنا چاہتا ہوں۔۔؟" کچھ پل بعد اس نے آہستہ سے پوچھا تو اس نے کندھے اچکائے۔

"جواب آسان ہے۔ تم خود کی اور اپنے گھرانے کی حفاظت کرنا چاہتے ہو۔ اور یہ ایسے گردن جھکا کر بات کیوں کرتے ہو تم۔۔؟ چہرہ اوپر اٹھاؤ۔۔ بات سختی سے الفاظ جما کر کیا کرو۔" وجدان نے زاویار کے کہنے پر گردن نا محسوس طریقے سے اونچی کی تھی۔

"کتنا لڑنا سیکھنا چاہتے ہو۔۔؟" کچھ دیر بعد اس نے پوچھا تھا۔

"اتنا کہ میں خود کو بچا سکوں۔ اپنے گھرانے کی حفاظت کر سکوں اور ظلم کرنے والے کو سبق سکھا سکوں۔۔ "

"دو سال۔۔ دو سال لگیں گے ٹرینڈ ہونے کے لیے۔۔" اس نے کہا تو وجدان نے حیران سا اسکی جانب دیکھا۔

"اتنا وقت تو۔۔ نہیں ہے میرے پاس۔۔ "

"تو پھر میرا وقت برباد مت کرو۔ میں تمہیں مستقل مزاجی کے بغیر کچھ بھی نہیں سکھا سکتا۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ جسمانی قوت ایسے ہی حاصل ہو جاتی ہے۔۔؟ بچے گرو اپ۔۔ یہ کمپیوٹر پر بیٹھ کر چند انگلیوں کو حرکت دینے جیسا نہیں ہے۔ ایک دوڑ لگاؤ گے ناں گراؤنڈ کی۔۔ تو نانی یاد آجائے گی۔۔"

اسکے صاف جواب پر وجدان نے اسے خفگی سے گھورا تھا۔ وہ اس کی گھوری پر بھی ڈھٹائی سے ڈرائیو کرتا رہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کمپیوٹر پر بیٹھ کر بھی چند انگلیوں کو حرکت دینا آسان نہیں ہے۔ جب کسی مضبوط سسٹم سے پالا پڑتا ہے ناں۔۔ تو نانی کے ساتھ سارا خاندان یاد آجاتا ہے۔۔" ساتھ خفا سا "ہنہہ" کہہ کر رُخ بھی کھڑکی کی جانب پھیر لیا تھا۔ زاویار بالکل ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"ابھی تو شاگردی میں آئے نہیں ہو۔۔ اور اتنی زبان۔۔!"

"ابھی تو آپ استاد بنے نہیں ہیں اور اتنا رعب۔۔!" دوبدو جواب دیا تو اس نے ایک خالی نگاہ اس پر ڈالی۔ سر پر کیپ ہونے کی وجہ سے اسکی آنکھیں چھپ گئی تھیں۔ باقی کا سارا سفر بالکل خاموشی سے کٹا۔ اس نے کار حرم کے گھر کے باہر روک دی تھی۔ وجدان اسے حملے کی بابت بتا چکا تھا اور حرم کے وقت پر پہنچ جانے پر زاویار نے سکون کا سانس خارج کیا تھا۔ اسے ایک گونہ سکون ملا تھا یہ سن کر کہ نازنین حرم کے گھر میں تھی۔ کم از کم اب کوئی اس پر بے سروپا حملے تو نہیں کر سکتا تھا۔۔

"میری حرم سے کچھ خاص بنتی تو نہیں ہے لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ ایک مضبوط ڈھال ہے۔ تم۔۔ میڈم اور خالہ۔۔ اس گھر میں محفوظ رہو گے۔۔" اس نے زاویار کی بات بھاری ہوتے دل کے ساتھ سنی تھی۔ پھر سر اثبات میں ہلاتا اسکا شکریہ کرتا باہر نکل آیا۔ زاویار نے اسے جھک کر دیکھا اور پھر ماتھے تک ہاتھ لے جا کر سلام کرتا۔۔ آگے بڑھ گیا۔ وجدان نے بوجھل سی سانس خارج کی اور پھر قد آور سے گیٹ کی جانب بڑھ آیا۔ لیکن داخلی دروازہ پار کرنے کے بعد بھی اسے گھر میں کوئی نظر نہیں آیا تھا۔ ملازمین تقریب کا پھیلاوا سمیٹ رہے تھے اور وہ انہیں سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ جیسے۔۔ کہاں جائے۔۔

اسے یہاں چھوڑ کر۔۔ اگر ٹھنڈے کشادہ زینے پار کیے جاتے تو تمہیں اندازہ ہوتا کہ سہیل کے کمرے کا دروازہ ادھ کھلا تھا اور اس میں بیٹھے افراد بے حد سنجیدہ تھے۔ سہیل اور روحیلہ بیڈ پر بیٹھے تھے، حرم اور عدیل ان کے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مقابل رکھے صوفے پر براجمان تھے۔۔ناز نین سنگل صوفے پر تنہا بیٹھی تھی اور اسکے ساتھ ہی ثانیہ کھڑی تھی۔۔صوفیہ کو جب سے سارے معاملے کا علم ہوا تھا۔۔تب سے ان کی حالت متغیر تھی۔روحیلہ نے انہیں بمشکل کچھ کھلا کر دوائیاں دیں تو وہ آرام کرنے کے لیے راضی ہوئیں۔

"کب سے یہ سب چل رہا ہے،ناز نین۔۔؟اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم پر حملہ کون کروا رہا ہے۔۔؟" سہیل کی سنجیدگی پر ناز نین نے انہیں دیکھا۔وہ پہلے سے خاصی سنبھلی ہوئی لگ رہی تھی۔

"یہ مجھ پر تیسرا حملہ تھا۔پہلا شجاع نسیم کے ذریعے کروایا گیا۔۔دوسرا یونیورسٹی میں اور تیسرا اپنے ہی گھر میں۔کون کروا رہا ہے۔۔یہ میں نہ ہی بتاؤں تو بہتر ہو گا۔" اسکی آواز بے حد ہموار تھی۔سہیل نے نگاہیں حرم کی جانب پھیریں تو اس نے کندھے اچکائے۔ ناز نین اپنے ساتھ ہوئے حملے کی بابت انہیں جتنا آگاہ کرنا چاہتی تھی۔۔ کر سکتی تھی۔ وہ اسکی ہر بات کو کور کرنے کے لیے تیار تھا۔

"شجاع نسیم تو۔۔بھائی جان کے گھر کا پرانا ملازم نہیں۔۔؟" روحیلہ نے چونک کر پوچھا تو ناز نین نے سر اثبات میں ہلایا۔لمحے بھر کو سارا کمرہ جیسے سرسرا اٹھا تھا۔

"شجاع نسیم نے۔۔کیوں تمہیں۔۔؟کیا تم اس کا الزام بھائی جان پر ڈالنا چاہتی ہو۔۔!" لمحے بھر کو جیسے وہ سمجھ کر بلند آواز سے بولی تھیں۔ناز نین کی نگاہوں میں کچھ بھی نہیں ابھرا۔۔خاموش۔۔چپ چاپ۔۔وہ انہیں تکتی رہی۔

"الزام۔۔!آپکو اب بھی لگتا ہے کہ میں الزام عائد کر رہی ہوں۔۔؟کیونکہ آپکو اٹھارہ سال قبل بھی یہی لگا تھا،پھپھو۔۔" اسکی آواز زخمی تھی۔روحیلہ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"تمہیں غلط فہمی بھی ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بھائی کے کہنے پر نہیں بلکہ اپنے ہی ارادے سے آیا ہو۔ تم بنا کسی ثبوت کے بھائی کو موردِ الزام نہیں ٹھہرا سکتیں۔" ان کے جواب پر اس نے سر ایک بار پھر سے اثبات میں ہلایا تھا۔

"میں نے کبھی نہیں کہا کہ اسے میرے پیچھے تایا نے بھیجا تھا۔ یہ سب آپ نے خود اخذ کیا ہے اور جہاں تک رہی بات۔۔ میرے ثبوت اور گواہ کی۔۔ تو وہ میرے پاس موجود ہیں۔ لیکن میں قبل از وقت کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔" اسکی سنجیدگی میں کوئی خلل نہیں واقع ہوا تھا۔ سہیل نے نامحسوس انداز سے ہاتھ آگے بڑھا کر روحیلہ کو شانت رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ ان کے ایسے انداز پر حیران ہوئی تھیں۔

"تم ہمیں۔۔ اس حملہ کروانے والے کے بارے میں کیوں نہیں بتا سکتیں۔۔؟ کیا کسی نے تمہیں دھمکایا ہے۔۔؟" یہ کہتے ہوئے سہیل کی نگاہ بے ساختہ ہی حرم پر پھسلی تھی۔ اس نے گہرا سانس لیا۔۔ جانے ہر مشکوک معرکے کے پیچھے سہیل کو اسکا ہاتھ کیوں محسوس ہوتا تھا۔ البتہ نازنین سر نفی میں ہلا رہی تھی۔

"انکل۔۔ میں فی الحال اس معاملے پر بات نہیں کرنا چاہتی۔ تب تک تو بالکل نہیں۔۔ جب تک مجھے خود یقین نہیں ہو جاتا کہ یہ سب میرے ساتھ کون۔۔ اور کیوں کروا رہا ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ آپ میرے اسپیس کا خیال رکھیں گے اور مجھے مجبور نہیں کریں گے۔" اسکی بات سن کر سہیل نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ پھر اسکی جانب نرم نگاہیں پھیریں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جاوید میرا ہمیشہ سے بہت اچھا دوست تھا۔ تم یہاں پر جتنے دن چاہو رہ سکتی ہو۔۔ جب تک یہ معاملہ ٹھنڈا نہیں ہو جاتا تب تک یہیں رہو۔۔ اور آپ سب۔۔" انہوں نے اک سنجیدہ نگاہ کمرے میں براجمان ہر فرد پر ڈالی تھی۔۔

"نازنین سے مزید کوئی سوال نہیں کریں گے۔۔" اور یہ سہیل نے مہر ثبت کی تھی۔ اب تو کوئی چاہ کر بھی نازنین سے کچھ نہیں پوچھ سکتا تھا۔ سب ایک ایک کر کے اٹھنے لگے تو حرم بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ سہیل نے اسے ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کا کہا تو وہ بیٹھ گیا۔۔ سب جا چکے تو وہ اسکی جانب متوجہ ہوئے۔۔

"کیا تم نے اس لڑکی کو دھمکایا ہے۔۔؟"

"میں آپکو غنڈہ کس اینگل سے لگتا ہوں۔۔ آپ آج مجھے بتا ہی دیں۔۔" اسکا انداز بات ٹالنے والا تھا۔ سہیل نے سر ہلاتے ہوئے گہرا سانس لیا۔۔ پھر بغور اسکا چہرہ دیکھا۔۔

"اس لڑکی کے یہاں آجانے سے تم۔۔ خوش ہو۔۔؟" وہ ان کے سوال پر چونکا تھا۔ پھر کھنکھار کر سیدھا ہو بیٹھا۔

"میں مطمئن ہوں کہ ایٹ لیسٹ اب وہ خطرے میں نہیں ہیں۔۔" اس نے سچ کہا۔ زندگی میں پہلی دفعہ بات ادھر ادھر گھمانے کے بجائے۔

"یہ سب کون کروا رہا ہے اسکے ساتھ۔۔؟"

"مجھے نہیں معلوم۔۔" صفائی سے جھوٹ بولا گیا تھا۔ سہیل کو اسکی بات پر ذرا بھی یقین نہیں تھا لیکن پھر بھی انہوں نے مزید کوئی استفسار نہیں کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ٹھیک ہے۔ تم جاسکتے ہو۔۔" انہوں نے بات ختم کرنے والے انداز میں اسے اجازت دی تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن پھر جاتے جاتے ٹھہر کر ایک پل کو رُخ سہیل کی جانب پھیرا تو وہ اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ اس نے پہلے تو گہرا سانس لیا اور پھر آہستہ سے "شکریہ" کہا تو سہیل کو اپنی سماعت پر لمحے بھر کے لیے یقین ہی نہیں آیا۔۔

"کیا کہا تم نے۔۔؟ "

"میں نے کہا شکریہ۔۔" اس نے گلابی چہرے کے ساتھ اپنی بات دہرائی تو سہیل مزید حیران ہو کر اسے وضاحت طلب سا دیکھنے لگے۔

"مجھے پتا ہے کہ آپ کے ذہن میں بہت سے سوالات ہیں اور آپ کو ان کے تشفی بخش جواب چاہیے۔ مجھے یہ بھی پتا ہے کہ رمیز ماموں اور مامی کو آپ ہی جواب دہ ہونگے جب وہ آپ سے نازنین کی موجودگی کے بارے میں پوچھیں گے۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ آپ سے اپنے تعلقات خراب کر لیں۔ لیکن۔۔ اس سب کے باوجود بھی آپ نے انہیں یہاں عزت سے رہنے کی اجازت دی ہے تو میں آپکا شکر گزار ہوں۔ کم از کم۔۔ کوئی تو انسانیت دکھا رہا ہے۔۔" اس نے کہا اور پھر ان کے جواب کا انتظار کیے بغیر ہی باہر نکل گیا۔ سہیل پہلے پہل تو اسکے انداز پر گنگ رہے لیکن پھر وہ ہولے سے مسکرا دیے۔

حرم کا ایسا لہجہ اور انداز بہت دنوں بعد دیکھا تھا انہوں نے۔۔ انہیں۔۔ اسکا ایسا انداز۔۔ بہت بھایا تھا۔۔

****

زاویار نے وجدان کو چھوڑنے کے بعد، نازنین کے گھر کا رُخ کیا تھا۔ چند لمحات کی ڈرائیو کے بعد وہ اس سرخ اینٹوں سے بنے گھر کے سامنے اپنی گاڑی روک رہا تھا۔ پھر دروازہ دھکیل کر اندر چلا آیا۔۔ داخلی روش پر ہی بہت سی کتب

گری ہوئی تھیں۔ وہ جھکا اور پھر ان کتابوں کو اٹھالیا۔ گھر کی ابتر حالت کو بغور دیکھتا وہ آگے بڑھ آیا تھا۔ وہاں گویا کوئی عذاب سا گزر گیا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر کمرے کے ٹوٹے دروازے کی جانب دیکھا۔۔ تو ایک پل کو گہرا سانس لیا۔۔ جانے وہ کتنی خوفزدہ ہوئی ہو گی۔۔ اس نے کتابیں نازنین کے بیڈ پر رکھیں اور پھر برآمدے میں آنکلا۔ جب کچھ بھی قابلِ غور اسے محسوس نہیں ہوا تو وہ، برآمدے کے دو زینوں پر اتر آیا۔

پھر جینز کی جیب میں اڑسا فون نکال کر نگاہوں کے سامنے کیا۔۔ اب وہ فون کان سے لگائے، داخلی دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا۔

احمد جو اپنے آفس میں براجمان تھا، لمحے بھر کو اپنے بجتے موبائل کی جانب متوجہ ہوا۔ وہاں زاویار لکھا جگمگا رہا تھا۔ اس نے اگلے ہی پل فون اٹھالیا تھا۔

"رمیز کا دماغ درست ہے۔۔؟ "!

"اتنی حساس باتیں تم فون پر نہیں کر سکتے۔" احمد نے اسے اسکی لاپرواہی پر ٹوکا تھا۔ جیسے زاویار نے اسکے ٹوکنے پر۔۔ اسکی بات مان ہی لینی تھی۔

"میں اس سے کہیں زیادہ حساس باتیں رمیز کے منہ پر بھی کر سکتا ہوں۔۔ "

احمد نے اسکے انداز پر گہرا سانس لیا تھا۔ پھر سر جھٹک کر فون کو کان کے ساتھ کچھ اور جمایا۔

"مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ نازنین کو یوں ٹرمینیٹ کر دے گا۔۔ "

"ٹرمینیٹ۔۔! وہ انہیں مارنے کے لیے بندے تک بھیج چکا تھا۔ اتنا اجنبی سا رد عمل دینا تم جیسے انسان کو جچتا نہیں ہے۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ لاپرواہی سے کہہ رہا تھا لیکن احمد اسکی بات پر بری طرح چونک کر سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ پھر آنکھیں محتاط انداز میں سکڑ گئیں۔۔ اسکی نگاہیں اپنے آفس کے بند دروازے پر جم گئ تھیں۔

"کونسا حملہ۔۔؟ "

"اچھا۔۔!تو اب تمہارا وہ گاڈ فادر تم سے راز بھی رکھنے لگا ہے۔ مجھے تو لگا تھا کہ تم اس کے خاصے قریبی اور اہم بندے ہو۔۔ لیکن نہیں۔ تم بھی اسکے لیے کسی پپیٹ سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتے۔۔"اس نے کہتے کے ساتھ ہی ٹھک سے فون رکھا تو وہ حیران سا فون کان سے ہٹا گیا۔ رمیز نے اسے نازنین پر حالیہ حملے کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ اس نے موبائل سامنے میز پر ڈالا اور پھر اپنی کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا۔ اسکی پیشانی پر بہت سے بلوں کا اضافہ ہو گیا تھا اور نگاہیں بہت کچھ سمجھ کر۔۔ اب سخت سی محسوس ہو رہی تھیں۔ اسے رمیز کا انداز پہلے ہی کچھ حد تک خاصہ مختلف محسوس ہو رہا تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا۔۔ کہ وہ اپنے مخصوص کاموں کے لیے۔۔ اسکے علاوہ کسی اور کی جانب رُخ پھیرنے لگا تھا۔

وہ اپنے آفس سے اٹھ آیا۔۔ ایک ہاتھ میں روالور بھی تھام رکھا تھا۔ اسکی پیشانی پر پسینہ ابھرا ہوا تھا اور وہ داخلی دروازہ پاب رکر کے اپنی کار کی جانب بڑھ آیا تھا۔ کچھ تھا جو ہر گزرتے لمحے میں۔۔ اسکی گردن کے گرد لگے پھندے کو کستا جا رہا تھا۔۔

رمیز نے اپنی گلاس وال سے احمد کو خاموشی کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ ایک ایک کر کے۔۔ سب اسکا ساتھ چھوڑتے جا رہے تھے اور وہ اس بھری سیاہ دنیا میں تنہا ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن وہ ڈوبنے والوں میں سے نہیں تھا۔ وہ ڈوب نہیں سکتا تھا۔۔ ڈوبنا اسکے لیے آپشن نہیں تھا۔۔ اسکے پاس ایک ہی آپشن تھا۔۔ اور وہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھا۔۔ سروائیو کرنا۔۔ زندہ رہنا۔۔ جس کے لیے وہ اس روئے زمین پر موجود ہر ذی روح کی روح قبض کر سکتا تھا۔ کیونکہ جینے کی چاہ نشہ آور ہوتی ہے۔ یہ بڑھتی ہے اور بڑھتی ہی جاتی ہے۔۔

****

زاویار نے جمے دانتوں کے ساتھ فون کان سے ہٹایا اور پھر اپنی کار کی جانب بڑھ آیا۔ اگلے کئی لمحات میں وہ سارنگ کے کلینک میں پچھلے دروازے سے داخل ہو رہا تھا۔ پچھلے دروازے کی چابی اسے سارنگ نے ہی دی تھی۔ ایسی ایک چابی حرم کے پاس بھی موجود تھی۔ وہ دبے قدموں تاریک پڑے اسٹوڈیو کی جانب بڑھ آیا تھا۔ پھر لائٹ بورڈ پر ہاتھ مارا تو کمرہ روشن ہو گیا۔۔ ٹیبل کے گرد لگی کرسیوں میں سے ایک گھسیٹ کر وہ بیٹھنے ہی لگا تھا کہ۔۔ دور وائٹ بورڈ پر کچھ لکھا دیکھ کر بیٹھتے بیٹھتے۔۔ ٹھہر سا گیا۔۔

پھر اٹھ کر اس بورڈ کے قریب چلا آیا۔ وہ اس لکھائی کو پہچانتا تھا۔۔ یہ حرم کی لکھائی تھی۔ اس نے خالی چہرے کے ساتھ ساری تفصیلات پر سرسری سی نگاہ ڈالی اور پھر بورڈ کے ساتھ لگے میز پر۔۔ دھری فائل اٹھالی۔ اس نے ابھی فائل کھولی ہی تھی۔۔ کہ اس میں رکھی چند رپورٹس زمین پر گر پڑیں۔ وہ چونکا۔۔ پھر جھک کر رپورٹس ہاتھ میں لیں۔۔ آہستگی سے سیدھے ہوتے ہوئے اسکے نقوش میں گھلا ہر تاثر زائل ہوتا گیا۔

ابھی اسکی نگاہیں تیزی کے ساتھ رپورٹ میں موجود تفصیلات کو اسکین کرنے ہی لگی تھیں کہ اسے اپنی گردن پر پستول کی ٹھنڈی نال محسوس ہوئی تھی۔ وہ ساکت ہو گیا۔۔ سانس تک روک لیا۔۔ ہاتھ میں تمامی رپورٹس اگلے ہی پل نیچے کیں اور جونہی تیزی سے گھوم کر سامنے والے پر مکا تانا تو ٹھہر سا گیا۔۔ وہاں حرم کھڑا تھا۔۔ سر پر کیپ پہنے۔۔ بالکل۔۔ اسکے برابر۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

وہ دونوں جینز پر سیاہ جیکٹس پہنے ہوئے تھے اور ان کے چہرے، کیپ آگے ہونے کے وجہ سے خاصے چھپ گئے تھے۔ اس نے اپنا ہاتھ اسکی گردن سے ہٹالیا تھا اور وہ بھی اسے دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو تم۔۔؟ اور ہماری اجازت کے بغیر تم نے رپورٹس کو ہاتھ کیسے لگایا۔۔؟" وہ سختی سے پوچھ رہا تھا۔ زاویار نے اسے استھزاء سا مسکرا کر دیکھا تھا۔

"کیا تمہیں لگتا ہے کہ میں نے پہلے کبھی۔۔ چیزوں کو ہاتھ لگانے سے قبل اجازت لی ہو گی۔۔!" حرم نے اسے پوری قوت کے ساتھ دیوار سے لگایا تھا۔ اسکے بازو میں تکلیف اب تک موجود تھی اور حرم نے اس کے اسی زخمی حصے پر زور دے کر اسے دیوار سے لگا رکھا تھا۔

"کتنا جانتے ہو تم۔۔؟ "

"بالکل اتنا ہی جتنا تم جانتے ہو۔۔" اس نے حرم کا زخمی ہاتھ دیکھا تو اسے پوری قوت سے اسی ہاتھ سے پکڑ کر مروڑا۔۔ وہ کرّاہ کر پیچھے ہوا تھا۔ خون جو بمشکل رکا تھا وہ پھر سے ہتھیلی کو سرخ کرنے لگا۔

"تمہارا باپ۔۔ دشمنوں کی صف میں شامل ہے۔ میں تم پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ ابھی کہ ابھی رپورٹس رکھو اور یہاں سے دفع ہو جاؤ۔۔" وہ دو قدم قریب چلا آیا تھا۔ پھر اسے بے تاثر نگاہوں کے ساتھ پلٹ جانے کو کہا تو زاویار کی آنکھوں میں کچھ زخمی سا چمکنے لگا۔۔

"میرے پرسنلز کو درمیان میں مت لاؤ، حرم۔۔" اس نے اسے تنبیہہ کی تھی۔ ایک دوسرے کے مقابل کھڑے وہ دونوں ہی غصے میں تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جب تم خود کو بیچ میں لائے ہو تو تمہارے پرسنلز بھی درمیان میں لائے جائیں گے۔ احمد کے ساتھ مل کر کیا کرنا چاہتے ہو تم۔۔؟ میرے پلانز کے درمیان اگر تم نے آنے کی کوشش بھی کی۔۔ تو تمہاری موت میرے ہاتھوں ہو گی۔"

"تمہارے پلانز۔۔!" وہ اسکی بات دہرا کر ہنسا تھا۔ حرم اسکی ہنسی کو نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔ پھر آگے بڑھ کر اسکا گریبان جکڑا۔ اسکی بھوری آنکھیں زاویار کے اندر تک اتر رہی تھیں۔

"کیا حقیقت ہے تمہارے پلانز کی۔۔؟ انویسٹرز کے قتل کی تفتیش کرنا۔۔ نازنین کو حملوں سے بچانا۔۔ اور یہ رپورٹس۔۔ مبین اور جاوید کے قتل کو ثابت کرتی ہیں۔ اس سے زیادہ کیا کرو گے تم رمیز کے مقابلے میں۔۔؟ زیرو کو روک سکو گے۔۔؟" اس کے سوال پر حرم کی آنکھیں سپاٹ ہی رہیں۔ وہ اسے کوئی جواب نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ اس سے نفرت کرتا تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ۔۔ ان انویسٹرز کو تم نے ہی قتل کیا ہو۔۔! کیوں۔۔ کیا تم قتل کے وقت۔۔ قتل گاہوں کے آس پاس ہی موجود نہیں تھے۔۔؟" وہ اسکی آنکھوں میں جھانک کر آہستہ سے بولا تو زاویار کے چہرے سے اگلے ہی پل رنگ اڑا۔۔ اسکی آنکھیں سخت ہو گئی تھیں۔

"اور میں تو تم پر زیرو ہونے کا الزام بھی عائد کر سکتا ہوں لیکن افسوس۔۔ کہ تم گنز کے ساتھ اتنے اچھے نہیں ہو۔ نازنین کو اگر تمہاری ایسی حرکتوں کی بھنک بھی پڑ جاتی تو وہ دوبارہ تمہاری شکل تک دیکھنا گوارہ نہیں کرتیں۔ اور۔۔ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ یہ سچ بھی ہوتا یا نہیں۔۔ کیونکہ ایک دنیا جانتی ہے کہ میں جھوٹ کو سچ کیسے ثابت کرتا ہوں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسے پتا تھا کہ اس نے زاویار کو اپنے ہی الفاظ سے گھائل کر دیا تھا۔وہ بالکل خالی آنکھوں سے حرم کا چہرہ تک رہا تھا۔ پھر اسکے ہاتھوں کو اپنے گریبان سے بری طرح جھٹکا۔۔

"تم اگر انہیں پسند کرتے ہو تو۔۔شادی کیوں نہیں کر لیتے ان سے۔۔؟یہ طریقہ انہیں محفوظ رکھے گا اور تمہارا وہ سو کالڈ وعدہ بھی پورا ہو جائے گا۔۔" اس نے اپنی بات جاری رکھنا چاہی لیکن حرم کی جانب سے پڑے مکے پر اسکا چہرہ گھوم کر رہ گیا تھا۔ اسے پتا تھا کہ وہ نازنین سے شادی کرنے پر کبھی راضی نہیں ہو گا۔اسی لیے وہ اس سے۔۔اسکا پلان اگلوانا چاہتا تھا۔کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ حرم مزید کیا کرنے والا تھا۔کسی کو نہیں معلوم تھا کہ وہ آخر کس بساط پر کونسی چال چلنے والا تھا۔

"افسوس ہے مجھے کہ کبھی۔۔میں تمہارا دوست رہا ہوں۔۔"اس نے ہلکی سی آواز میں کہا اور پھر روالور کو جیب میں اڑستا باہر کی جانب بڑھ گیا۔زاویار اسکے جاتے ہی اپنا زخمی بازو دبانے لگا تھا۔شاید اسکا زخم دباؤ کی وجہ سے کھل گیا تھا کیونکہ اسے اپنی جیکٹ کی آستین نم سی محسوس ہو رہی تھی۔اس نے اپنا ہاتھ اٹھا کر دیکھا تو وہاں خون کی باریک سی لکیر دکھائی دی۔

باہر حرم نے اپنے ہاتھ پر بندھی پٹی اتار کر گلی میں موجود ڈسٹ بن میں ڈال دی تھی۔پھر سڑک کے کنارے پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔سڑک رات کے اس پہر بالکل سنسان تھی۔کہر برساتی راتوں میں تو ویسے بھی کسی انسانی ذات کا ادراک نہیں ہوا کرتا تھا۔وہ آہستہ سے اپنی جگہ سے اٹھ آیا تھا۔پیچھے زاویار اب تک زمین پر بکھری ان رپورٹس کو تک رہا تھا۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

وجدان نے اسے سر سے پیر تک کئی دفعہ دیکھا تھا۔ تاکہ وہ اسکے ان دیکھے زخموں کی تشخیص کر سکے۔ لیکن صد شکر کہ حرم نے اسے وقت پر بچالیا تھا۔۔ وجدان کو حرم نے اپنے ہی کمرے میں سونے کا کہہ دیا تھا اسی لیے وہ مزید سوال جواب کیے بغیر۔۔ اسکے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔ نازنین کو ثانیہ اپنے کمرے میں لے آئی تھی۔۔ صوفیہ کا کمرہ روحیلہ پہلے ہی درست کروا چکی تھیں۔۔ کیونکہ وہ یہاں کچھ عرصے کے لیے عدیل کی شادی تک رہنے آئی تھیں۔ انہیں نہیں معلوم تھا کہ اب یہ ٹھکانہ مستقل ہو چکا تھا۔

نازنین کے ساتھ دراز ثانیہ کروٹ لیے سو رہی تھی۔ گھڑی رات کے تین بجا رہی تھی۔ وہ کھلی آنکھوں سے کمرے میں روشن مدھم روشنی تلے، چھت کو تک رہی تھی۔ بار بار پچھلا منظر اسکی نگاہوں کے سامنے لہرانے لگتا تھا۔ وہ آنکھیں میچ کر کئی بار اس منظر کو جھٹک چکی تھی۔۔ لیکن وہ تیز دھار چُھرا۔۔ خون۔۔ نقاب پوش۔۔ سنہری تتلی۔۔ اسکی گردن پر موجود لمس اگلے ہی پل سلگنے لگا تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنی گردن پر پھیرا۔ بہت کچھ گردن کے اس مخصوص حصے کو چھوتے ہی اسے یاد آجایا کرتا تھا۔ وہ بستر پر اٹھ بیٹھی۔ چہرہ پھیر کر ثانیہ کو دیکھا اور پھر کمرے میں موجود بالکنی کے بند دروازے کو۔۔ اگلے ہی پل اب وہ بالکنی کا دروازہ وا کیے۔۔ ٹھنڈی ہوا میں کھڑی تھی۔ اسے خنک ہوا میں اپنا جسم سرد پڑتا محسوس ہو رہا تھا لیکن وہ پھر بھی کھڑی رہی۔ اندر بڑھتی گھٹن ایک اسی طرح کم ہو سکتی تھی۔

ہوا سے اسکے کھلے بال مستقل لہرا رہے تھے۔ پھر وہ آہستگی سے ٹھنڈی پڑتی بالکنی کی گرل کے ساتھ بیٹھ گئی۔ کمر دیوار سے ٹکالی اور گھٹنے سمیٹ کر سینے سے لگا لیے۔ ہاتھوں کو گھٹنوں کے گرد لپیٹے وہ اپنا رخسار گھٹنے پر رکھ چکی تھی۔ آسمان بادلوں سے ڈھکا تھا اور ٹھنڈی ہوا لمحہ بہ لمحہ اسے سرسراتی ہوئی گزر رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

حرم گھر میں داخل ہوا اور پھر ایک نگاہ خاموش پڑے لاؤنج پر ڈالی۔ وہ بنا چاپ پیدا کیے آگے بڑھ آیا تھا۔ اپنے کمرے کی جانب بڑھنے کے بجائے اس نے اپنے قدموں کا رُخ ثانیہ کے کمرے کی جانب پھیرا تھا۔۔ لیکن بستر پر محض ثانیہ ہی دراز تھی۔ وہ جلدی سے آگے بڑھ آیا۔۔ ڈریسنگ روم کا دروازہ وا تھا اور اندر کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ اسکا سانس ٹھہر گیا۔۔ لیکن جونہی وہ کمرے کی بتی روشن کرنے کے لیے آگے بڑھا تو اسے بالکنی میں اکڑوں بیٹھا دیکھ کر ٹھہر سا گیا۔۔ وہ شاید سو چکی تھی۔۔ اسکے کھلے سیاہ بال، ٹھنڈے فرش پر بکھرے تھے۔ وہ گہرا سانس لے کر چند پل وہیں کھڑا رہا اور پھر بالکل خاموشی سے آگے بڑھ آیا۔ اسے گردن جھکا کر دیکھا لیکن وہ واقعی سو رہی تھی۔ وہ بالکنی کے دروازے سے لگ کر بالکل خاموشی سے بیٹھ گیا۔ وہ سو رہی تھی اور حرم چہرہ پھیرے اسے تک رہا تھا۔۔ پھر اس نے اپنا سر دروازے سے ٹکا دیا۔۔ وہ دونوں ٹھنڈی ہوا میں برف کے مجسمے بنتے جا رہے تھے۔

اسے نازنین کی تکلیف اور اسکے کرب کا اندازہ تھا۔ اسکا ٹراما آج تک زندہ تھا، یہ بات اس پر عیاں تھی۔ وہ راتوں کو خوابوں سے ڈر کر اٹھتی تھی۔۔ وجدان اسے بتا چکا تھا۔ نازنین نے اپنے ٹراما کو پراسس نہیں کیا تھا اور اب وہ اسکی رگوں میں رچ بس گیا تھا۔ ٹراما۔۔ پراسس کرنے سے ختم ہوتا ہے۔ یہ سامنا کرنے سے مٹتا ہے۔ اگر اس کا سامنا نہ کیا جائے تو وہ ہمیشہ کے لیے ہمارے دماغ کے خلیوں میں قید ہو جاتا ہے۔ اسے اپنے اندر سے باہر نکالنے کے لیے ہی تھراپیز لینی پڑتی ہیں۔ یہ الفاظ نازنین کے ماہرِ نفسیات کے ہی تھے جو ملک سے باہر منتقل ہو چکے تھے۔ یہ ان کی جانفشانی سے کیا گیا علاج ہی تھا کہ نازنین ان سارے معاملات کو اب تک سبھاؤ سے جھیلتی آئی تھی۔ حرم نے باسط سے نازنین کے ماہرِ نفسیات کا نمبر لے کر ذاتی طور پر ان سے بات کی تھی۔ اور ان کے الفاظ کچھ اسی طرح کے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نازنین نے اپنے ٹراما کا سامنہ نہیں کیا تھا۔ وہ ان باتوں کو یاد کرنے سے کتراتی تھی۔ اسکا ذہن پرانی یادوں کی تکلیف سے خوفزدہ تھا۔۔ اسی لیے وہ ان سب باتوں کے بارے میں سوچتی نہیں تھی۔۔ وہ اسے پراسس نہیں کر پارہی تھی۔۔ وہ اسکا سامنہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ لیکن وہ ساری یادیں ذہن کے کسی خانے میں آج تک تازہ تھیں۔۔ اسی لیے وہ کئی مرتبہ خوابوں سے ڈر کر اٹھتی تھی۔ ہمارے سب کانشیس میں موجود ہر تکلیف دہ یاد ہمارا پیچھا کبھی نہیں چھوڑتی۔۔ بالکل ویسے ہی جیسے کوئی زخم اپنے زخم ہونے کا احساس تکلیف کے ذریعے دلایا کرتا ہے۔ ٹراماز بھی اپنے ہونے کا احساس نائیٹ میئرز کے ذریعے دلایا کرتے تھے۔

نازنین کی آنکھ فجر کی اذانوں پر کھلی تھی۔ اس نے اپنے گھٹنے سے چہرہ اٹھایا اور پھر اپنے اوپر چادر دیکھ کر وہ چونک گئی۔ نگاہ جلدی سے ثانیہ تک گئی لیکن وہ اپنی جگہ پر سو رہی تھی۔ اس نے سیدھا ہونے کی کوشش کی تو کمر میں درد کی تیز لہر اٹھی۔ ایک ہی زاویے پر سونے کی وجہ سے اسکی پشت اکڑ گئی تھی۔ وہ ٹھنڈے فرش سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ پھر بالکنی کا دروازہ بند کرتی ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ آئی۔۔ کچھ لمحات بعد وہ جاء نماز ڈالے نماز ادا کر رہی تھی۔ اسے حیرت بھی ہوئی تھی کہ وہ بغیر کسی خوفناک خواب کے اتنا پرسکون کیسے سو گئی۔۔ اس نے نماز پڑھی اور پھر کمرے سے باہر نکل آئی۔ فجر کی نیلی روشنی ہر سو بکھرنے لگی تھی۔ وہ یخ ریلنگ پر ہاتھ پھیرتی زینے اتر کر صوفیہ کے کمرے تک جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔ لیکن اسے لاؤنج میں کوئی صوفے پر بیٹھا نظر آیا تھا۔۔

اس نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہ حرم تھا۔ سامنے ٹیبل پر اسکا کھلا لیپ ٹاپ اور چند فائلز رکھی تھیں۔ وہ شاید کوئی کام کر رہا تھا اسی لیے بیٹھے بیٹھے ہی سو گیا تھا۔ اس نے صوفے کے ہتھے پر لپٹی چادر دیکھی اور پھر وہ جو نہی۔۔ اسکے اوپر چادر ڈالنے لگی تو حرم نے اپنی جانب بڑھتا اسکا ہاتھ یکلخت پکڑ لیا۔۔ رفلیکسس تیز ہوں تو انسان نیند میں بھی اپنی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جانب بڑھتے ہر ہاتھ کی حرکت بھانپ لیتا ہے۔اس نے بھی اسی تیزی کے ساتھ اسکا بڑھتا ہاتھ پکڑا تو نازنین ایک پل کو سانس نہیں لے سکی۔۔وہ نیند کے خمار میں لپٹی آنکھیں لیے اسے نا سمجھی سے تک رہا تھا۔

"شہوار۔۔؟"وہ بڑبڑایا تو نازنین نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچا۔وہ چونکا تھا۔۔پھر جلدی سے اسکا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔نازنین سیدھی ہو گئی تھی۔اس پر چادر ڈالنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔۔وہ انگلیوں سے آنکھیں مسل رہا تھا۔

"یہ کونسی جگہ ہے سونے کی۔۔؟"نازنین نے اسے دیکھ کر تادیبی انداز میں پوچھا تو وہ آگے بڑھ کر ٹیبل سے اپنا سامان سمیٹنے لگا۔

"آپ رات۔۔ٹھیک سے سوئی تھیں۔۔؟کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی۔۔؟"اس کے دوپٹے کے ہالے میں مقید چہرے کو دیکھتے ہوئے وہ پوچھ رہا تھا۔ پاکیزہ سی صبح میں۔۔ اسے دیکھنا حرم کے لیے بہت پیارا سا اتفاق تھا۔

"ہوں۔۔کوئی پریشانی نہیں تھی۔تمہارا بہت شکریہ۔۔"کہتے ہی نازنین کی نگاہ اسکے ہاتھ پر پڑی تھی۔اسکی پٹی غائب تھی اور زخم بالکل واضح تھا۔

"پٹی کہاں گئی تمہاری۔۔؟رات کو تو روحیلہ پھپھو نے باندھی تھی۔۔"

"آں۔۔وہ کھل گئی تھی تو۔۔"

"تو تم نے اسے دوبارہ باندھنے کی زحمت تک نہیں کی۔اتنے لاپرواہ کیوں ہو تم۔۔؟دیکھو کتنا گہرا زخم آیا ہے۔"

"اتنا بھی گہرا نہیں ہے۔۔"

"تمہاری توجہ حاصل کرنے کے لیے۔۔ایٹ لیسٹ زخم کو کتنا گہرا ہونا چاہیے۔۔؟" نازنین کے طنز پر وہ مسکراتا ہوا اپنا لیپ ٹاپ اور فائلز لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔پھر اسے مسکراتی نگاہوں سے دیکھا۔کیا اس لڑکی کو کسی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نے بتایا تھا کہ وہ چہرے کے گرد بندھے اس دوپٹے میں کتنی پیاری لگتی تھی۔۔؟ اور اس بندھے دوپٹے کے ساتھ۔۔ اسے ڈانٹتی ہوئی تو وہ اور بھی پیاری لگ رہی تھی۔

"ایٹ لیسٹ۔۔ دو سے تین انچ گہرا تو ہونا ہی چاہیے۔ اس سے کم گہرائی لیے ہوئے زخم خود ہی وقت کے ساتھ مندمل ہو جاتے ہیں۔ بنا کسی توجہ کے۔۔" اسکی وضاحت پر نازنین نے گہرا سانس لیا تھا۔

"میں کیوں تم سے صبح صبح الجھ رہی ہوں۔ میرا دماغ خراب ہے یقیناً۔۔" وہ کہہ کر زینوں کے اس پار صوفیہ کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔ فجر کی نیلی روشنی دودھیا سی صبح میں ڈھلنے لگی۔ وہ مسکراتا ہوا زینوں کی جانب بڑھ آیا تھا۔ ابھی اس نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ سامنے بیڈ پر دراز وجدان کو دیکھ کر چونکا۔ اس پر لحاف نہیں تھا اور وہ نیند میں ہاتھ آس پاس مارتا لحاف تلاش کر رہا تھا۔ کمفرٹر بیڈ سے آدھا نیچے گر رہا تھا۔۔ اسکی پہنچ سے خاصہ دور۔۔

حرم نے گہرا سانس لیا اور پھر آگے بڑھ آیا۔ لیپ ٹاپ اور فائلز سائیڈ ٹیبل پر رکھیں۔ جھک کر کمفرٹر اٹھایا اور پھر اسے درستگی سے وجدان کے اوپر ڈالنے لگا۔ لحاف کے اپنے اوپر آتے ہی وجدان کچھ اور اس میں سمٹ گیا تھا۔ ماتھے پر گرے بالوں کے ساتھ، ہلکے سے کھلے لب لیے سوتا ہوا وہ بہت معصوم لگ رہا تھا۔ حرم نے اس پر آخری نگاہ ڈالی اور پھر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

✻✻✻✻✻✻✻

"یہ لڑکا یہاں آیا تھا۔۔؟ کب۔۔؟" احمد نے حرم کی تصویر رستم آفندی کے فارم ہاؤس کے باہر ایستادہ سیکیورٹی گارڈ کے سامنے کی تو وہ سر اثبات میں ہلانے لگا۔ وہاں پر تفتیشی افسران کی تفتیش اب تک مکمل نہیں ہوئی تھی، اسی لیے وہاں عام لوگوں کا داخلہ ممنوع تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"لیکن یہ یہاں کیسے داخل ہو سکتا ہے۔۔؟ کیا کسی نے منع نہیں کیا اسے۔۔؟"

"صاحب اس کے پاس کسی ایجنسی کا کارڈ تھا اسی لیے ہم نے اسے یہاں پر داخل ہونے سے نہیں روکا۔۔" گارڈ نے اپنا مدعا پیش کیا تو احمد نے سمجھ کر سر ہلایا۔ پھر وہ پلٹ آیا۔۔ چند پل گاڑی میں خاموشی سے بیٹھا رہا۔ اگر زاویار ہر قتل گاہ کی جانب دکھائی دیا تھا۔۔ تو حرم بھی ہر قتل گاہ کی جانب دیکھا گیا ہے۔ اگر کوئی اس کے بیٹے پر شک کرے گا تو اسے حرم پر بھی اتنا ہی شک کرنا چاہیے۔۔ لیکن زاویار کی موجودگی کے ثبوت موجود تھے۔۔ حرم کی موجودگی کے کوئی واضح ثبوت موجود نہیں تھے۔ کیا کوئی زاویار کو پھنسا رہا تھا۔۔؟ یا پھر۔۔ یا پھر۔۔ زاویار نے واقعی۔۔ ان انویسٹرز کو قتل کیا تھا۔۔؟ یہ ایک ایسا خیال تھا جس کے بارے میں وہ سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ ہر جگہ سے زاویار کے حوالے سے اسے ایسے کلو ملے تھے جن سے وہ نگاہیں نہیں پھیر سکتا تھا۔

کچھ سوچ کر اس نے اگنیشن میں چابی گھمائی اور پھر گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔ اسکا رُخ زاویار کے اپارٹمنٹ کی جانب تھا۔

وہ حسبِ توقع اس وقت اپارٹمنٹ میں موجود نہیں تھا۔ اس نے اسکے اپارٹمنٹ کا کوڈ حفظ کر رکھا تھا۔ وہ دبے قدموں اندر داخل ہوا اور پھر سب سے پہلے بیڈروم کی جانب بڑھ آیا۔۔ درازیں اور الماری کھول کر اندر تک چھان ماری۔۔ وہاں کچھ بھی قابلِ غور نہیں تھا۔ جب اسے وہاں کچھ نہیں ملا تو وہ اگلے ہی پل الماری کا پٹ بند کر کے پلٹنے لگا۔۔ لیکن اسکی نگاہ، ایک جانب گرے انجیکشن پر پڑی تھی۔ وہ نیچے جھکا اور پھر انجیکشن ہاتھ میں اٹھا لیا۔ آنکھیں سکڑ گئیں۔۔ رستم آفندی کے جسم میں ایک مخصوص قسم کا مواد انجیکٹ کیا گیا تھا۔ اس نے رپورٹس دیکھی تھیں۔۔ وہ (Cadocolin) تھا۔ جو اس کے دونوں کانوں میں موجود تھا۔ اس سے انسانی دھڑکن بتدریج کم ہو کر تھم جاتی تھی اور چہرے کے زاویے ایک ہی جگہ ٹھہر جایا کرتے تھے۔۔ جیسے پیرالائز ہو گئے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہوں۔ اس نے انجیکشن اپنی جیب میں ڈالا اور پھر الماری میں لٹکے زاویار کے کپڑوں کو ٹٹولنے لگا۔اس انجیکشن کی حقیقت تو فارینسک رپورٹ کے بعد ہی کھل سکتی تھی۔ لیکن اندر ہی اندر وہ پریشان ہو چکا تھا۔۔اور خاصہ مشکوک بھی۔

اسکے ماتھے پر پسینے کی ہلکی ہلکی بوندیں بھی ابھری ہوئی تھیں اور وہ ساتھ ساتھ ایک نگاہ دروازے پر بھی ڈالتا تھا۔ شاید وہ بغیر کسی نیت کے جامنی رنگ کی یو ایس بی تلاش کر رہا تھا۔اگر زاویار اس رات وہاں موجود تھا تو ہو سکتا ہے کہ وہ یو ایس بی اسی نے اٹھائی ہو۔۔ لیکن یو ایس بی اس کے پاس موجود نہیں تھی۔یو ایس بی پورے گھر میں کہیں موجود نہیں تھی۔

وہ چند پل اپارٹمنٹ کے وسط میں کھڑا رہا اور پھر آگے بڑھ آیا۔اپنے پیچھے داخلی دروازہ احتیاط سے بند کیا اور پھر گاڑی کی جانب چلا آیا۔اسکا رُخ اب لیبارٹری کی جانب تھا۔اسکے گاڑی نکالتے ہی کوئی اپارٹمنٹ کے زینوں پر نمودار ہوا تھا۔وہ اسکی جاتی گاڑی کو خاموشی سے دیکھے گیا اور پھر فون کان سے لگاتا، زینوں سے اتر آیا۔۔

اب وہ دور جاتا کسی سے فون پر محوِ گفتگو تھا۔

❊❊❊❊❊❊❊❊

دوپہر سر پر چڑھی معلوم ہو رہی تھی۔۔گھر کے مکینوں کی تیاریاں تیز تر ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔عدیل کی بارات میں محض چھ دن ہی رہ گئے تھے۔ روحیلہ نے آج کی تقریب منسوخ کر دی تھی۔ بلکہ انہوں نے آنے والے دنوں کی دو تین تقریبات کو منسوخ کر دیا تھا۔ شاید وہ لوگوں کی باتوں کا جواب دینے کے لیے ابھی تک خود کو ذہنی طور پر تیار نہیں کر پائی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دن چڑھ آیا تھا۔وجدان اور صوفیہ اپنے کچے صحن والے گھر گئے ہوئے تھے۔ روحیلہ نے ہی انہیں بھیجا تھا تاکہ وہ اپنی ضرورت کا سامان لا سکتے۔ ثانیہ کالج گئی ہوئی تھی اور روحیلہ موقع دیکھ کر نازنین کے پاس چلی آئی تھیں۔ وہ صبح سے ثانیہ کے ہی کمرے میں تھی۔۔اسے باہر نکلنا بہت آکورڈ لگ رہا تھا۔کسی اور کے گھر میں وہ کیسے منہ اٹھا کر گھوم پھر سکتی تھی۔اس سب پر مستزاد،روحیلہ اسے پسند نہیں کرتی تھیں۔اسی لیے بہتر یہی تھا کہ وہ ان کے سامنے کم سے کم جایا کرتی۔

کمرے کا دروازہ بجا۔۔اور پھر روحیلہ اسے دروازے میں کھڑی نظر آئیں۔وہ سیدھی ہو بیٹھی۔۔اس نے آسمانی رنگ کی قمیض اور چوڑی دار پجامہ زیب تن کرر کھا تھا۔بالوں کو جوڑے میں باندھے،وہ چپ چاپ بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔روحیلہ نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور پھر آگے بڑھ آئیں۔بالکنی کے پاس لگی کرسی کی جانب اسے آنے کا اشارہ کیا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔پھر ان کے عین سامنے آبیٹھی۔ان دونوں کے درمیان بہت فاصلہ حائل تھا۔۔وہ کبھی بھی اتنی ان سے بے تکلف نہیں تھی۔وہاں ہمیشہ آکورڈ سی خاموشی موجود رہتی تھی۔

"تمہارے ساتھ اب تک جو بھی ہوا مجھے اس بات پر افسوس ہے۔مجھے سالوں پہلے تمہاری بات پر بھی بھروسہ تھا جب تم نے کہا تھا۔۔کہ تمہیں کسی نے رات کی تاریکی میں ظلم کا نشانہ بنایا ہے۔میں بس اس بات کا اظہار اس وقت نہیں کر پائی تھی۔۔کیونکہ میں کسی کے گھریلو معاملات میں مداخلت بالکل بھی پسند نہیں کرتی"

نازنین انہیں خاموشی سے دیکھے گئی۔پھر اس نے گہرا سانس لیا۔اسکی اذیت اور کرب۔۔ان کے لیے کسی اور کا گھریلو مسئلہ تھا۔۔!اسے تکلیف سے زیادہ ان کی سوچ پر افسوس ہوا تھا۔

"جب مجھے بھابھی نے تمہارے نفسیاتی مسائل کے بارے میں بتایا تو میں محتاط ہو گئی تھی۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ یہ نفسیاتی امراض کس قدر تیزی سے ایک سے دوسرے انسان میں منتقل ہوتے ہیں۔اس وقت عدیل بہت چھوٹا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھا۔ میں چاہتی تو جاوید بھائی کو اپنے گھر میں جگہ دے سکتی تھی۔۔ لیکن میں تمہاری بگڑتی ذہنی حالت سے خوفزدہ تھی۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ ایسے کسی بھی معاملے سے عدیل یا پھر سہیل سَفر کریں۔ میری نیت کبھی بھی بری نہیں تھی۔"

وہ بے نیازی سے بول کر خاموش ہوئیں اسکا چہرہ تک رہی تھیں۔ اسکا چہرہ خالی تھا۔۔ بالکل خالی۔۔ وہ میچور تھی۔ ایسی باتوں پر وہ جذباتی رد عمل نہیں دے سکتی تھی۔ رات کی نیند کے باعث اس کے اعصاب پر سکون تھے۔

"آپکو اس سب کی وضاحت دینے کی ضرورت نہیں۔ میں نے کبھی آپ سے کوئی جواب نہیں مانگا۔ میں آپکی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے۔۔ ایسے حالات میں اپنے گھر میں رہنے کی جگہ دی ہے۔ جیسے ہی معاملات سنبھلیں گے۔۔ میں جلد ہی اپنے گھرانے کو لے کر یہاں سے چلی جاؤنگی۔"

"بہتر۔۔ میں یہی کہنا چاہتی تھی۔۔ کہ جتنی جلدی ہو اپنی رہائش کا بندوبست کر لو۔ ابھی تم یہاں آرام سے رہ سکتی ہو۔ مجھے تمہارے یہاں رہنے پر کوئی اعتراض نہیں۔۔ لیکن یہ مت بھولنا کہ یہ تمہارا نہیں۔۔ میرا گھر ہے۔۔" وہ جتا رہی تھیں۔ نازنین بے ساختہ ہی مسکرائی تھی۔ روحیلہ نے اسکی جانب ناسمجھی سے دیکھا تھا۔

"اپنی اٹھارہ سالہ زندگی میں، میں نے کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا، پھپھو۔ اٹھارہ سال کی زندگی بہت لمبا عرصہ ہوتا ہے۔ کبھی کسی کی چیز کی جانب نہیں دیکھا اور اپنی حیثیت کو ہمیشہ یاد رکھا ہے۔ جاوید انصاری کی بیٹی سے آپ کو ایسی توقع نہیں رکھنی چاہیے تھی۔۔ یہ آپکا گھر ہے۔۔ آپکا ہی رہے گا۔"

اس کے کہنے پر روحیلہ کھنکھار کر سیدھی ہو بیٹھی تھیں۔ ایک پل کو وہ انہیں بالکل جاوید جیسی لگی۔ انہی کی طرح۔۔ ٹھہر ٹھہر کر۔۔ سنجیدگی سے اپنے جملے مکمل کرتی ہوئی۔۔ وہ چند پل کچھ بول نہیں سکی تھیں۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تمہاری جاب کیسی جا رہی ہے۔۔؟" انہوں نے کچھ پل بعد استفسار کیا تو نازنین نے گہرا سانس لیا۔ پھر آہستہ سے بولی۔۔

"مجھے ٹرمینیٹ کر دیا گیا ہے۔" روحیلہ استفہامیہ نگاہوں سے اسے تکنے لگی تھیں۔ اس نے سر اثبات میں ہلایا کر انکی یقین دہانی کروائی تھی۔

"یونی انتظامیہ نے مجھے بغیر کسی خاص وجہ کے ٹرمینیٹ کر دیا ہے۔ میں پچھلے ہفتے سے جاب ہی تلاش کر رہی تھی۔۔ "

"لیکن کیوں۔۔؟ کیا وجہ تھی۔۔؟" وہ پریشان ہو گئی تھیں۔ نازنین کے کندھوں پر بوجھ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ اس نے بوجھل دل کے ساتھ سانس لی تھی۔

"میں نہیں جانتی۔۔" اس کا انداز دوٹوک تھا۔ وہ روحیلہ کو ابھی اتنی بڑی بات نہیں بتا سکتی تھی۔ عدیل کی شادی تھی اور یقیناً رمیز بھی اس میں شرکت کرنے والا تھا۔ وہ ان کی خوشگوار تقریبات کو بدمزگی نہیں بخشنا چاہتی تھی۔ روحیلہ اٹھ کر جا چکیں تو وہ وہیں بیٹھی رہی۔ کب تک وہ کسی کے گھر میں رک سکتی تھی؟ سوچ سوچ کر اب اس کا سر بھاری ہونے لگا تھا۔۔

****

سرِ شام ہی گھر کی بتیاں روشن کر دی گئی تھیں۔ بھاری پردے گرا دیے گئے تھے اور ہر جانب خنکی خاصی بڑھ گئی تھی۔ صوفیہ اور وجدان گھر میں مغرب کے بعد داخل ہوئے تھے۔ صوفیہ نے سامان گاڑی میں ہی رہنے دیا اور آگے بڑھ آئیں۔ ان کا سانس پھولا ہوا الگ رہا تھا اور رنگت کام کرنے کی وجہ سے سفید تھی۔ وہ آکر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

خاموشی سے لاؤنج میں لگے صوفوں پر بیٹھ گئ تھیں۔روحیلہ بھی کچن سے نکل کر سیدھا ادھر ہی چلی آئ تھیں۔وہ اب صوفیہ سے سامان کی بابت استفسار کر رہی تھیں۔ساتھ ساتھ انہوں نے ملازمہ کو صوفیہ کے لیے پانی لانے کا بھی حکم جاری کیا تھا۔وجدان ڈرائیور کے ساتھ سامان نکلوا رہا تھا۔پھر وہ دو تھیلے لیے آگے بڑھ آیا۔۔ثانیہ بھی لاؤنج میں بیٹھی اپنے سامنے کتابیں پھیلائے ہوئے تھی۔ فون پر وہ شاید کسی سے کل کی پریزنٹیشن کے بارے میں خاصی پریشانی اور ذرا جھنجلاہٹ سے کچھ کہہ رہی تھی۔وہ ابھی داخلی دروازے سے سامان لیے اندر داخل ہوا ہی تھا۔۔کہ ثانیہ کی بات پر لمحے بھر کو ٹھہر کر اسے پلٹتے ہوئے دیکھا۔ وہ اپنا بھاری سوٹ کیس وہیں رکھ کر صوفے کی پشت تک چلا آیا تھا۔پھر ثانیہ کے سر کے اوپر سے جھانک کر کتاب کی جانب دیکھا۔۔وہ بائیولاجی کی کتاب تھی اور اس میں برین سسٹم کی تفصیلات وضع تھیں۔لیکن اسے اس بات نے اس جانب متوجہ نہیں کیا تھا۔۔بلکہ اسے ثانیہ کی غلط انڈرسٹینڈنگ نے اسکی جانب متوجہ کیا تھا۔وہ دماغی حصوں کے مختلف اور خاصے مشکل ناموں کو آپس میں گڈمڈ کر رہی تھی۔ساتھ ساتھ وہ ان کے فنکشنز کی بھی غلط تشریح کر رہی تھی۔۔اس سے رہا نہیں گیا اور وہ یکدم ہی بول اٹھا۔۔

"آپ برین سسٹم غلط پڑھ رہی ہیں۔اس کے تین بنیادی حصوں کے فنکشنز مختلف ہیں۔آپ فرنٹل لوب کا فنکشن، دوسری لوب کے ساتھ ملا کر اسے غلط سمجھ رہی ہیں۔۔"اس کے بولنے پر جہاں اسے ثانیہ نے چونک کر دیکھا تھا وہیں روحیلہ بھی اسکی جانب متوجہ ہوئ تھیں۔وہ میڈیکل کا طالبِ علم تھا۔اسکی جانب سے ایسی تصحیح صوفیہ کے لیے تو بالکل ہی معمولی سی بات تھی۔گھر میں بھی وہ نازنین کی بارہا تصحیح کرتا رہتا تھا۔

"کیا کہا آپ نے۔۔؟کیا آپ مجھے یہ سمجھا سکتے ہیں۔۔؟مجھے ایک حصے کا فنکشن سمجھ آتا ہے تو دوسرا سمجھ نہیں آتا۔سب کے کام ایک جیسے لگ رہے ہیں۔۔"وہ بھوری آنکھوں میں امید لیے اسے گردن پھیر کر دیکھتی کہہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

رہی تھی۔وجدان نے جھجکتے ہوئے روحیلہ کی جانب دیکھا۔۔ اسکے رخسار بے ساختہ ہی گلابی ہوئے تھے۔ توجہ کا مرکز بننا وجدان کے لیے مشکل تھا۔۔

"فرنٹل لوب، سیر یبرم کا حصہ ہے۔ سیر یبرم دماغ کا ایک بڑا حصہ ہے اور اس کے مزید چار چھوٹے حصے ہیں۔ ہر حصے کا کام اور وضع مختلف ہے۔ یہ دماغ کی ادراکی سمجھ۔۔یعنی کاگنیٹو تھنکنگ (Cognitive Thinking) کا کام سرانجام دیتا ہے۔۔"وہ چہرہ اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ روحیلہ نے رُخ اسی جانب پھیر لیا۔۔

"کیا پڑھ رہے ہو تم۔۔؟"ان کا پہلا سوال یہی تھا۔

"میں۔۔ میڈیکل کے لیے اینٹری ٹیسٹ کی تیاری کر رہا ہوں۔ میڈیکل کا اسٹوڈنٹ ہوں میں۔ "

"تو کیا تم ثانیہ کو پڑھا سکتے ہو۔۔؟ اگر ہاں تو یہاں آکر بیٹھو اور اسے سمجھاؤ۔ بائیولاجی ثانیہ کے لیے ہمیشہ بہت مشکل رہی ہے۔"وہ چند پل پس و پیش میں کھڑا رہا پھر لب کاٹتا آگے آکر صوفے پر بیٹھ گیا۔ ساتھ ہی اس نے ثانیہ کے ہاتھ سے کتاب لے لی تھی۔ اب وہ پینسل ہاتھ میں لیے اہم تفصیلات کی نشاندہی کرتا اسے سمجھا رہا تھا۔ ثانیہ کو پہلے تو اسکی کوئی بھی بات سمجھ نہیں آئی۔ کیونکہ وہ مشکل الفاظ اور خالصتاً میڈیکل کی زبان استعمال کر رہا تھا۔ لیکن توجہ سے سننے پر اسے کچھ کچھ سمجھ آنے لگا تھا۔ اتنا۔۔ کہ وہ کل اپنی پریزنٹیشن باآسانی دے سکتی۔

"سیریبلم کو چھوٹا دماغ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا خاص کام انسان کی فزیکل موومنٹس کو آپریٹ کرنا ہوتا ہے۔۔ جیسے ایموشنل ریسپانس کے لیے ہمارا سیر یبرم ذمہ دار ہوتا ہے۔ اسی طرح جسمانی ردعمل اور رفلیکسس کے لیے دماغ کا یہ حصہ کام کرتا ہے۔ یہ پارٹ مشکل نہیں ہے۔ اس میں مزید اور حصوں کے فنکشنز موجود نہیں۔"بغیر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رکے وہ اسے سمجھاتا جارہا تھا۔ ثانیہ کہیں کہیں اسے روک کر دوبارہ سے پوچھتی تھی۔ یہ باتیں اتنی بھی آسان نہیں تھیں۔

"بائیولاجی اتنی پیچیدہ کیوں ہے۔۔ اور اتنی بورنگ بھی۔۔!" ثانیہ نے ناک بھوں چڑھا کر کہا تو وجدان پہلی دفعہ مسکرایا۔

"اگر آپکو بائیو بور لگ رہی ہے تو آپ اسے درست استاد سے نہیں پڑھ رہے۔۔" اس کے کہنے پر روحیلہ اسکی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

"جب تک یہاں ہو۔۔ تب تک ثانیہ کو بائیولاجی تم ہی پڑھایا کرو۔ عدیل کی شادی کی وجہ سے اسکے پاس سینٹر کی کلاسس اٹینڈ کرنے کا ٹائم نہیں۔۔" ان کے کہنے پر اس نے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔ صوفیہ اسے فخریہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔ اسکی ذہانت نے ہمیشہ انہیں بہت خوش کیا تھا۔

"آپکو ان سارے پارٹس کے نام اور ان کے فنکشنز انگلیوں پر کیسے یاد ہیں؟ میں تو ایک یاد کروں تو دوسرا بھول جاتا ہے۔" جب وہ اسے بنا کتاب کے سب باتوں کا لبِ لباب دینے سے فارغ ہوا تو ثانیہ نے کہا۔

"میں ایک ہی ٹاپک کو کئی کتابوں سے اور مزید سورسز سے پڑھنے کا عادی ہوں۔ یہ کام تھوڑا محنت طلب ہے اور ایسے پڑھنے میں کافی وقت بھی لگتا ہے۔ لیکن مجھے کئی دن کی محنت کے بعد یہ سب نام اور ان کے فنکشنز آسانی سے یاد رہ جاتے ہیں"

وجدان نے اس سے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ثانیہ خوش تھی۔۔اسکے نوٹس تیار تھے اور اب وہ آرام سے اپناہوم ورک کر سکتی تھی۔اسی پہر حرم گھر میں داخل ہوا۔۔وہ صبح سے سہیل کے ساتھ آفس میں مصروف رہاتھااور گہری ہوتی شام کے ساتھ ہی گھر میں داخل ہوا تھا۔

وہ سیدھالاؤنج میں ہی چلا آیا۔ثانیہ کی اونچی بندھی پونی ٹیل ہلکی سی کھینچی اور پھر صوفے پر آ بیٹھا۔ثانیہ اسکے تنگ کرنے کی اتنی عادی ہوچکی تھی کہ کوئی رد عمل ہی نہ دیا۔وہ اب صوفیہ اور روحیلہ سے ان کے دن کی بابت پوچھ رہا تھا۔صوفیہ اسکا بار بار شکریہ ادا کرکے اسے شرمندہ کررہی تھیں۔

"تم کیسے ہو،وجدان۔۔؟"اس نے پوچھااور پھر چہرہ گھما کر نازنین کو تلاش کرنے لگا۔

"پھپھو کہاں ہیں تمہاری۔۔؟ "

"نازنین آپی کمرے میں ہیں۔۔"وجدان کے بجائے ثانیہ نے جواب دیا تھا۔ اس نے سر ہلادیا۔ پھر ان دونوں کی جانب جھکا۔۔

"تم دونوں کیا کررہے ہو۔۔؟"اسے یونہی تجسس ہوا تھا۔

"وجدان،مجھے برین سسٹم سمجھارہاتھااور بھائی آپکو پتاہے۔۔اسے یہ ساری چیزیں دیکھے بغیر یاد ہیں۔۔"ثانیہ کو وجدان کی یادداشت نے کچھ زیادہ ہی متاثر کردیا تھا۔حرم وجدان کی ذہانت سے واقف تھااسی لیے مسکراہٹ دبا کر سیدھا ہو بیٹھا۔پھر اس کی آنکھیں کسی شرارت کے زیرِ اثر چمکیں۔۔اس نے رخسار کھجاتے ہوئے ثانیہ کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اچھابتاؤ۔۔اگر ۱۲۵ کو۔۔ہم ۷ سے ملٹیپلائی کریں تو کیا جواب آئے گا۔۔؟" وہ ہمیشہ دور کی کوڑی لاتا تھا۔ ثانیہ نے جلدی سے موبائل اٹھا کر ہندسوں کو کیل کیولیٹ کرنا چاہا تھا لیکن وجدان اس سے پہلے ہی جواب دے چکا تھا۔

"۸۷۵ "اسکا جواب اتنا بے ساختہ تھا کہ حرم بھی ایک پل کو حیران ہوا تھا۔ لیکن ثانیہ کا ردعمل سب سے زیادہ مضحکہ خیز تھا۔ موبائل ہاتھ میں تھامے۔۔وہ آنکھیں پوری کھولے وجدان کو چہرہ پھیرے تک رہی تھی۔

"اتنا جلدی۔۔!آپ انسان ہیں یا کیل کیولیٹر۔۔؟"

حرم اسکے سوال پر ہنسا تھا اور وجدان نے خجل ہو کر بال کھجائے تھے۔

"یہ انسانی کیل کیولیٹر ہے۔۔"حرم نے کہا تو ثانیہ کے دانت نکل آئے۔ کچھ پل بعد لاؤنج کی محفل برخاست ہوئی تو سب اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے۔ رات کا کھانا کھایا جاچکا تھا اور وہ نازنین سے کھانے کی ٹیبل پر مل بھی چکا تھا۔ وہ اسے پہلے سے خاموش محسوس ہوئی۔ صوفیہ تو سہیل اور روحیلہ کے ساتھ برابر باتیں کررہی تھیں لیکن نازنین اسے چپ چپ لگی تھی۔ شاید وہ کچھ سوچتی رہی تھی۔۔ وجدان اور ثانیہ کی تو دوستی ہی ہو گئی تھی۔ ثانیہ اس سے ہر دو منٹ بعد ہندسوں کو تقسیم اور ضرب دینے کا کہہ دیتی۔ وہ بے ساختگی سے جواب دیتا تو ثانیہ کو بہت مزہ آتا۔ اس نے ایسا انسانی کیل کیولیٹر پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

رات گہری ہوئی تو وہ ثانیہ کے کمرے سے اپنا سامان سمیٹ کر صوفیہ اور وجدان کے کمرے میں جاکر سونے کے بارے میں سوچنے لگی۔ ابھی اس نے اپنا موبائل اور دوپٹہ اٹھایا ہی تھا کہ ثانیہ کمرے میں چلی آئی۔۔اسے دوپٹہ اور موبائل ہاتھ میں لیے دیکھ کر ایک پل کو ٹھٹکی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ۔۔ کہیں جا رہی ہیں کیا۔۔؟ "

"میں سوچ رہی تھی کہ۔۔۔ وجدان اور امی کے کمرے میں سو جاؤں۔۔" اس کے کہنے پر ثانیہ نے نا سمجھی سے دیکھا تھا اسے۔۔

"لیکن آپ وہاں کیسے ایڈجسٹ کریں گی۔۔؟ اس کمرے میں تیسرا بیڈ نہیں ہے۔۔" وہ کتابیں اسٹڈی ٹیبل پر رکھ کر اسکے سامنے چلی آئی تھی۔ نازنین اسکی فکر پر مسکرائی۔ مسکرانے کی وجہ سے اسکے رخساروں کی ہڈیاں کچھ اوپر کو اٹھ گئی تھیں اور وہ ایسے نرمی سے مسکراتی ہوئی ثانیہ کو بہت پیاری لگی تھی۔

"میں ایڈجسٹ کر لونگی، ثانی۔۔ تھینک یو۔۔ "

"کیا آپکو میرے ساتھ رہنا اچھا نہیں لگ رہا۔۔؟" اسکے معصوم انداز پر اس نے جلدی سے سر نفی میں ہلایا۔

"ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔۔ بس تمہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی میں۔ خواہ مخواہ تم میری وجہ سے اپنی روٹین میں خلل محسوس کرو گی۔۔ "

"اتنے مشکل الفاظ تو مجھے سمجھ نہیں آتے لیکن آپ کی وجہ سے مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔ بلکہ آپ کی یہاں موجودگی مجھے خوشی دے رہی ہے۔ آپ کو پتا ہے ناں۔۔ کہ میری کوئی بہن نہیں۔۔ آپ میرے لیے بالکل۔۔ بڑی بہنوں جیسی ہیں۔"

وہ چند پل تو اسکے جواب پر اسے دیکھتی رہی پھر آہستہ سے مڑ کر اپنا موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔ دوپٹہ کندھوں پر پھیلا کر وہ چپ چاپ اسکے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ پھر اسے آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو وہ دونوں ہی ہنس پڑیں۔ ثانیہ ہنستے ہوئے اسکے سامنے بیڈ پر چوکڑی مار کر بیٹھ گئی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپکو پتا ہے آپ کتنی پیاری لگتی ہیں ہنستے ہوئے۔ ویسے مجھے آپ سے تھوڑا ڈر بھی لگتا ہے۔۔ "

"ڈر کیوں۔۔؟"ناز نین نے مسکراہٹ روک کر پوچھا تھا۔

"کیا مطلب کیوں۔۔ آپ بڑی ہیں اور اتنا سیریس رہتی ہیں ہر وقت۔ مجھے ڈر لگتا ہے میرے منہ سے کچھ الٹا سیدھا نہ نکل جائے۔ آپکو ڈانٹتے ہوئے میں نے کبھی دیکھا تو نہیں ہے۔۔ لیکن مجھے انداز ہے کہ آپکا غصہ بہت برا ہو گا۔" اسکی وضاحت پر ناز نین نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ایسی بات پر بھلا وہ کیا جواب دیتی۔

"ویسے کیا آپ گھر میں بھی ہر وقت سیریس رہتی ہیں۔۔؟وجدان کے ساتھ بھی۔۔؟ "

"سیریس رہنا میری طبیعت کا حصہ ہے۔ لیکن وجدان کے ساتھ میں تھوڑا کم سیریس رہتی ہوں۔ڈانٹ اسے بھی پڑتی رہتی ہے لیکن میں اس پر غصہ نہیں ہو سکتی۔۔"

"آپ اس سے پیار کرتی ہو نگی ناں بہت زیادہ۔۔"آنکھوں میں جگنو سمیٹے وہ اسے دیکھتی کہہ رہی تھی۔ثانیہ کی معصومیت پر اسے بے ساختہ ہی پیار آیا تھا۔

"ہاں۔۔ "

"لکی ہے وہ بہت۔۔"ثانیہ نے آہستہ سے کہا تو ناز نین اسکے انداز پر ہلکا سا چونکی۔وہ اب چہرہ پھیرے بالکنی سے جھانکتے چاند کو تک رہی تھی۔اسکی جگمگاتی آنکھیں یکلخت ہی ماند پڑتی محسوس ہونے لگی تھیں۔

"ہر وہ بچہ کتنا لکی ہوتا ہے ناں۔۔ جسے سننے والا کوئی بڑا موجود ہو۔۔"ناز نین نے اسکی بات پر گہرا سانس لیا تھا۔پھر وہ بھی بالکنی سے نظر آتے چاند کو تکنے لگی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ہر وہ انسان لکی ہوتا ہے جسے سننے والا کوئی موجود ہو۔ اسے بغیر جج کیے۔۔ اسکی کہانی پر کسی بھی قسم کا تبصرہ دیے بغیر۔۔ صرف سننے والا۔۔ "

"کیا آپ کے پاس کوئی سننے والا موجود تھا۔۔؟ آپ کے بچپن میں۔۔؟" اسکے پوچھنے پر نازنین نے سر آہستہ سے نفی میں ہلایا تھا۔ جاوید کی علالت کے دن اسکی نگاہوں میں بسیرا کرنے لگے تھے۔۔ تب جب وہ ان کے بے سدھ وجود کے پاس بیٹھی گھنٹوں بولتی رہتی تھی۔ وہ ان کے جواب کی منتظر رہا کرتی تھی لیکن وہ دوائیوں کے زیر اثر ہوش و خرد سے بیگانہ رہتے تھے۔

"میرے پاس بابا موجود تھے۔۔ لیکن ان کا وقت میرے ساتھ بہت تھوڑا تھا۔ وہ چلے گئے تو میں نے بولنا بند کر دیا۔۔ کوئی سننے والا نہیں بچا تھا۔ لیکن پھر میں وجدان کے لیے ایک اچھی سامع بن گئی۔ میں اسکی ہر بات کا جواب دے کر اسے اپنے "ہونے" کا احساس دلایا کرتی تھی۔ شاید جبھی ہم دونوں اتنے کلوز ہیں۔"

وہ آخر میں مسکرائی تو چاندنی تلے اسکا چہرہ دمکنے لگا۔ ثانیہ کو اسکے جواب نے خوش کر دیا تھا۔ پھر وہ سیدھی ہو بیٹھی۔ رازداری سے اسکی جانب جھکی تو ثانیہ بھی دلچسپی سے آگے کو ہوئی۔۔

"کیا ہم اس وقت لائبریری جا سکتے ہیں۔۔؟ مجھے بس ایک کتاب چاہیے۔۔" وہ صبح سے اس بارے میں سوچ رہی تھی۔ لیکن اسے بات کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ اسکے اندر کا بڑھتا خالی پن ایک کتاب ہی دور کر سکتی تھی۔ ثانیہ نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا تو وہ دونوں اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئیں۔ گھر رات کے اس پہر سنسان تھا۔۔ ٹھنڈے ماربل پر قدم دھرتیں وہ دونوں زینے عبور کر کے اوپر چلی آئی تھیں۔ نازنین ریلنگ پر ہاتھ پھیرتی آگے بڑھ رہی تھی۔ اسے اس ریلنگ کو دیکھتے ہی وہ دن یاد آیا تھا جب حرم اسکے لیے شائستہ سے الجھ رہا تھا۔۔ زندگی کتنی بدل گئی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے سر جھٹکا اور پھر ثانیہ کے پیچھے ہی لائبریری میں داخل ہوئی۔ اوپر تلے۔۔ ہر جگہ کتابوں کی بہتات تھی۔ لائبریری کی فضا میں ٹھہری کتابوں کی خوشبو اس نے اپنی سانس کے ساتھ اندر کو اتاری تھی۔ کتابوں کی موجودگی اسے مسمرائز کرتی تھی۔۔ وہ ایک شیلف کے پاس ٹھہر گئی۔۔ پھر ہاتھ اونچا کر کے کتاب نکالنی چاہی تو بلند شیلف کے باعث وہاں تک اسکا ہاتھ نہیں پہنچ سکا۔ وہ ایڑیاں اونچی کیے۔۔ کتاب نکالنے کی سعی میں لگتی تھی۔۔ اسی پہر کوئی آگے بڑھا اور وہ کتاب اتار لی۔۔ نازنین کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا۔۔ وہ جھٹکے سے مڑی تو اسکے سیاہ بال حرم کے رخسار کو چھو گئے۔۔ اسی پہر ثانیہ چھوٹا سا اسٹول لیے اس جانب آنکلی تھی۔۔ لیکن پھر حرم کے ہاتھ میں مطلوبہ کتاب دیکھ کر اسٹول وہیں رکھ دیا۔ روشن زرد بتیاں، لائبریری کو کسی قدم کتب خانے کا سا تاثر دے رہی تھی۔

"کیا آپکو یہ کتاب چاہیے۔۔؟" اس نے کتاب اسے دکھائی تو نازنین نے سر اثبات میں ہلایا۔ وہ اب عقب میں ایستادہ شیلف کے ساتھ اپنی پشت ٹکا گیا تھا۔

"یہ تو۔۔ آپکو نہیں مل سکتی۔۔" مایوس ہو کر کہا تو نازنین نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔ ابرو اکھٹے ہو گئے تھے اور وہ چہرہ اٹھائے اسے دیکھنے لگی تھی۔ ثانیہ بھی ان دونوں کے قریب چلی آئی تھی۔

"بھائی تنگ نہ کریں۔ مجھے پتا ہے آپ کتابیں نہیں پڑھتے۔۔" ثانیہ نے بیزار ہو کر کہا تو نازنین نے لبوں پر امڈتی مسکراہٹ روکی۔ حرم نے اُف والی نظروں سے دیکھا تھا اسے۔

"کس نے کہا۔۔؟ میں نے آج سے ہی کتابیں پڑھنے کا ارادہ کیا ہے اور میں اسی کتاب سے اپنے مطالعے کا آغاز کرنا چاہتا ہوں۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ذرا بتانا یہ کتاب کس حوالے سے ہے۔۔؟" نازنین نے ہاتھ باندھ لیے تھے۔ وہ محظوظ نگاہوں سے اسے دیکھتی پوچھ رہی تھی۔ حرم نے اگلے ہی پل تھوک نگلا تھا۔ پھر کتاب کا سرورق نگاہوں کے سامنے کیا۔۔

"آں۔۔۔ یہ۔۔ مغل بادشاہت کی تاریخ کے حوالے سے ہے۔۔ ہاں۔۔ بالکل یہی ہے۔۔" اس نے سرورق پر موجود چند افراد کو دیکھ کر یہی مطلب اخذ کیا تھا۔ نازنین نے سکون سے سر اثبات میں ہلایا پھر آگے بڑھ آئی۔

"یہ نہ تو مغلوں کی تاریخ ہے اور نہ ہی اس میں اس قسم کا کوئی ذکر ہے۔ یہ اسلامی تاریخ کے بہت سے حکمرانوں کی سوانح حیات سے لیے گئے مخصوص حصوں پر مشتمل ایک تالیف ہے۔ تالیف سمجھتے ہو کسے کہتے ہیں۔۔؟" انداز سراسر مزاق اڑانے والا تھا۔ ثانیہ اب دوسرے شیلف کی جانب متوجہ کسی کتاب کو نکالے دیکھ رہی تھی۔ لیکن جونہی اس نے کتاب کھول کر دیکھی تو اسی تیزی کے ساتھ گھبرا کر اسے بند کر دیا۔ اتنے بھاری الفاظ اور ضخیم کتب سے اسے دور ہی رہنا چاہیے۔

"مجھے پتا تھا۔۔ میں بس یہ دیکھ رہا تھا کہ آپکو بھی اس کتاب کے بارے میں پتا ہے یا نہیں۔۔" ثانیہ حرم کے جواب پر ہنس دی تھی اور نازنین نے مسکراہٹ دبا کر اسکے ہاتھ سے کتاب اچک لی تھی۔

"یہ گنز نہیں ہیں جس کے بارے میں لمبی تفصیلات دے کر آپ نازنین آپی کو زیر کر لیں گے۔ یہ کتابوں کا معاملہ ہے جس میں آپ صفر ہیں۔۔" ثانیہ نے جتاتی نگاہ اس پر ڈال کر نازنین کی جانب اپنائیت سے دیکھا تو اس نے متفق ہو کر سر اثبات میں ہلایا۔ حرم کبھی اسے دیکھتا تو کبھی نازنین کو۔۔

"دوستی ہو گئی ہے آپ دونوں کی تو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جی ہاں۔۔اسی لیے آپ ہمیں تنگ نہیں کریں۔۔"ثانیہ نے اسے زبان دکھائی اور پھر ناز نین کو اپنے ساتھ لیے جونہی آگے بڑھنے لگی تو وہ اسے پکار بیٹھا۔ان دونوں نے مڑ کر اسے دیکھا تھا۔جینز پر سرمئی سوئٹر پہنے وہ جاذب نظر دکھ رہا تھا۔

"ناز نین۔۔کیا ہم تھوڑی دیر بات کر سکتے ہیں۔۔؟"اسکے پوچھنے پر دونوں لڑکیوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔پھر ثانیہ اثبات میں سر ہلاتی آگے بڑھ گئی اور ناز نین وہیں کھڑی رہ گئی۔۔کچھ پل بعد وہ دونوں شیلف کے ساتھ لگ کر زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"آپکو جاب سے نکال دیا گیا ہے۔۔؟"اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا تو ناز نین نے محض سر اثبات میں ہلا کر اسے جواب دیا۔۔

"میں جلد ہی کوئی جاب ڈھونڈ لونگی۔۔"ناز نین نے کہا حرم سے تھا لیکن شاید وہ اندر ہی اندر خود کو تسلی دے رہی تھی۔ایک فاصلے پر بیٹھے حرم نے اسے چہرہ پھیر کر سنجیدگی سے دیکھا تھا۔

"آپ فی الحال کہیں بھی جاب نہیں کرینگی۔تب تک تو نہیں جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔۔"

"یہ مسئلہ نہیں، نفرت ہے۔جو کبھی ختم نہیں ہو گی۔میں اس ڈر کی وجہ سے ساری زندگی گھر میں نہیں بیٹھ سکتی۔مجھے اس سب کا سامنہ آج نہیں تو کل کرنا ہی ہو گا۔۔اور پھر۔۔میں تمہارے گھر میں کتنا عرصہ رہ سکتی ہوں؟ایک دن تو مجھے یہاں سے جانا ہی ہو گا۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ بھی متانت سے جواب دے کر خاموش ہو چکی تھی۔ وہ پریشان ضرور تھی لیکن اس نے اپنی بے چینی بہت اچھے سے چھپائی تھی۔ گزرے ایام کی تلخی اسکے وجود سے آہستہ آہستہ زائل ہونے لگی تھی۔ وہ معاملات کو اب جذباتی ہوئے بغیر، پریکٹکل انداز سے سوچ رہی تھی۔۔

"یہ گھر۔۔ اور اس گھر کے لوگ۔۔ مجھ سے زیادہ آپ کے اپنے ہیں۔۔" اس کے کہنے پر نازنین نے اپنا چہرہ اسکی جانب موڑا تھا۔

"دیکھیں ناں۔۔ میں آپکی پھپھو کا سوتیلا بیٹا ہوں جسے وہ پچھلے چند سالوں سے ہی پسند کرنے لگی ہیں۔۔ وہ آپکی سگّی پھپھو ہیں۔۔ آپ اس گھر سے منسلک ہیں۔۔ مجھ سے زیادہ۔۔"

"یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں۔ میرے اور پھپھو کے درمیان کبھی بے تکلفی کا کوئی تعلق نہیں رہا ہے۔ وہ میرے لیے بہت اجنبی ہیں۔"

اسکی بات سن کر حرم نے گہرا سانس لیا تھا۔

"اجنبی انسان کو اپنا بنایا جاسکتا ہے۔۔"

"اور جب اپنے ہی اجنبی بننا چاہیں تو۔۔؟" اسکا استفسار بہت سادگی لیے ہوئے تھا۔ حرم اسے جواب نہیں دے سکا۔

"تمہیں کس نے بتایا میری جاب کا۔۔؟"

"سر آفتاب نے۔۔" اور اس نے کہتے ہی اپنی زبان دانتوں تلے دبائی تھی۔ نازنین ناسمجھی سے سیدھی ہو بیٹھی۔۔ پھر اسکی جانب مشکوک نگاہیں پھیریں۔ وہ اب سر کھجا رہا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میرے بڑے اچھے تعلقات ہیں ان سے۔۔ "

"جھوٹ مت بولو۔۔ "اسکے ٹوکنے پر حرم نے سر کھجانا بند کر دیا تھا۔اب جھوٹ بولنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

"میں نے انہیں کہا تھا کہ آپ کے بارے میں جو بھی اہم بات ہو تو مجھے بتائیں۔میں آپکی ورک پلیس پر ہر وقت موجود نہیں رہ سکتا تھا سو مجھے اپنا کوئی الائنس وہاں پر چاہیے تھا۔۔ اور پھر سر آفتاب سے زیادہ ٹھیک بندہ وہاں تھا ہی نہیں۔۔"

سادگی سے کہہ کر اس نے بھوری آنکھوں سے نازنین کو دیکھا لیکن وہ مشکوک ہو چکی تھی۔وہ آنکھوں میں ڈھیروں خفگی لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ حرم ان آنکھوں سے بوکھلانے لگا تھا۔

"کتنی غلط بات ہے یہ۔۔ "اس نے اتنا کہا اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔آسمانی رنگ کے لباس میں ملبوس وہ خفا سی پلٹی ہی تھی کہ لمحے بھر کو ٹھہر گئی۔۔اسے کچھ یاد آگیا تھا۔

"کیا تم نے سر آفتاب کو مارا پیٹا تھا۔۔؟"اسکے ذہن میں یکدم ہی جھماکہ سا ہوا تو اب حرم نے سکون سے اثبات میں سر ہلا دیا۔نازنین کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ہاتھ میں پکڑی موٹی سی کتاب اسکے سر پر دے مارے۔۔

"کیا انہوں نے آپ سے کہا تھا کہ وہ زینوں سے گر گئے ہیں۔۔ اور آپ نے یقین کر لیا تھا۔۔؟" وہ مسکراہٹ دبائے پوچھ رہا تھا۔ نازنین نے تیز تنفس کے ساتھ اس پر سخت نگاہ ڈالی اور اپنے الفاظ مزید اس پر ضائع کیے بغیر پلٹ گئی۔۔وہ دیر تک ہنستا رہا تھا۔۔ کتنی بھولی ہوتی ہیں یہ لڑکیاں بھی۔

قد آور کھڑکیوں کے پار رات اب تک پگھل رہی تھی اور وہ ٹھنڈے کتب خانے میں بیٹھا اس راستے کو تک رہا تھا جہاں سے ابھی ابھی وہ گزر کر گئی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

****

اُربیہ ہاؤس میں اگلے تین دن بھی اسی خاموشی سے گزر گئے تھے۔ کسی کاروباری میٹنگ کے سلسلے میں سہیل کو شہر سے باہر جانا تھا لیکن پھر آفس کے معاملات اور شادی کی وجہ سے بڑھتی مصروفیات کے باعث وہ جا نہیں سکے۔ لیکن کسی کا تو جانا ناگزیر تھا اسی لیے وہ حرم کو اپنی جگہ بھیج چکے تھے۔ عدیل کو بھیجنا چاہا لیکن روحیلہ منع کر چکی تھیں۔ وہ اپنے عنقریب دولہا بننے والے بیٹے کو آفس کے دھکوں کی نذر کرنے کے سخت خلاف تھیں۔ حرم کے بغیر۔۔ یہ انصاری گھرانے کی کوئی تیسری صبح تھی اور ان کے ارد گرد پھیلی تناؤ کی فضا بالکل ہی عنقا ہو چکی تھی۔ روحیلہ اور صوفیہ کی آپس میں بہت بننے لگی تھی اور وہ ہر وقت انہیں اپنے ساتھ ساتھ لیے، عدیل کی بری تیار کرنے کے لیے گھما رہی تھیں۔ نازنین نے صوفیہ کی صحت مند رنگت اور چہرے پر پرانی سی چمک دیکھی تو گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔ ایک گونہ سا سکون کہیں اندر تک اسے محسوس ہوا تھا۔ اس نے صوفیہ کو بہت عرصے بعد اتنا ہلکا پھلکا اور خوش باش دیکھا تھا۔ وجدان زیادہ تر اپنے کمرے میں رہتا لیکن ثانیہ اور اپالو کے ہوتے ہوئے ایسا ممکن نہیں تھا۔ ثانیہ اسے سکون کا سانس لینے ہی کہاں دے رہی تھی۔ ایک دن وہ اسکے کمرے کے دروازے سے جھانکتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"کیا تم مصروف ہو، وجی۔۔؟" اس نے اسے اسٹڈی ٹیبل پر، کتابوں میں سر دیئے بیٹھا دیکھ کر ہی یہ سوال کیا تھا۔ وجدان نے "ناٹ اگین" والے انداز میں اپنی آنکھیں بند کر کے کھولی تھیں۔ پھر وہ اسکی جانب ضبط سے گھوما۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ثانیہ۔۔ ٹھیک ہے کہ آپ رشتے میں میری پھپھو ہیں لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ مجھے ہر وقت ڈسٹرب کریں گی۔۔" جتنے غصے سے وہ بول سکتا تھا۔۔ اتنے غصے سے وہ اسے باور کروا چکا تھا۔۔ لیکن وہ بھی کیا کرتی۔۔؟ وہ حرم کی بہن تھی ناں۔

"آپ تو مت کہو ایٹ لیسٹ، وجی۔۔! مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میں بڑی اور خرّانٹ پھپھو ہوں۔ جبکہ حقیقت میں، میں بہت کیوٹ پھپھو ہوں۔ جو تم سے چھوٹی بھی ہے۔۔" دانت نکال کر کہا تو وجدان نے گہرا سانس لیا۔

"بتاؤ پھر کیا کروں میں۔۔؟ "

"پہلے یہ آپ بولنا بند کرو۔" وہ کمرے کا دروازہ بند کرتی اسکے پاس چلی آئی۔ وجدان کو اپنے پڑھنے کا لائحہ عمل دھول میں غرق ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

"اب کیا چاہیے۔۔ تمہیں۔۔؟" ساتھ جتا کر پوچھا تو ثانیہ کی بھوری آنکھوں میں خفگی سی اتری۔

"میں دوستی کا ہاتھ بڑھا رہی ہوں اور تم جہان سکندر بن رہے ہو۔۔ "

"جہان سکندر ہرگز بھی میرے جیسا نہیں تھا اور مجھے فارس زیادہ پسند ہے۔ اب تم جاؤ یہاں سے۔۔ مجھے پڑھنا ہے۔۔ "

"میں نے ایک سیریز ساتھ دیکھنے کا سوچا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھو گے۔۔؟ "

"نہیں۔۔ "

"اتنا پڑھ کر کیا کرو گے تم۔۔؟" اگلے ہی پل وہ اسے بازو سے گھسیٹتی ہوئی ٹی وی لاؤنج میں لے آئی تھی۔ لاؤنج سے نکل کر اپنے کمرے کی جانب بڑھتے سہیل کی نگاہ بے ساختہ ثانیہ پر پڑی تو وہ ٹھہرے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا بچے کا ہاتھ نکالو گی، ثانیہ۔۔؟" انہوں نے سے ٹوکا تو اس نے جلدی سے وجدان کے چہرے کی جانب دیکھا اور پھر مسکرائی۔۔ وہ بازو سختی سے پکڑے جانے پر خاصہ تکلیف میں لگ رہا تھا۔

"ڈیڈ، کیا میں نے آپکو بتایا کہ میں وجی کی پھپھو لگتی ہوں۔۔ رشتے میں۔۔ "!

"یہ بات تم مجھے پچھلے دنوں میں کئی مرتبہ بتا چکی ہو۔۔ چھوڑو اس کا ہاتھ، کیوں تنگ کر رہی ہو اس بچارے کو۔۔؟" وہ اسے ڈانٹ کر نگاہوں پر نظر کی عینک درست کرتے آگے بڑھ گ ئے تھے۔

"کیا میں تمہیں تنگ کر رہی ہوں۔۔؟" معصومیت سے پوچھا تو وجدان نے جمے دانتوں کے ساتھ محض "بالکل نہیں" کہا تھا۔ اگلے کئی لمحات میں وہ اسکے ساتھ ٹی وی لاؤنج کے صوفوں پر براجمان تھا۔ اسے سامنے چلتی فلم میں قطعاً دلچسپی نہیں تھی۔ بلکہ اسے اپنے یوں وقت ضائع ہونے پر بہت افسوس ہو رہا تھا۔

"کیا یہ آخر میں مر جائے گا۔۔؟" فلم کے درمیان بہت ہی حساس سین آیا تو ثانیہ نے بے چینی سے پوچھا۔ وجدان نے بیزار ہو کر گہرا سانس لیا اور پھر کان کی لو کھجائی۔

"ہاں۔۔ "

"لیکن یہ ہیرو ہے۔۔ یہ کیسے مر سکتا ہے۔۔؟" تڑاخ سے اعتراض کیا گیا تھا۔

"ہیرو انسان ہوتا ہے۔ اصولاً تو وہ مر سکتا ہے۔ "

"لیکن رائٹر تو اتنے ظالم نہیں ہوتے ناں۔ وہ اپنے کردار کو کیسے مار سکتے ہیں۔ "

"لو۔۔ رائٹر تو باقائدہ پرچی ڈالتے ہیں کہ ان کی کہانی میں اب کس کردار کو مرنا ہے۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"کتنی زبان چلتی ہے تمہاری۔ یاد رکھو کہ پھپھو ہوں میں تمہاری۔" ثانیہ کو ہیرو کے مرنے کے خیال نے کچھ زیادہ ہی بدمزہ کر دیا تھا۔ فلم دیکھی جا چکی تھی۔ سامنے ٹیبل پر کافی کے خالی مگ اور آدھے بچے پاپ کارن کا باؤل رکھا تھا۔ وجدان کے ہاتھ میں ٹشو کا ڈبہ تھا اور وہ سوں سوں کرتی ثانیہ کو ایک ایک ٹشو نکال کر دیتا جا رہا تھا۔ ہیرو مر چکا تھا اور اب ثانیہ اسکے سوگ میں بہت سے آنسو بہا رہی تھی۔

"ایسی فلم دیکھی ہی کیوں پھر۔۔؟" اس نے ایک اور ٹشو نکالتے ہوئے افسوس سے پوچھا تو ثانیہ نے اسے بھیگی آنکھوں سے گھورا۔۔

"مجھے کیا پتا تھا کہ بد تمیز رائٹر میرے فیورٹ کردار کو مار دے گا۔ "

مصروف سا دن ڈھل گیا تو خوبصورت شام گھر آئی۔ شام کی چائے باہر سبزہ زار کے تازہ قطعے پر پی گئی تھی۔ نازنین نے زندگی میں پہلی مرتبہ فراغت کا سامنہ کیا تھا۔ وہ پہلے کبھی بھی اتنی فارغ نہیں رہی تھی۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ فارغ رہنا آخر کہتے کسے ہیں لیکن وہ اس بات کا اعتراف کرنے سے ہرگز نہیں کتراتی کہ۔۔ فراغت۔۔۔ انتہائی جان لیوا اور بیزار ہوتی ہے۔ کام کرنے والے انسان کے لیے تو کم از کم یہ ایک بہت ہی خوفناک مرحلہ ہوتا ہے۔ مغرب کی اذان ہوئی تو اس نے وضو بنا کر نماز پڑھی۔ ابھی وہ جاء نماز سے دعا کرتی اٹھنے ہی لگی تھی کہ اسکے کمرے کا دروازہ بجا۔ وہاں ملازمہ کھڑی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ ملازمہ کی معیت میں قدم اٹھاتی روحیلہ کے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ اسے دروازے پر چھوڑ کر ملازمہ جا چکی تو اس نے دروازہ بجا کر اجازت ملنے پر اندر قدم رکھا۔ ہلکے رنگوں سے آراستہ وہ کمرہ سہیل کے ذوق اور روحیلہ کی سلیقہ مندی کا گواہ تھا۔ وہ پاس چلی آئی تو بیڈ پر بیٹھیں روحیلہ نے اسے چہرہ اٹھا کر دیکھا۔ پھر اسے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ چپ چاپ انکے سامنے بیٹھ گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"نازنین، تمہاری ڈریسنگ خاصی سوبر اور ایلیگینٹ ہوتی ہے۔ دراصل عدیل کی منگیتر بھی تمہاری جیسی ڈریسنگ کرتی ہے اور اسے یہ چمکیلے کپڑے پہننا بالکل بھی نہیں پسند۔۔ اسی لیے میں سوچ رہی تھی کہ کیوں نا تم۔۔ کل ہمارے ساتھ شاپنگ پر چلو۔۔" وہ اپنا مدعا بیان کر کے خاموش ہوئیں تو اس نے کچھ سوچتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"ٹھیک ہے، پھپھو۔ مجھے وقت بتا دیجیے گا تاکہ میں تیار رہوں۔ "

انکار کرنے کا فائدہ نہیں تھا اور بے رُخی وہ برتنا نہیں چاہتی تھی۔ اسی لیے خاموشی سے ہامی بھر گئی۔ وہ ان کے گھر میں رہ رہی تھی۔۔ کیا اس کے پاس بلاوجہ انکار کرنے کا کوئی جواز تھا۔۔؟ تب جبکہ وہ فارغ بھی تھی اور خاصی بیزار بھی ہو رہی تھی۔

کمرے سے نکل کر وہ وجدان کے کمرے کی جانب بڑھ آئی تھی۔ وہ خلافِ توقع پڑھنے کے بجائے آئی پیڈ میں کوئی گیم کھیل رہا تھا۔ اسکے گیمز بھی اسی جیسے پیچیدہ تھے۔۔ جو نازنین کو تو خیر سے کبھی بھی سمجھ نہیں آئے تھے۔

اس نے اسے اپنے گھر سے باہر جانے کی اطلاع دی تو وہ سیدھا ہو بیٹھا۔ ہیڈ فونز اتار کر اسے دیکھا۔۔

"کیوں جا رہی ہیں آپ وہاں۔۔؟ "

"گاڑی لینے۔۔" اسکا جواب سن کر وجی خاموش ہو گیا تھا۔ اس سارے عرصے میں اسے نازنین کی کار کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔ وہ پلٹ آئی اور پھر موبائل ہاتھ میں لیے گھر سے باہر نکل آئی۔ کندھے پر پرس ٹنگا تھا اور وہ مرکزی شاہراہ پر ٹیکسی والے کو جھک کر پیسے دے رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں ٹیکسی اسے گلی کے باہر اتار کر جا چکی تو وہ گہرا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سانس بھرتی آگے بڑھ آئی۔ گاڑی گھر کے باہر ہی کھڑی تھی اور کچے صحن والے گھر کے دروازے پر قفل لگا تھا۔ اس نے پرس سے چابی نکالی اور پھر گھر میں داخل ہو گئی۔۔گھر کی حالت سمٹی ہوئی تھی اور ہر شے اپنی جگہ پر درستگی سے رکھی گئی تھی۔ حرم نے اسے بتایا نہیں تھا لیکن وہ گھر کی حالت درست کروا چکا تھا۔

اس نے نگاہیں ہر حصے پر ڈالتے ہوئے قدم کچی روش پر آگے بڑھا دیے تھے۔ کمرے کا ٹوٹا ہوا دروازہ دیوار کے سہارے کھڑا کیا گیا تھا۔ اس نے برآمدے میں آکر اپنا پرس کندھے سے اتارا اور پھر کرسی پر بالکل خاموشی سے بیٹھ گئی۔ اسے اپنا گھر اور اس گھر سے جڑی ہر یاد بہت عزیز تھی۔ وہ یونہی چپ چاپ بیٹھی رہی۔۔ پھر جونہی اٹھنے لگی تو ٹھہر گئی۔۔ اسے دروازے پر دستک محسوس ہوئی تھی۔۔وہ چونکی۔۔ پھر محتاط سے قدم آگے بڑھائے۔۔

"کون ہے۔۔؟" ایڑیاں اونچی کر کے بلند آواز سے پوچھا تو چند پل کے لیے دستک ٹھہر گئی۔

"زاویار۔۔" اور اس نے اگلے ہی پل آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا تھا۔ وہ اسکے سامنے کھڑا تھا۔ کتنے دنوں بعد دیکھ رہی تھی وہ اسے۔ اپنے مخصوص لاپرواہ حلیے میں۔۔

"کیا میں اندر آجاؤں۔۔؟ "

"تمہارا۔۔ یہاں کیسے آنا ہوا۔۔؟" وہ ایک طرف ہو کر اسے راستہ دے چکی تھی۔ وہ اندر چلا آیا۔۔ پھر حیرت سے گھر کی حالت دیکھتی۔

"یہ گھر کس نے درست کیا ہے۔۔؟" وہ اسکے سوال پر چونکی تھی۔

"تمہیں کیسے پتا۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وجدان نے بتایا تھا۔۔"وہ اسکے آگے بڑھ کر برآمدے میں لگی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔نازنین کے ماتھے پر بے ساختہ ہی بل ابھرے تھے۔

"یہ تم دونوں بی ایف ایف کب سے بن گئے ہو۔۔؟ یا تو تم اسے کچھ نہ کچھ بتا رہے ہوتے ہو۔۔ یا پھر وہ تمہیں بتا رہا ہوتا ہے۔۔" زاویار نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ آیا۔ اس نے نازنین کی گردن پر لگے زخم کو بغور دیکھا تھا۔ وہ اسکے ایسے دیکھنے پر ٹھہری تھی۔ لیکن پھر وہ اسکے زخم پر کوئی بھی تبصرہ دیئے بغیر آس پاس دیکھنے لگا تھا۔

اگلے ہی پل وہ برآمدے میں لگے تخت پر آبیٹھی تھی۔زاویار نے سفید ستون کے ساتھ اپنا بازو ٹکایا اور پھر اس نے کتھئی آنکھیں نازنین کی جانب پھیریں۔

"حملہ آور آپکو مارنے نہیں آئے تھے۔" ستون کے ساتھ بازو کا سہارہ لیے کھڑا۔۔ہاتھ باندھے وہ اسے دیکھ کر سکون سے کہہ رہا تھا۔نازنین نے سوالیہ سا ابرو اٹھایا تھا۔

"یہ حملہ آپکو محض خوفزدہ کرنے کے لیے کروایا گیا تھا۔پے در پے حملے ہوئے ہیں آپ پر لیکن ان میں سے کسی کی بھی نیت آپکو مارنے کی نہیں تھی۔ اور حالیہ حملہ بھی ایسا ہی تھا۔۔بس اسکا تاثر ایسا تھا کہ اگر حرم وقت پر نہ پہنچتا تو آپ آج زندہ نہیں ہوتیں۔" سکون سے کہہ کر اس نے سامنے براجمان نازنین کو بے سکون کر دیا تھا۔

"تو تم یہ کہہ رہے ہو کہ ان میں سے کسی بھی حملے میں۔۔میری جان جانے کا خدشہ نہیں تھا۔۔؟"اسکی آواز میں ناگواری واضح تھی۔زاویار نے سر اثبات میں ہلایا تو نازنین نے ہاتھ باندھ کر اسے دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیسے کہہ سکتے ہو تم یہ۔۔؟" اسکے استفسار پر وہ زبان رخسار کے اندر پھیر تا چند پل اسے دیکھتا رہا اور پھر آگے بڑھ آیا۔ کمرے کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر اسکی جانب دیکھا۔ نازنین چہرہ پورا موڑے اسکی جانب متوجہ تھی۔

"یہاں سے آپکو حملہ آور نے پکڑا اور کھینچا تھا۔۔ آپکی مزاحمت کے آثار دیوار پر لگے خون کی صورت واضح ہیں۔ یہ جو زخم آپکی گردن پر لگا ہے۔۔ یہ بھی حملہ آور کے لائحہ عمل کا حصہ نہیں تھا۔ یہ زخم آپکو۔۔ آپکے مزاحمت کرنے پر لگا ہے۔۔" وہ اسکے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ پھر اپنی گردن پر ہاتھ رکھ کر اسے دکھایا۔۔

"اگر شہہ رگ پر حملہ کرنا اسائلاینٹ کا پلان ہوتا تو آپکی گردن پر لگا گھاؤ گہرا ہوتا اور اس میں شدت کے آثار دکھائے دیتے۔۔ لیکن آپکا زخم ایسا نہیں ہے۔۔ آپکی گردن پر لگا زخم حملہ آور کی غلطی کی جانب نشاندہی کرتا ہے۔۔ اسکا ہاتھ کپکپا رہا تھا۔ اگر اسکا ہاتھ مضبوط ہوتا تو آپکی شہہ رگ کٹ جاتی کیونکہ اسکے ہتھیار کی دھار بہت تیز تھی۔۔" اسکی کی آنکھیں پوری کھل گئی تھیں اور اب وہ اسے متعجب ہو کر تک رہی تھی۔ زاویار اسی پل گھوما اور پھر ستون کی جانب اشارہ کیا۔ نازنین کی نگاہیں اسکی انگشتِ شہادت کی نشاندہی پر ستون کی جانب پھسلی تھیں۔

"آپ حملہ آور کو دھکا دے کر اس ستون تک آئیں اور اسے آپ نے خون آلود ہاتھوں سے سپورٹ کے لیے تھاما۔۔ اس کے نشان اب تک یہاں موجود ہیں۔۔ اور جب دوبارہ حملہ آور آپ پر جھپٹا تو درمیان میں حرم آ گیا۔۔ یہ ٹائلز پر اسکے ہاتھ سے نکلا خون گرا ہوا ہے۔۔ کیا آپکے دائیں کندھے میں درد ہے۔۔؟" ایک دم رک کر پوچھا تو نازنین نے میکانکی سے انداز میں سر ہلا دیا۔ اسکے دائیں کندھے میں درد موجود تھا اور وہ اسکی وجہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"حملہ آور اس دفعہ آپکی مزاحمت سے گھبرا گیا تھا اور جیسے ہی اس نے آپکے دائیں کندھے کو زور سے پکڑا تو وہ اس بار آپکو واقعتاً زخمی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔ لیکن پھر درمیان میں حرم آ گیا۔۔ اگر ایک لمحے کی بھی اور دیر ہوتی تو چھرا حرم کی آنتوں سے پار ہو جاتا لیکن وہ اس وار کو روک چکا تھا۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ وہ کتنے تیز فلیکسس کا مالک ہے۔۔؟ آپکی آنکھوں کے سامنے وہ چھرا اس انداز سے گھما سکتا ہے کہ اسکی حرکت تک آپکو نظر نہیں آئے گی اور ہتھیار ایک سے دوسرے ہاتھ میں منتقل بھی ہو جائے گا۔" وہ اب پھر سے ستون کے ساتھ اپنا بازو ٹکا چکا تھا۔ نازنین کو جواب دینے میں تھوڑا وقت لگا تھا۔ اسے یاد آیا کہ حرم نے چھرا کتنی تیزی سے گھما کر حملہ آور کے بازو میں گھونپا تھا۔۔ اور جب وہ صبح اس پر چادر ڈالنے لگی تھی۔۔ اس وقت بھی تو وہ اسکا ہاتھ روک چکا تھا۔

"اس ساری وضاحت کا کیا مطلب ہے۔۔؟ کیا تم مجھ پر یہ جتانا چاہ رہے ہو کہ کرائم سین پر نہ ہونے کے باوجود بھی تمہیں اس کی ساری تفصیلات کا اندازہ ٹھیک ہے۔۔؟" اسکے سوال پر وہ ہنس دیا تھا۔ نازنین کی ٹون میں ٹھنڈک کے ساتھ ہلکا سا طنز بھی شامل تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ اس سے مرعوب ہو چکی ہے۔

"مطلب صرف یہ تھا کہ وہ حملہ آور آپکو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے تھے۔ جب اس نے آپکا دائیاں کندھا پوری قوت سے دبایا تب بھی اسکے ہتھیار کا رُخ ایسی جگہ تھا، جہاں پر گھاؤ لگنے کے بعد بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے۔۔" اور وہ اپنی جگہ ہی تھم گئی تھی۔

"موقع پر موجود نہ ہونے کے باوجود بھی تمہاری تفصیلات۔۔ اور درست اندازے بہت خوفناک ہیں۔ میں حیران ہوں کہ تم آخر انگریزی ادب کے ڈیپارٹمنٹ میں کر کیا رہے ہو۔۔؟" اسے واقعی حیرت نے گھیر لیا تھا۔ وہ اسکے تبصرے سے محظوظ ہوتا اسکے ساتھ تختے پر آ بیٹھا تھا۔ ان دونوں کے درمیان خاصہ فاصلہ موجود تھا۔ کچھ پل کوئی کچھ نہ بولا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ جانتی ہیں ناں کہ آپ کا یوں اکیلے اس گھر میں آنا خطرناک ہے۔۔"زاویار نے ہولے سے کہا تو نازنین نے بیزار ہو کر گہرا سانس لیا۔

"مجھے لگتا ہے کہ حملہ آوروں نے غلطی کر دی ہے۔وہ مجھے خوفزدہ کرنا چاہتے ہیں لیکن کیا وہ نہیں جانتے کہ انسان کے سامنے بار بار اگر ایک ہی انداز سے پیش آیا جائے تو۔۔ وہ اس سب کا عادی ہو جاتا ہے۔پھر چاہے وہ موت کے لیے کیا گیا حملہ ہی کیوں نہ ہو۔میں اب بچنا نہیں چاہتی۔۔اگر مرنا ہے تو مرنا ہے۔۔"زاویار نے حیرت سے گردن پھیر کر اسکی جانب دیکھا تو نازنین نے بھی اسی سکون سے گردن اسکی جانب پھیری۔پھر وہ دونوں ہنس پڑے۔۔

"کیوں۔۔کیا صرف تم ہی ایسی باتیں کر سکتے ہو۔۔؟"اس نے کچھ دیر بعد پوچھا تو زاویار نے سر نفی میں ہلایا۔

"ایسا لگ رہا ہے کہ آپ پر میرا اثر آتا جا رہا ہے۔۔ "

"مجھے شاید اب کچھ کچھ سمجھ آ رہا ہے کہ تم اور حرم ایسی باتیں کیسے کر لیتے ہو۔تم لوگ ان سب باتوں کے عادی ہو چکے ہو۔تم دونوں کو اپنی صلاحیتوں اور کمزوریوں کا علم ہے۔اسی لیے تم دونوں ہی خطرناک ہو۔۔بالکل اس ہتھیار کی مانند جس کا پھل تیز دھار ہو لیکن اسکی تیزی کی وجہ سے اسے خول میں مقید کیے رکھا ہو۔"اپنے لیے ایسا تبصرہ نازنین کی زبان سے سنتا ہوا۔۔وہ مسکراتا ہوا گردن جھکا کر اپنے قدموں کو تک رہا تھا۔پھر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"آپ کیسی رہیں اتنے دن۔۔؟ "

"ٹھیک رہا سب۔۔زندہ ہوں میں اب تک۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اب تک کا کیا مطلب ہے۔۔؟ کیا آگے آپکا زندہ رہنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔؟" سکون سے پوچھا تو نازنین نے بغیر کسی تردد کے سر اثبات میں ہلا دیا۔ وہ اسکے ایسے جوابی ردعمل پر مسکرایا تھا۔

"ہر جہان میں ہمارے لیے عذاب لکھا گیا ہے۔ چاہے اسے یہاں کاٹا جائے یا پھر مر کر اپنے لیے عذاب کی کوئی اور راہ ہموار کی جائے۔ ایک وقت پر موت اور زندگی برابر ہو جاتی ہے۔۔"

"متفق۔۔" اسکے کہنے پر وہ حیران سا اسے دیکھنے لگا تھا۔

"آج آپ نے بحث نہیں کی۔ ویسے تو آپ بہت مثبت رہتی ہیں۔ اب کیا ہوا۔۔؟" وہ اسکی حالت سے سراسر حظ اٹھا رہا تھا۔

"میں پھر سے مثبت ہو جاؤنگی۔ بس ابھی میں منفی رہنا چاہتی ہوں۔ اپنی زندگی کا الزام میں بہت سے لوگوں کو دینا چاہتی ہوں۔ بھلے ہی تھوڑے وقت کے لیے۔۔"

"اچھی ترکیب ہے خود کو دلاسے دینے کی۔ "

"موت کے دہانے پر کھڑے ہو کر آپ خود کو دلاسے بھی نہیں دے سکتے کیا۔۔؟" اسکا طنز وہ سمجھ چکا تھا۔ اسی لیے سر ہلا کر سامنے لگے پودوں کو تکنے لگا۔

"دے سکتے ہیں لیکن جلد ہی ان دلاسوں کی حقیقت آشکار ہو جانے پر انسان پہلے سے کہیں زیادہ تلخ ہو جاتا ہے۔ "

"تم کیسے آئے یہاں۔۔؟ کوئی کام تھا۔۔؟" اس نے کچھ دیر بعد پوچھا تھا۔ زاویار نے اسکی جانب دیکھا۔

"آپ سے ملنا تھا۔۔" اسکے برجستہ جواب پر نازنین نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیوں۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"دیکھنا چاہتا تھا کہ آپ ٹھیک ہیں یا نہیں۔۔ "

"تو کیا لگا پھر تمہیں۔۔؟ ٹھیک ہوں میں۔۔؟ "

زاویار نے اسکے سوال پر محض سر ہلایا تھا۔

"اگر آپ طنز کر رہی ہیں تو آپ بالکل ٹھیک ہیں۔" اور وہ مسکرا دی تھی۔

"یونیورسٹی میں کیسا چل رہا ہے سب۔۔؟ "

"بہت برا۔۔ "

"کیوں۔۔؟ "

"آپکی جگہ پر قدرے موٹا اور بکواس ٹیچر تعینات کیا گیا ہے۔ اسکے پڑھانے کا انداز بہت بھونڈا ہے۔ میں تو یہ سوچ سوچ کر حیران ہوں کہ اس نے انگریزی ادب میں ماسٹرز کیا کیسے ہو گا۔۔ اور وہ کون گدھا ہو گا جس نے اسے پاس کیا ہو گا؟"

"استاد کی عزت نہیں کرو گے تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکو گے۔۔" اس نے ناگواری سے اسے ٹوکا تھا لیکن مجال تھی کہ وہ کسی بھی بات کا اثر لے لیتا۔ اگلے ہی پل نازنین اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ زاویار اسے سر اٹھا کر دیکھنے لگا۔

"اچھا لگا بہت دنوں بعد تم سے بات کر کے۔ حرم کی طرح کم از کم تمہاری باتوں میں احتیاطی تدابیر کی فہرست موجود نہیں ہے۔۔" وہ اٹھ کر اسکے ساتھ ہی کچی روش پر آگے بڑھ آیا تھا۔ اب وہ دونوں ساتھ ساتھ گھر سے باہر نکل آئے۔۔ نازنین جھک کر دروازے پر تالا لگا رہی تھی۔ پھر وہ اپنی کار کی جانب چلی آئی۔

"اگر ایک لاپرواہ ہے تو دوسرے کا محتاط رہنا بہت ضروری ہے۔ ایسے ہی دنیا کا توازن قائم رہتا ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم لاپرواہ اور وہ محتاط ہے۔۔ پھر بچارہ سارنگ کون ہے بھلا۔۔؟" اسکے سوال پر وہ ہنس دیا تھا۔ سارنگ کی بیچاری صورت بے ساختہ ہی نگاہوں کے سامنے گھومی تھی۔

"سارنگ معصوم ہے۔۔ اور ایسے ہی لوگ اس دنیا کو رہنے کے قابل بناتے ہیں۔ لاپرواہ اور محتاط لوگ اگر اسکی حفاظت کے لیے مختص کیے گ ئے ہیں تو کسی کو معصوم رہ کر اسکی خوشحالی بھی توبر قرار رکھنی ہے۔۔"

اسکے جواب پر نازنین نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔ پھر وہ اسے ہاتھ ہلاتی گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئ۔ زاویار گلی کے اندر کھڑا اسے گاڑی ریورس کر کے لے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنی کار لیے آگے بڑھ گئ تو وہ بھی اپنی کار کی جانب بڑھ آیا۔

نازنین اب غائب دماغی سے ڈرائیو کرتی، کھڑکی کے کھلے شیشے پر کہنی ٹکائے ہوئ تھی۔ اگر قدرت آپ سے ایک رشتہ لے لے تو وہ آپکو جواب میں کئ عزت دار رشتے بھی مہیا کرتی ہے۔ اسے اپنے کٹھن سفر میں کچھ ایسے پائیدار لوگ ملے تھے کہ جن کے لیے وہ جتنا شکرادا کرتی۔۔ اتنا ہی کم تھا۔۔ زاویار، ثانیہ، سارنگ اور آخر میں حرم۔۔ اسکے لیے انہی لوگوں میں شامل تھے۔ جو اسکے لیے اہمیت اختیار کرنے لگے تھے اور وہ چاہ کر بھی ان کے نقصان پر سکون سے نہیں بیٹھ سکتی تھی۔۔ کیونکہ وہ نازنین تھی۔۔ جسے زخمی لوگوں کی تکلیف پر ہمیشہ بے سکونی ہی میسر آئ تھی۔۔ وہ اپنے زخم مندمل کرنے میں ناکام رہی تھی۔۔ لیکن وہ ان کے زخموں کو مندمل کرنا چاہتی تھی۔۔ کیونکہ یہ سب اجنبی۔۔ بہت عجیب طرح سے اسکے اپنے ثابت ہوئے تھے۔۔ اور یہ سب اجنبی۔۔ کہیں اندر سے۔۔ زخمی تھے۔۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

نازنین کو اپنے کمرے سے نکلتا ہوا دیکھ کر سہیل جو فون پر اپنے سیکریٹری سے بات کر رہے تھے۔۔ ٹھہر سے گئے۔ پھر وہ فون پر اپنی بات ختم کر کے اسے کان سے ہٹاتے آگے بڑھ آئے۔ کمرے کا دروازہ وا کیا تو روحیلہ سامنے ہی بیڈ پر براجمان نظر آئیں۔ وہ جو اپنے خیالات میں گم تھیں، سہیل کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر یکلخت ہی سیدھی ہو بیٹھیں۔۔

"نازنین کیوں آئی تھی یہاں۔۔؟" انداز سرسری تھا۔ بیڈ کے گرد آگے بڑھ کر اب وہ اپنے ہاتھ میں پہنی گھڑی اتار رہے تھے۔ کلف لگے قمیص شلوار میں ان کا اونچا اور باوقار سراپا جگمگا رہا تھا۔

"میں نے بلایا تھا۔۔" ان کے جواب پر وہ انہیں دیکھتے خاموشی سے بیڈ پر بیٹھ گ ئے۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ کیوں؟ "

"میں اسے کل شاپنگ پر لے جا رہی ہوں۔ عدیل کی منگیتر کا ڈریسنگ سینس بالکل نازنین جیسا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ شانزے کی تیاری میں کوئی کوتاہی نہ ہو اسی لیے نازنین کو لے جانا ایک اچھا آپشن ہے۔۔" ان کی تفصیل نے سہیل کو ذرا سا بھی متاثر نہیں کیا تھا۔ وہ گردن پھیرے خاموشی سے انہیں تک رہے تھے۔

"تم جانتی ہو کہ میں تم سے یہ نہیں پوچھ رہا۔" آہستہ سے کہا تو روحیلہ نے ٹھٹک کر انہیں دیکھا۔

"میری اور کوئی نیت نہیں ہے، سہیل۔۔ "

"روحیلہ۔۔" اور ان کا انداز ایسا تھا کہ روحیلہ نے گہرا سانس بے ساختہ ہی لیا تھا۔ وہ یہ کیوں بھول گئی تھیں کہ سامنے بیٹھا یہ شخص بالکل حرم جیسا تھا۔

"میں چاہتی ہوں کہ۔۔ وہ خود کو اس گھر میں تنہا محسوس نہ کرے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اور آپکے خیالِ مبارک میں وارد ہوئی ایسی تبدیلی کی وجہ جان سکتا ہوں میں۔۔؟" ہلکا سا مسکرا کر پوچھا تو روحیلہ گڑبڑائیں۔۔

"وہ میری بھتیجی ہے، سہیل۔۔ "

"یہ جواب تسلی بخش نہیں ہے۔۔" سہیل نے بہت آرام سے ان کا جواب رد کر دیا تھا۔ انہوں نے گہرا سانس لیا۔

"مجھے۔۔ ایسا لگتا ہے۔۔ کہ اسے واقعی ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ کل رات جاوید میرے خواب میں آیا تھا اور وہ بہت اداس تھا۔ وہ اپنی موت کے اتنے سالوں بعد۔۔ پہلی دفعہ میرے خواب میں آیا ہے۔ اور مجھے اسکے بچوں کو قریب سے دیکھنے کے بعد احساس ہو رہا ہے کہ اتنے سالوں میں مجھ سے۔۔ ان کے حق میں کوتاہی سرزد ہوگئ ہے۔ اسکا گھرانہ تو ہمیشہ سے بے ضرر تھا۔۔ بالکل جاوید کی طرح۔۔" بولتے بولتے ان کی آنکھیں نم ہوئیں تو سہیل نے گہرا سانس لیتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔ جاوید اور ان کے درمیان۔۔ کسی وقت میں بہت گہری دوستی رہی تھی۔

"کیا پھر تم اپنے۔۔ رمیز بھائی کی تلخی اور بے رُخی برداشت کر پاؤ گی۔۔؟ اسکی بیٹی کے ساتھ جو حرم نے نازنین کی وجہ سے کیا۔۔ کیا تم انکی جانب سے دیے جانے والے رد عمل کے لیے تیار ہو۔۔؟" جذباتی ہوئے بغیر وہ سکون سے استفسار کر رہے تھے۔

"میں سوچتی رہی ہوں اس بارے میں۔۔ لیکن کہیں نا کہیں تو غلطی بڑے بھائی جان کی بھی ہے۔ میں ان سے بات کر لونگی۔ وہ اتنے بھی سنگدل نہیں ہیں کہ اپنی بھتیجی کو معاف ہی نہ کریں۔۔" ان کے جواب پر سہیل کے ابرو حیرت سے اوپر کو اٹھے تھے۔ کیونکہ روحیلہ کے مقابلے میں وہ رمیز سے کسی اور طرح واقف تھے۔ وہ بہن تھی اسی لیے بہت دفعہ وہ حساس معاملات کو نظر انداز کر سکتی تھی۔۔ لیکن وہ ہرگز بھی اندھے نہیں تھے۔ انہیں رمیز

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کے معاملات اور ان کی سفاکی کا بخوبی علم تھا۔ مگر وہ اس بارے میں مزید کچھ نہیں بولے۔ وہ لوگوں کو پہلے سے آگاہی دینے کے حق میں ہرگز بھی نہیں تھے۔۔ وہ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دینے کے عادی تھے۔۔ کیونکہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھے بغیر کسی بھی حقیقت کا یقین نہیں کیا کرتے۔

"کیا بس۔۔ یہی وجہ ہے؟ کیا کوئی اور ایسی وجہ ہے جس سے میں واقف نہیں۔۔؟" کچھ دیر بعد انہوں نے جیسے آخری دفعہ استفسار کیا تو روحیلہ نے سر اثبات میں ہلایا۔ ان کے جوابی ردعمل پر سہیل نے مزید کوئی سوال کرنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے موبائل میں میلز کو انگوٹھے سے نیچے کرتے وہ ایک ایک کر کے۔۔ ان میلز کا جواب دینے لگے تھے۔

****

صبح گھر میں خاصی گہما گہمی تھی۔ عدیل کی مہندی میں محض ایک دن کا وقفہ رہ گیا تھا اور خاندان کے لوگ بطورِ مہمان آنا شروع ہو گئے تھے۔ نازنین، ثانیہ اور روحیلہ۔۔ ملازمہ کے ہمراہ داخلی دروازے سے لدی پھندی اندر داخل ہوئی تھیں۔ آج خریداری کا آخری دن تھا اور یہ آخری چکر تھا جو اپنے اختتام کو پہنچا تھا۔۔ لاؤنج میں چند پل بیٹھ کر دم لینے کے بعد صوفیہ بھی یہیں چلی آئی تھیں۔ روحیلہ نے نازنین کی جانب دو شاپنگ بیگز بڑھائے تو وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی۔۔

اس نے سیاہ لمبے بالوں میں فرانسیسی طرز کی چوٹی گوندھ رکھی تھی اور رخساروں پر چند چھوٹی لٹیں نکل کر گر رہی تھیں۔ جامنی رنگ کی قمیص اور چوڑی دار پجامے میں ملبوس وہ اپنی دودھیا رنگت کے ساتھ حسین لگ رہی تھی۔

روحیلہ نے ہاتھ مزید آگے کیا تو وہ ناسمجھی سے ان کی جانب دیکھنے لگی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ لو۔۔یہ تمہارے کپڑے ہیں۔۔"انہوں نے سنجیدگی سے کہاتو اسکے کم فہمی سے سکڑے ابرو اگلے ہی پل سیدھے ہوئے۔ وہ صوفے پر سیدھی ہو بیٹھی تھی۔ ثانیہ اور صوفیہ دونوں اسکے چہرے کی جانب ہی دیکھ رہی تھیں۔شاید وہ دونوں اندر کہیں جانتی تھیں کہ نازنین کو روحیلہ کا ایسا انداز پسند نہیں آئے گا۔

"یہ آپ مجھے کیوں دے رہی ہیں۔۔؟ "

"تم عدیل کی کزن ہوناں۔۔خاندان میں موجود عدیل کی تمام کزنز کو تحفتاً کپڑے دیے ہیں میں نے۔تمہارے لیے بھی یہ ایک تحفہ ہے۔ہمارے خاندان میں یہ رواج برسوں سے چلتا آرہاہے۔۔کیا تم اس سے واقف نہیں ہو۔۔؟"انہوں نے اپنی وضاحت دینے کے بعد ٹھہر کر پوچھاتو نازنین کی آنکھوں میں سنجیدگی گہری ہو گئی۔چہرہ اگلے ہی پل بالکل سپاٹ محسوس ہونے لگا۔ساتھ بیٹھی ثانیہ نے بے ساختہ ہی تھوک نگلا تھا۔۔

"آپ جانتی ہیں کہ میرا تعلق کبھی بھی باقی کزنز جیسا نہیں رہاہے۔ "

"پچھلے تعلق کی بات کون کر رہاہے یہاں؟تمہارا تعلق جیسا بھی رہا ہو لیکن ابھی شادی کا موقع ہے اور یہ رسم ہمارے خاندان کا حصہ ہے۔۔"سبھاؤ سے اپنی بات مکمل کی لیکن نازنین نے اپنی جانب بڑھے اس تحفے کی جانب ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔

"کیا آپ مجھ پر۔۔ترس کھارہی ہیں۔۔؟"صاف گوئی سے پوچھاتو روحیلہ جو دوسرے شاپنگ بیگز کو اپنے قدموں سے اٹھارہی تھیں۔۔ تھم کر اسے دیکھنے لگیں۔ہاں۔۔وہ مشکل سوال پوچھنے سے نہیں گھبرایا کرتی تھی۔

"میرے کس وطیرے سے لگ رہاہے کہ میں تم ترس کھارہی ہوں۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپکے پچھلے وطیرے اب تک پرانے نہیں ہوئے۔۔" ٹھنڈے انداز سے جواب دیا تو روحیلہ کے چہرے پر سختی سی اتری۔ صوفیہ اور ثانیہ نے بیک وقت، غیر آرام دہ پہلو بدلا تھا۔

"تحفے کے لیے کسی تلخ رویے کو اپنے ذہن میں لانے کی ضرورت نہیں ہے تمہیں۔ یہ تمہارا تحفہ ہے اور تم اسے رکھ رہی ہو۔ مجھے پتا ہے کہ تمہارے پاس بہت کپڑے ہیں اسی لیے اسے ترس سمجھنے کی غلطی مت کرنا۔ میں لوگوں پر ترس کھانے والی عورت نہیں ہوں۔"

"لے لو، نازنین۔۔ پھپھو بہت پیار سے لائی ہیں تمہارے لیے۔۔" ابھی وہ انہیں جواب دینے کے لیے لب کھولنے ہی لگی تھی کہ صوفیہ کی جانب سے کہی گئی بات پر انہیں چہرہ پھیر کر حیرت سے دیکھا۔

"لے لیں، آپی۔ ہم سب کزنز نے میچنگ کے ڈریس سلوائے ہیں اور آپکا ڈریس بھی ہم نے اسی تھیم کا لیا ہے۔ مام کا انٹینشن آپکو تکلیف دینا نہیں ہے۔" ثانیہ نے ہلکے سے مسکرا کر امید افزاء نگاہوں سے اسکا چہرہ دیکھا لیکن وہاں کچھ بھی نہیں ابھرا تھا۔ روحیلہ اپنی جگہ سے اٹھیں اور اسکا ہاتھ پکڑ کر۔۔ شاپنگ بیگز اسے تھمائے۔۔ وہ انہیں دیکھ کر رہ گئی۔

"یہ مت بھولو کہ اگر تم ضدی ہو تو میں بھی تمہاری ہی پھپھی ہوں۔" انہوں نے ایک بے نیاز نگاہ اس پر ڈال کر سختی کے ساتھ کہا تو نازنین نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ پھر ہاتھ میں تھامے شاپنگ بیگز ایک جانب رکھ دیے۔ اسکا موڈ خراب ہو چکا تھا اور وہ پھر سے ثانیہ کو اپنے مخصوص خول میں سمٹی نظر آنے لگی تھی۔ ابھی وہ مزید خریداری کی جانب بڑھنے ہی لگے تھے کہ داخلی دروازے سے۔۔ ایک جانی پہچانی سی ہیل کی ٹک ٹک اندر کو بڑھتی سنائی دی۔ لاؤنج میں ہر طرف جانی پہچانی سی خوشبو تحلیل ہو گئی تھی۔ ان سب نے چہرے پھیر کر آنے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

والے کو دیکھا لیکن نازنین نے چہرہ پھیرنے تک کی زحمت نہیں کی تھی۔ وہ بغیر دیکھے جانتی تھی کہ آنے والا کون تھا۔۔

روحیلہ اب شائستہ اور رمیز سے پُر تکلف سے انداز میں بغلگیر ہو رہی تھیں۔ شائستہ نے اسکی جانب کڑوی نگاہ ڈالی تھی۔۔ رمیز البتہ بالکل نارمل سا مسکرا رہا تھا۔ وہ ان کے یہاں موجود ہونے پر خوشگوار سا تاثر بھی دے چکا تھا۔ اس نے اگلے ہی پل چہرہ اٹھا کر نگاہوں کے عین سامنے براجمان دو مکروہ صورت لوگوں کو دیکھا اور پھر اپنی ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ چڑھائی۔۔ موڈ خراب پہلے ہی تھا اب تو حلق کے اندر تک کڑواہٹ اترنے لگی تھی۔ ابھی کوئی اس سے الجھتا تو اسکی ماں اسے روتی۔۔

دشمن کی نگاہوں میں سرشار سی مسکراہٹ دیکھ کر وہ بے تاثر سا چہرہ لیے بیٹھی رہی۔۔

تھری پیس قیمتی سوٹ میں ملبوس رمیز اب صوفیہ سے ان کی طبیعت کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ ثانیہ اٹھ کر کچن کی جانب بڑھ گئی تھی اور روحیلہ شائستہ سے محوِ گفتگو تھی۔۔ اسٹریٹ ہو کر پشت پر گرتے بھورے بال اور قیمتی سا لباس زیب تن کیے وہ نک سک سے تیار ہوئی لگ رہی تھی۔ اسکے انداز میں تکبر کی جھلک تھی اور گردن اکڑی ہوئی تھی۔۔

"تم یہاں پر کیا کر رہی ہو، نازنین۔۔؟ کیا عدیل کی شادی کے لیے بطورِ مہمان شرکت کر رہی ہو۔۔؟" وہ رمیز کی زبانی نازنین کے حالات سن چکی تھی اور وہ جانتی تھی کہ ان کا مستقل ٹھکانہ اب روحیلہ کا گھر ہی تھا۔۔ لیکن سانپ اپنی زبان سے ڈسے بغیر باز نہیں آسکتا تھا۔۔ کیونکہ وہ سانپ تھا۔۔

"مہمان کیوں، تائی۔۔؟ یہ میری پھپھو کا گھر ہے۔ میں یہاں پر مہمان نہیں میزبان ہوں۔" کیا جواب دیا تھا اس نے۔۔ ایسے جواب کی توقع اور وہ بھی اس سے۔۔ لاؤنج میں بیٹھے کسی فرد نے نہیں کی تھی۔ رمیز نے اسے گہری

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نظروں سے ٹھہر کر دیکھا تھا اور شائستہ کی نگاہوں سے آگ کی لپٹیں نکلنے لگی تھیں۔ لیکن وہ پھر بھی مسکرا کر آگے ہو بیٹھی۔۔

"اوہ۔۔ میزبان۔۔ فیملی ٹائز کافی تیزی سے کام کرنے لگے ہیں تمہارے لیے۔ جو کل تک مہمان بنائے جانے کی حیثیت سے بہرہ مند نہیں تھی۔۔ آج اسے اپنے میزبان ہونے کا اتنا زعم۔۔! امپریسو۔۔" بہت کڑوا انداز تھا اور الفاظ کا چناؤ تو اس سے بھی کہیں زیادہ گھٹیا تھا۔ فضا میں تناؤ عود آیا تھا اور سب دم سادھے نازنین کی جانب دیکھ رہے تھے۔ صوفیہ کو تو باقاعدہ اس سے خوف سا محسوس ہونے لگا تھا۔

"مہمان بننے کی حیثیت سے تو کوئی اور بھی بہرہ مند نہیں، تائی۔ لیکن چلیں ہم اتنے حساس موضوع کی طرف نہیں جاتے۔" وہ آخر میں مسکرائی تھی۔۔ کچھ تو اس نے بھی سیکھا تھا حرم سے۔۔ دور کہیں وہ اسکے ایسے انداز پر یقیناً محظوظ ہوا ہو گا۔

"اپنی جگہ یاد رکھو۔۔" شائستہ نے پیچھے ہو کر چبھتے ہوئے انداز سے کہا تو اس نے جیسے متاثر ہو کر سر کو جنبش دی۔

"اپنی جگہ کس کو یاد رکھنے کی ضرورت زیادہ ہے کیا میں آپ کو بتاؤں، تائی۔۔؟ کیونکہ میزبان۔۔ بہر حال مہمان سے مضبوط نشست کا حامل ہوا کرتا ہے۔۔" زخمی انسان کی کمزوریوں کو سرِ عام نہیں گھسیٹنا چاہیے۔۔ نہیں تو پھر زخمی لوگ اس دنیا کے سب سے خطرناک انسان بن جاتے ہیں۔ ثانیہ لوازمات کی ٹرالی دھکیلتی لاؤنج میں چلی آئی تھی لیکن وہاں کا ماحول بہت گرم ہو رہا تھا۔۔ اگلے ہی پل رمیز کھنکھار کر سیدھا ہو بیٹھا تھا۔۔ پھر ایک ابرو اٹھا کر شائستہ کو متنبہ کیا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں نے سنا ہے کہ حملہ ہو گیا تھا تمہارے گھر پر۔ کیسے ہوا سب۔۔؟ کیا کوئی ہے جس پر تمہیں شک ہے۔۔؟ اگر ہے تو ہمیں بتاؤ۔۔ ضرور اس مسئلے کا کوئی حل نکالیں گے۔" ثانیہ کے ہاتھ سے چائے لیتے ہوئے وہ فکر مند لہجے میں بولا تو نازنین نے بھی سر یوں ہلایا جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔۔

"شک نہیں ہے کسی پر۔۔" اس نے ٹانگ سے ٹانگ اتاری۔ پھر ابرو اٹھا کر بے تاثر نظروں سے رمیز کا چہرہ دیکھا۔۔ "مجھے یقین ہے اور ابھی میں اپنے اس یقین کا ثبوت تک دکھا سکتی ہوں لیکن میں ایسا نہیں کرونگی۔ میں مہمانوں کی بہت عزت کرتی ہوں۔۔ اور پھر ایسے مہمانوں کی تو بہت زیادہ جو مجھ سے کمزور حیثیت کے حامل ہوں۔" آخری جملہ اس نے شائستہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ اس نے اگلے ہی پل نازنین کے طنز پر اپنی مٹھی بھینچی تھی۔ اسے اس پر شدید غصہ تھا۔۔ وہ ایہا کی بگڑتی حالت اب تک نہیں بھولی تھی۔ رمیز نے البتہ مسکراتے ہوئے بغیر متاثر ہوئے سر ہلایا تھا۔۔

"بھائی جان۔۔ ایہا کو کیوں نہیں لائے آپ لوگ۔۔؟" روحیلہ نے فوراُ سے بات بدلی تھی۔ انہیں نازنین کے تیور ہرگز بھی بات سنبھالنے والے نہیں لگ رہے تھے۔ بلکہ وہ تو اسکا ایسا انداز دیکھ کر دنگ رہ گئی تھیں۔ انہیں نہیں پتا تھا کہ وہ الفاظ کے ساتھ اتنی ظالم بھی ہو سکتی تھی۔

"ایہا کا شادی میں شرکت کرنا بھی خاصہ مشکل ہی ہو گا، روحیلہ۔ اور سونے پر سہاگہ تم نے ایسے لوگوں کو دعوت دے ڈالی ہے جو اسے ازل سے ہی زہر لگتے ہیں۔۔" نزاکت سے کہا اور پھر چائے کی پیالی اٹھالی۔ صوفیہ اور روحیلہ دونوں ہی شائستہ کی بات نہیں سمجھی تھیں۔ وہ آرام سے لاؤنج سے اٹھ آئی تھی۔ پھر کمرے کا دروازہ دھکیلا اور اندر چلی آئی۔۔ چند پل دروازے سے پشت ٹکا کر کھڑی رہی۔۔ پھر سر جھٹک کر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

آگے بڑھ آئی۔ وجدان صبح سے جانے کہاں تھا۔۔ اس نے موبائل ہاتھ میں لے کر اسے فون کیا اور پھر دوسری جانب جاتی گھنٹی سنتی۔۔ وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔ اگلے ہی پل وجدان نے فون اٹھالیا تھا۔۔

"کہاں ہو، وجی۔۔؟" لیکن اسکے جواب دینے سے پہلے ہی وہ ٹھہر گئی تھی۔ پھر ابرو حیرت سے سکڑے۔۔

"یہ پیچھے سے زاویار کی آواز کیوں آرہی ہے۔۔؟" وہ چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔ لیکن وجی کی جانب سے موصول ہونے والے جواب نے اسے چلانے پر مجبور کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ اس وقت ایجنسی میں موجود زاویار کے سامنے کھڑا تھا اور زاویار اسے مکامارنا سکھا رہا تھا۔ اس نے اپنے ماتھے پر بے اختیار ہتھیلی جمائی تھی۔۔ کیا کرے وہ اس زاوی اور وجی کا۔۔!

****

"بچے۔۔ آہستہ آہستہ زینے چڑھو۔۔ تیزی سے چڑھو گے تو سانس پھول جائے گا اور پھر تم مزید سفر کرنے کے قابل نہیں رہو گے۔۔ آہستہ چڑھو اور اپنا سانس قابو میں رکھنے کی کوشش کرو۔۔" وجدان کا یہ آؤٹ ڈور شوٹنگ سینٹر میں محض پہلا چکر ہی تھا لیکن وہ بھاگنے کی تکنیک سے واقف نہیں تھا۔ اسے نہیں پتا تھا کہ بھاگا کیسے جاتا ہے اور اپنی ہمت ریس کے آخر تک کیسے مجتمع رکھی جاتی ہے۔۔ اس نے ایجنسی کا مخصوص لباس بھی زیب تن کر رکھا تھا اور ماتھے پر سیاہ بینڈ لگائے وہ وجیہہ دکھ رہا تھا۔۔ اسکے ماتھے پر گرتے بال، اسے ہینڈسم بناتے تھے۔۔ زاویار اپنے مخصوص ٹرینر والے لباس میں ملبوس تھا۔۔ اور اگرچہ وہ انسان نرم تھا لیکن ٹرینر بہت سخت واقع ہوا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایک چکر لگاتے ہی وجدان کے سر پر ساری دنیا گھومنے لگی تھی۔ وہ بری طرح ہانپتا ہوا کھمبے کا سہارہ لیے کھڑا تھا۔ زاویار اسکے پاس چلا آیا۔۔ پھر ہاتھ میں پہنی گھڑی تک اسکی نگاہ گئی۔ وجدان کو اسکی پچھلی بات اب کچھ کچھ سمجھ آنے لگی تھی۔۔ واقعی گراؤنڈ کا ایک چکر لگاتے ہی اسے نانی یاد آ گئی تھی۔

"آج ہم محض تین راؤنڈ لگائیں گے۔ تمہارا اسٹیمنا بہت کم ہے اور تمہیں ابھی خاصی محنت کی ضرورت ہے۔۔" وہ بے نیازی سے کہہ رہا تھا۔ وجدان نے کچھ سانس بحال کیا اور پھر تیزی سے دوسرا چکر لگانے کے لیے آگے بڑھ گیا۔ صبح کے اس پہر آوٹ ڈور سینٹر میں طلباء کی تعداد کم تھی اور ابھی شوٹنگ کی مشق کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا۔ زاویار نے اسے بھاگتے ہوئے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا اور پھر بجتے موبائل کی جانب متوجہ ہوا۔۔ اگلے ہی پل اب وہ فون کان سے لگائے ہوئے تھا۔۔

"اس نے مجھے خود کہا تھا کہ وہ لڑنا سیکھنا چاہتا ہے۔ آپ اسے گرو کرنے دیں۔۔ اگر اس کے پروں کو آپ نے محنت کر کے بڑھنے کا موقع نہیں دیا تو وہ زندگی میں کبھی اڑنا نہیں سیکھے گا اور ویسے بھی۔۔" وہ ٹھہرا پھر دوڑتے وجدان پر نگاہ پھسلی۔۔

"اب وہ بچہ نہیں رہا ہے۔۔ اسے اپنے فیصلے کرنے دیں نہیں تو ایک وقت بعد وہ اپنے فیصلے لینے کی صلاحیت کھو دے گا۔۔" رک کر دوسری جانب نازنین کی بات سنی پھر ہلکا سا مسکرایا۔۔

"وہ میرے ساتھ ہے۔۔ کوئی اسے ہاتھ تو کیا۔۔ اسکی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا۔۔" اسکی تسلی کروا کر اس نے فون رکھا اور پھر آگے بڑھ آیا۔ وجدان دوسرا چکر مکمل کرنے کے قریب تھا اور قریب تھا کہ وہ تیزی سے بھاگنے کی وجہ سے اپنا توازن کھو کر گر پڑتا۔۔ زاویار نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے ہاتھ سے تھاما تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"گرو۔۔ اور اٹھنا سیکھو۔۔" اگلے ہی پل اس نے وجدان کا ہاتھ چھوڑا تو وہ جھول کر گراؤنڈ کی دھول سے اٹی زمین پر بری طرح جا گرا۔ اس نے مٹی میں اٹا چہرہ اٹھا کر خونخوار نظروں سے زاویار کو گھورا تھا۔۔ پھر کچھ کہے بغیر ضبط سے سرخ چہرہ لیے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ اپنے کپڑے جھاڑے۔۔

"جو اپنے کپڑوں سے گرد جھاڑنا جانتے ہوں۔۔ انہیں کوئی میلا نہیں کر سکتا۔۔ راؤنڈ تھری۔۔ کم آن۔۔" اسے جواب کا موقع دیے بغیر اس نے کہا تو وجدان نے اگلے ہی پل اپنے قدموں کو آگے بڑھایا۔۔ اسکے پیروں میں جان باقی نہیں رہی تھی لیکن وہ پھر بھی بھاگ رہا تھا۔ اسے لگا وہ اگلے ہی پل گر پڑے گا۔۔ لیکن وہ پھر بھی بھاگتا رہا۔۔ راؤنڈ تھری مکمل ہو چکا تھا اور اب وہ اپنے لباس، بالوں اور جسم کی پرواکیے بغیر مٹی سے اٹے میدان میں دراز تھا۔۔ زاویار نے اسے چہرہ جھکا کر دیکھا اور پھر مسکرایا۔ اسکی مشہورِ زمانہ اٹھی سی کمینی مسکراہٹ تھی وہ۔۔

"میرے اسٹوڈنٹس کہتے ہیں کہ وہ مجھ سے ٹریننگ لینے کے فیصلے پر ہر صبح پچھتاتے ہیں۔ انکا ماننا ہے کہ میں اس ایجنسی کا جلاّد ہوں۔ حالانکہ اس ایجنسی میں مجھ جیسا کوئی ٹرینر موجود نہیں۔۔ جانے وہ ایسا کیوں کہتے ہیں۔۔" معصومیت سے کہا اور اسے ہاتھ دے کر اٹھانے کے بجائے پیچھے ہو گیا۔ وجدان نے گہرا سانس لیا تھا۔ پھر وہ سیدھا ہو بیٹھا۔۔

"کیا آج کے لیے اتنا کافی نہیں۔۔؟" اس نے ہانک لگا کر پوچھا تو آگے بڑھتے زاویار نے ہاتھ ہوا میں اٹھا کر انگشتِ شہادت کو نفی میں ہلایا۔ وہ اب کراّہتا ہوا اٹھ رہا تھا۔ اسے تو اپنے فیصلے پر ابھی سے پچھتاوا محسوس ہونے لگا تھا۔ ذرا دم لینے کے بعد وہ پانی کی بوتل کو منہ لگائے اب انڈور سینٹر میں موجود تھا۔۔ یہاں پر سینکڑوں ٹرینیز سامنے لٹکے پنچنگ بیگز پر فوکس ہوئے مکے مار رہے تھے۔ ان سب کے ٹرینز جدا تھے۔۔ زاویار نے اسے گلوز دیئے تو وہ چہرہ اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔۔ وہ اب ہاتھ میں لمبی پٹیاں لیے اسکی جانب بڑھ رہا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھا۔۔ پھر اسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھا۔۔ اسکے دونوں ہاتھوں پر پٹیاں باندھنے لگا تو بہت سے ٹرینیز زاویار کی جانب حیرت سے چہرہ پھیر کر دیکھنے لگے۔۔ وہ کبھی کسی کے ساتھ اتنا نرم نہیں ہوا تھا۔۔

"یہ پٹیاں تمہارے ہاتھوں کی حفاظت کرینگی لیکن پھر بھی سخت محنت کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ۔۔ تمہارے ہاتھ زخمی ہو جائیں۔۔" اسکی آواز بے حد سنجیدہ تھی۔۔ لمحے بھر کو وجدان اسکی سنجیدگی سے خوفزدہ ہوا تھا۔ اگلے کئ لمحات میں زاویار نے اسکا پنچنگ بیگ پیچھے سے پکڑ رکھا تھا اور وہ وجدان کو مکا مارنے کی تکنیک سکھا کر اسے اپنا وار درست کرنے کے لیے کہہ رہا تھا۔ وجدان سے بار بار وار چُوکتا تھا اور غلط طریقے سے پنچ کرنے کی وجہ سے اسکے ہاتھ پر بہت بری طرح لگی تھی۔۔ بے ساختہ ہی اسکی آنکھوں میں آنسو آگۓ۔۔ وہ پیچھے ہو گیا تھا۔۔ زاویار نے اپنی جیکٹ اتار کر سامنے رکھی کرسیوں پر ڈالی اور پھر اسکی جانب گھوما۔۔ سیاہ بنیان سے اسکے کسرتی بازو نکل رہے تھے اور ان پر پسینے کی چند بوندیں بھی موجود تھیں۔ پھر اس نے پنچنگ بیگ کو ایک جانب کر دیا۔۔ وہ اب ہاتھوں میں حفاظتی گلوز لیے آگے بڑھا اور پھر وجدان کی جانب دیکھا۔۔

ٹرینیز باہر کی جانب بڑھ گۓ تھے کیونکہ ان کی آوٹ ڈور شوٹنگ کا وقت ہو چکا تھا۔ اب وہ دونوں اس روشن اور بڑے شیشوں والے ٹریننگ روم میں موجود رہ گۓ تھے۔۔

"ادھر دیکھو مجھے۔۔" وجدان نے آہستین سے آنکھیں رگڑ کر اسے دیکھا تھا۔۔ وہ بہت سنجیدہ تھا۔۔ اور اسے اسی پل سمجھ آیا تھا کہ ٹرینیز اسے جلاّد کیوں کہا کرتے تھے۔

"ایک، دو، تین۔۔ پھر ہر تین وار کے بعد میں تم پر وار کرونگا اور تم جھک کر اپنا بچاؤ کرو گے۔ اگر فوکس گیا تو ناک ٹوٹے گی۔۔۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اگلے گھنٹے تک بنا تھکے وہ اسے مکے مارنا اور اس سے بچنا سکھاتا رہا۔ اسکی پُھرتی اور وار میں مضبوطی آنے کے لیے بہت وقت درکار تھا۔ زاویار جانتا تھا لیکن جو ٹرینیز صابر نہ ہو وہ ٹرینیز

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نہیں بن سکتا۔ اسکا سیشن مکمل ہوا تو وہ شیشے کی دیوار سے پشت ٹکا کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے گلوز اتارے اور پھر لمبی پٹیاں اپنی ہتھیلیوں سے کھولنے لگا۔ اسکی انگلیاں واقعتاً زخمی اور سرخ محسوس ہو رہی تھیں۔ اسکے دونوں ہاتھ بے تحاشہ دکھنے لگے تھے۔ زاویار جو سامنے کھڑا اپنی جیکٹ کی زپ بند کر رہا تھا۔۔ ٹھہرا اور پھر اسے دیکھا۔۔

"اپنے زخم پر اپنی پھپھو کے ملنے سے پہلے مرہم لگاؤ۔۔ اور اب۔۔ اپنے مرہم لگانا سیکھو۔۔ یا پھر ادھڑے زخموں کی تکلیف برداشت کرنے کی ہمت رکھو۔۔ کسی کے سامنے تمہیں اپنے دکھڑے سناتا ہوا نہ دیکھوں میں۔۔"

وجدان نے خفا نگاہیں اٹھائی تھیں۔۔

"میں بچہ نہیں ہوں جو آپ مجھے ایسے کہہ رہے ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ اپنے زخموں کی تکلیف میں نے کسی سے نہیں کہنی اور یہ بھی کہ اپنے زخموں کو سہنے کی عادت ڈالنی ہے۔ لیکن آپکی ایسی باتیں بہت چبھ رہی ہیں مجھے۔۔ مجھے کمزور مت سمجھیں۔۔!" وہ اس پر چلایا تھا۔۔ زندگی میں پہلی دفعہ وہ کسی پر چلایا تھا۔۔ زاویار اثر لیے بغیر اپنے بالوں کو انگلیوں سے پیچھے کر رہا تھا۔۔

"کیا تمہیں رونا آ رہا ہے۔۔؟ "

"نہیں۔۔ میں کیوں روؤنگا۔۔!" وہ اس پر دھاڑا اور ساتھ ہی بہت سے آنسو اسکی آنکھوں میں اترے۔ زاویار نے اسکے سرخ چہرے کو آرام سے دیکھا تھا۔

"رولو۔۔ "

"مجھے نہیں رونا۔۔ آپ جائیں یہاں سے۔ مجھے آپکی شکل بھی نہیں دیکھنی۔۔" وہ پھر چلایا تو زاویار نے سر اثبات میں ہلایا۔ وہ بچہ اسے ضبط کے بالکل آخر مراحل پر محسوس ہو رہا تھا۔ وہ کسی بھی پل پھوٹ کر رو سکتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"ثابت ہوا کہ تم بھی چلانا جانتے ہو لیکن بس مہذب اور اچھا بننے کے چکر میں تم نے اپنی آواز کھو دی تھی۔۔ چلو۔۔ خیر۔۔ تمہیں پتا چل گیا کہ تم چلا سکتے ہو۔۔۔"

اس نے کہا تو وجدان نے تیز ہوتے تنفس کے ساتھ اسے دیکھا۔ اسکا غصہ اسے اپنے ہاتھوں میں ہوتی تکلیف پر غالب محسوس ہو رہا تھا۔

"یہاں کوئی تمہیں چپ کروانے نہیں آئے گا۔۔ جتنا رونا ہے رولو۔۔ لیکن کل فیلڈ پر میں تمہیں ایسے چہرے کے ساتھ نہ دیکھوں۔۔ کیونکہ مجھے لوزرز سے نفرت ہے۔۔!" ٹھنڈی سی سرد آواز میں کہا اور پھر باہر نکل گیا۔ پیچھے وجدان کے رونے کی بلند آواز باہر تک اسے سنائی دے رہی تھی۔ سر مشتاق ساتھ سے گزر رہے تھے کہ ٹھہر کر زاویار کی جانب دیکھنے لگے۔۔

سوالیہ نگاہیں سینٹر کے دروازے کی جانب پھسلیں۔۔

"کیا کوئی نیا ٹرینی آیا ہے۔۔؟" انہوں نے استفسار کیا تو زاویار نے سر اثبات میں ہلایا اور پھر ان کے ساتھ ہی آگے بڑھ آیا۔ یہ ان ٹرینیز کے لیے معمول کی بات تھی کیونکہ اکثر ٹرینیز اپنے اوائل دنوں میں رویا کرتے تھے۔ انسان اور خاص کر لڑکے خود کو ہمیشہ "بگ ڈیل" تصور کیا کرتے ہیں۔ ان کی ایک خاص سائیکی ہوا کرتی ہے جس میں وہ خود کو طاقتور محسوس کرتے ہیں۔ مگر جونہی اپنے سے زیادہ طاقتور ٹرینیز سے ان کا سامنہ ہوتا ہے تو وہ خود کو ان کے سامنے چھوٹا اور کمزور محسوس کرنے لگتے ہیں۔ وہ اپنی بے بسی پر آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔

لیکن پھر ایک وقت بعد آنسو خشک ہو جاتے ہیں۔ ذہنی اور جسمانی طاقت بڑھنے لگتی ہے۔ پیچھے وہ بھی اب تک رو رہا تھا۔۔ اسے نہیں پتا تھا کہ وہ کیوں رو رہا ہے۔ اور کچھ آنسو ہوتے ہیں جو بہت طاقتور ہوتے ہیں۔۔ اسے نہیں پتا تھا کہ اسکے آنسو کسی وقت میں اسکی طاقت ثابت ہونے والے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

"اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ/گروپ/پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

طالوت اس سے ایجنسی میں ہی موجود تھا۔ وہ اپنی بگڑتی طبیعت کی وجہ سے یہاں اب بہت کم آیا کرتا تھا۔۔ لیکن ایجنسی کی فضا اسکے لیے آکسیجن کا کام دیا کرتی تھی۔ اسی لیے وہ یہاں چلا آیا کرتا تھا۔

ابھی وہ عقبی برآمدے سے گزر کے باہر کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ ٹریننگ سینٹر کے اندر سے ابھرتی ہچکیوں پر وہ ٹھہر سا گیا۔۔ پھر وہ دروازہ کھولتا اندر چلا آیا تھا۔ وجدان کو گھٹنوں میں سر دیے کر روتے ہوئے دیکھا تو گہرا سانس بھرتا قریب چلا آیا۔۔ وہ زاویار کو جانتا تھا۔۔ وہ اسکی دی جانے والی ٹریننگ سے بھی بخوبی واقف تھا۔ اس نے ہاتھ میں تھامی پانی کی بوتل وجدان کی جانب بڑھائی تو وہ جو ہچکیوں سے رو رہا تھا۔۔ سر اٹھا کر سرخ متورم آنکھوں سے طالوت کو دیکھنے لگا۔۔ پھر جلدی سے آہستین سے آنکھیں رگڑ کر صاف کیں اور ہاتھ بڑھا کر طالوت کے ہاتھ سے پانی کی بوتل لے لی۔۔ طالوت نے اسکی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا تو وہ کسی سحر کے زیرِ اثر اسکا ہاتھ تھامتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ طالوت گرے ہوئے لڑکوں کو اٹھانے میں ماہر تھا۔۔ اس نے کئی سالوں قبل۔۔ دھول میں اٹے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کئی لڑکوں کو ایسے ہی اٹھایا تھا۔۔

اس نے وجدان کو نرمی سے مسکرا کر دیکھا اور پھر اسے کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ایک جانب بہت سی دیوار گیر الماریاں بنی ہوئی تھیں۔ اس میں ٹرینیز کا سامان اور زخم لگنے کی صورت میں مرہم رکھے گ ئے تھے۔ طالوت نے ہاتھ آگے بڑھا کر ایک ٹیوب نکالا اور اسکی جانب بڑھ آیا۔۔ پھر کرسی اسکے سامنے گھسیٹی اور بیٹھ گیا۔۔ اسکا ہاتھ آہستہ سے تھامے اب وہ اس پر نرمی سے مرہم لگا رہا تھا۔۔ ساتھ ساتھ اسکے سرخ نازک ہاتھوں پر پھونک بھی مارتا۔۔

"رو کیوں رہے تھے اتنا۔۔؟ زاویار تو ہے ہی گدھا۔۔" اس کے کہنے پر وجدان جانے کیسے ہنس پڑا تھا۔ اسکی خوبصورت سیاہ آنکھیں اب تک متورم تھیں لیکن وہ پھر بھی ہنس دیا تھا۔ کیسے عجیب لوگ تھے اس ایجنسی کے۔۔ ایک زخم دے رہا تھا۔۔ دوسرا زخم پر مرہم رکھ رہا تھا۔۔

"آپ۔۔ کون ہیں۔۔؟ "

"میں زاویار کا ٹرینر تھا کبھی۔۔ طالوت کہتے ہیں مجھے۔۔" وہ اب اسکے دوسرے ہاتھ پر مرہم لگ رہا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا۔۔؟ "

"وجدان۔۔ "

"ہوں۔۔ بالکل اپنے نام جیسے ہو۔۔ ٹھہرے ہوئے۔۔" وہ نرمی سے کہتا ہوا اس کے دوسرے ہاتھ پر بھی مرہم لگا چکا تھا۔ وجدان اسکے چہرے پر رقصاں عجیب سی چمک دیکھ کر مرعوب سا ہو گیا تھا۔

"کیا آپ اب بھی ٹرینر ہیں۔۔؟" اسکا مضبوط جسم دیکھ کر اسے یہی خیال آیا تھا۔ طالوت نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"میں اب ٹریننگ دینے کے قابل نہیں رہا۔بوڑھا ہو گیا ہوں میں۔۔ "

"آپ تو کہیں سے بوڑھے نہیں لگ رہے۔"اسکے جوابی وار پر طالوت ہنس پڑا تھا۔یہ بچہ انہیں پہلی ہی نظر میں بہت پیارا لگا تھا۔

اسکی آنکھوں سے جھلکتی معصومیت بہت پر کشش تھی۔

"لگ نہیں رہا ہوں۔۔لیکن ہو گیا ہوں۔۔"وہ کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔وجدان اسے چہرہ اٹھائے تک رہا تھا۔

"حرم کو جانتے ہو۔۔؟"اسکے سوال پر وہ حیران ہوا تھا۔

"جی۔۔جانتا ہوں۔۔ "

"کیسا لگتا ہے تمہیں۔۔؟ "

"مشکل۔۔"اسکے جواب پر طالوت بالکل ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"مشکل کیوں۔۔؟ "

"وہ جو نظر آتے ہیں وہ نہیں ہیں۔۔وہ عجیب ہیں۔مجھے ان کی اچھائی خوفزدہ کرتی ہے۔۔"اسکے جواب پر وہ سر ہلاتا سیدھا ہو بیٹھا تھا۔پھر امید افزاء نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا۔

"کیسا ہے وہ۔۔؟ "

"کیا وہ اس ایجنسی میں آپ سے ملنے نہیں آتے۔۔؟"اسے یکدم ہی تعجب کے ساتھ گہرا افسوس بھی ہوا تھا۔

"نہیں۔۔اسکا مجھ سے جھگڑا ہو گیا ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جھگڑا کرنے والے لگتے تو نہیں ہیں وہ۔۔" وجدان نے بے ساختہ ہی دلیل دی تو طالوت نے سر ہلایا۔

"جھگڑا نہیں کرتا وہ۔۔ لیکن جب کرتا ہے تو کبھی پلٹ کر نہیں دیکھتا پھر۔۔ "

"آپ بھی مت دیکھیں پھر ان کی جانب۔ جو آپ کو چھوڑ دے۔۔ آپ بھی اسے چھوڑ دیں۔۔" کتنی آسانی سے کہہ رہا تھا وہ۔ طالوت اسے چند پل اداسی سے دیکھے گیا تھا۔۔ پھر ہولے سے مسکرایا اور اسکے سامنے اٹھ گیا۔۔

"کیا تمہاری اور ٹریننگ رہتی ہے یا سیشن ختم ہو چکا ہے۔۔؟ "

"ختم ہو گیا آج کا سیشن تو۔۔" وجدان بھی اسی کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ طالوت نے اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تو وہ سر ہلا کر اپنی جیکٹ اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ طالوت وہیں کھڑا رہا اور پھر آگے بڑھ آیا۔ ابھی وہ دروازہ کھول کر باہر کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ اسکے دماغ میں شدید قسم کی تکلیف اٹھی۔ لمحے بھر کے لیے اسکے سامنے ساری ایجنسی گھوم کر رہ گئ تھی۔۔ اسکے کانوں میں سیٹی سی بجنے لگی تھی اور ابھی وہ اپنا توازن کھو کر زمین بوس ہونے ہی لگا تھا کہ کسی نے اسے آگے بڑھ کر بے ساختہ ہی تھام لیا تھا۔۔ طالوت نے سر اٹھا کر دیکھا اور پھر وہ پلکیں نہیں جھپکا سکا۔۔

کیونکہ سامنے حرم کھڑا تھا۔۔ اسے دونوں ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑے۔۔ اسکی بھوری آنکھوں میں فکر تھی اور چہرے پر پریشانی پھیلی ہوئی تھی۔۔ وہ شاید طالوت کی ایسی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو۔۔؟ کہاں جا رہے ہو ایسی حالت میں۔۔؟" حرم کی آواز اسے اپنے کانوں میں بہت ہلکی آ رہی تھی۔ اس نے بمشکل زرد چہرے کے ساتھ سر ہلایا تھا۔ حرم نے اسے خود کے ساتھ لگایا ہوا تھا اور اب وہ اسے لیے۔۔ اسکے سوئیٹ کی جانب بڑھنے لگا تھا۔ راستے میں بہت سے طلباء رک رک کر اسے سلام کر رہے تھے اور طالوت کی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

حالت دیکھ کر بہت سے تو اسکے ساتھ ہی چلنے لگے تھے۔ طالوت کے کمرے تک پہنچتے پہنچتے طلباء کی ایک بڑی تعداد اسکے ساتھ چل رہی تھی۔۔ وہ آج بہت دنوں بعد ایجنسی آیا تھا اسی لیے سب اسکی جانب متوجہ تھے۔۔

دروازہ دھکیل کر وہ اسے اندر لے آیا تھا۔۔ پھر اسے بیڈ پر لٹایا اور سب کو پلٹ جانے کے لیے کہا تو سب سر ہلا کر اِدھر اُدھر بکھر گئے۔ وہ پلٹ کر دروازہ بند کرتا طالوت کی جانب چلا آیا۔۔ پھر پانی اور اسکی میڈیسن لیے دیوار کے ساتھ لگے بیڈ کے سامنے رکھی کرسی پر آبیٹھا۔۔ طالوت نے اسکے ہاتھ سے دوائیاں لیں اور پانی کے ساتھ نگل لیں۔ وہ اسکا ہاتھ تھامے بستر پر دراز تھا۔۔ حرم کا ہاتھ وہ چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔۔

"تمہاری ناراضگی ختم ہو گئی کیا۔۔؟ "

"وہ تو کب سے ختم ہو گئی تھی۔۔ بس تمہارے پاس آنے کا وقت نہیں مل رہا تھا۔ "

"پھر آج کیسے آ گئے۔۔؟ "

"میٹنگ کے سلسلے میں باہر گیا ہوا تھا۔۔ ابھی آیا ہوں تو سوچا کیوں نہ تم سے ملتا ہوا جاؤں۔۔" اس نے کہہ کر فون میں چند نمبر ڈائل کیے اور اسے کان سے لگایا۔ پھر طالوت کے ڈاکٹر سے کافی دیر تک بات کرتا رہا۔۔ اسکی میڈیسن اور علاج کی بابت۔۔ سچ تو یہ تھا کہ ڈاکٹر کی بتائی گئی کسی بھی بات پر اسے تسلی نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی اس کی باتیں امید افزاء تھیں۔ سب باتوں کا ایک ہی نتیجہ نکل رہا تھا کہ طالوت کے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ سر کے پچھلے حصے میں پلتی رسولی کسی بھی پل اس کی جان لے سکتی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ڈاکٹر نے پھر وہی مایوسی کن باتیں کی ہونگی۔ پہلے سارنگ اپنا سر کھپا کر گیا۔۔ پھر زاویار نے مجھے میری لاپرواہیوں پر کھری کھری سنائی لیکن فکر کرنا وہ بھی نہیں چھوڑ سکا۔۔ اور اب تم بھی خود کو بلاوجہ تھکا رہے ہو۔۔ موت تو آنی ہی ہے۔۔۔"

"کیا تمہیں یہ سب کہنا ضروری ہے۔۔؟" حرم نے اسے بلند آواز کے ساتھ کہا تو وہ سر تکیے پر گرائے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اسکا ہاتھ خود سے قریب کیا۔ حرم بھی اسکے قریب ہو بیٹھا تھا۔

"تم آگئے ہو تو لگتا ہے کہ موت بہت آسان ہو جائے گی۔۔" اسکی بات پر وہ خاموش بیٹھا رہا تھا۔ اسکا چہرہ بالکل چپ چاپ طالوت کو تک رہا تھا۔

"میں آگیا ہوں تو تمہیں اتنی آسانی سے جانے نہیں دونگا۔۔" اسکی بات پر وہ ہنس دیا تھا۔ پھر اسکا ہاتھ دبایا۔۔ حرم کی آنکھوں میں طالوت کے لیے نرمی اور محبت ہلکورے لینے لگی تھی۔۔

"میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔۔ کبھی ایسا راستہ اختیار نہ کرنا جس سے پلٹنا تمہارے لیے ممکن نہ ہو۔ سمجھ گئے۔۔؟" حرم اسے جواب نہیں دے سکا۔۔ وہ اسے کیا جواب دے سکتا تھا۔۔

"مجھ سے وہ وعدہ نہ مانگو جو میں پورا نہ کر سکوں۔۔ تم جانتے ہو کہ وعدے ہمیشہ مجھ پر بہت بھاری رہے ہیں۔ میں مزید تم سے کوئی وعدہ لے کر۔۔ تمہارے ساتھ اور اپنے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کرنا چاہتا۔" اپنی آنکھوں میں اپنائیت لیے وہ اسے دیکھتا۔۔ کہہ رہا تھا۔ طالوت کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر تکیے میں جذب ہوا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"میں تمہارے ساتھ کی گئی ہر زیادتی پر شرمندہ ہوں۔۔" حرم نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسکے آنسو کو خشک کیا تھا۔ ہر جانب دھول میں اٹا منظر تحلیل ہونے لگا تھا۔۔ طالوت کی انگلی تھامے وہ کچے راستوں پر پھٹی چپلوں کے ساتھ چل رہا تھا۔۔ اسکے اندر تکلیف سوا ہونے لگی تھی۔

"تکلیف ہم سب کے نصیب کا حصہ تھی۔ مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں۔ "

"دل سے ہر بوجھ سرکتا جا رہا ہے، حرم۔۔ موت بہت آسان ہونے والی ہے۔۔" وہ پھر سے وہی بات دہرا رہا تھا۔

حرم اسکے ہاتھ کو اپنے رخسار سے لگائے بیٹھا رہا۔۔

"کسی ایسے راستے کا انتخاب نہ کرنا جس سے واپس نہ آسکو۔ جس پر تم سے واپسی کا ہر راستہ گم ہو جائے۔ کسی پاتال کا رُخ نہیں کرنا۔ کیونکہ جتنی گہرائی سے تم پاتال کو دیکھو گے۔۔ اتنی ہی گہرائی سے پاتال تمہیں پلٹ کر دیکھے گی۔۔"

وہ اسکی باتوں پر بالکل خاموش بیٹھا رہا تھا۔ پھر آہستہ سے بولا۔۔

"مت بھولو کہ۔۔ میں ہی۔۔ پاتال ہوں۔۔" اسکا جواب کئی پہروں تک اب طالوت کی سماعت میں گردش کرنے والا تھا۔ بہت گہرا اور خوفناک جواب دیا تھا اس لڑکے نے۔۔

"میں تم سے وعدہ نہیں لے رہا۔۔ بس نصیحت کر رہا ہوں۔۔ اپنے اندر کی پاتال کو خود پر غالب نہیں آنے دینا۔۔"

وہ مزید بحث کیے بغیر اسکے جواب پر سر اثبات میں ہلا گیا تھا۔ پھر کوئی کچھ نہ بولا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں جانتا ہوں کہ میرا بولنا بنتا تو نہیں ہے لیکن تم زاویار کو معاف کر دو۔۔ چیزیں ایسی نہیں ہیں جیسی تمہیں نظر آ رہی ہیں۔ زاویار بے قصور ہے۔۔" حرم کی آنکھوں میں کچھ بھی نہیں ابھرا۔ وہ خالی نگاہیں لیے طالوت کو دیکھتا رہا۔۔

"میری ماں اور محبت دونوں مجھ سے کھو گئی، طالوت۔ اسکے پاس اسکی ماں ہے۔۔ وہ اپنی ماں کے ساتھ خوش ہے۔۔ میں اس کے بعد اسے معاف نہیں کر سکتا۔ میرا دل اندر سے زخمی ہونے لگتا ہے۔" اس نے کہہ کر اسے دیکھا تھا۔

"کیا اس نے کبھی۔۔ تمہیں بتایا کہ اسکی ماں۔۔ اسے بھول چکی ہے۔۔!" طالوت کی آواز بہت ہلکی تھی۔۔ اتنی ہلکی کہ حرم کو لگا اس نے کچھ غلط سن لیا ہے۔ وہ جو اسکے قریب ہو کر بیٹھا تھا یکلخت ہی پیچھے ہوا۔۔ بھوری آنکھوں میں نا سمجھی سی ابھری۔۔ پتلیاں ساکت رہ گئیں۔۔

"اسکی ماں اسے زر آباد میں پیش آنے والے حادثے کے بعد بھول گئی ہے۔ وہ اب اپنی ماں کو یاد نہیں۔۔ شاید ساری زندگی بھی کوشش کرتا رہے۔۔ تب بھی وہ اپنی ماں کے لیے اسکا بیٹا نہیں بن سکتا۔ وہ اس دن شہوار کو بچانے گیا تھا، حرم۔۔ لیکن اپنی ماں کو بے یارومددگار، بستی سے باہر بھاگتا ہوا دیکھ کر وہ ہر کسی کو بھول گیا۔ تم اس سے گلہ نہیں کر سکتے کہ وہ۔۔ سب کچھ کیوں بھول گیا تھا۔ ماں کو دیکھ کر انسان خود کو بھی بھول سکتا ہے۔۔" وہ خاموش ہو گیا تھا لیکن حرم کی سماعتیں جھنجھنا اٹھی تھیں۔ وہ طالوت کے پاس سے اٹھ آیا۔۔ پھر کمرے کے دروازے کے باہر پشت ٹکا کر چند پل کھڑا رہا۔۔ اسے لگا کہ وہ مزید کسی کو الزام دینے کے قابل نہیں رہے گا۔ وہ اتنے سالوں سے زاویار کو ایسے عمل کے لیے ڈیٹیسٹ کرتا آیا تھا۔۔ جو اس نے کیا ہی نہیں تھا۔۔ اس نے قدم آگے بڑھائے۔۔ سماعت میں اب تک طالوت کی نقاہت زدہ سی آواز گونج رہی تھی۔۔

"اس نے کبھی تمہیں دھوکا نہیں دیا تھا۔ وہ دھوکا دینے والوں میں سے نہیں ہے۔ وہ تمہاری فکر کرتا ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے چلتے قدم اپنے آس پاس کی ہر فضا سے بے نیاز تھے۔ کتنے لوگوں نے اسے رک رک کر سلام کیا لیکن وہ کسی سلامتی کے جواب میں کچھ نہیں کہہ سکا۔۔

"تم نے غلطی کر دی اسے سمجھنے میں۔ وہ تمہارے لیے ہی منظرِ عام پر آیا تھا۔ وہ خوفزدہ تھا کہ تم خود کو کسی مصیبت میں نہ پھنسالو۔۔ اس نے کبھی تمہیں بتایا نہیں لیکن وہ۔۔ ایجنسی کے آؤٹ ڈور سینٹر میں آج بھی تمہیں یاد کرتا ہوا دوڑ لگاتا ہے۔۔"

وہ ساکت سے قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر گاڑی کا دروازہ وا کیا اور پھر جانے وہ کیسے طالوت کے بتائے گئے پتے کی جانب بڑھ آیا۔ لمبی ڈرائیو کے بعد اب وہ نفسیاتی امراض کے اسپتال میں داخلی دروازے سے اندر داخل ہو رہا تھا۔ وہ روبینہ کو جانتا تھا۔۔ وہ اس سے اور زاویار سے ایک جیسی محبت کیا کرتی تھیں۔ اسکا دل اندر سے بھینچنے لگا۔۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ اپنی ماں جی سے ملنے جا رہا ہو۔۔ اسکی زخمی آنکھیں دھندلا رہی تھیں اور قدم بہت بھاری محسوس ہو رہے تھے۔۔

اس نے راہداریاں پار کیں اور پھر ایک کمرے کے باہر ٹھہر گیا۔ دروازہ دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ روبینہ سامنے بستر پر دراز سو رہی تھیں۔ ان کا چہرہ آج بھی اتنا ہی معصوم تھا جیسے کئی سالوں پہلے ہوا کرتا تھا۔ ان کے لمبے بال کاٹ دیے گ ئے تھے اور وہ خاصی مضمحل محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ اگلا قدم نہیں اٹھا سکا۔۔ زمین نے اسکے قدموں کو اپنی زد میں لے لیا تھا۔ اسکی آنکھیں جلنے لگی تھیں۔ ماں جی اور شہوار کا دکھ تازہ ہو گیا تھا اور اب وہ اسے کہیں اندر تک زخمی کر رہا تھا۔ بستی والے نہ زندہ رہے تھے اور نہ ہی انہیں مردہ رہنے دیا گیا تھا۔ وہ سب کہیں درمیان میں معلق کر دیے گ ئے۔۔ اپنے زخموں کو صاف کرتے کرتے ان کے اپنے ہاتھ زخمی ہو گ ئے تھے۔ وہ بے دم وجود لیے۔۔ روبینہ کو دیکھتا رہا۔۔ اسکی آنکھوں میں ضبط کی سرخی ابھری

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہوئی تھی اور مٹھیاں اگلے ہی پل طیش سے بھنچ گئی تھیں۔۔ جو اس بستی پر عذاب اتار چکے تھے انکی زندگیاں اب تک شادمان آخر کیسے تھیں۔۔؟اس نے اگلے ہی پل دروازہ بند کیا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔۔

اسکے قدموں میں اب کمزوری کی لرزش نہیں تھی۔۔بلکہ وہ طیش کی لرزش تھی۔۔اسکے رگ وپے میں چنگاریاں بکھرنے لگی تھیں۔

****

وجدان داخلی دروازے سے اندر چلا آیا تھا۔سب سے پہلے اسے نازنین سے بہت ڈانٹ پڑی تھی اور پھر کچھ دیر بعد ثانیہ اسکے سر پر کھڑی اسکا سر کھا رہی تھی۔اس نے چہرہ اٹھا کر ثانیہ کو دیکھا۔۔

"کیا حرم بھائی آگئے ہیں۔۔؟"

"ہاں۔۔اپنے کمرے میں ہیں۔جب سے آئے ہیں باہر نہیں نکلے اور نہ ہی کسی سے بات کر رہے ہیں۔" ثانیہ نے کہہ کر قدم باہر کی جانب بڑھا دیے تھے۔وہ پیچھے گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔نازنین نے اسی پل حرم کے کمرے کے باہر ٹھہر کر دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔پھر اسے دھکیلتی اندر چلی آئی۔۔وہ صوفے پر جوتوں سمیت لیٹا، آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔ رات سر پر چڑھ آئی تھی لیکن اسکے کمرے کی تمام بتیاں گُل تھیں۔ اندھیرا ہر جانب پھیلا ہوا تھا۔وہ پاس چلی آئی۔۔

"حرم۔۔کھانا کھالو۔۔پھپھو بلا رہی ہیں تمہیں نیچے۔۔" اسے روحیلہ نے جان بوجھ کر بھیجا تھا کیونکہ وہ اسکے اور حرم کے درمیان تعلق کو جانتی تھیں۔وہ نازنین کی بات رد نہیں کیا کرتا تھا۔

"بھوک نہیں ہے مجھے۔آپ لوگ کھالیں۔۔"اس نے آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے بغیر کہا تو نازنین ٹھٹکی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم جب سے آئے ہو تم نے کچھ نہیں کھایا ہے۔ "

" پھر بھی بھوک نہیں ہے۔ آپ جائیں یہاں سے۔" اسکی آواز۔۔ اسکا لہجہ۔۔ سب جیسے یکدم ہی بہت اجنبی ہو گیا تھا۔ نازنین نے مزید اسے پکارنا مناسب نہ سمجھا اور پھر دروازہ کھول کر وہ باہر چلی آئی۔

"وہ کہہ رہا ہے اسے بھوک نہیں۔۔" اس نے ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے سب کو آگاہ کیا تو کھانے کی جانب بڑھتے سب کے ہاتھ بے ساختہ ہی ٹھہر گئے۔ سب چہرہ اٹھائے اسے سوالیہ تکنے لگے تھے۔

"میٹنگ پر تو سب ٹھیک رہا ہے۔ میری کچھ دیر پہلے ہی سبحان صاحب سے بات ہوئی ہے۔۔ پھر اسے کیا ہوا۔۔؟" عدیل نے پلیٹ میں چاول نکالتے ہوئے کہا تھا۔ کچھ پل بعد سب اپنے اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہوئے کھانے میں مشغول تھے۔ بس وہ ہی ٹھیک سے نہیں کھا سکی۔ اس نے حرم کو پہلے کبھی اتنا خشک نہیں دیکھا تھا۔ اگلے ہی پل داخلی دروازہ کھل کر بند ہونے کی آواز آئی تو سب نے ہی چونک کر چہرے اٹھائے۔۔ اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا، گاڑی گیٹ سے نکلنے کی آواز تک سب جان گئے تھے کہ حرم جا چکا تھا۔ نازنین نے پریشانی سے ایک نگاہ خالی پڑے لاؤنج پر ڈالی تھی۔۔

دوسری جانب اس کا رُخ ایجنسی کی جانب تھا۔ اسکا ذہن منتشر تھا اور اسکی یکسوئی کے لیے اسے اپنے شوٹنگ سینٹر کی خاموشی، فضا میں رچی گن پاؤڈر کی مہک اور ہر شاٹ پر اڑتے پرندوں کی آوازیں درکار تھیں۔ وہ گاڑی روک کر باہر کی جانب بڑھ آیا تھا۔ کچھ پل بعد وہ نگاہوں پر حفاظتی چشمہ لگائے شوٹنگ سینٹر میں کھڑا، ہاتھ لمبا کیے نشانہ لے رہا تھا۔ ایک۔۔ دو۔۔ تین۔۔ یکے بعد دیگرے کئی نشانے سامنے لگے ڈسپوزیبل سانچے سے گزر گئے تھے۔ اسکا ایک بھی نشانہ اس تنگ دائرے سے باہر نہیں تھا۔ پس ثابت ہوا کہ وہ انتشار کا نہیں۔۔ بلکہ تکلیف کا شکار تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگلے کئی لمحات تک وہ اپنے شل ہوتے ہاتھ کی پرواہ کیے بغیر اپنی مشق کرتا رہا۔ رات کی سیاہی میں ایجنسی بہت خاموش، بہت پُراسرار دکھ رہی تھی۔ دُور ریلنگ کے ساتھ لگ کر کھڑا طالوت اسے تک رہا تھا۔۔ اور پھر وہ آہستہ سے مسکرا دیا تھا۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کئی سالوں پہلے کھویا حرم۔۔ واپس آچکا تھا۔ وہی جو اپنے غصے کو کم کرنے کے لیے شوٹنگ کی مشق کا سہارہ لیا کرتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے حرم کے ساتھ کوئی اور ہیولہ بھی آ کھڑا ہوا تھا۔ اس ہیولے کا قد حرم سے ایک انچ لمبا تھا اور اسکی جسمانی ساخت بھی کسی باکسر کی مانند سخت تھی۔ حرم نے چہرہ پھیر کر نہیں دیکھا۔۔ وہ جانتا تھا کہ اسکے ساتھ کون آ کھڑا ہوا ہے۔۔ ساتھ کھڑے ہیولے نے ہاتھ لمبا کر کے نشانہ لیا تو ہر جانب سے پرندے اڑ گئے۔ لیکن اسکا نشانہ حرم کے نشانے کی مانند منجھا ہوا نہیں تھا۔ اسکے ہاتھ میں اتنی صفائی نہیں تھی جو دیکھنے والی آنکھ کو متاثر کر سکتی۔۔ کیا مجھے بتانے کی ضرورت ہے کہ وہ کون تھا۔۔؟

اسی پل۔۔ کوئی حرم کے دائیں جانب آ کھڑا ہوا تھا۔ اسکا قد حرم جتنا تھا اور وہ بھی بائیں جانب کھڑے شخص سے ایک انچ چھوٹا تھا۔ ہاتھ لمبا کیے نشانہ لیا گیا۔۔ دو ہیولوں نے حیرت سے چہرے پھیر کر تیسرے ہیولے کو دیکھا تھا۔۔ آؤٹ ڈور سینٹر کی روشنیاں جلا دی گئیں تو ہر شے واضح ہو گئی۔۔

سیدھ میں بنے لینز کے سامنے وہ تینوں ایستادہ تھے۔ ہمیشہ کی طرح اپنی خاص ترتیب لیے۔۔ درمیان میں حرم تھا۔۔ بائیں جانب زاویار اور دائیں جانب سارنگ کھڑا تھا۔۔ بہت سے ٹرینیز بھی میدان میں آ نکلے تھے۔۔ ان کے ہر شاٹ پر میدان میں۔۔ "ہو" کی بلند سی آواز گونجتی تھی۔ وہ متاثر کن تھے۔۔ وہ ان بچوں کو متاثر کر رہے تھے۔۔

درمیان میں کھڑے حرم نے ہاتھ نیچے کر لیا تھا۔ پھر اس نے زاویار کی جانب چہرہ پھیر کر دیکھا۔۔ ہلکا سا مسکرایا۔۔

"کیا ایک دوڑ کے لیے راضی ہو تم۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں راضی ہوں لیکن تمہیں ہارتے ہوئے دیکھنا بہت گراں ہے۔ تم رونے لگتے ہو۔۔" مزاق اڑاتے ہوئے اس پر جملہ کسا گیا تھا۔ حرم نے سر جھٹکا تھا۔۔ پھر اپنی گن سارنگ کو تھمائی۔ مقابلہ بس شروع ہی ہونے والا تھا۔ زاویار نے بھی اپنی گن سارنگ کے حوالے کردی تھی اور اب سارنگ ٹرینیز کے ساتھ زینوں پر جا بیٹھا تھا۔ وہ ان کے ساتھ نعرے لگا رہا تھا۔

"تم ہار جاؤ گے۔۔ "

"میں جیتنے کے لیے پیدا ہوا ہوں۔۔ اسی لیے اپنا منہ بند رکھو۔۔" حرم نے اسے کہا تو زاویار گردن جھکا کر ہنس دیا۔ پھر وہ دونوں اس دھول اڑاتے میدان میں بھاگے۔۔ جب تک ہمت ختم نہیں ہو جاتی تھی انہیں بھاگتے رہنا تھا۔ جو ہمت چھوڑ کر گرتا وہ ریس ہار جاتا۔ یہ ان کے اصول اور قائدے تھے جنہیں کسی مہر کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ دونوں بھاگتے رہے۔۔ کوئی تھک کر گرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ بہت سے اساتذہ بھی زینوں پر آ بیٹھے تھے۔ کچھ ایجنسی کے برآمدے کے داخلی زینوں پر آ کھڑے ہوئے تھے۔ فضا میں نعروں کی گونج بڑھتی جا رہی تھی۔۔ وہ دونوں ہارنا نہیں جانتے تھے۔۔ انہیں گرنا نہیں آتا تھا۔۔ اور پھر جب دسویں راؤنڈ تک وہ ہانپنے لگے تو ایک ساتھ ہی میدان میں گر پڑے۔۔ فضا میں بہت سے قہقہے بلند ہوئے تھے۔۔ وہ دونوں پھولے سانس لیے میدان میں دراز رہے۔۔ ان کے لباس خاک آلود تھے لیکن وہاں پرواہ کسے تھی۔۔ جیت کس کی ہوئی کوئی جاننا نہیں چاہتا تھا۔ سب جیسے پچھلے سالوں کی غلط فہمی کے ساتھ ہی ختم ہو گیا تھا۔۔ عزازیلینز زندہ تھے۔۔ انہیں زندہ ہی رہنا تھا۔

طالوت نے ایسا منظر دیکھنے کی چاہ کے لیے ہی اب تک زندگی خدا سے مستعار لے رکھی تھی۔ وہ ریلنگ سے ہٹ آیا تھا۔ پھر اپنے کمرے کی جانب چلا آیا۔ پھر آہستہ سے اپنے بستر پر دراز ہو گیا۔۔ اسکی آنکھیں آہستگی سے بند ہونے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لگی تھیں۔ ایجنسی کی راہداریوں میں ہر جانب خاموشی سی پھیلنے لگی۔ اگلی صبح طلوع ہو گئی لیکن طالوت کی آنکھیں نہیں کھلیں۔ وہ شاید اب کبھی نہیں اٹھ سکتا تھا۔ اسکا مقصد تمام ہو چکا تھا اور مزید زندہ رہنا بوجھ تھا۔۔ موت نے اسے انتہائی نرمی سے گلے لگایا تھا۔۔ ایجنسی کی راہداریوں میں اداسیاں ٹھہر گئیں۔ وہ لڑکے جو کل تک میدان میں دوڑتے ہوئے ہنس رہے تھے۔۔ آج بہت خاموش تھے۔۔ ان کا استاد۔۔ ان کا دوست۔۔ ان کا ساتھی۔۔ اور ان کا ٹرینر۔۔ ان سے جدا ہو چکا تھا۔ ان تینوں نے طالوت کا جنازہ پڑھ لیا اور پھر اسے دفنا دیا۔ بہت بابرکت جنازہ تھا وہ۔۔ ہلکا پھلکا سا۔۔

حرم چپ ہو گیا تھا۔۔

زاویار اپنے اپارٹمنٹ کے کمرے میں دیوار سے پشت ٹکائے بیٹھا تھا۔

سارنگ اب تک طالوت کی قبر پر کھڑا تھا۔۔ وہ شاید رو بھی رہا تھا۔ جو زندہ رہ جائیں۔۔ ان کا مرنا یقینی ہوتا ہے۔ اور پھر انسان تو وہ ہوتا جو مر کر اپنے زندہ رہنے کا پتا دیتا ہے۔ مرنے سے زیادہ "انسان" ہونا کیا ہوتا ہو گا بھلا۔۔؟

****

وہ تینوں اوپر تلے، ایجنسی کے زینوں پر براجمان تھے۔ کسی غیر مرئی نقطے کو تکتے۔۔ ایک دوسرے سے بے نیاز۔۔ اپنی اپنی سوچوں میں گُم۔۔

ان تینوں کو ہی پچھلے دنوں سے بات کرنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ طالوت کی آخری رسومات اور پھر اس کے وہ طلباء جو دور دور سے اسکی تازیت کرنے آرہے تھے۔۔ وہ ان تینوں کو حیران کرنے کے لیے کافی تھے۔ انہیں کبھی اندازہ نہیں تھا کہ طالوت ان کے علاوہ اور بھی کتنے لوگوں کو سہارہ دیے ہوئے تھا۔ کتنے زخمی بچوں کو مٹی سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اٹھا کر وہ بلندیوں کے کئی زینوں پر بٹھا چکا تھا۔ وہ اس کے جنازے کے قریب، سوٹڈ بوٹڈ لڑکوں کو روتے ہوئے دیکھ کر گنگ رہ گئے تھے۔۔ انہیں لگتا تھا کہ وہ صرف ان کا استاد تھا۔۔ لیکن وہ غلط تھے۔۔ وہ بہت سے اور لوگوں کا استاد ٹھہرا تھا۔ لیکن ان تینوں کو اس نے اپنا گھرانہ مانا تھا۔ وہ اسکی فیملی تھے۔۔ لوگ تازیت کے لیے انہی تینوں کے پاس آتے رہے۔۔ ایجنسی میں خاص پریڈ کے ذریعے اسے خراجِ تحسین بھی پیش کیا گیا تھا۔۔ اور اب وہ تمام کاموں سے فارغ ہوئے۔۔ خالی وجود لیے زینوں پر براجمان تھے۔ دور دور تک ایجنسی کا تاریک میدان دکھائی دیتا تھا۔ مغرب خاصی گہری ہو چکی تھی اور ایجنسی میں شب کا آغاز ہوا چاہتا تھا۔۔

حرم دو دن سے ایجنسی میں ہی تھا۔ سہیل کو اس نے طالوت کی اطلاع دی تو وہ خاموش سے گئے۔۔ پھر انہوں نے اسی کے لیے مہندی کا فنکشن ایک دن آگے کر دیا تھا۔۔ اس نے انہیں منع بھی کیا لیکن عدیل نہیں مان رہا تھا۔ بلکہ گھر میں کوئی بھی فرد اسکی موجودگی کے بغیر کسی تقریب کو لے کر راضی نہیں تھا۔ اسکا کسی تقریب میں شرکت کا دل نہیں تھا۔۔ فی الحال وہ روشنیوں کا سامنہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ چند دن تو بالکل بھی نہیں۔۔

"تمہارے گھر والے فکر کرنے لگے ہیں تمہاری۔۔ دیکھو۔۔ ایک تقریب تک نہیں کرنا چاہتے تمہارے بغیر۔۔" سارنگ نے یونہی کہا تو اس نے گہرا سانس لیا۔ زاویار نے اسے چہرہ موڑ کر دیکھا تھا۔ وہ اس سے ایک زینہ نیچے بیٹھا تھا۔

"تم نے کیوں منع کیا۔۔؟ چلے جاتے۔ یہاں پر ہم ہیں۔۔" اس نے بھی کہا تو حرم نے سر نفی میں ہلایا۔ اسکا دل ہر شے سے بیزار اور اچاٹ ہو رہا تھا۔ خاص کر چمکتی دمکتی تقریبات سے۔

"موڈ نہیں تھا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ٹھیک چل رہے ہیں ناں تمہارے گھر والے۔۔ تمہارے ساتھ۔۔؟"کان کی لو کھجا کر بالکل سرسری سا پوچھا۔

حرم نے گردن ذرا ڈھلکا کر زاویار کی جانب دیکھا تھا۔۔

"وہ مجھے اپنے گھر کا فرد نہیں مانتے۔۔ بہت ظلم کرتے ہیں مجھ پر۔۔"اس نے آہستہ سے کہا تو جہاں سارنگ چونکا وہیں زاویار نے گردن پوری گھما کر اسکی جانب دیکھا۔ اسکی پیشانی پر بل ابھر آئے تھے اور آنکھوں میں یکلخت ہی سختی اتری تھی۔۔

"کیا کرتے ہیں وہ۔۔؟ اور تم وہاں رہ کیوں رہے ہو جب ان کا رویہ ایسا ہے تمہارے ساتھ؟"

وہ اکھڑ ہی گیا تھا۔۔

"میں اس بھری دنیا میں کہاں جا سکتا ہوں۔۔؟"حرم نے اپنا لہجہ کچھ اور خود ترس بنا لیا تھا۔ زاویار اب کہ پورا اسکی جانب گھوم گیا تھا۔ وہ بہت سنجیدہ تھا اور حرم کو اسکی سنجیدگی دیکھ کر کمینی سے خوشی ہو رہی تھی۔

"بکواس مت کرو۔۔ تم چھوٹے بچے نہیں ہو۔۔ میرے پاس آ کر رہ سکتے ہو تم۔"سارنگ نے پہلے ان دونوں کی جانب دیکھا اور پھر اسکی نگاہ حرم پر پھسلی۔ اگلے ہی پل وہ گہرا سانس لیتا سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"یہ تمہاری فکر کا فائدہ اٹھا رہا ہے۔ کمینگی کوٹ کوٹ کر بھری ہے اس میں۔ تم کیوں اپنی توانائی اس پر ضائع کر رہے ہو۔۔؟ کیا اس کی شکل دیکھ کر لگتا ہے کہ کوئی اس پر ظلم کر سکتا ہے۔۔؟"سارنگ کا لہجہ حرم کے لیے کوسنے لیے ہوئے تھا۔ زاویار اگلے ہی پل سیدھا ہو بیٹھا۔ آنکھیں کھل گئیں۔۔

"تم۔۔ میرے ساتھ مزاق کر رہے ہو۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں نے کوئی مزاق نہیں کیا۔۔" حرم نے صاف جھوٹ بولا تھا۔زاویار نے چہرہ دوبارہ سامنے کی جانب پھیر لیا تھا۔

"میرا ابھی تمہیں درّے مارنے کا کوئی ارادہ نہیں۔۔اسی لیے اپنا یہ منہ بند رکھو۔۔"زاویار سب سے زیادہ طالوت کے ساتھ رہا تھا اسی لیے اسکے رنگ ڈھنگ اور فکر کرنے کا انداز بالکل طالوت جیسا تھا۔فکر بھی ایسے کرتا تھا گویا ظلم کر رہا ہو۔۔اور حرم کو اسکی یہی بات مزہ دیا کرتی تھی۔

"مشتاق صاحب بات کرنے آئے تھے مجھ سے۔ طالوت کے بعد وہ ہم میں سے کسی ایک کو یہاں کا ہیڈ مقرر کرنا چاہتے ہیں۔میں نے اسکے لیے زاویار کا نام دے دیا ہے۔۔"کچھ دیر بعد اس نے گویا دھماکہ کیا تھا۔زاویار تو اپنی جگہ سے بے ساختہ ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔اور اس سے پہلے کہ اسکی بند مٹھی حرم کے رخسار تک جاتی۔۔وہ اسکا ہاتھ پھرتی سے روک چکا تھا۔

"مجھ سے پوچھے بغیر تم نے اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر لیا۔۔؟"وہ برہم ہوا تھا۔حرم نے کندھے اچکائے۔۔ سارنگ کو البتہ اسکے فیصلے پر کوئی ایشو نہیں تھا۔

"تم سب سے زیادہ ایجنسی میں رہے ہو۔یہاں کے طور طریقے اور کام کرنے کے مراحل۔۔تم ہم سے زیادہ بہتر جانتے ہو۔پھر تمہارا سرکل اور اسکلز بھی خاصی متاثر کن ہے۔اسی لیے میں نے تمہارا نام دے دیا اور مشتاق صاحب بھی۔۔مجھ سے شاید تمہارے ہی نام کی توقع کر رہے تھے۔"

لیکن وہ اسکے جواب سے مطمئن نہیں ہوا تھا۔وہ انتہائی ناگواری سے حرم کو تک رہا تھا۔

"میرا پارہ ہائی نہ کر۔۔اور جا کر ابھی مشتاق سر سے میرا نام حذف کرنے کا کہو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اب کچھ نہیں ہو سکتا دی گریٹ زاویار۔۔"وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر ہاتھ میں تھامی جیکٹ کندھے پر ڈالی۔ وہ دونوں برابر آتے تھے ایک دوسرے کے۔۔"میں کچھ کام نہیں کیا کرتا اسی لیے آپ کے پاس انکار کرنے کا کوئی حق موجود نہیں۔۔"

آرام سے کہا اور پھر اسکے ساتھ سے نکل گیا۔ زاویار کا دل کیا کہ اپنے بال نوچ لے۔ سارنگ بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ مسکرا کر اسے دیکھا۔

"ویلکم بیک، زاویار۔ یہ حرم کی دوستی ہے اور اسے جھیلنا آسان نہیں۔ تم شاید اتنے سالوں میں اسکا انداز فراموش کر چکے ہو۔۔ اور اگر ایسا ہے تو مہربانی کر کے اپنی پچھلی یادداشت کو پوچا لگا کر صاف کر لو۔۔ کیونکہ وہ تو شروع سے ہی Jerk تھا۔ تم سے بھی بڑا۔"

ایک آنکھ دبائی اور اسے تنہا چھوڑ کر آگے بڑھ آیا۔ زاویار نے گہرا سانس لیا تھا۔ وہ کیوں بھول گیا تھا حرم کے انداز کو۔۔ کام کر کے آخر میں آکر انہیں اطلاع دینے والا اسکا انداز پرانا تھا۔ لیکن شاید وہ واقعی بھول گیا تھا۔ اور اب اسے یہ انداز یاد رکھنا تھا۔

****

وجدان اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ کے سامنے براجمان تھا۔ اسکا انہماک اس قدر گہرا تھا کہ کمرے کے باہر موجود مہمانوں کی ہماہمی بھی اسکا ارتکاز نہیں توڑ پا رہی تھی۔ اسکا شفاف چہرہ سنجیدہ تھا اور آنکھیں بالکل سپاٹ تھیں۔۔ انگلیاں تیزی کے ساتھ کی بورڈ پر حرکت کر رہی تھیں۔ اسی پہر کسی نے کمرے کا دروازہ کھولا تو اس نے لیپ ٹاپ کی اسکرین جھٹ نیچے کی۔۔ جلدی سے آنکھوں پر لگے نظر کے چشمے کو ٹھیک کیا۔۔ نازنین دروازے کے قریب

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

ہی ٹھہر گئی تھی۔وہ اسکا ٹھٹک کر سنبھلنا دیکھ چکی تھی۔۔پھر خاموش نظروں سے اسے دیکھتی پاس چلی آئی۔۔اس نے سیاہ لباس زیب تن کر رکھا تھا۔بال حسبِ عادت ہاف بندھے تھے اور دوپٹہ شانوں پر دھرا تھا۔

"کیا کر رہے تھے۔۔؟"ایک ابرو اٹھا کر سیدھا سوال کیا تو وجدان نے بے ساختہ ہی تھوک نگلا۔پھر جلدی سے مسکرایا۔

"ایک دوست نے فائل دی تھی۔۔بس وہی ڈی کرپٹ کر رہا تھا۔"

"ایسی کونسی فائل تھی جو میں نہیں دیکھ سکتی۔۔؟"اسکا انداز بہت سنجیدہ تھا۔وجدان سکون سے مسکرایا۔وہ سنبھل چکا تھا۔

"یہ ہم "لڑکوں" کی بات ہے، پھپھو۔آپ کو ہر چیز نہیں بتائی جاسکتی۔کچھ میری پرائیوسی بھی رہنے دیں۔۔"

"ایسی کیا چیز ہے تم "لڑکوں" کی جو میں نہیں دیکھ سکتی۔۔؟کہیں تم مجھے آوٹ ڈیٹڈ تو نہیں سمجھ رہے۔۔؟"
آنکھیں سکیڑ کر خفگی سے پوچھا تو وجدان نے ابلتی ہنسی بمشکل روکی۔نازنین کو بہت برا لگتا تھا جب وہ اسے اپنے سرکل کی باتیں نہیں بتاتا تھا۔کچھ باتیں واقعی نازنین کے جاننے کی نہیں تھیں اور کچھ باتیں بیکار تھیں۔وہ بس نازنین کو چھیڑتا تھا کیونکہ وہ چڑ جایا کرتی تھی۔اپنی تمام تر متانت اور سنجیدگی کے بعد بھی وہ کبھی کبھی بالکل بچوں کی طرح خفا ہو جاتی تھی۔

"پھپھو، فار گاڈ سیک۔۔آپکو دیسی پھپھو بننے کی کوئی ضرورت نہیں۔میں واقعی ایک فائل ڈی کرپٹ کر رہا تھا۔ آپکو دکھا اسی لیے نہیں رہا کیونکہ وہ فائل ایک ٹیچر کی یو ایس بی سے لی گئی ہے۔اس ٹیچر نے میرے دوست کو بہت

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بُلی کیا ہے پورا سال۔۔ اور وہ کالج ختم ہونے کے بعد بھی اسکا پیچھا نہیں چھوڑ رہا۔ اسی لیے میں نے اسکی تھوڑی سی مدد کرنے کا سوچا ہے۔۔"

روانی سے کہہ کر سیاہ آنکھوں سے اسے دیکھا تو وہ ٹھٹکی۔ خفا آنکھوں میں پریشانی یکدم ہی چمکی تھی۔

"تم کچھ ایسا تو نہیں کر رہے ناں جو تمہیں نہیں کرنا چاہیے۔۔؟ اور یہ کونسا طریقہ ہے بُلیز سے ڈیل کرنے کا۔ اس ٹیچر کی شکایت کالج انتظامیہ سے کرو۔۔ یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے تم لوگوں کا۔"

"پھپھو۔۔" وجدان نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔۔ اوہو لیڈی۔۔ میری بات سمجھیں۔۔

"یہ مسئلہ ہم حل کر رہے ہیں۔ ہم یعنی ٹین ایجرز۔۔ ہمارا طریقہ آپکے جیسا نہیں ہو گا۔ ہم اسے اپنے طریقے سے حل کریں گے۔ ہم اس فائل کو ڈی کرپٹ کریں گے اور پھر اس میں موجود غیر اخلاقی مواد اس ٹیچر کے لاؤنج میں لگے ٹی وی پر چلائیں گے۔۔ جہاں اسکے بچے اپنے باپ کے کرتوت با آسانی دیکھ سکیں گے۔ پھر ہم اسے کال کریں گے۔۔ اگر وہ نہیں مانے گا تو ہم اسکا ثبوت کالج انتظامیہ کے حوالے کر دیں گے۔۔ اور یوں۔۔ وہ میرے دوست پر دوبارہ ہاتھ تک نہیں ڈال سکے گا۔"

اعتماد سے جگمگاتی سیاہ آنکھیں اور لبوں سے ایک لے میں ادا ہوتے الفاظ نے نازنین کو لمحے بھر کے لیے خاموش کر دیا تھا۔ اس نے جو ہاتھ سینے پر باندھ رکھے تھے۔۔ وہ کھل کر پہلوؤں میں آ گرے تھے۔۔ بے نیازی عنقا ہو گئی تھی۔

"یہ سب غلط ہے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں نے کب کہا کہ یہ سب ٹھیک ہے۔۔؟" ٹھہر کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔ وجدان بہت دنوں بعد اسے پہلے جیسا لگا تھا۔

"تم پھنس سکتے ہو اس سب میں۔۔" اسے اب اسکے لاپرواہ انداز پر غصہ آرہا تھا۔ اسے اپنے ٹیسٹ کے لیے پڑھائی کرنی چاہی ئے تھی اور ادھر وہ فائلز ڈی کرپٹ کرنے میں لگا ہوا تھا۔

"جو مسائل آپکو پھنسائیں۔۔ وہی آپکو ان مسائل سے نبٹنا سکھاتے ہیں۔۔ "

"مجھے تمہارے یہ اقوالِ زریں نہیں سننے۔ ابھی کہ ابھی بند کرو اسے۔۔" لیپ ٹاپ کی جانب اشارہ کرکے سختی سے کہا۔ وجدان پر مجال ہے جو اثر ہو جاتا۔۔ زاویار۔۔ خدایا وہ زاویار کی صحبت میں رہ رہا تھا۔

"وہ کہتے ہیں کہ جو رسی آپکو گہرے کنویں میں گرنے سے بچالے۔۔ اس رسی کو تھام لینا چاہی ئے۔ یہ میرے سروائیول کا حصہ ہے، پھپھو۔ آپ کی ذمہ داری ختم ہو چکی ہے۔ میں یہ کام مفت میں نہیں کر رہا ہوں۔۔ میرا دوست مجھے اسکے لیے پے کرے گا۔ اس دنیا میں کچھ بھی مفت نہیں۔۔ اور ٹیلنٹ تو ہرگز بھی نہیں۔۔" نازنین ابھی اس پر چلاّ کر اسکی ساری ہٹ دھرمی نکالنے کے لیے لب کھولنے ہی لگی تھی کہ دروازے میں نمودار ہوئیں صوفیہ نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔ وہ چاروناچار باہر کی جانب بڑھ گئ۔۔ لیکن جاتے جاتے بھی وہ اسے انگلی سے تنبیہ کر گئ تھی۔ اسکے جاتے ہی وجدان نے لیپ ٹاپ کی اسکرین اونچی کی۔۔ نظر کا چشمہ درست کیا۔۔ سنجیدگی لوٹ آئ تھی۔۔ انگلیاں ویسے ہی حرکت کرنے لگی تھیں۔۔ لیکن اب لیپ ٹاپ پر کسی دوست کی فائل کا نام و نشان تک نہ تھا۔ جو کہانیاں پڑھتے ہیں۔۔ ان کے لیے کہانیاں بنانا کچھ مشکل نہیں۔۔

"آپکی ذمہ داری ختم ہو چکی ہے، پھپھو۔ اب میں آپکو پروٹیکٹ کرونگا۔ آپ مجھے نہیں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ بڑبڑایا تھا۔۔ دروازے کے باہر سے ہماہمی کی آوازیں اب تک سنائی دے رہی تھیں۔

****

رات کے سیاہ پہر میں وہ یونہی ایجنسی کے راہداریوں میں پھرتا رہا۔ زاویار کو روبینہ کی ڈاکٹر نے فون کر کے بلا لیا تھا اور سارنگ کو تھکن کے باعث بہت نیند آرہی تھی۔۔ اسی لیے وہ دونوں ہی اپنی منزلوں کی جانب لوٹ چکے تھے۔ وہ دیر تک یہاں رکا ہی اسی لیے تھا۔۔ تاکہ اکیلے میں طالوت کا کمرہ چھان سکے۔۔ وہ اس کمرے کو زاویار یا سارنگ کی موجودگی میں ڈی بگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ انہیں کسی مصیبت میں نہیں پھنسانا چاہتا تھا۔ ان دو پہیلیوں میں سے ایک کا اسرار طالوت پر عیاں تھا۔ جانے آگے کون تھا۔۔ کہ جس کے ڈر سے طالوت جیسا انسان بھی نام نہیں لے پایا تھا۔ وہ اس گھوسٹ کا نام حرم کو نہیں بتا سکتا تھا۔۔ لیکن اسے یقین تھا کہ اس نے کوئی نہ کوئی سراغ تو اسکے لیے چھوڑا ہو گا۔

طالوت کی رہائش یہ نہیں تھی لیکن اسکے آفس کو ہی اسکا کمرہ بنا دیا گیا تھا۔۔ تاکہ وہ جب بھی ایجنسی میں آتا تو آرام سے رہ سکتا۔۔ اس نے کمرے کا دروازہ وا کیا اور پھر اندر چلا آیا۔ خنکی خاصی بڑھ گئی تھی اور رات بھی گہری ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر لائٹ بورڈ پر ہاتھ مارا تو کمرے کے عین وسط میں جھولتا بلب جل اٹھا۔ باقی ٹیوب لائٹس نہیں جلیں۔ اس نے ایک دو دفعہ بٹن دبا کر دیکھا لیکن شاید وہ فیوز ہو چکی تھیں۔۔ اور چونکہ طالوت یہاں پر مستقل نہیں رہتا تھا اسی لیے کسی نے بھی اس پر توجہ نہیں دی تھی۔ وہ آگے بڑھ آیا۔۔ ایک نگاہ پلٹ کر کھلے دروازے پر ڈالی اور پھر اسے کھلا ہی رہنے دیا۔

آگے بڑھ کر اب وہ اسکے ٹیبل کی درازیں، الماریاں اور بیڈ کے نیچے رکھے سامان کو جانچ رہا تھا۔ وہاں کچھ بھی قابلِ غور نہیں تھا۔۔ وہ سیدھا ہو گیا۔۔ آنکھیں بند کر کے کھولیں۔۔ کیا ایسا ممکن تھا کہ طالوت اسکے لیے کوئی کلو نہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

چھوڑ تا۔۔؟ ابھی وہ کمرے کے وسط میں کھڑا گہری سوچ میں گم ہی تھا کہ اسے۔۔ الماری کے اوپر۔۔ ایک جانب چھوٹی سی صندوقچی رکھی دکھائی دی۔۔ اس نے اسٹول آگے کیا اور اس پر چڑھ گیا۔ صندوقچی پر گرد واضح نہیں تھی۔۔ یعنی طالوت نے اسے حال ہی میں کھول کر دیکھا تھا۔ اس نے اسکا ڈھکن کھولا تو اندر چند کاغذات موجود تھے۔ وہ ایک ایک کرکے سب کچھ پڑھنے لگا لیکن وہ ایجنسی کی دستاویزات تھیں۔ اسکی امید گم ہونے لگی تھی۔۔ ابھی وہ اس صندوقچی کو بند کرنے ہی لگا تھا کہ اسکے پیندے پر بچھے مخملی کپڑے پر نگاہ پڑی۔ اس کپڑے کے نیچے سے کچھ جھلک رہا تھا۔۔ اس نے کپڑا اٹھایا تو سامنے کچھ پلاسٹک کوٹنگ میں دکھائی دیا۔ وہ اب اس پرچے کو کھول رہا تھا۔۔ ابرو اکھٹے ہوگئے تھے اور آنکھیں کچھ سمجھنے کی دگ و دو میں لگ رہی تھیں۔ وہ ایک نقشہ تھا۔۔ انسانی ہاتھ سے بنایا گیا نقشہ۔۔ جو طالوت نے کسی ماہر سے بنوایا تھا۔ ابھی وہ اسے سمجھنے کی کوشش میں ہی تھا کہ ایک پل کو ٹھہر سا گیا۔۔ کوئی اسے اپنے پیچھے دروازے میں کھڑا محسوس ہوا تھا۔ ایک جھٹکے سے چہرہ گھما کر دیکھا تو کسی کے بھاگتے قدموں کی چاپ نے اس کے اعصاب چوکنا کردیے۔ وہ کمرے سے نکل کر اسکے پیچھے بھاگا تھا۔۔

آگے والا بہت تیز بھاگ رہا تھا اور حرم اسی تیزی سے اسکے پیچھے تھا۔ اس نے غیر ارادی طور پر نقشہ بھی مٹھی میں قید کیا ہوا تھا اور وہ اس بھاگتے شخص کو آوازیں دیتا۔۔ اسکے پیچھے پوری قوت سے بھاگ رہا تھا۔ وہ دونوں ایجنسی سے باہر نکل آئے تھے اور اب دھول اڑاتے راستوں پر وہ آگے پیچھے بھاگ رہے تھے۔۔ بھاگتے بھاگتے وہ بہت ہی سنسان جگہ میں آنکلے تھے۔۔ اس نے چہرہ گھما کر دیکھا تو سیاہی میں کچھ دکھائی نہیں دیا۔ ہر جانب اتنی خاموشی تھی کہ ہر ذی روح کی سانسیں سنائی دینے لگی تھیں۔ وہ گھٹنوں کے بل جھکا اپنا سانس درست کرنے لگا۔۔ لڑکا بھاگ چکا تھا۔ اسے اس سیاہی میں کوئی راستہ ہی سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ پھر وہ کسی ایک راستے کا تعین کرتا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

آگے بھاگا۔۔ ابھی وہ رک کر آس پاس بھاگنے والے کو تلاش کر ہی رہا تھا کہ اسکی نگاہ۔۔ بے ساختہ ہی سامنے کھڑے گرجا پر پڑی۔۔ بستی سے خاصہ دور۔۔ وہ سیاہی اور دہائیوں کی دھول میں اٹا گلیوں کی بھول بھلیوں کے بعد اسکے سامنے ایستادہ تھا۔۔ وہ آنکھیں سکیڑ کر اس عجیب سی جگہ کو دیکھنے لگا۔۔ اس نے قدم آگے بڑھائے اور پھر اس عجیب و غریب سے چرچ کے زینوں تک چلا آیا۔ وہ قدیم تھا اور شاید اب کسی کے زیرِ استعمال بھی نہیں تھا۔ وہ زینے عبور کرتا اوپر چلا آیا۔۔ دروازے پر قدیم سا زرد بلب روشن تھا۔۔ اسکی نگاہ بے ساختہ ہاتھ میں پکڑے نقشے پر پڑی تو چونک گیا۔۔ دروازے پر جھولتے بلب کے نیچے اس نقشے کو کھولا اور پھر دھک سے رہ گیا۔۔ ایک نگاہ پچھلے راستے پر ڈالی۔۔ وہ اس نقشے کے مطابق ہی اس گرجے تک آیا تھا۔

ہوا سرسرائی تو زرد بلب جھولنے لگا۔۔ ہر جانب سیاہی تھی اور وہ اس قدیم پُراسرار چرچ تلے کھڑا تھا۔۔ کوئی اسی پل جیسے اسکے پیچھے سے گزرا تھا۔ بالکل ہوا کی تیزی سے۔۔ وہ ساکت ہو گیا۔۔ پھر آہستہ سے پیچھے پلٹا تو وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ اس نے چرچ کا دروازہ دھکیلنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تو وہ مقفل تھا۔۔ عجیب بات تھی۔۔ چرچ اتنا قدیم دھول میں اٹا ہوا تھا اور قفل بالکل جدید کو ڈ والے طرز پر مبنی تھا۔ یہاں کچھ غلط تھا۔۔ کہیں کچھ غلط ہو رہا تھا۔۔

وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔۔ چہرہ اٹھا کر چرچ کو دیکھا اور پھر ٹھہر سا گیا۔ دروازے کے عین اوپر ایک ستارہ بنا تھا۔ وہ اس سیاہی میں بھی چمک رہا تھا۔ اسکے اندر شاید چاندی کا استعمال کیا گیا تھا اسی لیے وہ رات کی سیاہی میں کسی زہر آلود چاندنی کی عکاسی کر رہا تھا۔ لیکن وہ ستارہ ایک خاص قسم کا تھا۔۔ بالکل ستارہِ داؤدی جیسا۔۔

"ڈیوڈ اسٹار۔۔!" وہ زیرِ لب نا سمجھی سے بڑبڑایا۔۔ چرچ پر ڈیوڈ اسٹار۔۔؟ اسے یہ بات کچھ سمجھ نہیں آئی تھی۔ وہ کچھ اور پیچھے ہوا۔۔ اب اسکی نگاہیں چرچ کے اونچے صلیب پر جمی تھیں۔۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھٹکھٹایا مگر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

جواب ندارد۔۔ وہ اب دروازے کے قفل پر ایک دو کوڈ لکھ کر کوشش کر رہا تھا لیکن کوئی بھی کوڈ اس قفل کو کھولنے پر راضی نہیں تھا۔ اس تالے کی چابی یقیناً کچھ اور تھی۔۔

وہ مایوسی کے ساتھ زینوں سے اُتر آیا۔ ہاتھ میں تھامے نقشے کو ایک بار پھر دیکھا لیکن وہاں چرچ سے آگے کا راستہ ختم ہو گیا تھا۔ اس نے آس پاس چہرہ گھما کر اس ٹیل کرنے والے کو تلاشا لیکن مایوسی ہی ہوئی۔ وہ جیسے ہوا میں غائب ہو گیا تھا۔۔ چرچ کے آس پاس اونچی دیواریں تھیں اور یہاں سے آگے بڑھنا ناممکن تھا۔ وہ واپس ہو لیا۔۔ ایجنسی تک آتے آتے اس نے نقشے کو بار بار چیک کیا۔۔ وہ بالکل اسی راستے کا نقشہ تھا۔ لیکن یہ نقشہ طالوت کی صندوقچی میں کیا کر رہا تھا۔۔؟ وہ بھی کسی انسانی ہاتھ سے بنا ہوا۔۔ اور پھر پلاسٹک کوٹنگ کے ساتھ۔۔ گویا کوئی اہم سرمایہ ہو۔۔

اس کا ذہن بُری طرح الجھ گیا تھا۔ کیا طالوت نے اسکے لیے واقعتاً کوئی ثبوت نہیں چھوڑا تھا۔۔؟ اسے تین دروازوں والی پہیلی کا علم تھا۔ لیکن وہ اسکے لیے کوئی راہ ہموار کر کے نہیں گیا تھا۔ نازنین کو جلد از جلد اسکی پراپرٹی لوٹا کر اس نے دوسری پہیلی سلجھانی تھی۔۔ لیکن معاملات اتنے سہل نہیں تھے۔ اسے اس دروازے کا قفل کھولنا تھا۔۔ مگر کیسے۔۔؟

اسکا ذہن سوچ کی اتھاگہرائیوں کی زد میں تھا اور وہ اسی غائب دماغی کے ساتھ ڈرائیو کرتا گھر جا رہا تھا۔

****

احمد آج فارینسک سینٹر چلا آیا تھا۔ اس نے وہ انجیکشن انسپیکشن کے لیے دے دیا تھا اور اب اسکی رپورٹ اسکے ہاتھ میں موجود تھی۔۔ لیکن جو رپورٹ وہ پڑھ رہا تھا۔۔ وہ اسکا جسم برف کرنے کے لیے کافی تھی۔ کیونکہ اس انجیکشن میں وہی مواد تھا جو رستم آفندی کے جسم سے ملا تھا۔ وہ سینٹر کی راہداریوں میں لگی کرسیوں پر بیٹھ گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کچھ پل کے لیے اسکا ذہن ماؤف ہو چکا تھا۔۔اگلے ہی پل اسکا فون بجا تو اس نے نمبر دیکھ کر فون اٹھاتے ہوئے کان سے لگایا۔ آگے جمشید تھا۔

"زاویار قتل کے وقت اپنے اپارٹمنٹ سے غائب رہا ہے، سر۔اسکی گاڑی کے ٹائیرز سے رستم آفندی اور مظہر کے گھر کے باہر کی مٹی بھی ملی ہے۔میں آپکو رپورٹس میل کر دیتا ہوں۔۔اور ہاں۔۔شاہی زاویار کو کھوج رہا ہے۔ رمیز سر کے کہنے پر۔۔۔"

اسکی آخری بات پر احمد سیدھا ہو بیٹھا تھا۔اسکا حلق خشک ہو گیا تھا اور کہیں اندر تک کانٹے اُگ آئے تھے۔ جو ثبوت اسے ملے تھے وہ کسی اور کو بھی مل سکتے تھے۔ رمیز کو اس پر شک ہو گیا تھا۔۔ اس نے فون کان سے ہٹایا اور پھر وہاں سے اٹھ آیا۔ اسکا رُخ اب ڈاکٹر ستار کے کلینک کی جانب تھا کیونکہ وہ اس سے ایک بہت ضروری بات کرنا چاہتا تھا۔اس نے گاڑی ریورس کی اور تیزی کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔اگر کوئی اسکے بیٹے پر ہاتھ ڈالنا چاہتا تھا تو اسے بھی تیار رہنا تھا۔وہ ان اصل رپورٹس کو اپنے پاس بطورِ ڈھال رکھنا چاہتا تھا۔ اگر رمیز کے پاس اسکے خلاف کچھ تھا تو اسکے پاس بھی رمیز کے لیے کچھ ہونا چاہیے۔۔

اسکا چہرہ پتھر کی مانند سخت تھا اور پیشانی پر پسینے کی ہلکی سی بوندیں واضح تھیں۔سیاہی بڑھ گئی تھی۔۔بہت زیادہ۔۔

****

شائستہ لاؤنج میں نک سک سے تیار براجمان تھی۔وہ یہاں کی ملکہ تھی۔۔اور ملکہ کی سلطنت اسکی منتظر تھی۔گھر کے ملازمین کو لگا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کی جدائی پر ڈھے جائے گی لیکن ایسا ممکن نہیں تھا۔ وہ اپنی مالکن کے رنگ ڈھنگ اور انداز دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے۔ جسے اسکی اولاد نہ گرا سکے۔۔وہ کبھی نہیں گر سکتا تھا۔۔بس فرق صرف یہ آیا تھا کہ اس قصر میں اب سیاہی گہری ہونے لگی تھی۔اب یہاں انسانی آوازوں کی کمی اور

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

چیزوں کی زیادتی سے وحشت بڑھنے لگی تھی۔یوں گویا سانس لینے میں دشواری سی ہو رہی ہو۔۔رمیز اپنی اسٹڈی سے اٹھ آیا تھا۔۔آرام دہ لباس میں ملبوس وہ خاصہ فریش محسوس ہو رہا تھا۔جونہی لاؤنج میں قدم رکھا اور پھر اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا تو شائستہ کی آواز پر ٹھہر گیا۔۔پلٹ کر اسے دیکھا۔۔

"ہم میں سے کوئی بھی عدیل کی شادی میں شرکت نہیں کرے گا۔۔"اسکی جانب سے حکم صادر کیا گیا تو رمیز نے متاثر ہوئے بغیر اسکی پشت کو دیکھا۔ وہ چہرہ سامنے کیے سپاٹ چہرے کے ساتھ بولی تھی۔

"ہم دونوں اس شادی میں شرکت کر رہے ہیں۔ایہا سے بھی کہو کہ اپنا سوگ ختم کرے اور اعصاب پر قابو رکھ کر دنیا کا سامنہ کرے۔ایک لڑکے کی چھوٹی سی حرکت پر وہ یوں ڈھے گئی ہے جیسے زندگی ہی ختم ہو گئی ہو۔"

وہ سختی سے گویا ہوا تھا۔لاؤنج میں کڑوا سا تناؤ گھلنے لگا تھا۔شائستہ نے اپنے ہیرے جڑی انگوٹھی والا ہاتھ بھینچا تھا۔چہرہ ضبط سے سیاہ پڑنے لگا۔

"وہ بیٹی ہے تمہاری۔۔اور وہ اس سب میں مینٹلی ڈسٹرب ہوئی ہے۔۔!"الفاظ بہت چبا کر ادا کیے گئے تھے۔ رمیز نے استہزاء سی سانس خارج کی تھی۔

"مینٹلی ڈسٹرب۔۔!وہ کسی عام انسان کی بیٹی نہیں ہے۔وہ رمیز انصاری کی اولاد ہے۔کیا وہ اتنی سی بات پر ذہنی طور پر بے ضابتگی کا شکار ہو جائے گی؟ کیا اس کے پاس یہ سب کرنے کا چانس ہے۔۔؟" وہ بلند آواز سے گویا ہوا تھا۔۔طیش نے اگلے ہی پل اسکے سارے وجود کا احاطہ کر لیا تھا۔شیطان کو غصہ آگ کی مانند آیا کرتا ہے اور وہ اپنے طیش میں ہی غرق ہو جاتا ہے۔۔سیاہ پڑ جاتا ہے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شائستہ اگلے ہی پل اپنی نشست سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ پھر اسکی جانب بڑھ آئی۔۔ ایک فاصلے پر ٹھہر کر اسے ٹھنڈی سی سرخ آنکھوں سے دیکھا۔

"وہ انسان ہے اور سب سے بڑھ کر تمہاری اولاد ہے۔۔! تم اسکے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ کیا تمہیں اپنی نسل پر ترس نہیں آتا۔۔؟ "

"بکواس بند کرو اپنی۔ جاکر جاوید کی بیٹی کو دیکھو کس قدر سخت جان واقع ہوئی ہے۔ موت سے کئی دفعہ بچ کر نکلی ہے اور زندہ رہی ہے۔ دنیا کا سامنہ کر رہی ہے اور ڈٹ کر کر رہی ہے۔ خدائی اسکا حصہ تھی لیکن افسوس کے وہ۔۔ میری اولاد نہیں۔ یہ وقت چھپ کر بیٹھنے کا نہیں ہے۔ یہ وقت اپنی طاقت کو ثابت کرنے کا ہے۔ یہ وقت۔۔ کڑواہٹ نگل کر مسکرانے کا ہے۔ یہ وقت لوگوں کو باور کروانے کا ہے۔۔ کہ آپ اتنی آسانی سے تباہ نہیں کیے جاسکتے۔ اور وہ۔۔ وہ کیا کر رہی ہے؟ اس موقعے کو گنواں رہی ہے۔۔!"

بہت زہر آلود جوابی وار تھا یہ۔۔ شائستہ کے سارے وجود میں لاوہ اترنے لگا تھا۔

"تم اپنی اولاد کے بارے میں ایسا کیسے کہہ سکتے ہو۔۔؟ اسے نفسیاتی علاج کی ضرورت ہے۔ اسے تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔ "

"مجھے ایسی کمزور اولاد میں کوئی دلچسپی نہیں۔ ان فیکٹ مجھے کسی بھی کمزور انسان سے کوئی سروکار نہیں جو اپنے خوف کو سنبھالنا نہ جانتے ہوں۔۔ جنہیں اپنی کمزوریوں کو چھپا کر زندہ رہنا نہ آتا ہو۔۔ وہ کسی چیز کے حقدار نہیں ہوتے۔ وہ کاٹھ کباڑ سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔ کاٹھ کباڑ کی بھی قیمت لگ جاتی ہے لیکن ایسی اولاد۔۔ ناسور ثابت ہوتی ہے۔۔ کوئی نفسیاتی علاج نہیں ہوگا اس کا۔ میں دنیا کو یہ نہیں بتا سکتا کہ میری بیٹی ماہرِ نفسیات کے پاس جاکر اپنی ذہنی حالت سنوار رہی ہے۔ کیا یہ رویہ ہوتا ہے خدائی کا دعویٰ کرنے والے کی اولاد کا۔۔؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے لفظ لفظ نے گویا شائستہ کے وجود پر پگھلا سیسہ ڈال دیا تھا۔ اسی پل زینوں پر ایہا نظر آئی تھی۔ اسکی آنکھیں بے حد اداس تھیں اور ہاتھ پیر زخمی تھے۔ وہ خود کو بہت دفعہ کانچ سے زخم دے چکی تھی۔ اسکا دماغ پاگل سا ہونے لگا تھا۔ اسکی بہن۔۔ اسکا بھائی۔۔ ان کی جدائی۔۔ اپنا ویران گھر۔۔ حرم کی کہی گئ زہریلی باتیں اسے ہانٹ کر رہی تھیں۔ اسکے دماغ میں شور بہت بڑھنے لگا تھا۔ اپنے والدین کی باتوں پر اسے اپنا وجود گرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"وہ تمہاری اولاد ہے رمیز۔۔!" وہ اس پر پوری قوت سے دھاڑی تھی اور اسی قوت سے اسے چانٹا بھی پڑ چکا تھا۔ قصر اس چانٹے کی آواز سے گونج اٹھا تھا۔

"وہ اگر میری اولاد ہے۔۔ تو اسے اتنا کمزور نہیں ہونا چاہیئے تھا۔۔ اور اگر اسے کمزور ہونا تھا تو اسے۔۔ میری اولاد نہیں ہونا چاہیے تھا۔" سرخ چہرے کے ساتھ وہ بولا تھا۔ عزازیل کا چہرہ طیش سے سیاہ پڑ رہا تھا۔ جہنم کا ایندھن انسان ہیں۔ اسکی جہنم بھی گہری ہوتی جارہی تھی۔ ایہا کی جان ختم ہونے لگی تھی۔ وہ آہستہ سے ریلنگ کا سہارہ لیے زینوں پر بیٹھتی چلی گئ تھی۔

"تم بھیڑیے ہو جو اپنی ہی اولاد کا خون پینے کے لیے بے تاب ہو۔ بالکل ویسے ہی جیسے تم نے اپنے باپ کا قتل کیا تھا۔ بالکل ویسے ہی جیسے تم اپنے بھائی کے قاتل ہو۔۔ تمہارے ہاتھوں پر جما خون آج بھی واضح ہے۔۔" رمیز کا بھاری ہاتھ شائستہ کے دوسرے رخسار پر پڑا تو وہ دور جا گری۔۔ ایہا کی نگاہیں ساکت ہو گئ تھیں۔ شائستہ کے کیے گئے انکشاف نے گویا اسے برف بنادیا تھا۔ ریلنگ سے برف گزر کر اسکے رگ و پے میں سرایت کرنے لگی تھی۔

"میں بھی کسی کی ایسی ہی اولاد تھا۔ وہ بھی میری جانب ایک نگاہِ الفت نہیں ڈالتا تھا۔ وہ باپ کے روپ میں ابلیس تھا۔۔ لیکن میں۔۔ میں زندہ رہا اور وہ مر گیا۔۔ وہ کمزور تھا اور اسکی پسند۔۔ اسکی وہ اولاد جسے وہ مجھ پر فوقیت دیا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کرتا تھاوہ بھی کمزور تھی۔وہ مجھ سے کم تر تھی۔۔اگر وہ مجھ سے برتر ہوتا تو اپنا بچاؤ کرتا۔۔میں زندہ و جاوید ہوں۔ میں زندہ رہا ہوں۔۔اور ایہا۔۔۔!اسے ایک کم مایہ سا صدمہ برداشت نہیں ہو رہا۔۔؟افسوس ہے مجھے کہ میری کوئی اولاد بھی میری شطانیت اختیار نہیں کر پائی۔۔افسوس ہے مجھے کہ میں مزید شیاطین کو جنم دینے میں ناکام رہا ہوں۔۔"وہ اسی کے ساتھ پلٹا اور پھر اپنے پیچھے کمرے کا دروازہ پوری قوت سے بند کیا۔چنگھاڑ تھم گئی تھی اور اب ہر جانب اعمال کی تاریکی تحلیل تھی۔ایہا آہستہ سے اٹھی اور پھر اپنے کمرے کی جانب بڑھ آئی۔شائستہ اسی تیزی کے ساتھ اٹھ کر میز کے پیچھے گئی تھی۔اب ساری رات کمرے سے تیز تیز آواز میں سخت کلامی کی آوازیں آتی تھیں۔۔اور وہ۔۔ان آوازوں سے سِک ہو چکی تھی۔۔

****

گھر میں مہمانوں کی بہتات تھی۔کچھ لوگوں کا آنا ابھی باقی تھا کیونکہ مہندی کل تھی اور کچھ لوگ آ چکے تھے۔ روحیلہ نے نازنین کو لاؤنج میں بلا لیا۔۔پھر اسے ایک ایک خاتون سے بطور اپنی بھتیجی ملوانے لگیں۔وہ ان کا ایسا رویہ سمجھنے سے قاصر تھی اور انکا اچانک سے بدلا انداز اسے غیر آرام دہ بھی کر رہا تھا۔لیکن وہ صوفیہ کی مسکراہٹ دیکھ کر انہیں منع نہیں کر پائی۔۔وہ اسے خاندان والوں کے ساتھ گھلا ملا دیکھ کر بہت خوش تھیں۔وہ ان کی خوشی ان سے چھیننا نہیں چاہتی تھی۔لاؤنج سے مہمان چھٹے اور ادھر ادھر بکھر گئے۔ دو خواتین ڈرائنگ روم میں جا بیٹھی تھیں۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی یہاں آئی تھیں۔۔ اسی لیے روحیلہ نے نازنین کو ان کے لیے چائے لے جانے کے لیے کہا تو وہ سر ہلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھپھو کا رویہ اسکی سمجھ سے باہر تھا۔۔

اس نے ٹرالی تیار کروائی اور پھر کندھوں پر ڈلا دوپٹہ درست کرتی آگے بڑھ آئی۔وہ کچھ دیر پہلے والے سیاہ لباس میں ہی ملبوس تھی۔اسکی سفید رنگت اس لباس میں دمک رہی تھی اور کئی نگاہوں نے اسے ستائش سے پلٹ پلٹ کر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دیکھا تھا۔وہ ٹرالی لیے ڈرائنگ روم تک چلی آئی۔۔ لیکن پھر جونہی قدم اندر کی جانب بڑھانے لگی تو ٹھہر گئی۔اسکی سماعت نے اپنانام اندر بیٹھی خاتون کے منہ سے سنا تھا۔

"یہ جاوید کی بیٹی ہے،نازنین۔اپنے انور کے لیے بالکل مناسب رہے گی۔اٹھائیس کی ہونے والی ہے اور پھر انور کونسا اتنا چھوٹا ہے۔بچپن کا ہو جائے گا اس سال وہ بھی۔اس کے ساتھ اسکی جوڑی بالکل درست لگے گی۔۔"ایک خاتون کی آواز اسکی سماعت میں گھلی تو ٹرالی پر اسکے ہاتھوں کی گرفت سخت ہو گئی۔ابھی وہ سانس بحال کرتی اندر بڑھنے ہی لگی تھی کہ اسکے قدم یکلخت زنجیر گئے۔۔ اب کہ بولنے والی اس عورت کی بیٹی تھی۔۔ جو نازنین سے چند ایک سال ہی بڑی تھی۔۔

"انور کبھی نہیں مانے گا،اماں۔یہ وہی لڑکی ہے ناں جس کا بچپن میں ریپ ہوا تھا۔لوٹی ہوئی عزتیں کہاں واپس آتی ہیں۔کوئی کچھ نہیں بھولا ہے۔۔سب کو یاد ہے کہ بچپن میں اس لڑکی کے ساتھ کیا ہوا تھا۔۔کیا تم میں اتنی طاقت ہے کہ لوگوں کے ننگے سوالوں کے جواب دے سکو۔۔؟"

یکدم ہی اسکے آس پاس ٹھہری فضا میں کافور سا تحلیل ہو گیا تھا۔وہ عورتیں جو ابھی تھوڑی دیر قبل اسکی تعریفیں کرتی نہیں تھک رہی تھیں۔۔وہ اسکے پیچھے ایسی باتیں انتہائی بے شرمی سے کر رہی تھیں۔وہ ساکت ہوئی ٹرالی کے ساتھ ہی برف بن گئی۔۔اسے لگا گویا وہ بھرے بازار میں برہنہ کر دی گئی ہو۔۔

"اسی لیے تو اب تک کہیں رشتہ نہیں ہوا اس کا۔نہیں تو دیکھنے میں کوئی کمی نہیں اسکے اندر۔لیکن جب قسمت ہی کھوٹی ہو تو انسان کیا کرے۔۔ویسے مجھے بڑا ترس آتا ہے اس پر۔۔"اس سے زیادہ سننے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔۔وہ اگلے ہی پل پلٹی تھی۔اسکی نگاہیں دھندلا رہی تھیں اور چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔وہ انہیں جواب دینا چاہتی تھی لیکن وہ جانتی تھی کہ اسکی آواز اسکا ساتھ نہیں دے گی۔بعض اوقات الفاظ اسے کچھ اس طرح گھائل کرتے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہوئے گزرتے تھے کہ وہ کئی پہروں اپنی سماعت کو تپتا ہوا محسوس کرتی تھی۔ لیکن اسکے عین پیچھے حرم کھڑا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر بری طرح ٹھٹک کر رکی تھی۔ جانے وہ کب آیا تھا اور کب سے اسکے پیچھے کھڑا تھا۔۔ کیا اس نے ساری باتیں سن لی تھیں؟ نازنین اسے دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی اور اسکا سفید چہرہ۔۔ شدت سے سرخ پڑنے لگا تھا۔ حرم کی آنکھیں بالکل بے تاثر تھیں۔ اس نے اگلے ہی پل نازنین کے ساتھ سے نکل کر ڈرائنگ روم میں بڑھنا چاہا تو نازنین نے اسکا ہاتھ کہنی سے تھام کر اسے روکا۔۔ دھواں ہوتی آنکھیں اٹھا کر اسے کچھ بھی کہنے سے باز رہنے کی التجا کی تھی اس نے۔۔ حرم نے نرمی سے اسکا ہاتھ اپنی کہنی سے ہٹایا تھا۔۔ پھر آگے بڑھ گیا۔۔

اس کے اندر آتے ہی عورتیں گڑبڑا کر خاموش ہوئی تھیں۔ وہ وہیں دروازے میں ٹھہر گیا تھا۔۔ جینز پر جیکٹ پہنے، اونچے سراپے کے ساتھ وہ سرد آنکھوں سے ان عورتوں کا چہرہ تک رہا تھا۔

"کیا نازنین کے قابل بننے کے لیے انور کا بھی ریپ ہونا ضروری ہے۔۔؟ اگر ایسا ضروری ہے تو میں کچھ لوگوں کو جانتا ہوں۔۔ وہ یقیناً انور کو ایسا بنانے میں کارآمد ثابت ہونگے۔۔" اسکی سرد آواز باہر کھڑی نازنین کی سماعت میں اتری تو اس نے آنکھیں بند کر لیں۔۔ اندر براجمان عورتیں ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔

"عزتیں کسی کی میراث نہیں ہوا کرتیں۔۔ کہ کوئی بھی آئے گا اور لوٹ کر چلا جائے گا۔ جو عزت پر ہاتھ ڈالے۔۔ اصل مجرم وہ ہوتا ہے۔ جس نے یہ عذاب سہا ہو وہ مجرم نہیں مظلوم ہوتا ہے۔ کیا اتنی سی بات نہیں پتا تم لوگوں کو۔۔؟" اسکی آواز آخر میں دھاڑ کی صورت بلند ہوئی تھی۔ نازنین نے سہم کر دیوار تھام لی تھی۔ اسے لگا وہ کسی بھی پل گر پڑے گی۔ پہیلیوں کی الجھن، طالوت کی موت، بھاگا ہوا لڑکا اور ان

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

عورتوں کی باتوں نے اسے فرسٹریٹ کر دیا تھا۔ وہ جو کبھی غصے میں نہیں آتا تھا ابھی دنیا کا سب سے خوفناک انسان معلوم ہو رہا تھا۔ اور جنہیں کبھی کبھی غصہ آئے۔۔ ان کا طیش واقعتاً خوفزدہ کر دینے والا ہوتا ہے۔

"ب۔۔بیٹے تم غلط سمجھ رہے ہو۔۔ ہم اس سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ "

"تم لوگوں سے ہمدردی مانگی کس نے ہے۔۔؟ کبھی آئینے میں شکل دیکھی ہے اپنی۔۔؟ اگر نہیں تو جا کر دیکھو۔۔ کتنی مکروہ صورت ہے۔۔ اور کسی کی عزت پر بات کرنے سے پہلے سوچ لیا کرو۔ کیا تمہارا انور وہی نہیں ہے جسے نشے کی حالت میں ریڈ لائٹ ایریا سے دو دفعہ گرفتار کیا گیا ہے۔۔؟ لوگوں کے ننگے سوالوں کے جواب دینا اب تک تو آ جانا چاہیے تم لوگوں کو۔۔"

چہرے سفید پڑ چکے تھے اور اسکی آواز باہر لاؤنج تک سنائی دے رہی تھی۔ صوفوں پر براجمان افراد نگاہیں پھیر پھیر کر ڈرائنگ روم کی سمت دیکھنے لگے تھے۔ ایک دم سب جگہ خاموشی چھا گئی تھی۔۔

"میرا انور ایسا نہیں ہے۔۔" وہ عورت شاید انور کی ماں تھی اسی لیے کھول کر بولی تھی۔ اسکی آنکھوں میں سختی سوا ہونے لگی۔

"مجھے اسکے ایسا ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ ناجائز بچوں کو پالے یا پھر بازاری عورتوں سے تعلقات قائم رکھے۔۔ لیکن میرے گھر میں اور اس چھت تلے اگر دوبارہ اس قسم کی بات میں نے سنی۔۔ تو دن کی روشنی میں سارا شہر انور کی شرافت کے مناظر دیکھے گا۔۔"

اگلے ہی پل ان دو سفید چہروں کے ساتھ مجسمہ بنی عورتوں پر اس نے آخری سخت نگاہ ڈالی تھی۔ پھر پلٹ گیا۔۔ دروازے کے پار کھڑی نازنین کو ایک نظر دیکھا۔ اگلے ہی پل وہ آگے بڑھ گیا تھا۔۔ نازنین کا چہرہ بے تاثر ہو چکا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھا۔ ثانیہ اسی پل دوڑتی ہوئی اسکے پاس آئی تھی۔ وہ شاید حرم کی بلند آواز سن چکی تھی۔ ثانیہ نے حیرت سے ڈرائنگ روم کو دیکھا اور پھر نازنین کو۔۔ لاؤنج میں براجمان مہمان اب تک ساکت تھے۔ ٹھنڈے مزاج کے، جینٹل سے حرم نے انہیں اپنا یہ روپ آج پہلی بار دکھایا تھا۔

"کیا ہوا ہے۔۔؟ بھائی اتنے غصے میں کیوں تھے۔۔؟ اور یہ عورتیں۔۔ مام نے انہیں بٹھانے کے لیے کہا تھا ناں۔۔؟" نازنین نے سنبھل کر سر اثبات میں ہلایا۔ پھر پلٹ گئی۔ وہ ثانیہ کے سوالات کے جواب نہیں دینا چاہتی تھی۔ اسکا رخ اب حرم کے کمرے کی جانب تھا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور پھر ادھ کھلے دروازے سے اندر داخل ہو گئی۔ وہ صوفے پر جوتوں سمیت ہی دراز تھا۔۔ آنکھوں پر ہاتھ رکھے۔۔ بالکل خاموش۔۔

"یہ سب کیا تھا۔۔؟" اس نے اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا تھا اور اب وہ اسکے سر پر کھڑی ہوئی تھی۔ شرمندگی کے باعث اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور آنکھوں میں ہلکی سی نمی بھی تھی۔ حرم نے بازو آنکھوں سے نہیں ہٹایا۔۔ یونہی اثر لیے بغیر دراز رہا۔۔

"کیا میرا سارے شہر میں تماشہ لگا کر تم خود کو ہیرو تصور کر رہے ہو۔۔؟ اٹھو۔۔ دیکھو۔۔ جنہیں نہیں پتا تھا وہ بھی جان گئے ہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوا تھا۔۔ کیا ایک تائی کم تھیں جو تم بھی میری عزت کا مزاق بنانے پر تلے ہوئے ہو۔۔؟؟ میں بچی نہیں ہوں۔ مجھے ان سب معاملات سے ڈیل کرنا آتا ہے۔ پچھلے اٹھارہ سالوں سے میں یہی کرتی آرہی ہوں۔۔!" وہ گلابی آنکھیں لیے، اس پر غرائی تھی۔ حرم نے اپنی آنکھوں سے ہاتھ ایک جھٹکے سے ہٹایا تھا۔ پھر یکدم اٹھ کر اسکے مقابل کھڑا ہو گیا۔

"کس نے کہا کہ میں نے یہ آپ کے لیے کیا ہے۔۔؟ وہ عورتیں اور ان کی باتیں ٹریش تھیں۔ میں نے انہیں کچرے کی نذر کرنا اپنا فرض سمجھا تھا بس۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بس۔۔؟ تمہارے لیے یہ سب "بس" ہے۔۔؟" اس نے افسوس سے ٹھہر کر پوچھا تھا۔

"میں انتظار کر رہا تھا کہ آپ کب آگے بڑھ کر ان عورتوں کا منہ توڑیں گی۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ اسی لیے میں نے اپنا حصہ ڈال دیا۔ اس گھر سے عزت کے ساتھ تو میں بھی انہیں جانے نہیں دے سکتا تھا۔" بے نیاز ٹھنڈی آنکھیں اس پر جمائے وہ بولا تھا۔ نازنین کا تنفس طیش سے تیز ہو رہا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ مجھ میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ میں۔۔ اپنا دفاع خود کر سکتی۔۔؟" بہت کچھ سمجھتے ہوئے اس نے الفاظ جوڑ کر کہا تو حرم نے آہستہ سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اگر آپ میں اتنی جرأت ہے تو آپ نے آگے بڑھ کر ان میں سے کسی ایک کو چانٹا کیوں نہیں دے مارا۔۔؟" وہ اسے اکسا رہا تھا۔ سامنے کھڑی لڑکی کی آنکھوں سے طیش کی لپٹیں نکلنے لگی تھیں۔ اس نے جھپٹ کر اسکا گریبان پکڑا تھا۔ حرم اسے چہرہ جھکائے دیکھ رہا تھا۔ اسکے رخساروں پر گری لٹیں اسکی توجہ بھٹکا رہی تھیں۔

"بکواس بند کرو اپنی۔ کچھ نہیں پتا ہے تمہیں۔۔ "

"اگر آپ میں اتنی جرأت ہے تو جائیں۔۔ ابھی ایک زوردار چانٹا مار کر آئیں اس عورت کے منہ پر۔۔" اس نے اپنا گریبان چھڑانے کی کوشش تک نہیں کی تھی۔ نازنین نے ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا تھا۔

"آپ نہیں جا سکتیں۔۔ آپ ایسا نہیں کریں گی۔۔ کیونکہ آپ اندر کہیں اب بھی ڈرتی ہیں۔ اپنے ماضی سے۔۔ ایسے ماضی سے جس کا آپ کے حال پر کوئی زور نہیں لیکن آپکی سوچ نے اسے اپنا حکمران تسلیم کر لیا ہے۔ آپکا ماضی آپکے حال پر حکومت کر رہا ہے۔۔ اور آپ۔۔ اسے ایسا کرنے دے رہی ہیں۔ نازنین انصاری ایک کمزور اور ڈرپوک لڑکی ہے۔۔ وہ آج بھی اپنے ٹراما کو کراس نہیں کر پا رہی ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نازنین اسکا گریبان اب تک پکڑے ہوئے تھی۔ اسکی آنکھیں زخمی تھیں اور ضبط کے باعث دماغ کو جاتی رگ پھڑک رہی تھی۔ حرم نے سکون سے اپنا چہرہ ہلکا سا ایک طرف کو ڈھلکا کر اسے دیکھا۔۔

"وہ عورتیں۔۔اور خاص کر انور کی بہن اب تک باہر آپکے لیے زہر اُگل رہی ہے۔ کیا آپ اسے ایسے جانے دے سکتی ہیں؟ "

"معاملے کو تم نے بڑھایا ہے۔ حالات اتنے بڑے نہیں ہوا کرتے جتنا ان پر دیا گیا ردعمل انہیں بڑا بنا دیتا ہے۔ "

"معاملہ بڑھتا ہے تو بڑھے۔۔ تماشہ لگتا ہے تو لگے۔۔ غلط بات پر اپنی زبان بند کر لینا بزدلی ہے۔۔ عقل مندی نہیں۔ اگر آپ نے آج ان عورتوں کی زبان نہیں روکی تو اگلے کئی سالوں تک ان سب کی زبانوں سے بُلی ہونے کے لیے خود کو تیار کر لیں۔ اور تب ہو سکتا ہے کہ میں۔۔ آپکے ساتھ یوں موجود نہ ہوں۔۔ آپکو بچانے کے لیے۔۔" وہ جیسے اسے وارن کر رہا تھا۔ اسی پل دروازے کے پار سے آوازیں تیز تر ہونے لگیں۔ جیسے اس نے کہا تھا۔۔ بالکل ویسے ہی انور کی بہن اونچا اونچا بول کر اس کی ذات پر کیچڑ اچھال رہی تھی۔ اس نے اسکا گریبان چھوڑ دیا تھا۔ پھر دھواں دھواں چہرہ لیے دروازہ کھول کر باہر چلی آئی۔ حرم دروازے میں آ کھڑا ہوا تھا۔۔ ہاتھ باندھ کر چوکھٹ سے ٹک کر۔۔

"ہماری بھی عزت ہے، بھابھی۔۔ اور ہم نے کونسا غلط بات کر دی تھی۔ بس یہی کہا تھا ناں کہ اس لڑکی کے ساتھ بچپن میں زیادتی ہوئی ہے۔۔ ریپ ہوا ہے اس کے ساتھ۔۔ آپ بتاؤ۔۔ کونسا مرد اپنے لیے ایسی بیوی کو چُنے گا۔" اس نے سفید چہرے کے ساتھ پلٹ کر حرم کو دیکھا تو اس نے کندھے اچکائے۔۔

پھر وہ پلٹی اور اسی تیزی سے زینے اتری۔۔ مہمان گردن اٹھائے اسے ہی تک رہے تھے۔۔ صوفیہ نے یکدم چونک کر اسکے چہرے کی جانب دیکھا تھا۔ وہ آگے بڑھی۔ درمیانی فاصلہ عبور کیا اور پھر داخلی دروازے کے پاس

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کھڑی روحیلہ سے الجھتی، انور کی بہن کے چہرے پر اگلے ہی پل ایک زوردار۔۔ تھپڑ دے مارا۔ سارا گھر۔۔ ساری دنیا۔۔ سارا جہان ایک پل کے لیے ساکت ہو گیا تھا۔ اگر کچھ باقی رہ گیا تھا تو بس اسکا تیز تنفس اور خوفناک حد تک سپاٹ چہرہ۔۔ روحیلہ آنکھیں کھولے اسے تک رہی تھیں۔

حرم سکون سے ریلنگ تک چلا آیا تھا۔ پھر دونوں ہاتھ ریلنگ پر رکھ کر ہلکا سا جھکا۔۔

"میرے لیے اگر آپ نے۔۔ یا آپ میں سے کسی نے بھی ایسا کچھ گندا اپنے منہ سے نکالا۔۔ تو میں اس سے بھی برا کرونگی آپ سب کے ساتھ۔۔ میں جاوید انصاری کی بیٹی ہوں جس کے ساتھ اٹھارہ سال قبل ظلم ہوا تھا۔ میں مجرم نہیں ہوں۔۔ میں کبھی مجرم نہیں تھی۔۔" سالوں کا بوجھ تھا جو اسکے دل سے ہٹا تھا۔ وہ بلند آواز کے ساتھ، سرخ نگاہیں لیے سب کو انگشتِ شہادت سے تنبیہہ کر رہی تھی۔ اسکے زخم جو چھپے ہوئے تھے واضح ہو گئے۔۔ کمپوزڈ مزاج رکھنے والی نازنین کہیں گم ہو گئی تھی۔

"اور آپکا وہ لفنگا بیٹا انور۔۔ خدا کرے کہ وہ کسی گٹر میں اوندھے منہ گر کر مرے۔۔" اسکی بددعا پر حرم بالکل ہلکا سا مسکرایا تھا۔ خوف کا سامنا کیے بغیر خوف نہیں جاتا۔ اس نے بھی اسکے اندر پلتا خوف کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی تھی۔۔

"کیا کوئی اور ہے جسے میرے ماضی کے متعلق کوئی سوال پوچھنا ہے۔۔؟ میں یہاں کھڑی ہوں۔۔ آپ سب کا ہر جواب دینے کے لیے۔۔" وہ بلند آواز سے سب کو متوجہ کیے ہوئے تھی۔ کسی میں ہمت ہی کہاں تھی کہ اسکے سامنے سوال کرتا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لاؤنج سنسان ہو گیا تھا۔۔وہ پلٹ کر جا چکی تھی۔حرم سیدھا ہو گیا تھا۔۔پھر سپاٹ چہرہ لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھ آیا۔اس دنیا میں اس جتنا بے شرم شاید ہی کوئی ہو۔پیچھے اب تک سب کچھ اپنی جگہ ہی ساکت تھا۔۔یوں گویا کبھی حرکت میں آیا ہی نہ ہو۔۔

****

طوفان تھم چکا تھا اور اب وہ بالکل خالی وجود لیے بیڈ پر گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی ہوئی تھی۔ کتنی ہی دیر گزر گئ لیکن کسی نے بھی اسکے کمرے کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا۔۔ یقیناً روحیلہ حرم کو اسے اکسانے پر کھری کھری سنانے گئ ہونگی۔۔ صوفیہ نے اسکی جگہ سب سے معذرت کی ہو گی۔۔وجدان نے اپنا چہرہ لیپ ٹاپ میں کچھ اور گھسالیا ہو گا اور ثانیہ کمرے میں آنے کے لیے ہمت مجتمع کر رہی ہو گی۔دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا۔۔اس نے سر نہیں اٹھایا۔۔وہ دیکھنا نہیں چاہتی تھی کہ کون آیا ہے۔اسے رہ رہ کر اپنے زور دار چانٹے کا خیال آ رہا تھا۔۔اف۔۔اب وہ کیسے سامنا کرے گی سب مہمانوں کا۔۔کوئی بیڈ کے ساتھ اپنی کرسی آہستگی سے آگے کر کے بیٹھ گیا تھا۔اس نے سر نہیں اٹھایا۔۔ابھی کسی کو بھی دیکھنے کا دل نہیں تھا۔اسکا دل چاہ رہا تھا کہیں بھاگ جائے۔۔گم ہو جائے اور کبھی روشنیوں کا سامنہ تک نہ کرے۔اسکے رگ و پے میں تھکن اترنے لگی تھی۔

"نازنین۔۔؟"اور پھر ایک جانی پہچانی سی آواز سن کر اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا تھا۔سامنے الہام بیٹھی تھی۔آنکھوں پر چاند نما عینک جمائے۔۔ گھنگھریالے بالوں کو اطراف میں ڈالے۔۔ فکر مندی سے اسکی جانب دیکھتی ہوئی۔وہ یکدم اپنے بستر سے اتری اور پھر اسکے گلے لگ گئ۔کئ لمحات وہ یونہی اس سے لگی رہی تھی اور الہام اسکی پشت پر اپنے ہاتھ سے نرم دائرے بنا رہی تھی۔اس نے آنکھیں بند کر کے اپنا سر اسکے کندھے پر رکھا ہوا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اتنی کمزور کیوں ہو رہی ہو۔۔؟ کھانا ٹھیک سے کھا رہی ہو نا۔۔؟" اسکی فکر مند سی آواز پر نازنین کا دل کیا دھاڑے مار کر رونا شروع کر دے لیکن وہ چپ رہی۔۔ اس نے سارے آنسو حلق میں اتار لیے تھے اور اب حلق دکھ رہا تھا۔ وہ الہام سے الگ ہو گئ۔۔ پھر نگاہیں چراتی بیڈ پر بیٹھ گئ۔ الہام بھی اسکے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھ گئ تھی۔ پھر اسکا ہاتھ اپنے نرم ہاتھ میں لیا۔۔ اسکے بال سہلائے۔۔

"تم ٹھیک سے کھانا نہیں کھا رہیں نا۔۔! آخری دفعہ کب رغبت سے کھانا کھایا تھا۔۔؟" خفگی سے پوچھا تو نازنین تھکن زدہ سا ہنس دی۔ اسکی اکلوتی سہیلی کو بس اسکے کھانے کی فکر رہتی تھی۔

"تمہیں کس نے بلایا یہاں؟ "

"تمہارا وہ ہینڈ سم کزن جو تمہارا اسٹوڈنٹ نہیں ہے۔" مسکرا کر کہا تو نازنین کا حلق کڑوا ہونے لگا۔ زہر لگ رہا تھا وہ کزن جو اسکا اسٹوڈنٹ نہیں تھا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ نازنین کو آپکی ضرورت ہے فی الحال۔ میں بہت ڈر گئ تھی ایک دم سے۔ تم ویسے بھی ٹھیک نہیں رہتی ہو۔ نہ اپنا خیال رکھتی ہو اور نہ دوسروں کو رکھنے دیتی ہو۔ پھر تمہارے ٹرمینیشن لیٹر کا پتا چلا تو مجھے اور پریشانی ہونے لگی۔ یونیورسٹی تمہاری ہیل کی ٹک ٹک کے بغیر سنسان ہو گئ ہے۔۔" الہام کی باتیں اسکے اندر کو بھر رہی تھیں۔ وہ مندمل ہوا محسوس کر رہی تھی۔ بہت دنوں بعد اسے "ہوم" جیسا محسوس ہو رہا تھا۔

"مجھے اس گھر سے باہر لے کر چلو پلیز۔۔ میرا دم گھٹ رہا ہے یہاں پر۔۔" اس نے کہا تو الہام نے سر اثبات میں ہلایا۔ پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ ابھی وہ اپنے پیر بیڈ سے اتارنے ہی لگی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی اور پھر حرم اندر داخل ہوا۔ وہ ایک آخری بندہ تھا جس کی نازنین شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ الہام نے نازنین کو اشارہ کیا اور پھر کمرے سے باہر نکل گئ۔ وہ دروازے میں ہی ٹھہرا رہا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ۔۔؟ "

"تم مجھے اپنے جیسا بناتے جا رہے ہو۔ میرا پیچھا چھوڑ دو۔۔ "

"آپ میرے جیسا بننا افورڈ نہیں کر سکتیں۔ خیر۔۔ میں خوش ہوں کہ آپ ٹھیک ہیں۔۔ "

"کیا میں تمہیں کہیں سے ٹھیک لگ رہی ہوں۔۔؟" طنز کرتے ہوئے پوچھا تو حرم نے آرام سے سر اثبات میں ہلایا۔

"اگر آپ طنز کر رہی ہیں تو آپ بالکل ٹھیک ہیں۔" اور وہ اسکے جواب پر چونکی تھی۔ بالکل ایسی ہی ایک بات اسے زاویار نے بھی کہی تھی۔

"ابھی آپ خالی محسوس کرینگی۔۔ پھر کچھ دنوں میں آپ کا وجود اس تکلیف سے بے حس ہو جائے گا۔ اور ایک وقت بعد آپ کو اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپ لوگوں کے منہ توڑنے کی جرأت سے بہرہ مند ہو نگی اور آپکا ماضی۔۔ آپکا غلام ہو گا۔۔"

"تم بہت ظالم ہو، حرم۔ بہت زیادہ۔۔ مجھے لگتا تھا کہ زاویار اپنے فیصلوں میں۔۔ اپنی باتوں میں اور اپنے رد عمل دینے میں (cruel) ہے لیکن تم۔۔ تم عجیب ہو۔ تمہاری نرمی کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے اور تمہاری سختی سے حیوانیت کی بُو آتی ہے۔۔" اسکی بات سن کر حرم کے چہرے پر اک سایہ سا لہرایا تھا۔ لیکن وہ اگلے ہی پل سنبھل گیا۔۔

"آپ کچھ زیادہ ہی ناولز پڑھ رہی ہیں آجکل۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میری زندگی سرکس بنی ہوئی ہے۔ناولز پڑھنے کا وقت نہیں ہے میرا پاس۔۔"وہ اٹھ کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی تھی اور حرم چند پل اپنی جگہ ہی کھڑا رہا۔سایہ جو اسکے چہرے سے غائب ہو گیا تھا اب پھر سے لہرانے لگا تھا۔

****

وہ دونوں سمندر کنارے چلی آئی تھیں۔ٹھنڈی ہوا کے باعث ان دونوں کی زلفیں ایک طرف کو اڑ رہی تھیں اور خنکی گویا رگوں میں اترنے لگی تھی۔گیلی ریت پر ننگے پیر چلتیں وہ دونوں ہی خاموش تھیں۔

"کیا وہ ٹاکسک ہے۔۔؟جیسے تم مجھے بتا رہی ہو اس حساب سے تو اسکا رویہ خاصہ ڈسٹربنگ ہو گا۔کہیں وہ تمہیں ہراساں تو نہیں کر رہا۔۔؟"الہام کا دماغ کچھ زیادہ ہی کام کر رہا تھا۔نازنین نے گہرا سانس لے کر سر نفی میں ہلایا تھا۔

"وہ ٹاکسک نہیں ہے۔۔ہاں اسکا رویہ کبھی کبھی بہت ڈسٹرب کر دیتا ہے مجھے۔ایسے جیسے اسکا اصل روپ سامنے آ رہا ہو۔مجھے لگتا ہے کہ وہ کہیں اندر سے نرم ہرگز بھی نہیں ہے۔ہو سکتا ہے وہ اپنی نرمی کے ذریعے اپنے ٹاکسک حصوں کو چھپا رہا ہو۔یا شاید میں ہی کچھ زیادہ سوچ رہی ہوں۔"اسکے سر میں درد سا ہونے لگا تھا۔

"تم اسے منع کر دو کہ وہ تمہارے معاملات میں نہ بولا کرے۔۔"

"اسکا کوئی فائدہ نہیں۔اس نے میری ہمیشہ مدد کی ہے۔میں اسے اپنی مدد کرنے سے منع کروں تو اسکے پاس ہزار تاؤیلیں ہوتی ہیں۔۔"اسکی آواز اداس تھی۔۔سمندری لہروں کی اداسی اسکے لہجے میں اترنے لگی تھی۔اسکے انداز نے الہام کو بھی اداس کر دیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کبھی کبھی لگتا ہے کہ۔۔کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔۔جیسے سب ختم ہو جائے گا لیکن ٹھیک نہیں ہو گا۔" وہ ریت پر آبیٹھی تھی۔ الہام بھی اسکے ساتھ ہی آبیٹھی۔۔آسمان بہت سیاہ معلوم ہو رہا تھا۔۔تاروں کی روشنی اسے روشن رکھنے کے لیے ناکافی تھی۔

"تم مایوس مت ہو۔۔اللہ بہت رحم کرنے والا ہے۔۔" الہام کے کہنے پر اس نے چہرہ اٹھا کر شکوہ کناں نگاہوں سے آسمان کو دیکھا تھا۔اسکی اداس آنکھیں بہت خاموشی سے شکوہ کر رہی تھیں۔

"کیا تمہیں اب بھی نائیٹ میئرز آتے ہیں؟" اسکے پوچھنے پر نازنین نے سر آہستہ سے اثبات میں ہلایا تھا۔اسے بے ساختہ وہ پہلی رات یاد آئی تھی جب وہ بالکنی میں بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی۔وہ رات بہت پر سکون تھی۔۔اسے اس رات بہت اچھی نیند آئی تھی۔

"جاب کے لیے کیا ارادہ ہے تمہارا۔۔؟"

"میں آج بھی انٹرویوز کے لیے گئی تھی۔ جلد ہی کوئی جواب ملا تو میں جوائن کر لونگی۔۔اب اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھا جا سکتا۔" اس نے کہہ کر اپنے سیاہ بال سمیٹے تھے۔سمندری لہروں کا شور اسکی اداسی کو سینچ رہا تھا اور وہ کچھ بہتر محسوس کرنے لگی تھی۔اسے اس واک کی واقعی ضرورت تھی۔

"جاب ملتے ہی میں امی اور وجدان کو اپنے گھر واپس لے آؤنگی۔مزید مجھے اس گھر میں نہیں رہنا۔۔"

"لیکن یہ تمہارے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔کون جانے کہ تمہارے تایا مزید کیا سوچ بیٹھے ہوں۔کم از کم وہ گھر محفوظ تو ہے۔" الہام کی بات پر اس نے گہرا سانس لیا تھا۔اب تک وہاں رہنے کا بس یہی تو جواز تھا اسکے پاس۔۔ لیکن ہر گزرتے پل کے ساتھ اسکا سانس گھٹتا جا رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"چلو آئس کریم کھاتے ہیں۔ "

"اتنی ٹھنڈ میں۔۔؟"اس نے الہام کو کپڑے جھاڑ کر اٹھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا۔

"اگر ٹھنڈ میں آئسکریم نہیں کھائی تو کیا خاک زندگی گزاری ہے تم نے۔۔ آجاؤ۔۔ آج ہم دو کون ایک ساتھ کھائینگے۔۔ "

"میں دو نہیں کھاسکتی۔۔"اس نے بھی اسکے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے کہا تو الہام نے خفگی سے اسے گھورا۔ ایسے عینک کے پار سے گھورتی اس کی آنکھیں بہت پیاری لگتی تھیں۔

"یہ چیلنج ہے۔۔ "

"میرا کوئی موڈ نہیں۔۔ "

"چپ رہو تم۔۔"وہ اب اپنی گاڑی کی جانب چلی آئی تھی اور ساتھ ساتھ اسے ٹھنڈ میں آئسکریم کھانے کے فوائد سے بہرہ مند بھی کررہی تھی۔نازنین سر ہلاتی اسکی بے تکی باتیں سن رہی تھی۔رات کی تاریکی گہری ہونے لگی تھی لیکن اسکا دل الہام کی موجودگی کے باعث ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔۔

****

اگلی صبح احمد ڈاکٹر ستار کے کلینک چلا آیا تھا۔ڈاکٹر ستار کے سیف میں ان رپورٹس نام کی کسی چیز کا کوئی نام ونشان موجود نہیں تھا۔وہ چندپل سفید وجود لیے۔۔ بالکل گنگ سا کھڑا رہ گیا تھا۔ڈاکٹر ستار خود بھی ساکت رہ گئے تھے اور اب وہ ہذیانی انداز میں اپنے سیف کے اندر ہاتھ مارتے رپورٹس تلاش کررہے تھے۔ اس صبح احمد کی نگاہیں ایک ہی نکتے پر ٹھہر گئی تھیں اور اسکے دماغ میں جھکڑ سے چلنے لگے تھے۔وہ اگلے ہی پل آگے بڑھا اور

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پھر ڈاکٹر ستار کے لیپ ٹاپ میں موجود کلینک کی سی سی ٹی وی فوٹیج ڈھونڈنے لگا۔ ڈاکٹر ستار رپورٹ بھول کر اب اسے اپنے لیپ ٹاپ سے دور ہٹنے کو کہہ رہے تھے۔۔ لیکن احمد انکی جانب متوجہ نہیں تھا۔۔ پچھلے ہفتے کی فوٹیجز کو تیزی سے پیچھے کرتے ہوئے اسکی انگلی لمحے بھر کو ٹھہر گئی تھی۔۔ آنکھیں سکڑ گئیں۔۔ وہ ذرا اور آگے جھکا تھا۔۔

"مجھے یہ فوٹیج ابھی میل کرو۔۔" اس نے حکم صادر کیا۔ اور اسکے چہرے پر کچھ ایسا تھا کہ ستار اسے انکار نہیں کر پائے۔

وہ کپکپاتا وجود لیے جلدی سے فوٹیج اسے میل کر رہے تھے۔ احمد باہر نکل آیا۔۔ پھر اپنی گاڑی میں آبیٹھا۔۔ اسکا رخ اب اپنے آفس کی جانب تھا۔ جب جمشید نے اسے زیرو کو کھوجتے شخص کے متعلق بتایا تھا تب اس نے بھی اسے ایک ایسی ہی فوٹیج میل کی تھی۔۔ جس میں جانے اور آنے والے کا چہرہ واضح نہیں تھا۔ لیکن اس شخص کا لباس، ساخت، چلنے کا انداز بالکل ایک سا تھا۔ اس نے سر پر سیاہ کیپ لے رکھی تھی اور سر تاپا سیاہ جینز اور جیکٹ میں ملبوس تھا۔ کیا یہ دو نہیں بلکہ ایک ہی شخص تھا۔۔؟

اس نے اپنے پاس محفوظ وہ فوٹیج کھولی اور پھر جلدی سے دونوں فوٹیجز کو باری باری دیکھا۔ اس شخص کی رفتار اور اپنے اطراف کا جائزہ لینے والی عادت۔۔ بالکل یکساں تھی۔۔ وہاں کوئی فرق نہیں تھا۔ اگلے ہی پل وہ پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ یہ ثابت ہو گیا تھا کہ وہ دو الگ الگ نہیں۔۔ بلکہ ایک ہی انسان تھا۔ لیکن یہ اب تک پتا نہیں چل سکا تھا کہ آخر وہ تھا کون۔۔؟

"اسکا توازن بہت اچھا ہے۔ اسے آسانی سے نہیں گرایا جا سکتا۔" جمشید کی بات اسکے ذہن میں کہیں گونجی تھی۔

اس نے اپنی پیشانی مسلی تھی۔ اسکے ذہن میں حرم کا نام ہی گونج رہا تھا لیکن اس پر الزام ثابت کرنے کے لیے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے پاس ثبوت موجود نہیں تھے۔اس نے اسے خود اپنی آنکھوں سے۔۔رمیز کے آفس کے باہر اپنے قدموں میں الجھ کر گرتے ہوئے دیکھا تھا۔۔

اگلے ہی پل وہ کرسی پر سیدھا ہو بیٹھا۔اسکی آنکھیں ٹھہر گئی تھیں۔اسے یاد آیا کہ وہ اپنے ہی قدموں میں الجھ کر گرا تھا۔۔یعنی وہ دیکھنے والی آنکھ کو دھوکا دینا چاہتا تھا۔اس نے اپنے اوپر سے تمام آنکھیں ہٹانے کی بھرپور کوشش کی تھی۔۔اسکا توازن اچھا تھا لیکن اس نے گر کر ثابت کیا تھا کہ وہ تو اپنے ہی قدموں میں الجھنے والا ہے۔۔مس ڈائریکشن۔۔!اپنے آفس میں براجمان احمد کے سر پر ساری چھت گھوم رہی تھی۔حرم نے اسے اور دیکھنے والی ہر آنکھ کو مس ڈائریکٹ کیا تھا۔وہ جانتا تھا کہ اسکا توازن اچھا تھا۔اور اسے پتا تھا کہ وہ اپنے اس ٹریٹ کی وجہ سے پکڑا جاسکتا ہے۔۔اسی لیے اس نے۔۔دس لوگوں کے سامنے خود کو گرایا تھا۔وہ اپنے آفس سے نکل کر باہر کی جانب بھاگا تھا۔اسکا سانس چڑھا ہوا تھا اور چہرہ غیر معمولی طور پر متغیر تھا۔

اسے اسی پہر یاد آیا تھا کہ مظہر کے گھر کی تمام بتیاں ایک خاص وقت پر کیسے بند ہو گئی تھیں۔وہ بھی مس ڈائریکشن تھی۔

اور اب اسے یقین تھا کہ اس سب کے پیچھے حرم تھا۔

اس نے نچلے فلور پر واقع کنٹرول روم کا دروازہ کھولا اور پھر آگے بڑھ کر دو مہینے قبل کی فوٹیجز نکالنے کے لیے کہا۔۔اسے وہ دن اچھے سے یاد تھا جب وہ رمیز پر حرم کی بابت اپنا شک ظاہر کر کے باہر نکلا تھا۔اس نے جھک کر فوٹیج دیکھی اور پھر اس کا ہر شک دھول بن گیا۔۔حرم گرا۔۔پھر اٹھا۔۔پھر آگے بڑھا۔۔اور اسکے چہرے پر پھیلی نرم گرم سی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔اسکے گرنے اور اٹھنے کا طریقہ اتنا نیچرل تھا کہ کسی کا شک اس پر پڑنا ناممکن سی بات تھی۔اسکے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ کا اگلے ہی پل غائب ہو جانا ایسا تھا گویا وہ کسی دوسرے انسان کو دیکھ رہا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہو۔۔اس نے کئی مرتبہ وہ فوٹیج دیکھی اور پھر باہر نکل آیا۔۔اب تک زیرو کو حرم کھوج رہا تھا تو پھر۔۔وہ کیسے یہ قتل کر سکتا تھا۔۔؟اسکے پاس حرم کے اوپر لگانے کا ہر جواز ختم ہو چکا تھا۔اپنے تھکے قدم لیے وہ پھر سے اپنے آفس میں چلا آیا تھا۔۔پھر سر ہاتھوں میں گرا کر چند پل بیٹھا رہا۔رپورٹس غائب تھیں تو اسکا مطلب تھا کہ حرم رمیز کے قتل سے واقف تھا۔وہ زیرو اور اسکے مشن سے بھی واقف تھا۔۔بے خبر تو اب تک صرف وہ اور رمیز رہے تھے۔ لیکن اگلے ہی پل اس نے کچھ سوچ کر چہرہ یکلخت ہی اوپر اٹھایا تھا۔پھر وہ گہرے گہرے سانس لیتا پیچھے ہو بیٹھا۔ ایک راستہ اسکے پاس ان رپورٹس کو واپس لانے کا اب بھی موجود تھا۔۔لیکن وہ راستہ بہت خطرناک تھا۔۔اس نے خاموش نگاہیں آفس کے دروازے پر ڈالیں اور پھر وہاں سے اٹھ آیا۔

****

وہ اپنے اپارٹمنٹ میں موجود تھا۔کمرے کے اندر بنی خفیہ الماری کے اندر کھڑا وہ سامنے شیشے کی وال پر لگی تصاویر کو تک رہا تھا۔اسکے ہاتھ میں ایک عدد سرخ مارکر بھی تھا، جس سے وہ چند اہم نکات کو تحریر کرتا جا رہا تھا۔لکھے بغیر کسی حتمی تصویر کا اسکے سامنے آنا مشکل تھا۔طالوت کا نقشہ بھی اس نے سامنے ہی چسپاں کر رکھا تھا۔گرجا۔۔اس تک جاتا راستہ، ڈیوڈ اسٹار، اس دروازے کا مقفل ہونا۔سب چیزیں کسی ایک اہم بات کی جانب اشارہ کر رہی تھیں اور وہ اس ایک نکتے کو ہی فگر آوٹ نہیں کر پا رہا تھا۔۔

کوئی اسے دیکھ کر بھاگا تھا۔کیا وہ احمد کا بندہ تھا؟اسکے پیچھے بندے لگانے کا جواز ابھی محض احمد کے پاس ہی تھا۔ کیونکہ اسے لگتا تھا کہ وہ زاویار کو نقصان پہنچا دے گا۔یا پھر یہ احمد نہیں تھا۔۔یہ کوئی تیسرا بندہ تھا۔۔گھوسٹ؟ اس نے سوالیہ نگاہوں سے سامنے بنی تصویر کو دیکھا۔ہر تصویر کے گرد سرخ نشانات موجود تھے جو کسی ایک نقطے پر آکر ٹھہر گئے تھے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسی پل اسے اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی تو وہ جم سا گیا۔ آہستگی سے باہر نکلا اور پھر الماری کا کھلا پٹ بند کر کے ابھی پلٹنے ہی لگا تھا کہ کسی کا بڑھتا ہاتھ اس نے محسوس کر کے اپنی جگہ پھرتی سے تبدیل کی تھی۔۔ اپنے سامنے احمد کو دیکھ کر اسکی آنکھوں میں کچھ بھی نہ ابھرا۔ شاید وہ کہیں اندر اسکی توقع کر رہا تھا۔

"یہاں کیا کر رہے ہو تم۔۔؟ "

"بہترین توازن، پُھرتیلے رفلیکسس، شوٹر، اور سب سے آخر میں۔۔ زر آباد کا سروائیور۔۔ کیا اب تک تم پیچھے نہیں تھے رمیز کے۔۔؟" وہ اسے بے تاثر نگاہوں سے دیکھتا رہا پھر سر اثبات میں ہلا دیا۔

"میں نے تمہاری توقع اس سے بھی جلدی کی تھی لیکن تم نے دیر کر دی۔ شاید تمہارے کام کے درمیان۔۔ جذبات آگ ئے۔۔ اولاد آگئ۔۔ اور بچھڑے رشتوں کا گلٹ زندہ ہو گیا۔۔" ہلکا سا مسکرا کر کہا تو احمد نے اسے آگے بڑھ کر پوری قوت کے ساتھ دیوار سے لگایا۔ ایک پل کے لیے اسے احمد بالکل زاویار کا پرتُو لگا تھا۔

"مجھے تمہاری شکل شروع سے ہی پسند نہیں تھی لیکن آج اندازہ ہوا کہ تم تو اندر سے بھی اتنے ہی بدصورت ہو۔۔ جو جھوٹ تم نے رمیز سے بولا تھا۔۔ کہ تمہیں گنز کا استعمال نہیں آتا۔۔ وہ مجھے پہلے ہی شک میں مبتلا کر گیا تھا۔ پھر شجاع۔۔ مظہر۔۔ رستم۔۔ ہر ایک جگہ پر تمہاری موجودگی کے آثار ہیں۔"

"آثار۔۔ سوری لیکن اس دنیا میں کسی پر الزام ثابت کرنے کے لیے آثار اور گٹ فیلنگ سے زیادہ ایک اہم چیز ہوتی ہے۔۔ جسے ثبوت کہا جاتا ہے۔۔ کیا وہ ہیں تمہارے پاس۔۔؟"

وہ بالکل پرسکون تھا۔ اس کا سکون احمد کو بے چین کر رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میرے بیٹے سے دور رہو۔۔ کیا مقصد ہے تمہارا اسے اپروچ کرنے کا۔۔؟ اور میرے سامنے یہ دوستی جیسے لفظ کی بکواس مت کرنا۔۔" اسکا چہرہ جو ہر دم سپاٹ رہتا تھا اب بوکھلا رہا تھا۔ حرم نے اسکے دونوں ہاتھوں کو سختی سے پکڑ کر خود سے دور کیا تھا۔

"میں نے تمہارے بیٹے کو اپروچ نہیں کیا۔۔ ہمیشہ اس نے مجھے اپروچ کیا ہے۔۔ "

"تم نے یہ سب پلان کیا تھا۔۔!" وہ اس پر دھاڑ کر آگے بڑھا تو حرم نے اسکا ہاتھ اگلے ہی پل روک لیا۔ پھر بھوری آنکھیں اس پر جمائیں۔۔

"تم میرے بیٹے کو قربانی کا بکرا بنانا چاہتے ہو لیکن میں ایسا ہونے نہیں دونگا۔ میں تمہیں اور رمیز کو تباہ کر دونگا۔۔ یاد رکھنا۔۔"

اس نے سرخ آنکھوں سے، انگشتِ شہادت اٹھا کر اسے تنبیہہ کی تھی۔ پھر پلٹنے لگا تو اسکی آواز پر ٹھہر سا گیا۔۔

"میں تو۔۔ تباہ کیا جا چکا ہوں۔ تم مجھے مزید کیا تباہ کرو گے، احمد۔۔؟ تمہارا بیٹا کسی قربانی کا بکرا نہیں بنے گا۔ جب تک میں زندہ ہوں تب تک ایسا ممکن نہیں ہے۔۔ وہ ہم دونوں کی طرح نہیں سوچتا لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ خود کی حفاظت نہ کر سکتا۔ اسی لیے تم اپنے اینڈ پر خیال رکھو اور مجھے میرا کام کرنے دو۔۔ جلد بازی تمہاری جان لے سکتی ہے۔۔" احمد نے ایک پل کو پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔ حرم اسے پہلی دفعہ بہت سنجیدہ محسوس ہو رہا تھا۔ لیکن پھر وہ بغیر کچھ کہے تیزی سے آگے بڑھ گیا تھا۔ شام کی سیاہی میں اپارٹمنٹ کے سائے گہرے ہونے لگے تھے۔۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسپتال کی راہداریوں میں اکّا دکّا ڈاکٹروں کی آمد و رفت تھی اور وہ اس راہداری میں بالکل خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا۔ڈاکٹرز زروبینہ کا چیک اپ کر رہے تھے اسی لیے وہ باہر چلا آیا تھا۔طالوت کے بعد وہ حد درجہ خاموش رہنے لگا تھا۔۔اسی پل کوئی آہستہ سے آ سکے پاس آ بیٹھا تو اس نے چونک کر چہرہ اسکی جانب پھیرا۔۔شام کی بڑھتی سیاہی کے باعث اسپتال کی روشنیاں روشن کر دی گئی تھیں اور مغرب ہر سو پھیلنے لگی تھی۔اس نے چہرہ واپس پھیر لیا۔۔

"خالہ کیسی ہیں اب۔۔؟"وہ حرم تھا۔

"پہلے سے بہتر ہیں۔احمد کے ملنے سے ان کی بگڑتی ذہنی حالت سنبھل گئی ہے۔۔"

"اور تم کیسے ہو۔۔؟ایجنسی میں سب ٹھیک جا رہا ہے۔۔؟"اس نے پوچھا تو ساتھ بیٹھے زاویار نے کندھے اچکائے۔۔

"ٹھیک ہی ہوں شاید۔۔"

"شاید۔۔؟"

"طالوت کے بعد سب بہت خالی لگ رہا ہے۔ایک وہی تو تھا جو میری بکواس سنتا تھا۔۔اب میں کسے آتے جاتے دھمکاؤں۔۔؟"اسکے جواب پر ساتھ بیٹھا حرم ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔

"سالہ یوں لگتا ہے جیسے دنیا ختم ہو گئی ہو۔ایک انسان کے چلے جانے سے باقی انسان کیوں اس کی جگہ نہیں بھر پاتے۔۔؟"اس نے انگوٹھے کی کھال انگلی سے کُترتے ہوئے کہا تو حرم نے چہرہ اسکی جانب گھمایا۔ اسے غصے اور طیش کے عالم پریشان حال سا احمد یاد آیا تھا۔وہ اپنے بیٹے کے لیے پریشان تھا۔۔یکلخت ہی اسکے اندر خالی پن سا اترنے لگا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیونکہ وہ انسان ایک ہی ہوتا ہے اور اسکی جگہ کوئی نہیں بھر سکتا۔وہ چیز نہیں ہوتا کہ پہلے سے بہتر فارم میں ہمارے پاس آجائے۔۔ وہ انسان ہوتا ہے اور وہ چیزوں جیسا نہیں ہوتا۔وہ ایک ہی ہوتا ہے اور اس کے جیسا کسی اور کو پیدا نہیں کیا جاتا۔" وہ بول کر خاموش ہوا تو زاویار نے اپنا چہرہ اسکی جانب پھیرا۔۔

"تمہیں۔۔میرے بارے میں طالوت نے بتایا تھا۔۔؟" بمشکل اپنا سوال مکمل کیا۔۔اس نے کبھی اپنے متعلق بات کرنا سیکھا ہی نہیں تھا۔حرم نے سر اثبات میں ہلایا۔۔

"ہاں۔۔کتنا گدھا ہوں ناں میں۔۔اتنے سالوں تک تم پر شہوار کے مر جانے کا الزام عائد کرتا رہا اور آخر میں اندازہ ہوا کہ میں تو سراب کے پیچھے اپنی توانائی صرف کر رہا تھا۔اصل قاتل اور اصل مجرم تو کوئی اور تھا۔۔"

"سچ سامنے آتے آتے۔۔ جھوٹ تباہی کر چکا ہوتا ہے۔۔" زاویار نے تلخی سے مسکرا کر کہا تھا۔انگوٹھے کی اوپری کھال اتر چکی تھی اور اب اندر سے گلابی سا گوشت نظر آنے لگا تھا۔اسپتال کی راہداری میں وہ دونوں شانہ بشانہ براجمان تھے۔۔

"تم منظر عام پر کیوں آئے تھے۔۔؟"

"مجھے طالوت نے بتایا تھا کہ تم ایک مشن پر ہو۔بس میں تمہارے پلانز کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر کے تمہارا کام بگاڑنا چاہتا تھا۔ذلیل کرنا چاہتا تھا تمہیں۔۔اپنے قدموں میں گر کر منتیں کرتا ہوا دیکھنا چاہتا تھا تمہیں۔۔میں بھی تمہارے جتنا ہی گدھا ہوں۔۔میں یہ بھول گیا تھا کہ تم اب چھوٹے بچے نہیں بلکہ مرد بن چکے ہو۔اور مرد تو ہوتے ہی کمینے ہیں۔۔" وہ دونوں ہی ہنس دیے تھے۔انگوٹھے کا گوشت کترے جانے کی وجہ سے اب خون سہارنے میں ناکام ہو رہا تھا۔اسکا انگوٹھا زخمی ہو چکا تھا اور اس میں ہلکی سی جلن بھی محسوس ہو رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم نے میرے پلانز بگاڑنے کی کوشش کی تھ "___

"لیکن بگاڑ نہیں سکا۔۔اسی پل مجھے اندازہ ہوا تھا کہ میں اتنا بھی کمینہ اور گھٹیا نہیں ہوں۔"اس نے اسکی بات کاٹ کر جملہ مکمل کیا تو حرم نے اپنی جینز کی جیب سے چھوٹی سی بینڈج نکال کر اسکی جانب بڑھائی۔زاویار نے سوال کیے بغیر اس کے ہاتھ سے وہ لے لی تھی اور اب وہ اسے اپنے انگوٹھے پر باندھ رہا تھا۔درمیان سے گزرے ماہ و سال جیسے کہیں غائب ہو گئے تھے۔ وہ دونوں وہیں پہنچ گئے تھے جہاں سے چلے تھے۔۔

"رات مہندی ہے بھائی کی۔۔آنا چاہو گے۔۔؟"اپنے انگوٹھے پر پٹی باندھتا اسکا ہاتھ لمحے بھر کو رکا تھا۔اس نے چہرہ پھیر کر حرم کو دیکھا۔۔

"موڈ نہیں۔۔"

"نازنین کو تمہاری ضرورت ہو سکتی ہے۔"اسکے کہنے پر وہ ایک بار پھر سے رک گیا تھا۔

"انہیں میری ضرورت کیوں ہو گی جب تم وہاں پر موجود ہو تو۔۔؟کیا کوئی ایشو ہے۔۔؟"

"ایشو کوئی نہیں۔۔بس وہ تمہیں مجھ سے زیادہ پسند کرتی ہیں۔۔"اسکا جواب سن کر وہ استہزاء سا ہنس دیا تھا۔

"ہم دونوں جانتے ہیں کہ وہ ہم میں سے کسی کو بھی اس لحاظ سے پسند نہیں کرتیں۔شاید کبھی آگے بھی ان کا ایسا کوئی ارادہ نہ ہو۔۔وہ مجھے واقعتاً اپنا اسٹوڈنٹ مانتی ہیں اور تمہیں تو وہ اپنا کوئی چھوٹا سا بچہ ٹائپ کزن تصور کرتی ہیں۔۔"

اسکا جواب سن کر حرم نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا تھا۔زاویار کو اس سے ایسے ہی ردعمل کی توقع تھی۔وہ اب چہرہ سامنے کیے روم کے بند دروازے کو تک رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے بچہ ٹائپ کزن کیوں۔۔؟اور تمہیں کیسے پتا۔۔؟"وہ یکدم ہی بہت گھائل دکھائی دینے لگا تھا۔زاویار ہنس رہا تھا۔۔اسکے ہلتے کندھے حرم کو مزید بدمزہ کر رہے تھے۔

"وجدان نے بتایا تھااور ہم دونوں ہاتھ پر ہاتھ مار کر اس بات پر بہت ہنسے تھے۔"اس نے دل جلی مسکراہٹ لیے کہاتو حرم نے بگڑے تاثرات لیے اسے دیکھا۔کچھ پل بعد وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"اس سارے مسائل کے بعد تم اپنا رشتہ مانگ لینا ان کے لیے۔۔مجھے یقین ہے کہ وہ تمہیں انکار نہیں کریں گی۔ تم بہت مدد کر چکے ہو ان کی اس سارے عرصے میں۔۔"اس نے صدمے کی زد میں نظر آتے حرم کو دیکھ کر آہستہ سے کہاتو وہ گہرا سانس لے کر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔۔

"رشتہ بھیج کر ان سے۔۔اس سارے عرصے میں کی گئی مدد کا حساب مانگ لوں۔۔رائٹ۔اپنے مفید مشورے تم اپنے پاس ہی رکھو۔پہلے ہی وہ میری شکل نہیں دیکھنا چاہتیں۔۔"

"مجھے یقین ہے کہ تم نے انہیں ٹریگر کر دیا ہو گا اپنی باتوں سے۔۔منہ بند رکھا کرو جب کچھ اچھا نہیں کہہ سکتے تو۔۔"اسی پہر ڈاکٹرز دروازہ کھول کر باہر چلے آئے تو وہ دونوں ہی اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ زاویار آگے بڑھ کر کمرے میں داخل ہو گیا تھا اور حرم ڈاکٹر سے روبینہ کی صحت کے متعلق بات کر رہا تھا۔ مغرب باسی ہونے لگی تھی اور وہ دونوں اب روبینہ کے سامنے براجمان تھے۔۔حرم ان سے باتیں کر رہا تھااور زاویار محض اسکی باتیں سن رہا تھا۔۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دن گزر گیا تھا۔ کسی نے نازنین سے کوئی سوال نہیں کیا۔۔ چہ مگوئیاں بڑھ گئی تھیں لیکن اسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ حرم نے ٹھیک کہا تھا۔۔ کچھ دنوں میں وہ واقعی اس سب سے بے حس ہو جائے گی۔ صوفیہ البتہ اس سے ناراض تھیں اور وجدان نے سر کھجا کر بس اتنا ہی کہا تھا کہ " پھپھو۔۔ آپ (Impulsive) ہیں اور حرم بھائی اس بات کو بہت اچھے سے جانتے ہیں۔" اسکا تجزیہ بہر حال غلط نہیں تھا۔ وہ واقعی بعض دفعہ جذبات میں آکر بہت خوفناک فیصلے کر لیا کرتی تھی اور حرم نے اس کی۔۔ اسی عادت کا فائدہ اٹھایا تھا۔ اس نے اسکا نقصان کیا تھا یا فائدہ پہنچایا تھا۔۔ وہ سمجھ نہیں پائی۔۔ اور نہ وہ اس بات کو سمجھنا چاہتی تھی۔ وہ اب اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

شام ڈھلی اور رات اترتے ہی مہندی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ عدیل کو رسم کے لیے بٹھانا تھا اسی لیے سب مہمانوں کا رُخ سبزہ زار کی طرف تھا۔ وہ تیار ہو کر سنگھار آئینے کے سامنے خالی خالی سی بیٹھی رہی۔۔

اس نے انار کلی فراک زیب تن کر رکھا تھا جس کی لمبائی اسکے ٹخنوں تک تھی۔ وہ سی گرین رنگ کا بہت خوبصورت فراک تھا جس پر سنہرے سِکّے لگے ہوئے تھے۔ اسکے دامن پر بھی گول گول سِکّے لٹک رہے تھے اور ذرا سی جنبش پر وہ ایک دوسرے سے ٹکرا کر بج اٹھتے تھے۔ کھلے بالوں کے ساتھ اس نے سنہرے رنگ کے جھمکے پہنے اور پھر اٹھنے ہی لگی تھی کہ ثانیہ کمرے میں چلی آئی۔۔ اسے دیکھ کر چند پل کے لیے دروازے میں ہی ٹھہر گئی تھی۔

"باہر جتنے بھی لوگ ہیں۔۔ ان کی آج خیر نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے۔۔ آج آپکے لیے بہت سے رشتے آئینگے۔۔"

وہ پاس آکر چہک رہی تھی۔ ساتھ ہی اس نے اپنا زرد رنگ کا انار کلی فراک درست کیا۔ وہ نازنین کے لباس سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مختلف تھالیکن اسکی فال یکساں تھی۔ گھنگھریالے بالوں کو اطراف میں ڈالے، جھمکے اور ٹیکے کے ساتھ ثانیہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"جو تماشہ کل میں نے لگایا تھا اس کے بعد تو سب مجھ سے پناہ طلب کریں گے۔۔" اس نے مسکرا کر کہا تو ثانیہ یکدم چپ سی ہو گئی۔ پھر اسکا عکس سنگھار آئینے میں دیکھا۔

"آپ بہت پیاری ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپکے لیے کوئی شہزادہ آئے گا۔ "

"ہم ناول کے کردار نہیں ہیں، ثانی۔ ہماری زندگی بہت کڑوی ہے۔۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اپنا سنہرا دوپٹہ اٹھا کر ایک کندھے پر ڈالا۔ اسکا عکس آئینے میں جگمگا رہا تھا۔ ثانیہ نے کچھ کہنے کے لیے لب وا کیے تو اس نے اسے روک دیا۔

"اب چلتے ہیں۔۔ پچھلی باتوں کو دہرانے کا کیا فائدہ۔۔؟" وہ اسے ساتھ لیے باہر چلی آئی تھی۔ پھر کچھ یاد آنے پر ٹھہری تو ثانیہ نے اسے گردن گھما کر دیکھا۔

"میرا موبائل کمرے میں رہ گیا ہے۔۔ میں لے کر آتی ہوں تم جاؤ۔۔" اس نے سر ہلایا اور آگے بڑھ گئی۔۔ وہ دوبارہ کمرے کی جانب چلی آئی تھی۔ موبائل سائیڈ ٹیبل پر دھرا تھا۔ وہ جھکی تو اسکے سیاہ بال پھسل کر آگے کو آگرے۔ موبائل ہاتھ میں لیے وہ باہر چلی آئی تھی۔ لاؤنج بے حد خاموش تھا اور وہاں موتیے اور گلاب کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ وہ آگے بڑھ آئی۔ داخلی زینوں پر نزاکت سے قدم دھرتے اسے بہت سی نگاہوں نے پلٹ کر دیکھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دور کھڑے حرم نے اسے دیکھا تو آس پاس جیسے سب کچھ رک سا گیا۔ سفید کُرتے میں ملبوس، آستینیں کہنیوں تک موڑے وہ وجیہہ دکھ رہا تھا۔ اس سے خاصے فاصلے پر زاویار سارنگ کے ساتھ کھڑا تھا۔ حرم کے برعکس اس نے سیاہ کُرتا زیب تن کر رکھا تھا اور کندھے پر بھوری شال دھری تھی۔ وہ انگلی اٹھا کر سارنگ سے کچھ کہہ رہا تھا کہ نازنین پر اٹھی نگاہ نے اسے ساکت کر دیا۔ وہ ٹھہر گیا تھا۔۔ وہ اب جھک کر ایک خاتون سے مل رہی تھی۔ سیاہ لٹیں چہرے پر گرنے لگیں۔۔ وہ ان دونوں کے عین درمیان میں کھڑی تھی اور وہ دونوں ہی اسے تک رہے تھے۔۔ سبزہ زار پر روشن زرد روشنیوں کے ہالے میں وہ ان دونوں کی محویت کا باعث تھی۔۔

لیکن پھر اگلے ہی پل زاویار پر اسکی نگاہ پڑی تو وہ حیران سی اس کی جانب بڑھی۔۔ پیچھے کھڑے حرم نے اپنے دل کو مٹھی میں جکڑتا ہوا محسوس کیا تھا۔ وہ اب اسکی کسی بات پر ہنس رہی تھی۔۔ زاویار نے حرم کی جانب اشارہ کر کے کوئی بات کہی تو اس نے پلٹ کر حرم کو دیکھا۔ ساتھ ہی ناگواری سے آنکھیں گھما کر چہرہ واپس پھیرا تو وہ بے ساختہ ہی مسکرا دیا۔۔ اب وہ ہاتھ پیچھے باندھے ان دونوں کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جانے کہاں سے اداسی اسکی مسکراہٹ میں عود آئی تھی۔۔

"کیا تم دونوں کی دوستی پھر سے ہو گئی ہے۔۔؟" نازنین نے زاویار سے سوال کیا تو اس نے محض ہلکا سا سر ہلا دیا۔ تفصیلات دینے کے لیے اس کے پاس کچھ نہیں تھا اور نہ ہی نازنین نے اسے کُریدنا مناسب سمجھا تھا۔ یہ ان دونوں کا ذاتی معاملہ تھا۔ اس سے معذرت کرتی وہ آگے بڑھ گئی تھی۔ سارنگ ثانیہ کو دیکھ کر اسکے پاس چلا آیا تھا۔ وہ اسے اپنا اپالو دکھا رہی تھی۔۔

"پہلے سے خاصہ صحت مند ہو گیا ہے آپکا پپی۔۔" وہ اسکی بات پر مسکرائی تو سارنگ کو سبزہ زار پر بکھری ہر روشنی ماند پڑتی محسوس ہوئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ بیٹھیں ناں۔۔ کھڑے کیوں ہیں۔۔؟" اس نے ساتھ ہی ہاتھ آگے بڑھا کر کرسی کی جانب اشارہ کیا تھا۔ وہ نروس ہو رہی تھی۔ سارنگ نے سر اثبات میں ہلایا اور پھر آگے بڑھ کر ایک طرف لگی کرسیوں پر بیٹھ گیا۔۔ وجدان جو ثانیہ کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔۔ بغور اسکا چہرہ دیکھا۔۔ وہ اب انگلیاں مروڑتی، مسکراتی نظروں سے سارنگ کی پشت کو تک رہی تھی۔ وجدان کھنکھارا تو وہ اپنے ارتکاز سے چونکی۔۔ پھر اسے دیکھا۔۔ وہ بغور اسکا چہرہ جانچ رہا تھا۔۔

"یو لائک ہِم۔۔؟" ایسے سوال کی توقع نہیں تھی اسے وجدان سے۔ اگلے ہی پل اسکی آنکھیں پھیلی تھیں۔

"ک۔۔ کیا۔۔؟ کس نے کہا۔۔؟" فوراً انجان بن گئی۔ وجدان نے اپنی ہنسی دبائی تھی۔۔

"ویسے برے نہیں ہیں وہ۔۔ اور خاص کر جانوروں کے ڈاکٹر ہیں۔۔ سوچو تمہارے لیے کتنے مفید ہونگے۔۔" اس نے جھک کر اسکے قریب کہا تو ثانیہ نے اسے گھور کر دیکھا۔۔

"اس حساب سے تو تمہیں کر لینی چاہیے ان سے شادی۔۔"

"استغفر اللہ۔۔!" اسکا جبڑہ اگلے ہی پل سیدھا ہوا تھا۔ پھر نظر سارنگ کی پشت تک پھسلی۔ وہ اب سہیل کے ساتھ بیٹھا ان سے جانے کیا باتیں کر رہا تھا۔ سہیل کو بس اسی بات پر حیرت تھی کہ سارنگ جیسا انسان حرم کا دوست کیسے بن سکتا تھا۔۔؟ اسکی نظر نے ثانیہ تک سفر کیا۔۔

"لیکن کچھ زیادہ بڑے نہیں تم سے عمر میں۔۔؟"

"نہیں۔۔ میں اٹھارہ سال کی ہوں اور وہ چوبیس سال کے۔۔ اتنے بھی بڑے نہیں ہیں۔۔"

"یعنی تم راضی ہو۔۔؟" اس نے یکدم رک کر پوچھا تو ثانیہ نے اسے پھر گھورا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا تم مرنا چاہتے ہو۔۔؟ "

"فی الحال تو نہیں۔۔" لیکن وہ "ہنہہ" کر کے آگے بڑھ گئ تھی۔ وجدان اسے تنگ کرنے کے لیے اسکے پیچھے ہی بڑھا تھا۔ دور نازنین آج بھی ٹیبل پر تنہا بیٹھی ہوئ تھی۔ کل کے واقعے کے بعد تو واقعی اس سے کوئ مزید تعلق نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ صوفیہ نے بھی اس کے ساتھ اپنا رویہ سرد کر لیا تھا۔ وہ جو غیر مرئ نقطے کو گھور رہی تھی اگلے ہی پل چونکی۔۔ اس کے عین سامنے لگی کرسی کو کھینچ کر رمیز بیٹھ رہا تھا۔ اسکی سیاہ آنکھیں بالکل خاموشی سے اسکا مکروہ چہرہ تک رہی تھیں۔۔ وہ مسکرا رہا تھا۔۔ نازنین کی آنکھیں ضبط سے سرخ پڑنے لگیں۔۔ یہ آدمی اسکی ایسی زندگی کا ذمہ دار تھا اور اٹھارہ سال بعد بھی وہ۔۔ اسکے سامنے مسکرا رہا تھا۔۔ اسی پل کسی نے نازنین کے ساتھ لگی کرسی درست کی اور پھر اس پر آ بیٹھا۔۔ وہ حرم تھا۔۔ بالکل۔۔ رمیز کی طرح مسکرا رہا تھا وہ۔۔ لیکن اسکا رُخ نازنین کی جانب نہیں تھا۔۔ اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی اسکے دوسرے جانب کی کرسی بھی کسی نے درست کی تھی۔۔ اور پھر وہ خاموشی سے اس پر آ بیٹھا تھا۔۔ وہ زاویار تھا۔۔ وہ دونوں اسکے ساتھ بیٹھے تھے اور وہ ان کے درمیان تھی۔۔

رمیز کی مسکراہٹ گہری ہو گئ تھی۔۔ سفید کلف لگے لباس میں وہ اپنے تمام تر جاہ و جلال کے ساتھ ان تینوں کے عین سامنے براجمان تھا۔

"اب تو تمہیں بچانے کے لیے دو دو لوگ ہیں۔۔" اس نے کہا تو حرم مسکرایا۔ رمیز کو اسی پل احساس ہوا تھا کہ اسکے مقابل ایک نہیں بلکہ دو لوگ تھے۔۔ زاویار کے سپاٹ چہرے کو اس نے ایک نظر دیکھا تھا۔۔

"تم تو احمد جیسے ہو بالکل۔۔ "

"احمد۔۔؟" نازنین نے نا سمجھی نے چہرہ پھیر کر زاویار کی جانب دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا تم نے نازنین کو نہیں بتایا کہ تم احمد کے بیٹے ہو۔۔؟ اسی احمد کے جو کئی سالوں پہلے نازنین کی زندگی تباہ کرنے میں میرے ساتھ برابر کا شریک رہا تھا۔۔" سبزہ زار کے اس حصے میں لوگ بہت کم تھے۔ گول میز کے گرد لگی کرسیوں پر براجمان کوئی فرد ویسے بھی کسی کی جانب متوجہ نہیں تھا۔

"زاویار کا احمد کے کسی عمل سے کوئی تعلق نہیں۔ میں کسی بھی بے قصور انسان کو اسکے ناکردہ گناہوں کی سزا نہیں دیا کرتی۔۔" اس نے جلد ہی خود پر قابو پا کر مضبوطی سے کہا تھا۔ رمیز نے محظوظ سا ابرو اٹھایا تھا۔

"کیا تمہیں عجیب نہیں لگتا کہ ایک۔۔ تمہارا اسٹوڈنٹ اور دوسرا تمہارا گارجین بنا ہر جگہ تمہیں بچانے آتا رہا۔۔؟ کیا تم ان کے تمام اعمال کو اب تک اتفاق سمجھتی رہی ہو۔۔؟" اسکی بات پر اس نے نا سمجھی سے پہلے حرم کو دیکھا اور پھر زاویار کو۔۔ وہ دونوں ہی رمیز کی جانب متوجہ تھے۔۔

"یہ دونوں۔۔ ایک پلان کے تحت تم تک آتے رہے ہیں۔۔ لیکن مجھے افسوس ہوا کہ انہوں نے کبھی تمہیں پہلے نہیں بتایا۔ دیکھو۔۔ میں آج بھی تمہیں حقیقت بتا رہا ہوں۔۔ جیسے ہمیشہ بتاتا رہتا ہوں۔۔" وہ بالکل سُن ہو گئی تھی۔ حرم نے گہرا سانس لے کر چہرہ دوسری جانب پھیر لیا تھا اور زاویار رمیز کو چبھتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔

"کیا تم اپنی ان سب مبہم باتوں کی وضاحت کرنا پسند کرو گے۔۔؟" وہ "بالکل" کہتا سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ نازنین کو جیسے اپنا وجود جمتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے لگا کہ وہ کچھ ایسا سننے جا رہی ہے جو بہت بھیانک ہے۔۔

"تمہارا بھائی جیل سے بھاگ نہیں سکتا تھا۔۔ اسے جیل سے۔۔ میں نے نکالا تھا۔ وہ میری زیرِ زمین کام کرتی تنظیم کا حصہ رہا تھا۔ پھر جب وہ میرے کسی کام کا نہیں رہا تو میں نے اور احمد نے مل کر اسے۔۔ قتل کر دیا۔۔" رونقیں ماند پڑ گئی تھیں اور اسے اپنی سماعت بہری محسوس ہو رہی تھی۔ اسے لگا وہ اگلا سانس نہیں لے سکے گی۔ اسے لگا وہ

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کبھی اپنی جگہ سے اٹھ نہیں سکے گی۔ جس بھائی کا وہ اب تک انتظار کرتی رہی تھی۔۔اس انتظار کی آس آج ٹوٹنے جا رہی تھی۔اسکی پلکیں حرکت کرنے سے انکاری ہو گئیں۔

"بس۔۔"زاویار نے یکدم ہی زور سے ٹیبل پر ہاتھ مار کر رمیز کو تھمنے کا اشارہ کیا تھا لیکن وہ اسکی جانب متوجہ نہیں تھا۔وہ تو سرد آنکھوں سے نازنین کو تک رہا تھا۔

"پھر تمہارا بھائی۔۔بستی میں حرم کو ملا تھا۔۔اپنی آخری سانسوں کے ساتھ۔اس نے جانے اسے ایسا کیا کہا کہ یہ کتوں کی طرح آج بھی تمہاری حفاظت کر رہا ہے۔۔اور شاید آگے بھی کرتا رہے گا۔۔لیکن بس دیکھنا یہ ہے کہ کب تک۔۔"حرم کا چہرہ بالکل خاموش تھا۔اسے اندازہ تھا کہ رمیز یقیناً اسکی حقیقت جان گیا ہو گا لیکن وہ اتنا جان جائے گا، اسکا اسے اندازہ نہیں تھا۔ یکدم ہی رمیز کا ملازم شاہی آگے بڑھا اور پھر اسکے کان میں جھک کر ہلکی آواز سے کچھ کہا تو اس نے سمجھ کر سر ہلایا۔۔پھر اٹھ کھڑا ہوا۔۔نازنین نے اسے گردن تک اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔۔وہ جامد ہو گئ تھی۔۔لیکن پھر اسکی ساکت پتلیوں میں جنبش ہوئ۔۔اس نے آنکھیں اٹھا کر رمیز کی جانب دیکھا تھا۔۔

"بابا۔۔کیا بابا کو بھی۔۔"

"تمہارے باپ کو تو سب سے زیادہ ظالم موت دی تھی میں نے۔۔اپنی گاڑی اسکے اوپر سے گزارتے ہوئے مجھے لمحے بھر کا رحم بھی نہیں آیا تھا۔ اسکی بجتی ہڈیاں اور مسخ وجود، میرے لیے اعزاز تھا۔اور یہ دونوں۔۔یہ بات جانتے تھے کہ میں تمہارے باپ کا قاتل ہوں لیکن کسی نے بھی تمہیں یہ سب بتانا گوارہ نہیں کیا۔اسی لیے تمہیں آگاہی۔۔مبارک ہو۔۔ بھتیجی۔۔!"اس نے اتنا کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔۔اب وہ روحیلہ سے معذرت کرتا باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔نازنین اپنی نشست سے پر بیٹھی رہی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے جسم میں موجود ہر خلیہ جیسے حرکت کرنے سے انکاری ہو گیا تھا۔ اسکا دماغ ان سب انکشافات کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔ وہ جیسے سمجھنے کی صلاحیت سے عاری ہوتی جا رہی تھی۔

"میڈم، میں آپکو سمجھا سکتا ہوں۔ رمیز نے بات غلط طریقے سے آپ تک پہنچائی ہے۔ آپ جانتی ہیں یہ بات۔۔" وہ اسکی جانب گھوما اسکے ساکت وجود کو فکرمندی سے تک رہا تھا۔۔ نازنین نے چہرہ پھیر کر اسے ایک نظر دیکھا۔۔ بس ایک نظر۔۔ وہ نظر اتنی خالی اور اجڑی ہوئی تھی کہ زاویار کو اپنی ہر وضاحت کمتر محسوس ہوئی۔۔ اس نے کھلے لب بند کر لیے۔۔

اگلے ہی پل وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔ پھر ان میں سے کسی کی بھی جانب دیکھے بغیر آگے بڑھ گئی۔۔ اسکا چہرہ دھواں دھواں تھا اور دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ کمرے میں آ کر اس نے اپنے کانوں سے بالیاں نوچ کر اتاریں۔۔ پھر اپنا دوپٹہ کندھے سے کھینچ کر دور پھینکا۔۔ ہاتھوں میں پہنی سنہری چوڑیاں اتار کر پوری قوت سے دور پھینکیں۔۔ اب وہ بالوں کو مٹھیوں میں قید کیے زمین پر بیٹھ گئی تھی۔۔ اسکا پیر کانچ پر پڑنے سے زخمی ہو گیا تھا اور دنیا جیسے اس سرخ خون کی مانند سرخ ہوتی جا رہی تھی۔۔ باہر سبزہ زار پر بلند آواز سے گانے بجنے لگے تھے اور اندر وہ زمین پر دراز۔۔۔ بے آواز رو رہی تھی۔ اسکا مسکارا پھیل گیا تھا اور اب وہ یخ ٹائلز پر خود میں سمٹی روتی جا رہی تھی۔۔ گانے اور اسکے آنسوؤں کی نمی سوا ہونے لگی۔۔ سب کچھ گڈمڈ سا ہو گیا۔۔ زندگی۔۔ موت۔۔ برزخ۔۔ سب کچھ۔۔

****

"ایہاد دروازہ کھولو۔۔" شائستہ اسکے کمرے کا دروازہ بری طرح دھڑ دھڑا رہی تھیں۔ وہ پچھلے دن سے اپنے کمرے میں قید تھی اور اس نے اپنے کمرے کا بند کر رکھا تھا۔ ڈاکٹر باسط سے بات کرتی شائستہ اب پریشانی سے بالوں میں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہاتھ ڈالے اسکا دروازہ بھی بجا رہی تھی۔ ڈاکٹر باسط اس سے فوری طور پر دروازہ کھلوانے کے لیے کہہ رہا تھا۔ ایبھا کے لیے ایک ساتھ اتنے صدمے برداشت کرنے کے بعد اپنے کمرے میں قید ہونا ٹھیک نہیں تھا۔ وہ کوئی بھی انتہائی قدم اٹھا سکتی تھی۔ اسکی بہن اور بھائی اس سے دور جا چکے تھے۔ سونے پر سہاگہ وہ اس سے رابطے میں رہنا بھی گوارہ نہیں کر رہے تھے۔ دوسری طرف وہ رمیز کے ایسے انکشافات سن کر بری طرح متاثر ہوئی تھی۔۔ اسکی ذہنی حالت بہت تباہ کُن صورتِ حال اختیار کر گئی تھی۔

"آپی بچے دروازہ کھولو۔۔ ایسے اندر رہنا تمہارے لیے ٹھیک نہیں ہے۔۔ آپی۔۔!" ساتھ ہی اس نے دروازہ بجایا تھا۔ پھر ملازم کو آواز دے کر تمام دروازوں کی چابیاں لانے کے لیے کہا۔ وہ سفید چہرہ لیے اب پھر سے دروازہ بجا کر اس سے منت کر رہی تھی۔

اس سے نیچے۔۔ کئی راہداریوں کے پار احمد رمیز کی اسٹڈی میں موجود تھا۔ وہ یہاں بے حد خاموشی سے داخل ہوا تھا۔ اور اب وہ پیشانی سے پسینہ رگڑ کر رمیز کے سیف کے سامنے کھڑا تھا۔ ان رپورٹس کی ایک کاپی رمیز کے پاس بھی موجود تھی۔ اسکے پاس ان رپورٹس کا ہونا بہت ضروری تھا۔۔ وہ اپنے بیٹے کے لیے ایک مضبوط ڈھال تیار کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ رمیز کی اسٹڈی میں کوئی کیمرہ موجود نہیں تھا جو اسکی موجودگی کو مانیٹر کرتا۔۔

لیکن مصیبت یہ تھی کہ اسے رمیز کے سیف کا کوڈ معلوم نہیں تھا۔ ہر دفعہ کی کوشش کے بعد بھی جب اسکا ہر اندازہ غلط ثابت ہوتا تو وہ پہلے سے زیادہ فرسٹریشن کا شکار ہو جاتا۔ اسکا سارا جسم اس ٹھنڈ میں بھی پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔ دل بے طرح دھڑک رہا تھا اور وہ یخ ہاتھوں کے ساتھ کوڈ لگاتا جا رہا تھا۔ جب کوئی بھی لفظ اس سیف کا دروازہ کھولنے میں ناکام رہا تو وہ پیچھے ہو گیا۔ گھٹنوں کے بل جھکا اب وہ خود کو پرسکون کر رہا تھا۔ ساتھ ہی پینٹ کی جیب کو چھو کر پستول کی موجودگی کو یقینی بنایا۔۔ اسے رمیز جیسے شخص پر رتی بھر بھی بھروسہ نہیں تھا۔ کچھ دماغ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پر سکون کر کے وہ پھر سے سیدھا ہوا۔۔ایک کوڑا اسکے دماغ میں اگلے ہی پل کسی کوندے کی مانند لپکا تھا۔اس نے سفید لبوں پر زبان پھیری تو پسینے کے کئی نمکین قطرے زبان میں گھلے۔۔اب وہ محتاط چہرہ لیے لفظ لکھ رہا تھا۔۔

MUBEEN

اگلے ہی پل سیف کلک کی آواز کے ساتھ کھل گیا تھا۔اسے لمحے بھر کو حیرت بھی ہوئی۔جب وہ اپنے باپ سے اتنی انسیت رکھتا تھا تو اس نے اسے مارا ہی کیوں تھا۔وہ پسینے سے تر ہاتھ لیے سیف میں موجود تمام کاغذات باہر نکال کر دیکھ رہا تھا۔

اسی پل داخلی دروازے سے رمیز اپنے ملازم شاہی کے ساتھ داخل ہوا۔اسکا چہرہ حد درجہ سفاک محسوس ہو رہا تھا۔۔اس نے آگے بڑھ کر داخلی دروازہ پار کیا تو شائستہ نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔وہ جو ملازم سے دروازہ کھلوا رہی تھی۔۔ٹھٹک کر ریلنگ تک چلی آئی۔رمیز اسے نارمل نہیں لگ رہا تھا۔۔احمد کو رپورٹس مل گئی تھیں۔۔وہ انہیں ہاتھ میں لیے جیسے ہی پیچھے ہوا تو اسٹڈی کا بھاری دروازہ عجیب سی آواز کے ساتھ کھلا۔۔اسکے ہاتھ میں موجود رپورٹس لمحے بھر کو ہوا سے لہرائی تھیں اور وہ اپنی جگہ ہی جم گیا تھا۔اس نے پلٹ کر دیکھنا مناسب نہ سمجھا۔۔وہ جیسے دن کی روشنی میں دھر لیا گیا تھا۔رمیز اب شاہی کے ساتھ پیچھے ایستادہ تھا۔۔وہ پلٹا۔۔پھر رمیز کی جانب دیکھا۔۔رمیز کی نگاہوں میں اسے جیسے کوئی زخم سا محسوس ہوا تھا۔وہ اسکے پشت دکھانے پر زخمی لگ رہا تھا۔کہیں کوئی جنبش جیسے باقی نہیں رہی تھی۔فضا میں گردش کرتی ہر شے رک سی گئی تھی۔وہ دونوں بنا کسی حرکت کے ایک دوسرے کو تک رہے تھے۔

اسی پہر دوسری جانب لاؤنج میں براجمان حرم نے ہاتھ میں تھاما چاندی کی تتلی والا نیکلیس نگاہوں کے سامنے کیا تھا۔یہ نازنین کا تھا اور وہ اسے واپس بھی کرنا چاہتا تھا لیکن جانے کیا سوچ کر وہ ہمیشہ رک جایا کرتا تھا۔لاؤنج سنسان

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھا اور سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔ وہ بھی لباس تبدیل کیے لاؤنج میں خاموشی سے آ بیٹھا تھا۔ اسکے ہاتھ میں موبائل تھا اور وہ اس میں موجود اس پہیلی کو بار بار پڑھ رہا تھا۔

"تین دروازں کے پار۔۔ دیوارِ گریہ تلے۔۔ مقید ہے۔۔ تمہارا خزانہ۔۔ "

"تین دروازوں کے پار۔۔ "

"دیوارِ گریہ۔۔ "

"دیوارِ گریہ۔۔" زیرِ لب دہراتا وہ بری طرح چونک کر سیدھا ہوا تھا۔ دماغ میں بے ساختہ ہی جھماکہ سا ہوا تھا۔ ڈیوڈ اسٹار۔۔ یہودیوں کے مذہب کی ایک واضح نشانی۔۔ اور دیوارِ گریہ۔۔ ڈیوڈ اسٹار سے جڑی ہوئی تھی۔ کیونکہ یہ یہودیوں کی ایک ایسی دیوار تھی جس سے لگ کر وہ گریہ وزاری کیا کرتے تھے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگا کرتے تھے۔ یقیناً وہ دیوار اس چرچ کے اندر ہو گی۔۔ لیکن اس چرچ کا دروازہ مقفل تھا۔ وہ اگلے ہی پل اٹھ کر وجدان کے کمرے کی جانب بھاگا تھا۔ پھر اندر داخل ہو کر اسکے اسٹڈی ٹیبل پر دھریں جاوید کی ڈائریاں اوپر تلے کھول کر دیکھیں۔۔ ہر پرچے کو بغور پڑھا لیکن وہاں کچھ بھی ایسا درج نہیں تھا جو اس دروازے کے کھلنے کی جانب نشاندہی کرتا۔۔ ابھی وہ مایوس ہو کر اسے پرے ڈالنے ہی لگا تھا کہ اس کے گتے پر "١٦ صدی" لکھا دیکھ کر رک سا گیا۔ اس ہندسے اور صدی نے اسے پہلے بھی چونکایا تھا۔۔ اسکے عین نیچے پینسل سے دبا کر ڈیوڈ اسٹار کی مٹی مٹی سی صورت بنائی گئی تھی۔ پہلی دفعہ دیکھنے پر اسے وہ صورت سمجھ نہیں آئی تھی لیکن دوبارہ۔۔ بغور دیکھنے پر اسے وہ ڈیوڈ اسٹار واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ وجدان اپنے بستر پر اٹھ بیٹھا تھا۔۔ پھر لیمپ جلا کر اسے مندی مندی آنکھوں سے دیکھا۔۔

"حرم بھائی آپ۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ جلدی سے اسکی جانب پلٹا تھا۔

"سولہویں صدی کا بنیادی نکتہ کیا ہے، وجدان۔۔؟" سولہوی صدی کے عین نیچے درج وہ مٹامٹا سا اسٹار درمیان سے بالکل ملا ہوا تھا۔۔ اسکا بنیادی نکتہ ہی اس دروازے کی چابی تھا۔ وجدان کو پہلے تو اسکا سوال سمجھ نہیں آیا تھا۔ لیکن پھر وہ سیدھا ہو بیٹھا۔ نگاہ اس کے ہاتھ میں پکڑی ڈائری تک گئی۔۔

"شیکسپیئر۔۔!" اسکے جواب پر وہ ناسمجھی سے آگے بڑھ آیا تھا۔

"شیکسپیئر۔۔؟" ناسمجھی سے زیرِلب دہرایا۔ وجدان نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"شیکسپیئر کے بغیر سولہویں صدی مکمل نہیں ہو سکتی۔ انگریزی ادب کے کئی نامور ادیبوں نے شیکسپیئر کو سولہویں صدی کا چمکتا ستارہ کہا تھا۔ وہ ادب کا ایک ایسا ستارہ تھا جس کے گرد تمام ادبی ستارے گردش کرتے رہے ہیں اور آج تک کر رہے ہیں۔" اسکے آس پاس ساری دنیا جیسے ساکت ہو گئی تھی۔ وجدان نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے ہاتھ سے ڈائری لے لی تھی۔ پھر اسے کھول کر اسکے پرچے الٹنے لگا۔۔ ایک جگہ ٹھہر کر اس نے سر اٹھایا تھا۔

"میں یہ پہیلی سالو کر چکا ہوں۔ اس ڈائری کے سولہویں ورق پر دادا نے شیکسپیئر کے مشہور ڈرامے ہیملیٹ کا کوٹ لکھا ہوا ہے۔۔ (Foul Deeds Will Rise) یہ چاروں الفاظ کسی دروازے کا قفل ثابت نہیں ہو سکتے اسی لیے۔۔ ان کے بنیادی لفظ کو بطورِ سمبل لیا گیا ہے۔۔"

"اور وہ بنیادی لفظ کیا ہے۔۔؟" اسکی آواز جیسے کسی کھائی سے آ رہی تھی۔ وجدان چند پل اسے خاموشی سے دیکھتا رہا اور پھر آہستہ سے بولا۔۔

"Deeds...!"

"اعمال۔۔ان سب کا بنیادی نکتہ ہیں۔دادا کو ایسی پہیلی وضع کرنے کی کیا ضرورت پڑی میں نہیں جانتا لیکن یہ پہیلی لوگوں کے اعمال کے جواب میں وجود میں آئی ہے۔بالکل ویسے ہی۔۔ جیسے ہیملیٹ نے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے کہا تھا کہ جس نے بھی ایسا گھناؤنا عمل کیا ہے وہ ضرور واضح ہو جائے گا۔۔ اس سطر کا مطلب بھی یہی ہے۔۔ کہ ہر برا عمل ضرور واضح ہو جائے گا۔ کوئی برا عمل یا ظلم چھپ نہیں سکتا نہ اسے چھپایا جا سکتا ہے۔" وہ اسکی پوری بات سنے بغیر باہر کی جانب بھاگا تھا۔ گاڑی کے ٹائیرز چرچرائے اور وہ اگلے ہی پل گاڑی نکال لے گیا۔ اندھیرے راستوں پر اسکی گاڑی بہت تیزی سے دوڑ رہی تھی۔۔

پیچھے وہ اب تک احمد کے سامنے ایستادہ تھا۔احمد کا ہاتھ بے ساختہ ہی اپنی جیب میں اڑسی پستول تک گیا تو رمیز نے اسکے ہاتھ کی حرکت کو بغور دیکھا۔۔

"تم میرے بہترین ملازم تھے۔ تم سے ایسے دھوکے کی توقع نہیں تھی مجھے،احمد۔۔!"وہ بولا تو آواز جیسے برف سی محسوس ہوئی۔احمد نے تھوک نگل کر اسے دیکھا تھا۔۔

"میرا بیٹا۔۔ "

"اولاد کسے عزیز نہیں ہوتی۔ جس راستے پر ہم گامزن ہیں وہاں اولاد کو بھی نہیں دیکھا جاتا۔میں نے بھی اپنی اولادوں کو۔۔اپنی آنکھوں کے سامنے خود سے دور جاتا دیکھا ہے۔۔ لیکن میں مضبوط رہا۔۔میں نے اپنے لائحہ عمل سے نگاہ نہیں پھیری کیونکہ میں خدا تھا۔۔اور خدا تو تنہا رہ جاتے ہیں۔"اسکی آواز میں جیسے زخم سا ابھرا تھا۔ اسٹڈی میں سیاہی سی گھلنے لگی۔ پچھلے قتل جیسے زندہ ہو گئے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم میرے خلاف ہی۔۔ محاذ کھڑا کر رہے تھے۔۔ تم مجھے گرانے کے لیے اپنی جگہ بھول گ ئے۔۔ تم کمزور ہو گ ئے، احمد۔۔ اولاد نے تمہیں کمزور کر دیا۔۔" وہ آخر میں مسکرایا تھا۔ حرم پیچھے اسی طرح گاڑی تیزی سے دوڑا رہا تھا۔ اسکی نگاہیں سامنے نظر آتے راستے پر جمی تھیں اور وہ جلد از جلد اس چرچ تک پہنچنا چاہتا تھا۔

"اور مجھے کمزور لوگوں کی ضرورت نہیں۔۔" اس سے پہلے کہ احمد اپنی پستول نکال کر اس پر وار کرتا رمیز نے پھرتی سے شاہی کے ہاتھ سے بندوق جھپٹی اور پھر۔۔ سماعت کو بہرا کر دینے والے فائیر کی آواز قصر میں دور دور تک گونج اٹھی۔۔ اس کا ہاتھ اب تک تنا ہوا تھا اور اس نے ایک۔۔ محض ایک گولی ماری تھی احمد کے سر میں۔۔ وہ گولی اسکی پیشانی سے آر پار ہو گئ تھی اور خون کے چھینٹے دور تک اڑے تھے۔۔ احمد کے ہاتھ سے پستول گر پڑی۔۔ رپورٹس پھسل کر نیچے جا گریں۔۔ اور پھر وہ احمد جسے کوئ قتل نہیں کر سکتا تھا۔۔ پورے قد کے ساتھ اسٹڈی میں گر پڑا۔۔ خون ہی خون تھا ہر طرف۔۔ رپورٹس احمد کے خون سے سرخ ہوتی جا رہی تھیں۔ رمیز نے اپنا تنا ہاتھ نیچے کر لیا تھا اور اسکا چہرہ جیسے مردہ محسوس ہو رہا تھا۔ شاہی سانس روکے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔۔ اسی پل شائستہ اسٹڈی کے دروازے میں نمودار ہوئ۔۔ وہ فائیر کی آواز سن کر یہاں آئ تھی۔۔ اور پھر سامنے گرے احمد کو دیکھ کر اسکا اوپر کا سانس اوپر۔۔ اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔ چہرہ خوف سے لٹھے کی مانند اگلے ہی پل سفید ہو چکا تھا۔ رمیز نے پلٹ کر ایک نظر شاہی کو دیکھا اور پھر وہ چونک سا گیا۔۔ شائستہ کے عین پیچھے ایہا کھڑی تھی اور وہ پھیلی آنکھیں لیے احمد کے گرے وجود کو تک رہی تھی۔ وہ بھی شاید فائیر کی آواز سن کر بھاگی چلی آئ تھی۔۔ اس نے رُخ واپس پھیر لیا۔۔ پھر پستول شاہی کے ہاتھ میں دے دیا۔

"اس سب کو سمیٹو اور اسکی لاش کو کسی ہوٹل کے پارکنگ ایریا میں پھینک آؤ۔۔ اگلے گھنٹوں تک کام ہو جانا چاہیئے۔ اسکے بیٹے کو کال کر کے اطلاع دو اور اسے احمد کی موت پر ذمہ دار قرار دو۔۔ باپ کے کئ

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سالوں تک غائب رہنے پر بیٹے نے طیش میں آکر اسے قتل کر دیا۔۔ یہ نیوز کل کی ہیڈ لائنز کے لیے بالکل درست رہے گی۔۔"ٹھنڈی آواز کے ساتھ کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا۔شائستہ ،ایبہا اور شاہی اب تک ساکت تھے۔

حرم چرچ کے زینوں پر کھڑا تھا۔پھر آگے بڑھ آیا۔۔کپکپاتے ہاتھوں سے دروازے کے قفل پر ہاتھ پھیرا۔۔اور پھر اس نے پہلا حرف لکھا۔۔

"D"

احمد کی لاش شاہی لیے آگے بڑھ رہا تھا۔۔حرم نے دوسرا حرف لکھا۔۔

"E"

شاہی اب احمد کی لاش کو پارکنگ کے سنسان حصے میں پھینک رہا تھا۔حرم نے تیسرا حرف لکھا۔۔

"E"

زاویار اب سفید چہرہ لیے پارکنگ کا وہ حصہ تلاش کر رہا تھا۔اسے کسی نے احمد کے قتل کی اطلاع دی تھی۔

وہ پاگلوں کی طرح ہر طرف اسے ڈھونڈ رہا تھا۔۔حرم نے چوتھا حرف لکھا۔۔

"D"

زاویار کو ایک جانب کچھ اوندھے منہ پڑا دکھائی دیا تو وہ اپنی جگہ ٹھہر سا گیا۔اب وہ آگے بڑھ آیا تھا اور پھر اگلے ہی پل ٹھہر بھی گیا تھا۔اسکے جوتے خون میں لت پت ہو گئے تھے۔۔ حرم نے آخری حرف لکھا اور پھر چند پل سانس روکے کھڑا رہا۔۔ دروازہ اگلے ہی پل کلک کی آواز کے درمیان سے جُدا ہو گیا تھا۔ وہ دم سادھے کھڑا رہا اور پھر اندر داخل ہوا۔۔ زاویار اب احمد کے پاس آبیٹھا تھا۔پھر اسکا وجود سیدھا کیا۔۔ حرم اندر داخل ہوتے ہی ٹھہر گیا تھا۔اسے محسوس ہوا جیسے وہ شیشے پر کھڑا ہو۔اگلے ہی پل اس نے چہرہ جھکا کر دیکھا تو

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ واقعتاً شیشے پر ہی کھڑا تھا۔ شیشے سے نیچے کوئی سیاہ پاتال دکھائی دے رہی تھی۔ وہ کسی بھی لمحے اندر گر سکتا تھا۔ اس نے پلٹ کر دروازے کی جانب دیکھا لیکن وہ بند ہو چکا تھا۔ اسی پل اسکی نگاہ ایک جانب کو اٹھی اور پھر وہ ٹھہر سا گیا۔۔ وہ تین راہداریاں تھیں۔۔ وہ تین دروازے نہیں بلکہ تین راہداریاں تھیں۔ تین دروازوں سے ان راہداریوں کو سمبلائز کیا گیا تھا۔ اگلے ہی پل اسکے سر کے پچھلے حصے میں کوئی بھاری سی شے آ کر بری طرح لگی تو وہ لڑکھڑا کر آگے کو گرا۔۔ اسکے سر کے پچھلے حصے سے خون آنے لگا تھا۔ ابھی وہ پلٹ ہی رہا تھا کہ کسی نے اسے اسی قوت سے وہ بھاری شے کنپٹی پر ماری تو وہ لڑکھڑایا۔۔ ایک پل کو ساری دنیا نگاہوں کے سامنے گھوم گئی تھی اور پھر وہ۔۔ ہوش کھوتا۔۔ اس شیشے کی زمین پر آ گرا تھا۔۔

پیچھے زاویار اب بے تاثر چہرے کے ساتھ احمد کو تک رہا تھا۔ اسکے ہاتھ سرخ خون سے بھر چکے تھے۔ وہ دونوں ہی خون آلودہ ہو چکے تھے۔ اور پہیلیاں سلجھ جائیں تو ان کی ایک بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔

اسے جانے کتنے پہروں بعد ہوش آیا تھا۔ لیکن جب اس نے ہوش میں آتے ہی ہلنا چاہا تو وہ ہل نہیں سکا۔۔ وہ ایک کرسی پر باندھا گیا تھا اور اسکی کنپٹی سے نکلتا خون وہیں جم گیا تھا۔ آنکھیں کچھ روشنی کی عادی ہوئیں تو اس نے سر جھٹک کر ان سے فوکس کرنا چاہا۔۔ وہ اب تک شیشے کی زمین پر موجود تھا۔۔ بندھے ہاتھوں کو مزاحمت سے کھولنے کی کوشش کی تو کسی کی آواز پر ٹھہر سا گیا۔۔ چرچ کی دیواروں سے پلٹ کر آتی سرد سی آواز تھی وہ۔۔

"خوش آمدید میرے بچے۔۔" کسی نے کہا تو اس نے آنکھیں سکیڑ کر اندھیرے میں بغور دیکھنا چاہا۔ وہ سامنے کرسی پر براجمان تھا اور اسکا وجود اندھیرے میں تھا۔ حرم کے سر پر جھولتا بلب اسکی آنکھوں میں چبھ سا رہا تھا۔

"کون ہو تم۔۔؟ "

اس نے بھی اسی سرد آواز سے پوچھا تو وہ شخص آگے کو ہوا۔ اس کا چہرہ اب بھی واضح نہیں تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں اس خزانے کی حفاظت پر مامور ہوں۔۔"اس نے کہا تو مزاحمت کرتے حرم نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔۔وہاں بہت اندھیرا تھا۔۔اسکی مزاحمت رک سی گئی تھی۔۔

"گھوسٹ۔۔؟"اور اسکی ہلکی سی سرگوشی پر سامنے براجمان شخص مسکرایا تھا۔وقت پیچھے کی طرف سفر کرنے لگا۔ جاوید اپنے پراپرٹی کے کاغذات کی حفاظت کے لیے اس شخص کے پاس آئے تھے اور اس نے انکی امانت سنبھالنے کا ذمہ اپنے سر لے لیا تھا۔ پھر جاوید نے ایک پہیلی وضع کی تھی۔۔ اور اس گھوسٹ نے اس پہیلی کی تکمیل کے لیے ہی طالوت کو حکم دیا تھا۔۔حرم کو اسائنمنٹ دینے کا۔۔طالوت اس ایک بندے کا نام نہیں لے سکتا تھا کیونکہ اس پر اس گھوسٹ کی نگاہ ہر لمحے موجود تھی۔وہ حرم کو اس کا نام نہیں بتا سکتا تھا لیکن اس نے حرم کے لیے ایک نقشہ ضرور بنوایا تھا۔اور پھر اسے حرم کی ذہانت پر کوئی شک نہیں تھا۔وہ جانتا تھا کہ وہ اس پہیلی کو سلجھا لے گا۔اس نقشے کے ہاتھ میں آتے ہی۔۔کوئی اسے دیکھ کر بھاگا تھا۔وہ بھی اسی گھوسٹ کا بندہ تھا۔ اس نے بہت کچھ سمجھتے ہوئے چہرہ اٹھا کر اس اندھیرے میں براجمان شخص کی جانب دیکھا تھا۔

"میں اب تک غلط سمجھتا رہا۔مجھے لگا کہ میرے پیچھے احمد کے بندے ہیں۔۔لیکن وہ تو تمہارے چیلے تھے۔۔"اس نے کہا تو گھوسٹ نے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔پھر اس نے اپنے ہاتھ سے دائیں جانب ہاتھ سے اشارہ کیا تو حرم نے اسکے حرکت کرتے ہاتھ کو بغور دیکھا۔۔اگلے ہی پل اب وہ نگاہیں پھیرے ان سنسان راہداریوں کو تک رہا تھا۔

"ان تین راہداریوں کا راستہ ایک ہی سمت میں سفر کرتا ہے۔اسکے پچھلے حصے میں ایک دیوار تلے تمہاری امانت موجود ہے۔۔لیکن پہلے تمہیں کچھ طے کرنا ہے۔"

اس نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا تھا۔وہ شخص آگے کو جھکا تھا لیکن اسکا چہرہ اب بھی سیاہی میں ہی قید تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا تم (Icarus) کی کہانی جانتے ہو۔۔؟ یہ ایک یونانی اسطورہ ہے۔ جس میں اس کے باپ کو کسی گناہ کے تحت خداؤں نے ایک وادی میں قید کر دیا تھا۔ اِیکریس اس شخص کا بیٹا تھا۔ قید سے نکلنے کے لیے اسکے باپ نے پرندوں کے پر جما کرنا شروع کر دیے۔۔ کیونکہ وہاں سے محض۔۔ اڑ کر ہی اپنی رہائی ممکن بنائی جا سکتی تھی۔ ان پروں کو اس شخص نے ویکس سے جوڑ رکھا تھا۔۔ اور اپنے بیٹے کو اس زندان سے نکلنے سے قبل اس نے اسے ایک نصیحت کی تھی۔۔" وہ ٹھہرا تھا۔ چرچ کی پر اسرار طویل اور سیاہ راہداریوں میں اگلے ہی پل جیسے کسی سحر کے زیرِ اثر زرد بتیاں روشن ہو گئی تھیں۔ اس نے چونک کر دائیں جانب دیکھا تھا۔۔

"اس نے اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ اتنی بلندی سے ان پروں کے ساتھ نہ اڑنا۔۔ نہیں تو سورج کی تپش سے مایہ پگھل جائے گا اور تم زمین پر آ گرو گے۔۔ میں بھی تمہیں ایک نصیحت کر رہا ہوں۔۔ اپنے پروں سے اتنی بلندی پر اڑنے کی کوشش نہ کرنا کہ تم۔۔ زمین پر کسی گرے ہوئے فرشتے کی مانند آ گرو۔۔" وہ خاموش ہو گیا تھا۔ حرم نے اپنا چہرہ آہستہ سے اس شخص کی جانب پھیرا تھا۔۔ وہ آگے کو جھکا تو اسکا چہرہ واضح ہو گیا۔ حرم ٹھہر سا گیا تھا۔ راہداریوں میں روشن زرد روشنیاں جیسے ہر شے کی سیاہی میں اضافہ کر رہی تھیں۔

"لیکن کیا تم جانتے ہو کہ۔۔ اِیکریس نے اپنے باپ کی نصیحت یاد نہیں رکھی تھی اور وہ۔۔ اپنے زخمی پروں کے ساتھ۔۔ پوری قوت سے زمین پر آ گرا تھا۔۔۔"

وہ اسے پہچان گیا تھا۔ اس شخص کی شکل بہت جانی پہچانی سی تھی۔۔ بالکل ایسی ہی جیسے وہ آئینہ دیکھ رہا ہو۔۔

٭٭٭٭٭٭

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔ "

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ/گروپ/پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

اسکی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ ہر جانب اندھیرا تھا اور کچھ سجھائی نہ دیتا تھا کہ کس سمت میں اسے لے جایا جارہا تھا۔ اسکے ہاتھ اب تک پیچھے بندھے ہوئے تھے اور رسی کی ساخت سخت ہونے کے باعث اسکی کلائیاں مزاحمت کرنے پر زخمی ہوگئی تھیں۔ وہ جلد پھٹ کر گوشت ابھر آنے کی حد زخمی ہوچکی تھیں اور اسکی جلن ہاتھوں میں اترنے لگی تھی۔ وہ دو لوگوں کے ہمراہ آگے کی جانب ہاتھ سے گھسیٹا جارہا تھا۔ پھر اسے ایک جگہ پر لا کر پھینک دیا گیا تھا۔ آنکھوں پر سیاہ پٹی بندھی ہونے کے باعث کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا کہ وہ کہاں ہے۔ وہ کوئی جگہ تھی جہاں ٹھنڈ کچھ زیادہ ہی محسوس ہورہی تھی۔ ایسے جیسے وہ کوئی سرد خانہ ہو۔ پلٹتے قدموں کی چاپ اور پھر دروازہ بند ہونے کی آواز جیسے کچھ دور سے سنائی دی تھی اسے۔ جو لوگ اسے یہاں تک لے کر آئے تھے وہ اب پلٹ کر جا چکے تھے۔ کم از کم اسے تو یہی لگا تھا۔ اس نے اسی پل ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش کی تو رسی کی سختی سے اب کہ خون بھی بہنے لگا۔ اسے اپنی کلائیوں پر خون کی چپچپاہٹ محسوس ہورہی تھی۔ لیکن وہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔۔ وہ تیزی سے رسی ڈھیلی کرنے کی تگ و دو میں لگتا تھا۔ کوشش کرنے پر اسکا

سانس چڑھ گیا تھا اور وہ مایوسی سے مزاحمت چھوڑ کر گہرے گہرے سانس لینے لگا تھا۔ ٹھنڈ بہت بڑھ گئی تھی۔ اسے اپنے قدم جمتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

کچھ لمحات بعد وہ پھر سے رسی کھولنے کی سعی میں لگتا تھا۔ یکلخت ہی اسکی پشت پیچھے دیوار سے ٹکرائی تو وہ ٹھہر سا گیا۔ وہ دیوار جیسے شیشے کی تھی۔ اس نے اپنی پشت کچھ اور اس پر ٹکائی اور پھر ذراسی جنبش پر اسکی ساخت کو محسوس کرنا چاہا۔ وہ واقعتاً شیشہ ہی تھا۔ رسی اگرچہ ڈھیلی ہو گئی تھی لیکن اتنی نہیں کہ وہ اس سے آزادی حاصل کر لیتا۔۔

دور کیمرے میں وہ گھوسٹ اسے اب تک دیکھ رہا تھا۔ اسکے چہرے پر خاموشی تھی اور انداز میں سکون تھا۔ یہ حرم کی آزمائش تھی جو اس نے خود وضع کی تھی۔ وہ اگر اتنا قابل ہوا کہ یہاں سے کاغذات نکال لے گیا تو وہ واقعی قابلِ قدر ہو گا۔ اسے بس خاموشی سے اسے دیکھنا تھا۔

دوسری جانب حرم نے یہاں بھاگ کر آتے ہوئے وہ چاندی کی تتلی کا نیکلیس اپنی کلائی میں باندھ لیا تھا اور اب وہ اسکے خون سے سرخ سا ہو گیا تھا۔ اسکی مزاحمت جاری تھی۔ قدموں کو جماتی ٹھنڈ، نگاہوں پر بندھی پٹی، کلائیوں میں زخم لگنے کے باعث ہوتی جلن۔۔ وہ بہت سرد رات ثابت ہو رہی تھی اسکے لیے۔ لیکن اس نے اس سے بھی کہیں سرد، کٹھن اور سیاہ راتیں کاٹی تھیں۔ اسکی کوشش جاری تھی اور ہر کوشش پر اسکی تکلیف میں اضافہ ہونے لگا تھا۔

******

اگلی صبح تک وہ احمد کے کفن دفن کا انتظام کر چکا تھا۔ وہ ضرورت سے زیادہ ہی خاموش محسوس ہو رہا تھا اور اسے بغیر دیکھے معلوم تھا کہ احمد کا قتل کس نے کیا ہے۔ وہ اس ایک شخص کے بارے میں غلط ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اسپتال کی راہداری سے روبینہ کو دونوں کندھوں سے تھامے وہ انہیں لیے آگے بڑھ رہا تھا۔ انہیں احمد کا چہرہ بالکل آخری

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دفعہ دکھانے کے لیے۔۔ ایمبولینس میں موجود احمد کے سفید وجود کو دیکھ کر روبینہ جیسے گنگ ہو گئی تھیں۔ ڈاکٹر نے اسے منع بھی کیا تھا کہ ایسی خبر روبینہ کو بتانے سے۔۔ لیکن وہ اتنا سفاک نہیں ہو سکتا تھا کہ انہیں اس آخری دیدار سے بھی محروم رکھتا۔ وہ جس احمد کے لیے ساری زندگی تڑپتی رہی تھیں۔۔ وہ اتنا ظالم نہیں ہو سکتا تھا کہ ان کی اس آخری ملاقات کو حذف کر جاتا۔ روبینہ کی حالت ابتر ہو چکی تھی اور انہیں وہ اب بمشکل اپنے قدموں پر چلاتا واپس لے کر آ رہا تھا۔ اسکے لیے ان کی آہ و بکا بہت کرب ناک تھی۔ وہ ان کی چیخ و پکار کو جیسے اپنے اندر بے حد خاموشی سے اتار رہا تھا۔ روبینہ بیہوش ہو گئی تھیں اور اب انہیں ایمجرجنسی وارڈ میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ سارنگ اسکے ساتھ ہی تھا اور اسکا چہرہ بھی اتنا ہی غمزدہ تھا کہ جتنا کسی دوست کا ہو سکتا تھا۔ وہ اسے تسلی دے رہا تھا لیکن شاید اسے تسلی کی اتنی ضرورت نہیں تھی۔ اسے احمد کی موت کا کوئی افسوس نہیں تھا۔ وہ تو بس اسکے افسوس ناک انجام پر چپ رہ گیا تھا۔

جس انسان کی حفاظت کے لیے اس نے اپنا نام تک تبدیل کر لیا تھا۔ جس کے لیے وہ اپنے گھرانے کو چھوڑ کر آگے بڑھ گیا تھا۔ جس کے لیے اس نے جانے کتنے ہی بے قصور لوگوں کو قتل کیا تھا۔ اسی ایک انسان نے احمد کو محض ایک گولی ایسی ماری تھی کہ وہ اب دوبارہ کبھی اٹھ نہیں سکتا تھا۔ کیا یہ ہوتا ہے انجام۔۔؟ اتنا بھیانک اور خوفناک۔۔!

وہ اسے کفن دے کر بنا کسی جنازے کے دفنا چکا تھا۔ بالکل خاموشی سے۔۔ شاید یہی احمد کی کہانی کا انت تھا۔۔ سیاہ۔۔ خوفزدہ کر دینے والا۔۔ اس سارے عرصے میں اسے ٹی وی دیکھنے کا وقت نہیں مل سکا تھا۔ لیکن دوسری جانب اپنی اسٹڈی میں براجمان سامنے چلتے ٹی وی پر خبریں دیکھتا میز اپنی جگہ پر کھول کر آگے ہو بیٹھا تھا۔ وہ شاہی پر دھاڑ رہا تھا۔ کیونکہ اس نے جلد بازی میں سی سی ٹی وی فوٹیج کو کور اپ کرنے کے بجائے کام بہت بے ڈھنگے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

طریقے سے کیا تھا۔ اسے جو خبر ٹی وی پر چلوانی تھی وہ نہیں چل سکی تھی۔ پولیس کے ہاتھ پارکنگ ایریا کی اصل سی سی ٹی وی فوٹیج لگ چکی تھی۔۔ جس میں زاویار کو قتل کے بعد اندر داخل ہوتے ہوئے واضح طور پر دیکھا گیا تھا۔ وہ چاہ کر بھی اس کا الزام زاویار پر نہیں ڈال سکتا تھا۔ اس نے شاہی سے احمد کے طرز کے کام کی امید لگا کر غلط کیا تھا۔ شاہی یا کوئی بھی اور انسان احمد جیسا کام نہیں کر سکتا تھا اور کہیں اندر وہ بھی جانتا تھا کہ احمد کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا تھا۔ اس نے شاہی کو اپنی نظروں سے دور جانے کا کہا تو وہ جاتے جاتے ٹھہر سا گیا۔۔

"احمد سر کا نام احمد لغاری تھا یا پھر احمد سلطان۔۔؟ کچھ جگہوں پر لغاری ہے اور کچھ جگہوں پر سلطان۔۔" ایک اسی بات نے شاہی کو بے چین کر رکھا تھا۔ رمیز نے اس بیوقوف کی جانب دیکھا تھا۔

"سلطان نام کے ساتھ یہاں رہنا ممکن نہیں تھا۔ وہ جب میرے پاس کام کرنے آیا تو میں نے یہی شرط رکھی تھی کہ تمہیں اپنا سر نیم تبدیل کرنا پڑے گا۔ وہ میرے لیے جیسے دوبارہ پیدا کیا گیا انسان تھا، جس کا اسکے ماضی سے کوئی تعلق نہیں تھا۔۔" اس نے ٹھنڈی آواز کے ساتھ کہہ کر اپنی پشت کرسی سے ٹکائی تو شاہی سمجھ کر سر ہلاتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ وہ اب بے حد خاموش نگاہوں سے زاویار کی چلتی فوٹیج سامنے ٹی وی پر دیکھ رہا تھا۔ اسکی ٹھنڈی آنکھوں میں سرد سا تاثر گہرا ہوتا جا رہا تھا۔

****

کل رات سے حرم غائب تھا۔ سہیل اس سے کئی دفعہ رابطہ جوڑنے کی کوشش کر چکے تھے لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ اسکا نمبر بند جا رہا تھا۔ دوپہر سر پر آن کھڑی ہوئی تھی اور روحیلہ کو حرم کے موجود نہ ہونے کی فکر کھائے جا رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ اسکے دوستوں سے فون کر کے کیوں نہیں پوچھ رہے، سہیل۔۔؟ اتنی لاپرواہی کا مظاہرہ تو اس نے کبھی نہیں کیا۔۔"

کمرے میں دائیں سے بائیں ٹہلتے سہیل کو انہوں نے دسویں دفعہ باور کروایا تو وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئے۔ اسکا ایک ہی دوست تھا سارنگ جس سے وہ معلوم کر چکے تھے۔ سارنگ کو اسکے بارے میں کچھ پتہ نہیں تھا۔ وہ ایجنسی بھی فون کر کے پوچھ چکے تھے لیکن جواب ندارد۔۔ اگر وہ ان جگہوں پر نہیں تھا تو پھر آخر وہ گیا کہاں تھا۔۔؟ کہیں اندر سہیل آہستگی سے پریشان ہوتے جا رہے تھے۔ وہ حرم اور رمیز کے درمیان چلتی چپقلش سے بے خبر نہیں تھے۔ شاید یہی بات اندر ہی اندر انہیں اب کھا رہی تھی۔ لیکن اسکا ذکر روحیلہ سے کرنا سراسر بیوقوفی تھی۔

"شام تک آجائے گا۔ تم پریشان مت ہو۔ بارات ہے شام کو اسکی تیاریوں پر توجہ دو۔۔"

"اگر وہ شام تک بھی نہیں آیا تو کیا ہم اسکے بغیر عدیل کی بارات لے جائیں گے؟" وہ پھیلی آنکھیں لیے پوچھ رہی تھیں۔ سہیل نے گہرا سانس بھر کر انہیں دیکھا۔

"ظاہر ہے۔ ہم پہلے ہی اسکی وجہ سے مہندی کی تقریب آگے کر چکے ہیں۔ مزید ہم فنکشنز ڈلے کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ اسے آنا ہو گا تو آجائے گا نہیں تو بارات اسکی نہیں، عدیل کی ہے۔" ان کے جواب پر روحیلہ نے اپنی آنکھیں کچھ اور پھیلائی تھیں۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ کسی مصیبت میں پھنس گیا ہو۔ آپکو ہر وقت اسے شک کی نگاہ سے دیکھنا کیا ضروری ہے۔۔؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں اس پر شک نہیں کر رہا ہوں، روحیلہ۔ خدا کے لیے میرا دماغ مزید مت خراب کرو۔۔ میں کوشش کر رہا ہوں اس سے رابطہ کرنے کی۔" وہ بیڈ پر آ کر بیٹھے تو روحیلہ بوجھل دل کے ساتھ اٹھ کر کمرے سے باہر چلی آئیں۔ کمرے کے باہر کان لگائے ثانیہ کھڑی تھی اور وہ اندر ہوتی گفتگو بھی سن چکی تھی۔

"بھائی۔۔ کہاں ہیں، مام؟ "

"مجھے نہیں پتا تمہارا بھائی کہاں ہے۔" وہ مزید بات نہیں کرنا چاہتی تھیں اسی لیے آگے بڑھ گئیں۔ ثانی چند پل پریشانی سے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتی رہی پھر اپنے کمرے کی جانب بڑھ آئی۔ گھر مہمانوں سے بھرا تھا اور یقیناً وہ ان سب کو یہ بات نہیں بتا سکتی تھی۔ اس نے دروازہ وا کیا اور پھر چپ چاپ سی آگے بڑھ آئی۔ بیڈ پر بیٹھی ہی تھی کہ اپالو اس کے قدموں میں لوٹنے لگا۔ وہ اب جھک کر اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھا رہی تھی۔ اسی پہر اسکا دروازہ بجا تو اس نے چونک کر ادھر دیکھا۔۔ وہاں وجدان کھڑا تھا۔ جینز اور بٹن شرٹ پر سوئٹر پہنے۔ نظر کا چشمہ آنکھوں پر لگائے، کتاب ہاتھ میں تھامے۔۔

"تمہیں کیا ہوا۔۔؟" وہ کمرے میں چلا آیا تھا۔ پھر چہرہ جھکا کر اسے دیکھا۔ شاید وہ اسے کتاب میں موجود کچھ اہم معلومات فراہم کرنے آیا تھا لیکن اسکا اترا چہرہ دیکھ کر وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔ ثانیہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"بھائی پتا نہیں کہاں چلے گئے ہیں؟" وہ اب چہرہ جھکائے اپالو کے بالوں کو سہلاتی کہہ رہی تھی۔

"کونسے بھائی؟؟ "

"حرم بھائی۔۔" اسکے جواب پر وہ اسکے ساتھ آ بیٹھا تھا۔ پھر کتاب ایک جانب رکھی۔۔ اسے بغور دیکھا۔

"حرم بھائی کہاں جا سکتے ہیں۔ یہیں ہونگے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ نہیں ہیں یہاں۔ڈیڈ انہیں صبح سے فون کر رہے ہیں لیکن ان کا نمبر بند جا رہا ہے۔ "

"تو کیا ہو گیا۔۔؟ ہو سکتا ہے بیٹری ڈیڈ ہو گئ ہو۔ فون بند ہو گیا ہو۔۔وہ کسی ایسی جگہ پر ہوں جہاں سگنلز کا مسئلہ ہو۔ یا ان کے ساتھ کوئی حادثہ ہو گیا ہو۔وہ خود رابطہ کر لیں گے۔وہ بچے نہیں ہیں۔۔"اس نے لمحے میں جیسے اسکے مسئلے کو چٹکی بجاتے ہوئے حل کیا تھا۔

"تم نہیں سمجھ رہے۔۔"اس نے اسکی باتیں اگلے ہی پل رد کر دی تھیں۔

"میں کیا نہیں سمجھ رہا۔۔؟ "

"بھائی اور ڈیڈ کے درمیان بزنس ایشوز چل رہے ہیں۔ہو سکتا ہے کہ بھائی، ڈیڈ سے ناراض ہو کر چلے گئے ہوں۔"

وجدان اسے حیرت سے منہ اٹھائے دیکھنے لگا تھا۔ پھر ہنس دیا۔

"وہ ٹین ایجر نہیں ہیں کہ ناراض ہو کر گھر چھوڑ جائیں گے۔وہ حرم بھائی ہیں۔۔انہیں کوئی مسئلہ ہو گا تو وہ اسے حل کریں گے۔۔نہ کہ یوں بھاگ جائیں گے۔اور جہاں تک میں انہیں جانتا ہوں وہ جذبات میں آکر گھر چھوڑنے والے انسان ہر گز نہیں ہیں اسی لیے تم ریلیکس ہو جاؤ۔۔"ثانیہ کو اسکی وضاحت نے ذرا متاثر نہیں کیا تھا۔وہ شاید اس نہج پر سوچنا ہی نہیں چاہتی تھی۔بھائی گھر چھوڑ کر گئے تھے تو ڈیڈ کی وجہ سے ہی گئے ہونگے۔ یہ وجدان کیا فضول باتیں کر رہا تھا۔

"تم لڑکیاں اتنی ڈرامٹک اور ایموشنل کیوں ہوتی ہو۔۔؟ کیا ہر واقعے کو جذبات کی عینک لگا کر دیکھنا ضروری ہے۔۔؟ غیر جانبداری اور ریشنل ہو کر کیوں نہیں سوچ سکتی تم لڑکیاں۔۔؟"وہ واقعتاً جاننا چاہتا تھا۔ثانیہ نے اسے آنکھیں سکیڑ کر خفگی سے دیکھا تھا۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

۔اپالو اسکے ہاتھوں سے اتر کر باہر بھاگ گیا تھا۔

"میں تمہاری عینک توڑ دو نگی۔۔ "

"دیکھو۔۔ دیکھو۔۔ مجھے کسی منطقی جواب سے قائل کرنے کے بجائے تم وائلنس پر اتر رہی ہو۔ کیا سب لڑکیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔۔؟ ایک پھپھو ہیں تو انہیں جذبات میں آکر لوگوں کو چانٹے لگانے سے فرصت نہیں اور ایک تم ہو۔۔ کہ ہر بات کو اپنا ہی رنگ دے دیتی ہو۔۔"

"وجدان انصاری۔۔!" ثانیہ سے مزید اسکی تیزی سے چلتی زبان کو سہارنا مشکل ہونے لگا تھا۔

"مان لو کہ لڑکیاں جذباتی ہوتی ہیں۔۔ "

"میں اب واقعی تمہاری عینک توڑ دو نگی تا کہ تم اگلے کئی دنوں تک اپنی منحوس کتابوں کو ہاتھ نہیں لگا سکو۔ میں نے دیکھا ہے کہ ذہین لڑکے اکثر اندھے ہوتے ہیں۔۔" اس نے آخر میں مسکرا کر اسکے عینک پر چوٹ کی تو وجی کی آنکھوں میں حیرت ابھری۔۔

"اندھے۔۔؟ مادام۔۔ ہمیں دنیا دکھتی ہے بس تھوڑی دھندلی دکھتی ہے۔ ہمارے چشمے کے پیچھے موجود آنکھیں زندگیاں مفلوج کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔۔" ذہین سی پر اعتماد آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو ثانیہ نے بمشکل گہرا سانس لیا۔

"مجھے اپنی زندگی مفلوج نہیں کروانی اسی لیے یہاں سے چلے جاؤ۔۔ "

"تم کیا جانو کہ ہماری دھندلی آنکھیں کتنی اہم ہوتی ہیں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تمہیں اس معاملے میں جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں۔ مجھے پتا ہے تم اندھے ہو۔۔" وہ اب اسے چڑا رہی تھی اور وہ تو منہ کھولے دیکھ رہا تھا اسے۔۔

"میں اندھا نہیں ہوں۔۔ "

"اوہ۔۔ تم لڑکے اتنے ڈرامٹک اور ایموشنل کیوں ہوتے ہو۔۔؟ سیدھے سے مجھے قائل کیوں نہیں کر لیتے اس معاملے میں۔۔ "

"تم مجھے اندھا کہو گی تو میں کیسے قائل کرونگا تمہیں۔۔" خفا ہو کر پوچھا تھا۔ ساتھ ہاتھ بھی باندھ لیے تھے۔۔ ثانیہ کو اسے دیکھ کر بے ساختہ ہی ہنسی آئی تھی۔

"دیکھا۔۔ ہم جس چیز کے بارے میں حساس ہوتے ہیں، اسکے بارے میں ریشنل ہونا یا غیر جذباتی ہونا ہمارے لیے بہت مشکل ہوتا ہے۔ میں بھائی کے لیے حساس ہوں اسی لیے مجھے ان کے بارے میں غیر جانبدار خیالات نہیں آتے۔ میں ہمیشہ ڈر جاتی ہوں کہ کہیں انہیں کچھ ہو نہ گیا ہو۔ کہیں وہ ہم گھر والوں سے کسی بات پر ناراض نہ ہو گئے ہوں۔۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ حرم بھائی دل میں بغض رکھتے ہیں۔ وہ آسانی سے کچھ نہیں بھولتے۔۔ وہ ہر ہر بات یاد رکھتے ہیں اور ایسے لمحے سے کبھی نہیں چُوکتے جہاں انہیں وہ پچھلی بات استعمال کرنے نہ آتی ہو۔ میں حیران ہوں۔۔ کہ کیا سارے شوٹرز۔۔ ایسے ہی ہوتے ہیں؟" وہ اسے دیکھتی پوچھ رہی تھی۔ وجدان نے متعجب سے ابرو اونچے کیے تھے۔

"کیا تم۔۔ جانتی ہو کہ وہ شوٹر ہیں۔۔؟" اسے لگا تھا کہ اس حقیقت سے محض چند ہی لوگ واقف تھے۔ ثانیہ نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"گھر میں صرف میں اور ڈیڈ جانتے ہیں اس بارے میں۔ مام اور بڑے بھائی نہیں جانتے۔۔ شاید وہ کبھی اس بات پر یقین ہی نہیں کرسکتے کہ حرم بھائی بندوق جیسی کسی چیز کو استعمال بھی کرسکتے ہیں۔۔" اسکے جواب پر وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری تھی۔

"ایجنسی میں خاصے مشہور ہیں وہ اپنی شوٹنگ اسکلز کی وجہ سے۔۔ "

"جانتی ہوں۔۔ وہ ہر وقت خود کی خود ہی تعریف کرتے رہتے ہیں۔۔" اسکی بات پر وجدان نے سر تائیدی انداز میں ہلایا تھا۔ اسے حرم کا خود پسند ہونا معلوم تھا۔ کوئی اگر آپکی تعریف نہ کرے تو آپ خود اپنی تعریف کرلیں۔۔ یہ جملہ اس نے ایک بار حرم کے منہ سے سنا تھا۔

"کیا تم ان کے دوست۔۔ زاویار سلطان کو جانتی ہو۔۔؟" ثانیہ نے ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔۔ پھر کچھ یاد آنے پر جلدی سے سر ہلایا۔ وہ حیران ہوا تھا۔۔

"ہاں۔۔ "

"کیسے۔۔؟ "

"ڈاکٹر سارنگ کے کلینک میں ملاقات ہوئی تھی ان سے۔۔ خاصے خاموش لگ رہے تھے مجھے تو وہ۔۔" زاویار کا نام سنتے ہی اسکے ہاتھوں میں درد سا ہونے لگا تھا۔ اف۔۔ کتنا ظالم ٹریز تھا وہ۔۔

"خاموش۔۔! وہ نہ ہی بولیں تو بہتر ہے۔ چھوٹے جملوں سے بڑے زخم دیتے ہیں وہ۔۔ "

"تم سے ایسا کیا چُرا لیا کہ تم اتنا خفا ہو رہے ہو۔۔؟" وہ اسکے ردعمل پر حیران ہوئی تھی۔ وجی اگلے ہی پل اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنی عزت افزائی کی تفصیلات میں جانا اسکے لیے کوئی خوشگوار بات نہیں تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"زخم دیتے ہیں یا زخم بھرتے ہیں؟ بعض دفعہ زبانیں کڑوی ہوتی ہیں لیکن ان کا بول، انسان کو اندر کہیں سے مندمل کر رہا ہوتا ہے۔ بعض زبانیں میٹھی ہوتی ہیں لیکن ان کے جملے انسان کو اندر کہیں زہر دے ہوتے ہیں۔ ہم بس ان زبانوں کے دیرپا اثرات جلد نہیں سمجھ پاتے۔ زخم مندمل ہونے کے بعد اور زہر ابھرنے کے بعد ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ ہم کس طرح کے لوگوں کی صحبت میں اب تک رہ رہے تھے۔۔" وہ سر اٹھائے اسے دیکھتی کہہ رہی تھی۔ وہ اسے حیرت سے گردن جھکائے تک رہا تھا۔ پھر ہلکا سا مسکرایا۔۔

"سمجھدار ہو تم۔۔ "

"میں ہمیشہ سے سمجھدار تھی۔۔" دیٹز وی گوا گین۔۔! کیوں بھول جاتا تھا وہ کہ۔۔ ثانی حرم کی بہن تھی۔ اس نے اپنی کتاب اٹھائی اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ ثانیہ اب وارڈراب کے سامنے ایستادہ۔۔ سامنے لٹکے کپڑوں کو تک رہی تھی۔۔

****

نازنین رات بھر تو ثانیہ کے کمرے میں موجود رہی لیکن پھر صبح ہوتے ہی وہ صوفیہ کے کمرے میں چلی آئی تھی۔ رات بھر جاگنے کے باعث اسکا سر بری طرح دکھ رہا تھا اور آنکھیں متورم محسوس ہو رہی تھیں۔ ناک سرخ پڑ رہی تھی اور بال بکھرے ہوئے تھے۔۔ اسکی حالت حد درجہ عجیب ہو رہی تھی۔ ابھی بھی وہ صوفیہ کے بستر پر کروٹ لیے لیٹی ہوئی تھی۔ کمرے میں دروازہ کھول کر کوئی داخل ہوا تو اس نے اپنا رُخ اس جانب پھیرا۔۔ صوفیہ اب الماری کے سامنے کھڑیں کچھ اسکے اندر رکھ رہی تھیں۔ نازنین انکی پشت کو خالی نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ وہ پلٹیں تو اسے اپنی جانب دیکھتا پا کر رک سی گئیں۔ پھر یکلخت ہی سرد تاثرات لیے چہرہ پھیر کر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جونہی باہر جانے لگیں تو اس نے انہیں آواز دے کر روک لیا۔۔اسکی آواز رونے کے باعث بیٹھی ہوئی تھی اور حلق جیسے اندر تک زخمی چکا تھا۔وہ ٹھہر گئی تھیں۔۔اسے پلٹ کر دیکھا۔۔

"کیا آپ مجھ سے اب تک ناراض ہیں، امی۔۔؟" اسکی آنکھیں جانے کیوں بھیگ رہی تھیں۔صوفیہ نے اسکی ایسی حالت دیکھی تو دل پگھل سا گیا۔وہ اگلے ہی پل خاموش چہرہ لیے آگے چلی آئی تھیں۔

"کوئی فرق پڑتا ہے تمہیں میری ناراضگی سے۔۔؟" انہوں نے چہرہ جھکا کر آہستہ سے پوچھا تو اس نے آنسو بمشکل قابو کر کے سر اثبات میں ہلایا۔وہ ابھی بس ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹنا چاہتی تھی۔

"ایم سوری، امی۔۔" ایک آنسو ٹوٹ کر تکیے میں جذب ہوا تھا اور آواز بھرّا گئی تھی۔صوفیہ نے نا سمجھی سے اسکے چہرے کو دیکھا۔وہ ان کے سامنے کبھی کمزور نہیں پڑتی تھی۔وہ آہستہ سے اسکے سرہانے آ بیٹھیں تو نازنین نے اپنا سر ان کی گود میں رکھ دیا۔صوفیہ نے اسکے بالوں کو سہلایا تھا۔

"کس بات کی معافی مانگ رہی ہو۔۔؟" انہوں نے تھکے چہرے کے ساتھ پوچھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے۔صوفیہ کی گود نم ہونے لگی تھی۔

"پیدا ہونے کے لیے۔۔" اسکی کمزور سی بھیگی آواز ابھری تھی۔صوفیہ کی آنکھوں میں نمی سی پگھلنے لگی تھی۔وہ جھکیں اور پھر اسکے ماتھے پر پیار کر کے سیدھی ہوئیں۔

"بری بات ہے۔۔ایسے نہیں کہتے۔۔اللہ ناراض ہوتا ہے۔۔ "

"میں آپکی اور بابا کی زندگی میں آنے پر بہت معافی چاہتی ہوں، امی۔میں ہمارے پورے خاندان کے لیے ہمیشہ تکلیف کا باعث بنی ہوں۔میں نے آپ لوگوں سے آپ کی چھت چھین لی۔میں نے سب کچھ تباہ کر دیا ہے۔میں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کرسڈ ہوں امی۔۔ میں کرسڈ چائلڈ تھی۔۔ آپکو مجھے پیدا ہوتے ہی مار دینا چاہیے تھا۔۔" آخر میں اسکی آواز جیسے تنفر سے زخمی ہو گئی تھی۔ اسے اپنے آپ سے جتنی نفرت اس سمے ہوئی تھی۔۔ شاید ہی پہلے کبھی ہوئی ہو۔ صوفیہ کا دل اسکی بات پر کانپ سا گیا تھا۔

"کیوں کر رہی ہو ایسی باتیں۔۔؟ تم میرے بہت پیاری بیٹی ہو۔۔ "

"میں آپکی بدنصیب بیٹی ہوں، امی۔۔ "

"اللہ نہ کرے کہ تم بدنصیب ہو۔ اللہ تمہیں تمہارے نصیب کی خوشیاں دکھائے۔ میری دعائیں رائیگاں نہیں جاسکتیں۔" لیکن وہ ویران ہوتی جارہی تھی۔ اسکے وجود میں اتنی ویرانی اتر گئی تھی کہ اسکی آنکھیں خشک ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔ رمیز کے انکشاف نے اسکے اندر موجود اس آخری طاقت کو بھی ختم کر دیا تھا۔ وہ کھوکھلی ہو گئی تھی۔ لیکن ستم تو یہ تھا کہ وہ کسی سے بھی اس بارے میں بات نہیں کر سکتی تھی۔ اسکا دل بوجھ سے پھٹنے کو تھا لیکن وہ کسی سے نہیں کہہ سکتی تھی۔۔ وہ چیخنا چاہتی تھی۔۔ اپنی پوری قوت کے ساتھ چلانا چاہتی تھی۔۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ قدرت نے اس سے چلانے تک کا حق چھین لیا تھا۔

"کچھ کھایا ہے تم نے۔۔؟ "

"بھوک نہیں۔۔ "

"ادھر لیٹو۔۔ کیسے بھوک نہیں تمہیں۔ میں کھانا لے کر آتی ہوں تمہارے لیے۔ دیکھو تو ذرا کس قدر کمزور ہوتی جارہی ہو تم۔ ہڈیاں ابھر آئی ہیں تمہاری گردن کے آس پاس۔۔ آنکھوں کے نیچے حلقے گہرے ہو رہے ہیں۔۔"

وہ اٹھنے لگیں تو اس نے انہیں ہاتھ سے تھام کر روک لیا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بہت برا لگے گا کسی اور کے گھر میں ایسے کمرے میں کھانا۔ پلیز امی مجھے نہیں کھانا۔۔ "

"لو۔۔ روحیلہ صبح سے پوچھ رہی ہیں تمہارا کہ کہاں ہے نازنین۔ ادھر تمہارے دل میں پلتی چپقلش ہی ختم نہیں ہو رہی۔ میں لے کر آتی ہوں کھانا۔۔ یہ غیروں کا نہیں تمہاری پھپھو کا گھر ہے پاگل لڑکی۔۔ "انہوں نے خفگی سے کہہ کر اسے دیکھا تھا۔ پھر باہر کی جانب بڑھ گئیں۔ وہ بستر پر اٹھ بیٹھی تھی۔۔ کچھ پل بعد روحیلہ اسکے کمرے میں چلی آئیں تو وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی۔

"کہاں چلی گئیں تھیں تم مہندی کے آدھے فنکشن سے۔۔؟ طبیعت ٹھیک نہیں ہے کیا۔۔؟" وہ پاس آکر اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھے یوں پوچھ رہی تھیں گویا ان دونوں کے درمیان بہت بہترین رشتہ ہو۔ نازنین نے غیر آرام دہ سی نگاہ ڈالی تھی ان پر۔۔

"مجھے لگا تھا کہ آپ میری شکل تک نہیں دیکھنا چاہیں گی۔۔ "

"وہ کیوں۔۔؟ انور والی بات پر۔۔ بہت اچھا کیا ویسے تم نے اسکی بہن کے ساتھ۔ تم نہیں لگاتی تھپڑ تو میں لگا دیتی۔۔ بہت بکواس کر رہی تھی وہ لڑکی۔۔ "وہ اب اسکے سامنے بیٹھ گئ تھیں۔

"ہم لوگوں نے بوجھ ڈال دیا ہے آپ کے گھر میں آکر۔۔ میں جلد ہی امی اور وجی کو لے کر۔۔ "

"ناشتہ کیا ہے تم نے۔۔؟" انہوں نے آرام سے بات کاٹی تھی اسکی۔ وہ چہرہ اٹھائے انہیں حیران آنکھوں سے دیکھنے لگی تھی۔ پھر آہستہ سے سر نفی میں ہلایا۔۔

"دن چڑھ آیا ہے لیکن تم نے اب تک ناشتہ نہیں کیا۔ ٹھیک کہتی ہیں بھابھی۔۔ بہت ضدی ہو جاوید بھائی کی طرح۔ وہ بھی کھانے پینے کے معاملے میں بہت ضدی تھے۔ بول بول کر وقت پر کھانا کھانے کے لیے کہنا پڑتا تھا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

انہیں۔۔جانتی ہو رات کو اکثر مجھے نیند سے اٹھا کر کھانا گرم کرنے کے لیے کہتے تو میں بہت ناک بھوں چڑھایا کرتی تھی۔۔لیکن وہ میرے اتنے اچھے بھائی تھے کہ میں انہیں انکار نہیں کر پاتی تھی۔"وہ انہیں اداس آنکھوں سے تک رہی تھی۔اسے نہیں پتا تھا کہ وہ ان کی باتوں پر مسکرا بھی رہی ہے۔۔

"پھپھو آپکو مجھے تسلی دینے کی "_

"ناشتہ کرو ٹھیک سے۔۔پھر اٹھ کر باہر آو۔۔عدیل کی بارات لے کر جانی ہے آج۔اور یہ حرم۔۔کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے۔۔؟"آخر میں فکر مندی سے پوچھا تو اس نے ٹھٹک کر ان کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب۔۔؟کیا حرم گھر میں نہیں ہے۔۔؟ "

"کل رات سے غائب ہیں محترم۔فون بھی بند جا رہا ہے۔بس سب خیر ہو۔۔"وہ اٹھ کر باہر کی جانب بڑھیں تو نازنین پیچھے تنہا رہ گئی۔اسکے دل میں پھپھو کے لیے سرد خانہ پگھلنے لگا تھا۔۔بہت آہستگی سے۔۔دوپہر کی خنک دھوپ ہر شے کا احاطہ کیے ہوئے تھی۔ اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون اٹھا کر نگاہوں کے سامنے کیا۔ پھر ہتھیلی سے دونوں رخسار رگڑ کر صاف کیے۔وہ زاویار کو فون کر کے حرم کے بارے میں معلوم کرنا چاہ رہی تھی۔

******

زاویار اپنے کمرے کی دیوار سے پشت ٹکائے بیٹھا تھا۔ کچن سے اٹھا پٹخ کی آوازیں آ رہی تھیں اور سارنگ شاید اسکے کھانے کے لیے کچھ بنا رہا تھا۔ اس نے اسے منع بھی کیا لیکن وہ نہیں مان رہا تھا۔اپارٹمنٹ کے کمرے میں پردے گرے ہوئے تھے اور ہر سو اندھیرا تھا۔ اس نے گرے پردے اٹھانے کی زحمت تک

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نہیں کی تھی۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی احمد کو اپنے ہاتھوں سے دفنا کر آیا تھا۔ روشنی کا سامنہ کرنے کا دل کیسے چاہ سکتا تھا اسکا۔۔؟

دفعتاً اسکا فون بجا تو اس نے ساتھ رکھے فون کی جانب دیکھا۔ پھر ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھالیا۔

"حرم تمہارے ساتھ ہے۔۔؟" نازنین نے جلدی سے سوال کیا تو اس نے گہرا سانس بھرا۔۔

"نہیں۔۔" صبح سے خاموش رہنے کی وجہ سے اسکا گلا عجیب سا ہو رہا تھا۔ نازنین جو اگلا سوال کرنے لگی تھی۔۔ ٹھٹک کر رک سی گئی۔۔

"تم تو ٹھیک ہو ناں۔۔؟ "

"جی۔۔ "

"زاویار۔۔؟ کیا ہوا ہے۔۔؟" اسپیکر سے اسکی فکر مند سی آواز باہر کو گونج رہی تھی۔ اسکا چہرہ خالی تھا۔۔

"احمد کو قتل کر دیا گیا ہے۔۔" بنا کسی تاثر کے کہا تو دوسری جانب نازنین کچھ پل کے لیے بول ہی نہیں سکی۔۔

"تم۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔؟" اسے احمد سے کوئی سروکار نہیں تھا لیکن وہ اسکا باپ تھا۔ کچھ تو محسوس کر رہا ہو گا وہ بھی۔ لیکن زاویار واقعتاً بس اپنے اندر پھیلی خاموشی کو محسوس کر رہا تھا۔ وہ اسکے قتل پر خاموش ہو گیا تھا۔

"مجھے اس سے کبھی لگاؤ نہیں تھا۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ "

"کہاں ہو تم ابھی۔۔؟" لیکن وہ پریشان ہو چکی تھی۔

"گھر پر ہوں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کچھ کھایا ہے تم نے۔۔؟ "

"نہیں۔۔ "

"کدھر ہو تم۔۔مجھے ایڈریس بھیجو۔۔ "

"اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے، میڈم۔۔ "

"زاویار۔۔!تم نہیں بتاؤ گے تو میں سارنگ سے پوچھ لونگی۔۔"اور اس نے مجبوراً اسے گھر کا پتہ بتا دیا تھا۔ پھر فون اپنے ساتھ رکھ لیا۔۔وہ اسکے گھر آرہی تھی۔ اسکا رُخ اب تک سامنے موجود دیوار کی جانب ہی تھا۔ اسی پل کمرے میں داخل ہوتے سارنگ نے اس پر نگاہ ڈالی اور پھر ہاتھ مار کر کمرے کی بتیاں روشن کیں۔

"کھانا تیار ہے۔۔ "

"نازنین آرہی ہیں۔۔"اس نے جیسے اسے اطلاع دی تھی۔ سارنگ نے نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔

"یہاں؟ کیوں؟ "

"وہ میرے لیے پریشان ہیں۔۔" آہستہ سے کہا تو سارنگ نے گہرا سانس لیا۔ پھر وہ آگے بڑھ کر بیڈ پر آبیٹھا۔ اسکی جانب گردن موڑے دیکھنے لگا۔ وہ چند لمحے اسے یونہی دیکھتا رہا تھا۔ پھر چہرہ سامنے کی جانب پھیرے۔۔ مدھم آواز میں کہنے لگا۔

" کبھی تم دونوں کی اتنی دوستی تھی کہ میں خوفزدہ ہو جایا کرتا تھا۔ کبھی تم دونوں ایسے دشمن ثابت ہوئے کہ میں راتوں کو ڈر کر اٹھ جایا کرتا تھا۔ کبھی تم نے اسکی اتنی پرواہ کی۔۔ کہ مجھے تمہاری نفرت جھوٹ لگنے لگی۔ کبھی اس نے تمہاری اتنی فکر کی۔۔ کہ مجھے تم دونوں کے درمیان پھیلے تنفر پر شک سا ہونے لگا۔ کبھی تم اسکی محبت

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بچانے میں ناکام ثابت ہوئے اور کبھی وہ تمہارے سچ کو سمجھ نہیں پایا۔۔ کبھی تم نے اسے دوڑ کے میدان میں مات دی۔۔ کبھی وہ تمہیں فاتح دیکھنے کے لیے جان کر ہار گیا۔۔ کبھی تم دونوں نے ایک دوسرے کی پشت پناہی کی اور کبھی ایک دوسرے کو مار گرانے کے لیے ہر لمحہ سرگرم رہے۔ کبھی تم دونوں ایک سمت میں سفر کرنے لگے اور کبھی تمہاری سمتیں یوں جدا ہوئیں گویا کبھی ایک دوسرے سے آشنا ہی نہ ہوئی ہوں۔۔ کبھی تم دونوں دوسروں پر نشانے رکھتے رہے اور کبھی ایک دوسرے کو ہی نشانہ بنانے لگے۔ اور اب۔۔ تم دونوں۔۔ ایک ہی لڑکی کو چاہنے لگے ہو۔ ایک ایسی لڑکی کو جس کے ارد گرد موت کی سرگوشیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ کیا تم دونوں کبھی نارمل دوست نہیں بن سکتے۔۔؟ کیا اتنی ایب نارمل دوستی رکھنا ضروری ہے۔۔؟"

اسکی وضاحت پر زاویار اسے چند پل دیکھتا رہا تھا اور پھر وہ اس صبح پہلی دفعہ مسکرایا تھا۔ مسکراتے ہوئے اسکا وجیہہ چہرہ کچھ اور پرکشش لگنے لگتا تھا۔

"پاگل ہو تم۔ اتنی آسان دوستی کو تم نے اتنا مشکل بنا دیا۔ ہم دوست بنے۔۔ پھر ہمارے درمیان لڑائی ہوئی۔۔ اب ہم پھر سے دوست بن گئے ہیں۔ بس۔۔ یہ ہوا تھا۔"

سارنگ مسکرا دیا تھا۔ پھر چہرہ اسکی جانب گھمایا۔

"حرم سے رابطہ ہوا تمہارا۔۔؟" وہ دونوں صبح سے ہی اسے فون کر رہے تھے لیکن اسکا نمبر بند جا رہا تھا۔

اس نے نفی میں سر ہلا کر موبائل نگاہوں کے سامنے کیا تھا۔ وہاں پر حرم کی کال کا شائبہ تک نہ تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اسے تو اب تک پتا چل گیا ہو گا۔ وہ آیا کیوں نہیں پھر ابھی تک۔۔ عجیب ہے۔۔" سارنگ خود سے بولتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ کچھ لمحات بعد وہ ان دونوں کے سامنے چھوٹے سے ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی ہوئی تھی۔ سبز رنگ کا لباس زیب تن کیے۔۔ رات سے خاصی سنبھلی ہوئی۔۔

"دیکھیں۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔" زاویار نے کہا تو اس نے سکون کا سانس لیا۔ وہ ایک دم سے بہت پریشان ہو گئی تھی۔

"آپ غیروں کے لیے پریشان تو نہیں ہوتیں اتنا۔۔ "

"شٹ اپ۔۔!" اس نے اچھے بچوں کی طرح اپنا منہ اگلے ہی پل بند کر لیا تھا۔

"میں یہاں موجود تھا اسکی دیکھ بال کے لیے۔ آپکو آنے کی ضرورت نہیں تھی، نازنین۔۔" سارنگ نے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔ اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتی۔۔ زاویار ساتھ بیٹھے سارنگ کو جواب دے چکا تھا۔

"میں اپنا خیال خود رکھ سکتا ہوں "

"صبح سے کچھ کھایا نہیں ہے تم نے۔ کیا ایسے خیال رکھا جاتا ہے اپنا۔۔؟ "

"ایک دو وقت کا کھانا نہ کھانے سے انسان مر تو نہیں جاتا۔۔ "

"اچھا تو تم ایک دو وقت سے زیادہ بھوکا رہ کر مرنے کا لائحہ عمل طے کر رہے ہو۔۔؟" وہ دوبدو بولا تو زاویار نے گہرا سانس لے کر اسے بیزاریت سے دیکھا۔

"جاؤ۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔ کلینک پر تمہارے جانور انتظار کر رہے ہونگے تمہارا۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"ایک اتنابڑاجانور سنبھال تورہاہوں میں۔۔"اسے سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے سارنگ نے تپ کر کہا تو اسکی آنکھیں کھل سی گئیں۔

اس سے پہلے کہ وہ ایک زوردار گھونسا سارنگ کے رخسار پر جڑ دیتا نازنین گہرا سانس لے کر آگے ہو بیٹھی۔

"بس بہت ہو گیا۔بچے ہو تم تینوں ابھی تک۔۔"اسکی ڈانٹ پر وہ دونوں یکدم ہی خاموش ہوئے تھے۔

"جورات کو۔۔رمیز نے کہا۔۔کیاوہ سچ ہے۔۔؟کیا حرم کوواقعی مجھے بچانے کا اسائنمنٹ ملا تھا۔۔؟کیا اس نے میرے بھائی سے۔۔سچ میں وعدہ کیا تھا۔۔؟کیا تم دونوں میرے بابا کی۔۔"ایک پل کو حلق میں جیسے کچھ اٹک سا گیا تھا۔۔"میرے بابا کے قتل سے واقف تھے۔۔؟"وہ ڈھیروں نمی ضبط کیے پوچھ رہی تھی۔زاویار نے بھاری دل کے ساتھ سر ہلایا تھا۔وہ کچھ پل اسے دیکھتی رہی۔۔بالکل بنجر نظروں سے۔۔پھر تھوک نگل کر پیچھے ہو بیٹھی۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ مزید کیا بات کرے۔

"احمد کا قتل کس نے کیا؟وہ تو رمیز کا خاص آدمی تھا۔۔کوئی اسے قتل کیسے کر سکتا ہے۔۔؟"

"احمد کو کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا تھا سوائے رمیز کے۔۔" اور اسکے جواب پر وہ آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"وہ پاگل ہو گیا ہے۔۔وہ اپنے آس پاس پلتے ہر انسان کو مار دے گا۔۔وہ کریزی ہوتا جارہا ہے۔"زاویار تلخی سے مسکرایا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا یہی سزا نہیں ہوا کرتی زمینی خداؤں کی۔۔؟ کہ وہ خود ہی اس دنیا کو اجاڑ دیتے ہیں جس پر وہ حکمرانی کرنا چاہتے ہیں۔۔" اپارٹمنٹ اسکے جواب پر خاموشی چھا گئی تھی۔ پھر نازنین پریشانی سے ان دونوں کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

"کیا تم دونوں کا حرم سے کوئی رابطہ نہیں ہوا۔۔؟ وہ رات سے غائب ہے۔ فون بھی نہیں اٹھا رہا۔ وہ ٹھیک تو ہوگا ناں۔۔؟" رمیز کی جارہانہ سی طبیعت اب اسے واقعتاً پریشان کررہی تھی۔ زاویار اسکی بات سن کر ابرو باہم ملاتا سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"کیا وہ۔۔ گھر پر نہیں۔۔؟" سارنگ بھی حیران ہوا تھا۔ نازنین نے نفی میں سر ہلایا تو اس نے اپنا موبائل نگاہوں کے سامنے کیا۔۔ وہاں پر اب بھی کوئی کال موجود نہیں تھی۔

"ہمیں انتظار کرنا چاہیے۔۔"

"آپ گھر جائیں۔۔ میں دیکھتا ہوں اسے۔۔ جیسے ہی کوئی اپڈیٹ ملی تو میں آپ کو بتاؤنگا۔ ابھی آپ گھر جائیں اور ہاں۔۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ "گھر سے باہر نہیں نکلنا ہے آپ نے۔۔ تب تک تو ہرگز نہیں جب تک حرم نہیں آجاتا۔"

"میں بچی نہیں ہوں۔۔"

"میں جانتا ہوں آپ بچی نہیں ہیں۔ احمد بھی بچہ نہیں تھا۔ کوئی بھی بچہ نہیں ہے یہاں۔۔ میں بار بار آپکو نہیں سمجھاؤنگا۔" آخر میں اسکی تنبیہہ سخت ہوگئی تھی۔ وہ حرم نہیں تھا۔۔ نازنین کو اسی پہر اندازہ ہوا تھا کہ وہ حرم نہیں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہے۔اسی کے ساتھ موبائل جیب میں اڑستا وہ باہر کی جانب بڑھا تو وہ گہرا سانس بھر کر اٹھ کھڑی ہوئی۔اسکے پاس حرم کا انتظار کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا۔

******

پورا ایک دن اسے یہاں بیہوش ہوئے گزر چکا تھا۔ شام کا وقت گہرا ہونے لگا تھا۔اسے بے ساختہ ہی ہوش آیا تھا۔وہ بندھے ہاتھوں کے ساتھ اس سرد خانے میں پھیلے کسی کیمکل کے باعث بیہوش ہو گیا تھا۔اس سے وقت کا تعین کھو گیا تھا۔اگلے ہی پل اس نے پوری قوت سے دونوں ہاتھ مخالف سمتوں میں کھینچے تھے۔۔اسکے ہاتھوں کی رگیں قوت لگانے پر پھول کر ابھر گئی تھیں۔۔چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور ہر مسام سے پسینہ نکلنے لگا تھا۔اگلے ہی پل ایک جھٹکے سے اسکے دونوں ہاتھ آزاد ہوئے تو وہ توازن کھو کر بری طرح ایک جانب کو لڑھکا۔۔ پھر تیزی سے سیدھا ہوتے ہوئے زخمی ہاتھوں سے آنکھوں کی پٹی اتاری۔۔ کمرے میں ہر جانب سفید سی روشنی تھی۔اسکی پتلیاں ایک دم سے اتنی روشنی پر تکلیف کے باعث سکڑ گئی تھیں۔لمحے بھر کے لیے تو اسے کچھ دکھائی ہی نہیں دیا تھا۔وہ آنکھوں کو تکلیف دینے کی حد تک روشن کمرہ تھا۔لیکن پھر وہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔وہ ایک مرر روم تھا۔۔ہر جانب شیشے ہی شیشے تھے۔اسے ہر شیشے میں اپنا عکس نظر آ رہا تھا۔۔اس نے آگے بڑھ کر ان سرد شیشے کی دیواروں کو چھو کر دیکھا تھا۔لیکن وہ ہر جانب سے بند تھیں۔۔ جیسے وہاں سے نکلنے کا ہر راستہ مسدود کر چکی ہوں۔اس نے ہر جانب چہرہ گھما کر دیکھا لیکن ہر طرف اپنا کئی زاویوں سے نظر آتا عکس دیکھ کر وہ چکرا سا گیا تھا۔اس نے آگے بڑھ کر ایک شیشے کو دھکیل کر کھولنا چاہا تو معلوم ہوا کہ سب کے سب دروازے مقفل کر دیے تھے۔وہ اب ہر شیشے کو دھکیل کر کھولنا چاہ رہا تھا۔۔وہ بہت بری قید تھی۔۔اسکا سر بے طرح چکرانے لگا تھا۔ہر آئینہ اسے دھوکا دے رہا تھا۔۔اگلے ہی پل وہ ٹھہر سا گیا۔۔آنکھیں بند کیں۔۔وہ شاید اب کچھ سوچ رہا تھا۔پھر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کچھ سوچ کر آگے بڑھ آیا۔ ہر آئینے کو بجا کر دیکھا۔ اگر ان شیشوں کے پیچھے دیوار ہوئی تو اسکی دستک دبی دبی سی سنائی دیتی۔ لیکن اگر یہ شیشے محض اسے چکرانے کے لیے کھڑے کیے گ ئے تھے تو اسکی دستک پر۔۔ کھوکھلی سی بلند آواز ابھرنی چاہی ئے تھی۔

اگلے ہی پل اب وہ ہر آئینے کو بجاتا اسکی دستک بغور محسوس کر رہا تھا۔ ایک جگہ وہ ٹھہر سا گیا۔۔ ان آئینوں میں سے ایک اسکا دروازہ تھا۔۔ اسکی رہائی کا راستہ۔۔ وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔۔ گہرا سانس لیا۔۔ اگلی کوئی بھی بات سوچے بغیر وہ پوری قوت سے آگے بڑھا اور شیشے کی دیوار سے آ ٹکرایا۔۔ شیشہ ٹوٹ گیا تھا اور وہ پوری قوت سے دوسری جانب آ گرا تھا۔ چھوٹے چھوٹے کانچ اسکے آس پاس بکھر سے گ ئے تھے۔ کئی کانچ گرنے کے باعث اسکے ہاتھ میں بھی کُھب گئے تھے۔۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ زخم کہاں کہاں لگا تھا اور کتنا گہرا لگا تھا۔۔

کیمرے کے پار سے دیکھتا وہ گھوسٹ مسکرایا تھا۔ ایک آزمائش پار ہو گئی تھی۔ دوسری آزمائش رہتی تھی۔ اس نے کرسی پر پشت ٹکائی اور پھر دلچسپی سے اسکرین کو تکنے لگا۔

حرم اگلے ہی پل اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر اپنی جیکٹ کو جھاڑا تو کئی ننھے کانچ کے ذرے زمین پر آ گرے۔۔ اسکے سامنے ایک قدیم دیوار تھی جس پر سبز بیلوں کا جال سا تھا۔ وہ آگے بڑھ آیا۔ ابھی اس نے اس دیوار کو چھوا ہی تھا کہ بہت سے قدموں کی چاپ پر چونک کر چہرہ پھیرا۔۔ اب وہ دیوار کی جانب پشت کیے کھڑا تھا اور اسکے مقابل دس لڑکے ایجنسی کے لباس میں ایستادہ تھے۔۔ وہ سب تربیت یافتہ تھے اور ان سب کے ہاتھوں میں میٹل راڈز موجود تھیں۔۔ اس نے تلخی سے مسکرا کر گہرا سانس لیا تھا۔

"کیا تمہارے باس نے مجھے مارنے کا حکم دیا ہے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

'اگر تم قابل ہوئے تو بچ کر چلے جاؤ گے۔۔ لیکن پہلے ہمیں مات دو۔۔یہ خزانہ تمہاری قابلیت جانچے بغیر نہیں مل سکتا تمہیں۔"ان میں سے ایک بولا تھا۔ان سب کے ہاتھوں میں ہتھیار تھے اور وہ خالی ہاتھ تھا۔

"ہتھیاروں کے ساتھ خالی ہاتھ رکھنے والے پر حملہ کرنا مردانگی کے خلاف ہے۔کیا تم سب نامرد ہو۔۔؟"اسکی بات پر اگلے ہی لمحے سامنے شیشے کی ٹوٹی دیوار سے وہ گھوسٹ داخل ہوا تھا۔اسے سرد مسکراتی نگاہوں سے دیکھتا ہوا۔

"زبان بہت چلتی ہے تمہاری۔۔ "

"انگلیاں بھی بہت تیزی سے چلنا جانتی ہیں ٹریگر پر۔۔ !"

"کیا اتنا چاہتے ہو اس لڑکی کو۔۔؟"گھوسٹ کے سوال پر اسکی آنکھیں سرد ہوئی تھیں۔وہ قریب چلا آیا تھا۔ لڑکوں نے بے ساختہ ہی لوہے کی راڈز اسکے اور گھوسٹ کے درمیان رکھی تھیں۔۔یہ عندیہ تھا کہ وہ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔

"اگر میں اسے ماردوں تو۔۔؟"لطف اندوز ہو کر پوچھا تھا۔اسے اسی پل احساس ہوا تھا کہ یہ آنکھیں اسکی آنکھوں سے کتنی مماثلت رکھتی تھیں۔دانت جما کر رکھنے کے باعث اسکی کنپٹی کی رگیں ابھر آئی تھیں۔

"اتنی گولیاں ماروں گا تمہیں۔۔کہ گنتی نہیں کر پاؤ گے۔۔!"اگلے ہی پل اس نے سامنے کھڑی لڑکے سے ایک راڈ جھپٹی تو وہ اسکے ہاتھ میں آ گئی۔اتنی تیزی سے اس نے وہ راڈ ہاتھ میں لی تھی کہ خالی ہاتھ کھڑے لڑکے کا منہ کھل چکا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"سوری۔۔ لیکن میں نامرد نہیں بننا چاہتا تھا۔۔" اگلے ہی پل وہ گھوما تھا۔ پھر اپنے اور ان دس لڑکوں کے درمیان راڈ والا ہاتھ لمبا کیا۔ چرچ کی قدیم دیواریں اسکی مردانگی پر شاہد تھیں۔ وہ بھوری آنکھوں میں برف کی سی ٹھنڈک لیے اپنے مقابل کھڑے لڑکوں کو تک رہا تھا۔ اور اگلے ہی پل وہ ان دس لڑکوں کو گھما کر راڈ سے مار رہا تھا۔ کئ دفعہ اسے راڈ بری طرح لگی تھی۔ کئ دفعہ وہ گر کر اٹھا تھا۔ سانس پھولنے کی آوازیں چرچ کے اندر گونجنے لگی تھیں۔۔ مقابلہ رک چکا تھا۔ وہ ایک تھا۔۔ اور اب اسکے مقابل چھ لڑکے تھے۔ باقی کے چار زخمی ہونے کے باعث ادھر ادھر گرے زمین پر لوٹ رہے تھے۔ اس نے لوہے کی راڈ پھینک دی۔۔ پھر جیکٹ کی آہستین سے ہونٹ سے نکلتا خون رگڑا۔۔ اسکے چہرے پر زخموں کے نشان جا بجا لگے تھے۔

اگلے ہی پل چھ لڑکوں نے بھی راڈز پھینک دی تھیں۔ اب وہ ان سے مکوں اور لاتوں سے لڑ رہا تھا۔۔ پیچھے کسی وقت میں وہ طالوت کے ساتھ ایجنسی کے چھوٹے سے کمرے میں موجود مشق کر رہا تھا۔ اسکے ہاتھوں پر بری طرح لگ رہی تھی اور انگلیاں زخمی ہو کر دکھنے لگی تھیں۔۔ لیکن رہائ ممکن نہیں تھی۔ گھوسٹ اسے لڑتا ہوا دیکھتا رہا۔

اسے اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ کب سے لڑ رہا تھا اور اسے مزید کتنا لڑنا تھا۔

زاویار رات کی تاریکی میں ہر جانب اسے تلاش کر رہا تھا۔ وہ اسپتالوں، سرد خانوں یہاں تک کہ گلیوں میں بھی اسے ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ ولیمے کی تقریب اپنے عروج پر تھی لیکن گھر کا کوئ بھی فرد اس جانب متوجہ نہیں تھا۔ وہ سب حرم کی وجہ سے بری طرح پریشان ہو رہے تھے اب۔ وہ مہندی کے دن سے غائب تھا اور اب تک اسکی کوئ بھی اطلاع گھر والوں کو نہیں مل سکی تھی۔ نازنین ہال کے دروازے پر نگاہیں جمائے اسکے پلٹ آنے کا انتظار کرتی رہی تھی۔ یہ جانے بغیر کہ وہ اسکے لیے بری طرح زخمی ہو کر بھی لڑ رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

چرچ میں موجود اب اسکے مقابلے پر تین لڑکے تھے۔ ان تینوں نے راڈز اٹھالی تھیں۔ اگلے ہی پل اس نے آگے بڑھ کر وار کرنا چاہا تو لوہے کی راڈ اسکی کنپٹی پر پوری قوت سے ماری گئ۔۔ اسکے ابرو سے خون آنے لگا تھا۔ ہونٹ سوجھ گیا تھا اور کان سے بھی خون نکل کر کندھے پر گر رہا تھا۔ وہ بے ساختہ ہی گھٹنوں کے بل جھکا تھا۔ اسکا سر بری طرح چکرا رہا تھا۔ اسے کمزور پڑتا دیکھ کر ایک اور راڈ کا وار اسکی پشت پر کیا گیا تو وہ اوندھے منہ آگے کو جا گرا۔۔ اسکے آگے چرچ کی سیاہی دھندلا رہی تھی۔ منہ سے خون نکل کر خاک آلود زمین پر گر رہا تھا۔۔

"میں وعدہ کرتا ہوں آپکی بہن کی حفاظت کرونگا۔۔" دماغ کے پچھلے حصے میں اسے اپنی کم سنی کا عہد سنائی دیا تھا۔ اس نے زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھنا چاہا تو اگلے ہی پل اسے زوردار راڈ ماری گی۔ وہ زمین کے ساتھ پھر سے بری طرح آلگا تھا۔

"کیا آپ نازنین آپی کو پسند کرتے ہیں۔۔؟" ثانیہ کا سوال اسے غلط وقت پر یاد آرہا تھا۔ پسند۔۔ نہیں وہ اسے پسند نہیں کرتا تھا۔ اس نے زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھنا چاہا تھا۔۔ لڑکے گھوسٹ کے اشارے پر پیچھے ہوگۓ تھے۔ وہ گھٹنوں کے بل اٹھ بیٹھا۔ دھندلاتی بصارت اور سر میں اٹھتا شدید درد۔۔ اس نے ایک ہاتھ زمین پر رکھا اور گھٹنا موڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔ وہ اس سے محبت کرتا تھا۔۔ وہ اسے پسند نہیں کرسکتا تھا۔ وہ اسکی حد درجہ سیاہ آنکھوں کے لیے اس دنیا میں بستی ہر شے کو تباہ کرسکتا تھا۔

پیچھے نازنین اب تک دروازے کو تک رہی تھی۔ وہ جو کبھی اوجھل نہیں ہوتا تھا۔ اب اوجھل ہوگیا تھا تو اسکی کمی ہر ایک کو کھا رہی تھی۔

اس نے جیکٹ اتار کر دور پھینکی تھی۔ پھر وہ آگے بڑھا اور اس نے کسی پر رحم نہیں کھایا۔ اس نے ایک لڑکے کی پسلیوں پر تین چار مکے ایک ساتھ مارے تو وہ بلبلا کر نیچے کو جھکا۔ اسکی راڈ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گری تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

حرم نے اگلے ہی پل راڈ اٹھائی اور پھر پوری قوت سے اسے لڑکے کے چہرے پر دے مارا۔۔ وہ اوندھے منہ جا کر گھوسٹ کے قدموں میں گر پڑا تھا۔ دو لڑکوں کو اس نے سر نفی میں ہلا کر وارن کیا تھا۔ لیکن وہ نہیں مانے۔۔ اس نے ایک کے چہرے پر راڈ کھینچ کر ماری تو وہ ہوش کھوتا چرچ کی دیوار سے لگ کر زمین پر جا گرا۔ آخری لڑکے کی جانب سرد نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اس نے راڈ پھینک دی تھی۔ پھر اسے گردن سے مروڑ کر اپنی ٹانگوں کے درمیان پھنسایا اور تب تک اسکی ناک پر مکے مارتا رہا جب تک اسکی ناک کی ہڈی ٹوٹ نہ گئی۔۔ جب وہ تڑپ کر بیہوش ہوا تو اس نے اسکا سر چھوڑ دیا۔۔ پھر پلٹ کر گھوسٹ کی جانب دیکھا۔

"کیا تم مرے نہیں تھے۔۔؟ "

"اپنے باپ سے جا کر پوچھنا کہ کیا۔۔ کبھی اس نے میرا جنازہ ادا کیا تھا۔۔؟ "

"تو پھر تم اب تک زندہ کیسے رہے، سلیمان اُربیی۔۔؟" سامنے کھڑا سلیمان مسکرایا تھا۔ وہ وہی تھا جو کسی وقت میں نجی ایجنسی کا گن مین رہا تھا۔ وہ وہی تھا جو طالوت کو اب تک حکم دیتا رہا تھا۔ وہ وہی تھا جو اسکے پیچھے اب تک تھا۔۔

"میں نجی ایجنسی کا گن مین تھا۔ مجھے ایجنسی والے علالت کے دنوں میں اٹھا لے گئے تھے۔ بس اسی طرح تب سے زندہ رہا ہوں میں۔۔ "

"کب سے پیچھا کر رہے ہو میرا۔۔؟ "

"جب سے تم پیدا ہوئے ہو۔۔ "

"کیا ارادہ ہے تمہارا۔۔؟ "

"تمہیں بچانے کا۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا تم وہی نہیں ہو جس نے طالوت سے میرے اسائنمنٹ کا ذکر زاویار کے سامنے کرنے کا کہا تھا۔۔؟" اور اسکے یکلخت پکڑ لینے پر سلیمان ساکت رہ گیا تھا۔

"کچھ شک نہیں کہ تم بہت ذہین ہو۔۔ "

"میں جانتا ہوں تم کیا کرنا چاہ رہے ہو۔۔ "

"اچھا۔۔ اور کیا کرنا چاہتا ہوں میں۔۔ "

"تم زاویار کو میرے اعمال کا ذمہ دار ثابت کرنا چاہتے ہو۔۔ "

"یہ اسکی غلطی ہے کہ وہ منظرِ عام پر چلا آیا۔ اگر وہ نہیں آتا تو میں کوئی اور اسکیپ گوڈ تلاش کرتا۔ مجھے صرف تمہارے تحفظ سے غرض ہے۔۔ "

"تو احمد غلط نہیں تھا۔۔ "

"احمد سب جان گیا تھا۔ اسی لیے مار دیا گیا ہے وہ۔۔" اسکے انکشاف پر وہ اپنی جگہ ہی جم سا گیا تھا۔

"کل رات قتل کر دیا ہے اسے رمیز نے۔ زاویار کو اب کوئی نہیں بچا سکتا۔۔ تم بھی نہیں۔۔" اگلے ہی پل اس نے سلیمان کو حلق سے سختی کے ساتھ پکڑا تھا۔ اس کا سانس رکنے لگا۔ حرم اسے بالکل بے تاثر نگاہوں سے تک رہا تھا۔۔ پھر اسے پوری قوت سے دیوار کی جانب دھکا دیا تو وہ اوندھے منہ دیوار سے جا لگا۔ ابھی وہ اسکی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ وہ پلٹا اور اسے زوردار لات ماری۔۔ حرم کی پشت بری طرح دیوار سے جا لگی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جو تم کرنا چاہ رہے ہو۔۔ وہ میں تمہیں کرنے نہیں دونگا۔۔" وہ اٹھ کر اس پر دھاڑا تھا۔ سلیمان نے اپنے کپڑے جھاڑے اور پھر سرخ سی سرد نگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ ایک دوسرے کا عکس تھے۔۔ ان کی بھوری آنکھیں ایک سی تھیں اور ان میں موجود کاٹ بھی اتنی ہی گہری تھی۔

"تم میری ملکیت ہو۔ تمہیں بچانے کے لیے میں کسی بھی حد تک جاسکتا ہوں۔ اپنا خزانہ لے کر جاسکتے ہو تم۔۔ امتحان میں کامیاب ہو چکے ہو تم۔۔" وہ شیشے کی ٹوٹی دیوار کے درمیان سے گزر کر باہر کی جانب بڑھ گیا تھا۔ وہ چند پل اس راستے کو دیکھے گیا۔ اسکا سر زور زور سے چکرا رہا تھا۔ مستقل چکراتے سر کے باعث اسے متلی ہونے لگی تھی۔ وہ اگلے ہی پل دیوار پر رکھتا سیدھا ہوا۔۔ اسے اپنا ہوش بحال رکھنا تھا۔ اس نے کئی دفعہ زور زور سے سر جھٹکا اور پھر دھندلی بصارت کے ساتھ بیلوں سے ڈھکی دیوار کی اطراف سے کھلی جگہ سے اسکے پیچھے داخل ہوا۔ دیوار کے پیچھے کی مٹی کچی تھی۔۔ وہ جھکا اور پھر ہاتھوں سے تیزی کے ساتھ مٹی ہٹانے لگا۔ گڑھا گہرا ہونے کے بعد اسے ایک صندوق دکھائی دیا تھا۔۔ وہ ٹھہر سا گیا۔۔ پھر ہاتھ آگے بڑھا کر صندوق باہر نکالا۔۔ اسے کھولا تو اندر خاکی سا لفافہ رکھا تھا۔ وہ اب تیزی سے اس خالی لفافے کو چاک کر رہا تھا۔ ہاتھ میں پراپرٹی کے کاغذات آتے ہی اس نے جیسے سکون کا سانس خارج کیا تھا۔ سر پر گھومتی سرد سی رات اسکے لیے اب بہت بھاری ثابت ہو رہی تھی۔۔ اسے یہاں سے جلد از جلد نکلنا چاہیے تھا۔۔ چرچ کے اندر موجود سیاہی خاصی گہری ہوتی جارہی تھی۔ عبادت گاہ۔۔ زندگی میں پہلی دفعہ اسکے لیے اتنی سیاہ ثابت ہوئی تھی۔۔

****

مہمان ولیمے کی تقریب کے بعد اپنے اپنے گھروں کو پلٹ کر جاچکے تھے۔ اب اُربی ہاؤس کے لاؤنج میں محض گھر کے افراد ہی براجمان تھے۔ سہیل کا چہرہ غیر معمولی طور پر خاموش لگ رہا تھا اور باقی سب پریشان چہرے لیے انہی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کی جانب متوجہ تھے۔ وہ مہندی کی رات سے غائب تھا اور اسکے ساتھ گھر والوں کا کوئی بھی رابطہ نہیں جڑ سکا تھا۔ پھر وہ اگلے ہی پل اٹھ کھڑے ہوئے۔۔ سب نے چہرے اٹھا کر انہیں دیکھا تھا۔۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ؟" روحیلہ نے پوچھا تو سہیل کی جبڑے جم سے گئے۔ پھر انہوں نے شفاعت کو آواز دے کر گاڑی نکالنے کے لیے کہا تو گھر کے سب افراد اگلے ہی پل اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔

"اس وقت کہاں جا رہے ہیں آپ، سہیل۔۔؟ "

"تمہارے بھائی کے گھر۔۔!" ان کا لہجہ بہت عجیب سا تھا۔ سب ٹھٹک سے گئے۔ نازنین کا سانس اپنی جگہ ہی ساکت ہو گیا تھا۔۔

"بھائی جان کے گھر اس وقت۔۔ لیکن کیوں۔۔؟ "

"مجھے یقین ہے کہ اس نے ہی میرے بیٹے کو اغواء کیا ہو گا۔۔" روحیلہ کی آنکھیں اگلے ہی پل کھل سی گئی تھیں۔ اور آنکھیں تو لاؤنج میں براجمان ہر فرد کی کھلی رہ گئی تھیں۔

"میں اس سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتا۔" وہ اگلے ہی پل جارحانہ سے انداز میں آگے بڑھے تو سب ان کے ساتھ ہی آگے بڑھے تھے۔ روحیلہ نے انہیں کہنی سے تھام کر روک لیا تھا۔

"یہ۔۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔؟ بھائی جان ایسا کیوں کریں گے۔۔؟ "

"ڈیڈ ہو سکتا ہے کہ آپکو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔۔ ماموں ایسا کیوں کریں گے۔۔؟ وہ تو مجھ سے خود آج حرم کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔۔" سہیل نے باری باری سرد نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھا تھا۔ پھر ان کی نگاہ نے نازنین تک سفر کیا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پوچھو اس لڑکی سے۔۔ کون حملے کرواتا رہا ہے اس پر اب تک۔۔؟" سب چہرہ پھیرے نازنین کو تکنے لگے تھے۔ وجدان نے چہرہ جھکا لیا تھا اور نازنین کا چہرہ اگلے ہی پل سفید ہوا تھا۔۔

"تمہارا بھائی اب تک اس لڑکی کی جان کے درپے تھا۔ حرم کب سے اسے بچاتا پھر رہا ہے اور اسی کا بدلہ وہ میرے بیٹے سے لے رہا ہے۔ لیکن اب بہت ہو گیا۔۔ میں نے بہت برداشت کر لیا۔۔ اب میں اسے بتاؤں گا کہ سہیل کی اولاد کو میلی نگاہ سے دیکھنے کا انجام ہوتا کیا ہے۔" وہ اگلے ہی پل اپنا ہاتھ چھڑا کر باہر کی جانب بڑھے تو سب ہونق بنے انہیں جاتا دیکھتے رہے۔ سارے گھر میں موت کا سا سناٹا پھیل گیا تھا روحیلہ تو اپنی جگہ ہی گنگ ہو گئی تھیں۔

"انکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔ مجھ پر حملے اب تک رمیز کرواتا رہا ہے۔ اس نے انسانیت کی ہر راہ کو پار کر لیا ہے اور اب وہ درندہ بنتا جا رہا ہے۔۔" اس نے آہستہ سے کہا تو روحیلہ نے پیشانی پر پریشانی سے ہاتھ پھیرا۔۔ انہیں جیسے اسکی بات سمجھ نہیں آرہی تھی۔

"وہ کیوں۔۔ کریں گے تمہارے ساتھ ایسا۔۔؟ تم۔۔ میرے بھائی پر الزام لگا رہی ہو۔۔؟" وہ آگے بڑھ آئی تھیں۔ نازنین نے انہیں زخمی سی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

"میرے ساتھ بچپن میں جو ہوا۔۔ میرا بھائی جس طرح بے دردی کی موت مرا۔۔ میرے بابا کو جیسے کچلا گیا۔۔ اور دادا کو جس نے موت کے گھاٹ اتارا۔۔ وہ کوئی اور نہیں تھا، پھپھو۔۔!" وہ ٹھہری تو سانس تک رک گیا ہر ذی روح کا۔۔ "وہ قتل۔۔ رمیز نے کیے تھے۔ میری عصمت دری رمیز نے کروانے کی کوشش کی تھی۔۔ مجھے ذہنی مریض اس آدمی نے بنایا تھا اور حرم۔۔" وہ ٹھہری تو آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا۔۔

"وہ مجھے کب سے اسکے ناپاک عزائم سے بچاتا رہا ہے۔ وہ آپ کو کبھی آپکے بھائی کی حقیقت نہیں بتا سکا کیونکہ وہ کبھی آپکو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔۔ سن لیں۔۔ آپکا بھائی۔۔ قاتل ہے۔۔ بہت سی زندگیوں کا۔۔" ہر جانب

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

خوفناک سناٹا چھا گیا تھا۔ سہیل کی گاڑی تیزی سے قصر انصاری کی جانب بڑھ رہی تھی۔ بہت ہو گیا تھا چوہے بلی کا کھیل۔۔ اب انہیں اس آدمی سے کھل کر بات کرنی چاہیے تھی۔۔

رات کے اسی پہر۔۔ کسی نے زاویار کے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔۔ وہ محتاط سا آگے بڑھ آیا۔۔ پھر جو نہی دروازہ کھولا تو ساکت رہ گیا۔۔ سامنے بری طرح زخمی حرم کھڑا تھا اور اسکے ہاتھ میں ایک خاکی سا چکور لفافہ تھا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا حرم دو قدم آگے بڑھا۔۔

"مجھے۔۔ نہیں پتا تھا کہ۔۔ مجھے اس وقت۔۔ کہاں جانا چاہیے تھا۔۔" اگلے ہی پل وہ اسکے بازوؤں میں جھول کر بیہوش ہو چکا تھا۔۔ اور زاویار نے اسے مضبوطی سے تھام لیا تھا۔

******

قصر اپنی سفید روشنیوں تلے جگمگا کر بھی سیاہ محسوس ہو رہا تھا۔ شائستہ، لوگوں سے چھپ چھپا کر رات کی تاریکی میں ایہا کو اپنے ساتھ لیے ڈاکٹر باسط کے نجی کلینک سینٹر سے واپس آ رہی تھی۔ جب سے ایہا نے احمد کا قتل دیکھا تھا تب سے وہ جیسے بولنا ہی بھول گئی تھی۔ وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں تھی۔ ڈاکٹر باسط اسکے سامنے گھنٹوں بولتا رہا لیکن وہ کوئی بھی جواب دیے بغیر اس کا چہرہ بے رونق نگاہوں سے تکتی رہی۔ شائستہ اسے پچھلے دنوں سے مستقل تھراپیز کے لیے لے کر جا رہی تھی۔۔ لیکن اسکی حالت تھی کہ سنبھلنے ہی میں نہیں آ رہی تھی۔

اس نے ایہا کے کھنڈر وجود کو جلتی آنکھوں سے دیکھا اور جو نہی داخلی دروازہ پار کر کے ہال میں داخل ہوئی تو ٹھٹک کر رک سی گئی۔ پُر تعیش سے داخلی ہال میں رمیز کے مقابل شاید کوئی براجمان تھا۔ اسے یہاں سے اسکا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔۔ لیکن رمیز کے چہرے پر نظر آتے تاثرات بہت سرد تھے۔ اس نے ملازمہ کو آواز دے کر ایہا کو اسکے کمرے میں لے جانے کا حکم صادر کیا اور پھر آگے بڑھ آئی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہاں سہیل براجمان تھے۔۔رمیز کو کڑوے تاثرات کے ساتھ دیکھتے ہوئے۔ اس نے ٹھنڈے سے سہیل کو آج سے قبل کبھی بھی ایسے تاثرات کے ساتھ نہیں دیکھا تھا۔

"میرا بیٹا کہاں ہے۔۔؟ "

"میں نہیں جانتا۔۔اور نہ آئندہ کبھی میرا اسے اغواء کرنے کا کوئی ارادہ ہے۔۔"رمیز جیسے اسکی بے وقت کی تفتیش سے بیزار ہو رہا تھا۔وہ کوئی دسویں دفعہ اس سے ایک ہی استفسار کر چکے تھے اور وہ انہیں ہر استفسار کے جواب میں ایک ہی بات کہہ چکا تھا۔ سہیل کی آنکھیں مزید سرخ ہوئی تھیں۔

"مارکیٹ میں تمہاری ویلیو کتنی تیزی سے گری ہے۔۔کیا اسکا تمہیں اندازہ نہیں۔۔؟تمہارا ملازم بے وقت مارا گیا ہے اور صنعت کاروں کا ماننا ہے کہ اسے بھی تم نے ہی مارا ہے۔لوگ تمہارے ساتھ سودا کرنے سے کترانے لگے ہیں کیونکہ۔۔تمہارے آس پاس موجود انویسٹرز ایک ایک کر کے قتل کر دیے گئے ہیں۔۔ غالب خیال یہی ہے کہ ان انویسٹرز کو بھی تم نے ہی قتل کروایا ہے۔ ان کی غیر موجودگی کا سب سے زیادہ فائدہ تمہاری ہی ذات کو پہنچتا ہے۔۔" سہیل بے لچک سی آواز میں بول کر ٹھہر گئے تھے۔ رمیز محظوظ چہرہ لیے ان کے بدلے انداز کو تک رہا تھا۔

"کہنا کیا چاہتے ہو، سہیل۔۔؟ "

"صرف اتنا۔۔کہ تم اس وقت صنعتی دنیا میں میری مخالفت برداشت کرنے کی تاب نہیں رکھتے۔۔"اسکی بات سن کر وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔پھر آگے ہو بیٹھا۔۔شائستہ بھی خاموش چہرہ لیے رمیز کے برابر آ بیٹھی تھی۔وہ حرم کی غیر موجودگی سے واقف نہیں تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بغیر کسی ثبوت کے تم مجھے ایک ہی جملے میں قاتل اور اغواء کار کہہ رہے ہو۔ کیا تمہاری کسی بھی بات کے پیچھے کوئی ثبوت موجود ہے۔۔؟ اگر ہے تو کتنے سالوں تک کا کیس کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تم مجھ پر۔۔؟ میں تمہارے ساتھ ہر معاملے میں مفاہمت کرنے کے لیے راضی ہوں۔۔ لیکن پھر بھی۔۔ میں نہیں جانتا کہ حرم کہاں ہے۔۔" وہ کہہ کر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ اسے حرم کی غیر موجودگی کا واقعی علم نہیں تھا۔

"تمہارے پاس اسے غائب کروانے کا ہر جواز موجود ہے۔۔" ان کی آواز طیش سے بلند ہوئی تھی۔ شائستہ نے سہم کر رمیز کی جانب دیکھا تھا لیکن وہ اب کہ مسکرا نہیں رہا تھا۔ صوفے کے ہتھے پر رکھی اسکی مٹھی سختی سے بند ہو چکی تھی۔ اسے غصہ آرہا تھا۔۔ اور وہ واقعتاً اسکے طیش سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔

"وہ میرے راستے میں آیا تھا۔۔ لیکن پھر بھی میں نے اسے۔۔ غائب نہیں کروایا۔ میں ابھی اتنا نہیں گرا کہ اتنی گھٹیا حرکت پر اتر آؤں۔ دشمنی میں بھی ہمیشہ ایک مقام برقرار رکھا ہے میں نے۔۔" اسکی ٹھنڈی آواز ابھری تھی۔ سہیل چندیل خاموش نگاہوں سے اسکا چہرہ تکتے رہے تھے۔۔ پھر وہ ہلکا سا آگے کو جھکے۔۔ اپنی ٹھہری پتلیاں ان کی آنکھوں میں گاڑیں۔۔

"تم جب اپنے باپ اور بھائی کو قتل کر سکتے ہو تو تم سے کچھ بعید نہیں، رمیز انصاری۔۔!" ان کی سرد آواز مدھم تھی۔۔ لیکن اسکا انکشاف رمیز اور شائستہ کو باآسانی سنائی دے گیا تھا۔ وہ دونوں ہی اپنی جگہ جم گئے تھے۔ رمیز کے چہرے سے ہی لگ رہا تھا کہ اسکے قدموں تلے موجود زمین۔۔ لمحے بھر کے لیے ڈگمگائی تھی۔

"میں اتنے سالوں سے خاموش رہا تو اسکا مطلب یہ نہیں تھا کہ میں تم سے خوفزدہ تھا۔ میں بس اپنے گھرانے کو کسی مصیبت کی نذر ہوتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔ شاید تب میں تم سے طاقت میں بھی خاصہ کمزور تھا لیکن اب۔۔ اب ایک دنیا مجھ پر بھروسہ کرتی ہے اور میرے بول کی کریڈیبلٹی سے واقف ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رمیز اپنی جگہ ساکت ہوا بیٹھا رہا۔ شیکسپیئر اپنے مشہور پلے میں لکھتا ہے کہ۔۔ قتل کی زبان نہیں ہوا کرتی۔۔ لیکن وہ پھر بھی معجزاتی طور پر بول اٹھتا ہے۔ اسے لگا تھا کہ وہ ہر قسم کے جھول کے بغیر اب تک قتل کرتا آیا تھا اور اسے اسکا زعم بھی تھا۔ لیکن وہ غلط تھا۔۔ پہلے نازنین، پھر شائستہ، پھر حرم، پھر وجدان اور اب سہیل۔۔ ان میں سے ہر ایک اس کے کیے گئے قتال سے واقف تھا۔ اسکا خود پر سے زعم لرزش کا شکار ہو گیا تھا۔

"اگر یہ سب جانتے ہو۔۔ میرے بارے میں آگاہی رکھتے ہو تو یہاں کیوں آئے ہو تم۔۔؟ جا کر اپنے بیٹے کو تلاش کرو۔۔ شاید اس نے مجھ سے زیادہ دشمنیاں پال رکھی ہیں۔۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ یہ جیسے اشارہ تھا کہ وہ مزید بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ سہیل بھی اگلے ہی پل اٹھے۔۔ پھر آگے بڑھ کر ان کے عین سامنے آ کھڑے ہوئے۔۔

"یہ میری تمہیں پہلی اور آخری وارننگ تھی، رمیز۔ میرے بیٹے کو اگر کچھ ہوا تو زندہ میں تمہیں بھی رہنے نہیں دونگا۔۔ یاد رکھنا۔۔" وہ بہت سرد سرگوشی تھی۔ اگلے ہی پل سہیل پلٹے لیکن پھر اپنی جگہ ہی رک سے گئے۔۔ داخلی دروازے میں روحیلہ اور عدیل کھڑے تھے۔ وہ جانے کب سے عدیل کے ساتھ یہاں موجود تھی اور شاید وہ سب سن بھی چکی تھی۔ انہیں روحیلہ کا چہرہ حد درجہ سفید محسوس ہوا تھا۔ یوں گویا ان کی رگوں سے خون کا آخری قطرہ تک سینچ لیا گیا ہو۔ انکشاف بہت عظیم تھا اور شاید وہ اسے سنبھالنے میں ناکام ہو رہی تھیں۔ رمیز بھی دروازے میں کھڑی روحیلہ کو دیکھ کر ٹھہر گیا تھا۔ لمحے بھر کو اسکا اپنا رنگ بھی نچڑ گیا تھا۔

"بابا کو۔۔ ج۔۔ جاوید بھائی کو۔۔ و۔۔ وہ لڑکی جھوٹ نہیں بول رہی۔۔ آپ نے۔۔ بھائی آپ نے واقعی میرے بابا اور بھائی کا قتل کیا ہے۔۔!" وہ ہکلاتی زبان کے ساتھ بمشکل اپنے الفاظ ادا کر پائی تھیں۔ عدیل نے ان کے لرزتے وجود کو بمشکل سہارہ دیا تھا۔ اسکی اپنی پیشانی پر پسینہ ابھر آیا تھا۔ اسے اب تک یہی لگ رہا تھا کہ جو ہوا وہ غلط

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

فہمی کے تحت ہو رہا ہے لیکن اب اسکی ہر خوش فہمی دور ہو چکی تھی۔ اسکے رگ و پے میں لرزش سی اتر گئ تھی۔ رمیز نے ان کی جانب سے چہرہ پھیر لیا تھا۔

"میں کسی ڈرامے کو فیس کرنے کے موڈ میں ہر گز بھی نہیں ہوں۔۔ "

"آپکے لیے یہ ڈرامہ ہے۔۔؟ یہ سب آپکے لیے ڈرامہ ہے۔۔! میرے باپ اور بھائ کا قتل آپکے لیے ڈرامہ ہے۔۔!" وہ اتنی قوت سے چیخی کہ آواز پھٹ سی گئ۔ ایہا اپنے کمرے میں موجود۔۔ کانوں پر ہاتھ رکھے ہوئ تھی۔ ایک ہی اذیت ناک انکشاف جانے وہ کتنی دفعہ سن چکی تھی۔ اسے اپنا دماغ پھٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"روحیلہ، دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔" رمیز بھی دھاڑا تھا۔ سہیل نے آگے بڑھ کر روحیلہ کو دونوں بازوؤں سے تھاما۔۔ پھر انہیں اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔ لیکن وہ اپنی جگہ چھوڑنے پر راضی نہیں تھیں۔

"سہیل، آپ مجھے جانے کے لیے کیسے کہہ سکتے ہیں۔ یہ آدمی کیا کہہ رہا ہے۔۔ یہ قاتل ہے میرے باپ اور بھائ کا۔۔ یہ ایسے کیسے کر سکتا ہے۔۔؟ کوئ اتنا درندہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟" آنسو بے تحاشہ آنکھوں سے پھسل کر گر رہے تھے اور تکلیف کے باعث دم سا گھٹ رہا تھا۔ وہ چند ہی لمحات میں گہرے سے کرب کا شکار ہو گئ تھیں۔ سہیل نے انہیں زبردستی اپنے ساتھ لیا اور پھر پلٹ گئے۔۔ وہ ہوش و حواس سے بیگانہ سی ہونے لگی تھیں۔ ان کا مزید رمیز کا سامنا کرنا ٹھیک نہیں تھا۔

"اس آدمی نے میرے باپ اور بھائ کو مار دیا۔ یہ اتنے سالوں سے کسی بھیڑیے کی مانند ہمارے درمیان موجود رہا ہے۔ یا اللہ۔۔" ان کا دل بے طرح لرز رہا تھا۔ سہیل نے انہیں اپنے ساتھ لگا رکھا تھا۔ کچھ وہ حرم کی وجہ سے پریشان تھے اور کچھ انہیں اب روحیلہ کی بگڑتی حالت پریشانی میں مبتلا کر رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کوئی۔۔کوئی غلط فہمی ہو سکتی ہے، ڈیڈ۔۔"عدیل نے خشک حلق سے تھوک نگل کر لرزتی آواز کے ساتھ کہا تھا۔ سہیل کو اسی پل احساس ہوا کہ وہ حرم جیسا نہیں تھا۔

"یہ حقیقت ہے۔اس میں کچھ بھی غلط نہیں اور یہ سچ شاید ساری زندگی نہیں کھل سکتا تھا اگر رمیز نے نازنین پر دوبارہ حملہ کروانے کی کوتاہی نہیں کی ہوتی۔۔"عدیل کا چہرہ انہیں بیک ویو مرر میں زرد محسوس ہو رہا تھا۔وہ اب کھڑکی سے باہر فکر مند نگاہوں سے دیکھتے حرم کے بارے میں سوچ رہے تھے۔

رمیز پیچھے اب تک اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔پھر وہ پلٹا اور اپنی اسٹڈی کی جانب بڑھ آیا۔۔شائستہ نے لرزتے ہاتھوں سے ساتھ رکھا موبائل اٹھایا اور پھر اس پر نمبر ڈائل کرنے لگی۔اسکا سانس ہر گزرتے پل کے ساتھ بند ہوتا جارہا تھا۔۔خوفزدہ نگاہوں سے اسٹڈی کی جانب دیکھتی وہ اب فون کان سے لگائے ہوئے تھی۔ جب آگے سے فون نہیں اٹھایا گیا تو اس نے جھنجھلا کر اسے کان سے ہٹایا۔۔ پھر ایہا کے کمرے کی جانب بڑھ آئی۔۔وہ اپنے کمرے میں تنہا نہیں سونا چاہتی تھی۔اسے رمیز پر رتّی برابر بھروسہ بھی نہیں رہا تھا۔

اپنی اسٹڈی میں رمیز اب اس پینٹنگ کے سامنے بالکل خالی چہرہ لیے کھڑا تھا۔اسکا چہرہ ہر گزرتے پل کے ساتھ سیاہ پڑتا جارہا تھا۔وہ پینٹنگ اور اسکا اطرافی سونے سے سجا فریم ویسے ہی چمک رہا تھا۔۔کسی قدیم لیکن تاریک راز کی مانند۔۔

****

اگلی صبح اُربی ہاؤس میں ہر جانب خاموشی تھی۔نہ کچن سے اٹھا پٹخ کی آوازیں آرہی تھیں اور نہ ہی کسی نفس کی گُفت و شنید سنائی دیتی تھی۔خاموشی اس قدر گہری تھی کہ گمان ہوتا تھا۔۔وہاں انسان ہی نہ بستے ہوں۔۔روحیلہ کا وجود رات سے بخار میں پھنک رہا تھا۔نازنین اور ثانیہ ان کے سرہانے سے ایک پل کے لیے بھی نہیں ہٹی تھیں۔صوفیہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اپنے کمرے میں جاۓ نماز پر بیٹھیں، یاسیت سے تسبیح کے دانے گرا رہی تھیں۔ وجدان کی کتابیں کھلی پڑی تھیں اور وہ بے دلی سے رُخ پھیرے بیڈ پر دراز تھا۔ سہیل رات سے مختلف کانٹیکٹس کے ذریعے معلوم کرواتے رہے تھے۔۔ عدیل ساری رات سو نہیں سکا تھا اور نہ ہی شانزے سے ٹھیک سے مخاطب ہوا تھا۔ وہ جواباً منہ بسورے سو گئی تھی۔ وہ اسے نہیں بتاسکتا تھا کہ ان کے گھرانے کے ساتھ کیسی ذلت جُڑ گئی تھی۔ صد شکر کہ نازنین کے انکشاف پر وہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔۔ نہیں تو اسکے لیے اسے وضاحت دینا بے حد کٹھن ہو جاتا۔۔

اسی صبح کے ساتھ اگر زاویار کے اپارٹمنٹ کا دروازہ پار کیا جاتا تو منظر کچھ اور دکھائی دیتا۔ داخلی روش پار کر کے ذرا آگے بڑھو اور دیوار سے جھانک کر دیکھو تو۔۔ کھانے کی ٹیبل پر وہ ناشتہ لگا رہا تھا۔ ساتھ ساتھ ایک نگاہ کمرے کے دروازے پر بھی ڈالتا جہاں حرم آرام کر رہا تھا۔ اس نے ناشتہ لگا کر چاۓ ٹیبل پر رکھی ہی تھی کہ حرم کمرے کے دروازے سے باہر نکل آیا۔ وہ شاید شاور لے کر آیا تھا۔۔ جینز پر سفید ٹرٹل نیک سوئٹر پہنے۔۔ اسکے چہرے پر زخموں کے نشانات موجود تھے۔ ابرو کے قریب گہرے سے زخم پر زاویار پٹی کر چکا تھا۔ باقی کے زخم توجہ طلب نہیں تھے۔

اسکی حالت پچھلی رات سے خاصی بہتر لگ رہی تھی لیکن چہرے پر پھیلا سپاٹ سا تاثر زاویار کو ٹھٹکا گیا تھا۔ وہ ناشتے کی ٹیبل پر آ بیٹھا تھا۔ اس نے اسے بغور دیکھتے ہوئے، سربراہی کرسی گھسیٹی اور بیٹھ گیا۔

"زخم وقتی تھے۔ جلد ہی مندمل ہو جائیں گے۔ جو زخم ابرو کے پاس آیا ہے۔۔" اس نے اپنے بائیں ابرو کو انگشتِ شہادت سے چھوا تو حرم نے اسے آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔۔ "یہ خطرناک ثابت ہو سکتا تھا اگر آنکھ کے مزید قریب لگتا تو۔ تم اندھے ہو سکتے تھے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ہوا تو نہیں۔" اسکے جواب پر وہ اسے چند پل دیکھتا رہا تھا۔ حرم اسے بدلا ہوا الگ رہا تھا۔ ایک دم خشک اور دُور دُور۔

"تمہیں وہاں اکیلے نہیں جانا چاہیے تھا۔۔"

"کیا سارے شہر کو اپنے ساتھ لے کر جاتا۔۔؟" ماتھے پر بل ڈال کر پوچھا تو زاویار نے اسکے زخموں کا خیال کر لیا۔ نہیں تو ایک عدد گھونسا تو اسے پڑنا ہی چاہیے تھا۔

"میں مر نہیں گیا تھا۔۔" اس نے بھی اسی خُشکی سے کہا تھا لیکن حرم نے کوئی اثر نہیں لیا۔۔

"احمد کے بارے میں پتا چلا مجھے۔۔" اس نے آملیٹ کا ٹکڑا منہ میں رکھتے ہوئے سرسری سا کہا تو زاویار کا ہاتھ لمحے بھر کو ٹھہرا۔ پھر وہ اثر لیے بنا ناشتہ کرنے لگا۔ وہاں محض ایک لمحے تاثر تھا۔۔

"کیسے پتا چلا تمہیں۔۔؟" اس نے اس پر ایک گہری نگاہ ڈالتے ہوئے پوچھا تھا۔ حرم بس۔۔ لمحے کے ہزاوریں حصے کے لیے ٹھہرا تھا۔۔ پھر سنبھل گیا۔۔

"رات کو یہاں تک آتے ہوئے نیوز سن کر پتا چلا تھا۔"

"نیوز سن کر اور کیا کیا پتا چلا تمہیں۔۔؟" اس نے طنز کر کے پوچھا تو حرم نے اسے دیکھا۔ وہ دونوں ہی جیسے بغور ایک دوسرے کی آنکھوں میں کچھ تلاش رہے تھے۔ شاید یہ کہ ان میں سے کون کتنا جانتا تھا۔ حرم نے نظروں کا زاویہ بدل لیا۔۔ گرم گرم چائے حلق سے اتارنے لگا۔

"جن چیزوں کا آشکار ہونا نقصان دہ ثابت ہو۔۔ ان سے دور رہنا چاہیے۔ تمہاری یہ جارحانہ طبیعت تمہیں موت کے گھاٹ اتار سکتی ہے۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے مرنے سے ڈر نہیں لگتا۔۔ "

"اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم مر جاؤ۔۔! جب تک زندہ رہ سکتے ہو۔۔ تب تک زندہ رہو۔" سختی سے کہا۔ زاویار کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔ پھر زبان اپنے رخسار کے اندر پھیرتا اسے دیکھنے لگا۔۔

"تمہارے جسم پر ٹوٹے کانچ کے بہت سے ننھے ذرّوں کے زخم موجود تھے۔ میٹل راڈز کے زخم۔۔ گھونسوں اور لاتوں کے زخم۔۔ لیکن کیا تم جانتے ہو کہ کچھ اور بھی تھا جو مجھے تمہارے زخم صاف کرتے وقت ملا تھا۔۔" حرم نے سانس تک روک لیا تھا۔ لیکن چہرے کو بے تاثر ہی رکھا۔ وہ اسے ابھی کچھ بھی بتانے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ زاویار نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ اٹھایا اور پھر آہستین پیچھے کر کے اسکی زخمی کلائی نگاہوں کے سامنے کی۔۔

"کسی نے تمہارے ہاتھ باندھے تھے۔ تم نے اس بندھے ہاتھوں کے ساتھ یقیناً سامنے موجود شخص کو بہت سے سوالات کے جواب دیے ہونگے کیونکہ تمہاری مزاحمت وقفے وقفے سے کی گئی ہے۔ زخم میرا ہوم گراونڈ ہیں، حرم۔۔ اب بک دو کہ کون تھا وہ۔۔؟" وہ اسے چند پل دیکھتا رہا اور پھر پیچھے ہو بیٹھا۔ بھورا مایہ گرم گرم ہی حلق سے اندر اتار جا چکا تھا۔ اور کپ خالی ہو کر ٹیبل پر رکھے ہوئے تھے۔

"گھوسٹ سے ملا تھا میں۔ وہی شخص جس سے ہماری طرف کی کہانی کا آغاز ہوتا ہے۔ اسی نے طالوت کو مجھے اسائنمنٹ دینے کا کہا تھا۔ جاوید نے اس آدمی کو اپنی پراپرٹی کے کاغذات بطورِ امانت رکھوائے تھے، جو مجھے نکالنے تھے۔ یہ نازنین کی امانت ہے اور اسکے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔۔ ہو گئی تسلّی۔۔؟" آخر میں بہت سے سکون سے پوچھا تھا۔ زاویار جیسے اسکا چہرہ۔۔ اسکی آنکھیں۔۔ اسکا دماغ۔۔ کچھ بھی نہیں پڑھ پا رہا تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم سچ بول رہے ہو۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تمہیں یقین نہیں کرنا تو مت کرو۔۔"اس نے کندھے اچکائے تھے۔

"تم کچھ چھپا رہے ہو۔۔"

"میں تم سے کچھ کیوں چھپاؤنگا۔۔؟"

"تم جانتے ہو کہ مجھے سوال جواب کے ہیر پھیر سے نفرت ہے۔۔تم نے جتنی سیدھی طرح اپنی ملاقات کا ذکر کیا ہے۔۔مجھے یقین ہے کہ حالات اتنے سیدھے نہیں ہونگے۔۔"حرم خالی کپ کو دیکھتا رہا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔اگر مجھے تم سے یہ سب پوشیدہ رکھنا ہوتا تو میں تمہاری طرف ایسی حالت میں کبھی نہیں آتا۔جتنا مجھے تمہیں بتانا چاہیئے تھا میں بتا چکا ہوں۔۔"

"یعنی اب بھی کچھ ایسا ہے جو میں نہیں جانتا۔۔؟"

"تصحیح کرو۔۔اب بھی کچھ ایسا ہے جو تمہیں جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔"اسکے جواب پر زاویار اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

اس نے کہا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔زاویار جانتا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے یا پھر وہ پورا سچ نہیں بتا رہا۔ لیکن اس نے اسے کُریدنا مناسب نہ سمجھا۔اسکی پشت پر ایک آخری نگاہ ڈالتا وہ جونہی ٹیبل سے اٹھنے لگا تو دروازے کی گھنٹی بج اٹھی۔۔حرم داخلی دروازے سے قریب تھا سو آگے بڑھ آیا۔۔دروازہ کھول دیا لیکن پھر چند پل جما رہا۔ پیچھے کھڑا زاویار برتن سنک میں جمع کرتا ہلکے سے مسکرایا تھا۔اس نے حرم کی واپسی کی اطلاع نازنین کو دے دی تھی اور یقیناً دروازے پر اب وہی کھڑی تھی۔۔اسے حرم کی بلند آواز بھی سنائی دی تھی۔۔

"زاویار۔۔۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

****

وہ دروازے میں اسکے عین سامنے کھڑی تھی۔ گلابی رنگ کا لباس زیب تن کیے۔۔ اس نے اپنے گرد سفید چادر لپیٹ رکھی تھی۔ بالوں کو آج اس نے جُوڑے میں قید کر رکھا تھا۔ چہرہ خاموش اور سیاہ آنکھیں بے حد پُر شکوہ تھیں۔ وہ اسکے چہرے پر لگے جابجا زخموں کے نشانات کو دیکھ رہی تھی۔ پھر ابرو کے پاس سفید پٹی تک اسکی نگاہیں ٹھہر سی گئیں۔ حرم نے نظریں پھیر لیں۔۔

"دل تو کر رہا ہے ایک لگاؤں زور سے۔۔" اس نے بہت دھیمی سی آواز میں کہا تھا۔ وہ چہرہ جھکا گیا۔۔ پھر آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تو حیران ہوا۔ سیاہ آنکھوں کے پیالے بھیگے ہوئے تھے اور وہ نچلے لب کو دانتوں تلے دبائے بمشکل خود کو رونے سے روکے ہوئے تھی۔ اس روک تھام میں اسکی ناک سرخ پڑ رہی تھی۔۔

"کیا اندر نہیں بلاؤ گے؟" خفگی سے پوچھا تو وہ جلدی سے اسے راستہ دیتا ایک طرف کو ہو گیا۔ اس زاویار کو تو وہ بعد میں دیکھے گا۔ وہ اندر چلی آئی۔ پرس ایک جانب صوفے پر رکھا اور پھر اپنے پیچھے آتے حرم کی جانب پلٹی۔ ایک لمحے کا وقت بھی ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی وہ۔

"فوراً سے پہلے بتادو کہ تم تین دن سے کہاں غائب تھے۔۔؟ میں مزید سوالات کر کے اپنا اور تمہارا وقت برباد نہیں کرنا چاہتی۔" وہ ہاتھ باندھے، اسے دیکھتی استفسار کر رہی تھی۔ حرم نے ایک سخت سی نگاہ ڈالی تھی زاویار کی پُشت پر۔۔ وہ بے نیازی سے برتن دھونے میں مگن تھا۔

"آپ بیٹھیں۔۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے نہیں بیٹھنا، حرم۔ مجھے بتاؤ تم کہاں تھے؟ تمہارے چہرے پر اتنے زخم کیوں ہیں؟ تمہارے ہاتھ کیوں زخمی ہیں؟ اور تم نے ان تین دنوں میں کسی سے رابطہ کیوں نہیں کیا؟ تم وجدان سے بابا کی ڈائری کے بارے میں کیا بات کر کے گئے تھے۔۔؟ مجھے سب کچھ سچ سچ بتادو۔ کوئی ڈبل مینگ باتیں برداشت نہیں کرونگی میں تمہاری۔۔" وہ تیزی سے بول کر اسے آخر میں تنبیہہ کر گئی تھی۔ وہ اسے دیکھتے ہوئے گہرا سانس لیا تھا۔

"آپکو مجھ پر بھروسہ ہے یا نہیں؟" اس نے ٹھہر کر پوچھا تھا۔ وہ اسے چند لمحات گردن اٹھائے دیکھتی رہی۔۔ پھر بے بسی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپکے بابا نے کچھ رکھا تھا آپکے لیے۔ مجھے آپکی امانت مل چکی ہے لیکن وہ میں آپکو ابھی نہیں دے سکتا۔ پہلے آپکے تحفظ کو یقینی بنانا اہم ہے۔ "

"اتنی مبہم باتیں۔۔ کوئی ایک بات بھی سینس نہیں بنا رہی ہے۔"

"کچھ باتیں وقت کے ساتھ سینس بناتی ہیں۔ آپکو ابھی میری بہت سی باتیں سمجھ نہیں آئینگی۔ کچھ وقت بعد آپکو سب سمجھ آنے لگے گا۔۔ بالکل ویسے ہی جیسے غیر متوقع جگہوں پر میری موجودگی آپکے لیے ایک مُعمّہ تھی۔ لیکن وقت کے ساتھ آپکو ادراک ہو گیا کہ وہ سب ایک لائحہ عمل کا حصہ تھا۔۔ بالکل ویسے ہی۔۔ یہ سب بھی ایک پلان کا حصہ ہے۔ آپکو بس مجھ پر اس سب میں بھروسہ رکھنا ہے۔۔" وہ کہہ کر خاموش ہو گیا تھا۔ زاویار کے پلیٹ دھوتے ہاتھ سست پڑ گئے تھے۔ حرم کیا سوچ رہا تھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔ لیکن وہ اس پر بھروسہ کرنا چاہتا تھا۔ نازنین اسے گُومگوں کی سی کیفیت میں دیکھتی رہی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اتنے زخم، حرم۔۔! اسے کیسے جسٹفائی کرو گے۔۔؟ کیا ان زخموں کی وجہ میں نہیں ہوں؟" اسکی آنکھوں زخمی دکھ رہی تھیں۔

"آپ کی وجہ سے کچھ نہیں ہوا ہے۔ یہ سب میرا اپنا فیصلہ تھا۔ اگر میں اس اسائنمنٹ کے لیے ہامی نہیں بھرتا تو مجھے یہ زخم کبھی نہیں لگتے۔ یہ میرا کام ہے۔ کام سمجھتی ہیں ناں آپ۔۔؟ کام، کام ہوتا ہے۔ اسکے لیے میں صرف خود کو بلیم کر سکتا ہوں۔" وہ بالکل پر سکون تھا۔ اسکا سکون اپارٹمنٹ میں موجود دونوں نفوس کو اندر سے کہیں بے چین کر رہا تھا۔ زاویار نے دُھلے برتن ریک میں رکھ دیے تھے اور اب وہ نازنین کے لیے تازہ چائے کپ میں انڈیل رہا تھا۔

"تھینک یو۔۔ میرے پاس تمہارے لیے مزید الفاظ نہیں ہیں۔ "

"میں نے آپ سے کہا ناں کہ یہ میرا کام ہے۔ مجھے اس کے پیسے ملتے ہیں۔ میں اسے آپکی ہمدردی یا پھر رحم دلی کے تحت نہیں کر رہا۔ میں اتنا اچھا نہیں ہوں۔" بھوری آنکھیں اس صبح پہلی دفعہ ہلکا سا مسکرائی تھیں۔ زاویار متبسم چہرے کے ساتھ مڑا تھا۔ نازنین نہیں مسکرا سکی۔۔

"میرے بھائی سے وعدہ کیا تھا تم نے۔۔؟" اس نے پوچھا تو آگے بڑھتا زاویار اور سامنے کھڑا حرم ٹھہر کر اسے دیکھنے لگے۔ پھر اس نے خجل ہو کر سر ہلایا۔

"تم نے مجھے کہا تھا کہ وعدے بھاری ہوتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ تم اب تک کتنے بوجھ تلے دبے تھے۔ کیا میرے بھائی سے کیا گیا وعدہ بہت بھاری تھا۔۔؟" کہتے ہوئے اسکی پتلیاں گلابی ہونے لگی تھیں۔ حرم نے اسکی زخمی آنکھوں کو دیکھا تو اندر کہیں کچھ چبھ سا گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وعدے تو بھاری ہوتے ہی ہیں۔۔" اس نے سادگی سے کہا تھا۔ وہ اسکے ایسے ارتکاز پر اس سے جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔

اور کچھ جگہیں ہوتی ہیں جہاں انسان چاہ کر بھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ زاویار نے اسے چائے کا کپ لا کر تھمایا تو اس نے سر کے خم سے شکریہ ادا کیا۔ پھر وہ دونوں آگے بڑھ کر صوفوں پر آبیٹھے۔۔

"تم کیسے ہو، زاویار؟" وہ اب چہرہ پھیرے اس سے پوچھ رہی۔ وہ کرسی پر دھری جیکٹ پہن رہا تھا۔ شاید کہیں جانے کی تیاری میں تھا وہ۔۔ حرم نے بھی چہرہ گھما کر اسکی جانب دیکھا۔

"پرفیکٹ۔۔ "

"تم کہیں جا رہے ہو کیا۔۔؟" وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکا۔ زاویار نے چہرہ اسکی جانب پھیرا تھا۔

"ہاں۔۔ ساتھ اسٹور سے کچھ سامان لینا ہے۔ تھوڑی دیر میں آ جاؤنگا۔" اس نے کہا اور اگلے ہی پل چابیاں سلیب سے اٹھاتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ وہ دونوں اسکی عجلت پر اسے گردن پھیرے تک رہے تھے۔ زاویار تیزی سے آگے بڑھ آیا۔۔ پھر کچھ دور سڑک پر ٹھہر کر گہرا سانس لیا۔ اب وہ پیدل ہی آگے بڑھ رہا تھا۔ اسٹور پیچھے جا چکا تھا۔۔ وہ ان دونوں کو اکیلے میں اطمینان سے بات کرنے دینا چاہتا تھا۔ ویسے بھی جیسی فکر اس نے نازنین کی آنکھوں میں حرم کے لیے دیکھی تھی۔۔ وہ اسکے اندر خالی پن اتارنے کے لیے کافی تھی۔۔ وہ اپنے دوست کے لیے خوش تھا لیکن کیا وہ خود کے لیے خوش تھا۔۔؟ پیچھے وہ دونوں اب ایک دوسرے کی جانب متوجہ ہو چکے تھے۔

"زاویار ٹھیک ہے۔۔؟" نازنین اب تک بند دروازے کو نگاہیں پھیر کر دیکھ رہی تھی۔ حرم نے گہرا سانس لیا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ ٹھیک نہیں ہے۔احمد باپ تھا اسکا۔لیکن وہ کسی کو نہیں بتائے گا۔۔ اسی لیے اس سے پوچھنا بیکار ہے۔"

وہ خاموش سی ہو کر چائے کے بھاپ اُڑاتے کپ کو دیکھنے لگی تھی۔زاویار کے لیے اسکے دل میں بہت وارم سی جگہ تھی۔وہ اسے اس زندگی میں ملنے والا بہت پیارا انسان تھا۔

"گھر میں کیسا ہے سب۔۔؟"اس نے پوچھا تو ناز نین پیچھے ہو بیٹھی۔حرم کے سوال پر اسکے اندر تھکن سی اترنے لگی تھی۔

"گھر میں سب کو رمیز کی حقیقت پتا چل چکی ہے۔تمہارے غائب رہنے کی وجہ سے سب خاصے پریشان ہو گئے تھے۔ انکل نے رمیز کے گھر جا کر اسے شاید دھمکایا بھی ہے۔ ہم سب کو لگا تھا کہ تمہاری غیر موجودگی کے پیچھے رمیز کا ہاتھ ہے۔۔ پھپھو کو بھی دادا اور بابا کے ۔۔۔ قتل کے بارے میں پتا چل چکا ہے۔ رمیز سے کُھلی دشمنی کا اعلان کیا جا چکا ہے اب۔۔"وہ اسکی بات سن کر بھی بے تاثر ہی بیٹھا رہا۔ناز نین نے بغور اسکے چہرے کو دیکھا۔

"کیا تمہیں حیرت نہیں ہوئی۔۔؟ "

"نہیں۔یہ سب کبھی نہ کبھی تو سب کے سامنے آنا ہی تھا۔لیکن ڈیڈ کو اتنی جلد بازی سے کام لینے کی ضرورت نہیں تھی۔میں اپنی حفاظت کرنا جانتا ہوں۔۔۔"

"واقعات اتنی تیزی سے ہوئے کہ کوئی بھی کسی چیز کا ادراک نہیں کر پایا۔ جسے جو ٹھیک لگا اس نے وہی کیا۔ سہیل انکل تمہاری وجہ سے پریشان تھے۔ وہ رمیز سے واقف تھے۔۔ وہ تمہیں کسی مصیبت میں نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کا قدم غلط نہیں تھا۔۔ پھپھو عدیل کے ساتھ ان کے پیچھے گئ تھیں۔۔شاید تب

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہی انہوں نے رمیز کا انکشف سن لیا ہو گا۔" وہ یاسیت سے بول کر خاموش ہو گئ تھی۔ حرم نے نچلا لب دانتوں تلے دبا رکھا تھا۔ اسکے ابرو پر لگا زخم درد کرنے لگا تھا۔

"مام نے کیسے فیس کیا سب کچھ۔۔۔؟ "

"انہیں رات سے بہت تیز بخار ہے۔ گھر میں کچھ بھی اسٹیبل نہیں۔ سب جیسے ایک ہی رات میں درہم برہم ہو گیا ہے۔۔" وہ اسکی بات سن کر ہونٹوں پر بند مٹھی رکھ گیا تھا۔

" پھپھو کے لیے اپنے بھائی کو قاتل تسلیم کرنا بہت مشکل ہو رہا ہے۔۔" اس نے آہستہ سے کہا تھا۔ حرم نے اپنی نگاہیں اسکی جانب پھیریں۔

" آپ نے بھی تو سب کچھ خاموشی سے کتنا عرصہ برداشت کیا ہے۔ ان لوگوں کو آپکی تکلیف کا اندازہ اب ہوا ہے۔۔" اسکے لہجے میں کھلی تلخی پر نازنین نے اسے تادیبی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"میں انہیں ایسی تکلیف میں نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ جو میں نے برداشت کیا۔۔ وہ میں کبھی کسی کو برداشت کرتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتی۔ "

"تکلیف سے گزرے بغیر وہ آپکی تکلیف کا ادراک نہیں کر سکتے تھے۔ ان کے لیے یہ سب مزاق رہا تھا ایک عرصے تک۔ ویسے بھی جب تک انسان کے ساتھ خود کچھ نہ ہو۔۔ تب تک اسے دوسروں کے تکلیف مزاق لگتی رہتی ہے۔ آپ یہ سب برداشت کر سکتی ہیں لیکن قدرت اتنے بھیانک مزاق برداشت نہیں کیا کرتی۔ یہ دنیا کاز اور ایفیکٹ پر چلتی ہے۔ جو انسان جیسا کرتا ہے، اسکے ساتھ ویسا ہی کیا جاتا ہے۔۔ ویسا نہ کیا جائے تو وہ شیطان بن جائے گا۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکا انداز تلخ تھا۔ ناز نین نے گہرا سانس لے کر اسے دیکھا تھا۔

"میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔۔" کچھ دیر بعد اس نے کہا تو حرم نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ اب خالی کپ سینٹرل ٹیبل پر رکھ رہی تھی۔ پھر اسکی جانب سکون سے دیکھا۔۔

"کیسا فیصلہ۔۔؟ "

"تمہارے گھرانے سے۔۔ رمیز کی نظروں سے۔۔ اس دنیا کی نظروں سے کہیں دور جانے کا فیصلہ۔ رمیز کو مجھ سے مسئلہ ہے ناں۔ تو اس سب کے لیے میں تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو خطرے میں نہیں ڈال سکتی۔۔"

"آپکا فیصلہ بالکل غلط ہے۔۔" اس نے اسکا فیصلہ اگلے ہی پل رد کر دیا تھا۔ وہ ذرا بھی حیران نہیں ہوئی۔ شاید کہیں اندر وہ اسکے ایسے رد عمل کی ہی توقع کر رہی تھی۔

"میرا فیصلہ بالکل درست ہے۔۔ "

"مجھے کچھ وقت دیں۔۔ میں سب کچھ ٹھیک کر دونگا۔۔ مجھے بس تھوڑا ٹائم دیں آپ۔۔ "

"اٹھارہ سال ایک بہت بڑا عرصہ ہوتا ہے، حرم۔ کیا کبھی رمیز اپنے ناپاک عزائم سے پیچھے ہٹا جو اب ہٹے گا۔۔؟ وہ کبھی ایسا نہیں کرے گا۔ وہ کبھی نہیں بدلے گا۔ اپنے آپکو۔۔ اور اپنے گھرانے کو بچاؤ۔۔ میری فکر مت کرو۔۔ میں ٹھیک رہونگی۔۔" وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔ حرم اسکے جواب میں نہیں مسکرایا۔

"آپ نے کہا تھا آپ مجھ پر بھروسہ کرتی ہیں۔ "

"وہ تو میں اب بھی کرتی ہوں۔ لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں اپنی حیات کے تمام بوجھ تمہارے شانوں پر ڈالتی جاؤں۔ ٹھیک ہے کہ تم نے وعدہ کیا تھا لیکن ایک وعدے کے پیچھے اپنی زندگی تباہ کرنا سراسر بیوقوفی ہے۔ یہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

میری زندگی ہے اور میرا گھرانہ میری ذمہ داری ہے۔۔"وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔حرم نے اسے کلائی سے تھام کر روک لیا تھا۔وہ ٹھہر گئی تھی۔پھر چہرہ جھکا کر اسے دیکھا۔

"آپ میری ذمہ داری ہیں اور آپ۔۔"وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔نازنین اسے آنکھیں اٹھائے دیکھنے لگی تھی۔۔ "کہیں نہیں جا رہی ہیں۔" اگلے ہی پل وہ اسے کلائی سے تھامے ہی آگے بڑھ آیا تھا۔ وہ اسے منع کرنا چاہ رہی تھی لیکن وہ اسے منع نہیں کر پائی۔۔ کسی سحر کے زیرِ اثر وہ اسکے ساتھ کھنچی چلی جا رہی تھی۔

"کہاں جا رہے ہیں ہم۔۔؟ "

"گھر۔۔آپکو یوں اکیلے نہیں آنا چاہیے تھا۔ "

"دیکھو تو ذرا کون کہہ رہا ہے یہ۔۔!"اس نے چوٹ کرتے ہوئے کہا تو کار کا دروازہ کھولتا حرم گردن جھکائے ہی مسکرایا تھا۔ پھر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"آپ میں اور مجھ میں زمین اور آسمان جتنا فرق ہے۔۔ "

"کیا تم مجھے کمزور کہہ رہے ہو۔۔؟"سیاہ آنکھوں میں ہلکا سا طنز لیے وہ اسے گھور رہی تھی۔وہ اسکی آنکھوں سے اپنی آنکھیں نہیں ہٹا سکا۔

"آپ کمزور نہیں ہیں۔آپ کمزوری ہیں کسی کی۔۔اب بیٹھیں۔۔"آہستہ سے کہا تو نازنین نے ناسمجھی سے اسکی جانب دیکھا۔ابھی وہ ہاتھ باندھ کر اس سے بحث کرنے کا ارادہ رکھتی ہی تھی کہ اس نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔

"کیا مطلب کمزوری ہوں میں؟"وہ اب اسکے برابر نشست پر بیٹھی،چہرہ پھیرے پوچھ رہی تھی۔حرم مسکرایا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کچھ نہیں۔۔"نازنین نے اسے ایک آخری دفعہ غور سے دیکھا تھا۔وہ جانتی تھی کہ اب وہ اسکے پوچھنے پر بھی نہیں بتانے والا تھا۔اس نے گہرا سانس لیا اور پھر کھڑکی سے باہر بھاگتی زندگی کو دیکھنے لگی۔

"پہلی دفعہ میرے گھر آنا اتفاق نہیں تھا ناں؟"کچھ دیر بعد اس نے پوچھا تھا۔موڑ کاٹتے حرم نے اسے دیکھا۔

"نہیں۔۔پلان تھا۔ "

"تم نے جان بُوجھ کر اپنا ہاتھ زخمی کیا تھا۔۔؟"وہ حیران ہوئی تھی۔اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔بالکل آرام سے۔۔جیسے ہاتھ زخمی کرنا تو روز کا کام ہو۔۔

"پھر تم مجھے۔۔رمیز کے آفس میں ملے۔۔یونیورسٹی میں،شجاع سے بچاتے وقت،شائستہ تائی سے میرا بدلہ لیتے وقت۔۔میں حیران ہو رہی ہوں کہ تم نے کیا کیا پلان کیا ہو گا۔کیا تم مجھ سے ملنے سے پہلے بھی مجھ سے واقف تھے؟"

"جی۔۔"کتنی سعادت مندی سے "جی" کہہ رہا تھا۔وہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔۔

"جب تم نے مجھے اپروچ کیا تھا پہلی دفعہ۔۔رضا کی مہندی والے دن۔۔کیا وہ بھی پلان تھا۔۔؟"حرم نے گہرا سانس لے کر اسے دیکھا تھا۔

"جی۔۔وہ بھی پلان تھا۔۔"وہ کچھ پل بول نہیں سکی۔گردن پھیر کر اسے چپ چاپ دیکھتی رہی۔حرم اثر لیے بنا ڈرائیو کرتا رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"تمہیں کیسے پتا چلتا تھا کہ میں کہاں ہوں؟ عین وقت پر کیسے پہنچ جاتے تھے تم۔۔؟" اسکے سوال پر حرم کی نگاہ اس کے پرس پر پھسلی تھی۔ نازنین نے اسکی نگاہوں کے تعاقب میں اپنے پرس کی جانب دیکھا اور پھر جیسے وہ ساکت سی ہو گئی۔۔

"جی۔۔ اس میں ٹریسر بھی میں نے لگایا تھا۔ میں اور سارنگ آپکی لوکیشنز ریگیولیٹ کر رہے تھے۔۔" وہ اسے منہ کھولے دیکھنے لگی تھی۔

"مجھے کئی دفعہ محسوس ہوتا تھا جیسے میرے پیچھے کوئی ہے۔ کوئی ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے۔۔ میں گردن پھیر کر دیکھتی تو کوئی نہیں ہوتا تھا۔۔ کیا تم تب بھی میرے آس پاس تھے۔۔؟"

"جی۔۔" اور وہ اسکے بعد جیسے کوئی سوال ہی نہیں کر پائی۔ جتنی صفائی کے ساتھ اس نے یہ سب کام کیے تھے۔۔ وہ نازنین کے لیے باعثِ تعجب تھا۔

"میں اسپیچلیس ہو گئی ہوں۔ حرم اُربی کے پلانز اور جھوٹ کی ایک طویل فہرست نے مجھ سے واقعتاً میرے سارے الفاظ ضبط کر لیے ہیں۔۔" اسکے تبصرے پر وہ سر ہلا کر رہ گیا تھا۔ کچھ پل بعد وہ پھر سے خاموشی کے ساتھ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی تو حرم کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔ اب وہاں محض سنجیدگی تھی۔۔ اور شاید کچھ پریشانی بھی۔۔

******

رمیز آفس کے لیے تیار ہوا لاؤنج سے گزر کر داخلی دروازے کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ۔۔ اپنے عقب میں بھاگتے قدموں کی چاپ سن کر ٹھہر سا گیا۔ پھر چہرہ پھیر کر دیکھا۔۔ ایہا بکھرے بالوں اور متورم آنکھوں کے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ساتھ اس تک دوڑتی آرہی تھی۔ اسکا وجود حد درجہ کمزور محسوس ہو رہا تھا۔ لیکن رمیز کی آنکھوں میں پھیلی برف نہیں پگھلی۔۔

"کیا حرم کو بھی مار دیا ہے آپ نے۔۔؟" وہ یکدم ہی قریب آکر زور سے چلائی تھی۔ شائستہ نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر پیچھے کی جانب کھینچا تھا۔ وہ رمیز کے ہر ردعمل سے ڈرتی تھی۔

"میرے پاس تمہارے فضول سوالوں کے جواب نہیں ہیں۔ اپنی حالت درست کرو۔۔ "

"آپ نے اسے بھی مار دیا ہو گا۔ آپ سب کو مار دیں گے۔۔ آپ نے احمد کو بھی مار دیا۔ آپ نے دادا اور چاچو کو بھی مار دیا ہے۔۔"

وہ اب بلند آواز سے رو رہی تھی۔ کئی دنوں سے اسکی زبان بالکل خاموش تھی اور آج وہ اپنے اندر بڑھتا شور مزید سہار نہیں پائی تھی۔۔ اسی لیے اس پر چلاّ رہی تھی۔ رمیز نے تنفر سے گہرا سانس لے کر شائستہ کی جانب دیکھا تھا۔

"کیا یہ علاج کروا رہی ہو تم اپنی بیٹی کا۔۔؟ اسے مجھ سے بات کرنے کی تمیز تک نہیں رہی ہے۔۔ "

"اپنے اعمال کا بوجھ میری بچی پر نہیں ڈالو، رمیز۔۔" اس نے دوبدو کہا تو رمیز نے بمشکل اپنے اٹھتے ہاتھ کو روکا تھا۔ پھر اس نے زور سے ملازم کو آواز دی۔ اگلے ہی پل ملازمین کی دوڑیں لگ گئی تھیں۔ وہ سب اسکے سامنے گردن جھکائے کھڑے تھے۔

"لے کر جاؤ، ایہا میڈم کو اپنے کمرے میں۔۔ اور تب بند رکھنا اسے جب تک دماغ درست نہ ہو جائے اس کا۔۔" اس کے کہنے پر جہاں شائستہ چونکی تھی وہیں ایہا کی نگاہیں بھی پتھرائی تھیں۔ وہ بے یقینی سے اپنے باپ کی نگاہوں میں ابھرتی کاٹ کو دیکھ رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ۔۔یہ کیابکواس کررہے ہوتم۔۔؟"شائستہ کواسکی ذہنی حالت پرشک ساہونے لگاتھا۔رمیز نے آگے بڑھ کر اسکی گرفت سے ایہاکوزبردستی چھڑایااور پھراسے ملازم کے حوالے کیا۔وہ اب بلندوبانگ چیخوں سے ساراقصر سر پراٹھاچکی تھی۔

"تم پاگل ہوگئے ہو کیا۔۔؟ وہ اسٹیبل نہیں ہے۔ تم اسکے ساتھ ایسا نہیں کرسکتے۔۔ میں۔۔ میں پولیس میں رپورٹ کردونگی۔۔" وہ ہکلا کر کہہ رہی تھی۔ رمیز نے اس پر آخری نگاہ ڈالی اور پھرپلٹ گیا۔ شائستہ اب ملازمین کو چلاکراسے کمرے سے باہر نکالنے کے لیے کہہ رہی تھی لیکن ملازمین اسکی بات پر کوئی جواب نہیں دے رہے تھے۔

وہ کار کی پچھلی نشست پر آبیٹھاتھا۔۔اسکی آنکھیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بالکل غیر انسانی ہوتی جارہی تھیں۔

"باقر صاحب ملناچاہتے ہیں آپ سے، سر۔احمد کی موت کے بعدسے وہ آپکی ملاقات کا متمنی ہے۔کیاجواب دوں انہیں۔۔؟"باقر کانام سنتے ہی اسکے چہرے پرناگواری سی پھیل گئ تھی۔ایک توان انویسٹرز نے اسکی ناک میں دم کررکھاتھا۔اس نے اسی ناگواری سے شاہی کی جانب چہرہ گھمایاتھا۔

"ٹھیک ہے۔۔طے کردوملاقات۔۔ "

شاہی نے اسکے حکم پرسراثبات میں ہلایااور پھراسی تیزی سے گاڑی آگے بڑھالے گیا۔اپنے موبائل کی اسکرین پر موجودمیلزکوانگوٹھے سے نیچے کرتے رمیز کے چہرے سے اندازہ لگانامشکل تھاکہ وہ کیاسوچ رہاتھا۔۔لیکن جووہ سوچ رہاتھا۔وہ بہت خوفناک تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

****

بلند وبالا عمارت کے چمکتے شیشے خنک سی دھوپ کی تمازت تلے جُھلس رہے تھے۔ داخلی دروازے کے پار بہت سے افراد کی آمد ورفت جاری تھی۔ سوٹڈ بوٹڈ اُمراء اپنے پرسنل سیکریٹریز کے ساتھ آ جا رہے تھے۔ فرم ایک بار پھر سے زندگی کا پتا دینے لگی تھی۔ رمیز نے آج اپنے آفس میں میٹنگ رکھنے کے بجائے، باقر سے لابی میں ملاقات کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ پبلک فِگر بنتا جارہا تھا تو اسے خود کو پیش پیش رکھنا تھا۔ وہ لوگوں کی نگاہوں میں خود کو ایکٹو ثابت کرنا چاہتا تھا۔ اگرچہ اندر ہی اندر احمد کے قتل کی بہت سی سرگوشیاں اسے چلتے پھرتے سنائی دی تھیں۔۔ لیکن اگر وہ ان چھوٹے معاملات کو خاطر خواہ توجہ دینے لگتا تو اسکے لیے اتنی بڑی ایمپائر کو سنبھالنا ناممکن ہو جاتا۔ فضول خیالات کو اپنے ذہن میں جگہ دینا اس نے سیکھا ہی نہیں تھا۔

قیمتی سے تھری پیس سوٹ میں ملبوس، ٹانگ پر ٹانگ جمائے، لابی میں لگے پُر تعیش سے سنگل صوفے پر براجمان وہ اپنے مقابل بیٹھے باقر کی طیش کے باعث دہکتی رنگت کو سکون سے تک رہا تھا۔ درمیانے ٹیبل پر رکھی کافی کی بھاپ جیسے باقر کو کہیں اندر تک جُھلسا رہی تھی۔

"تم نے ہم سب انویسٹرز کو کنارے سے لگا دیا ہے۔ احمد کے قتل کے حوالے سے بہت سی باتیں سوشل میڈیا سمیت، الیکٹرانک میڈیا تک میں گردش کر رہی ہیں۔ تم کوئی اسٹیٹمنٹ نہیں دے رہے۔۔ نہ ہی اس معاملے کو صاف کر رہے ہو۔ زیرِ زمین کام کرتی تنظیم کا عمل بھی ٹھپ ہو کر رہ گیا ہے اور تم ہمیں تسلی بخش جواب دینے کے بجائے۔۔ محض ٹال رہے ہو۔۔ آخر تم کرنا کیا چاہتے ہو۔۔؟ ہمارا ان سب کاموں میں برابر کا پیسہ لگا ہے۔۔ ہم تمہیں اس سب پر اکیلے حکمرانی کرنے نہیں دے سکتے۔"

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لوگوں کا خیال کر کے ہی وہ خود پر بمشکل ضبط کرتا دھیمے لہجے میں بول رہا تھا۔ ویسے بھی اتنے لوگوں کے درمیان رمیز سے بات کرنا اسکے لیے سخت ناپسندیدہ تھا۔ لیکن رمیز نے یہ ملاقات یہاں رکھوائی ہی اسی لیے تھی تاکہ وہ اس پر چاہ کر بھی چلاّ نہیں سکے۔

وہ ہلکا سا جھکا۔۔ اپنی کافی اٹھائی اور پھر سے پیچھے ہو بیٹھا۔ کنپٹی میں ابھری سفیدی اسکے چہرے کو شفیق سا تاثر دینے میں ناکام ہو رہی تھیں اور آنکھوں کی پر سکون سی سرد مہری میں ہر گزرتے لمحے اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

"تم تمام حالات سے واقف ہو۔ میرے ارد گرد کرائسز کا ایک جال تھا جس سے میں بمشکل نکلا ہوں۔ اب بھی بہت سی کمپنیاں ہماری فرم کو پراجیکٹس دینے سے انکاری ہیں۔۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ کام جلد ہی معمول پر آجائے گا۔ تمہیں بزنس کرنے کے لیے صبر کی ضرورت ہے، باقر۔ تمہاری جلد بازی تمہیں لے ڈوبے گی۔۔" آخری الفاظ اس نے بہت آہستگی سے کہے تھے۔ سامنے براجمان باقر ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔۔

"تم مجھے دیوار سے نہیں لگا سکتے۔۔ میں تمہاری اپنی ہی فرم میں تمہارے لیے دُشمن کھڑے کر سکتا ہوں۔۔ میں تمہیں گرا سکتا ہوں۔۔ مجھے میرے تمام شیئرز کی رقم کا ایک منقسم حصہ چاہیئے۔" باقر حمدانی کا بس نہیں چلتا تھا وہ اس پر گرم کافی الٹ دیتا۔ رمیز نے اپنا کپ سامنے رکھ دیا۔ پھر سیدھا ہو بیٹھا۔۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔۔

"وہ کہتے ہیں کہ جو حلق تک آنے لگیں تو ان کے حلق کاٹ کر پھینک دینے چاہیئے۔ لیکن میں ایسا نہیں کرونگا۔ میں تمہارے مطالبات کو قبول کرونگا۔ اپنی ہی فرم میں۔۔ میں مزید جھول برداشت نہیں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کر سکتا۔ تم جاؤ۔۔ کل تک تمہاری رکی ہوئی رقم کلیئر ہو جائے گی۔" اس نے کہا تو باقر اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ اسے رمیز پر ذرا سا بھی بھروسہ نہیں تھا۔

"تمہارے پاس میرے مطالبات تسلیم کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے، رمیز۔ یاد رکھنا۔ کوئی بھی چالبازی تمہارے لیے ہی جال ثابت ہو سکتی ہے۔۔ میں اپنی رقم کا انتظار کرونگا۔" وہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ پھر باہر کی جانب بڑھ گیا۔ رمیز کا مسکراتا چہرہ خاموش ہو گیا۔۔ آنکھوں میں وحشت سی اترنے لگی۔ پھر وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ پیچھے لابی میں اب تک لوگوں کی آمد و رفت جاری تھی۔

****

وہ نازنین کے ساتھ گھر چلا آیا تھا۔ پھر اگلے کئی گھنٹوں تک وہ ہر ایک کے سوالات کے جوابات دیتا رہا۔ سہیل نے اس سے کوئی سوال البتہ نہیں کیا تھا۔ وہ اسے دیکھتے ہی سکون کا سانس لیتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ آئے تھے۔ ڈھلتی شام کے سائے بڑھنے لگے۔۔ گھر والے اب تک کل کے انکشاف سے سہمے ہوئے تھے۔ نازنین، وجدان، اور حرم کے علاوہ ہر ایک کو حالات سمجھنے کی ضرورت تھی۔ وہ تینوں ہی اب گھر والوں کو معمول کی زندگی کی طرف لے کر آ رہے تھے۔

حرم اپنے کمرے میں موجود تھا جب دروازہ دھکیلے جانے کی آواز پر ادھر کو پلٹا۔ وہاں ثانیہ کھڑی تھی۔۔ وہ جب سے آیا تھا تب سے ثانیہ نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ شاید وہ اس سے ناراض تھی لیکن حرم نے اسے منانے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔ وہ چند پل اسے بھیگی آنکھوں سے دیکھتی رہی اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر اس سے آ لگی۔۔ پھر وہ روتی رہی۔۔ اس نے گہرا سانس لے کر اسے خود سے الگ کیا تھا۔

"ثانیہ میں ٹھیک ہوں۔۔ "

"مجھے لگا تھا آپکو کچھ ہو گیا ہے۔ میں کسی سے بھی کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔ سب اتنے پریشان تھے، بھائی۔ پھر ماموں کے حوالے سے جو سب کہہ رہے تھے۔۔ میں ایک دم سے بہت کنفیوز ہو گئی تھی۔ مجھے آپکی ضرورت تھی۔۔" وہ ایک بار پھر سے اس سے لگی روتی ہوئی کہتی جا رہی تھی۔ حرم نے ہاتھ اٹھا کر اسے ہلکا سا تھپکا۔۔ پھر اسے خود سے الگ کر کے دیکھا۔۔

"اچھا تو تم اپنی وجہ سے رو رہی ہو۔ مجھے لگا شاید میری جدائی میں بہا رہی ہو یہ آنسو۔۔" سنجیدگی سے کہا تو ثانیہ نے دونوں ہاتھوں سے اسے پرے ہٹایا۔ وہ مسکرا دیا تھا۔۔

"میں تین دن کیا غائب رہا۔۔ تم لوگوں نے تو سب کچھ الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔۔" وہ اب برش اٹھا کر بالوں میں پھیر رہا تھا۔ ثانیہ نے آنکھیں صاف کیں پھر اسے دیکھا۔

"کیا آپ واقعی۔۔ ماموں کی حقیقت جانتے تھے، بھائی۔۔؟" اس نے برش سنگھار آئینے پر رکھا اور پھر ایک نظر ثانیہ پر ڈالی۔ وہ اسے واقعتاً بہت کنفیوژ اور ڈری ہوئی لگ رہی تھی۔ وہ گہرا سانس لیتا آگے بڑھا۔۔ پھر اسے دونوں بازوؤں سے تھام کر بیڈ پر بٹھایا۔

وہ اسے چہرہ اٹھائے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں۔۔ میں اسکی حقیقت سے واقف تھا۔۔ "

"گھر میں آپ نے کسی کو بتایا کیوں نہیں پھر۔۔؟ "

"کیا بتاتا۔۔؟ یہ کہ تمہارے ماموں اور مام کا بھائی اپنے ہی گھرانے کا قاتل ہے۔ جو اب ہو رہا ہے تب بھی یہی ہوتا۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"لیکن آپ اکیلے یہ سب فیس کر رہے تھے۔ ہمیں پتا ہونا چاہیے کہ آپ کونسی جنگ لڑ رہے ہیں۔ آپ نازنین آپی کو بچانے اکیلے گئے۔۔ سب کچھ آپ نے اکیلے کیا۔۔ آپ سب کچھ خود کیوں کرنا چاہتے ہیں۔۔؟ آپ جانتے ہیں ناں کہ ماموں کتنے خطرناک ثابت ہوسکتے تھے آپ کے لیے۔۔" وہ بھیگتی آنکھوں کے ساتھ کہتی جا رہی تھی۔ حرم بیڈ پر اسکے برابر میں آ بیٹھا۔

"میں جانتا ہوں کہ وہ کتنا خطرناک ہے۔ لیکن یہ دو الگ الگ معاملات تھے۔ میں گھر والوں کو اپنے کام میں انوالو نہیں کر سکتا تھا۔ اس سے پھر تم سب کی سیفٹی بھی خطرے میں پڑ سکتی تھی۔" وہ اسے بھوری آنکھوں سے چند پل دیکھتی رہی۔ پھر چہرہ پھیر لیا۔۔

"اگر آپ کے ساتھ یہ حادثہ نہ ہوا ہوتا تو شاید ہم گھر والوں کو کبھی پتا ہی نہیں چلتا۔۔ کہ آپ ہمارے پیچھے کیا کچھ کرتے پھر رہے ہیں۔۔" وہ اسکی بات پر نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دیا تھا۔ پھر ابرو اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"کیا کچھ کرتا پھر رہا ہوں۔۔ اس جملے کو سن کر ایسا لگ رہا ہے جیسے میں نے انڈر ورلڈ ریڈ مافیا جوائن کر لی ہے۔۔ "

"بھائی میں مزاق نہیں کر رہی ہوں۔" وہ اسکے بے وقت کے مزاح پر جھنجھلائی تھی۔ حرم خاموش ہو گیا۔

"میں سچ میں مزاق نہیں کر رہی ہوں، بھائی۔ میں پریشان ہوں۔۔ ماں کی حالت اور پھر نازنین آپی کے ساتھ ہوئے واقعات کی تفصیلات سن کر تو مجھے نیند ہی نہیں آ رہی ہے۔ رمیز ماموں کبھی ایسا کرسکتے ہیں۔۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ اور آپ۔۔ آپ نازنین آپی کو ان سے بچا رہے ہیں۔ وہ آپ پر بھی حملہ کروا سکتے ہیں۔ وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں، بھائی۔۔" پریشانی اور بے چینی اسکے ہر لفظ سے عیاں تھی۔ حرم نے بوجھل سا سانس لیا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ ایسا ہی ہے۔یہ ایسا کیوں ہے۔۔میرے پاس اسکے لیے کوئی جواب نہیں۔۔" پھر اسکی جانب چہرہ گھمایا اور اسکی اونچی پونی ٹیل کو ہلکا سا کھینچا۔ "بھائی ہے ناں، ثانی۔۔کچھ نہیں ہو گا۔میں سب ٹھیک کر دونگا۔۔بس کچھ دنوں کی بات ہے۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

"آپ سچ کہہ رہے ہیں ناں۔۔؟" وہ خوفزدہ ہوئی اسے دیکھتی پوچھ رہی تھی۔وہ ہلکا سا مسکرایا پھر اثبات میں سر ہلاتا سیدھا ہوا۔۔

"بالکل۔۔اب جاؤ۔۔میرے لیے کافی بنا کر لاؤ۔۔تب تک میں ڈیڈ سے ذرا دو دو ہاتھ کر لوں۔ "

"آپ ان سے جھگڑیں گے نہیں۔۔" وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ اسکے سختی سے کہنے پر دوبارہ بیٹھ گیا۔

"کیوں۔۔؟ "

"ڈیڈ آپکے لیے بہت پریشان تھے۔پلیز انہیں طنز یا تنقید کا نشانہ مت بنایئے گا آپ۔۔ "

"یار دیکھو۔۔میرا اور ڈیڈ کا جھگڑا نہ ہو۔۔ایسا کیسے ممکن ہے۔۔؟میں اور وہ زینوں پر ایک ساتھ چڑھیں تو ہمارا جھگڑا ہو جاتا ہے۔۔ "

"بھائی میں نے منع کر دیا ہے آپکو۔۔ "

"اچھا بابا۔۔اب جاؤ۔۔میرا ان سے فی الحال جھگڑا کرنے کا سچ میں کوئی موڈ نہیں ہے۔بس بات کرنی ہے کچھ ان سے۔۔" اسکی چھوٹی سی ناک کھینچی اور پھر اسکی ابھرتی چیخ کی پرواہ کیے بغیر اٹھ کر کمرے سے باہر چلا آیا۔اب اسکا رُخ سہیل کے کمرے کی جانب تھا۔وہ اسے کمرے میں دکھائی نہیں دیے تو وہ اسٹڈی کی جانب چلا آیا۔۔دروازہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دھکیلتے ہی اسے بالکنی کے پاس سہیل کھڑے نظر آئے تھے۔ ہاتھ پیچھے باندھے۔۔ سنجیدہ خاموش چہرے کے ساتھ شام کی تاریکی کو دیکھتے ہوئے۔ وہ پاس چلا آیا۔۔ پھر آہستگی سے ان کے برابر آکھڑا ہوا۔۔

"آپ رمیز کی حقیقت کب سے جانتے تھے۔۔؟ "

"بہت عرصے سے۔۔ جمشید احمد کا خاص ملازم تھا۔ میری اس سے اچھی جان پہچان تھی۔ اسی کے ذریعے معلوم ہوا تھا مجھے۔" ان کے ہموار لہجے پر اس نے محض سر ہلا دیا تھا۔ جو دیوار پچھلے کچھ دنوں سے پگھل گئی تھی۔

وہ اب پھر سے ان دونوں کے درمیان حائل محسوس ہو رہی تھی۔

"کیا کبھی آپ نے دادا کا جنازہ ادا کیا تھا، ڈیڈ۔۔؟" کچھ پل بعد اس نے استفسار کیا تو سہیل نے ٹھٹک کر اسے دیکھا۔ وہ چہرہ سامنے کیے ہوئے تھا۔۔

"نہیں۔۔ ایجنسی والے انہیں اپنے ساتھ لے گئے تھے اور میں ان دنوں ملک سے باہر تھا۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔۔؟" آخر میں محتاط سا سوال کیا تو اس نے کندھے اچکائے۔۔

"یونہی۔۔ "

"زخم کیسے ہیں اب تمہارے۔۔۔؟ "

"بہتر ہیں۔۔ "

"نازنین کی امانت اسے دے دی تم نے۔۔؟" ان کے استفسار پر اب کہ وہ بری طرح چونکا تھا۔ چہرہ پھیر کر ایک لمحے کے لیے ان کی جانب دیکھا۔

"آپکو کیسے پتا۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جاوید نے بتایا تھا۔ وہ اپنے بھائی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسی لیے اس نے اپنی جائیداد کے کاغذات چھپا دیے تھے۔ کہاں چھپائے تھے۔۔ اسکا علم جاوید کے علاوہ کسی کو بھی نہیں تھا۔"

"ان کی امانت انہیں فی الحال نہیں دی جاسکتی۔ رمیز سے کچھ بعید نہیں ہے۔ نازنین سے ان کی آخری امید نہیں چھین سکتا میں۔" اسکا جواب سن کر سہیل نے طویل ہنکارا بھرا تھا۔

"اچھا فیصلہ ہے۔۔ "

"چلتا ہوں۔۔" وہ اگلے ہی پل پلٹا تو سہیل نے اسے مڑ کر جانے کیوں دیکھا۔ وہ بھی رک سا گیا۔۔ پھر ایک نظر ان کی جانب پھیری۔۔

"کوئی کام تھا آپکو۔۔؟" وہ اسے چند لمحے دیکھتے رہے۔۔ پھر چہرہ سامنے بالکنی کی جانب پھیر لیا۔

"نہیں۔۔ بس اپنا خیال رکھنا۔۔ اور اتنا یاد رکھنا کہ تمہاری اس چوروں والی طویل جھوٹی کہانی پر گھر والے تو یقین کر سکتے ہیں۔ لیکن تمہارا باپ۔۔ ایسی کہانیوں پر یقین نہیں کرتا۔۔ جاسکتے ہو تم اب۔۔" اس نے گھر والوں کو اپنے غائب ہونے کی ایک طویل کہانی سنا دی تھی۔ اور اب سہیل اسکی اسی غلط بیانی پر چوٹ کر کے اسے شرم دلانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ وہ اثر لیے بنا آگے بڑھ آیا۔۔ کیا کبھی اسے اپنے کسی جھوٹ پر شرمندگی ہوئی تھی۔۔؟ یقیناً نہیں۔۔

****

نازنین روحیلہ کے لیے دلیہ لیے اندر چلی آئی تھی۔ آگے بڑھ کر دلیے کا پیالہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور پھر روحیلہ کو چہرہ جھکا کر دیکھا۔ ان کی رنگت تانبے کی مانند سرخ محسوس ہو رہی تھی لیکن بخار کی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

حدت اب کافی کم تھی۔ حرم کو دیکھ کر ان کی حالت پہلے سے سنبھلی ہوئی لگ رہی تھی۔ وہ ان کے پاس آ بیٹھی۔۔ پھر ان کے گُھلتے وجود کو ہاتھ کا سہارہ دے کر اٹھایا۔

"آپ نے کچھ نہیں کھایا ہے دوپہر سے۔ دلیہ کھا لیں۔۔ پھر دوائیاں بھی لینی ہیں آپ نے۔۔" اس نے دلیے کا چمچ بھر کر ان کی جانب بڑھایا تو وہ اسے چند پل دیکھتی رہیں۔۔ دیکھتی رہیں۔۔ اس نے چمچ واپس پیالے میں رکھ دیا تھا۔ پھر ہاتھ آگے بڑھا کر پیالہ سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔

"پھپھو، ایسے آپکی طبیعت نہیں سنبھلے گی۔۔ "

"مجھے تو کبھی پتہ ہی نہیں تھا نازنین۔۔ کہ تم جاوید بھائی جیسی ہو۔ تمہیں اپنی ذات سے میں نے ہمیشہ اتنی دور رکھا کہ تم سے اپنے بھائی کی شبیہ تک کھوئی محسوس ہونے لگی مجھے۔ مجھے لگا کہ تم قصوروار ہو۔۔ مجھے لگا تم منحوس ہو۔۔ مجھے لگا تھا کہ تم میرے بھائی کو کھا گئی ہو۔۔ اسی لیے میں تم سے نفرت کرتی رہی۔ تمہیں ہمیشہ ان اعمال کے لیے قصوروار ٹھہراتی رہی جس کے لیے تم بے قصور تھیں۔۔ تم معصوم تھیں۔۔ تم چھوٹی بچی تھیں۔۔ تمہارے ظلم پر میں نے تمہیں ہی ظالم قرار دے کر خود کو ہر ذمہ داری سے بری کر لیا۔ مجھے ان دنوں اندازہ ہوا۔۔ کہ میں کس قدر بُری انسان ثابت ہوئی ہوں اب تک۔۔" وہ رونے لگی تھیں۔ وہ اب ہر وقت روتی رہتی تھیں۔

اس نے حلق سے کئی آنسو اتار کر ان کے بازو کو سہلایا۔ رات کی بڑھتی تاریکی میں ہر بوجھ پہلے سے کہیں زیادہ بھاری لگنے لگا تھا۔

"پھپھو۔۔ بُھول جائیں۔۔" اس نے خود کو کہتے سنا۔ یہ وہی کہہ سکتی تھی۔ اٹھارہ سالہ مضبوط حوصلہ اس سے ایسی باتیں کروا رہا تھا۔ لیکن وہ کہیں اندر سے مطمئن تھی۔۔ جاوید کی روح کو بھی اطمینان پہنچا ہوگا۔ رمیز کی حقیقت کا کھل جانا اسکے بڑھتے بوجھ کو کم کرنے کے لیے معاون ثابت ہوا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں کیسے بھول جاؤں، نازنین۔۔؟ تمہارے ساتھ ہوا ظلم۔۔ میں کیسے بھول جاؤں۔۔ ہر رات مجھے اب ماضی کی کوتاہیاں ڈستی ہیں۔ اگر میں نے اپنے بھائی کو اسکی تنگی کے دنوں میں تنہا نہیں کیا ہوتا تو وہ۔۔ آج زندہ ہوتا۔۔ وہ ہمارے ساتھ ہوتا۔۔ میں نے اپنے بھائی کو اپنے ہاتھوں سے گنوا دیا، نازو۔۔" ان کی آنکھوں سے کئی آنسوں ٹوٹ کر نازنین کے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔ وہ ضبط سے گلابی پڑتی آنکھیں لیے انہیں دیکھتی رہی۔ بابا کی تکلیف پر تو اسکا اپنا وجود اندر سے چھلنی ہونے لگتا تھا۔

"پھپھو۔۔ بس۔۔ پلیز۔۔ "

"میں اب خود کو اس ظلم کے لیے کیسے معاف کرونگی، نازنین۔۔؟ میں اب تمہارے ساتھ ہوئے اتنے سالوں کے ظلم کا بدلہ تمہیں کیسے لوٹاؤنگی۔۔ میرے بھائی نے تمہاری زندگی برباد کر دی ہے۔ تباہ کر دیا ہے اس نے تمہارے گھرانے کو۔۔ میں اب خدا سے کس چہرے کے ساتھ معافی مانگونگی۔۔ میں اب کہاں جاؤنگی۔۔" وہ اسکے کندھے سے لگی روتی ہوئی کہہ رہی تھی۔ اسکے اپنے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ وہ ضبط سے ان کے آنسوؤں کا بوجھ برداشت کرتی رہی۔ اس نے صوفیہ کو بھی ایک وقت تک ایسے ہی تسلی دی تھی۔ بس کوئی اسے ہی تسلی دینے والا نہیں تھا۔۔ وہ ان کی پیٹھ کو سہلاتی رہی۔۔ آنسو خشک ہو چکے تھے اور روحیلہ اسکے کندھے سے اب تک لگی ہوئی تھیں۔

"میں تمہیں اب کہیں جانے نہیں دونگی۔ میں تمہیں مزید اس دنیا کے دھکے کھانے نہیں دونگی۔ تم یہاں میرے پاس رہو گی اب۔۔" وہ اسکے کندھے سے ہٹ گئیں۔ نازنین انہیں مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے سر اثبات میں ہلایا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں یہیں ہوں۔۔ آپ پہلے دلیہ کھائیں اور پھر میڈیسن لیں۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ آپ بھی ٹھیک ہو جائیں۔۔" وہ اب آگے بڑھ کر انہیں دلیہ کھلا رہی تھی۔ وہ جاوید کی بیٹی تھی نا۔۔ اپنا دل تو آخر میں اسے ہی بڑا کرنا تھا۔ پھپھو اب بھی ہولے ہولے سسک رہی تھیں۔ وہ ان کی تکلیف کو سمجھتی تھی۔ لیکن اس کرب سے رہائی کا شاید اب کوئی راستہ نہیں بچا تھا۔ انہیں دوائیاں کھلا کر وہ صوفیہ کے کمرے کی جانب چلی آئی۔ پانی کا گلاس بھرا اور انہیں بھی دوائیاں دیں۔۔ وجدان کو ایک نظر دیکھا جو اپنے بستر میں دبا سو رہا تھا۔ کل اسکا ٹیسٹ تھا اور وہ پڑھائی کر کے جلد ہی سونے لیٹ گیا تھا۔ اس نے جھک کر اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور پھر آسودہ سی۔۔ کمرے کا دروازہ بند کرتی باہر چلی آئی۔۔

ابھی زینے کے نیچے سے نکل کر اس طرف آنے ہی لگی تھی کہ اسے حرم اپنی طرف بڑھتا ہوا نظر آیا۔ اسے دیکھ کر وہ ایک پل کو رک سا گیا تھا۔۔

"آپ۔۔ روئی ہیں کیا۔۔؟" اسکی متورم آنکھوں کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا تو اس نے سر نفی میں ہلایا۔۔

"نہیں۔۔ "

"نہیں اگر۔۔ آپ رونا چاہتی ہیں تو۔۔ میرا کندھا حاضر ہے۔۔ میں کئی پہروں تک آپکو تسلی دے سکتا ہوں۔۔" وہ بہت سنجیدہ تھا۔ نازنین نے اسے گہرا سانس لے کر دیکھا۔۔

"اور میں۔۔ تمہارے کندھے سے لگ کر۔۔ کیوں رونے لگی۔۔؟" مسکراہٹ دبا کر پوچھا۔

"میں تسلی بہت اچھی دیتا ہوں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اور میں تھپڑ بہت اچھا لگاتی ہوں۔۔ بالکل رخسار کے عین درمیان میں۔۔ پٹاخ کی کرارہ آواز کے ساتھ۔۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر ذرا انداز سے بتایا تھا حرم کو۔ حرم نے سکون سے ہاتھ آگے بڑھایا۔۔ اسکا یخ نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں قید کیا تو وہ ٹھہر گئ۔۔

"اور میں اپنی طرف بڑھتے ہاتھ کو بہت اچھے سے روکتا ہوں۔۔ مس نازنین۔ آپ کسی بھی وقت تجربہ کر کے دیکھ سکتی ہیں۔۔"

اسکا ہاتھ اب تک حرم کی قید میں تھا۔۔

"جھوٹ مت بولو۔۔ میں نے تمہیں لائبریری میں تھپڑ لگایا تھا ایک بار۔۔" اس نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکالنا چاہا تو حرم کا ہاتھ اسکی کلائی تک پھسلا۔

"وہ اس لیے۔۔ کیونکہ میں نے آپ سے جان بوجھ کر تھپڑ کھایا تھا۔ میں چاہتا تو آپکو روک سکتا تھا لیکن میں نے نہیں روکا۔۔ آپ مجھ پر بھی غصہ نہیں کرینگی تو کس پر کرینگی۔۔؟" شرارت سے لبوں کو دبا کر اسے باور کروایا اور اگلے ہی پل اسکی کلائی چھوڑ دی۔۔ نازنین اسے چبھتی آنکھوں سے دیکھنے لگی تھی۔

"زہر لگ رہے ہو مجھے تم اس وقت۔۔" وہ ہنس دیا تھا۔ پھر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"جانتا ہوں۔۔ "

"ہاں بھئی۔۔ تم تو سب کچھ جانتے ہو۔ ایک میں ہی ہوں جسے کچھ نہیں پتا ہوتا۔ اب ہٹو میرے سامنے سے۔۔" خفگی سے کہا تھا۔ اس پر غصہ آ بھی رہا تھا اور نہیں بھی۔۔ اف۔۔

"آپ غصے میں اچھی لگتی ہیں۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے پتا ہے کہ میں غصے میں بہت اچھی لگتی ہوں اور ابھی۔۔اس سے پہلے کہ میں بہت بہت اچھی لگنے لگوں۔۔ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔۔ "

"اگر نہیں ہٹا تو کیا کرینگی۔۔؟"اسکے چیلنج پر وہ اسے سیاہ آنکھیں اٹھائے یکدم ہی بے تاثر سا دیکھنے لگی تو وہ اگلے ہی پل گڑبڑا سا گیا۔پھر سامنے سے ہٹ گیا۔نازنین آگے بڑھ آئی۔مسکراہٹ لبوں پر روک کر پلٹی۔۔وہ بھی چہرہ پھیرے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"تو تھپڑ سے پہلے مجھے میری آنکھوں کا استعمال بہت اچھے سے آتا ہے۔۔سمجھے لڑکے۔۔؟"زبان نکال کر چڑانے کی کسر رہ گئی تھی بس۔وہ اسکی بے تاثر نگاہوں سے لمحے بھر کو واقعی خوفزدہ ہوا تھا۔وہ ڈر گیا تھا کہ شاید نازنین کو اسکا کوئی انداز برا لگا ہے۔سر جھٹک کر وہ اب روحیلہ کے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔اور نازنین۔۔کمرے کے بند دروازے سے لگی اپنی کلائی تھامے ہوئے تھی۔اسے نہیں پتا تھا کہ اسکا دل اتنی تیزی سے کیوں دھڑک رہا تھا۔۔؟

****

اگلی صبح معمولاتِ زندگی کچھ معمول پر آئے محسوس ہو رہے تھے۔ثانیہ اپنے کالج چلی گئی تھی۔۔سہیل اور عدیل آفس کے لیے نکل گئے تھے۔نازنین روحیلہ اور صوفیہ کے لیے گھر میں ہی رک گئی تھی۔حرم کی کار کا رُخ سارنگ کے کلینک کی جانب تھا اور وجدان جلدی جلدی ناشتہ کرتا کتابوں پر اک آخری نگاہ ڈال رہا تھا۔آج اسکا اینٹری ٹیسٹ تھا اور پچھلے مہینے سے وہ اسکی تیاری کے لیے دن رات جُتا رہا تھا۔نازنین نے اسکی عجلت کو اداسی سے مسکراتے ہوئے دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر کتاب بند کر دی۔اس نے گڑبڑا کر چہرہ اٹھایا تھا۔۔

"بس۔۔بہت پڑھ لیا۔۔اب ڈھنگ سے ناشتہ کرو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پھپھو میں آخری نگاہ ڈال رہا ہوں۔" اس نے ناشتے سے ہاتھ کھینچ کر کتاب کے لیے ہاتھ بڑھایا تو نازنین نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ پھر سر نفی میں ہلایا۔۔

"ناشتہ مکمل کرو۔۔راستے میں جاتے ہوئے پڑھ لینا۔" اس نے چار و ناچار جلدی سے ادھورا ناشتہ کیا اور پھر ہاتھ صاف کر کے کتابیں اٹھاتا۔۔ باہر کی جانب بڑھا۔ نازنین دروازے تک اسکے پیچھے آئی تھی لیکن وہ کتابوں میں مگن تھا۔ اسکی توجہ کو دیکھ نہیں سکا۔ اس نے دل ہی دل میں اسکی بے پناہ کامیابیوں کے لیے ڈھیروں دعائیں مانگی تھیں۔

حرم نے سارنگ کے کلینک میں قدم رکھا اور پھر چہرہ گھما کر آس پاس اسے تلاش کرنے لگا۔ وہ شاید نیچے ہی نہیں آیا تھا۔ وہ آگے بڑھ آیا۔۔ زینے عبور کر کے اوپر چلا آیا۔۔ کمرے کے اندر بنے واش روم سے پانی بہنے کی آواز آ رہی تھی۔ شاید وہ شاور لے رہا تھا۔ اس نے اسکا انتظار کرنا مناسب سمجھا اور وہیں کمرے میں موجود اسکے اسٹڈی ٹیبل پر دھری بھاری کتابوں تک چلا آیا۔ ہر کتاب جانوروں کے متعلق تھی۔۔ اس نے گہرا سانس لے کر جونہی کتاب پرے ڈالی تو واش روم کا دروازہ کھلا۔۔ سارنگ ٹراؤزرز اور شرٹ میں ملبوس، کندھے پر دھرے تولیے سے بال خشک کر رہا تھا۔ حرم پر نگاہ پڑتے ہی رُک سا گیا۔۔ جیسے ہی سوال کرنے کے لیے لب وا کیے تو حرم نے اسے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔۔

"سب کی طرح مجھ سے مت پوچھنا کہ میں کہاں تھا۔ سِک ہو گیا ہوں میں ہر ایک کو جواب دے دے کر۔۔"

سارنگ نے اسی طرح اپنے لب بند کر لیے تھے۔ پھر وہ دونوں اسٹوڈیو میں چلے آئے۔ حرم نے اسے ایک پہیلی حل ہونے کے بارے میں بتایا تو وہ چونک کر سیدھا ہوا۔۔

"واقعی۔۔؟ وجدان نے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"ہاں۔۔وہ پہیلی اس نے پہلے ہی حل کرلی تھی۔ہی از اے جینئس۔" آرام سے کہا۔

"اور یونانی اسطورہ کے بارے میں نہیں پوچھا تم نے اس سے۔۔؟"وہ اب اسٹوڈیو میں پھیلا سامان سمیٹ رہا تھا۔

حرم نے گہرا سانس لیا۔اگلے ہی پل چہرہ موڑے اب وہ سارنگ کی پشت کو تک رہا تھا۔اس نے گھوسٹ یا اس سے متعلق کوئی بھی بات کسی کو نہیں بتائی تھی۔۔سارنگ کو بھی نہیں۔۔

"کیا اس سے پوچھنا درست ہو گا۔۔؟"

"کیوں نہیں۔۔وہ ایک پہیلی سلجھا سکتا ہے تو دوسری میں بھی ہماری مدد کر سکتا ہے۔اگر وہ جینئس ہے تو اسکی ذہانت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔اور یہ سب ہم۔۔ان کے گھرانے کے لیے ہی کر رہے ہیں۔۔"اس نے سکون سے کہا تو حرم سیدھا ہو بیٹھا۔دوسری پہیلی پچھلی رات سے اسکی آنکھوں کے سامنے گردش کر رہی تھی۔بھلا اب کیا راز ہو سکتا تھا اسکے پیچھے؟

"کاغذات مل گئے تمہیں۔۔؟ "

"ہاں۔۔ "

"نازنین تک پہنچا دیے۔۔؟ "

"نہیں۔۔ابھی نہیں۔وہ ان کی حفاظت نہیں کر پائنگی۔حالات سنبھلیں گے تو میں انہیں خود وہ کاغذات دے دونگا۔"سارنگ نے سر ہلا دیا۔کچھ سوچ کر حرم نے اسکی پُشت ایک بار پھر سے دیکھی تھی۔

"ثانیہ۔۔کو پسند کرتے ہو تم۔۔؟"اور وہ جو فائلز اکھٹی کر کے کاٹن میں رکھ رہا تھا۔۔یکلخت ہی اسکی جانب گھوما۔سبز آنکھیں پھیل گئیں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا پوچھا تم نے۔۔؟ "

"تم جانتے ہو میں نے تم سے کیا پوچھا ہے۔۔" حرم کو پتا تھا کہ وہ کیا بات کر رہا تھا۔ سارنگ کا رنگ اگلے ہی پل نچڑ سا گیا تھا۔ اس نے فوراً رُخ پھیر لیا۔ ایک دم سے فضا بہت آکورڈ ہو گئی تھی۔ حرم اٹھ کر اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔

"میں تمہارے لیے ڈیڈ سے بات کر سکتا ہوں۔ تم اسے خوش رکھو گے۔۔ مجھے یقین ہے۔۔" نرمی سے کہا تو وہ چونکا۔ سرخ کانوں کے ساتھ اسے دیکھا۔

"تمہیں۔۔ کیسے پتا چلا۔۔؟ "

"میں اندھا نہیں ہوں، بدر۔ میری آنکھیں کُھلی ہیں۔۔ "

"مجھے نہیں پتا کہ ث۔۔ ثانیہ کو میں ٹھیک لگتا ہوں یا نہیں۔۔" اس نے ہچکچا کر کہا تو حرم نے سر ہلایا۔ ثانیہ کے دل کا حال تو اس پر بھی عیاں نہیں تھا۔ لیکن سارنگ کی آنکھوں میں ثانیہ کے لیے ستائش دیکھ کر وہ اس سے پوچھے بغیر رہ نہیں سکا تھا۔ اس نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دبایا اور پھر باہر کی جانب بڑھ گیا۔ اسکے جاتے ہی سارنگ نے کھل کر سانس لیا تھا۔ حرم نے اتنا اچانک پوچھا تھا کہ اسکے اعصاب ہل کر رہ گئے تھے۔ نہ جانے وہ۔۔ ہر دفعہ اتنا پرسکون کیسے رہ لیا کرتا تھا۔ اس نے دوباری نگاہ تنگ راہداری پر ڈالی اور گہرا سانس لیتا۔۔ سامان سمیٹنے لگا۔ اسکے لبوں پر ثانیہ کا خیال آتے ہی ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔۔

****

وجدان کالج میں داخل تو ہو گیا لیکن پھر اسے اندر بیٹھنے نہیں دیا گیا۔ اسکا چہرہ اور آئی ڈی کارڈ دیکھ کر اسے ہر بلاک سے باہر نکال دیا گیا تھا۔ وہ ان کی منتیں کرتا رہا۔۔ وہ کہتا رہا کہ اس نے اس امتحان کے لیے بہت محنت کی ہے۔۔ وہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایسے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔۔ وہ ان پر چیخا چلایا۔۔ لیکن کچھ نہیں ہوا۔ اسے اندر داخلے کی اجازت نہیں دی گئ۔ کہیں اوپر سے ہی اسکا امتحان حذف کر دیا گیا تھا اور اسے کسی بھی بلاک میں بیٹھنے کی صلاحیت سے مفلوج کر دیا گیا تھا۔ جب ٹیسٹ کا آدھا وقت گزر چکا اور وہ ان سے بحث کرتے کرتے تھک گیا تو اسے سیکیورٹی گارڈ کے ذریعے باہر نکلوا دیا گیا۔۔ ہاتھ میں کتابیں، بکھرے بال، ٹوٹے چشمے اور بے بسی سے روتی ہوئ آنکھوں نے جیسے اسکی حالت کو مزید قابلِ ترس بنا دیا تھا۔ صبح سے دوپہر ہو گئ تھی اور وہ اب تک فٹ پاتھ پر ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا اور آنکھیں بالکل بے تاثر۔۔ کئ دفعہ نازنین اسے فون کر چکی تھی لیکن اس نے اپنا موبائل آف کر دیا تھا۔ اسکا پورا سال ضائع ہو گیا تھا۔ اسکی ریاضت جیسے مٹی میں مل گئ تھی۔ مغرب کی دبی دبی سی اذانیں سنائ دینے لگیں تو وہ بے جان قدموں سے اٹھ آیا۔ نیلا اندھیرا ہر سُو پھیلنے لگا تھا۔

وہ گھر چلا آیا۔۔ نازنین اسکی حالت دیکھ کر کمرے کے دروازے میں ہی رک گئ تھی۔ وہ اب مردہ چہرے کے ساتھ اپنی کتابیں اسٹڈی ٹیبل پر رکھ رہا تھا۔ وہ اس سے پوچھ نہیں سکی کہ کیا ہوا ہے۔۔ وجدان اسے بہت ٹوٹا ہوا لگ رہا تھا۔ ایسے جیسے اسکا دل ہی ٹوٹ گیا ہو۔۔

"وجی، ٹیسٹ کیسا ہوا۔۔؟" اسکی آواز میں خوف اور امید دونوں کے آثار تھے۔ یکایک دروازے میں ثانیہ اور روحیلہ دونوں نمودار ہوئیں۔ انہیں بھی اسکے اینٹری ٹیسٹ کا علم تھا اور وہ بھی اس سے اسی بابت پوچھنے آئ تھیں۔ کمرے کی چوکھٹ پر تینوں کھڑیں اسے دیکھ رہی تھیں۔ وہ مڑ نہیں سکا۔ اس میں مڑنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔

"مجھے ٹیسٹ میں بیٹھنے نہیں دیا گیا۔۔" اسکی آواز اتنی زخمی تھی کہ حد نہیں۔۔ نازنین سُن ہوئ اسکی پشت دیکھتی رہی۔ ثانیہ کے لب ادھ کھلے رہ گئے تھے اور روحیلہ جیسے کچھ بول نہیں پائ تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیوں۔۔؟ تم نے مجھے کیوں فون کر کے نہیں بلایا۔۔؟ "

"آپ وہاں آکر کیا کر لیتی، پھپھو۔۔؟ دادا نے مجھے کہا تھا کہ وہ مجھے ذہنی مریض بنا دیں گے۔ مجھے لگتا ہے وہ ٹھیک کہتے ہیں۔ وہ مجھے اتنا ٹارچر کریں گے کہ میں ایک نفسیاتی کیس بن جاؤنگا۔ لیکن میرا کیا قصور تھا، پھپھو۔۔؟ میں نے کیا بگاڑا تھا ان کا۔۔؟" وہ یکدم ہی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔ ثانیہ کی آنکھیں اسکی شکستگی پر بھیگ گئی تھیں۔

"میں نے ان سے اتنی منتیں کی کہ میرا حلق خشک ہو گیا۔ میں ان کے سامنے رو رہا تھا۔۔ میں نے کہا میری زندگی رک جائے گی۔۔ میں نے بہت محنت کی ہے۔۔ کسی نے میری بات نہیں سنی۔ سب ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہے۔ میں چیختا رہا۔۔ کسی کو میری پکار پر رحم نہیں آیا۔۔ میں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے، پھپھو۔۔؟ دادا میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔۔" وہ رو رہا تھا۔ وہ روتے روتے زمین پر بیٹھ گیا تھا۔ اس کا سر گھٹنوں میں تھا اور ہچکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں۔ نازنین نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ اسکا جیسے سانس بند ہو رہا تھا۔ وہ پاس چلی آئی۔۔ پھر اسکے برابر میں آبیٹھی۔۔ اسے خود سے لگایا۔۔ اسے تھپکا۔۔ وہ اسکی آغوش میں لرز گیا۔۔ روحیلہ نے ٹھنڈی آہ بھر کر وجدان کے بکھرتے وجود کو دیکھا تھا۔

"مجھے آپکی حفاظت کرنی تھی، پھپھو۔ مجھے آپکے لیے کچھ بننا تھا۔ میں آپکی ذمہ داری اٹھانا چاہتا تھا۔۔ لیکن سب غلط ہو گیا۔ سب غلط ہو رہا ہے۔ میں ناکارہ ہو گیا ہوں۔۔ میں معاشرے کے لیے ایک ناکارہ انسان ثابت ہو رہا ہوں۔ میں کیا کروں، پھپھو۔۔؟ میں اب کیا کرونگا۔۔؟" اسکی سسکیاں بہت کرب ناک تھیں۔ نازنین کے حلق میں آنسوؤں کا پھندا سا لگ گیا لیکن وہ نہیں روئی۔۔ سینہ جیسے مٹھی میں جکڑا جا رہا تھا لیکن وہ کیسے رو سکتی تھی۔۔؟ اسکا بچہ۔۔ اسکا وجی تکلیف میں تھا۔ روحیلہ نے آگے بڑھ کر اسکے سر پر جھک کر ہاتھ رکھا۔ ثانیہ کی آنکھوں سے بے تحاشہ آنسو گر رہے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں اس سب کو کیسے فیس کرونگا۔ میرے پاس اب کوئی راستہ نہیں ہے۔ پھپھو، آئی ایم سوری۔۔" وہ اس سے معافی مانگ رہا تھا۔ آسمان جیسے لرز سا گیا۔۔ اس نے سر نفی میں ہلا کر اسے مزید کچھ کہنے سے روک دیا۔ پھر اسے خود سے لگائے رکھا۔ اسکے ننگے پیر دھول سے اٹے ہوئے تھے۔۔ جانے کتنے پہر وہ سڑکوں پر گزار کر آیا تھا۔ نازنین کا دل کٹ ہی تو گیا تھا۔ اسکے دل سے رمیز کے لیے ایسی بددعائیں نکلیں کہ کوئی دعا اس بددعا کو آسمان تک جانے سے نہ روک سکی۔۔ وہ اب تک اس سے لگا رو رہا تھا۔ اور وہ۔۔ بغیر کسی الفاظ کے۔۔ اسے چپ کروا رہی تھی۔

******

وہ تمکنت سے اپنے قصر میں داخل ہوا تو ملازمین اسکے آس پاس جمع ہونے لگے۔ وہ شاہی کے ساتھ گھر کے اندر داخل ہوا تھا۔ شائستہ بے ساختہ ہی آگے بڑھ کر اسکے قدموں میں آ بیٹھی تھی۔ اس نے حقارت سے اسکے بے رونق اور زرد وجود کو دیکھا۔ ساتھ ہی اسے خود سے دور ہٹایا تھا۔

"رمیز۔۔ رمیز۔۔ ایبہا کی آواز نہیں آ رہی کمرے سے۔ وہ کچھ بول نہیں رہے ہے۔ خدا کے لیے۔۔ میں تمہارے پیر پڑتی ہوں رمیز۔۔ خدا کے لیے دروازہ کھول دو۔۔ تمہیں اللہ کا واسطہ ہے۔۔" وہ رو رہی تھی۔ اسکی منتیں بہت دلدوز تھیں۔ رمیز نے ملازمین کو ابروسے اشارہ کر کے اسے خود سے دور ہٹانے کے لیے کہا تو وہ چلانے لگی۔

"وہ مر جائے گی، رمیز۔۔ وہ ہماری بیٹی ہے۔۔ ہوش میں آؤ۔۔ انسان رہو۔۔ خدا نہ بنو۔۔ وہ مر جائے گی۔۔ میری بیٹی مر جائے گی، رمیز۔۔"

"ہاں تو مر جائے۔۔ جو زندہ رہنا نہ جانتے ہوں انکا مرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔" اس کی پھنکار پر وہ گنگ رہ گئی تھی۔ خدا نخوت سے اکڑی گردن لیے آگے بڑھ گیا تھا۔ شائستہ پیچھے اب تک ملازمین کے ہاتھوں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

میں مچل رہی تھی۔ وہ اس سے فریاد کر رہی تھی۔ میک اپ کے بغیر اس کا وجود بے حد بوڑھا اور بُھر بُھرا سا محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ اب زینوں پر دوڑ کر ایبہا کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی۔۔ اسکی آہ و بکا پر کئی ملازمین نے اپنی سماعت کو بہرا ہوتا محسوس کیا تھا۔

رات کی تاریکی گہری ہو گئی تھی اور فضا میں گھٹن کے آثار مزید بڑھ گ ئے تھے۔ یکایک بہت سا شور اٹھا اور کئی جگہوں سے پولیس کی گاڑیوں کے مخصوص سائرن سنائی دیے۔ کسی کا قتل ہو گیا تھا۔ حرم نے فون آنکھوں کے سامنے کر کے سارنگ کو کال ملائی۔۔ اگلے ہی پل اس نے فون اٹھا لیا تھا۔ رات گہری ہونے کے باعث وہ شاید سونے ہی جارہا تھا۔

"فوراً باقر حمدانی کی لوکیشن پر پہنچو۔۔ اسے قتل کر دیا گیا ہے۔۔" اسکی بات پر دوسری جانب موجود سارنگ بھک سے اڑا تھا۔ پھر جلدی سے سیدھا ہوا۔۔

"میں وہاں کیسے جا سکتا ہوں۔۔؟ وہ لوگ عام لوگوں کو داخل نہیں ہونے دیتے کرائم سین پر۔۔ "

"انسپیکشن ٹیم کا حصہ بن کر جاؤ۔ تمہارے پاس سرٹیفیکٹ موجود ہے۔ تمہیں داخلہ مل جائے گا۔ جلدی کرو۔۔ میں کسی وجہ سے کہہ رہا ہوں تمہیں۔۔" اس نے پیشانی سے بہت سا پسینہ خشک کر کے تیزی سے کہا تو سارنگ الٹے قدموں پلٹا۔ حرم اب زاویار کو فون ملا رہا تھا لیکن اسکا فون بند جا رہا تھا۔ وہ گاڑی بھگاتا ہوا اسکے اپارٹمنٹ تک پہنچا۔ وہ وہاں بھی نہیں تھا۔ ابھی اس نے اپارٹمنٹ کا دروازہ دھکیلا ہی تھا کہ اسکا موبائل بِپ کی آواز کے ساتھ بج اٹھا۔ وہ رک سا گیا۔۔ وہاں غیر شناسا نمبر سے آیا پیغام جگمگا رہا تھا۔ اس نے انگوٹھا رکھ کر دبایا تو پیغام کُھلتا چلا گیا۔

"Theogony: Clash of the titans!"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگلے ہی پل اب اس غیر شناسا نمبر سے کال آنے لگی تھی۔ اس نے خشک حلق سے تھوک نگل کر فون اٹھایا اور پھر گہرا سانس لیا۔ دوسری جانب سے ٹھنڈی سی آواز ابھری تھی۔۔ جانی پہچانی سی۔۔ یوں جیسے کوئی کھوکھلی دیواروں کے درمیان سے بول رہا ہو۔۔ ان دیواروں سے پلٹ کر آتی اس کی آواز میں زمانوں کی سرد مہری تھی۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہاری ماں۔۔ اپنے وجود کے ساتھ۔۔ اپنی قبر میں موجود ہے۔۔؟" سلیمان نے پوچھا اور وہ اپنی ہی جگہ برف بن گیا۔۔

"قبروں سے مُردے غائب ہیں، میرے بچے۔۔ تم غلط سمت میں کھول رہے ہو اس پہیلی کو۔۔" اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا فون رکھ دیا گیا تھا۔ وہ الٹے قدموں اترا اور گاڑی میں آبیٹھا۔ اسکا جسم پوری طرح سے شرابور ہو رہا تھا اور آنکھوں کے سامنے چلتی دنیا جیسے سُرخ پڑتی محسوس ہو رہی تھی۔ اسے کچھ سُجھائی نہیں دیتا تھا کہ وہ کس سمت میں سفر کر رہا ہے۔ اسکا رُخ اس ملعون بستی کے قبرستان کی جانب تھا جہاں اسکی ماں جی دفن تھی۔

سارنگ انسپیکشن ٹیم سے پہلے ہی قتل گاہ پر پہنچ گیا تھا۔ باقر کے گھر کے باہر کوئی نہیں تھا۔ اسے اس قدر خاموشی پر حیرت ہوئی۔۔ سر جھٹکتا وہ اگلے ہی پل آگے بڑھا اور خالی سے بنگلے میں قدم رکھا۔ اگلے ہی پل اسکے جوتے گیلی سی شے سے چپک سے گئے تھے۔۔ لیکن وہ اس لیے نہیں ٹھہرا تھا۔ اسکے سامنے کوئی موجود تھا۔ لاؤنج میں اندھیرا ہونے کے باعث اسے کچھ واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا لیکن جتنا وہ دیکھ پایا تھا وہ منظر بہت غیر یقین تھا۔ اس کے سامنے خون آلود کپڑوں میں زاویار کھڑا تھا۔۔ اسکے ہاتھ خون سے لت پت تھے۔۔ اور رخسار پر بھی خون کے کئی چھینٹے لگے تھے۔ سارنگ اور اسکے درمیان باقر کی لاش پڑی تھی اور وہ دونوں ایک دوسرے کو بالکل ساکت ہوئے تک رہے تھے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسی پل باہر سے پولیس کے سائرن کی آواز آئی تو زاویار چونکا۔ اور پھر اگلے ہی پل وہ تیزی سے اوپر کی جانب بھاگا تھا۔ بنگلے کی روشنیاں واپس آ گئی تھیں اور کسی پولیس اہلکار نے اسے بھاگتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ یکلخت ہی بہت سے اہلکار اسکے پیچھے زینوں پر بھاگے تھے۔ سارنگ کا سانس خشک ہو چکا تھا۔ اسکے اندر سر تا پا لرزش سی پھیل گئی تھی۔۔

زاویار اب تیزی سے پائپ سے اترتا پچھلے راستے سے بھاگ نکلا تھا۔ پولیس کی کئی گاڑیاں اسکے پیچھے تھیں۔ اس نے کار کو تیزی سے آگے بڑھایا اور مصروف سی شاہراہ کے درمیان سے سفید وجود لیے۔۔ اپنی کار نکالنے لگا۔

حرم ماں جی کی قبر پر کھڑا، کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ اسکی مٹی کھود رہا تھا۔ پسینے کی بوندیں مٹی میں جذب ہوتی جا رہی تھیں لیکن وہ رُکے بغیر تیزی سے مٹی ادھیڑتا جا رہا تھا۔ کچھ ہی لمحات بعد اسے احساس ہوا کہ واقعتاً قبر خالی ہے۔ وہ بے یقین نظروں سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ اسکا رُخ اب کہ طلحہ کی قبر کی جانب تھا۔۔ وہ پاگلوں کی طرح قبروں کی مٹی کُرید رہا تھا۔ اور جلد ہی اسے احساس ہوا تھا کہ۔۔ یہ قبر بھی خالی تھی۔۔ وہ بے دم سا پیچھے ہوا۔۔ دنیا اسکے سامنے دھندلا رہی تھی۔ وہ اپنی کار کی جانب بڑھ آیا۔ اسکا دماغ بری طرح خراب ہو رہا تھا۔۔ اسے جیسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر ہو کیا رہا ہے۔۔ اسکا رُخ اب مبین اور جاوید کی قبر کی جانب تھا۔ گاڑی اب کہ پوری رفتار سے کچے راستے عبور کرتی شہر کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔ ہر گزرتے پل کے ساتھ سانس لینے والا ہر لمحہ بہت بھاری محسوس ہو رہا تھا اسے۔۔

****

اسٹڈی کی فضا بالکل سنسان تھی۔۔ رمیز کا وجود ہولے ہولے سے کُرسی پر جھول رہا تھا۔ اس نے موبائل کان سے لگایا۔۔ آگے ہو بیٹھا۔۔ اب وہ مسکرا رہا تھا۔ اسکی نگاہیں سامنے لگی قدیم پینٹنگ پر جمی تھیں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"زیرو۔۔کیسے ہو۔۔؟ باقر کو راستے سے ہٹانے کا بہت شکریہ۔۔ کبھی آؤناں ملنے مجھ سے۔۔ تمہاری بہترین تواضع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں میں۔۔"اسکا سیاہی سے ڈھکا وجود اب آہستہ آہستہ جھول رہا تھا۔ دوسری جانب کی بات سن کر وہ ہنستا ہوا سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

"ان انویسٹرز نے میرا جینا حرام کر رکھا تھا۔ شکریہ انہیں میری راہ سے ہٹانے کا۔ بدلے میں تمہیں منہ مانگی قیمت دی جائے گی۔۔ بولو۔۔ کیا چاہتے ہو۔۔؟" دوسری جانب اس سے کچھ کہا گیا تو اس نے بات سن کر فون رکھ دیا۔ اسکے سامنے موجود شاہی کھلی آنکھوں سے اسکا چہرہ تک رہا تھا۔ اس نے محظوظ آنکھیں اٹھا کر اسکے ہونق چہرے کو دیکھا۔

"کیا مظہر راحت، رستم آفندی اور باقر حمدانی کو۔۔ آپ نے راستے سے ہٹایا تھا۔۔؟"شاہی کی آواز جیسے کسی کھائی سے آرہی تھی۔

"مجھے لوگوں کو حیران کرنا اچھا لگتا ہے۔ وہ تینوں میرے حلق تک آرہے تھے۔ ان کا مرنا ضروری تھا۔ اب راستہ صاف اور منزل آسان ہے۔ تنظیم پھر سے چلے گی اور اسکے لیے میں کچھ نئی آسامیوں سے مل چکا ہوں۔ مجھے گند کو صاف کرکے فریش لوگوں کو اپنی سلطنت کا حصہ بنانا تھا۔ اب ایک ایسا دور آئے گا، شاہی۔۔ جس کا خدا میں ثابت ہونگا۔۔ میں نے اس دور کے لیے بہت محنت کی ہے۔۔ میں نے اس دور کے لیے بہت قربانیاں دی ہیں۔۔"

اسی پہر شائستہ کی دلدوز چیخ اسے اسٹڈی تک سنائی دی تو اسکے چہرے پر ناگواری سی چھاگئی۔ وہ اٹھ کر شاہی کے ساتھ ہی باہر چلا آیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"شائستہ مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔۔؟" اسکا سوال معلق رہ گیا تھا۔۔وہ ایبہا کے دروازے کی چوکھٹ میں بالکل ساکت ہو کر کھڑی تھی۔۔ایسے جیسے اسکا سارا خون خشک کر دیا گیا ہو۔کسی انہونی کا احساس تھا یا کیا۔۔وہ خود زینے عبور کرتا اوپر چلا آیا۔لیکن پھر وہ بھی اپنی جگہ ٹھہر سا گیا۔۔ایبہا کا ٹھنڈا۔۔بے جان وجود۔۔پنکھے سے لٹکا ہوا تھا۔۔چلتی ہوا کے باعث اسکا وجود دائیں سے بائیں۔۔اور بائیں سے دائیں جانب جھول رہا تھا۔زمینی خدا کا چہرہ سفید پڑ چکا تھا۔۔کیونکہ اس قصر میں۔۔ایک اور بھیانک موت۔۔واقع ہو چکی تھی۔

****

"پہلے کچھ نہیں تھا۔اور پھر اُبھرا ایک خلفشار۔۔پھر زمین وجود میں آئی۔۔اور زمین کے ساتھ ہی آسمان، پہاڑ، سمندر، سورج، چاند اور ستارے بھی اُبھر آئے۔۔پھر آسمان اور زمین کا ملاپ ہوا اور انہوں نے جنم دیا Titans (دیوتاؤں) کو۔۔لیکن پھر خوفزدہ ہوا آسمان اپنی ہی اولادوں سے۔۔اور اس نے دفنا دیا۔۔ٹائٹنز کو زمین کی اتھاہ گہرائیوں میں۔۔"

چرچ کی سرد دیواروں سے۔۔ٹھنڈی آواز پلٹ کر آ رہی تھی۔سلیمان اگلے ہی پل سیدھا ہو بیٹھا۔

"لیکن ان ٹائٹنز میں سے ایک زندہ رہ گیا تھا۔اور پھر وہ پلٹا تھا (آسمان) سے بدلہ لینے۔۔" وہ خاموش ہوا تو چرچ کی بلند دیواروں سے وحشت سے ٹپکنے لگی۔اس قدیم پینٹنگ کا سونے سے چمکتا فریم ماند پڑ گیا تھا۔اسکا دروازہ دھکیل کر دیکھا جاتا تو نیچے اک تہہ خانہ سا نظر آتا۔اس تہہ خانے کے سیاہ زینوں کو پار کیا جاتا تو تمہیں بہت سے بلاکس نظر آتے۔۔دیوار کے ساتھ ایستادہ بلاکس کے اندر۔۔بہت سی لاشیں تھیں۔۔اس تہہ خانے کی گہرائی بہت زیادہ تھی۔۔اس گہرائیوں میں طویل راہداریاں موجود تھیں۔۔ہر راہداری کا اختتام اس تنظیم کے دروازوں تک ہوتا تھا جہاں سے انسانی اعضاء کے سڑنے کی بُو نے تعافن سا پھیلا رکھا تھا۔وہ تنظیم۔۔رمیز کے قصر کے نیچے واقع

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھی۔۔ اس کے دروازے بہت سے تھے۔۔ لیکن اسکا ایک دروازہ اس پینٹنگ کے ذریعے بھی نکلتا تھا۔ وہ رمیز کی خدائی کا ایک بہت بڑا ثبوت تھا۔۔ جسے اس نے محض اپنی تسکین کے لیے بنا رکھا تھا۔۔

جاوید اور مبین کی خالی قبروں کے ساتھ کھڑا احرم اب کہ بالکل بے تاثر محسوس ہو رہا تھا۔ پھر وہ آہستہ سے پلٹا۔۔ اسے پتا تھا کہ اسکی ماں جی کا وجود۔۔ کس تہہ خانے میں قید تھا۔۔ پہیلی حل ہو گئی تھی۔۔ اور رات کی سیاہ چنگھاڑ سے سارا شہر لمحے بھر کو لرز اٹھا تھا۔۔

****

رات کی تاریکی کا بہت سا حصہ گزر چکا تھا۔ زاویار پولیس سے بچ بچا کر اپنے اپارٹمنٹ چلا آیا تھا اور اب وہ کمرے میں بنے واش روم کے اندر کھڑا۔۔ ہاتھ دھو رہا تھا۔ اسکے ہاتھوں میں لرزش گہری ہوتی جا رہی تھی۔ بیسن کے سیاہ بھنور میں پانی کے ساتھ بہت سا سرخ خون بہنے لگا۔ اس نے ہاتھوں کو زور زور سے رگڑا۔۔ خون انسانی کھال پر اپنے نشان ثبت کر چکا تھا۔ وہ ان نشانات کو مٹانے کی تگ ودو میں بار بار واش روم کے بند دروازے کی جانب بھی پلٹ کر دیکھتا تھا۔ اس نے سرعت سے چہرہ گھمایا اور پھر سامنے لگے شیشے میں دیکھتے ہوئے اپنے رخسار پر جمے خون کے چھینٹوں کو بھی رگڑ کر صاف کیا۔ پسینے کے باعث اسکے بال پیشانی پر چپک گئے تھے، خون میں لت پت جوتوں کے نشان سارے اپارٹمنٹ میں موجود تھے۔ اسکے لباس سے اٹھتی تازہ انسانی خون کی بُو نے سارے واش روم کا احاطہ کر رکھا تھا۔ وہ تیزی سے باہر نکلا۔۔ اسی پل اپارٹمنٹ کا دروازہ بجا تو وہ جیسے سانس روک کر اپنی ہی جگہ رُک سا گیا۔ پھر تھوک نگل کر آگے بڑھ آیا۔۔ گھر میں خون کے نشانات کو دیکھ کر اسکے جسم کے ہر مسام سے پسینہ بہہ نکلا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دروازہ دوبارہ دھڑ دھڑایا گیا تھا۔۔وہ اب بالکل دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑا تھا۔۔دروازہ پوری قوت سے بجایا جا رہا تھا۔

"ہمارے ہاتھ میں آپکا اریسٹ وارنٹ ہے، زاویار سلطان۔اب چھپنے سے کوئی فائدہ نہیں۔اپنے آپکو قانون کے حوالے کر دو۔۔"اس نے رُکے سانس کے ساتھ دروازے کے ہول سے باہر کی جانب دیکھا تو ساکت ہو گیا۔ پولیس کی نفری اسکے گھر کے باہر موجود تھی۔اسے ان کی آمد کی خبر نہ ہو۔۔اسی لیے وہ اپنا سائرن بند کر کے آئے تھے۔ اسکے پاس فرار کا ہر راستہ مسدود ہوچکا تھا۔ اس نے اگلے ہی پل ایک فیصلہ لیا اور پھر دروازہ کھول دیا۔ پولیس اہلکار اس کے اپارٹمنٹ میں کسی سیلاب کی طرح داخل ہوئے تھے۔ تھانے کا ایے ایس پی اسکے سامنے ہی ٹھہر گیا تھا۔ وہ سفید چہرہ لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ اب اسکے سامنے وارنٹ پھیلائے ایستادہ تھا۔

"آپ کو مظہر راحت، رستم آفندی اور باقر حمدانی کے قتل کے جُرم میں گرفتار کیا جاتا ہے۔"اگلے ہی پل اہلکار اسکے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگانے آگے بڑھے تو وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔۔سر نفی میں ہلایا۔آگے بڑھتے اہلکار کو اس نے اگلے ہی پل بے قابو ہو کر ایک زوردار مکا دے مارا تھا۔وہ غیر متوقع وار پر لڑکھڑا کر پیچھے کی جانب گر پڑا تھا۔کئی اہلکار اسکی جانب بڑھے تو اس نے ان سب کو خود سے دور دھکیلا اور ایک ایک کو اٹھا کر پھینکنے لگا۔اسکے بازوؤں کی طاقت طیش اور بے بسی کی وجہ سے کئی گناہ بڑھ گئی تھی۔

"میں نے کوئی قتل نہیں کیا ہے۔میں نے کسی کا قتل نہیں ہے۔میں قاتل نہیں ہوں۔یہ الزام بے بنیاد ہے۔۔دور ہٹو مجھ سے۔۔"لیکن وہ ایک تھا اور اہلکار سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔وہ کب تک ان سے لڑ سکتا تھا۔اے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایس پی نے سکون سے اسکے سامنے دوسرا وارنٹ بھی کھول کر واضح کیا تھا۔ وہ اب اہلکاروں کی گرفت میں گھٹنوں کے بل زبردستی زمین پر بٹھایا گیا تھا۔ اسے سنبھالنا دس لوگوں کے لیے بھی مشکل ہو رہا تھا۔

"تمہارے گھر کا سرچ وارنٹ بھی ہے ہمارے پاس۔ اب تمہیں قانون کی گرفت سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ سارے ثبوت اور عینی شاہدین قتل کے وقت تمہاری موجودگی پر گواہی دے چکے ہیں۔" اسکی آنکھیں طاقت لگا کر ان کی گرفت سے نکلنے پر گلابی سی ہو رہی تھیں۔ اسے دونوں ہاتھوں سے قابو کیا گیا تھا۔ وہ ان کی گرفت سے نکلنے کے لیے پورا زور لگا رہا تھا لیکن نتیجہ صفر ہی رہا۔ وہ انسان تھا۔۔ وہ دس لوگوں کا مقابلہ کر سکتا تھا لیکن ان گنت لوگوں کا نہیں۔

"مجھے پھنسایا جا رہا ہے۔ میں نے کسی کا قتل نہیں کیا ہے۔ تم لوگ میرے گھر کی تلاشی نہیں لے سکتے۔۔" وہ پوری قوت سے دھاڑ رہا تھا۔ گردن کی رگیں اسکی چنگھاڑ پر پُھول کر اُبھر سی گئی تھیں۔ کوئی بھی اسکی بات سننے کے لیے راضی نہیں تھا۔ اگلے ہی پل اسکی پُشت پر پیچھے سے گھٹنا مارا گیا تو وہ اوندھے منہ گر پڑا۔ دو اہلکار اب اسکے اوپر بیٹھے اسکے ہاتھوں کو قابو کر کے اس میں ہتھکڑی پہنا رہے تھے۔ اہلکار اب اسکے اپارٹمنٹ کی ہر شے درہم برہم کرتے ہوئے تلاشی لے رہے تھے۔ ساتھ ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے بکسے بھی تھے، جن میں وہ ہر فائل اور اسکی استعمال شدہ اشیاء کو رکھتے جا رہے تھے۔

"میں نے کسی کا قتل نہیں کیا ہے۔۔ یہ مجھ پر پلانٹ کیا جا رہا ہے۔۔" وہ بمشکل بلند آواز سے بول پایا تھا۔ اہلکار اسکی پُشت پر پورا زور دیے ہوئے تھے۔ اسے سانس لینے میں تکلیف سی ہونے لگی تھی۔ اسی لمحے اے ایس پی جواد اسکے سامنے پنجوں کے بل جُھک کر بیٹھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اپنے تمام تریبانیے کورٹ کے لیے محفوظ کر رکھو، سلطان۔ بہت دشمنیاں پالی ہیں تم نے۔۔ اپنے سے بلند لوگوں سے نہ دشمنیاں رکھنی چاہیئے اور نہ ہی۔۔ دوستیاں۔۔" وہ اگلے ہی پل اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اہلکار پلاسٹک میں ایک انجیکشن لیے اے ایس پی کی جانب بڑھا تو زاویار ٹھہر سا گیا۔ اے ایس پی نے استہزاء سا مسکراتے ہوئے سر جھکا کر اسے دیکھا تھا۔

"ثبوت تک ٹھیک طرح سے چھپا نہیں پائے تم۔۔"

"یہ۔۔ یہ میرا نہیں ہے۔۔ مجھے نہیں پتا کہ یہ کہاں سے آیا ہے۔" وہ چیخ رہا تھا۔ اے ایس پی نے ابرو سے اہلکاروں کو اشارہ کیا تو وہ اسے زبردستی اٹھا کر باہر موجود گاڑی کی جانب دھکیلتے ہوئے بڑھنے لگے۔ محلے والے اٹھ اٹھ کر اسکی گرفتاری کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ چہ مگوئیاں۔۔ سرگوشیاں۔۔ ذو معنی اور خوفزدہ نگاہیں۔۔ خون اسکی کنپٹی میں ٹھوکریں مارنے لگا تھا۔ اپارٹمنٹ اُلٹ دیا گیا تھا۔ ہر شے بے نقاب تھی۔۔ ہر شے سے پردہ اٹھنے والا تھا۔ رات کی سیاہی گہری ہو گئی تھی۔

****

دروازے کی چوکھٹ پر دو سفید وجود اب تک کھڑے تھے۔ ان میں سے کسی کی ہمت نہ ہو سکی کہ وہ چوکھٹ پار کر سکتا۔ شائستہ کے لب ادھ کُھلے تھے اور چہرہ خوفناک حد تک سفید پڑ گیا تھا۔ رمیز کا چہرہ خاموش ہو گیا تھا۔ وہ آنکھیں جو غیر انسانیت کا مظاہرہ اب ہر پہر کرنے لگی تھیں۔ وہ آنکھیں ہلکی سی گلابی نمی سے چمکی تھیں۔ کہیں اندر اسکے موجود انسان نے آخری سانس لی تھی۔ پھر اس نے تھوک نگلا اور ملازمین کو آوازیں دی۔۔ کچھ پل بعد اب ملازمین بھی پتھر کا مُجسمہ بنے ان دونوں کے ہمراہ کھڑے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ایہامیڈم کی لاش کو اتارو۔۔" اپنے انداز میں۔۔ اپنی آواز میں برسوں کی ٹھنڈک لیے اس نے ملازمین سے کہا تھا۔ شائستہ کا جسم برف بن گیا تھا۔ فرش کی ٹھنڈک اس کی رگ رگ میں اترنے لگی تھی۔ آنکھوں کا پتھرانا اور پلٹ کر دیکھنے والوں کا مجسمہ بن جانا کیا ہوتا ہے۔۔ وہ آج جان گئی تھی۔

ایہا کے ٹھنڈے وجود کو پھندے سے آزاد کیا گیا تو اسکی گردن ڈھلک سی گئی۔۔ رمیز نے آنکھیں لمحے بھر کو بند کی تھیں۔۔ پلکوں پر پانی سا اُبھرنے لگا تھا۔ ہاتھوں میں لرزش سی اتر آئی۔۔ ایہا کے ننھے سے نرم ہاتھوں کا لمس اسے بے ساختہ ہی یاد آیا تھا۔ پھر اسکے بے جان وجود کو بیڈ پر لٹایا گیا۔۔ وہ دونوں آگے نہیں بڑھ سکے۔ رمیز کے قدم اٹھنے سے انکاری تھے۔ شائستہ نے بنا پلکیں جھپکائے ایہا کی جانب قدم بڑھائے تھے۔

وہ نازنین کے پیچھے رات کے کسی تنہا پہر میں یونہی بھاگا تھا۔ اسے مارنے کے لیے۔۔ وہ چھوٹی سی تھی۔۔ خوف سے کانپ کر وہ دیوار کی اوٹ میں ہو گئی تھی۔ منظر دہرائے گئے تھے۔۔ ایہا کے ذہن میں پلتا خوف اسکی جان لے گیا تھا۔۔ رمیز سے خوفزدہ ہو کر وہ خود کی جان سینچ چکی تھی۔ اسکے پیچھے نازنین کی طرح کوئی بھیڑیا نہیں تھا۔۔ لیکن وہ ہر پل اپنے باپ کے چہرے میں نظر آتے شیطان کو محسوس کر کے اندر ہی اندر گھلتی جا رہی تھی۔ قصر کے نیچے مُردے دفن تھے۔۔ ان مُردوں کی دہائیاں اب آسمانِ دنیا تک پرواز کر رہی تھیں۔ قبرستان میں بہت سے گِدھ بلند آواز کے ساتھ بین کرنے لگے تھے۔

شائستہ نے اسکے وجود کو ہاتھ لگایا۔۔ وہ یخ تھا۔۔ شاید موت یہی ہوتی ہے۔۔ یخ۔۔ ٹھنڈی۔۔ بے جان۔۔ موت کی ایک بہت بڑی نشانی انسانی وجود کا ٹھنڈا پڑ جانا ہے۔ وہ اب بالوں میں مٹھیاں پھنسائے رو رہی تھی۔ اسکی سسکیاں بلند ہونے لگیں۔۔ اب اسکی آہ و بکا قصر کی محرابیں لرزا رہی تھیں۔ وہ دل ہلا دینے والا منظر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

تھا۔ ایہا کی گردن پر موجود نشان گہرا جامنی محسوس ہو رہا تھا۔ایک ایسا ہی نشان نازنین کی گردن پر بھی کبھی رمیز نے کندہ کروایا تھا۔۔یہ اعمال کے بدلے تھے۔۔یہ بدلے خوفناک ہوا کرتے تھے۔

شائستہ اپنے بال نوچ رہی تھی۔وہ خود کو دانتوں سے کاٹ رہی تھی۔وہ پاگل ہو رہی تھی۔رمیز نے گردن سیدھی کی۔۔کندھوں پر دھرا بوجھ بہت بڑھ گیا تھا۔اسے لگا وہ ایک قدم تک نہیں اٹھا پائے گا۔۔ لیکن اگلے ہی پل اس نے ایہا پر ایک آخری نگاہ ڈالی تھی۔ پھر وہ پلٹ گیا۔۔ زینے اترتے ہوئے اسکے قدموں میں ہلکی سی لرزش تھی۔ بالکل ہلکی سی۔۔ اسکی سُرخ آنکھیں اور جمے تاثرات گھر میں موجود ہر ملازم کو گنگ کر گ‍ئے تھے۔ وہ واقعی مضبوط تھا۔۔ اسکی مضبوطی عظیم تھی۔ ایسی سنگدلی انسانوں کے حصے میں کم ہی آیا کرتی تھی۔ شاید تبھی وہ خود کو۔۔ خدا سمجھنے لگا تھا۔ محض اس ادنیٰ سی برتری پر۔۔

"ایہا کی آخری رسومات کی تیاری کرو، شاہی۔میں اپنی اسٹڈی میں ہوں۔۔مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔۔"شاہی نے سفید چہرے کے ساتھ سر ہلا دیا تھا۔وہ لرزتے قدموں کے ساتھ اسٹڈی کی جانب بڑھ آیا تھا۔اور کہیں اندر تو وہ بھی جانتا تھا کہ آخر۔۔اصل خُدا۔۔تھا کون۔۔"

****

سیاہ رات کی آخری منزلیں باقی تھیں۔شب اس قدر بھاری تھی کہ سانس لینا محال محسوس ہوتا تھا۔وہ سارنگ کے کلینک چلا آیا تھا۔سارنگ دائیں سے بائیں اتنی بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔۔لگتا تھا ابھی اسکی ایڑیوں سے خون آ نکلے گا۔اسکی حالت غیر ہو رہی تھی اور حرم کا چہرہ حد درجہ خاموش محسوس ہو رہا تھا۔

"زاویار۔۔وہاں پر موجود تھا۔میں نے اسے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔وہ وہاں پر موجود تھا۔۔اہلکاروں نے اسے بھاگتے ہوئے دیکھ لیا ہے۔ وہ اسکے پیچھے گ‍ئے تھے۔۔ وہ اب تک اسے گرفتار کر چکے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

ہونگے۔۔" اسکے بے جان لبوں سے بمشکل یہی الفاظ لرزش کی صورت ادا ہو رہے تھے۔ حرم کھڑا رہا۔ وہ قریباً کئی گھنٹوں سے مستقل کھڑا ہوا تھا۔ اسے بیٹھنے کا ہوش نہیں رہا تھا۔ اسکے پیر کھڑے کھڑے شل ہو رہے تھے لیکن وہ بیٹھ نہیں سکا۔

"کیا واقعی۔۔ یہ قتل زاویار نے کیے ہیں؟ کیا وہ قاتل ہے۔۔؟" سب سے خوفزدہ کر دینے والا سوال پوچھا تھا سارنگ نے اب کہ۔۔ حرم نے اسے آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔۔ وہ اسکے قریب چلا آیا تھا۔ وہ اسے کندھوں سے تھامے جھنجھوڑ رہا تھا۔

"کیا زاویار قاتل ہے، حرم۔۔؟ کیا وہ یہ قتل کر سکتا ہے۔؟ مجھے بتاؤ۔۔ جواب دو نہیں تو میں پاگل ہو جاؤنگا۔۔ کچھ تو بولو۔۔ اسکے خلاف یا اسکے حق میں۔۔" وہ اسے دونوں ہاتھوں سے ہلاتا ہوا بلند آواز سے پوچھ رہا تھا۔ اسکے سفید چہرے اور ڈری ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ کسی بھی پل رو پڑے گا۔ وہ واقعتاً رونے ہی لگ جاتا اگر جو حرم ہاتھ آگے بڑھا کر اسے خود سے نہیں لگا تا تو۔۔ اب وہ اسکی پُشت سہلا رہا تھا۔ اسکا ٹھہرا ہوا انداز بہت غیر معمولی تھا۔ یوں جیسے وہ اپنے اعصاب پر کڑا پہرہ رکھے ہوئے ہو۔ یوں جیسے اسکے پاس رونے یا آہ و بکا کرنے کا وقت ہی نہ بچا ہو۔

"نہیں۔۔ وہ قاتل نہیں ہے۔ وہ کبھی قاتل نہیں تھا۔ میں نے وعدہ کیا تھا اسکے باپ سے۔۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں تب تک اسے کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ میں اسے بچا کر لاؤنگا۔۔ میرے وعدوں پر یقین رکھنا۔" سارنگ بے بسی سے یکدم ہی رونے لگا تھا۔ اسکے دوستوں کی آزمائش آخر تھمنے کا نام کیوں نہیں لے رہی تھی۔ حرم اسکی پُشت سہلاتا رہا۔ وہ اب اس سے الگ ہو گیا تھا۔ پھر آنکھیں جلدی سے رگڑ کر صاف کیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ اگر قاتل ہے بھی تو قتل کرنے کے بعد وہ۔۔ڈیڈ باڈی کے پاس کیا کر رہا تھا۔۔؟ کہیں اس پر یہ قتل پلانٹ تو نہیں کیے جا رہے۔۔؟ کیا کوئی اسے ٹریپ کر رہا ہے۔۔؟ احمد آخر میں بار بار کہہ رہا تھا کہ کوئی۔۔اسے اسکیپ گوٹ بنا رہا ہے۔ کیا وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔؟ ہو سکتا ہے وہ ٹھیک کہہ رہا ہو۔۔ ہمیں جا کر اہلکاروں سے بات کرنی چاہیے۔" وہ جیسے خود سے ہی بول کر تیزی سے اپنے قدموں کو داخلی دروازے کی جانب موڑ چکا تھا۔ حرم نے اسے کہنی سے تھام کر روک لیا۔۔ وہ اسکے انداز پر نا سمجھی سے ٹھہر کر اسے دیکھنے لگا۔

"تم اس وقت جلد بازی سے کام لے رہے ہو، بدر۔ تم اس وقت جذباتی ہو رہے ہو۔۔ تم اندر سے ڈرے ہوئے ہو اور بہت زیادہ کنفیوز بھی ہو۔۔ ابھی یہیں رُکو۔۔ منظرِ عام پر جا کر بغیر کسی ثبوت کے زاویار کے لیے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اسے اگر گرفتار کیا گیا ہے تو ثبوتوں کی بنیاد پر کیا گیا ہو گا۔۔ خود پر قابو رکھو۔۔ اسکے لیے مزید مشکلات کھڑی مت کرو۔۔" اس نے اسے ٹھہر ٹھہر کر گویا ہر لفظ سمجھانا چاہا تھا۔ وہ اسے سبز آنکھوں میں گلابی سی نمی لیے دیکھتا رہا۔ اسے حرم کی باتیں سمجھ نہیں آ رہی تھیں۔

"کیا اسے گرفتار کیا جا چکا ہے۔۔؟" اسکی بہت سی باتوں میں سے اسے محض یہی بات سمجھ آئی تھی اور وہ اگلے ہی پل بھک سے اڑا تھا۔ حرم نے صرف سر ہلایا تھا۔۔ پھر اسکے چہرے سے نگاہیں پھیر لیں۔۔

"ہم اسے کچھ نہیں ہونے دیں گے۔۔ حوصلہ رکھو۔۔ اور اپنے تمام دروازوں کو اپنے پیچھے بند کر کے سونا۔۔ چلتا ہوں اب۔۔" وہ اگلے ہی پل پلٹ گیا تھا۔ اس سے زیادہ تسلی دینا اسکے بس میں نہیں تھا۔ سارنگ بے بسی سے اسکی پُشت کو دیکھے گیا۔ پھر سر دونوں ہاتھوں میں گراتا وہ ساتھ رکھے صوفے پر گر سا گیا تھا۔ اسکے قدموں سے گویا سلب کی جا رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

حرم باہر چلا آیا۔۔ سنسان سیاہ رات اور تاریک سڑک پر۔۔ خُنک سے پہر میں کسی آدم ذات کی موجودگی کا احساس تک نہیں ہو تا تھا۔ وہ گاڑی میں آبیٹھا۔۔ پھر خالی خالی نگاہوں سے سامنے دکھائی دیتی طویل سڑک کو تکتا رہا۔ اگلے ہی پل اب وہ اگنیشن میں چابی گھماتا، انجن کو حرکت دیتا۔۔ گاڑی آگے بڑھا لے گیا تھا۔ اسکا رُخ گھر کی جانب تھا۔ اس نے گھر آکر۔۔ سب سے پہلے سہیل کے کمرے کا دروازہ دھکیلا۔ روحیلہ اور سہیل سو رہے تھے۔ کمرے میں اندھیرے کے باعث وہ ان کے وجود نہیں دیکھ پایا تھا۔ لیکن ایک یہ احساس کہ وہ تمام خطرات سے پرے۔۔ سکون کی نیند سو رہے ہیں، اسکی جلتی آنکھوں کو تسکین دینے کے لیے کافی تھا۔ وہ دروازہ بند کر تا زینوں کے پار چلا آیا۔ اس طرف صوفیہ اور وجدان کا کمرہ تھا۔ اس نے دروازہ ہلکا سا دھکیلا اور پھر چہرہ ذرا اندر کر کے ان دونوں کو دیکھا۔۔ زندگی کی دوڑ سے تھکے ماندے۔۔ وہ دونوں سو رہے تھے۔

بھاری دل کے ساتھ دروازہ بند کیے وہ واپس ہو لیا تھا۔ ٹھنڈے اور خاموش پڑے گھر میں محض اسکی مبہم قدموں کی چاپ سنائی دیتی تھی۔ اس نے ثانیہ کے کمرے کا دروازہ دھکیلا۔۔ ثانیہ بستر پر دراز سو رہی تھی۔ وہ قریب چلا آیا۔۔ اسے چند پل سوتے ہوئے دیکھتا رہا۔ پھر نگاہ اسکے ساتھ والی جگہ پر پھسلی تو وہ چونک سا گیا۔ نازنین وہاں موجود نہیں تھی۔ اسکی نگاہیں بے ساختہ ہی سامنے بالکنی کی جانب پھسلی تھیں۔ وہ چند قدم چل کر پاس چلا آیا تھا۔۔ وہ گھٹنوں پر رخسار رکھے سو رہی تھی۔ شاید وہ روتی رہی تھی۔۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں کو چُھونا چاہا لیکن پھر وہ ایسا نہ کر سکا۔۔ چاند کی زہر آلود یخ چاندنی بالکنی کے ٹھنڈے ماربل پر پھسل کر گرتی رہی۔ وہ پنجوں کے بل اسکے عین سامنے بیٹھا۔۔ اسکے جھکے سر کو اپنائیت سے دیکھتا رہا۔۔ رات گزرتی رہی۔۔ ٹھنڈی ہوا کا تیز جھونکا نازنین کو سرسراتا ہوا گزرا تو وہ بے ساختہ ہی اٹھ گئی۔ اسکا سانس چڑھا ہوا تھا اور پیشانی پر پسینہ موجود تھا۔ اسکی آنکھ ایک بھیانک خواب سے کُھلی تھی۔۔ لیکن اپنے اوپر چادر دیکھ کر وہ چونک سی گئی۔ پھر جلدی سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اٹھ کر کمرے سے باہر بھاگی۔ ٹھنڈے ٹائلز اسکے سارے وجود کو جما رہے تھے۔ اسکی ایڑیاں ٹھنڈ سے سرخ پڑنے لگی تھیں۔۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اسکے سامنے کچھ دیر پہلے حرم موجود تھا۔۔ اس نے دھونکنی کی مانند چلتے سانس کے ساتھ آگے بڑھ کر اسکے کمرے کا دروازہ وا کیا لیکن وہ وہاں موجود نہیں تھا۔۔ فجر کی پہلی اذان اسکی سماعت میں گُھلنے لگی تھی۔ کیا وہ ساری رات سے گھر نہیں آیا تھا۔۔؟

پیچھے حرم کی کار اب بستی کے جانے پہچانے راستوں پر دُھول اُڑاتی سفر کر رہی تھی۔ اسکا چہرہ بے تاثر تھا۔ سپاٹ۔۔ خالی۔۔ بے جان حد تک سفید۔۔ فجر دھیرے دھیرے پگھلنے لگی تھی۔ ہر سُو جامنی سا اندھیرا تحلیل ہو رہا تھا۔ اس نے کار چرچ کے سامنے روکی اور پھر باہر نکل آیا۔۔ چرچ کا دروازہ اسکے قریب پہنچنے پر خود بخود کُھل گیا تھا۔ وہ اندر داخل ہوا تو احساس ہوا کہ داخلی روش کانچ کے فرش کی ہے۔۔ اسے قدم آہستہ رکھنے تھے۔ وہ اس نازک زمین پر تیزی کے ساتھ نہیں چل سکتا تھا۔۔ اس چرچ کی بُھول بُھلیاں بہت گہری تھیں۔ وہ ان میں کھونا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اپنی جگہ ہی ٹھہر گیا تھا۔۔ سامنے پھیلے اندھیرے سے سلیمان نمودار ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر ذرا بھی حیران نہیں ہوا۔۔ حرم اسے چند پل بالکل خاموشی سے دیکھتا رہا تھا۔۔

"میرا دوست کہاں ہے۔۔؟ "

"حوالات میں۔۔ "

"اس کا اس سب میں کوئی قصور نہیں ہے۔ اسے نقصان مت پہنچاؤ۔۔" اسکی آواز میں کچھ تھا۔۔ کچھ بہت عجیب سا۔۔ سلیمان نے چہرہ ذرا اونچا کیا۔۔ وہ دونوں اندھیروں میں گِھرے روشنی سے دور مجسمے تھے۔

"اسکا قصور تو ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ایسا کوئی قصور نہیں کہ تم اسے اس جُرم کی سزا دو جو اس نے کیا ہی نہ ہو۔ اسے آزاد کر دو، سلیمان۔ وہ بے قصور ہے۔۔" ٹھنڈی سی سرخی ٹھہری پتلیوں کے آس پاس اُبھرنے لگی تھی۔ سلیمان ہلکا سا مسکرایا تھا۔ اسکی مسکراہٹ دیکھ کر جسم میں پھریری سی دوڑنے لگتی تھی۔ فجر کی بلند صدائیں جیسے کسی پسِ منظر کا حصہ بنتی جا رہی تھیں۔

"اس نے اپنے لیے اپنی موت خود چُنی ہے۔ "

"تم نے اسے اس میں ٹریپ کیا ہے۔ اسے جانے دو۔۔" کہیں اسکی آواز میں التجاء سی در آئی تھی۔ بالکل خاموش سی التجاء۔۔ قریبی رشتوں کو کھونے کے بعد ایک اور انسان کے یخ وجود کو اپنے ہاتھوں سے دفنانے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔ سلیمان کچھ قریب چلا آیا تھا۔ اسکے مندمل ہوتے زخموں کی جانب بغور دیکھا۔

"میرے بچے ہو تم۔۔ تمہاری حفاظت فرض ہے مجھ پر۔ اس کے لیے کسی کی بھی جان جائے۔۔ مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔ "

"اسے جانے دو۔۔" اسکی التجاء بہت دھیمی تھی۔ سلیمان کو اسکی آنکھوں میں پھیلی سرخی سمٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ یہ آنکھیں پہلی دفعہ اسے مختلف محسوس ہوئی تھیں۔

"تمہاری التجاء سے۔۔ چیر پھاڑ دینے کی بُو آتی ہے۔ "

"وہ بے قصور ہے۔۔ اسکی ماں بیمار ہے۔ وہ اپنی ماں کا سہارہ ہے۔ اسے جانے دو۔۔" التجاء سمٹ رہی تھی۔ سُرخی زائل ہو رہی تھی۔۔ بھوری آنکھوں میں سیاہی سی تحلیل ہو رہی تھی۔ چرچ کی بلند و بانگ وحشت زدہ دیواریں اسکی آنکھوں میں اترتی سیاہی کو محسوس کر کے خوفزدہ ہوئی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میٹامورفوسس مکمل ہونے جارہا ہے۔۔" سلیمان مسکراکر بولا تھا۔ حرم نے اگلے ہی پل اسکا حلق دبوچ لیا تھا۔ سانس رُک چکا تھا۔ حلق سے غرغر کی آوازیں آنے لگیں۔ قدیم زندان میں موجود کانچ کی زمین چیخ گئی۔

"اس پرکیس کرکے۔۔اس پر جُرم ثابت کرنے کے بعد، اسے جیل کی سیاہ کال کوٹھڑیوں میں کسی غیر انسانی درندے سے مروانے کا ارادہ رکھتے ہوناں تم۔۔ مجھے اپنے ارادوں سے بے خبر مت سمجھو۔۔میں تمہاری ہی اولاد ہوں۔"

"وہ۔۔۔وہ مار دیا جائے گا۔۔ اسکی موت طے کی جاچکی ہے۔۔ اسکا مرنا یقینی ہے۔۔"غرغر کرتے حلق کے ساتھ وہ بمشکل بول پایا تھا۔ حرم نے نفی میں سر ہلایا تھا۔ اسکی بھوری آنکھوں میں سیاہی مکمل ہوچکی تھی۔ سلیمان کا حلق اس نے پوری قوت سے دبایا تو اسکے منہ سے تھوک نکل کر اسکے ہاتھوں پر آگرا۔۔ اگلے ہی پل اس نے اسے پوری طاقت سے پیچھے دھکیلا تو اسکی پُشت دیوار سے جا ٹکرائی۔۔ دیوار میں موجود ہر پتھر سلیمان کی پُشت کے اندر تک پیوست ہوگیا تھا۔ فجر کی اذانیں تھم گئی تھیں۔۔ صدا سمٹ چکی تھی۔۔بہت سے نمازی مسجد کی جانب بڑھ رہے تھے۔

اس نے ایک آخری زہر خندہ نگاہ اسکے مکروہ وجود پر ڈالی تھی۔

"میں تمہارے اعمال سے واقف ہوں۔۔" سلیمان کھانسا تھا۔ حرم اسکی بات سن کر ٹھہر سا گیا تھا۔ پھر ہلکی سی گردن اسکی جانب پھیری۔۔

"میرا دوست زندہ رہے گا۔۔ تم۔۔ تمہاری ذلت۔۔ رمیز کا تکبر۔۔ ہمارے ساتھ ظلم کرنے والا ہر انسان دیکھے گا کہ زاویار زندہ رہے گا۔۔ اور اسے۔۔ میں زندہ رکھونگا۔۔" وہ پلٹ گیا تھا۔ کانچ کے فرش پر بہت سی دراڑیں اُبھر آئی تھیں۔ سلیمان چرچ کی داخلی روش کو بے یقین نگاہوں سے تک رہا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم ایسا نہیں کروگے۔۔!" وہ اسکے پیچھے بلند آواز سے چلاّیا تھا۔ شاید وہ اسکی بات میں پنہاں مفاہیم کو سمجھ گیا تھا۔ حرم کے بڑھتے قدم رُک سے گ ئے۔ اس نے سلیمان کی آواز میں پہلی دفعہ بے چینی سی محسوس کی تھی۔

"تم۔۔ ایسا کچھ نہیں کروگے۔۔!" ٹھہر ٹھہر کر۔۔ لفظ جدا کر کے کہا تھا اس نے۔ اگلے ہی پل وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔ لیکن پھر گر پڑا۔۔ چوٹ گہری تھی۔۔ اسکی پشت سے خون آنے لگا تھا۔ حرم نے اسکی جانب چہرہ نہیں گھمایا۔ اسکی آنکھوں میں جما اٹل سا تاثر کسی کو بھی گنگ کر دینے کے لیے کافی تھا۔ اگلے ہی پل وہ آگے بڑھا اور تیزی سے راستہ عبور کر گیا۔ سلیمان بے بسی سے داخلی روش کو دیکھ رہا تھا۔ ٹائیر ز چرچرانے کی آواز فضا میں ابھری اور اگلے ہی پل حرم گاڑی بھگا لے گیا۔۔

یہ موت کی بازی تھی۔۔

اسے اب احساس ہوا تھا کہ یہ زندگی نہیں۔۔ موت کی جنگ تھی۔۔

****

سبزہ زار پر ہر جانب سفید اور سیاہ قمیص شلوار میں بہت سے افراد کھڑے تھے۔ سفید چاندنیاں سبزہ زار کے مختلف قطعوں پر بچھی ہوئی تھیں اور ابیہا کی موت کو آج دوسرا دن تھا۔ خاندان بھر میں اسکی موت کی خبر پھیل چکی تھی لیکن غیر معمولی طور پر کوئی بھی رمیز کے پاس تازیت کے لیے نہیں آیا تھا۔ لاؤنج سنسان تھا۔۔ شائستہ سفید وجود لیے صوفے پر تنہا بیٹھی ہوئی تھی۔۔ دوپہر سر پر چڑھی تو لوگ اٹھ اٹھ کر جانے لگے۔ جنازے میں محض کاروباری افراد نے شرکت کی تھی۔ وہاں کسی قسم کے انسانی تعلقات کی بقاء کا قیام ممکن نہیں تھا۔۔ یہ دنیا کاروبار تھی۔۔ اسے کاروباری نگاہ سے ہی دیکھنا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رمیز سیاہ کُرتا شلوار زیب تن کیے، سپاٹ چہرے اور سُرخ آنکھوں کے ساتھ اسٹڈی میں براجمان تھا۔ اس نے کسی سے بھی ملنا گوارہ نہیں کیا تھا۔ سچ بات تو یہ تھی کہ کسی نے اس سے ملنے کی خواہش کا اظہار ہی نہیں کیا تھا۔

وہ رخسار پر دو انگلیاں رکھے مُردہ نگاہوں سے سامنے چلتی خبریں دیکھ رہا تھا۔ زاویار کی گرفتاری کی خبریں زور و شور سے سب جگہوں پر آویزاں تھیں۔ اس نے کچھ سوچ کر موبائل اٹھایا اور پھر اسے نگاہوں کے سامنے کیا۔۔ دور جاتی گھنٹی گہری ہوتی جارہی تھی۔ اگلے ہی پل فون اٹھایا گیا تو وہ اپنی جگہ پر سیدھا ہو بیٹھا۔

"زیرو۔۔ زاویار پر الزام لگانے کا انتظام کیا تم نے پہلے سے سوچ رکھا تھا۔۔؟" اس صبح پہلی دفعہ اسکے مکروہ چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی۔ ایبہا کا افسوس جیسے کہیں عنقا ہوتا جارہا تھا۔ اپنے اُجڑے گھر کی قطعاً پرواہ نہیں تھی اسے۔۔

"مجھے تمہارے کام نے بہت متاثر کیا ہے۔ زاویار کسی ٹرائل تک نہیں پہنچے گا۔ میں لوگوں کو اپنی گردن تک پہنچنے سے پہلے ہی نِگل لیتا ہوں۔۔ تم نے اپنا کام کر لیا ہے۔۔ اب مجھے اپنا کام کرنے دو۔۔" اس نے کہہ کر فون سامنے چمکتے ٹیبل پر ڈال دیا تھا۔ پھر شاہی کو آواز دی تو وہ مؤدب سا اندر چلا آیا۔

"زاویار، حوالات میں قید ہے۔۔ رات کی سیاہی میں اسکی گردن اتروا دینا۔۔ مجھے اپنے خلاف خبروں میں مزید کوئی بکواس نہیں سننی۔۔" شاہی اسکے حکم پر آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"وہ تو ویسے بھی آپکے راستے سے ہٹ چکا ہے، سر۔ پھر آپ کیوں اسے مروانا چاہتے ہیں۔۔؟" وہ چند لمحے چہرہ اوپر اٹھائے اسے دیکھتا رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں اور تم۔۔اچھے سے جانتے ہیں کہ وہ قتل اس نے نہیں کیے ہیں۔ کیس چلنے پر بات ہم تک پہنچ سکتی ہے۔وہ منہ بند کر کے بیٹھنے والوں میں سے نہیں ہے اور اسکی پُشت پر حرم کھڑا ہے۔۔وہ اپنے دوست کو بچانے کے لیے کسی بھی حد تک جائے گا۔ میں اپنے کام میں اتنا بڑا جھول برداشت نہیں کر سکتا۔ ملزم تو ویسے بھی قانون کی محبوب اولاد ہوتی ہے۔۔جُرم ثابت کرنا مزاق نہیں ہوتا۔اب تم جاؤ۔۔جو میں نے کہا ہے وہ کرو۔۔کل سے ایک نئے دن اور ایک نئی زندگی کا آغاز ہوگا۔۔ جس میں کوئی انویسٹر میری راہ کا کانٹا نہیں ہوگا اور جس زندگی میں احمد یا اسکی اولاد کا نام تک موجود نہیں ہوگا۔۔" وہ کہہ کر کڑوے تاثرات کے ساتھ پیچھے ہو بیٹھا تھا۔شاہی چند پل تو جما رہا اور پھر بمشکل سانس لیتا واپس مڑ گیا۔ایک پل کو آگے بڑھتے ہوئے اس نے پیچھے پلٹ کر رمیز کا چہرہ دیکھا تھا۔ وہ اب مسکرا رہا تھا۔۔ شاہی کو اسکی ذہنی حالت پر شک سا ہونے لگا تھا۔ وہ گھبرا کر باہر نکل آیا تھا۔

اُربی ہاؤس میں ایہا کی موت کی خبر پر سناٹا سا چھا گیا تھا۔وجدان نے تو کسی قسم کا ردعمل ہی نہیں دیا۔اسکی آنکھیں بنجر تھیں اور رگ و پے میں عجیب سی خاموشی تحلیل تھی۔نازنین اور ثانیہ آنکھیں پھیلائے ٹی وی پر چلتی خبروں کو دیکھ رہی تھیں۔ زاویار کی گرفتاری کی خبر پر۔۔ آگے بڑھتا وجدان اپنی ہی جگہ ٹھہر سا گیا تھا۔اس نے ایک لمحے کے لیے پلٹ کر ٹی وی کی جانب دیکھا تھا۔بنجر آنکھیں لمحے بھر کرنا سمجھی سے سکڑیں۔۔

"یہ۔۔یہ تو حرم بھائی کے دوست نہیں ہیں۔۔یہ خبروں میں کیا چل رہا ہے۔۔"ثانیہ نے حیرت سے کہا تھا۔ہر جانب بے چینی سی پھیل گئی تھی۔روحیلہ اور صوفیہ اپنے کمروں میں تھیں اور شانزے اپنے میکے گئی ہوئی تھی۔ محض وہ تینوں ہی لاؤنج میں موجود تھے۔۔نازنین نے بے یقینی سے حرم کو فون ملایا تھا۔گھنٹیاں جا کر پلٹ آئیں۔۔ حرم فون نہیں اٹھا رہا تھا۔وجدان نے اگلے ہی پل گہرا سانس لیا اور پھر آگے بڑھ آیا۔۔اس نے اپنے پیچھے کمرے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کا دروازہ بند کرلیا تھا۔ آگے بڑھ کر تیزی سے نظر کا چشمہ جھپٹا اور لیپ ٹاپ کھول کر نگاہوں کے سامنے کیا۔۔ اسکے چہرے سے وحشت ٹپک رہی تھی۔۔ آنکھوں میں گلابی سی نمی کے ساتھ آگ سی ابھر آئی تھی۔۔ وہ اب انگلیاں تیزی سے چلاتا کچھ کررہا تھا۔

باہر نازنین اب دائیں سے بائیں جانب ٹہلتی ہوئی حرم سے رابطہ جوڑنے کی کوشش کررہی تھی لیکن جواب ندارد۔۔ اسکی پریشانی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی ہی جارہی تھی۔

****

شام سر پر آن کھڑی ہوئی۔۔ حرم نہیں آیا۔ روحیلہ اور صوفیہ تو ایہاب کے بارے میں سُن کر بے حد خوفزدہ ہوگئی تھیں۔ نازنین اور ثانیہ کو بھی ایہاب کی موت کا افسوس تھا۔۔ لیکن فی الحال وہ زاویار کی وجہ سے حد درجہ پریشان تھی۔۔ وجدان نے آخری دفعہ کی بورڈ کا بٹن دبایا تھا۔۔ پھر وہ پیچھے ہو بیٹھا۔۔ آنکھوں میں تحلیل گُلابی سی نمی خشک ہوچکی تھی اور اب وہاں محض جھلسا دینے والی آگ تھی۔۔ نفرت اور بدلے کی آگ۔۔

"یہ جنگ آپ نے شروع کی تھی، دادا۔۔ میں اسکا انت کرنے جارہا ہوں۔۔ یہ جنگ وجدان کے بغیر نامکمل ہے۔۔" اگلے ہی پل کمرے کے باہر سے شور سا اٹھا تھا۔ ثانیہ کی بے ساختہ ابھری چیخ پر روحیلہ اور صوفیہ بھی کمرے سے باہر چلی آئی تھیں۔۔ نازنین برف بنی سامنے ٹی وی اسکرین پر نشر ہوتی تازہ ہیڈلائنز کو تک رہی تھی۔

"انصاری ٹیکسٹائیل کے مالک۔۔۔ رمیز انصاری نے اپنے ملازم کو۔۔ اپنے ہی ہاتھوں قتل کیا تھا۔۔" ہر نجی نیوز چینل پر یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی تھی۔ نازنین الٹے قدموں وجدان کے کمرے کی جانب بھاگی تھی۔ دروازہ دھکیلنا چاہا لیکن وہ مقفل تھا۔ اس نے زور سے دروازہ بجایا۔۔ اسکے ہاتھ پیر کپکپاہٹ کا شکار تھے۔ ٹی وی پر اس رات کی کلیئر فوٹیج نشر کی جارہی تھی۔ رمیز کی اسٹڈی۔۔ اس اسٹڈی میں موجود احمد اور رمیز کی باہم گفتگو تک اردو سب

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ٹائٹلز کے ساتھ چلائی جارہی تھی۔اس نے تیزی سے دروازہ دھڑ دھڑایا تھا۔لیکن وجدان نے دروازہ نہیں کھولا۔۔

"وجدان۔۔در۔۔دروازہ کھولو۔۔"اسکی آواز میں کپکپاہٹ سی تھی۔۔ٹیکسٹائیل انڈسٹری کے بہت سے مالکان کے وڈیو بیانیے تک نیوز چینلز کو موصول ہوگئے تھے۔ وہ اپنے بیانیے میں انڈسٹری کے ایم ڈی کے ایسے عمل کی مذمت کررہے تھے اور خود کو اس معاملے سے بری الذمّہ قرار دے رہے تھے۔رمیز گہری پاتال میں جاگرا تھا۔

سارنگ اپنے کلینک میں موجود برف ساوجود لیے ٹی وی کو تک رہا تھا۔۔

زاویار حوالات کی سلاخوں کے ساتھ لگ کر ساکت نگاہوں سے حوالات میں چلتے ٹی وی پر خبروں کو دیکھ رہا تھا۔وہ ایسی دل دہلا دینے والی فوٹیج تھی کہ ہر انسان سُن ہو گیا تھا۔

سلیمان کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔وہ اسی چہرے کے ساتھ خبریں تک رہا تھا۔۔حرم نجی شوٹنگ کلب میں موجود تھا۔ موبائل پر چلتی خبریں دیکھ کر اسکی آنکھیں حیرت سے کُھلی رہ گئی تھیں۔۔اور سب سے آخر میں۔۔رمیز کی اسٹڈی سنسان ہو گئی تھی۔وہ پانی پی رہا تھا اور پانی کا گلاس اسکے ہاتھ سے چُھوٹ کر زمین پر جا گرا تھا۔وہ فوٹیج بالکل اسکی اسٹڈی کی ہی تھی۔۔تصویر میں بالکل وہی تھا۔سب تباہ ہو گیا تھا۔۔سب برباد ہو گیا تھا۔۔اس نے چنگھاڑ کر شاہی کو آواز دی۔۔ملازمین کی دوڑیں لگ گئیں۔وہ اب پاگلوں کی طرح دھاڑ رہا تھا۔شائستہ نے ایک نظر پلٹ کر اسٹڈی کو دیکھا اور پھر اسی خاموشی سے چہرہ واپس پھیر لیا۔۔

"اسٹڈی کو ڈی بگ کرو۔۔جلدی۔جلدی کرو۔۔وہ کیمرہ کہاں لگا ہے۔۔؟اس فوٹیج کی سورس پتا کرواؤ۔۔کس نے کی ہے ایسی حرکت۔۔؟جلدی کرو۔۔اسے پھیلنے سے روکو۔۔"سب ہڑبڑا گئے تھے۔ ہر جانب سے فون کی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئی تھیں۔ وہ اس سے رابطہ کرنا چاہ رہے تھے۔ وہ جیسے چندپل کے لیے گنگ ہی ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کاروباری دنیا میں اسکے بہت سارے دُشمن تھے جو اسکی کامیابیوں سے خائف تھے۔۔ وہ اسکی کسی کمزوری کی گھات میں کئی عرصے سے اسے سُونگھ رہے تھے۔ اسے پتا تھا کہ وہ تباہی کے دہانے تک پہنچ گیا تھا۔۔ اسے پتا تھا کہ پاتال اسکا انتظار کر رہی تھی۔

اسٹڈی کا سارا سامان الٹ دیا گیا تھا۔ سامنے دیوار میں نصب شیلف پر ایک کتاب موجود تھی۔ جس کے اندر باریک سا کیمرہ فکس تھا۔ اس باریک سے کیمرے نے رمیز کی تباہی کا آغاز کیا تھا۔ یہ کیمرہ احمد نے فکس کیا تھا۔۔ اسے رمیز پر بھروسہ نہیں تھا۔ کتاب کا زاویہ کچھ اس طرح تھا کہ اس ننھے سے کیمرے میں اسٹڈی کا ہر حصہ دکھائی دیتا تھا۔ پیچھے رکھے صوفے پر وہ گر سا گیا تھا۔ اسکی آنکھیں کُھلی رہ گئی تھیں اور لب بے یقینی سے وا تھے۔۔

کچھ راتیں پیچھے چلتے ہیں۔۔ وجدان رمیز سے نازنین پر ہوئے حملے کے بعد ملنے آیا تھا۔ وہ اس ملاقات سے فارغ ہونے کے بعد باہر کی جانب بڑھ ہی رہا تھا جب اسے احمد دکھائی دیا۔۔ اس نے اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھنا چاہا تھا لیکن وہ اسے آواز دے کر روک گیا تھا۔ وہ رک گیا تھا۔۔ پھر پلٹ کر اسے دیکھا۔۔ احمد قریب چلا آیا۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل چندپل کے لیے ٹھہرے رہے تھے۔۔

"کیوں روکا ہے تم نے مجھے۔۔؟ "

"تم بچے ہو ابھی۔۔ اس جنگ کا حصہ کبھی نہیں بنانا چاہتا تھا میں تمہیں۔۔ "

"مجھے اس قسم کی بکواس میں دلچسپی نہیں ہے۔ جو کہنا ہے جلدی کہو۔۔ تمہارے منہ سے رحم دلی کی باتیں کچھ اچھی نہیں لگتیں، احمد۔۔" اس نے اسی تلخی سے کہا تو احمد اسے چندپل دیکھے گیا۔ پھر ہاتھ آگے بڑھا کر اسے اسمارٹ فون تھمایا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ تم مجھے کیوں دے رہے ہو۔۔؟ "

"یہ میرا بیک اپ پلان ہے۔۔ موت کہیں قریب ہی ہے۔۔ تم کمپیوٹرز کے ساتھ اچھے ہو۔ مجھے پتا ہے تم جینئس ہو۔ اس فون میں بہت سے کیمروں کی فوٹیجز فکس ہیں۔ تم اسے ریگیولیٹ کرو۔۔ اسے اپنے لیے استعمال کرو۔۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی میرا گواہ بھی ہو۔۔"

"مجھے تمہاری ایک بھی بات پر یقین نہیں ہے۔۔" اس نے اسمارٹ فون اسکی جانب بڑھایا تو احمد نے دوبارہ اسے اسکی جانب کیا۔

"آخری بازی الٹ دو بچے۔۔ یہ تمہارے لیے موقع ہے۔۔" اور پھر وہ وہاں سے پلٹ آیا۔ زاویار اس سے کچھ پوچھ رہا تھا لیکن اسکا ذہن احمد کی باتوں میں الجھا ہوا تھا۔ وہ گھر چلا آیا اور پھر اس فون میں فکس ہوئے کئ کیمروں کی فوٹیجز دیکھنے لگا۔ احمد جھوٹ نہیں بول رہا تھا۔ جس رات رمیز نے احمد کو قتل کیا تھا اس رات وہ سو نہیں سکا تھا۔ اس نے وہ فوٹیج دیکھی تھی اور اسکے ہر مسام سے پسینہ بہہ نکلا تھا۔۔ وہ اس پوری رات قے کرتا رہا تھا۔ اسکا دل متلی کر رہا تھا۔۔ آنکھوں نے ایسا منظر دیکھ لیا تھا جو نیندیں حرام کرنے کے لیے کافی تھا۔ اس نے اس فوٹیج کا ذکر کسی سے بھی نہیں کیا۔ وہ اسے استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا۔

لیکن اپنی شکست اور بگڑتے حالات پر وہ خاموش نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ رمیز جیت رہا تھا۔۔ وہ اسے ایک بار پھر سے جیتنے نہیں دے سکتا تھا۔ اس نے اس فوٹیج کو خفیہ طور پر ٹیکسٹائیل کے کئ کاروباری ایجنٹس کے ہاتھوں میں دے دیا تھا اور اب۔۔ کاروباری دنیا میں بونچھال سا آ گیا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نازنین اب تک اسکے کمرے کا دروازہ بجا رہی تھی۔ اسکی ہتھیلیاں سُرخ پڑنے لگی تھیں۔ وجدان بالکل مُردہ نگاہوں سے لیپ ٹاپ پر نشر ہوتی خبر دیکھ رہا تھا۔۔ انسان اور شیطان۔۔ سیاہی یا روشنی۔۔ ہر شے گڈمڈ ہو گئ تھی۔۔

یہ تباہی تھی۔۔

یہ بدلہ تھا۔۔

یہ وجدان کا شیطان تھا۔۔

یہ مانسٹر ہونا تھا۔۔

اور یہ۔۔ انسان کا انسان ہونا تھا۔

اور کیا میں تمہیں بتاؤں کہ۔۔ انسان سے زیادہ۔۔ خوفناک۔۔ کوئ مانسٹر نہیں ہوا کرتا۔۔

****

قصر کے باہر رپورٹرز کا ہجوم سا تھا۔ کئ کیمرے ہاتھوں میں لیے بہت سے افرادر میز کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہے تھے۔ اس کے پاس اس ویڈیو کورد کرنے کے لیے کوئ الفاظ نہیں تھے۔۔ وہ اتنی واضح فوٹیج کورد کرنے کی تاب نہیں رکھ سکتا تھا۔

اسٹڈی اُلٹی جا چکی تھی۔ ہر شے تباہ کُن حالت تک پہنچ چکی تھی۔

وہ بکھرے بالوں اور ملگجے سے لباس میں اثرورسوخ رکھنے والے ہر بندے سے مدد کی بھیک مانگ رہا تھا۔ اسے بچا لیا جائے۔۔ اسے غرق ہونے سے بچا لیا جائے۔۔ بس یہی کہہ رہا تھا وہ ہر ایک سے۔۔ لیکن مقابل

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

موجود لوگ بہت شرافت سے معذرت کر کے اسکا فون طریقے کے ساتھ بند کر چکے تھے۔اس نے ٹیبل پر دھری ہر شے ہاتھ مار کر گرا دی تھی۔اسکے اعصاب کام کرنے سے انکاری ہو گۓ تھے۔ قدیم پینٹنگ اب تک چمک رہی تھی۔ اس نے دونوں مٹھیوں میں اپنے بال جکڑ کر بھینچ ڈالے۔۔ بے بسی اور طیش اس پر ایک ساتھ حملہ آور ہوئے تھے۔

اگلے ہی پل شاہی مخبوط الحواس سا اندر دوڑتا ہوا آیا۔اسکے پاس اس ویڈیو کے لیک کیے جانے کی معلومات موجود تھی۔رمیز نے ٹھہر کر اسے دیکھا تھا۔

"وجدان۔۔؟"وہ زیرِ لب بڑبڑایا۔۔شاہی نے سر اثبات میں ہلایا تو وہ اتنی زور سے چنگھاڑا کہ قصر کی دیواریں لرز اٹھیں۔اس نے اگلے ہی پل گہرے گہرے سانس لے کر خود کو نارمل کیا تھا۔

"ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہیں۔میں فرار ہو رہا ہوں۔تم اس مقام پر مسلح افراد کو بھیجو۔۔مجھے وجدان اور نازنین اپنے پاس چاہیے۔۔ ابھی اور اسی وقت۔۔ یرغمال بناؤ ان (گالی) کو۔۔ مجھے تباہ کرنے والوں کی قیامت کا آغاز ہو گیا ہے۔۔ جاؤ!!!!!" وہ اس پر دھاڑا تھا۔ شاہی اُلٹے قدموں پلٹا۔وہ آگے بڑھ کر پینٹنگ نما دروازے کو دھکیل کر تہہ خانے میں داخل ہو چکا تھا۔اس قصر کی بھول بھلیوں تلے اسے کوئی نہیں ڈھونڈ سکتا تھا۔ہاں۔۔وہ یہاں محفوظ تھا۔۔اسے لگتا تھا کہ وہ بچ جائے گا۔ وہ خدا تھا۔۔ وہ اتنی آسانی سے غرق نہیں کیا جا سکتا تھا۔۔وہ ان سب کو غرق کر دے گا۔اسکے رگ وپے میں آگ سی پھیلنے لگی تھی۔

****

سہیل اور عدیل رپورٹرز کے سوالات اور مستقل فون کالز سے ڈیل کرتے کرتے تھک چکے تھے۔ مغرب کی گہری ہوتی نیلی روشنی میں یکلخت ہی ان کے گھر کے باہر بہت سی گاڑیاں رُکنے کی آوازیں آئی تھیں۔لاؤنج میں ہر فرد

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

موجود تھا۔۔سب نے چونک کر باہر ابھرتے شور کی جانب دیکھا۔ سہیل داخلی دروازے تک چلے آئے تھے۔ گارڈز کو گولیاں ماری گئ تھیں اور ہر جانب خون سا خون پھیل گیا تھا۔ اگلے ہی پل نقاب پوش کئ افراد گھر کے اندر زبردستی داخل ہوئے تھے۔ ان سب کے وجود سُن ہوگئے تھے۔۔ بندوقیں ان پر تانے بہت سے افراد اب ان کے گرد حلقہ بنا رہے تھے۔ ثانیہ، سہیل، روحیلہ، عدیل اور صوفیہ کو اگلے ہی پل گردنوں سے گھسیٹ کر لاؤنج کے درمیان کھڑا کیا گیا تھا۔۔

"کیا۔۔چاہتے ہو۔۔؟کس نے بھیجا ہے۔۔؟ "

"بک بک بند کرو۔۔چپ کرکے کھڑے رہو نہیں تو اگلی گولی سر کے آرپار ہوگی تمہارے۔۔"ان میں سے ایک پھنکارا تھا۔صوفیہ اور روحیلہ تو باقائدہ رونے لگی تھیں۔ثانیہ کو خوف کے مارے ٹھیک سے سانس نہیں آرہا تھا۔

"وجدان اور نازنین۔۔دونوں کہاں ہیں۔۔؟ "

"وہ۔۔تم ان کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو۔۔؟بندوق نیچے کرو۔"عدیل نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اگلے ہی پل وہ بری طرح زمین پر آگرا۔۔حملہ آور نے اسکی ٹانگ میں گولی ماری تھی۔۔بے ساختہ ہی کئ چیخیں بلند ہوئیں۔وہ آگے بڑھ آئے۔۔ ایک ایک کے ماتھے پر بندوق رکھ دی۔۔ سب کا سانس تک سوکھ چکا تھا۔ سہیل زرد چہرہ لیے ان کے خوفناک نقاب پوش چہروں کو تک رہے تھے۔خواتین رونے لگی تھیں۔لاؤنج کے فرش پر عدیل کا خون پھیل رہا تھا اور وہ درد سے بلک رہا تھا۔

"آواز نہیں۔۔یہ دونوں کہاں ہیں۔۔؟اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو ان دونوں کو ہمارے حوالے کردو۔۔تم سب بچالیے جاؤگے۔۔"کسی نے جواب نہیں دیا تو حملہ آور نے بندوق کا رُخ چھت کی جانب کرکے ایک فائر کیا۔زور

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دار آواز کے ساتھ ہی فانوس گولی لگنے پر زمین پر آ گرا تھا۔ کانچ ٹوٹ کر دور دور تک بکھر گئے تھے اور سب کی آنکھیں ایسی جارحیت پر پھٹی رہ گئی تھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔ "

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

اسی پل زینوں پر۔۔وہ نمودار ہوئ تھی۔۔

سفید لباس میں ملبوس۔۔سفید چہرہ لیے۔۔گھر والوں نے پلٹ کر بے یقین نگاہوں سے دیکھا تھا اسے۔۔وہ اب بے خوفی سے ریلنگ پر ہاتھ رکھتی اُتر کر نیچے چلی آئ تھی۔ سہیل نے بے آواز "نہیں" کہا تھا۔نازنین نے ان سب کی جانب گیلی آنکھوں سے دیکھا۔۔پھر نقاب پوش حملہ آوروں کی جانب متوجہ ہوئ۔۔

"میں ہوں نازنین۔۔ "

"نہیں۔۔!"صوفیہ چیخ کر آگے بڑھی تھیں۔اگلے ہی پل ایک بندوق ان کے ماتھے پر رکھی گئ تو وہ ٹھہر گئیں۔

اسکی ٹھنڈی نال اندر تک ٹھنڈک اتار دیا کرتی تھی۔وہ اب بہت بے بسی سے رو رہی تھیں۔اسی پہر وجدان پچھلے دروازے سے باہر کی جانب بھاگا تھا۔وہ ننگے پیر تھا۔۔اس نے حملہ آوروں کو اپنے گھر میں داخل ہوتا دیکھ لیا تھا اور اب وہ حرم کے بتائے گئے پچھلے دروازے سے بہت خاموشی کے ساتھ نکل کر فرار ہو رہا تھا۔ اسکا رُخ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

حوالات میں قید زاویار کی جانب تھا۔ اسکے پاس فی الحال جانے کے لیے اور کوئی جگہ نہیں تھی۔وہ وہاں جاکر مدد مانگنا چاہتا تھا۔

پیچھے وہ بالکل خاموشی کے ساتھ زینوں سے آگے بڑھ آئی تھی۔ پھر گردن اٹھائی۔۔جب بولی تو آواز زخمی تھی۔

"میں چلنے کے لیے تیار ہوں۔۔ لیکن پہلے۔۔ان گھر والوں کو آزاد کردو۔۔انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔۔" اس نے کہا تو سہیل نے نفی میں سر ہلایا۔وہ اسے روکنا چاہتے تھے۔روحیلہ روتی ہوئی عدیل کے پاس بیٹھی اپنے دوپٹے سے اسکی زخمی ٹانگ پر مرہم رکھے ہوئے تھی۔ صوفیہ بے بسی سے زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھیں۔ ثانیہ زار و قطار رو رہی تھی۔ وہ اب مزید یہ سب برداشت نہیں کرسکتی تھی۔۔بہت تباہی ہوچکی تھی اسکی وجہ سے۔۔بس اب بہت ہوا۔۔

اس نے آنکھیں بند کرکے کھولیں۔۔

وہ اب سارے گھر میں وجدان کو تلاش کررہے تھے لیکن وہ وہاں موجود ہی نہیں تھا۔ ہر جگہ چھان ماری گئی۔۔ وجدان نہیں ملا۔۔وہ اب اسے گھسیٹتے ہوئے اپنے ساتھ لے جارہے تھے۔ داخلی دروازے تک پہنچ کر اسکے چہرے پر سیاہ کپڑا ابھی ڈال دیا گیا تھا۔اسکے ہاتھ پیچھے رسی سے باندھ دیے گئے تھے اور وہ کسی مویشی کی مانند آگے گھسیٹی جارہی تھی۔

پیچھے وہ سب چیخ کر اسے روک رہے تھے۔۔ آوازیں دے رہے تھے۔۔صوفیہ بے ہوش ہوگئی تھیں۔ثانیہ کے قدموں سے جان ختم ہورہی تھی اور سہیل ڈھے سے گئے تھے۔ ان کی آنکھوں میں چمکتی نمی۔۔ بہت بے بس تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسے گاڑی میں بٹھایا گیا اور اگلے ہی پل کئ گاڑیاں ایک ساتھ آگے پیچھے روانہ ہو گئیں۔گھر سنسان ہو گیا تھا۔۔ اب محض وہاں رونے کی بلند آوازیں تھیں۔۔اب محض وہاں بددعاؤں کی صدائیں تھیں۔

وجدان نے ننگے پیر حوالات کا دروازہ پار کیا تھا۔سامنے ہی جیل میں وہ قید تھا۔اسے دیکھ کر یکلخت ہی سلاخوں تک چلا آیا۔اسکی حالت دیکھی تو بوکھلا گیا۔۔

"کیا ہوا ہے۔۔؟تم رو کیوں رہے ہو۔۔؟ "

"ہمارے گھر پر حملہ آوروں نے حملہ کر دیا ہے۔سب ختم ہو رہا ہے۔۔سب میری غلطی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔ مجھے وہ ویڈیویوں نہیں منظرِ عام پر لانی چاہیے تھی۔۔ دادا پاگل ہو گئے ہیں۔۔ وہ پھپھو کو جان سے مار دیں گے۔۔" اگلے ہی پل اہلکار نے اسے گریبان سے گھسیٹ کر پیچھے کیا تو زاویار نے خونخوار نگاہوں سے اہلکار کو دیکھا۔ وہ اگلے ہی پل وجدان کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔

"حرم کہاں ہے۔۔؟"اس نے سلاخوں پر رکھے اسکے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر پوچھا تھا۔وجدان نے سر نفی میں ہلایا۔۔

"حرم بھائ کہیں نہیں ہیں۔۔وہ گھر نہیں آئے۔۔ وہ پتا نہیں کہاں چلے گئے ہیں۔۔" زاویار ابھی اس سے کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ ٹھہر کر اسکے پیچھے دیکھا۔ تھانے میں وہ داخل ہو رہا تھا۔۔وجدان نے اسکی نگاہیں محسوس کر کے پیچھے دیکھا تھا۔حرم کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر وہ بے ساختہ ہی اس سے لپٹ گیا تھا۔

"حرم بھائ، پھپھو۔۔وہ لوگ پھپھو کو لے گئے ہیں۔۔ " اسکی ہچکیوں پر وہ رک کر اسے دیکھنے لگا تھا۔لیکن بات سمجھ آتے ہی اس نے وجدان کو خود سے دور ہٹا کر دیکھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کون لے گیا ہے۔۔؟ "

"دادا۔۔انہوں نے آپ کے گھر پر حملہ کروادیا ہے۔۔سب گھر میں یرغمال بنا لیے گئے ہیں۔ وہ پھپھو کو اور مجھے لینے آئے تھے۔۔" اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ پھر وہ وجدان کو وہیں چھوڑے زاویار تک چلا آیا۔وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔اسکی آنکھوں میں خوف تھا۔۔ حرم نے سلاخوں سے ہاتھ اندر ڈالا کر اسے پیچھے گردن سے تھاما تھا۔ یہ اسکا بہت پرانا انداز تھا۔زاویار اسکی آنکھوں میں کچھ جانچ رہا تھا۔۔

"بس آج رات کی تکلیف ہے۔۔کل تک تم چھوٹ جاؤ گے۔۔میں تمہیں چھڑوالونگا۔ ہمت نہیں ہارنا۔۔ تمہیں زندہ رہنا ہے۔۔" اسکی آنکھوں میں دیکھتا وہ گردن کو سہلاتا نرمی سے کہہ رہا تھا۔سلاخوں پر زاویار کی گرفت سخت ہو گئ تھی۔ اسکا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔۔ کہیں کچھ غلط تھا۔۔

"تم کیا کرنے والے ہو۔۔؟"اس نے پوچھا تو آواز میں خوف تھا۔ حرم کا ہاتھ اب اسکے کان پر تھا۔پھر وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔زاویار کو اسکی بے وقت کی مسکراہٹ سمجھ نہیں آئی۔۔اسے حرم کی آنکھوں میں پھیلا کوئی تاثر سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"میں تم سب کو بچا رہا ہوں۔۔میں اس جنگ کو ختم کر رہا ہوں۔۔تم قاتل نہیں ہو۔مجھے پتا ہے کہ تم نے وہ قتل نہیں کیے۔۔"وہ اگلے ہی پل پیچھے ہٹ گیا تھا۔زاویار کے ہاتھ خالی رہ گئے۔ اس نے اسے روکنا چاہا لیکن وہ روک نہیں سکا۔ وہ وجدان کو لے کر نکلتے وقت بس۔۔ ایک بار ٹھہرا تھا۔اسکا رُخ اے ایس پی کی جانب تھا جس نے اسے دیکھتے ہی ماتھے تک ہاتھ لے جا کر سلام کیا تھا۔اس نے سر کو خم دیا اور آگے بڑھ گیا۔۔زاویار اسکے اور اے ایس پی کی نگاہوں کے تبادلے کو نا سمجھی سے دیکھ رہا تھا۔ کہیں کچھ بہت غلط ہونے جا رہا تھا۔ سلاخیں یخ پڑ رہی تھیں اور اسکے بے جان ہاتھ۔۔ ان پر سخت ہوتے جا رہے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

****

نازنین کو بہت تاریک جگہ میں لا کر پھینکا گیا تھا۔ اس نے اس جگہ کو محسوس کرنا چاہا لیکن بندھے ہاتھوں اور چہرے پر ڈلے سیاہ کپڑے کے باعث وہ یہ نہیں کر پائی۔ ہر جانب سے خون کی بُو اٹھ رہی تھی۔۔ جیسے لوہے کا نمکین ذائقہ زبان میں گھل رہا ہو۔ اس نے قدموں کی چاپ سُنی تو چوکنا سی ہو بیٹھی۔ کسی نے گلے ہی پل اسکے اوپر سے سیاہ کپڑا ہٹایا تھا۔۔ دنیا واضح ہو گئی۔۔ سامنے ایک دیوار تھی جس پر کئی بلاکس نصب تھے۔ وہ کوئی سُرنگ نما جگہ تھی۔ جیسے کوئی غار ہو۔۔ اور اسکے نیچے یہ سب بنایا گیا ہو۔ وہ آس پاس چہرہ گھما کر دیکھ رہی تھی کہ یکلخت ہی کہیں سے بھاری ہاتھ کا چانٹا اسکے منہ پر آ لگا۔ وہ توازن کھو کر ایک جانب گر پڑی تھی۔۔

رمیز اس پر جھکا اور پھر اسے بالوں سے کھینچ کر اٹھایا۔ وہ تکلیف پر بھی لب بند کیے۔۔ سب سہتی رہی۔۔ اسکی مٹھیاں شدت برداشت کرنے پر بند ہو گئی تھیں۔ آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے لیکن وہاں سسکنے کی کوئی آواز نہیں تھی۔

رمیز نے اسکا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اونچا کیا۔۔ پھر اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھا۔۔ ہلکا سا مسکرایا۔۔ نازنین نے اگلے ہی پل اس پر تھوک دیا تھا۔ وہ بے ساختہ ہی ایسے ردعمل پر اپنا چہرہ صاف کرتا پیچھے ہٹا تھا۔ پھر خونخوار نظروں سے دیکھتا آگے بڑھا اور اسے تب تک مارتا رہا جب تک کہ وہ خود نہ تھک گیا۔ نازنین کی کنپٹی سے خون نکل کر اسکی گردن میں گر رہا تھا۔ ہونٹ سوجھ گیا تھا اور رخسار سرخ ہو گئے تھے۔۔ آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تمہارے بھتیجے نے مجھ سے مقابلہ کر کے اچھا نہیں کیا، لڑکی۔ اس نے خدا کو للکارا ہے۔ اسے کیا لگتا ہے کہ ایک فوٹیج مجھے تباہ کر دے گی؟۔۔" وہ گردن پیچھے پھینک کر ذہنی مریضوں کی طرح ہنس رہا تھا۔ نازنین اسے نفرت سے دیکھتی رہی۔

"نہیں۔۔ مجھے کوئی نہیں گرا سکتا۔۔ چند دن۔۔ مہینے۔۔ سال۔۔ میں نگاہوں سے اوجھل رہونگا۔۔ پھر میں اس فوٹیج کی حقیقت کو کورٹ میں چیلنج کرونگا اور میرے پاس اتنا پیسہ ہے کہ میں یہ کیس جیت جاؤنگا۔۔ میں کبھی نہیں ہار سکتا۔۔ میں نے ہارنا نہیں سیکھا ہے۔۔" وہ اب ہنس رہا تھا۔ وہ ہنستا جا رہا تھا۔۔ اسکی ہنسی میں کاٹ سی اترنے لگی تھی۔ سنسان پڑی لاشوں سے تعافن سا اٹھ رہا تھا۔

"کیوں مارا تم نے میرے باپ کو۔۔؟" وہ آہستہ سے بولی۔ رمیز ٹھہر کر اسے چبھتی ہوئی متنفر آنکھوں سے دیکھتا رہا۔

"اسے مجھ پر فوقیت دی گئی تھی۔ میں خلافت کا حقدار تھا۔ میں زمینی خدائی کا مالک تھا۔ میری خدمت اور میری ریاضت عظیم تھی۔ میں عظیم تھا۔ اسے میرا مرتبہ دیا گیا۔ مجھے سب کے سامنے ذلت سے دوچار کیا گیا۔۔ میں نے تو کبھی جاوید سے نفرت نہیں کی تھی۔ مجھے اس سے نفرت کرنے پر اکسایا گیا تھا۔ مجھے باور کروایا گیا تھا کہ میں ذلیل ہوں۔۔ میں کمتر ہوں۔۔ جاوید کا وجود میرے وجود کی اہمیت پر غالب آنے لگا تھا۔ میں تو ہمیشہ سے عزازیل رہنا چاہتا تھا۔۔ مجھے ابلیس بننے پر مجبور کیا گیا تھا۔۔۔"

نازنین اسے سُرخ آنکھوں سے تک رہی تھی۔ وہ اب اسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھ رہا تھا۔ وہ صدیوں سے ایک دوسرے کے مقابل تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بابا کو ختم کرنے کے بعد ہماری زندگی کیوں برباد کی تم نے۔۔؟" اس نے آہستہ سے پوچھا تھا۔ اسکے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ عنقا ہو گئ۔ آنکھوں میں نفرت سی اتری۔۔ جبڑے جم سے گئے تھے۔۔

"مجھے آدم سے۔۔ اور آدم کی نسل سے۔۔ نفرت رہی ہے۔ میں انہیں جہنم واصل کرنا چاہتا تھا۔ میرا مقام لینے والے کی نسل کو معافی نہیں دی جاسکتی تھی۔۔" ایک پل کے لیے یوں لگا تھا گویا کوئ شیطان بول رہا ہو۔ اسکے مقابل آدم ہو۔۔ اور وہ خدا کو اپنی ذلت کا الزام دے رہا ہو۔ یہی تو تھا۔۔ تکون۔۔ خدا، آدم اور شیطان۔۔

"میں مظلوم تھا۔۔" وہ ایک پل کے لیے ٹھہر کر بولا تھا۔ نازنین نے اسے ترحم سے دیکھا تھا۔

"تم ہمیشہ سے ظالم تھے۔۔" اسکی سرگوشی پر رمیز طیش سے ابل کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

"میرے ساتھ ظلم ہوا تھا۔۔" وہ یکلخت ہی جیسے قابو کھو کر اس پر چلایا تھا۔ نازنین اسے چہرہ اٹھائے دیکھ رہی تھی۔۔ اسکی آنکھوں میں گلابی سی نمی جمع ہونے لگی تھی۔۔ جب وہ بولی تو آواز غار کی دیواروں سے پلٹ آئ۔۔

"تم ہمیشہ سے ظالم تھے، رمیز۔ تم نے اپنی اور آدم کی جگہوں میں تصادم کو خود جنم دیا تھا۔ تم عزازیل تھے۔۔ تم قابلِ عزت تھے۔۔ تم مکرّم تھے۔۔ تمہیں سرداری سے نوازا گیا تھا۔۔ تمہارا اپنا مقام تھا۔۔ اپنی جگہ تھی۔۔ تم نے آدم کی جگہ کو اپنی جگہ تصور کر کے ظلم کیا۔۔ تم اپنی کہانی کے سب سے بڑے ظالم ہو۔۔ تم اپنی کہانی کے وِلن ہو۔۔ تم اپنی کہانی کے دُشمن ہو۔۔ تم اپنی جہنم کو جنم دینے والے اس تاریخ کے سب سے بڑے مجرم ہو۔۔" ہر لفظ جیسے رمیز کی سماعت میں کسی پگھلے سیسے کی مانند انڈیل دیا گیا تھا۔ خدا کو موردِ الزام ٹھہرانا آسان تھا۔۔ آدم پر اپنا غصہ اتارنا سہل تھا۔ اپنی سیاہی کو تسلیم کرنا کٹھن تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ آگے بڑھا اور پھر اسے بالوں سے جھپٹا۔۔ دانت کچکچائے۔۔ نازنین بغور اسکے بدلتے رنگ کو تک رہی تھی۔ کیا یہی ہوتا تھا شیطان ہونا۔۔؟ کیا شیطان ہونا اتنا کمزور تھا؟

"تم کچھ نہیں جانتی۔۔ "

" جہنم تمہارا انتظار کر رہی ہے، رمیز۔ وہی جہنم جس کا ایندھن انسان ہونگے۔ شیاطین نہیں۔۔!" اگلے ہی پل اس نے اسکے بالوں کو زور سے چھوڑا تو اسکا ماتھا پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا۔۔ اگلے ہی پل خون کی ننھی سی دھار پھسل کر اسکی گردن میں گر رہی تھی۔۔

"تم۔۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑونگا۔۔ میں تمہیں ظالم موت دونگا۔۔" نازنین نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ وہ دیوار سے سر ٹکائے ہوئی تھی۔ بہت سے آنسو اسکی پلکوں پر ٹھہرے ہوئے تھے۔

"میں انتظار کرونگی۔۔ مار دو مجھے۔۔ ختم کرو آج اس عذاب کو، رمیز۔۔ میں تھک گئی ہوں۔ میں تم سے ہار گئی ہوں۔ اب فیصلہ ہو گا۔۔ بس اس بڑے دن میں۔۔ اس دن میں دیکھونگی۔۔ تم سہو گے۔۔ یہی طے ہے۔۔ یہی طے تھا۔۔" وہ زیرِ لب مدھم آواز میں کہہ رہی تھی۔ وہ تھک چکی تھی۔۔ اسکا جسم تھکن سے چُور ہو رہا تھا۔

"کوئی بڑا دن نہیں آئے گا۔۔ یہ سب بکواس ہے۔۔" وہ اب فون میں نمبر ڈائل کرتا بڑبڑا رہا تھا۔ نازنین نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ وہ خیالات میں جاوید کی آغوش میں تھی۔ ان کی گود میں سر رکھے دراز تھی۔ وہ اسکے بال سہلا رہے تھے۔ سارے عذاب جیسے ایک ایک کر کے تھمنے لگے تھے۔

"بڑا دن آئے گا۔۔ اس دن میں دیکھونگی۔۔ تم سہو گے۔۔" آنسو نکل کر کنپٹی میں جذب ہو چکا تھا۔ رمیز کی آواز اسے اب پھر سے سنائی دے رہی تھی۔ وہ فون پر کسی کو یہاں آنے کے لیے کہہ رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"زیرو۔۔۔آجاؤ۔۔ایک انسانی جسم ہاتھ لگا ہے۔اسکی کھوپڑی میں چند سوراخ کرنے ہیں۔مجھے اسے اس دنیا کی سب سے زیادہ اذیت ناک موت دینی ہے۔۔"لیکن اب وہ کچھ نہیں سننا چاہتی تھی۔آنسو اب بھی پلکوں سے ٹوٹ رہے تھے لیکن لب خاموش تھے۔کہیں آسمان پر اسکی خاموشی نے ہلچل سی مچادی تھی۔ظلم انتہا کو پہنچے تو تھم جاتا ہے۔یہ اس خدا کا اصول تھا جو زندہ و جاوید تھا۔۔

اس کی آنکھیں بند تھیں۔۔اور زیرِلب وہ کچھ پڑھ رہی تھی۔۔

"اے اللہ۔۔ہم تیرے ہیں۔۔اور تیری ہی طرف۔۔ہم لوٹیں گے۔۔"

****

زاویار سلاخوں کے پیچھے دائیں سے بائیں چکر کاٹ رہا تھا۔اسکے قدموں میں جان باقی نہیں رہی تھی لیکن وہ حد درجہ فرسٹریٹ محسوس ہو رہا تھا۔دو تین بار وہ سلاخوں تک بھی آیا تھا۔۔پھر انہیں جھٹکا دیا۔۔لیکن وہ مضبوط تھیں۔۔ان کی مضبوطی کسی بھی جھٹکے سے ٹوٹتی نہیں تھی۔وہ پیچھے ہوا اور پوری قوت سے مٹھی سلاخوں پر دے ماری۔ہاتھ کی اوپری جِلد پھٹ چکی تھی۔۔لیکن وہاں پرواہ کسے تھی۔۔

حرم نے عدیل کو اسپتال پہنچایا۔ایجنسی سے بہت سے تربیت یافتہ گارڈز کو بلوا کر گھر کے باہر پہرہ دینے پر مقرر کیا۔وہ گھر والوں کے تحفظ پر اب کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتا تھا۔گھر کی حالت اور عدیل کے پیر میں لگی گولی دیکھ کر وہ جیسے مفلوج ہو گیا تھا۔عدیل کو اسپتال کے گول شیشے سے دیکھتے ہوئے۔۔پھر وہ پلٹا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔جب تک سہیل کمرے سے باہر نکلے تب تک وہ وہاں سے جا چکا تھا۔راہداریاں سنسان تھیں۔۔حرم وہاں نہیں تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

****

رمیز اسکے سامنے کُرسی پر براجمان تھا۔وہ زیرو کا انتظار کر رہا تھا۔ناز نین نے تب سے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔۔

یکا یک اس نے بہت سے فائیر ز کی آوازیں سنی تو چونک کر سیدھا ہو بیٹھا۔۔ہاتھا پائی۔۔اور پھر چیخوں کی آوازیں۔۔اس نے نا سمجھی سے زینوں کی جانب دیکھا تھا۔ناز نین بھی آوازوں کی سمت ہی دیکھنے لگی تھی۔۔وہ جلدی سے اٹھا اور پھر اسے بالوں سے جکڑ کر اسکی گردن پر تیز دھار چھرا رکھا۔۔اسی پل کسی نے تہہ خانے کا دروازہ دھاڑ سے کھولا تھا۔۔روشنی کے بہت سے ذرّے اس تاریک تہہ خانے میں کہیں اندر گرے تھے۔وہ چنگاریاں تھیں۔۔لائٹس پر گولیاں لگنے کے باعث سسٹم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا تھا۔

اب کوئی زینوں پر نمودار ہوا،زینے اتر رہا تھا۔رمیز نے ناز نین کی گردن پر چھرے کی گرفت سخت کر دی تھی۔۔ زینے عبور کرتے شخص کی کلائی میں کچھ چمکا تھا۔۔کچھ چاندی کا۔۔وہ ایک چاندی کا ہار تھا جس پر تتلی بنی ہوئی تھی۔ وہ اسکی کلائی سے لگی جھول رہی تھی۔۔اسکے ہاتھ میں بڑی سی بندوق تھی۔۔اسکا چہرہ واضح نہیں تھا۔۔لیکن لوگ کہتے تھے کہ وہ گنز کے ساتھ بہت اچھا تھا۔۔مشہور تھا کہ اسکا کوئی نشانہ نہیں چُوکتا تھا اور وہ دور سے نشانے لینے کا عادی تھا۔۔

زینے عبور کیے جا چکے تھے۔۔

وہ ان دونوں کے سامنے کھڑا تھا۔چنگاریاں اب تک زینوں پر گر کر اپنا وجود ختم کرتی جا رہی تھیں۔اس کے ہاتھ میں بندوق تھی۔۔چہرے پر زخموں کے نشان تھے۔۔بڑے اسے فالن اینجل کہا کرتے تھے۔۔اور کچھ کردار اسے زیرو کے نام سے بھی جانتے تھے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

زاویار، زیرو نہیں تھا۔۔زاویار گنز کے ساتھ کبھی اچھا نہیں تھا۔۔وہ قاتل نہیں تھا۔اسکے پاس قاتل ہونے کا کوئی جواز نہیں تھا۔۔

اندھیر سی روشنی میں اسکا سفید چہرہ واضح ہو گیا تھا۔وہ زیرو تھا۔۔وہ حرم تھا۔۔میٹامورفوسس مکمل ہو چکا تھا۔اصل شکل واضح ہو گئی تھی۔۔ایک عزازیل ٹھہرا تھا اور دوسرا آسمان سے زمین پر گرا دیا گیا تھا۔۔

اس نے اگلے ہی پل بندوق والا ہاتھ بلند کیا تھا۔۔پھر اسے رمیز پر تانا۔۔وہ دونوں آنکھوں میں بے یقینی لیے اسے تک رہے تھے۔

"زیرو۔۔؟"رمیز زیرِلب بڑبڑایا۔نازنین کی آنکھیں اسے تک رہی تھیں۔وہ اسکی جانب نہیں دیکھ رہا تھا۔اسکی آنکھیں فی الحال رمیز پر جمی تھیں۔نازنین کو یہ آنکھیں آج سے پہلے کبھی اتنی سیاہ محسوس نہیں ہوئی تھیں۔

"Assassinator Zero"

"تم۔۔زیرو۔۔کیسے۔۔؟ "

"ہمارا کام آسان نہیں ہوتا۔ ہمیں مارنے اور بچانے کا حکم ہوتا ہے۔۔"اس نے کہا اور پھر اسکی نگاہ بے ساختہ ہی نازنین پر پھسلی تھی۔ پسینے کی کئی بوندیں اسکی کنپٹی پر ابھری ہوئی تھیں۔ کہانی کا آخری راز بھی آشکار ہو گیا تھا۔وہ ڈبل ایجنٹ تھا۔اسے بیک وقت دو کام دیے گئے تھے۔ ایک نازنین کو مارنے کا۔۔ دوسرا اسے بچانے کا۔۔وہ اب تک رمیز پر بندوق تانے ہوئے تھا۔۔ چنگاریاں گر کر اپنا وجود ختم کرتی جا رہی تھیں۔۔

وہ بیس سال کی عمر میں اس بستی سے شہر چلا آیا تھا۔ماں جی کو کھونے کے بعد اس کے اندر بچی ہر شے جیسے نگلی جا چکی تھی۔وہ کھوکھلا ہو گیا تھا۔پھر اس نے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر خود کو مسکرانے پر مجبور کیا۔وہ مسکرانے لگا۔۔اس نے مسکرانا سیکھ لیا۔۔اندر بنجر ہی رہا۔۔باہر مسکراہٹ سج گئی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ لندن چلا آیا۔ بدلے کی آگ کہیں اندر اب تک زندہ تھی۔ اس نے رمیز کے بارے میں ہر معلومات اکھٹی کر رکھی تھی۔ وہ اسکے کاروباری اثاثہ جات تک سے واقف تھا۔ انڈر ورلڈ مافیا میں قتل کرنے کے لیے کئی لوگ مشہور تھے۔ ان کے اصل نام انہیں معلوم نہیں ہوا کرتے تھے۔۔ بس ان کے مخصوص کوڈ سے انہیں جانا جاتا تھا۔ ان مخصوص کوڈ سے معروف کئی اسیسنیٹر زمار دیے جاتے تھے اور سالوں ان کی موت کی خبر تک پتہ نہیں چلتی تھی۔ اسی طرح کا ایک جُرم کی دنیا میں سانس لیتا کردار "زیرو" تھا۔ جو اپنی گنز کی اسکلز کے لیے خاصہ مشہور تھا۔ وہ کردار کئی سالوں پہلے مارا جاچکا تھا لیکن اسکی موت کی خبر متنازعہ بن چکی تھی۔ اسکے لیے اس سے بہتر موقع کوئی نہیں تھا۔۔ وہ اس متنازعہ موت سے فائدہ اٹھا کر اپنا کور ترتیب دے رہا تھا۔ اسکی پڑھائی جاری تھی۔ وہ لندن کی مشہور درسگاہ سے بزنس مینجمنٹ پڑھ رہا تھا لیکن وہ کہیں اندر ان سیاہ انڈر ورلڈ میں کام کرتی دنیا کے اندر دھنستا جارہا تھا۔۔ اس نے تعلقات استوار کر لیے تھے۔۔ وہ لوگوں کے لیے چھوٹے موٹے غیر قانونی کام کرنے لگا تھا۔ اسے قانون توڑنا اور کور کو بلو ہونے سے بچانا لندن سے زیادہ کسی نے نہیں سکھایا تھا۔۔ پڑھائی مکمل ہو چکی تھی اور اب وہ پاکستان آگیا تھا۔۔ پاکستان آتے ہی اس نے چند لوگوں کے ذریعے "زیرو" کے پلٹ آنے کی خبر کو انڈر ورلڈ میں مشہور کروا دیا تھا۔ اسکے پاس "زیرو" بننے کے لیے تمام صلاحیتیں موجود تھیں۔ وہ زیرو بننے کی ہر صلاحیت سے بہرہ مند تھا۔۔

رمیز کو ختم کرنا اور اس تنظیم کے ہر کارندے کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر دینا۔۔ یہی اس نے طے کیا تھا اور یہی وہ کرنا چاہتا تھا۔۔ لیکن پھر اسی دوران باقر حمدانی نے اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔۔ وہ زیرو تھا اور اس سے ملنا آسان نہیں تھا۔ باقر اپنا پیغام اسے کسی وائس میسج کے ذریعے بھیج دیا کرتا تھا جو وہ بعد میں موصول کر لیا کرتا تھا۔ لیکن یہ بات اس پر بعد میں آشکار ہوئی تھی کہ وہ باقر نہیں رمیز کے لیے کام کر رہا تھا۔ باقر حمدانی نے اپنا نام رمیز

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کے نام کو تحفظ دینے کے لیے لیا تھا۔ سب سے پہلے اسے ناز نین کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔۔ اسی دوران۔۔ ٹھیک اسی دوران۔۔ اسے طالوت کی جانب سے بھی اسائنمنٹ دے دیا گیا تھا۔ ناز نین کو بچانے کا۔۔

وہ ڈبل ایجنٹ تھا۔۔ ایک جانب وہ رمیز کے لیے کام کرنے والا "زیرو" مشہور تھا تو دوسری جانب وہ ناز نین کا مسیحا بن کر نمودار ہونے والا "حرم" مشہور تھا۔۔ وہ دو کردار بیک وقت نبھا رہا تھا۔ اسے بیک وقت دو جگہوں پر نظر آنا چاہیے تھا۔ پھر اس نے پلان ترتیب دیا۔۔ اور وہ عدنان سے ملنے کلب میں چلا آیا۔۔ زیرو۔۔ یعنی اپنے متعلق ہی تفتیش کرنے۔۔ یہ سب مس ڈائر کیشنز تھیں۔ وہ اتنے عرصے میں دو کردار نبھا تا رہا تھا تو اسے ان کرداروں کے ساتھ جڑی سر گرمیوں سے انصاف کرنا تھا۔۔ اس نے عدنان کو مارا پیٹا اور اوپر کرسیوں پر بیٹھے افراد کو یہ باور کروایا کہ کوئی زیرو کو کھوج رہا ہے۔ در حقیقت زیرو ہی زیرو کو کھوج رہا تھا۔۔ اسی دوران وہ طالوت اور سارنگ کے ساتھ مل اصل زیرو کے کئے گئے مرڈرز کو بطورِ تفتیش، انسپیکٹ کر رہا تھا۔ اسے خود پر سے شک کی ہر نگاہ کو ہٹانا تھا۔ اسکے لیے اسے اپنا کور ہر جھول سے پاک رکھنا تھا۔

اگلے ہی لمحے اس سے ناز نین کو قتل کرنے کا اسائنمنٹ لے لیا گیا۔ شاید رمیز کا ارادہ بدل گیا تھا اور اب وہ پہلے اپنی ناک میں دم کرتے انویسٹرز کی زندگیاں ختم کروانا چاہتا تھا۔ رمیز اسے اسائنمنٹ نہیں دیتا تب بھی وہ اس تنظیم کے ہر کارندے کو مار دیتا۔ وہ زمین کی جڑوں میں موجود، معاشرے کی جڑوں کو زہر دیتی اس تنظیم کو مزید چلنے نہیں دے سکتا تھا۔ اور اس تنظیم تک پہنچنے کے لیے کسی کو تو قاتل بننا ہی تھا۔۔ تو وہ کیوں نہیں۔۔

اس دفعہ رمیز نے اسے خود فون کیا اور پھر سب سے پہلے مظہر راحت کو قتل کرنے کا حکم دیا۔۔ اس تنظیم کے چار مخصوص کارندوں کو مارنے کا لائحہ عمل وہ پہلے ہی طے کر چکا تھا۔ وہ اس تنظیم اور اسکی جڑوں کو تباہ کرنا چاہتا تھا۔ اپنی خفیہ الماری میں کھڑا۔۔ وہ انکی تصاویر پر سرخ دائرے لگا رہا تھا۔۔ ایک۔۔ دوسرا۔۔ تیسرا۔۔ چوتھا۔۔ پہلا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

قتل مظہر کا کیا گیا۔۔اسکی موت بہت بھیانک طے کی تھی اس نے۔وہ اس تنظیم کو چلانے کے لیے فنڈز دیتا تھا۔ اسکی ماں جی کے جسمانی اعضاء کو فروخت کرنے والی تنظیم کو۔۔زندہ رکھنے والا انسان تھا مظہر۔۔ایک درندہ۔۔ جس نے اپنی بیوی کو ایک خوفناک موت دی تھی۔۔اس نے بھی اسے اسی طرح مارا تھا۔۔خوفناک موت دے کر۔۔جتنے زخم اسکی بیوی کے جسم پر تھے۔۔ٹھیک وہی زخم اس نے مظہر کو دیے تھے۔۔پھر اس نے اسکے جسم کو کرسی پر باندھ کر آگ لگا دی تھی۔یہ ایک طرح کی مس ڈائیریکشن تھی۔۔تفتیشی افسران کو لگتا کہ یہ قتل بدلے کے لیے کیا گیا ہے۔۔کسی نے مظہر کو اسی لیے قتل کیا کیونکہ اس نے اپنی بیوی کو اسی طرح قتل کیا تھا۔

اگلے دن وہ سارنگ کے کلینک پہنچا تو وہ اس قتل پر بہت پریشان تھا۔اسے لگ رہا تھا کہ یہ قتل حرم کو نازنین کے لیے ڈھال ثابت کرنے کے جواب میں کیا گیا ہے۔اس نے وہی تاثر دیا جو اسے دینا چاہیے تھا۔۔ اس نے سارنگ کے ساتھ کیس کو ہر سمت میں ڈرائیو کرنے کی کوشش کی تھی۔۔پھر ہر قاتل کی طرح وہ بھی قتل گاہ کا مشاہدہ کرنے چلا آیا تھا۔کمرے کی حالت جوں کی توں تھی۔لیکن اسے وہ یو ایس بی مل گئ تھی۔۔وہ یو ایس بی گھوسٹ نے وہاں رکھوائ تھی۔۔کیونکہ سلیمان اسکے کیے گئے قتل سے واقف تھا۔۔ وہ جانتا تھا کہ حرم ضرور قتل گاہ پر ہر قاتل کی طرح دوبارہ نمودار ہو گا۔۔شروع میں وہ بھی سلیمان کو نہیں جانتا تھا لیکن وقت کے ساتھ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ کوئ تھا جو کہیں سے اسکی مدد کر رہا تھا۔۔یا اسے کسی سمت کی جانب متوجہ کر رہا تھا۔۔

پلان ٹھیک جا رہا تھا۔۔

لیکن پھر زاویار منظرِ عام پر چلا آیا اور وہ سمجھ نہیں سکا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ اسکے یہاں موجود ہونے سے سخت نا خوش تھا۔

اس نے اسکی موجودگی کو نظر انداز کیا لیکن پھر کچھ واقعات بعد وہ اسے نظر انداز نہیں کر پایا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اسے مظہر کے بنگلے کے باہر فوٹیج میں دکھائی دیا تھا۔ یہ پہلی دراڑ تھی اسکے کور میں جس نے اسے بے حد پریشان کر دیا تھا۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہ گناہ گار ہے۔۔ وہ ان گناہوں میں کسی اور کو نہیں گھسیٹنا چاہتا تھا۔ لیکن گھوسٹ اسکا دادا تھا۔ وہ اسے بچانے کے لیے ہر حد تک جانے کو تیار تھا۔ طالوت اسکے دوسرے کور سے واقف نہیں تھا۔ گھوسٹ نے طالوت کو اس اسائنمنٹ کا ذکر زاویار کے سامنے کرنے کے لیے کہا۔۔ اور پھر وہی ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ زاویار منظرِ عام پر چلا آیا اور سلیمان کا کام آسان ہو گیا۔۔ اس نے خفیہ طریقوں سے زاویار کو ہر قتل گاہ تک بلایا اور پھر اسکا ایک ثبوت محفوظ کر دیا گیا۔ اسکے گھر میں بھی انجیکشن اور مختلف کلوز سلیمان نے ہی پلانٹ کروائے تھے۔۔ زاویار شروع سے ہی معصوم تھا۔۔ بس اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ پھنسایا جا رہا ہے۔۔ لیکن حرم کو اس بات کا اندازہ اچھے سے ہو چکا تھا۔ آخر میں زاویار پر ہر جرم ثابت کرنے کے لیے اور حرم کو ہر قتل سے بری کرنے کے لیے سلیمان نے زاویار کی موجودگی ہر قتل گاہ پر یقینی بنائی تھی۔۔

اسے دوسرے قتل کا حکم دیا گیا اور اس نے رستم آفندی کو قتل کر دیا۔ وہ آسان موت تھی۔۔ ایک مواد کے ذریعے اسکی دھڑکن رک کر بتدریج تھم گئی تھی۔۔ پھر وہ اسے۔۔ اسکی فارم ہاؤس کی کچی زمین میں دفنا آیا تھا۔۔ قتل کھل گیا۔۔ لیکن قاتل نہیں کھل سکا۔۔ انسپیکشن جاری تھی اور وہ اپنی فطرت سے مجبور ہو کر ایک بار پھر سے رستم کی قتل گاہ تک چلا آیا تھا۔ سارنگ کو لگتا تھا کہ وہ کیس کو سلجھانے کے لیے قتل گاہوں کا مشاہدہ کرتا تھا۔۔ لیکن سارنگ غلط تھا۔۔ وہ قتل گاہوں تک اسی لیے جاتا تھا تاکہ دیکھ سکے کہ کہیں کوئی جھول تو باقی نہیں۔۔

وہ اس تنظیم کے دوسرے کارندے کو مارنے کے ساتھ ساتھ طالوت پر بھی چڑھ دوڑا تھا۔ کیونکہ اسکا اندازہ درست ثابت ہو رہا تھا۔ کوئی طالوت کے اوپر تھا جہاں سے اسے نازنین کی حفاظت کا اسائنمنٹ دیا گیا تھا۔ وہ یہاں کنفیوژ ہو گیا تھا۔۔ کیا کوئی اسے استعمال کر رہا تھا۔۔؟ اسے نازنین کے بھائی سے کیا گیا وعدہ یاد تھا اور وہ اس

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

وعدے کی مجبوری کے تحت ہی اسکی حفاظت اب تک کر رہا تھا۔۔ لیکن وہ ادراک نہیں کر پایا تھا۔۔ کہ وہ اس سے محبت کرنے لگا تھا۔ اس نے خود کو کئی دفعہ نفرت سے آئینے میں دیکھا تھا۔ کیا کوئی قاتل۔۔ کسی سے محبت کرنے کا حق رکھتا تھا۔۔؟ ہر گز نہیں۔۔ وہ کبھی محبت کے قابل نہیں ہو گا۔۔ نازنین جیسی لڑکی کے لیے تو ہر گز بھی نہیں۔۔

تیسرا قتل ہونے تک اسکے اور زاویار کے درمیان پچھلی کشمکش تھم گئی تھی۔ اسکا دوست اسے واپس مل گیا تھا۔۔ لیکن کیا وہ اپنے دوست کو ویسے ہی واپس ملا تھا۔۔؟ شاید نہیں۔۔ وہ اب وہ حرم رہا ہی نہیں تھا۔۔ وہ شیاطین سے لڑتے لڑتے۔۔ خود شیطان بن گیا تھا۔ اسے اپنے وجود سے گھن آنے لگی تھی۔ اسے اپنے لباس سے خون کی بُو آنے لگی تھی۔ لیکن پلٹنے کے راستے تھم چکے تھے۔ اس نے اپنا انجام خود طے کیا تھا۔ قاتل کا انجام کیا ہوتا ہے بھلا۔۔؟

یقیناً۔۔ موت۔۔ وہ ایک گنہگار شخص تھا۔۔ قاتل تھا وہ۔۔ اسکے لیے جہنم کی تپش انتظار کر رہی تھی۔ کہیں اندر وہ بھی رمیز سے کچھ مختلف نہیں تھا۔ بس اسکے قتل بدلے کی صورت تھے۔۔ اور رمیز کے قتل۔۔ خواہش اور حسد کے نتیجے میں سرزد ہوئے تھے۔۔ ایک ابلیس تھا اور دوسرا گرا ہوا فرشتہ۔۔ اسکے پروں میں سیاہی گھلی ہوئی تھی۔۔ وہ سارنگ اور زاویار جیسا نہیں رہا تھا۔۔ شاید اب وہ ان جیسا کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔ احمد زاویار کی موجودگی سے چونک اٹھا تھا۔۔ وہ جان گیا تھا کہ زاویار کو کیوں بھیجا گیا ہے۔ وہ اس کے گھر گیا اور پھر اسے وہ انجیکشن مل گیا۔۔ اسکا اپنی اولاد پر شک بڑھ گیا۔۔ جب وہ اپارٹمنٹ سے باہر نکلا تو کوئی تھا جو اسکے پیچھے تھا۔ وہ سلیمان کے بندے تھے۔۔ جو احمد کے ہر Move پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ لیکن پھر۔۔ رمیز

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نے احمد کو بھی مار دیا۔۔وہ شاید ذہنی مریض بنتا جا رہا تھا۔۔اسکے پے در پے کیے گئے قتل حرم کو اسکی ذہنی حالت پر شک میں مبتلا کرنے لگے تھے۔

تیسرے قتل کا حکم ہوا اور اس نے باقر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔لیکن پھر وہ چونک گیا۔۔اسے زاویار کا خیال آیا۔۔زاویار کو پھر سے قتل گاہ کی جانب بلایا گیا ہو گا یقیناً۔۔اور ایسا ہی ہوا۔۔غلط فہمی پیدا ہو گئی۔۔اسے لگا تھا کہ اسکا کوئی پلان شگاف زدہ نہیں ہو سکتا لیکن وہ غلط تھا۔۔زاویار کو قتل گاہ پر دیکھ لیا گیا تھا۔وہ یقیناً باقر کو لاؤنج کے درمیان گرا دیکھ کر اس تک بھاگا ہو گا۔۔اسے اٹھانے۔۔اور اسی پہر سارنگ نے اسے دیکھ لیا۔۔وہ قاتل بن گیا۔۔جو سلیمان نے چاہا تھا وہی ہوا۔۔حرم کے تمام الزامات زاویار پر ثابت ہوتے جا رہے تھے۔اسکے گھر میں ہر ثبوت اسی نے رکھوائے تھے۔ وہ آخر تک حرم کو بچانا چاہتا تھا۔۔ لیکن اپنے گناہوں کی سزا وہ اپنے دوست کو نہیں دے سکتا تھا۔ وہ قاتل تھا۔۔ وہ جانور نہیں تھا۔۔

وہ سلیمان سے بس آخری دفعہ زاویار کی رہائی کی بھیک مانگنے گیا تھا۔لیکن اسے مایوسی ہوئی۔۔پھر اس نے فیصلہ لے لیا۔۔اس جنگ کو ختم کرنے کا فیصلہ۔۔اس نے تمام الزامات خود پر لینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔وہ مر جائے گا۔۔ تو ٹھیک ہے۔۔ ایک قاتل کے مرنے سے کسی کو کیا فرق پڑے گا۔۔؟ کچھ نہیں۔۔ زمین کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا اور جہنم کی آگ اسکے جسم سے بھڑک اٹھے گی۔۔بس یہی ہو گا۔ سلیمان اسکے ارادے کو سمجھ گیا تھا۔۔ جبھی وہ پیچھے سے چلایا تھا۔وہ اسے اپنے آپ کو تباہ کرتے ہوئے نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن اسکے پاس سننے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا۔ طالوت نے اسے کہا تھا کہ ایسے راستوں پر قدم نہ دھرے جو اسے گمراہ کر دیں۔۔وہ اسے بتا نہیں سکا کہ وہ تو عرصے سے بھٹک چکا تھا۔۔وہ تو بھٹکا ہوا تھا۔۔وہ تو خود۔۔پاتال تھا۔۔ اس نے اپنے آپ کو۔۔ان سب معصوم لوگوں کی زندگی سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔وہ معصوم نہیں رہا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکی۔۔اب ان زندگیوں میں کوئی جگہ نہیں تھی۔۔اس نے یہاں آنے سے پہلے اپنے دوست اے ایس پی جواد کو۔۔اپنے اپارٹمنٹ کی اطلاع دے دی تھی۔۔ساری دوپہر اس نے اپارٹمنٹ میں تمام ثبوت اکھٹے کر کے رکھ دیے تھے۔وہ ہتھیار۔۔ثبوت اور فوٹیجز اکھٹی کر کے رکھ آیا تھا۔اس نے جواد سے بس ایک دن کی مہلت طلب کی تھی۔۔پھر وہ خود اپنے آپکو ختم کرنے والا تھا۔جواد نے بھاری دل کے ساتھ ہامی بھر لی تھی۔۔اس نے گھر والوں کو آخری نظر دیکھا۔۔

اور پھر۔۔وہ۔۔رمیز تک چلا آیا۔۔اسکی ماں جی اور شہوار۔۔اس تہہ خانے میں دفن تھیں۔بس اب بدلہ لیا جانے والا تھا۔۔کہانی ختم ہونے ہی والی تھی۔رمیز کے سامنے بندوق تانے وہ اب تک کھڑا تھا۔اور پھر اس نے اگلے ہی پل گولی چلادی تھی۔۔

گولی چلی۔۔اور رمیز کے ہاتھ سے چھرا دور جا گرا۔۔اسکا ہاتھ خون میں لت پت ہو چکا تھا اور اب وہ کپکپاتے ہاتھ کو لیے نازنین سے دور ہو گیا تھا۔نازنین سن تھی۔۔بے حد سُن۔۔اگلے ہی پل اس نے رمیز کو اپنے قدموں میں لوٹتے ہوئے دیکھا۔۔وہ کتے کی مانند زبان باہر نکالے۔۔اس سے زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا۔۔خدا اپنی زندگی کی بھیک انسان سے طلب کررہا تھا۔۔کیا عجب منظر تھا۔۔

"تم مجھے نہیں مار سکتے۔۔میں نے اب تک حکمرانی نہیں کی ہے۔۔میں اپنی سلطنت کا خدا بننا چاہتا ہوں۔۔بالکل آخری دفعہ۔۔میں ایک دفعہ۔۔حکومت کرنا چاہتا ہوں۔۔میں خدا بننا چاہتا ہوں۔۔"وہ ہانپ رہا تھا۔۔حرم نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔

اسکی آنکھیں نازنین پر جمی تھیں۔۔رمیز یکدم اٹھ کر نازنین کی جانب بڑھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ قاتل ہے۔۔ اس نے تین لوگوں کا قتل کیا ہے۔۔ یہ ایک قاتل ہے، نازنین۔۔ تم اسے روکو۔ یہ تمہاری بات مانے گا۔۔ یہ زیرو ہے۔۔ یہ بہت بڑا قاتل ہے۔۔" نازنین کی سماعت میں پگھلا سیسہ انڈیل دیا گیا تھا۔ حرم۔۔ قاتل۔۔۔! نہیں۔۔ یہ بکواس ہے۔۔ وہ قاتل نہیں ہو سکتا۔۔ اگلے ہی پل رمیز نے اسکی خاموشی پر کھول کر اسکی گردن دبوچی تو حرم نے اس پر بندوق تان دی۔۔ اسکی بھوری آنکھیں سُرخ ہو گئی تھیں۔۔ بالکل غیر انسانی۔۔ چہرہ اس حد سفید تھا کہ حد نہیں۔۔

"ہاتھ ہٹاؤ۔۔" اس نے رمیز کو آخری دفعہ وارن کیا تھا۔ وہ اسے نہیں سن رہا تھا۔۔ وہ پاگل ہو رہا تھا۔۔ اگلے ہی پل وہ حرم کی جانب پلٹا اور پھر وہ ہل نہیں سکا۔ ایک گولی اسکے جسم کے اندر تک پیوست ہو گئی تھی۔ پھر ان گنت گولیاں اسکے وجود کو چھلنی کرتی ہوئی گزر گئی تھیں۔۔ نازنین کے سفید لباس پر خون کے بہت سے چھینٹے اڑ کر آ لگے تھے۔ کہانی بہت اداس ہو گئی تھی۔ لیکن شاید یہ کہانی تو شروع سے ہی بہت اداس تھی۔۔ وہ اپنی ہی جگہ ساکت ہو گئی تھی۔۔ حرم کے چہرے پر کچھ نہیں تھا۔ وہ خالی چہرہ تھا۔۔

"ماں جی، شہوار، مبین، جاوید، وجدان، نازنین، زاویار۔۔ اور ہر اس شخص کا بدلہ آج لیا جا چکا ہے۔۔ جو بے قصور مارا گیا تھا۔۔" اس نے اپنا نام نہیں لیا۔۔ حالانکہ ظلم تو اسکے ساتھ بھی ہوا تھا۔۔ شاید وہ اپنی دانست میں اپنے ساتھ ہوئے ظلم کا بدلہ لے چکا تھا۔ بندوق والا ہاتھ شل ہو کر اسکے پہلو میں آ گرا تھا۔۔ رمیز پورے قد کے ساتھ پہلے گھٹنوں کے بل گرا۔ پھر وہ اوندھے منہ۔۔ خاک آلود زمین سے آ لگا۔۔ قبروں میں دفن مُردوں کا بدلہ لیا جا چکا تھا۔۔ بستی میں قدم اٹھاتا معصوم بچہ کہانی کے آخر میں شیطان ثابت ہوا تھا۔۔ زمینی خدا کا انجام طے پا گیا تھا۔۔ نازنین سن ہوئی اسے تک رہی تھی۔ وہ اگلے ہی پل آگے بڑھا اور اسے ہاتھ سے تھاما۔۔ وہ اسکے ساتھ کھنچتی چلی آ رہی تھی۔۔ پھر اسٹڈی میں نازنین نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا تھا۔۔ وہ ٹھہر گیا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پھر اسے پلٹ کر دیکھا۔۔ بھوری آنکھیں قاتل کی آنکھوں سے بہت مختلف لگ رہی تھیں۔۔ نازنین کی آنکھ سے کئی آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔۔ اس نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھاما اور پھر اسے اپنے رخسار پر ٹکایا۔ حرم کی آنکھوں میں کچھ ابھرا تھا۔۔ وہ شاید دُکھ تھا۔۔ بہت گہرا دُکھ۔۔

"تم کہاں جا رہے ہو۔۔؟" وہ رو رہی تھی۔۔ وہ اسکی سیاہ آنکھوں کو دیکھتا رہا۔۔ پھر ہلکا سا مسکرایا۔۔

نازنین نے کبھی اتنی اداس مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی۔۔

"میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں، نازنین۔۔ میں نے آپ سے بہت محبت کی ہے۔۔" وہ تیزی سے رونے لگی تھی۔۔ ہچکیاں ہر جانب گونجنے لگیں۔۔

"لیکن میں قاتل ہوں۔۔ قاتل سے محبت نہیں کیا کرتے۔۔ "

"مت جاؤ۔۔" وہ رو رہی تھی۔۔ ہچکیاں تیز تر ہو گئی تھیں۔

"جانا ہے۔۔ کوئی ایک زندہ رہ سکتا ہے۔۔ میرا زندہ رہنا بیکار ہے۔۔ مقصد ختم ہو چکا ہے میرے زندہ رہنے کا۔۔ آپ زندہ رہیں۔۔ ایک اچھی اور نیک زندگی گزاریں۔۔" اگلے ہی پل اس نے اسے اپنے ساتھ لیا تھا اور آگے بڑھ گیا تھا۔ اسکے پاس زیادہ وقت نہیں تھا۔ پچھلے دروازے سے نکل کر وہ سنسان سڑک پر ٹیکسی روک چکا تھا۔

"آپ گھر جائیں۔۔ "

"تم واپس نہیں آؤ گے۔۔" اس نے اسکی اگلی کوئی بھی بات سنے بغیر اسے ٹیکسی میں بٹھا دیا تھا۔ پھر وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھ آیا۔۔ اب وہ زن سے گاڑی آگے بڑھائے کہیں جا رہا تھا۔ پیچھے اسکے اپارٹمنٹ میں پولیس کی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نفری گھس آئی تھی۔۔ جواد نے آنکھیں بند کر لیں۔۔ اگلے ہی پل اس نے اہلکاروں کو گاڑیاں تیار کرنے کے لیے کہا تھا۔زاویار کے لاک اپ کا دروازہ کھول دیا گیا تھا۔وہ بے یقینی سے اہلکاروں کی شکلیں دیکھنے لگا۔

"تمہیں رہا کیا جارہا ہے۔۔اصل قاتل نے اپنے قتل کا اعتراف کرلیا ہے۔۔" اہلکار نے اسکے پوچھنے پر کہا اور پھر سب تیزی سے باہر کی جانب بڑھے۔باہر پولیس کی سینکڑوں گاڑیاں تیار کھڑی تھیں۔اسی پہر سارنگ اس تک دوڑتا ہوا چلا آیا تھا۔زاویار نے آگے بڑھ کر پولیس اہلکار کو ایک بار پھر سے روک لیا تھا۔۔اسکے وجود میں لرزش سی اتر رہی تھی۔چہرہ کسی انہونی کے احساس سے سفید پڑتا جارہا تھا۔

"کو۔۔کون ہے قاتل۔۔؟ن۔۔نام کیا ہے۔۔؟" زبان لڑکھڑا سی گئی تھی استفسار کرتے ہوئے۔

"حرم اُربی نام ہے اسکا۔۔" اور تھانے کی چھت جیسے پوری قوت سے ان دونوں کے سر پر آن گری تھی۔وہ دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔سر نفی میں ہلاتا۔اسکا دماغ ہر سمجھ سے عاری ہوتا جارہا تھا۔پولیس کی گاڑیاں آگے پیچھے تھانے کی حدود سے باہر نکلیں تو وہ سارنگ کے ساتھ ہی ان گاڑیوں کے پیچھے باہر نکلا۔۔اسکے اور سارنگ کے وجود میں کہیں اندر تک بے چینی سی سرایت کر گئی تھی۔

حرم تیزی سے گاڑی آگے بڑھا رہا تھا۔نازنین نے ٹیکسی والے کو اسکی بڑھتی گاڑی کا پیچھا کرنے کے لیے کہا تھا۔۔ وہ بالکل سپاٹ چہرے کے ساتھ گاڑی زن سے بھگا رہا تھا۔۔یکایک پولیس کے سائرنز دور سے بجتے ہوئے سنائی دیے۔۔ اور پھر قطار میں کئی گاڑیاں حرم کی گاڑی کا پیچھا کرنے لگیں۔۔ اسپیکر پر اسے بار بار اپنی گاڑی روکنے کا کہا جارہا تھا۔۔ سڑکیں رات کے اس پہر سنسان ہوگئی تھیں۔سمندر کی لہروں کا شور سنائی دینے لگا تھا۔اسکی کار سمندری کنارے کے ساتھ دوڑ رہی تھی۔۔اسکی رفتار تیز ہونے کے باعث پولیس کی گاڑیاں جیسے کہیں بہت پیچھے رہ گئی تھیں اسکی کار سے۔۔اس نے گاڑی ایک جانب روک دی اور پھر اگلے ہی پل باہر نکل

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

آیا۔ ایک نگاہ پلٹ کر مست سمندر کی جانب دیکھا۔ لہروں کا شور۔۔ شور ہی شور تھا۔۔ سمندر رات کے اس پہر ظالم معلوم ہو رہا تھا۔۔ یوں گویا سب کچھ نگل جانا چاہتا ہو۔ وہ آگے بڑھ آیا۔۔ پولیس کی گاڑیاں اسکے پیچھے ہی تھیں۔ سلیمان نے اسے سمندر کے راستے فرار ہونے کا ایک موقع دیا تھا۔۔ وہ اس فرار کے راستے کو بس ایک بار آزمانہ چاہتا تھا۔۔ جان تو جان تھی۔۔ وہ پھر کسے پیاری نہیں تھی۔۔؟

وہ گیلی ریت پر بھاگ رہا تھا۔۔ سیاہی بہت زیادہ تھی۔۔ آسمان پر اسے دو ہیلی کاپٹر زاڑنے کی آواز بھی سنائی دی تھی۔۔ ان سے نکلتی سپاٹ لائٹس سمندر کی جانب بھاگتے ہوئے حرم کی نشاندہی کر رہی تھیں۔۔ وہ لہروں کے اندر تک گھس آیا تھا۔۔ اسکا لباس گیلا ہو گیا تھا۔۔ سب پانی ہو رہا تھا۔۔ وہاں موت تھی۔۔ پانی کی موت۔۔ سرد اور بے رحم موت۔۔ اہلکار اب اپنی جگہوں پر پوزیشنز لیے اس پر دور سے بندوقیں تانے ہوئے تھے۔۔ اسپیکرز پر اسے رکنے کا کہا جا رہا تھا۔۔ اسے وارن کیا جا رہا تھا۔۔ وہ قیامت خیز منظر تھا۔۔ نازنین کنارے پر کھڑی اسے چلا کر رکنے کا کہہ رہی تھی۔ اسے سارنگ نے ہاتھ سے تھام کر بمشکل روک رکھا تھا۔۔ زاویار سمندر میں اسکے پیچھے تھا۔۔ وہ اسے آوازیں دے کر رکنے کے لیے کہہ رہا تھا لیکن حرم نہیں سن رہا تھا۔۔ اسپیکر میں اعلان کیا گیا۔۔

"حرم اُربیی۔۔ رک جاؤ۔۔ نہیں تو تم پر فائر کر دیا جائے گا۔۔" اس نے نہیں سنا۔۔ سپاٹ لائٹس میں وہ واضح طور میں سمندر کی گہرائیوں میں اترتا ہوا دیکھا جا رہا تھا۔ یکایک اشارہ ہوا۔۔ اور کئی گولیاں اس کی سمت بڑھیں۔۔ ان گولیوں میں سے ایک اسکے اندر پیوست ہو گئی تھی۔ وہ گولی لگنے پر۔۔ رک سا گیا تھا۔۔ پھر وہ پلٹا اور اسکے اندر دور سے آتی کئی گولیاں پیوست ہو گئیں۔۔ خون اور پانی برابر ہو گیا تھا۔۔ زاویار نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے زور سے بھینچ کر سمندر میں گرنے سے روکا تھا۔ فضا میں تیرتی گولیوں کو رک جانے کا حکم

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دے دیا گیا۔ اسکے سامنے اب زاویار تھا اور کسی بے گناہ پر گولی نہیں چلائی جاسکتی تھی۔۔ نازنین سارنگ کی گرفت میں پاگل سی ہو رہی تھی۔ اس نے ایک نظر زاویار کو دیکھا۔۔ مسکرایا۔۔ زاویار رو رہا تھا۔۔ حرم نہیں رو رہا تھا۔۔ بستی میں وہ دونوں آگے پیچھے بھاگ رہے تھے۔۔ زاویار نے اس سے کہا تھا کہ وہ موت تک اسکا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔۔ وہ واقعی موت تک اسکے ساتھ تھا۔۔

بستی کی دھول عنقا ہو گئی تھی۔ وہ یخ پانیوں میں گھرے کھڑے تھے۔۔ اسکے سامنے اہلکاروں کی نفری تھی۔۔ کئی گولیاں وجود میں پیوست تھیں اور میٹا مورفاسس مکمل ہو گیا تھا۔۔

"زندہ رہو۔۔ ایک۔۔ لمبے عرصے۔۔ تک۔۔" جملہ مکمل ہو گیا تھا۔ پیچھے چرچ میں موجود سلیمان نے تکلیف سے اپنی آنکھیں بند کرلی تھیں۔ زاویار نے نفی میں سر ہلا کر اسے مزید کچھ بھی کہنے سے روک دیا تھا۔۔ حرم کی گلابی نم آنکھیں نازنین پر پھسلی تھیں۔

وہ اسے ڈانٹ رہی تھی۔۔ اسکے سیاہ بال جو اسے بہت پسند تھے۔۔ وہ انہیں ایک بار چھونا چاہتا تھا۔۔ وہ اسکی حفاظت کرنا چاہتا تھا۔ سردیوں کی نرم دھوپ تلے وہ اسے بارشوں سے بچانا چاہتا تھا۔۔ لیکن اس زندگی میں شاید کچھ باتیں مکمل نہیں ہو سکتی تھیں۔۔ شاید کچھ کہانیاں کبھی مکمل نہیں ہوا کرتی تھیں۔۔

اس نے اگلے ہی پل آنکھیں بند کرلیں۔۔ اِیکریس آسمان کی گہرائیوں سے زمین پر آ گرا تھا۔۔ اسکے پر۔۔۔ شیطان کے پر تھے۔۔ وہ سیاہ اور زخمی تھے۔ اسکی آنکھیں مکمل طور پر بند ہو گئی تھیں۔ بچہ۔۔ اپنے پروں کے ساتھ گر پڑا تھا۔۔ سمندر کی لہروں کا شور بہت زیادہ تھا۔۔ وہ بے رحم لہریں تھیں۔۔ ان کی گہرائی سے کوئی زندہ لوٹ کر واپس نہیں آیا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگلے ہی پل وہ اور زاویار پوری قوت سے سمندر میں گر پڑے تھے۔ گہرائیاں بہت خوفناک تھیں۔۔ اسکا خون پانی میں تحلیل ہونے لگا تھا۔۔ تاریکی بڑھ گئی تھی۔۔ زاویار کا ہاتھ اس سے چھوٹ گیا تھا۔ وہ پاگلوں کی طرح اسے سمندر میں تلاش کر رہا تھا۔۔ حرم۔۔ بہنے لگا۔۔ اندر ہی اندر۔۔ پانی کی سیاہیوں کے کہیں بہت اندر۔۔

کہانی مکمل ہو گئی تھی۔۔

وہ سمندر کی اتھا گہرائیوں میں غرق ہوتا جا رہا تھا۔ اسکے خون کی بوندیں سمندر کے پانی کا نمکین ذائقہ گہرا کر گئی تھیں۔ وہ پچھلے ہر منظر سے غائب ہو گیا تھا۔ ایجنسی کی راہداریوں میں موجود طالوت نے اداسی سے سر جھکا لیا۔۔

ثانیہ اپنے کمرے سے نکل کر باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔ سارنگ رو رہا تھا۔۔ نازنین ریت پر گھٹنوں کے بل گر سی گئی تھی۔۔ وجدان نے آنسو رگڑے تھے۔۔ روحیلہ کی چیخ بلند ہوئی تھی۔۔ سہیل ڈھے گئے تھے۔۔ قبر کے کہیں اندر۔۔ ماں جی کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔

وہ ان کے گھٹنے پر سر رکھے برآمدے میں لیٹا ہوا تھا۔ اب وہ شہوار کو دیکھ رہا تھا۔۔ بستی میں اسکی ماں جی کا وجود دیکھ کر وہ پاگل سا ہو رہا تھا۔۔ نازنین کی سیاہ آنکھیں۔۔ سیاہی۔۔ روشنی۔۔ گڈمڈ۔۔ لہروں پر لہریں۔۔ موج پر موج۔۔ زندگی پر موت۔۔ یخ اور ٹھنڈی موت۔۔ قاتل کی موت۔۔ وہ اب نازنین کو اپنائیت سے تک رہا تھا۔۔ وہ سارنگ کے ساتھ پیچھے کسی بات پر ہنس رہا تھا۔ وہ سہیل سے جھگڑ کر کمرے سے باہر نکل رہا تھا۔۔ وہ طالوت کے ساتھ آؤٹ ڈور شوٹنگ سینٹر میں مشق کر رہا تھا۔۔ وہ اب زاویار کے ساتھ لڑ رہا تھا۔۔ وہ اسکے ساتھ دوڑ رہا تھا۔۔ سب پانی ہو گیا تھا۔۔ بے رحم یخ پانی۔۔

وہ اس کہانی کا ٹریجک ہیرو تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کہانی اسکی موت کے ساتھ مکمل ہوتی تھی۔۔

رات کی سیاہیوں میں۔۔ پیچھے وہ اپارٹمنٹ میں۔۔ اکڑوں بیٹھا تھا۔۔

"I saw the end 'fore it begun

Still I carried on.."

اسے اپنا انجام معلوم تھا۔۔

انجام۔۔ جو بہت بھیانک تھا۔۔

انجام جو پانی تھا۔۔

انجام جو غرق ہونا تھا۔۔۔

گہرائیوں میں۔۔

پانیوں تلے۔۔

سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں۔۔ ڈوبتے وقت۔۔ اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر پانی میں تحلیل ہوا تھا۔ جو زندہ رہ جائیں۔۔

ان کا مرنا۔۔

یقینی ہوتا ہے۔۔

تکون ٹوٹ گیا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تکون کا ایک سرا۔۔

سمندر کی گہرائیوں میں۔۔

ڈوب گیا تھا۔۔

اس ایک سِرے کی موت پر۔۔

باقی دونوں سِرے نامکمل تھے۔۔

اتھاہ گہرائیوں میں۔۔

اسکے ہاتھ میں جھولتا۔۔

تتلی کا وہ ہار۔۔

بس آخری بار چمکا تھا۔۔

****

سرد رات گزر چکی تھی۔۔

اسکے بعد بہت سی سرد اور کہر برساتی راتیں گزرتی رہی تھیں۔۔

بس وہ ہی واپس نہیں آیا تھا۔۔

ریسکیو ٹیمز کے بہت سے ماہر غوطہ زن سمندر کی گہرائیوں تک اسکی لاش ڈھونڈنے اترے تھے۔ لیکن وہ کسی کو نہیں ملا تھا۔ سمندر کا گہرا شکم شاید اسے کہیں اندر تک نگل چکا تھا۔ ان سب کی زندگیاں معمول پر آ گئی تھیں۔ لیکن شاید

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

حرم کے بغیر ان کی زندگیاں کبھی بھی معمول پر نہیں آسکتی تھیں۔وہ سب اسکی غیر موجودگی کے ساتھ اب تک عادی نہیں ہو پائے تھے۔

سہیل اب بھی آفس کے کھلتے دروازے پر چونک کر سر اٹھایا کرتے تھے۔عدیل اب بھی زینے عبور کرتے ہوئے کبھی کبھی اپنی سماعت میں اسکی آواز کو اترتا ہوا محسوس کرلیا کرتا تھا۔ ثانیہ کی حالت بہت ابتر رہی تھی اس سارے عرصے میں۔۔وہ اپنے کمرے میں اندھیرا کیے روتی رہتی تھی۔وہ ہر جگہ تھا۔۔اسکے جانے کے بعد بھی ہر شے اسکی موجودگی پر گواہ ٹھہری تھی۔اسکی قیمتی بندوقیں چمکتی ہوئی اپنی جگہوں پر رکھی ہوئی تھیں۔اسکا کمرہ روحیلہ نے کبھی گندا نہیں رہنے دیا تھا۔وہ معمول کے مطابق اسکی صفائی کروایا کرتی تھیں۔یوں لگتا تھا کہ وہ ابھی داخلی دروازے سے اندر داخل ہو کر ثانیہ اور اپالو کو بلند آواز سے پکارے گا۔اسکے دل فریب قہقہے خالی پڑے لاؤنج میں آج بھی کہیں گونج رہے تھے۔گھر والے اس گونج سے پاگل سے ہونے لگتے تو لاؤنج سے اٹھ آتے۔ہر جانب جیسے خاموشی سی چھا گئی تھی۔وہ تھا۔۔اسکی باتیں تھیں۔۔اسکی موجودگی تھی۔۔وہ کہیں آس پاس ہی تھا۔

زاویار اب اٹھتے بیٹھتے اپنے خالی ہاتھوں کو تکتا رہتا تھا۔وہ اسکے ہاتھوں سے پھسل کر سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرا تھا۔اس نے اسے بہت تلاش کیا تھا۔وہ سمندر کے پانی میں ہاتھ مارتا، چیختا ہوا اسے پکار رہا تھا۔اسکے بازو خالی رہ گئے تھے۔۔ اسکا دوست چلا گیا تھا۔ وہ تھانے والوں پر چڑھ دوڑا تھا۔ وہ ہوتے کون تھے اس کے دوست پر گولی چلانے والے۔۔ اس نے اگلے کئی دنوں تک تھانے داروں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

فرسٹریشن، بے بسی، یہ احساس کہ وہ اسے کھو چکا ہے اب اسے کہیں چین سے بیٹھنے نہیں دیتا تھا۔ابھی بھی اپنے اپارٹمنٹ میں دیوار سے پُشت ٹکائے، اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتا وہ اگلے ہی پل نم آنکھیں رگڑ رہا تھا۔ اس

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

نے اسے ہر جگہ ڈھونڈا تھا۔۔ لیکن وہ پانی میں غرق ہوا تھا۔ وہ اسے خُشکی پر کیسے مل سکتا تھا۔۔؟ اس نے جلتی آنکھیں غصے سے رگڑی تھیں۔ پھر وہ انہیں بے دردی سے رگڑ کر صاف کرتا رہا۔۔ گلا کہیں اندر سے بری طرح دُکھ رہا تھا لیکن وہ رونا نہیں چاہتا تھا۔۔ وہ نہیں روئے گا۔۔ اسے حرم کی موت پر یقین نہیں آتا تھا۔۔ بے بسی سے نم ہوتی آنکھیں رگڑتا وہ ضبط کھونے لگا تھا۔۔

سارنگ کا کلینک سنسان ہو گیا تھا۔ وہ اٹھتا۔۔ پیشنٹس کو دیکھتا۔۔ کلائنٹس سے معمول کے مطابق ڈیل کرتا اور پھر خالی وجود لیے۔۔ اپنے بستر پر اوندھے منہ گر پڑتا۔ جب بھی داخلی دروازے کی گھنٹی بجتی تو اسے لگتا تھا کہ حرم آگیا ہے۔۔ اب اسکے کلینک کو تباہ حالی تک پہنچانے والا کبھی واپس نہیں آنے والا تھا۔ ہر رات رو کر سونا۔۔ اسکا معمول بنتا جا رہا تھا۔

وجدان خاموش ہو گیا تھا۔ کتابیں کھلی پڑی رہتی تھیں اور وہ دیواروں کو گھورتا رہتا تھا۔ حرم سے اسکا رشتہ بہت پیارا تھا۔ وہ اسکے لیے۔۔ اسکا بڑا بھائی تھا۔ لیکن وہ اس سے بہت ناراض تھا۔ سب کی طرح وہ بھی اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اسے ہر وہ لمحہ یاد آتا تھا جب وہ اسکے ساتھ ہنس رہا ہوتا تھا۔ وہ سب کے ساتھ ہنستا تھا۔۔ کسی کو کیا پتا تھا کہ وہ سب کی ہنسی کے لیے اپنی ہنسی ہمیشہ کے لیے ختم کرنے والا تھا۔ سب کو بچانے کے لیے اس نے اپنی قربانی دے دی تھی۔ جنگ ختم ہو گئی تھی۔۔ اس نے اس جنگ کو ختم کر دیا تھا۔۔ لیکن وہ کہتا تھا کہ جنگیں تباہ حالی لے کر آتی ہیں۔ وہ ٹھیک ہی کہتا تھا۔ جنگوں کی قیمت بہت بھاری ہوا کرتی ہے۔۔ وعدوں سے بھی زیادہ۔۔

اور وعدے۔۔ وعدوں کی قیمت تو اس قدر گراں تھی کہ اسے ان کی قیمت ادا کرنے کے لیے اپنی جان تک دینی پڑ گئی تھی۔ اس نے ان وعدوں کے عوض اپنی گردن رہن رکھوا لی تھی۔ بالکل خاموشی سے۔۔ کسی کو بھی بتائے بغیر۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

نازنین بالکنی میں بے جان نگاہیں لیے بیٹھی ہوتی تھی۔اس نے خود کو نارمل کر لیا تھا۔وہ نارمل ہو گئ تھی۔۔وہ ٹھیک سے کھانا کھاتی تھی۔۔ٹھیک سے سوتی تھی۔۔سب سے باتیں کرتی تھی۔۔لیکن رات کے تیسرے پہر اسکا دل اتنی بُری طرح بھینچنے لگتا تھا گویا کرب سے پھٹ جائے گا۔۔ حرم کا نرم گرم سا لمس اسے سونے نہیں دیتا تھا۔۔ اسکے آخری جملے۔۔وہ ان آخری جملوں سے خود کو کیسے آزاد کر سکتی تھی بھلا۔۔؟بالکنی کی سرد فضا میں،رخسار اپنے گھٹنے پر رکھے وہ ہر رات اسکا انتظار کیا کرتی تھی۔وہی تو تھا جو اسکے سرد وجود پر چادر ڈال دیا کرتا تھا۔۔پھر غائب ہو جاتا تھا۔۔اسے کیا خبر تھی کہ وہ سچ میں غائب ہو جائے گا۔۔اب جب وہ غائب ہو گیا تھا تو اسکی غیر موجودگی اتنی تکلیف دہ کیوں تھی۔۔؟وہ اسے بھولنا چاہتی تھی۔۔لیکن زندگی کی ہر شے اسکی یاد سے وابستہ تھی۔۔وہ اسے کیسے بھول سکتی تھی۔۔؟اس نے جو سودا سب کی بقاء کے لیے کیا تھا وہ بہت مہنگا تھا۔

اسکے رخسار بھیگ رہے تھے۔۔بھیگتے جا رہے تھے۔۔

"میں نے آپ سے بہت محبت کی ہے۔۔"اس نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔یہ جملہ۔۔یہ آخری جملہ۔۔اس میں اعتراف تھا۔۔اور بچھڑنے کا عندیہ بھی۔۔خاموش آنسو سسکیوں میں بدل گۓ تھے۔۔ جنگ ختم ہو گئ تھی۔ رمیز اسکی زندگی سے چلا گیا تھا۔ تنظیم تک پولیس پہنچ گئ تھی۔سب مُردوں کو اکرام کے ساتھ ان کی قبروں تک پہنچا دیا گیا تھا۔ناجائز پیسے کو غرباء میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔بستی پھر سے آباد ہو گئ تھی۔۔وہاں بچوں کی قلقاریاں گونجنے لگی تھیں۔قربانیاں بہت دردناک ہوتی ہیں۔۔لیکن ان کے ثمر دہائیوں تک زندہ رہتے ہیں۔وہ اپنے خاندان کے ساتھ پھپھو کے گھر میں ہی رہ رہی تھی۔روحیلہ اور سہیل اسے کہیں جانے نہیں دیتے تھے۔وہ اب ان کے گھر کا فرد بنتی جا رہی تھی۔حرم نے اسے اسکا بچھڑا خاندان تک لوٹا دیا تھا۔ایک مہینے بعد وکیل اشرف نے اسے فون کر کے آفس آنے کے لیے کہا تو وہ حیران رہ گئ۔۔سہیل اور عدیل اسکے شانہ بشانہ کھڑے تھے۔وہ

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس کمپنی کی ایم ڈی مقرر کر دی گئ تھی۔۔ انصاری کاروبار کی وارث وہی تھی۔۔ وجدان ابھی چھوٹا تھا۔۔ یہ کاروبار اور فرم اسکی ملکیت تھے اب۔۔ اسے وکیل کے ذریعے جاوید کی پراپرٹی کے کاغذات بھی مل گئے تھے۔۔ وہ اس دن ساکت کھڑی رہ گئ تھی۔۔ حرم نے آخر کیا کیا طے کیا تھا اسکے لیے۔۔؟ دوسرے مہینے اسے اپنے پرانے سائیکاٹرسٹ کی کال موصول ہوئی تھی۔۔ وہ پاکستان آئے ہوئے تھے اور اسکے تراپی سیشنز کی بابت استفسار کررہے تھے۔ اسکا اپائنٹمنٹ پہلے سے ہی کسی نے لے لیا تھا۔ حرم۔۔ وہ اپنا سر پکڑ کر رہ گئ تھی۔۔ سائیکائٹرسٹ کے پاس سے اسے خط بھی ملا تھا۔ اس نے لرزتے ہاتھوں کے ساتھ وہ خط کھولا۔۔ لفظوں پر نگاہ پھسلتی گئ۔۔

"تھراپی لینا بہت ضروری ہے۔۔ میں آپکا سیشن بُک کروا رہا ہوں۔۔ آپکو اپنے اندر پلتے تمام خوف اپنے ڈاکٹر سے کہنے کی ضرورت ہے۔۔ میں آپکو پھر سے نارمل دیکھنا چاہتا ہوں۔۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ غلط بات پر لوگوں کو چانٹے لگانا کبھی نہ چھوڑیں۔۔" چند سطور کے ساتھ ہی ایک مسکراتا سا چہرہ بنا تھا۔ ان سطور کا ہر دفعہ پڑھنے پر ایک ہی مطلب بنتا تھا۔ کئ آنسو ٹوٹ کر کاغذ پر گرے تھے۔ اس دن وہ اپنے ماہرِ نفسیات کے سامنے بچوں کی طرح، اسکا خط ہاتھ میں لیے رو دی تھی۔۔ وہ اسے تسلی دیتے رہے لیکن وہ روتی رہی۔۔ اس نے اس خط کو اپنے ساتھ لگا لیا تھا۔۔ وہ اب شاید کبھی نارمل نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ نارمل ہو جاتی اگر جو وہ اسکے ساتھ ہوتا تو۔۔ جتنا اس نے اسکے لیے کیا تھا وہ تو کبھی کوئی نہیں کر سکتا تھا۔۔ وہ حرم تھا ناں۔۔ اسکی جگہ زندگی کے فریم میں ہمیشہ خالی رہنی تھی۔ کچھ کردار کبھی نہیں بھلائے جاسکتے تھے۔ کچھ کردار بہت کرب ناک ہوا کرتے تھے۔۔

وہ آئینے کے سامنے چلی آئی۔۔ خط اب تک اسکے ہاتھ میں تھا۔ بہت روئی تھی آج وہ اسے یاد کر کے۔۔ اسکے آنسو خشک ہو چکے تھے۔ اب وہ اسکے لیے کبھی نہیں روئے گی۔ وہ اسکے لیے دعا کرے گی۔۔ وہ اسکے لیے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مسکرائے گی۔۔ وہ اسکے ساتھ جُڑی ہر اچھی یاد کو اپنے ساتھ متاعِ کُل کی مانند لگائے رکھے گی۔ اس نے کہا تھا کہ ایک اچھی اور نیک زندگی گزارنا۔۔ وہ ایک صحت منداور نیک زندگی گزارے گی۔۔ وہ اسکے حصے کا جیے گی۔۔

شائستہ کو بھی وہ اپنے ساتھ ہی گھر لے آئی تھی۔ روحیلہ اور سہیل کو اسکی موجودگی پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ شائستہ ایہا کی موت کے بعد خود کو کھوچکی تھی۔۔ نازنین نے اسے سنبھالنے کی ذمہ داری اپنے سر لے لی تھی۔ شائستہ نے اسکے ساتھ اچھا نہیں کیا تھا۔۔ لیکن بس اب بہت ہوا جیسے کو تیسا دینا۔ اس نے صوفیہ، روحیلہ اور شائستہ۔۔ تینوں کی ذمہ داری اپنے شانوں پر لے لی تھی۔ وہ اب ان کو خوش رکھنا چاہتی تھی۔۔ وہ خود کے ساتھ ہر ایک کو خوش رکھنا چاہتی تھی۔ وہ آفس جانے لگی تھی۔۔ اسے کاروباری معاملات کی سمجھ نہیں تھی لیکن سہیل اسکا برابر ساتھ دے رہے تھے۔۔ ان کا وجود اسکے لیے جاوید کی مانند شفیق تھا۔ وہ ان کی موجودگی کے لیے ہمیشہ ہی مشکور رہی تھی۔ اسے کام سمجھ آنے لگا تھا۔۔ اسے کاروبار کا ادراک ہونے لگا تھا۔ وہ فی الحال اپنے کام کے ساتھ اچھی نہیں تھی۔۔ لیکن وہ جلد ہی منجھی ہوئی کاروباری فِگر بن کر ابھرنے والی تھی۔۔ اتنا اعتماد اسے خود پر تھا۔ وہ اسکے بابا اور دادا کا کاروبار تھا۔۔ اسکی جڑوں میں آج بھی حلال کمائی موجود تھی۔ وہ اس کاروبار کو کسی غیر کے ہاتھوں میں نہیں دینا چاہتی تھی۔

اس نے اپنے کچے صحن والے گھر کو بھی فراموش نہیں کیا تھا۔ وہ اسکی رینوویشن کروا رہی تھی۔۔ وہ اس گھر کو زندہ رکھنا چاہتی تھی۔ اس نے اپنے تھراپی سیشنز لینا شروع کر دیے تھے۔۔ زندگی شاید اسی طرح بہنے کا نام تھا۔ کسی کی موت سے کچھ نہیں رُکتا۔۔

کبھی نہیں رکتا۔۔ اس نے بھی بہنا سیکھ لیا تھا۔۔ زندگی بہتی رہتی ہے۔۔ لیکن بعض پہر ٹھہر جایا کرتے ہیں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جیسے اسکے لیے۔۔ وہ رات کا آخری پہر۔۔ آج بھی اپنی ہی جگہ ٹھہر گیا تھا۔۔ بالکنی میں اترتا وہ چاندنی سا پہر اب بھی وہیں کہیں رُکا کھڑا تھا۔ وہ اسکی یاد میں آج بھی رُخسار گھٹنے پر رکھے کُہر برساتی راتوں میں۔۔ جاگتی رہتی تھی۔۔ لیکن وہ بھول گئی تھی۔۔ کہ وہ تو تب آیا کرتا تھا جب وہ۔۔ سو جایا کرتی تھی۔۔

****

ایک سال بعد۔۔

وجدان نے میڈیکل کا ٹیسٹ اچھے نمبروں کے ساتھ کلیئر کر لیا تھا۔ ایجنسی میں اسکی ٹریننگ برابر جاری تھی۔ اپنے پہلے دن وہ ڈور رُوم میں کندھے پر بیگ ٹانگے آگے بڑھ رہا تھا۔ اسکے ماتھے پر گرتے بال اسے آج بھی وجیہہ ظاہر کرتے تھے۔۔ سیاہ ذہین آنکھیں آج بھی بہت سے لوگوں کو لاجواب کرنے کا ہُنر جانتی تھیں۔ اسکا جسم پہلے والے کمزور وجدان سے خاصہ طاقتور ہو گیا تھا۔۔ پٹھے مضبوط ہو گئے تھے۔۔ جسمانی قوت میں اضافہ ہو گیا تھا اور اب وہ بڑا بڑا سا لگنے لگا تھا۔ آواز بھی بھاری ہو گئی تھی اور جب وہ بولتا تھا تو کئی لوگ اسے پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگتے تھے۔۔ وہ یونیورسٹی میں موجود لڑکیوں کا مشترکہ کرش تھا۔۔ وجدان انصاری۔۔

ابھی اس نے راہداری پار کی ہی تھی کہ کسی نے اسکی جانب ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی سمت کھینچنا چاہا۔۔ وہ لمحے کے اگلے ہی حصے میں پُھرتی سے پیچھے ہوا تھا۔ اپنا بیگ ایک جانب پھینک دیا اور آگے بڑھے ہاتھ کو پوری قوت سے پکڑ کر گُھمایا۔۔ راہداری میں انسانی کرّاہ بُلند ہوئی تھی۔۔ بہت سے طلباء نے اسکی جانب پلٹ کر دیکھا تھا۔ وہ اب یونیورسٹی میں پڑھتے کسی طالبِ علم کو ہاتھ سے ہی کھینچے دیوار سے لگا چکا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ اسکے رُخسار پر ایک زوردار مُکّا جڑ تا۔۔ کئی لڑکوں نے اسکی سمت بڑھ کر اسے روکا تھا۔۔ کچھ شک نہیں تھا کہ وہ زاویار کا ٹرینی تھا۔۔ اسکی آنکھوں میں موجود ٹھنڈا سا تاثر اسے زاویار جیسا بناتا تھا۔۔ جو مر تو سکتا تھا لیکن اب کوئی ظلم برداشت

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نہیں کر سکتا تھا۔ ایک وقت تھا جب وہ بُلیز سے ڈر کر راتوں میں اٹھ جایا کرتا تھا۔ ایک وقت تھا جب وہ روتا رہتا تھا۔۔

لیکن ابھی راہداری میں۔۔ اس نے اپنی جانب بڑھتا ہاتھ روک لیا تھا۔ وہ اس ہاتھ کو سبق دینا سیکھ چکا تھا۔ اس نے آنسو صاف کرنا سیکھ لیے تھے۔ اس نے خود کو بچانا سیکھ لیا تھا۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اسے اسکے علاوہ۔۔ اور کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔

اگلے ہی پل اس نے لڑکے کو چھوڑا اور پیچھے ہو گیا۔ جھک کر بیگ اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور پھر اسے دیکھا۔۔

"آئندہ تمہارے سلامت جبڑے کی گارنٹی نہیں ہو گی میرے پاس۔ پہلی اور آخری وارننگ دے رہا ہوں میں تمہیں۔۔" ٹھنڈے لہجے میں کہا اور پھر لڑکوں کے جُھنڈ سے نکل آیا۔ لڑکیاں اب اسکے پیچھے اسے مسکراتی ہوئی تک رہی تھیں۔۔ مشترکہ کرش۔۔ یو نو۔۔

کیا ہوا جو ایک سال وہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے ہو گیا تھا تو۔۔ اگلے سالوں کی محنت سے وہ اس سال کو مکمل کر سکتا تھا۔ جو وہ کر سکتا تھا وہ اسے کرنا ہی چاہیے تھا۔ یہ زاویار کا پڑھایا گیا سبق تھا۔۔ جو اسے کبھی نہیں بُھولتا تھا۔۔

****

سہیل ناشتے کی ٹیبل سے اُٹھ کر لاؤنج میں چلے آئے تھے۔ حرم کے بعد وہ پہلے سے خاصے بوڑھے محسوس ہونے لگے تھے۔۔ لیکن انہوں نے کمال مہارت سے خود کو سنبھال لیا تھا۔ آفس کی چھٹی ہونے کے باعث آج گھر خاصہ بھرا بھرا سا معلوم ہو رہا تھا اور ہر جگہ سے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ گھر میں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

موجود لوگوں کی موجودگی نے اس جگہ کو "گھر" بنا رکھا تھا۔نازنین لاؤنج میں چلی آئی تھی۔۔اسے سہیل سے انتہائی اہم بات کرنی تھی۔۔انہوں نے اسے ایک نظر دیکھا۔۔پھر اخبار تہہ کر سینٹرل ٹیبل پر ڈال دیا۔نازنین نے اپنی سیاہ لٹ کان کے پیچھے اڑسی تھی۔۔

"کوئی بات کرنی ہے۔۔؟"انہوں نے دھیرج سے پوچھا تو اس نے ہلکا سا مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔وہ اب پوری طرح سے متوجہ ہوئے اسے ہی تک رہے تھے۔ وہ کبھی ان کے پاس کوئی فضول مطالبہ لے کر نہیں آئی تھی۔۔ انہیں نازنین سے ہمیشہ اچھی امید رہی تھی۔۔

"سارنگ کا رشتہ لے کر آئی ہوں میں۔۔میرا مطلب ہے ہم۔۔"اسی پہر داخلی دروازے سے زاویار اندر داخل ہوا تھا۔جینز پر بُھوری جیکٹ پہنے۔۔ماتھے سے بالوں کو پیچھے جمائے۔۔ اپنے لاپرواہ حُلیے کو ذرا درست کیے۔ وہ رشتہ لینے آیا تھا۔ اسے ذرا بُردبار لگنا چاہیے تھا۔ سہیل نے سوالیہ نگاہوں سے پہلے اسے دیکھا تھا پھر وہ نازنین کی جانب وضاحت طلب نگاہوں سے دیکھنے لگے تھے۔زاویار اب آگے بڑھ کر صوفے پر ان کے مقابل بیٹھ چکا تھا۔وہ اس سے واقف تھے۔۔

"سارنگ،وہی ناں۔۔حرم کا دوست۔۔؟وہی جو جانوروں کا ڈاکٹر ہے۔۔؟"سہیل کو یاد تھا۔سوچ سوچ کر کہتے وہ نازنین اور زاویار کو مسکرانے پر مجبور کر گئے تھے۔ اس نے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔ سہیل سیدھے ہو بیٹھے تھے۔ اسی پہر روحیلہ بھی لاؤنج ہی میں چلی آئی تھیں۔

"سارنگ کے لیے ثانیہ کا رشتہ۔۔مناسب ہے۔سارنگ اچھا لڑکا ہے۔۔اپنے پیروں پر کھڑا ہے۔عادت واطوار بھی شریفانہ ہیں اور سب سے بڑھ کر وہ حرم کا دوست رہا ہے۔۔مجھے اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔لیکن ثانیہ سے پوچھے بغیر میں کوئی حتمی جواب نہیں دے سکتا تم لوگوں کو۔۔"روحیلہ معاملہ سمجھ کر مسکرا دی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسی پہر لاؤنج میں شائستہ اور صوفیہ بھی چلی آئی تھیں۔ وہ سب اب صوفوں پر آمنے سامنے براجمان تھے۔ ثانیہ کے رشتے کی بات چل رہی تھی۔ سب کی سنجیدگی بجا تھی۔

"ٹھیک ہے، انکل۔ ثانیہ سے پوچھ کر آپ ہمیں جواب دے دیجیے گا۔ ہم انتظار کر رہے ہیں۔۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں۔" وہ مسکرائی تھی۔ زاویار کی نگاہ اسکے خوبصورت چہرے کی جانب اُٹھی تو اسکے لب اپنے آپ ہی مسکرانے لگے۔ لاؤنج میں براجمان ہر نفس مسکرا رہا تھا۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے، نازنین۔ لیکن تم کس کی طرف سے ہوگی؟ دیکھو۔۔ ابھی سے بتا رہا ہوں میں تمہیں کہ تم لڑکے والوں کی طرف نہیں ہوگی۔۔ تمہیں ہماری طرف سے شادی میں شرکت کرنی ہوگی۔۔" وہ شرارت سے گویا ہوئے تو سب بے ساختہ ہنس دیے۔ اس نے یکلخت ہی ہنستے ہوئے زاویار کی جانب دیکھ کر ابرو اچکائے تھے۔ جیسے کہہ رہی ہو۔۔ دیکھا تم نے میرا کمال۔۔ وہ بس مسکرا کر رہ گیا تھا۔

"دیکھیں، انکل۔ سارنگ میرے لیے چھوٹے بھائیوں کی طرح ہے۔ اس نے اس رشتے کے لیے جتنے میرے اور زاویار کے کان کھائے ہیں ناں۔۔ اس حساب سے تو وہ مجھے ہرگز بھی آپکی طرف سے شرکت نہیں کرنے دے گا۔ ایسے میں ایک مفاہمتی کام کر لیتے ہیں۔۔"

سب اسکی مفاہمتی راہ سننے کے لیے۔۔ اسی کی جانب دیکھنے لگے تھے۔۔

"میں سارنگ کی بارات لے کر ضرور آؤنگی۔۔ لیکن رُخصتی کے وقت میں ثانیہ کے بدلے آپ کے گھر واپس آجاؤنگی اور پھر بطور لڑکی والی۔۔ یہاں سے ولیمے میں شرکت کر لونگی۔ دونوں اطراف برابر ہو جائیں گے۔۔ ہے ناں مفاہمتی راہ۔۔؟" آخر میں اعتماد سے پوچھا تو سہیل مسکرا دیے۔ زاویار کُہنی صوفے کے ہتھے پر ٹکائے، رخسار پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے پتا نہیں تھا کہ وہ مسکرا بھی رہا ہے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

سب ہی اسکے انداز پر ہنس دیے تھے۔وہ پہلے سے خاصی ملنسار اور مہربان ہو گئ تھی۔اسکے انداز سے پچھلی تلخی بالکل زائل ہو چکی تھی۔

"تم کمپنی کی چیئر وومین ہو۔۔ہماری مجال جو ہم تمہارے سامنے کچھ بول سکیں۔۔ڈپلومیٹک فیصلے تو ویسے بھی اب تمہارے انداز کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔۔" سہیل کی چوٹ پر وہ ہنس دی تھی۔ہاں۔۔اب وہ بات بات پر ہنسنے لگی تھی۔وہ ہنستے ہوئے خوبصورت لگتی تھی۔۔

"تم کب شادی کر رہے ہو، برخوردار۔۔؟ کیا دوسروں کے لیے ہی رشتے لے جاتے رہو گے یا اپنے لیے بھی کچھ سوچنے کا ارادہ ہے۔۔؟ کب کرو گے شادی۔۔؟ اپنے پیروں پر کھڑے ہو تم بھی۔۔اب شادی کر لینی چاہیے تمہیں۔۔" سہیل نے ٹھہر کر یکدم ہی سب کے درمیان زاویار کو بھی گھسیٹا تھا۔ اسکا مسکراتا جبڑہ اگلے ہی پل سیدھا ہوا تھا۔ گلا کھنکھار کر وہ سیدھا ہو بیٹھا۔۔ اپنے اوپر سب کی نگاہیں محسوس کر کے اسکے گال گلابی ہوئے تھے۔ نازنین نے اپنی ہنسی بمشکل روکی تھی۔۔

"آ۔۔۔وہ۔۔مجھے ابھی تک لڑکی ملی نہیں ہے کوئی۔۔تو۔۔جب ملے گی میں کر لونگا۔۔"کان کی لو کھجا کر کہا تو اسکے انداز پر سب ایک ساتھ ہنسے تھے۔

"سب سے صاف گو لڑکا اپنے رشتے کی بات پر لڑکھڑا رہا ہے۔کمال کرتے ہو تم بھی، زاوی۔۔"صوفیہ نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ چہرہ جھکا کر بے بسی سے ہنس دیا۔ سہیل نے اسے اپنائیت سے دیکھا تھا۔ وہ ان کے لیے بالکل حرم جیسا تھا۔ لیکن وہ حرم نہیں تھا۔۔

" کبھی اگر کوئی لڑکی پسند آجائے تو ہم سے کہنا۔۔ ہم لے کر جائیں گے تمہارا رشتہ۔۔ایسا نہ ہو کہ تم اپنا رشتہ بھی خود لے کر جا رہے ہو۔۔تم سے کچھ بعید بھی نہیں ہے۔"ان کے کہنے پر لاؤنج میں قہقہے ایک بار پھر سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ابھرے تھے۔ محفل برخاست ہوئی تو سب وہاں سے اٹھ گئے۔ زاویار بھی سب سے اجازت لیتا دروازے کی جانب بڑھ آیا تھا۔ نازنین اسکے پیچھے ہی آرہی تھی۔۔ داخلی روش تک وہ اسے چھیڑ رہی تھی۔ اس نے پلٹ کر دزدیدہ نگاہوں سے اسکا چہرہ دیکھا۔۔

"بہت بدل گئی ہیں آپ، میڈم۔۔ مجھے تنگ کرنا بند کریں۔۔ "

"تم کب کروگے شادی پھر۔۔؟ جلدی سے کرلو بس اب۔۔" وہ اب بھی آنکھوں میں شوخی لیے کہہ رہی تھی۔ زاویار نے گہرا سانس لے کر اسے دیکھا تھا۔

"شادی کیا یہ ساتھ کھڑے ستون سے کرلوں۔۔؟ ایک عدد لڑکی چاہیے ہوتی ہے شادی کے لیے۔۔ وہ مل جائے گی تو ہوجائے گی میری بھی شادی۔۔ " سبزہ زار پر دھوپ ترچھی ہو کر گر رہی تھی۔ اس دھوپ تلے نازنین کی دودھیا رنگت جگمگا رہی تھی۔ زاویار نے ہمیشہ کی طرح اس سے نگاہیں پھیر لیں۔۔

"ایسے ہی نہیں مل جاتی لڑکی۔۔ ڈھونڈنی پڑے گی۔۔ اچھا بتاؤ۔۔ تمہیں کیسی لڑکی پسند ہے۔۔؟ میں تمہارے لیے ڈھونڈ دونگی۔۔" وہ اب سنجیدہ تھی اور وہ بس اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"لڑکی، لڑکی ہوتی ہے۔۔ کیا، کیسی اس بارے میں، میں نے کبھی سوچا نہیں ہے۔۔ "

"تو سوچو نا۔۔ کب سوچو گے۔۔" وہ جھنجھلائی تھی۔ زاویار اسکی بے وقت کی ضد پر ہنس دیا تھا۔

"مجھے نہیں سوچنا۔۔ لڑکیوں کے معاملے بہت خراب ہوتے ہیں۔۔ آپ کیوں مجھے پھنسانا چاہتی ہیں، میڈم۔۔؟" وہ آگے بڑھ گیا تھا اور نازنین اسکے پیچھے تھی۔ دروازے تک وہ ایک دوسرے سے بحث کررہے تھے۔ نازنین کا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایک ہی مطالبہ تھا کہ وہ جلد از جلد کسی کو پسند کرلے اور زاویار مستقل سر نفی میں ہلا کر اسکی تمام خواہشات کو رد کرتا جارہا تھا۔۔ قد آور گیٹ تک پہنچتے پہنچتے وہ اس سے خفا ہی ہوگئ تھی۔ وہ پلٹ کر اب اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"آپ کی ہر خواہش سر آنکھوں پر ہے، میڈم۔۔ جس لڑکی سے کہیں گی کرلونگا شادی۔" سو کی سیدھی بات کہی تھی اس نے۔

نازنین کی خفا سی سیاہ آنکھوں میں مسکراہٹ سی گُھلنے لگی تھی۔ پھر وہ ذرا پاس چلی آئی۔۔ آنکھیں چھوٹی کرکے مشکوک سا دیکھا اسے۔

"کسی کو پسند کرتے ہو تو بتاسکتے ہو تم مجھے۔۔" اسکے پوچھنے پر وہ چند پل اسے خاموشی سے دیکھتا رہا تھا۔ اندر کہیں اسکا دل ڈول سا گیا تھا۔ نچلا لب دانتوں تلے دبائے وہ اسے دیکھنے کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ پھر آہستہ سے بولا۔۔

"نہیں۔۔ کسی کو پسند نہیں کرتا میں۔۔ "

"جھوٹ مت بولو، زاویار۔۔" وہ اپنی بات پر مصر تھی۔ اسکے لبوں پر ہلکی سی اداس مسکراہٹ ابھری تھی۔

"جس لڑکی کو پسند کرتا ہوں میں۔۔ وہ مجھے پسند نہیں کرتی۔۔" اس نے کہا تو وہ آنکھیں یکلخت ہی پھیلا کر سیدھی ہوئی۔ پھر ابرو نا سمجھی سے اکھٹے کرکے اسے دیکھا۔

"کیوں؟ کیوں پسند نہیں کرتی وہ تمہیں۔۔؟" اسے جیسے بہت بُرا لگا تھا۔

"وہ کہتی ہے مجھ جیسے جنگلی طبیعت رکھنے والے انسان سے شادی نہیں کرسکتی۔۔" کان کی لو کھجا کر مزے سے کہا تو نازنین کا منہ ہی کُھل گیا۔۔ آنکھوں میں غصہ اترا۔۔ زاویار کو سانس لینے میں دُشواری سی ہونے لگی تھی۔ کتنی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

خوبصورت آنکھیں تھیں اس لڑکی کی۔۔بالکل کانچ سی شفاف۔۔ان آنکھوں کے سامنے دنیا کی ہر شے ہیچ لگنے لگتی تھی۔

"کون بدتمیز لڑکی ہے یہ۔۔؟"تیوری چڑھ گئی تھی اور ہاتھ سینے پر بندھ چکے تھے۔وہ مسکرانے کے علاوہ بھلا کر ہی کیا سکتا تھا۔

"کیا آپ میرے لیے بدلہ لیں گی؟ "

"بالکل لونگی۔۔تم اسٹوڈنٹ تھے میرے کسی وقت میں۔۔اور یہ کیا طریقہ ہے کسی کو جنگلی کہنے کا۔۔"پل بھر میں ہی وہ پوزیسو سی نازنین بن گئی تھی۔اس نے گہرا اسانس لیا تھا۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔۔مزاق کررہاہوں میں۔۔بس جسے پسند کرتا تھا اس سے میری شادی نہیں ہوسکتی۔ "

"کیوں نہیں ہوسکتی۔۔؟ "

"وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے۔۔"اور وہ جو لب کھولے اسے کچھ کہنے ہی لگی تھی ٹھہر سی گئی۔کھلے لب بند کر لیے۔۔آنکھوں میں دُکھ سا ابھر آیا۔

"ایم سوری۔۔آئی تھاٹ۔۔ "

"کوئی بات نہیں۔۔میں خوش ہوں کہ وہ اب خوش ہے۔۔مجھے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں چاہیے۔" اس نے سکون سے کہہ کر دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں اڑس لیے تھے۔نازنین ہلکا سا مسکرائی۔۔

"کیا بہت اچھی لگتی ہے وہ لڑکی۔۔؟"کچھ لمحے بعد اس نے نرمی سے پوچھا تھا۔وہ نچلا لب دبائے، سبزہ زار کی خنک دھوپ کو دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ سے سر اثبات میں ہلایا۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بہت زیادہ۔۔ "

دو لفظ کہے تھے بس اس نے۔۔ لیکن وہ دو لفظ بہت تھے۔۔ بھاری سے۔۔ بوجھل۔۔

"تم موو آن کر چکے ہو۔۔؟ "

"نہیں کر سکتا موو آن۔۔ ٹھیک قسم کی محبت ہوئی ہے مجھے۔۔" آخر میں وہ ہنسا تو نازنین بھی ہنس دی۔ پھر وہ اجازت لینے اسکی جانب پلٹا۔ وہ نرم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ایک رشتہ گُم ہو گیا تھا اس سے۔۔ لیکن بہت سے نئے رشتے مل گئے تھے۔۔

"اب چلتا ہوں۔۔ اپنا خیال رکھیں۔۔ "

"تم بھی خیال رکھنا۔۔ گھر پہنچ کر مجھے فون ضرور کرنا۔۔ یا میسج کر دینا۔۔" پیچھے سے وہ ہمیشہ کی طرح اسے یاد دلانا نہیں بھولی تھی۔ وہ مسکرا کر آگے بڑھتے ہوئے ہاتھ ہلا رہا تھا۔ نازنین نے بھی بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ ہاتھ ہلایا تھا۔ حرم کے بعد اب وہ ہر رشتے کے دور جانے سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔ جتنے لوگ اسکے آس پاس تھے وہ ان سب کو اب محفوظ رکھنا چاہتی تھی۔ بس یہی خواہش تھی اسکی۔۔

وہ اسکی نگاہوں سے اوجھل ہوا تو وہ اندر چلی آئی۔ ثانیہ لاؤنج میں موجود بالکل سپاٹ چہرے کے ساتھ سہیل اور روحیلہ کو دیکھ رہی تھی۔ حرم کے بعد وہ حد درجہ چڑچڑی ہو گئی تھی۔ پہروں خاموش رہتی اور اگر کوئی بات کرنے کی کوشش کرتا تو بمشکل ہی چند الفاظ سے زیادہ جواب دیتی تھی وہ۔۔ نازنین ماحول میں تناؤ محسوس کر کے وہیں ٹھہر گئی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مجھے کسی سے شادی نہیں کرنی ہے، ڈیڈ۔۔ آپ منع کر دیں اس رشتے کے لیے۔۔" اسکی بات پر جہاں سہیل نے غیر آرام دہ سا پہلو بدلا تھا وہیں روحیلہ نے بے یقین نگاہوں سے دیکھا تھا اسے۔۔

"کیا خرابی ہے سارنگ میں۔۔؟ بہت اچھا لڑ" ___

"مجھے کسی سے شادی نہیں کرنی ہے، مام" وہ یکدم ہی چیخ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ پھر اسکی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر تیزی سے گرنے لگے۔ "بھائی ہمیں بچاتے بچاتے اس دنیا سے چلے گئے اور آپ لوگوں کو خوشیاں منانے کی پڑی ہوئی ہے۔ بھائی کی تکلیف۔۔ ان کے دکھ۔۔ ان کے نقصان کا کسی کو کوئی اندازہ نہیں ہے۔ کیسے گھر والے ہیں آپ لوگ۔۔! مجھے نہیں کرنی کسی سے شادی۔۔ میں کبھی شادی نہیں کرونگی۔۔ میں بھائی کو آپ لوگوں کی طرح فراموش کر کے زندگی نہیں گزار سکتی۔ جب انہیں اپنی زندگی سے خوشیوں کا کوئی حصہ نہیں ملا تو یہ حصہ میں یا پھر آپ لوگ کیسے لے سکتے ہیں۔۔؟ آپ بھائی کو کیسے بھلا سکتے ہیں۔۔" آواز تکلیف سے آخر میں پھٹ سی گئی تھی۔ آنکھیں شدت سے سرخ پڑ رہی تھیں اور ناک دہک رہی تھی۔ سہیل اور روحیلہ تو اسکے انداز پر گنگ سے ہو گئے تھے۔ پیچھے کھڑی نازنین نے حلق میں اُترتے نمکین پانی کو نگل لیا تھا۔ وہ ثانیہ کی تکلیف کو سمجھتی تھی۔۔ بھائی تو اس نے بھی کھویا تھا۔

اگلے ہی پل ثانیہ روتی ہوئی لاؤنج عبور کر کے اوپر زینوں پر بھاگی تو سہیل بے دم سے صوفے پر گر سے گئے۔ روحیلہ رونے لگی تھیں۔۔ وہ تو ہر دن یاد آتا تھا۔ آتا رہتا تھا۔۔ اسکی یاد دل میں چُبھے کانٹے کی مانند سانس کے ساتھ تکلیف دیا کرتی تھی۔

"میرا بیٹا۔۔ اللہ حرم۔۔ یا اللہ۔۔" روحیلہ کی آہ و بکا پر نازنین نے اپنی درد کرتی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ بہت سے آنسو ٹوٹ کر خاموشی سے رخساروں پر پھسل گئے تھے۔ کچھ دیر پہلے کی ہنسی عنقا ہو گئی تھی اور اب

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہاں۔۔ سسکیاں گونجنے لگی تھیں۔ وہ آگے بڑھ آئی۔۔ پھر سہیل کی جانب دیکھا۔اگلی نگاہ زینوں پر پھسلی تھی اسکی۔۔

****

دوپہر خاموشی سے کٹ گئی تھی۔۔ثانیہ والے واقعے کے بعد گھر والے ایک دوسرے سے نگاہیں چُراتے پھر رہے تھے۔شام سر پر آن کھڑی ہوئی تو اس نے چائے کے دو کپ ہاتھ میں لیے اور ننگے پیر زینوں پر قدم دھرتی اوپر چلی آئی۔ ثانیہ اپنے کمرے میں بالکنی کا دروازہ کھولے،دیوار سے پُشت ٹکائے بیٹھی تھی۔ اسکی نگاہیں خلاء میں گھور رہی تھیں۔ نازنین کو اسے ایسے دیکھ کر تکلیف ہوئی تھی۔۔ وہ بہت پیاری لڑکی تھی۔۔ حرم کی جدائی نے اسے ٹراماٹائیز کردیا تھا۔ وہ گہرا سانس لیتی پاس چلی آئی تھی۔ پھر اس کے برابر میں آہستہ سے آبیٹھی۔ثانیہ نے چہرہ گُھما کر اسے دیکھا تھا۔نازنین نے چائے کا کپ اسکی جانب بڑھایا تو اس نے کپ تھام لیا۔۔ سرسراتی ہوا سے ان دونوں کے بال ایک جانب کو لہرائے تھے۔۔ کچھ لمحے کسی نے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔

"میں نے اپنے دادا۔۔باباور بھائی۔۔تینوں کو کھودیا تھا۔ان کی جُدائی پر لگتا تھازندگی کبھی نارمل نہیں ہوپائے گی۔ لگتا تھا سب اندھیر ہے۔۔ کہیں روشنی باقی نہیں رہی ہے۔۔ لگتا تھا زندگی کبھی آگے نہیں بڑھے گی۔۔ لگتا تھا جیسے میرے پاس کھونے کے لیے اب کچھ بچا ہی نہیں ہے۔ لیکن میں غلط تھی۔۔" وہ خاموش ہوئی تو ثانیہ نے زکام زدہ سی سانس اندر کو کھینچی۔وہ جانتی تھی نازنین اس سے کیا بات کرنے آئی تھی۔ چائے کے کپ میں اسکے آنسو گرنے لگے تھے۔ میٹھا ذائقہ نمکین ثابت ہورہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میرے پاس وجدان تھا۔۔وہ مجھ سے بہت چھوٹا اور کمزور تھا لیکن وہ میرے گھر کا مرد تھا۔ پھر میرے پاس حرم آیا۔۔وہ مجھ سے کہیں زیادہ مضبوط اور سینکڑوں قدم آگے تھا۔۔اتنا آگے کہ میں اسکی رفتار سے ملنے کے لیے ہانپنے لگی تھی۔کوشش پر بھی میں اسکے ساتھ قدم نہیں اٹھا پائی۔۔جب میں نے اسے کھو دیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ انسان کے پاس کھونے کے لیے ہمیشہ کوئی نہ کوئی ہوتا ہے۔انسان کے پاس کھونے کے لیے ہمیشہ کچھ نہ کچھ ہوتا ہے۔ نعمتوں کی ناشکری پر جب وہ نعمت ہم سے چھن جاتی ہے تب ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ۔۔وہ تو بہت قیمتی تھی۔۔اسکی موجودگی بہت اہم تھی ہماری زندگی میں۔۔پھر ہم افسوس کرتے رہ جاتے ہیں کہ ہم نے وقت پر اس نعمت کی قدر کیوں نہیں کی۔۔"

وہ ٹھہری تو ثانیہ کی سسکیاں ابھرنے لگیں۔آنسو بے تحاشہ بہہ رہے تھے۔اسے دیکھ کر کسی کا دل بھی پسیج سکتا تھا۔

نازنین اداسی سے بولتی جارہی تھی۔

"وہ مجھ سے کھو گیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ وہ تو میری زندگی میں بہت اہم تھا۔وہ دُور گیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ میری آنکھیں تو اسے دیکھنے کی عادی ہوچکی تھیں۔۔میرے آگے اندھیرا چھا گیا۔۔عادتیں جان لیوا ہوتی ہیں۔۔اور انسانوں کی عادتیں تو واقعی جان لے لیتی ہیں۔۔کیا تم بھی میری طرح افسوس کرنا چاہتی ہو، ثانی۔۔؟تمہارے پاس تمہارے بابا اور ماما موجود ہیں۔۔کیا تم ان کی بے قدری کرنا چاہتی ہو۔۔؟ایک وقت بعد وہ نہیں ہونگے تو تمہارا سانس تک بند ہونے لگے گا۔۔کیا تم اپنی آنے والی زندگی افسوس کے ساتھ گزارنا چاہتی ہو۔۔؟"

ثانیہ نے چائے کا کپ ایک طرف رکھ دیا تھا۔ وہ اب چہرے پر ہاتھ رکھے رو رہی تھی۔ نازنین نے اپنا کپ ایک جانب رکھ دیا تھا۔ اب وہ اسے خود سے لگائے تسلی دے رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تمہارا بھائی۔۔ تمہیں اگر اتنی قابلِ ترس حالت میں دیکھے گا تو کیا وہ خوش ہو گا۔۔؟" اس نے پوچھا تو ثانیہ نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ وہ اب بھی نازنین کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ اسکا وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔۔ نازنین اسکی پُشت اب آہستگی سے سہلا رہی تھی۔ حرم سے کچھ تو اس نے بھی سیکھا تھا۔۔

"سارنگ، حرم کا قریبی دوست تھا۔۔ وہ حرم کو بہت عزیز تھا۔۔ سوچو وہ تمہیں کتنا عزیز ہو سکتا ہے۔ حرم اس سے محبت کرتا تھا۔۔ کیا تم اسے ٹھکرا کر حرم کے قریبی رشتے کو ٹھکرانا چاہتی ہو۔۔؟" اس نے ثانیہ کو خود سے ہٹا کر پوچھا تھا۔ وہ اب زور زور سے سر نفی میں ہلا رہی تھی۔ وہ رو رہی تھی۔۔ نازنین نہیں رو رہی تھی۔۔ کسی کو تو حرم کی طرح بھی مضبوط ہونا تھا۔۔

"نعمتوں کی ناقدری نہیں کیا کرتے۔۔ نعمتیں تھوڑے عرصے کے لیے دی جاتی ہیں ہمیں۔ ان کی ناقدری۔۔ انکی عُمر گھٹا دیتی ہے۔۔ حرم کبھی نہیں چاہے گا کہ تم اسکے لیے اپنی زندگی تباہ کر دو۔۔ کیا وہ ایسی خواہش کر سکتا ہے۔۔؟" ثانیہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اسکا رُخ لاؤنج میں براجمان سہیل کی جانب تھا۔ نازنین اسکے پیچھے نہیں گئی۔ وہ جانتی تھی کہ ثانیہ کہاں گئی تھی۔۔ ثانیہ اب سہیل سے لگی ہوئی تھی۔۔ لاؤنج میں براجمان ہر فرد کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔ نازنین نے اپنا سر دیوار سے ٹکا کر سیاہ آسمان کی جانب دیکھا۔۔ پھر ہلکا سا مسکرائی۔۔

"بہت ظالم تھے تم۔۔ ہمیشہ دوسروں کو کندھا دیتے رہے۔۔ ہمیشہ دوسروں کی تکلیف سُنتے رہے۔۔ کبھی اپنا بوجھ نہیں کہا کسی سے۔۔ اس دنیا کے ظالم ترین مسیحا تھے تم، حرم۔۔" ایک آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گرا تھا بس۔۔ وہ آنسو صاف کرتے ہوئے ہنس دی تھی۔۔ پھر پُر شکوہ نگاہوں سے آسمان کی جانب دیکھا۔۔

"ہمیشہ رلاتے ہو۔۔ معاف نہیں کرونگی تمہیں۔۔ یاد رکھنا۔۔" لیکن آنسو گرتے جا رہے تھے۔۔ رات گزرتی جا رہی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

****

اگلے دنوں تک کسی نے رشتے سے متعلق کوئی بات نہیں کی۔گھر والے ثانیہ کی خاموشی کو سمجھتے تھے اسی لیے، اس پر ہامی بھرنے کے لیے زور نہیں دے رہے تھے۔کچھ دنوں بعد اس نے خود جاکر سہیل سے اس رشتے کی بابت ہامی بھر لی تھی۔روحیلہ کی آنکھیں اسکے اقرار پر نم سی ہو گئی تھیں۔حرم کے بعد یہ اس گھر میں پہلی خوشی تھی۔۔ سہیل اٹھ کر اسکے قریب چلے آئے تھے۔۔ پھر بھیگی آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اسے خود سے لگا گئے۔۔ ان کے درمیان جو تناؤ کی سی کیفیت تھی وہ اب بالکل تھم چکی تھی۔۔ اگلے دنوں میں سادگی کے ساتھ اسکے اور سارنگ کے نکاح کی تقریب طے کردی گئی تھی۔ اسکی پڑھائی کی وجہ سے شادی کچھ عرصے تک ملتوی کردی گئی تھی۔۔ اور سہیل کا ارادہ تو منگنی کرنے کا تھا لیکن زاویار نے انہیں نکاح کرنے کی تجویز پر راضی کرلیا تھا۔وہ ان رشتوں کو جوڑے رکھنا چاہتا تھا۔۔

اگلے ہفتے گھر گلابوں اور چنبیلی سے مہک رہا تھا۔زینوں کی ریلنگ سے لے کر، دیواروں کے اوپر سے برقی قمقمے گرائے گئے تھے۔ نازنین آفس سے تھکی ہاری واپس آئی تو داخلی دروازے کے پاس ٹھہر سی گئی۔سجے گھر کو دیکھ کر لمحے بھر کے لیے اسکی آنکھیں جِھلملائی تھیں۔ہاتھ پر پرس ٹنگا تھا، دوپٹہ کندھے پر ڈلا تھا، بال ہمیشہ کی طرح کھلے ہو کر کمر پر گِر رہے تھے اور ایک بے نیاز لٹ۔۔ رُخسار پر جُھول رہی تھی۔کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا۔۔ لیکن واقعتاً کتنا کچھ بدل گیا تھا۔یوں لگتا تھا جیسے وہ ابھی سامنے زینوں سے مسکراتا ہوا اُترے گا۔۔ اسے دیکھ کر دونوں ابرو اُچکائے گا۔۔ پھر لبوں پر شوخ مسکراہٹ لیے اسکے ساتھ سے گزر جائے گا۔۔ ذرا آگے چل کر ٹھہرے گا۔۔ لب دانتوں تلے دبائے کچھ سوچے گا اور پھر اسکی جانب پلٹے گا۔۔ سنہری تتلیاں اسکے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

آس پاس اُترنے لگی تھیں۔ سارے ماحول میں جیسے سنہری افشاں سی بکھر گئی تھی۔ افشاں کے ننھے چمکتے ذرّے اسکی سیاہ مانگ میں آ گرے تھے۔ وہ اس افشاں تلے سنہری ہوتی جا رہی تھی۔

وہ اسی پل پلٹی اور داخلی روش پر جیسے اسے تلاش کرنا چاہا۔ راستہ سنسان تھا اور افشاں فضا سے عنقا ہو کر تحلیل ہو گئی تھی۔ بالکل کسی گمان کی مانند۔ اس نے گہرا سانس لیا اور آگے بڑھ آئی۔

چند گھنٹوں بعد سارنگ آئینے کے سامنے سفید کُرتا زیب تن کیے ایستادہ تھا۔ اسی پہر زاویار کمرے میں داخل ہوا تو اسے دیکھ کر لمحے بھر کو دروازے میں ہی ٹھہر گیا۔ ہلکی سی مسکراہٹ اسکے لبوں پر اُبھری تھی۔ سارنگ نروس ہو رہا تھا۔۔ سبز آنکھیں ذرا بوکھلائی ہوئی لگتی تھیں۔

"میں ٹھیک لگ رہا ہوں نا۔۔؟" اس نے پلٹ کر پریشان چہرے کے ساتھ پوچھا تو زاویار نے سر اثبات میں ہلایا۔ اسکی شکل دیکھ کر اسے تنگ کرنے کا ارادہ فی الحال ملتوی کر دیا تھا اس نے۔

"تم ویسے ہی لگ رہے ہو جیسے لگتے ہو۔۔" ایک ساتھ باہر نکلتے ہوئے اس نے کہا تو سارنگ نے ٹھہر کر اسے دیکھا۔

"مجھے آج اسپیشل لگنا چاہیے۔۔ "

"میں چھوڑ کر چلا جاؤنگا اگر ایک منٹ بھی تم مزید یہاں رُکے تو۔۔" وہ جو کلینک میں لگے آئینے کے سامنے پھر سے ٹھہر کر بالوں کو سنوار رہا تھا، زاویار کی دھمکی پر عجلت سے باہر نکلا۔ وہ کار میں اسکا انتظار کر رہا تھا۔ کار کا دروازہ بند کرتے ہی اس نے زاویار کو بگڑے چہرے کے ساتھ دیکھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آج کے دن تو باز آجاؤ کم از کم۔۔میرا نکاح ہے۔۔او گاڈ میرا نکاح ہے۔۔" کہہ کر وہ ایک بار پھر سے لب کاٹنے لگا تھا۔زاویار نے گہرا سانس لے کر سر ہلایا تھا۔

"تمہارا نکاح ہے ناں۔۔میرا تو نہیں۔۔پھر میرے پاس باز آنے کا کیا جواز ہو گا بھلا۔۔؟"

"بھاڑ میں جاؤ۔۔"سارنگ کے پاس اس سے بحث کرنے کی توانائی نہیں تھی۔وہ اُریبی ہاؤس پہنچے اور پھر اندر کی جانب بڑھ آئے۔ ان دونوں کا نکاح اگلے پہروں میں کر دیا گیا تھا۔ مسکراہٹیں ہر جانب سے پھوٹی پڑ رہی تھیں۔ نازنین مہمانوں سے مل رہی تھی۔ وہ وجدان کی کسی بات پر ہنس بھی رہی تھی۔ وجی، ثانیہ کو چھیڑ رہا تھا۔ ثانیہ کو پہلے کی طرح چِڑتا دیکھ کر وہ آج بہت خوش تھی۔اس نے ان دنوں کے لیے بہت محنت کی تھی۔اسے اسکا ثمر دیا جا چکا تھا۔۔کمرے کا دروازہ بند کر کے وہ باہر نکلنے لگی تو اسکے دوپٹے کا پلّو دروازے میں اٹک گیا۔۔وہ پلٹی اور اس سے پہلے کہ وہ اس پلّو کو دروازے سے آزاد کرتی۔۔کسی نے جھک کر ہاتھ بڑھایا اور اسکا دوپٹہ دروازے کی گرفت سے آزاد کر دیا۔۔اس نے چونک کر اس جانب دیکھا تھا۔۔سفید کُرتا شلوار میں وہاں زاویار کھڑا تھا۔وہ اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔وہ بھی مسکرایا تھا۔۔

وہ اب اسے انگلی اٹھا کر اپنے نکاح کی تیاری کرنے کی تنبیہہ کر رہی تھی اور وہ جواب میں کوئی تیکھا سا جملہ بول کر اسے تنگ کر رہا تھا۔روحیلہ کے آواز دینے پر وہ پلٹی اور پھر اسے انگشتِ شہادت سے آخری دفعہ تنبیہہ کرتی آگے بڑھ آئی۔۔وہ اسے مسکراتی نگاہوں سے دیکھتا، گہرا سانس بھر کر رہ گیا تھا۔نکاح ہو چکا تھا اور لوگ اپنے گھروں کی جانب پلٹ گئے تھے۔ سارنگ اور زاویار بھی اب گھر والوں سے اجازت طلب کر رہے تھے۔ پھر وہ دونوں آگے پیچھے گھر سے باہر چلے آئے۔۔ گاڑی میں بیٹھے ہوئے سارنگ اسے پہلے سے خاموش محسوس ہوا تھا۔۔ اس نے ڈرائیو کرتے ہوئے ایک نگاہ اس پر ڈالی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا ہوا۔۔؟ کوئی بات پریشان کر رہی ہے کیا۔۔؟" اسکے پوچھنے پر وہ جیسے اپنے خیالات سے چونکا تھا۔ پھر اسے دیکھا۔۔

"کیا ثانیہ خوش ہے اس رشتے سے۔۔؟ وہ آج مجھے بے حد خاموش محسوس ہو رہی تھی۔ ایک ہی جھلک نظر آئی تھی مجھے بس اسکی۔۔ کیا اسکے ساتھ زبردستی کی گئی ہے۔۔؟" اسکے چہرے پر پھیلی سنجیدگی پر زاویار نے گہرا سانس لیا تھا۔

"اس نے اپنا بھائی کھویا ہے، سارنگ۔ وہ اتنی جلدی نارمل نہیں ہو سکتی۔۔ وہ ایموشنلی ڈسٹرب ہو گئی ہے۔۔ کچھ وقت دو اسے۔۔" اسکے جواب پر وہ اداس آنکھوں سے سامنے دیکھنے لگا تھا۔ زاوی نے ایک نگاہ اس پر ڈالی تھی۔۔

"اداس مت ہو۔۔ نکاح کے وقت ایک جھلک دکھائی دے گئی ہے اسے ہی غنیمت جانو۔۔" اسکی چوٹ پر وہ جیسے ٹھٹکا تھا پھر اسکا مطلب سمجھ کر بے بسی سے ہنس دیا۔ یخ ہوا گاڑی کی کھلے شیشوں سے اندر کو گِر رہی تھی۔

"میں نے تو مزید جھلکیوں کی خواہش ہی نہیں کی۔۔"

"اور تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری اس بات پر یقین کر لوں۔۔؟ سارنگ بدر۔۔ میں رات میں ضرور پیدا ہوا ہوں لیکن میں کل رات پیدا نہیں ہوا ہوں۔۔" سارنگ اب گردن پیچھے پھینکے ہنستا جا رہا تھا۔ پھر کار کو شناسا سے راستے کی جانب بڑھتا دیکھ کر وہ چونک سا گیا۔ زاویار اسی سکون کے ساتھ ڈرائیو کر رہا تھا۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"حرم سے ملنے۔۔ جھوٹ مت کہنا کہ تم اس سے یہاں ملنے نہیں آتے۔۔" اسکی بات پر وہ کھسیانا سا ہو کر چُپ سا ہو گیا تھا۔ سمندر پر وہ کئی دفعہ حرم سے ملنے آچکا تھا۔ وہ ان سے یہاں کھویا تھا۔۔ وہ اسکی تلاش میں بھلا کہیں اور کیسے جاسکتے تھے۔۔؟

کچھ پل بعد وہ دونوں گیلی ریت پر ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔ سمندر کی لہروں کا شور رات کی سیاہی کے ساتھ گہرا ہوتا جارہا تھا۔ ان کے بال ہوا کے دوش پر اڑ رہے تھے۔ چاند کی ٹکیا آسمانِ دنیا پر آب و تاب سے جگمگا رہی تھی۔۔ اسکا عکس سمندر کو بوکھلائے دے رہا تھا۔۔

"اس نے سب کچھ اکیلے کیوں کیا۔۔؟ ہم تو ہمیشہ سے دوست تھے۔۔ کیا وہ ہمیں اپنے ساتھ اس لائحہ عمل میں شامل نہیں کر سکتا تھا۔۔؟" ہر رات سوچا گیا سوال سارنگ ساتھ بیٹھے زاویار سے پوچھ رہا تھا۔ چند پل وہ اسکے جواب میں کچھ نہ بولا۔۔

"اسے ہمیں اس لائحہ عمل میں شامل کرنے سے ایک شے نے روک رکھا تھا۔۔" اسکی بات پر سارنگ نے چہرہ گُھما کر سوالیہ نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا تھا۔۔

"موت۔۔۔" اسکے جواب پر اسکے حلق میں گلٹی سی ابھری تھی۔ زاویار خاموش آنکھیں لیے سمندر کی مست لہروں کو تک رہا تھا۔ اسکے ہاتھوں میں حرم کا وجود جیسے پھر سے آخری سانسیں لینے لگا تھا۔

"سالے نے سب کچھ اکیلے کیا اور ہمیں غیر کر دیا۔ قیامت تک معاف نہیں کرونگا اسے میں۔۔" تلخی سے کہہ رہا تھا وہ۔ سارنگ نے کوئی جواب نہیں دیا اسے۔ کچھ لمحات بعد آہستہ سے بولا۔۔

"ہمیشہ سے ہی ایسا تھا وہ۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جانتا ہوں۔۔ "

"وہ اتنا مسکراتا تھا کہ مجھے بھول ہی گیا کہ اس کے اوپر بھی بوجھ ہو سکتا ہے۔ اس نے بوجھ کے ساتھ زندہ رہنا سیکھ لیا تھا۔۔ اس نے بوجھ بانٹنا نہیں سمیٹنا سیکھا تھا۔ طالوت ٹھیک ہی کہتا تھا۔۔ حرم کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔۔ کوئی ادراک نہیں کر سکتا۔ "

سمندر کی لہریں ان سے خاصے فاصلے پر تھیں۔ وہ دونوں اب خاموشی کے ساتھ خنک سی ہوائیں، کُھلے آسمان تلے اپنے دوست سے ملاقات کے لیے آئے بیٹھے تھے۔ دنیا کی سب سے زیادہ عجیب ملاقات تھی یہ۔۔

دیر رات تک بیٹھنے کے بعد وہ دونوں اسی خاموشی کے ساتھ اسے خدا حافظ کہتے پلٹ آئے تھے۔ سارنگ کلینک کے اندر چلا آیا۔ کمرے کی جانب آتے آتے اس نے کچھ سوچ کر فون نکال کر نگاہوں کے سامنے کیا اور پھر اسے کان سے لگایا۔۔ اسے نازنین سے کچھ بات کرنی تھی۔۔

****

اگلے ہفتے ثانیہ کے کالج کی چھٹی تھی اور آج وہ گھر پر ہی موجود تھی۔ دوپہر کا بہت سا حصہ گزر گیا تھا۔ اسی پہر نازنین نے اسکے کمرے کا دروازہ بجایا اور پھر ہلکا سا اندر جھانکی۔۔ وہ گنگھریالے بالوں کو ہاف باندھ رہی تھی۔۔ اسے دیکھ کر رک سی گئی۔۔

"ثانی، کوئی نیچے ملنے آیا ہے تم سے۔۔" اس سے پہلے کہ وہ اس سے پوچھتی کون آیا ہے وہ جھپاک سے دروازے کے پار غائب ہو گئی تھی۔ اس نے گہرا سانس لیا اور پھر دروازہ کھول کر آگے بڑھ آئی۔۔ زینے اتر کر گیسٹ روم

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تک آئی۔۔ لیکن پھر وہیں دروازے میں ٹھہر گئی۔۔ سارنگ اسے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔ سبز آنکھیں بہت دنوں بعد دیکھی تھیں ثانیہ نے۔۔

"میں مام کو۔۔ "

اس نے کہنا چاہا لیکن وہ اسکی بات نرمی سے کاٹ گیا تھا۔

"کیا آپ مجھے حرم کا کمرہ۔۔ ایک بار دکھا سکتی ہیں۔۔؟" ثانیہ اسے چہرہ اٹھائے دیکھتی رہی اور پھر آس پاس گھر والوں کو ڈھونڈا لیکن وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔۔ اس نے بھاری دل کے ساتھ سر ہلایا اور اسے باہر آنے کی دعوت دی۔ وہ اب اسے لیے زینوں کی جانب رواں تھی۔ سارنگ نے دوبارہ اس سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ اسے حرم کے کمرے تک لے آئی تھی۔۔ پھر دروازہ کھول کر جونہی اسکے ساتھ قدم اندر رکھا تو رک سی گئی۔۔ ہر جانب اسکی خوشبو بکھری تھی۔ وہ اس کمرے کا رُخ نہیں کیا کرتی تھی۔ اس کمرے کی ہر شے اسے حرم کی یاد دلاتی تھی۔۔

سارنگ اب آگے بڑھ کر اسکی ہر شے دیکھ رہا تھا۔ ثانیہ خالی نگاہوں سے سنگھار آئینے میں نظر آتے سارنگ کے اونچے سراپے کو تک رہی تھی۔

"کیوں دیکھنا چاہتے تھے آپ یہ کمرہ۔۔؟" اس نے خاموشی کو توڑنے کے لیے سوال کیا تھا۔ سارنگ نے لاعلمی سے کندھے اچکائے تو وہ حیران ہوئی۔۔

"شاید میں آپکو یہ کمرہ دکھانا چاہتا تھا۔۔" وہ اب بیڈ پر بیٹھ کر اسی کی جانب متوجہ تھا۔ ثانیہ کی کانچ سی بھوری آنکھوں میں ناسمجھی سی اُبھری تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"لیکن میں نے تو یہ کمرہ دیکھا ہوا ہے۔۔"

"یہی فرق ہے۔۔ آپ نے یہ کمرہ دیکھا ہوا ہے۔۔ لیکن اب آپ اس کمرے میں آنے سے کترانے لگی ہیں۔۔۔"

وہ اسکے جواب پر ٹھہر کر اسے دیکھنے لگی تھی۔ پھر پاس چلی آئی۔ ناگواری سے ہاتھ سینے پر باندھے۔ سارنگ بے حد سکون سے اسے چہرہ اٹھائے تک رہا تھا۔

"میں کیوں کتراؤں گی یہاں آنے سے۔۔؟ یہ میرے بھائی کا کمرہ ہے۔۔"

"آپ کے یہاں نہ آنے کے لیے بس ایک وجہ ہی کافی ہے کہ اب آپکا بھائی اس کمرے میں نہیں رہتا۔۔" وہ اٹھ کر اسکے مقابل کھڑا ہو گیا تھا۔ بے بسی سے ثانیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ سارنگ کی بات جیسے اسے کہیں اندر تک چُبھ سی گئی تھی۔

"میں نے آپکو ابھی تک اپنے معاملات میں بولنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ پلیز۔۔ بھائی اور میرے تعلق سے دور رہیں آپ۔۔"

سارنگ اسکی دہکتی رنگت کو چند پل خاموشی سے دیکھے گیا تھا۔ اسکی سبز آنکھیں بے حد نرم تھیں۔ ثانیہ ان آنکھوں کی نرمی کے سامنے بے بس ہونے لگی تھی۔

"آپکا بھائی۔۔ جانتا تھا کہ میں آپکو پسند کرتا ہوں۔" اسکی غیر متوقع بات پر وہ بھک سے اُڑی تھی۔

"ک۔۔ کیا مطلب۔۔؟"

"حرم کو معلوم تھا کہ آپ مجھے اچھی لگتی ہیں۔ اسے رشتے پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ وہ آپ سے بھی بات کرنے ہی والا تھا لیکن اسے موقع نہیں مل سکا۔۔ کیا آپ۔۔ اس رشتے سے ناخوش ہیں۔۔؟ کیا آپکے ساتھ کسی نے زبردستی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کی ہے۔۔؟ مجھے بتائیں۔۔ میں آپکا مسئلہ حل کر سکتا ہوں۔" وہ منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ سارنگ کو اس نے آج سے پہلے کبھی اتنا سنجیدہ نہیں دیکھا تھا۔

"میں۔۔ "

"سچ۔۔ مجھ سے صرف سچ بولیں۔۔ میں آپکو ابھی آزاد کر دونگا اگر یہ رشتہ آپکی خوشی سے نہیں ہوا ہے تو۔۔" ثانیہ نے اسکی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت اور تلخی تلاش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن پھر وہ ناکام ہی رہی۔ پھر اسکی آنکھوں سے۔۔ جانے کیوں بے موسم برسات سی برسنے لگی۔ وہ اسکے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔۔ اس نے اگلے ہی پل آنکھیں رگڑ کر صاف کی تھیں لیکن ہچکیاں اندر سے ابھرنے لگی تھیں۔

"آپ ایسے کیوں کہہ رہے ہیں۔۔؟ "

"کیونکہ اگر میں نے اپنی دوست کی بہن کو ذرا سی بھی تکلیف دی تو وہ مجھے اگلے جہان میں کبھی معاف نہیں کرے گا۔۔ بہت پیار کرتا تھا وہ آپ سے۔۔" اور ثانیہ اس سے زیادہ نہیں سن سکتی تھی۔ وہ رو رہی تھی۔ سارنگ اسے اپنائیت سے تک رہا تھا۔

"بیٹھیں۔۔" وہ اب اسے کندھوں سے تھامے بیڈ پر بٹھا رہا تھا۔ وہ آنکھوں پر بچوں کی طرح دونوں ہاتھ رکھے رو رہی تھی۔ سارنگ اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔ اس نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔ جب اس نے اپنا دل ہلکا کر لیا تو اس نے ہولے سے ہاتھ آگے بڑھا کر اسکے بال سہلائے تھے۔۔ اب وہ چہرے پر مسکراہٹ لیے اسے تک رہا تھا۔ ثانیہ اسے آنکھیں اٹھائے دیکھنے لگی تھی۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اس کمرے میں آتی رہا کریں۔۔اور اتنا مت رویا کریں۔۔تھینک یو اپنا وقت دینے کے لیے۔۔جا رہا ہوں۔"وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ثانیہ اسے چہرہ گھمائے تک رہی تھی۔ وہ چوکھٹ تک جا کر ٹھہر گیا تھا۔۔ پھر پلٹ کر اسے دیکھا اور ہلکا سا مسکرایا۔وہ اس سارے عرصے میں پہلی دفعہ مسکرائی تھی۔۔حرم کا کمرہ آج بہت دنوں بعد زندہ محسوس ہو رہا تھا۔ہاں۔۔بہت دنوں بعد۔۔زینوں کے پار سے صوفیہ کے کمرے میں جاتی نازنین نے سارنگ کو دیکھا۔۔اور پھر سر کے خم سے اسکا شکریہ ادا کر کے آگے بڑھ آئی۔۔

****

اگلے دن لاؤنج میں خُوب رونق لگی ہوئی تھی۔کوئی خاتون صبح ہی صبح آئی بیٹھی تھیں۔وہ آفس کے لیے تیار ہوئی کمرے سے باہر نکلی تو ٹھٹک کر رُک سی گئی۔روحیلہ اور صوفیہ اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کر رہی تھیں۔وہ نا سمجھی سے پاس چلی آئی۔۔لیکن اگلے ہی پل اسے سمجھ آگیا تھا کہ وہ خاتون کیوں اتنی صبح صبح ان کے گھر چلی آئی تھیں۔ وہ اپنے بیٹے کے لیے نازنین کا ہاتھ مانگنے آئی تھیں۔پہلے بھی کئی مرتبہ وہ صوفیہ کو دبے الفاظ میں نازنین کے رشتے سے متعلق کہہ چکی تھیں۔اس کے دلچسپی نہ لینے پر صوفیہ نے ہمیشہ کی طرح بات آگے بڑھانے سے پرہیز کیا تھا۔۔لیکن اب وہ بھی انکار نہیں کر پا رہی تھیں۔روحیلہ اور سہیل دل سے چاہتے تھے کہ اسکی شادی جلد از جلد ہو جائے۔ وہ اسکا بسا ہوا گھر دیکھنا چاہتے تھے۔

اس نے سرسری سا جواب دیا اور پھر بوجھل دل لیے باہر چلی آئی۔ صبح ہی صبح اسے اپنے آس پاس بہت سی اداسی محسوس ہونے لگی تھی۔ آفس میں بھی وہ خاموش ہی رہی۔۔یہ سچ تھا کہ وہ صوفیہ کو کب تک اور کیا کہہ کر ٹال سکتی تھی۔۔؟دُکھتے سر کو اس نے اپنی انگلیوں سے دبایا اور پھر دوپہر چڑھتے ہی آفس سے اٹھ آئی۔اسے کھلی فضا میں سانس لینے کی ضرورت تھی۔۔کار سڑکوں پر بے مقصد دوڑاتے ہوئے وہ جانے کیسے اپنی پرانی درسگاہ تک

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

چلی آئی تھی۔ اگلے لمحات میں وہ اب داخلی دروازے سے اندر داخل ہوئی، سبزہ زار کی خوشبو اپنے پھیپھڑوں میں تیزی سے بھرتے ہوئے خود کو پہلے سے کہیں زیادہ بہتر محسوس کرنے لگی تھی۔ درسگاہ ویسی ہی تھی۔۔ قدیم۔۔ مضبوط ستونوں پر کھڑی۔۔اسکے سفید بُلند ستون سر اٹھا کر دیکھنے پڑتے تھے۔۔اب وہ ہیل کی ٹک ٹک لیے لائبریری کو جاتے جانے پہچانے سے راستے کی جانب بڑھ رہی تھی۔دوپہر کے وقت طلباء کا رش معمول سے خاصہ کم تھا۔وہ لائبریری کے دروازے میں ہی ٹھہر گئ تھی۔۔سامنے ہی وہ بینچ لگی تھی جس پر کبھی وہ بیٹھا اسکا دیا گیا یونانی ڈرامہ پڑھ رہا تھا۔اس نے تکلیف سے آنکھیں پھیر لی تھیں۔۔الہام کی شادی ہو چکی تھی اور وہ یہ جاب چھوڑ چکی تھی۔لائبریری الہام کے بغیر بالکل ہی خاموش تھی۔۔وہ جگہیں جس پر کبھی وہ دونوں بیٹھا کرتی تھیں، آج نئے لائبریریز سے پُر تھیں۔وقت بھی کتنی تیزی سے بدلا کرتا تھا۔۔وہ شیلفز کی جانب چلی آئی۔۔ہر شیلف کی ترتیب ویسی ہی تھی۔شیلف میں رکھی کُتب کی ترتیب سالوں بعد تبدیل کی جاتی تھی۔۔اسے پتہ تھا۔اگلے ہی پل اس نے کندھے پر ٹنگا بیگ ایک ٹیبل پر رکھا اور پھر کتابوں تک چلی آئی۔۔ کتابوں کے احساس سے ہی اسکے تنے اعصاب ڈھیلے پڑنے لگے تھے۔ہاتھ بڑھا کر یونہی ایک کتاب نکالی تو ایک چھوٹا سا ورق قدموں میں جا گرا۔۔اس نے چہرہ جھکا کر اس پیپر کو دیکھا پھر جُھک کر اسے ہاتھ میں اٹھالیا۔۔کتاب ایک ہاتھ میں پکڑے وہ اب اس بوسیدہ سی پرچی کو کھول رہی تھی۔۔ لیکن اندر درج الفاظ دیکھ کر وہ سیدھی ہو گئ تھی۔دوپہر اور آسمان سے برستی زرد روشنی جیسے ٹھہر سی گئ تھی۔ حرم یہاں بیٹھا۔۔ کبھی اسکا دیا گیا ڈرامہ پڑھ رہا تھا اور اسی پہر۔۔اس نے ایک چھوٹی سی پرچی پر چند الفاظ گھسیٹ کر اسے کتابوں میں چھپا دیا تھا۔وہ اسکے لکھے گئے الفاظ کو ہاتھ میں لیے۔۔ لڑکھڑا سی گئ تھی۔۔

"F4.. 000"

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ان ہندسوں کے ساتھ ہی چھوٹا سا "حرم" درج تھا۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اپنے بیگ سے فون نکالا اور پھر وجدان کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔ اگلی ہی گھنٹی پر اسکا فون اٹھالیا گیا تھا۔ وہ چھوٹتے ہی بولی تھی۔۔

"کیا تم

(F4.. 000)

کا مطلب جانتے ہو، وجدان۔۔؟" اسکے بے وقت کے سوال پر وہ چونکا ضرور تھا لیکن پھر سکون سے بتانے لگا۔۔

"جی۔۔ یہ ایجنسی میں ایک ڈیپارٹمنٹ کا کوڈ ہے جہاں صرف انڈر کور شوٹرز ہی کام کرتے ہیں۔۔ کیوں۔۔ آپ کیوں پوچھ رہی ہیں۔۔؟" اس نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ پیپر اپنے ہاتھ میں مروڑے وہ دروازے دھکیل کر باہر کی جانب بھاگی تھی۔ دل بُری طرح دھڑک رہا تھا اور وہ ہیلز کی پرواہ کیے بغیر تیزی سے راہداری عبور کرتی جارہی تھی۔ کہیں وہ پیچھے اب تک بول رہا تھا۔۔

"کیا آپ کی کہانیوں میں کسی نے میرے جیسا کردار اب تک نہیں لکھا ہے۔۔؟" وہ کار کی جانب تیزی سے چلی آئی تھی۔ اسکا چہرہ سفید پڑ رہا تھا اور ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ حرم کی لاش کبھی نہیں ملی تھی۔ اسے اسکی موت پر نہ یقین آتا تھا اور نہ ہی صبر۔۔ وہ اب گاڑیوں کی قطار سے اپنی کار تیزی کے ساتھ نکال رہی تھی۔

"کچھ مسیحا خوفزدہ کردینے کی حد تک مسیحا ثابت ہوتے ہیں۔۔" اسکی ہر بات ذو معنی تھی۔ اسکی ہر بات کے کئ مفاہیم تھے۔ اس پرچی کے پیچھے بھی شاید وہ اسے خود تک پہنچنے کا ایک اشارہ دے گیا تھا۔ یہ بات بالکل بکواس تھی لیکن وہ اس پر فی الحال یقین کرنا چاہتی تھی۔۔

"ہوسکتا ہے کہ میں پھر آپ کے ساتھ نہ کھڑا ہوں۔۔" اسکی گاڑی ایجنسی تک جاتے کچے راستوں پر دوڑ رہی تھی۔ دھول اُڑاتے راستوں پر اسکی کہی گئ ہر بات نازنین کے وجدان میں گونجنے لگی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ دنیا کاز اور ایفیکٹ کے اصول پر کام کرتی ہے۔۔"وہ وجدان کے ساتھ بہت دفعہ ایجنسی آچکی تھی۔اسی لیے اسکا راستہ آسان تھا۔وہ اب ایجنسی کے داخلی دروازے سے اندر کی جانب بھاگی تھی۔سیاہ کھلے بال پیچھے کی جانب اُڑ رہے تھے اور وہ پرواہ کیے بغیر ہر راستہ عبور کرتی جا رہی تھی۔۔

"کیا آپ مجھ پر بھروسہ کرتی ہیں۔۔؟ "

وہ آگے بھاگ رہی تھی۔ایجنسی میں موجود طلباء اسے مڑ مڑ کر دیکھنے لگے تھے۔۔وہ اب راہداریوں میں زاویار کو تلاش کرنے لگی تھی۔وہ ہر ایک سے اسکا پتہ پوچھ رہی تھی۔

"میں آپکو بچا رہا ہوں۔۔"اسکی باتیں ذہن کے پچھلے حصے میں اب تک کہیں گُونج رہی تھیں۔دوپہر کا بہت سا حصہ ڈھل چکا تھا۔وہ اب زاویار کے ساتھ اس مخصوص ڈیپارٹمنٹ کی جانب بڑھ رہی تھی۔وہ اسے سمجھا رہا تھا لیکن وہ ابھی کچھ بھی سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔وہ اس آخری امید کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔

"یہ حقیقت نہیں فریب ہے۔۔غور کریں۔۔"وہ اس ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہر شوٹر کو سرتاپا دیکھ رہی تھی۔وہ نہیں تھا۔۔وہ کہیں نہیں تھا۔۔

"بوجھ تو بوجھ ہوتا ہے۔۔وہ مزید بھاری کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟"اسکا دل بیٹھا جا رہا تھا۔یوں گویا کوئی اسے مٹھی میں جکڑ رہا ہو۔وہ اب آؤٹ ڈور شوٹنگ سینٹر میں کھڑی گردن گھما کر اسے ہر جانب تلاش کر رہی تھی۔اسے اپنی ذہنی حالت پر شک سا ہونے لگا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا جو مر جائیں وہ زندہ ہو کر واپس آ سکتے ہیں۔۔؟" اس نے سینٹر سے باہر کی جانب بڑھتے، ایک اونچے سے ہیولے کو دیکھا تو سُن ہو گئ۔ وہ اس ہیولے کے پیچھے تیزی سے بڑھی تھی۔ زاویار جو دور کھڑے شوٹرز سے بات کر رہا تھا۔۔ اسے آگے بڑھتا دیکھ کر اسکے پیچھے بھاگا۔۔

"قاتل سے محبت نہیں کیا کرتے۔۔" اس نے اگلے ہی پل آگے بڑھ کر اس اونچے سے شوٹر کا کندھا چُھوا اور پھر وہ سانس روکے پیچھے ہو گئ۔ زاویار اسکے عقب میں ہی تھا۔ اسے لگا وہ اگلا سانس نہیں لے سکے گی۔۔ سامنے موجود وہ آخری شوٹر بھی حرم نہیں تھا۔ اسکی امید ٹوٹ گئ۔۔ دل ٹوٹ گیا۔۔ خوب ٹوٹ گیا۔۔ وہ جیسے اندر تک کہیں ٹوٹ گئ تھی۔۔ شوٹر نے اسے ناسمجھی سے دیکھا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ اسے تلاش کرتے کرتے شام سر پر آن کھڑی ہوئ تھی۔ زاویار نے اسے اگلے ہی پل اپنی جانب گھمایا تھا۔۔ پھر اسے کندھوں سے تھام کر خود کی جانب دیکھنے کے لیے کہا۔۔ وہ کھو کھلی آنکھوں سے اسے دیکھتی جا رہی تھی۔۔ اسکے ہاتھ میں وہ مڑا تڑا سا کاغذ اب تک کسی متاعِ کُل کی مانند قید تھا۔

"کیا کر رہی ہیں یہ آپ۔۔؟ "

"میں اسے ڈھونڈ رہی ہوں۔۔ وہ زندہ ہے، زاویار۔ میں نے اسکا مردہ وجود نہیں دیکھا ہے۔۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ مرا ہے۔۔ وہ زندہ ہے۔۔ یہ دیکھو۔۔ یہ کاغذ ثبوت ہے کہ وہ مجھے اپنی آخری پناہ گاہ کے بارے میں بتانا چاہتا تھا۔۔" وہ لرزتے ہاتھوں سے اسکے سامنے پرچی کھولنے لگی تھی۔ زاویار نے ترحم سے اسکی حالتِ زار کو دیکھا تھا۔

"ادھر دیکھیں میری طرف۔۔ مر گیا ہے وہ۔۔ حرم۔۔ مر گیا ہے۔۔ کبھی واپس نہیں آئے گا وہ اب۔ سمجھیں اس بات کو۔ کیا حالت بنا لی ہے آپ نے اپنی۔۔" لہجے میں سختی لیے وہ اسے ڈانٹ رہا تھا۔ نازنین

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نے اگلے ہی پل اسکے دونوں ہاتھ تلخی سے جھٹک دیے تھے۔ پھر اسے بھیگتی آنکھوں سے دیکھتی رہی۔۔

"میرا دل نہیں مانتا۔۔ وہ زندہ ہے۔۔ مجھے یقین نہیں آتا۔۔" وہ اسے سمجھانا چاہ رہا تھا لیکن وہ کسی کی بات کو سننا نہیں چاہتی تھی۔ اگلے ہی پل وہ آگے بڑھی تو زاویار نے اسے آواز دے کر رکنے کے لیے کہا۔ وہ نہیں رکی۔۔ رخساروں سے آنسو گر کر آگے بڑھتی گئی۔۔ کار تک وہ اسکے پیچھے آیا تھا۔ پھر اسے دور جاتا دیکھتا رہا۔۔ دھوپ ڈھل چکی تھی اور آسمان اچانک ہی بادلوں سے ڈھکا محسوس ہو رہا تھا۔ فضا میں گھٹن کا احساس خاصہ بڑھ گیا تھا اور مغرب کی نیلی روشنی ہر جانب بکھرنے لگی تھی۔ وہ سمندر تک چلی آئی تھی۔۔ ایک آخری راستہ۔۔ ایک آخری جگہ جہاں وہ بیٹھ کر کئی گھنٹوں تک ہمیشہ کی طرح اسکا انتظار کر سکتی تھی۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ واپس نہیں آئے گا۔۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسکا یہ انتظار بھی ہر انتظار کی مانند رائیگاں جائے گا۔۔ یہ سب جانتے ہوئے بھی وہ دیوانوں کی طرح اس گیلی ریت پر آبیٹھی تھی۔ گھٹنوں کے گرد اپنے بازو باندھے وہ رخسار گھٹنے پر ٹکائے ہوئے تھی۔۔ ہاتھ میں کاغذ اب تک قید تھا۔۔ رات کا اندھیرا گہرا ہونے لگا تھا۔۔ یکایک بارش سی برسنے لگی۔۔ بوچھاڑ اس قدر تیز تھی کہ کچھ سُجھائی نہ دیتا تھا۔۔ سمندر کی لہریں اور آسمان سے برستا پانی جیسے برابر ہوتا جا رہا تھا۔ اس برستے پانی تلے اسکی آنکھوں سے بہتا سیال بھی شامل ہو رہا تھا۔ پھر اس نے تلخی سے سر اٹھا کر سمندر کی جانب دیکھا۔۔

"تم نے کہا تھا کہ تم مجھے کبھی تنہا نہیں کرو گے۔۔ تم نے کہا تھا کہ تم ہمیشہ میری حفاظت کرو گے۔۔ تم نے کہا تھا تم واپس آؤ گے۔۔ تم جھوٹے ہو۔۔ تم جھوٹے تھے۔۔ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا۔ تم نے غلط بیانی کی تھی مجھ سے۔۔ تم نے۔۔ تم نے۔۔" ہچکیاں بلند ہونے لگی تھیں۔ سمندر کی پلٹتی لہروں نے لمحے بھر کو اسے ٹھہر کر دیکھا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھا۔ تیزی سے چلتی ہوا کی سرسراہٹ اسکی ہچکیوں پر اداس ہونے لگی تھی۔ پچھلے ایک سال سے خود پر خوشی کا چڑھایا خول جیسے آج چیخ سا گیا تھا۔ اسکے ہاتھ سے لکھے وہ چند الفاظ اسے وہیں لے آئے تھے جہاں سے وہ چلی تھی۔۔

"تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔۔ کیوں کی تم نے مجھ سے محبت۔۔؟ یہ تم نے کیا کر دیا، حرم۔۔! یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔۔ میں اب کیسے زندہ رہونگی۔۔ مجھے سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہے۔۔ مجھے کسی دوسرے انسان کے ساتھ زندگی گزارنے کا خیال ہی جیسے ڈسنے لگتا ہے۔۔ تم نے بہت برا کیا ہے میرے ساتھ۔۔ مجھے قید کر کے چلے گئے تم۔۔ کبھی نہ واپس آنے کے لیے۔۔" وہ اب خود میں سمٹی تیزی سے رونے لگی تھی۔ اسکا دل کرب سے بھینچ رہا تھا۔۔ برستی بوچھاڑ ہر شے دُھندلاتی جا رہی تھی۔۔ رات کی تاریکی تلے ہر شے سیاہ پڑتی محسوس ہو رہی تھی۔ سمندر کی ابھرتی لہروں کے ساتھ، گیلی ریت پر ایک لڑکی بیٹھی رو رہی تھی۔

"میں تمہیں کہاں ڈھونڈونگی اب۔۔! تم ظالم ہو۔۔ ظالم تھے ہمیشہ سے۔۔ میں تمہیں کہاں تلاش کرونگی اب۔۔!" اسکی سسکیاں دلدوز تھیں۔ سمندر کا انداز اسکے آنسو دیکھ کر ڈول سا گیا تھا۔ وہ روتی رہی۔۔

اسی پل۔۔

کوئی بے حد آہستگی سے۔۔

اسکے ساتھ آکھڑا ہوا تھا۔۔

پھر اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر۔۔

سیاہ چھتری۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکے اوپر تان دی تھی۔۔

دور سے دیکھنے پر یہی احساس ہوتا تھا کہ کسی نے اپنے بھیگنے کی پرواہ کیے بغیر چھتری والا ہاتھ لمبا کر کے۔۔ بے تحاشہ روتی ہوئی لڑکی کو ڈھانپ لیا تھا۔

سمندر کا شور جیسے سمٹ سا گیا تھا۔۔

نازنین نے اپنے اوپر تلے بارش رکی محسوس کر کے اگلے ہی پل رخسار گھٹنے سے اٹھایا تھا۔۔

چھتری والے ہاتھ سے۔۔

تتلی کا ایک عدد ہار لٹکا جھول رہا تھا۔۔

اس تتلی کی چمک جانی پہچانی تھی۔۔

اسکے ہاتھ پر ایک مخصوص نشان بھی تھا۔۔

جسے شوٹرز کا نشان تصور کیا جاتا تھا۔۔

بوچھاڑ تلے۔۔

اک پرانا سا منظر دہرایا جا رہا تھا۔۔

وہی منظر جب وہ اسکا مسیحا بن کر نمودار ہوا تھا۔۔

تتلی جھول رہی تھی۔۔

ہوا سرسرا رہی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جو مر جائیں۔۔

اکثر پلٹ آتے ہیں۔۔

چھتری والا ہاتھ اب تک تنا ہوا تھا۔۔

نازنین اسے چہرہ اٹھائے۔۔تک رہی تھی۔۔

وہ جیسے ریت کا مجسمہ بن گئ تھی۔۔

شوٹر نے گردن جھکائ۔۔پھر ہلکا سا مسکرایا۔۔

"میں آپکو بتانا بھول گیا تھا۔۔کہ جب آپ ایسے روتی ہیں۔۔تو مجھے یہاں۔۔"ٹھہر کر اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔۔"یہاں تکلیف ہوتی ہے۔۔"

طالوت کہا کرتا تھا کہ شوٹرز کو کوئ نہیں مار سکتا۔۔

وہ اپنی موت خود طے کرتے ہیں۔۔

پھر زندہ رہتے ہیں۔۔

اور وقت کے دھارے میں کبھی کبھی یونہی کسی۔۔

بوچھاڑ تلے چلے آتے ہیں۔۔

"اور جب تمہیں لگے کہ کہانی ختم ہو چکی ہے تو بغور دیکھنا۔۔سمندری لہروں تلے۔۔بعض کہانیاں۔۔اپنا وجود۔۔ دہرانا بخوبی جانتی ہیں۔۔۔!!!"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نازنین جاچکی تھی۔وہ ایجنسی کے راستے کو دُکھی نگاہوں سے تک رہا تھا۔اس نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن وہ نہیں رُکی تھی۔وہ اسکی ایسی ذہنی حالت کو سمجھتا تھا۔کسی وقت میں وہ بھی حرم کے لیے ہر راہ تلاش کرتا رہا تھا۔وہ اسے ہر جگہ ڈھونڈ چکا تھا۔جہاں اسکی موجودگی کا کوئی بھی نشان پایا جاسکتا تھا،اس نے اسے ہر اس جگہ ڈھونڈا تھا۔۔لیکن وہ کہیں نہیں تھا۔اس نے اسکا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔اس نے اسے اپنے ہاتھوں سے قبر میں نہیں دفنایا تھا۔اسکی موت پر بھلا اسے یقین کیسے آسکتا تھا۔۔؟

وہ پلٹا۔۔لیکن پھر ٹھہر گیا۔۔جانے وہ کتنی ساعتیں اس کھوکھلے راستے پر کھڑا رہا تھا۔مغرب کی سیاہی کے ساتھ ہی بارش کی بوندیں تیزی سے برسنے لگیں تو وہ چونک سا گیا۔اس نے اپنے آس پاس نگاہ گھما کر دیکھا لیکن وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ایجنسی شام کے اس پہر خالی محسوس ہورہی تھی۔

اس نے گہرا سانس لیا اور پھر جونہی آگے بڑھنے کے لیے قدم بڑھائے تو رُک سا گیا۔۔ ایک لمحے کے لیے اسکی آنکھیں سُکڑ گئی تھیں۔آسمان سے برستی بوچھاڑ تلے وہ گویا، لمحے بھر کو سُن ہوا تھا۔نازنین کے پاس وہ پرچی کہاں سے آئی تھی بھلا؟کیا حرم واقعی اپنی پناہ گاہ کا نشان۔۔چھوڑ کر گیا تھا۔۔؟کیا ایسا ممکن تھا۔۔؟کیا وہ زندہ ہوسکتا تھا۔۔؟اچنبھے کی ایک گہری سی لہر نے اگلے ہی پل اسکے وجود کا احاطہ کیا تھا۔اسے اس پرچی پر لکھا کوڈ یاد آیا۔

"F4.. 000"

اس ایجنسی کا ایسا ڈیپارٹمنٹ جس میں کام کرتے شوٹرز کی اصل حقیقت سے کوئی بھی واقف نہیں تھا۔وہ اس ایجنسی کا سربراہ مقرر کیا جانے والا تھا لیکن اسے بھی کبھی اس ڈیپارٹمنٹ کی بھنک لگنے نہیں دی گئی تھی۔کیا کچھ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایسا تھا جو اسے نہیں پتا تھا۔۔؟ آسمان سے برستی بوچھاڑ تیز تر ہونے لگی تھی۔ وہ آگے بڑھا اور پھر پلٹنے کے بجائے وہ ایجنسی کے اس مخصوص حصے کی جانب چلا آیا، جس کا کوڈ حرم اپنے عقب میں چھوڑ کر گیا تھا۔ اسے پتا تھا کہ اسکی کوشش لاحاصل ہے۔۔ لیکن وہ اس آخری راستے کو تلاش کیے بغیر نہیں پلٹ سکتا تھا۔ اسے حرم کی طبیعت معلوم تھی۔ وہ اپنے کاموں میں جھول برداشت نہیں کیا کرتا تھا۔ پھر وہ اتنا بڑا ثبوت کیسے وضع کر سکتا تھا۔۔؟

وہ اب اندرونی راہداریوں میں تیزی سے چل رہا تھا۔ اسکا لباس بھیگ گیا تھا اور ماتھے پر گرے بالوں سے قطرہ قطرہ پانی ٹپک رہا تھا۔ ہر بڑھتے قدم کے ساتھ اسکے قدموں میں لرزش بڑھتی ہی جارہی تھی۔ ایجنسی میں گھومتے کئی شوٹرز نے اسے سلام کیا تھا۔۔ وہ سر کے خم سے جواب دیتا ایک خاموش راہداری کی جانب آنکلا تھا۔ اس راہداری کا راستہ آگے جاکر کچھ عجیب طرح سے بنا ہوا تھا۔ وہاں تین بڑے دروازے تھے۔۔ ان دروازوں کو محض وہی پار کر سکتے تھے جن کے پاس ایجنسی کا مخصوص داخلی کارڈ ہوتا۔ اس نے اپنی جیب سے بٹوہ نکالا اور پھر اس کارڈ کو دروازے کے ایک جانب بنے کمپیوٹرائزڈ سسٹم پر لگایا۔۔ تین کلکس کے بعد۔۔ دروازہ کُھل گیا تھا۔ وہ اندر چلا آیا۔۔ یہاں کی راہداریاں، بھول بھلیوں کی مانند تھیں۔ یہ ڈیپارٹمنٹ بہت خفیہ طریقے سے کام کیا کرتا تھا۔ اتنی سخت سیکیورٹی تو اسکے ہیڈ کے لیے بنتی ہی تھی۔ وہ کبھی اس جانب نہیں آیا تھا۔۔ اسے کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ وہ فِسٹ فائیٹر تھا۔ شوٹنگ ڈیپارٹمنٹ اسکے کام کی جگہ نہیں تھی۔ لیکن یہ جگہ حرم کے کام کی ضرور تھی۔ وہ شُوٹر تھا۔۔ لیکن کیا وہ انڈر کور شُوٹر تھا۔۔؟ یہ اسکے علم میں نہیں تھا۔

راہداری عبور کی جاچکی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بالکل آخری سِرے پر ایک آفس بنا تھا۔ اسکے دروازے پر دو باوُردی گارڈز کھڑے تھے۔ ان کے چہرے پتھروں کی مانند سخت تھے اور آنکھوں میں بالکل سپاٹ سا تاثر تھا۔ وہ آگے بڑھ آیا۔۔ ماتھے پر گرے بال نوکوں کی صورت آنکھوں تک آنے لگے تھے۔ وہ قریب چلا آیا تھا۔ گارڈ نے اسے ہاتھ لمبا کر کے اندر کی جانب بڑھنے سے منع کر دیا۔ وہ اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا جب تک اسکے پاس اپائنمنٹ لیٹر نہ ہوتا۔ اس نے کوئی اپائنمنٹ نہیں لیا تھا۔۔

"مجھے یہاں کے ہیڈ سے ملنا ہے۔ ایجنسی کے فائٹنگ ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ ہوں میں۔۔" اسکے وضاحتی جواب پر گارڈ نے محض سر نفی میں ہلایا تھا۔ اسکا ہیڈ ہونا۔۔ کافی نہیں تھا۔ اسے وہ مخصوص لیٹر ایشو کروانے کے بعد ہی اندر جانے کی اجازت مل سکتی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس لیٹر کو ایشو ہونے میں کئی دن لگ سکتے تھے۔۔ اور اتنے دن صبر کرنا اسکے لیے قیامت کے برابر تھا۔

"کیا تم دونوں یہاں خون خرابا کرنا چاہتے ہو۔۔؟ مجھے محض چند باتیں کرنی ہیں ہیڈ سے۔۔ اگر داخلہ نہیں دیا تو آگے کسی بھی جارحانہ عمل کی ذمہ داری میرے کندھوں پر نہیں ہو گی۔۔" وہ سختی سے غرایا تھا۔ گارڈ نے اسے سر سے پیر تک دیکھا تھا۔ پھر سر نفی میں ہلایا تو زاویار نے اسکا گریبان تیزی سے پکڑ کر مُکا اسکے اوپر تان دیا۔ اسکی آنکھیں غیر انسانی معلوم ہو رہی تھیں۔ بالکل ویسے ہی جیسے ایک سال قبل، حرم کو ڈھونڈتے وقت اسکی آنکھیں رہنے لگی تھیں۔

"یہ گولی سر کے آر پار ہو جاتی ہے۔ پیچھے قبرستان ہے جہاں ہم لوگوں کو بغیر کسی جنازے کے دفنا آتے ہیں۔ یہ تمہارا فائٹنگ ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے۔" گارڈ نے سختی کے ساتھ کہہ کر اپنے گریبان سے اسکا ہاتھ بُری طرح جھٹکا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھا۔ اس ایجنسی میں جانے اور کتنے راز گہرائیوں تک دفن تھے۔ اسے اسی پل احساس ہوا تھا۔ لیکن وہ اس ہیڈ سے ملے بغیر یہاں سے نہیں جا سکتا تھا۔

"اوکے۔۔۔ اپنے ہیڈ سے جا کر کہو۔۔ زاویار ملنے آیا ہے۔۔ اگر وہ مجھ سے ملنا نہیں چاہتا تو میں چلا جاؤنگا۔۔" اس نے ٹھنڈی سی آواز میں کہا لیکن گارڈ اسکی کوئی بھی بات سننے کو تیار نہیں تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ ان دونوں پر چڑھ دوڑتا اگلے ہی پل۔۔ آفس کا دروازہ کلک کی آواز کے ساتھ کُھل گیا تھا۔ گارڈز نے چونک کر اس ادھ کھلے دروازے کی جانب دیکھا اور پھر ان میں سے ایک اندر داخل ہوا۔۔ زاویار کو پیچھے دوسرے گارڈ نے اپنی گرفت میں جکڑا ہوا تھا۔ اگلے ہی پل اندر داخل ہوا گارڈ باہر نکل آیا پھر دوسرے کو اشارے سے اسے چھوڑ دینے کے لیے کہا۔ اگلے ہی پل وہ اسکے سامنے سے ہٹ گیا تھا۔ زاویار نے چونک کر کُھلے دروازے کی جانب دیکھا تھا۔۔ پھر اپنی جیکٹ جھٹکی اور ایک سخت نگاہ ان دونوں پر ڈالتا اندر کی جانب بڑھ آیا۔۔

آفس میں قیمتی فرنیچر اور سِگار کی خوشبو بکھری ہوئی تھی۔ بھاری پردے بُلند کھڑکیوں پر جا بجا گرے ہوئے تھے اور زرد روشنیاں روشن ہونے کے باوجود بھی وہ آفس، اندھیر معلوم ہوتا تھا۔ کُرسی دوسری جانب کو گھومی ہوئی تھی۔۔ اس پر براجمان شخص کا چہرہ واضح نہیں تھا۔

"تم مجھ سے کبھی ملنا نہیں چاہو گے، سُلطان۔۔" اگلے ہی پل کُرسی گھومی اور سامنے براجمان شخص کا چہرہ واضح ہوا۔ زاویار کی آنکھیں اگلے ہی پل سُکڑی تھیں۔ یہ چہرہ جانا پہچانا تھا۔۔ لیکن وہ اسے پوری طرح سے پہچان نہیں پا رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم پر تمام ثبوت پلانٹ کرنے والا شخص تمہیں کبھی نہیں ملا۔ تمہیں حرم کی جگہ گرفتار کروانے والا شخص ہیڈ ہے اس ڈیپارٹمنٹ کا۔۔" اور اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی بات کرتا، اسکی ناسمجھی سے سُکڑی آنکھیں اگلے ہی پل کھل گئی تھیں۔ پیشانی کے بل ڈھلک گئے تھے۔ وہ اسے پہچان گیا تھا۔

"سلیمان اُربی۔۔"

اس نے زیرِلب ہلکے سے کہا تھا۔۔ وہ جیسے سانس تک لینا بُھول گیا تھا۔۔ سامنے براجمان شخص نے اپنا نام اسکی زبان سے سُن کر محظوظ سے ابرو اوپر کو اٹھائے تھے۔۔ پھر ہلکا سا مسکرایا۔۔ اسے ہاتھ سے اپنے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔۔ وہ یہاں بیٹھنے نہیں آیا تھا۔۔ اگلے ہی پل وہ آگے بڑھا اور اسے گریبان سے جھپٹا۔ اپنی خونخوار آنکھیں اسکی بُھوری آنکھوں میں گاڑیں۔۔

"میرا دوست کہاں ہے۔۔؟ "

"مر چکا ہے۔۔ دُنیا کے لیے۔۔ "

"بکواس بند کرو اور سیدھی طرح بتاؤ۔۔ کہاں ہے حرم۔۔ کیا کیا ہے تم نے اسکے ساتھ۔۔؟" اسکی آواز غرّاہٹ میں بدل رہی تھی۔ یوں گویا وہ اسکی گردن دبوچنے سے خود کو بمشکل روکے ہوئے ہو۔ آنکھیں سُرخ ہو گئی تھیں اور گردن کی رگیں ضبط کے باعث اُبھر آئی تھیں۔۔

"نفرت نہیں ہوتی تمہیں اس سے۔۔؟ اسکی وجہ سے تم مجرم بننے جا رہے تھے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں بننے جارہا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں ہونے دیا۔ اس نے اپنی جان کی بازی لگا دی تھی میری خاطر۔۔ بکو کہ کہاں ہے وہ۔۔؟ زندہ ہے یا مار دیا ہے تم نے اسے۔۔" اس نے اسکا گریبان مزید سختی سے بھینچا تو سلیمان کا حلق بند ہونے لگا۔ اسے بے ساختہ ہی کھانسی آئی تھی۔

"بیوقوف تھا وہ۔۔ تمہاری وجہ سے اپنے لیے اتنا بڑا رسک لے لیا تھا اس نے۔ "

اس نے اگلے ہی پل اپنے گریبان سے زاویار کے ہاتھ سختی سے جھڑکے تھے۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے کو ہٹا تھا۔ سلیمان جھکا اور پھر دراز سے ایک فائل نکالی۔۔ اس پر ایک قہر آلود نگاہ ڈالی تھی اس نے۔۔ پھر فائل کھول کر تنفّر سے اسکی جانب بڑھائی تو زاویار جلدی سے آگے بڑھا۔ فائل کا ہر صفحہ پلٹتے ہوئے اسکے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ وہ سچ جاننے کے دہانے پر تھا۔

"لندن سے پلٹنے کے بعد وہ انڈر ورلڈ کلبز کی جانب بڑھا تھا۔ تا کہ زیرو کے زندہ ہونے کی جھوٹی خبر کو مشہور کر سکے۔ تب ہی بہت سے بارسوخ افراد کی نگاہوں میں آ گیا تھا وہ۔۔ پولیس تک رمیز کی تنظیم کی خبر پہنچ چکی تھی لیکن اس تنظیم تک پہنچنا ان کی عام فورسس کے لیے ناممکن تھا۔ رمیز اپنا کام تک روک چکا تھا محض اس لیے کیونکہ اس تنظیم۔۔ اور اس جیسے ہر گھناؤنے کاروبار کا قلع قمع کرنے کے لیے فورسس سرگرم تھیں۔ تب ہی۔۔ ہماری ایجنسی کا رُخ کیا تھا پولیس ڈیپارٹمنٹ کے چیف نے۔۔۔"

وہ سفید پڑتا اس فائل کے ورق اُلٹتا سلیمان کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ حرم کی فائل تھی۔۔ اسکے آپریشنز اور پولیس کی ٹاسک فورس کے ساتھ کام کرنے کی تفصیلات وضع تھیں اس فائل میں۔۔ اسے یاد آیا۔۔ جب وہ ایک سال قبل تھانے سے وجدان کو اپنے ساتھ لیے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔ تب اس نے ٹھہر کر جواد کی جانب دیکھا تھا۔ جواد نے ہاتھ بُلند کر کے اسے سلام کیا تھا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ ڈبل ایجنٹ تھا۔۔

رمیز اور چار افراد کا قتل اسکا اپنا فیصلہ نہیں تھا۔

وہ اس خُفیہ ٹاسک فورس کا حصہ تھا۔۔

اسے چُنا گیا تھا۔ رمیز کا دُشمن محض حرم نہیں تھا۔ رمیز کے سینکڑوں اور دُشمن موجود تھے۔ ان دُشمنوں میں سے ایک بارسوخ دُشمن، پولیس کے آئی جی اکبر حیسن بھی تھے۔ بستی میں حملے کے وقت ان کی بیٹیاں اور بیوی بھی وہیں پر موجود تھیں۔ ان کی بیٹیوں اور بیوی کو بستی میں قتل کر کے ان کے اعضاء نکال لیے گئے تھے۔ وہ ایک بارسوخ آئی جی تھے۔ ان کے انڈر بہت سے افسران کام کرتے تھے۔ خفیہ آپریشنز کے لیے وہ ایجنسی میں موجود کئی انڈر کور شُوٹرز کو ہائیر کرتے رہے تھے۔ یہ ایک لیگل کانٹریکٹ ہوتا تھا جس کی حیثیت کو کوئی بھی ادارہ چیلنج نہیں کر سکتا تھا۔

اس دفعہ کے آپریشن کے لیے اس ایجنسی کے سب سے مشہور اور زیرک شُوٹر کو چُنا گیا تھا۔ حرم پہلے پہل سلیمان سے واقف نہیں تھا۔ لیکن پہیلی حل کرنے کے بعد وہ اسکی ایجنسی میں موجودہ حیثیت سے بخوبی واقف ہو چکا تھا۔ سلیمان کا ہر لائحہ عمل جھول سے پاک تھا۔ یہ ایک پولیس والے کا بدلہ لینے کا پرسنل آپریشن تھا۔ اس میں وہ اپنے پوتے کو پھنستے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جبھی اس نے طالوت کو زاویار کے سامنے حرم کے نازنین والے کور کا ذکر کرنے کے لیے کہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ زاویار کو ٹرائل کے بعد آزاد کروالیا جائے گا لیکن حرم کی عجلت نے جیسے ہر شے کو تلپٹ کر دیا تھا۔ وہ رمیز کی زاویار کے خلاف قتل کی چال سے واقف تھا۔ وہ اپنے دوست کی زندگی کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔ اسی لیے اس نے اپنی زندگی کا رسک لے لیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

یہ ایک بلیک آپریشن تھا۔ ان آپریشنز کا علم محض ان افراد کو ہوتا ہے جو اسکا حکم جاری کرتے ہیں۔ یا پھر ان افراد کو ہوتا ہے جو ان آپریشنز کو کیری کر رہے ہوتے ہیں۔ پوچھ گچھ کے نتیجے میں ہائیر اَپس آپریشنز کو اون کرنے سے مکر جاتے ہیں۔ یہ شروع سے ہی ایک رِسکی کام تھا۔

محض چند بارسوخ اور اونچے عہدوں پر براجمان افراد کو اس فورس اور اسکے ٹارگیٹ کا علم تھا۔ جونہی تنظیم کا راز افشاں ہوتا، حرم کو انڈر گراؤنڈ ہونے کا کہہ دیا جاتا۔۔ سلیمان کو جلد ہی احساس ہو گیا تھا کہ پولیس حرم کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کر رہی تھی۔ اسی لیے وہ بھی جو اباً زاویار کو پھنسا کر حرم کو بچانے کا بیک اپ پلان تیار رکھے ہوئے تھا۔ پولیس دو حصوں میں بٹی ہوئی تھی۔۔ اسکے بہت سے افسران اس آپریشن سے واقف نہیں تھے۔۔ اور اس ٹاسک فورس کا حصہ محض تین لوگ تھے۔۔ حرم۔۔ اے ایس پی جواد۔ اور سب سے آخر میں احمد کا ملازم جمشید۔۔

جمشید نے احمد کو زیرو کو ڈھونڈتے شخص کے متعلق وہی تفصیلات دی تھیں جو۔۔ اسے دینے کے لیے کہا گیا تھا۔۔ وہ حرم سے بخوبی واقف تھا۔

لیکن اگر جورمیز نازنین کو اغواء نہیں کرواتا تو یہ کام اتنی جلد بازی میں نہیں ہوتا۔ حرم کو اس نے روکنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ نہیں رُکا تھا۔ وہ اپنے دوست کو سلاخوں کے پیچھے تختہء دار پر لٹکا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ اس دوپہر اپنے اپارٹمنٹ میں تمام ثبوت اکھٹے کرنے کے بعد۔۔ آئی جی اکبر سے ملنے گیا تھا۔

وہ اسکے پلان پر پہلے تو حیرت سے اسکا منہ تکتے رہے تھے۔۔ پھر اسکی بات جیسے انہیں کچھ کچھ سمجھ آنے لگی تھی۔ وہ اپنی موت پولیس فورسس کے سامنے فریم کرنا چاہتا تھا۔ اس طرح زاویار بھی بچ جاتا اور پولیس افسران پر بھی خفیہ فورس کا الزام نہیں آتا۔ اکبر حسین پہلے پہل تو اسے دیکھتے رہے اور پھر سر اثبات میں ہلا کر اسے پلان جاری

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

رکھنے کا اشارہ دے دیا گیا۔۔ لیکن کہیں اندر وہ بھی جانتے تھے کہ یہ سب رِسکی تھا۔۔ اس سب میں حرم کی جان جا سکتی تھی۔ اس نے رِسک لے لیا۔ جواد نے جب اسکے اپارٹمنٹ میں ثبوتوں کو دیکھا تو آنکھیں بند کر لیں۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ حرم کیا کرنا چاہتا تھا۔۔ اسے حرم کے پیچھے بہت سی فورس کے ساتھ چڑھائی کا حکم دے دیا گیا تھا۔ اکبر کو کسی پہلو پر چین نہیں آرہا تھا۔ اس فریم ہوئی موت کے پیچھے وہ حرم جیسے کارآمد شُوٹر کو نہیں کھونا چاہتے تھے۔۔

حرم کو گولیاں ماری گئیں اور وہ سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرا۔ سمندری خفیہ راستے سے اسے سلیمان کے بندوں نے نکال لیا تھا۔۔ اسکی لاش پولیس کے ہاتھوں جبھی نہیں لگی تھی۔۔ کیونکہ وہ تو سمندر میں تھا ہی نہیں۔۔ وہ بچ گیا تھا۔۔ پولیس کے ساتھ سائین کیے کانٹریکٹ کے باعث اسے اسپیشل ٹریٹمنٹ دیا گیا تھا۔ اسکے جسم کے اندر گولیاں پیوست تھیں۔۔ لیکن وہ پھر بھی سروائیو کر گیا تھا۔۔ اسے مرنے سے بھی کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن وہ آخرکار بچ گیا تھا۔

زاویار سفید چہرے کے ساتھ تمام تفصیلات پڑھتا جا رہا تھا۔ اسے لگا وہ کبھی ہل نہیں سکے گا۔۔ کبھی سانس نہیں لے سکے گا۔۔

"یہ پلان کبھی خراب نہیں ہوتا اگر جو تم مجھے اس کی راہ کے درمیان نہیں لاتے۔ وہ اپنا کام کر کے ایک سال کے لیے انڈرگراؤنڈ ہو جاتا اور پھر پولیس فورسس اسے اپنا ایجنٹ گردان کر ہر الزام سے بری کروا لیتی۔۔ اگر جو تم درمیان میں نہیں آتے تو میرے دوست کی زندگی اتنی قابلِ ترس نہیں ہوتی۔۔" اس نے گلابی آنکھوں کے ساتھ سلیمان کے چہرے کو نفرت سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ سلیمان اپنی کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا۔ پھر اسے محظوظ نگاہوں کے ساتھ دیکھنے لگا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اس دنیا میں کوئی بھی بھروسے کے قابل نہیں ہے۔ اسائنمنٹ دینے سے قبل ہر شُوٹر کا بیک گراؤنڈ دیکھا جاتا ہے۔۔ حرم اس واقعے سے جذباتی طور پر وابستہ تھا۔ ایسے ایموشنلی کمزور شُوٹرز کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔۔ مجھے یہ حقیقت معلوم تھی۔۔ لیکن حرم یہ کانٹریکٹ سائین کر چکا تھا۔ وہ اپنی ماں کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ اگر رمیز اسے اپنے انویسٹرز کو مارنے کے لیے نہ کہتا تب بھی وہ انہیں اپنے اسائنمنٹ کے تحت مار دیتا۔ یہ اسائنمنٹ میوچل ٹارگیٹ کی بنیاد پر طے کیا گیا تھا۔ حرم، اکبر حسین اور اس جیسے رمیز کے کئی بارسوخ دشمنوں کا ٹارگیٹ ایک ہی تنظیم اور اسکے کارندے تھے۔ احمد نے وجدان کو محض اپنی موت کا ثبوت نہیں دیا تھا۔۔ بلکہ اس ثبوت کو جن ایجنٹس کے ہاتھوں وجدان نے فروخت کیا تھا۔۔ وہ بھی پولیس ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھنے والے افراد تھے۔ تمہیں کیا لگتا ہے۔۔ رمیز جیسے تعلقات رکھنے والے شخص کو بچانے کوئی کیوں آگے نہیں بڑھا۔۔۔؟"

وہ انگلیوں کو باہم ملاتا سیدھا ہو بیٹھا تھا۔ اسکی باتیں بہت خوفناک تھیں۔۔

"کیونکہ یہ سب رمیز کے خلاف ایک سوچی سمجھی سازش تھی۔ اس نے اس سازش میں بس اتنا حصہ ڈالا کہ اپنے انویسٹرز کو مارنے کا حکم خود ہی حرم کو دے دیا۔۔ یہ جانے بغیر۔۔ کہ جلد یا بدیر۔۔ وہ سب ہی راستے سے ہٹا دیے جانے تھے۔۔"

وہ سانس روکے اسے سن رہا تھا۔ اسکے پاس جیسے کہنے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا۔ اسے یہ بات کبھی سمجھ نہیں آئی تھی۔۔ کہ حرم۔۔ تن تنہا۔۔ رمیز جیسی طاقت پر ہاتھ کیسے ڈال سکتا تھا۔۔؟ لیکن اب آخری گتھیاں بھی سلجھ گئی تھیں۔۔ وہ ٹاسک فورس کا حصہ تھا۔۔ اسکے ساتھ اس آپریشن میں پولیس شانہ بشانہ کھڑی تھی۔۔

"ایسے میں مجھے اپنے بچے کو ہر صورت۔۔ بچانا تھا۔۔ قتل کے الزام کی صورت میں اگر۔۔ اگر پولیس کے افسران اس آپریشن کو رد کرتے تو کم از کم حرم پر کوئی الزام ثابت نہیں کیا جا سکتا تھا۔۔ کیونکہ میں نے سارے ثبوت تم پر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پلانٹ کروائے تھے۔۔ جواد کو اس رات۔۔ تمہارے اپارٹمنٹ میں گرفتاری کے لیے میں نے بھیجا تھا۔۔"

انکشاف۔۔ انکشاف۔۔ اتنے گہرے اور خوفناک انکشافات تھے یہ سب۔۔ اس نے بمشکل سانس لے کر خود کو نارمل کیا تھا۔۔

"اس نے زیرو کے نام سے خود کو مشہور اسی لیے کروایا تھا۔۔؟ "

"بالکل۔۔ وہ ایک جانب نازنین کو بچانا چاہتا تھا۔۔ اس تنظیم تک پہنچنا چاہتا تھا۔۔ اسے کاغذات تلاش کرنے تھے۔۔ وہ ماسٹر مائنڈ ہے۔۔ اس نے کئی کاموں کو ایک ساتھ مینیج کیا ہے اور کسی ایک میں بھی جھول موجود نہیں ہے۔۔ اسکی فائل آج بھی ہر جھوک سے پاک ہے اور وہ اس ایجنسی کے پرمننٹ شُوٹرز کی فہرست میں آچکا ہے۔۔ پولیس اس کی صلاحیتوں پر بھروسہ کرتی ہے اور وہ افسران کی نگاہوں میں قابلِ قدر شخص ہے۔"

وہ چند پل خاموشی سے اسے دیکھے گیا تھا۔۔ پھر گہرا سانس لیا۔۔ اپنے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔۔ اسے جیسے کسی بھی بات پر یقین نہیں آرہا تھا۔ اس نے کپکپاتی سانس اندر کو کھینچ کر پوچھا تھا۔

"ابھی کہاں ہے وہ۔۔؟ "

"نازنین ڈھونڈ چکی تھی اسے۔۔ اسی سے ملنے گیا ہے وہ۔۔ اسکے پیر میں موجود الیکٹرانک ڈیوائس سمندر کی جانب اشارہ کر رہی ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا تم لوگ اب بھی اس پر نظر رکھے ہوئے ہو۔۔؟" اسے الیکٹرانک ڈیوائس کے بارے میں سن کر جھٹکا سا لگا تھا۔ یہ ایک ایسی ڈیوائس تھی جسے عارضی طور پر رِہا ہوئے مجرمان کے پیر میں باندھا جاتا تھا۔ وہ کہیں بھی جاتے تو ان کی لوکیشن باآسانی ٹریس کی جاسکتی تھی۔۔

"وہ انسان ہے۔۔ تم لوگوں نے اسے کتا کیوں سمجھ لیا ہے۔۔؟" وہ سلیمان پر دھاڑا تھا۔۔

"یہ قیمت ہے۔۔ اس آپریشن کی جسکا وہ حصہ رہ چکا تھا۔ افسران کچے کام نہیں کیا کرتے۔ اسے منظرِ عام پر آنے کی اجازت دی گئی ہے۔۔ تب ہی وہ باہر نکلا ہے۔ پولیس کسی پر بھروسہ نہیں کیا کرتی۔۔"

سلیمان کی ہر بات اتنی واضح اور صاف تھی کہ اس سے کوئی جواب ہی نہیں بن پا رہا تھا۔

"میں تم پر کیسے یقین کروں کہ تم سچ بول رہے ہو۔۔؟" اس نے پھنکار کر پوچھا تھا۔ کرسی پر جھولتا بوڑھا سا سلیمان مسکرایا تھا۔

"تم یقین نہیں کرنا چاہتے تو مت کرو۔۔ یہ فائل۔۔ تمہارے یقین کے لیے کافی ہونی چاہیے ویسے۔"

وہ اسکی مزید کوئی بھی بات سنے بغیر تیزی سے باہر کی جانب بڑھنے ہی لگا تھا کہ اسکی آواز پر ٹھہر گیا۔ رُک کر نفرت سے اسے پلٹ کر دیکھا۔

"تین دروازے رکھنے والی پہیلی کا صرف ایک مطلب سمجھا تھا، حرم۔ ان تین دروازوں سے مراد اسکے تین کورز تھے۔ ان کورز کے خاتمے کے ساتھ ہی تنظیم تک رسائی ممکن تھی۔ لیکن وہ اس پیغام کو ایسے ڈی کوڈ نہیں کر پایا جیسے میں چاہتا تھا۔ اس نے تمہیں بچانے کے لیے۔۔ اپنے ہی کورز کو بلو کر دیا۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اگلے ہی پل پلٹا اور تیز سے آگے بڑھ گیا۔ اسے سلیمان کی باتوں میں موجود سچائی کو ماپنے کے لیے ابھی کسی سے ملنا تھا۔۔ اے ایس پی جواد۔۔ وہ اسے واقعتاً ان سارے واقعات کی لیڈ فراہم کر سکتا تھا۔۔ وہ اب زرد راہداریاں تیزی سے عبور کرتا جا رہا تھا۔۔ ایک سال قبل کی بے چینی اسکے وجود میں پھر سے۔۔ بخوبی محسوس کی جا سکتی تھی۔۔

ایک سال قبل۔۔ حرم اپنی فریم شُدہ موت سے قبل اپنے اپارٹمنٹ میں دیوار سے کمر ٹکائے، اکڑوں بیٹھا تھا۔ اسے اپنا اختتام نظر آرہا تھا۔ سامنے ہی بہت سی تصاویر، ٹارگیٹس، بندوقیں، ثبوت۔۔ بکھرے پڑھ تھے اور وہ ان سب کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ اسکے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ وہ اپنے فیصلوں میں اٹل تھا۔ پولیس کے کئی بارسوخ افسران پر مشتمل وہ بینچ اسکی مدد ضرور کر رہا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ معاملات اتنے آسان نہیں ہو کرتے۔ اور انسانی معاملات تو ہر گز نہیں۔۔

زاویار اب تک راہداری کو پار کرتا ہوا گزر رہا تھا۔ اسے اسی پل احساس ہوا تھا کہ وہ تو حرم کو جانتا ہی نہیں تھا۔ اسے حرم کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔ وہ اتنی پرتوں تلے۔۔ اسکے آس پاس سانس لیتا رہا کہ اس جیسا آدمی بھی۔۔ اس پر شک نہیں کر پایا۔ اسے جلد از جلد جواد سے مل کر حرم تک پہنچنا تھا۔ تاکہ وہ اسے مار سکے۔۔ ایک زوردار چیخ۔۔!!

****

بوچھاڑ اب تک تڑاتڑ برس رہی تھی۔۔

وہ اسے چہرہ اٹھائے تک رہی تھی اور حرم اسے چہرہ جھکائے دیکھ رہا تھا۔ چھتری اب تک تنی ہوئی تھی اور وہ بارش میں بھیگتا جا رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نازنین بے یقین نگاہیں لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ سمندری لہروں کا شور جیسے کہیں بہت پیچھے رہ گیا تھا۔۔ اس نے ہاتھ بڑھایا۔۔ اسکے ہاتھ کپکپار رہے تھے۔۔ وہ اسے چُھو کر دیکھنا چاہتی تھی۔۔ کہیں وہ گمان تو نہیں تھا۔۔ کہیں وہ خواب یا وہم تو نہیں تھا۔۔ کہیں وہ۔۔

اگلے ہی پل اسکی برف ہوتی انگلیوں نے حرم کے رُخسار کو چھوا تو وہ اگلے ہی پل ڈر کر دو قدم پیچھے کو ہٹی۔ اسکی آنکھیں بے یقینی سے پھٹی ہوئی تھیں۔۔ سر نفی میں ہل رہا تھا اور وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔ وہ پیچھے ہٹتی جا رہی تھی۔۔ چھتری ایک جانب ہی رہ گئی۔۔ بوچھاڑ نے اسے پھر سے بھگو دیا۔۔ حرم اگلے ہی پل آگے بڑھا اور اسے ہاتھ سے تھام کر چھتری کے نیچے کیا۔۔ وہ اسے چہرہ اٹھائے تک رہی تھی۔۔ اسے دیکھنا بہت بے یقین تھا۔۔

"تم۔۔ تم زندہ ہو۔۔؟ تم یہاں کیسے آئے۔۔؟ تم۔۔"

"ایک سال بعد ہی سہی۔۔ لیکن آپ میری لیڈ کو ڈی کوڈ کر چکی تھیں۔ ہمیشہ میں آپکو ڈھونڈ تا تھا لیکن اس دفعہ آپ نے مجھے ڈھونڈ لیا۔۔"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا بالکل نرمی سے کہہ رہا تھا۔ نازنین کا سر نفی میں ہل رہا تھا۔

وہ اسے دیکھتی رہی۔۔ دیکھتی رہی۔۔ آنکھوں سے گرتے آنسو رک گئے تھے۔ بوچھاڑ ہلکی ہو گئی تھی۔۔ وہ دونوں سمندر کے سامنے اب تک کھڑے تھے۔ سیاہ آنکھوں میں خفگی دھواں دھواں ہونے لگی۔۔ کرب ناک سی گلابی نمی ابھری تھی اسکی آنکھوں میں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیوں آئے ہو تم اب۔۔؟ اتنی اذیت کے بعد کیا لینے آئے ہو تم میری زندگی میں۔۔" وہ اس پر چیخی تھی۔ حلق میں خراش سی ابھر آئی تھی۔ وہ زخمی نظر آنے لگی تھی۔ حرم کی آنکھیں پرسکون ہی رہیں۔ ایک سال کی جہنم سی قید نے اسے بالکل مختلف انسان بنادیا تھا۔

"میں آپکی زندگی میں نہیں آیا ہوں۔ میں جلد ہی واپس پلٹ جاؤنگا۔ دنیاوالوں کے لیے میرا وجود ویسے بھی مُردہ ہے۔۔" وہ مسکرا کر ہلکا سا جھکا پھر اسکے ہاتھ میں چھتری تھمائی۔۔ اگلے ہی پل وہ اسے دیکھتا پیچھے جارہا تھا۔ نازنین کو لگا گویا کوئی اسکا سانس روک رہا ہو۔۔ اسے آنسوؤں کی وجہ سے دیکھنے میں دشواری سی ہونے لگی تھی۔ وہ دور ہوتا جارہا تھا۔۔ وہ پھر سے دور جارہا تھا۔۔ وہ پھر سے غائب ہورہا تھا۔۔ بوچھاڑ تھم چکی تھی۔۔ اس نے چھتری ایک جانب پھینکی اور پھر گیلی ریت پر وہ اسکے پیچھے بھاگی۔۔ وہ آگے بڑھ رہا تھا۔۔ اس نے پلٹ کر ایک دفعہ بھی نازنین کی جانب نہیں دیکھا تھا۔ نازنین نے اس تک پہنچ کر اسے کہنی سے تھاما اور اپنی جانب گھمایا۔۔ اگلے ہی پل ایک زور دار۔۔ تھپڑ اسکے رخسار پر دے مارا۔۔

اس تھپڑ کی گونج پر ساحل سے سر پٹختی لہروں نے پلٹ کر ان دونوں کی جانب دیکھا تھا۔ چلتی ہوا نے مسکراہٹ دبا کر ان دونوں سے رُخ پھیر لیا تھا۔۔ بوچھاڑ کی ننھی بوندیں حرم کو پڑنے والے تھپڑ پر اپنا رُخ بدل گئی تھیں۔۔

اس نے چہرہ گھما کر نازنین کی جانب دیکھا تھا۔ بُھوری آنکھوں میں معصوم سی حیرت بھی ابھر آئی تھی۔۔ پھر وہ ہلکا سا ہنس دیا۔۔ نازنین اسے زخمی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ اسکے لب آنسو روکنے کی کوشش میں کپکپا رہے تھے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں بھی کیا سوچ رہا تھا۔۔ اتنے وقت بعد آپ سے ملونگا تو آپ پوچھیں گی۔۔ کہ میں کیسے زندہ رہا۔۔ لیکن آپ تو ہمیشہ سے نازنین ہی ہیں۔۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ مجھے تھپڑ دے مارینگی۔۔" وہ اسے تیز ہوتے تنفس کے ساتھ دیکھتی رہی۔ اسکی پتلیوں پر بہت سے آنسو ٹھہرے ہوئے تھے۔

"غائب ہو کر۔۔ اذیت دینا تمہارے لیے مزاق ہے۔۔؟" دانتوں کو جما کر ضبط سے پوچھا تھا اس نے۔ حرم اس دفعہ ہنس نہیں سکا۔ چندپل اسے دیکھتا رہا اور پھر سر نفی میں ہلایا۔۔

"نہیں۔۔ مزاق تو کچھ بھی نہیں تھا۔ بس حالات موت دینے کی حد تک سنجیدہ تھے۔ ایسی سنجیدگی میں کسی کو تو ہنسنا ہی تھا۔۔ پھر میں ہی کیوں نہیں۔۔ ویسے بھی۔۔ کیا ہم سب کی زندگی آخر میں مزاق نہیں ہے۔۔؟" وہ اسکے سوال کا جواب نہیں دے سکی۔ اسکا سوال بہت ظالم حد تک حقیقت کے قریب تھا۔

"تم ہی کیوں۔۔؟ تم ہی کیوں ہمیشہ ہنسو گے۔۔؟ تمہیں جہاں رونا چاہیے تھا وہاں ہنس کر تم نے اپنے حق میں کوتاہی کی ہے۔ جہاں تمہیں تھکن سے اپنے درد کرتے وجود کو آرام دینا تھا۔۔ وہاں اس سے بے دریغ کام لے کر تم نے خود کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ تم دوسروں کے لیے مسیحا اور خود کے لیے زخم دینے والے کیوں بن گئے تھے۔۔؟" آنکھوں میں دکھ سا ابھر آیا تھا۔

لب کپکپا رہے تھے اور حلق مزید آنسو ضبط کرنے کی سعی میں بے تحاشہ درد کرنے لگا تھا۔ وہ اسے چہرہ جھکائے دیکھتا رہا تھا۔۔ پھر ہلکا سا مسکرایا۔۔

"میں چیزوں کو ایسے نہیں دیکھتا۔ کام، کام ہوتا ہے۔ اسے کرنا ہوتا ہے۔ احساسات۔۔ جذبات۔۔ میرے پاس اس سب کے لیے وقت نہیں تھا۔۔ شاید اب بھی نہیں ہے۔۔" وہ بالکل نارمل تھا۔ وہ حرم تھا ناں۔۔ اس جیسا کوئی تھا ہی کہاں۔۔ وہ اسے چہرہ اٹھائے دیکھ رہی تھی۔ وہ اتنا کمپوزڈ تھا کہ ایک سال کی اذیت ناک مسافت

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کے بعد بھی نازنین کے پاس اس سے پوچھنے کے لیے کوئی سوال نہیں تھا۔ وہ اسکے نپے تُلے جوابات کو جانتی تھی۔ وہ اسے جانتی تھی۔۔ اگلے ہی پل اس نے اسے دونوں ہاتھوں سے پرے دھکیلا اور آگے بڑھ آئی۔ اسکی آنکھوں سے آنسو بے تحاشہ گرنے لگے تھے اور اسے بے ساختہ ہی ڈھیر سارا رونا آرہا تھا۔ اسکی توقع کے عین مطابق وہ اسے آواز دے کر روک نہیں رہا تھا۔ وہ زاویار نہیں تھا۔ وہ اسکے پیچھے بالکل خاموش قدم لیے۔۔ بڑھ رہا تھا۔ وہ بے سمت آگے ہی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔۔ وہ نرم چہرہ لیے اسکے پیچھے چل رہا تھا۔ گیلی ریت کی مسافت تھم گئی تھی اور وہ دونوں بلندی پر آچکے تھے۔ سڑک پر روشن روشنیوں میں ان دونوں کا وجود واضح ہونے لگا تھا۔ ایک جگہ ٹھہر کر نازنین نے بے دردی سے اپنے آنسو رگڑے تھے۔ اسکے رُکنے پر، پیچھے چلتا حرم بھی رُک سا گیا تھا۔ وہ اگلے ہی پل پلٹی۔۔ سمندری ہوا سے اسکے بال ایک جانب کو لہرائے تھے۔ وہ اوور کوٹ پہنے، جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔۔ سر پر کیپ آگے تک لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں پیچھا کر رہے ہو تم میرا۔۔؟" اس نے ایڑیاں اونچی کر کے زور سے کہا تھا۔ ہوا کے دوش پر اسکے الفاظ حرم تک پہنچے تو اس نے بے بسی سے کندھے اچکا دیے۔ ساتھ ہی ہلکا سا مسکرایا بھی۔۔

"میرا پیچھا کرنا بند کرو۔۔" وہ بلند آواز سے بولی تھی۔ اس نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا۔۔

"میں جا رہا تھا۔۔ آپ نے روک لیا۔۔" بلند آواز سے فاصلہ عبور کیے بغیر کہا تھا۔ سڑک کے درمیان۔۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے۔ زرد روشنی تلے۔۔ ان دونوں کے وجود زرد مجسمے سے دِکھ رہے تھے۔

"تم کسی کے روکنے سے رُک جاتے ہو کیا۔۔؟" آنسوؤں کی نمی اب تک آواز میں موجود تھی۔

ناک سُرخ ہو کر دہک رہی تھی اور پلکوں کی نمی کے باعث اسے منظر بھیگا سا نظر آرہا تھا۔ لیکن وہ اب رو نہیں رہی تھی۔ وہ ایڑیاں اونچی کیے۔۔ بول رہی تھی۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ روکیں گی تو۔۔رُک جاؤنگا۔۔" اسکے الفاظ پر نازنین نے سر نفی میں ہلایا تھا۔ پھر ایڑیاں اونچی کیے۔۔ بُلند آواز سے بولی۔۔

"تم جھوٹے ہو۔۔" وہ چہرہ جھکائے ہنس دیا تھا۔ اسکی ہنسی نازنین نے بہت عرصے بعد سنی تھی۔ اس لڑکے پر غصہ کرنا اسکے بس کی بات تو کم از کم نہیں تھی۔ اس پر جانے کیوں غصہ نہیں آتا تھا۔

"تم روکنے کے باوجود بھی چلے جاتے ہو۔۔ تم واپس آنے کا کہہ کر غائب ہو جاتے ہو۔۔ تمہاری کسی بات پر یقین نہیں ہے مجھے۔ کبھی یقین نہیں کرسکتی میں تم پر۔۔"

"آپ کی بے یقینی بجا ہے۔ مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں۔۔ "

"تم گِلہ کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ بلکہ تم۔۔ تم کوئی بھی حق نہیں رکھتے۔ پھر کیوں تم بُرے ہو کر بھی بُرے نہیں لگتے۔۔؟ کیوں تم غیر ہو کر بھی اپنے لگتے ہو۔۔؟ تمہارے پاس کیا حق ہے اتنا اچھا لگنے کا۔۔؟ تمہارے پاس کیا حق ہے سب کو اپنے پیچھے رُلانے کا۔۔؟ تمہارے پاس کیا حق ہے لوگوں کو خود سے مانوس کرنے کا۔۔؟ تمہارے پاس کیا حق ہے خاموشی سے اذیت کاٹنے کا۔۔؟ تمہارے پاس کیا حق ہے خود کی گردن رہن رکھوانے کا۔۔؟" بولتے بولتے اسکا سانس چڑھ گیا تھا۔ پھیپھڑے سانس لینے کی تگ و دو میں محنت کرنے لگے تھے۔ یکایک۔۔ بے حد آہستگی سے۔۔ فاصلہ عبور کیا جا چکا تھا۔ وہ اسکے قریب چلا آرہا تھا۔ نازنین کی جِھلملاتی آنکھوں کے لیے بہت قیمتی منظر تھا یہ۔۔ وہ اسکی جانب بڑھ رہا تھا۔ اسکا اوور کوٹ پیچھے کی جانب اڑ رہا تھا۔ وہ پلکیں جھپکانے سے خوفزدہ ہو رہی تھی۔ شُوٹر پاس چلا آیا تھا۔

"کیسے قائل کروں آپکو۔۔؟ کتابیں نہیں پڑھی ہیں میں نے اتنی۔۔" اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس دی تھی۔ اسکی پلکیں بھیگی ہوئی تھیں اور حرم کو اسکی سیاہ آنکھیں ہر شے سے بے نیاز کرنے لگی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ اسے گردن اٹھائے دیکھ رہی تھی۔ حرم کا قد اس سے خاصہ دراز تھا۔

پھر اس نے اسے دونوں بازوؤں سے تھام کر خود سے ذرا قریب کیا تھا۔۔نازنین اسے بنا پلکیں جھپکائے دیکھتی رہی۔ وہ اسکے ایک ایک نقش کو اپنی یاد میں قید کرتی جارہی تھی۔ کتنے پیارے نقوش تھے اسکے۔

"آپ جانتی ہیں ناں کتنا خطرناک آدمی ہوں میں۔۔پھر بھی میرا ساتھ چاہتی ہیں آپ۔۔؟ آپکے سامنے میں نے رمیز کو ان گنت گولیاں ماری تھیں۔۔ نفرت نہیں ہوتی آپکو مجھ سے۔۔؟" آہستگی سے پوچھا تھا۔نازنین نے میکانکی سے انداز میں سر نفی میں ہلایا تھا۔وہ اسکی سیاہ آنکھوں کو دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"اچھا آدمی نہیں ہوں میں۔ بہت سے مسائل اور سیاہ سرگرمیوں میں ملوث رہا ہوں میں۔ آپ مجھے ڈیزرو نہیں کرتیں۔ آپکی معصوم اور پاکیزہ دنیا میں۔۔ میرا وجود انتہائی مِس فٹ ہے۔۔" نرمی سے کہتا ہوا وہ نازنین کو بہت پیارا لگ رہا تھا۔ اسکے چہرے کی ازلی معصومیت اب تک رقم تھی۔ فالن اینجل کے پر زخمی لیکن مضبوط تھے۔ وہ اسے دیکھتی رہی۔۔وہ اگلے ہی پل ڈر کر اس خواب سے نہیں اٹھنا چاہتی تھی۔۔

"جس شخص کو تم نے ان گنت گولیاں ماری تھیں۔۔ وہ شخص میرے باپ۔۔ میرے دادا۔۔ میرے بھائی۔۔ تمہاری ماں جی اور ان گنت لوگوں کا قاتل تھا۔ جس تنظیم کو تم نے بے نقاب کیا اس میں بہت سے بے گناہ لوگوں کے اعضاء اور ان کی لاشیں قید تھیں۔ تم نے اپنا ہتھیار کسی بے گناہ پر کبھی بُلند نہیں کیا، حرم اُربی۔۔! جس جرم کی دُنیا اور سیاہ سرگرمیوں کی بات تم کر رہے ہو۔۔ وہ سب تمہارا پلان تھا۔۔ معاشرے کی جڑوں میں سانس لیتے اس زہریلے کاروبار کو ختم کرنے کا پلان۔۔ مجرموں کو انجام تک پہنچانے کا۔۔ مجھے اور مجھ جیسے بہت سے لوگوں کو انصاف دلانے کا پلان۔۔ کہاں سے برے آدمی ہو تم۔۔؟" اسکی آنکھوں میں دیکھتی ایک ایک لفظ مضبوطی سے ادا کر رہی تھی وہ۔۔ حرم سے سارے الفاظ جیسے گُم ہو گئے تھے۔ وہ چہرہ جھکائے اسے دیکھتا رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اتنی کتابیں کیوں پڑھتی ہیں آپ۔۔کہ آپکو قائل کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ کم پڑ جاتے ہیں۔۔؟"

بُھوری آنکھوں کا ازلی اعتماد معصومیت تلے چمک رہا تھا۔نازنین اسکی آنکھوں سے اپنی آنکھیں نہیں چھڑا پائی۔۔

"تم اتنے بے رحم کام کیوں کرتے ہو کہ جسے سوچ کر بھی روح کانپ جاتی ہے۔۔؟ "

"میں سب کو بچا رہا تھا۔۔بس۔۔ "

"اسکے لیے تم نے خود کی موت طے کر دی۔۔؟" آنسو پھر سے آنکھوں میں جمع ہونے لگے تھے۔وہ اسکی آنکھوں کو دیکھتا رہا۔پھر گہرا سانس لیا۔

"میں اتنا قابلِ قدر کبھی نہیں تھا۔کیوں میرے پیچھے آپ نے اپنی آنکھوں کو اتنی اذیت دی ہے۔۔؟" وہ اسکی بات پر بمشکل حلق میں بنتے گولے کو اندر اتار پائی تھی۔ایک سال میں ہر رات وہ اسے یاد کر کے سوئی تھی۔ایک سال بعد پلٹ کر وہ اسے ایسے کیسے کہہ سکتا تھا۔۔؟

"اسکے ذمہ دار بھی تم ہو۔۔" اس نے اپنے بازوؤں سے اسکے ہاتھ ہٹانے کی کوشش نہیں کی تھی۔سرد سمندری ہواؤں تلے وہ اسکے ہاتھوں میں خود کو محفوظ محسوس کرنے لگی تھی۔

"میں۔۔کیسے۔۔؟" تعجب اُبھرا۔۔لب ہلکے سے ہوا ہو گئے اور وہ پُر شوق نگاہوں سے اسکا چہرہ تکنے لگا۔

"ایسا چہرہ مت بناؤ کہ میں تمہیں تھپڑ مارنا چاہوں لیکن مار نہیں سکوں۔۔" اسکے جواب پر وہ چند پل اسے محظوظ سی بے یقینی سے دیکھتا رہا تھا۔۔پھر ہنس دیا۔اس نے اسے آزاد کر دیا تھا۔دو قدم پیچھے ہٹا۔اپنے دونوں ہاتھ اٹھا دیے۔۔یوں گویا سرنڈر کر دیا ہو۔۔وہ شُوٹر جسے کوئی گرا نہیں سکتا تھا۔وہ شُوٹر اسکے سامنے ہاتھ اٹھا کر ہار مان رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپکے ہاتھ آزاد ہیں۔ آپ مجھے تھپڑ مار سکتی ہیں۔ وعدہ کرتا ہوں۔۔ آپکے کسی ظلم پر اُف تک نہیں کرونگا۔"

شوخی بڑھ چکی تھی۔ مسکراتی آنکھیں اور بلند ہاتھ۔۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی چند قدم آگے بڑھ آئی تھی۔ ہاتھ اٹھایا لیکن وہ اسے تھپڑ نہیں مار سکی۔ حرم کی نگاہیں اسکے اٹھے ہاتھ سے، چہرے تک پھسلی تھیں۔

"بس اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ آپکے تھپڑ۔۔ زوردار آواز کے باوجود بھی اتنے تکلیف دہ نہیں ہوتے۔ میں پہروں اپنے رخسار پر آپکے نازک ہاتھ کا وار محسوس کرتا رہتا ہوں۔۔" اور اب وہ واقعتاً مزاق اڑا رہا تھا۔

اسکی جانب سے جب کوئی جواب موصول نہ ہوا تو وہ اگلے ہی پل سنجیدہ ہوگیا۔ مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔

"گھر کب آؤ گے۔۔؟" وہ اس پر مزید غصہ کرنے کی ناکام کوشش ترک کر چکی تھی۔ سیاہ آنکھوں میں ڈھیروں اپنائیت لیے وہ اب اس سے سوال کر رہی تھی۔ وہ جواب نہیں دے سکا۔ لمحے بھر کو اسکی خاموشی نے نازنین کو خوفزدہ کیا تھا۔ اس نے اسے دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔۔

"بارش میں بھیگتی رہی ہیں آپ۔۔ زکام ہوجائے گا آپکو۔۔ گھر جائیں اور آرام کریں۔۔" اس نے واضح طور پر نازنین کے سوال سے پہلو تہی کی تھی۔ وہ اسے چند پل دیکھتی رہی۔۔ پھر ہاتھ باندھ کر اسکی جانب دیکھا۔

"میری شادی ہو رہی ہے۔۔" اگلے ہی پل اس نے کہا تو وہ ٹھہر سا گیا۔ بُھوری آنکھوں میں بے پناہ تعجب سا ابھر آیا تھا۔ دل کہیں اندر لمحے بھر کو سکڑ کر تیزی سے پھیلا تھا۔ اس نے پلکیں جھپکا کر چہرہ سمندر کی جانب پھیرا۔۔ حلق میں گِلٹی ابھر کر کئی دفعہ معدوم ہوئی۔ وہ اسکے ہر ہر انداز کو دیکھ رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ک۔۔کون ہے لڑکا۔۔؟" گردن کے پیچھے ہاتھ پھیر کر لہجے کو بشاش بناتے ہوئے پوچھا تھا اس نے۔ نازنین اسے جانچتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"شہزاد۔۔شہزاد نام ہے اسکا۔۔ "

"آپ راضی ہیں اس رشتے کے لیے۔۔؟" اور کچھ سوال پوچھنا قیامت جیسا ہوتا ہے۔۔

"کیا میرے پاس انکار کرنے کا جواز ہے۔۔؟" وہ سوال سے زیادہ طنز تھا۔ ہاتھ باندھے، چہرہ اٹھائے وہ اپنے ازلی سے ٹھنڈے انداز میں استفسار کررہی تھی۔

"کیا آپ راضی نہیں ہیں اس رشتے کے لیے۔۔؟" گھر والے۔۔زبردستی کررہے ہیں آپ کے ساتھ۔۔؟" اب کہ وہ واقعتاً سنجیدہ تھا۔ نازنین کا سر اثبات میں ہلا۔۔

"سب بہت زبردستی کررہے ہیں میرے ساتھ۔۔ میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی۔ کیا تم میری مدد کروگے۔۔؟" اس نے سکون سے پوچھا تو حرم چندپل اسکا چہرہ دیکھتا رہا۔ پھر اثبات میں سر ہلایا۔۔ شُوٹر کی آنکھوں میں اگلے ہی پل سختی سی ابھری تھی۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ آپ گھر جائیں۔۔ یہ آدمی اپنا رشتہ کل واپس لے لے گا۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں۔۔ "

لیکن وہ اسکے سامنے سے ہلی تک نہیں تھی۔ حرم نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"کتنے رشتوں کو انکار کرونگی میں ایسے۔۔؟ امی کے سامنے مزید انکار کرنے کی ہمت نہیں ہے میرے اندر۔ کیا کہہ کر انکار کروں۔۔؟ بڑھتی عُمر میں تیس کا ہندسہ جیسے جیسے قریب آنے لگتا ہے۔۔ ہم لڑکیوں کی زندگی سنگل رہنا عذاب کردی جاتی ہے۔ میں نے سوچا ہے کہ میں شہزاد کے لیے ہاں کردونگی۔۔ تمہیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ناں۔۔؟" ٹھہر کر پوچھا تو حرم کے ابرو یکلخت ہی اکھٹے ہوئے۔ دل سکڑ کر پھیل رہا تھا۔ سیاہ آنکھیں اسکی راہ تکنا چھوڑ دینگی۔۔ یہ احساس ہی اسکے اندر خالی پن سا اتار رہا تھا۔ جب اس نے جواب نہیں دیا تو نازنین نے سر اثبات میں ہلایا۔۔ آنکھیں بالکل سپاٹ دکھنے لگی تھیں اسکی۔۔ حرم کی خاموشی اسکے لیے واضح جواب تھا۔ وہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

"میری زندگی بچانے کا شکریہ۔ میرے لیے تھراپسٹ سے اپائنٹمنٹ لینے کا شکریہ۔۔ میرے بابا کے کاغذات اور ان کا کاروبار مجھے واپس کرنے کا شکریہ۔۔ رمیز کو میری زندگی سے باہر پھینکنے کے لیے شکریہ۔۔ میں تم سے نہیں پوچھونگی کہ تم پچھلے ایک سال تک کہاں رہے۔۔ تمہاری کہانی کیا ہوئی اور تم نے سمندر کی بے رحم گہرائیوں کو کیسے چِیر کر اپنی زندگی برقرار رکھی۔ میں تمہیں جانتی ہوں۔۔ تمہارے پاس ہر سوال کی وضاحت ہوگی۔ اب تمہاری وضاحت ایک ہی صورت سُنی جاسکتی ہے جب تم مجھے ڈس اون کر کے ہمیشہ کے لیے ہماری زندگیوں سے چلے جاؤ گے۔ میں۔۔ میرا وجود۔۔ ویسے بھی کیا اہمیت رکھتا ہے تمہارے لیے۔۔؟ تمہارے پلانز زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ میری شادی پر ضرور آنا۔۔ چلتی ہوں۔۔" اور وہ واقعتاً پلٹ گئی تھی۔ حرم خالی خالی سا کھڑا رہ گیا۔

نازنین نے اگلے ہی پل کار کا دروازہ کھولا اور اندر آبیٹھی۔ اسکا دل خوف سے پوری شدت کے ساتھ دھڑک رہا تھا۔ لیکن حرم کو اپنے گھر تک واپس لانے کا۔۔ بس یہی ایک راستہ تھا۔۔ اس نے بہت بڑا رِسک لیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کبھی واپس نہیں آئے۔۔ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔۔

وہ حرم تھا۔۔ اس سے کچھ بعید نہیں تھا۔

حرم خالی سڑک کو تکتا رہ گیا تھا۔ بارش ایک بار پھر سے تیزی کے ساتھ برسنے لگی تھی۔ سمندری لہروں میں بونچھال سا اور دھو رہا تھا۔ وہ قدم قدم چلتا چہرہ جھکائے۔۔ آگے بڑھ آیا۔ کئی راستے پار کرنے کے بعد وہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بھگیتا ہوا سڑک کے اطرافی جانب چلا آیا تھا۔ یہاں پر بہت سے لوگ رات کے اس پہر بھی موجود تھے۔ اس نے چہرہ اٹھا کر سامنے دیکھا اور پھر وہ پلک تک نہیں جھپک سکا۔ اسکے سامنے، سڑک کی دوسری جانب زاویار کھڑا تھا۔ وہ دونوں آسمان سے برستی اس بوچھاڑ تلے بھیگ رہے تھے۔ آس پاس کے لوگوں سے بے نیاز۔۔ ایک دوسرے کو بے تاثر نگاہوں سے دیکھتے ہوئے۔۔

اسی پل زاویار نے درمیانی فاصلہ تیزی سے عبور کیا اور بھاگتے ہوئے اُچھل کر ایک زور دار لات اسے دے ماری۔۔ وہ ایک جانب جا گرا تھا۔ لوگ اب انہیں مُڑ مُڑ کر دیکھ رہے تھے۔ بارش کی پرواہ کیے بغیر۔۔ دو بیوقوف سڑک پر گتھم گتھا تھے۔۔

اگلے ہی پل زاویار حرم کے اوپر جا بیٹھا تھا۔ اس نے ایک سخت سا مُکا اگلے ہی پل اسکے منہ پر دے مارا تھا۔ ہارڈ پنچ۔۔ لمحے بھر کے لیے ساری دنیا حرم کے سر پر گھوم کر رہ گئ تھی۔ زاویار نے اسے گریبان سے پکڑ کر کھڑا کیا۔۔ پھر دانتوں کو سختی سے جما کر ایک طاقتور گھونسا پوری قوت سے اسکے جبڑے پر دے مارا۔۔ وہ پیچھے کھمبے سے جا ٹکرایا تھا۔ لوگ اب ٹھہر کر ان دونوں کی جانب دیکھنے لگے تھے۔ حرم نے جبڑے بھینچ لیے۔۔ اگلے ہی پل آگے بڑھا اور زاویار کو ایک گھونسا جڑا۔۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا تھا۔۔ بارش تڑاتڑ تیزی سے برستی جا رہی تھی۔ سڑک پر جلتی بتیاں پھڑکنے لگی تھیں۔

"یہ اس لیے کہ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا۔" زاویار کا طیش اُبل ہی پڑا تھا۔ اس نے اچھلتے ہوئے لات گھما کر اسکے چہرے پر ماری تو حرم کا ہونٹ بری طرح پھٹ گیا۔ خون کے کئ قطرے اسکی زبان میں اترے تھے۔ اس نے آہستین سے خون صاف کیا اور پھر آگے بڑھا۔۔ اسے گریبان سے جکڑا۔۔ دونوں کی نگاہیں بے تاثر سے طیش سے دہک رہی تھیں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اب وہ دونوں بنا چُوکے ایک دوسرے کا وار روک بھی رہے تھے اور بیک وقت پُھرتی سے ایک دوسرے پر حملہ آور بھی ہو رہے تھے۔ گیلی سڑک پر گاڑیوں کے تیزی سے بجتے ہارنز کے درمیان۔۔ وہ دونوں لڑ رہے تھے۔ شاید وہ ایک دوسرے سے کچھ کہہ بھی رہے تھے۔ آس پاس کے لوگ اپنی گاڑیوں سے سر باہر نکالے انہیں گالیاں دے کر کہیں اور جا کر مرنے کے لیے کہہ رہے تھے۔۔ لیکن وہاں پرواہ کسے تھی۔۔؟ وہ دونوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔۔ عجیب دوست تھے۔ ایک دوسرے کے لیے مرنا تک جانتے تھے لیکن ایک دوسرے کو مارنا نہیں چھوڑ سکے تھے۔ شاید دوستیاں ایسی ہی ہوتی ہیں۔۔ گھونسوں اور لاتوں کے درمیان۔۔ پھٹے ہونٹ سے نکلے خون کی مانند گاڑھی اور نمکین۔۔

بارش ہوتی رہی۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں

-- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name Facebook page :- Novels ki duniya @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

وہ اس بوچھاڑ تلے تب تک لڑتے رہے جب تک تھک نہیں گئے۔ زاویار نے اسے آخری دفعہ بے دم ہوتے ہوئے مکا مارا تو وہ تھک کر پیچھے دیوار سے جا لگا۔ بارش تلے پھولی سانسوں کی آوازیں گونجنے لگی

تھیں۔ پھر ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ ان کے ارتکاز کا تاثر بالکل مختلف تھا۔ کچھ لمحات بعد حرم نے دیوار کا سہارہ چھوڑ دیا تھا۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھ آیا۔زاویار اپنی جگہ ہی کھڑا گہرے گہرے سانس لیتا اسے دیکھ رہا تھا۔غصہ تھا کہ کم ہونے میں نہیں آرہا تھا۔وہ اب اسکے عین مقابل چلا آیا تھا۔پھر جانے کیسے وہ۔۔آہستہ سے اس سے آلگا۔بالکل اس رات کی مانند جب وہ زخموں سے چُور ہو کر اسکے بازوؤں میں جُھول گیا تھا۔بالکل اس رات کی مانند جب وہ اپنے باپ کے ایجنسی آنے پر روتا ہوا میدان میں بھاگ رہا تھا۔تب بھی زاویار تک وہ ایسے ہی آیا تھا۔وہ اسکے پاس ہمیشہ ٹوٹا بکھرا ہی آیا کرتا تھا۔

زاویار کے ماتھے پر ڈلے بل ڈھیلے پڑ گئے تھے۔ اس نے اپنے زخمی ہاتھ آہستہ سے اٹھائے اور پھر اسکی پُشت پر رکھے۔۔

"قیامت تک معاف نہیں کرونگا تمہیں۔۔"وہ بولا تو آواز ہر خفگی سے پاک تھی۔ حرم مسکرایا تھا۔زاوی سے بہتر اسے کون سمجھ سکتا تھا بھلا۔۔؟

"کبھی معاف مت کرنا مجھے۔۔"

****

اپنی طاقت کا آخری قطرہ تک استعمال کرنے کے بعد وہ دونوں اب گیلی سڑک کے اطراف میں دراز تھے۔

ان کے چہروں پر جا بجا زخموں کے نشان تھے،ہاتھ کی اوپری جلد پھٹ چکی تھی۔بارش رک گئ تھی۔سڑک کی پھڑکتی بتیاں معمول کے مطابق روشن تھیں۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا تم منظرِ عام سے غائب ہونے کے لیے نمودار ہوئے ہو۔۔؟" اپنے کپڑے جھاڑ کر اٹھتے ہوئے زاویار نے اس سے پوچھا تو حرم سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ وہ بھی اسکے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ زاویار اسے اپنی کتھئی آنکھیں چھوٹی کیے بغور دیکھ رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم اب تک خفیہ ٹاسک فورس اور بلیک آپریشن کا حصہ تھے۔ تم نے میوچل ٹارگیٹ کی بنیاد پر پولیس والوں کے ساتھ لیگل کانٹریکٹ سائین کیا تھا۔ بہت سے بارسوخ افراد کے بینچ پر مشتمل لوگوں تلے کام کرتے رہے ہو تم۔ یہ بھی کہ تم تہہ خانوں میں ایک سال تک انڈر گراؤنڈ رہے ہو۔۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی پلان ہے۔۔ تو اسے ابھی اُگل دو۔۔ اس سے پہلے کہ میں تمہاری پسلیاں توڑ دوں۔۔"

سکون سے کہہ کر وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ دھمکی۔۔ نہیں وہ دھمکی نہیں تھی۔ وہ زاویار کا انداز تھا، جس کا مطلب تھا کہ وہ واقعتاً اب اسکے بولے گئے جھوٹ پر اسکی پسلیاں توڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ حرم کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی تہہ تک پہنچ جائے گا۔ لیکن اب مزید جھول پیدا کر کے بات کو طول دینے سے کوئی فائدہ کشید نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اسے سچ بولنا ہی تھا۔۔

"یہ میرا اپنا فیصلہ ہے کہ میں۔۔ مزید منظرِ عام پر رہنا چاہتا ہوں یا پھر گھوسٹ کی مانند غائب رہنا چاہتا ہوں۔" اس نے کہہ کر قدم آگے بڑھائے تھے۔ وہ اسکے پیچھے آیا تھا۔ اسے گریبان سے پکڑ کر اپنی جانب گھمایا۔ بے یقینی سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

"اور تم نے کیا فیصلہ کیا ہے پھر۔۔؟" حرم اسے ٹھنڈی پر سکون آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ زبان رخسار کے اندر پھیرتا ہوا وہ اپنی ناپ تول کر بولنے والی عادت سے باز ہی کہاں آرہا تھا۔۔؟

"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ۔۔ میں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کہ تم۔۔"وہ تیزی سے بولا تھا۔

"نازنین کی شادی ہو رہی ہے۔۔؟"یکدم ہی اس نے پوچھا تو وہ نا سمجھی سے اسکی جانب دیکھنے لگا۔گریبان پر اسکی گرفت ڈھیلی پڑ گئی تھی۔

"شادی۔۔؟ "

"انہوں نے مجھے دھمکی دی ہے کہ میں اگر گھر واپس نہیں گیا تو وہ کسی بھی انسان سے منہ اٹھا کر شادی کے لیے ہامی بھر لیں گی۔اپنی شادی میں آنے کی دعوت تک دے کر گئی ہیں وہ مجھے۔کسی شہزاد نامی چُو ہے کے ساتھ شادی کر رہی ہیں وہ۔۔"آخر میں اسکا لہجہ استہزاء ہو گیا تھا۔آنکھوں میں جلن سی ابھری تھی۔زاویار بغور اسے دیکھتا رہا۔پھر گریبان چھوڑ کر پیچھے ہو گیا۔

"ان کی دھمکی سے فرق پڑتا ہے تمہیں۔۔؟جتنے تم ڈھیٹ اور بے شرم ہو۔مجھے نہیں لگتا کہ تمہیں فرق پڑے گا۔"وہ ایک بار پھر سے ساتھ چلنے لگے تھے۔جیبوں میں ہاتھ اڑسے،پھٹے ہونٹ اور نوکوں کی صورت ماتھے پر گرتے بال لیے۔

"وہ ایسے کیسے کسی سے بھی شادی کر سکتی ہیں۔؟"اس نے تلخی سے کہا تھا۔ساتھ چلتے زاویار نے اس پر ایک محظوظ نگاہ ڈالی تھی۔

"مائنڈ یو۔یہ ان کی زندگی ہے اور وہ ٹین ایجر ہرگز نہیں ہیں کہ اپنے فیصلوں کے لیے کسی سے اجازت طلب کریں گی۔۔ہاں تو تم نے۔۔غائب رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔۔؟"کیا تاک کر وار کیا تھا اس خبیث نے۔۔حرم اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"گھٹیا۔۔"وہ زیرِ لب بڑبڑایا تھا۔زاویار نے تیزی سے چہرہ اسکی جانب پھیرا۔

"کون۔۔؟میں یا تم۔۔؟ہم میں سے کون زیادہ گھٹیا ہے کیا میں تمہیں بتاؤں،اُربی۔۔؟ "

حرم نے اسکے استفسار پر سر جھٹکا تھا۔چہرے کے تاثرات بگڑے بگڑے سے تھے اور ناگواری جیسے وجود میں تحلیل ہوتی جارہی تھی۔

"دوسرا آپشن بھی ہے تمہارے پاس۔"کچھ لمحے بعد زاویار کی زبان میں پھر سے خارش ہوئی تھی۔اس نے ایک جھٹکے سے سر اسکی جانب گھما کر چُبھتی آنکھوں سے دیکھا تھا اسے۔

"ایک مرا ہوا انسان۔۔ایک سال بعد بالکل درست حالت میں واپس آگیا۔۔کیا کوئی وضاحت ہے تمہارے پاس اس واپسی کی۔۔؟"

"تو تم۔۔ابھی تک وضاحت سوچ رہے تھے۔۔؟کچھ شک نہیں کہ ہر ذہین آدمی کسی نہ کسی پیرائے میں انتہائی احمق ہوتا ہے۔" اسکے کڑوے الفاظ پر حرم نے حلق میں گھلتی کڑواہٹ کو بمشکل نگلا تھا۔

"تمہارے گھر والوں نے کبھی تصور تک نہیں کیا کہ تم مر چکے ہو۔جنازہ نہیں ہوا۔۔تمہیں دفنایا نہیں گیا تھا۔خاندان بھر میں ایک ہی وضاحت دی گئی ہے کہ تم بغیر کسی وجہ کے غائب ہوگئے ہو۔پولیس والوں کے ساتھ کام کرتے ہوئے ایک بات کا فائدہ ہوا ہے تمہیں۔۔کہ تمہاری شناخت اب تک پوشیدہ ہے۔تم آج بھی سب کے لیے معصوم ممی ڈیڈی حرم ہو۔۔"

وہ اس کی تفصیل پر چلتے چلتے رُک سا گیا تھا۔زاویار اسے رُکتا دیکھ کر خود بھی ٹھہر گیا تھا۔مڑ کر اسے دیکھا۔۔گہرا سانس لیا۔۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ آسان نہیں ہو گا۔۔"اس نے سر نفی میں ہلا کر کہا تھا۔

"کیا تم نے کبھی کسی آسان کام میں ہاتھ ڈالا ہے۔۔؟"اسکے سوال کا جواب سوال سے دے کر وہ اسے لمحے بھر کو لاجواب کر چکا تھا۔

"ایک ایک ٹکڑے کو اپنی جگہ پر برابر رکھتے ہوئے تم نے جس پزل کو جوڑا تھا، کیا تمہیں لگتا ہے کہ وہ سب آسان تھا۔؟ تھوڑی سی محنت۔ تھوڑا سا اسٹینڈ۔۔ اور تم واقعتاً نارملی اپنے گھرانے کی جانب پلٹ سکتے ہو۔"

"ان میں سے کسی کو میری ضرورت نہیں ہو گی اب۔ وہ سب میرے بغیر زندہ رہنا سیکھ چکے ہیں۔ میرے پاس کوئی حق نہیں ہے ان کی زندگیوں کو ایک بار پھر سے متزلزل کرنے کا۔"اس نے زاویار کے ہر مشورے کو جیسے اگلے ہی پل رد کر دیا تھا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ کر اسکے ساتھ سے نکل گیا تھا۔

"پھر دیکھ لینا اس شہزاد کے ساتھ میڈم کی شادی۔۔ اتنے ہی مرد ہو تو۔۔!"وہ اسکے پیچھے بلند آواز سے بولا تھا۔ اسکے بڑھتے قدم رُک گئے۔ کرّاہ کر اس نے آنکھیں بند کی تھیں۔

"میں ان کے لیے اچھا آپشن نہیں ہوں۔۔"اس نے پلٹے بغیر کہا تھا۔ زاویار نے بیزار ہو کر جیب میں ہاتھ اڑس لیے تھے۔ پھر اسکے پیچھے بڑھ آیا۔

"اے۔۔ اگر تم نے ان سے شادی نہیں کی تو میں کر لونگا۔۔ تم سے چُرا لونگا میڈم کو۔۔ برداشت کر لوگے۔۔؟"اسکے سامنے آتے ہوئے اس نے آنکھوں میں ٹھنڈا لیکن چمکتا سا تاثر لیے کہا تھا۔ حرم نے چونک کر چہرہ بلند کیا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"وہ تم سے کبھی شادی نہیں کرینگی۔۔" اس نے زاویار سے زیادہ خود کو یقین دلانے کی کوشش کی تھی۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔ مشہورِ زمانہ اٹھی سی کمینی مسکراہٹ تھی وہ۔۔

"مجھے مت اکساؤ، حرم۔۔ تم نہیں جانتے کہ مجھے وہ کتنی اچھی لگتی ہیں۔ اگر تم دوست نہیں ہوتے تو سب سے بڑا دُشمن تمہارا سُلطان ہوتا۔۔ اور سُلطان کی دشمنی سے پناہ طلب کرنی چاہیئے۔۔ "

"تم ایسا نہیں کروگے۔۔" وہ اگلے ہی پل اسکے گریبان پر جھپٹا تھا۔ زاویار اسکے متغیر چہرے کو محظوظ نگاہوں سے تک رہا تھا۔

"انسان کے بچے بنو۔۔ اور اس سے پہلے کہ وہ کسی بھی نتھو خیرے سے شادی کے لیے ہامی بھر لیں۔۔ اپنے معاملات کو سیدھا کرو اور گھر واپس پلٹ جاؤ۔۔ مضبوط ہو تم۔۔ لیکن اتنے نہیں کہ انہیں میرے ساتھ برداشت کر سکو۔۔ اتنا حوصلہ تم میں نہیں ہے۔" وہ مسکرا رہا تھا۔۔ کیا پرکشش مسکراہٹ تھی۔۔ حرم نے اگلے ہی پل اسکا گریبان چھوڑ دیا تھا۔ پھر بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ زاویار اسے پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔ اب اسکے چہرے پر اداس مسکراہٹ تھی۔۔

"اتنا حوصلہ صرف مجھ میں ہے۔۔ تم میں نہیں۔۔" ہلکی سی آواز میں کہہ کر وہ اگلے ہی پل اسکے پیچھے بڑھا تھا۔

* * * * * * * *

وہ گھر چلی آئی۔۔ لیکن پھر اسے ساری رات نیند نہیں آسکی۔ وہ اسے بیچ راستے میں بغیر کسی حتمی جواب کے چھوڑ آئی تھی۔ اسے چین کیسے آنا تھا بھلا۔۔؟ رات کے آخری پہر تک وہ بالکنی کی سرسراتی ہوا تلے کھڑی رہی۔ مستقل کھڑے رہنے سے اسکے پیر شل ہونے لگے تھے۔ کسی پہلو پر سکون نہیں آرہا تھا۔ کیا اس نے غلطی کر دی تھی۔۔؟

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اگر وہ سچ میں واپس نہیں آیا تو۔۔؟ ہر گزرتے پل کے ساتھ اسے اپنے فیصلے پر پچھتاوا ہونے لگا تھا۔ دل کسی انجانے خوف سے بیٹھا جا رہا تھا۔

رات ڈھل گئی۔۔ دن چڑھ آیا۔۔ حرم کی خیر خبر نہیں آسکی۔ اس کے پاس حرم سے رابطہ کرنے کا کوئی ذریعہ بھی موجود نہیں تھا۔ وہ خالی نظروں سے موبائل میں اسکا "پیارا لڑکا" کے نام سے سیو ہوئے نمبر کو دیکھتی رہی۔ وہ اس نمبر کی عدم موجودگی کے باوجود بھی اسے اپنے موبائل سے حذف نہیں کر سکی تھی۔ یہ نمبر حرم نے اپنے ہاتھوں سے سیو کیا تھا۔ وہ اسے کیسے مٹا سکتی تھی بھلا۔۔؟

ناشتے کی ٹیبل پر آفس کے لیے تیار وہ کانٹا پلیٹ میں ادھر ادھر کر رہی تھی۔ گھر والے غیر محسوس طریقے سے اسکے گُم صُم انداز کو دیکھ رہے تھے۔ وہ صبح سے کچھ نہیں بولی تھی۔۔ نہ ٹھیک سے کھا رہی تھی۔۔ نہ اس نے وجدان کو مسکرا کر دیکھا تھا۔ وہ بس خلاء میں گُھور رہی تھی۔۔ سہیل نے اسے بغور دیکھا اور پھر لبوں کو ٹشو سے تھپتھپا کر اسکی جانب کا ٹیبل بجایا۔ وہ جیسے چونکی تھی۔۔ خلاء سامنے سے تحلیل ہوئی تو اسے سہیل کی فکرمند سی شکل نظر آئی۔ اب سب اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔ وہ گڑبڑائی تھی۔۔

"آفس سے جلدی آجانا آج۔۔ شہزاد کی ماں تمہارے لیے بہت چاؤ سے رشتہ لانے کی بات کر رہی تھیں۔" صوفیہ نے یکدم کہا تو وہ پھر سے چونکی۔ کانٹا بے ساختہ ہی پلیٹ میں جا گرا تھا۔ گھر والے اسکے بوکھلائے ہوئے انداز کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"آج۔۔؟ کیا ہم دو دن صبر نہیں کر سکتے، امی۔۔؟ میں ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں۔" اس نے کہا تو صوفیہ جو اسکی بات کو رد کرنے ہی لگی تھیں، ٹھہر گئیں۔ سہیل نے انہیں ہاتھ سے روک دیا تھا۔ وہ اب نازنین کی جانب نرمی سے متوجہ تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ٹھیک ہے۔۔ایک دو دن ٹھہر جاتے ہیں۔کوئی قباحت نہیں۔۔ "

"شکریہ انکل۔"وہ الجھی الجھی سی ٹیبل سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔اسے نہیں پتہ تھا کہ وہ بلاوجہ ان سے دو دن کی مہلت بھی کیوں طلب کر رہی تھی؟کیا اسے حرم نے کوئی امید دلائی تھی؟یقیناً نہیں۔

"نازو کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔؟"روحیلہ نے چہرہ موڑ کر اسے جاتے دیکھا تو استفسار کیا۔وجدان اپنا سراپا پوری طرح پھیرے، فکرمندی سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس نے ناشتہ چھوڑ دیا تھا۔پھر وہ تیزی سے اسکے پیچھے داخلی دروازے تک چلا آیا۔

"پھپھو، سب ٹھیک ہے ناں۔۔؟آپ ٹھیک ہیں۔۔؟"وجدان کا قد اس سے دراز ہو گیا تھا۔وہ اسے غائب دماغی سے دیکھتی، سر اثبات میں ہلا رہی تھی۔وجدان کو اسکے جواب پر یقین نہیں آیا۔

"مجھے تو ٹھیک نہیں لگ رہیں آپ۔ "

"میں ٹھیک ہوں۔۔ "

"کیا ہم پھر سے راز رکھنے لگے ہیں، پھپھو۔۔؟"اس نے اسے بازوؤں سے تھام کر نرمی سے پوچھا تو نازنین کے سامنے چھم سے حرم کا چہرہ لہرایا۔اسے بازوؤں سے تھامے وہ بھی اس سے ایسی ہی کوئی بات کہہ رہا تھا۔اسے جواب دینے میں وقت لگا تھا۔

"نہیں، وجی۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپکو شہزاد کے رشتے پر اعتراض ہے تو بتائیں۔۔ ابھی جا کر سب کو منع کر دیتا ہوں۔ کوئی آپ سے دوبارہ اس حوالے سے بات نہیں کرے گا۔" اسکے مضبوطی سے کہنے پر وہ اس صبح پہلی دفعہ مسکرائی تھی۔ پھر ہاتھ آگے بڑھا کر اسکے بالوں کو بکھیرا۔۔

"مجھے پتا ہے کہ تم کُول گائے بن گئے ہو۔ سب تمہاری بات سننے اور ماننے لگے ہیں۔ اہمیت بھی دینے لگے ہیں تمہیں۔۔ عنقریب ڈاکٹر بن جاؤ گے تو بہت سی لڑکیوں کی مائیں عقابی نگاہوں سے دیکھیں گی تمہیں۔۔ لیکن وجدان انصاری۔۔ تمہاری پھپھو ابھی ہینڈل کر سکتی ہے ان مسائل کو۔۔ مجھے شہزاد کے رشتے پر اعتراض نہیں ہے۔ بس تھوڑا وقت چاہیئے تاکہ میں خود کو تیار کر سکوں۔۔" اس نے نرمی سے مسکرا کر کہا تھا۔ وجدان اسے بغور دیکھتا رہا۔

"سچ ناں، پھپھو۔۔؟ کوئی تنگ کر رہا ہے آپکو تو بتائیں۔۔" اسکے استفسار پر وہ ہنس پڑی تھی۔ پھر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"جو تنگ کر رہا ہے تم اسے ہینڈل نہیں کر سکتے۔۔ "

"مطلب کوئی آپکو واقعی پریشان کر رہا ہے۔۔" وہ سمجھ کر سر ہلا رہا تھا۔ وہ ہنستی جا رہی تھی۔ وجدان کا انداز ہی ایسا تھا۔

"ہاں۔۔ بہت پریشان کیا ہے اس نے مجھے۔ اب بھی کر رہا ہے۔۔ "

"کون ہے۔۔؟ "

"بتاؤں گی تمہیں۔۔ لیکن ابھی نہیں۔۔ کچھ وقت دو مجھے۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پھپھو، آپ کسی خطرناک آدمی سے توڈیل نہیں کر رہی ہیں ناں۔۔؟" وہ پریشان نظر آنے لگا تھا۔ نازنین اسے چند پل دیکھتی رہی۔ پھر ہلکا سا مسکرائی۔۔

'خطرناک تو ہے وہ۔۔ لیکن مجھے نقصان نہیں پہنچائے گا، اتنا میں اسے جانتی ہوں۔ اب تم جاؤ۔۔ دیر ہو جائے گی تمہاری کلاس کے لیے۔ میں آفس کے لیے نکل رہی ہوں۔۔ فکر مت کرو سب ٹھیک ہے۔" اس نے نرمی سے اسکے ہاتھ ہٹائے تھے۔ پھر آنکھیں بند کر کے اسے دھیرج رکھنے کا کہا۔ وہ آگے بڑھ گئی تھی۔ وجدان اسکی پُشت فکر کے ساتھ دیکھتا رہ گیا تھا۔ سب ٹھیک ہی ہو۔۔ اس نے پلٹتے ہوئے دعا کی تھی۔

****

ایک دن درمیان سے بالکل خاموشی سے گزر گیا تھا۔ وہ مزید گُم صُم ہوتی گئی۔ وہ لاؤنج میں بیٹھی رہتی اور اسے بھول جاتا کہ وہ وہاں کیوں بیٹھی تھی۔ وہ لائبریری میں قدم رکھتی تو اسے اندازہ نہ ہوتا کہ وہ وہاں کونسی کتاب لینے کے لیے آئی تھی۔ کھانے اور سونے کے اوقات جیسے گڈمڈ سے ہو گئے تھے۔ اسی شام زاویار اس سے ملنے چلا آیا تھا۔ ایجنسی والے دن کے بعد وہ اس سے آج مل رہی تھی۔ وہ گیسٹ رُوم میں اسکا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے اندر داخل ہو کر اسے دیکھا اور پھر وہیں ٹھہر گئی۔ زاویار اس تک اٹھ کر چلا آیا تھا۔۔ ایک فاصلے پر ٹھہر گیا۔

"تمہارے چہرے پر زخموں کے نشان کیوں ہیں؟" وہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکی۔ ایسے نشان عجیب طرح سے جانے پہچانے تھے۔ وہ ٹھہر گیا تھا۔۔

"آپ کیسی ہیں، میڈم۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا تم زخموں کا سوال ڈاج کر رہے ہو۔۔؟ کیوں۔۔؟ کیا میں نہیں جان سکتی۔۔؟" وہ ضرورت سے زیادہ ہی تلخ ہو رہی تھی۔ دو دن سے اسکے اندر بے سکون سا شور ہو رہا تھا۔ زاویار کی آنکھوں میں ہلکورے لیتی نرمی اسکی تلخی پر سوا ہو گئی تھی۔۔

جی۔۔ میں آپکے سوال کو ڈاج کر رہا ہوں۔ آپ پوچھ سکتی ہیں لیکن فی الحال میں آپکو بتا نہیں سکتا۔" "

"اور کیوں نہیں بتا سکتے تم مجھے۔۔؟ "

"کیونکہ آپ حساس ہیں۔ "

"اوہ پلیز۔۔" اس نے کڑوی سی بیزاریت سے ہاتھ جھلاّیا تھا۔ وہ اسکی بیزاریت کو سمجھتا تھا۔ "تم لوگوں نے مجھے پروٹیکٹ کرتے کرتے بالکل ہی بچہ تصور کر لیا ہے۔ مجھے بتانے دو کہ میں۔۔ بچی نہیں ہوں، زاویار۔ تم مجھے ایک عدد میٹھے جواب کے ساتھ نہیں ٹال سکتے۔ میں ایک بہت تلخ دنیا میں بڑی ہوئی ہوں۔ مجھے تلخی کا سامنہ کرنے سے روکنے والے تم دونوں ہوتے کون ہو۔۔؟ "

بولتے بولتے اسکا سانس سا پھول گیا تھا۔ زاویار دو قدم چل کر اور اسکے قریب آیا اور پھر اسکے عین سامنے آ رُکا۔

"کچھ اور۔۔؟ "

"مجھے کچھ نہیں کہنا۔ ویسے بھی میری کسی بات پر تمہیں یقین ہی کب آتا ہے۔۔؟ "

"مجھے آپکی ہر بات پر یقین ہے، میڈم۔۔ "

"اچھا۔۔؟" وہ طنزاً مسکرائی تھی۔ ہاتھ سینے پر بندھ گئے تھے اور نرم سی نازنین غائب ہو چکی تھی۔ اب وہاں محض تیز زبان والی لڑکی کھڑی بحث کر رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اگر میں کہونگی کہ حرم زندہ ہے تو کیا تم میری بات پر یقین کروگے۔۔؟" وہ اسکے سوال پر اسے چند پل دیکھتا رہا تھا۔

"مجھے پتا ہے کہ وہ زندہ ہے۔۔" اگلے ہی پل بالکل آہستہ سے کہا تھا اس نے۔ سامنے کھڑی لڑکی کے بندھے ہاتھ پہلوؤں میں آگرے تھے۔ سانس ایک پل کو ٹھہر سا گیا تھا۔ سیاہ آنکھوں میں بے یقینی اس قدر واضح تھی کہ وہ اسکے ارتکاز سے بندھ سا گیا۔

"آپکو کیا لگتا ہے میرے چہرے پر کون مار سکتا ہے ایسے۔۔؟ کسی میں اتنی ہمت نہیں، میڈم۔۔ سوائے ایک گدھے کے۔"

نازنین کے سارے الفاظ جیسے اس سے گُم ہوگ ئے تھے۔ وہ لب وا کیے اسے تک رہی تھی۔

"لے کر آؤنگا اسے آپکے پاس۔ تھوڑا صبر کریں۔۔ آپکا اسٹوڈنٹ آپکو مایوس نہیں کرے گا۔ میں آپکا سولجر ہوں۔۔" وہ مسکرایا تھا۔

"وہ کبھی نہیں آئے گا۔۔ اسکے پلانز۔۔"

"اسکے پلانز کی ایسی کی تیسی۔۔"

"زاویار۔۔"

"مزید اذیت نہیں، میڈم۔ بس۔۔ اب اذیت ختم ہونے والی ہے۔ آپ نے پریشان نہیں ہونا اب۔ میں آپکو یہی بتانے آیا تھا۔۔" وہ اگلے ہی پل اسکے ساتھ سے نکل گیا تھا۔ وہ پیچھے خالی خالی سی کھڑی رہ گئی تھی۔ زاویار کار میں آبیٹھا تھا۔ مسکراہٹ غائب ہوگئی تھی۔۔ تکلیف رگوں میں اترتی جا رہی تھی۔ حرم کی واپسی کے بعد سب کچھ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

معمول پر آجائے گا۔ وہ اسٹوڈنٹ تھا۔ وہ اس سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ وہ حرم کی جگہ تھی۔ وہ ہمیشہ سے اسکی جگہ تھی۔ وہ ان دونوں کے لیے خوش تھا۔۔ کہیں پیچھے طالوت کی معنی خیز سی کھنکھار اُبھری تھی۔۔ اس نے بیک ویو مرر میں دیکھا اور ٹھہر گیا۔ طالوت کا ہیولہ اسے ہی تک رہا تھا۔۔ پھر وہ ہیولہ ہولے سے مسکرایا تھا۔

"میرے بچے کے ہاتھ سخت ہیں لیکن دل بہت نرم ہے۔۔ نرم دل بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔۔ تم خود غرض نہیں بن سکتے۔ تم سُلطان ہو۔۔ تمہیں محبت نہیں مل سکتی۔۔ تمہیں محبت دینے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔۔" اس نے اگلے ہی پل سر جھٹکا تھا۔ پھر اگنیشین میں چابی گُھمائی تو ہیولہ کہیں تحلیل ہو گیا۔

لیکن ہیولہ اب تک بول رہا تھا۔

"محبت دینا اور دیے جانا بہت کرب ناک ہوتا ہے، زاوی۔۔" وہ بار بار سر جھٹک رہا تھا۔ طالوت کی آواز اسکا پیچھا کر رہی تھی۔

"تم سُلطان ہو۔۔ محبت سے بھی۔۔ اور۔۔ نفرت سے بھی۔۔" گاڑی اب پوری چر چراہٹ سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ کچھ راستوں سے تکلیف اور خوشیاں دونوں وابستہ ہوتی ہیں۔ ایسے راستوں کو پار کرنا قیامت کے مصداق ہوتا ہے۔ وہ اب سپاٹ تھا۔۔ بے تاثر چہرہ اور اٹل انداز۔۔

ہاں۔۔ وہ زاوی تھا۔۔ وہی جو۔۔ اس تکون کا ایسا سِرا تھا۔ جو اس تکون کو جوڑے ہوئے ضرور تھا۔ لیکن وہ سِرا تنہا تھا۔۔

اور کچھ سِرے تنہا ہی رہ جاتے ہیں۔۔

* * * * * * * *

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پولیس بینچ کے وہ بارسوخ افسران اس کے سامنے براجمان تھے۔وہ نیشنل پولیس بیورو میں موجود میٹنگ روم میں بیٹھے تھے۔سامنے ایک چِکنا ساٹیبل تھا جس کے اطراف میں چھ کرسیاں لگی تھیں۔ایک کرسی پر سلیمان بھی اسکے سامنے موجود تھا۔

اسکے چہرے پر لگے زخم مندمل ضرور ہوگئے تھے لیکن نشانات اب تک واضح تھے۔ ڈریس شرٹ کی آہستینیں پیچھے کی جانب مڑی ہوئی تھیں، کالر کے دو بٹن کُھلے تھے اور سیاہ پینٹ میں ملبوس، سنجیدہ چہرہ لیے وہ وجیہہ تھا۔۔ وجیہہ دِکھ رہا تھا۔ اسکے بال جو ماتھے پر گررہے ہوتے تھے وہ اب پیشانی سے ذرا پیچھے جمے تھے۔۔اسکی پیشانی ہمیشہ کی طرح شکنوں سے پاک تھی۔پُرسکون اور ٹھنڈی۔۔

"کانٹریکٹ کی میعاد ختم ہوچکی ہے۔اب تم آزاد ہو، حرم اُربی۔"کمشنر نے سر ہلاتے ہوئے اسکا کانٹریکٹ اور فائل اسکے سامنے سرکائی تھی۔ اس نے نگاہ جھکا کر بس ایک نگاہ اس فائل کو دیکھا تھا۔

"آپریشن کامیاب ہوا۔۔تم ایک قابل شُوٹر ہو۔"آئی جی نے اسی سنجیدگی سے اسکی صلاحیتوں کو سراہا تھا۔سلیمان کے چہرے پر محض فخر تھا۔

"اس سارے آپریشن میں مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی۔تم نے ٹاسک فورس کا حصہ بنتے ہوئے۔۔ مزید فورسس کو اپنے ساتھ کام کرنے کی اجازت کیوں نہیں دی۔۔؟"

کمشنر نے اچنبھے سے سوال کیا تھااس سے۔وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

"جتنے زیادہ لوگ۔۔ اتنا زیادہ فس کری ایٹ ہوتا ہے۔ جتنے کم لوگ ہونگے اتنا کام بہتر طریقے سے ہو سکتا ہے۔ اپنا وقت انویسٹی گیشن اور ٹارگیٹ پر صرف ہوتا ہے۔۔ بجائے فضول آرگیومینٹس برداشت کرنے اور ٹیم کو منظم رکھنے کے۔۔"

اسکا جواب بالکل واضح تھا۔ نیشنل انٹیلی جنس کے چیف نے سر ہلایا تھا۔

"تم پولیس کیوں جوائن نہیں کر لیتے، ینگ مین۔۔؟ اپنی ٹاسک فورس کے ساتھ ہی کام کرنا۔۔ مزید ٹریننگ اور کچھ اسٹڈی ریکوائرمنٹس کے علاوہ تم انتہائی مناسب آفیسر بن سکتے ہو۔"

وہ ان کی بات سن کر مسکرایا تھا۔ اسکی مسکراہٹ کو سلیمان سمجھتا تھا۔

"پرسنلی مجھے پولیس نہیں پسند۔۔ نہ ان کے کام کرنے کا طریقہ پسند ہے۔۔ پولیس سکس۔۔!" صاف گوئی سے کہا تو آئی جی اکبر کے ماتھے پر ناگواری کی ہلکی سی لکیر اُبھر آئی۔ انٹیلی جینس چیف، یوسف رضا نے سر ہلایا تھا۔

"کچھ شک نہیں کہ تم ایک بے رحم شُوٹر واقع ہوئے ہو۔ تمہاری زبان بھی اتنی ہی بے رحم ہے۔۔"

"ایک سال کی جہنمی قید کے بعد اچھا خاصہ انسان بھی کڑوا ہو سکتا ہے۔۔"

انہوں نے اسکے جواب پر محض سر ہلایا تھا۔ وہ کرسی پر پیچھے ہو بیٹھا تھا۔

"مستقبل میں مزید آپریشنز کے لیے تمہارا کیا ارادہ ہے۔۔؟ پولیس تمہیں اچھی نہیں لگتی لیکن اپنی مرضی سے طے کی گئی ٹاسک فورس میں تم۔۔ اپنے طریقے سے کام کر سکتے ہو۔ اگر میں اس کانٹریکٹ کی میعاد کو طول دینا چاہوں تو۔۔؟ معاشرے میں پلتے ناسوروں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا۔۔ کچھ برا نہیں ہو گا۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

آئی جی اکبر نے اسے اسکا طنز بالکل اسی کے انداز میں لوٹایا تو وہ سر جھکا کر مسکرایا۔ لیکن اسی پل کوئی اسکے ساتھ کرسی کھینچ کر بیٹھ رہا تھا۔ اس نے چونک کر چہرہ اس جانب پھیرا۔ وہ زاویار تھا۔۔ جواب۔۔ اسکے ساتھ ان افسران کے بالکل عین مقابل بیٹھا تھا۔

"کانٹریکٹ کی میعاد میں اضافہ کرنے والا آئیڈیا کچھ بُرا نہیں ہو گا، سر۔۔ آپریشنز کر کے ناسور جڑ سے اکھاڑ پھینکنا بھی کچھ بُرا نہیں۔ پولیس کی مزید ریکوائرمنٹس اور ٹریننگ کے بعد ہم دونوں واقعتاً آفیسر بننے کے قابل ہونگے کیا۔۔؟"

روانی سے سوال کیا تو حرم اسے چہرہ پھیرے چپ چاپ دیکھنے لگا۔ اسے نہیں پتا تھا کہ زاویار کیا کرنا چاہ رہا تھا۔

"ایجنسی کی ٹریننگ پر بھروسہ بہت ہے مجھے۔۔ لیکن پھر بھی۔۔ درکار ضروریات کے بعد آفسرز بننے میں کوئی قباحت نہیں۔۔"

آئی جی نے مسکرا کر سر ہلایا تھا۔ زاویار نے چہرہ پھیر کر اسے دیکھا، اٹھی مسکراہٹ اور اسکے کان میں چمکتا وہ ایک عدد ٹاپس۔۔

"اسے منظرِ عام پر آنے کی اجازت مل گئی۔۔؟ "

"بالکل۔۔ ہم نے پچھلی تعینات پولیس فورسس کو مختلف جگہوں پر ٹرانسفر کر دیا ہے اور نئے آفسرز کو بھرتی کیا ہے۔ تاکہ حرم کی موجودگی پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکے۔ سیکیورٹی رسکس کی بنیاد پر اسکا نام اور چہرہ کسی کے علم میں نہیں لایا جاسکتا۔ فکر کی کوئی بات نہیں۔۔ پیپر ورک سنبھالا جاچکا ہے۔۔"

اس نے محض سر ہلایا تھا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا۔۔ سر جھکا کر حرم کو دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ بھی تھی۔۔

"اسے اب اکیلا نہیں چھوڑا جا سکتا۔ یہ اپنی موت کو فریم کرنے جیسے کاموں سے باز نہیں آئے گا۔ کانٹریکٹ کا جواب ہم جلد ہی آپکو دیں گے۔۔ لیکن ایک بات۔۔ الیکٹرک ڈیوائس۔۔ میں کسی صورت بھی اپنے پیر میں نہیں باندھونگا۔۔ انکار کرنے سے قبل میری ہسٹری شیٹ ضرور دیکھ لی جائے۔۔ میں گنز کے ساتھ اچھا نہیں ہوں۔۔ لیکن کیا آپ میں سے کسی نے کبھی جمے ہاتھ کا مکا کھایا ہے۔۔؟ یقین کریں۔۔ دنیا نظروں کے سامنے گھومنے لگتی ہے۔۔ وہ بھی گول گول۔۔"

"ہمیں اجازت دیجیے۔۔" حرم نے مسکراہٹ روک کر کہا اور پھر اگلے ہی پل وہ دونوں اس میٹنگ روم سے باہر کی جانب بڑھ گئے تھے۔ پیچھے افسران دروازے کو دیکھ رہے تھے جہاں سے وہ ابھی گزر کر گئے تھے۔

"اس ایجنسی میں ایک سے بڑھ کر۔۔ ایک آرٹ پیس موجود ہے۔۔!" آئی جی اکبر کے ریمارکس پر سلیمان مسکرا رہا تھا۔ وہ دونوں اب آگے بڑھ رہے تھے۔ نیشنل بیورو کی چمکتے شیشوں والی بلڈنگ بلند و بانگ تھی۔ وہ اس عمارت کے سامنے موجود تھے۔ ڈھلتے سورج کی کرنیں اس کے شیشوں سے لگ کر ان دونوں پر گر رہی تھیں۔ وہ ایک دوسرے کے مقابل۔۔ بالکل برابر کھڑے تھے۔۔

"گڈ ورک، اُر یبی۔۔!"

"یُو روک، سُلطان۔۔!"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

اور وہ دونوں ہی ہنس دیے تھے۔ دھوپ بہت شفاف تھی۔۔ صاف۔۔ چمکتی ہوئی۔۔

"شہزاد نامی چوہے کا کیا بنا۔۔؟ "

"اسکا رشتہ پینڈنگ میں ہے۔۔ "

"اسکی تو۔۔ "

"نو گالی۔۔" زاویار نے اسے ٹوکا تو حرم نے چونک کر اسے دیکھا۔ اسکے ایسے دیکھنے پر وہ ہنس دیا تھا۔

"ایک سال تک میڈم کے ساتھ رہا ہوں میں۔ انسان بننا تو بنتا ہی تھا۔" اس نے سر نفی میں ہلایا اور اگنیشن میں چابی گھمائی۔۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔؟ "

"گھر۔۔ "

"اس وقت۔۔؟"

"ہاں۔۔ میڈم سے وعدہ کیا ہے میں نے۔۔ "

"کیسا وعدہ۔۔؟ "

"کتنے گدھے ہو تم۔ ایک دفعہ انہیں فون کر کے اپنی موجودگی یا واپسی کا احساس تک نہیں دلایا۔۔ گھٹیا۔۔!"

"ہم میں سے کون زیادہ گھٹیا ہے۔۔ کیا میں تمہیں بتاؤں، سلطان۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بتانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تم۔۔ ہم دونوں میں سے۔۔ سب سے زیادہ گھٹیا ہو۔۔" اور وہ جانے کیوں ہنس پڑا تھا۔ اسے زاویار کے جواب کا اندازہ تھا لیکن پھر بھی۔۔ ہاں پھر بھی۔۔

"اگر تم نے انہیں مزید رُلایا تو میں تمہارے جبڑے کا لحاظ ہر گز بھی نہیں کرونگا۔۔ یاد رکھنا یہ بات۔۔" اور وہ اس بار واقعتاً سنجیدہ تھا۔ اس نے کھڑکی پر بازو رکھا اور پھر باہر پگھلتی دھوپ کو گہرا سانس لے کر دیکھنے لگا۔

"ڈاکٹر صاحب کیسے ہیں۔۔؟ "

"عنقریب ہونے والے داماد ہیں۔۔ تمہارے والد صاحب کے۔۔" وہ اسکی بات کا مطلب سمجھ کر اداسی سے مسکرایا تھا۔

"مجھے بس سارنگ کی شکل دیکھنی ہے۔۔" زاویار کو حرم کو دیکھتے ہی بننے والی سارنگ کی شکل کا سوچ کر ہی گُدگُدی سی ہوئی تھی۔ ان دونوں کے چہروں پر زخموں کے نشان تھے لیکن وہاں طمانیت تھی۔۔ ایک لمبے اور تھکا دینے والے سفر کے بعد کی طمانیت۔۔ ایک اذیت ناک اور کرب ناک شام کا جیسے اختتام ہوا چاہتا تھا۔۔ ایک نئی اور تازہ صبح کا آغاز بس ہونے ہی والا تھا۔۔ ہاں بس۔۔ اسی پل اس نے اپنا چہرہ زاویار کی جانب پھیرا تھا۔

"گھر جانے سے قبل میں کہیں اور جانا چاہتا ہوں۔" اس نے ایک نگاہ اس پر ڈالی تھی۔ پھر سر اثبات میں ہلایا۔۔

"کہاں جانا ہے۔۔؟ "

"ماں جی کے پاس۔۔ شہوار کے پاس۔۔" اس نے کھلے شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا تھا۔ زاویار نے مزید کوئی سوال نہیں کیا۔۔ اب اسکی کار کارُخ قبرستان کی جانب تھا۔ شام کی سُرخی مائل سی دھوپ ہر جانب

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

Novels Ki Duniya (WEB, FB Page, FB Group)

پکھراج کے پنکھوں کی مانند چمک رہی تھی۔ اس دھوپ تلے۔۔ ایک بیٹا۔۔ اپنی ماں سے اور آنکھوں کو بھلی لگتی اس معصوم محبت سے ملنے جا رہا تھا۔۔ بہت دنوں بعد۔۔

****

شام کے گھرے ہوئے سائے تلے وہ دونوں قبرستان میں داخل ہو رہے تھے۔ قبرستان ویسا ہی تھا۔۔ سنسان، پُراسرار، خاموش۔۔

وہ دونوں اب ایک قبر پر کھڑے تھے۔ حرم کے چہرے پر آج سکون تھا۔ وہ آہستہ سے پنجوں کے بل ماں جی کی قبر کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ زاویار اسکے ساتھ ہی کھڑا، ہاتھ بلند کیے دعا مانگ رہا تھا۔ حرم نے ہاتھ آگے بڑھا کر نم مٹی پر پھیرا۔۔

"آپکی آغوش بہت نرم تھی، ماں جی۔۔ کوئی آغوش اس نرم گرم سی گود کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔" شام کی گھلتی روشنی میں اسکی آواز بہت مدھم اور اداس تھی۔۔

"آپکا بدلہ لیا جا چکا ہے۔۔ بس آپکا بیٹا ویسا نہیں رہا۔۔ معصومیت کھو دی ہے آپکے بیٹے نے۔۔ لیکن معصومیت کا سودا اتنا بھی مہنگا نہیں تھا۔ اس سودے کے دوسرے سِرے پر آپ اور شہوار تھیں۔۔" مٹی پر ہاتھ پھیرتا وہ کہہ رہا تھا۔ ڈھلتا سورج بہت خوبصورت اور سُرخ معلوم ہو رہا تھا۔ آسمان کسی حسینہ کی سُرخی سے لبریز محسوس ہو رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں آپکے پڑھائے سبق بھول گیا، ماں جی۔۔ مجھے بندوقیں چلانا یاد رہ گئیں بس۔۔" زاویار گہرا سانس لے کر دوسری جانب دیکھنے لگا تھا۔ مزید کچھ دیر سرگوشیاں کرنے کے بعد وہ وہاں سے اٹھ گیا تھا۔ اسکا رُخ دو قبریں چھوڑ کر شہوار کی قبر کی جانب تھا۔

سفید بے داغ آنچل اور بے ریا سی سیاہ آنکھیں۔۔ دل جیسے سکڑ کر پھیلا تھا۔۔ وہ آنکھوں کا پہلا خواب تھی۔۔ اسکے چھوٹنے پر آنکھیں تک زخمی ہو گئی تھیں اسکی۔۔ وہ اسکی قبر کے برابر میں آہستہ سے بیٹھ گیا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اسکی قبر کو نہیں چُھوا۔۔ شہوار کو شاید یہ بات پسند نہیں آتی۔۔ اس نے اس سے کچھ نہیں کہا۔۔ اسکے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔۔ زاویار نے جھک کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ اسکا بھاری ہوتا حلق وہ محسوس کر سکتا تھا۔ بدلے لیے جانے کے بعد بھی۔۔ کیا دُکھ ختم ہو جاتے ہیں۔۔؟ یادیں مٹ جاتی ہیں۔۔؟ شامیں تکلیف دینا بند کر دیتی ہیں۔۔؟ شاید نہیں۔۔ شاید کبھی نہیں۔۔ جُدائی زندہ رہتی ہے۔۔ دل سے خون رستا رہتا ہے۔۔

وہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

پھر پلٹ گیا۔۔ زاویار اسکے پیچھے ہی تھا۔ خشک پتوں پر قدم دھرتے وہ گزر رہے تھے۔ اے شام۔۔ اگر تم سے کوئی پوچھے کہ موت سے زیادہ بے رحم شے کیا ہوتی ہے۔ تو اسے کہنا۔۔ زندگی۔۔ !

قبرستان کا دروازہ جُھول رہا تھا۔ ہوا سرسرا رہی تھی۔ مغرب بکھرنے لگی تھی۔ قبریں مہک رہی تھیں۔ عزازیل زندہ تھا۔۔ ابلیس کا خاتمہ ہو چکا تھا۔۔

****

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

لاؤنج میں آج خاصی رونق لگی تھی۔ مغرب ڈھل چکی تھی۔ وہ چہرے کے گرد سفید دوپٹہ باندھے نماز سے فارغ ہو کر ریلنگ کی جانب بڑھ آئی تھی۔ لاؤنج میں شہزاد کی ماں تحائف لیے براجمان تھیں۔ ان کے آس پاس گھر کے افراد موجود خوش گپیوں میں مشغول تھے۔ صوفیہ نے اسے دیکھا تو نیچے آنے کا اشارہ کیا۔۔ اس نے بمشکل مسکرا کر سر ہلایا تھا۔ پھر کمرے کے اندر چلی آئی۔۔ ثانیہ نے اسکے سفید چہرے کو بغور دیکھا تھا۔

"آپی۔۔؟ کیا ہوا۔۔؟ "

"ہاں۔۔ کچھ نہیں۔۔ "وہ الجھ کر دوپٹے کی تہیں چہرے کے اطراف سے کھولنے لگی تھی۔ ثانیہ سنگھار آئینے میں نظر آتے اسکے عکس کو دیکھنے لگی۔

"میری دوستیں کہتی ہیں کہ جب لڑکیاں گُم صُم رہنے لگیں تو انہیں کم و بیش محبت پریشان کر رہی ہوتی ہے۔۔"

اسکے جملے پر وہ جیسے چونکی تھی۔ پھر ابرو سکیڑ کر اسکی جانب پلٹی۔ دوپٹہ کھل گیا تھا اور اب وہ سیاہ بالوں میں برش چلا رہی تھی۔

"فوراً دوستی ختم کرواؤ ایسی لڑکیوں سے۔۔" اس نے اسے گھورا تو ثانی ہنس پڑی۔۔ وہ اب پھر سے چہرہ گھمائے سنگھار آئینے میں اپنا سراپا دیکھ رہی تھی۔

"آپ کسی کا انتظار کر رہی ہیں۔۔؟" وہ اسکے پیچھے چلی آئی۔ سیاہ آنکھیں اگلے ہی پل پھیل سی گئی تھیں۔

"نہیں۔۔ نہیں تو۔۔ "

"آپ شیور ہیں۔۔؟" اف۔۔ بالکل حرم کی طرح پوچھا تھا اس نے یہ۔

"ثانی، مجھے تنگ نہیں کرو۔ نیچے جاؤ۔۔ میں آتی ہوں ابھی۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اوں ہوں۔۔جب تک آپ بتائیں گی نہیں کہ کیا بات تنگ کر رہی ہے آپکو۔۔تب تک میں نہیں جاؤ نگی۔ "

"میں نے سنا ہے کہ سارنگ آرہا ہے رات کو کھانے پر۔۔"ثانیہ کے دانت اگلے ہی پل اندر گئے تھے۔

نازنین اسکے انداز پر مسکرائی تھی۔

"آپی۔۔آپکو یہ کرنے کی ضرورت نہیں۔۔"گلابی رخسار لیے وہ خفگی سے بولتی کمرے سے باہر کی جانب بڑھی تو وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔سانسیں پھر سے بے چین ہونے لگی تھیں۔اس نے بالوں کو ہاف باندھا اور پھر کمرے سے باہر نکل آئی۔جامنی رنگ کی لمبی قمیص اور چوڑی دار پجامہ پہنے وہ سفید روشنیوں تلے پیاری لگ رہی تھی۔
اس نے زینوں سے اترتے ہوئے داخلی دروازے پر ایک دانستہ نگاہ ڈالی تھی۔

پھر وہ آگے بڑھ کر شہزاد کی ماں سے سلام دعا کرنے لگی۔اب وہ صوفے پر براجمان ان سے باتیں کر رہی تھی۔ہر جانب خوشگوار سا ماحول تھا۔۔سکون تھا۔۔یکایک۔۔ثانیہ کے ہاتھ سے شیشے کا گلاس بے اختیار چھوٹ کر زمین پر جا گرا تھا۔سب نے اسکی جانب چونک کر دیکھا تھا۔۔نازنین نہیں پلٹی۔۔اسکا دل بہت بری طرح دھڑک رہی تھی۔وہ جانتی تھی کہ داخلی دروازے پر کون کھڑا تھا۔۔ثانیہ نے چیخ کر اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔لاؤنج میں براجمان ہر فرد اٹھ کھڑا ہوا تھا۔شانزے اپنے کمرے سے نکل آئی تھی۔۔عدیل زینوں پر ہی رُک گیا تھا۔۔سہیل جو لاؤنج میں روحیلہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔۔سُن ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔سب جیسے لمحے بھر کو ٹھہر سا گیا تھا۔۔ایسے جیسے سب اپنی جگہوں سے ہلنا بھول گئے ہوں۔ وہ دو قدم آگے بڑھا۔۔ اسکے پیچھے ہی زاویار تھا۔۔ نازنین نے پلٹ کر اسکی جانب نہیں دیکھا۔ وہ نہیں دیکھ سکی۔۔

"ح۔۔حرم۔۔!!!"روحیلہ اگلے ہی پل بھاگ کر اس سے جا لگی تھیں۔پھر ثانیہ اسکی جانب بھاگی۔وہ بری طرح رو رہی تھی۔سہیل ساکت ہو گئے تھے۔۔ انکی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم کہاں تھے۔۔؟تم کہاں چلے گئے تھے۔۔؟ میرے بچے میں نے تمہیں بہت یاد کیا تھا۔۔"

"بھائی۔۔بھائی۔۔"ثانیہ بس یہی کہہ پارہی تھی۔لفظ جیسے ختم ہوگئے تھے۔ لاؤنج رونے کی آوازوں سے لبریز ہونے لگا تھا۔وہ سب کو ساتھ لگائے دھیمی سی آواز میں تسلی دے رہا تھا۔ سیاہ رات کاٹنے کے بعد بھی تسلی تو بہر حال اسے ہی دینی تھی۔ وہ ان دونوں کو ساتھ لگائے ہی سہیل کی جانب بڑھ آیا تھا۔ ثانیہ اور روحیلہ اس سے الگ ہوگئی تھیں۔ سہیل کے ہاتھ کپکپارہے تھے۔ اگلے ہی پل وہ آگے بڑھے اور اسے خود سے بھینچ کر لگایا۔۔وہ رو رہے تھے۔اس کی جدائی نے انہیں بے حد کمزور کر دیا تھا۔وہ اسے بوڑھے نظر آنے لگے تھے۔۔

صوفیہ آنسو صاف کرتیں اسکے سر پر ہاتھ پھیر کر اسے دعائیں دے رہی تھیں۔وہ دعائیں لینے والا لڑکا تھا۔۔شائستہ سے ملتے وقت وہ مسکرایا تھا۔۔وہ اسے نم آنکھوں سے مسکرا کر خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔عدیل اب اسے خود سے بھینچ کر لگائے ہوئے تھا۔۔ کچھ دنوں پہلے ہی اسکے یہاں بیٹا پیدا ہوا تھا۔۔ شانزے اسے سلام کرتی اب اسے اسکا بھتیجا دکھا رہی تھی۔۔ وہ اسکے معصوم رخساروں کو چھوتا اسے پیار کرنے لگا تھا۔اسی پہر صوفے پر بیٹھی نازنین پر اسکی نگاہ پڑی تھی۔۔وہ جھکا اور اسے دیکھا۔۔

"کیسی ہیں آپ۔۔؟مجھ سے ملیں گی نہیں۔۔؟"نازنین کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں اور ناک سرخ ہو رہی تھی۔ وہ اس سے نظریں نہیں ملا پائی۔۔اگلے ہی پل آہستہ سے وہ اٹھ کر زینوں کی جانب بڑھ گئی تھی۔وہ اسے پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔۔گھر میں یکدم اتنی ہاہمی مچ گئی تھی کہ نازنین کی غیر موجودگی اسکے علاوہ کسی کو بھی محسوس نہیں ہوئی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسی پل داخلی دروازے سے سارنگ اور وجدان داخل ہوئے اور پھر اسے لاؤنج میں شہزاد کی ماں سے جھک کر ملتے دیکھ کر وہ ٹھہر گئے تھے۔ ان دونوں کی شکلیں دیکھنے لائق تھیں۔۔ وجی کی آنکھیں پوری طرح سے پھیل گئی تھیں اور سارنگ پلکیں جھپکانا تک بھول چکا تھا۔ زاویار نے سارنگ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر اسے حرم کی جانب دھکیلا تھا۔۔ وہ ساکت ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔ حرم مسکرایا اور پھر اسے کھینچ کر خود سے لگایا۔۔ سارنگ شاید رو رہا تھا۔۔ حرم نے وجدان کو بھی پاس آنے کا اشارہ کیا تو وہ تیزی سے پاس چلا آیا۔۔ زاویار بھی اسی پل آگے بڑھ آیا تھا۔۔ وہ ان تینوں کو ہی اپنے بازوؤں میں سمیٹ چکا تھا۔ سب انہیں دیکھتے ہنس رہے تھے۔۔ وہ خوشی کا گھر تھا۔۔ وہ آنسوؤں سی نم خوشی کا گھرانہ معلوم ہو رہا تھا۔ کیا، کیوں، کیسے، کب۔۔ کہاں۔۔ سوال ہی سوال تھے۔۔ وہ ثانیہ کو خود سے لگائے سب کے جوابات بہت تسلی سے دے رہا تھا۔۔ سب کی آنکھیں بار بار بھیگنے لگتی تھیں۔ وہ سامنے براجمان تھا۔۔ نگاہوں کو اسکی موجودگی پر یقین نہیں آتا تھا۔ رات قطرہ قطرہ بہتی جا رہی تھی۔ روحیلہ بار بار اسکا چہرہ چُھو کر یقین دہانی کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ ثانیہ اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی اور سہیل کے سوالات ختم نہیں ہو رہے تھے۔ رات کا تیسرا پہر شروع ہوا تو سب نے اسے آرام کا کہہ کر اپنے کمروں کا رُخ کر لیا تھا۔ وہ صبح اٹھنے کے بعد دوبارہ اسے دیکھنے کے لیے اپنے بستر تک چلے گئے تھے۔۔

ان کی آنکھیں اسے دیکھتے دیکھتے نہیں تھک رہی تھیں۔۔

سارنگ اور زاویار کو دروازے تک چھوڑنے چلا آیا تھا وہ۔ زاویار اسے تنبیہہ کر رہا تھا۔ سارنگ ان دونوں کو مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔ زاویار اپنی کار کی جانب بڑھا تو وہ سارنگ کی جانب متوجہ ہوا۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کلینک آؤنگا۔۔کافی پلا دینا۔۔" وہ ہنس دیا تھا۔ پھر سر اثبات میں ہلا کر اسے خود کے ساتھ لگایا۔ حرم میں جان تھی اسکی۔۔ وہ اور زاوی اپنی اپنی منازل کی جانب بڑھے تو وہ گہرا سانس لیتا اندر بڑھ آیا۔۔ لمحے بھر کو اس نے داخلی دروازے پر ٹھہر کر گھر پر اک نگاہ ڈالی تھی۔ گھر وہ ہوتا ہے جہاں انسان خود کو محفوظ محسوس کرے۔ پچھلے ایک سال میں اس نے خود تک آتے ہر شخص کی سانس تک پر شک کیا تھا۔ زندہ رہنے کے لیے اسے اپنی جانب بڑھتے ہر انسان پر شک کرنا تھا۔۔ یہاں تک کہ اس نے ہائیر اپس پر بھی بھروسہ نہیں کیا تھا۔ اس دنیا میں کوئی بھروسے کے قابل نہیں تھا۔

وہ آگے بڑھ آیا۔۔ اسکا رُخ ثانیہ کے کمرے کی جانب تھا۔ وہ دوبارہ اسے نظر نہیں آئی تھی۔ وہ بس اسے ایک نظر دیکھنا چاہتا تھا۔ اگلے ہی پل اس نے دروازہ دھکیلا تو سامنے بستر خالی دکھائی دیا۔ ثانیہ روحیلہ کے کمرے میں سونے چلی گئی تھی۔ وہ اندر چلا آیا۔۔ ایک نگاہ بے ساختہ بالکنی پر پھسلی تو ٹھہر سا گیا۔

ٹھنڈ میں وہ گھٹنوں پر رُخسار رکھے، سو رہی تھی۔ اسکے سیاہ بال جھک کر زمین کو چُھو رہے تھے۔ رات کی سیاہی میں مدھم سی چاندنی تلے وہ، چاندنی کا ہی مجسمہ معلوم ہو رہی تھی۔ وہ وہیں ٹھہرا رہا۔۔ آنکھوں میں نرمی لیے اسکے نازک وجود کو دیکھتا رہا۔ یکایک ہوا کا ایک سرسراتا سا جھونکا اسے چُھو کر گزرا تو وہ کپکپائی۔۔ حرم چونکا۔۔ پھر آگے بڑھ کر بیڈ سے چادر اٹھائی۔ قدم قدم چلتا اس تک چلا آیا۔۔ چادر کھول کر اس پر ڈالی تو اگلے ہی پل اس نے ایک جھٹکے سے رخسار گھٹنے سے ہٹایا تھا۔ نیند سے بھری آنکھیں لیے وہ پہلے پہل تو اپنے اوپر جھکے اسکے ہیولے کو نا سمجھی سے دیکھتی رہی۔۔ حرم نے چادر اس پر ڈالی اور جونہی پلٹنے لگا تو نازنین نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔ وہ ٹھہر گیا تھا۔۔ پھر پلٹ کر اسے دیکھا۔۔ وہ چہرہ اٹھائے اسے ہی تک رہی تھی۔۔

"سو جائیں۔۔ تھکی ہوئی ہیں آپ۔۔ اور یہاں بہت ٹھنڈ ہے۔ بستر پر سوئیں جا کر۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم تھے ناں وہ جو اندھیرے میں مجھ پر چادر ڈال کر خاموشی سے پلٹ جایا کرتے تھے۔۔؟" وہ اسکا جواب جانتے ہوئے بھی سوال کر رہی تھی۔ حرم نے چونک کر اسکی جانب دیکھا تھا۔نازنین نے اسکی جیکٹ کی آہستین اب تک تھامی ہوئی تھی۔۔

"میں اتنا کیئرنگ نہیں ہوں جتنا آپ مجھے سمجھتی ہیں۔" وہ اپنا ہاتھ چھڑانے کے بجائے اسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا تھا۔ نازنین کے سیاہ بال ہولے ہولے اڑ رہے تھے۔ بالوں کے ہالے میں دمکتا اس کا چہرہ آج بھی حرم کو ڈسٹریکٹ کر رہا تھا۔

"مجھے پتا ہے تم کیئرنگ نہیں ہو۔ تم بدتمیز ہو۔۔" وہ ہنس دیا تھا۔چاندنی کی بہتی ندی، اسکی ہنسی پر فریفتہ ہوئی تھی۔ نازنین نے اسکی آہستین متاعِ کُل کی مانند تھامی ہوئی تھی۔اسکی نگاہیں حرم کی کلائی میں بندھے اس تتلی نما ہار پر پھسلی تھیں۔ پھر اسکی نگاہوں نے حرم کی آنکھوں تک سفر کیا تھا۔اپنائیت سے اسے دیکھتیں۔۔ خوبصورت آنکھیں۔۔

"تم نے میرا ہار مجھے واپس نہیں کیا کبھی۔ "

"آپ کو کیا لگتا ہے میں اب تک زندہ کیسے رہا ہوں؟" اسکے سوال پر وہ چونکی تھی۔

" تتلی سے نازنین۔۔نازنین سے سیاہ آنکھیں۔۔ سیاہ آنکھوں سے حرم۔۔ایک دائرہ تھا جس میں ہمیشہ میں آپکے ساتھ قید رہا ہوں۔ تتلی، حرم، نازنین، سیاہ آنکھیں۔ چکر دار دائرہ۔۔ جس میں ہر دفعہ گھوم کر میں آپ تک پہنچ جاتا تھا۔" وہ اسے دیکھتی رہی۔ حرم نے نچلا لب دانتوں تلے دبا لیا تھا۔

"آپ مجھے صبح اٹھ کر دیکھ سکتی ہیں۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ڈرلگ رہا ہے۔۔ صبح اٹھو نگی تو سب ہو گا لیکن تم نہیں ہو گے۔" آہستہ سے کہا تو وہ جواباً اسے کچھ نہ کہہ سکا۔

"آپ ناراض نہیں ہیں مجھ سے۔۔؟" آہستین اب تک اسکی مٹھی میں قید تھی۔نازنین نے ہولے سے سر نفی میں ہلایا تھا۔اسکے لبوں پر دلکش سی مسکراہٹ بھی ابھر آئی تھی۔

"پھر آپ مجھے دیکھ کر اوپر کیوں آ گئی تھیں۔۔؟ "

"میں سب کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔ "

"اور میرے سامنے۔۔؟ میرے سامنے رو سکتی ہیں آپ۔۔؟" لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"ہاں۔۔ "

"ہاں۔۔؟" وہ حیران ہوا تھا۔ آنکھوں میں مسکراتی سی حیرت لیے وہ نازنین کو بالکل چھوٹا بچہ لگا تھا۔

"ہاں۔۔ تمہارے سامنے رو سکتی ہوں میں۔۔ "

"اسپیشل ہوں پھر تو میں۔۔" سر کے پیچھے ہاتھ پھیرا۔۔ رخسار ہلکے سے گلابی ہوئے تھے اسکے۔ نازنین اسکے انداز پر ہنس دی تھی۔

"اسپیشل نہیں۔۔ انتہائی خود پسند ہو تم۔ "

"آپ انصاف کریں۔۔ کیا مجھے خود پسند نہیں ہونا چاہیے۔۔؟" وہ دونوں دھیمی سرگوشی میں ایک دوسرے کو دوبدو جواب دے رہے تھے۔

"خود پسند ہونا اچھی بات نہیں۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"پھر اچھی بات کیا ہے، مس ناز نین انصاری۔۔؟" جس طرح اس نے ناز نین کا نام لیا تھا۔ سامنے بیٹھی لڑکی کے دل میں ہلچل سی مچ گئ تھی۔ اس نے اگلے ہی پل اسکی آہستین چھوڑی تو وہ حیران ہوا۔

"آپ پکڑ سکتی ہیں۔۔ میں یہاں مزید ایسے بیٹھ سکتا ہوں۔۔" آنکھوں میں معصومیت سمیٹ کر کہا تو وہ پھر سے ہنس پڑی۔

"اب جاؤ تم۔۔ سو جاؤ۔۔ آرام کرو۔۔ "

"مجھے نیند کیسے آئے گی اب۔۔؟" وہ خفا ہوا تھا۔ اس نے بالوں کو کان کے پیچھے اڑس کرنا سمجھی سے دیکھا تھا اسے۔۔

"کیا مطلب۔۔؟ "

"آپ بال باندھیں پہلے۔۔ مجھے اپنی بات بُھول رہی ہے بار بار۔۔" اور وہ پھر سے ہنس پڑی تھی۔

"تمہیں کیا مسئلہ ہے میرے بالوں سے۔۔ اتنے تو پیارے ہیں۔" لبوں پر تپاتی ہوئ مسکراہٹ تھی۔ حرم نے اسے آنکھیں پھیلا کر دیکھا تھا۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہ یہ بہت پیارے ہیں۔ "

اسکے جواب پر وہ مسکرا کر اسے دیکھتی رہی تھی۔ پھر اپنے برابر ہاتھ سے جگہ تھپتھپائ تو اسکا اشارہ سمجھ کر وہ آگے بڑھ کر دیوار سے ٹیک لگائے۔۔ اسکے ساتھ آ بیٹھا۔

"کیسی رہیں آپ ایک سال تک۔۔؟ "

"سنبھالتی رہی۔۔ خود کو۔۔ گھر والوں کو۔۔ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"خوش ہیں اب آپ۔۔؟ "

اسکے سوال پر نازنین نے چہرہ گھما کر اسے دیکھا تھا۔ پھر سر اثبات میں ہلایا۔۔

"تھراپی سے ذہنی حالت پہلے سے خاصی بہتر ہو گئی ہے میری۔ ذہنی خانوں میں قید خوف آہستہ آہستہ کر کے اپنے نشان ختم کرتے جا رہے ہیں۔ بابا اور دادا سے ملنے اکثر جاتی ہوں میں۔۔ وجی کا داخلہ میڈیکل کالج میں ہو گیا۔ امی کی طبیعت سنبھل گئی ہے۔۔ بابا کی پراپرٹی واپس مل گئی مجھے۔ اس سب کے بعد اگر ناشکری کی تو کفر کے مترادف ہو گا۔۔" وہ بول کر خاموش ہوئی تو حرم نے سمجھ کر گہرا سانس لیا۔

"تم خوش ہو اب۔۔؟" اس نے سوال کیا تو وہ سامنے دیکھتا رہا۔ اگلے ہی پل اس نے نازنین کی جانب چہرہ پھیرا تھا۔ مسکرا کر خفیف سا سر ہلایا۔

"میں ہمیشہ خوش رہتا ہوں۔ "

"جھوٹ مت بولو۔۔ "

"تکلیف تو ساتھ رہتی ہے۔ ایسے میں خوش رہنا نہیں چھوڑا جا سکتا۔۔ "

"ایسی باتیں صرف تم ہی کر سکتے ہو۔۔" اس نے سچائی سے اعتراف کیا تھا۔ حرم اسے چہرہ پھیرے دیکھ رہا تھا۔

"تم اتنے مضبوط ہو کہ تمہاری مضبوطی خوفزدہ کرتی ہے۔ تم اتنے نارمل رہتے ہو کہ ایب نارمل محسوس ہونے لگتے ہو۔" بالوں کو سمیٹ کر دوسرے کندھے پر ڈالتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"دوسرے لفظوں میں آپ مجھے ناقابلِ قبول کہہ رہی ہیں۔۔؟" وہ اسکے سوال پر ہنس دی تھی۔ وہ خود بھی ہنس رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مت بھولیں کہ اس ناقابلِ قبول مخلوق کو ایک سال تک یاد کیا ہے آپ سب نے۔۔" ٹھہر کر اس نے کہا تو نازنین نے اسے دیکھا۔۔ خفگی سے۔۔

"صرف یاد نہیں۔۔ اس مخلوق نے بہت رُلایا بھی ہے ہم سب کو۔ "

"اسی لیے آپ میرے پلٹنے پر اس شہزاد نامی گدھے سے شادی کر رہی تھیں۔۔؟" اسکی آواز میں موجود خفگی محسوس کر کے نازنین سیدھی ہو بیٹھی تھی۔

"کسی کو گدھا کہنا بری بات ہے۔۔ "

"میں اس سے زیادہ ہائی کوالیٹی کا گھٹیا لفظ استعمال نہیں کر سکتا آپ کے سامنے۔۔" وہ ہنس دی تھی۔

"تمہیں ہائی کوالیٹی کے گھٹیا لفظ آتے بھی ہیں۔۔؟" اسکا مزاق اڑاتا انداز حرم کو آنکھیں کھولنے پر مجبور کر گیا تھا۔ اس نے سرعت سے چہرہ پھیر کر اسے دیکھا تھا۔

"کسی کو بہت خوش فہمی کہ میں خوش گُفتار ہوں۔ مت بُھولیں کہ میں زاویار کا دوست ہوں۔" نازنین نے سر ہلایا تھا محض۔ زاویار کی خوش گفتاری سے کون واقف نہیں تھا بھلا۔۔ دُور کہیں فجر کی اذانیں گونجی تھیں۔۔

رات کی سیاہی میں صبح کی ہلکی سی کرن پُھوٹ پڑی تھی۔

"آپ شہزاد سے شادی نہیں کریں گی۔ آپ اسے پسند نہیں کرتیں اور نہ ہی وہ آپکے قابل ہے۔۔" سعادت مندی سے کہا تو وہ ہاتھ باندھے، مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھنے لگی۔

"تم۔۔ جیلس ہو رہے ہو۔۔؟" اسکے سوال پر جیسے اسے کسی نے ڈنک مارا تھا۔

"کیا۔۔؟ نہیں "!

"پھر شہزاد بالکل ٹھیک ہے۔۔ "

"نازنین۔۔ "!

"ہاں۔۔کیا۔۔؟"انجان بنتے ہوئے پوچھا تو حرم نے دیکھا۔

"زیادہ کچھ نہیں ہوگا۔شہزاد خود گھر پر آکر۔۔آپ کے رشتے سے انکار کر کے جائے گا۔۔ "

"حرم۔۔!"اب اسکی باری تھی اسے گھر کنے کی۔وہ سکون سے مسکرایا تھا۔پھر بیچارگی سے کندھے اچکائے۔

"مجھے نماز پڑھنی ہے۔۔"وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔اس نے بےساختہ ہی اسکی کلائی تھام لی تھی۔پھر اٹھ کر اسکے مقابل کھڑا ہوا۔اسکی کلائی اگلے ہی پل چھوڑ دی۔

"بس دو سال چھوٹا ہوں میں آپ سے۔۔ "

اسکی بات پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"تو۔۔؟"اگلے ہی پل ہاتھ باندھ کر اعتماد سے اسے دیکھا۔وہ اسکے انداز پر گڑبڑایا تھا۔

"تو یہ کہ آپ نے وجدان کو یہ کیوں کہا کہ میں آپکو بچہ لگتا ہوں۔۔؟"اور وہ اسے چہرہ اٹھائے دیکھ کر رہ گئی تھی۔ وہ واقعتاً پوچھ رہا تھا۔

ایک سال سے اس نے یہ سوال خود کے پاس سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔نازنین کو سمجھ نہیں آیا کہ اسے کیا جواب دے۔وہ اسے ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ لگ رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا تمہارے اس سوال کے بعد مجھے یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ تم بچے کیوں لگتے ہو مجھے۔۔؟" اس نے ذو معنی سا طنز کیا اور پھر وضو بنانے پلٹ گئ۔ وہ بے بسی سے گردن کے پیچھے ہاتھ پھیر کر ہنس دیا تھا۔ اسے اسکا جواب مل گیا تھا۔۔ چاندنی اب ٹھنڈی سی روشنی میں تحلیل ہوتی جا رہی تھی۔ اور وہ دونوں اس روشنی تلے، مسکرا رہے تھے۔

****

اگلے دنوں میں شہزاد کے رشتے سے انکار ہو گیا۔ گھر والے پریشان تھے کہ بغیر کسی وجہ کے شہزاد رشتہ کیسے واپس لے سکتا تھا۔ نازنین نے ایک نظر سامنے صوفے پر براجمان حرم پر ڈالی تھی۔ وہ نظر نہیں، گھوری تھی۔ حرم نے مسکرا کر بیچارگی سے کندھے اچکائے تھے۔

زاویار اب اپنی ماں کو لیے بستی میں آٹھہرا تھا۔ وہ روبینہ کو اپنے قریب رکھنا چاہتا تھا۔ بستی ایجنسی سے بے حد قریب تھی۔ اگلے دن وہ سب سارنگ کے کلینک میں چلے آئے تھے۔ اس نے کافی پارٹی رکھی تھی۔ حرم کے واپس آنے کی خوشی میں۔۔ ان کی خوش گپیوں سے کلینک کی سفید روشنیاں مزید روشن محسوس ہونے لگی تھیں۔ گھر کی جانب پلٹتے ہوئے نازنین زاویار تک چلی آئ تھی۔۔ حرم، ثانیہ کے ساتھ اندر جا چکا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرائ تھی۔

"تم نے وعدہ پورا کر دیا۔۔ تم واقعی میرے سولجر ہو، زاویار۔۔" وہ محض مسکرا کر رہ گیا تھا۔

"یہ تنگ کرے تو بتائیے گا۔۔" اسکا انداز ویسا ہی تھا۔ نازنین ہنس دی تھی۔ وہ مسکرا کر اسے ہاتھ ہلا تا پلٹ گیا تھا۔ سڑک تک آتے آتے اسکی مسکراہٹ سمٹ گئ تھی۔ لیکن دل مطمئن تھا۔ اس نے وہی کیا تھا جو اسے کرنا چاہیئے تھا۔ وہ اپنے دوست کے لیے۔۔ نازنین کے لیے بے حد خوش تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے گھر میں داخل ہو کر روبینہ کے کمرے کا رُخ کیا اور پھر ان کے ہاتھ پر سر رکھے ہی سو گیا۔ وہ انہیں اب تک یاد نہیں آیا تھا۔۔ لیکن وہ اسے آہستگی سے قبول کرنے لگی تھیں۔ وہ اسے زاویار پکارنے لگی تھیں۔ اسکے لیے بس یہی کافی تھا۔

حرم نے نازنین کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ اب اسکے سامنے دروازہ کھولے کھڑی تھی۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔

"اب کوئی شہزادر شتہ نہیں لا سکے گا۔ "

"یہ بتانے کے لیے دروازہ بجایا ہے تم نے۔۔؟" وہ مسکراہٹ دبائے پوچھ رہی تھی۔ حرم نے سر نفی میں ہلایا تھا۔

"کیا آپ۔۔شادی کریں گی مجھ سے۔۔؟ "

"اگر میں انکار کر دوں تو۔۔؟" نازنین نے اپنی ٹھوڑی کچھ اوپر اٹھائی تھی۔۔

"کیا آپکے پاس چوائس ہے۔۔؟" بھوری آنکھیں مسکرائی تھیں۔ نازنین نے دروازہ اگلے ہی پل اسکے منہ پر بند کیا تو وہ ہنستا ہوا پلٹا۔۔

دوسرے دن وہ لائبریری میں کھڑی کوئی کتاب نکال رہی تھی۔ حرم آہستگی سے اسکے ساتھ آ کھڑا ہوا۔۔ نازنین نے اسی پہر اپنی ہتھیلی اسکے سامنے پھیلائی تو وہ حیران ہوا۔۔

"کیا۔۔؟ "

"میرا نیکلیس۔۔جو تم نے ہاتھ میں باندھ رکھا ہے۔۔ "

All Rights Reserved/Don’t copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یہ اب میرا ہے۔۔"اس نے بچوں کی طرح ہاتھ کمر کے پیچھے کر لیا تھا۔نازنین نے زور سے کتاب بند کی۔لب بھینچ کر، آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔۔

"وہ تمہارا کیسے ہو گیا۔۔؟ "

"کیونکہ اب کوئی شہزاد آپکے لیے رشتہ نہیں لا سکے گا۔۔"اور جملے کے آخر میں وہ خود ہی ہنس پڑا تھا۔نازنین بمشکل مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اسکا کیا تعلق ہے میرے نیکلیس سے۔۔؟ "

"اسکا یہ تعلق ہے۔۔کہ شہزاد کے علاوہ آپکے پاس ایک معصوم شُوٹر کا انتہائی مناسب رشتہ موجود ہے۔جب آپ رشتے کے لیے ہامی بھریں گی۔تو آپ آفیشلی اس شُوٹر کی ہو جائنگی۔جب آپ اس شُوٹر کی ہو جائنگی تو اصولی طور پر آپ کی چیزوں پر اس شُوٹر کا حق ہو گا۔اس طرح یہ نیکلیس میرا ہے۔"

"گاڈ۔۔!!"نازنین اسکی وضاحت پر سُرخ ہوئی تھی۔اس نے اسکے کندھے پر کتاب مار کر اسے پرے ہٹایا اور باہر کی جانب چلی آئی۔وہ اسے چلتے پھرتے تنگ کرتا رہا۔۔اور ایک دن سہیل نے اس سے پوچھ ہی لیا۔۔

"نازنین کو پسند کرتے ہو تم۔؟"وہ بری طرح چونکا تھا۔لاؤنج میں براجمان ہر شخص کی نگاہ اسکی جانب تھی۔

"جی۔۔؟"اسکے سوالیہ سے "جی" پر ثانیہ اور نازنین کی دبی دبی سی ہنسی ابھری۔۔

"میرا خیال ہے تم راضی ہو۔۔کیونکہ کسی شہزاد کا رشتہ تو اب ویسے بھی نہیں آئے گا۔۔" اور ان کی جانب سے ایسی چوٹ پر وہ واقعتاً گڑبڑا گیا تھا۔ سب ہنس دیے۔۔ آخر میں وہ خود پر ہنس پڑا تھا۔پھر اس نے چہرہ پھیر کر نازنین کو دیکھا۔۔ابرو اچکائے۔۔ "آپ شُوٹر کی ہیں۔۔ اور آپکی کی ہر شے پر اس شُوٹر کا حق

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہے۔۔" وہ کہہ رہا تھا۔ نازنین نے گہرا سانس لے کر سر ہلایا تھا محض۔۔ اگلے دنوں میں اسکی حرم سے نسبت طے کر دی گئ تھی۔ وہ آفیشلی شُوٹر کی ہو گئ تھی۔۔

کئ راتوں بعد اس کے فون پر ایک پیغام ابھرا تھا۔۔

وہ خاموشی سے کمرے سے اٹھ آیا۔

وہ کمرے سے باہر کی جانب بڑھا۔ رات کا تیسرا پہر چل رہا تھا۔ اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سن کر وہ لمحے بھر کو ٹھہرا تھا۔۔ پھر پلٹا۔۔ کمرے کی چوکھٹ پر نازنین کھڑی تھی۔ اسکے سیاہ بال اطراف میں گر رہے تھے اور آنکھوں میں نیند کا کچا سا گلابی پن تھا۔ اسے اس وقت جاتا دیکھ کر بالکل چپ چاپ رہ گئ تھی وہ۔۔

"کہاں جا رہے ہو۔۔؟" اس نے پوچھا۔۔ ساتھ ہی پاس چلی آئ۔ ٹھنڈے ماربل پر وہ ننگے پیر کھڑی اس سے استفسار کر رہی تھی۔ حرم کے ہاتھ میں لوڈ ہوا پستول دیکھ کر وہ اندر ہی اندر گھبرائ تھی۔

"وہیں جہاں سے میرا تعلق ہے۔ فیلڈ پر۔۔ "

"اس وقت۔۔؟" اترتی رات دیکھ کر وہ پریشانی سے بولی تھی۔

"آرڈرز از آرڈر۔۔ "

"تم جب بھی جاتے ہو۔۔ واپس نہیں آتے۔۔ "

"واپس نہیں آتا۔۔؟ پھر یہ آپکے سامنے کون کھڑا ہے۔۔؟ میرا بھوت؟" وہ مدھم سی آواز میں مسکرا کر بولا تو نازنین نے سر نفی میں ہلایا۔ اسکی آنکھوں میں ہلکی سی نمی بھی ابھر آئ تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"تم یہ کام کیوں کر رہے ہو۔۔؟ ایک نارمل زندگی بھی تو گزار سکتے ہو ناں تم۔۔؟" ریلنگ پر ایک ہاتھ ٹکائے وہ چہرہ اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھی۔ حرم کو اسکا ہاتھ چھوئے بغیر اندازہ تھا کہ وہ یخ ہو گا۔ اسکی نگاہوں نے نازنین کی سیاہ آنکھوں تک سفر کیا تھا۔

"نارمل۔۔ میرے لیے اب یہی زندگی نارمل ہے۔" لمحے بھر کو اس نے پستول اٹھا کر اسے دکھایا تھا۔ "میں مزید کسی بچے کو اپنی ماں کے بغیر زندہ نہیں دیکھ سکتا۔ میں کسی کو بچپن کی محرومی کے ساتھ بڑھتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا۔ میں کسی لڑکی کو اپنے خوفناک خوابوں سے ڈر کر اٹھتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا۔ میں۔۔ ان سب کی نارمل زندگیوں کے لیے۔۔ ایک ایب نارمل زندگی گزار لونگا۔ کیونکہ مزید کسی بستی کی تباہ حالی دیکھنا میرے بس میں نہیں ہو گا۔" اسکا جواب بالکل مدھم لیکن مضبوط تھا۔۔ نازنین کی سماعت میں اسکی بھاری سی مضبوط آواز گُھلنے لگی تھی۔ ریلنگ پر رکھا اسکا ہاتھ ٹھنڈا پڑتا جا رہا تھا۔

"تم وعدہ کرو۔۔ کہ واپس آؤ گے۔۔" وہ چہرہ اٹھائے اس سے وعدہ مانگ رہی تھی۔ شاید اسی لیے کہ وہ وعدوں کو نہیں بھلایا کرتا تھا۔ شاید اسی لیے کہ وہ وعدوں کی تکمیل کے لیے اپنی جان تک رہن رکھوا سکتا تھا۔ اس نے ریلنگ سے اپنا یخ ہاتھ ہٹا کر اسکے سامنے پھیلایا۔

وہ اسکے ہاتھ کو دیکھتا رہا۔ گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"وعدہ کرو۔۔ "

"آپکو مجھ پر یقین نہیں ہے۔۔؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ہے۔۔ بہت ہے۔۔ لیکن وعدہ کرو۔ تمہارے وعدے تمہیں باندھ کر رکھتے ہیں۔ وعدہ کرو کہ تم فیلڈ پر اپنی حفاظت کرو گے۔ میرے لیے تم واپس آؤ گے۔۔" حرم محبت بھری نظروں سے اسکا چہرہ تکتا رہا۔ پھر اپنا نرم گرم سا ہاتھ اٹھا کر اسکا یخ ہاتھ قید کیا۔۔

"وعدہ۔۔ "

"واپس آؤ گے۔۔؟" اسکی آواز کانپی تھی۔ حرم نے گہرا سانس لیا۔ بولا تو آواز بوجھل تھی۔۔

"واپس آؤنگا۔۔ "

"میں انتظار کرونگی۔۔" اس نے اپنے ہاتھ کو اسکے ہاتھ میں قید دیکھا تو آہستہ سے کہا۔ وہ ہلکا سا مسکرایا تھا۔

"اب آرام کریں۔ میں آپ سے رابطے میں رہونگا۔۔ "

"اوکے۔ میں تمہارے ہر پیغام کا انتظار کرونگی۔" اسکی آنکھیں جھلملائی تھیں۔ وہ پلکیں جھپکائے بغیر اسکی آنکھیں دیکھتا رہ گیا۔

"ایسے کھڑی رہیں گی تو کیسے جاؤنگا میں۔۔؟" اسکی آواز بوجھل ہو رہی تھی۔ وہ یہاں کھڑی رہتی۔۔ ایسی آنکھوں سے دیکھتی تو وہ کیسے جاتا۔۔؟

"میں نے تمہیں نہیں روکا۔۔" وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔ پھر اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکال لیا۔ حرم کا ہاتھ خالی رہ گیا تھا۔

"آپ میری کمزوری ہیں۔۔ پتا ہے ناں آپکو۔۔؟" اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جانتی ہوں۔۔ لیکن میں تمہاری طاقت بننا چاہتی ہوں۔ کمزوری نہیں۔۔" وہ چندپل اسے دیکھتا رہا۔ پھر ہولے سے مسکرایا۔

"آپکے بال مجھے بہت پسند ہیں۔" چندپل بعد وہ پھر سے بولا تو نازنین نے مسکراہٹ دبائی۔

"اتنے آبسیسڈ کیوں ہو تم میرے بالوں سے۔۔؟" اس نے یونہی اپنے بالوں کو چُھو کر پوچھا تھا۔ حرم نے اسکی بات نہیں سنی۔۔ کسی لمحے کے زیرِ اثر وہ ہاتھ اٹھا کر اسکے نرم بالوں کو چُھونا چاہتا تھا۔۔ لیکن اگلے ہی پل ٹھہر گیا۔ اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ نازنین اسکے انداز کو بغور دیکھ رہی تھی۔

"بس۔۔ میں آبسیسڈ ہوں۔۔"

"اب یہ مت کہنا کہ ان پر بھی تمہارا حق ہے۔" وہ شوخ ہوئی تھی۔ اسکے مقابل کھڑا لڑکا ہنس دیا۔۔

"حق تو ہے۔۔" دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے اس نے معنی خیزی سے کہا تھا۔ نازنین کے رخسار بے ساختہ گلابی ہوئے تھے۔ زینوں کے دہانے پر ٹھہر کر اس نے ایک بار نازنین کی جانب دیکھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ خود پر قابو نہیں رکھ پاتا۔۔ تیزی سے زینے اترتا چلا گیا۔ نازنین کی نگاہیں دور تک اسکا پیچھا کر رہی تھیں۔ اسکی آنکھیں نم تھیں لیکن لب آسودگی سے مسکرا رہے تھے۔ حرم نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔۔ پیچھے مڑ کر دیکھنے کا مطلب تھا۔۔ اپنے قدموں کو زنجیر کر دینا۔۔

اس نے کال بیک کی اور پھر فون سنتا آگے بڑھ گیا۔

"آپریشن ان پراسس، زیرو۔۔" کئی لمحات بعد اب آؤٹ ڈور شُوٹنگ سینٹر میں اسکا ہیولہ ہاتھ لمبا کیے نشانہ لے رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"راجر سر۔۔" اس نے کان میں لگے آلے کو دبا کر کہا۔ اسی پہر کوئی اسکے ساتھ آ کھڑا ہوا تھا۔ وہ کانٹریکٹ ری نیو کر چکے تھے۔ اس دفعہ ٹاسک فورس کا حصہ زاویار بھی تھا۔۔

"آرگن ٹریفکنگ، بلیک آپریشن شروع ہوا چاہتا ہے۔۔" فضا میں یکدم گولیوں کی بلند آواز گونجی اور سامنے جھولتا ٹارگٹ، درمیانی دائرے سے پھٹ گیا۔

"حرم اور زاویار فیلڈ پر ہیں۔۔ ویلکم بیک شوٹرز۔۔ "

طالوت کے ہیولے نے کہیں پیچھے سے مسکرا کر کہا تھا۔

زاویار اور وہ۔۔ پے در پے گولیوں سے ٹارگیٹ چھلنی کرتے جا رہے تھے۔۔

اور ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہو۔۔

روکو ظالم کا ہاتھ۔۔

کہ جو نہ روکے ایسے ہاتھوں کو۔۔

وہ خود ظالم ہے۔۔ سب بڑا۔۔

گولیوں کی گونج فضا میں بڑھتی جا رہی تھی۔۔

زاویار نے ایک لمحے کے لیے اسے دیکھا۔

حرم نے بھی اسے دیکھا تھا۔

وہ دونوں ہلکا سا مسکرائے تھے۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور پھر کچھ یوں ہوا کہ۔۔

اک سفر۔۔ تمام ہو گیا۔۔

اسکے اتمام کے ساتھ ہی۔۔

اک سفر کا آغاز ہو گیا۔۔

****

ختم شد۔

****

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَلامُ عَلَيْكُم احباب۔۔۔۔"

ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔ "

"ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ /پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

(user name @zoyatalib77) Facebook page :- Novels ki duniya

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2